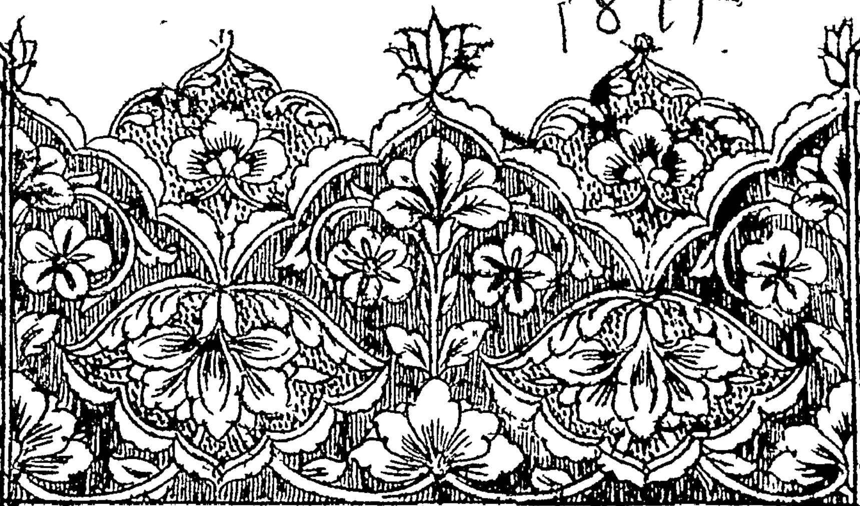


بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و سپاس بی نہایت و ثنای بی غایت اوس جناب احدیت اور شان الوہیت کو کہ جسکا ظہور پر نور ہر جا جلوہ گر ہے بیت جگ مین آکر اودہر اودہر دیکھا + نظر آیا وہی جدہر دیکھا + علی اللہ در القایل بیت از بسکہ چہا رہا ہی عالم مین نور اوسکا + ہر برگ و ہر شجر مین دیکھو ظہور اوسکا + اور میر حسن نے کیا اچہا ہی مضمون توحید مین ٹانکا ہی بیت نہ گوہر مین ہے اور نہ سنگ مین + ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین + تامل سے گر کیجیے غور دیکھہ + تو سب ہی وہی ور نہین اور دیکھہ + اور شکر و نیاز بعدد ستارگان آسمان و قطرہ ہای باران و برگ ہای درختان و ریگ بیابان و ذرہ ہای زمین و زمان خاص اُس خدا کو سزاوار ہی کہ یگانگی اوسکی صفت اور جلال و کبر خاصیت ہی اوسکی جلال و کمال سے کوئی آفریدہ آگاہ اور اوسکی حقیقت معرفت مین کسیکو راہ نہین بلکہ منتہای معرفت صدیقان اقرار بعجز کرنا حقیقت معرفت سی ہے اور اوسکی حمد و ثنا مین اپنے قصور پر اعتراف لانا عین اعتراف فرشتگان و انبیا اور غایت عقل عقلا ہی قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ما عرفناک حق معرفتک جناب الٰہی کے ابتدائی اشراق جلا

مین حیرت اور انتہائی طلسم قدرت مین ہست ہی اور اوسکی دیدار جمال سے آنکہونکو خیرگی ابصار و نظر سے بہرہ عقول عقلا اوسکی صنع عجائبات مین معرفت ضروری ہے اوسکو لازم نہین کہ یہان چون و چرا کا دم ماری کیونکہ کل مخلوقات اوسکی قدرت کاملہ کے آثار اور تمام یہہ صنایع و بدایع ارضی سماوی و ما فیہا اوسکی گنج نعمت کا ایک گوشہ ہے حمد و سپاس خاص اوس خدا کے واسطے ہے کہ جو مالک رحیم اور جواد کریم اور عزیز سلیم ہے کہ جسنی زمین و آسمان کو بقدرت کاملہ خود عدم سے وجود مین جلوہ گر کرکے مدار امور کونین کو اپنی حکمت کے حوالہ مین رکھا اور اسکا کہ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ ہی اس حکیم مطلق نے جن و انس کو واسطی عبادت اپنی کے پیدا کیا اوسکے واسطے مراحل ابتلاء کا مقصد کنندگان سکے واسطی مدرجہ جات روشن اور نظر کنندگان کے واسطی دلیل واضح ہے بلکہ یہہ بہی مد نظر ہے کہ جس جانب راہ ہدایت دکہادی اور جسے بچایا ہے اوسی جسکو مہیا دو وتعز من تشاء وتذل من تشاء وہ سبحان ہدایت سی خوب دانا ہے بیت

اک عیش و طرب کا مبتلا ہے جگ مین * گر ار ہے جی سے اک خدا ہی جگ مین - مین واسطہ فدا ہون جان و دل سے لوگو * جسکا کہ یہہ جلوہ ہو رہا ہی جگ مین *

مناجات

نور احمد کو الہی کر عطا * روز محشر وامن [illegible] * تجہ سی چاہتا ہون مین رب جلیل * مجکو اس دنیا مین مت کیجو ذلیل * کوئی دم دنیا مین جو دم مہمان ہے - واقعی یہہ کام کم اور کم مین ہے یا الہی مجہ سے غفلت دور کر * دل کو خوف و غم سے بہر پور کر کہ * عشق مین اپنی لوائے کرم لا مجہے اور بخش راہ مستقیم * گو کہ تو اکدم نہین مجہ سے جدا * تجکو اقرب نے قرآن مین کہا * لیک میری چشم حق مین کور ہے * اور یہہ جنگ نفس بہی مہ رو رہے * تو معمور المدین [illegible] پر گنہ کیا کر سارا روسیاہ * لیک خود تو نے کہا لا تقنطو * اسپہ مین نادان ہمین ہون منکسر موم مو * یا الہی ست ربی ذو الجلال * انت مولائی ذو العز و کمال * در پہ آیا ہون بکر تحیت *

دیباچہ

آبرو نی خود بعصیان ریختہ * بندہ کو لازم ہے تیری بندگی * مین رہا قاصر بصد شرمندگی *
ہر گہڑی ہر آن اور ہر دم مجہے * رکہنا عشرت مین سدا بیغم مجہے * اب بقیہ عمر جو کم بیش ہے *
کر تیرا ہو فضل پہر تو عیش ہے * حاسدونکی حسد سے محفوظ رکہہ * دین و دنیا مین مجہی محظوظ رکہہ *
سب گناہون سے ہی توبہ ای کریم * تب علینا انت تواب الرحیم * رنج تنہائی نی مارا ہے مجہے *
بندہ ہون اور شرم ہی میری تجہے * ہی وسیلہ میر احمد مجتبیٰ * اور وصی اوسکا علی المرتضیٰ *
خادم و چاکر ہون مین شبیر کا * مدح خوان ہون عابد دلگیر کا * یا الہی از طفیل مصطفےٰ *
سید کونین احمد مجتبےٰ * آرزو میری الہی کر قبول * روز محشر مین ہون و آل رسول *
اس زمانہ مین مجہی دلشاد رکہہ * کر عطا فرزند گہر آباد رکہہ * اور قیامت مین طفیل پنجتن *
دور رکہیو مجہسی سب رنج و محن * عاجزہ میری کو با عفت سدا * مہربانی سے تو رکہیو ای خدا *
فکر دنیاوی سی مت کیجو حزین * انت رب انت خیر الراحمین * رحم کیجی مجہپہ یا خیر الکریم *
دور رکہہ مجہسی شیطان رجیم * مجکو دنیا کا نکر ہرگز اسیر * سہل مجہپہ کردی جو کچہہ ہے عسیر *
گرچہ تو ہی مالک و الہی غفور * پر عطا دس چیز ہون مجکو ضرور * اول اطاعت مین رکہہ محکم مجہے *
یاد رکہون ہر گہڑی ہر دم تجہے * دوسری منظور کر میری کلام * جو درود انبیا بولون مدام *
تیسری رکہہ چار یارونکا مطیع * روز محشر کر میر احمد شفیع * چوتہی یہہ عرض ستار العیوب *
کر میری ماں باپ کا انجام خوب * گر مجہی اولاد بخشی ای الٰہ * دیر بہر رکہنا اونہون پر تو نگاہ *
پانچوین مشفق جو ہین میری عزیز * تا ابد رکہہ اونکو مولی پر تمیز * اور چہٹی یہہ عرض ہی یا ذوالکرام *
رکہہ معزز خلق مین ہر صبح و شام * ساتوین مقروض دنیا کا نکر * آٹہوین ایمان مین قربان ہو عمر *
اور عذاب قبر سے محفوظ رکہہ * ہر دو عالم مین مجہی محظوظ رکہہ * دسوین ہی میری تمنا کردگار *
خانہ کعبہ مین ہووی مجکو بار * جو خطا مین نی کئی ہین کر عطا * پنجتن پاک مین ہی التجا *

تنگدستی سے سدا رہتا ہوں تنگ ❊ عقل میری دب گئی ہے بن جنگ ❊ اس کہیری سے مجھکو آزاد کر ❊
الغرض جسمیں ہو دل شاد کر ❊ عرض میری اب روا ہووے قبول ❊ ہو بحق مصطفیٰ و آل رسول ❊
رزق دے مجھکو حلال اے کردگار ❊ پاک کر دلکو میرے از حرص و آز ❊ علم دین کی مجھکو توفیق دے ❊
حدیث و آیات کی توفیق دے ❊ امر نہی اور ہے یاد و الحلال ❊ دوست رکھ مجھکو با کمال ❊
دور ہو چشتی سے یا رب فاطمہ ❊ عاقبت بالخیر و حسن خاتمہ ❊ ماکمائی جتنے سب اولاد ہوں ❊
جو کہ اونکے دوست ہیں آباد ہوں ❊ جو کہ ہیں بدخواہ اس سرکار کا ❊ او سپہ پر ال قہر ہو قہار کا ❊
ہیں گورنر لفٹننٹ عالی مکان ❊ نامور مسکلوڈ صاحب عالیشان ❊ دادر ربانی کا جو احسان ہے تمام
ابھی در پر ہر گھڑی ہر صبح و شام ❊ اور ہزار منت سے شکر ہر ایک ❊ قدردان اہل علم و ہنر ❊
لیک صاحب صاحب جود و سخا ❊ ابر رحمت بحر لطف و عطا ❊ ابر رحمت احسن و اہل جاہ ❊
پرورش سے جہاں میں پل رہا ❊ صاحب پر کمترین وفا ❊ عدل میں نوشیروان کا یادگار ❊
پارس پر اعجاز اہل کرم ❊ حاکم دین جاہ با سیف و قلم ❊ دوست انکے سربسر خورسند ہوں ❊
اور عدو انکے سدا دربند ہوں ❊ سر پہ انکے ہے سایہ علم ❊ ادہ سو جگ میں ستیہ سدا ہو ❊ صاحب عالیشان ❊ یک حاکم رعایا پرور ہیں
پلیس کے اور جسقدر حکام ہیں ❊ وصف انکی ساری خاص و عام ہیں ❊ بری مدد جونکی اسی ملیں
شاد رکھ دشمن ہوں سب انکی ذلیل در نعت سید المرسلین خاتم النبیین
محبوب رب العالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم اور درود نامعدود اوس ستودہ سرور کائنات خلاصہ
موجودات عالی درجات بیکو صفات پاکذات کو سزاوار ہے کہ جسکی ذات بابرکات کو اللہ
تعالیٰ نے اپنے نور سے خلق کرکے مژدہ لَولاکَ لَمَا خَلَقتُ الافلاک سنایا ہے شعر
نہوتا وہ اگر زینت دہ خاک ❊ تصدق خاک پر ہوتی نہ افلاک ❊ عرش جو کچھ ہے اسکا طفیل

وہ عالم اسکا خود ہی یا غدا ہے اور اپنے نزدیک تو یون ہے ؛ **شعر**

کیا اوسکی صفت کرے زبان ادراک ؛ خود حق نے کہا ہو جسکی حق مین لولاک ؛

ظاہر مین تو یون ہے پر باطن دیکہو ظاہر کیا اوسنے نور اپنا از خاک سبحان اللہ کیا،

وجود ذی جود ہمارے جناب پیغمبر علیہ الصلوۃ الملک الاکبر کا ہے کہ سید پیغمبران اور راہ

نمای مومنان ہو ذات اون کی امین اسرار ربوبیت برگزیدہ حضرت الوہیت بعدہ

اصحاب کبار رہبر چہار اور اہل بیت کہ جنکی شان عالی شان مین اہلبیتی کسفینۃ النوح

من رکب علیہا نجی اور اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم خود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے + **غزل من مصنف**

نمایان ہے بعرش و فرش یکسر نور احمد کا ؛ نمونہ ایک گل کا ہے قمر شمس اوسکے مسند کا

تعجب کیا ہے ہو جاوے قلم میرا زبرجد کا ؛ زہے طالع میری واہ واہ ثنا خوان محمد کا

فدا مین اسلئے ہون میم احمد پر سنو لوگو ؛ رکہین گر حمد پر تو نام پیدا ہو محمد کا

الٰہی کر میسر ہی قسمت کہ مین مشتاق از حد ہون ؛ کہ جو سوون مین مجرہ جا رسول اللہ کی مرقد کا

مروت اور محبت اول وثانی سے پیدا ہے ؛ سبب نام مبارک مین یہہ ہی میم مشدد کا

رسولون اور نبیون کی شرف ذات محمد ہے ؛ کوئی ثانی نہین ہی خلق مین اوس ذات امجد کا

خیال فصلہ کرلے جواب دن رات رہتا ہی ؛ چراغ گور محشر تک رہیگا نور احمد کا

در مناقب حضرت فیض درجت محبوب شاہ رسالت مالک خزانہ نبوت وصی مصطفے علی المرتضی کرم اللہ وجہہ واصحاب کبار

از انجاکہ اصل ہر فرع فقر یعنے چہار پیر چودہ خانوادہ کا ذات عالی درجات جناب علی

کرم اللہ وجہہ ہے اس نظر سے مناقب انتخاب کرامت مآب زیب دیباچہ ہونا

نہایت مناسب نظر آیا **مصرع** گر قبول افتد رہے عز و شرف

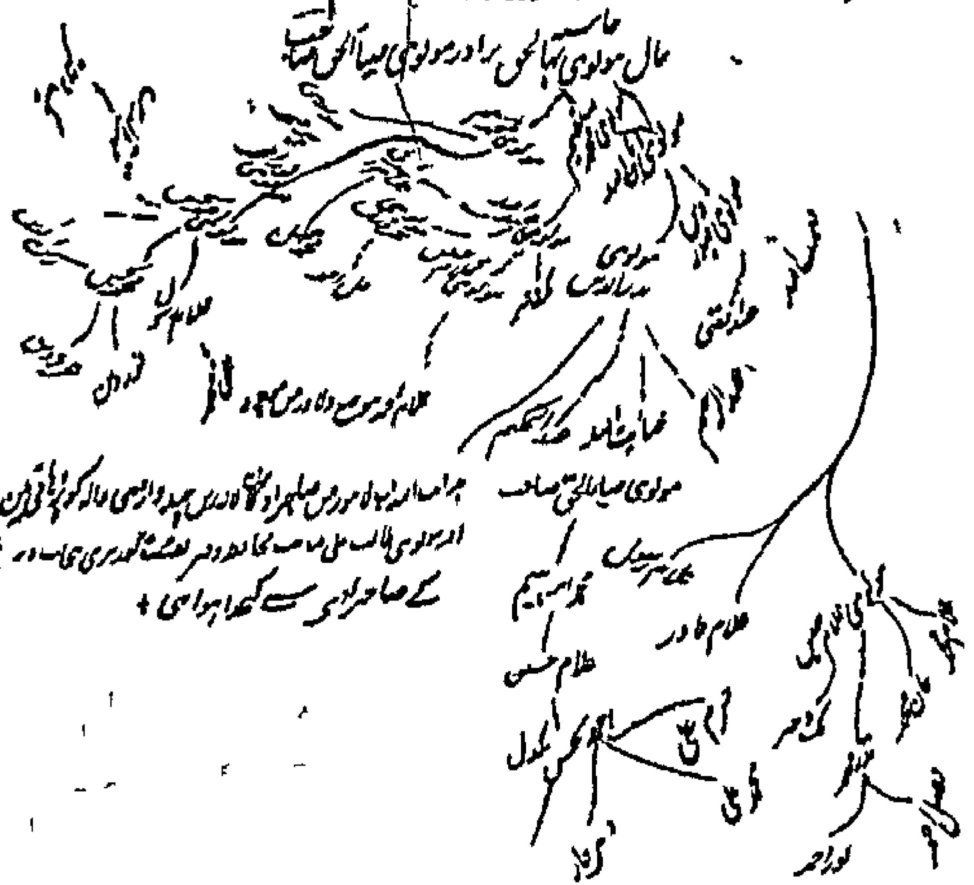
اور سلام و تسلیمات بیشمار و بیکراں ساطع اوس امام والا مقام نائب حضرت خیر الانام
کی جناب میں ادا کرنی واجبات سے ہے کہ جس شکنندہ قلعہ خیبر قاتل عمرو عنتر کے
شان میں ہر زمان حور و غلمان یوں ترانہ سنج ہیں کہ لا فتی الا علی لا سیف
الا ذو الفقار **شعر** شان ہوں کس سے ادا اوسکی جناب +
مثل ہے یہ کہ جو ثنا یہ بڑی بات محمد صادق فرماتے ہیں کہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا
و انت منی و انا منک و لحمک لحمی و دمک دمی جسمک جسمی من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اور ہزاراں ہزار تعظیم و تحائف کبار اور تسلیم اور درود لا تعد و بیشمار اوسکی
آل اطہار اور اصحاب کبار پر نازل ہو جو اس **شعر** کے مصداق ہیں کہ جنکی جماعت
قیام جہاں و کشتی یہ پایا ہے رتبہ کہاں + ادہیں کے سبب حشر تک رہیں
رہیگا شگفتہ یہ گلزار دیں +

احوال مصنف مع سبب تالیف کتاب

حال احوال مستر حقیر پر تقصیر اسیر نفس شریر پر جرم و ہیچمیرز
راجی الی رحمۃ اللہ الصمد نور احمد السحابی چشتی عفی عنہ کا یہ ہے کہ جد کلاں راقم
اثم کے مولوی محمد عاقل صاحب اول ہمراہی ہمایوں بادشاہ انار اللہ برہانہ ملک
ایران سے ہند میں تشریف لا کر مدت تک دکھن میں عہدہ قاضی جلیلہ سرفراز
رہے بعد ازاں سن ۱۰۵۴ ہجری میں بمصداق حب الوطن من الایمان اونکے
صاحبزادگان عالیشان مولوی عنایت اللہ صاحب و مولوی نظام الدین صاحب
مع عیال و اطفال ملک مالوہ میں واپس چلے گئے اور وہاں جاتے ہی باتفاق اولاد
بسبب ... بعد چند سے لیہا اور ہی مولوی ضیاء الحق خلف مولوی
عنایت اللہ صاحب مرحوم نادر کے اسنا و خند سفیہ ہو کر ہند میں تشریف
لائے اور متوطن ہوئے اور مولوی نظام الدین صاحب عم بزرگوار اور مولوی

بہاء الحق صاحب برادر خورد اونکے ہمراہ آئے جب شاہ جہان آباد مین
پہونچے تو مولوی نظام الدین صاحب کو شوق الٰہی دامنگیر ہوا وہ تو اورنگ آباد
مین جاکر حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی کے خادم ہوکر مشغول ریاضات
ہوئے اور بعد چندے خرقہ خلافت سے معزز ہوکر واپس آئے اس اثنا مین محمد شاہ
بادشاہ نے براہ نام مولوی ضیاء الحق صاحب سے مثنوی مولانا روم پڑھنی شروع
کی اس سے روز بروز ترقی اونکی ہوتی گئی مولوی بہاء الحق صاحب قاسے
اگرہ ہوگئے مولوی نظام الدین صاحب کی خدمت مین صدہا لوگون نے بیعت سلسلہ
عالیہ چشتیہ مین مولوی ضیاء الحق صاحب بھی انسے مستفید ہوکر زہد و
ریاضت کرنے لگے اتفاقاً اسی ایام مین حضرت خواجہ نظام الدین صاحب اورنگ آبادی
وارد دہلی ہوئے حضرت مولوی نظام الدین صاحب کا فیض عام دیکھکر از روئے
محبت ارشاد انکو لاہور کا فرمایا مولوی ضیاء الحق صاحب بھی مستعفی ہوکر انکے ہمراہ
لاہور مین تشریف لائے اور شمال رویہ متصل موضع گڑہی شاہو حویلیان بعوض پانچ
خرید کرکے بود و باش اختیار کی ناظم لاہور نواب خان بہادر نے اپنے صاحب
زادون مین سے یحییٰ خان کا آپکو اتالیق مقرر کردیا مولوی نظام الدین صاحب بتاریخ
دہم صفر المظفر سنہ ایکہزار ایکسو پچاس رکہدا سے عالم بقا ہوئے روضہ عالیشان انکا
حسب الحکم شاہی تعمیر ہونا شروع ہوا مولوی بہاء الحق صاحب نے اس واقعہ سے
مطلع ہوکر درخواست روانگی لاہور بحضور محمد شاہی کے حضور سے علاقہ نارووال
مین اورنگ آباد انکو جاگیر عطا ہوئی باعزت وآبرو لاہور مین آئے مولوی ضیاء الحق
صاحب تارک الدنیا ہوکر مشغول یاد الٰہی ہوبیٹھے مولوی بہاء الحق صاحب چند مدت
یہان رہکر اپنی جاگیر مین جا رہے چنانچہ اب تک اولاد انکی میرووال وکوٹلی مقبولہ
وغیرہ مواضعات مین موجود ہے جنکا حال درج ذیل کیا جاتا ہے [illegible]

باکمال شخص تھے قاضی صاحب ممدوح اور مولوی مشہور ہیں مولوی ضیاء الحق صاحب کے
یہاں ایک صاحبزادہ مولوی محمد ابراہیم علامہ زمان یگانہ دوران فضل و کمال میں
لایق و فایق مشہور ہوا اور ایک صاحبزادی جو فرزانہ اپنے اسلاف سے برگزیدہ ہو کر
آگرہ میں جا بسے مولوی ضیاء الحق صاحب کتاب ضیائی مصنفہ خود میں ذات اپنی
بڑی کل تحریر فرمائی ہیں الغرض حضرت ممدوح بارہویں محرم الحرام سنہ ایکہزار ایکسو
ساٹھ میں فوت ہو کر قبرستان حافظ پور میں شرقیہ لاہور مدفون ہوئے بعد ازاں پنجاب
میں روز بروز انتشار ہونے لگی سکھوں نے فساد برپا کر دیا احمد شاہ ابدالی آیا مستقل
خانقاہ حضرت ایشاں کی سوختگی لپیٹ لگ گئی محلہ سید سر کہ جہاں مولوی ابراہیم صاحب
کی مقامات موروثہ بھی ٹوٹا گئی اس زمان ہوئیں اس جبس میں نقصان عظیم جائیداد انکا
ہوا پھر حسب الحکم احمد شاہی و کریا خان بن نواب خان بہادر کو یہ انتظام کیا مگر سکھوں
کی قائم مدرمی وبا و ویرانی ملک پر کمر باندھی چہر طرف خطرہ عظیم پیدا ہو گیا حتی



کہ لوگ باہر شہر کی رہنے والی مکانات اپنی اپنی چھوڑ چھاڑ کر تتر بتر ہونی لگی تو اُس اثنا مین لوہی
محمد ابراہیم صاحب مع ایک صاحبزادہ عالی وقار یعنی حضرت مولوی غلام حسین صاحب اور ایک صاحبزادے
اور ایک کنیزک مع زوجہ محترمہ خود لاہور کی حصار مین تمام املاک چھوڑ کر آگئی العیاذ باللہ
کہ جو مستورات پاکدامن بی پردہ صحن مکان مین بپا کا نہ پہر سکتی تہین برقعہ پوش ہو کر سرِ راہ
برونہ روشن محلہ سید مٹھی دروازہ ذکی کے اندر آئین وہان محلہ نو گہر مین مکان کرائی تلاش کیا
مکان کرایہ تو وہان دستیاب نہوا مگر ایک گہر بکاؤ تہا اور اتفاقاً اُس وقت اونکی جیب
مین چند اشرفیان تہین وہ نکالکر مالک مکان کو دین ور مکان زرخرید کیا اور وہان رہنی
لگی پہر تو گذارہ وہان روزمرہ سی بہی تکلیف ہونی لگی لاچار بعالم مجبوری اوس کنیزک سمی
قدم خیر کو ایک شخص سی لِللہ کد خدا کر دیا چنانچہ اوسکا بیٹا ابتک موجود ہی اور آپ اُس مسجد
مین کہ جو بردروازہ مستی دروازہ متصل کوہ نور موجود ہی امام مقرر ہو کر مشغول تدریس و تعلیم خلق رہے
اور بیعت مولوی محمد ابراہیم کی بخدمت جناب مولوی ضیاء الحق صاحب کے تہے جب تین
حاکم سکہہ لاہور مین مقرر ہوی تو اون مین سی گوجر سنگہ نی موازی دو دو آنہ پوتیہ وارہ
لاہوریوں اور دہلی پر اونکا لگا دیا اور وہ نہایت ولی کامل زاہد عابد تہی جب اونہون نی
دیکہا کہ اپنی کفو مین سے یہان آدمی کوئی نہین اور صاحبزادہ اور صاحبزادی موجود ہین
اور منسوب کرنا اونکا ضروریات سی سے ہے اسپر اونہون نی بامعان نظر تلاش کے تو معلوم
ہوا کہ یہان لاہور مین دو قومین اشراف وضع صاحب علم و صالح مین ایک تو خوجا اور
دوسرے لہار ترکہان کہ اکثر ان دونو قوموں مین اشخاص معتبر معلوم ہوتے تہے از انجا
کہ وہ حضرت نہایت متشرع دیندار تہی اونہون نی گہر مین مصلحت کی حسب شریعت نبوی
علیہ الصلوٰۃ والسلام اقوام اہل اسلام مین بوسطہ ناطہ نسبت کی روک ٹوک کرنی مناسب

نہیں ہے کیونکہ تمام اہل اسلام آپس میں کلمہ گو دینی بہائی ہیں جیسی کہ اقلیم عرب مین ابتک سواے
قوم سادات عظام کے ہر ایک شخص سے ناطہ کر لیتی اور دیتی ہیں مگر ہاں سادات میں
یہہ معمول ہے کہ ہر ایک قوم سے ناطہ لے لیتی ہیں اور سواے سادات کے اپنا ناطہ کسیکو
نہیں دیتے اس بردمین مولوی محمد ابراہیم صاحب نے کسی اپنے دوست جانی کو فرمایا کہ میرے
گہر میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے اور اب تو وہ اس عمر کی بیاہ ہونے ہوگئی ہے مناسب
ہے کہ کہیں اونکو متاہل کیا جاوے اسی اثنا میں ایک شخص مسمی حسام الدین نے کہ قوم آہنگران سے
مرد متقی اور صالح تہا اپنی لڑکی کا ناطہ حضرت کے صاحبزادے یعنی مولوی غلام حسین صاحب سے
کر دیا باقی رہی صاحبزادی اونکی تجویز شادی کے واسطے درصدد تلاش ہی کبہی تو دریافت کرتے
کہ موضع سیروال میں جہاں اپنی بہائی بند ہیں کریں اور کبہی یہاں تلاش کرتے تہے ایکروز
کا ذکر ہے کہ آپ اپنی مسجد مذکورہ بالا میں حسب معمول بروز جمعہ وعظ سے فراغت کرکے بیٹہے
ہوئی تہی کہ ایک آپکے دوست نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ یا حضرت یہاں ایک لڑکا
صاحبزادہ مرزا رحیم اللہ بیگ کا حسین ذہین فہیم نیک اطوار ہے اور مرزا رحیم اللہ بیگ بہی نجیب
خواہشمند ہیں کہ آپکے خاندان سے رابطہ پیدا کریں آپ نے پوچہا کہ وہ لڑکا کس عمر کا ہے تو
اوسوقت اتفاقاً سر راہ کوئی لڑکا چلا جاتا تہا اوسنے کہا کہ وہ لڑکا ایسا اور اتنا ہی
بڑا ہے حضرت نے یہہ بات اوسکی سنکر فرمایا کہ بہائی مولی بڑا غضب کیا کہ ایسی نازک
معاملہ میں اسطرح جرأت نہ کیجئے اب میں حسب منشا تمہارا مجبور ہوں اور مجہی مناسب ہے
کہ اپنی لڑکی کی نسبت اسی لڑکے سے جس سے تونے نسبت دی ہے کر دوں یہہ کہکر بحکم
پدرم ودل برحکم بہی تشریف لائے اور اوس لڑکے کا ہاتہہ پکڑکے اندر لے گئے اور پوچہا
کہ اس لڑکے کو نسبت لوگوں ہے اوسنے عرض کی کہ یا حضرت میں یتیم ملازادہ ہوں فرمایا

کہ قوم سی کون ہی تو بولا کہ والدین میری تو مدت ہوئی کہ مر گئی مگر اسقدر جانتا ہون کہ وہ کہا کرتی تہی
کہ ہم غوری ہین آپ نی یہہ سنکر اوسکو بفرزندی قبول فرمایا اور سجدات شکر بجناب باری
عز اسمہ ادا کئے کہ الحمد للہ وہ لڑکا اشراف قوم سے نکلا اگر کوئی ارزل ہوتا تو نہایت
ہی صورت بدنامی تہی پہر اوسکو اپنی پاس رکہا اور تعلیم و تدریس فرماتی رہے حتیٰ کہ وہ
چند مدت مین فارغ التحصیل ہوگیا بعد اوسکی شادی اپنی صاحبزادی کی اوس سے کر دی
اور موضع خود پور مانگہ مین جو بفاصلہ دو کروہ جنوب رویہ لاہور ہی ایک مسجد کا امام بسفارش
چودہریان اوسکو کرادیا اور وہ وہان رہنی لگا چنانچہ اب تک اولاد اوسکی وہان موجود ہی
مگر معلوم نہین کہ جناب والدم اونکی اولاد سی کس باعث سی ناراض ہوے کہ البتہ
میل و ملاقات تک نہین رکہتے اب اسوقت مین بہی کئی آدمی شاگرد اون مولوی صاحب
کی شہر لاہور مین مثلاً کہیسٹا جو بدار جو کوچہ مسکن راقم مین رہتا ہے موجود ہی اور ماسوا اسکے
لالہ رامچند پٹیہ اور مشتاق رامی جو پڑہ وغیرہ اونکی شاگرد تہی جو ابہی تہوڑے عرصہ سے
مر گئی ہین اور یہہ لوگ اونکو اوستاد و پیر و مرشد جانتے تہے اور کہسٹا جو بدار مذکور دلیل
بیان کرتا ہے کہ مولوی صاحب مرحوم اس مسجد مین ایک چبوترہ خشتی پر بیٹہا کرتی
تہی اور کوئی دم یاد الہی سی غافل نہ رہتی بعد ازان بتاریخ پنجم نیمفر المظفر سن گیارہ سو پچانوی ۱۱۹۵
مولوی صاحب ممدوح فوت ہوئی اور مزار اونکی اوسی مسجد مین جو روبروی مطبع کوہ نور
لاہور بطرف شمال واقعہ ہی موجود ہے تاریخ وفات اونکی عبد التحریر احوال ہذا جو مفتی غلام سرور
صاحب نی تصنیف کرکر عنایت فرمائی بجنسہ نقل کیجاتی ہے **قطعہ** جناب شیخ ابراہیم ولی آن
کہ عالم بود در علم حقیقت ؛ وصالش گشت ہمچون ماہ روشن ہزار و یکصد و نود و پنج ۱۱۹۵ ز ہے الہام
۱۱۹۵ چونکہ اب وہ مزار پر انوار بوسیدہ ہوگئی تہی سو والد ہی جلدی مولوی احمد بخش

صاحب نے کمال سلمہ اللہ تعالیٰ نے سال بارہ سو سٹھہ میں از سر نو تعمیر کرائی اور اب بھی وہ
جا بجا عالیجاہ بطرف جنوب اندرون اس مسجد مذکور کی بعمارت خشتی پختہ کار حجرہ گنبد موجود
ہے اور دروازہ اوسکا شمال رویہ اندر مسجد کے ہے بوقت تعمیر قرار دہ مسجد ویرانہ پڑی
ہوئی تھی جناب والدم نے کچھ اپنے پاس سے دیکر اور کچھ بطور چندہ جمع کرکے وہاں
ایک چاہ جاری کرا دیا اور مسجد کی بھی کچھ شکست ریخت کی مرمت کرا دی اور ایک شخص
ملا رحمت نامی کو وہاں امام مسجد کیا فقط بعد اوسکے مولوی غلام حسین صاحب صاحبزادے
اونکی محلہ نوکھرہ میں سکونت پذیر رہے اور بدستور مدرس فرماتے رہے چنانچہ چند متعلم
لاہوری سندھی صاحبزادگان جو بزرگان و دیوان ہوا بیداس کو پڑھاتے رہے اور
اب ازان خاندان پیر صاحبان یعنی حضرت عزیز الدین صاحب مرحوم نانا یعنی حضرت چراغ الدین
جانشین حضرت عزیز الدین صاحب سجادہ نشین سرفراز رہے ان کی ذات مبارک آپ کی بڑی متعبد
اور متشرع ہے لہذا شوق الہی نے وہ جذبہ دکھلایا کہ بدل و جان تحصیل پر روشن ضمیر
میں مشغول ہو گیا و درس اثنا میں یہاں حضرت والدم مولوی احمد بخش صاحب المتخلص
بیک دل ہدایت سے جب اونہوں نے ہوش سنبھالی اور بعمر سن سالہ پہونچے
تو اونکو بخدمت حافظ روح اللہ صاحب جو عالم متبحر لاہور کے تھے سپرد کیا اور اونہوں
نے بجبال جانفشانی اونکو کلام مجید تمام پڑھانا شروع کیا اور حفظ و دانستہ اونکو دیکھا کرتے
تھے اور گھر میں والدہ اونکی یعنی دادی مجھ کمترین کی نہایت عابدہ اور حق پرست
تھیں اونکی یہاں مدرسہ زنانہ یعنی چند لڑکیاں تعلیم علم دینی پاتی تہیں آخر مولوی
غلام حسین صاحب کو شوق یاد الہی نے فرصت نہ دی اور اونہوں نے شہر و بعض
خانم جناب حضرت فخر زمین و زمان غوث دوران حضرت محی الدین محمد عالم کا سا

انکا کہ ابا اجداد سے غلامی اس خاندان عالیشان چشتیہ نیک سرشت کی ہماری گہر مین موروثی تہی حضرت ممدوح یہہ سنکر عیال و اطفال کو تفویض جناب الٰہی کرکر سدانہ شاہجہان آباد دہلی ہوئے اوسوقت مین نام اونکا مولوی غلام علی تہا اتفاقاً بروز نہم محرم الحرام آپ بخدمت فیض درجت مخزن کرامت حضرت فخر الدین والملت کے جاکر مشرف ہوئے اتفاقاً اوسوقت حضرت کی مجلس مین مرثیہ خوانی ہورہی تہی اور عجب لطف کا وقت تہا بعد فراغت مولوی غلام علی صاحب سے آپنے پوچہا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو تو اونہون نے عرض کی کہ بندہ موروثی خادم اس خاندان کا ہے چنانچہ جد امجد میرے مولوی نظام الدین صاحب غلام خانہ زاد و خادم حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی کے تہے اور جناب فخر الدین صاحب قدس سرہ صاحبزادہ جناب خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی کے اور نیز خلیفہ برحق انکی تہے) حضرت نے یہہ ذکر سنکر بہ چہ کمال توجہ فرمایا اور بیعت قبول کرکے ارشاد کیا کہ تمہارا نام کیا ہے آپ نے عرض کی کہ نام بندہ کا غلام علی ہے حضرت نے ارشاد کیا کہ آج سے تمہارا نام غلام حسین رکہا گیا کیونکہ ہمارا بہی آخری نام غلام حسین ہوگا۔ ظاہر تو یہہ لطیفہ کسی نے نسمجہا مگر آخر کار جب حضرت فخر الدین والملت برحمت حق پیوست ہوئے تو آپ کی تاریخ وفات غلام حسین یعنی سن گیارہ سو نناوین کسی بزرگ نے نکالی سبحان اللہ چونکہ روز بیعت اونکی ماہ محرم اور جلسہ عزاداری حسین تہا۔ آپ جبتک زندہ رہے تو آپ کا یہی حال تہا کہ اگر نام نامی حضرت امام حسین کا یہہ غلام حسین سن لیتے تو دو دو گہنٹہ تک آپکو حالت وجد رہتی بلکہ اس عشق کا درجہ بنیاد سے بعضی جہلا نے لاہو آپکو شیعہ کہا کرتے تہے الغرض ذات بابرکات انکی فنا فی الحسین تہی بعد ازان سات برس تک حضرت برکت فخر الدین والملت کی خدمت مین بصد شادمانی حاضر رہے اور پہر حسب الارشاد واجب الانقیاد حضرت پیر روشن ضمیر کے آپ اجمیر شریف مین تشریف

گئی اور بارہ برس تک وہاں رہکر باوراے ملہ و اردہ سالہ مصروف بعبادت حق رہی
جب پھر وہاں سے لاہور میں آئی تو جناب والدم مولوی احمد بخش صاحب وکیل اپنی موروثی
کام میں یعنی مقام لاہور کی منڈی رئیس زادوں کو پڑھایا کرتے تھے آپ کا خیال اگرچہ رجوع
بدنیا داخل دنیا نہ تھا مگر دیوان گنگا رام صاحب جد بزرگوار دیوان بخاتہہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر تھے در لاہور کی سفید ہو کر آپ کو واسطے تعلیم صاحبزادگان عالیشان اپنے کے مقرر فرمایا
اور جناب والدم کی شادی میاں محمد بخش صاحب صحاف کی صاحبزادی سے ہوئی چنانچہ
حال مفصل اونکا حال خانقاہ حضرت حامد قادری صاحب میں درج ہوگا یہہ شخص یکتائے زمانہ
اور تجارت مصحف میں نامی وگرامی آدمی تاجر تھا کہ لوگ اونکی دوکان کو لاکھوں روپیہ
سپت دیتے تھے اور اسمیں شک نہیں ہے کہ اونکو قدوسی مرتبہ خوردسالی دیکھا کرتا تھا کہ اونکی
مقام نشستگاہ میں مشکین کاتب اور چار چار پانچ پانچ مصنوا اور اسی قدر نقاش
اور زر کار و جلدکس و مجلدی بیٹھا کرتے تھے اور یہہ سب ملازم تھے اور ایک قرآن شریف
اونکی یہاں سندہ کی قیمتی بچانوے ہزار روپیہ کا دیکھا تھا کہ جو اکبر کی لکھانا شروع کیا تھا
اور وقت شاہجہان ختم ہوا اوسپر دس تفسیریں چڑھی ہوئی تھیں اور طلا کاری کا
تو یہہ حال تھا کہ زبان قلم اوسکی تعریف میں لال ہے اور ماسوا اوسکی ایک اور قرآن شریف قلمی
جو طلا اور لاجورد سے بہی تحریر تھا اور یہہ قرآن شریف سی پارہ سواہنتر میں محمد قدوسی نے
اونکی صاحبزادوں سے خریدا تھا بعد ازاں بسفارش مولوی غلام حسین صاحب کی والدم
صاحب ولی جانہ دیوان دینا ناتھہ صاحب میں واسطے اتالیقی دیوان امرناتھہ صاحب
وغیرہ متعلقان دیوان دینا ناتھہ صاحب کے مقرر ہوئے اسی اثنا میں ملک سکندر خان صاحب وکیل
سیکرو لاہور میں واسطے ملاقات مہاراجہ رنجیت سنگھ کی آئے اور شہر میں تلاش کی کہ کوئی شخص اولاد

مولوی بہار الحق وضیاء الحق سے یہان ہی کہ نہین لوگون نی والد ماجد بندہ کا نام لیا اور وہ
آپ کو اپنی پاس بلوا کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ مین حضرت مولوی ضیاء الحق کا شاگرد تہا
اور وہ سکندر خان صاحب بذاق اور واقف اسرار الہی تہی ۔ بعد چند روز اوسنی ملاقات
مہاراج کی والدم کو کرائی اور تمام حال حضرات بزرگان فقیر کا مہاراج کو کہہ سنایا اور
چند فرامین قدیمہ جو اسی مولوی صاحبان مرحوم ومغفور تہی سرکار کو دکہلائی اِن اثنا مین کار
نی ملتان فتح کیا اور حکم دیا کہ کوئی صاحب علم قابل کار آدمی مراسلہ اس فتح کا شاہنشاہ
ذیجاہ لندن کو لکہی سکندر خان صاحب نی نام جناب والدم کا لیا اور اونہون نی حسب الحکم
حاضر ہو کر مراسلہ تحریر کیا جسکی نقل تواریخ مہاراجہ مین موجود ہی جب وہ مراسلہ تحریر ہو چکا
تو تمام دربار مہاراجہ صاحب کہ دربار کا دربار ہی بفضلہ تعالی شانہ شاگرد اس خاندان کا تہا
آفرین آفرین پکار اٹہا اور سرکار بہی بہت خوش ہوئی اوسوقت سکندر خان نی عرض
کیا کہ مہاراج یہہ ہماری بہی اوستاد ہین آپ انکی حال پر توجہ فرماوین سرکار نی حکم دیا کہ
ای مولوی احمد بخش آپ سرکار کی نوکری کرین اونہون نی جب اپنی والدہ ماجدہ سے
پوچہا تو اونہون نی فرمایا کہ ہمارا موروثی پیشہ معلمی ہے تمکو لازم ہی کہ تم اپنی موروثی کام
پر کہڑے رہو خدای تعالی جلشانہ جو رزاق مطلق ہی اسی کام مین برکت دیویگا اوسوقت
مولوی غلام حسین صاحب واسطی سیر کابل کے گئی ہوئی تہی اور وہان بہت زادونکو پڑہاتی
تہی اور ایک میر یحیان سی آپکو ایک روپیہ یومیہ علاوہ معلمی واسطی شطرنج کہیلنی کے بہی ملتا تہا
جب مہاراج کی خدمت مین جناب والدم نی عرض کی کہ میری والدہ ماجدہ یون فرماتی ہین
تو یہہ سنکر مہاراج خوش ہوئی اور اوسیوقت ایک جاہ موضع لبانوالہ اور ایک شریف پورہ
ہوسیا ایک تلواڑہ اور ایک بگی تہی اور ایک بمقام موضع چک پوا جو نزدیک پنڈدادنخان ہی اور ایک

ہوشیارپور اور ایک جالندہر میں عطا کیا اور ماسوا اسکی ایک باغ بہی موضع ساندہ میں
جسکی زمین جاگیر بخشش ہمیشگی عنایت فرمایا اور کل آمدنی چھ سو روپیہ سالیانہ مقرر کردی
چنانچہ اب تک وہ سب بخرچ جاگیر جالندہر و ہوشیارپور معاف و واگذار ہیں جب مولوی
غلام حسین صاحب کابل سے لاہور میں واپس تشریف لائی اور بدستور قدیم اس خاندان عالیشان
کی اتالیق مقرر ہوئی تو مہاراجہ صاحب نے سائر لاہور سے چند روپیہ سالیانہ بنام والدم
اور مولوی غلام حسین صاحب ممدوح کی مقرر کردی چنانچہ وہ بہی اب تک خزانہ لاہور سے عطا ہوتا
ہیں

حلیہ مبارک حضرت مولوی غلام حسین کا

قد مبارک موزون درمیانہ اوسط مضمون خیر الامور اوسطہا اور رنگ گندم گوں کشادہ پیشانی پیوستہ
ابرو فراخ چشم باحیا بسبب عادت کثرت مراقبہ آپ ہمیشہ سرنگوں رہا کرتے تہے سفید ریش
اور سفید موی سر اور سر مبارک مو چند سست سو یہ مخلوق خوش پوشاک اکثر سر پر دستار
سر کہا کرتے اور ہاتہ میں چہڑی رنگیں با پوشش باقی اکثر رنگ بسنتی سلسلہ عالیہ چشتیہ
میں دلائی الحسین تہی اور مزاج عنایت مزاج حضرت کا اسقدر خلیق تہا کہ ہر ایک آدمی
جو مجلس والیس حضرت کا تہا اسی نسبت یہی کہتا تہا کہ مجہ سے زیادہ مولوی صاحب کسی
پر مہربان نہیں اور آجتک لوگ اونکی اخلاق محمدی سے رطب اللسان وحمد سا بیان
ہیں اور اکثر رؤسای پنجاب اونکی جناب میں با آداب مریدانہ پیش آتے تہے مزاج آپ کا
درویش پسند صاحب دوست تہا اور آپ سیر اقالیم کو بہت پسند فرماتے آخر عمر تک چالیس سال بعد
حضرت کا یہ معمول رہا کہ تمام رات شب بیداری میں بسر فرماتی بلکہ نماز مغرب کی وضو
سی نماز فجر ادا ہوتی تہی صحبت فقرا و غربا آپ کی بہت مطبوع طبع تہی اور با نواب امرا بہی
تہمر اور اگر کسی بعد ناہی اتفاقاً موقع بہی ہو جاتا تو مجبوری تمام امراسی ملتے تہے

اور جب کسی امیر کے پاس جاتے تھے تو دیر تک وہان جلاس نفرماتے بلکہ فی الفور واپس چلے
آتے اور علائق دنیا سے حتی الامکان پہلو تہی کرتے اور حضرت کا معمول تہا کہ بوقت عشا رو
بطرف نجف اشرف ہوکر بیٹھ جاتے اور دست بستہ یہہ ستائش حضرت جامی کا کہ جسکا مصرع اول
یہہ ہے مصرعہ علی شاہ حیدر اماما گیرا + اور بوقت نیم شب مناقب مصنفہ حضرت خواجہ حافظ
شیرازی علیہ الرحمتہ کہ جنکا ایک شعر یہہ ہی شعر میرم حسین ست وحسن + آرام جان و
جسم و تن + بی مہر ایشان دم مزن + گر می زنی لاف ازولا + باشتیاق و مذاق مالا یطاق
پڑہا کرتے تھے سبحان اللہ جب بوقت نیم شب حضرت باواز بلند یہہ مناقب پڑہا کرتے تھے تو تمام
اہل محلہ بیدار اور سراپا گوش ہوکر سنتے اور ایسی تاثیر ظہور مین آتی تہی کہ ہر ایک کے
دل مین اشتیاق یاد الہی کا پیدا ہوتا اور حضرت مرحوم کا یہہ بہی دستور قدیم تہا کہ پانچ سیر
آٹے کی روٹیان ہر روز پکواکر کتون کو بدست خاص خود کہلاتے اور ماسوا اسکے اب تک بطریق
بہی اپنے کوچہ مین رکہی ہوئے تہین اونکو ہر روز اپنے دست مبارک سے خوراک معمولی ڈالا
کرتے فقط اور بعہد خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ العزیز مرزا عنایت اللہ بیگ جد کلان اُن
کا کہ جنکی اولاد سے راقم ہے بحالت یتیمی پاک پٹن مین آیا اور بابا فرید الدین گنج شکر نے
اوسکو اپنا متبنی کیا اور اسکو بجای فرزندان خود چاہتے تہے چنانچہ اسی لحاظ سے تمام اولاد
اونکی بہی چشتی کہلاتی ہے اور اب ہم جو چشتی کہلاتے ہین اسکا بہی یہی سبب ہے کہ ہم اونکی
اولاد مین سے ہین اور ماسوا اسکے سلسلہ ہمارا بہی چشتیہ ہے اور خصوصا تخلص فدوی کا
شعر و سخن مین بہی چشتی ہی ہے اور ایک روز کا ذکر ہے کہ کمترین دروازہ ... کی طرف سے چلا آتا تہا
وہان متصل چاوڑی کرنیل سبحان خان کی کیا دیکہتا ہون کہ آپ ایک شکستہ ... کو ہمراہ لی
گئی ہوئی ہین اور ایک کتی کو کہ جسکا پاؤن ٹوٹا ہوا تہا اپنی گود مین لیکر شکستہ ...

پاؤں کو مالش کراتے میں اور زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ اس بیماری کو بہت درد ہوئی
ہے کوئی ایسا بندوبست کرو کہ اسکو جلد شفا ہو جاوے بعد اوسکے ایک دروہ شکستہ بند
مجکو ملا تو میں نے اوس سے پوچھا کہ کہو جی اوس کتّے کے پاؤں کی خبر وہ ہنسکر کہنے لگا کہ بہت
ہوئی کہ وہ کیسا اچھا ہوگیا اور اوسکے عوض میں حضرت نے مجکو دو روپیہ اجرت کے بھی عطا
فرمائے تھے اور اگرچہ آپ چندے بخدمات دیوان اجودھیا پرشاد صاحب دیوان بہاولپور صاحب کو اور
چندے دولت مانند دیوان سنگھ صاحب میں [illegible] ناظر ضلع اور ساتھ
وغیرہ کو بڑہاتے رہے لیکن بارہ سو بارہ میں سب کام چھوڑ چھاڑ کر خانہ نشین ہوگئے
اور بارہا یہ اتفاق ہوا کہ والدم مولوی یکدل صاحب اونکی خدمت میں حاضر ہوے اور حالات
دنیاوی سے بیان کئے تو اونہوں نے فرمایا کہ ای احمد بخش یکدل تو دنیادار اور مجکو سروکار نسبت
دنیا نہیں ہے تجھی لازم ہے کہ مجھے ان معاملوں میں تکلیف نہ دیا کرو اور وہ حضرت کئی مساکین
اور بیوہ زنان کو خرچ ماہوار دیا کرتے تھے اور حضرت کا معمول تھا کہ کاغذ میں روپیہ لپیٹا ہوا
جو آنیاں بطور تھوڑی ماندہ چھوڑا کرتے تھے اسی واسطے کہ جہاں کوئی حاجتمند نظر آتا
ایک پوڑی اوسکو دیدیتے اور ایسی معاملات میں استدراج بدرجہ کمال فرمایا کرتے تھے
اور یہی چاہتے تھے کہ اس امر سے کسیکو خبر ہو بعد ازاں دسویں صفر سن بارہ سو ساٹھ
ہجری روز پنجشنبہ علی الصباح وفات اونکی وقوع میں آئی سبحان اللہ بوقت وفات اونکا
سید ظہور علی شاہ کی گود میں تھے اور ادموصوف اونکی حضور میں سید جلال بخاری کا ذکر ہو
رہا تھا اور آخر کلام اونکی لا اله الا الله محمد رسول الله ہوئی بعد ازاں جان
بحق تسلیم ہوئی بس بعد جب دو ساعت انگریزی گذریں تو پائے مبارک انکا ہلا بلکہ پائے
مبارک کو تاران مبارک جنبش ہوتی انتعاس موجود وہ حیران ہوئی تو مولوی حاتم صاحب

مرحوم نے فرمایا کہ یہہ معاملہ نعش حضرت شیخ شبلی پر بہی ہوا تہا الغرض حضرت ممدوح مسجد
چینی والہ کے گوشہ شمالی صحن مین بجلہ جا ایک سواران بعزت وحرمت تمام مدفون ہوئے
اب مزار پر انوار حضرت کی زیارت گاہ خلق اللہ ہے اور ہر سال عرس مبارک حضرت کا
بہ تزک تمام ہوتا ہے بقیہ حال مزار گوہر بار آن مقبول پروردگار کا علاحدہ تحریر ہوگا انشاء اللہ
تعالی اور مفتی غلام سرور صاحب نے جو عند التحریر کتاب ہذا کی دو قطعہ تاریخ وفات حضرت کے
لکھکر عنایت فرمائے سو چون گل تازہ درج گلدستہ ہذا ہوتی ہین قطعہ تاریخ آن اہل
صفا غلام حسنین + محبوب خدا غلام حسنین + چون رفت بخلد حور و غلمان + گفتند
کہ یا غلام حسنین + شہ خلد مقبول رب الجلیل + کہ جان کرد قربان بنام حسین +
ندا شد بسرور بتاریخ سال + بگو ہادی یا غلام حسین + اور چونکہ قبل از بیعت خاندان
چشتیہ کی اسم شریف آپکا غلام علی تہا سو بموجب اس نام کے بہی ایک قطعہ تاریخ وفات
محررہ مفتی صاحب موصوف یہہ ہے قطعہ تاریخ مولوی شیخ جنت اہل بہشت + مدح خوان
علی وصی نبی + سرور زار سال ترحیلش + گفت پاکیزہ دل غلام علی + اور مولوی
احمد بخش صاحب یکدل یعنی والدم اول چندی مدرس بمقام لاہوری منڈی رہے اور
بعد ازان اوستاد واتالیق خاندان راجہ دینا ناتہہ صاحب مقرر ہوئی چنانچہ اب تک تمام
رئیس و امیر اونکی شاگرد ولا ہو مین موجود ہین اور بعد ازان اب آپ معلم مدرسہ سرکار
انگریزی ہین معافیات انکی معہ نذر نقدی سرکار سے واگذار اور بفضلہ تعالی ہر طرح سے
مرفہ الحال نظم و نثر مین ید طولی رکھتے ہین حتی کہ جب بتقریب شادی صاحبزادہ دیوان کدار ناتہہ
صاحب برادر راجہ دینا ناتہہ صاحب شاہجہان آباد مین حسب الایمائی راجہ دینا ناتہہ صاحب
کے گئی تو اس بہادر شاہ بادشاہ سے جواب معروضہ ایل بیت لکہا ہو کر سن بارہ سو اناسی ہجری مین

بمقام ملک مرہٹا بہادری جالیج سے دوچار ہوا اونکو خطاب فخر الشعرا ملا اور ایک مہر بدر الدین مہر کن کے
دستخطی حضرت بہادر شاہی والدم کو بایں عبارت کندہ کراکر عطا فرمائی فضیلت پناہ یکدلی
آگاہ فخر الشعرا مولوی احمد بخش یکدل فدوی محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی اور پانسو اونکے
تیرہ پارچہ کا خلعت معہ دو رقم جواہرات کو اور سات پارچہ کا فدوی مولف کتاب ہذا کو
عطا ہوا اور ہر طرح سے مراحم شاہانہ و تلطفات خسروانہ سرفرازی بخشی فقط اور والدم کو
آرزوئی اولاد بدرجہ کمال تھی اور اونکی یہاں چند لڑکے پالے تولد ہو ہو کر مر گئے تھے

حال مولف کتاب ہذا عفی عنہ

بندہ نور احمد المتخلص چشتی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ فی الدنیا والآخرۃ بتاریخ ہفتم ذی الحج سن بارہ سو چوالیس ۱۲۴۴ میں تولد ہوا چنانچہ
تاریخ تولد کمترین کی یہہ مصرع ہے ع نہال دولت نور احمد مجتبیٰ + اور ایک ہمشیرہ کمترین
کی جو عمر جوانی تھی جوان مرگ ہوگئی جب فدوی بعمر سہ سالہ ہوا تو والدہ ماجدہ کمترین کی
بھی اس جہان پر ملال سے رحلت کر گئی اور بعد ازاں والدم نے چار شادیاں پڑھوائے اور
لیکن چنانچہ ان ہمشیرگان سے ایک خورد بھائی میرا مولوی محمد علی بعمر ستائیس سال اب
مدرس سر رشتہ پنج اسکول شاہ عالمی دروازہ ہے اور دوسرا بھائی محرم علی جو ابھی خورد سال ہے
پیدا ہوا اور یہہ کمترین بعمر چار سال بالفضل تعالیٰ شانہ فارغ التحصیل ہو کر بمہربانی دیوان مرناتھ
صاحب خلف راجہ دینا ناتھ صاحب جو بخشی فوج سواری مہاراجہ صاحب تھے بعہدہ وکالت
ملک پنجاب میں بقرار پانچ روپیہ یومیہ سرفراز ہوا اور بعد چندے جب عملداری سرکار
انگریزی ہوئی تو اول جب عمل درگاں جو مدرسہ تھا اور اسمیں صاحبزادگان دیوان کرپارام
اور مصر بیلی رام و بھیہ ہری سنگھ صاحب برادر وغیرہ دیوان ہیم سین پڑھتی رہی اور سنہ ۱۸۴۹
عیسوی میں جب صاحب بہادر ڈاکٹر لوگن صاحب بہادر کمترین مع صاحبان طالبان لاہور سے دہلی آیا

براے ایک گھنٹہ فی یوم فی صاحب مقرر ہوا اور مدت تک صاحبان ملٹری وسول یعنی جنگی و ملکی کو پڑہاتا
رہا بعد ازان بفضل الہی مشہوری کمترین کی صاحبان عالیشان مین ہوئی اور اسی اثنا مین نوبت
فدوی کی بتعلیم اکثر صاحبان معزز پہونچی بعد اوسکے سن اٹہارہ سو تریپن ۱۸۵۳ مین فدوی خاص مدرس
صاحبان عالیشان ملکی اسی طرح پر ہوگیا کہ بباعث تباعد چہاؤنی میانمیر پڑہانا
صاحبان جنگی کا گونہ کم ہوگیا اور اس عرصہ مین نیازمند نے ایک کتاب تحفہ چشتی مشعر صرف
ونحو اردو فارسی وعربی تصنیف کی چنانچہ آج تک وہ چار دفعہ مطبوع ہوچکی ہے بعد ازان
کتاب یادگار چشتی مشعر دستور اہل اسلام پنجاب حسب الحکم حکام کمترین نے تصنیف کی جو حسب
پسند صاحبان عالیشان مطبع لاہور کرانیکل یعنی مطبع انگریزی مین طبع ہوکر تا بلندن و
فرانس مشہور ہوئی اور اب تک صاحبان عالیشان قدردان بخواہش تمام اوسکو خرید کرتے ہین
اور پہر حسب الحکم جناب ای ڈورڈ تہارنٹن صاحب بہادر جوڈیشل کمشنر بہادر ممالک پنجاب کے کتاب عجائبات
چشتی اور کتاب خیالات دانش بزبان فارسیہ حسب الایماے جناب رابرٹ ایجرٹن
صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور بعلم صرف ونحو وتشریح مصادر در لطائف وظرائف مین تصنیف کی
اور یہہ بہی ایکدفعہ مطبوع طابع ہوئی اور آج تک جو جو صاحبان عالیشان فدوی سے
پڑہکر بعہدہ ہاے جلیلہ سرفراز ہین قریب دو ہزار کے ہونگے فقط اب ان ایام فرحت انجام مین جناب
خداوند نعمت آقاے نامدار عالی وقار قدردان اہل علم وہنر مجموعہ اخلاق برگزیدہ آفاق
صاحب فیض عمیم جناب مستر ولیم گولڈستریم صاحب عالیجاہ بہادر بلند جاہ دام اقبالہ اسسٹنٹ
کمشنر نے اس کمترین کو حکم دیا کہ حالات عمارات ومزارات ومقابر ومساجد نواح لاہور
مفصل تحریر کردن اگرچہ یہہ کام نہایت دشوار تہا کیونکہ صدہا سال کے حالات بہم پہونچانے
خیلے مشکل ہے اور کمترین کا یہہ حوصلہ نہ تہا کہ اس امر اہم کو شروع کرے مگر حسب الحکم ممدوح کی

عنایات بے غایات کی مجکو یہہ مجال نہ تہی کہ انکا شکر کروں علاوہ براں ارادہ صاحب ممدوح الوصف
کا یہی محض واسطے رفاہ خاص و عام کے تہا کہ اس کتاب سے ہر ایک شخص کو آگاہی ہو جاوے
اسواسطے فدوی نے بہ ارادہ خوشی اس کام کے انجام کرنے واسطے کمر ہمت باندہی اور کتاب [illegible]
و معارج الولایت و تذکرۃ العارفین و حقیقۃ الفقرا و حقیقۃ الفوائد و قصص الاولیا و محبوب الواصلین
و تذکرۃ العاشقین و نفحات الانس و کتاب تاریخ [illegible] و مرآت الہند و جام جم و سفینۃ الاولیا
و سکینۃ الاولیا و حق نما و کیمیائے سعادت و دلیل العارفین و فوائد الفواد و تحریر و حبیب السیر
و واقعات ہند و شاہجہاں نامہ و توزک جہانگیری و اکبرنامہ و تحفۃ الواصلین و بحر الواصلین
و حسنۃ العرفان و حقیقۃ الحقائق و اکسیر ولایت و کتاب سوانح خود رسالہ احوال حضرت
خواجہ حافظ محمود لاہوری یعنی حضرت ایشاں کی ہے اور کتاب معرفۃ الاسرار و تذکرۃ المحبین
و کتاب مناقب چشتیہ و مناقب سہروردیہ و اسرار الاولیا و مناقب قادریہ و کتاب
مظہر الولایت و کشف المحجوب و تصدیق الکرامت و معدن العاشقین و مفتاح السماع وغیرہ
بکوشش تمام کچہہ تو مستعار اور کچہہ خرید کرکے یہہ کتاب تحقیقات چشتیہ ختم کی اور واضح
رائے مہر اخلاقی سالکین با تمکین ہو کہ ظاہر تو یہہ کتاب اگرچہ مشتمل احوال مقابر بزرگان
اہل اسلام وغیرہ عمارات و تاریخ مساجد و مراسم قدیمہ ہندوان لاہور ہے لیکن فی الاصل
تواریخ اولیاء اللہ تمام روئے زمین ہے اور حتی الامکان اسمیں ہر ایک خانوادہ کا احوال
کما حقہ معہ النفحات کتابی و سماعی خود زبانی اشخاص خاص کے دریافت ہوا درج کیا گیا ہے
اور پہر یہہ تحریر کیا گیا ہے کہ فلاں صاحب اہل مقبرہ کب اور کس زمانہ میں اور کہاں سے آئے
اور باعث شہرت اونکا کیا اور آخر کب فوت ہوا اور کیا تاریخ اوسکی فوت کی تہی
اور کون کون اونکا خلیفہ و مرید معتقد ہوا اور شجرہ حسب و نسب اونکا کیا ہے اور اوسکی

شجرہ کی اشخاص مین کون کون صاحب نامور ہوا اور اب تک بعد فوت ہونی اوسکی کے
کسقدر سجادہ نشین ہوی اور اب کون موجود ہی اور وہ صاحب قوم سی کون تہا اوسکی
اولاد ہی یا نہین اور اگر ہی تو کس قدر اور کس مقام پر رہتے اور وہ مقبرہ آیا جسٹر نزول سرکار
مین درج ہی یا نہین اور اوس مکان مقبرہ یا شیوالہ یا گوردوارہ یا ٹہاکردوارہ وغیرہ
کی ساتہہ کیا کیا معافی ہی زمین ہے یا گانو یا نقدی اور باعث تقرر اوس معافی یا جاگیر
یا پنشن کا کیا ہوا اور مقدار و تعداد زر معافی کیا ہی اور بوقت سلطنت چغتائی وسکا حاصل
کسقدر تہی اور اب کسقدر ہے اور یہہ معافی کس کے حکم اور کس وجہ سی اول مقرر ہوئی اور
وہ معافی یا جاگیر یا پنشن حین حیات سجادہ نشین یا تا قیام خانقاہ و مکان معاف ہے یا
علی الدوام نسلاً بعد نسل سجادہ نشین کو عطا ہی اور کسقدر خرچ سالیانہ اور آمدنی اوس مکان
خانقاہ یا شیوالہ وغیرہ کے ہی اور اوس آمدنی کی کسقدر شریک ہین اور کتنی حصہ پر
تقسیم ہوتی ہی اور خرچ مین کتنی بتیان ہین اور عرس یعنی سالیانہ کب ہوتا ہی اور عرس
کرنے کا کیا دستور ہی اور عرس پر کیا کیا کہانا تقسیم ہوتا ہی اور اوس عرس پر ہجوم عام
ہوتا ہی یا چند اشخاص خاص حاضر ہوتے ہین اور سلسلہ صاحب قبر یا مکان کا کیا ہے
اور پہونچا اوسکا کس اہل طریق سے ہی اور اوس مکان خانقاہ مین یعنی متعلق اوسکے
کتنی قبور ہین اور کون کون لوگون کی وہان قبرین ہین اور کب سی وہ قبرستان ہے
عمارت اوس مقبرہ یا مکان کی کسنے بنوائی اور کس سال مین بنی اور پہلی کسقدر عمارت
تعمیر ہوئی اور اب کسقدر ہے یعنی پہلی عمارت سے وہ عمارت زیادہ ہوئی یا اوسمین
سی مسمار ہوکر کم ہوگئی اور تفصیل مفصل عمارت کہ بالفعل فی زماننا اسقدر موجود ہی
اور اوسمین اسقدر چار دیواریان اور اتنی کوٹہریان اور اتنے دالان اور اتنے احاطے

قصور سہو طول وغیرہ و اندراج اوس عبارت موجودہ کے اور شرح سہو تاریخ کہ وہ تمام
کلی یا سنگین یا حسنی ہے اور حال مکانات مزارات ضمن حسب دار انکا کچھ تکرار و تمامی واقع
ہوا اور بسبب تفصیل اس حال کی کہ فاتحان حال وارث حقیقی ہیں یا نہیں اور یہہ فائدہ کیسے
فاتحیں اور کیونکر ہو گئے اور حقیقی وارثوں کی کیونکر بیدخلی ہوگئی اور تفصیل حال اوسکی
سلسلے اور تقرر کا اور بعد تفصیل اوس تحریر کی جو اوس عبارت پر تحریر ہے مثلاً اگر حال
ڈیرہ گوردوارہ جن صاحب شروع ہوا ہی تو تمام حال دسوں گوروں سکہان کا معہ تاریخ
تولد و وفات و حال مکان وغیرہ لکہا گیا اور بعد گوروں سکے ساتھہ کیونکر برقی یاب
ہوئے اور رنجیت سنگہ کا حال معہ اوسکے باپ دادا وغیرہ دس تک تون سی اور حال
حکومت اوسکا پنجاب میں اور بعد اوسکی حال دلیپ سنگہ و حال حکومت انگریزی معہ
تواریخ ابتدائی ہندوستان لکہا گیا ہس علی ہذا القیاس فقط واجب العرض ضروری بخدمت
ناظرین با تمکین یہہ ہی کہ بوقت تصنیف کتاب ہذا کے میاں غلام سرور صاحب مفتی ایک
کتاب الموسوم بخزینۃ الاصفیا جو مدت سے سیر حالات اولیاء اللہ تصنیف کر رہی تہے
اور انکو باوجود سعی موفورہ اکثر حالات خصوصاً حال حضرات نواح لاہور دستیاب ہوتے
تہے جب اونہوں نے سنا کہ کمترین کو منجانب حکام یہہ حکم ملا ہے تو میری پاس تشریف
لاکر ملتجی ہوئے کہ یہہ حکم آپ کو جو ملا ہی اسمیں اللہ تعالی نے مجہ پر بہت مہربانی
کی ہے یعنی مدت سی میں متلاشی حالات حضرات نواح لاہور کا تہا اور وہ دستیاب
ہوتی ہے کیونکہ حضرات سجادہ نشینان خدا جانے کسواسطے حال اپنا بیان نہیں کرتے
امیدوار ہوں کہ جب آپکو باقبال سرکار یہہ حالات دستیاب ہوں تو آپ مجکو بہی
نقل انکی عنایت کریں تو نہایت شاکر ہوں گا لہذا اس عاجز نے انکو بخیال محنت کہا کہ

بقول مرتضوی جزاء البخل عند اللہ نار اً ہر چہ در بغداد و ملک خلیفہ مگر باین شرط کہ آپ میرے
مسودات کی نقل صاف کرکے تحریر کر دیا اور اجرت تحریر لے لیا کرین اور جو جو حالات
مطلوب ہون بیشک اپنی کتاب مین مندرج کر لین سو انہون نے قبول فرمایا اور تمام
حالات نواحی لاہور اس کتاب سے لیکر اپنی کتاب مین درج کئے اور اسی وجہ سے اکثر حضرات
کی تاریخین مصنفہ انکی درج کتاب ہذا ہین اور اب ان دنون مین کمترین بشہر لاہور بجانب
سواران جنوب رویہ مسجد طلائی و غرب رویہ مسجد چینیان والی بحویلی زرخرید خود
سکونت پذیر ہے اور والد محمدوح الصدر بھی اسی محلہ مین دیوار بدیوار مکان مسکونہ راقم
بمکان علیحدہ تشریف رکھتے ہین اور یہہ عاصی عرصہ بائیس سال سے کہ اوسوقت بعمر سولہ
سال تہا معہ عیال و اطفال اپنے والد سے علیحدہ اوقات بسری کرتا ہے اور ابتداسے
مجہ نحیف گم گشتہ بادیہ ضلالت کو تلاش فقرائے اہل کمال تہی اور عین تمنائی دلی یہی تہی کہ کوئی
شہباز ایسا نظر آوے جو مجکو بہی شکار اپنا کرکے وابستہ فتراک کرے سو الحمد للہ والمنتہ
کہ سن بارہ سو ستر مین جناب شمس فلک اتقا قمر برج اصطفا یوسف کنعان شرافت عزیز
مصر ولایت گلدستہ دست کبریا سرو جوئبار تحمل و رضا نخلبند حدیقہ فقر و فنا ناسک طریقہ
صدق و صفا مرشد کامل اہل دلا فقیر بے ریا زاہد رند نما عاشق پاک خدالا و بالی
خدا آگاہ تارک ما سوای اللہ سالک مسالک تجرید مالک ممالک تفرید شہسوار عرصہ توحید
برہم زن ہنگامہ تقلید مرد میدان تحقیق مہمان خوان توفیق شحنہ شاہراہ شریعت ناظم ناظم
مسالک طریقت ہادی سالکان راہ حقیقت چہرہ کشائی شاہد معرفت پردہ بردار حجبات عرفان
پردہ ساز نغمہ ایقان شمع افروز ایوان ملکوت صدر آرای دیوان جبروت بدر منیر آسمان
لاہوت سلطان سریر شاہدہ سبحان الملک الحی الذی لا یموت مخدومی

ناہی مرشدی رشدی مولائی ملجائی جناب حضرت فیض اللہ شاہ دام فیضانہ تشریف لائے
لاہور ہوئی اور یہہ عاصی پر معاصی مضمون من طلب وجد و جوئندہ یابندہ
مشرف بشرف اقدام بوس و دیدار پر انوار ہوا اور آپ کی براہ غریب نوازی مجہ گم گشتہ
بادیہ ضلالت کی دستگیری فرمائی اور بدولت بیعت سلسلہ عالیہ چشتیہ سرفراز کر کے
ایسی مہربانیاں فرمائیں کہ **شعر** اگر بہر موئی من گردد زبانی + ازان یک یک شکر
احسانی + نیایم گوہر شکر دو عالم + بہر موئی ز احسانت کنم ۔
سپاس اللہ علی احسانہ اور ان ایام میں وہ وہ عنایات بے غایات اس کمترین کے
حال پر مبذول فرمائیں کہ جس کے عوض میں سب در و دیوار ناطق بحمد و ثنا ہوں کہ
تاحین حیات اللہ تعالی شوق مزار عطار عالی نیت سے دل سے کم نہ کرتے اور ہر دم شکریہ
محبہ پر ندامت کا لعنت وسواس خانوادان عالیشان کے غلاموں میں ہوں ہر دم ہر لحظہ
زبان دل سے یہہ شعر بخیال حضرت ممدوح ورد زبان رکہتا ہوں **شعر**
ای دستگیر عالم دستم مرا بگیر ۔ دستم چنان بگیر کہ گویند دستگیر + **حال**
حضرت فیض اللہ شاہ دام فیضانہ یہہ ہے کہ حضرت کے آبا و اجداد کشمیر
جنت نظیر سے تشریف فرما ہوکے دار الخلافت شاہجہان آباد دہلی ہے اب حسب سال
ساعت تہلکہ مفسدہ سن اٹہارہ سو ستاون (۱۸۵۷) عیسوی رونق افزا ہوئے کرنال میں جسمیں کہ
والد کا نام مبارک مرزا غلام نبی ہول قوم مغل ہے اب حضرت مرشدی کی عمر تیس برس کی ہی
ظاہر وضع حضرت کی ہم وضع جناب فخر زمان مولانا فخر الدین قدس سرہ العزیز ہے اکثر اوقات
ریش مبارک کو برسم اہل ہند چہوڑاں اور کلاہ کہ فی الحقیقت تاج سلطان مانند
کلاہ مغلی رکہتے ہیں **بیت** ہر یک برسم راہی دینی قبلہ گاہی + من قبلہ راست کردم برسمت کج کلاہی

حال حضرت مسکین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز اور حضرت مخدومی مرشدی

کی بیعت مجذوبانہ بحضور جناب دانای رموز علم الیقین شناسای حقایق دین متین خارق عادات فاتح ابواب سعادت فارس مضمار عبادت سیاح دیار ریاضت مفتاح اسماء افانین ساح بوادی کون ومکان سیار فیافی لامکان طیار ہوای وجوب وامکان ساقی بزمگاہ توکل و تسلیم فارغ از انتظار امید و بیم چرخ کرامت را ماہ حضرت شیخ المشایخ غلام محمد المشہور مسکین شاہ رضی اللہ عنہ رکہتی ہے اور حضرت فیض رحمتا عنی مسکین شاہ صاحب کو سلسلہ قادریہ ونقشبندیہ وچشتیہ مین اجازت تامہ تہی چنانچہ حضرت مرحوم اول چندی مست جام وحدت ہوئی اور مجذوبانہ اپنی وطن مالوف سی چلکر دہلی مین پہونچی اون ایام مین حضرت معدن کرامت محرم اسرار خفی وجلی حضرت شاہ غلام علی نقشبندی مجددی وسادہ آرای مسند ارشاد وشہر حضرت دہلی مین تہی ایک روز کا ذکر ہے کہ عین ایام قحط سالی مین کہ عرصہ دو سال سے مخلوق الہی دور ونزدیک امیدوار بارش باران رحمت الہی تہی اور بسبب قحط سالی وامساک باران ہر یک انسان محتاج یکنان تہا جناب ممدوح حضرت غلام علی شاہ صاحب کے مدرسہ معلی خانقاہ ذی جاہ مین تشریف لیگئی اور برلب حوض تشریف رکہی چونکہ وقت دوپہر اور موسم تابستان تہا حضرت غلام علی شاہ صاحب نے آواز دی کہ ای مرد خدا تو کون ہے کہ ایسی وقت گرمی مین بیٹہرون پرکہ مانند دل عشاق گرمی دہوپ سے جل رہے ہین کہڑا ہے چونکہ اوسوقت خود بخود آپ مست جام وحدت تہی آپ نے جواب دیا کہ مین خدا ہون یہہ بات سنکر حضرت غلام علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ خدا ہین تو اپنے بندون پر رحم کرین تاکہ بارش باران سے ملک سرسبز وشاداب ہو آپ نے فرمایا کہ بہت بہتر اوسیوقت آپ نے بنظر تجلی آسمان کی طرف دیکہا ہنوز ایک ساعت نہین گذری تہی کہ ابر محیط آسمان ہوا اور بارش ہونے لگی

اور اسی قدر رسالہ کہ حضرت آپ جہاں سے تشریف ہو کے باعث حضرت غلام علی شاہ صاحب نے دکہاکر
یہہ مرد صاحب کمال سرمست شراب وحدت وجودی ہے چاہئی کہ اسپر توجہ کیا جاوے تا لقب
مدارج عرفاں پہونچی پس آپ نے انکو اپنے پاس رکہا اور بخدمت تحریر قرآن شریف مامور فرمایا
اور قرآن شریف کے ختم ہونے تک آپ مدارج عرفاں بہی ختم ہوئے اور وہاں سے بعطیے
خرقہ خلافت و اجازت تامہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سرفراز ہو کر شرف ترخیص حاصل کی جو لکہ
ہنوز دل محب سرآں حضرت میں طلب خدا باقی تہی وہاں سے بالہام ربانی روانہ سمت حضرت
دہلی ہوئے اور بعد سیر چند ماہ کی دائرہ خطہ پاک دہلی ہوئے اور وہاں بفاصلہ دو میل
جناب مخدومی مکرمی سرفراز دارین سنے سار کو میں انجمن آرائی خلوت وحدت علیہ پیرایے
قامت کثرت جلوہ نمائی گنجینہ حسن الست رنگ ربائی آئینہ حسن سرمست جام وصال ربانی
می پرست میکدہ جمال سبحانی بزم نشین محفل کرامت ذہنی کو حسن سلامت سہات تاب تراب
درجہ نوش ساغر احدیت کاشف اسرار صمدیت منشی کنت کنزا مخفیا مستان جیتان احرف
آپ گوہر اخلاص باب خیر اختصاص محب خاص و مخلص با اختصاص حضرت رب العالمین
محبوب و معشوق یار من آفریدگار زمان و زمین عارف باللہ ۔ لائق شاہ نیاز سے نیاز
حضرت مولوی نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ استقبال کے واسطی تشریف لاکر بغلگیر ہوئے
اور فرمایا کہ او شہسوار میدان محبت پہلی ستارہ دکہائی اور اتنی دیر کہاں لگائی دہن
سانحہ ہوا اور امانت مفوضہ بحق دار سپرد آئی اور چند ایام میں خطاب غوثیہ انکو عطا فرمایا
اور جناب شاہ نیاز کی بیعت بخدمت جناب حضرت والی اقلیم ولایت آمر بلاد ہدایت
حامی سنت ماحی بدعت غریق بحر محبت مقتدائی اہل مودت الموصوف باوصاف نعوت الاسلام
والمسلمین قطب الحق والیقین رئیس الابدال امام الاوتاد احسن الخلائق خیر العباد سرفراز دارین

بی نیاز کو بین معنی الفقر فخری تفسیر حدیث والفقر سمی زیب و زین شرح مبین احمنی جناب مولانا فخر زمان و زمین حضرت مولوی فخر الملة والدین قدس سره العزیز آرہی شعر کہتے تھے والفقر فخری جس فقیری کو بنی ؛ فخر دین فخر جہان پروہ فقیری ختم ہے اغنی علی الفقراء والطلباء تبرہ علیہ الرحمة والرضوان والتحیة والغفران من الملک المنان تاریخ وفات حضرت مسکین شاہ صاحب رحمة الله علیہ کی ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ ہجری اور حضرت مولوی نیاز احمد صاحب کی تاریخ ہفتم ماہ ربیع الثانی ۱۲۵۰ ہجری ہی اب شجرہ عالیہ چشتیہ اپنی خاندان نظامیہ کا نظم فارسیہ مین منظوم کرکے زیب صفحہ دیباچہ ہذا کرتا ہون گر قبول افتد زہے عز و شرف

شجرہ عالیہ چشتیہ نظامیہ مصنفہ بندہ مصنف

بسم الله الرحمن الرحیم

ایکہ از کنج خفی درعین اظہار آمدی

باہمہ اسمای حسنی خود نمودار آمدی	کردی اطلاق خود در نقطہ وحدت ظہور
بالباس میم احمد کار مختار آمدی	حسن مجمل را چو از عیان مفصل ساختی
کسوت شیر خدا پوشیده کرار آمدی	از تجلی جمال خود حسن بصری شدی
ہمچو عبد الواحد اسی واحد باطوار آمدی	از ظہور فضل خود گشتی سمی با فضیل
بر سریر بلخ سلطان جہاندار آمدی	کہہ سدید الدین شدی در عشق از راه سداد
کہہ امین الدین امین راز دلدار آمدی	کسوت ممشاد پوشیدی بقصد شان علو
شام بو اسحاق را صبح پر انوار آمدی	خود ابو احمد شدی و قدوهٔ دنیا و دین
ناصر حق بو محمد بخت بیدار آمدی	گاه بو یوسف شدی و گاه مودود جہان
با چنین جامہ تلبس گرم بازار آمدی	در طواف کعبہ ثانی شدی حاجی شریف
ہمچو عثمان مقتدای حزب ابرار آمدی	از پی ہر مستعین کردی معین الدین لقب
رحمت ہندوستان چون طور پرنار آمدی	مرکز عالم گرفتی در محیط وصل وجود
معین قطب الدین شده بر چرخ سیار آمدی	از کمال نور خود ہمچون فرید الدین شدی

صد ہزاراں بلکہ کارا شکر یار آمدے
در نظام دو جہاں سلطان و سالار آمدے
در کمال از عالم علامہ گہر بار آمدے
ہمچو علم الحق بعلم الدین حصر وار آمدے
خود جمال الدین شدہ با حسن رخسار آمدے
واہ واہ شیخ محمد ملک کردار آمدے
قطب وار اندر مدینہ قطب بر کار آمدے
در تماشائی تجلی محو و مدار آمدے
در نظام سلسلہ لولوئی شہوار آمدے
آشکار از رحمت عالم پدیدار آمدے
واحد و احد صدی یا رب و یار آمدے
از عطا مسکین نواز و کرم بازار آمدے
سجدہ گاہ جن و انس و مور و ہم مار آمدے
خاک راہ چشتیاں کردہ با اسرار آمدے
آخر از فیض تمام مختار سرکار آمدے

نام محبوب الٰہی کردی و باعث یار
کردی از رخسار خود در روشن چراغ دہلی
در شبستان دو عالم خود سراج الدین شدی
کسوت محمود راحت کردہ گشتی جلوہ گر
با ہمہ خلق حسن مثل حسن گردی ظہور
از پی اخبار دلہا کردہ یحیی لقب
زیر کوہ طور دل مثل کلیم اللہ شدی
چون نظام الدین شدی از برکت محبوب
انکار از فقرا ہم کردی لقب محو جہاں
یار ہیں گردیدہ ای و ہمچون نیاز احمد شدی
گاہ ہمی گردیدہ مسکین نام خود بہ بادہ
با تجلی ہائی شاہی صحن حق گشتی بسر
نور احمد را لسان داد و بافضل عظیم
باکمالات شیون و جملہ اسمای صفات
نور احمد متحد با ملک خود اقرار کرد

قسمت الٰہی جو لی در تحفہ و نادر آمدے **واجب العرض** نام اس کتاب کا مدینہ لحاظ کہ

سعی تمام از تحقیقات الکلام رو با تمام لائی ہے تحقیقات چشتی رکھا جس احباب یاں کی مراد لوازمہ تاریخ سال کہیں ہے اونکا کیا شکریہ ادا کیا جائے جس مہربانی فرمائی تعداد کو چراغی خرد کی **قطعہ** ہوئی حسدم کہ حسب الحکم حکام کتاب ہذا نقشہ چشتی الٰہی چشتی کی اوسکی سال تصنیف بکلی کامل ہو تحقیقات چشتی جس معنی علام سرور صاحب لاہوری کتاب حدیقہ الاصفیا ساکن **قطعہ** ہی ہے واہ واہ صلی علی اسلام عجب عمدہ ہے جاد جواد تحقیقات چشتی مسیحا رہبر سال الف اوسکی سرورجی نے کہا تو لو عجب ہے واہ تحقیقات چشتی کی سنہ ۱۲۹۲ھ مطابق سمت ...

قطعہ کتاب عمدہ چو روشن ز نور احمد شد + پسند اہل جہان شد بدیدہ ما منظور + چو سال ہستی آن جست سرور از دل خویش + بگفت جلوہ احمد کتاب مظہر نور + سنہ ۱۳۱۹ ایضاً مطابق سمت بکرماجیتی

قطعہ بلطف حق ہوئی جب دم کہ تیار + عجیب یہہ عمدہ تصنیفات چشتی + لکہی سرور نے یہہ تاریخ تالیف + کہ ہو مقبول تحقیقات چشتی + سنہ ۱۳۱۹ ایضاً مطابق سنہ ۱۹۰۱ عیسوی **قطعہ** بلطف حق بامداد محمد + چو شد تصنیف تحقیقات چشتی + بسال عیسوی سرور رقم کرد + کہ عالی جاہ تصنیفات چشتی

سنہ ۱۹۰۱ ایضاً مطابق سنہ ہجری مقدس **قطعہ** [illegible] نیا ہی نسخہ عجیب یہہ گوہر نے کتاب عجیب چشتی ؛ ہوئی ہے مشہور جگ مین گہر گہر نئی کتاب عجیب چشتی ؛ ہوا جو مطبوع جملہ عالم یہہ نسخہ بکر کو سارا سالم ؛ بسال تصنیف بولا سرور نئی کتاب عجیب چشتی + سنہ ۱۳۱۸ ہجری ایضاً من مصنف کتاب ہذا شد چو تحقیقات چشتی منصرم + از عنایات خدائی کردگار ؛ از پی تاریخ فکرم شد دوان ؛ تا شود تاریخ من گوہر نثار ؛ چونکہ اندر سال ہشتادم اساس + بر نہادم بود فرق مہ دو چار ؛ خاتمہ در سال ہشتاد و یک است ؛ ای خوشا طالع کہ با من گشت یار ؛ خواستم صنعت کہ اندر صنعتش ؛ سال ہشتاد و یکی باید شمار ؛ در لفظش بنگرم ہشتادم است ؛ این عجایب صنعتی آمد بکار ؛ چونکہ راہ و رسم من با لاتف است ؛ ہرچہ گفتم گفت لبیک ای نگار ؛ ہر دو مقصودم شدہ زین مصرعش دو صد و ہشتاد ہجری بکہزار ؛ لطف اس تاریخ مین یہہ ہے کہ مکتوبی الفاظ سے اگر اعداد نکالین تو اسمین سے بہی سال تاریخ ظاہر ہوتا ہے ۔ تصنیف کتاب ہذا کا ایک قطعہ تاریخ مشفقی میان غلام فرید صاحب مدرس مدرسہ مزنگ نے جو قدیمی کرمفرمائی فقیر کے ہین باستید اندراج عنایت کیا لہذا بطریق یادگار سعنسہ درج کیا جاتا ہی مصرعہ ۔ بامداد فریدالدین شکرگنج + خوش انجامید تحقیقات چشتی زبیدار سال تصنیفش بخواہی ؛ بگو سنجیدہ تحقیقات چشتی **فایدہ** از انجا کہ کتاب ہذا مین اکثر حالات مقبولان درگاہ لم یزلی کے مندرج ہین لہذا اول از شروع مطلوب کے کچہ تہوڑی سی متعلقہ اس راہ کی تحریر ہوتی ہین واضح ہو کہ عبادت معبود حقیقی کی ثمرہ علم بضاعت اولیاء اللہ حاصل حیات طریقہ اتقیا قسمت اعزہ مقصود خداوندان ہمت

لباس کریاں حرف مرتاسیاں بقولہ شاہاں بسرت صراط مستقیم سعادت وحسنت کات
کما قال اللّٰہ تعالیٰ وَاَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ یعنی میں تمہارا پروردگار ہوں پس میری
عبادت کرو اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کا امر ضروری ہے بلکہ بندہ کی ذمہ فرض عین ہے
جب اسمیں بانصاف نظر کی تو واضح ہوا کہ یہ راہ نہایت دشوار گذار ہے اسمیں بہت بہت
صعوبتیں اور سخت مشکلیں اور بزرگ آفتیں ہیں ماسوا اسکے دشمنان قوی مار آستین
بہ سرا اور رہزنان بیشمار مہلکات مانع کریاں بدکارہ قلیل جو تو یوں سے کہ نعل الحکیم لا
یخلو عن الحکمت یہ راہ ایسا ہی چاہیے تھا کیونکہ یہی عبادت راہ بہشت ہے اس امر
پہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متفق علیہ ہے حضرت فرماتے ہیں کہ بہشت کی گرداگرد
کمال صعوبتیں اور تکالیف ہیں اور دوزخ کی راہ سراسر بہار شہوات ولذات ہے بعد
علاوہ اس زمانہ سخت ضعف نا مساعد کام دین کا مضمون کل یوم انتم بدل اور ضعف
بن فراغ وقت قلیل مشغولیاں کثیر عمر کوتاہ اجل قریب سفر بعید اور زاد راہ اس سفر کا
فقط خوشا حال اون لوگوں کا جنہوں نے اس وسیلہ سے سعادت ابدی حاصل کی اور جو بسبب
نفس شریر پرورہ کر محروم رہا سعی ابدی ہو گیا آسا و صدقنا کہ یہ راہ سخت مشکل اور نہایت
صعب گذار ہے اور خطرات حیلہ ہے اسی باعث سے طالب اس راہ کی کم نظر آتے ہیں اور
خوشا حال اونکا جنہوں نے ثابت قدمی سے یہ راہ طے کی مسلک وہ عزیزان بارگاہ علم ہیں
اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین آمین خداوندا تو ہمارا ہادی ہو کہ ہم اس راہ سے صحیح و سلامت شامل
مقصود میں پہونچا ہیں فقط جب ثابت ہوا کہ یہ راہ ایسا پرخطر صعب گذار ہے اور بغیر مدد
فضل و کرم الٰہی کے طے نہیں ہو سکتا تو لازم ہے کہ تلاش کا ہمہ کچا وسی سالکان مسلک
ہدایت کی یہ نتیجہ نکلا کہ داعی انسان ضعیف البنیان اس راہ میں محتاج اور اک علم و عمل
کا ہے اگر یہ حاصل ہو جاوے تو شاید یہ راہ قطع ہو سکے اور عقبات مہلکہ سے نجات ملے اگرچہ

حضرات سلف نے اسباب مین کئی کتابین مثل احیا العلوم وکتاب الاسرار وقربت الی اللہ و
کیمیائے سعادت ومنہاج العابدین حق نما وراہ سنت وغیرہ متضمن علوم دقیقہ وفنون غامضہ
تصنیف وتالیف کی ہین لیکن مضمون انکہ اس رسالہ مین اکثر حالات مردان راہ خدا کی مندرج
ہین اس خیال سے مستحسن نظر آیا کہ جو فوائد متعلقہ اس باب کی راقم الحروف کو حضرات بابرکات
اور سیر کتب صوفیہ سے حاصل ہوے ہین حوالہ قلم عجز رقم کئے جاوین الحمد للہ والمنۃ
کہ برخلاف گمان ابنائے زمان کی یہہ بندہ عاصی پر معاصی فیضان پیران عظام سے محروم
نہ رہا سہ نیک باشی و بدت گوید خلق ؛ بہ کہ بد باشی و نیکت گویند + بیشک ذکر الاخیار خیر الاذکار
بروقت تحقیقات حالات مندرجہ کتاب ہذا کی چند ہے کتب اخیار اولیا مثل نفحات الانس
واخبار اخیار وسفینۃ الاولیا وتذکرۃ الاصفیا وغیرہ زیر مطالعہ احقر رہین اس سیر کے
فوائد کا اظہار اس نظر سے مانع ہے کہ مبادا کم بینان ناعاقبت اندیش فراغ خودستائے
بلند پایہ پر لگا دین ناظرین باتمکین کی خدمات عالیہ درجات مین دست بستہ گذارش ہے
کہ بہوش گر بخطا ہی رسی ولطعنہ مزن اذا مروا باللغو مروا کراما اگر من ناجوانمردم بہ کردار
تو بر من چون جوان مردان گذر کن قال علیہ الصلوۃ والسلام خذ ما صفا ودع ما کدر
ایسا نہو کہ عیب جوئی مین وقت ضائع کرین اور اصل مطلب فوت ہو جاے دوسری
بات کا تو بندہ خود ہی قائل ہے کہ مقولہ کور ہمت مشعلہ دار سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ
نے میرے ہی حق مین جیسے کتاب گلستان فرمایا ہے الیسو طعن والتشنیع کی طرف متوجہ ہوکر
کہ جسنے اشارہ مضمون آیۂ کریمہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کا مرجع
یہی احقر العباد ٹھہرے بہر حال بزرگون نے فرمایا ہے تا توانی نکنی در حق کس تقصیر بد ہی
یا درمی یا قدمی یا قلمی بلغ ما علیک وان لم یقبلوا ما علیک وافوض امری الی اللہ ان اللہ
بصیر بالعباد فقط تنبیہ بگوش ہوش ہوش سے سنتا - اور بابت تحریر رسیدہ دیکھنا ہے کیم
کرا ایک وہ چیز جو انسان کو خواب غفلت سے بیدار کرکے اس مسالک کی سلوک کی واسطہ

حسن دیتی ہے خطرہ آسمانی اور لوث رحمانی ہے جو کہ سحاب لطف خاطر انسانی پر
یہ خیال پیدا کرتی ہے کہ ہر انسان عروق دریائے معانی منعم حقیقی سے یعنی حیات
قدرت عقل نطق صحت فرحت قس علی ہذا تمام جسمانی روحانی
نعمتیں کہ فرو میرود ممد حیات است و چوں برمی آید مفرح ذات پس در ہر نفسی دو نعمت
موجود است و بر ہر نعمتی شکری واجب عقل بلا تامل ممکن الوقوع ہے اگر یہ ادا
ہوگا تو البتہ کفران نعمت میں پڑ کر لذات عذاب الٰہی ہونگی جناب باری تعالیٰ
قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد کرچکے ہیں کہ فالھمھا فجورھا وتقوٰیھا قد
افلح من زکیھا وقد خاب من دسیھا الزام حجت کیواسطے ہیولاں جہاں
یعنی پیغمبران نامور شان صلوات اللہ علی نبینا وعلیہم السلام ہماری ہدایت
کو لیئے ہماری طرف بھی اور کے وسائل سے علی التواتر والتوالی ہمکو اطلاع دیگئی
کہ خالق الارض والسموات وما فیھا ہمارا الساجد او مدو حدہ لاشریک لہ قدیم
ہے بیچ رحیم کریم عادل ... عالم متکلم آمر ناہی ہے کہ بیشک معصیت پر
عقاب و عذاب اور طاعت پر ثواب عنایت کرتا ہے جب اس
مضمون سے ماہر ہوا تو نفس امارہ سے دور کر اسی مخلصی کا طریقہ ما مداد سل معقل حقیقی
کر دلائل عقلی و نقلی سے استدلال صانع میں ما ماہو اسکو ظاہر ہو جاتا ہے کہ صرف
کوئی مدبر و کار ساز مالک و مختار ہے اسکا نام سیدنا علم ہے اور یہی طالب کا دل
جب البتہ کہ اس حسیہ کی طرح کیواسطے شوق تحصیل علمی اور صحبت علمائی علم اجزا
ہو دائمی غراج راہ ہدایت میں پیدا ہوتا ہے بعد ازاں اگر توفیق الٰہی شامل
ہوئی تو علم الغیب بالیقین حاصل ہو جاتا ہے اور اس سے وہ یہ اقرار کرتا ہے
کہ پروردگار کوئی خدائے واحد ہے جو حکم الٰہی طاعت کا دیتا اور کفر و معاصی سے
منع بھی فرماتا ہے شادمانی کی عوض میں ثواب اور معصیت کرنے کی عقاب و عذاب

دنیا ہے یہہ سمجھہ کر اوسکو شوق عبادت ہوتا ہے مگر وہ یہہ نہین جانتا کہ عبادت کسطرح کرے
اور کیا اوسکا واجبات سے ہے پہر جب اوسکو فرایض ظاہری و باطنی معلوم ہو
جاتی ہین تو شروع عبادت کی وقت مین اپنی آپ کو گرفتار گناہان اور ملوث بانواع
معاصی دیکہتا ہے پہر وہ اسکی تلاش کرتا ہے کہ باوجود این ملوثی کسطرح دخل
بعبادت پاؤن پہر اوسکو خیال ہوتا ہے کہ مین توبہ کرون تاکہ وہ غفور الرحیم میرے
گناہون کو بخشی اور مجکو بساط قربت کا عرفان عنایت فرماوے اس سے اوسکو
واضح ہوتا ہے کہ عقبہ توبہ درپیش ہے پہر اگر انجام اسکا بخیر ہوتا ہے تو تمام
شرایط اوسکی بجالاتا ہے اس تردد مین اوسکو چار موانع نظر آتی ہین ایک
دنیا دوسرا خلق تیسرا شیطان چوتہا نفس بعدہ اوسکی دفع مین مشغول ہوتا ہے
اوسکا نام عقبہ عوایق ہے پہر اوس عقبہ کی دفع کرنے کی واسطے ان چار چیزون کا
محتاج ہوتا ہے ترک دنیا و ترک دوستی اہل دنیا و رشیطان سی محاربہ کرنا اور تقوی
کی لجام ہاتہہ مین لینی جب یہہ سب کر چکا تو متوجہ عبادت ہوا پہر اوسکو اور چار چیزین مانع
آتی ہین اول رزق یعنے نفس کہتا ہے کہ مجہی رزق مطلوب ہی اور تو تارک الدنیا
ہو بیٹہا ہے دوم خطرہ کارہا یعنی عواقب امور تو معلوم نہین کہ کیا ہوگا نیک ہو
یا بد سیوم سختی ہا و مصیبت ہا کہ ہر طرفسی آدمی پر گرتی ہین اور خصوصا
اوسپر کہ جو مخالف نفس و شیطان ہوا اور واقعی وہ محاربہ شیطان مین بیٹہا ہوا
ہے اور مجاہدہ نفس مین مشغول ہے جب اوسپر نفس مشغول غضب ہو تو اوس
کو غصہ عوارض پیش آتا ہے اسمین پہر وہ محتاج چار چیزون کا ہوتا ہے اول
توکل دوم تفویض کرنا اپنی کامون کا جناب الٰہی پر ہر موضع پر خطر مین سیوم صبر کرنا
بلا پر چہارم راضی رہنا بوقت نزول آفت جب اس سے فارغ ہو تو یہہ عقبہ بہی
طے ہو گیا پہر اگر ارادہ عبادت کیا تو عقبہ بواعث پیش آتا ہی اسمین زیادہ عجب قربان روا ہین

پس اگر اپنی سعادت کو دیکھ کر خوش ہونے لگا تو اسے اطاعت میں ثواب اسکا
باطل اور خود بی الحقیقت اسپر عجب ہوگیا اس جس وقت میں اوسکو عقبہ
دوازخ میں آتا ہے جب وہ اوسکو قطع کر نے لگتا ہے تو اوسپر حمد و شکر واجب
ہوتا ہے اگر ادا کرے تو کفران نعمت میں بڑا اسمعام ہر عقبہ حمد و شکر دوزخ
جب اوسکو طے کیا تو سزاوار اسکے ملازمین ہو کر دونوں جہانوں میں گوی سبقت
لیگیا خدا کی دوستی میں محبوب ہوا ار آسیا کہ طریق یا توفیق طریں حسب عقیدہ
کرمتی متبع حضرت بارکت فیض درجت وصی نبی حضرت جناب مرتضی علیہ
علیہ السلام میں لہذا اسان میں آنحضرت سعدن کرامت کی ایک خمسہ طبع زاد خود کہ
گذارش نایقص ناکس کر کی سردہ مسلک کرتا ہوں گر قبول افتد زہی عز و شرف

مخمس در مدح جناب علی المرتضی وصی مصطفی شیر خدا ای رضی

مہیں جسم رسل کی نیابت ہی علی علی علی علی علی علی
مہیں کون و مکاں کی حمایت ہی علی علی علی علی علی علی
ہر گھر میں اسمان سعادت ہی علی علی علی علی علی علی
مہیں ساری جہاں کی امامت ہی علی علی علی علی علی علی
سکو سارے بشارت ہی علی علی علی علی علی علی

تیری حق میں ہی نادعلی تو شاہ سر حسنی و سبیلے
رہ فقیر میں رہ بیکسکو ملی تیری باوسہ ناکہ حسین سبٹے
جہاں آکی جلالی رہاں علی کہو کو لسی جہ کہ یہ بول سٹے
تو وصی نبی تو اسد تو علی نہ اپنی رسول و حدا کا وسیلے
تو ہی والی ملک ولایت ہی علی علی علی علی علی

ہی عرش بریں تیرے سیر کی جا تو مالک ملک عطا وسخا
تیرے شان میں واقع ہے شمشیر خدا تو نبی سے نہیں ہی ذرا بھی جدا
تیرے نام پہ کہتا ہوں صل علی جبرئیل امین مداح تیرا
کوچہ کی زمین تیری خاک شفا سردار مہین ختم الخلفا

تجھی روز ازل سے بہار ہی علی علی علی علی علی علی

لرزاں تیری خوف سی شیر ببر خیبر کیا تو نے زیر و زبر
نادار کھڑا ہوں تیری در و امن گردی ہی پر زر گہر
غم ہم سی نہیں مجھی خوف و خطر آقا میں تیری شبیر و شبر
نازل تیرے شان میں یا حیدر انا اعطیناک الکوثر

تیری خلد بریں میں عمارت ہی علی علی علی علی علی

دیکھو انتر عمر کو بچھاڑ دیا سر موذیکا تن سے جدا کر دیا
ایک انگلی سے خیبر اوکھاڑ دیا ایک حملے سے پھنک پہاڑ دیا
کئی دیووں کو دم میں لتاڑ دیا تہ خاک عدو کو گاڑ دیا
رہ کفر کا نقشہ بگاڑ دیا بت خانوں کو تم نے اوجاڑ دیا

تیرے نام میں کیسی بشارت ہی علی علی علی علی علی

تیری جا ہی تولد خانہ رب تیری ذات عجب تو اسد بلقب
کوئی تجھ سا نہ کبھی ہوا نہ ہو اب تو امیر عرب تو بلند نسب
مجھی رنج و تعب میں اگرچہ کہ ہے تیری سبب گئی عیش میں دب
ہی کہتا تھا تب بھی کہتا ہوں اب میری کاموں کی کرتا ہی تو ہی سبب

تیرے نام کو بس یہہ مہارت ہی علی علی علی علی علی

حبشی کا تو تو ہی ہی دین ایمان نہ کون و مکان شرف دو جہان

تو شاہ جہاں سرداریں شبیر برداں شاہ مرداں ؛
تیغ دوراں سرہی رزم فشاں تحریر سال پنج دریاں
سلطاں زماں ہمہ جسم تو جاں ہمہ میں ہمہ داں شمع عرفاں
تو ہی چشم جہاں تکو پیار ہے علی علی علی علی علی علی

آغاز احوال قبور و مزارات و مقبرہ ہای بزرگان لاہور اول

ذکر احوال مزار پر انوار و خانقاہ عالیجاہ حضرت والا جناب مقبول کونین حضرت مادہو لال حسین لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جنکی مزار کو مہر بار شمال رویہ موضع باغبان پورہ و مغرب میں باغ شالامار واقع ہی ٭

کتاب حقیقت الفقرا میں شیخ پیر محمد صاحب کہ جنکا نام تاریخی شیخ محمود اور خاص خادم حضرت مادہو کی تھے حالات معاوذاتی یوں تحریر فرماتی ہیں کہ حضرت کا نام مشہورہ ڈہڈا حسین ہے اور ڈہڈا اصحاب کی راجپوتوں میں ایک ذات ہی یہہ حضرت تہاں کیطرفسی ڈھڈا اور باپ کی جانب سی کلسٹر ہتی یعنی آپ کی بزرگوں میں سے جو شخص کا دل مشرف باسلام ہوا نام اوسکا کلسٹر تہا جب وہ مسلمان ہوا تو شیخ الاسلام خطاب پایا اسی سبب سے اوسکی اولاد کلسٹر مشہور ہوئی حضرت کی والد کا نام شیخ عثمان تہا اوسی باعث جولاہی پیشہ بافندگی شروع کیا اور حضرت حسین نو صباح بارہویں اور واقف راہ ہدایت وسلوک ہوئی تاریخ تولد حضرت کی بقول شیخ پیر محمد شعر چون وجود مبارکش

۹۴۵
بجہاں آمد از پردہ عدم بعیاں ۰ نو دوّن سال در شمار عدد و چہل و پنج زیادہ ازعدد

اور جب راقم نے چاہا کہ تاریخ تولد منظومہ ہو تو یہہ شعر موزون ہوا **شعر**

بسال مولودش از سروش آمد + خواست جستی کہ تا شوی آگاہ + آمدش پس ہوا

ز عرش مجید + صبح صادق براوج فقر ۹۴۵ یہہ حضرت اکثر فرمایا کرتے ہے کہ

لفظ فقر کے تین حرف ہین طالب کو چاہئی کہ ان حروف کی راز سے آگاہ

ہو اول فا اس سے مراد فقر و فاقہ و فنا اور فرایض حق کا گذارنا اور راہ

ہنجر بدمین فیروزہی حاصل کرنی اور فسق و فجور سی ترک اور قاف سے قناعت اور قصد

دل با خدا اور عہد خدا پر اقرار اور قیام کرنا اور قرب حق کو ڈہونڈنا اور

رے سے ریاضت اور رضا اور روئی دل غیر خدا سی پہیرنا اور راہ

راست پر چلنا اور نفس امارہ کی خیانت سی آگاہ رہنا اور راہ بحق پانا

بخط نقط سجادہ نشین خانقاہ حضرت کے پاس ایک بیاض ہے اسمین بدستخط

خاص اونکے لکہا ہوا ہی کہ درویش کی پانچ حرف ہین سو درویش

کو لازم ہے کہ ان پانچ حرفون کی اشارون سے آگاہ ہو دال سے

درد دل اور رے سے ریاضت اور روریا کو چہوڑنا اور غیر حق سے

رخصت ہونا اور واو سے وحدت اور وداع وجود اور واصل

بحق ہونا اور یاسی یکتائی و امید پرہیز اختیار کرنا اور یاری غیر حق سی بچا ہئی

اور یاد حق کی سوا دم نہ مارنا اور یکرنگ و یک دل رہنا اور شین سی

شکر حق ادا ___ اور شکایت سی لب بند کرنا اور خدا سی شرم رکہنی شریر

ہونا مراد ہے حضرت لال حسین کی بیعت بخدمت جناب حضرت بہلول رضی

اللہ عنہ کی تہی اور اونکی بخدمت حضرت شاہ لطیف بری اور اونکی بخدمت جناب

شاہ محمد مقیم اور اونکی بخدمت حضرت حیات المیر قادری جو نبیرہ حضرت

غوث الاعظم قدس اللہ سرہ العزیز کی ہین اور حال اونکا کمترین نے چلہ حضرت

ہـ محمد معظم میں مفصل درج کیا ہے

ذکر حضرت غوث الاغواث قطب الاقطاب شیخ بہلول مرشد حضرت لال حسین رضی اللہ عنہما

حضرت شیخ بہلول مذہبا امام اعظم میں بڑے صاحب ریاضت و عبادت اپنے وقت کے تھے اور عہد ہی مراتب حضرت کا سیاح سفر سے آپ فرماتے ہیں کہ یہ مہربانی سرکامل جو نعمت مجکو عطا ہوئی ہے برکات سفر سے حاصل ہوئی ہے جب حضرت کو اول شوق آلہی ہوا تو اول نجف اشرف میں جاکر مشرف بہ آستانہ بوسی روضہ عالیہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ ہوئے اور بارہ برس وہاں حضرت کے روضہ منورہ کی جاروب کشی بصدق دل کرتے رہے وہاں بتوجہ موجہ حضرت شاہ دین و دنیا فقر آپ کا کامل ہوا اور بوقت رخصت حکم حاضر ہونے کا مزار پر انوار حضرت شاہ دشت کربلا صادر ہوا آپ بارادت تمام وہاں حاضر ہوئے اور وہاں سے آپ کی دینی و دنیاوی مشکلیں حل ہوئیں یعنی جناب امام ہمام علیہ السلام نے بھی انکی حال پر بدرجہ کمال توجہ فرمایا حضرت وہاں بھی معتکف رہے اور وہاں سے قبول تمام حاصل کرکے بیت اللہ میں آئے حج ادا کیا بعد تقدیم مراسم حج بعزم طواف روضہ منورہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ مدینہ شریفہ ہوئے وہاں پہونچکر بسعادت زیارت جنت البقیع مشرف ہوئے اور مزار ملائک انوار روضہ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور جناب زین العابدین

علیہ الرحمۃ الی یوم الدین اور مزار حضرت امام باقر و حضرت جعفر صادق اور جناب سیدۃ النساء
خاتون قیامت حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا اور مقابر اصحاب اور جناب حضرت عثمان بن عفان جامع
القرآن رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے اوپہائی اور ہر ایک سی اجازت یاب ہوکر داخل
مدینہ منورہ ہوئی اور بروضہ عالیہ حضرت شاہ رسالت علیہ الصلواۃ والتحیت شعر
صلوات وسلام بی تعداد * بر رسول و برآلِ پاکش باد * حاضر ہوکر مدت پہر وہان جاروب
کشی کی اور معتکف رہے اور شش ماہ وہان بہی آرزو کرتی رہے کہ جناب اقدس سے اس باب
مین اجازت ہوکہ اب بندہ کہان کو جاوی بعد شش ماہ حضرت شاہ نبوت کی طرف
سی یہہ ارشاد ہوا کہ تم یہانسی اب بغداد مین واسطے حصول زیارت حضرت مخدوم
ذریت سید الکونین غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی جاؤ
اور سعادت دارین اوٹہاؤ چنانچہ حضرت شیخ مدینہ سی روانہ ہوکر بغداد مین پہونچی اور
ایک سال کامل جاروب کشی کی اور وہانسی بزیارت روضہ مقدسہ حضرت امام اعظم
شرفیاب ہوئی اور وہانسی عجائبات الہی دیکہکر جناب حضرت موسی امام کاظم کی روضہ
مبارک کی زیارت کی اور پہر اشرف البلاد بغداد سی باجازت حضرت غوث الاعظم روانہ
مشہد مقدس ہوئی اور وہان پہونچکر بزیارت روضہ منورہ مقدسہ دیدہ دل روشن کرکے
چندی وہان تشریف رکہی تب امام انام سی حکم ہوا کہ اب یہانسی کوہستان کے طرف جاؤ
اور کوہ پنجشیر کی بلندی پر جاکر پہر اوسکی اسطرف سی اوترین کیونکہ وہان ایک غار بمقدار
غار اصحاب کہف ہی اوسمین ایک فقیر صاحب کمال ظاہر مجذوب در فی الاصل حیرت افزائی
سالکان مسلک سلسلہ قادریہ ہے اس سے فائدہ مطلوبہ آپکا ہم آپکو عنایت و مرحمت ہوگا آپ یہہ
مژدہ سنکر بہزار خوشی کوہ پنجشیر پر پہونچی اور وہان سی آکر اوس غار مین مشرف ہوا اور

وہاں ایک بزرگ کو دیکھا کہ سبحان شاہی اللہ سر مراقبہ میں ڈالی ہوئی بیٹھا ہے اور اوسکو
اللہ تعالیٰ نے دو نظریں ایک جلالی دوسری جمالی عنایت کی ہوئی ہے یعنی اوسپر دو حالتیں
طاری ہوتی تھیں حالت جلالی میں تو آپ جسپر نظر ڈالتے تھے وہ جلکر خاکستر ہو جاتا تھا
بلکہ اوس نظر جلالی کی تاثیر سے شجر و ثمر وغیرہ سب جل جاتا اور بحالت جمالی میں جدہر دیکھتے
تھے وہ نہال اور سرسبز ہو جاتا اور جو آدمی اوسکے روبرو آتا ولی کامل ہو جاتا قضا را انہی
دنوں جب حضرت شیخ بہلول وہاں پہنچے تو اوسپر حالت جلالی کا وقت تھا لوگوں نے اونکو
مطلع کر دیا اور آپ بچ گئے پھر جب وہ مشغول مراقبہ ہوئے تو پھر حضرت شیخ بہلول واپس
کسی گاؤں چلے گئے او آلات موثراتی ختم ہو چکی اونکی خدمت میں آئے اور اونکے
در دولت پر آ بیٹھے اوسوقت اونپر حالت جمالی طاری تھی جب نظر مبارک اوس محو
صاحب کمال کی آپ پر پڑی تو محو تعلق رہا اور جسقدر عقدے تھے حل ہو گئے شعر
مست شد از می تقرب حق + جو انداسرار حق بحکمت حق + رفت از خود مستی باطل
مست شد بس ہستی باطل + نام اوس شیخ مجذوب کا کسکو معلوم نہیں کیونکہ حضرت بہلول نے
کسی سے ظاہر نہیں فرمایا مگر اکثر مرد حق اشارتاً کہا کرتے تھے پھر حضرت بہلول نے اوس مرد حق سے عرض
کی کہ اگر اجازت ہو تو فدوی موئے تراشی حضرت کی کرے اور ناخن بھی درست بنا دے آپ نے
اشارتاً فرمایا کہ اچھا جو چاہو سو کرو پھر حضرت نے اونکے موئے تراشی مسنونہ فرمائی اور پھر مرد حق سے
رخصت چاہی اونہوں نے فرمایا کہ یہاں سے چلے لاہور کو جاؤ اور شاہ حسین کو راہ ہدایت
دکھلاؤ آپ وہاں سے ہمہ تن قدم ہو کر تشریف فرمائے لاہور ہوئے جب لاہور میں ہوکر
تو تلاش حضرت حسین کے کرنے لگے اوسوقت الہام الٰہی سے اونکی کوچہ میں تشریف لائے
سبحان اللہ رہی نصیب اوس مرید کی کہ جسکا پیر متلاشی ہو کر اپنی دور دراز سفر سے آوے

اور گہر مین بیٹہے بیٹہاے اوسکو نعمت ولایت پہونچا دی جب وہ اسطرح نعمت پاوی تو پہر وہ
کیونکر لال حسین نہ کہاوی اور پہر کیونکر نہ مرید کا ہاتہہ پکڑ کر حق تک پہونچاوی راوی کہتا ہے
کہ اوسوقت حضرت لال حسین دہ سالہ تہی اور بخدمت مولوی ابوبکر ساکن بلکہ قرآن شریف کا ساتوان
سیپارہ حفظ کرتے تہے حضرت بہلول اونکے مکتب مین آئی اور حضرت حسین پر نظر
نوازش نگاہ کرکے حافظ ابوبکر سی پوچہا کہ اس لڑکی کا کیا نام اور کیا پڑہتا ہے اونہون
نی عرض کی کہ یا مولی نام اسکا حسین ہے اور ساتوان سیپارہ حفظ کرچکا ہے اب آٹہوان
شروع کریگا بعد ازان حضرت بہلول نے کہا کہ اس لڑکی کو کہو کہ ہماری وضو کیواسطی
دریا سے پانی لاوے کہتی ہین کہ وہ مکتب حضرت حسین کا اونہین کی محلہ مین تہا اور وہ محلہ
جہیرون دروازہ ٹکسالی لاہور متصل کنارہ دریای راوی تہا راوی کہتا ہی کہ حافظ ابوبکر نے
حضرت حسین کو کہا جاؤ اور اس بزرگ کیواسطی جلد دریا سے پانی لاؤ جب وہ پانی لایا
تو حضرت بہلول نی وضو فرماکر اوسکے حق مین دعای خیر کی کہ یا الٰہی اسکو فقیر عارف
باللہ کر بعد ازان حضرت بہلول حسب الحکم اوس مرد حق کے چند مدت لاہور مین مشغول
حال حضرت حسین رہے اور حضرت بہلول کو نظر عاشقانہ اونپر ہوگئی الغرض اونکو بہت جلد
تیار کیا اس اثنا مین ماہ رمضان المبارک بہی نزدیک آیا اور حضرت بہلول نے حافظ ابوبکر
سی فرمایا کہ نماز تراویح مین امام نماز حسین ہو اور قرآن شریف سناوے الغرض
اول رمضان سی تا ششم حضرت حسین نے چہہ سیپاری خوانده نماز تراویح مین سنائی
اور ساتوین روز حضرت نے مرشد کی خدمت مین مودبانہ عرض کی کہ یا مولی جو قرآن مجید
یاد تہا مین سنا چکا ہون اب آگی کیواسطے کیا حکم ہے آپ نی فرمایا کہ تو نی ابتک پڑہا ہوا
سنایا ہی کچہہ عجب نہین دکہلایا اب تجہی لازم ہے کہ بعد وضو نماز ادا کر اور پہر

قرآن شریف پڑھتا ہوا ملے دریا اور ہماری واسطے آب دریا سے لی آ لیکن جب کوزہ
بھر چکیگا تو وہاں ایک شخص سبزپوش تجھ سے مانگیگا جو کچھ کہ وہ تمکو کہے اوسکو بجا لاؤ
اونہوں نے ویسا ہی کیا جب پانی بھر کے روانہ ہوئی تو ایک شخص با روئی نورانی سبز
پوش وہاں ظاہر ہوا و شعر گفت کای کودک السلام علیک + ارسل اللہ الی وحیا لیک
حضر سیم مرا التماس + تا ماستد بیجا طرف وسواس + خاطر جو لیس جمعدار میں
بہ بیان تنگ یارس + حق بہر تاوہ برتو مرا + حکم ہم داده آ برتو مرا + کہ ترا علم حق بخوانم
و زلدنی سبق بخوانم + چون تو این علم حق رس جوانی + ہر چہ
ناخوانده ہمہ دانی + آئی از شکر علم بی شکوہ + زیر درس ماندہ کوزہ
ماندیم بکام تو آن آب + گشت گرد دز علم تو حجاب + اس سخن چون ادو شنوده بسر
پایش نہاد روی حسین + گفت جان و دلم ازین احسان + باد در زیر پائی تو قربان
آئی از کوزہ چہ مل از دل و جان + زنزم اکنون اگرچہ ہی قربان + گفت خضر کہ ای
رہبار + تو ببر جود رپائی من بردار + اور پھر فرمایا کہ اس کوزہ سے پانی میرے ہاتھ پر ڈال
حضرت حسین نے کوزہ سے پانی اونکے ہاتھ پر تھوڑے ڈالا اور اونہوں نے اوسمیں سے
تھوڑی پانی حضرت حسین کے منہہ میں ڈالا شعر آب کر فیض دست حضرت دید
ہر چہ بود ست کہاں جہان ہمہ دید + پھر حضرت خضر نے اونکو حوالہ سجدہ اکر کے رخصت کیا
اور فرمایا کہ اپنی شیخ کو ہمارا اسلام دینا جب حسن اپنی شیخ کی پاس آئی تو اونہوں نے
فرمایا کہ اس راز کو مخفی رکھنا کیونکہ شعر این ہدیہ عیان در طبیعت بخیر اسد + کافر
ز حمد متد حرمت با ریماند + اور بعدہ فرمایا کہ اس رات کو امامت کریا اور قرآن مجید
پڑھنا العرض تاریخ ۲۷ رمضان المبارک اونہوں نی ختم قرآن کر لیا اور ناخوانده کو

بہتر از خوانده پڑھ سنا یا شعر تا کہ از لفظ بسم تا والناس + خواند قرآن تمام بی وسواس +
ہر کس از خواندنش بحیرت ماند + کہ چگونہ نخوانده قرآن خواند + سامعانش شدند پس حیران +
کہ چسان گشت مشکلش آسان + القصہ حضرت حسین کو جناب الٰہی مین قرب کلی حاصل ہوگیا
جبکہ حضرت بہلول حسب الحکم پیران عظام و اماماں ہمام علیہم السلام کے واسطی تربیت حضرت حسین
آئی اور انکو کامل بنایا تو اسوقت بقول حضرت پیر محمد صاحب حقیقت الفقرا شعر
در زمانی کہ شیخ سوئی حسین + آمد از بہر جستجوئی حسین + وقت خوش بود و ساعت مسعود +
سال پنجاه و پنج و نہصد بود + لمحررہٖ شعر جبکہ بہلول در تلاش حسین + آئی لاہور مین بلا تاخیر +
اسکی تاریخ چشتیا یہ ہی + حق شده نادی حسین فقیر + جب حضرت بہلول کو انکی طرف
سی خاطر جمعی کلی ہو گئی تو آپ نے حضرت حسین سے رخصت ہونا چاہا اور بوقت رخصت
فرمایا کہ اے حسین یہاں لاہور مین جناب حضرت پیر مخدوم علی گنج بخش ہجویری
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار ہی شعر کوست محبوب حضرت سبحان + اوست مطلوب حضرت
مینان + پیر پیران راه عشق ولا + شاه شاہان ملک فقر و غنا + ہر مریدی کہ یافت زو
تلقین + شد بحق واصل از کمال یقین + جب ہم چلی جاوین تو ہماری مہاجرت
صوری سے غم نکرنا ہم نے تمکو پیر علی گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین سپرد
کیا ہے انکی ایسی جناب مستطاب ہے کہ جو کوئی انکی در دولت پر مشرف ہو تو اوسکو
جھٹ پٹ راه حق کا راه ملی - اور جو نامراد وہاں خلوص دل سے آوی تو آتے ہی مراد پاوے
اسلئے تمکو لازم ہے کہ انکی دروازه فیض اندازه پر حاضر رہنا کشود کار تمہارا اندر جو کچھ
وہان سے ہوگا اور وه راه حق مین مربی تمہارے ہونگے اور تمکو جلد تر واصل باللہ
کردینگی شعر زان سپردم ترا بآن مخدوم + کہ بہر دست خدا بآن مخدوم

خدمت او بجان و دل نگرم + کو ست مخدوم اہل صدق و یقیں + گرچہ ہجرت مستم براہ
خدا + لیک من کردم از حق استدعا + کہ بقدرت چو من کم رستم + او ز ارادت
گیرد او دستم + یہہ نصیحت فرما کر آپ روانہ وطن مبارک ہوئی اور وطن مبارک
انکا مقام چھدوٹ سی سات میل اسطرف ہی اور حضرت حسین نے ادہر راہ
جو یکدستی تمام عبادت کرنی شروع کی شعر نی حزار جہاں و اہل جہاں + نو و دو
رہ بپا دل ستادان + اور حضرت حسین اکثر دریا پر مشغول ریاضت اور ہمیشہ دائم
الصوم اور قائم اللیل رہا کرتے تھی حتی کہ اسیطرح چھبیس سال اونکی زہد و ریاضت میں
گذری اور وہ حضرت گرما و سرما میں اکثر ریگستان میں اوقات بسری کیا کرتی شعر
سیل و باران و باد و ژالہ و ابر + خوردی آسیا و کردے آنجا صبر + رات کو تمام رات
دریا میں کھڑے ہو کی آپ تا سحر ختم قرآن کیا کرتے اور دم صبح ختم شریف کرکی دریا سے
باہر آتی اور نماز صبح و اشراق پڑہکی حضرت پیر علی گنج بخش ہجویری کے خانقاہ پر حاضر ہوتے
اور حضرت کی کبھی اس عرصہ مین نماز کی جماعت اونکی سے نہ چھٹی ہمیشہ نماز با جماعت ادا کیا
کرتے تھے اور بارہ برس تک حضرت کا یہہ معمول رہا کہ حضرت کی خانقاہ پر صبح سے
سجاست بیت کردی از سر کلام حق آغاز + بسم تا ناس ختم کردی باز + ایکدن روز جمعہ
رمضان کا ذکر ہے کہ شعر جا بگہ مرقد پر نور + گرد در دیدہ حسین ظہور + پیکری خوشتر
نور ربانی + مظہر نور پاک رحمانی + دید در وے حسین شد سرمست + رفتش از بیخودی عنان
از دست + گشت او دیدنش چو مست حسن + بیخود از جامی خویش جست حسین + از ارادت
فتاد در پایش + سر خدمت نہاد در پایش + یہہ صورت نورانی حضرت حسین نے دیکھکر
انکی خدمت میں عرض کی کہ آپ کون ہیں اور نام نامی حضرت کا کیا ہے شعر

گفت نامم رز رحمت ازلی + ہست مخدوم شیخ پیر علی + تونی بارہ برس ہماری خدمت کی
اسکی عوض مین تو ولی کامل اور ارشد مقبل ہوگیا ہی اب جو تو کہے گا وہی ہوگا اب تو
شراب وحدت سے مست بلکہ آلست ہوجائیگا اگرچہ حضرت حسین کو یہہ سرفرازی جناب الہی سے
عطا ہوئی مگر تو بہی آپ بدستور تا چاشت ختم قران وہان کرتی تہے اور بہر قدری قیلولہ
کرکے نماز ظہر ادا فرماتی ۔ اور بعد ازان مدرسون مین جاکر مشغول تعلیم تفاسیر قرآنی تا عصر رہا
کرتے اگرچہ تمام علم بنوازش حضرت پیران پر مکشوف ہوگیا تہا شعر لیک چون گفتہ اند اہل
یقین + اطلبو العلم حق ولو بالصین + بعد ازان نماز عصر ادا کرکی مشغول اوراد ہوتے
اور تمام رات دریا مین کہڑی ہوکی ختم قرآن فرمایا کرتی اور بعد افطار تا عشا نفل
پڑہتی انکا یہہ معمول تہا کہ اگر کبھی انکو بیماری عاید حال ہوجاتی تہے تو بہی اپنی وظایف
معمولی کو نچہوڑتے تہے جب چندی اسطرح سی گذاری تو پہر وہ عبودیت کو چہوڑکر ربوبیت کے
درجہ مین جاملی اور فنا فی اللہ ہوکر مستحق بقا ہوگئی شعر سر توحید شد برو مکشوف + شد بوصف
موحدی موصوف + پہلی وہ محب تہی پہر محبوب ہوگئی او طالبی سے گذرکر مطلوب بن گئے
اس اثنا مین آپ شیخ سعد اللہ نامی سے کچہہ علم تفاسیر بہی پڑہا کرتی تہے اور شیخ سعد اللہ بہی
عالم عامل اور ولی کامل خدا رسیدہ تہا ۔ اور حضرت حسین تفسیر مدارک ونسفی پڑہتی تہے ایک
دن کا ذکر ہے کہ آپکی سبق مین ایک آیت توحید اس مضمون کی آئی کہ جسکا مطلب یہہ تہا
کہ زندگانے جہان بی اعتماد اور لہو ولعب ہی اسپر حضرت حسین نے استاد پر سوال کیا اسکی
حل معنے مین حال ورکار ہی نہ قال چونکہ خدا تی اس دنیائی فانی کی زندگانی کو لہو ولعب
کہلے ہے اس سے کیا مراد ہے استاد نی کہا کہ اسکے معنی تمکو معلوم نہین کہ لہو ولعب سے مراد مفسرین
کیا ہی یہہ سنکر حضرت حسین نے ماتہہ پاؤن پر مارا شعر دست زن چون حسین شد بربا

رقص مستانہ کردر انشا + او بیہ حضرت حسین نے فرمایا کہ اب میں نے سمجھا کہ دنیا تمام لہو و لعب
ہے شیخ سعد اللہ نے کہا کہ یہ مطلب سمجھا در خور اشخاص ہوشیاران ہیں آپ بھی کچھ کہ
ہوشیار وہی ہیں کہ خود دو جہان میں خوش ہو پھر استادنی کہا کہ رقص مسجد کیا معنی رکھتا
ہے شعر کفت اری کو سب رقصیدن + پس خود را رنگ با دیدن + رقص و وجد و
خرد منی است + بہتر از بحث و کر خودمنی است + جب علم کے ساتھ عمل نہو اس علم
ماجیا کو نا بہتر ہے آپ بھر فرمایا کہ از آسمان کار دنیا لہو و لعب ہے پس اس بازی سے ہمکو کیا
ساری ہے زندگانی جہان کو جناب الہی نے لہو و لعب فرمایا ہے یہاں کی سہو تو ہین بلکہ
سب مخلوق اسکی لہو و لعب ہی پس مجکو لازم ہے کہ لہو و لعب کروں تا کہ مخلوق خدا عبث ہو
اگر ہم اس لہو و لعب سے اکراہ کریں تو فعل خدا سے اکراہ ہے جسی خدا کی فعل کو مکروہ جانا وہ
خود مردود مطلق ہے اور آپکی اس خوش ہیں وہ وہ کلام میں فرمائیں کہ اسکی سماعت کے
واسطے کوش حق نیوش کم ہم ہو پہنچا ہے اور یہہ فرمایا کہ جناب الہی کی ذات کنج مخفی نہی چھپا
اور سی چاہا کہ اپنی حسن کی تجلی کو عیان کری تو راز احدیت ظاہر ہوا پھر اوس راز سی خلق کو
پیدا کیا تا کہ خدا کو شناخت کریں اور دنیا کو بازی فرمایا پس اسمیں بازی رہنا چاہئی جب
شیخ سعد اللہ نے یہہ سنا تو سعادت خاموشی میں بیٹھی اور پھر انکی رقص پر خوردہ نہ پکڑا
اور انکو یقین ہوا کہ حسین اسی کے اچھا کے واسطے علم ظاہری پڑھتی تھے بعد اسکی حضرت
ممدوح پانی کو جان اور رقص کرتا ہوا مدرسہ سے باہر نکلی کتاب بہاریہ میں تحریر ہے کہ اس
مدرسہ کے باہر ایک چاہ تہا اسمیں آپ نے تفسیر مدارک پہینکدی طالب العلم اس حرکت سی ناراض
ہوئی اور انکی حق میں طعن کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ میں اب اس کتاب سی گذرا اگر
تمکو مطلوب ہے تو لیلو یہہ کہتی ہی پانی کیطرف مخاطب ہوئی اور فرمایا کہ ای پانی نے بہا کی

یاران جانی کتاب کے پہینکنے سے خفا ہوتی ہین کتاب ہماری واپس دیدے قدرت الہی
سے کتاب خشک آب نارسیدہ چاہ سے باہر آگئی طالب علمان ہم درس آپکے یہہ کرامت
انکی دیکہکر حیران ہوسے اور تمام شہر مین اس کرامت کا چرچا پہیلا اور اُس روز
سے آپ نے طریقہ ملامتیہ اختیار کرلیا تا لوگ اونسے نفرت کرین اور وہ بفراغت
تمام مشغول بیاد الہی رہین اسکے بعد آپ نے ریش مبارک منڈوا ڈالی اور جام مے
بکف رکہہ لیا۔ شعر ساقی ومطرب وشراب ورباب ÷ برگزید وکرد
ہیچ حجاب ÷ جس وقت حضرت نے یہہ طریقہ ملامتیہ اپنے اوپر جاری کیا تو
اوس وقت کی۔ قطعہ سال تاریخ جستجو کیا تہی ÷ ہمکو بتلا تصدق حسنین
دوستو لو سنو یہہ ہے تاریخ ÷ کہ شدہ مست از آلہ حسنین ÷ ۹۸۱ھ اوس وقت
عمر آپ کی چہبیس برس کی تہی پہر تو آپ علوم سے رونق افزائی میخانہ ہوئے
مگر بقول شیخ پیر محمد شعر می نخوردی مے از ہوا و ہوس ÷ از پی حظ
نفس خود ے بس ÷ اور یہہ تمام عیش وطرب انکے واسطے خود خواری کی تہی
اور آپ رات دن اس لوندی ورندی مین بسر کیا کرتے تہے کہ پہر رات گئی تک آپ
ہنسے کہیلتے رہتے اور پہر تا نصف شب آپ لب مبارک کو بخیال ناپایداری جہان
فانی آشنا ی خندہ نفرماتے اور بستر سے پہر آپ با دل گریان رہا کرتے تہے
شعر بودے از گریہ ہائے ہائے زنان ÷ بودے از نالہ وائے وائے
کسان ÷ بعد اوسکے آپ رندانہ مستانہ ہو جاتے تہے جب اس حال کی خبر جناب
حضرت شیخ بہلول کو پہونچی کہ حسین حافظ صلاح سے باہر ہوگیا تو وہ یہہ سنتے ہی
لاہور مین تشریف لائے اور حضرت حسین کو دیکہکر بجانب انکے متوجہ ومراقب
ہوئے۔ شعر جو دیکہا تو ایسا کچہہ آیا نظر ÷ کہ سب کچہہ گیا اوسکے جی سے گذر ÷ اور کیا دیکہتے
ہین کہ حضرت حسین باحق واصل ہین پہر تو اونکی تسلی ہوگئی اور اونکی اوسی حالت پر

اونکو چھوڑکر رخصت ہوئے لیکن اونکے پس دو برس گذرے تو جناب بہلول اس
دار سفال سے بقرب ایزد متعال واصل ہوئے جسے تحریر کتاب بہاریہ کے قطعہ
حسنی تاریخ اونکی رحلت کی + جلد لکہہ کیسی نحکو غلت ہی + جوکہ شیخ زمان تہے
وہ حضرت + شیخ بہلول سال رحلت ہے اور شیخ پیر محمد کتاب حقیقۃ الفقراء میں
تاریخ وفات اونکی یہہ تحریر کرتے ہیں **شعر** کہ رسال وصال وستاعیان +
این دو تاریخ از دو مصرع عیان + شد یحی واصل ز قبول رسول + باقت زیب
اند یحی بہلول + بعدہ حضرت حسن بدستور لاہور مین حرجہ چشن جام زندی رہے
اور اونکا معمول تہا کہ مست شراب ہوکر اکثر چنگ ورباب کی صدا سنا کرتے
رہا کرتے تہے مگر یہہ امور محض واسطی اخفاے حال اپنے کر رہاتے تہو مگر حضرت کا
یہہ معمول تہا کہ پچہلے پہر رات کو ہر شب ختم قران کیا کرتے اور اشخاص ظاہر بین اونکی
حق میں کچہہ کچہہ کہا کرتے خانچہ شیخ پیر محمد لکہتے ہیں **شعر** چون کسان درجہان
مراے العیں + می بر وید بے محال حسیں + می نگفتند شں اکثرے براہ +
حسن ملحد وست جولاہ + مگر اونکو یہہ خبر نہی کہ یہہ جولاہ نہیں بلکہ جوئی
الہ ہے + **احوال حضرت شیخ مادہو قدس سرہ العزیز** یہہ ہے
کہ حضرت مادہو ایک حسین لڑکا ذات کا برہمن تہا اتفاقا ایک روز بعد از ایس سوار
ہوا چلا جاتا تہا کہ حضرت حسین مقتدائی کونین کی نظر فیض اثر اوسپر جا پڑی وہ
دیکہتے ہی عاشق زار ہوگئے اور دوستوں سے پوچہا کہ یہہ لڑکا کون اور کہاں رہتا ہے
لوگوں نے کہا کہ یہہ برہمن اسپر ساکن قصبہ شاہدرہ ہے حضرت اوسی وقت سواری کشتی وہان
تشریف لیگئے اور یہہ نوبت ایسی ہوگئی کہ بغیر دیکہے اوسکے جان بیجان قالب میں نزہتی تہی
پہر تو حضرت کا یہہ معمول ہوا کہ سب کو اوسکے گہر کے گرد طواف کیا کرتے اور وہ اپنے
قبیلہ کے ساتہہ ہم بستر رہا کرتا تہا اور جہاں پوچہکر وہ کا دریچہ آپکی طرف ہوتا تہا

اور وقت خلوت جو جو باتین هوتی اپنی زوجه سی کہا کرتا حضرت علی الاعلان وہ باتین باہر بیان کرتے الغرض
اسی طرح سولہ برس گذر گئی کہ حضرت اوسکے عشق مین بدنام اور زبان زد خاص و عام ہوگئے اور بیقراری کی یہہ
حالت تہی کہ آپ بسرف بعد اوسکے کہ مدام بی خورد و بی خواب رہا کرتے تہی بعد اسقدر تکلیف اٹہانے کے حضرت کے عشق
نے اوسکی دل مین بہی اثر کیا پہر تو وہ ہمیشہ شب و روز حضرت کی خدمت مین حاضر رہنے لگا بلکہ جب تک کہ
حضرت کی زیارت نکر لیتا تو بیقرار اوسکو نہ آتا تہا اور ہمیشہ حضرت کی ساتہہ شریک بادہ نوشی ہوتا
اور وہین بیٹہتا اور وہین اوتہتا اور وہین سوتا بعد دو سال کے اوسکی لواحقین کو خبر ہوئی کہ مادہو مرید
حسین ہوگیا تو اونکو یہہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا مادہو مسلمان ہوجاوے اور ہماری عزت و آبرو کو بٹا
لگادیوا سپر وہ ہنود متفق ہوکر اسباب پر کمر باندہی کہ جب حسین و مادہو ہمبستر نظر آوین تو حسین کو
شہید کر ڈالین قدرت الہی سے گو کہ وہ ہر روز یکجا ہمبستر رہتی تہی مگر رات کو وقت جب وہ بارادہ قتل
آتی تو دروازہ مکان نپاتی شرمسار ہوکر چلی جاتی آخر کار مادہو ظاہرا بہی مسلمان ہوگیا اور مذہب ہنود
سی مفارقت کی و نہین ایام مین بحسب اتفاقات روز بسنت پنجمی آگیا تو ہنود نی حسب رسم و معمول خود
عیش و عشرت شروع کی اور رقص و نشاط مین بتقریب ایام قرب ہولی مشغول ہوئی جب حضرت مادہو نی ایسا
دیکہا تو اوسکو بہی شوق ہولی و بسنت کا دامنگیر حال ہوا تو بناز معشوقانہ رنگ گلال لاکر حضرت حسین کے سر
اور ریش و بروت حسین کو رنگین کیا حضرت یہہ دیکہکر حالت وجد مین آگئی اور رقص و نشاط مین بہم مشغول
خود مشغول ہوئی بعد ازان ہر سال بروز بسنت حضرت حسین خوشی بسنت تا حین حیات فرمایا کرتی تہے اسی
برکت سے الی الان بروز بسنت انکی مزار پر سرود و سماع و رقص و رنگ اندازی ہوتی ہی اور آپنی فرمایا ہوا
کہ ای مادہو ان تیری لواحقون کی بسنت چند روزہ ہی اور ہماری تمہاری نسبت تا قیامت قائم رہیگی اب
یہان اون اشخاص کا ذکر کیا جاتا ہی کہ جو ہمیشہ حضرت حسین کے ساتہہ شریک مجلس رہا کرتی تہے اور اونمین سے
حلقہ درویشان جان باز حضرت مادہو تہے اور ماسوا اسکے میان شعبان اور ابراہیم اور ملا محمود اور

اور شیخ یعقوب اور بہار خان و قاضی شاہ اور بابو ڈہڈی و بابا حاجی جلال اسلام و شہاب الدین اور انکا ... اور
پاسین اور صالح یہہ سب لوگ مریدان حضرت حسین تھے

در ذکر کرامات وخوارق عادات حضرت لال حسین رحمۃ اللہ

حضرت نور الدین جہانگیر بادشاہ غازی کا اعتقاد و محبت
حضرت حسین کے ساتھ بدرجہ کمال تھا چنانچہ ایک شخص مسمی بہار خان منشی کو آپکی خدمت میں
مقرر کیا ہوا تھا کہ شب و روز میں آپ جو کچھ کیا کریں تو اس سے وہ مطلع ہو کر فرمانچہ حضرت ظل سبحانی
کو اطلاع کیا کرے سو اُسنے آپکے حالات کی ایک کتاب بہاریہ نام تصنیف کی ہے اُس سے یہہ نقل ہے کہ ایک برہمن
مسلمان ہونے کا باعث یہہ ہے کہ ایک برہمن حسب معمول بار بار ہندوان ہنود ہو کر بعد اوسکے روانہ
دریائے گنگا ہوئے اور برہمن نے حضرت سے عرض کی کہ یا حضرت میرے والدین غسل گنگا کے واسطے جاتے ہیں
اور ہمارے مذہب میں اس غسل کا ثواب عظیم ہے اگر آپ فرماویں تو میں بھی اونکے ساتھ جاؤں اور غسل
کر آؤں چونکہ حضرت کو تاب مفارقت اوسکی نہ تھی اسلئے فرمایا کہ ای برہمن اگر تمکو ضرور شوق غسل
گنگا کا ہے تو میرے پاس ٹھہرو اور روز مقررہ غسل گنگا کے تم ... جیسا کہ ہوتا ہے ہمکو اطلاع دو میں دیدوں
تمکو غسل گنگا کرا لاؤنگا الغرض لوچھن والدین اوسکے روانہ گنگا ہوئے اور برہمن روز مقررہ حضرت کو آکر
کہا کہ یا حضرت آج روز غسل گنگا ہے اور میرے والدین غیر ملک گنگا میں غسل گنگ کر رہے ہونگے مجھکو کیا حکم ہے
آپ نے فرمایا کہ اچھا اور اوسی وقت آپ اوٹھے اور اوسکو کہا کہ میرے قدم پر قدم رکھ اور آنکھیں بند کر
جب اوسنے ایسا کیا تو بعد ایک قدم رکھنے کے آپنے اوسکو کہا کہ آنکھیں کھول جب اوسنے آنکھیں کھولیں
تو آپ نے آپکو گنگا پر دیکھا حیران ہوکر آپ سے مستفسر ہوا کہ یا حضرت یہہ کیا معاملہ ہے آپنے کہا کہ جیسا کہ
یہہ راز ربانی ہے اسکا بیان کرنا مناسب نہیں جاؤ غسل کرو اور والدین سے ملو اور پھر آؤ کہ جلد تمکو واپس
لے چلوں الغرض برہمن گیا اور غسل کیا اور والدین سے ملکر پھر حضرت کے پاس آیا اور ... طرفة العین میں
میں پہنچ گیا اوسی روز برہمن بصدق دل مسلمان ہو گیا جب وہ مسلمان ہوا تو عمر اوسکی ... برس تھی

اورسن ایکبار ایک تہا آپ نے اپنے ہاتھہ سے اوسکو شراب پلائی اور کدورت کفر اوسکے دل سے رفع کی پہر نور
اوسکو قرب حق حاصل ہوگیا ایکروز حضرت حسین نے مادھو کو فرمایا کہ آج تم اور ہم بابو پورہ مین علیحدہ
بیٹھہ کر شراب وحدت پئین اور ایک ساعت وہان تنہا بیٹھین مادھو نے انکار کیا اور عرض کی کہ یا حضرت
آپ تنہا پیا کر مجھی خلوت مین طلب کرینگے تو مین خلق مین بدنام ہوجاونگا لوگ کیا کہینگے مگر ہائے
افسوس اوسکو خبر نہ تہی کہ اوس خلوت مین کیا جلوت جلوہ گر ہوگئے الغرض آپ اوسکو بابو پورہ مین
لیگئی اور ایک مکان تنہا مین جا بیٹھے اور وہ بابو پورہ آباد کیا ہوا اوسی بابو کا تہا جو حضرت کا مرید
خاص وحاضر باش صحبت تہا اور اب اوسکی اولاد جو بوش ہوئی تو حضرت حسین نے حالت مے نوشی مین مادھو
کو بغل مین لیکر واصل بحق کردیا اور بے محنت ومشقت ولی کامل بنا دیا بعد اوسکے حسب الارشاد حضرت
کے مادھو ملازم راجہ مان سنگہ ہوکر اوسکے ساتھہ دہلی مین چلا گیا اور بحکم اکبر شاہ راجہ مان سنگہ مہم
دکہن پر روانہ ہوا وہ مادھو کو بہی ہمراہ لیگیا وہ راجہ حال درویشان سے بیخبر تہا اسواسطے قدر حضرت
مادھو کا نجانتا تہا جب وہان لڑائی ہوئی تو راجہ کی فوج بیدل ہوکر بہاگنے کو مستعد ہوئی تو لاچار
راجہ نے مادھو کو کہا کہ اب وقت امداد ہے اگر تو فقیر ہے تو اس وقت میری یاری کر حضرت مادھو کو
اوسکی حال زار پر رحم آیا اور بعالم باطن متوجہ ہوکر حضرت حسین سے امداد چاہی اوسوقت حضرت حسین
لاہور مین مشغول بعیش وطرب تہے کہ یکایک آپ اوٹہہ کہڑے ہوئے اور یاران حاضرین سے فرمایا کہ
تم یہان بیٹھو اور ہم ابہی آتے ہین یہہ کہکر بزور کرامت آپ دکہن مین مادھو کے پاس جا پہونچے
اور کہا کہ اے پیارے کیا حکم ہے اور کسواسطے ہمکو یاد کیا ہے مادھو نے حال بیان کیا حضرت نے کہا کہ
اچھا راجہ سے جاکر کہو کہ لڑائی شروع کرے اور نظر باسمان رکھے جب جنگ شروع کیا اور راجہ نے
آسمان کی طرف دیکھا تو کیا دیکھا کہ آسمان پر فوج قلندران بکثرت کہڑی ہے اور عدو کشی مین مشغول
ہے اوسی وقت دشمن کو شکست ہوگئی اور آپ بعد فتح ایکساعت بہر مادھو کے پاس بیٹھہ کر روانہ لاہور
ہوئے اور بعد ساعتے اپنے یاران ہمدم کے پاس آگئے اور تمام حال کہہ سنایا بعد فتح راجہ نے مادھو کے پاؤن
پر سر رکہا اور کہا کہ آج سے مین آپ کا مرید ہون اوہنون نے کہا کہ جبتک تو ہماری حال سے بیخبر تہا

تمہارا رہنا یہاں مناسب نہیں ہے اب ہم کو رخصت دو تاکہ میں بعد رحلت حضرت حسن کے جاؤں پھر وہ اگر اجازت
دینگی تو میں تمہارے پاس آ جاؤنگا الغرض رخصت ہوکر آپ وارد لاہور ہوئے اور پھر حضرت حسین
کو چھوڑ کر کہیں نہ گئے اور حضرت حسین کا یہہ معمول تھا کہ آپ موضع بابو پورہ میں اکثر تشریف لایا کرتے
تھے اور وہ موضع بابو پورہ اب باغبانپورہ مشہور ہے اور وہیں اب مزار پرانوار آنحضرت کی واقع ہے
اور یہہ مقام بابو پورہ حضرت کو بہت پسند تھا اور نقل ہے کہ ایک دن حضرت بافضل سیاہ پور تشریف
لیگئے اور وہاں ایک جگہہ منقطع دیکھکر فرمانے لگے کہ یہاں ایک چاہ کندہ کرو اور سبزہ لگاؤ کہ یہاں تازگی
تر ہوگی اور جب ہم یہاں دفن ہو جائینگے تو بعد مدت تیرہ سال کے یہاں سیلاب آویگا اور ہمارے دوست
ہماری لاش قبر سے نکالینگے اور پھر بابو پورہ میں لے جاکر دفن کرینگے اور بعد وفات میری کے
ایک برس بعد مادھو سفر کو جائیگا اور پھر بارہ برس کے بعد لوٹ کر آویگا اور میری نسبت پر قائم ہوگا
اور میرے بعد میرا سجادہ نشین مادھو ہوگا اور بعد بتیس سال میری قبر پر سجادہ نشین رہیگا بعد ازاں انتقال
حق ہوگا اوسکی قبر بھی میری قبر کے برابر ہوگی الغرض بعد وفات جو کچھہ کہ آپ نے فرمایا تھا ظہور میں آیا
اور نیز ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت حسین نے فرمایا کہ ای یاران چلو سیر کنان کسی موضع میں چلیں
یاران ہمدم نے عرض کی کہ یا مولی اگر کھانا ہای مرغن کھلاؤ تو ہم چلتے ہیں آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا
الغرض سب حضرات لاہور سے چلکر پار دریای راوی کے موضع منڈیاں والہ تشریف لیگئے وہانکے حسین
لڑکے مشہور تھے جب وہاں پہونچے تو ایک دوست آپکا سیر کنان موضع میں چلا گیا اور اوس موضع کا
سردار نہار خان قوم منڈہ سے تھا چونکہ اوس موسم میں امساک باران بدرجہ کمال تھا اور زمیندار
لوگ بسبب امساک باران کے نہایت تنگ تھے سب نے صلاح کی کہ آج یہاں حسین فقیر لاہور سے آیا ہے
اور وہ صاحب خوارق عجیب ہے آج اوسکا امتحان کرنا چاہیے یہہ بندوبست کرکے انہوں نے بمشورت
نہار خان سردار حضرت کے دوستوں کو گرفتار کر لیا اور یہہ تجویز کی کہ ان سے دعائے بارش باران
کرانی چاہیے اگر دعا انکی قبول ہوئی اور مینہہ نہ برسا تو منہہ انکا کالا کرکے داڑہیاں مونڈ کر نکالدینگے
بلکہ نسبت حضرت حسین کی بھی اونہوں نے ایسی ہی تجویز دل میں ٹہرائی جب حضرت حسین جنگل سے

سیر کرتے ہوئے وہان آئے تو یارونکو گرفتار دیکہا تو ہنسکر فرمایا کہ اے یاران تم نے نان ہای مرغن خوب پیٹ
بہرکر کہائی ہین اونہون نے عرض کی کہ حضرت آپ نے ہی ارادہ سیر کرکہ ہمکو اس بلا مین پہنسایا ہے
آپ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکہو کچہہ جای اندیشہ نہین خدا تعالی بارش باران بہیجیگا اور بہارخان بہی
تمہاری طرح ہمارا مرید وخادم بنیگا اور خود اپنی ریش ترشوائیگا بعد ازان آپنے دہ والون سے
فرمایا کہ اے ناخدا ترسو ایسا معاملہ مردان خدا سے کرنا تمکو مناسب نہین ہے بلکہ تمکو لازم ہے کہ
فقرا پر اعتقاد لاؤ اور اگر تم میرے دوستونکو نچہوڑوگے تو مین تم پر بجای پانی آگ برساونگا ایسا نہو
کہ باعث تمہاری ایک جہان جل جاوے اب اگر اپنا بہلا چاہتے ہو تو فقیرون کے واسطے نان ہای مرغن
اور شراب لاؤ تاکہ یہہ کہاوین اور پیوین اور جب سرور مین آوین تو دعای خیر کرین پہر اللہ تعالے
بارش باران بہیجیگا القصہ زمیندار لوگ نانہای مرغن باشیر وشکر تیار کرکے لائے اور آپکے یاران نے بعد تناول رقص
کرنا شروع کیا اور آسمان کی طرف دیکہکر فرمایا کہ اب کیا دیر ہے حسین تو معہ یاران خود سیر ہے
پانی برسا ہمکو نہ ترسا اوسیوقت آسمان پر ابر نمودار ہوا اور پانی برسنا شروع ہوا اور اسقدر
برسا کہ تمام روئے زمین سطحہ آب ہوگیا جب پانی نے حد سے تجاوز کی تو تمام سکنای دہ حضرت کی
خدمت مین دوڑے آئے اور عرض کی کہ یا حضرت اب بس کیجیے اگر اس سے زیادہ برسا تو تمام زراعت
ہماری خراب ہوجائیگی اوسیوقت بارش بند ہوئی اور تمام دہ والے حضرت کی خدمت مین
آکر خادم ہوئے اور بہارخان سردار و نمبردار اونکا بہی حضرت کا خادم ہوا اور ریش کے بروت
منڈوا کر آپکے ہمراہ فقیر ہوا آیا اور بجای خود اپنے فرزند کو مقرر کردیا اور تادم زندگی حضرت کی
خدمت سے جدا نہوا اور **نیز نقل ہے** کہ ایک شخص حاجی یعقوب نام شخص ملتانی تہا وہ ہمیشہ حضرت
حسین کو مدینہ منورہ مین ہر روز بروضہ مطہرہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹہے ذکر سبب
معتکف دیکہا کرتا تہا اور اکثر حجون مین وہان سے پہنچا ہوکر بیت اللہ شریف کو جایا کرتے تہے اس باعث سے
وہ آپکا بخوبی شناسا تہا اتفاقاً وہ لاہور مین سیر کرتا ہوا آپہونچا ایک دن اوسنے میان حضرت
حسین کو باینحال دیکہا کہ شراب کی بوتلہا تہہ مین اور نغمہ و رقص کنان پہر رہے ہین وہ یہہ امر

دیکھکر حیران ہوا کہ آیا یہہ کیا معاملہ ہی یہہ شخص تو مدینہ میں بڑا زاہد و متقی تھا یہاں لاہور میں
اسکی کیا حالت ہی لاچار ہوکر لوگوں سی پوچھا کہ یہہ شخص ریش و بروت تراشیدہ مے خوار کون ہے
لوگوں نے کہا کہ جسکا اسمی اسوقت زبان پر لانا یہہ حضرت حسین مقبول ہیں ستر گوہیں ولی کامل
ہی حاجی صاحب نہ رہ سکے اور حضرت کے پاس جاکر کہنے لگے کہ اے مرد خدا تم لاہور میں کب سے آ
رہے ہو میں نے تو تمکو مدینہ منورہ میں پاک صورت دیکھا تھا اور میں ہمیشہ آتا وہاں دیکھا کرتا تھا
کہ تم شرع میں بصلاح سب آگے تھے اور ہمیشہ تک مدینہ میں میں اور آپ یکجا پھرا کرتے تھے ارشاد
فرمائی کہ یہہ کیا معاملہ ہی حضرت نے کہا کہ آنکھ بند کرو اور دیکھو کہ یہہ کیا معاملہ ہی جب اوسنے آنکھہ کھولی
تو حضرت کو لباس عابد زاہد دیکھا اور پھر دیکھا کہ حضرت اوسی طرح روضہ مطہرہ نبویہ میں معتکف ہیں
جب وہ حاجی یہہ کرامت حضرت کی دیکھ چکا تو آپنے فرمایا کہ اے شخص اب یہاں سے چلا جا اور میرا
راز کسی سے فاش کریو ہمیشہ لاہور میں رہتا ہوں کبھی مکہ و مدینہ میں نہیں گیا مگر اوسی جا
اور آواز بلند کہا کہ اے ساکنان لاہور یہہ ولی کامل ہے میں اسکو طواف کعبہ میں چھوڑکر یہاں آ
لاہور ہوں اور مدینہ شریف میں یہہ میرا بڑا دوست تھا جب حضرت نے دیکھا کہ اسنے ہمارا راز
فاش کردیا ہی تو آنا اوسکی آنکھوں سے گم ہوگئے بعد ازاں اوسنے ہر چند تلاش کی مگر نہ پایا جب
وہ تلاش سے مایوس ہوا تو اوسنے ارادہ کیا کہ اب مکہ میں جاکر دیکھوں شاید بدستور وہاں
ہی موجود ہوں جب وہاں گیا تو بدستور انکو طواف کعبہ میں سرگرم پایا وہاں جاتے ہی حضرت کے
قدموں پر گر پڑا اور نادم ہوا پھر اوسکی خبر نہیں کہ کہاں گیا اور کیا ہوا فقط اور نیز کتاب
حقیقت الفقرا میں لکھا ہی کہ اکبر بادشاہ کے دربار میں لوگوں نے اکبر سے کہا کہ لاہور میں ایک فقیر
حسین نامی ایسا ہی کہ داڑھی منڈا کر لباس پاک سرخ پہنتا ہی اور شراب پی کر رقص کنان پھرا
پھرتا ہی اور دعوے ولایت کرتا ہی اکبر نے یہہ سنکر نام ملک علی کوتوال شہر لاہور فرمان لکھ بھی
بھیجا کہ بعد پہونچنے فرمان ہذا کے حضرت حسین کو مقید کرکے ہمارے پاس لا دیں دو چند روز تک انکی
ورنہ دنیا اس ... نہ لگا تھا اوسکو پاتے ایک دن کا ذکر ہے کہ حسب الحکم بادشاہ کی ولائتی

جو بڑا سفر ور باغی اور رہزن تھا گرفتار ہوکر لاہور مین آیا اور حکم شاہی تھا کہ اسکو مقام نخاس مین پھانسی
دیوین ملک علی کوتوال اسکو پھانسی دینے کیواسطے وہان گیا ہوا تھا اور اسوقت اوسکے پاس اوس کا
بیٹا جو حسین تھا بیٹھا ہوا تھا اتفاقًا وہان حضرت حسین آپہونچے اور اوس حسین لڑکے کو دیکھنے لگے
لوگون نے دیکھکر کوتوال کو خبر دی کہ حضرت حسین یہ کھڑے ہین اوسنے اوسی وقت آپکو گرفتار کیا
آپ نے فرمایا کہ تو مجکو کیون گرفتار کرتا ہے اوسنے کہا کہ باوجود مے نوشی و غیر شرعی کے باعث لوجہتا ہے
بعد ازان بحکم ملک علی حضرت کے پاؤنمین زنجیر ڈالی گئی قدرت الہی سے وہ زنجیر اوسی وقت ٹوٹ گئی
پھر پہنائی پھر ٹوٹ گئی وہ حیران ہوا حضرت نے اوس سے کہا کہ مجکو چھوڑ دے اوسنے کہا کہ تو جادوگر ہے
مین تجھے اب ایسی میخ مارونگا کہ جان بر نہوگا اس اثنا مین فرمان بنام اوسکے پہونچا کہ دلا بھٹی کو
پھانسی جلد تر دے اور بوقت دار کھینچے جانیکے وہ جو گفتگو کرے ہمکو اوسکی رپوٹ کرو اوسنے اوسیوقت
اوسکو دار پر چڑھایا اور دلا بھٹی نے بوقت دار اکبر کو ہزارہا گالیان دین بعد دینے پھانسی کے
ملک علی کوتوال نے عرضی بحضور اکبر بدین مضمون لکھی کہ بوقت دار دلا بھٹی نے فلان فلان گالیان
آپکو دی ہین اور تمام حال حضرت حسین کا بھی لکھا کہ اسطرح اتنی دفعہ زنجیر اوسکے پاؤن سے ٹوٹ
گئی تھی جب وہ عرضی اکبر نے سنی تو کہنے لگا کہ اس پاجی ملک نے کچھہ خیال ادب نہ کیا اور تفصیل وار
گالیان درج عریضہ کر دین الغرض اوسیوقت حکم دیا کہ ملک علے کی سفرہ مین میخ ٹھوکین اور اسی وقت سے
اوسکو مارین الغرض وہ اسی طرح سے مارا گیا اور تمام شہر مین یہہ کرامت حضرت حسین کی مشہور ہوئی
اور تا باکبر خبر پہونچی وہ سنکر حیران ہوا آری شعر کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ آید در نوشتن
شیر و شیر + اس ملک علی کی قبر گورستان میانی مین معہ دو حجرہ مسجد موجود ہے اور حال گورستان
میانی مین حال اسکا کمترین نے زبانی گورکنان درج کیا ہے اگرچہ انہون نے بھی یہی بیان کیا تھا کہ دلا
بھٹی کے باعث یہہ کوتوال مارا گیا تھا مگر انہون نے وہ بیان کسی اور طرح سے کیا تھا اسکے فرزند
نے قبر اسکی بنوائی فقط بادشاہ نے حضرت کو اپنے پاس بلوایا جب آپ حضور اکبر مین پہونچے تو اوسوقت
بوتل شراب کی ہاتھہ مین تھی اکبر نے دیکھکر کہا کہ ای فقیر یہہ کیا معاملہ ہے غیر شرع ہونا [illegible]

ہوا یہہ بات سنکر آپ نے ایک جام اوس بوتل سے بہر کر اوسکو دیا اور فرمایا کہ دیکہہ یہہ کیسا ہے جب اکبر نے
دیکہا تو آب سرد تہا پہر دوسرا جام دیا تو شیر تہا بعد ازاں اکبر نے اور بوتل شراب کی منگوا کر اونکو
دی تاکہ امتحان کریں اونہوں نے اوسمیں سے بہی پیالہ بہر کر اوسی دیا وہ شربت تہا الغرض اوسی پیالہ
آپ نے دئے اور ہر ایک پیالہ میں سے الگ الگ چیزیں نکلیں اکبر یہہ دیکہکر اونکو کہنے لگا کہ ہم آپ
کرامات کے معتقد نہیں کوئی اور کرامات دکہاؤ اور آپکو ایک حجرہ میں بند کر کر محلوں میں داخل ہو جب وہ
اندر زنانہ میں گیا تو کیا دیکہتا ہے کہ حضرت اوسکی بادشاہ بیگم کو بغل میں لیکر بیٹھے ہوئے ہیں
اکبر حیران ہو کر باہر آیا اور حجرہ کا در کہلوایا تو دیکہا کہ آپ اسی حجرہ میں سر مراقبہ بیٹھے ہوئے ہیں پہر وہ
اندر محل سرا میں گیا تو وہاں حضرت سب بیگموں محل میں کہڑے ہیں اکبر اس سے نہایت شرمندہ
ہوا اور قدموں پر گرا آپ نے فرمایا کہ ہمکو جانے دے ورنہ ایک دم میں سلطنت تیری برباد ہو جائیگی
اور بادشاہوں کو تکلیف دینا فقرا کا لازم نہیں اکبر دل و جان سے آپ کا خادم ہوا اور اسنے ہی دربیر
ماتدبر سے کہ اوسوقت ابو الفضل تہا سب حال کہہ سنایا اوسنے عرض کی کہ ایسی جہاں شاہ فقرای
بابت سے کوئی بات بعید نہیں پہر اکبر نے باعزت اونکو رخصت فرمایا اور ہمیشہ انکی جناب میں
ارادت دلی رکہتا تہا اور ماسوا اسکے شاہزادہ سلیم اور تمام بیگمات انکی ارادت مند تہیں اور
شاہ دانیال اور شاہ مراد انکے دلی غلام تہے اور امرای شاہی خواجہ دولت خان اور خان خانان اور
مفتی اور میر عدل اور شیخ ابو الفضل انکے معتقد ہوئے اور شیخ عبد الرحمن کے بیٹے نے خطاب افضل خان کا
انکی مہربانی سے پایا اور جعفر خان بہادر خان صادق خان و شہباز خان اور تمام امرا اور راجہ
نامدار انکے مطیع فرمان اور امیدوار فرمائش تہے مگر آپ کسی کی طرف کوئی التفات نہ لاتے تہے اور شراب
مکر رقص کنان پڑے پہرتے تہے کہتے ہیں کہ گوجر خان ایک شخص بڑا امیر کبیر تہا اوسکے گہر میں اولاد
نہ تہی اوسکی عورت ایکدن حضرت کی خدمت میں آئی اور عرض کی کہ یا حضرت میرے گہر میں اولاد
نہیں آپ مہربانی کریں کہ فرزند ہو آپ نے فرمایا کہ اچہا فلاں رات ہم تیرے گہر میں آوینگے
تو بہی خوب آراستہ ہو کر سنگہار کرنا تمام رات ہم تیرے ساتہہ ہم بستر ہونگے اور شراب پیوینگے

پہر بوقت صبح غسل کرکے دعا کریجے پہر تیری گہر فرزند ہوگا اوسنی قبول کیا آپ وسکی گہر تشریف لیگئی
اور اوسی طرح تمام رات می نوشی کرتی اور اشعار عاشقانہ پڑہتی رہے جب اسکی بی بی نی یہہ حال دیکہا
تو سجانب شوہر اپنی کے خایفہ ہوی اور اپنی کنزک کو کہنی لگی کہ تو نگہبان رہ تا کہ کوئی آنی نہ پاوی
وہ نگہبانی مین مشغول رہی پہر رات کو اوسکو شبہہ ہوکہ دیکہون تو سہی یہہ فقیر کس طرح میری
بی بی کی ساتہہ ہم بستر ہی جب دروازہ کی سوراخ سی دیکہا تو کیا دیکہا کہ آپ بشکل بچہ شیرخوارہ وسکی
ساتہہ لپٹی ہوئی ہین اور اوسکے پستان سی دودہ پی رہی ہین وسکو تسلی ہوی جب صبح ہوی تو حضرت
غسل کرا اور دعا خیر دیکر چلی آئیے دوسری دن اوسنی اپنی شوہر سی قربت کی اور حاملہ ہوگئی بعد مدت
معہودہ کی فرزند تولد ہوا بعد ازان جب اوسکے شوہر کو یہہ خبر ہوی کہ حضرت حسین میری گہر مین اکثر
شب باش ہوئی تہے اور انکی توجہ سی یہہ فرزند سعادتمند جناب حق سی عطا ہوا یہہ بات سُنکر اگرچہ
اوسکو غصہ تو بہت آیا بلکہ درصدد قتل حضرت کی ہو مگر مرد دانا تہا یہہ ارادہ کیا کہ بعد امتحان اونکو
قتل کرنا چاہیے اس خیال سی آپکی ضیافت کی اور اسمین یہہ تجویز کی کہ آپکو زہر ہلاہل کہلاوی اگر
اس سی آنکو کچہہ اثر ہوا تو خیال کرونگا کہ یہہ نادانی ہی اور پہر بدلہ لونگا والا نہ خیر اس خیال سی چند
بوتلین زہر ہلاہل کی گہر مین لایا اور آپکی ضیافت کی جب آپ آئی تو آتی ہی فرمایا کہ شراب لاؤ
اوسنی ایک جام زہر ہلاہل کا آپکو دیا آپ نی لیکر جہٹ پٹ پی لیا اور کہا کہ ای گوجرخان یہہ تو پانی
ہی اور ہم تجہہ سی شراب مانگتی ہین وہ حیران ہوا اور آپنی بے درپی وہ تمام بوتلین زہر کی نوش جان کین -
اور کچہہ اثر اونکو نہوا یہہ دیکہکر گوجرخان بجان خادم جان نثار ہوا فقط اور نیز ایک شب کا ذکر ہی
کہ حضرت حسین ایک دوست کی گہر مین مہمان تہی اور می نوشی کر رہی تہے اور مادہو بہی تہی یک
مجلس تہا جب آدہی رات ہوئی تو آپنی مادہو کی کپڑے چرکین دیکہکر ایک دوست کو فرمایا کہ اسکی
کپڑے دریائی راوی پر لیجا اور کسی دہوبی سی اسیوقت دہلوالا اوسنی عرض کی کہ حضرت اسوقت
آدہی رات کا وقت ہی دہوبی کہان اور دروازہ شہر کی بند آپنی فرمایا کہ جو ن وجرا نکر اور جلد جا
جب وہ باہر آیا تو روز روشن دیکہا لب دریا گیا وہان ایک دہوبی موجود تہا اوسنی کپڑے لیکر

دہوئی اور مزدوری لی اور کہا کہ حضرت حسین کو میرا سلام دینا وہ حیران ہوکر واپس آیا جب اپنے
گہر میں پہونچا تو وہی آدہی رات کا وقت نظر آیا گہری دیدئی اور سلام دہوبی کا عرض کیا آپ نے اُسکو
فرمایا کہ تو خوش قسمت ہے کہ وہ دہوبی ایک فرشتہ تہا اس معاملہ کی سماعت سے اوسکی ارادت دوچند تا
ہوئی اور نیز لکہتے ہین کہ جب اکبر بادشاہ نے ارادہ مہم ملک ٹہٹہ کا کیا تو اسوقت عبدالرحیم خان
خانخانان کو سپہ سالار کل افواج قاہرہ مامورہ ٹہٹہ کا کیا اور حکم دیا کہ فی الفور وہاں جاوے جب
وہ لاہور میں پہونچا تو اتفاقاً شیخ ابوالفضل انہی ایام میں لاہور میں تہا اور خانخانان کو اُسکی
خدمت میں دعوی شاگردی کہا تہا اس لحاظ سے اوسنے اوسکی خدمتمیں عرض کیا کہ اگر اس شہر میں کوئی
فقیر کامل ہو تو مجکو اطلاع دیجئے تاکہ میں اوس سے استمداد کروں شیخ ابوالفضل نے نام حضرت حسین کا لیا
اور کہا کہ انکی خدمت میں جا اگر وہ تجہے دشنام دہی کریں تو عین سعادت ہے اس سے دل شکستہ نہونا
کیونکہ اونکی دشنام دہی عین مہربانی ہے خانخانان نے اوس سے کہا کہ آپ مجہے اپنے ہمراہ لیچلیں شیخ نے کہا
کہ انکا وقت لطف شب کا ہی تمکو لازم ہے کہ اسوقت تنہا بطریق تمام اونکی خدمت مین حاضر ہو
اوسنے یہ بات قبول کیا کہ ضرور آج رات پہر حاضر خدمت حضرت حسین کا ہونگا بعد اسکے خانخانان
حضرت کی جانب کا ملاقی ہوا اتفاقاً اوس شب کو حضرت حسین ایک مرید کے یہاں مہمان تہے جب
سیریان کے گہر میں گئے تو جاتی ہی فرمانے لگے کہ آج دو براتہہ یعنی دو نان مرغن شیرین مبارک کہا
اوسنے فرمانے حضرت کو عین سرفرازی سمجہا اور براتہی تیار کرائی جب حضرت مشغول مےخواری
ہوئے اور بعد فراغت اوسکی سفرہ کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ دو براتہی جو مخصوص بدولت کے
بکوائی تہے علاحدہ رکہو ایک مہمان عجب سے آویگا یہہ دونوں اوسکا حصہ ہونگی جب وقت نیم شب ہوا
تو خانخانان نے اوس در پر آکر دستک دی آنیکی طلب کیا جب روبرو آیا تو اوسنے مبلغ پانسو روپیہ
نظر چڑہایا اور آتی وہ دو نان مرغن اوسکو عنایت کئے اور وہ تو قت آنیکے دل مین یہی گمان
کرکے آیا تہا کہ اگر حسین فقیر کامل ہے تو اسوقت مجکو براتہی کہلا دیگا بعد ازان حضرت حسین
نے اوسکو چند گالیان دین اور وہ روپیہ لیکر فرمایا کہ مبلغ پانسو روپیہ کو اوسنے ملک ٹہٹہ مہم کی

خرید کیا پہر اسکو فرمایا جا روانہ ہوا اور پہر فرمایا کہ اب اس فتح کے واسطی کسی اور فقیر سی درخواست نکرنا
کیونکہ یہہ ملک ہمہی نے تجکو بخشا جب وہ لاہور سی روانہ ہوکر ملتان مین پہونچا تو حضرت خواجہ بہاوالدین
ذکریا ملتانی کی خانقاہ پر حاضر ہوا اوس وقت وہان شیخ کبیر بالا پیر روشن ضمیر پیر سجادہ نشین مزار
حضرت مخدوم کی تہے اونکی خدمت مین اوسنی دوسو روپیہ نذرانہ گذرانا اونہون نی لے لیا
اور دوسرے روز صبح کو اونہون نی وہ روپیہ واپس دیدیا خانخانان نی جب باعث پوچہا تو
اونہون نی کہا کہ ایک تو آج رات کی وقت حضرت جدی نی مجکو خواب مین فرمایا ہی کہ یہہ روپیہ واپس دیدو
کیونکہ خانخانان نی براو فتح ملک تہتہہ یہہ روپیہ دیا ہی اور پہلے وہ ملک حسب الدعا ہی حضرت حسین لاہوری کے
خان خانان کو عطا ہوچکا ہی ہم اسکی عوض یہہ روپیہ لیوین اگر دینا ہی تو حسبتاً للہ دیوی ورنہ ہم
تا بقیامت زیر بار اوسکی احسان کی رہین گی یہہ سنکر خانخانان زیادہ تر معتقد حضرت لال حسین کا
کا ہوا اور آخر کار ملک تہتہہ پر اوسنی فتح پائی اور جو کچہہ حضرت حسین نی فرمایا تہا سو وہ سب بدستور ہوا
اور نیز لکہتی ہین کہ ایک شخص سعید نامی منجر تہا اوسکی کان مین درد شروع ہوا ہر چند اوسنی معالجہ
کیا کچہہ فایدہ نہوا لوگون نی اوسکو کہا کہ حضرت حسین کی خدمت مین جاکر عرض کر یقین ہے کہ شفای
کامل حاصل ہوجاویگی اوسنی دل کہا کہ غیر شرع آدمی کی پاس التجا لیجانی مناسب نہین آخر کار جب
بہت لاچار ہوا تو اوسنی یہہ حیلہ شرعی کیا کہ جان بچانی کے واسطی بدعت بہی روا ہی یہہ خیال کرکے آپکی
پاس آیا اور عرض حال کی آپنی فرمایا کہ ای سعید وہ ٹکڑا کاغذ جو پڑا ہوا ہی اوٹہاکر کان مین رکہہ
اوسنی عرض کی کہ یا حضرت مین نے اگلی کئی دفعہ کاغذ حرز کان مین رکہا ہی کچہہ فایدہ نہین ہوا آپنی
فرمایا کہ ای ملا صاحب اس کاغذ کو کان مین رکہہ تو اچہی ہوجاوگی جب اوسنی وہ کاغذ کان مین
رکہا تو درد کو آرام کلی ہوگیا اور ملا جان ودل سی معتقد حضرت کا ہوا **اور نیز لکہتی ہین**
کہ حضرت کی وقت مین ایک شخص کیمیا گر تہا وہ ایک تولہ اکسیر بناکر آپ کی پاس لے گیا آپ نی اوسکو
دیکہکر فرمایا کہ ای بیوقوف تو نی ناحق اتنی محنت اوٹہائی یعنی پہلے سیماب لایا اور جنگل مین
تلاش بوٹی پہرا کیا اور اوپلون کا دہوان کہایا اور ہزار محنت سے یہہ اکسیر بنائی وہ تو پہرے

محرمی اُنکے پاس گیا تہا یہہ شکروہ نادم ہوا بعد ازاں آپنی اوسکا ہاتہہ پکڑکر اوٹہایا اور گوشہ محل
میں لیجاکر اوسکے روبرو لوں کا قدرت الٰہی سے جہاں آپنی پکاولں گرا وہ جگہہ تمام طلا ہوگئی وہ دیکھکر
نادم وشادم ہوا **حال وفات حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ** جب عمر حضرت کی ترسٹہہ برس
سال کی ہوئی جیسکی فہرست وفات مصری کی اسطرح سے ہے کہ بعمر دہ سال تو آنکو سرکا مل ہوا بعد ازاں
چہبیس سال تک آپ بدرجہ کمال زاہد وعابد رہے اور ستائیس سال آپنی رندانہ میخواری میں عمر
صرف کی اور آخر کار وقت ہوئی حال وفات آن جامع کمالات صاحب تحفۃ العراقین تحریر کرتا ہے
کہ اکثر دو سر ور سنہ آپ سیر کنار دریای راوی سے پار جاتے تہے وہاں یعنی دریای راوی میں ایکو
ایک نگہبان نظر آیا آپ نے کشتیبان سے فرمایا کہ ہمیں یہاں اتار دے جب اوسنے آنکو وہاں اوتار
دیا آپ نے وہاں جاکر سیر وکباب سی طبع کو بہلاویں جماعت آپکی ایکساتہہ رکہکر جدہنیر جلائی اور بعدہ
مریدان ہمراہی سے فرمایا کہ ای دوستان جب کوئی دوست حقیقی اپنے دوست کو اپنی طرف بلاوے
تو کیا کرنا چاہئے دوستوں نے کہا کہ اگر دوست بارادہ وصل بلاوے تو سجان سمت اوٹہکر جانا چاہئے
شکر آپنی فرمایا کہ ای یاران ہمیں اب جناب الٰہی سے وصال کی طلب فرماتے ہیں — شعر میروم بس
بردن از ہر عالم + تا شوم با خدای خود ہمدم + ہمدم حق چو باشیم از مردن + دل نیم جون خراسیم
از مردن + مردہ ہم وصل یار مدامت کنون + کس نیابد رہ مردم محرومی + دوستان ہم شوید با دل شاد
از غم ودریغ مردہ ام آزاد + کو ندہم کسی ز مردن بیس + شاد باشید ز مردن من + تا کی
مردہ بودہ ام زین پس + اکنون ہم حسین داشتم دل بس + گر نبود من مرا جان بود + بودہ ام
مردہ از جانی وجود + این سخن گرد چون بیاران سر + خوش دلی شاد شد ز بار سفر + سہ تاریک لب
کشیدہ بدار + بہر وافقت داد جان بکار + وقت جان دادن دلش آگاہ + بالہ آمد برون کہ
حق اللہ + چون حسین اینچنین جان سپرد + با دوستان وصل اینچنین جورد + جورداد وصل حق بخشی ہم بیارد
مست چو اسار گذر تکار + مرگ مردان حق اگر دانی + داد رو الاشکار چوانی + العرض دوستان نے
سار تجہیز وتکفین میں کیا اور نماز جنازہ پر تمام اولیاء اللہ تشریف لائے اور بہر باز دریائی

کی لاش کو لیجا کر اوس جگہہ مین کہ آپ نی خود پسند فرمائی تہی حضرت کو دفن کیا راوی صادق یعنی
کتاب بہایہ سی تصدیق ہوئی کہ اوسدن روز جمعہ سلخ ماہ جمادی الثانی سنہ ایکہزار آٹہہ تہا چنانچہ
شیخ پیر محمد نی حضرت کی تاریخ وفات یہہ زیب نسخہ کتاب حقیقت الفقرا کی ہے - تاریخ سال تاریخش
از حساب جمل + گفت ہاتف کہ مست عشق ازل قطعہ لمحررہ جسقدر تو بہی اونکی لکہہ تاریخ + کیونکہ
وہ شیخ دین تہا مست الست + ہاتفی نے کیا مجہی الہام - لکہہ دی تو ازہی محبت مست + اس حادثہ جانکاہ
سی ہر ایک شخص کو غم بی اندازہ حاصل ہوا اگرچہ پنجاب و ہند مین چہ از شاہ چہ از گدا ایسا کون تہا -
کہ جسکو حضرت حسین کا غم نہوا ہوگا بلکہ ماتم حسین مین شور کربلا پنجاب مین برپا ہوگیا تہا - مگر
خصوصاً حضرت مادہو کا تو یہہ حال تہا کہ شب و روز حضرت کی قبر مبارک کو بغل مین لیکر رویا کرتی تہی
اور یہہ شعر پڑہا کرتی شعر تو شدی با وصال حق ہمدم + مادہو را گذاشتی در غم + تو شدی
از جہان بناز و نعیم + مادہو سبی تو شدہ بدرد و نیم + الغرض جب ایکسال کامل اسطرح گذرا
تو عالم رویا مین حضرت مادہو کو الہام ہوا کہ حضرت حسین فرماتی ہین کہ تو اب لاہور سی ہندوستان کیطرف
جا کر راجہ مان سنگہ کی دوبارہ نوکری کر اور بارہ برس سفر کرکے پہر یہان آ اگرچہ دل انکا بغیر زیارت
حضرت حسین کے کسی طرف مشغول نہوتا تہا مگر بمضمون المامور معذور حضرت مادہو روانہ سمت ہندوستان
ہوئی جب راجہ مان سنگہ کی پاس گئی تو اوسنی پاؤن پر حضرت کی اپنا سر رکہا اور کہا کہ شعر گر بر سر و
چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + جب باعث تشریف آوری پوچہا تو حضرت مادہو نے
کہا کہ ہم نوکری کرنے آئی ہین راجہ نی کہا کہ مین آپکا نوکر بلکہ غلام ہون یہہ کیا بات ہی آپ مسند پر
تکیہ لگاکر بیٹہین اور مین آپکا مرید و مخلص خاص ہون جب تک زندہ ہون چاکر ہون جب مر جاؤنگا
تو بہی آپ میری مالک الملک ہین اگرچہ یہان اہل اسلام کم ہین تو بہی جو میری اولاد مین ہوگا
آپکا تابعدار رہیگا قطعہ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمت حضرت حسین نی جو آپکو لاہور سی روانہ کیا
تہا اسکا یہہ بہی باعث تہا کہ اگر حضرت مادہو یہان رہینگے تو غم و الم مفارقت حسینی دیرپا رہیگا
بعد ازان حضرت مادہو نی راجہ مان سنگہ سی کہا کہ مین جسقدر لاکہ حضرت پیر و مرشد خود بینی نہ

یہاں آیا ہوں اور بارہ برس کے بعد پھر لوٹ جانیکا مجکو حکم ہی جب بارہ برس گذری تو راجہ مرگیا
اور حضرت مادہو کی ہی ارادہ واسطے آنیکا کیا اسی سال میں دریای راوی میں سیلاب آیا
اور پانی حضرت حسین کی مزار تک جڑھ آیا دوستوں نی قبر مبارک کو شگاف کیا تاکہ جسد اوسپر
آپکی آپکی لاش مبارک بابو پورہ میں دفن کی جاوی جب قبر کو کہولا تو قبر درمیاں سی خالی نکلی یعنی
نہ تو اوسمیں لاش تہی نہ خاک استخوان تہی اس تعجب سی تمام مرید اور خدام حیران ہوی اور مایوس
ہوکر واپس لوٹی جب چند قدم ادہر آئی تو پھر قبر میں سی ایک نورانی آسمان رسیدہ نظر آیا پھر سب لوگ
لوٹکر وہاں آی اور محمد صالح نامی ایک مرید کو دلمیں الہام منجانب اللہ ہوا کہ قبر کے اندر جاکر دیکہو
وہ قبر میں جاکر کودا اوسمیں قدرت الہی سے کیا دیکہتا ہی کہ ایک گلدستہ گلہای ریحان کا لٹک رہا ہی
اوس وقت اوسکی کانمیں آواز حضرت حسین کی ربانی آئی کہ جناب الہی کی مہربانی سی میرا جسم صورت
گلدستہ بن گیا ہی اور یہہ ہی گلدستہ ہماری لاش ہے اسکو لیلو مگر اسکو کوئی نہ سونگہی اور یہہ راز
کسی سی ظاہر ہو اسکو یہاں سی جلدی لیجاؤ اور مقام بابو پورہ میں دفن کرو اور جسکو میری دیکہنی کی
خواہش ہو تو مادہو کو کہ ابہی اس سال میں آیا ہی دیکہے مجہ میں اور اسمیں کچہہ فرق نہیں پہر
محمد صالح نی سب دوستوں کو سنایا اور اوس گلدستہ کو کفن کرکی دوبارہ نماز جنازہ ادا کی اور باعزاز
تمام لاکر یہاں جہاں اب مزار مقدس واقعہ ہی دفن کیا اللہم ارحمہ واعفہ وانت ارحم
الراحمین جب حضرت کو دوبارہ دفن کیا تو سال ہزار و یک صد و یکم ہجری کا تہا تاریخ مصنفہ شیخ
پیر محمد ہی شعر ہست تاریخ آن مرمیت ورین + شد گل گور گل رنور حسین + جب حضرت
کو تیرہ برس کامل وفات ہونیکو گذر گئی تو حضرت مادہو کمال اسا ظاہر کیا یعنی جب آکر حضرت کی
مزار پر بطور سجادہ نشیں ہو بیٹہی اوسوقت قدرت الہی سی وہ ہم شکل حضرت حسین بن گئی کہ جو
قدیمی دوست حضرت حسین کے تہی وہ یہی ہی کہتی تہی کہ حضرت حسین نے دوبارہ جسم لیا ہی حضرت
مادہو کی وفات ہونیکی تاریخ شیخ پیر محمد نی یہہ تحریر کی ہے شعر راست تاریخ او ز دلم شد
مادہوا ست از مئی حق شد + دررہ حق رہبر تو شہ گرفت + بر مزار حسین گوشہ گرفت +

ترک کرد از جہان برای خدا ، گرم رو شد براہِ فقر و فنا * جب مادہو فوت ہوئی تو عمر انکی تہتر سال کی تہی
چونکہ شعر سالِ میلاد او ز روی عدد * سنہ ہشتاد بود بر نہصد * گفت تاریخ مولدش با زین * آمد
از عشق حق مرید حسین * جب وہ اٹہارہ برس کے ہوئی تو مشرف باسلام ہوئی اور بہر جب تلک زندہ
رہی بالکل متوجہ بدنیا نہوئی اور فنا فی اللہ رہی الغرض جب وہ فوت ہوئی تو تمام دوستون نے
بجلوئی تمام نماز جنازہ ادا کی اور ہم پہلوئی مزار حضرت حسین قبر اونکی نکالی اور وہان درشہ
گن سمجہا اوس نازنین محبوب حسین کو لٹا کر دفن کیا اور جب وہ حضرت یعنی مادہو فوت ہوئے
تو اوس وقت سن ایکہزار چہپن ہجری ماہ ذالحج کی بائیسوین اور دن دوشنبہ کا تہا سبحان اللہ
وسجادہ حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات عجب مظہر کرامات تہی بقول شیخ پیر محمد صاحب
کتاب حقیقۃ الفقرا شعر کہ حسین از کرامت و برہان * با خدا داشت رازہای نہان * ہست در فقر
راز دار خدا * ہست گلدستہ بہار خدا * گلشن عشق را گلِ خندان * بر گلِ حسن بلبل نالان *
غوث و قطب ست در جہانِ فنا * کی شود کس نکردہ ترک ہوا * ہرکہ ترک ہوا کند چو حسین * جان
بقربِ خدا کند چو حسین * لیک چون او کسی کجا باشد * کہ چو او تارکِ ہوا باشد * اوست ترکِ
ہوا نمودہ بفقر * اوست نزدِ خدا ستودہ بفقر * آری او از خدائی خود بجہان * عارف کامل است
بی نقصان * نیست نقصان کمال ورا ہیچ * کو ولی ہست بی خم و بی پیچ * داشت آمد
حق ز راہِ کمال * نسبتی با خدائی جل و جلال * خارقِ عادتش ہزار ہزار * ہست بیرون ز حد
حصر و شمار * کی توانم زد از کمالش دم * عاجز ست اندرین زبانِ قلم * شرح وصفِ حسین
عارفِ پاک * نرسد در احاطۂ ادراک * زانکہ بودہ ست او مقرب حق * داشت عشق
ازل ز مشربِ حق * بود در عشق اہل مہر و وفا * بود در فقر اہل صدق و صفا * بادہ نوش ار چہ
بود در ظاہر * یکسان می نمود در ظاہر * تا بجائیکہ بود رند کسان * باشدش یار با خدا
نہان * از رہِ قرب آن ولی خدا * ہیچگہ از خدا نبود جدا * وسمۂ ابروی خدادانی *
خال روی درست ایمانی * غازہ چہرۂ فنا دینی * مردم دیدہ خدا بینی ست * بود در روز و شب از

وصال خدا + سرورش از رویت جمال خدا + فارغ از رنج و راحت کونین + بود مشغول بیاد حسنین
بود در کربلا تباہ خدا + در محبت فدائی راہ خدا + در رہ فقر پیروی رسول + ما سوی اللہ را
ہدایت قبول + بود وارستہ از غم دو جہاں + دل بحق بستہ در غم دو جہاں + بود واقف ز سر
ارادت او + بود پاک از ریا عبادت او + بود دین رسول مذہب او + از کدورت صاف بود مشرب
او + بود مشتاق در رضائی خدا + بود محو لقای خدا + کرد رضائی خدا و جسم ہم بود +
بہ لقائی خدا اسیر بود + اگرچہ کرامات حضرت حسین کی ایسی لا تعد و لا تحصی ہیں کہ اگر
مدت العمر تحریر کرتا رہوں تو بھی شمہ انکا تحریر نہ ہو سکے اور تمام حالات انکی ایسی محو ہیں کہ دیکھو
چھوڑنے پر دل نہیں ملتا نہیں ہوتا لیکن جو کچھ تحریر ہوا ہے وہ تمام حال کتابی او مشغول علیہ ہے
اب ایک اور کرامت حضرت حسین کی زیب صفحہ کتاب ہو کر کے امداد حسینی سے امیدوار ہوں
کہ مجھ خاک پائی راہ فقرا ہی باشند کہ منزل مقصود تک پہنچا کر دونوں دنیا میں سرفراز فرماویں
شعر احتمی مرشدا امد دحالی + تقبلنی ولا ترد وسؤالی + **شعر** سپردم بتو مایہ خویش را + تو
حساب کم و بیش را + **حکایت** ایک شخص حضرت شیخ ابدالی نام حضرت حسین کا پیر بھائی تھا
وہ ایک روز اشتیاقاً آپ کی خدمت میں تشریف ارزانی فرما کے کہنے لگا کہ ای حضرت میں
چاہتا ہوں کہ تم اور ہم دنیا میں یکدیگر روز آپکے رابطہ کریں حضرت نے قبول فرمایا اور فرمایا
کہ ای شیخ ابدالی اگر آپ کو گرانی ہو تو مہربانی پر سمجھ کر کہ اس دوست جانی کو کہ فی الاصل جانی
ہے دوست زنانی و نانی بہ تصور کرکے بانی مبانی درجہ امتحانی ہو جئیے ہوں کہ بہ شکر یہ لمبی
نانی کہ از راہ معانی و ہمہ دانی رو برو دانش نانی مبانی سبع المثانی کے بشکل کباب کو ہتانی
ہو کر اوڑی اور حضرت حسین بھی ہم شکل شہباز صاحب پرواز ہو کر اوسکے پیچھے اوڑے اور
جھپٹ کے اوس کو پنجہ باز کی کو براہ محبت و مہربانی پکڑ کر زمین پر پھینکا اور فرمایا کہ ای
شیخ ابدالی مجکو لحاظ حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی پیر یزدانی حضرت ہلول نورانی ثانی
پیر گیلانی درمیان ہے اگر تو پیر بھائی ہوتا تو ابھی تحت الثریٰ کو پہونچ جاتا اور زمین پر گرفتہ

پہر بصورت کبوتری پرواز کیا اور ایسا بلند اوڑا کہ حضرت حسین نے اوسکو آسمان سیوم سی پکڑ کر نیچے پہینکا اور وہ بیہوش ہو بیہوش ہوکر زمین پر آ پڑا اور چون ماہی بی آب تڑپنے لگا حضرت نے براہ نوازش فرمایا میان ہوش کرو اب ہم گم ہوتی ہین تم ہمکو تلاش کرو یہہ فرما کر آپ گم ہوگئے اور ایک کنگرہ عرش پر جاکر منزوی ہوئی شیخ ارزانی براہ پریشانی و حیرانی آپکے پہر تک ہرچند متلاشی ہوا اور زمین آسمان مین جابجا تلاش کی مگر اوس ہمای اوج سعادت و گنج مخفی کرامت کا کہین نشان نہ پایا اور بحالت انفعال وندامت واپس ہو آیا اور کہا کہ یا حضرت آپ جیتے اور مین ہارا اب مین تمہارا خادم صمیمی ہون آپ نے اوسکو فرمایا کہ تم یہان سے ہندکو چلے جاؤ وہان تمہارا بہت رشد ہوگا وہان جاؤ اور گمراہان طریقت کو ہدایت کرو اور راہ حق دکہاؤ اور اپنے پیر کی نام سی استمداد چاہو اونہون نے ظاہرا تو قبول کیا مگر باطناً غریق بحر ندامت ہوکر حد سے زیادہ جلنے لگے اور ایدہر اودہر سیاحت مین مشغول ہوئے اسی ثنا مین اونکو خبر ہوئی کہ حضرت حسین مقتول کو نین نے وصال پایا ہے یہہ سنکر وہ لاہور مین آئے اور **شعر** نزد گور حسین باشتاب ✢ گفت کای مرد حال خود دریاب ✢ خفتہ زیر خاک ای جولاہ ✢ از من و خود نہ کنونا آگاہ ✢ در تو از حال خویش آگاہی ✢ گو من شیر یا تو روباہی ✢ حال تو چیست بر سر تو ✢ چیست بار خیال بر سر تو ✢ این سخن چون از وشنفت حسین ✢ از تہ خاک گور گفت حسین ✢ کای عجب این چہ گفتنست بمن ✢ از تو اینسان چہ لایق است سخن ✢ من کنون گرچہ خفتہ در خاکم ✢ چیست باکو بی از تو بر خاکم ✢ باگوریم ہمیشہ نیز ازکین ✢ بازگوئی زکینہ حرف چنین ✢ گر نباشم ز حال خود آگاہ ✢ پس من آگاہ کی شوم ز اللہ ✢ بشنو از من کہ زخود آگاہ ہم ✢ جو الہم بگو نہ جولا ہم ✢ شیر راہ خدا باکم من ✢ نہ چہ روباہ زیر خاکم من ✢ در تہ خاک خفتہ ام اندر خواب ✢ حرف خود از من شنو تو جواب ✢ ہرکہ روباہ بود براہ خدا ✢ نتواند نگوید داد ندا ✢ تا بوصل خدا رہ جوید ✢ مردہ در گور کے سخن گوید ✢ منکہ گویم سخن بگو ر دلیر ✢ پس تو خود بین کہ روبہم یا شیر ✢ تو کہ گردے

من چنین گفتار + واسطہ ما ہم ازار + نام پیر من ست . پیر من تو + می بیارم رگیں دل
دیکو + شیخ بہلول را ندیدستی + از مکافات من اران رستی + لیکن چون نامش آمدی
ہم سر + می نگیرم ترا بدین تقصیر + ردہ با گور من دانگاہ + گفتہ از تعصبم خود آہ +
این چہ جہل ست واین چہ بی ردی + کہ مرا این سخن ہمیگوئی + گر حقیری خلاف جست مرا
با حقیران معاف نیست ترا + خاصہ نامش کہ با تو ہم پیرم + میکنی جنگ حیست تقصیرم
بعد اسکے حضرت جنید اوسپر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ بندہ حق میں کو کھول اور دیکہہ کہ میں بعد وفات
یوں زندہ گور میں کلام کر رہا ہوں مجہہ سے بعید نہیں کہ اسی وقت تجکو مظہر معنی الفقر سواد الوجہ
فی الدارین بنا دوں مگر میں یہہ نہیں چاہتا بلکہ میرا منشا ہے کہ تو نام بردار مریدوں میں خیر ہو
بدیں لحاظ میں تجکو کچہہ سزا نہیں دیتا اب تجکو لازم ہے کہ راستہ اپنے سلسلہ کا ہوا اور اپنے
خاندان کو ایسی رونق دے کہ تو بہی میرے موافق نام بردار ہو اب تجکو لازم ہے کہ لاڑ
سے جلد جا اور شہر ٹھٹہ میں جا کر رخت اقامت ڈال وہاں اکثر امیر وفقیر تیرے خادم ہونگے
اور جناب حضرت بہلول کی انوار جلوہ گری کرد کہاؤ نیگے اور اس وقت جناب حضرت بہلول
میرے پاس رونق افروز ہیں اور بار بار تمکو یہی حکم دیتے ہین کہ روانہ ٹھٹہ ہوجاؤ یہہ معاملہ
دیکہکر حضرت شیخ ازرانی نادم و تائب ہوئے اور مزار جنیدی کی قدموں پر جبین سائی
اور ناصیہ فرسائی کی اور بطور جاروب کش درگاہ خانقاہ پر حاضر رہنے لگے اور خدمت بخلوص
دل ادا کیا چنانچہ اتنک وہ مکان جلا ابن شیخ مرحوم کا نگوشہ ناب خانقاہ حضرت مرحوم کے
موجود ہے اور اوس وقت دل اونکا ایسی جاذ کو اپنے خیال نہین جاتا تہا کہ رجوع
خلائق حضرت کی مزار پر انوار پر درجہ کمال تہا اور سب وردرار دنیا م زائرین کا ایسا
رہتا تہا کہ ایک کمترین خادم مزار حضرت کا بڑے بڑے امیروں کو خیال میں نہیں لاتا تہا حضرت
حسن نے دیکہا کہ شیخ ازرانی روانہ ٹھٹہ نہین ہوتے تو ایک شب حضرت مرحوم اکبر بادشاہ
کی خواب میں آئے اور فرمایا کہ میری خانقاہ میں ایک شخص شیخ ازرانی نامی رہتا ہے

ہین کہ آپکو حسب ارشاد پیرانکے کہا ہی کہ بطرف پٹنہ چلا جا مگر وہ نہین جاتا لہذا آپکو مناسب ہے
کہ اوسکو لاہور سی تا بہ پٹنہ پہونچا دو وہان اوسکا رشد بدرجہ کمال ہوگا جب صبح کو اکبر بادشاہ
اوٹھا فی الفور بتعمیل حکم حضرت حسین کے فرمان بنام ناظم لاہور کے جاری کیا کہ حضرت حسین کے
خانقاہ عالیجاہ پر ایک شخص مسمی شیخ ارزانی نامی رہتا ہی اوسکو بحفاظت سپاہیان روانہ شہر
پٹنہ کردو چنانچہ فورًا بوقت وصول فرمان ناظم لاہور نے شیخ ارزانی کو روانہ پٹنہ کیا بوقت
روانگی شیخ ارزانی مزار مبارک کو بغل مین لیکر روئے اور عرض کی کہ یا حضرت مین تنہا ناتمام
مگر بہر حال آپکا خادم ہون اب جو آپ نے مجکو ادہر روانہ کیا ہی تو مین چاہتا ہون کہ بہر حال
میری حال سی آپ بیخبر نہون کہ مین آپکا خادم غائب ہوکر اوس طرف چلا ہون غرض
آپنے اونکو رخصت کیا اور بہت مہربانیون سی سرفراز فرمایا جب وہ وہان پہونچے تو بدرجہ کمال
شہرت اور رشد اونکا ہوا حتی کہ چند ایام مین جو وہان دولاکھ ذی عزت نام لیوا جناب حسین
و بہلول کا ہوگیا اور صدہا خارق عادات اون سی سرزد ہوئے اور بعد ازان وہ شیخ ارزانی
سن ایکہزار پندرہ مین رہگرائے عالم بقا ہوگئے چنانچہ ابتک مزار اونکی وہان زیارتگاہ
خلق ہی یہ زبانی شفقی مدن شاہ صاحب ساہدوگی کہ تاجر باوقار اور دوست غمگسار مجہ خاکسار
کی ہین معلوم ہوا کہ ناف شہر پٹنہ مین بمقام محلہ سلطان گنج گنبد عالیشان مزار حضرت شیخ
ارزانی صاحب کا زیارتگاہ خلق ہی اور مقبرہ پرکار کاشی و چینی بدرجہ کمال خوشنما ہوا
ہوا ہی اور وہ مقبرہ مبنیہ حضرت جہانگیر بادشاہ کا ہی اور ابتک اونکی معافیات کا وہان یہہ حال
ہی کہ محاصل سرکار دیکر پچاس ساٹھہ ہزار روپیہ خدام کو ملتا ہی اور سجادہ نشین جو انکا فی زمانہ
شیخ عبداللہ صاحب ہین اونکے گہر مین وہ شان و شوکت ہی کہ نصیب امرا کا نہوتی ہوگی - اور
خانقاہ مبارک پر دو تین ہزار فقیر حاضر رہتے ہین سبحان اللہ جناب حضرت حسین کا عجب فضل
تہا اور ہے اب یہان لاہور مین حضرت حسین کی خانقاہ پر جو جو عمارات موجود
ہین حال ان کا ملاحظہ مرقومہ ذیل سے ناظرین باتمکین پر ظاہر

ہوگا اور حال ارادت مند اور مسلمانوں کا اس جانب میں اس قدر ہے کہ کوئی
دم نہیں مار سکتا اور حضرت کی خانقاہ پر بھی زمانہ دو میلے ہوتے ہیں ایک تو چراغوں کا میلہ دوسرا
بسنت کا چراغوں کے میلے کا تو یہ حال ہے کہ کئی میل سے ہزارہا مخلوقات باسبیل تمام شامل زیارت
ہو کر آتی ہے اور باوجود اس قدر وسعت باغ شالامار کے وہاں قدم رکھنے کی جگہ اوس روز
نہیں رہتی سبحان اللہ اوس روز وہاں عجب لطف ہوتا ہے کہ بوڑھے توتے کی بھی باچ در راگ
رنگ ہوتا ہے اور ایک دن اور ایک رات زائرین و حاضرین کی کثرت کا یہ حال ہوتا ہے اور
باغ اور مقام خانقاہ پر اور وہاں سے تا دروازہ دہلی ہر اسقدر انبوہ تمام مخلوق کا ہوتا ہے کہ
سفیدہ کے بوجہ مانند دیدہ + اور اس ایام میں بھی باوجودیکہ خلق بیکاری سے مالا مال ہے
امرتسر سے سلوری ریل سات آٹھ ہزار آدمی تخمیناً ہر یک جلسہ چراغاں ہوتا ہے اور سواران یکہ
و سیل و بگھی و اونٹ وغیرہ ریل سے علاحدہ آتے جاتے ہیں اور جریدہ و فردجات اسباب حلوائیان کا
کیا خیال کیا جاوے اوس روز تمام حکام ضلع و افسران پولیس وہاں بندوبست کو واسطے اوس روز
رہتے ہیں اور اوسی روز ایک میلہ کان آتشبازی کی بھی وہاں قائم ہوتی ہے خیال کرنا چاہیے کہ سرکار
ایسے میلوں میں ادھر بیل کم کرتی ہیں اور جو کرتے ہیں سو مطعون خلایق اور عاصی میں اعتقاد ہوتی
ہیں مگر تو بھی اوس روز دن رات میں ہزارہا روپیہ کی شراب فروخت ہوجاتی ہے اوس روز
یہاں تک نظر کام کر سکتی ہے ملبوسات فاخرہ ہر شخص کے زیب تن ہوتی ہیں حتی کہ جو شخص
رات کی کھانے کا بھی محتاج ہوتا ہے وہ بھی اوس روز نواب وضع بنکر نکلتا ہے قلم کا کیا یارا
کہ اس میلے کا حال مفصل لکھے بلکہ میں جانتا ہوں کہ اسی قدر تو سے یہ قلم روسیاہ اور بریدہ سر و مقطوع
اللسان ہے اور روز بسنت کا حال بھی قس علی ہذا چنانچہ آج تاریخ سلخ جنوری روز شنبہ
حضرت کا عرس مبارک تقریب بسنت تھا اور یہ کمترین بھی آستانہ بوسی کے واسطے مشرف
ہوا تھا کیا بیان کروں کہ کس قدر انبوہ تھا کہ دیکھنے میں آتا تھا کہ گھوڑا کا تھا دہلی دروازہ سے تا بنا
مزار جلو اللہ ہی اور بل بھر کا رہیں پر مگر آج نہ تھا آج مدہ کو بھی یہاں سے ایک بیت حداد

بہ بد حاصل ہوی اور وہ یہہ ہی کہ آگی چند سال سی مجہ روسیاہ چند و ناچیز کو بروز عرس مبارک حضرت
ہر علی گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اونکی جناب سی دستار گوہر بار کہ جسکو پہریا کہتی ہین ملتا ہی
آج اس جناب مستطاب سی بہی فدوی کو معرفت حسن علیشاہ سجادہ نشین دستار بسنتی اس وضع
سی عطا ہوی کہ حضرت سجادہ نشین حضرت کی خانقاہ کی پائنتی کیطرف تشریف فرما ہوی اور براہ
نوازش اول دعا فرمائی امید ہے کہ اللہ تعالی قبول فرماوینگے اور یقین کلی ہے کہ اس سال مین
اگر سبب یاور ہوی تو ضرور فرزند ارجمند با عمر دراز مجہکو عطا ہوگا الغرض بعد دعا سجادہ نشین
صاحب نی نذر پیش کردہ فقیر قبول فرمائی اور ہزارہا خلق اللہ مین دستار بسنتی مجہی پہنائی اور
مینی فخر دوجہان سمجہکر اپنی سر پر باندہی علاوہ بران یہہ ایک اور لطف ہوا کہ اوس وقت بعد
دعا سجادہ نشین صاحب نی حضرت کی مزار کی خزانہ موجودہ سی مجہی تبرک اسطرحسی عنایت کیا کہ ہمنی
دامن اپنا پہیلایا اور اونہون نی پہول اور کوڑیان وغیرہ ملا ہوا میری دامن مین ڈالا سبحان اللہ
زہی طالع میری کہ مجہی اسقدر شرف اور عزت معہ دستار حاصل ہوا جب گہر مین آکر دیکہا تو سولہ
ریوڑی و گل وغیرہ کی تین آنہ کی کوڑیان اور پونہ آنہ یعنی تین پیسی ڈبل اوسمین سی نکلے اب میرا یہہ ارادہ
ہی کہ اسکے عوض مین ایک جوانی خریدون اور گہر مین تبرکاً رکہون پہر جب مجہی اللہ تعالی فرزند
عنایت کرین تو وہ جوانی اوسکے زیب گلو کردون اسکے شکریہ مین کس دہن و زبان سی شکریہ ادا کرون
شعر اگر ہر موی من گردد زبانی + وزان رانم بہر یک داستانی + نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موی ز احسانت تو گفتن + مجہی حسب الارادت خود آج وہ خوشی ہی کہ خدا ہی جانتا ہی الحمد للہ علی
احسانہ آمدم بر سر مطلب کہ بروز بسنت بعہد عملداری سکہان مہاراجہ صاحب بہادر کا یہہ معمول تہا
کہ تمام امیر و رئیس و افواج کو حکم ہوجاتا تہا کہ وردی و لباس بسنتی پہنین اور زین و ہودج سایبانہا
اسلحہ وغیرہ تمام بسنتی ہوا کرتی تہی اور ہر ایک شخص مصنی فاقع اللونہا تسر الناظرین سی لذت گیر
ہوا کرتا تہا اور یہان بزار پر انوار حضرت خیمہ ہای بسنتی ایستادہ ہوا کرتی تہی اور درون قلعہ سے
تا بزار پر انوار دو رستہ فوج بلباس بسنتی ملبس جم جاتی تہی اور پاسلوی اسکی ہر امیر و رئیس خود معہ

ملازمین سنی پوش ہوا کرتے تہی اور رعایا ہی شہر کو زن مرد میں سی ایسا کوی کم بخت ہوتا ہوگا کہ جو
بسنتی اوس روز پہنتا ہوگا مگر یہان اوس روز مین ہر شہر کی روشنان کمالی نہی بسنتی
تیار ہی ایک رنگ میں ایک مرزی کی ہلدی خرچ کرکر کم از کم چہار آنہ فی دستار خرچ کردیا کرتی تہی اور
امیرونکا حال تو نرالہ ہوتا ہی مجہی بخوبی یاد ہی کہ عہد مہاراجہ شیر سنگہ مرحوم ایسا اختر محمد بخت راجہ
دہیا ماہ صاحب کے گیا ہوا تہا اوس زمانہ میں مگر یہ اونکی دستار رنگ کرایا تو دو ہون فی ادسکو
باجرو پیہ مانگا یا تی جانیکی بہر ہی دو جوش ہوا ملکہ کہو نگا کہ مہاراج پانچ روپیہ تو جمعدار و
صوبہ دار فوج کو ہی مجکو دیگئے ہیں بس تو زیادہ کا امید وار تہا یہ سنکر راجہ صاحب مسکرائے
اور ایک جوڑہ قیمتی پچاس روپیہ کا اوسکو عطا فرمایا جب اسطرح فوج جم جاتی تو بوقت دو بجے
سواری مہاراج کی قلعہ سی نکلتی اور تمام مخلوقات جو منتظر و مدار سرکار ہوتی تہی جب آواز توپہا
و شلک سلامی سنتی ہماتن نثر ہو کر جدہر زر ہوتی جب مہاراج کی سواری سیدہ مین آتی تو یہ لطف
ہوتا تہا کہ اب اوسکی یاد مین چشم پر آب ہو آتی ہی کم از کم ساٹہہ ستر ہاتھی اور چار پانچ سو گہوڑا
مارین ہٹ در مرصع و تمام ڈیرہ سواران چار یاری اور دو رجمنٹ پیدل اردل جلو میں ہوا کرتی تہی
اور ساہ سی گدا تک ہر ایک شخص بسنتی پوش ہوا کرتا تہا ملکہ در و دیوار ہی بسنتی نظر پڑتی تہی
اور مہاراج مٹہیاں روپیونکی بہر بہر کے تصدق کرتی اور پہینکتی ہوئی تا مزار پر انوار حضرت شیخ کے
پہونچتی اور بعدہ سواری سی اتر پیادہ پا ہو بارادت تمام معہ روسائی عالی مقام باہر ہیہ خانقاہ
کے دروازی سے اندر جاتی تہی پہر شلک سلامی کی ہوتی تہی پہر گیارہ سو روپیہ نقد معہ دو شالہ
بسنتی خانقاہ پر ندر چڑہا کر جس سائی کے بعد روپیہ افزائی خیمہ سا ہی ہو تی تہی وہان
عرش سی فرش تک تمام بسنتی بسنتی اسبا موجود و حاضر ہوتی تہیں پہر حسب معمول خود بہی
ایک زرد و مہرہ اور دوسرے زرد پست تمام ملازمین سی مدرین علی قدر مراتب لیکر
مخلصان واجرہ ہر ایک کو سرفرازی بخشتی تہی اور پہر عطر عبیر و گلال بطور تفریح جس
ہولی اڑتا تہا اور پہر لالہ رخان جو روشن لبی تمام طوائفان لاہور وامرتسر جو حسب الحکم

حال میلہ بسنت و چراغان

حال میلہ بسنت تبقریب تفریح طبع

…وہان حاضر ہوا کرتی تہین مجرای شاہانہ ادا کرکے نوبت بنوبت

…ین مشغول ہوکر بانعامات گونان گون سرفراز ہوا کرتی تہین اور جو نذر بکار…

…اوس روز مہاراج کی خدمت مین جمع ہوتا تہا وہ بتقریب انعام یوم بسنت خدمتگاران

…ام ہوجاتا تہا بلکہ باسوا اسکی ایک ایک ماہ کی تنخواہ تمام فوج سواری پیادہ کو بطور انعام

…وتی جب وقت غروب آفتاب قریب ہوجاتا تو پہر سواری مہاراج کی بوضع سابقہ برآمد

…ہوتی تہی اور اسی طرح روپیہ تہکیان پہینکتی ہوی داخل قلعہ ہوتی تہی اور باسوائے اسکے جو جو

…اسی خانقاہ کی نام معاف و واگذار

…جاگیرات سرکار کی طرف سی حسب فرامین شاہان جغتای سرکار انگریزی دوام قبالہ

…ان اور تفصیل اوسکی بہی درج کی جاویگی اور اب بہی بحال اراضی سرکار…

…ن بروز بسنت کمیٹی اسپان مقرر ہوئی ہی یعنی آج کے دن حسب الحکم حکام اچہی اچہی نسل

…ان دور و نزدیک سی یہان آتی ہین اور بعد ملاحظہ و پسند حکام والا مقام انعام پاتے

…ہین اور جو باسوا اسکی گہوڑا کسیکی پسند آوی وہ اچہی ہون

گہوڑی بعد با فتشکی ان کو تقسیم ہوتا ہی اور صد…

…اسپان کا بڑہ گیا ہی کیونکہ بشرط سخفگی انعام ملتا ہی

تو انعام ملا اور اوسی وقت ایک صاحب بہادر نے گہوڑا نسل عربی بہ رنگ سبزہ کو پچاس

روپیہ خرید ا بازار مین اوسکے واسطے شاید کوی پانسو روپیہ دیتا الک سی بقیمت مبلغ تیرہ سو

…اس کمیٹی سے اچہی اچہی

نسل کے گہوڑی پنجاب مین موجود ہین حق تو یون ہی کہ اس کمیٹی سی لطف میلے کا دو بالا ہوجاتا

ہی سبحان اللہ و بحمدہ حضرت کے مزار پر انوار پر نور الٰہی برستا ہی اور ہمیشہ غلاف ہای کمخواب زر

دوزی و اطلس و پشمینہ ہر قسم کے حضرت کی مزار پر مع سایبان ہای گونان گون موجود رہتی

ہین اور عاشق و معشوق یعنی حضرت شیخ مادہو و جناب حسین مقبول حسنین مطلوب سول الثقلین

کی مزار سی وہ فیض عام طالبون کو ملتا ہے کہ مصرعہ دل من داند و من دانم و داند دل من

اللہ تعالی بطفیل ارواح مقدسہ ان حضرات کی کونین کی مہمات و مشکلات مجہ ہیچ کارہ کی

که توحید خدا تعالی عز اسمه جو سب ادیان [illegible] شریک هین بلکه خدا کی وحدانیت پر تمام مخلوق قایل
هی اور دوسرے حج زکات اور دونون کو تم نے ترک کیا اور یعنی جو دو یعنی روزه و نماز تهے
اونکو بهی تم نے ترک کیا پس اوسکا کیا باعث هی که دو ارکان اسلام کو ترک کیا هی حسین لائق
تعذیر هوا اور آپ نے کچهه جواب نهین دیا پهر یهه سنکر حضرت قاضی خاموش هو رهے اور اوسکے دل پر کچهه ایسی تاثیر
هوئی که اسکے بعد کبهی در صدد تکلیف دهی حضرت کی نهوا اور نیز دارا شکوه لکهتے هین که
ایک دفعه اکبر بادشاه نے اپنے وزیر کو لاهور مین آپ کے پاس بهیجا اور حکم دیا که حضرت
حسین غیر شرع ریش مقراض کرتے هین ایسے انکو تعذیر کر جب وه وزیر حضرت کے روبرو آیا تو
آپنے اپنی مقراض ریش مبارک کو هاتهه مین پکڑ کر اوس وقت دراز کر دکهایا اور جو چیزین
وهان از قسم شراب وغیره مسکرات موجود تهین وه سب دوده بن گئین یهه دیکهکر وزیر
جو واسطے تعذیر کے آیا تها حضرت کا مرید با اخلاص بن گیا اور نیز کتاب شطحیات
مین لکها هی که ایک دفعه ایک ملا متعصب ایک سونٹا هاتهه مین لیکر آپ کی تعذیر کرنے
آیا آپنے اوسکو پکڑ کر ایسا دکهلایا که جب اوسنے گر کر آنکهه کهولی تو اپنے آپ کو شهر حلب مین
پایا یهه معامله دیکهکر وه حیران هوا اور لاچار وهان رهنے لگا جب بعد مدت وهان کے
زبان سمجهنے لگا تو اوسنے پوچها که یهه کون مکان هی اور یهان کوئی قافله یا کوئی شخص اگر
جانے مین کبهی آتا هی یا نهین اونهون نے کها یهه مقام شهر حلب هے اور یهان لاهور سے کوئی کبهی
پهر اوس نے پوچها که یهان کوئی فقیر هی اونهون نے کها که هان کبهی کبهی ایک فقیر پریشان صورت
یهان آتا اور بازارون مین رقص کیا کرتا هے اوسنے کها که پهر جب وه فقیر آوے تو مجهے خبر
[illegible] پهر ایکدن حضرت ملا کو خبر دی که فلان بازار مین وه فقیر آیا هوا اور رقص
کرتا هے یهه سنکر وه بیچاره غربت کا مارا وهان پهونچا تو کیا دیکهتا هے که حضرت حسین هی هین فی الفور
پاؤن پر گر پڑا اور معافی تقصیر کی درخواست کی حضرت نے فوراً هاتهه اوسکا پکڑ کر لاهور
مسجد پهونچا دیا پهر تو وه مدت العمر حضرت کے آستانه پر رها جب حضرت کو دیکهتا تو سجده

سے ہیں آتا **یادداشت** واضح ہو کہ تمام حالات حضرت حسین کے اس کترین نے کتاب حقیقۃ
الفقرا مصنفہ حضرت سید پیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے جو زبان فارسی نظم میں ہوں نے بس ایکہزار
ایکہزار نصف رباعی ہے اور تاریخ تصنیف کتاب مذکورہ وہ ہوں نے اس بیت میں یوں بیان فرمائی
ہے **تاریخ** سال تاریخ اوست از رہ ربیں + حال آیات کاملان حسین + اور یہ کتاب ہمارے
لڑہیں سبحان اللہ کلام حضرت پیر محمد صاحب ہمارے کو عجب صاحب تاثیر ہے کہ اگر اوقات تو
مطالعہ ان کتابوں کے فدوی کو عجب ایک ست لطیف پیدا ہوتی ہے الحمدللہ والمنۃ کہ بعد
تلاش سے حالات حسینی دستیاب ہوئی اور کتاب ہمارے تو درجہ نایاب نا پیدا ہے مالہا سال سے
بندہ کو شوق اسکی زیارت و مطالعہ کا تہا مگر دستیابی اوسکی چیلے سوا نہیں آتی کل امر رہون با وقتہا
اب وہ تصنیف کتاب تحقیقات چشتیہ باقبال سرکار عالی دفترگہر میں بیٹھے بیٹھائے بسہولت تمام
مل گئی اور فدوی نے خاطر خواہ مطالعہ کرکے حرف بحرف خلاصہ اوسکا کرلیا الحمدللہ علی احسانہ
شعر ہذا الحمد مراں چیز کہ خاطر میخواست + آخر آمد زپس پردہ تقدیر بروں + **ذکر بعد**
وفات حضرت مادھو لعل حسین رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسین علیہ ۔
کو خادم و طالب ہزار ہا ہوئے ہیں یعنی سوا لاکہہ تہا یعنی سوا لاکہہ فقیر صاحب کمال خادم
ایکے مشہور و معروف تہے اور انمیں سے خلیفہ حضرت مرحوم کی تولہ باپ تفصیل ہوئی ہے
کہ اونمیں سے چار تو معروف باسم غریب اور چار دیوان اور چار خاکی اور چار بلاول اور
نام نامی اونکی یہہ ہیں ۔ اول شاہ غریب مرحوم کہ جنکی مزار مقام موضع رلی تہٹہ جو دریا
سے تین کوس غرب کی طرف موجود ہے اور دوسرے شاہ غریب ثانی مزار انکی موضع کہہ
ضلع دیرآباد میں ہے تیسرے شاہ غریب ثالث مزار انکی مقام اجلا پور خورد کہیں ہے
چوتھے شاہ غریب عاشق حسین مزار انکی یہاں لاہور میں اندرون چار دیواری خانقاہ
حضرت حسین موجود ہے اور چار دیوانوں میں سے پہلے دیوان حضرت مادھو جنکی مزار
حضرت کے ہے دوسرے گودڑ کہہ دیوان انکی مزار بہی اندرون چار دیواری خانقاہ ہے

حضرت دیوان بخش و بعدہ مزار انکی بمقام بیجاپور ملک دکہن مین ہی چوتہی دیوان
حضرت دامتہ مزار انکی بہی حضرت کی چاردیواری مین ہی اور چار خاکیون مین سی پہلی خاکی شاہ
مولابخش ہین انکی مزار بہی اندرون خانقاہ آنحضرت ہی اور اسی طرح دوسری خاکی شاہ ہی
لاہور مین متصل خانقاہ حضرت کی آسودہ ہین تیسری خاکی شاہ مزار انکی وزیرآباد مین غرب
کی طرف ہی چوتہی خاکی شاہ حضرت حیدر بخش مزار انکی ہیچ دکہن مین بمقام نامعلوم ہی اور چار
بلاولون مین سی پہلی بلاول حضرت رنگ بلاول مزار انکی لاہور مین اندرون چاردیواری خانقاہ
واقع ہی دوسری مادہو بلاول یہہ بہی اندرون چاردیواری حضرت حسین آرام پذیر ہین تیسری حضرت
شاہ بلاول یہہ دکہن مین جاکر فوت ہوی مقام مدفن معلوم نہین چوتہی حضرت شاہ بلاول بنتا
مزار انکی بہی لاہور مین اندرون چاردیواری واقع ہی **بیان سجادہ نشینان**
حضرت حسین مرحوم جب جناب حضرت حسین علیہ الرحمتہ والغفران بتاریخ سلخ جمادی الثانی
سن ایکہزار آٹہہ بروز جمعہ فوت ہوئی تو بعد انکی حضرت مادہو صاحب مرحوم صاحب سجادہ ہوی
چنانچہ حال مفصل انکا معہ تاریخ وفات تحریر ہو چکا ہی بوقت وفات عمر حضرت مادہو کی تہتر
سال کی تہی اس حساب سی کہ جب اول آپ منظور نظر حضرت حسین ہوی تو اوس وقت عمر آپکی س[۳]
سالہ تہی اور سن ایکہزار ایک مین بعمر ہژدہ سالہ مشرف باسلام ہوی اور سن ایکہزار چہبیس مین
وفات پائی بس یون عمر آپکی تہتر برس کی ہوی بعد انکی رنگ بلاول صاحب سجادہ نشین ہوی
اور بتیس سال گدی نشین رہی اونکی خادمون سی دو صاحب نامور لاہور مین مدفون ہوی ایک
حضرت دوڑی شاہ جنکی مزار سبحنی بہگت رام کی باغ کی غرب رویہ مائل بشمال موجود ہی اور اب یہہ
مکان سائین ترک حسین جنکی شاہ فائض حال فی راقم کو بسند و قبالہ سرکاری ہبہ کر دیا ہی اور اب
راقم اسکی تعمیر و مرمت مین مشغول ہی اور وہانکا حال مفصل آگی درج کتاب ہذا ہی اور دوسری
حضرت حاجی جمعیت صاحب جنکی مزار شمال رویہ فرودگاہ ریلوی لاہور ہی اور انکی قبر کی پاس گنبد
قدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہی حال انکا بہی علاحدہ تحریر ہوگا حضرت رنگ بلاول

صاحب کی بعد حضرت ولایت شاہ صاحب سجادہ نشین ہوئے اور چوبیس برس گدی نشین رہکر
راہی عالم بقا ہوئے مزار انکی بھی اندرون چار دیواری حضرت مرحوم کے موجود بعد انکی حضرت طالب شاہ
سجادہ نشین ہوئے وہ بھی چھبیس سال رہے سجادہ نشین ہوکر فوت ہوئے انکی خادموں میں سے
ایک شاہ صاحب کمال ہوا فرزند اسکی بیرون دروازہ دہلی موجود حال اسکا مقام خود علاحدہ بنایا
ہوگا اور یہہ بھی شاہ صاحب سید مشہدی تھے فرزند اسکی کس اور پہاڑہ علاقہ دوآبہ میں موجود
ہیں بعد طالب شاہ کے حضرت حامد شاہ سجادہ نشین ہوئے یہہ صاحب بائیس سال سجادہ آرای سجادہ رہکے
اور اب تک عہدہ سجادہ نشینی انکی گہر میں موجود جاننا چاہئے کہ یہہ حضرت حامد شاہ قوم
[illegible]ت ساکن رسول پور تھے اور یہہ رسول پورہ شرق رویہ شاہدرہ ایک موضع ہے جو
[illegible] فاصلہ چار کوس تخمیناً شمال رویہ واقع ہے اور یہہ حضرت عمر بیس سالہ رسول پور سے آکر
خادم حضرت طالب شاہ کے ہوئے اور بعد ازاں اٹھائیس برس انکی بڑی خدمت و متابعت میں
رہے جب حضرت طالب شاہ فوت ہوئے تو یہہ انکی گدی پر بیٹھے اور یہہ شخص یعنی حضرت حامد شاہ
قوم راجپوت بھٹی تھے اور بہت خدا دوست و صاحب کرامات تھے اور انکی خادمان نامی سے
ایک شخص عظمت شاہ و دوسرا واحد شاہ نامی تہا سو بعد وفات حامد شاہ کے سجادہ نشین عظمت شاہ
جو قوم حبیب یعنی ساٹھ ساکن سلووال ضلع امرتسر تحصیل اجنالہ کا تہا ہوا جب حضرت [illegible]
وقت انتقال نزدیک آیا تو اونہوں نے عظمت شاہ خادم اپنے کو سجادہ نشین [illegible]
لیکن یہہ بھی فرمایا کہ میری ہمشیرہ مسمات بڈہی کی یہاں جو زوجہ منکوحہ میاں نور احمد
قوم راجپوت بھٹی ساکن جنڈیالہ کا سا [illegible] جو متصل اودلیا پور علاقہ تحصیل [illegible] ضلع امرتسر
ہے ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو پیدا ہوگا تمکو لازم ہے کہ اوس مولود کو اپنے پاس لاکر تعلیم
اور پرورش کریو کیونکہ تمکو جانشین [illegible] شاہ مولعل حسین صاحب سے اشارہ ہوا ہے کہ وہ
پنجاب میں فقر کا صوبہ دار ہوگا چنانچہ بعد حامد شاہ کے وہ مولود پیدا ہوا اور اوس لڑکے
کا نام جسکو حضرت حامد شاہ نے صوبہ کرکے کہا تہا میاں نور احمد کے صوبائی رکہا حسب میاں

سات برس کا ہوا تو حضرت عظمت شاہ حسب وصیت پیر اپنے کے اوسکو لاہور مین لے آیا اور پرورش کرتا
رہا جب وہ بالغ ہوا تو اوسکو اپنی خدمت اور بندوبست مکان دربار مین مصروف رکہا اور اس صوبہ کا
نام میان عظمت شاہ نے اشرف شاہ مقرر کیا اور اپنا طالب و خادم بہی بنایا اور اونکی شادی بہی
آپ نے بموضع دوبرجی علاقہ امرتسر بخانہ میان دارا شاہ راجپوت کے کی اور وہ دارا شاہ بہی
حسین شاہی فقیر تہا اگرچہ بوقت وفات عظمت شاہ کے عمر صوبا المشہور اشرف شاہ صوبا کی
پندرہ سالہ تہی مگر تاہم نادان تہا اس خیال سے سائین عظمت شاہ نے دستار سجادگی تو اونکو دہی
مگر ظاہرا بطور سرپرست اپنے مرشد بہائی واحد شاہ کو مقرر کیا اور جب حضرت عظمت شاہ نے ارادہ کیا
کہ اشرف شاہ صوبہ کو دستار سجادگی دیوین تو اونکو عالم رویا مین حضرت مادہولال حسین مرحوم
سے اشارہ ہوا کہ ابہی یہہ لڑکا کم عمر ہے اور ہم نے اس سے بوقت سجادگی بڑے بڑے کام لینے ہین یہہ
فقرائے پنجاب مین صوبہ ہوگا فی الحال لازم ہے کہ حضرت واحد شاہ کو انکا نایب سجادگی بناؤ اور
اوسکو بخوبی فہمایش کرو کہ جب اشرف شاہ ہوشیار بکار بار ظاہری ہو جاوے تو امانت اور
حق بحقدار سپرد کر دیوے اس ارشاد سے حضرت عظمت شاہ نے واحد شاہ کو مقام موضع بہٹی وڈہ علاقہ
ہیروال ضلع امرتسر سے بلا کر سرپرست اشرف شاہ کا کیا اور یہہ واحد شاہ قوم کا کہار آدمی نیکبخت
تہا مگر چونکہ فقیر کو ذات اور پیشہ سے کچہہ علاقہ نہین اور یہہ دولت خدا دادی ہے جسے چاہے دیوے
اور جس سے چاہے لیوے بعد ازان یہہ واحد شاہ تئیس سال گدی نشین رہکر فوت ہوے اسی اثنا مین
اشرف شاہ یعنی صوبا کے گہر مین ایک فرزند مسمی کرم حسین پیدا ہوا اور بوقت وفات واحد شاہ
یہہ کرم حسین پیدا ہوا اور بوقت وفات واحد شاہ یہہ کرم حسین بعمر پندرہ سالہ تہا اشرف
شاہ نے اپنے فرزند کرم حسین کو اوسہین کا نادم کیا جب واحد شاہ مرگیا تو اشرف شاہ صوبا
گدی نشین ہوا ازانجا کہ زبانی عابد شاہ مرحوم کے نام انکا صوبا نکلا ہوا تہا نام مشہورہ
انکا صوبہ شاہ ہی مقرر ہوگیا یہہ صوبہ شاہ جسکو لقب صوبہ ملک فقر ملا تہا بنیک صوبہ دار ملک
فقیری ہوا کیونکہ تمام پنجاب مین مشہور رہتا کہ ظاہری بادشاہ مہاراجہ رنجیت سنگہ ہے اور

باطنی بادشاہ صوبہ شاہ ادر ما سلو ایسکے تمام اراکین سلطنت مع مہاراجہ صاحب انکا ادب
مدرجہ کمال کرتے تہے کیا مجال تہی کہ کوئی ادنکی حکم سے عدول کرے اور جس کسی مہم پر مہاراجہ صاحب
جاتے تہے تو اسیے اجازت طلب کرتے اور انکا یہی حال تہا کہ عالم جب ہا اسکے یعنی خفی دیتا
وہ کسی مہم پر مشغول رہا کرتے تو یہ صوبہ شاہ اپنی ہاتہہ کا فلانہ اتار کر یہ مصلا کہہ ہمیشہ دست
مدعا دراز کر دیتے اور بطریق ماردیا مرد سلسلہ عرض بجناب الٰہی کیا کرتے کہ یا الٰہی فلانہ میرے
ماہ ہولال حسین کا استان ہے ایسکے شرف رکہو اور عنایت الٰہی سے مہاراج ہمیشہ بامراد واپس
آتے تہے اور صدہا کرامات انکی عام لوگ مشہور کرتی میں یہہ حضرت اکثر شراب پیا کرتے اور
حیدرہ رنگین بہی زیب سر کرتے تہے اور تلاوت قرآن شریف بہی جاری تہی اور سماع بہی تہی
تہی بہر حال صوبہ شاہ دس برس سجادہ نشین اور ہمیشہ مست مدار رہا سوا ایسکے بیعل
کل عمر اوسکی انتدا کی رای پر مہاراجہ صاحب کی تحریر کرتے تہے یعنی انکو اختیار تہا کہ
جسکو جا ہیں کسی خانقاہ پر مقرر کریں اور جسے جاہیں ہٹا دویں الغرض عزل و نصب عہدہ
سجادگی ہر مقام مقابر پنجاب اونکے قبضہ اختیار میں تہا اگرچہ یہہ حکومت فقرا اس جا مد ایسے
عہد اکبری سے چلی آتی تہی مگر انکی وقت میں مجدد او وہ راہ و رسم تازہ ہوگئی اور حال مفصل
ان رسمونکا نتیجہ حال پہنڈ مادہ و سرگنہی وغیرہ میں مفصل تحریر ہوگا چنانچہ سائیں صوبہ شاہ
سائیں دسویں رجب المرجب سنہ بارہ سو اکیاون فوت ہوئے مقبرا ایکے
جنوب رویہ خانقاہ حضرت مرحوم کے جہاں تمام صور
سجادہ نشیاں ہیں موجود اگرچہ ایکے صدہا مرید و خادم ہوئے اور بہت سے اتبک بہی
موجود ہیں مگر صاحب ریاضت و کرامت ایک سائیں غلام علی شاہ جسکی قبر دربار چندیا
میں ہے اور دوسرے مست علی شاہ جسکی قبر دروازہ ٹکسالی میں ہے اور تیسری سائیں بابا
ہوئے اور ایک شخص مسمی صادق علی شاہ مرید صوبہ شاہ کا تہا جسی اس مکان بنی شاہ کے
جو بیرون دروازہ دہلی اب زیر نو محمد سلطان ٹہیکہ دار نی تعمیر کرایا ہی بنوایا تہا کہ

نے شاہ بہی فقیر حسین شاہ کی تہا اس لطف سے اونے وہ مکان آراستہ کیا اور آسیو اسطی وہ مکان بہی زیر قبضہ
سجادہ نشینان مکان حضرت مادہولال حسین مرحوم ہی اور ایک شخص مسمی عیسی شاہ خادم صوبی شاہ کا
تہا اوسکی قبر دروازہ بکی کی باہر جنوب رویہ مکان پیر بر ہان موجود ہی اب وہان تکیہ بنا ہوا ہی اور
ایک مسجد بہی ہے اب عرصہ تین سال سے وہان کا فقیر مسمی چراغ حسین خادم محمد شاہ خادم سائین
صوبی شاہ مرگیا اور بعد وفات اوسکے سکے بہائی فقیر حسین شاہ ہی بیٹہا اس سبب سے وہان اب
ایک فقیر مسافر ا بیٹہا ہی شہر لاہور کے موتی بازار مین غرب رویہ بازار جو خانقاہ سائین لب شاہ
کی ہی اور انشا اللہ تعالی حال اسکا بوقت تحقیقات اندرونی شہر مفصل لکہا جاویگا وہ سائین
لب شاہ مجذوب فقیر خادم داحد شاہ صاحب کا تہا اس نظر سے کرم حسین اور لب شاہ پیر بہائی ہوے
اس خیال سے اس مکان لب شاہ پر بہی قبضہ سجادہ نشین حال مزار حضرت حسین مرحوم کا ہی بعد
وفات حضرت صوبی شاہ کی سائین کرم حسین سجادہ نشین خانقاہ عالی جاہ حضرت مادہولال حسین
رضی اللہ عنہ ہوی اور وہ بیس برس سجادہ نشین رہکر سنہ بارہ سو ستر مین بتاریخ ہفتم رمضان المبارک
فوت ہوے اور مزار اونکی بہی اندرون چار دیواری حضرت مرحوم ہی ہوئے بعد ازان حسن علی شاہ بہانجا
سائین کرم حسین صاحب کا جو خادم سائین صوبی شاہ کا تہا اور صوبی شاہ برشتہ فقیری وجدی حقیقی دادا
اس حسین شاہ سجادہ نشین حال کا تہا اب بارہوان سال ہی کہ یہہ سائین حسن علی شاہ سجادہ نشین
ہی جو دم تحقیقات ہذا بتاریخ ششم ماہ رمضان المبارک سنہ بارہ سو اکاسی فقیر کی غریب خانہ واقع
محلہ چابک سواران مین معہ حاضر حسین و گلاب شاہ و امیر شاہ و چراغ شاہ و پیر شاہ خدام خود یہہ حال تحریر
کرانے آیا ہوا ہے ؛

بیان سرگروہی و معافیات متعلقہ خانقاہ حضرت مادہولال حسین رحمتہ اللہ علیہ

ازانجا کہ حال کرامات و خوارق حضرت مادہولال حسین مرحوم رضی اللہ تعالی عنہ کا اوپر مفصل تحریر ہوچکا ہی اب باعث مشہوری
حضرت مرحوم اور معتقدی شاہان و امیران کا مکرر ذکر لکہنا کچہہ ضرور نہین مگر ہان اتنا کہ جب
اکبر بادشاہ نے حضرت حسین کو دہلی مین طلب کیا اور بوقت روانگی ملک علی کو توال شہر لاہور

یہ وہ واقعہ ہے کہ جسکا حال مفصل مع توجہ بالا میں ہوا شاہ نے یہ کرامت حضرت کی دیکھکر ایک فرمان بادشاہی اس
مضمون کا جاری کیا کہ حضرت حسین جیسے کامل میں اسم فقرا ہیں زمان میں اسی طرح ظاہر ہیں ہی سو گروہ جمیل فقرا سے
بالا تعد مقرر ہوئے ہیں اگرچہ ظاہرا حضرت مرحوم سلطنت موجودہ پر مگر باستثنا عرس کرامات ہر ایک فقرا آپ کو
زیر حکم حضرت کے رہنا جانتا تھا اور جو کچھ جھگڑا کسی مکاندار کا ہوتا تھا تو وہ سب سپرد ہی حضرت کی فیصلہ
پاتا تھا اور بااستواکے حضور اکبری ولطف معارف ملک جالندھر کے حضرت کو بہت سے معافیات بطور نذر عطا
ہوئیں چنانچہ انکی فرامین بھی موجود تھی مگر بوقت تباہی سلطنت و بادشاہ گردی کے وہ اسناد درہم و برہم ہو گئیں
اور بوقت یورش احمد شاہ ابدالی چند فرامین شاہی بزرگان سجادہ نشین سے تھا۔ بزرگان حضرت بعلاقہ
جو جاگیر مسامی لاہور میں ہے اور حال انکا حال بیانی صاحب میں مفصل مندرج ہے رکھی ہوئی تھیں کیونکہ وہاں اصل انکے
نسبت مسند مرید جادم کی آئی تھی حسب اتفاق شاہ آباد اور شہر کو قتل کر کے اکثر مکانات کو جلا دیا تو اوس وقت
وہ فرامین بھی ضائع ہو گئیں بعد ازاں انکا نشان دستیاب ہونا ممنوعات سے ہے مگر حال ان معافیات کا جو تک
جاری ہیں لکھا جاتا ہے ناظرین با تمکین کو واضح ہو کہ یہ ذکر ہو اور لکھ آیا ہوں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر
سمت گیارہ سو روپیہ نقد اور دو دو شالہ بسبب جانفشانی حضرت کے نذر پیش کیا کرتے تھے اب اسناد سے معلوم ہوا
کہ شاہان چغتائی بھی بر نقد بہت دیا کرتے تھے اور ناظمان لاہور بھی ملو جانب سے مطبع ابن جانفشانی کی
تھی چنانچہ مشتی سو بہ جرداری مسجد بیگم ذکر یا جان جو عرب رو بیہ شاہانہ اتنک موجود ہے اور حال اوسکا علاقہ
تحریر ہوگا سابد رسوخ ذات متصور ہے یعنی کس ارادت سے اوسی مسجد یہاں ہوائی اور کیا کیا تعریف
اوس حضرت کی تحریر کرائی اور بااستوا اسکے حاکمان قوم سکھ تا مہاراجہ دلیپ سنگھ علاوہ نذر یوم بسنت
اور معافیات کی ہر دو میلہ چراغاں ضلع ہاسو روپیہ بر نقدی اور دو دو شالہ یعنی ایک واسطے مزار حضرت
حسین کی اور دوسرے واسطے مزار حضرت مادھو کی معہ اسباب مبارک نقرہ دیا کرتی تھی حسب عملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ کی
ہوئی تو اوسنے حال بزرگی مادھو لعل حسین مرحوم کا سنکر حکم دیا کہ اگرچہ میں شاہان چغتائی کی برابر
کی لائق نہیں مگر حتی المقدور اسی واسطے مدد خرچ میلہ و عرس مسلمان خانقاہ ہذا کی یہ کچھ واگذار کر سکتا ہوں
چنانچہ اوس وقت سے یہ معافیات واگذار ہیں چنانچہ ایک تو چار سو روپیہ والا ضلع لاہور میں جو متعلق

دو میل شہر قریہ لاہور کی واقع ہی اور زمین وسکی عہ بیگہہ معہ چاہ ہ دوان اور دوسری بیگہہ ایک روپیہ ملتا ہی اسمین سی بوقت بندوبست سرکار انگریزی باعث کسی سہو کی ۴ بیگہہ ضبط ہوئی جسکا دعوی وہ اب بندوبست جدید مین کرنا چاہتی ہین اور دوسرا ایک چاہ مسان والہ جو ملحقہ باغبان پورہ ہے اوزمین اسکے بیس بیگہہ معہ چاہ اور باغبان پورہ مین ماسوا اسکی ایک اور چاہ جو ہیرو والہ کرکی مشہور ہی معہ زمین تنتالیس بیگھہ اور تحصیل رعیہ ضلع امرتسر کی موضع جنڈیالہ مین یکنیم چاہ جسمین سی ایک کی زمین پنجاہ بیگہہ اور نصف ثانی کی ۱۶ بیگہہ اور موضع مودیان ضلع امرتسر مین ایک چاہ جسکی زمین دس بیگہہ مزروعی ہی اور شیخ گڑہ ضلع لاہور مین ایک بیگہہ زمین اور اٹاری ضلع امرتسر مین ہمات بیگہہ زمین اور موضع کوٹ بیگم مین تین بیگہہ زمین اسکی کل آمدنی اونکو ایک سو بہتر روپیہ چندانہ ہوتی ہی اب بعد نزول سلطنت سکہان خرچ انکا تو وہی رہا اور آمدنی جیلی کم ہوگئی کیونکہ اب بہی اس خانقاہ پر بیس آدمی فقیر خاص رہتی ہین مگر تمام فقرا ہی گدا ہی کرکے کہاتی ہین اور اس آمدنی سی اب خرچ چراغ بہی پورا نہین ہوتا کیونکہ مکان مشہور ہے اور ماسوی اسکے میلہ بسنت اور چراغان اب چراغان کر دو میلے ہوتی ہین یعنی از انجاکہ جو جا میلہ چراغان بدرجہ تمام ہوگیا ہی چنانچہ حال اسکا اوپر مفصل تحریر ہوچکا ہی اور تاریخ وفات حضرت حسین بروز سلخ جمادی الثانی واقع ہی اور حساب قمری بدل بدل کرتا ہی اس نظر سی بہ اسنحاظر شایقین اب عرصہ تین سال سی واسطی میلہ چراغانکی یہہ مقرر ہوا ہی کہ بتاریخ چہاردہم ماہ بیساکہہ ہوا کری کیونکہ وہ موسم بہار ہوتا ہی اور زایرین کو تکلیف سرما نہین ہوتی اس وجہ اب یہان بہنڈارے بایں تفصیل ہوتی ہین یعنی اگلی بتقریب میلہ بسنت اور اسمین تین بہنڈارے کرتی ہین ایک وہ سری ما دا اور دوسرا بتاریخ سوم ماہ قمری بروز بسنت اور تیسرا شام بسنت اور دوسرا بروز وفات حضرت یعنی سلخ جمادی الثانی اور تیسرا بروز میلہ چراغان یہہ بہنڈارہ بڑا عام ہوتا ہی ان تینوں بہنڈاروں پر گیارہ سو روپیہ تمام خرچ ہوتا ہی اس لحاظ سی اونہوں نے مکانات مفصلہ ذیل ان ایام مین فروخت کرکی خرچ بہنڈارہ مین صرف کئی ہین مکان مسافرخانہ جو اندرون شہر لاہور واقع اکبری منڈی ہی یہہ مقابلہ آٹھہ سو روپیہ محمد سلطان ٹہیکہ دار کی پاس فروخت کیا دوسری حویلی بہجن گلال والہ جو روبروی مسجد طلائی

بازار کشمیری میں جو پندرہ سو روپیہ سالکی کہری کی پاس بچی ہے اور ایک دوکان بالعوض پانصد کی
فروخت ہوئی دریا سلوی ہے اسکے بابت مصارف عرس کے مبلغ ایکہزار چہ سو روپیہ کا قرضدار سجادہ نشین
ہوگیا ہے جس پر نالش ہوئی اور پنجاہ روپیہ فقط سلطانی مقرر ہوئے وہ بھی ادا کیا کرتے ہیں اور سہ سو بیسہ
کی جو کہ چار جاہ آپ حسن علی شاہ نے گرو رکھی ہیں اور ان میلوں پر فقط چالیس پچاس روپیہ آمدنی
ہوتی ہے

بیان سرگروہی سجادہ نشین مزار حضرت مادھولال حسین رحمتہ اللہ علیہ

سرگروہی ان سجادہ نشینوں کے اگرچہ قدیمی چلی آتی ہے مگر بوقت سائیں صوبہ شاہ
اس عہدہ کی خوب رونق باقی تھی کہ بعد صوبہ شاہ کے کوئی شخص سایہ عرس ہذا رہ نہ سکتا تھا اور دستور
ایک روپیہ بطور حق سرگروہی انکو ملتا تہا چنانچہ یہہ معاملہ اتنک جاری تہا مگر جب یہہ سجادہ نشین حال
حسن علی شاہ سجادہ نشین ہوا تو اس سرگروہی میں فرق باعث مخالفت میاں محبوب شاہ سجادہ
نشین چاہ میانمیر صاحب جو کہ سجادہ نشین حضرت میراں بادشاہ و محمد شاہ خادم سائیں صوبہ شاہ
کو یہ واقع ہوا اور محبوب شاہ کو بعضوں نے سرگروہ کر بٹہایا مگر اب بہی اکثر اونکو اور بعضی اونکو
سرگروہ کر بٹہاتی ہیں اور حال مفصل انکا حالات بیان ہذا روضہ میں تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالی

بیان تعمیر مزار حضرت مادھولال حسین

یہہ ہیکہ اول بوقت وفات سن
ایکہزار اٹھہ میں حضرت شیخ مرحوم شہر قریہ شاہدرہ مدفون ہوئے چونکہ آپنے بوقت حیات پیشین گوئی
فرمایا ہوا تہا کہ دریای راوی ہماری قبر کو بعد ۱۲ سال کے گرا دیگا اس خیال سے کسی نے وہاں
قبر پختہ و روضہ نہ بنوایا جب وہاں سے حسب وصیت انکی یہاں باغبانپورہ میں جنازہ حضرت
کا لیکر آئے تو یہہ معاملہ پیش ہوا کہ اوس وقت یہاں بمقام مدفن مکان جوگیاں گورکہہ ناتہہ کا تہا
اور وہاں ایک جوگی مسمی ... گورکہناتہہ معہ چیلہ بار ہا کرتا تہا مگر کچہہ عمارت موجود نہ تہی
جب جنازہ فیصل نذارہ آیا تو وہ جوگی دفن سے مانع ہوا اور بولا کہ مکان ہنود ہے
یہاں مسلمان کی تجہیز ہونا امر محال ہے اوسوقت حضرت کی لاش سے آواز آیا کہ اے جوگی فلانی
جگہہ کو کہ جہاں اب حضرت کی قبر ہے کہودا کر وہاں سے تسبیح اور مصلا اور قرآن شریف اور ... نکلے

تو مکان ہمارا ورنہ تیرا غرض جب اوس جگہہ کو کہودا تو وہ اسباب بجنسہٖ وہان سی نکلا جب وہ نادم ہوا تو اوسنی
عرض کی کہ اب مین کہان جاؤن ارشاد ہوا کہ بمقام تلہ گورہ گورکہہ ناتہہ جا کر رہ وہ تو اودہر روانہ
ہوا اور یہہ کرامت حضرت کی دیکہکر ایک لایق سند چیلا اوسکا حضرت کا خادم ہوکر مشرف باسلام ہوا جسکا
نام خاکی دیوان رکہا گیا اور قبر اوسکی زیر درخت اون اندرون چار دیواری حضرت کی موجود ہی اور
حضرت وہان ہی یعنی اوسی جگہہ گنبد مین دفن ہوئی اور اس خاکی دیوان کو حضرت کی طرف سی حکم ہوا کہ
یہہ دستار سرخ امانت مادہو محبوب ہماری کی ہی جب وہ یہان آوین تو یہہ امانت ہماری اونکو دیدینا
بعد اوسکی جب حضرت مادہو آئی تو اونہونی وہ امانت سپرد اونکی کردی اور آپ زندہ زمین مین سما گئی
چنانچہ ابتک مثل مشہور ہی کہ مادہو آیا اور خاکی سمایا اوس وقت قبر حضرت کی گلی خام تہی بعد
چندی جب معزالدین بن جہاندار شاہ تخت نشین حکومت ہندوستان ہوا اور پہر جب خرخشہ برادران
حکومت سی خارج ہوکر لاہور مین بمزار حضرت حسین مشرف ہوا تو اوسنی حضرت کی جناب مین نذر مانی کہ
اگر اللہ تعالی مجہی تخت بادشاہی پہر عطا کری تو مین حضرت کی مزار پر سائبان بچوبہائی طلائی
دو دو دیگ پر از روپیہ و اشرفی نذر چڑہاؤن جب بامداد حضرت وہ دوبارہ تخت نشین ہوا تو اوسنی
ادائی نذر کی تو حضرت رنگ بلاول صاحب نی حضرت کی خانقاہ پر عمارت کرائی جسکا حال بچشم
خود دیدہ درج ذیل ہے اور ان خانقاہ کی سجادہ نشینون مین اجتک معمول چلا آتا ہے کہ شراب پیتی
ہین اور دستار سرخ سر پر رکہتی ہین بلکہ بروز میلہ حضرت کی مزار پر شراب بطور نذر چڑہایا کرتی ہین
اور حضرت حسین تو بحین حیات تمام پوشاک سرخ رکہتی تہی مگر ابتک بطور یادگار دستار سرخ سرپر
سجادہ نشین کی رہتی ہے

حال عمارت موجودہ خانقاہ حضرت مادہو لال حسین

حضرت کی دربار کی ڈیوڑہی جو بطرف غرب مکان ہے اسکی غربی طرف اور بطرف شمال
مسجد نواب ذکریا خان مرحوم ایک مکان المشہور مکان شہوتشاہ موجود ہی وہ شہوت شاہ فقیر
مجذوب خادم اس جناب کی تہی اور کرامات اونکی صدہا مشہور ہین وفات اونکی سن بارہ سو اکیس
مین واقع ہی کہتی ہین کہ لاہور اونکی مہربانی سی احمد شاہ ابدالی کی تہی سی اکثر محفوظ رہا اور نیز بیان

کرتی ہیں کہ خیرو نامی درودگر ساکن نامیاں پورہ نامید عطائی اولاد بہوت شاہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا
کہ عاصی پر ہاتھی نکالا دیگا اونہی ہی فرزند پاویگا جب وہ گھر میں گیا تو اوسکی عورت نے کہا جنابی
بہوت شاہ کو دیکھا ہوا ہی العرض وہ بردر اوس سے پر ہاتھی نکالا جب آپکی سامنے آیا تو آپنے فرمایا
کہ تیری خوردلی و بداعتقادی سے یہہ ہاتھی نکالی میں واپس لیجا ہمکو لینا انکا منظور نہیں وہ بیچارہ الٹا
لے گیا اور خود بکوشش و محنت اور چار پر ہاتھی نکالا یا آپ نے قبول کئی اور فرمایا کہ چار لڑکے تیرے گھر میں
ہونگے مگر ایک اونمیں یک چشم ہوگا اوسکا نام العور رکھنا چنانچہ بعد اوسکے اوسکے یہاں چار بیٹے ہوئے
جنکے نام یہہ ہیں العور جیتا موسیٰ سرو اتنک موسی اور جیتا موجود ہیں اور العور اور سرو
مر گیا اوسکی اولاد موجود ہے وہ ساتھ بہوت شاہ یہاں سکونت رکھا کرتے تھے بعد اوسکے مکان تو
ہوگیا پھر حضرت کی ایک خادم فقیر مسمی سرک حسین المشہور جھکی شاہ نے خواب مکان دوبارہ بنائی
اس مکان کی مرمت کرائی چنانچہ اس مکان کے دروازہ کی غرب رویہ اوسکی تصویر معہ ہوتل ہاتھی سراب
لکھی ہوئی ہے صورت اس مکان کی یہہ ہے کہ ایک احاطہ حسینی قد آدم بلند جسکا طول بائیس گز اور عرض
سات گز ہے اور شمال رویہ کی دیوار میں دروازہ آمد و رفت ہے ۔ دروازہ سفید چونہ گچ ہوا ہوئی لگی
ہوئی ہے اندر اس احاطہ کی غرب کی طرف ایک دالان دو درجہ ہے اس دالان میں کہتے ہیں کہ ایک بالالات میں بیامیں
بہوت شاہ مدفون ہیں اس دالان کی شمال کی طرف ایک کوٹھری مسقف و مرتبہ مسرکی ہوش اسکی اندر
کی طرف بطرف غرب اور کوٹھری ہے اس میں ایک فقیر اوٹہیں شاہ طالب حسین چیلے شاہ سجادہ نشین
دست بستہ ہدہ انکا معہ عیال و اطفال رہتا ہے اور حد شمالی اس احاطہ کی ایک دالان ہے کہ
جسکا چہرہ اندر احاطہ دربار میں ہے اور اس طرف تین کوٹھریاں مسدودہ بہ خشت موجود ہیں معہ صحن دالان
دو درجہ میں حوض مدفونہ ہے اوسکی ساتھ بطرف جنوب رستہ اوپر جانے دالان کا ہے اب حضرت کی خانقاہ
دربار کی عمارت تحریر کرتا ہوں کہ اس دربار کی گرد نواح چاروں دیواریں پختہ ہیں اور بطرف سے
کہ طرف غرب اور جنوب سے تو زمین دربار کی بہ نسبت زمین سڑک کی بلند ہے اور طرف شرق اور شمال سے زمین
نیچی ہے چنانچہ آگے معلوم ہوگا اس دربار کی چار دروازے ہیں ایک تو یہہ ڈیوڑھی کلان

جو جنوب رویہ ہی اور دوسرا دروازہ جنوب کی طرف اور ایک شرق رویہ اوسکو بہشتی دروازہ کہتی ہین
باعث اسکا یہہ ہی کہ حضرت حسین مرحوم نی فرمایا ہی کہ جو کوئی بروز بسنت اس دروازی سی گذریگا
بہشتی ہوگا اور چوتہا دروازہ شمال رویہ در کلان ہی اسکی شرح عمارت لکھتا ہون
کہ دیوار غربی کا طول پچاس گز ہی اور ارتفاع ساڑہی تین گز اوسمین باہر کی طرف دو برج ہین اور
اس دیوار کی حد شمالی مین ڈیوڑہی کلان ہی یہہ ڈیوڑہی بعہد رنگ بادل تیار ہوئی تہی اور
پہر وسیع کرکی بنوائی گئی ہی صورت اسکی یہہ ہی کہ اسکا اندرونی در محرابی قدیمی ہی جسکی باہر جو نیا
بنا نظر آتا ہی بعہد مہاراجہ دلیپ سنگہ اس ڈیوڑہی کو دو منزلہ بنایا ہی صورت موجودہ یہہ ہی کہ ایک
در محرابی کلان مرغولی ہی اسکے نیچی ایک گز مرتفع دو تہڑیان ہین اوپر سنگ سرخ کی شکلین لگی ہین
اور اوسکی اوپر بغلونمین دو طاقچہ محرابی مرغولی خورد چار تعداد ہین اور اوس در محرابی کی اندر
ایک کہڑکی بالاخانہ کی ہی اور اوسکی نیچی در بنیہ مہاراجہ دلیپ سنگہ سہ طاق تختہ چوبی ہی عرض اس در کا
ڈیڑہ گز اور ارتفاع سوا دو گز اور اس در کلان کے بغلونمین باہر کو دو کہڑکیان بالاخانہ کی اس ڈیوڑہی
کی عمارت کی شمالی طرف ایک دیوار خشتی ملحقہ تا مکان شبوت شاہ ہی اس مین بہی ایک در کلان جانے کے
اس ڈیوڑہی کی اندر جاتی ہی بطرف شمال و جنوب دو زینہ اوپر جانیکی ہین زیر سقف میانہ
ڈیوڑہی پر جانا ہوتا ہی اور اندرون زیر سقف ڈیوڑہی مکان مربع ہی طول اسکا چہہ گز اور عرض
پانچ گز ہی اور زینہ کی آگے زیر سقف یہہ حال ہی کہ میانہ مین بلند چہت اور بطرف شمال و جنوب بالائی
سقف دالان سہ دہنہ محرابی قالبوتی اور بطرف غرب بالا در میانہ ڈیوڑہی بہی سہ دہنہ چوبی
موجود ہی آٹہہ درجہ زینہ چڑہکی اوپر جانا ہوتا ہی وہان پہر دو در ہین ایک تو دالان غربی اندرون
ڈیوڑہی کو اور دوسرا بغلی دالون مین باہر کو وہان ہر دو دالون مین ایک ایک کہڑکی بطرف
شرق و غرب اور ایک ایک باہر کو یعنی بطرف شمال و جنوب باہر کو اندر ڈیوڑہی کی یعنی شرق رویہ
ایک در محرابی قالبوتی پرانا اور اوسکی بغلون مین بطرف شمال و جنوب کوٹہریان ایک ایک طاق
اور جنوبی کے طاق و تختہ موجود ہین در بیری سفید اور اندرون ڈیوڑہی جو دالان بطرف

غرب ہے اوسکی اندر گوشہ ایوان میں رہیہ دالانی اوپر جالی ڈیوڑھی میں اکیلی وہاں بسی سات رہیہ حجرہ کے
اوپر جاتا ہوتا ہے اسکی اندر تمام رہیں دریا کی چار گہاٹ ہیں اب جو جو اوسکے اندر عمارت ہے
سو تحریر کرتا ہوں اس ڈیوڑھی سے اندر بطرف غرب لپس پشت مکانات سابق ہوت بنادے
اور غرب کی طرف اس در کے جو ڈیوڑھی کی شمال کی طرف باہر تحریر ہوئی ایک دالان سہ درجہ جسکے
تین در میں محراب مرغولی منبت سابق صورت شاہ اسکی اندر مشرق کی طرف ایک کوٹھری اور
دالان کی سہ درجہ کی غرب کی طرف ایک مربع نو سدہ یہ دالان کی باہر شمال کی طرف ایک چاہ کلاں ہے یہہ چاہ دسا
ہاتہہ اندر کا ہے پہلی اسپر چرخ چوب جاری تہا اب عرصہ پانچ سال سے بحکم میر ورید علی تحصیلدار چرخ چوب اتار ا
گیا اب گرد اوسکی دو فٹ بلند بغرض حفاظت کبوا سطی بنائی گئی ہے کیونکہ بروز میلہ جراغاں اس سال میں ایک
آدمی گر کر مرگیا تہا وہ آدمی شرابی تہا اور کوتوال فتح خان اس دالان میں بیٹہا ہوا تہا اوسکی روبرو
وہ گر کر مرگیا اس چاہ کی غرب کی طرف جو دیوار ہے وہ باہر سے تو سولہ تین گز بلند ہے اور اندر کی طرف
سے کہیں ایک گز کہیں کم و بیش ہے اس چاہ کی شمال کی طرف اور اندرون چار دیواری کے گوشہ
غائب میں ایک چبوترہ پانچ گز مربع ایک فٹ بلند جو بہت کچہ شکستہ ہے اب یہہ تہڑہ شمال و مشرق کی طرف سے
بوسیدہ ہو کر گر گیا ہے اور اس پر درخت کریرو غیرہ کہڑی ہیں یہہ تہڑہ مقام چلہ شیخ اسرائیل صاحب ہے
اور کہتی ہیں کہ اسرائیل صاحب ہیں جنکی مزار ٹہٹی میں ہے اور چار دیواری کی شمال کی طرف یہہ صورت
عمارت ہے کہ اندر سے تو ایک فٹ بلند تہڑہ جو بہت کچہ نظر آتا ہے مگر باہر بیرون مکان شمال کی طرف
زمین بہت نیچی ہے اور اوپر سے شارع عام قدیمی راہ جاری ہے اتفاقاً اس دیوار کا باہر کی طرف سے چہہ
گز ہے اور اس دیوار میں باہر کی طرف بطور قلعہ برج ہیں اسطرح سے کہ گوشہ غائب میں ایک
موہرہ کلاں ہے جسکا ہر طرف سے ساڈہی تین گز دور ہے اس موہرہ کی ساتہہ بطرف جنوب ایک حجرہ
سجدے یہہ مسجد جامع حضرت مادہو کی تہے پھر ہمراہ عمارت حضرت رنگ لال دل صاحب نے تعمیر
کرائی صورت اس حجرہ کی یہہ ہے کہ غرب کی طرف ایک دیوار تین گز بلند اور اوسمیں تین محراب جو
کچہ منقش اور آگی صحن معہ فرش جو بہت کچہ اب یہہ صحن سڑک کی طرف سے گز کر غرق فی الارض ہو گیا

ور بطرف جنوب اس صحن کے ایک گز بلند دیوار کھڑی ہے اور دیوار شمالی کا جو باہر سے بلند ہے اندر کی طرف سے یہہ ہے کہ زمین چار دیواری سے ایک فٹ بلند عمارت نظر آتی تھی اور یہہ تمام چونہ گچ ہے اور باہر سے ڈیڑہ گز لب بام تک سفیدا ور نقیب نیچے خشتی عمارت اور دیوار کے ساتھہ اندر کی طرف دو فٹ جگہہ چلنے پہرنے کی واسطے سفید چونہ گچ اس موہرہ گوشہ بائیں سے جب پیمائش کی تو بفاصلہ تنتیس قدم بطرف شرق اس موہرہ کی دیوار شمالی مین ایک اور موہرہ خشتی نشستگاہ ہے اور فیما بین ان دونون موہرون کے باہر کی طرف مین برج عمارتی یہہ برج اب نیچے سے مسمار ہو گئی ہین اور فیما بین ان دو موہرون کے شہ دیوار چار قبہ عماراتی بنے ہوئے ہین اس موہرہ مین ہمیشہ بروز بسنت مہاراجہ رنجیت سنگہ وغیرہ تا دیر تک ڈیرہ کیا کرتے تہے اور اوسکی جنوب کی طرف سائبان قناتین لگ جاتی تہین اور مہاراجہ صاحب خود بہی نذر دیتے اور امیرون سے بہی نذرین دلواتے تہے چنانچہ بروز بسنت سجادہ نشین کو چار پانچ ہزار روپیہ مل جاتا تہا اب یہہ حال ہے کہ بروز میلہ بسنت پچیس روپیہ سجادہ نشین کو آئے یہہ موہرہ بہی ہشت پہلو ہے یعنے چہہ پہلو تو باہر کی طرف اور دو کا ایک ہو کر اندر جنوب کی طرف طول اسکا نو گز اور عرض میانہ سے چہہ گز اسمین فرش چونہ گچ تہا اب بہت جگہہ سے بوسیدہ ہو کر غرق ہو گیا ہے اگر اب اسکے خبر لیجاوے تو عمارت قدیمہ سلامت رہیگی والا نہ برباد ہو چلی ہے جو کہ سرکار کو سلامت رہنے عمارت قدیمہ کی طرف بہت خیال ہے چنانچہ مرمت شکست پخت مقبرہ شاہ جہانگیر وغیرہ جاری رہتی ہے - اگر اس مکان کی طرف توجہ سرکار ہو تو موجب خوشی خاطر رعایای پنجاب ہوگا اور سابق بہی شاہان سلف تا مہاراجہ رنجیت سنگہ و دلیپ سنگہ بہی اسکی تعمیر کی طرف بہی متوجہ رہی ہین اور اس موہرہ کے ساتون پہلون پر سات قبہ ہای عمارتی بنی ہوئی تہے اس موہرہ کی جنوب کی طرف ایک تہڑہ پختہ غرق فی الارض نظر آتا ہے اور اسپر تین درخت ون کہنہ بلند کہڑے ہین او خاص شرق رویہ چلہ شیخ ارزانی مقام چلہ حضرت صدر دیوان صاحب جو پیر بہائی حضرت حسین کے ہین اور اب مزار اونکی قصور مین ہے اور دہان بہی میلہ بسنت ہوتا ہے کہتے مین کہ اونہون نے حضرت حسین کو اپنی بستان پر حالت خوردی مین پرورش کیا تہا اس موہرہ کی شرق کی طرف سے وہ دیوار شمالی میانہ سے باہر کی طرف سے میانہ

تیر کہ بہت ملکا ایسی صورت تغیر پائی ہو کہ انسان باہر سے اندر حجرہ آتا ہے اور اس دیوار بوسیدہ کی جنوبی
اندر کی طرف بہی کہڑکی کے نشان ہیں نظر آتے ہیں اس کوٹہڑی کی شرق کی طرف فاصلہ ۳۴ گز ایک اور کوٹہڑی
ثالثہ ہے یہہ تمام کوٹہڑی دیوار شمالی میں ہے اور بیچ میں ایک تین سیڑہی باہر کی طرف تہی اب ایک گر گیا اور دو
موجود ہیں یہہ ثالثہ کوٹہڑی بہی چہہ گز لمبا اور ساڑہی چار گز چوڑا ہے یہہ بہی اندر سے گر گیا ہے اس کوٹہڑی
سے فاصلہ بارہ گز واقعہ ہے یہہ کوٹہڑی رابع مربع ہے یعنی اوسکے چار پہلو ہیں اور زمین اندرونی سے
ایک گز بلند طول اسکا پانچ گز عرض چار گز سمار دہ اسکے دیوار بیرونی ہے اور تینوں طرف اندر
میں تین راہ ایک ایک گز کشادہ ہیں جنوبی دیوار کے آگے دو درجہ زینہ فرش تمام جو سنگ پست اور کوٹہڑی
یہہ کوٹہڑی سالم ہے مگر بوجہ فرش بوسیدہ ہو گیا ہے ان دونوں کوٹہڑیوں میں ایک سنگ عمارتی ہے
اس کوٹہڑی رابع سے بیس گز گوشہ ایسان کا کوٹہڑہ ہے اور درمیان ان دونوں کوٹہڑوں کے یعنی کوٹہڑی
رابع سے لیکر تا کوٹہڑہ پنجم ایک بدررو آب رہی ہے اور دیوار شمالی سے فاصلہ تین گز ایک فٹ چار
حسی ہوئی ہے یہہ تین گز جگہہ بطور نشستگاہ متصلہ دیوار شمالی ہے یہہ کوٹہڑہ گوشہ ایسان والہ بہی
ہشت پہلو ہے آٹہوں طرف کی دیوار اس کوٹہڑہ کی ایک فٹ بلند جو سنگ راہ اس کوٹہڑہ کا بطرف
مغرب یہہ کوٹہڑہ اگرچہ سالم ہے تاہم سابہ سے فرش اسکا بہی ٹوٹ گیا ہے اور کہاں ٹرگئی ہیں اب
دیوار شرقی کا یہہ حال ہے کہ اوسمیں جنوب کی طرف سے شمال کی طرف آتی ہوئی تین سنگ عمارتی باہم
موجود ہیں ارتفاع اوسکا پانچ گز بلند باہر اور اندر سے اڑہائی گز یہہ دو سنگ پیدل چھوڑ کر درمیان
سنگ دوم و سوم کے دروازہ بنتی ہے اسکا حال بحر تحریر ہوگا یہہ دروازہ مربع دیوار پہاڑ کر بنایا
ہوا ہے اور اسکے شمال کی طرف دیوار شرقی بوسیدہ مسمار ہے اور یہہ جنوب رویہ کوٹہڑہ گوشہ ایسان کے
تین گز بلند دیوار باہر سے اور اندر سے مخفہ زمین ہے اور اسمیں دو سنگ عمارتی ہیں اس دیوار کی اندر
کی طرف سے فاصلہ تین گز دیوار کے اندر مقام نشستگاہ ہے اور دیوار جنوبی کا یہہ حال ہے کہ شرق
کی طرف سے تا حد غرب اکیس فٹ گز طول ہے اور اوسکی غرب کی طرف اندروں دیوار دو دالان ہیں
اور دالان غربی کے آگے اب اور دو دالان عہد تازہ عالیہ سجادہ نشینی کا ہوا ہے اور ڈیوڑہی

غرب رویہ کلان سے کے اندر بطرف جنوب یہہ حال ہے کہ ملحقہ عمارت ڈیوڑھی [illegible] دالان پانچ درجہ دالہ [illegible] ہر درکا
محراب مرغولی محرابی اور چہرہ اوسکا سفید چونہ گچ اوسکی جنوب کی طرف تا دیوار جنوبی ایک دہرا مکان ہے
جسکا چہرہ سفید اسکی چھہ درچوبی طاق تختہ والی اور میانہ مین ایک منارچہ جسکے سر پر باہر کو بطرف شرق ایک تختی
سنگ مرمر کا لگا ہوا ہے اور اوسپر یہہ تحریر ہے این مکان از بندہ غلام رسول آل حسین [illegible] بھری ہوے
ہین یہہ جگہہ مقام گدی ہے سجادہ نشین یہان بیٹھتا ہے اسکے اندر بطرف غرب دو کوٹھریان اور ایک دالان کلان ہے
معہ طاق تختہ چوبی اوسکے اندر بطرف شمال مقام چلہ حضرت مادھو ہے جسکا طول پانچ گز اور عرض تین گز اور
بطرف جنوب بسقف سرکی پوش کہ یہان حضرت مادھو رہتی تھی اسکے اندر بطرف جنوب مکان زنانہ ہے
وہان صحن اور تین دالان علاحدہ ہین اور مکان گدی سے شرق رویہ ایک چاہ چرخ چوب والہ ہے اوسپر
چرخ چوب جاری ہے اور بطرف شرق چاہ چند مائی [illegible] پر چرخی بھی جاری ہے اور چاہ ہذا کی ساتھہ بطرف
شمال ایک مسجد بنیہ بیگم طوائف ہے جو اوسنے سن بارہ سو پچھتر مین بنوائی ہے حال اسکا یہہ ہے کہ یہہ مسجد
تمام سفید اوپر اوسکے گنبد کلس دار اور مہرہ پر دو منار ہشت پہلو پنجرہ دار سفید اور لب بام بطرف
شرق اٹھائیس گنبدیان خورد مین نیچے تین در محرابی مرغولی در میانہ کی اوپر ایک سل سنگ
مرمر کی لگی ہوئی ہے اوسپر تحریر ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
۱۲۷۵ ہجری بانی مسجد موران اور موران بیگم کی والدہ ہے اور بغلی دونون محراب پر چراغ و مسجد و محراب
و منبر + ابوبکر و عمر عثمان و حیدر + تحریر ہے اندرون زیر سقف مسجد تین درجہ ہین اور اوپر تین دو محراب
اور بطرف جنوب ایک کوٹھری عمارتی اندر سے گنبد نظر نہین آتے ڈھالوین سقف نظر آتی ہے باہر دو
صحن مربع اوسکی چارون طرف دیوار دو فٹ بلند سفید اور بطرف شمال متصل دیوار شمالی [illegible]
کھجور شکستہ چین و گوندی کھڑی ہین اور شرق کی طرف بیرون حد مسجد بھی چند شجر [illegible]
بڑ نا کھڑے ہین اور صحن کی جنوبی دیوار مین سبیل چھہ ٹوٹی والی اس صحن کا طول و عرض [illegible]
بھی سفید مبلغ دو ہزار روپیہ خرچ کرکے اوسنی یہہ مسجد بنوائی ہے اور یہہ بیگم طوائف ساکن [illegible]
دار دلا ہو ساکن بازار ہیرا منڈی اور خادم حسین علی شاہ سجادہ نشین کی ہے اور حضرت کو دربار کا

طول اندر سے ایکسو پانچ گز اور عرض ایکسو گز ہے یہہ دروازہ طرف جنوب کی اندر جاویں تو ایک چبوترہ طولانی
ملتا ہے جو شرق کی طرف سے شروع ہو کر غرب رویہ ختم ہوتا ہے اور اوسپر دو قبریں ہیں اور ان دو
قبروں کی پتھر الگ الگ معلوم ہوتے ہیں اور اس چبوترہ کی غربی حد پر قبر کرم حسین سجادہ نشین کی ہے اور اوسکے
پتھر نشان و نگینہ لگا ہے جہاں حضرت حاجی کی بندہ سماگئی ہیں اوسکے اوپر درخت ون کھڑا ہے اور گرد چھ
جگہہ پتھروں سے بنائی ہوئی ہے تتمہ قبر میاں کرم حسین کے حد غربی پر ہے اسکے ساتھ بطرف شرق قبر سائیں
صوما شاہ کی اور اوسکی ساتھ سائیں واحد شاہ کی اور اوسکے آگے عظمت شاہ کی اور اوسکے ساتھ
عابد شاہ کی اور اوسکے ساتھ طالب شاہ اور اوسکے ساتھ سائیں لائق شاہ اور اوسکے ساتھ ننگ علاول
یہہ سجادہ نشین تھے اور اونکے ساتھ حیدر شاہ و شاہ جی کے وہ سجادہ نشین تھے مگر حضرت کی جانشین
مین بڑی نامی ستگھ ہیں صوبہ شاہ کی قبر کی جنوب کی طرف قبر تختہ سائیں سوت شاہ کی ہے اور اوسکی
شمال کی طرف قبر سائیں غلام علی شاہ کی و اوسکی ساتھ قبر خادم محمد شاہ کی اور ایک قبر تختہ چبوترہ پر
الہ جان وکیل معاستان کی اور ماسوا اسکے اور ساتھ ستر قبریں فقیروں کی ہیں اور چار دیواری کے
اندر تمام اسجار جھمر و نیم و کریر و سرباد سکہ چین و سرینہ وغیرہ کھڑے ہیں اگر شمار کریں تو ایکہزار کے
قریب تمام درخت ہی ہیں اس چار دیواری کی مبانہ میں خانقاہ حضرت کی ہے اوسکے گرد نواح میاں
کریم بخش صاحب نے سن بارہ سو ستر میں ایک چار دیواری پختہ سرخی کی بنائی صورت اسکی یہہ ہے
کہ تا قد آدم بلند زمین سے مرتفع ہے اور سر دیوار ڈہالوین کنگرہ کلاں بنائے ہیں اور یہہ چار دیواری
ہشت پہلو اس طرح سے ہے کہ اول تو تقسیم عمارت بطور مربع کی ہے اور پھر ہر پہلو کے مبانہ بشکل
نصف دایرہ عمارت کچھہ بمہ مدورہ بنایا ہے تو اس طرح سے سب پہلو بن گئی ہے اور چاروں گوشوں
پر چار موٹھے مدورہ نشست گاہ بنائے ہوئے ہیں اور اس چار دیواری کی پیش در محرابی قالبوتی
تینوں طرف ہیں اور بطرف شمال بجائے دروازہ خالی نیمہ دایرہ ہی ہوئی ہے اور یہہ تینوں
در اسی جگہہ میں ہیں جو شکل نیمہ دایرہ کی ہوئی تہے اسکا بڑا دروازہ جنوب رویہ ہے اوسکے یہہ
صورت ہے کہ اسکے سر کے گوشوں پر دو طرف دو گنبدیاں محرابی تہی اسکی ساتھہ دو مینار

خورد اونکی میانہ مین سات گنبدیان خورد کلس دار عرض اسکی دو دراز یکا آدہا گز اور ارتفاع بہی آدہا
گز اسمین چار دیواری کی اندر ڈیڑہ فٹ بلند اور دو فٹ عرض چارون طرف تہڑی بطور نشستگاہ بنائے
اور بقیہ دو نو در بہی محرابی ہم شکل در انگریزی یہہ چار دیواری سترہ گز مربع اندر سی ہے اس چار دیواری سے
بفاصلہ تین گز مقام چبوترہ مزار معلی ہی جسکو مقام تخت کہتی ہین موسومہ بہ بنیہ حضرت معز الدین شاہ
دہلی ہی یہہ مقام تخت زمین سی ڈیڑہ گز بلند اور طول و عرض مربع ساڑہی بارہ گز ہی یہہ چبوترہ تمام پختہ چونہ گچ
ہی اوسکے اوپر چارون طرف پنجرہ ہای رنگین خشتی گلی نصب ہوئی ہوئی ہین اور چارون گوشون پر چار
مینارہ تا بسینہ بلند گنبدیان اسکی سفید ہشت پہلو اوپر سی مدور اور بطرف جنوب میانہ مین سی ایک پنجرہ کی
جگہہ خالی ہی اسکے دونو طرف سیر فرش نصب کی ہوئی ہین یہہ جگہہ واسطی کرنی زیارت کی ہے بروز عرس
یہان ہی سی لوگ نذر وغیرہ چڑہاتے ہین اور چبوترہ مذکور کی جنوب کی طرف ملحقہ گوشہ گلنی ایک چوکہٹ
سنگ مرمر کی سوا گز بلند اور تین پاؤ عرض لگی ہوئی ہی اب اسمین تختہ ہای چوبی لگی ہوئے ہین اسکے اندر
چار درجہ زینہ مین یہانسی چڑہکے اوپر جانا ہوتا ہی مگر ہمیشہ یہہ مقفل رہتا ہی اور اوپر تہڑہ کی کوئی آجا
نہین سکتا اور تہڑہ کی اوپر بطرف جنوب راہ واسطی نذر چڑہانے کے ہی وہ آدمی کی تا بگردن بلند ہی اوسکے
میانہ مین وش انچہ بلند اور تہڑہ ہی اوسکے میانہ مین پہر ایسا ہی اوسپر اور تہڑہ اوسپر تعویذ مبارک
حضرت حسین علیہ الرحمتہ کا دو فٹ بلند اوسپر ہمیشہ غلاف پڑا رہتا ہے اس تعویذ مبارک کی نیچے
تین تہڑی اور تہڑہ ثانی پر بطرف شرق مزار حضرت حسین مزار پر انوار حضرت مادہو کی ہی یہہ تمام عمارت
سفید چونہ گچ ہی دم تحریر حضرت مادہو کی قبر پر غلاف پڑا ہوا نہین بروز عرس وسپر بہی غلاف ڈالا
جاتا ہی اور مقام تخت سی ہر طرف پانچ پانچ نشان بطور نمبر فرش زمین اور تخت کی شمال کی طرف بفاصلہ سو گز ایک
چراغ دان باین صورت کہڑا ہی کہ صورت اوسکی ہشت پہلو سفید پختہ چبا وسکی پیمایش کی تو پونی چار گز
معلوم ہوئی ارتفاع اس چراغدان کا تا کلس چار گز اور میانہ مین ایک گنبد کلس دار خورد اوسکے
آٹہون گوشہ پر آٹہون گنبدیان خورد کلس دار اوسکے جنوب رویہ زیر گردنہ جولب بام چراغدان
آٹہون طرف ہی ایک طاقچہ درہ کلان اوسمین طاقی چوبی لگی ہوئی ہی اوسمین ہر روز چراغ روشن

ہوا ہے سوا اسکے ۲۳۵ عدد طاقچہ ہای سنگین وان چاروں طرف موجود اور قطع چراغدان میں شکل
ستون بنا ہے اور صحن میں آٹھ پہر پانی نوبہ کی اور بطرف جنوب ایک مدورہ تہری سی ہوئی ہے جسمیں ہر کونے کے
آدمی چراغ روشن کرتا ہے اور مقام تحت تمام چونہ گچ اور لب بام تہڑہ پر نقاشی بنی ہوئی ہوئی ہے اور میاں
حسن علی شاہ سجادہ نشین نے ایک بیاض دکھلائی اوسمین چند ابیات تصنیفات حضرت مرحوم کے تھے
چونکہ کسی بے عالم کے لکھی ہوئی ہیں اور انکا صحیح کرنا بعید عقل مناسب تہا لہذا ایک ایک شعر انکا درج
ذیل ہے **شعر** فاتح ابواب ہم + صاحب اصحاب ہم + حامل ظلمات ہم + ہادی سبلات ہم +
ہر چہ توئی آن منم **ایضاً** چون بہوشم دلبر رسید + عالم ہمہ گلزار رسد + **ایضاً** ساقی خود را
چو دیدم مست + تا الست علس سیدم ہست **ایضاً** ما ہمہ دردیم و درمان تو ہم + بادہ صافیم و مستان تو ہم
سوای اسکے ایسی ابیات اور بھی ہیں مگر درست نہ تہا لہذا نہ لکھا **حال بہشتی دروازہ**
یہ ہے کہ جب حضرت مادھو کہیں سے آئے اور سنا کہ خانقاہ حضرت کی باغبانپورہ میں ہوئی ہے تو شالامار باغ کے آگے سے
سیدھے ادھر آئے اور راہ خانقاہ بطرف جنوب تہا اودھر سے چلیاں شوق دیدار سے شرقی دیوار کو
پہاڑ کر اندر تشریف لے آئے اور آکر مشرف بزیارت ہوئے اور سمت جناب حسین مرحوم کی قبر سے آواز ہوئی
کہ حسن ... میرا مادھو آیا ہے وہ راہ دروازہ بہشت ہے ... کہتے ہیں کہ بوقت سجادگی
حضرت حامد شاہ متصل اس دروازہ کے ایک فقیرنی مسمات گلزار شاہ جیسی ... آرہی تہی ایک روز وہ
موضع میں گئی لوگوں نے کہا کہ ایسی درگاہ میں اگر یہ ہی تو عورت ہی رہی اوسنے آکر حضرت حامد سے اس
کی شکایت کی وہ اسکو اس دروازہ میں لے گئے اور مادھو کا نام سے استمداد کی وہ عورت مرد بن گئی واللہ اعلم
شعر کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر + اسکی قبر بہی وہان موجود ہے
تمام باغبانپورہ میں مشہور ہے کہ بوقت سجادہ نشینی سائیں حامد شاہ کے دو شخص عبداللہ شاہ اور حیدر شاہ
انکے خادم تہے انہوں نے ایک روز باہر چار دیواری کے کہڑے ہوکر دعا کی اور کہا کہ انشاء اللہ اگر حضرت جہیند
شہر خاص ... یہاں اس وقت بارش روپیوں کی بقدرت الٰہی سے اوسی وقت ... روپیہ ...
کہتے ہیں کہ ... ہزار روپیہ برسا وہ تمام دو ... اٹھا کر حضرت حامد شاہ کے پاس لے آئے اور

جن لوگون نے وہ روپیہ دیکہی مین انسی اتبک موجود ہین چنانچہ ایک شخص شیخ بدر دین جو چند روز سی منیر
باہر آیا ہی اور آدم صاحب سلیقہ معلوم ہوتا ہی بیان کرتا ہی کہ وہ روپیہ مین نی بہی دیکہا ہی **فایدہ** باہر
دروازہ ٹکسالی کی جہان اب تکیہ شیر علی شاہ ہی اور حال اُسکا علاحدہ بہی کتاب مین درج ہوگا جہان حکیم
ولی شاہ صاحب کی متعلقین کی قبور بہی ہین وہان بعہد بابر بادشاہ و اکبر بادشاہ ایک محلہ المشہور تکیہ تہا
اور وہین حضرت حسین کی والد کا دولتخانہ تہا اُسی محلہ کی مسجد مین حضرت حسین مرحوم مولوی حافظ ابو بکر
کی پاس سبق قران شریف کا پڑہا کرتی تہی اور وہان ہی حضرت بہلول شیخ تشریف لاتی تہی چنانچہ وہ ذکر مفصل
درج تذکرہ ہذا ہو چکا ہی اور جن دنون مین کہ سجادہ نشین اس خانقاہ کا میان سائین صوبی شاہ تہا۔
اور پہلی ایام مین بعہد مہاراجہ رنجیت سنگہ شیر علی شاہ نامی ایک فقیر مداریہ باہر دروازہ ٹکسالی کی رہا کرتا تہا۔
چنانچہ اتبک وہ تکیہ اُسکی نام سی مشہور ہی کہتی ہین کہ وہ فقیر بڑا زبان آور تہا اُسکی ایک خادم لعل شاہ نامی نے
ایک بچہ خنزیر کا دستورہ صاحب سی لاکر وہان بخدمت شیر شاہ لا باندہا اور صوبی شاہ ہمیشہ مشغول شراب رہا کرتا تہا
جب لوگون نے شیر شاہ سی باعث باندہنی بچہ خنزیر کا پوچہا تو وہ شخص لوگون سی یہہ ہی کہتا تہا کہ صوبہ شاہ
دائم الخمر ہی یعنی ہمیشہ شراب پیتا ہی اور خنزیر اور شراب بحکم شرع حرمت مین برابر ہین یہہ شخص اسواسطے
طلب کیا ہی کہ یا وہ شراب چہوڑ دیوی یا اسکی کباب بہی کہا وی اور اس معاملہ کا تمام شہر مین تا سرکار دربار
چرچا پہیلا اوسمین سرکار نی بہی چاہا کہ صلح اونکی کرا دی جاوی مگر قدرت باری ایسی ہوئی کہ بفاصلہ آٹہہ یوم
پہلی شیر علی شاہ اور پہر صوبی شاہ مر گیا چنانچہ یہہ تذکرہ عجیبہ اب تک لاہور مین اکثر اشخاص بیان کرتی ہین فقط

فصل در ذکر مقبرہ حضرت میران سید محمد شاہ موج دریا بخاری قدس سرہ

مقبرہ حضرت محمد شاہ بن سید صفی الدین کلان المشہور موج دریا سید بخاری متصل کوٹہی کنی
کوٹہی جناب مکلوڈ صاحب بہادر بازار انارکلی واقع ہی اور حال ان حضرت کا یہہ ہی کہ یہہ حضرت اولاد حضرت
سید جلال الدین المشہور بمیر سرخ ہین اور اوچ میران مین اونکا مزار ہے یہہ حضرت بہی اوچ مین تشریف رکہتی تہی
اور بزہد و ورع و تقوی و کرامت مشہور اور سجادہ نشین خانقاہ عالیجاہ اپنی اجداد بزرگوار کی تہی اور باعث
تشریف لانی اونکا لاہور مین یہہ ہوا کہ جب اکبر بادشاہ کو مہم قلعہ چتور گڈہ درپیش ہوئی اور بہت سی میران شاہ اولاد

وہاں پہونچے لیکن قلعہ مفتوح نہ ہوا آخر خود اکبر بادشاہ وہاں پہونچا اور ہر چند سعی کی فتح قلعہ کسی سے نہ ہوئی آخر کو منجموں سے
پوچھا کہ یہہ قلعہ فتح نہیں ہوتا بتلاؤ کہ فتح اس قلعہ کی کس شخص کے نام ہے تو منجموں نے بیان کیا کہ حضرت
میران محمد شاہ موج دریا بخاری موج دریا سید بخاری اوچ میں رہتے ہیں وہ اگر آویں تو یہہ قلعہ اونکے نام سے
فتح ہوگا اسواسطے اکبر نے معتبر آدمی بھیجکر اونکو طلب کیا اور سانڈنی سواری کے واسطے بھیجی جب وہ لوگ حضرت
کی خدمت میں پہونچے اور عرض اکبر بادشاہ کی بیان کری تو آپ نے فرمایا کہ تم سانڈنی لیکر چلو ہم آپ ہی
چتوڑگڈھ پہونچ جائینگے وقت چلنے کے اونہوں نے نشان شریف آوری حضرت کا دریافت کیا تو حضرت نے
فرمایا کہ جس روز تم داخل لشکر بادشاہ ہوگے اوس روز شدید آندھی آویگی اور تمام ڈیرے اور قناتیں گر
جاوینگی اور مشعلیں اور چراغ سب لشکر کے گل ہوجائیں گے مگر ایک چراغ ہمارے ڈیرہ کا روشن ہوگا
اوسی چراغ کے پاس ہم بیٹھے ہونگے غرض جب وہ لوگ چتوڑگڈھ پہونچے اور پیغام حضرت کا بادشاہ کے پاس
عرض کیا تو شام سخت آندھی آئی اور تمام خیمے اور شامیانے گر پڑے اور مشعلیں اور چراغ سب یکلخت
جہلکے گل ہوگئے اوس وقت بادشاہ حسب وعدہ حضرت کے ڈیرے کی تلاش میں نکلا تو دور سے ایک چراغ
نظر آیا تو بادشاہ پا برہنہ اونکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض تسلیم کی حضرت نے فرمایا کہ جا کل کو قلعہ
فتح ہو جائیگا دوسرے روز حضرت خود ہی علی الصباح قلعہ کے پاس تشریف لے گئے اور تین بار نام
مبارک اللہ زبان مبارک سے فرمایا اوسیوقت قلعہ مفتوح ہوگیا بعد اوسکے حضرت نے ارادہ مراجعت
طرف اوچ فرمایا تو اکبر بادشاہ نے عرض کی کہ حضرت اب میرے پاس رہیں میں آپ کا خادم ہوں
اور اسیطرح جہاں مرضی مبارک ہو تشریف رکہیں بعد چند روز کے آپ نے یہ بہالا ہو کا قبول کیا اور بمقام
لاہور تشریف لائے اور بنائے خانقاہ اوس محلہ کی روبرو خود کری اور اکبر بادشاہ نے نو لاکھہ روپیہ کا
علاقہ بٹالہ وغیرہ براہ صدق و ارادت اونکو جاگیر میں عطا کیا چنانچہ فرمان عطائے جاگیر مہری دستخطی
اکبر بادشاہ اتک حضرت کی اولاد کے پاس موجود ہے اگر سرکار دیکھنا چاہے تو وہ لوگ دکھلا سکتے ہیں
اور جسقدر روپیہ جاگیر کا حاصل ہوتا تہا حضرت فقرا و مساکین کی خدمت میں صرف کر دیتے تہے
اور تین جگہہ لنگر حضرت کا جاری تہا ایک تو لاہور میں جو اتک متصل مزار لنگر کی جگہہ مسجد ہے

دوسری بمقام خان فتا متصل بٹالہ تیسری بمقام بسیالوالہ علاقہ بٹالہ مین چنانچہ بہنڈاری اور مودی اونکے
لنگر کے خدمتگار رجو تہی اونکی اولاد ابتک موجود مشہور ہے اور یہہ ہی لوگ مہتمم لنگر تہے اور یہہ مقبرہ حسب درخواست
اکبر بادشاہ کی بحین حیات حضرت کی تعمیر ہوا اگرچہ حضرت نہین چاہتے تھے کہ مقبرہ بنواوین لیکن اکبر نے بجد ہوکر
یہہ مقبرہ حضرت کے واسطے بنوایا اور اب عرصہ تیس برسکا گذرا ہوگا کہ ایک شخص شکور نامی حکاک ساکن لاہور
نے دوبارہ سفیدی اس مقبرہ کی ازسرنو کرائی اور یہہ مکان مقبرہ بلند ٹیلہ پر واقع ہے اور اس مقبرہ مین
گیاران قبرین ہین ایک تو خود حضرت کی اور دو دونون صاحبزادونکی کہ سید صفی الدین و سید بہاؤالدین
تہی اور یہہ دونو باہم حقیقی بہائی ہین اور تیسری قبر سید عبدالرحیم بن سید صفی الدین نبیرہ حضرت کی اور دو
قبرین انکے دونو صاحبزادونکی اور دو دونو زوجہ کی زنانی قبرین ہین اور پانچ قبرین اور نبیرہ ہای حضرت کی اندرون
روضہ کے واقع ہین اور قبر حضرت شہاب الدین نہر کے متصل موضع بہوگووال عرف نشہرا و تنجام ہے اونہونے اجازت
بنوانی مقبرہ کی نہین دی اور جب کسی نے ارادہ بنوانے کا کیا تو برابر نہوا اور ایک قبرستان بہی متعلق اس
مقبرہ کے ہے اور متصل دیوار مقبرہ غرب رویہ قبر رحمان پدر شکور سفیدی کنندہ کی ہے اور کرامات انکی اکثر
مشہور ہین چنانچہ ایک کرامت مشہور یہہ ہی کہ امیران اکبر بادشاہ نے اوس سے کہا کہ آپنے اسقدر جاگیر
ایک سید فقیر کو دیدی ہے اگر اسقدر جاگیر بہت سی لوگونکو تقسیم ہوکر دی جاتی تو خلق کثیر کا اس
جاگیر مین گذارہ ہونا ممکن تہا اب جو ایک ہی شخص کو اسقدر زر جاگیر ملتی ہے تو آپ کے بہت لوگ کہ شریف اور
خاندانی ہین محروم رہجاتے ہین اکبر نے جواب دیا کہ ان حضرت کو اورون سی کیا نسبت ہے کیونکہ یہہ حضرت
صاحب عرفان اور کرامت ہین امیرون نے عرض کی کہ اگر ہم آپکو کوئی کرامت حضرت کی بچشم خود دیکہین
تو یقین کرین اکبر نے کہا کہ کیا مضایقہ ہی جو کرامت چاہو حضرت دکہلاوینگے تب امیرون نے کہا کہ یہہ بات
مشہور ہے کہ جو سید حسیبی نسبی ہو آگ مین نہین جلتا اگر آپ سید ہین تو آگ مین جاوین اگر نہ جلینگے
تو ہم معتقد ہونگے کہ آپ سید اور ولی صاحب کرامت ہین حضرت نے قبول فرمایا اور قلعہ شاہی مین ایک بڑا تنور
آہنی گرم ہوا جب حضرت کی صاحبزادہ سید شہاب الدین نی سنا کہ آج قلعہ شاہی مین حضرت کی واسطے
تنور گرم کیا گیا ہی تو آپ بہی قلعہ کی طرف گئے سپاہیان محافظ دروازہ قلعہ نے اندر جانے ندیا

ہوئی الغرض آپ بصورت شیر متشکل ہوگئے اور اوسی صورت سے اندرون قلعہ دربار شاہی میں پہونچے اور اکبر
کی طرف ایک طمانچہ اوٹھایا اکبر خوفناک ہوا اور حضرت سے پناہ مانگی حضرت نے آواز دی کہ اے شہاب الدین
کیا تو بہرہ ہوگیا صرف دیکھو ایسی گرمی نہیں سہی جاتی یہہ سنکر آپ اصلی شکل پر آئے اور عرض کی کہ یا حضرت
امیراں اکبر اوسکو آپ سے کرامت چاہتے ہیں اور تنور گرم کر کر چاہتے ہیں کہ آپ اوسمیں جاویں اول
بندہ خود فرزند آپکا ہے تنور میں جاتا ہے اگر مجھکو آگ کی تاثیر ہوگئی تو آپکو اختیار ہے کہ آپ خود تنور میں
جاویں حضرت نے فرمایا کچھ حاجت نہیں کہ تم اور ہم تنور میں جاویں بلکہ یہہ کرامت ایک ادنی خادم سادات
سے سرزد ہو سکتی ہے یہہ بات کہکر آپ نے فرید چند سنگتراشی کو جو خدمت باورچی اور وضو کرانے پر مقرر تھا
ارشاد کیا کہ تنور میں جاؤ میاں فرید یہہ ارشاد سنتے ہی اللہ اکبر کہکر آگ میں کود کر مشغول
بذکر الہی ہوا یہہ حال دیکھکر امراں اکبر نہایت نادم ہوئے اور تنور پر جمع ہوکر ہرچند میاں فرید کو آواز
دی کہ باہر آوے مگر وہ اسی جگہہ سے جنبش نہیں کرتا تھا آخر الامر حضرت کی خدمت میں آکر ملتجی ہوئے
کہ حضرت خود شیخ فرید کو آواز دیں کہ وہ تنور سے باہر آوے حضرت نے اوسکو آواز دی کہ فی الحال وہ
باہر آکر حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور بہرہ زبان ہندی شیر کو کہتے ہیں جس روز سے حضرت سید
شہاب الدین شکل شیر متبدل ہوئے اوس روز سے خطاب شہاب الدین بہرہ سے پکارے ہوئے اور کمترین خود
اس روضہ پر گیا اور یہہ سب حال زبانی سید حسین شاہ متولی پیر شاہ جو اولاد سید محی الدین
سے لاہور میں ہیں اور اصغر علی ولد سید شہاب الدین بہرہ سے دریافت کر کر درج کتاب کیا اور
باقی اولاد سید شہاب الدین بہرہ کی تمام وٹالہ سکونت پذیر ہیں اوسکے وہاں رہ جانیکا یہہ سبب ہوا
کہ زوجہ حضرت موج دریا بخاری کی جو بیوی بڑی خاندان سادات گیلانی بیٹی حضرت سید
عبدالقادر ثالث کی جنکا مزار اندرون مقبرہ حضرت شاہ چراغ کے ہے تھی اور اوسکی بطن مبارک سے میاں
سید محی الدین و سید بہاء الدین صاحبزادہ حضرت کے متولد ہوئے بعد ازاں حضرت موج دریا بخاری نے
نکاح ثانی کسی خدا مسلمان کی لڑکی سے کیا اور اوس بی بی منکوحہ کو گھر میں لے آئے بی بی صاحبہ کلاں کو
نکاح ثانی حضرت کا ناگوار گذرا اور حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ اگرچہ بموجب احکام شرع کے آپ

کی آپ کو نکاح ثانی کا اختیار تہا کچہہ جای شکایت نہین لیکن مین نہین چاہتی ہون کہ یہہ بی بی
آپ کی سیدے گہر مین رہی آپکو چاہئے کہ اوسکو علاحدہ رکہین پس حضرت نی حسب رضا جوی بی بی
کلان کے اوس بی بی کو بمقام وٹالہ بہیجدیا اور اوسی مقام مین اونکے واسطے حویلیان تعمیر کرائین اور
بی بی صاحبہ خورد وہان رہنی لگی اور خود حضرت کبہی وٹالہ مین اور کبہی لاہور مین رہتے تہے پس اوسکے
بطن سے حضرت سید شہاب الدین نہرہ پیدا ہوی کہ ولی کامل و شیخ مکمل تہے اور وہ اور اونکی اولاد وٹالہ
مین رہی کہ آجتک وہان آباد ہی بلکہ واقعہ وفات حضرت موج دریا کا بہی بمقام خانفتاح کہ بفاصلہ سہ
کروہ وٹالہ سی ہے واقع ہوا کہ آجتک بمقام ہجا آپکو غسل دیا گیا قبر بنی ہوئی ہی اور لوگ اوسجگہہ کو بہی
متبرک جانتی ہین بعد وفات نعش مبارک آپکی سید صفی الدین صاحبزادہ کلان آپکی لاہور مین لے آئی
اور بمقام خانقاہ روضہ عالیہ مین دفن کیا وفات آپکی تاریخ ۱۷- ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۳ یکہزار تیرہ
ہجری مین قبل از فوت اکبر بادشاہ ایکسال وقوع مین آئی چنانچہ مفتی غلام سرور صاحب نے حال انکا فقیر
سی لیکر درج کتاب خود فرمایا اور یہہ تاریخ انکی تصنیف بطور یادگار لکہتا ہون **قطعہ تاریخ** -
حضرت میران محمد شاہ خلد + موج دریای سخا عین الیقین + سہروردی پیر شیخ باصفا + بود
بحر فیض بر روی زمین + زین جہان محبس حزن و ملال + گشت چون اندر ارم منزل گزین +
گشت سرور سال ترحیلش عیان + از محمد شاہ میران میر دین + ۱۰۱۳ ہجری اور غرب رویہ اس مقبرہ کی اور
جنوب رویہ کوٹہی جناب مکلوڈ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی متصل کوٹہی نبی بخش سوداگر ایک چار دیواری کے
بیچ واقع ہی وہان مزار حضرت بی بی کلان زوجہ حضرت موج دریا بخاری کا جسکو بی بی وڈی کہتی ہین واقع ہی
قبر خشتی چونہ گچ اور چند قبرین اور موجود ہین سال بہر ایکدفعہ عرس حضرت موج دریا بخاری کا بتاریخ
۱۷- ربیع الاول ہوتا ہی رات کو چراغان اور بہنڈارہ اور صبح کو مجلس ناچ طوایفان و سرود قوالان ہوتا
ہی اور تماشا بین اور معتقد لوگ سب باش ہوتی ہین اور زبانی اشخاص معتبر اور حضرت کی اولاد کے
دریافت ہوا کہ سابق العہد مہاراجہ رنجیت سنگہ مدت بہر چالیس روپیہ ماہیانہ اس خانقاہ کا مقرر
رہا اور سوای ماہیانہ مقررہ کی مہاراجہ صاحب اور بہی ہمیشہ نذر و بخشش بہیجتے تہے اور نیز قرویہ

اس مقبرہ کی بار سڑک کی جو موضع مزنگ کو جاتی ہے ایک چھوٹا سا چبوترہ موجود ہے اور اسپر مزار حضرت زین الدین
بن سید عبد الرحیم بن سید محی الدین بن حضرت موج دریا بخاری کی ہے وہ بھی بڑی ولی صاحب کرامت ہیں
اور مشہور ہے کہ اول اس نواح میں پانی کھارا ہوتا تھا تو لوگوں نے بخدمت حضرت زین علیہ حضرت سے
عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ہم چاہ جدید بنوا دیں لیکن اگر آپ دعا کریں تاکہ پانی میٹھا نکلے آپ نے اجازت دی
اور فرمایا کہ کنوا کھدواؤ انشاء اللہ پانی میٹھا نکلے گا چنانچہ اول اوسی چاہ سے پانی میٹھا نکلا اور پھر
رفتہ رفتہ تمام نواح کا پانی میٹھا ہو گیا اور یہہ چاہ جنوب رویہ مقبرہ کے تھا اب بمرور عرصہ چند سال کے تمام
گدی نشین نے اینٹیں اوسکی کھدوا لیں اور ایک چاہ اور عہد اکبر شاہ میں غرب رویہ مقبرہ تھا وہ اب
احاطہ کوٹھی جناب مکلوڈ صاحب بہادر میں آگیا اور لب سڑک غرب رویہ کوٹھی صاحب ممدوح اور طرف
غربی و شمالی قبر کی قدیمی کی ایک چھوٹا سا مقبرہ موجود ہے اور وہ مقبرہ میاں فرید کا ہے جو خادم حضرت
کا اور حضور میں کوزہ دار تھا یہہ روضہ بھی حسب الحکم اکبر بادشاہ کے تعمیر ہوا اور یہہ مقبرہ اور مقبرہ حضرت موج
دریا صاحب اکبر ہی کے تعمیر ہوا اور یہہ باغ جسمیں کوٹھی جناب مانشل کمشنر بہادر کی ہے گڑھی باغ کرکے
مشہور ہے اور وجہ تسمیہ اسکا یہہ ہے کہ ونتورہ صاحب فرانسیس کی دختر جب مر گئی تو اوسی احاطہ میں
تب اوسکو دفن کیا اور اوسپر یہہ گڑھی باغ مشہور ہوا اور گڑھی زبان پنجابی میں دختر کو کہتی ہیں اور
بیرون شہر قریب اس مقبرہ کے برلب سڑک جو موضع مزنگ کو جاتی ہے اور دو قبریں اصحاب علیا کی
کی واقع ہیں اور جو مزار حضرت سید شہاب الدین پوتہ صاحبزادہ حضرت موج دریا بخاری کا تمام ہو گئے وال
ہوئی اوسکا یہہ سبب ہے کہ اونھوں نے بھی مقام بٹالہ انتقال فرمایا تھا صاحبزادہ اونکی سید مصطفی شاہ
نعش مبارک اونکی کو بٹالہ سے باین نیت لے گئے کہ اونکو اندرون روضہ حضرت کی دفن کریں جب
نعش کو لیکر لاہور میں پہونچے تو سید محی الدین نے کہ بقید حیات تھے منع کیا کہ نعش اونکی اندرون روضہ
دفن ہو اور فرمایا کہ اس روضہ میں وہی لوگ دفن ہونگے جو بطن عفت بی بی کلاں سے ہونگے اور
بسبب اسکے تفرقہ ملک و حکام کے آخر بحالت ناچاری سید مصطفی شاہ نے اونکو بمقام بہوگی وال دفن کر دیا
اور یہہ سادات حنفی زمانہ بہوگی وال میں رہتی ہیں اولاد سید سلطان جلال الدین حیدر برادر حقیقی

حضرت موج دریا بخاری کی ہیں اور اب تو نہیں وہی اہتمام کی آمدنی کے مالک ہیں اور خاص اولاد حضرت کے
کوئی سجادہ نشین نہیں اور مقبرہ سلطان جلال الدین حیدر کا بی بی پاکدامنان کے خانقاہ کے متصل آور مشہور
اس مقبرہ کی یہہ ہے کہ ایک ٹیلہ پر واقع ہے دروازہ آمد و رفت جنوب رویہ اور گوشہ شرقی و جنوبی ٹیلہ پر
ایک دالان اور دو کوٹھری نشستگاہ متولیان ہیں اور چھوٹا دروازہ آمد و رفت چوبی ہے وہاں قریب
اٹھارہ قدم جا کے اور پانچ زینہ چڑھکے مقبرہ پر جاتے ہیں چبوترہ پختہ ہشت پہلو ہشتی جو نہ گچ بنا ہوا ہے
مقبرہ بلند دروازہ جنوب رویہ اور اوپر دروازہ کے ایک طاقچہ جسکے اوپر چینی کی تختی پرہ لگے اور درمیان میں
بخط جلی لکھا ہوا ہے روضہ مقدسہ زبدۃ الواصلین قدوۃ العارفین مقبول بارگاہ ایزدی میران سید
محمد شاہ موج دریا بخاری نور اللہ مرقدہ در عہد اکبر بادشاہ تعمیر یافت اور اس طاقچہ کے اوپر ایک پنجرہ خشتی جسکے اوپر
گنبد کام کاسنی کا سا بنا ہوا ہے روضہ کے چاروں طرف چار پنجرہ خشتی ہیں اور شکل روضہ کی ہشت پہلو بنا ہے
برج کلان اور گرد نواح اوسکے آٹھ برجیاں خورد اور دروازہ آمد و رفت اکیلا ہے در پنجرہ دوم کی حصہ پر یہ شعر
لکھا ہوا ہے + شعر + نذر رضات جہان بردار دل را + زجسم خلق دان این آب و گل را + اور در پنجرہ سوم
پر یہہ تحریر ہے + رخ در جہت دو جہی در خدا کن + دل خود را ازین دنیا جدا کن + اور حصہ چہارم
پر یہہ لکھا ہوا ہے + کہ آخر کار دنیا ناتمام است + درون خاک ہر کس را مقام است + اور حصہ
پنجم پر یہہ لکھا ہوا ہے + محمد عربی کابروی ہر دو سرا ست + کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سر او +
اور در حصہ ششم پر یہہ ہے + بتوفیق خدای لطف گستر + با رواح بزرگان مطہر + اور حصہ ہفتم پر یہہ ہے
بسعی سید رحمت شاہ بخاری + مرتب گشت سقف آج کاری + اور ہشتم پر یہہ لکھا ہے + خرد تاریخ
او در گوش ہر کس + بگفتا روضہ والا مقدس سنہ ١٢٥٣ + اور چبوترہ پر دروازہ کی داہنی طرف ایک قبر
سید ابراہیم کے بیٹے سید محمد شاہ نبیرہ حضرت کی خشتی زیر درخت وں واقع ہے اور دہنہ چبوترہ طرف
کی دست راست پر ایک چبوترہ قبرستان تمام لاحضر نکا ہے اور بطرف دست راست مقبرہ ایک مسجد قدیمہ
ہے مگر سنہ ١٢٤٥ میں سید ہی اسکی عبد الرحمن عہدہ دار فوج فرانسیسی نے اسکی محراب میانہ دروازہ پر
لکھا ہوا ہے شعر محمد عربی کابروی ہر دو سرا است + کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سر او +

افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی تحریر ہے اور اس مسجد کے
اندر بانی ہی قبر سکندر عبدالرحمن کی داہنی طرف موجود ہے اور متصل اوسکے دو قبریں اور بھی ہیں
اور روضہ کی شرق کیطرف ایک اور چھوٹی سی مسجد ہے جسمیں اسماعیل ملازم جنٹ فراسیسان
شاہ جہان مدفون ہوا ہے اور جنوب روضہ اس مسجد کے قبر عبدالرحمان خان کے باپ کی موجود ہے اور
چھوٹا سا چاہ ہے چرخی دولکہ موجود ہے اور غرب روضہ مقبرہ کے تین قبریں سکندر اور اوسکے باپ وغیرہ
کی ہیں اور شمال بطرف روضہ ایک چاہ متصل موجود ہے اور بہت درخت ون کہردان و شہتوت
کوہدی و دیگر یک وصل درخت باغ موجود ہیں

فصل در ذکر مقبرہ حضرت عبدالرزاق شاہ چراغ گیلانی

کتاب نسب نامہ حضرت پیر نظام الدین شاہ گیلانی سے معلوم ہوا کہ یہہ
حضرت عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ بن سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر ثالث بزرگ ہیں
سادات سے ہیں جنہوں نے ترویج حق کیا تہا جب یہہ پیدا ہوے تو حضرت عبدالقادر ثالث نے فرمایا کہ یہہ ہمارے
خاندان کا چراغ ہوگا سلطان اکبر بادشاہ انکا بہت معتقد تہا اور چاہتا تہا کہ حضرت کسی شہزادی
کے ساتھہ اپنی لڑکی یعنی دختر کی شادی کریں مگر آپ نے قبول نفرمایا سنہ ۱۰۰۱ ایکہزار ایک ہجری میں وفات
انکی واقع ہوئی ابتدا روز جمعہ انیسویں ذی قعدہ کی تہی مگر عرس انکا بعد ہم ربیع الثانی کو ہوتا
دیکھا ہے جہاں اب روضہ منورہ انکا ہے اسوقت بتعداد تیس بیگہہ زمین کا محلہ گرد لنگرخانہ مشہور
تہا اور اکثر اشخاص اس گرد کو آپکے نام سے ہی زبان زد کیا کرتے تہے کہتے ہیں کہ لنگرخانہ ایک اعلا
شاہی سی تہا - اب حال حضرت کا مع شرح عمارت موجودہ مقبرہ تحریر کرتا ہوں یہہ مقبرہ
سرک انارکلی بطرف جنوب روضہ لاہور سر قریب کوٹہی جناب سکوڈ صاحب بہادر کے واقع ہے اور یہہ
مقبرہ کی غرب کی طرف دفتر اکونٹنٹ جنرل ایڈیٹر دیوار بدیوار مقبرہ کے مسجد متصلہ بدنیہ اسکی تہی
کی ... چند سال سے مقبرہ ہی ہوگیا ہے چنانچہ اب اسکو ... کوٹہی سا لیا ہے مگر ...
اس مسجد کی بدستور موجود ... قائم رکہی ہیں - یہہ حضرت بہی ... میں مقبرہ ... ایک
دروازہ چوبی ... مدت کا ہے اور دروازہ کے اوپر شجرہ لکہا ہے یہہ حضرت جناب ... دریا ...

سال کے بیچ مین شروع عہد عالمگیر بادشاہ مین یہہ مقبرہ حسب الحکم عالمگیر شاہ بنا اندر اس
مقبرہ کی آٹہہ قبرین مین ایک قبر حضرت شاہ صاحب کی جنکا اصلی نام عبدالرزاق معروف شاہ چراغ تہا
اور دوسری زین العابدین صاحبزادے انکی اور تیسری سید عبدالقادر ثانی کی اور بقیہ سات صاحبزادے
انکی اور یہہ حضرت سید گیلانی مین اور اس نواح کا نام بوقت آبادی بیرون شہر لاہور محلہ لنگر خان
تہا اور بعدہ جناب محمد غوث بالا پیر نے ست گہرہ سے آکر یہان ایک محلہ رسول پورہ آباد کیا اور محمد غوث
بالا پیر کے صاحبزادہ کا نام عبدالوہاب قبران باپ بیٹے کی ست گہرہ مین ہے اور عبدالوہاب کی صاحبزادے
سید عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ ہوئے اور سب لوگ انکو بزرگ جانتے ہین اور غرب رویہ اس مقبرہ کے
ایک مسجد جسکے پانچ گنبد چار خورد اور ایک کلان موجود ہے اور یہہ مسجد نواب خان بہادر نے باین اللقب
بنوائی کہ اوسکے والدہ کی قبر یہان ہوئی گرد نواح اس مقبرہ کے ایک چاردیواری خشتی ہے اور اس
چاردیواری مین قبرستان ہے جسمین ۳۹ قبرین ہین اور دیوار شرقی کے متصل قبر والدہ خان بہادر
نواب کی خشتی پختہ زیر درختون موجود تھی اور وہ مسجد اب دفتر اکونٹنٹ مین آگئی ہے اور مسجد کے
غرب رویہ ایک چبوترہ ہے اوسپر چاردیواری بوسیدہ مزار ثبوت شاہ مرید حضرت شاہ چراغ صاحب
کی تھی اور درختون کا کہڑا ہے اور مقبرہ حضرت شاہ چراغ پر بروز پنجشنبہ خوب شیرینی بٹتی ہے اور
چاردیواری مین غرب رویہ قبر والدہ خان بہادر کے متصل ایک چاہ مستعملہ جاری اور بہت سے
درختون اور گوندی موجود ہین اور اندر چاردیواری کے فرش پختہ خشتی شکستہ سا موجود تھی
قبل مین یہہ کہین بطور باغچہ ہوگا کیونکہ اب بھی خیابان پختہ نظر آتے ہین اور روز فوت انکا ۱۷
ربیع الاول سال وفات ۱۰۹۴ھ ہے اور تاریخ وفات مفتی غلام سرور مصنف تذکرہ العارفین نے
اسطرح لکہی ہے شعر سید گیلان کریم ابن الکریم + آن چراغ خانہ دین و یقین + عبدرزاق
نام نامیش + بود شاہ و سید روی زمین + بہر تاریخ وصال آنجناب + گفت سرور مہر شمس العارفین +
۱۰۹۴ اور جنوب رویہ مقبرہ کے چاردیواری کے کوٹہہ شکستہ مسکونہ فقیر ہے و قبل از عملداری صاحبان عالیشان
بعہد سکہان مسجد وغیرہ زمین فقیرونکی پاس تہی اب صرف تہوڑی سی جگہہ انکے پاس ہے اور مالک مکان

کہ حضرت شاہ چراغ کی اولاد میں سے حضرت شاہ سردار ہیں اور یہہ سجادہ نشین سلطانپور علاقہ
دوامہ میں موجود ہیں اور اس مقام سے ایک فقیر موجی شاہ اونکا بٹھلایا ہوا ہے اور مدت مدید سے یہہ
خدمت کرتا ہے اور یہہ ہی آمدنی لیتا ہے اور یہہ فقیر ابا امداد سے خادم اس مقبرہ کا ہے اور اوسکی
زبان سے یہہ تمام احوال حضرت کا تحریر ہوا اور کمترین بے خود بھی اس مقبرہ پر حاضر ہوکر الحال
متصل اس روضہ کا لکھا اور مقبرہ دیا اس مقبرہ کے چار دیواری مع ایک اور کوٹھری قطعہ زمین
میں ہے اور بہشتی درخت گولری - بہروان وغیرہ اسیطرح واقعہ ہیں ماسوا اس روضہ کا اندر
شمال رویہ سرہانی کی طرف ایک طاقچہ جو دیوار میں کاغذ لکھا ہوا ہے بخط عربی دیوار سے چسپان لگا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور شعر تحریر ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سنہ ۱۲۶۲ اور اسی مقبرہ میں قبریں بہت ہیں

فصل در ذکر مقبرہ حضرت عبد اللہ شاہ صاحب قادری

یہہ مقبرہ متصل موضع مرنگ حد غربی و شمالی میں واقع ہے مقبرہ یہہ بنا سعید سردار خان بلوچ کا ہے سردار
موضع مرنگ زیبا یا ہے اور بطرف جنوب مقبرہ کے مسجد بھی ہے اور مقبرہ کی شمال و مغرب کی طرف
سردار خان کی ایک مسجد بہت و تصویر جو یہ گچ ہوائی ہے ابھی سعیدی و مرمت کاملہ اسکی نہ ہونے پائی
تھی کہ سال ۱۲۹۶ ہجری میں سردار خان فوت ہو گیا مسجد کی جنوب کی طرف ایک دالان درجہ
ہے اور درجہ شرقی میں قبر سردار خان کی پختہ تیار ہوئی ہے وہ دالان بطور بارہ دری جسکے
باہر اندر بارہ دروازہ ہیں اور یہہ دروازہ دالان کے اور اسی طرح شمال رویہ دالان تیار ہے
اور دالان شمال رویہ کے بیچ ایک منزل درجہ تحت ہے اوسمیں بھی چاروں طرف دالان اور شہ نشین
اور شمار جہ اور ایک بڑا حوض جسمیں فوارہ موجود ہیں اور شرق و شمال کے کونے میں ایک
حمام جس میں بہت سے فوارے اور آب گرم ہوا ہی ہے موجود ہے اور گیارہ زینہ اوتر کر اوس مکان میں
جاتے ہیں اور یہاں جانے کے دو راستہ ہیں متصل ... اجری مسجد کے دو منارہ ہیں جسکی چار
منزلیں ہیں اور ان پر آٹھ پہر ... منزل اول پر چلنے ہیں اور درجہ منزل اول ... کہ ...

فصل در ذکر مقبرہ حضرت عبد اللہ شاہ صاحب قادری

ہین اور پہر دوسرے منزل کی بہی آٹہہ زینہ اور سات کہڑکی منزل ثالث کی چہہ سیڑہان اور سات کہڑکی منزل رابع کی پہر چہہ زینہ اور اوسپر ایک برجی جسمین دو تین آدمی بیٹہہ جا سکتے ہین اور اوسکے آٹہہ دروازے ہین جسمین بیٹہکر انسان کی نظر دور دور جاتی ہی اور وہان سے سب گاؤن نظر آتا ہی اور مسجد مین برج درمیان اور گنبدیان چارون طرف جسمین آدمی بیٹہہ سکے اور چار چہوٹی چہوٹے برج اور مسجد کے سقف پر چارون طرف بطور رتہ نشین دروازہ مکان بنے ہوئے ہین مسجد کی شمال کی طرف ایک تالاب اور بطرف شرق مسجد کے ایک چاہ روان ہی اور ایک مکان جنوب کی طرف مسجد کے ہی اوسمین بہی زینہ اوتر کی جاتے ہین اور بطور مسافرخانہ بنا ہی اور مغرب رویہ ایک مکان بطور باغ بنوایا گیا ہے جس مین چند درخت موجود ہین ماسوی اسکے ہر ایک طرف ایک ایک کوٹہہ و دالان ہین اور اسمین فقیر رہتا ہی اور مغرب رویہ بافندہ کپڑا بنتے ہین دو کان اسکے بنی ہوئی ہین اور ایک بڑہ کا درخت روبرو مسجد کے ہے اور یہہ سب حال مکان کا کمترین نے بچشم خود دیدہ تحریر کیا اور حال حضرت عبد اللہ شاہ کا یہہ ہی کہ یہہ حضرت قدیم سے ساکن موضع مزنگ قوم کے بلوچ عمر انکی اسی برس کی سلسلہ قادریہ کی پیر ہین اور اشعار پنجابی عارفون والی انکے مشہور ہین اور سال بہر مین جمادی الاول کی آٹہوین سے گیارہوین تک چار روز میلا ہوتا ہی دو روز شیخ لوگ جو انکی مرید ہین میلا کرتے ہین اور تیسرے روز بلوچ لوگ ساکنان مزنگ جن مین سے سردار خان نمبردار تہا عرس انکا کرتے ہین اور چوتہی روز فاتحہ ہوتی ہی اور آمدنی اس مقبرہ کی بلوچ برادران سردار خان لیتے ہین اور بعد سردار خان کے اب فتح علی اوس کا متبنی اس جگہہ کا مالک ہی اور یہہ حضرت جس زمانہ مین زمان شاہ بادشاہ درّانی کیطرف سے لاہور کو آیا تہا زندہ تہے اب عرصہ شصت و نہ سال سے یہہ حضرت فوت ہو گئے اور ان حضرت کی بہت عمارتین بنائی ہوئی موجود ہین کوٹ عبد اللہ شاہ متصل مزنگ اونکی ڈہوڈہی کوٹ انکا بنا ہوا اور بنانہ بیگ اور قلعہ غوث شاہ متصل گوہر پورا اور گوجر سنگہ کا قلعہ انکی عماری بنا ہوا ہے اور گوجر سنگہ مین جاکتاں شہر لاہور سے ایک حصہ لاہور کا حاکم تہا اور یہہ بہی حضرت کو بزرگ

کرکے مانتا تھا پہلے یہہ بطور چار دیواری قبر تھی اب سردار خان نے روضہ بنوایا اور یہہ
حال مرحومہ بالا ربانی بلوچان ساکن مرنگ تحریر ہوا اور میرے قدیمی مشفق یعنی غلام حیدر
صاحب مولف کتاب تذکرۃ العارفین و گلدستہ کرامت جو عہد والد مرحوم خود سے ساکن موضع
مرنگ ہیں اور حضرت شیخ میں عبد الاحد یعنی بابا اونکے مرید خاص حاضر پاس حضرت عبد اللہ شاہ
کے تھے کرامت عبد اللہ شاہ صاحب کی اسطرح بیان کرتے ہیں کہ ایک روز شیخ میں خدمت
عبد اللہ شاہ صاحب کی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص سیاہ ہوکا رنگ کالا ہوا اونکی خدمت میں حاضر
ہوکر عرض کرنے لگا کہ یا حضرت میں آپکی خدمت میں ایک مشکل عرض کرکے امیدوار ہوا
ہوں کہ یہہ جو عام و خاص لوگ کیمیا کہتے ہیں اور کرتے ہیں یہہ سچ ہے یا غلط آپ نے فرمایا
کہ جا اور ایک سیر کی کوکر دینی گندھک اور ایک روپیہ کی پیسے لے آ چنانچہ وہ لے آیا آپ نے شیخ
شخص کو فرمایا کہ تھا پیالہ گلی اوٹھا لا اور یہہ پیسے پیالہ میں ڈالکر اور گندھک پیسکر پیسوں پر چھڑک
دی اور بعد اوسکے کوئلہ اوپر رکھکر سلگایا تاکہ پیسے سرخ ہوجاویں شیخ میں نے ایسا ہی کیا
بعد دو تین لحظے کے فرمایا کہ اگر پیسے سرخ ہو گئے ہیں تو ایک پیالہ میں سے نکالکر دیکھ چنانچہ وسی
ایک پیسہ نکالا تو دیکھا کہ سیاہ ہوا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ اسپر ایک ضرب مار چنانچہ اوس
اینٹ اوٹھاکر اوسپر ماری چوٹ لگنے سے ایک پردہ سیاہ پیسہ کا اوسکے دور ہو گیا اور
بیچ میں سے زر سرخ خالص سونا نکل آیا بعد اوسکے سب پیسے نکلوائے اور اوس شیخ سے فرمایا
کہ یہہ سب پیسے اب زر خالص ہوگئے انکو لیجا اوسنے عرض کی کہ مجکو حاجت نہیں سونے کی بلکہ
یہہ چاہتا ہوں کہ آپ مجکو سکہلا دیویں آپ نے فرمایا کہ یہہ کیمیا بہت آسان ہے اسی خدا
کی عبادت کر اگر تو خدا کی عبادت سچے دل سے کریگا تو اگر مٹی کو ہاتھ لگاویگا تو سونا بن جاویگا
کہ عارف لوگ نظر سے لوہے کو سونا بنا دیتے ہیں اوسنے مایوس ہوکر کہا کہ مجھے یہہ حرام ہے
اب خود ہی رکھیں آپ نے فرمایا کہ ہم بھی اسکو حرام سمجھتے ہیں آخر الامر شیخ نے بعض لے
عرض کی کہ اب اسکا میں کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ ای شیخ اسکو بازار میں لیجاکر

فروخت کرکے جو روپیہ حاصل ہوا ایسکے بوکے اور رسیان لیکر مسجدون مین تقسیم کردی چنانچہ شیخ فیض نے ایسا ہی کیا اور یہہ اور کرامت حضرت کی ہوئی کہ وہ بوکی اور رسیان ایسی کم و نایاب ہوگئی کہ مسجد ایک ایک بتاتین اور تمام شہر مین کوئی مسجد باقی نرہی جسمین سی اور بوکا نہ پہونچا ہو من بعد اوسکے میان شیخ فیض کو ہوس دامنگیر ہوئی اور اونہون نے اپنی گہر مین جاکر اور گندہ پاک لا کر پیسون پر ڈالی اور آگ مین سرخ کئی جب پیسون کو آگ سی نکالا تو دیکہا کہ علاوہ کیمیا بننی کے پیسون کا بہی نقصان ہوگیا ہی اور پیسی کام سی جاتے رہین تب دوسرے روز اپنی ارادہ سی کہ حضرت سے جاکر التماس تعلیم علم کیمیا کرونگا میان شیخ فیض حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئی اونکو دیکہتی ہی حضرت عبداللہ شاہ نے فرمایا کہ کیون جی شیخ صاحب خود بخود گہر مین کیمیا بناتے ہو اگر ایسی ایسی تعلقات کی طرف متوجہ ہوگی تو خدا کو کب پاؤ گے صرف محروم رہجاؤ گے اور یہہ شعر زبان گوہر فشان سی فرمایا **شعر** ہم خدا خواہی ہم دنیائے دون + این خیالست و محالست و جنون + وفات حضرت کی بماہ جمادی الاول سال بارہ سو بارہ ۱۲۱۲ھ واقع ہی اور قطعہ تاریخ وفات حضرت کا کسی شخص نے جو بوقت فوت اونکے لکہا تہا زبانی مفتی غلام سرور صاحب کے درج کیا جاتا ہی **قطعہ** چونکہ عبداللہ شاہ مرد عجیب شد زدنیا بسوئی دوست قریب + سال تاریخ قربتش جستم + گفت ہاتف بگوش ہوش غریب ۱۲۱۲ھ اور قطعہ تاریخ وفات عبداللہ شاہ صاحب مصنفہ مفتی غلام سرور یہہ ہی **قطعہ** آن جناب پیر عبداللہ شاہ دوجہان + اختر برج ولایت مہر دین ماہ بہشت + سال ترحیلش چو سرور جست از رضوان خلد + گفت عبداللہ والی ہادی شاہ بہشت + ۱۲۱۲ھ

فصل در ذکر مقبرہ حضرت شاہ ابواسحاق قادری

یہہ مقبرہ موضع مزنگ کی شرق رویہ واقع ہے کمترین نے خود وہان جاکر دیکہا تو معلوم ہوا کہ صورت مقبرہ کی مربع برنگ سفید اور متصل لب بام چند کبوتر رہتی ہین دروازہ آمد و رفت

جنوب رویہ ہر دو سیڑھیاں چڑھ کے چبوترہ مقبرہ پر جانا ہوتا ہے اور غرب رویہ مقبرہ کی ایک مسجد
جسکے تین دروازہ جنوبی ہیں موجود ہے اور مقبرہ کی شمال کی طرف حجرہ جیسی ہے اور اس طرف شرقی
ایک حجرہ بطور عبادت گاہ واقع ہے اور اندر مقبرہ کے ایک حجرہ چوبی چار فٹ اونچا چاروں طرف
قبر حضرت کے کھڑا ہے اوسمیں ایک چھوٹی سی کھڑکی واسطے اندر جانیکے موجود ہے اور بالائی دروازہ
چاروں طرف چار حجرہ جستی موجود ہیں اور اندر مقبرہ کے فنا میں سقف اور زمین پر چاروں طرف
روضہ عالیہ سورۃ الملک جو آخر قرآن شریف میں ایک سورۃ ہے جدہ کی خط سے خوشخط تحریر ہے
چاروں طرف چار دیواری پختہ اب شکستہ موجود ہے دروازہ کے پاس لب رستہ مقبرہ درخت
ون سب پھیلا ہوا اگا ہے اور مقبرہ کے اندر گچ کا کام سوطی ایسا ہوا ہے کہ سبحان اللہ اسمیں
سب تحریر ہے او گنبد کے اندر حجروں کے آگے تختہ ہائے چوبی لگے ہوئے ہیں اور تعجب یہ ہے کہ اوپر
لکڑیوں کے گچ کا کام کا خدا سا ملا کیا ہوا ہے جا نا ذکس طرح سے یہ کام کاریگر نے کیا ہوگا عقل کام
نہیں کرتی کہ یہ کام کیونکر سر انجام ہوا اور محراب مندائیرہ شرب رویہ ہے اوسمیں وسط
تحریر میں ایک تو پڑھا نہیں جاتا اور ایک جو پڑھا جاتا ہے سو یہ ہے شعر حضرت شیخ
شاہ ابو اسحاق * تو چہار جدا جدا اطلس ، اور گوشہ شمالی و غربی میں سنہ تحریر ہے
جلال الدین ہمایوں بادشاہ میں یہ مقبرہ بنا ہوگا یہ حضرت اصل میں بخاری ہیں آخر میں
اودھ بستہ ہیں اب عرصہ تخمیناً سو سال کا ہوگا کہ لکھنؤ سے انکے مرید آئے اور اونہوں نے
سفیدی اور کچھ مرمت اس مقبرہ کی کرائی اور دو دیوار بدیوار مسجد اس مقبرہ کی ایک طرف
جنوب و مشرق موضع مرگ کے ایک او مقبرہ حضرت شاہ ابو اسحاق کے صاحبزادوں کا ہے
اوسمیں تین قبریں ہیں ایک محمد حسن صاحب دوسرے ملک حسین تیسری یار حسن صاحب کے اور
یہ تینوں صاحبزادہ انکے ہیں اور مشرق رویہ اس مقبرہ کے ایک چار دیواری جسمیں دو
قبر پختہ ہیں ایک سید عبد اللہ شاہ اور دوسرے انکے مرید مصطفی شاہ صاحب کی
مصطفی شاہ صاحب کی قبر کو عرصہ پچاس سال ہوا اور عبد اللہ شاہ کی مزار کو عرصہ گیارہ سال

حال مقبرہ حضرت محمد حسین صاحب خلف رشید ابو اسحاق

بنی ہے اور قریب ہی اس قبر کے اور قبرین متصل دروازہ مقبرہ ہذا کے موجود ہین اور ایک اور چبوترہ
جنوب رویہ مقبرہ کے ہے اسمین سترہ قبرین واقع ہین اہل قبور انکے بہی سادات کرام ہین اور
یہہ مقبرہ بہی چار پہلو ہے دروازہ جنوبی جنوب رویہ چارو ناطرف پنجرہ خشتی اور شرقی و شمالی مین
دو دروازہ بطور کوٹہری ہین اور نواح کی دیوار اندرونی مقبرہ پر سورۃ تبارک الذی بخط
جیدہ عربی سفید رنگ سے تحریر ہے اور محراب غرب رویہ مین اللہ محمد ابوبکر عمر
عثمان علی بخط جیدہ تحریر ہے اس شکل سے ابوبکر عمر محمد اللہ علی عثمان اور نیز میانہ سقف
مقبرہ مین لکہا ہے اور میانہ سقف مقبرہ مین ایک اور حلقہ مدور ہے اوسمین تمام سورۃ اخلاص
یعنی قل ہو اللہ احد بخط ثلث تحریر ہے اور اوسکے اطراف حلقہ مدور مین ور آٹہہ اور چار
طاقچون مین جو بہ رنگ نافرمانی ہین ایک شرقی دوسرا غربی تیسرا شمالی چوتہا جنوبی مین یہہ
تحریر ہے قال علیہ السلام المؤمن حی فی الدارین اور نیز چار
طاقچون مین اسماء الہی بہت خوبصورتی سے لکہی ہوئی ہین اور وہ یہہ ہین یا قائم یا قہار
یا ساتر یا غفار اور اوسکے نیچے محیط بطریق سلسلہ نودونہ نام الہی لکہی ہین در
پنجرہ شمالی کے اوپر پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم عربی کا پڑہا نہین جاتا اور
شرقی مین آیۃ سلام قولا من رب الرحیم اور مقبرہ کے درمیان گوشون مین
بطور محراب بنی ہوئی ہین اور گوشہ شرقی و شمالی مین یہہ تحریر ہے من کان واعظا
فالموت کفی اور یہی چارون گوشون مین تحریر ہے اور اوپر اوسکے محرابون پر
یا اللہ لکہا ہوا ہے اور باہر سے یہہ مقبرہ بہت فرسودہ نظر آتا ہے اور سامنے ہی سات بیگہہ زمین
ملحقہ دیوار مقبرہ زیر کاشت ہے آمدنی اوسکی مجاور کہاتے ہین اور گوشہ غربی مین مدرسہ سرکاری
خام تیار ہو رہا ہے جسمین میان فریدالدین صاحب من جانب سرکار معلم ہین اور یہہ دونو
مقبرہ اندرون موضع مزنگ واقعہ ہین اور یہہ موضع مزنگ سابق آبادی بیرون شہر لاہور
ایک محلہ منجملہ محلہ ہائے شہر لاہور تہا اور قبل مین شہر لاہور اس جگہہ تک آباد تہا اور یہہ محلہ

گذر لنگر خان محلہ سرخ پیر مزنگ آجکل مشہور ہی اور سرخ پیر ایک شخص صاحب نامور آدمی قوم سے
مغل تہا اور اوسی نے یہہ محلہ آباد کیا اور قبر بھی اوسکی یہاں بطرف جنوب موضع مزنگ کے
شکستہ بھی موجود ہی اور بنائی مفتی غلام سرور صاحب تذکرہ لکہا ہی موضع مزنگ اور حسب تحریر
داراشکوہ ثابت ہوا کہ حضرت شاہ ابو اسحاق اور حضرت خیرالدین شاہ ابو المعالی حکار روشن
سردوں میتی دروازہ شہر لاہور ہی بہائی ہیں اور بیعت ان دونوں حضرات کی خدمت حضرت
شاہ داؤد صاحب شیرگڈہ والکھی اور بنائی مقبرہ شاہ ابو اسحاق کی اسطرح خبر ہوئی کہ بعد وفات
حضرت کے ایک سوداگر مرید آپکا واسطے تجارت کے عرب کو جاتا تہا اسوقت میں جہاز مع متاع اوسکا
کسی کہیر میں پہنس گیا جب اوسکو کچھہ امید نسبت نجات کی نرہی تو اوسنے حضرت کی
طرف توجہ کی تو یکایک کیا دیکہا کہ حضرت تشریف لائے اور جہاز کو کندہا دیکر اوٹہایا
اور رات اسمیں یہہ ہوا کہ بخوبی ہوگئی جب وہ سوداگر بعد منافع تمام و آسودگی
مال کا ... لکہو میں واپس آیا تو اوسی حال نجات جہاز اور تشریف لانا حضرت کا بوقت
دریافت کیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا تو لوگوں نے حال وفات حضرت کا
کہہ سنایا تو وہ لاہور میں آیا اور یہہ مقبرہ از راہ صدق دل تعمیر کرایا اور نام اوسکا خطہ تقدس اوسی
تہا اور دوسرا مقبرہ جو صاحبزادگان حضرت کی مدفون ہیں یہہ بھی اوسی مقبرہ کی مریدان اس
خاندان کی تعمیر کرایا اور وفات حضرت ابو اسحاق کی ماہ محرم پانچویں تاریخ سنہ نو سو چالیس ٩٤٠
کو دوپہر میں آئی اور پانچویں محرم کو یہاں ہر سال میلہ بھی ہوتا ہے اور ملا قرآن خوان لوگ
جمع ہوتی ہیں اور نان اور گوشت پر فاتحہ حضرت کا ہوتا ہے اور قوالی راگ
ناچ ہونیکی یہاں بالکل ممانعت ہی اور کبہی وقوع میں نہیں آئی منظر دو قطعہ تاریخ وفات
ان حضرات کی درج ذیل کرتا ہوں قطعہ مرشد و دستگیر بو اسحاق + بود سراپا پیر بو اسحاق
جستم از سال وصلش گفت + شاہ عالی نقیر بو اسحاق ٩٤٠ دوسرا قطعہ یہہ ہی قطعہ
شیخ بو اسحاق پیر رہنما + آنکہ آمد رہبر دوریان + سید عباس سال وصال آنجناب + از ابو اسحاق بنا

ذکر مقبرہ حضرت شیخ موسی

یہہ مقبرہ فیما بین شرق اور جنوب حد شہر لاہور کے بفاصلہ ایک میل کے واقع ہی رنگ سبز گنبد فیروزی کاشی کار بر لب سقف نقوش ساخت کاشی اور تمام عمارت خشتی مگر لب بام سی ایک فٹ نیچے پہر کام کاشی کا بنا ہوا ہی اور وہان اذا جاء وعد الله لکہا ہوا ہی گرد و نواح اس گنبد کی چار دیواری خشتی بنی ہوئی ہی اور یہہ گنبد خاص غرب رویہ اس سڑک کی واقع ہی جو انار کلی سی اسٹیشن ریلوی کو جاتی ہے اور علاقہ موضع قلعہ گوجر سنگہ کا ہی کمترین نے حال اس مقام کا بچشم خود دیکہہ کر لکہا ہی اور مردمان مسن اور واقف کار سی واضح ہوا کہ سابق مین بعہد سلطنت لودیان نام اس مقام کا کوٹ کروڑی تہا اور امرایان سلطان سکندر لودہی حضرت موسی کے طالب وارادتمند تہی کتاب تذکرہ قطب العالم مین تحریر ہی کہ یہہ حضرت موسی کام آہنگری کا کرتے تہی اور یہہ کرامت انکی زبان زد خاص و عام ہی کہ ایک روز یہہ حضرت اپنی دوکان پر کام آہنگری کر رہی تہی کہ اتنی مین ایک خوبصورت عورت کہترانی تکلا سپید کرانیکے واسطی آئی اور تکلا حضرت کی ہاتہہ مین دیا اونہون نی تکلا تو آگ مین رکہہ دیا اور خود محو حسن اوس عورت کے ہوے اور بچشم دل اوسکی طرف دیکہنی لگے جب اسی حالت مین ایک ساعت گذر گئی تو اوس عورت نے کہا کہ حضرت جی مین تکلا سپید کرانی آئی ہون اور تم مجہی دیکہتی ہو اونہون نے فرمایا کہ مین تجہے تو نہین دیکہتا تیری صانع کو دیکہتا ہون کہ جس نے تجہکو ایسا خوبصورت پیدا کیا اور اگر تجہے اس بات پر یقین نہین تو میری طرف دیکہہ یہہ کہکر تکلا آگ سی نکالا اور انکہونمین پہیر لیا اور کہا کہ اگر مین نے اس عورت کی طرف بنظر بد دیکہا ہی تو آنکہین میری جل جائین الغرض انکی آنکہونکو کچہہ تکلیف نہوئی اور تکلا جو لوہے کا تہا سونے کا ہوگیا اور تمام خلقت یہہ کرامت دیکہکر حضرت کی ارادتمند ہوی اور وہ کہترانی بہی اوسیوقت صدق دل سے مشرف باسلام ہوئی

اول دوکان حضرت کی یہان تہی جب فوت ہوئی تو مزار آپکی بہی یہان ہوی اور اکبر بادشاہ کی والدہ نی یہہ مقبرہ بنایا اب دروازہ چاردیواری مسمار ہوگیا ہی اور گوشہ

مشرقی و شمالی چار دیواری میں ایک چھوٹا سا مقبرہ سادہ شکستہ سا ہے یہ مقبرہ اوسی عورت کا ہے جو
نکلا درست کرا دی گئی تھی اور جب الاحظہ میں معلوم ہوا کہ اندروں چار دیواری مقبرہ ہذا
بہت سے درخت ون کرین اور دو درخت بیر کے اور سہندفوری بھی واقع ہیں ان سے بھی بعض آبگیر انکی
قبریں پیدا ہوتی ہیں اور قبر حضرت کی عام گلی ہے اور سابق تین دروازہ اس مقبرہ کو ہے
اس مدت سے بند کر دئے گئے ہیں اور شمال رویہ ایک کھڑکی جس آمدرفت کے واسطے موجود ہے اور یہاں
حضرت کی روایت سے اتا کہ مصنف کتاب تذکرہ قطب العالم حضرت شیخ عبد الجلیل المشہور شیخ
چوہڑ تھے اور سلسلہ انکا سہروردیہ ہے پہلے یہ حضرت خادم شیخ بہاء اللہ سرہ شیخ بہاؤ الدین ذکریا
ملتانی کی تھے اور ملتان میں رہتے تھے جب شیخ بہاء اللہ فوت ہونے لگے تو اونہوں نے عرض کی
کہ مولی آپ اس دنیا ہی فانی سے جلد رخصت کو تیاری ہو اور بندہ بہرہ علم باطنی تکمیل تک
نہیں پہونچا مجھکو کیا ارشاد ہے اونہوں نے فرمایا کہ تو خدمت حضرت قطب العالم شیخ چوہڑ کے
لاہور میں جا حب ... جانے کا و تکمیل باطن اوسی ملنے گا چنانچہ شیخ موسیٰ بعد وفات انکی
مرکی لاہور کو روانہ ہوئی اور باہر خانقاہ شیخ چوہڑ کے آکر بیٹھ رہے میں حضرت شیخ چوہڑ نے اپنے
خادموں کو فرمایا کہ آج او ... سے آج ملتان سے ہمارے بھائی بہاء اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہے
اور باہر خانقاہ کے بیٹھا ہے اوسکو بلا لاؤ کہ میں اوسکے آنے کا منتظر تھا وہ آدمی اور باہر جا
بلا دیوے خادم ... آئے اور شیخ موسیٰ کو اندروں خانقاہ حضرت کی خدمت میں لیگئے
اور وہ حاضر خدمت شیخ چوہڑ ہوکر مرید ہوئے اور مدت تک اونکی صحبت میں رہکر تکمیل کو پہنچے
اور شیخ چوہڑ نے رحلت فرمائی ہے دو ... زمین شیخ موسیٰ کو عطا فرمائی اور شمال اونکا
روضہ ہے وفات اون حضرت کی بسال نہصد و بست و سہ واقع ہوئی ہے اور یہ قطعہ تاریخ
شعر وفات حضرت مرحوم کا ہے **قطعہ** شیخ موسیٰ ہر کہ روی او بدید + شاہ گفت و
... سروار گفت ... عقل سال نقل آن والا جناب + اہل دین موسیٰ سعید ار گفت +

فصل در ذکر مقبرہ حضرت شیخ عبد الجلیل المشہور شیخ

جوہر بندگی قدس سرہ یہہ مقبرہ شمال رویہ مقبرہ شیخ موسی کے واقع ہے۔ ہر دو طرف
مزار کے بارہ دیواری اور اندر بارہ دیواری کے ایک تہ خانہ تین درجہ کا ساخت عہد پٹھانان لودی سے
اور غرب رویہ دروازہ اس تہ خانہ کا ہے بلند زینہ اوترکر نیچے جاتے ہین اور لب زینہ ایک ڈیوڑہی
جسمین فقیر لوگ بیٹھتے ہین اور پہلہ درجہ اوپر چبوترہ کے شمال رویہ ایک اور دو زینہ ہین وہان مزار
حضرت شیخ عبد الجلیل جوہر کی ہے اوپر درجہ اولی کے لب مکان عبادت خانہ آپکا ہے وہان نیچے صرف
ایک قبر ہے اوپر اوسکے وہ تہ خانہ مثل چبوترہ کے نظر آتا ہے اور اسپر بہی ایک تعویذ قبر نما بنا ہے
چونہ کی بنا ہوا ہے اور سوا اوسکے بائیس قبرین پختہ اونکی اولاد کی ہین اور غرب رویہ اس چار دیواری
کے احاطہ مین ایک مسجد پرانی ہے جو خود شیخ جوہر صاحب نے بنوائی تہی اور ڈیوڑہی اس خانہ کی
سردار کہڑک سنگہ سندہانوالیہ نے باہتمام غلام محی الدین شاہ قریشی مرحوم جو حضرت کی اولاد مین سے
تہے تعمیر کرائی اور چار دیواری خود تعمیر کی ہوئی غلام محی الدین شاہ ممدوح کی ہے جو سال بارہ سو چونسٹہ
ہجری مین تعمیر ہوئی ہے اور تاریخ اوسکی مصنفہ مفتی غلام سرور جو اوسوقت لکہی گئی تہی یہہ ہے
قطعہ مکان خانقاہ قطب عالم * چو از تعمیر نو زینت پذیرفت * بتاریخ بنایش ہاتف غیب *
بنائی از غلام محی الدین گفت * سنہ ۱۲۶۴ اور کمترین نے خود بر سر موقع اس خانقاہ کی جاکر بسال عمارت
تحقیق وغیرہ کیا اور نیز دیکہا گیا کہ اس چار دیواری مین بہت سے درخت ون اور بیر اور کیکر اور گوندی
دانا ہر دو بہر یک کے ہین اور چار دیواری مین ایک دالان نیا تیار ہوا ہے اور بالائی چبوترہ کے
اور قبرین خورد خورد ہین اور اونکی قبر اوپر سے منودار کی گئی ہے اور سرہانے کیطرف چراغدان واقع
ہے اور اندر اس چار دیواری کی دو کوٹہریان بہی موجود ہین اور ایک چاہ بہی پختہ ہے اور
ایک فقیر حاجی شاہ نامی اب یہان بیٹہا ہے اور مالک اس مکان کے حضرت کی اولاد مین سے
غلام محی الدین شاہ قریشی اور اوسکی اولاد خورشید عالم وغیرہ ہین اور بعہد سلطان سکندر لودی
جب شہرہ کرامات حضرت کا ہوا تو سلطان نے اپنی لڑکی کی شادی حضرت سے کر دی اور اوس سے
ایک بیٹا شاہ ابو الفتح پیدا ہوا اوسکی اولاد غلام محی الدین شاہ وغیرہ ہین جب وہ بی بی فوت

ہوگئی تو دوسری شادی آپنے دختر یحیی خان افغان سے کی اوس سے بھی حضرت کو اولاد ہوئی
حافظ احمد شاہ و محمد شاہ ساکنان موضع بھی پور علاقہ تحصیل شرقپور اونکے شکم سے پیدا اور
یہہ لوگ ایک پیر کہلاتے ہیں اور بہت سی خلقت انکی مرید ہے اور ایک بادشاہ کے ساتھ ہونیکا
ارادہ ہے متعلق اس خاندان کے ایک مقام ہے کتاب تذکرہ قطب العالم میں تحریر ہے کہ جب شاہ
زادی دختر سلطان سکندر لودی جو اہلیہ حضرت شیخ کی تھی بقضائے الٰہی مرگئی تو اونسی سال
آپ دوست اپنی دختر یحیی خان افغان سے کری اور مستعد شادی کے ہوئے تو یہہ خبر سلطان
کو باطن صاحب کو جو سلطان کی طرف سے فرمان فرمائے اس ملک کا تھا پہونچی تو اوسکو یہہ
حال ناگوار گذرا اور حضرت کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ ابھی بادشاہزادی کو وفات ہوئے ایک سال
بھی نہیں گذرا کہ آپنے تجویز شادی سے اور جگہہ کرلی ہے آپکو مناسب تھا کہ بادشاہ سے
اجازت لیکر آپ تجویز شادی ثانی کی کرتے اب آپکی یہہ سزا ہے کہ آپ لاہور سے نکل جاویں اور جتنا
املاک آپکی لاہور میں ہیں وہ سب ملک شیخ ابوالفتح کا ہے جو شاہزادی کے بطن سے ہے حضرت شاہ
یہہ سنکر تبسم فرمایا اور کہا کہ سید خان کو کہدو کہ تیری اسے ہماری میں مہلت بند روز کی ہے
اگر بندے نکو اندر میان کے تجکو شہر لاہور سے نکال دینگے تو فبہا ورنہ ہمکو نکال دینا چاہیے
تیرہ روز گذرے تو فرمان شاہی دہلی سے اسکی تبدیلی کیواسطے نافذ ہوا اور وہ لاہور سے نکل گیا
وفات حضرت شیخ جوہر کی تاریخ غرہ ماہ رجب سنہ نو سو دس ہجری ۹۱۰ وقوع میں آئی کہ صاحب
تذکرہ قطب العالم نے تاریخ وفات اونکی لفظ شیخ سے نکالی ہے اور مفتی غلام سرور نے کتاب تذکرۃ العلماء
میں یہہ قطعہ درج کیا ہے **قطعہ** شہ عبد الجلیل آن قطب العالم + بروی اوکشود از فضل حق باب
چو سال انتقالش یافتم بود + بوصال رحلتش با اہل دریاب + دگر از دل بسال رحلت آن
ندا آمد کہ شہ ماہ جہان تاب ۹۱۰

فصل در بیان حال مسافر خانہ میان محمد سلطان

سمال دیہہ قریب مزار شیخ جوہر صاحب کے میاں محمد سلطان صاحب
ٹھیکیدار نے ایک مکان پختہ بطور مسافر خانہ تیار کرایا ہے اور مشہور ہے کہ اس میں حرامی لوگ

سنگین ہے) چاہ پختہ بہی اسمین تیار کرایا ہے سابق اس جگہہ بہت گنبد اور عمارات پختہ کی تہی

فصل در بیان حال شیودیالہ باوا گنگا برت نوطیار کمشرین لی

بیان جو اس مقام کو دیکہا تو پایا کہ اس شیودیالہ مین یعنی پرستشگاہ بطور گنبد
وگنبد منقول بر رسم ہنود موجود ہین بدین تفصیل شیودیالہ مندر دیوی مندر لکشمی
مندر نارائن دہرم سالہ یہہ ایک دالان ہے جسکی سات دروازی ہین اور اسمین چاہ پختہ
اور باغیچہ بہی ہی اور یہہ مکان متصل کوٹہی پادری فورمن صاحب کے اور جنوب و غرب رویہ اسٹیشن
ریلوی کی لب سڑک نسبتاً و سڑک کوٹہی لاٹ صاحب بہادر و میانمیر ہی یہہ مکان اب باوا
گنگا برت سنیاسی نے خود بنوایا ہی اور گدائی کرکے روپیہ اسپر خرچ کیا ہی اور ابتک اور
اور مکان بہی بنوائے جاتے ہے اور یہہ زمین ۱۴ کنال اور گیارہ مرلہ مسٹر اجرٹن صاحب
ڈپٹی کمشنر سابق لاہور نے اوسکو عطا کی تہی اور متصل اس مکان کی ایک گنبد قدیمی چہوٹا
ہی اور یہہ فقیر اب اوسی مین رہتا ہی جو کہٹ دروازہ لگالیا ہی اور یہہ مقبرہ خورد
ایک خواجہ سرا انسکوہ کا ہی جسکا نام مظہر الطاف تہا اور متصل اسکے ایک مسجد قدیمہ بہی اب
اسکو پادری فورمن صاحب نے خرید کر کر عمارت کرانی شروع کی ہی اور اسمقام پر ایک
سردخانہ بہی تہا اور مسجد بہت بڑی تہی وہان اب کوٹہی پادری صاحب موصوف
کی بنتی ہے اور گرجا اور چند کوٹہیان عیسوی لوگون کی رہنی کیواسطے بنوائی ہین +

فصل در بیان حال علاقہ شہید گنج

اسی ہین مین جو بعلاقہ
شہید گنج مشہور ہی ایک مقبرہ نواب میر منو کا ہی بعہد محمد شاہ یہہ نواب لاہور مین حاکم تہا
اون دنون مین کثرت سکہون کی بہت ہوگئی تہی اور اس شخص کے ہاتہ سی ہزارہا
سکہہ قتل ہوی اور حکم عام تہا کہ ملازمان شاہی جہان سکہونکو پاوین گرفتار کرکے لے
آوین چنانچہ جسقدر سکہہ پکڑی آتی تہی فی الفور قتل کئی جاتی تہی چنانچہ اوسوقت کی ایک مثل
ابتک مشہور ہی جو سکہہ کہا کرتی تہی بزبان پنجابی - میر منو ساڈی داتری اسی اوہدی سوے

حوض ساون وندا اسی دونی دونی ہوئی - یہہ مقبرہ اب بالکل برباد ہی اور کسی جگہ
اسمیں توڑی رکہی ہوئی ہی بعد ستاون قبر موجود تہی بعہد صاحب بہادر ستائیکسی بادشاہ کی
پیرے کہا کہ اس مقبرہ کی بیچ تہہ خانہ ہی اور اوسمیں ہمدرمین میں لاش سرسو کی لٹکتی
ہوئی ہی اور لاش صندوق طلائی میں ہی راجہ ہیرا سنگہ کو باوجود اسقدر جاہ
طمع دامنگیر ہوئی اور قبر کہدوائی مگر کچہہ برآمد ہوا اور جائی امید خالی نکلی اور ایک
کی شکل طولانی جسکے بارہ دروازہ ہیں اب عمارت جام گیا رہ دروازہ ہیں اور ایک
سوال بردیہ کہلا ہی اور کچہہ کچہہ نشان عمارت موجود ہیں پاس اوسکے ایک دہرم سالہ تعمیر کردہ
باوا گوبند داس مہنت وہ کوٹہہ موجود ہی یہہ جگہہ سرکار فیضیار کی اسکو دی
تہی اور سرکار انگریزی سے ایک اور دہرم سالہ اور جاوشیت تہا ہندو لوگ سیر کو آتے تہے
آتے اور روند وہان بانی بلاتی ہی جب وہ کچہہ قدری ٹرک میں آگئی تو بعوض اوسکے
جگہہ سرکار نے باوا گوبند داس صاحب کو عنایت کی اوسی اوسمیں گدائی کرکے جاوشیت
بنایا

فصل در ذکر احوال سرائی میان محمد سلطان وغیرہ

دہلی دروازہ کے باہر مکان مشہورہ سرائی میان محمد سلطان جو اوسی خود بنا کرکی
مشہور و معروف مکان ہی اور مشرق رویہ اس سرای کے دو مسجد عالیشان واقع ہیں ایک
سکہہ لوگوں کی قابو کی ہوئی ہی اور بیچ میں اوسکے گرنتہہ وغیرہ پڑہتی ہیں اور اس جگہہ
نام شہید گنج مشہور ہی اور دوسری مسجد میں اوّل ولی صاحب کی کوٹہی ہوا ئی اور اب
مشرف صاحبان ریلوی ہے اور یہہ دونو مسجدیں بعہد اورنگ زیب عالمگیر تعمیر ہوی تہیں
اور سرواری کی ایک مکان کلاں شاہ دہ سکہو نکی ہی ہوئی ہی باعث تعمیر اس شاہ دہ کا
یہہ ہوا کہ بعہد نواب میر منو جو قاتل قوم سکہو نکا تہا ایکروز میر منو نے گیارہ سو
سکہو نکو قتل کیا ہی اور وہ سبکے سب ایک ہی جگہہ اس مقام پر مدفون ہوئی بارادہ
توقع بیتاں سنا و شاہ دہ ادنی ذرا ای اور نام اس شاہ دہ کا شہید گنج رکہا اب تک

وہان گرنتھ پڑہا جاتا ہے اور بہنگ بکثرت خرچ ہوتی ہی بلکہ سابق بعہد مہاراجہ صاحب یہان بہنگ کے
بلانی کا ایک فیض عام جاری تہا شمال رویہ اسکے ایک برج حمام نواب سعادت خان وزیر شاہجہان کا
اور روبرو اسکی بطرف شرق کوٹھی مکانی صاحب کے ہی اور غرب رویہ اسٹیشن ریلوی کے ایک فقیر کا
تکیہ لب سڑک واقع ہے اس تکیہ مین حمام عہد شاہجہان کا تہا اور اوسکے پاس قبر دلاور علی شاہ
المشہور گہوڑے شاہ کی ہی وہ ایک چار دیواری ہی اسکے اندر دو چبوترہ ہین ایک پر تین قبرین
سیدونکی ہین ایک کا نام میرن شاہ دوسرے اوسکے لڑکی اور تیسری اونکی فرزند کی اور یہہ
قبرین بعہد سکہان بنی ہین اور گہوڑے شاہ کی قبر عہد شاہجہان سی ہی اب بہی وہان لوگ
مٹی کے گہوڑی بطور نذر چڑہاتی ہین چنانچہ چند گہوڑے گلی دیوار و چبوترہ قبر پر موجود ہین

فصل در ذکر مقبرہ مخنث بطرف شمال مقبرہ حضرت شاہ ابو المعالی صاحب کے اور متصل کوٹھی

انکی صاحب جسمین اب دفتر پوسٹ ماسٹر بنا ہی ایک گنبد مربع ہے جسکی بارہ دروازہ ہین اس گنبد مین
قبر ایک شخص مخنث کی ہے بعہد شاہجہان بادشاہ یہہ مخنث بڑا متمول تہا بوقت مرنیکی اوسنی وصیت کی
کہ میری زر نقد کا گنبد بنوایا جاوے سو اُسکی روپیہ سی یہہ مقبرہ بنا اور بعض لوگ کہتی ہین کہ یہہ مخنث
محلے خوجہ سرا تہا اور بیگمان شاہجہان مین بہت خیر خواہ اور نیک نام مشہور تہا جب مرگیا تو آرائش
محل بیگم شاہجہان نے یہہ مقبرہ بنوایا اب اس مقبرہ کی باہر چارون طرف برانڈہ بنایا گیا ہے اور
وہ مقام دفتر مقرر ہوا ہے اب صرف مسقف سی گنبد معلوم ہوتا ہے اگر یہہ نہو تو بالکل کوٹھی ہے

فصل در ذکر مقبرہ حضرت شاہ خیر الدین ابو المعالی قادری المتخلص بغربتی

یہہ مکان باہر دروازہ موچی کے واقع ہے جنوب رویہ دروازہ آمد و رفت ہی گنبد نہایت وضع
ہشت پہلو ہمشکل روضہ جناب پیر دستگیر قدس سرہ العزیز اور ایک دروازہ شمال رویہ بہی
موجود ہے یہہ گنبد برنگ سفید منقش ہے اور جنوب رویہ دروازہ کے اوپر آیت قرآن
شریف بخط عربی لکہی ہوئی ہے اور دروازہ چوبی برنگ ہرمچی اور طاق سبز اور اوپر دروازہ
کی تابدان پنجرہ گلے کا اور اوپر اسکے لکہا ہے اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَحْیٰی
احیاء

ولٰکن لا یشعرون گنبد سفیدی کچھ مرمت طلب ہوگئی ہے اور اندر مقبرہ کی حجرہ چوبی لگے ہوئے
لی سنگ مرمر کی ایک آٹھ دروازی کشادہ اور چار سہ سات دروازہ میں تو کٹہری بھی لگے ہو
ہیں اور ایک کشادہ ہی اور یہہ حجرہ چوبی بالائی چبوترہ کے واقع ہے اور چبوترہ ڈیڑھ اونچا
زمین سے ہی ہے اور چبوترہ پر چار قبریں سخت موجود ہیں ایک تو حضرت شاہ ابو المعالی صاحب مرحوم
کے دوسری حضرت شاہ محمد باقر صاحب صاحبزادہ کلاں کے اور تیسرے قبر حضرت شاہ محمد رضا صاحب
کی جو خلف شاہ محمد فاضل صاحب ولد حضرت شاہ ابو المعالی کے ہیں اور قبر حضرت محمد فاضل صاحب
کی گو تہ چوبی دعوی اس گنبد میں ایک در چار دیواری ہے اور پاس انکی بہت قبریں انکی اولاد
کے ہیں ان سے ایک قبر مولی شاہ دوسری سمن شاہ اور دہولے شاہ اور شاہ سلطان اور
شاہ محمد علی کے مشہور ہے اور چوتھی قبر اندرون مقبرہ کی حضرت حاجی شاہ محمد افضل صاحب کی اولاد
یہہ صاحب اولاد سید مبارک میں سے ہیں اور شاہ محمد باقر صاحب کی نواسہ ہیں اور حضرت شاہ ابو المعالی
صاحب کے حال میں تکرار ہائی سید مراد شاہ وغیرہ اولاد انکی سے اسطرح پر ظاہر ہوا کہ والد حضرت کے سید
رحمت اللہ ہیں بیٹے شیخ اللہ تین بھائی ہے ایک سید رحمت اللہ دوسرے حضرت شیخ داؤد سے گے
جنکے مزار شیر گڑہ میں ہے اور تیسرے سید جلال الدین مزار انکی کوٹہان سید جلال علاقہ سدہورہ میں ہے
اور شیر گڑہ میں بڑا مقبرہ عالیشان حضرت داؤد بندگی کا ہو بہو اسی مقبرہ کی موافق ہے اور
مقبرہ بچسپہ موافق مقبرہ عالی حضرت پیر دستگیر محی الدین عبد القادر جیلانی کے ہی گویا یہہ ہرسہ مقبرہ صورت و
شکلیں باہم مطابق ہیں اور یہہ مقبرہ حضرت ابو المعالی اپنی حین حیات میں بنوانا شروع کیا تہا ہنوز تمام
نہیں ہو چکا تہا کہ حضرت فوت ہوگئی چنانچہ گنبد مقبرہ بعد وفات حضرت کی تعمیر ہوا سب روضہ اس مقبرہ
کی ایک مسجد عالیشان ہے پہلی وہ حضرت کی خود بنوائی تہی مگر اب بعد سکہان غوثی
شاہ نوشاہ والے نے پہر دوبارہ اسکو تعمیر کرایا اور سفید مقبرہ کی بہکر گئی اور حجرہ چوبی لگے جو کہ اندر
مقبرہ کے چاروں طرف مزار کی بنا ہوا ہی وہ بوریاں والہ گی زمین فرش ہوا تہا اور یہہ
عرصہ ۲۰ سال سے تباہی ہے گنبد مقبرہ باہر سے دو منزلہ ہے اول منزل کا آٹھ پہلو ثانی کا

زینہ غرب رویہ موجود ہے اور یہہ روضہ بجین حیات حضرت کی ناتمام رہگیا تہا بعد اونکی محمد باقر صاحب نے
تعمیر اسکی باتمام پہونچا دے او عہد انکا عہد اکبر و جہانگیر و شاہ جہان تہا اور میان میر صاحب بہی بہ حضرت
ہم عہد ہوے ہین اور ساٹہ زینہ چڑہ کے چبوترہ نواح گنبد پر جاتا ہے اور زینہ کی شرق رویہ چاہ پختہ
چرخی دار بنیہ مقدمان سراج ہی چبوترہ چاہ سنگ سرخ عرصہ تیس سال سے بنا ہے اور چاہ کی
شمال رویہ زیر لب بام چاہ ایک خشت کاشی جسپر اللہ تحریر ہے لگی ہوئی ہے اور نیز چاہ کے
شمال رویہ چبوترہ پر ایک بنگلہ خشتی کلبوتی سہ درہ موجود ہے اسمین نوبت بہ نوبت صاحبزادہ حضرت
کے بیٹہتی ہین اور چبوترہ کے اوپر ۹۲ قبرین ہین یہہ نواسون کی اور ایک شیخ محمد صوفی کے
جو حضرت کا مرید اور حاکم پاشہزادہ جہانی تہا اب تک یہان چبوترہ پر قبرین نواسونکی ہوتی
ہین اونہین سے ایک قبر غرب رویہ دروازہ آمد و رفت مقبرہ کے محمد شاہ کی ہے اور شرق رویہ ایک
قبر شاہ حسن جہنی مریدان کے کی ہے اور وہ حضرت حسن شاہ گنج برہان پورے مشہور ہین یہہ دونو
حضرت بہی بڑے ہی اولیا اور صاحب مراتب عالی ہین اور مسجد شرق رویہ مین جو کنوان ہے وہ بہی خود
حضرت نے بنوایا ہوا ہے اور جنوب رویہ محاذی مقبرہ اور چند دالان واقع ہین منجملہ اونکے سے
ایک دالان مسمی نامدار جسٹرو بہہ کیل نے بنوا کے میان عظیم شاہ کو دیا اور اب اسمین سید مراد شاہ
نبیرہ حضرت کی بیٹہتی ہین اور یہہ دالان ۱۲۳۰ھ مین تعمیر ہوا اور ایک دالان قدیمی اس مقام پر
واقع ہے اسمین سید امام شاہ بیٹہا کرتے ہین اور جو دالان جای نشست حسن شاہ نبیرہ حضرت
کا ہے وہ مبتنہ مسمات نوران طوایف ہی اور غرب رویہ مقبرہ مین فیمابین مقبرہ و مسجد سر چاہ
شمال رویہ ایک کوٹہہ دو درہ پختہ واقع ہے یہہ بنا کیا ہوا سید مہر شاہ صاحب و سید عالم شاہ نواسہ
ہای حضرت کا ہے اسمین اونکا تعمیر بیٹہا ہی سوا اسکے اور بہت مکان اونکی اولاد کی جای نشست
ہین اور گرد نواح مقبرہ کی قبرستان پڑا ہوا رہے ہی اور کئی احاطہ امیرونکی قبور کے موجود
ہین چنانچہ قبرستان نواب سرافراز خان و احاطہ نواب ذوالفقار خان و احاطہ ایوب شاہ جسکے اندر
قبر ایوب شاہ بادشاہ کی ہے اور شرق رویہ مقبرہ کی چاردیواری شکستہ واقع ہی اور درختان دالان

دالان کثرت بس اوسمیں قبر حضرت کی زوجہ کے اور قریب رشتہ داران حضرت کی ہین اور اس مقبرہ
میں ہمیشہ سے کچھ فقیر رہتے ہیں چنانچہ اب بھی ہزارہا موجود ہیں کہتے ہیں کہ اول یہاں کبوتر
شاہ محمد درویش خرقہ پوش تھے جو صاحبزادہ کلان حضرت کے تھے رکھا اور مزار اونکی سیرگاہ
میں ہے یہاں سال بھر میں ایکدفعہ ۲۰ ربیع الاول کو جو تاریخ وفات حضرت کی ہے میلہ ہوتا ہے
اور عید فطر اور عید ضحیٰ کا میلہ بھی یہاں سال بھر میں دو دفعہ ہوتا ہے اور غرب رویہ مقبرہ
حضرت کی محبوب علی خان سابق سررشتہ دار دیوانی ضلع لاہور کا روضہ مسمات جوائی دریائی کا ہے
جو سابق میں منکوحہ اور منظور نظر فقیر چراغ الدین کے تھی اور اس عورت نے بسبب خوبصورتی
اسی کے بعہد سکہان دین محمد دفتری و فقیر چراغ الدین نے بہت لوگوں سے شادیاں کر کے
مال کثیر جمع کیا اور تفیر سے یہہ باغچہ بنوایا شرق رویہ اسکے دروازہ پختہ اور اوسکے اوپر بالاخانہ
تین کھڑکی والہ مکان سیرگاہ اور ڈیوڑھی مین دو دالان معہ کوٹھریان بنوائی ہوئی ہین
اور چاروں طرف اسکے چار دیواری خام موجود ہے اور درختان شہتوت کھٹہ نارنگی کیلا انار بھی
موجود ہین بیچ میں اس باغ کے اسی ایک قبر بھی بنوا چھوڑی ہے اور جنوب رویہ مقبرہ کے
ایک ٹیلہ قبرستان شہید گنج کرکے مشہور ہے اور یہہ بڑا بھاری قبرستان ہے جنوب و غرب ٹیلا
اس ٹیلے کی ایک تکیہ فقیر سیتا نام کا ہے اسمین چاہ پختہ متصل دروازہ اور غرب رویہ مسجد اور
چند درخت بڑھ اور ایک گوندی اور ایک کیکر اور ایک لسوڑا اور ایک سوہانجنا اور بیچ
اوسکے مسجد پختہ جو سیتا فقیر نے بنوائی ہے موجود ہے اور اسپر چھوٹی بڑی نو برجیان ہین
اور اندر محراب کے سقف سرخی پوش استرکاری سفید اوسکے شمال رویہ ایک غسلخانہ
پختہ استرکار متصلہ چاہ چرخی والا اور مسجد کے صحن مین اور شرق رویہ چبوترہ پختہ جونہ گچ
اور غسلخانہ کے غرب رویہ گل عباسی لگی ہوئی ہے اور جنوب رویہ دو دالان محرابی جنکی
اور گوشہ شرقی و جنوبی مین ایک بالاخانہ اسکے نیچے ایک کوٹھری ایسی ہے جسکا دروازہ ادہر
اس بالاخانہ میں سیتا کے قابل رہتی ہیں یہہ تکیہ قدیم مدت سے بنا ہے شمال رویہ اس تکیہ کے

چھپر بابی کا تھا اور اس چاردیواری کے اندر دو قبرین خام ایک رحیم بخش دوسرے کریم بخش
کی ہے ماسوای اسکے اس ٹیلہ پر ہزارہا قبرین صدہا خام و صدہا پختہ چنانچہ مصنف کی ننہال کا
قبرستان سابقہ بہی اسی مقام پر ہی چنانچہ راقم کی والدہ اور ہمشیرہ اور اہلیہ و لڑکیون کے
قبرین ایک چبوترہ پختہ پر موجود ہین اور اہلیہ ثانی کی قبر پختہ منقش موجود ہی جسکے سرہانی زرو زندان
اور چند اشعار فراقیہ اسپر تحریر ہین شرق رویہ اس ٹیلہ کے زمین قعر واقع ہی وہان بموسم برشگال اکثر
پانی کہڑا رہتا ہی اور دہوبی کپڑے دہوتی ہین اور زمین مزروعہ الہی بخش عبداللہ وغیرہ کی ہی
شرق رویہ اسکے ایک مسجد جسکے حاطہ مین الہی بخش کمیدان توپخانہ والا اور اوسکی لواحقین کی
قبور ہین موجود ہی اب یہہ قبرستان بند ہوگیا ہے اور ایک چپراسی غلام محمد نامی میونسپل کمیٹی
والونکا برائی ممانعت قبور حاضر رہتا ہے اور حکم ہے کہ جسکی چاردیواری پختہ ہو وہ قبر بنا لیوے
غرب رویہ اس ٹیلہ کی بہی زمین قعر مین ایک جوہڑ آب بارش اسمین بہی موسم برشگال رہتا ہی
اور دہوبی کپڑے دہوتی ہین اور اس ٹیلہ کے گوشہ غربی و شمالی مین ایک چبوترہ پختہ قد
آدم بلند جو شرق کی طرف سے متصل ٹیلہ ہی اس چبوترہ کے اوپر ایک چبوترہ پختہ ہے اوسپر
چہہ سات درخت ون اور جنوب رویہ درخت بیر و گوندی وغیرہ اس چبوترہ پر دس قبر پختہ
اور چونہ گچ اور چار خشتی ہی چونہ قبرستان کلالان کا جو محمد بخش و امام بخش چوبدار مہاراجہ
کہڑک سنگہ کے تہی ہے اور اس چبوترہ کے پاس ایک اور چبوترہ ہے اوسپر ایک قبر بطور پلنگ
یہہ بہی اونکی ہے اور شرق رویہ اسکے صدہا قبور کلالان میانہ مین اسکے ایک اور چاردیواری
جس مین دو قبرین خام حضرت امام جعفر و حضرت امام صادق کی ہین راہ آمد و رفت اسکا
جنوب رویہ اسکے پاس عبداللہ شاہ گورکن کی قبر ہے یہہ قبرین عہد سلطان محمود غزنوی
کی ہین ذکر انکا یہہ ہے کہ یہہ شہید ہین سر انکا کافرون نی کاٹ لیا اور دہڑ ان کا
جب لڑتا لڑتا یہانتک آیا تو کسی نے کہا دیکہو کیا تعجب ہی کہ بی سر بدن چلی آتے ہین یہہ سنتے ہی
آپ گر گئی اوسہی جگہ انکے قبور ہین اس چاردیواری مین ایک درخت ون ہے اور اوسی چاردیواری کے پاس تہہ وہ

چبوترہ ہے جسپر مسجد کہ یہاں کا قدیمی قبرستان ہے جسکا سابق ذکر ہو چکا ہے اور اسکے
گوشہ جنوبی میں ایک اور چبوترہ پختہ خوشنما مسجد کہ قبلہ گاہ ہی ہے اسکا وہ تمام منقش ہے اور اسکے
اوپر چار عدد ان اوپر یہہ شعر تحریر ہے شعر ستید بیگم جو کہ آن شیرین مقال + بیا
جہان گردید مہمان بہشت + سال وصلش جستجو کن حیثی زغیب + گفت ہاتف جا
حوران بہشت + وغیرہ اور چند اشعار اور ابیات مرقوم ہیں غرب و شرق رویہ اسکے
درخت کھڑے ہیں اور ہزارہا قبور ہیں اور بکثرت چبوترے خام و پختہ اور درختان ان
ویران ویر بکثرت یہہ بہت بڑا قبرستان ہے اور شرق رویہ مقبرہ حضرت کے ایک ٹیلہ
سا اور قبرستان اور غرب رویہ قبرستان شیخ سید ہی جان کا اور بہت درخت ون اور
ایک کوٹھہ مسکونہ فقیر ہے اس کوٹھہ میں اول وقت غسل حضرت کا ہوا ہے جسمیں سدا
فقیر وہاں چراغ جلتا رہتا تعداد ان قبور سادھوان کشمیری ساکنان لاہور میں سے
ایک بیا مقبرہ گنبد نور محمد قوم سادھو کا سنہ ۱۱۸۱ ایکہزار ایکسو اکیاسی ہجری میں
بنا ہے درمیان اوسکے دو قبریں ایک قبر نور اسادھو کی اور دوسری اوسکی زوجہ کی اور
شرق رویہ متصل دیوار مقبرہ قبر اوسکی ساس کی ہے اور صورت مقبرہ یہہ ہے کہ تمام سر
چونہ گچ منقش گنبد سفید جسپر کلس طلائی لگا ہوا ہے اور چار دروازے محرابی گردہ دار
اور فیمابین مقبرہ کے آئینہ ہائے مدور مربع لگے ہوئے ہیں گویا شیش محل شاہی تعویذ قبر نور محمد
کا چونتی استرکار اور گرد نواح جالی سنگ مرمر سفید لگا ہوا ہے اور قبر کے غرب رویہ چونہ
سے ہر مجی ہی یَا مَالِکُ یَا قُدُّوسُ یَا سَلَامُ تحریر ہے اور شرق رویہ یَا اللّٰہُ یَا
رَحْمَانُ یَا رَحِیْمُ اور صورت تعویذ بطور چارپائی اور جالی پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سنہ ۱۱۸۱ اور دونو قبریں ہی چونہ گچ کی
جسکی جالی ہمقدرے بطور گل سنگ مرمر ہے اور مقبرہ کے در جنوبی پر ایک تختہ سنگ مرمر
کا کندہ لگا ہے اوسپر یہہ تحریر ہے اول سطر عربی فصل اللہ لکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور اوسکی پنجی بخط فارسی یہہ لکہا ہے قطعہ چو نور محمد بحکم خدا + بفردوس رفت از سپنجی سرا +
خرد گفت تاریخ وصالش چنین + شفیعش بود احمد مجتبا + اور اوسکے غرب رویہ کتبہ
اوسمین هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم و
اور شرق رویہ یا رسول خدا اور غرب رویہ در پر تین کتبہ ہین افضل الذکر
اور دوسری مین اور تیسرے مین لا اله الا الله محمد رسول الله جنوبی کے در پر بہی کتبہ
هو المعز اللهم صل على محمد عدد علمك سنہ ۱۲۸۱ اور درمیانہ
مین هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم و
تیسری مین هو المعز اللهم صل على محمد عدد علمك سنہ ۱۲۸۱
اور شرق رویہ در پر بہی تین کتبہ ایک مین الله محمد ابوبکر عمر عثمان
علی میانہ مین شعر محمد عربی کابروی ہر دو سراست + کسیکہ خاک درش نیست خاک
بر سر او + اور تیسری مین یا حنان یا دیان یا منان یا برہان مقبرہ
کے اندر دروازہ غرب رویہ کی جنوب رویہ شعر آفتاب و ماہتاب و کرسی و لوح و قلم +
در غم شاہ شہید کربلا بگریستند + اور اوسکے جنوب رویہ هو المعز اللهم صل
على محمد عدد علمك سنہ ۱۲۸۱ اور یہی شرق و جنوب رویہ در بہی ہر دروازہ
پر تین تین آئینہ منقش لگے ہین اور آٹھہ طاقچہ چراغدان محرابی چارون طرف بنے ہوے
موجود اس مقبرہ کی شرق رویہ ایک وراحاطہ المشہور نواب ذوالفقار خان ملتانی کا ہے
اوس مین پانچ قبر پختہ اور چھہ قبر خام اونکی رشتہ دارونکی ہین اسکے غرب رویہ ایک اور
سنگ دیواری جو درمیان مین سے ایک ہی ہے اسکے جنوب رویہ گوشہ شرقی مین ایک چبوترہ
پختہ جسپر تین قبر معہ دو چراغدان قبایل نوابان ملتان کے ہین اور اس چبوترہ کی
سرہانے ایک اور چبوترہ معہ قبر جسکا تعویذ پلنگ کے طور پر ہی سرہانے چراغدان قبر نواب
ذوالفقار خان صاحب کی ہے اور وغیرہ چبوترہ ہای پختہ پر انکی قبایل کی قبور بنے ہین

تھے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ملتان کو فتح کیا۔ نواب
یہہ نواب صاحبان والی ملتان
مظفر خان صاحب شہید ہوی اور بقیہ نواب سرفراز خان برادر ناظم معہ عیال و اطفال
گرفتار ہوکر لاہور میں آئی اب اس خاندان میں سے نواب عبد المجید خان صاحب خاندان وہ
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لاہور ہیں اور نواب ذوالفقار خان صاحب کی صاحبزادی نواب جہانگیر خان
پنشن خوار ہیں اور نواب سرفراز خان صاحب کا صاحبزادہ بلند اقبال نواب احمد علی خان صاحب
اسکا ولی عہد ہی فقط خوب روپیہ چار دیواری محلکے حیا بانکی طور باغچہ اور درختوں کیکر کا ملی
کوار گندل و گوندیاں و شربہا فربہ کہڑے ہیں ماسوا اسکے چاروں طرف بہت عمدہ
ہزارہا مور ہیں اور کئی احاطہ اور کئی قبور بے نام و نشان گل ورگل ہوئی ہوئی ہیں اور
بسبب کثرت اور مٹ جانے نشان پہلی مردوں کے قبور پر قبور ہوگئی ہیں اور بسبب ہجوم
خاطر یہہ ہیں مثلاً احاطہ ایوب شاہیاں حاظہ بطور باغچہ محمد شاہ کمیلاں سردار بیا در وغیرہ مقام
کو اگر مخزن القبور کہا جاوے تو بجا ہے کہ اور کسی مقام پر اسقدر قبور با فراط نہیں ہیں
اور کثرت محض اسی واسطے ہے کہ شہر سے یہہ مکان بہت نزدیک تہا اور ہر ایک شخص
یہہ ہی چاہتا تہا کہ قبرستان اوسکے متعلقان کا نزدیک ہو کہ دور جانے کی تکلیف نہ اٹھانا پڑے
وفات اور تولد حضرت شاہ خیر الدین ابو المعالی کی صاحب سفینۃ الاولیا نے تحریر
یوں لکھی ہے کہ حضرت تاریخ دہم ماہ ذی الحجہ روز عید اضحی روز دوشنبہ ۹۶۰ سنہ
نہصد و شصت ہجری میں تولد ہوی اور واقعہ وفات حضرت کا سولویں ماہ ربیع الاول
۱۰۲۴ سنہ ایکہزار بیست و چہار میں وقوع میں آئی کہ مادہ تاریخ تولید حضرت کا ربانی حضرت سید
مرادین شاہ کی کہ ایک شخص حضرت کی اولاد سے ہیں گدائی شیخ داؤد معلوم ہوا اور
منشی سلام سرور کی جو قطعات تاریخ بامید اندراج کتاب ہذا ارسال کیں وہ بجنسہ درج
کیجاتے ہیں **قطعات تاریخ** بو المعالی خیر دین احمدی + بود دانش
معدن صدق و یقین + سال تولید و وفاتش جوں ز دل + جست سرور مدفنش گفت ...

گفت تنکو خیر دین تولید او + رحلتش گفتا معالی خیر دین + ۹۶۵ سنہ اور عمر حضرت کی نوسے برس
کی اور وفات حضرت کی عہد جہانگیر بادشاہ مین وقوع مین آئی اوس وقت بعد وفات اکبر بادشاہ
کے گیارہ سال گذرے تہے اور کراماتین انکی صدہا مشہور ہین اونمین سے جو صاحب سفینہ اور
تذکرۃ العارفین نے درج کتاب کی ہین بجنسہ لکہی جاتی ہین ایک تو یہہ ہی کہ ملا نعمت اللہ برادر
حضرت ملا شاہ صاحب مرشد دارا شکوہ جنکا ذکر خیر احوال حضرت میا نمیر مین لکہا جاویگا ایکروز
بخدمت حضرت شاہ ابو المعالی کے تشریف لائے اوسی وقت ایک خادم حضرت کا اونکی خدمت مین
ایک تسبیح بہت عمدہ لیکر حاضر ہوا اور حضرت کو بطور نذر دی ملا نعمت اللہ شاہ صاحب کی دل مین خیال
گذرا کہ اگر یہہ حضرت ولی کامل صاحب کشف ہین تو یہہ تسبیح مجکو عطا کرینگے چنانچہ وقت رخصت
حضرت نے اونکو پاس بولایا اور فرمایا کہ یہہ تسبیح لیلو تمہاری نذر ہی اور اوسپر درود شریف
پڑہا کرو کہ ثواب عظیم پاؤگے دوسرے یہہ ملا شاہ صاحب فرماتی ہین کہ ایک روز میری دل مین
خیال گذرا کہ مین دل و جان سے معتقد حضرت غوث الاعظم کا ہون آیا حضرت غوث الاعظم بہی
میری اس اعتقاد سے واقف ہین یا نہین پہر انہون نے رات کو خواب مین دیکہا کہ ایک بیابان
لق و دق ہی اور اوس مین مین اکیلا سر برہنہ کہڑا ہوا ہون اتنی مین حضرت غوث الاعظم تشریف
لائی اور اونکو ایک دستار سفید عنایت فرمائی اور فرمایا کہ ای ملا شاہ ہم تمہاری حال سے بیخبر
نہین بلکہ تمہاری اس وقت کی سر برہنگی سے بہی واقف تہے اسلئے ہم نے تمکو دستار عطا کی
جب صبح ہوئی اور مین گہر سے نکلا تو خادم حضرت شاہ ابو المعالی کا میری بلانی کو میری پاس
آیا اور کہا کہ تمکو حضرت شاہ ابو المعالی بلاتے ہین جب مین انکی خدمت مین حاضر ہوا تو اونہون
نے ایک دستار سفید مجکو عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہہ وہی دستار ہے جو رات تمکو حضرت غوث الاعظم
نے تمکو بخشی تہی فقط اور حال آمدنی مزار کا اسطرح پر ہے کہ وارث حضرت کی دو قسم ایک نواسے
اور ایک پوتی ہین چنانچہ اب ۱۲۸۱ سنہ بارہ سو اکیاسی مین پوتون مین سے سید میر دیوان و سید مطلوب شاہ
او سید امام شاہ موجود ہین اور نواسون مین سے سید میران سید عالم شاہ اور بہادر شاہ بہائی انکا او

سید ملا اور سید مہر شاہ فوت ہو گئی ہیں اور وہ لاولد تھے قبیلہ اونکا موجود ہے اور کچھ تو اسی حسرت
ہشیار ہیں ہیں سید چراغ شاہ و سید بہادر شاہ ولدان سید غازی شاہ بن شاہ حسن [illegible] برادر
زادی سید مہر شاہ کی ہیں سید حاکم شاہ بن سید حیدر شاہ و جہانگیر شاہ بن محمد شاہ دو دختر جہانگیر
جو باقی ہیں وہ فتح شاہ و سردار شاہ و فتح اللہ شاہ پسران سید لوٹی شاہ مرحوم اور دختران ایک
معصوم شاہ دو دختر زوجہ حسن شاہ زوجہ سید جیسی شاہ و مٹھو شاہ بن امیر شاہ و کرم شاہ و سید جلال شاہ
رمضان شاہ پسر مٹھو شاہ ولد امیر شاہ یہہ لوگ ہنڈادوں خاں کی متصل کوٹلی میر محکم شاہ میں ہیں
میں ایک آئین جاری یہہ ہے کہ چودہ ۱۴ روز نواسہ اور ۲۸ روز نبیرہ مقبرہ پر حاضر رہتی ہیں اور مقبرہ
کہ ان ایام میں جو کچھ چڑھاوا وہ آدمی وہ مال اونکا ہوتا ہے کسیکو جائی گفت و گریت نہیں ہوتی
یہہ وارثان مقبرہ ہیں اور تقسیم نوبت کی اسطرح ہے کہ جو چودہ روز نواسوں کے ہیں اسمیں کچھ تقسیم
ایام نہیں بلکہ جسقدر نذر و چڑھاوا وہ چودہ روز کا آدمی آپس میں بموجب حصص مفصلہ ذیل تقسیم
کر لیتے ہیں خواہ کوئی غیر حاضر ہو یا حاضر حصہ مساوی باہم تقسیم ہو جاتا ہے چنانچہ [illegible]
تیسرا حصہ سید میر و بہادر شاہ پسران سید حاکم شاہ لیتے ہیں اور بقیہ دو حصوں کے سات حصہ ہوتی
ہیں اسمیں سے ساتواں حصہ تو پسران لوٹی شاہ اور بقیہ چھہ حصوں کے پانچ حصہ ساتے ہیں
اسمیں سے ایک حصہ دختران معصوم شاہ اور ایک حصہ چراغ شاہ و بہادر شاہ ساکنان [illegible]
کو اور ایک حصہ زوجہ سید میر شاہ کو اور ایک زوجہ جیوی شاہ کو اور ایک حصہ کی دو حصہ کر لی
ہیں ایک سید حاکم شاہ پسر حیدر شاہ ساکن کوٹلی ہنڈادوں خاں اور ایک پسر دوران جہانگیر شاہ
مرحوم کو اور چوتھا حصہ چراغ شاہ و بہادر شاہ کا ہے اوسمیں سے دو حصہ تو زوجہ حسن شاہ کو اور
ہیں چراغ شاہ و بہادر شاہ کو ملتی ہیں اور وہ ابھی تینوں حصے زوجہ سید مہر شاہ کی [illegible]
ہیں شامل حساب کر کے لیتی ہونگی اور حصہ سید لوٹی شاہ میں وارث مٹھو شاہ اور سید جلال الدین
کرم شاہ ہیں مگر صحیح معلوم نہیں کہ انکو کچھ ملتا ہے یا نہیں اور مقبرہ کی حصص اسطرح مقسم ہیں یعنی
لنگر ۲۸ روز [illegible] ان روزوں میں جو آمدنی نذر چڑھاوے کی ہوتی ہے وہ یوں تقسیم کر لیتے ہیں

کہ ہر سہ حضرات صاحبزادگان یعنی سید مراد دین شاہ و سید مہلن شاہ و سید امام شاہ کے بزرگون نے ایام روز مقرر رکہی ہوے ہین اس طریق پر کہ چودہ روز سید امام شاہ صاحب ایک نوبت مین اور دوسرے نوبت مین منجملہ ۱۴ - سات یوم مقبرہ پر تشریف رکہتی ہین ان ایام مین جو آمدنی مزار ہووہ انکا مال ہی کسی دوسرے کو غرض نہین اور بقیہ چودہ ایام بقیہ مین سید مراد دین اور سید مہلن شاہ مشترک بحصہ مساوی ہین اور سید امام شاہ صاحب سی یہہ تجویز ہوی ہوی ہی کہ ایک نوبت نبیرگان مین سے ایک دفعہ چودہ روز لیوی اور جب دوسری نوبت آوی تو سید امام شاہ سات یوم و سید مراد دین و مہلن شاہ صاحب ۱۴ - یوم لیلیوین یعنی ایک دفعہ ۱۴ یوم اور دوسرے دفعہ سات یوم اور تیسرے دفعہ پہر ۱۴ - یوم اور چوتہی نوبت ۷ یوم اب ان ہر سہ نبیرگان کی یہہ اولاد موجود ہی

سید مراد دین شاہ صاحب فرزند ۲ فاضل شاہ فیروز شاہ اور ۳ لڑکیان اور انکے گہر مین کوئی لڑکی نہین ہے

سید مہلن شاہ فرزند ۳ حیدر شاہ بہادر شاہ

سید امام شاہ پانچ فرزند ۵ روشن شاہ حاجی شاہ غازی شاہ احمد علی شاہ کرم شاہ اور انکے گہر مین ایک لڑکی ہی اور دن عرس شریف وغیرہ کے جسکے نوبت مین آوی آمدنی اوسکی وہ لیتا ہی مگر دوسرے صاحبان کو بہی ممانعت نہین وہ بہی بجائے خود جا بیٹہین اونکے خادمین اونکو بہی کچہہ کچہہ دیدیتی ہین اور یہہ بہی معمول ہے کہ اگر کسی کی نوبت ہو اور کوئی مرید کسی دوسرے صاحبزادے کا آوے اور کچہہ نذر لاوے اور کہے کہ مین فلان صاحبزادہ کا مرید ہون اوسیکو دونگا تو یہہ نذرانہ اوسی کے پیر کو پہونچتا ہے عرس حضرت کا بوقتی حضرت کی بتاریخ سولہوین ربیع الاول کے اسطرحپر کرتے ہین کہ تیل بتی کیواسطے سب بوقتی حصہ وار دیدیتے ہین اور بہنڈارہ اپنی اپنی مکان پر حسب استعداد اپنی اپنی کرتے ہین نان گوشت پلاحلوا تقسیم کرتی ہین جو کوئی چلا جاوی تبرک لیلیوی کل فقیرونکا بہنڈارہ نہین ہوتا اور بتاریخ ۱۵ - ربیع الاول نواسی مزار پر جاتی ہین اور مزار کو غسل دیکر نان حلوا پر ختم کرکے رات کو گہر چلے آتی ہین دوسرے روز عرس ہوتا ہے

اور رات کھنڈ تارہ اور ختم کرتے ہیں ما سوا اسکے دو چاہ اکاتو سیالاں
علاقہ لاہور تحصیل چونیاں میں اور دوسرا موضع خان پور علاقہ شیخوپورہ ضلع گوجرانوالہ میں ہیں
دو چاہ اور کچھہ زمین مہلن شاہ والی متعلق سرکار عہد شاہان سلف معاف و واگذار ہیں
اونکی آمدنی کا حال یہہ ہے کہ ایک چاہ سیالاں والہ کی آمدنی سید امام شاہ لیتے ہیں اور اوسکو
عرس خرچ کرتے ہیں اور دوسرے چاہ خان پور والہ اور زمین مہلن وال سید مہلن شاہ کی نسل
میں ہے وہ اوسکی آمدنی سے عرس کرتا ہے حال اس آمدنی کا یہہ ہے کہ متعلق خانقاہ نہیں بلکہ اون لو
قابضوں کے بزرگوں سے معافی ہے انکی اولاد کہاتی ہے اور یہہ جو اس آمدنی کو مرد عرس خرچ
کرتے ہیں یہہ بہی سخی سے خود ہی چاہیں وہاں خرچ کریں چاہیں نکریں اور خود دونوں خاندان دربار ہیں
اور مقبرہ مبارک رکہتے ہیں مکانات میں ہر سہ بزرگان سید مراد دین و سید امام شاہ و سید
مہلن شاہ نے ایک ایک فقیر بطور مجاور مقرر کیا ہوا ہے چنانچہ قادری شاہ مقبرہ سید امام شاہ
درویش دین مقبرہ سید مراد دین و بوٹی شاہ مقبرہ سید مہلن شاہ اور ننوا سونکا مقبرہ فہیم
بیٹا نام حاضر رہتا ہے چراغ بتی مقبرہ کی انکا ذمہ ہے وہ فقیر اس کام کو انجام دیتے ہیں یا مقبرہ کو
بہی لوگ نذر دیتے جاتے ہیں وہ اپنی اوقات بسری اصلاح کر لیتے ہیں اونکو آمدنی
چڑہت وغیرہ سے کچھہ علاقہ و سروکار نہیں

فصل در ذکر مقبرہ فقیر تاجی شاہ

شرق کی طرف مقبرہ حضرت شاہ ابو المعالی کے ایک جگہہ میدان زمین خان کا گری اینٹ ہو رہے
اوس میں ایک چاہ ویران وغیرہ ہے اور چاہ روان کے شمال رویہ قبر حضرت ناجی شاہ فقیر کی ہے قبر کا
چبوترہ پانچ چھہ فٹ اونچا بیس دارا اور اوس پر قبر اور چراغدان سفید موجود ہے اور چراغدان
کی دو راہ ہیں ایک شمال رویہ وہاں سے چراغ نذر رکھتے ہیں اور دوسرا جنوب رویہ قبر کے سرہانے
اسکے منہہ پر آئینہ لگا ہوا ہے اور ایک جھنڈی رنگ گیروا کہڑی ہوئی ہے اور قبر کی تعویذ پر
یہہ شعر تحریر ہیں مشرق رویہ قبر کی یہہ شعر ہیں **شعر** ناجی شاہ تاج ولایت داشت بر سر
ریب ورع عارف کامل بود و کشاف سر کردگار رہ سالکان را ہینوا و وصلا خدا ہینا

عارفان را بادشاہ وکاملان را افتخار + مست در عشق محمد محمود حبیب خدا + عشق وحبیب دی حصا
استقامت سی شعر پڑہا نہین جاتا۔ داشت در دورہ و مانی افتخار و اقتدار + اور غرب روبہ
قبر کی یہہ لکہا ہی۔ ذاتِ با دنان حامیت حرص و ہوا بیزار بود + داشتہ در ہر دم تعشق با خدا الیار بہا
شیخ فانی بود در عمر و دلی در زاہدی + نوجوان نوجوانان بود و شاہ نامدار + ۱۳۲
اس مقام پر صرف ہندسہ بارہ کا دکہائی دیتا ہی شاید سنہ لکہا ہوگا کہ باقی ہندسہ مٹ گئی ہین
پائینی کی طرف درخت بیر غرب رویہ دیوار خام گلی اور شرق رویہ ایک دالان سہ دری جسکے دو در
بند اور ایک کشادہ اسکے اندر شمال کی طرف ایک کوٹہری دالان کے آگے بلون پر بیل انگور یہہ
زمین چاہ لالہ رتن چند دماڑہی والہ کی ہی جس مین یہہ قبر و مکان واقع ہی اور وفات انکی
روز دوشنبہ ہفتم ماہ بیساکہہ سمت ۱۹ مطابق ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹہہ ہجری کے ہی ہمیشہ اس تاریخ
پر عرس حضرت کا ہوتا ہی بہنڈارہ فقرا بہی کرتے ہین اور بروز عرس اکثر لوگ شب باش بہی ہوتے
ہین اور رنگ ناچ بہی ہوتا ہی سجادہ نشین اس قبر کا پیر شاہ فقیر ہی اور اوسی نے یہہ عمارت بنوائی
ہی اب اوسنی یہان ایک فقیر یقین شاہ بٹہلایا ہوا ہی اور یہہ تاجی شاہ فقیر مست تہی اور عمر انکی
ایکسو دو برس کی ہوئی ہے اور مفتی غلام سرور نے جو تاریخ فوت اونکی لکہی ہے سو بجنسہٖ درج کیا
جاتا ہی **قطعہ** بود تاجی شاہ تاج عارفان + مشتہر شد جا بجا مست عشق + سال
رحلتش جو جستم از خرد + گفت ہادی ہادی مست عشق + ۱۲۶۰ **فصل در ذکر حافظ**
جہر نگان شمال رویہ قلعہ گوجر سنگہ وجنوب رویہ سڑک انارکلی والا اسٹیشن ریلوی چند درخت
بہر وان وکیکر اور ایک مسجد پختہ تین گنبد والی جو ترنج جسکی پیشانی پر تمام گنبدیان اور
چارون طرف چاردیواری وچاہ وغسلخانہ موجود ہی یہہ مسجد جہر نگان کی بنوائی ہی اور اول
اسجگہہ کارخانہ چہم رنگی جہر نگان نے بنایا تہا بارہ تیرہ گہر پختہ بہی موجود ہین اب چہر نگان
نی یہاں کارخانہ بطور قلعہ شرق رویہ قلعہ گوجر سنگہ بنالیا ہی یہان اب بافندی رہتی ہین اس مسجد
کی پیشانی پر کلمہ شریفہ لکہا ہوا تہا اب پڑہا نہین جاتا صحن میں ایک درخت کیکر اور ایک درخت ونا

موجود ہیں لیکن تمام گنبدیاں اور طاقچے ہیں دروازہ شرقی یہ بانی اسکا عزیز دین جو کہ نائب تھا میر
مسجد و قلعہ گوجر سنگھ ایک چبوترہ پختہ جسمیں ہے اوسپر چراغدان اور ایک جھنڈی پارچہ کی ہے
وہاں جمعرات کو روشنی ہوتی ہے یہاں ایک فقیر مشول شاہ معتکف ہو گئے ہیں قبر اونکی یہاں
نہیں ہے موضع ڈھولن وال میں ہے یہاں پانچ حضرت سن گیارہ سو ہجری میں بیٹھ گئے ہیں

فصل دربیان مقبرہ انارکلی

مقبرہ انارکلی جہاں اب معبد اری سرکار انگریزی کا گرجا مقرر کیا گیا ہے اور اب وہاں ایک ساعت
کلان انگریزی جسکا آوازہ تمام چھاونی انارکلی میں جاتا ہے اور خود بخود بجتی ہے لٹکائی
گئی ہے اور ایسا ثابت ہوا ہے کہ انارکلی ایک خوبصورت کنیز اکبر بادشاہ کی تھی نام اصل اسکا
نادرہ بیگم یا شریف النسا سنا جاتا ہے اور بادشاہ اکبر نے نام اسکا انارکلی رکھا اس واسطے
کہ بہت خوبصورت تھی گنبد اسکا بہت خوبصورت خوش نما مثمن بہت اچھا بنا ہے پہلے اس گنبد
میں چار قبریں تھیں ایک انارکلی کی اور تین اور کنیزوں کی چونکہ بادشاہ اسکو بہت چاہتا
تھا لہذا یہ بھی ہر وقت نظر خاص میں رہتی تھی چنانچہ اور محل سرا کی بیگمیں اس سے دشمنی
رکھنے لگیں اب کوئی تو کہتا ہے کہ یہہ مسموم ہو کے ماری گئی اور کوئی کہتا ہے کہ جب اکبر مہم دکن پر
گیا ہوا تھا تو یہہ کسی مرض سے فوت ہو گئی تو قبر اسکی پہلے بطور علی العموم بنائی گئی جب
بادشاہ واپس وہاں سے آیا تو خبر حیرت اثر انارکلی کے مرنے کی سنی نہایت مغموم ہوا تو مقبرہ
بنوایا مدفون کی تعویذ اسکی قبر کا دیکھا تھا کہ خاص سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور اوسپر بخط عربی اسمائے
الٰہی بخط جلی لکھے ہوئے ہیں اور سرہانے پر سلطان سلیم اکبر لکھا ہوا ہے اور صورت اسکی قبر کی بعینہ
مزار جہانگیر بادشاہ کی ہے اور سنہ بھی لکھا ہوا ہے بقیہ تین قبروں کا حال یوں سنا گیا کہ ایک
تو اوسکے ہمراہ محل میں تھی اور دو دایہ انکی تھیں جب انارکلی بعہد سلطان فوت
ہو گئی تو ان دونو کنیزوں نے خودکشی کی خوف اور لحاظ سے کہ اگر اسکے فوت کا حال بادشاہ
سنیگا تو ضرور ہمکو تکلیف دیوے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انارکلی مسموم ہوئی ہو تو عجب نہیں

اس گنبذ کی دو منزلین ہین نیچی کی منزل کے آٹھہ دروازے ہین اسیطرح منزل ثانی کے اور چھوٹی بڑی کھڑکیان ہین اور سات روشن دان ہین اور چار پانچ روشن دان پنجری دار ہین ایک گنبذ اس مقبرہ کی بیچ مین ہی اور آٹھہ برجیان جنکی آٹھہ آٹھہ دروازی ہین گرد گنبذ کلان کے موجود ہین قبل مین آٹھہ دروازی نیچے اور آٹھہ اوپر تھے اب سرکار کی عملداری مین تختے آئینہ دار لگائی گئی ہین اور خوبصورتی اسکی زیادہ ہو گئی ہی گرد اس مقبرہ کے چبوترہ بہت وسیع جسکی چار زینہ مثمن موجود ہین دروازہ اس گنبذ کا جنوب رویہ آمد و رفت کا ہی گوشہ جنوب و شرق کے بیچ مین ایک چھوٹا سا دروازہ ہی جسمین اب تعویذ قبر انارکلی کا واسطی نمایش کے رکھا ہوا اور وہ ہمیشہ مقفل رہتا ہی پہلی صرف عمارت خشتی عہد اکبر کی تھی اب سفیدی کرائی گئی اور جنوب رویہ ایک زینہ بنایا گیا ہے اور چبوترہ نواحی پر ایک درخت پیپل دوسرا وہ برگ کا ہی سکھون کی وقت مین یہان الارڈ صاحب فراسیس رہتا تھا فرس اندرون مقبرہ کا سنگین رنگ آمیز موجود تھا اور اب بہی سرکار نے مرمت بہت کرائی ہی اور اس مقبرہ کی نام سے انارکلی کی چھاونی مشہور ہی اب چونکہ گرجا گھر معبد صاحبان عیسائی ہی اسی واسطی برج کلان پر سنگ سرخ کا نمونہ صلیب قریب دو فٹ طول کی لگایا گیا ہی اور ہر دروازی پر اب پردی لگے ہوئی ہین +

فصل در ذکر مکان باغچہ مولوی سید رجب علی خان صاحب بہادر سابق میر منشی اجنٹی ممالک پنجاب حال رئیس جگراون

یہہ باغچہ شرق رویہ قلعہ گوجر سنگہ اور گوشہ نیرت کی طرف خانقاہ حضرت بیوی صاحبان کی واقع ہی یہان اول مزار پر انوار جناب حضرت سید محمود بہاکری صاحب رحمتہ اللہ علیہ بلسکہ تہی اور یہہ صاحب سید صحیح النسب سید حسینی صاحب کمال تہی اور یہان گوجرون کی پیر مشہور ہین اور کرامات انکی خیلے مشہور چونکہ انکی اولاد امجاد سی جناب سید رجب علی خان صاحب بہادر دام اقبالہ بوقت فتح ملک پنجاب یعنی جب سرکار گردون وقار انگلشیہ دام ملکہ نی فتح کیا تو یہہ حضرت عالیہ رجب میر منشی

رزیڈنٹ تھے انہوں نے یہ باغ معہ مسجد و چاہ روان تیار کرایا اور تحقیقہ باغیں مدہ بود لا
یہاں اکثر بدرو بیار فرمائی رہے اراسحاکہ حال حضرت سید محمود صاحب بہاکری کا کمرہ میں بحث
وسماب ہوا لہذا عمدہ وی فدائی بحدمت جناب مولوی سید رجب علی خان صاحب بہادر درخواست
اس بیاکی کی اور انہوں نے براہ بوارش قدیمہ کہ بحال فقیر خانہ مسدول ہو حال اسوقت ہوا
معہ شجرہ طیبہ عنایت فرمایا سو بحسبہ نقل احوال مرسلہ احباب کی معہ شجرہ طیبہ درج ذیل ہے الغرض
کیفیت مختصر تعریف آوری حضرت سید محمود قدس اللہ سرہ ہند میں معہ نسب نامہ مرسلہ ارسطو جاہ کو
سید رجب علی خان صاحب بہادر اساعا للحکم۔ النقل مطابق اصل درج کتاب ہذا کیا گیا +
ناظرین کتب سیر و تواریخ پر عیاں و آشکار ہے کہ بعد انتقال حضرت رسول مختار صلوات اللہ علیہ وآلہ
دل لوگوں کے اہلبیت طہارت سے بوجوہ چند پھر گئی بلکہ جو قدرشناس گندم نما جو فروش اسرار واذیت
اہلبیت ہوئی بدولت امتیاز کی جسر زمانہ بنی امیہ و بنی عباس کا آیات انواع انواع کے
ظلم سادات بنی فاطمہ پر ہوئی اور کوئی اذیت و تکلیف نہ تھی جو سادات کو نہ پہنچی ہو
قتل کی گئی بہت سے جلاوطن ہوئے اس سبب سے سادات نے بالاضطرار مقابلہ بحرب و پیکار
کیا اور شہید ہوئے آخر کار عرب کو چھوڑ دیا ملک ایران و روم و ہندوستان کو چلے گئے بلکہ
سادات اوسی زمانہ سے اور ملکوں میں منتشر ہوئی ہیں غرض منجملہ اونکی سید محمد شجاع مدکان
زاسم حجاز سے براہ شام ایران میں آئے شاہ ایران نے اپنی دختر فرخندہ اختر سے عقد کر دیا
سید محمد شجاع کچھ عرصہ زندہ رہے اور وہیں انتقال کیا مشہد مقدس میں بجوار روضہ سلطان
خراسان مدفون ہوئی اونکی فرزند سید محمود ملقب سید محمود مکی بعد حج و زیارات عالم
بھکر ساحل دریائی سندھ آئی اور زمین خرید کرکے بھکر آباد کیا وہیں مدفون ہوئے مقبرہ
قبرستان میں وہاں ہی گیا تھا اور زیارت سے مشرف بھی ہوا تھا اونکی اولاد روہڑی
و نواح روہڑی میں بکثرت موجود ہے سید صدر الدین خطیب پسر سید محمود مکی سلسلہ ہجری عہد
سلطان علاء الدین میں تھے بعدہ اونکی اولاد کی ایک کو علاقہ بہاولپور میں آباد کیا اور سید

جلال الدین حیدر بخاری کو شاہیر سادات سے تھے بوجہی بخش دیا اب مخدوم سید نوبہار صاحب سجادہ بخاریون کا وہان موجود ہے پھر سید محمود ثانی اوچ سے ۹ شئہ ہجری مین بعہد سکندر لودی اول دہلی مین آئے پھر پنجاب کو مراجعت کی متصل بٹالہ ضلع گورداسپورہ کی موضع پنج گرائین آباد کیا اور گرد نواح مین کئی دیہات خرید کئے مدفن اونکا لاہور مین متصل مزار بی بی پاکدامن صاحبہ کی ہے اونکی اولاد سے بعض سلاطین چغتائیہ کی وقت بعض بعض خدمتون پر مقرر ہوے جب احمد شاہ درانی آخر مرتبہ لاہور مین آیا تو وہان لوگون نے کہ بسبب تشیع کی السنی عداوت رکھتے تھے مالداری اولاد سید محمود کی بعض افسران طماع سے بیان کی اونہون نے دستہ فوج کا واسطی تاخت و تاراج پنجگرائین کی مامور کیا فوج ولایتی نے سب سادات کو قتل کیا نقد و جنس لوٹ لیا لاکن یہہ تہوڑے سے اشخاص اولاد سید محمود سے جو بوجوہ و علل و اسباب پنجگرائین مین نہ تھے باہر اور علاقون پر نوکر وساکن تھے جان بر ہوئے + نواب سید فقیر اللہ خان بسبب فوجداری پرگنہ تہارہ اس ملک مین تھے نواب سید اسد علیخان بہنا بسبب فوجداری علاقہ دوابہ جالندہر مین تھے + سید سلطان علی خان و سید حسین علیخان بسبب فوجداری پائیل لودیانہ مین تھے + بعض اولاد سید محمود کی اول سے سلطانپور وبیرہ علاقہ کہوہلہ مین آباد تھے غرض یہہ لوگ بچ گئے اور سب سادات پنجگرائین قتل ہوئے اور سامان و اسباب نقد و جنس اثاث البیت غارت ہوا الحمدللہ کہ اب معاملہ اوسی پنجگرائین کا بنظر عالیجاہی اور فیاضی سرکار انگلسیہ کے حسب رپورٹ کرنیل سر منہری منگمری لارنس صاحب بہادر بشرح سند معاف ہوکر مصارف خانقاہ سید مرحوم مین صرف ہوتا ہے اور احمد شاہ درانی بہی اسی سفر مین دریا جہلم پر بعارضہ ناسور بینی دنیا سے گذرا سید جعفر ولد سید فقیر اللہ خان نے نو دیہات تلونڈی وغیرہ جنکا حال دفتر سرکاری مین موجود ہے آباد کئے اور عزیز الدین عالمگیر ثانی نے بعوض یکصد و بیجر و بیہ کے بطور استمرار نسلاً بعد نسل بنام سید فقیر اللہ خان عطا کئے منجملہ ان نو دیہات کی تلونڈی و جلی گڈہ بشرح سند میری نام معاف ہین اور باقی متعلق لودیانہ ہین سید سلطان محمد فرزند خورد اونکی اور اونکی فرزند سید علی بخش اور اونکی بیٹی راقم سید رجب علی اور سید رستم علی ہوئے حال راقم کا یہہ ہے

کرشنہ [illegible] ۱۸۱۱ء میں باجیت مقام تونڈی اپنی جاگیر میں متولد ہوا سنہ ۱۲۲۶ و ۱۸۳۱ء میں دیوان محکمہ
اس مرحوم مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بلونڈی تونڈی کو معہ جائداد بے سبب بلا وجہ ضبط کرکے ہماری بزرگوں کو
جلاوطن کر دیا وہاں سے نکل کے نگر اومن آئے سردار مع سنگھ بہادر اہلوالیہ معرفت [illegible] سے دو چار
لائیں واسطے استقامت کی جگہ اور [illegible] عطا کی اور [illegible] راجہ نہال سنگھ دیگر [illegible] کچھ من [illegible] کی لئے انکی عوض سے
اور بعد [illegible] گزارہ کرتے رہے پھر راقم واسطے تحصیل علوم کے دوازدہ سالگی لاہور کو گیا اور علوم [illegible]
خیر شاہ لاہوری تلمیذ حکیم [illegible] سے حاصل کیا اور کتب امامیہ کو ملا مہدی [illegible] تلمیذ جناب ملا محمد مقیم
صاحب کہ تلامذہ جناب شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ سے کہ علمائے اعلام شیعہ سے ہیں پڑھا تھوڑی صرف نحو
بھی حاصل کی ۱۸۲۷ء میں دہلی میں مدرسہ تجویز ہوا حکام درپے اشاعت علوم متوجہ ہوئے تو
راقم نے بھی علوم متداولہ رسمیہ وہاں حاصل کیا اور مدرسہ دہلی میں مدرس علم ریاضی کا رہا حکام
حضور چارلس مٹکاف صاحب بہادر اور [illegible] صاحب بہادر ریذیڈنٹ دہلی عنایت کرتے تھے اور حضور
سر چارلس ٹرولین صاحب بہادر جو اب مدراس میں گورنر ہیں انکی عنایتوں کی تو نہایت ہیں سب
[illegible] عنایت میری حال پر مبذول ہوئی بلکہ جب حضور لارڈ امہرسٹ صاحب گورنر جنرل ہندوستان
کی دہلی میں بعد فتح بھرت پور دربار کیا تو میں بھی مدرسہ رسمیہ [illegible] صاحبان جلیل الشان کی جانب سے
خلعت سے سرفراز و ممتاز ہوا اور بمقتضائے قدردانی علم کے [illegible] حضور لارڈ [illegible] گورنر جنرل بہادر
سے [illegible] کرسی بھی مرحمت ہوئی ۱۸۳۰ء میں بعد قطع تعلق مدرسہ [illegible] گوالیار روانہ ہوا
[illegible] جان [illegible] صاحب بہادر وہاں حاکم تھے [illegible] اخلاق کی [illegible] احاطہ تحریر
[illegible] کرتے تھے میں [illegible] کرسکتا جلدی وہاں متوقف تھا آخر [illegible]
جناب صاحب موصوف بھوپال میں کرم محمد خان مختار ریاست [illegible] آیا جناب صاحب کے واسطے [illegible]
فتاوی شرعیہ اور [illegible] محکمہ [illegible] مقرر [illegible] پندرہ سال کے وہاں توقف کیا اسی اثنا میں
جناب [illegible] صاحب عبداللہ بغدادی [illegible] جامعیت علوم تھا اور بمقام [illegible] ہندوستانی ایک
لاکھ حدیث کا یاد ہونا بیان کرتا تھا [illegible] آدمی [illegible]

سماعت ان مضامین کے حاضر دربار ہوتی تہے اور اخبار نویس انگریزی بہی کیفیت اس صاحب کی بخدمت
ولکنسن صاحب بہادر اجنٹ سبہو لکہا کہ آپکا بہا اختر کا رعبد اللہ مذکور نے معہ اپنی حامیون کے جو باشندگان
رام پور و ملک یوسف زئی کہتے حقیت مذہب شیعہ کا اقرار کیا بت باشندے بہوپال کی اوس سے بد اعتقاد
ہوگئی بلکہ عوض بعض حرکات ناشائستہ کے دربار سی بہی نکالا گیا لاکن چونکہ سکندر بیگم صاحبہ کے والدہ کا پیر
تہا اس سبب سی آنا جانا اوسکا دربار مین بعد چاری پا ہو گیا ۱۸۳۳ء مین بہوپال سی بذریعہ رخصت جگراون مین
آیا سردار فتح سنگہ اہلو والیہ نے جو قدر دان اہل علم وفضل تہے کپورتہلہ مین یاد کیا اور مصاحبین مین
مقرر فرمایا اور جہو واسطے نہر کی حکم دیا مین نے نقشہ بعد مساحت ارتفاع وانخفاض زمین کا درست کر دیا چنانچہ
عہد راجہ نہال سنگہ بہادر اہلو والیہ مین بموجب اوسی نقشہ کے اجرائے نہر عمل مین آیا خلاصہ راقم چار مہینی بخدمت
سردار صاحب حاضر رہا بعد اوسکے بحصول رخصت وخلعت بعزم بہوپال روانہ ہوا اثنا راہ مین جب
انبالہ وارد ہو کے ملازمت حضور انریبل سر جارج رسل کلارک صاحب بہادر خلقی اوصاف سے زبان قلم قاصر ہے
حاصل کی تو صاحب موصوف نے یکم فروری ۱۸۳۴ء کو بخدمت منشی گری ملک محفوظہ مابین جمن وستلج اولاً
و میر منشی ممالک پنجاب ثانیاً مامور فرمایا جب سی خدمت جارج براڈ فوٹ صاحب بہادر و سر فریڈ ریک کری
بارنت صاحب بہادر و سر ہنری لارنس صاحب بہادر و بندگان حضور مستر جان لارنس صاحب بہادر جو بفضل
الہی سر بر آرای محکمہ گورنری کشور ہند ہین بمقدور خود کاروبار مین سرگرم رہا انہین گورنر جنرل بہادر
تو جب حاکم اعلی لاہور کے تہی ۱۸۵۳ء مین استعفا دیکر بحصول رخصت وخلعت وخط انگریزی جاگیر وارد
بگرانو ہوا بعد اوسکے حسب الطلب سر ہنری لارنس صاحب بہادر ملک راجپوتانہ کا بہی سیر کیا اور حین
معاودت حیدر علی مصنف منتہی الکلام سی بمقام دہلی مباحثہ ہوا رو بروی مفتی صدر الدین خان بہادر ابق
صدر الصدور دہلی حیدر علی مغلوب ہوا اور یہہ مضمون اخبارات دہلی مین چہپ گیا اور رسائل بہی
اسمین تحریر ہوئی بعد سنہ ۱۸۵۷ء فتح مقام دہلی بالائی پہاڑی کمپوی سرکاری مین بعہدہ میر منشی گری کمانڈر
انچیف بہادر معزز وممتاز ہو کے تحت حکم جناب جرنیل ریجر صاحب بہادر جو کچہہ خدمت مجہسی ہوسکی اوس سے
قاصر نرہا بعد تسخیر دہلی بحصول رخصت وطن مین آیا جب جارج کارناک بارنس صاحب بہادر کمشنر امرتسر

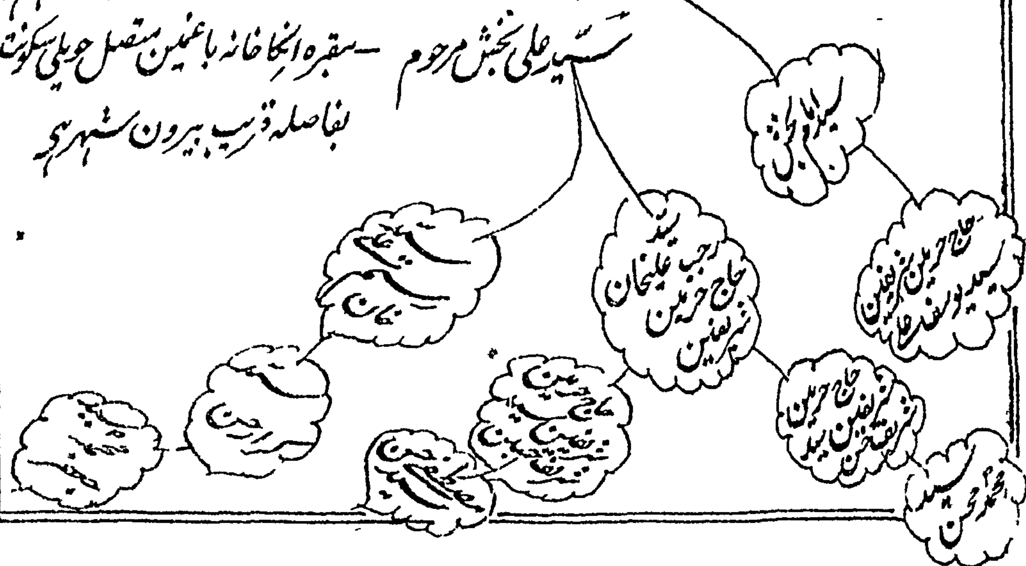
مسلع لیہ رپورٹ اہل مدد کی توجہ بنگاہ لارڈ کیننگ صاحب بہادر گورنر جنرل کشور ہندوستان
سی خلعت پانچہزار روپیہ بمعہ بندگان حضور سر جان لارنس صاحب بہادر گورنر جنرل حال عنایت
ہوا اور کچھہ جاگیر بھی عطا ہوئی اور خطاب سپلوٹاہ کا ملا اور خطاب خان بہادر کا مہم لاہور میں
ملکہ لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر گورنر جنرل سابق سی عطا ہوچکا تہا سنہ ۱۸۶۱ و سنہ ۱۸۶۲ میں
ہمراہ لشکر وائسرائے دہلی و عدن مسرور ستلج دریا پار ہوکر وارد جگراؤں ہوا اور بتقریب سیر
عجائب خانہ کی بھی بحضور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب حاضر ہوکر مورد مراحم بے پایاں ہوا
اور سنگ کی اعنایت مرحمت ہوا اور سنہ شملہ سی آمد و رفت راقم کی لاہور میں گاہی بطور خود کا
بسارت سرکار انگلشیہ ور اکبر اور سالسب تعلق محکمہ عالیہ لاہور رہی لاکن جیسا لاہور کو
اس مرتبہ آراستگی باغات گرداگرد شہر کی اور صفائی سڑکوں کے اور فرش بازار کے
اور عمارات عالیہ دواج کی جو موجہ حضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب دام شوکتہم ہوا ہی دیکھا ہی
نہیں دیکھا تہا ہزار درجہ رونق زیادہ ہی گویا لاہور کے حقیقت بدل گئی ہے اور ہیولائی لاہور
بصورت جدید مبدا و فیاض کی جانب سی آئی ہی جناب باری اس دولت انگلشیہ کو روز ترقی
زیادہ بخشی کہ طرح طرح کی تربیات کشور ہندوستان میں بہت نیک احکام شہر مقام عمل میں آتی
ہیں اگرچہ مجھہ میں کوئی لیاقت اور قابلیت نہیں مگر الحمد للہ کہ اوقات میری عزت و آبرو سے
بسر ہوئی حکام عہدہ ہمیشہ عزت افزائی میں مصروف رہی اور امثال و اقران میری مجکو ہمیشہ بنظر
احترام و اقتدار دیکہتی رہی صاحبان ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ ابتدا سی آجتک مجہہ بنظر عنایت مبذول
رکہتی رہی چنانچہ اب جارلس الیٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر حال بہت بنظر عنایت رکہتی ہیں +

سندنامہ درج ذیل ہے

نسب نامہ سید رجب علی خان رئیس جگرانو

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام + روضہ مقدسہ آپکا نجف اشرف ہین اورانکی یہان دو صاحبزادے ہوئے ایک حضرت امام حسن علیہ السلام وجناب امام حسین علیہ السلام اورانکے یہان جناب امام زین العابدین علیہ السلام - اورانکی یہان امام محمد باقر علیہ السلام اور انکی یہان امام جعفر صادق علیہ السلام اورانکی یہان امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اورانکی یہان امام رضا علیہ السلام اورانکی یہان امام محمد تقی علیہ السلام اورانکی یہان امام علی نقی علیہ السلام اورانکی یہان جعفر تواب اورانکی یہان سید علی اورانکی یہان سید اسمٰعیل اورانکی یہان سید محمد اورانکی یہان سید زین اورانکی یہان سید زید اورانکی یہان سید حمزہ اورانکے یہان سید قاسم اورانکے یہان سید ابراہیم اورانکی یہان سید شجاع اورانکی یہان سید مکی اور انکی یہان سید صدر الدین خطیب اورانکے یہان سید علاء الدین اور انکے یہان سید فخر الدین اورانکے یہان محمد درویش اورانکے یہان سید ظہیر الدین اور انکی یہان سید کمال الدین - اورانکی یہان سید فرید اورانکی یہان سید حسین اورانکی یہان سید محمود اورانکی یہان سید حسین اورانکے یہان سید فرید اورانکے یہان سید حیدر اورانکی یہان سید جعفر اورانکی یہان سید فقیر اللہ خان اورانکی یہان سید سلطان محمد — قبر انکی جگرانو مین بیرون شہر ہی

سید علی بخش مرحوم — مقبرہ انکا خانہ باغ مین متصل حویلی سکونت بفاصلہ قریب بیرون شہر ہی



فصل دربیان مزار حضرت کالو چشتی

متروبہ سرای محمد سلطان کی زیر دیوار مسجد قدیم جسمیں اب سکھہ لوگ رہتی ہیں اور سبزداد
ماں اور بھنگ پلاتے ہیں ایک چھوٹا چبوترہ بہ پیر ورخت بنا ہوا ہی اوسپر قبر حضرت شاہ کالو چشتی
کی ہی یہہ حضرت بڑی بزرگ خاندان چشتیہ میں لوگ کہتی ہیں کہ یہہ حضرت عالمگیر بادشاہ کی
اور اونکی وصیت تہی کہ ہمارا مقبرہ خالصاً نہ بنایا جاوی اتنک سال بہر میں میلہ انکا ہوتا ہی
جوحی مجلس چراغاں کرنے میں ... عرس تاریخ ... سماع قوالاں ہوتا ہی اور شام کو
چراغاں کرتے ہیں وہاں حلوا تقسیم ہوتا ہی اور انکی گرد و نواح کو گذشتہ کالو چشتی کہتی ہیں وہاں میں
انکی قبر اور شہید گنج سکہاں کی سرسڑک چند دوکانیں واقع ہیں اسکے متصل اسکے دراگی بڑہ کی گلی
ما ور آباد ہو گیا ہی اور حمام قدیمہ پس پشت گنج شہیداں واقع ہی وہاں اب ... رہتے
رکہتی ہیں سایہ کہ مکان ...

فصل دربیان تکیہ فقرائی رسول شاہی

ماہین مشرقی و شمالی لنڈہ بازار ایک مکان رسول شاہیوں کا ہی یہہ مکان قدیمی تو چھوٹا سا تھا مگر
بعہد سکھاں ٹراس گیا راجہ دینا ناتہ مرحوم نے اس مکان کی تیاری پر بہت روپیہ لگایا اور
رسول شاہی بسر رہتی ہیں وضع ان لوگوں کی یہہ ہی کہ ایک رومال سفید تہمند لپیٹ لیتی ہیں اور
فقط تہ بند باندھتی ہیں اور اوپر چادر کوئی سفید اور کوئی سرنگ گیروا اور تمام بدن پر
راکھ ملی رکہتی ہیں اور اکثر یہہ لوگ سکہہ ہاتہ میں موسم گرما رکہتی ہیں اور سب فقرا شراب پیتی
ہیں اور شراب خواری کو گناہ نہیں جانتے بعضی لوگ انکو مانتے ہیں اور سجان اوس کرتی ہیں
حتی کہ اگر پیری جاری رہی گو کہ مدد بست شراب کا نکوں ہوا مگر انکی واسطی حکم جاری رہا کہ
شراب انہی مکان میں نکال لیا کریں چنانچہ اتنک شراب بہی یہاں نکالتی ہیں طول میں یہہ مکان کی
درجوں پر منقسم ہے اور بہت ہی مکان بڑا اچھا ہر قسم و حوض ضروری موجود ہیں اور چونکہ
مریدان انکی اکثر اہل ... مکانات بنانے ہی وہاں موجود ہیں یہہ فقیر زبان ہندوستانی
بولتی ہیں اور اب ایک فقیر ... الملتمس ... فقیر انکا نور حسین صاحب گدی نشین ہی

وہ شعر اچھا کہتا ہی اور طرز و طریق ان لوگونکا رکہتا ہی یا ہرسے مکان ویرانہ سا معلوم ہوتا ہی اور اندر سی بہت اچھا مکان ہی سوا اسکے کہ نئی عمارت ہی کوئی بات لایق تحریر نہین - فقط

اگرچہ یہہ فرقہ رسول شاہیان چندان کثرت سی نہین حتی کہ تمام پنجاب مین بجز اسکے کہ جنہین وقت تحریر صرف چار فقیر اس سلسلہ کی موجود مین کوئی اور مکان یا تکیہ یا خانقاہ ان لوگونکی نہین مگر ہان نواح لاہور مین متصل موضع کوٹ میران کی ایک ور مکان بنیہ احمد شاہ کا ہی وہ تو فوت ہو گئی مگر خادم انکا وہان موجود ہی وہ حبیب شاہی فقیر ہی لیکن ازانجا کہ یہہ مکان نواح لاہور مین واقع ہی لہذا حال انکا لکہنا ضرور مناسب مقصور ہوا اگرچہ حالات انکی عند التلاش کسی کتاب مین تو دستیاب نہوی مگر جو کچہہ کہ زبانی حضرت نور حسین اور منور حسین صاحب اور انکی پیر یعنا حضرت نور حسین صاحب کی دریافت ہوا حوالہ قلم نیاز رقم کیا جاتا ہی+ **فہو ہذا**

واضح ہو کہ سر حلقہ رسول شاہیان جناب حضرت شاہ رسول صاحب مشہور ہین اور حال انکا یون ہی کہ ایک شخص نعمت اللہ نامی سکنہ بہادر پور سادات کہ جو شہر الور سی بفاصلہ دس بارہ کوس واقعہ ہی نہایت مالدار جوہری بوقت عہد شاہ نانی جنتائی مشہور رہتا چنانچہ اب تک فرقہ بہاطیان جوہریان اہل اسلام انکی جناب مین ارادت کلی رکہتا ہی اتفاقاً وہ واسطے تجارت کی معہ مال و اسباب روانہ مصر ہوی جب وہان پہونچی تو ساکنان مصر سی دریافت کیا کہ یہان کوئی فقیر صاحب کمال بہی ہے کہ نہین انہون نی جناب حضرت داؤد مصری کا نام لیا وہ سنتی ہی انکی خدمت مین شرفیاب ہوے اور نذر مناسب پیش کی جو انہون نی قبول فرمائی اسوقت ایک کاسہ بنگ ملبب انکی آگے رکہا ہوا تہا اس نعمت اللہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمانی لگے کہ اسکو پی جا اگرچہ وہ بدرجہ کمال دیندار و متشرع تہی مگر بخیال رضا مندی حضرت پی گئی جب اسکا سرور ہوا آیا تو آپ نی لباس فاخرہ بدن سی چاک کیا اور خاک پائی حضرت کی اٹہا کر چہرہ پر بطور بہبوت مل لی اور جہاز تجارت لاکہہ ہا روپیہ کا لٹا دیا جب انکی خدام نی یہہ حالت دیکہی تو حضرت داؤد کی خدمت مین حاضر ہوی اور عرض کی کہ یا مولا ہماری آقا کی وہ حقیقت اور ہمپر یہہ مصیبت ہی کہ اگر ہم بلا آقا کے وطن کو جاوین تو حکام سے

سرافراز فرماویں لہذا امیدوار ہیں کہ آپ اسپر مہربانی کریں اور انکو اجازت دیں کہ یہ ہمارے ہمراہ انکے
وطن میں چلیں اسپر حضرت کو ان حاضرون پر رحم آیا اور نعمت اللہ کو کہا کہ ای نعمت اللہ میں تیرے ہمراہ
میں آتا ہوں اور یہ نعمت درحقیقت نعمت اللہ ہی ہیکو میں تمہارے لیے امانت دیتا ہوں کہ تو ہمارے
مقام شہر الور جا وہاں ایک سیدزادہ حسینی جسکے جد جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں
رہتا ہی نام اسکا سید رسول شاہ ہے یہ امانت اسکو دینا اور یہ نعمت اللہ ہو اوہ سیدزادہ
بڑا نامور سردار چراغ ہوگا اس سے ایک نیا فرقہ خاکساران مجذوبان کا ہوگا یہ فرماتے ہی حضرت ذو
معمری جان بحق تسلیم ہوگئی اور شاہ نعمت اللہ صاحب کہ ذات المرشد واصل باللہ ہوگئے بعد تجہیز و تکفین
حضرت مرحوم ۔ وارد شہر الور ہوئے بعد طے مراحل جب وہاں پہونچے تو حضرت سید رسول صاحب
کو اپنے پاس طلب فرماکر اسیطرح قدح بنگ تیار کرکے یہ جام شراب انکو دیا اور کہا + بیت
بکش از بنگ سبز ای سنگدل ہر چہ بادا باد + کہ از یک لقمہ عالی نماید ہر دو عالم را + الغرض
بنگی ردہم و سر انا الحق شد آشکار ۔ مانا برس گیاہ ضعیف این گمان نبود + الغرض وہ کاسہ
بنگ نوش جان فرمایا جب اسکا سرور کہ نور الٰہی سے معمور تہا انکی وجود میں آیا تو انہوں نے
خار راہ کی صفائی کرائی پہر حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب نے انکو فرمایا کہ امانت اپنی لیلو انہوں نے
کہا کہ قبول کیا بعد ازاں حضرت سید رسول صاحب مدت مدید انکی خدمت میں بخیال ادای خدمات
حاضر رہے حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب کا معمول تہا کہ ساعت بساعت کاسہ بنگ پیا کرتے اور
سید صاحب پلاتے تہے ایکروز انہوں نے انکو فرمایا کہ میں تم میں آتا ہوں اور اس قالب
موہوم کو چہوڑتا ہوں انہوں نے عرض کی کہ **مصرعہ** کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست +
الغرض آنحضرت کا روح انکی جسد مبارک میں سمائی اور جان بحق تسلیم ہوئی لقب انکا
شاہ نعمت اللہ الہامی مشہور ہوا مرقد انکی شاہدرہ پور سادات میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے
بعد اسکے سید رسول صاحب باب معارفت اسی پیر کی نہ لاکر کوہستان الور میں جا رہے حضرت
کو گرسنگی ہی کی نوبت شہر میں آتی اور جو کچھ بلا سوال کسی سے پاتے نوش جان فرماتے بعد چند

انکا تو یہہ حال ہوا کہ ہزار ہا مریدان سعید انکی ہوی اور سب کے سب ان حضرت کو سجدہ کرنے لگی اس
اثنا مین ایک سید صاحب ملک عرب سی باحشمت و شوکت وارد اس مقام الور کی ہوئی یہہ شخص سید
عربی بہی عامل کامل تہا اسنے لوگون سی پوچہا کہ یہان کوئی صاحب کمال بہی ہی تمام لوگون نے
حضرت شہ رسول صاحب کا نام لیا اور کہا کہ اگرچہ وہ غیر شرع چار ابرو کی صفائی رکہتا ہی لیکن
جو کچہہ کہتا ہی وہی ہو جاتا ہے وہ حضرت یہہ سنتی ہی سُن ہو گئی اور انکی خدمت مین جا پہونچے
وہ انکی طرف کچہہ متوجہ بظاہر نہوی سید صاحب گونہ ناراض ہوکر اپنی خدمتگارون سی فرمانے
لگی کہ قلیان لاؤ جب انہون نے قلیان حاضر کیا تو انہون نے اسکی چلم مین ایک تعویذ لکہکر رکہا اور
خوب دم کشی کی بعدہ جب چلم کو اولٹایا تو چلم مین سے بجای تعویذ اشرفی نکلی اسپر بہی حضرت انکی طرف
متوجہ نہوی اس سبب سے وہ سید عربی نہایت ناراض ہوئی اور دیکہا کہ حضرت شہ رسول صاحب کو تمام
خدام سجدہ کرتی ہین اسپر انہون نی آپ سی کہا کہ یہہ کیا غیر شرعی ہی آپ چپ رہی اور اونسی پوچہا
کہ تیرا نام کیا ہی انہون نے کہا کہ میرا نام اشرفی شاہ ہے آپ نی فرمایا کہ سبحان اللہ خاک بنانی تو آتی
نہین اور نام اشرفی شاہ اس جملہ سے ایسی غیرت الہی اسپر نازل ہوئی کہ ہر چند اپنا عمل کیا مگر پہر
اشرفی نہ بنی پہر حضرت نی انسے کہا کہ ای مشعبد اشرفی بنانے سی کچہہ فایدہ نہین خاک بنانا
سیکہہ وہ قدمون پر گر پڑا اور عذر جسارت چاہا آپ نی ایک نظر سی کام اسکا تمام کر دیا بمجرد
نظر وہ بیہوش ہوکر گر پڑا اور آپ پہاڑ پر چلے گئی اتفاقاً بعد ایک ہفتہ کے جب وہانسے تشریف
لائی تو اسکو اسیطرح بیہوش پایا حضرت نی مہربانی کرکے اسکو اپنی پاس بلایا اور رومال اور سر
کمر مع ایک لنگوٹی کے اسکو عطا فرمایا اور بیعت لیکر نام انکا مکارم علی شاہ رکہا مین بعد
فرمایا کہ بہنگ لاکر گہوٹ اور ہمکو پلا اور آپ بہی پی انہی تعمیل حکم کی آپنے اسی حالت سرور مین
یہہ اشعار طبعزاد فرمای - **اشعار** بنگی بکش کہ چشم تو رنگی برآورد ؂ شاید کہ رفتہ رفتہ
بہ نزد خدا برد ؂ پہر تو وہ آپکی خدمت مین شب و روز حاضر رہنے لگے اور ہر روز ہمراہ حضرت
بنگ و شراب پیا کرتے تہی ایکروز آپ نی انکو فرمایا کہ تو امیر ہے تجہے میری خدمت کرنی محال

اب تو شہر سرہند میں جاو وہاں مولوی مظہر حبیب صاحب شاگرد حضرت محمد شاہ بادشاہ کے
ہیں انکو جاکر کہہ کہ تجھکو سید رسول شاہ نے یاد کیا ہے سید مکارم علیشاہ حسب الحکم میرٹھ میں آئے
اور مولوی صاحب کو مدرسہ میں مشغول تدریس پایا انہوں نے پوچھا کہ تو کون اور کہاں سے
آتا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول حضرت سے رسول شہر الور سے چلا آتا ہوں اسوقت انکی
ہاتھ میں شیشہ شراب تھی ہاالغرض مولوی صاحب نے اپنے والدین کی خدمت میں جاکر عرض
کیا کہ ایک فقیر عجیب شکل شیشہ شراب در دست آتا ہے اور مجھکو کہتا ہے کہ شہر الور میں تجھکو سید
رسول فقیر نے بلایا ہے انہوں نے فرمایا کہ بسم اللہ **مصرعہ** درکار خیر حاجت ہیچ
استخارہ نیست + اینجا رہی سعادت انگیس کہ بہ کند باد شش + بیشک وہاں جاؤ لیکن
اپنے بھائی کو بھی ہمراہ لیجاؤ تاکہ وہ معلوم کرے کہ شہ رسول کیا شخص ہے کیونکہ انہوں نے
صدہا اغوات اور اقطاب خدا رسیدہ اور خود رسیدہ اور خلق رمیدہ دیکھے ہوئے ہیں اس
رندلاابالی کو بھی دیکھے الغرض یہہ تینوں صاحب انکی خدمت میں مشرف ہوئے انہوں نے
آپ لڑکوں سے کھیل رہے تھے مکارم علیشاہ کھاتے ہی حضرت کو سجدہ کیا مولوی صاحب
دل میں تھا ہی کہ یہہ کیا معاملہ ہے اسکے سامنے حضرت نے آنکھ پھیر کے انکی طرف نظر کی وہ دونوں
بیہوش ہوکر سجدہ گر پڑے جب بعد چند عرصہ کے ہوش میں آئے تو اپنی دستاری اپنے ہاتھوں سے
نوچ ڈالی اور جامہ اپنے تن کی پھاڑی حضرت ممدوح نے انکو ایک ایک پیالہ بنگ شراب
ناب کا عطا فرمایا جسکے پیتے ہی وہ واصل باللہ ہوگئے قدرت الہی سے اسی ہفتہ میں حضرت
محمد شاہ بادشاہ کی تخت نشینی ملک عدم ہوگئی اور شاہجہان آباد کا شاہی قاضی آکر حضرت
کا خادم ہوا جسکا نام حضرت نے عزیز اللہ شاہ مقرر فرمایا بعد اسکے سید قلندر علی شاہ اور
ورید علی نائب شہر امیران شاہی حضرت کے مرید ہوئے علاوہ ان کے صدہا شرفا و نجبای حیدر کی
حضرت کے خادم ہوئے پس شریف حضرت رسول صاحب کا تین سو برس کا تھی جب مولد و مدفن
شہر الور تاریخ وفات یہہ ہے **تاریخ** چوں رسول آں شہ تسلیم و رضا + ساخت چون جلت

ازین دار فنا + گفت ہاتف دوستان تاریخ او + یافتہ جا در حریم کبریا + اتبک ہر سال مزار
مبارک پر میلہ بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے اور کئی روز تک جلسہ سماع و رقص معہ تقسیم طعام
گونا گون منعقد رہتا ہی کہتی ہین کہ جب حضرت کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو اوس وقت خادم
عالیمقام سی حضرت کی پاس مولوی مظفر حسین صاحب المشہور شاہ حنیف ہی موجود تہی آپنے انکو فرمایا
کہ مین تجہمین آتا ہون یہہ کہکر ظاہرا بگرای عالم بقا ہوئی اور شاہ حنیف انوار اسرار الہی سی کدالرشد
ہوگئی بعدازان شاہ حنیف صاحب کی ہزارہا مرید ہوی اور صدہا کرامات انسی سرزد ہوی چنانچہ
اتبک الور کی ہندو مسلمان کہتی ہین کہ بابا رسول ست جہی اور مولویصاحب خدا ہی پر میشر جہی انکی خدام
عالیمقام سی حضرت فدای حسین صاحب بڑی عالم متبحر قوم کی کشمیری خواجہ زادہ ولی کامل ہوی انہوں نے
اٹھارہ برس کی عمر مین تحصیل علمی فرماکر دستار فضیلت لی اور حضرت کا شہرہ کرامات سنکر باجازت والدین
آستانہ بوس دولت ہوی اور اپنی چہوٹی بہائی میان فرید کو بہی ہمراہ لائی میان فرید صاحب المخطوب
بخطاب دبیر الدولہ امیر شاہی ہو کر مرید سید مکارم علیشاہ صاحب ہوی اور یہہ حضرت فدای حسین
صاحب جب مولوی صاحب کی خدمت مین مشرف ہوی تو ایک نگاہ سے مالا مال انوار اسرار الہی ہوگئی
مولد مولویصاحب کا میرٹہہ اور مدفن الور اور تصانیف انکی گنج مخفی وغیرہ مشہور تاریخ وفات یہہ ہی
تاریخ چونکہ شاہ حنیف نزد رسول + شد ازین دودمان بملک صمد + گفت ہاتف بگوش من جستی
سال تاریخ ایشان چراغ احد + بعدازان حضرت فدائی حسین کا وہ جلوہ الہی منور ہوا کہ
صدہا مریدان صاحب کمال ہر شہر و دیار مین مشتہر ہوی اور انمین سی یہہ لوگ صاحب سلسلہ ہوگئے +
قربان حسین - قران حسین عاشق حسین ظہور حسین اخلاق حسین اشفاق حسین
سطہر ہو - اجہنبا شاہ علی شاہ عارف حسین سید برہان شاہ نور حسین محمد حسین
منیر حسین - وہ ابیات طبعزاد حضرت فدای حسین صاحب جو اس خاندان رسول شاہی مین بطور
وظیفہ مشہور ہین حوالہ قلم کئی جاتے ہین **ابیات** صفای جا ما بر دخاک وارد + دل خود را کینہ
پاک دارد + **ایضاً** خاکسارم من بعشق بوتراب + از رسول اللہ ہستم فیضیاب +

ابیات خاکساروں کی نہ پہچانتے ہیں بوتراب + ہم سبھی ہیں خاک کے جلتے علی ہیں جا بجا
سے کلام حضرت شاہ حیف + لا والد فی الکون ولا مولود + لا خالق فی الخلق ولا مخلوق + ما خیر
پاس جسم ہم باش + عرش را ز لوح دل تراش + حضرت خدائی حسن صاحب سے ارشاد اوری کا
سجدہ پیر کی بابت فرمائی ہیں ابیات واللہ نظر آتا ہے اللہ سے میں + جو پڑے رہتے ہیں پیر کے گھر دائم
پتے میں + ایضاً از کتنہ کیمیا و کرامات دور باش + نگہ در دست عیب عمل درجعو
باش + کشف وہمی زاں کیسے بسر + نو کرامات الٰہی سربسر + ایضاً رند ہے نور رسول شاہ
ہے + نور رحمت الٰہی ہے + دوار کا تکیہ عبادت گاہ میں + اگر ملے کے لاکھوں راہ ہیں ہر راہ
اسکو چاہئے جو دور رہو + آپ سر پاؤں تک بہر نور ہو + ایضاً ہماری سمجھ میں سب پاک میں
زمیں رہیں یار پر افلاک ہیں + ایضاً سجدہ خدا کی ذات کو ہے غیر کو نہیں + مگر جہاں جھکا یا
سجود ہے وہیں + حکایت ایک روز کا ذکر ہے کہ راجہ ناتو سندیہ الور نے ہیدنا رہ فقیران کیا
اسمیں حضرات رسول شاہیاں کو بھی بلوایا اور حضرت خدائی حسین صاحب کو تمام مع فقرایں سند عرش پر
بیٹھایا اس سے اکثر فقیروں کو غیرت آئی اور انمیں سے ایک شخص نے حسب رواج فقیرانہ سوال کیا کہ
جبتک میری سوال کا جواب نہ ملیگا ہمکو ہنڈارہ تقسیم ہو راجہ نے کہا کہ سائیں اللہ فرماؤ وہ کونسا سوال
ہے اسنے کہا کہ فقرائے رسول شاہی جو اپنے مرشد کو سجدہ کرتے ہیں اسکا کیا باعث ہے یہ سنتے ہی حضرت
خدائی حسن صاحب نے حضرت کلا شاہ نامی فقیر کو کہا کہ سائلوں سے کہدے کہ جو تم میں سرگروہ ہے
وہ آکر سوال کرے اور جواب لے اسپر ایک فقیر سلسلہ مداریہ کا روبرو آیا اور وہی سوال پیشتر کو
کیا تو خدائی حسن صاحب نے فرمایا کہ آپکا نام کیا ہے اسنے کہا کہ میرا نام فرشتہ شاہ ہے آپ نے فرمایا کہ فر
شتہ اور ہم آدم ہیں یا تو ہمکو سجدہ کر اور یا طوق لعنت شیطانی ہوا اس مجمع رنگ ملا یا سائیں رب کلمکر
اسپر وہ لاجواب ہوگیا اور حسب دستور فقرا سر سجود جھکایا بعد ازاں حضرت نے مقام شاہجہان آباد
ہرام خان کے مکان پر سکونت اختیار کی یہاں حضرت کے ہزارہا مرید ہوئے حتیٰ کہ خاندان شاہی
میں سے بیرو گماں عفت بھی ارادتمند ہوئیں انکا معمول ہے کہ ہم خود مرشد میں نہ مرہوم و غائب

یہہ لوگ کہتے ہین کہ خاکساران ہند ہم ہی لوگ ہین شراب خواری اور چار ابرو کی صفائی واسطے ملامت خلق کی ہم مین مروج ہی تاکہ خلق ہمسے متنفر ہو یہہ لوگ مشہور کرتے ہین کہ حضرت فدای حسین صاحب نے علی احمد کی پوتی متوفی کو زندہ کیا تہا واللہ اعلم۔ عمر انکی ننانوی سال کی مولد دہلی مدفن اور تاریخ وفات یہہ ہی **قطعہ تاریخ** چون آن گلاب گلبن بستان مرتضیٰ + نور دو چشم شاہ شہیدان کربلا + دامن فشاند بسکہ گذر کرد در عدن + زین دار بی ثبات بدیدار کبریا + کرو بیان ز فیض قدومش شاد شاد + حوران برقص آمدہ گفتند مرحبا + ہر یک ز فرقتش شدہ گریان و دردمند + ہر یک نگفت زآہ و الم و امصیبا + پرسید چونکہ سال وصالش ہما شروش + گفتا شنو بگوش کہ منظور آمد جیبا ۱۲۰۱ توکل حسین صاحب خلیفہ انکی ایسی سرمست ہوی کہ بجز یار غیرسی بیخبر تہی بعد عرصہ قلیلہ کے بعمر اٹہاسی سال جان بحق تسلیم ہوی مرقد انکا بہی اور ہم پہلوی مزار حضرت فدای حسین صاحب تاریخ وفات یہہ ہی **تاریخ** چون توکل حسین عارف حق + شد از ین دار ظاہری پنہان + سال تاریخ ہاتفش بہا + گفت تاریخ بگو چراغ جہان + ذکر حضرت نور حسین صاحب جواب لاہور مین موجود ہین انکو عہد طفولیت سے شوق صحبت فقرا بدرجہ کمال تہا اور حضرت شاہ چراغ صاحب قادری سلطان پوری کی اونپر بدرجہ غایت نظر مہربانی تہی اور یہہ حضرت عمر شباب مین بڑی متعبد تہی اخرش معہ محمد حسین برادر خود روانہ شاہجہان آباد ہوی کر رستہ مین ایک شخص مہر حسین فقیر رسول شاہی انسی ملاقی ہوا اور انسی وے بروا انکی چند شعر صاحب شغل حضرت فدائی حسین صاحب کے پڑہی انکو سنکر نہایت ذوق ما فوق ما حصل ہوا آخرش دہلی مین گئے وہان میر رہاب بخش اور مولوی عبد العزیز صاحب و غلام علیشاہ صاحب سی ملاقات کی لیکن کچہ تسلی نہوی بعد ازان مایوس ہوکر وہان سی ارادہ یہ ایسی کیا کیا جب ایک کوس دہلی سی نکل آئی اور بوقت شام بعد فراغت طعام آرام فرمایا تو کیا دیکہتی ہین کہ ایک فقیر خاکسار وہان آیا ہی اور کہتا ہی کہ کیون مایوس ہوکر چلے ہو تو تسلی بار اورا بہی ہی دہلی مین بخدمت حضرت فدائی حسین صاحب مگر گئی اور پوچہا کہ یہان خاکسار فقیر کون ہی لوگون نے حضرت فدای حسین صاحب کا نام لیا اور یہہ بہی کہا کہ وہ بحبر شرع کا فر خراب کنندہ نام فقرا ہی الغرض وہ پرسان پرسان گئی اور بیعت سی سرفراز ہوکر متوسلے ہوی

روا۔ لاہور ہوئی کہتے ہیں کہ ملتان دہلی مدائی حسن صاحب سے ایسی مشہور ہے کہ کہا کرتے ہیں کہ جسکی نظر
اسپر پڑیگی وہ کامل ہوگا اور اہل حلقہ انکی کرامتیں مدنا بیان کرتے ہیں جب انہوں نے بیعت کی تو چار
ابرو کی صفائی لی اور لنگوٹ بند ہو گئے چنانچہ اب تک اسی ہیئت میں ہیں جب لاہور میں پہنچے تو شہر
متصل موضع سکھو کی وال ایک گنبد میں ہیں اور امیران جالندھر سکھان آپکی طرف بہت ارادتمند ہوئے
چونکہ شراب خواری انکی مشہور ہے بلکہ یہہ لوگ شراب خواری کو عبادت جانتے ہیں سنتے ہیں کہ مہاراجہ
کلاں دو سو روپیہ ماہواری واسطے خرچ شراب کی انکو بطور نذرانہ ماہیانہ بھیجتے تھے اور سردار گلاب سنگھ
بہو ونڈیہ وکاٹھ سنگھ ورائے دیا ناتھ صاحب انکی جان و دل سے مطیع تھے چنانچہ جس مکان میں کہ اب یہہ
رہتے ہیں اصل سرل اسکی رائے دیا ناتھ کی والدہ نے اور بقیہ کیہا کمیو والی نے بنوادی تھی اور سید
وجاہت خود حضرت نور حسین صاحب نے بنوایا مکان پختہ طولانی چوبیس گز معہ باغچہ مکان عالیشان ہے
اب ان حضرت نور حسین کی پاس دو خادم اور ایک بہائی حاضر باش ہیں ایک سید حسین اور دوسرے
اور حسین المخلص بہا بہروپ و مخطوط مزاج آل عبا سید حسین کم علم گوشہ آدمی ہے اور تیسرے
محمد حسین حقیقی بہائی نور حسین صاحب کے اور حضرت نور حسین بہا مردلنشین ناظم و ناثر سخن گو عیالدار
شخص ہے اکثر مجالس میں لوگ انکی خاطرداری کرتے ہیں اور شعر بہی صاف و پختہ کہتے ہیں معتقد ارباکا
کرمہ خاک راہ درویشان کے حال پر یہہ لوگ اکثر نظر توجہ رکھتے ہیں اور یہہ حضرت گاہ و بیگاہ بغیر
کسی دقیر جانب دوستانہ تشریف آوری سے معمور رکھا کرتے ہیں اور یہہ راقم الحروف بھی کئی بار انکے
مکان پر گیا ہر وقت یہی دیکھا کہ شراب کباب موجود اور یہہ لطیفہ کہا کرتے ہیں اب کہ عملداری
سرکار گردوں وقار انگلشیہ دام اقبالہ کی ہے اب وہ سردار لوگ معتقد انکے معدوم ہیں مگر ادنا
بسبب انکی توجہ حسن ہوتی ہے کوئی جاگیر وغیرہ بہی نہیں اور خلاف قانون سرکار یہہ لوگ انکا
شراب گہر میں کہیچ کر پیتے ہیں اور یہہ لوگ سوال بہی کسی سے نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی انکے مکان
پر جاوے تو بخاطرداری پیش آتے ہیں حضرت نور حسین صاحب تو اپنے مکان سے اٹھکر کہیں نہیں
آتے جاتے اور لنگوٹ بند بیٹھے رہتے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ خاکسار جیسا انکے پاس بیٹھا رہتا ہے اسی سبب ایسا

اپنی بدن پر خاکستر ملتی رہتی ہین اور انور حسین و سرور حسین صاحب اکثر تہ بند و جا در و بالاپوش برنگ گیرد رکھتی ہین مگر یہہ بھی خاکستر سفید چہرہ پر ملی رہتی ہین اور سرور حسین صاحب تمام بدن پر یہہ ہر دو صاحب اکثر موسم گرما مین پنکہا ہاتہہ مین رکھتی ہین ان لوگونمین معمول ہی کہ ہمیشہ چہڑی رومال اور رومال خاکستر بستہ اپنی ساتہہ رکھتی ہین اور وقت بوقت اس خاکستر کو بدن پر ملتی رہتی ہین اور سر پر بجای دستار ایک صافہ مربع گیارہ گرہ کا اونچا کرکے لپیٹا رکھتی ہین وضع لباس خوشنما ہی چنانچہ تصویرین انکی لندن بھی روانہ ہوئی ہین اور ہما صاحب کی اشعار لاہور وغیرہ مین اکثر مشہور ہین چنانچہ اب دم تصنیف کتاب ہذا جو تاریخین تصنیف کتاب ہذا کی انہونی ارسال کی ہین بجنسہ درج ذیل ہین + **تاریخ تصنیف کتاب تحقیقات چشتی** کتاب مستطاب نور احمد شاعر چشتی + کہ اشہر نام نامی ہی کتاب تحقیقات چشتی ہی + ہنرمندی و دانائی و خلق احسن الفت + بزرگان سلف سی نیک تر عادات چشتی ہی + کیا درج اسمین سب کا حال گویا کوزہ مین دریا + کہ صرف اسکی قلمبندی مین صرف اوقات چشتی ہی + مقام حیرت و دیوان و تحفہ یادگار چشت + خیالات و عجائب یہہ تو تصنیفات چشتی ہی + رئیس شہر لاہور و ادیب حاکمان وقت + گواہ عزت و حرمت خوشنا حالات چشتی ہی + در مشہور نظم و جوہر نثر لطیفہ کا + کہ کان طبع و بحر دلسی اخراجات چشتی ہی + ہما یہہ مصرعہ تاریخ روئی آفرین یون رقم کرلے زہی بی عیب تحقیقات چشتی ہی + **ایضاً قطعہ تاریخ طبع** نور احمد نی ظفر دست برد طبع حاذق سے + بلاشک عقدۂ سربستہ حال کہن کہولا + کمال اولیا اللہ پیران ہنود ان ہی کہ میزان عدالت مین مساوی جابجا تولا + معانی و مضامین کہن کو کردیا تازہ + کہ گویا آب مین قند مکرر جابجا کہولا + ہما بہجت کی روسی بہر سال طبع ہاتف نی یون + بجا اب طبع تحقیقات چشتی ہوگئی بولا + فقط یہہ حضرت کرامات اپنی پیر کی بہت سی بیان کرتے ہین آگی واللہ اعلم سنا گیا کہ مرید ہی اکلام صادقانہ - **بیت** آری کار پاکانرا قیاس از خود مگیر + گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر + انکا بیان ہی کہ راجہ الور کو دو دفعہ حضرت کی دعا سی فرزند ہوا اور انسی کہا کہ سوداس صاحب کی دعا سے ہوا ہے تو انہونے غضبناک ہوکر فرمایا کہ اچہا اگر ہماری دعا سے یہہ مولود پیدا ہوا ہی تو مرجاوی اور اگر سوداس سے

دیوانا ہو پورے مدہوش ہو جاتا ہے وہ مر گیا تس علتے واسطے

نقل شجرہ فقرائے رسول شاہی موجودین لاہور

اب بیان سلسلۂ رسول شاہی میں ایک نور حسین دوسرے انور حسین تیسرے نور حسین صاحب چوتھے محمد حسن صاحب منور حسین لہ نور حسین خادم نور حسین صاحب کے اور وہ توکل حسین صاحب کے اور وہ مولوی حسن شاہ کے اور وہ حیف شاہ یعنی مولوی مظہر حسین کے اور وہ حضرت سید شہید رسول صاحب سر حلقہ رسول شاہیاں کے اور وہ حضرت شاہ نعمت اللہ الہامی شاہ کے اور وہ حضرت داؤد مصری کے اور وہ حضرت سید یحییٰ جمال الدین کے اور وہ حضرت شاہ اسمعیل کے اور وہ شاہ مرتضی اسد کے اور وہ سید شاہ رزاق پاک کے اور وہ شاہ الہداد سدگی کے اور وہ شاہ ... سدگی کے اور وہ حضرت شاہ شیخ گوشہ نشین کے اور وہ حضرت سید شاہ محمد گوشہ نشین کے اور وہ حضرت شاہ اسحاق ششتی کے اور وہ حضرت شاہ داؤد قریشی کے اور وہ حضرت سید راجو بخاری کے اور وہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے اور وہ حضرت سید کبیر بخاری کے اور وہ سید جلال الدین بخاری کے اور وہ حضرت سید رکن الدین ابو الفتح ملتانی کے اور وہ حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی کے اور وہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے اور وہ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی کے اور وہ حضرت خواجہ وجیہ الدین کے فقط ناظرین کتاب ہذا کو سلسلۂ کامل سہروردی خاندان کی شجری مرقوم ہیں جو چاہے وہاں لیکے تمامی دیکھ لے

فصل در بیان مقبرہ حضرت عبد الرزاق

عرف ... بارا انارکلی جہاں خاص جی پاس ہی شوکر کی کوٹھی ہے کہ اوس سڑک پر کہ جو ضلع کچہری کے جنوبی سڑک سی ہو کر کوٹھی شاہ چراغ کو جاتی ہے غربی ایک بڑا مقبرہ جس کے برج کا رنگ سبز آسمانی دکھائی دیتا ہے واقع ہے صورت اس مقبرہ کی ہشت پہلو گوشہ میں محراب لاہوری سمت دروازہ جنوب رویہ آمد و رفت کا ہے گرد اس مقبرہ کے احاطہ پختہ دیواری بنی ہے اندر قبر کوئی دکھلائی نہیں دیتی اور نام انکا عبد الرزاق سید سہروردی مکی عربی میں یہہ حضرت بعہد سلطنت ہمایوں شاہ عربی سے آکر زمرہ سپاہیان میں نوکر ہوئے تھے پھر انکا ارادہ ایک مدت حضرت شیخ دنیا بخاری حاضر ہوئے اور تارک الدنیا ہو اور عبادت حق میں مصروف رہکر

سالی کامل ہوئی اور وفات انکی بسال ایک ہزار چورہی یہ وقوع مین آئی بعد وفات انکی مریدان نے باہم اسا
چندہ روپیہ جمع کرکر یہہ مقبرہ بنوایا چونکہ روپیہ بہت تہا بقیہ روپیہ سے ایک مسجد کلان متصل مقبرہ گوشہ
نیرت کیطرف تعمیر ہوئی اور اس مسجد کے گنبد تین ایک بڑا دو چہوٹے عالیشان اور گنبد کلس مع رسید گنبد
پر کلس مین پختہ لگائی ہوئی ہین اور دروازہ آمد و رفت اس مسجد کا شرقرویہ معہ طاق تختہ چوبی جسکے سہرے
شمال و جنوب رویہ دو برجیان اس دروازہ کی اندر جنوب رویہ ایک دالان جسکے اندر جنوب رویہ دو کوٹھڑے
دالان کی ہین اور دالان کی تین دہن .. دو بند اور ایک کشادہ جو میانہ شمال رویہ ہی اور ایک دروازہ
اس دالان کا غرب رویہ مسجد کی طرف متصلہ صحن مسجد اس دروازہ کی گوشہ شمال مین دو سقاوہ طہارت
کرنے کی اور اسکے غرب رویہ تین غسلخانہ پختہ اور چاہ چرخی دار چبوترہ چاہ دو زینہ والہ چاہ کی ساتہہ دو سقاوہ
ہین اور سقاوہ کی جنوب رویہ دیوار مین سبیل ٹوٹی والی پختہ سبیل کے ساتہہ غرب رویہ زینہ
مسجد کے اوپر جانیکا اور صحن مسجد بڑا کشادہ جو تنگ صحن مسجد کی شمال رویہ زیر سبیل سی مجرای آب مشرق
رویہ کنارہ چبوترہ صحن مسجد سی ہو کر جنوب رویہ باغیچہ جا ملتی ہی اس مسجد مین اب ملا نور احمد دست نشاندہ
مولوی تکیہ والہ صاحب کی امام ہین اور اونکی طرف سی کریم بخش ایک درویش ساکن کندہوال ہمیشہ اس
مسجد مین بطور درویش خادم مسجد ہو کر حاضر رہتا ہی چاہ کی شرقرویہ ایک گرم سقاوہ جسکی ایک ٹوٹی جنوب
رویہ موجود ہی اور صحن گوشہ شرقی و شمالی مین ایک چبوترہ پر دو خم گلی پانی گرم کرنے کے واسطی لگائی ہوئے
ہین اس خم کی شرقرویہ ایک پہروان اور ایک کہجور کا درخت کہڑا ہی جنوب رویہ اس مسجد کی گوشہ غربی و جنوبی
مین ایک در محرابی بنا ہی اسکے اندر ایک چاردیواری دو درجہ والی درجہ شرقرویہ مین زمین مزروعہ ہے
جسمین شلغم اب بوئی ہوئی ہین اور ماسوا اسکے پانچ جامن ایک شہ توت دو بیر پانچ درخت دیر یکسا موجود
ہین یہہ جگہہ باغیچہ کرکے مشہور رہے گوشہ شرقی و شمالی اسکے مین ایک دروازہ معہ طاق تختہ جسکے اوپر لب
بام دو برجیان ہین راہ آمد و رفت کا تہا اب مسدود کرکے شرقرویہ اسکے کوٹہہ بنا لیا ہی اور وہ
کوٹہہ چاردیواری مقبرہ مین شامل ہی اور غرب رویہ اس باغچہ کے ایک چبوترہ ڈیڑہ فٹ بلند چاردیواری
خشتی اور غرب رویہ اس چبوترہ کے پانچ دہن مع الہ دالان خشتی پختہ در اسکے محرابی معہ کوٹہری جنوب رویہ

اور سامنے چبوترہ کے سر مشتی نجم الدین کی جو مسجد موجود ہیں وہ ہی قبر کی سر قبر پر ایک درخت جو سدا گلاب کا
سرہانی قبر کے ایک درخت ون اور ایک لوحت چھوٹا سا کھڑا ہی اور اس چبوترہ کی شمال رویہ دیوار کی
میں پتھر جسی لگا ہوا ہی اور جنوب رویہ قبر کی ایک دالان سہ درہ قالبی مسقف ہی کی لوس جسکے برابر
ایک کوٹھری ہی واقع ہی اور اس دالان کی آگے ایک درخت سل اور ایک کنکر کھڑا ہی اور سنگ
اندر تمام فرش چونہ گچ پختہ محراب سامنے کی شمال رویہ میں رہنے والا مرحستی سعید اور مسجد ہی اسکے
باہر ہی تمام سعید اسرکاری اور چاروں طرف چاردیواری حسنی پختہ سیری جسکے سعداور میں
اور صورت مقبرہ کی سہ ہی کہ گرد نواح مقبرہ کی چاردیواری پختہ حسنی جسکا ایک سمت جو کہ شرقی ہو
سہ طاق پختہ چونی اور ایک درکلاں شمال رویہ جسکا اس دروازہ ماسی لگا ہوا ہی اور اس چاردیواری
میں بارہ چھپر جسمیں سادر رہی ہیں اور گوشہ غربی دکھنی میں ایک کوٹھہ تمام اور سرفرزیہ چھپر دکان میں
اور ایک شمال رویہ صورت مقبرہ ہشت پہلو اور جنوب رویہ دیوار مقبرہ کی در محرابی والا اوپر جا کا
اور غرب رویہ دیوار مقبرہ میں بھی ایک درتہا سواب سد ہی اور اسکی آگے دو در سہ حسنی موجود تھا
اور اندر شمال رویہ دروازہ آمد ورفت مقبرہ کا ہی اسمیں اس انگریزی کواڑی آئینہ لگی ہوئی ہیں اور شمال
جنوب رویہ دروالا چاردیواری کی دو کھڑکیاں مسدود موجود ہیں اور در کلاں کی پاس طلوع طویلہ
کوٹھہ دو در والا ہی اسمیں اس کہو ٹامیح شرابی کا مدفن ہی یہہ چاردیواری سوداگران رحیم بخش
نبی بخش و صبح شرابی وغیرہ کی اور کچھہ روپیہ قرض لیکر بنوائی ہی اور رحیم بخش سوداگر نے بابت
روپیہ اپنی گرو سی دیا اس جو کرایہ بقدر پانچ سات روپیہ کی آتا ہی اوسمیں سی کچھہ مرمت شکست اور تخت
کی ہوتی ہی اور بقیہ خدمت امام مسجد میں صرف کرتے ہیں اور کچھہ ادای قرض ہوتا ہی درمیان احاطہ
مقبرہ کے ایک قبر بوسیدہ گلی حضرت موصوف کی موجود ہی اور چاردیواری میں تین کیکر اور ایک گولر
اور ایک سیر دو پہر واں ہیں اور حال آبادی یہہ ہی کہ کبھی یہہ مکان خالی اور کبھی آباد رہتی ہی اور
الہی بخش سرقسمہ سال نبی بخش گماشتہ میاں رحیم بخش کا ہی وہی کرایہ لیکر خرچ کرتا ہی یہہ مکان سنہ
میں آراستہ ہوا ہی اور اسپر قریب تین ہزار روپیہ خرچ ہوا تھا اور بوقت تعمیر اسکے حکم سرکار ہوا تھا کہ اگر عوام

دو ماہ مین یہہ مکان آراستہ ہو ویگا تو داخل مسال نزول کیا جاویگا اس حکم کی سننی سی سوداگران ملی
نی زرچندہ جمع کیا اور مہتمم میان رحیم بخش صاحب سوداگر مقرر ہوی اب اس گنبذ مین کوئی فقیر نہین رہتا
بلکہ جو لڑکی مسجد ملحقہ مین درس باقی ہین وہی یہان بہی آبیٹہتی ہین قریب تیس چالیس لڑکون کی اس
مسجد مین پڑہتی ہین سن اٹہارہ سو باون سی اس مسجد کی امام مولوی احمد دین صاحب تکیہ والی مقرر ہوی
ہین اور اونکی طرف سی ملا نور احمد امام مسجد جوائی نایب امام مقرر ہی جو لاہو کی موتی بازار مین مسجد
جوائی کنجری امام ہین اور میان رحیم بخش سوداگر مولوی احمد دین کو اپنی پاس سی ماہوری رسال کرتی
ہین اور تمام خرچ مسجد میان رحیم بخش سوداگر کرتی ہین اور حال ان حضرت صاحب مقبرہ کا یہہ ہی کہ وفات
انکی بروز پنجشنبہ ہوی کہ سنہ ایکہزار چوراسی ہجری تہا اور نام انکا اگرچہ سید عبدالرزاق ہی مگر سید
مکی کر کے مشہور ہین اول ارادت انکی بخدمت حضرت موج دریا بخاری تہی جب وہ فوت ہوگئی تو یہہ حضرت
ہمیشہ حضرت موج دریا بخاری کی مقبرہ پر عبادت کی واسطے جاتی تہی اور رات بہر وہان رہتی اور دن کو
اسمقام پر جہان اب روضہ ہی آرام پذیر ہوتی اور یہان انکی رہنی کے واسطی ایک حجرہ اور دالان بنا ہوا تہا
اور لوگون کو فرمایا کرتی تہی کہ جب ہم فوت ہون تو ہمکو اسی حجرہ مین دفن کرنا چنانچہ حسب وصیت اونکی
لاش مبارک انکی یہان ہی رکہی گئی اور مدت بہر قبر خام رہی اور مشہور ہی کہ اوس وقت جمعرات کی دن شیر
یہان آیا کرتا تہا اور دم سی جاروبکشی کرتا تہا بعد اوسکی ایک رات موج دریا بخاری اپنی متولی خانقاہ
کی خواب مین آئی اور ارشاد کیا کہ ہمکو جناب غوث الاعظم پیر دستگیر رضی اللہ عنہ سی حکم ہوا ہی کہ مقبرہ
حضرت عبدالرزاق کا بنوادین سو ہم تمکو حکم کرتی ہین کہ انکا مقبرہ تیار ہوجاوی اور سب لوگونکو ہماری طرف سی
کہہ دو کہ جو کوئی اسکی تعمیر مین روپیہ صرف کریگا اوسکو جناب الہی سی بہت ثواب ملیگا صبح کو مجاور
متولی نی اوٹہکر یہہ ذکر عوام الناس مین بیان کیا چونکہ حکم الہی اور خواہش ربانی اسمین تہی سو بمجرد
استماع اس امر کی زرچندہ جمع ہونی لگا جب بہت سا روپیہ جمع ہوگیا تو عبدالغفور نامی ایک شخص معمار
دیندار مہتمم اس عمارت کا مقرر ہوا جب یہہ مقبرہ قریب الاختتام پہونچا تو مہتمم کی خواب مین حضرت
عبدالرزاق آئی اور فرمایا کہ اکثر اوقات پیران پیر اسمقام پر تشریف لاتی ہین اور مقام نشست مع برجاست

کی تکلیف نہ ہی تہی اس لحاظ سے میری خواہش ہی کہ متصل اس مقبرہ کی ایک مسجد عالیشان وسیع تیار ہووے اسواسطے
روپیہ چندے کا سب تہا اس نظر سے وہ مستحق ہی اوسی روپیہ سے تعمیر ہوئی بعد سکہاں اس مسجد میں توپ بارود
کا اسباب رہتا تہا اور ابتدائی عملداری سرکار انگریزی میں یہاں سکونت لال کرتی کا گورا رہتا
چہاونی میانمیر نہیں اور یہی انارکلی مقام چہاونی تہا چند سال یہاں سکونت رہا جب چہاونی میانمیر
مقرر ہوئی تو منشی نجم الدین ٹہیکہ دار ڈبل روٹی نے یہہ مسجد واگذار کراکر مرمت سے مسجدی کرائی اس
روز سے ابتک آبادی مسجد بہت کشادہ باہ رواں ہی موجود ہی اور تمام محالی بہت وسیع اس کا گنبد اس
سے تا آدمی لغرض نماز اسمیں سما سکتے ہیں کوئی دن یہہ مسجد بسبب وعظ کرنے مولوی غلام رسول
ساکن کوٹ سماں سنگہ اور بسر پرستی منشی نجم الدین ٹہیکہ دار ڈبل روٹی کی یہہ مسجد وہابیوں کی مشہور ہوگئی
ہی اور تاریخ وفات حضرت عبد الرزاق صاحب مرحوم کی جو منشی غلام سرور صاحب نے بوقت تصنیف کتاب ہذا
اندراج بہی سو درج کیجاتی ہی **قطعہ** عبد الرزاق آنکہ والا مکان اہل کمال * سید ابرار حق آگاہ نکو سعی و ہما
وصل جنتش سرور چو پیدا کرد * گفت ہادی سید دین شاہ کیتی عنی ۱۲۴۱ھ

فصل در ذکر محمد سعید لاہوری

طرف جنوب مقبرہ سید شاہ چراغ صاحب رحمة اللہ علیہ و بگو متہ سیرت کوٹہی جانکپاں حال صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع لاہور اور سرڈونلڈ ٹن سکول کی جو مقام عجائب گاہ سے میانمیر کی طرف خالی ہی یہہ چاردیواری مقبرہ
حضرت حاجی محمد سعید صاحب لاہوری کی ہی اور حضرت اہل اللہ متوکل صاحب مشہور ہیں یہہ چاردیواری پختہ نخدہ ریختہ کا
مع آدم قد بلند جسکے آگی بہت سے درخت گہان جو من وضع کہڑی میں موجود ہی اور دروازہ اسکا غرب رویا اور دروازہ
کی جنوب رویہ باہر کیطرف ایک کوٹہہ پختہ مسکونہ مقبرہ تہا اور اس چاردیواری کا دروازہ معہ چوکہٹ چوبی اور اندر
چاردیواری کی بہت سی قبریں خام و پختہ عوام الناس خام وغیرہ کی موجود ہیں اور اس چاردیواری کی طرف شمر یا
ایک اور چاردیواری جو ڈہلی سی سفید ہی اور اسمیں تین قبریں پختہ سفید ہیں ایک تو خود انکی اور دو انکی نواسوں کی
حضرت حاجی عماد اللہ صاحب اور حضرت عبد الرحمن صاحب کی ہیں قدرت الہی سے جو قبر حاجی عماد اللہ صاحب کی ہی
اسکا تعویذ یہاں تک کہ پانچ درخت ون برآمد ہوکر قبر پر سایہ فگن ہو رہے ہیں اور شمال کیطرف خراس بہت اچہا
اور شمال رویہ اس چاردیواری کی ایک چاہ خالی بے چرخی تو کہ موجود ہی اور چاہ کی پاس شمال کیطرف تین پختہ قبریں

ایک چہوٹی سی اور چار دیواری سفید جسکے گرد چہوٹی چہوٹی قبر شعبیان موجود ہین اور اس چار دیواری مین بہی درخت بکثرت
لگی ہوئی ہین یہہ چار دیواری شیخ اشرف صاحب کی ہی اول روضہ شیخ اشرف کا باہر دروازہ بہاٹی کی بڑا عالیشان بنا
اور ساتھہ اوسکے ایک مسجد بہی بعمارت سنگین بہت عمدہ اور بڑی تہی مہاراجہ رنجیت سنگہ نی اُس چبترہ اور مسجد کو
مسمار کرادیا اور صندوق انکا اس مدفن سی نکلوا کی معرفت فقیر نور الدین صاحب کی اسمقام پہ دفن کرادیا بعد چار دیواری
بہی بنوادی اور اوسکی پاس ایک اور چبوترہ پر قبر سفید نواب عبد الرحمن خان کی فرزند خورد کی جو غلام نقشبند رسالدار
بہادر کا بہائی تہا ہی یہہ قبر عرصہ سات سال سی بنی ہی اور بعہد شاہان سلف یہہ مقام محلہ و اسدواری کا مشہور
تہا چنانچہ ان حضرت کو اب بہی لوگ عبد اللہ واڑی والی بزرگ کہتی ہین عہد انکا ابو المظفر جلال الدین سلطان علی
عالی گوہر شاہ عالم ثانی کا ہی اور وفات انکی بتاریخ پانزدہم ربیع الاول ۱۱۸۱ ایکہزار ایکسو اکیاسی ہجری مین ہوئی
اور اس تاریخ کو میلا بہی ہوتا ہی سو عرصہ سی میلا یہان کا جاتا ہی سلسلہ ارادت منہ انکا با محمد بخش اور غلام محمد اور
میان الہ دین جو حضرت کی نواسی کہلاتی ہین کرتی ہین انکی یہان کوئی بیٹا نہ تہا فقط دو بیٹیان تہین جنمین سی ایک تو
حافظ محمد مقیم لاہوری سی بیاہ دی اور دوسری حافظ محمد مراد صوفی کی ساتہہ بیاہی گئی اور ان دونون صاحبزادیون
سی اولاد ہوئی چنانچہ لاہور مین اولاد محمد مراد کی سی محمد بخش حکاک و غلام محمد چوب فروش و الہ دین قلعہ گوجر سنگہ
مین موجود ہی اور یہی لوگ مالک اسمکان کی ہین اور محمد مقیم صاحب کی اولاد جلال آباد مقام کوش کلان مین سی محمد حسین
اور محمد سعید دو بہائی مقیم ہین اور وہہ تمام خلقت ان حضرت کو پیر کرکی مانتی ہین اور قبایل سردار دوست محمد خان
والی کابل کی اور نیز اونکی تمام رشتہ دار پشت بہ پشت سی انکی مرید ہین اور سردار سلطان محمد خان بہائی دوست محمد خان
مرحوم کا جب لاہور مین تہا تو اکثر ان حضرت کی مزار پر حاضر ہوتا تہا اور نذر و نیاز گذرانتا تہا اور اب بہی تمام
کوش کلان علاقہ جلال آباد مین ایک گاؤن بنام انکی معاف ہی اور خلقت انکا ادب بہت کرتی ہی اور آجتک
چار پشت انکی گذری ہین چنانچہ تفصیل انکی یہہ ہی کہ حضرت حاجی محمد سعید لاہوری کی یہان دو بیٹیان تہین
ایک کا نام بیوی صاحب جان اور دوسری کا نام بیوی رحمت صاحب جان صاحبہ تو محمد مقیم سی بیاہی گئی اور رحمت
بیوی محمد مراد صوفی سی محمد مقیم کی اولاد کا حال تو معلوم نہین کیونکہ وہ بمقام کوش کلان رہتے ہین اور
چونکہ محمد مراد صاحب کی اولاد لاہور مین ہی لہذا احوال اونکا تحریر ہوتا ہی کہ محمد مراد صاحب کی دو صاحبزادی ہوئی ایک کا نام

حافظ حاجی محمد اعظم اور دوسرے کا نام طلع دین حافظ محمد حلیم صاحب بیت المقدس میں چلے گئے اور وہیں فوت
ہو گئے مگر یہ بھی بڑے صاحب کمال تھے اور حافظ مع دین لاہور میں ہیں انکے یہاں فرزند نرینہ بہت ہوئے مگر
کوئی نہ رہا یہ حضرت بھی طالب العلم درس دیتے تھے اور بخاری شریف ختم کرتے تھے اور خادم لوگ بھی انکی بہت کرتے تھے
اور یہ حضرت مسجد نخاس کے امام تھے وہ مسجد اب شہید ہو گئی مزار اونکی اسی چار دیواری میں ہے مگر اونکے یہاں
صرف ایک بیٹی ہوئی فضیلت صاحبہ نامی رہی انکی خاوند کا نام حافظ علاء الدین کہ جو مسجد موتی شاہ کی
گدی کے امام ہیں انکی قبر بھی اسی چار دیواری میں بدرجہ واقع ہے بعد اسکے انکے یہاں تین بیٹے ہوئے ایک فضل حق
دوسرا احمد بخش تیسرا محمد بخش فضل دین اور احمد بخش تو درویشی کرتے تھے اور بالمساوات باپ کے فوت ہو گئے مگر جب
قبر اونکی بھی یہیں ہے مگر محمد بخش جو اب تک زندہ اور کام جلد سازی کا کرتا ہے اور اب یہی مالک اس مکان
کا ہے اوسی اسی صرف ایک حصہ خانقاہ کا وہاں پھیلایا ہوا ہے اور تمام قبریں انکی رشتہ داروں کی یہاں ہو
ہیں اور متصل چار دیواری بیچ اشرف کی قبرستان نو حقش نواب عبد الرحمن خان مرحوم جو یہ دیکھے جو پیشتر نامی
کی ہیں چنانچہ غلام نقشبند رسالدار بھی انکو مانتے ہیں کرامات حضرت کی بہت ہوئیں مگر جو کرامت باعث شہرت ہوئی
انکی کی ہوئی وہ یہ ہے کہ جہاں مقام چار دیواری مزار ہے کہ باہر شہر آباد رہا تو محلہ عبد الصمد واڑی تھا کہ
گھر انکا بھی یہاں تھا اس محلہ کے متصل محلہ کا نام بکھی تھا جب احمد شاہ درانی لاہور میں آیا تو تمام باشندے لاہور
کی رہنے والے سب خوف جان کے بھاگ گئے لیکن بکھی محلہ کے رہنے والوں کو حضرت نے بلا کر فرمایا کہ تم کچھ
غم مت کرو اور بیٹھے رہو ہم نے حق تعالی میں عرض کرکر اس محلہ کے واسطے امان لی ہے غرض وہ لوگ حسب فرمان
حضرت کی اپنی اپنی مکانوں میں آ رہے جب احمد شاہ آیا تو حضرت کا خادم ہوا اور بکھی محلہ کو کچھ ایذا نہ پہنچا
اور اوسی روز سے یہ حضرت پیر امان کے مشہور ہوئے اور متصل قبرستان جہاں چالیس نشان علم کے ایک
کی موجود ہیں اس مسجد میں یہ حضرت درس و نشان دعا کرتے تھے جا مگر یہی دن رہتے یک مدرسہ ثانی
پھر بعد تمام ... محمد معظم عالم باطنی جا دمیں تھی ایک ذکر ہے کہ کسی شخص نے جسکے دختر کو احمد شاہ کا
کوئی امیر بیدی کرکے ساتھ لے گیا تھا اور اوسکی مشیت حاجی جی حاجی صاحب کا نام سنا اور انکی خدمت میں
حاضر ہو کر اپنا عرض حال کیا تو آپ نے تسلی دی اور کہا کہ آتا ہے ... کی تو کما دیکھا ہو کہ لڑکی

ابہی اسکے پاس کہڑی تہی اسنی اس لڑکی سی پوچہا کہ ای دختر تجہ پر کیا مصیبت گذری تو اوسنی بیان کیا کہ
کہ جو امیر مجکو یہان سی لی گیا تہا اوسنی مجکو کنیزک بنا لیا تہا اب اسوقت مین بازار مین تیل لینی کو آئی تہی کہ
یہہ حضرت مجکو پکڑ کر فرمانی لگے کہ آنکہہ بند کر مینی آنکہہ بند کر لی اسیوقت مین یہان پہونچ گئی خدا جانی کیا تہا
اور مجکو کون اوٹہا کر یہان لی آیا بعد اسکی حضرت نی اسکو کہا کہ آنکہہ کہول دی جب اسنی آنکہہ کہولی تو اپنی لڑکی
کو موجود پایا اور شیخ اشرف جنکی مزار چار دیواری خورد مین ہے اونکا حال اسطرح پر سنا گیا کہ یہہ حضرت قوم کے
ماچہی ٹہٹہی بہاری عامل تہی اور عملیات مین کار حاکمانہ کرتے تہے اور رفتہ رفتہ عالمگیر بادشاہ کی مصاحب ہو گئے
کہتی ہین کہ ایک شخص عبد اللہ نام قوم کہوکہر کی لڑکی نہایت خوبصورت تہی اسپر شیخ اشرف عاشق ہو کر طالب نکاح
ہوئی چونکہ زمینداران قوم کہوکہر اپنی ذات کو بڑی شریف ذات جانتی ہین عبد اللہ کو یہہ بات منظور خاطر
نہوئی کہ لڑکی اپنی شیخ اشرف کو کہ قوم کا ماہی گیر ہی دیوی آخر اسنی یہہ چاہا کہ لڑکی اپنی فی الفور کسی
خاندان شریف سی منسوب کر کر شیخ اشرف کو جواب دیوی کہ میری لڑکی قبل از درخواست تیری کی منسوب
ہو چکی تہی اسواسطی پہلی وہ بخدمت گدی نشینان مزار حضرت باوا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ بمقام پاک پٹن
گیا اور جو صاحب اوسوقت گدی نشین وہان کی تہی انکی خدمت مین عرض پرداز ہوا کہ وہ ناطہ دختر عبد اللہ
کا منظور فرما دین لیکن حضرت نی جواب دیا کہ بابا ہم درویش ہین اور شیخ اشرف اندنون مین عالمگیر بادشاہ کا
مصاحب ہے ہم نہین چاہتی کہ شیخ اشرف سی دشمنی پیدا کرین من بعد عبد اللہ کہوکہر بمقام حجرہ شاہ مقیم آیا اون
دنونمین سجادہ نشین روضہ حضرت شاہ مقیم کی حضرت سید شاہ امیر تہی کہ بعد از وفات شاہ صفی الدین ابن حضرت
شاہ محمد مقیم مسند نشین مسند ارشاد ہوئی تہی عبد اللہ بیچارا شاہ محمد امیر کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض قبول فرمانے
ناطہ دختر کی کری اور سب حال شیخ اشرف کا بہی مفصل کہہ سنایا آپنی ناطہ قبول فرمایا اور شگون نسبت
کرا کر اوسکو رخصت کیا عبد اللہ خوش ہو کر اپنی گہر آیا اور شیخ اشرف کو کہلا بہیجا کہ قبل از درخواست تمہاری
کی ناطہ دختر میری کا حضرت شاہ محمد امیر سی ہو چکا ہی اسواسطی مین آپکی درخواست قبول نہین کر سکتا یہہ بات
سنکر شیخ اشرف کو آتش غصہ دل مین شعلہ زن ہوئی اور عالمگیر کی پاس جا کر دادخواہ ہوا کہ دختر منسوبہ میری
کو جو لڑکی عبد اللہ کہوکہر کی تہی شاہ محمد امیر نی اپنی منسوبہ کر لیا ہی اور کچہہ خوف نہین کیا کہ بادشاہ داد کر ہمکو

کیا لکھی گا بادشاہ کی فیصل کرنا اس مقدمہ کا روبرو اپنی خود دیکھ لیں گے غور کر کر ایک کاغذ دیا کہ لکھی حضرت شاہ محمد امیر
کی بہت نام اونکی کیا اور شیخ اشرف کو تسلی دی کہ خاطر جمع رکھو انصاف ہوگا غرض جب شاہ امیر مقام محروسہ
متصل دہلی پہونچے تو بادشاہ بلحاظ خاندان سادات عظام استقبال کو آیا مگر آپ نے ملاقات نہ کی اور فرمایا کہ
اس وقت ہم مدعی علیہ ہوکر واسطے جوابدہی مقدمہ شیخ اشرف کے آئے ہیں ملاقات تو شاہانہ نہیں کر سکتے جب
انفصال مقدمہ دیکھا جائیگا دوسرے روز جب حضرت شاہ محمد امیر دربار شاہی میں تشریف لیگئے تو حسب اتفاق
اس روز انتیسویں ماہ رمضان کی تھی اور ہر شخص کو خواہش دیکھنے ہلال ماہ رمضان کی تھی بسبب اسکے کہ وہاں
ماہ شوال کے ہر طرف محیط آسمان تھا اور کچھ اختلاف بھی وجہ میں آنکا تھا یعنی کوئی ۲۹ اور کوئی ۳۰ ماہ رمضان
کی کہتا تھا اور [illegible] عالمگیر نے شیخ اشرف سے پوچھا کہ ہلال عید کب ہوگا اشرف نے جواب دیا کہ آج رات کو چاند ہوگا
حضرت شاہ محمد امیر یہ بات سنکر فرمانے لگے کہ آج انتیسویں تاریخ چاند کی ہے آج ممکن نہیں کہ چاند نظر آوے البتہ
کل کو چاند ہوگا شیخ اشرف پھر دوبارہ بولا کہ بیشک آج ہوگا بادشاہ نے جو یہ گفتار ہر دو فریقین کی سنی تو فرمایا
کہ آپ دونوں اہل مقدمہ ہیں اول صدق اور کذب مقدمہ کا اسی بات پر منحصر ہے اگر آج چاند نظر آگیا تو معلوم
ہوا کہ شیخ اشرف سچا ہے اور اگر آج چاند نہ ہوا تو بالتحقیق شاہ محمد امیر راست پر ہیں اور جسکا معاملہ راست ہوگا
اوسکو [illegible] ہوگا جب تمام دن گذر گیا اور وقت دیکھنے ہلال عید کا قریب پہونچا تو اشرف نے ایک رنج کا
[illegible] اور عمل کر کر [illegible] عمل اسمائے الٰہی موکلان کو [illegible] بلندی پر چڑھا دیا اور سب [illegible] چاند
بچشم خود چاند دیکھ لیا اور [illegible] شاہی سے [illegible] ہلال [illegible] لوگوں نے جاکر شاہ محمد امیر کی خدمت
یا حضرت شیخ اشرف سچے ہوئے اور عید نظر آیا حضرت نے پالکی منگوا کر سوار ہوئے اور دربار شاہی میں پہونچکر عالمگیر
نے بھی طنزاً کہا کہ یا حضرت شیخ اشرف کا کلام صادق ہوا آپ یہ کلام سنکر مسکرائے اور تیز نظر سے آسمان
[illegible] کیطرف دیکھا تو [illegible] اور [illegible] جادو [illegible] ہوگئی [illegible] کہ وہ بادل
درمیان دربار شاہی آگرا اور شیخ اشرف [illegible] ہوا اور عقیدہ بادشاہ بالکل اوسکی طرف سے
اوٹھ گیا اور بادشاہ حضرت شاہ محمد امیر کو ملا [illegible] شیخ اشرف دربار شاہی سے [illegible] گیا [illegible]
[illegible] لیکن [illegible] عبادت الٰہی [illegible] سال [illegible]

تسلیم ہوی اور عہد وفات اونکا بھی عہد عالمگیری تہا اور تاریخ وفات ان دونو صاحبونکی جو مفتی غلام سرور زیب طور یادگار رہنے کی باعث ہی سو درج ذیل کیجاتی ہی **قطعہ تاریخ حضرت حاجی محمد سعید صاحب لاہوری** محمد سعید آن سعید زمان + کہ بیرون ست وصفش زگفت و شنید + بتاریخ ترحیل آن شیخ دین + ندا شد ز دل شیخ واصل سعید + ۱۰۸۱ھ **قطعہ تاریخ وفات شیخ اشرف** چو اشرف برفت از جہان فنا + نہان شد یکی آفتاب شرف + چو جستم ز دل سال ترحیل او + عیان شد یکی آفتاب شرف +

فصل در بیان مقبرہ عالیہ حضرت علی مخدوم ہجویری غزنوی جلالی المشہور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ

یہہ حضرت بڑے اولیاؤں میں بڑے بزرگ مشہور ہیں حضرت کے والد کا نام حضرت عثمان بن علی جلالی غزنوی اور یہہ حضرت مرید حضرت شیخ ابو الفضل بن حسن ختلی کے ہیں اور مذہب حضرت کا مذہب امام اعظم کوفی تہا اور یہہ حضرت بڑے کامل اور جامع علوم ظاہری و باطنی تہے سلسلہ انکا جنیدیہ اور ہجویر اور جلاب دو محلے ہیں محلات شہر غزنین میں حال تشریف آوری انکا یہہ ہی کہ اول یہان لاہور میں حضرت حسین زنجانی پیر بہائی انکی قطب لاہور تہی بعد اسکی حضرت کی پیر نے انکو ارشاد فرمایا کہ تم لاہور میں جاؤ حضرت نے عرض کی کہ وہان میرے پیر بہائی یعنی حسین زنجانی موجود ہیں وہان میرے جانیکا کیا فایدہ ہوگا تب انہوں نے فرمایا کہ تمکو چون و چرا سے کیا غرض ہے بلا توقف چلے جاؤ القصہ یہہ حضرت لاہور میں بوقت شب تشریف لائے اور بیرون شہر شب باش ہوے جب صبح کو داخل شہر ہونے لگے تو کیا دیکہتے ہیں کہ جنازہ حضرت حسین زنجانی کا لوگ اوٹہائے ہوے لئے آتے ہیں حکمت الہی کو دیکہکر شامل جنازہ ہوے اور تکفین و تدفین فرمائی بعد اسکے اسی جگہہ پر جہان خانقاہ شریف ہے استقامت اختیار کی اور ایک مسجد بصرف زر خود تیار کرائی چنانچہ اب تک اوسی مسجد کی زمین پر مسجد ثانی نو تیار موجود ہے اور اب بسنہ ۱۲۷۹ ہجری میں ایک شخص گلزار شاہ نامی سادہو نے معرفت مسمی نور محمد سادہو کے اوس مسجد کو از سر نو اسی بنا پر تعمیر کرا کے بلند کیا دارا شکوہ کتاب سفینۃ الاولیا میں لکہتے ہیں کہ جب حضرت مرحوم نے یہہ مسجد بنوائی تو بہ نسبت اور مسجدوں کے رخ قبلہ اس مسجد کا ذرا سا مائل بسمت جنوب تہا علمایان لاہور نے اسپر اعتراض کیا اور حضرت سنکر خاموش تہے جب تعمیر مسجد سے فراغت پائی تو آپنے ضیافت کل علما و فضلا کی فرمائے

اور خود امام ہو کر اس مسجد میں نماز پڑھائی اور بعد اسکی سب حضرات سے فرمایا کہ تم لوگ اس مسجد کی قبلہ انحراف
پر فرمایا کہ اب دیکھو کہ قبلہ کسطرف ہی چنانچہ سب نے دیکھا تو انکا رنگی قبلہ بالمسامتہ بچشم ظاہر نظر آیا حضرت نے
کہا کہ دیکھو قبلہ کدھر ہی سب نے یہہ کرامت حضرت کی دیکھکر تسلیم کیا اور اپنے اعتراض سے نادم ہوئے اور شہرہ
کرامت حضرت کا مشہور ہونے لگا اور آپ قطب الاقطاب مشہور ہوئے اور وجہ شہرت حضرت کی باسم مبارک
گنج بخش یہہ ہی کہ اہل اسلام میں یہہ دستور مروجہ ہی کہ ہر ملک و ہر شہر کا ایک قطب ہر حال ہر وقت حاکم و محافظ ہوتا
ظاہر ہی کہ حکومت ظاہری کو سپرد حاکمان ظاہری ہوتی ہی اور حکومت باطنی فقیروں کی سپرد ہوتی ہی چنانچہ اہل اسلام کا
عقیدہ ہی کہ کوئی شہر اور کوئی ملک بغیر حکومت قطب نہیں رہتا چنانچہ جو حکم الٰہی ہوتا ہی انہیں لوگوں کی معرفت
جاری ہوتا ہی اور عزل و تبدیل سلطنت ظاہری کا بھی انہیں کی معرفت ہوتا ہی اور چونکہ بعض بڑے
کامل درویش اولیا میں اسلئے انکے حکم کوئی فقیر حاکم باطنی ہندوستان کا مقرر ہوتا ہی سوائی حکم انکی
نہیں ہوتا چنانچہ سنہ پانسو ہجری میں حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز ان حضرت کی مزار
پر آئے اور چلہ کھینچا اور چلہ کا یہہ دستور ہی کہ اکثر بزرگ ایک بند مکان میں چند مدت بیٹھکر خور و خواب ترک کر
الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اور جس بزرگ کی قبر پر چلہ کھینچتے ہیں اس بزرگ کی روح سے استمداد کرتے ہیں چنانچہ
حضرت کی مزار کی جنوب رویہ اندرون چار دیواری مکان چلہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا ایک حجرہ ہی
حضرت موصوف اس عبادت خانہ میں تین برس تک تشریف فرما رہے اور پھر حضرت کو حکومت ہندوستان جنت نشان کی
عطا ہوئی اور مزار ہمایوں آثار انکی اجمیر شریف میں مشہور و معروف ہی اور ہزارہا خلق دور و نزدیک سے
وہاں حاضر ہوتی ہی اور کروڑہا روپیہ کا اسباب انکی مزار پر موجود ہی جب یہہ حضرت تشریف فرمائے ہند
ہونے لگے تو دست بستہ پائینی کی طرف کھڑے ہو کر یہہ شعر پڑھا ؎ گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا + ناقصاں را
پیر کامل کاملاں را رہنما + اور اسی روز سے نام مبارک حضرت کا گنج بخش مشہور ہوا اور آج تک ہزارہا خلق
ہر ملک و ہر دور و نزدیک سے حضرت کی زیارت کی واسطے آتی ہی اور حصول مرادات ہوتی ہی اور ہمیشہ جمعرات
اور خاص جمعہ کے دن ہجوم زائرین ہوتا ہی اور ہر ایک جمعہ کو آٹھویں دن میلا ہوتا ہی خلقت شہر لاہور
کی مزار شریف پر جمع ہوتی ہی اور شیرینی و نذر مزار کے والی ہی ہوتی ہے اور دروازہ اسکو ابھی تک سمیت الاولیائین

فصل در ذکر مقبرہ داتا گنج بخش علی ہجویری

لکھتا ہے کہ جو کوئی چالیس روز یا چالیس جمعرات آپکی مزار مبارک پر حاضر ہووے جو مراد چاہے خدا سے پاوے اور اپنی نسبت لکھتا ہے کہ میں چالیس روز برابر حضرت کی مزار پر حاضر ہوتا رہا اور جو مطلب چاہا مجھکو طفیل حضرت کی جناب الہی سے حاصل ہوا وفات حضرت کی باب میں احوال مختلف مسموع ہوئے ہیں چنانچہ عارف نامی مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ مصنف نفحات الانس ۴۶۵ھ چار سو پینسٹھ اور صاحب تذکرۃ الاصفیا ۴۶۴ھ چار سو چونسٹھ اور حضرت دارا شکوہ صاحب سفینۃ الاولیا ۴۶۶ھ تحریر فرماتے ہیں اور دروازہ اندرونے خانقاہ پر یہہ مادہ تاریخ تحریر ہے

شعر چونکہ سردار ملک معنی بود سال وصلش بر آید از سردار

مادہ اس تاریخ کا لفظ سردار ہے اور سردار کے عدد چار سو پینسٹھ ۴۶۵ھ ہوتے ہیں اور مفتی غلام سرور صاحب نے جو قطعات تاریخ حضرت کے بامید اندراج کتاب ہذا ارسال کئے ہیں سو یہہ ہیں

شعر علی غزنوی ان شاہ ہجویر سراپا نور روشن ماہ ہجویر ✣ سفر چون کرد زین دنیاے فانی شدہ خالد بخلد جاودانی عیان تاریخ او چون ما گفتیم ✣ علی ہجویری عالیجاہ گفتیم ✣

اسکے عدد چار سو چونسٹھ ۴۶۴ھ ہوتے ہیں

شعر چو آن شاہ جہان اندر جنان شد ز سرور سال وصلش سرو عیان شد

ہمین مادہ تاریخ لفظ سرور ہے اور سرور کے چار سو چھیاسٹھ ۴۶۶ھ عدد ہیں

شعر بسال رحلت آن عارف دین ندا آمد ز رضوان کاشف دین ✣

اس تاریخ سے ۴۶۵ھ بر آمد ہوتے ہیں کہ مادہ تاریخ لفظ کاشف دین ہے اور جناب والا مقام حضرت مولوی احمد بخش صاحب چشتی تکدل اللہ تعالی فرماتے ہیں

شعر شیخ عالی علی ہجویری بود مخدوم ہر صغار و کبار ہست سردار زیور لاہور طرفہ تاریخ وصل آن سردار

لفظ ہست اور سردار اور زیور لاہور تینوں لفظوں سے علیحدہ علیحدہ ۴۶۵ھ نکلتا ہے فقط حال اس مقبرہ عالیہ کا کمترین نے کتاب سفینہ وغیرہ سے لکھا۔ واضح ہو کہ یہہ خانقاہ باہر دروازہ بھاٹی کے غرب رویہ مکان عالیشان مشہور و معروف ہے قبل اسکی گرد نواح اسکی قبرستان بہت بھاری تھا اب مسمار ہو گیا اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بہت سے مقبرے اور قبور جو گرد نواح اسکے تھے مسمار کرادی تو بھی بہت قبور تا ہنوز باقی ہیں دروازہ آمد و شد اس خانقاہ کا جنوب رویہ پس پشت مسجد ہے باہر راستہ کے متصل ایک چبوترہ پختہ جو اب صاحبزادون نے بنایا ہے اور روبرو اس چبوترہ کے ایک دالان جسکے پانچ کھڑکیاں پختہ ہیں اور ایک دروازہ شمالی خشتی پختہ جو کہ منبہ چراغی گنجری عرصہ تیس سال سے بنا ہوا ہے اور ایک دالان پس پشت اس دالان کے اور ہے اور پہر غرب رویہ اسکے باورچی خانہ پختہ جسکے تین دروازہ ہیں عرس کے روز وہان کہانا تقسیم فقرا

کے داخلی طیار کیا جاتا ہے اندر دو تمبوری میں اور پھر اسی راہ کے غرب رویہ ایک اور چبوترہ فرش سنگی نشست
احباب ان کے ہو پھر آگے اسکے دو دوکان ہیں ایک تو آمد و شد [illegible] باہر کی نکل - اور دوسرا طبقہ چبوترہ اور اس
چبوترہ پر شہر سوس جان نائب ناظم لاہور کی قبر ہے زیر دیوار مسجد ہے اور ملتصق اس قبر کے غرب رویہ ایک دالان
ستونہ در پختہ میں نواب خان بابان کا ہے اول وہ سنگ سیاہ کا تہا سو وہ سو سال کا ہوا کہ ایک لرزا آیا
تو اوسکی جگہ بحکمہ وہ دالان گر گیا پھر محمد جان مختار ٹکسال مہاراجہ صاحب نے حسبی ہوا دیا اس تعمیر کو تخمینا تیس برس گذرے
میں جو شمال رویہ اس دالان کے ایک راستہ باہر قبرستان کو جاتا ہے اور اس راہ کی شمال رویہ ایک چاہ و سبیل عالی
پختہ موجود ہے اس چاہ پہ دو تیں ریہ سنگیں چڑھ کے جاتے ہیں اور سر دروازہ اس چاہ کے ایک دروازہ مسقف
پختہ جو کہ رانی چند کور والدہ کنور نونہال سنگھ ابنیہ مہاراجہ کھڑک سنگھ نے سمت ۱۸۹۵ اٹھارہ سو پچانوے میں
بنایا اور اس میں ایک حوض چشمہ کی شمال رویہ ہے اور اس دالان میں ایک کھڑکی جو کی شمال میں ہے اسکی اندر تخمینا
محمد جان مہتمم ٹکسال نے جو سنہ ۱۲۴۱ بارہ سو اکتالیس ہجری میں بنے پھر قبر تک اسکے دروازہ اندر جانیکا بحکم تہا
مسقف عالیشان موجود ہے اسکے آس پاس دو لستہ نامیں سنگ مرمر سفید کے معہ فرش سنگ مرمر
اور جو گہوٹ دروازہ کی بھی سنگ مرمر سفید کی ہے اور اوپر محرابی عمارت میں ایک پتھر سنگ مرمر کا
لگا ہوا اور اس میں یہ تحریر ہے هو العزیز لا اله الا الله محمد الرسول الله شعر ابیات
روضہ کہ باشد [illegible] الست - مخدوم علی پاست گرامی حق ہویت - درہستی ہست [illegible]
زآن سال حسابش بعمل آراست - یہ تاریخ حضرت جامی ہے اور اوپر اسکے جو یہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم خط متانت تحریر ہے یہ تمام عمارت میں اکبر بادشاہ ہے مگر بعد اسکے مسقف
بھی رہی ہے جیسا کہ اندر [illegible] ایک محمود مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اور دوسری دفعہ [illegible]
تیسری دفعہ شیخ امام الدین نے سفیدی کرائی اور یہ چار دیواری خاص الکہ کی سوائی ہوئی بسبب بوسیدہ
ہو جانے کے پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر نے سمت [illegible] اٹھار سو اتنی میں سقف ہائی طیار کرائی تہی
طاق تختہ اس دروازہ سنگ مرمر کی مسقف عمدہ ہے پھر اس دروازہ کے اندر جانے سے ڈیوڑھی ہے جسکا
قالبی چشتی جو [illegible] بھی عمارت اکبری ہے پھر اس ڈیوڑھی کے اندر جاتی ہی مسجد ہے [illegible]

تھا بنیاد اینٹ بنوائی تھی مگر اب گلدار شاہ سادہ ہے ستانہ از سر نو بنیاد سابقہ پر تعمیر کرائی ہے اگلا نشان جو ہے کے گنبد تھ گئے
فقط سقف چوبی تھی اب گنبد بھی طیار ہو چکا ہے میں اور دیوار تمام منقش اور منبت کاری اور ڈیوڑھی کے شمال رویہ دروازہ خانقاہ
بنا ہوا اور اوسکے ساتھ دروازہ محرابی قالبی مسجد کا اور دروازہ آمد و شد کے اوپر کا نسخہ کلام مزنگ سفیدی اور سرخ لکھا ہوا
ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ خانقاہ علی ہجویری + خاک جاروب از درش بدار + خط ایک گرہ بدر
حق بین تماشو بی واقف ز اسرار + چونکہ مرد ارتکاب نہ بود + سال وصلش برآید از سر دار سنہ ۱۲۶۰ اور مسجد کے شرق رویہ
سرزمینہ ایک قبر پختہ شیخ سلیمان مجاور کی ہے یہ قبہ پہلے عہد اکبر بادشاہ میں بنی اور بالمنتافہ اسکے ایک چھوٹا سا دروازہ چوبی
مقام چلہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی کا ہے یہ چھوٹا سا مکان ہے اور اوسکے اوپر گنبد خشتی عمارت اکبری ہے جب
اندر مقبرہ کے مکان مربع ہے اس میں چاروں طرف دالان ہیں ایک تو پائنتی کے طرف یعنی دالان جنوب رویہ جسمیں شرق رویہ ایک
کوٹھڑی ہے اسکا ایک دروازہ محرابی غرب رویہ اور دوسرا بیچ و گلی سے شمال رویہ ہے جسمیں نوبت بجتی ہے اور یہیں
روز عرس تقسیم نان و ختم شریف ہوتا ہے پھر شرق رویہ ایک دالان جسکے جنوب رویہ ایک کوٹھڑی ہے اس دالان کے بیچ پانچ در ہیں اور شمال رخ یہ
ایک دالان جسکے پانچ دروازہ خشتی محرابی ہیں یہ تو طیار کردہ مہاراجہ صاحب کنور نونہال سنگہ ہے اور اوسکے کشادہ کرنیکے واسطے
اپنی چند کوٹھڑیاں اور زمین بنا کے چھت گرا دی تھی اب دالان کشادہ ہو گیا ہے اس دالان میں قرآن شریف رکھے ہوئے ہیں اور حفاظ ہر روز
انمیں تلاوت کرتے ہیں ان میں چار قرآن شریف تو اس وضع کے ہیں کہ ایک ایک سیپارہ کی جلدیں علیحدہ علیحدہ بنی ہوئی ہیں
ایک ایک صندوق میں بند رہتے ہیں جو کوئی آتا ہے ان میں سے جو سیپارہ چاہے لیکر پڑھ لے ان میں سے ایک قرآن
تو مہاراجہ محبوبہ بخت سنگھ نے سنہ ۱۲۵۱ میں چڑھایا اور دوسرا محمد خان چٹھہ گوجرانوالہ نے احمد گڑھ ضلع سے اور تیسرا نواب
دکھن نے اپنی دستخط لکھکر بھیجا ہوا ہے اور اوسکے ہر سیپارہ کے آخر پر یہہ تحریر ہے الحمد للہ جزو فلان قرآن مجید
باہتمام رسید بخط محمد ہادی المشتہر بمومن الملک علاء الدولہ جعفر خان نصیری بہادر ناصر جنگ وقف نمود تا سبب
آنکہ تلاوت نماید ہر کہ توفیق یابد و نذر کند ثواب آن را بروح مقدس خاتم الرسالت سیدنا و علی آلہ افضل
الصلوات و اکمل التحیات و قرآن ہذا بمزار قدوۃ السالکین میر علی ہجویری در لاہور بتولیت رئیس
مقام و مجاور روضہ مقدسہ باشد الی ما شاء اللہ در سنہ ۱۱۲۷ یکہزار و یکصد و بست و ہفت ہجری فقط
اور ابتدا ہر ایک سیپارہ کے یہہ لکھا ہے — بتوفیق الٰہی محمد ہادی المشتہر بمومن الملک علاء الدولہ

در میان بغدادی بهادر یار جنگ بعد احتیاط مجلدات مسعوده بخط خود انشاء تحریر التمر [illegible] مالا

ارسال داشته بعد ازان قرار داده که در هر مصحف مجلد که نوشته شود یک قاری در هر مصحف مجاور قاری موظف

کرده بحضور خود شب و روز تلاوت مشغول دارد و بعد هر ختم فاتحه و اخلاص خوانده ثواب آن را بروح مطهر حضرت

رسول الله صلعم نثار نماید چنانچه مجلدات بهشت و محرات بست و دو تا داد هر یکصد و سی و [illegible] جهات

بست و چهار نکاهی شده و هستند درین کار اند بعد ازان حق سبحانه و تعالی بدل القا کرد که قرآن [illegible] اولیاء مشاهیر

وقف کرده تلاوت دارد چنانچه در سنه ۱۱۲۱ یکهزار و یکصد و بست و یک بحری قرآن مجلد اجمیر [illegible] حضرت خواجه معین الدین

چشتی قدس سره فرستاده و دو حافظ موظف کرده و در سنه ۱۱۳۰ یکهزار و یکصد و سی قرآن مجلد بمزار [illegible] فرستاده

دو قاری موظف تلاوت نموده و دیگر در سنه [illegible] قرآن مجلد بمزار حضرت خواجه قطب الدین و قرآن مجلد بمزار

حضرت نظام الدین اولیاء و قرآن مجلد بمزار حضرت نصیر الدین چراغ دهلی قدس سرهم بدهلی فرستاده و هر قرآن قاری

موظف تلاوت گردانیده و در سنه [illegible] قرآن مجلد بمزار حضرت مخدوم میر اشرف جهانگیر سمنانی قدس سره فرستاده

دار التلاوت [illegible] موظف کرده که در آنجا موظف تلاوت نماید و در سنه یکهزار و یکصد و [illegible] دو

مجلد [illegible] فرستاده [illegible] آثار قدم رسول الله صلعم گذاشته قاری موظف گردانید که تلاوت [illegible]

در سنه یکهزار و یکصد و سی و [illegible] قرآن مجلد بمزار حضرت شیخ جلال قدس سره فرستاده و یک قاری موظف کرده و بتلاوت [illegible]

داده و در سنه [illegible] قرآن مجلد اسعد الله پور [illegible] مزار حاجی سراج الدین ارسال کرده و یک قاری موظف گردانید و در

[illegible] در سنه یکهزار و یکصد و سی و چار قرآن مجلد [illegible] بمزار حضرت [illegible] الدین [illegible] قدس سره فرستاده

یک قاری موظف تلاوت نموده و در سنه [illegible] قرآن مجلد بهار بمزار حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد قدس سره فرستاده

یک قاری موظف تلاوت گردانیده و در سنه یکهزار و یکصد و سی و [illegible] قرآن مجلد بمدینه منوره روضه مطهر حضرت رسول

صلی الله علیه وسلم ارسال داشته [illegible] قاری موظف تلاوت گردانیده و در سنه [illegible] قرآن مجلد [illegible] سلطان المشایخ

سالار مسعود غازی قدس سره فرستاده و یک قاری موظف گردانیده و در سنه یکهزار و [illegible] قرآن مجلد [illegible]

مزار [illegible] الکاملین سید محمد گیسودراز قدس سره فرستاده یک قاری موظف گردانیده و در سنه یکهزار و یکصد و سی و [illegible]

قرآن مجلد [illegible] مزار [illegible] مولوی [illegible] قدس سره فرستاده و یک قاری موظف گردانیده و در سنه [illegible]

برائے مجاور بابت زیارت مزار شیخ شرف الدین شرف الحق بوعلی قلندر قدس سرہ فرستادہ تا ہشتاد قاری موظف گردانیدہ
قبل ازین در سنہ یکہزار و یکصد و بیست و چار قرآن مجید بجہانگیر نگر فرستادہ مسجد عالمگیر بنا کردہ (در سنہ ۱۱۳۱) جہت سی قاری موظف
داشتہ کہ مداومت بر تلاوت دارند و ہر قرآن بتولیت متولی انجا گذاشتہ حالا ابتدای شد بکتابت سی جزو و بست و ہفتم قرآن
بیت انکہ بعد اتمام وقف کردہ بلاہور بمزار قدوۃ الاولیا پیر علی مخدوم ہجویری فرستادہ سہ قاری موظف کردہ شود کہ بوجہ
تقرر مدام در تلاوت مواظبت دارند فقط اور چوتہا قرآن بہائی امیر بخش کا اور بڑی بڑی رحلون پر سات قرآن شریف
بہت بڑے جنکا طول ایک گز اور عرض ۱۰ اگرہ اور چار میانہ مگر وہ بھی بڑے ہین جنکا طول ۱۰ اگرہ ہی یہہ قرآن
پڑہنون آئے ہین کہ ایک تو رنجیت سنگہ نے بوقت فتح پشاور پشاور سے یہان بہیجا تب سے یہان رکہا ہوا ہے اور دوسرا
شیخ غلام محی الدین صوبہ دار کشمیر پدر نواب شیخ امام الدین نے نذر کیا اور تیسرا میان صمد و تاجر کشمیری ساکن امرتسر سوداگر
پشمینہ نے چڑہایا اور چوتہا میان غلام یٰسین خوشنویس لاہوری نے نذر کیا اور پانچوان بخط بہاری جو مشک سے
تحریر ہوا ہے اسکا حال معلوم نہین یہہ بہت مدت کا ہے اور چہٹا بخط ملتانی یہہ نواب ملتان نے نذر کیا اور ساتوان بخط
ملتانی یہہ بہی قدیمی ہے اب اس دالان کے شرقویہ سے راستہ نکالکر قبر شیخ امام الدین خان بہادر کی سنگ مرمر سے
بنی ہے مقبرہ اسکا بہی مربع ہے اور اوپر قبر پر چہت نہین اور اسکے چار دیواری شرقویہ دالان خشتی جسکے تین دروازے اور
تین چہجے چوبی طاق والے اور شمال رویہ ایک دالان اسمین دو حجرے خورد زیر و بالا چوبی اور زینہ بالاخانہ موجود ہے اور ایک
کہڑکی جو واسطے ہوا اور روشنی کے جسمین جنگلہ آہنی لگا ہوا ہے اور جنوب رویہ کے آگے پنجرہ چوبی اور اسمین ایک
کہڑکی آمد و شد کے واسطے موجود بطور دالان ہے اور اس دالان مین گلکاری ہوئی ہوئی ہے اور دیوار جنوبی مین
اول رنگ لاجوردی بطور چار تختہ نکے کیا ہوا ہے اور اوسپر بخط منولہ مرزا امام ویردی کے دستخطی یہہ تحریر ہے
دریغا کہ بی ما بسی روزگار ٭ بروید گل و بشگفد نوبہار ٭ بسی تیر و دی ماہ و اردی بہشت ٭ بیاید کہ ما خاک باشیم و خشت
اور نیچے اسکے کمترین ذرہ حقیر امام ویردی ۱۲۷۵ اور نیچے اسکے تاریخ وصال نواب موصوف کی جو سنہ پر بطرف
غرب و جنوب و شرق تحریر طرف غربی سے لیکر طرف شرقی تک بطرف شمالی تو دروازہ پنجرہ چوبی ہے ٭ از خامہ عفو
آن خداوند غفور ٭ کز صنع وی بشر از خاک سرشت ٭ بر تربت نواب امام الدین خان ٭ آرامگہش بہشت تاریخ نوشت
درمیان اس چار دیواری کے قبر چبوترہ سنگ مرمر اول چبوترہ خشتی اور اوسپر چبوترہ سنگ مرمر سفید اور

دوسرا مزار سنگ مرمر کا اوسکے صاحبزادہ غلام محمد سبحانی صاحب کی معرفت سے تیار ہو کے
اور محراب بناکر اوسمیں اول بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ایک کونے میں یا کبیر یا رحیم یا عفو
اور چاروں طرف اوسکے کلمہ شہادت تحریر ہے اور بیچ اوسکے یعنی چھاتی قبر پر یہہ تاریخ و ابیات تحریر ہیں ابیات
خوبکہ نواب شیخ امام الدین + سنگ مرمر دیا در و بحاجت بہاد + گفت ہاتف سال تاریخش + احمد مجتبی بیعش باد +
اور نیچے یہہ تحریر ہے تاریخ دوم شعبان ۱۲۶۵ بارہ سو پینسٹھ ہجری اور سرہانے یہہ تحریر ہے — حکم کاد
واسی کتاب — اور اخلاص الحمد سے بحرف — اور سب یہہ مزار والان قبر کا ہے آہنی جنگلہ چوبی پر لگا
اور آمد و رفت سنگ کے واسطے دالان محراب والا حضرت گنج بخش صاحب سے ہے اور یہہ مکان بھی تحت عمل مجاوران
ات صاحبزادہ نواب امام الدین خان میاں غلام محبوب سبحانی سال بھر میں ایکسو اسی روپیہ کسبات مہر وزینہ
بطور نذر انکو دیتے ہیں اور آمدنی ماہواری واسطے تیل کے اور ضروریات کے واسطے دالان حجرے میں ایک دوا
صندوق نذر کا رکھا رہتا ہے اوسمیں سے آمد و رفت ہے جب نواب صاحب کے بار لوگ آتے ہیں تو ادب سے
آتے ہیں اور یہہ دروازہ مقفل رہتا ہے فقط اور مزار کو ہر بار حضرت میر علی ہجویری کے بیوتر سنگ مرمر
واقع ہے اور مزار شریف سنگ مرمر کے حسین گلکاری سنگین بطور مسوط ہوئی ہے اور مزار کے
ہیں ایک لوح دوخت رکھا اور پھر ایک دست کا اور چبوترہ اور اوسپر تصویر اس کی چبوترہ ہے اور مزار
کاسی کا واقع ہے مقبرہ مبارک رحمتیہ علاقہ کھولنے والا ہی پڑا رہتا ہے اور اس چبوترہ پر ایک حجرہ حویلی
پشت پہلو واقع ہے یہہ حجرہ حویلی میاں عوض خان مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بنوایا تھا سنہ ۱۲
چالیس میں دیوار حجرہ کا خوب ردیف ہے بیچ میں مزار پر انوار حضرت کی ہے اور دو قبریں ایک شیخ
حمادی کی اور دوسری شیخ ابو سعید ہجویری کی کہ یہہ دو حضرت کے ہمراہ ہی آپکے ہمراہ تشریف
لائے تھے پہلے یہہ سلطان محمود غزنوی کے برادر زادہ ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی
نے بنوائی اور چبوترہ اور لوح مزار اوسکا لیکن ہے اور لطف یہہ ہے کہ تعویذ مزار شریف دو گز طول
سہ عرض کا ہے ایک ہی پتھر کا ہوا ہے یہہ تختہ سنگ مرمر کتنا بڑا ہوگا کہ جس سے یہہ تعویذ نکالا
گیا ہوگا ۱۲ ایک گز حجرہ حویلی تعمیر کرایا ہے اور

گنبد ڈاکٹر محمد حسین متعینہ میڈیکل کالج نے نا مینا کاری لگوائی ہیں اور سفیدی گنبد کی فضل الدین داروغہ محبس راولپنڈی
نے کرائی ہے گنبد چونکہ پختہ خشتی ہے جسکا گنبد اوپر سے سنہری تعمیر ہوا اور اوس گنبد کی تاریخیں تعمیر کے متفرق لاہور بہت
لکھی ہیں از انجملہ تاریخ ان میں سے ایک میاں فیدا شاعر نے تحریر کی ہے درج کیجاتی ہیں — نور محمد چونا نو بنا + مقبرہ
کرم مخدوم ما + گفت فیاض تاریخ او + مقبرہ منعم مخدوم ما ۱۲۸۷ھ اور دوسری تاریخ مصنفہ مفتی غلام سرور صاحب جو
اونہون نے درباب تعمیر اس گنبد کی لکھی تھی اور بوقت تصنیف کتاب ہذا کے بامید اندراج میرے پاس بھیج بسود ہی ہے
کہ عجب نور محمد بنا + روضہ پر نور صدق ولی + مقبرہ سید گنج بخش + قرۃ ابصار نبی علی + انکہ در کونین فرمان شد + سید
سردار ستہ غزنوی + قطب جہان سرور اقطاب دین + گنج سخا مظہر نور جلی + سال بنائش بخرد گفت دل + روضہ عالی علی
ولی ۱۲۸۷ھ اور حضرت کے مقبرہ کے سرہانے کیطرف ایک حوض جو پاس ہی ہے مسکین پانی سے بہرا ہوا رہتا ہے زائرین وہ پانی
انکھوں کو لگاتے ہیں اور دالان جنوب رویہ پر ایک مکان واسطے کبوتروں کے بنا ہوا ہے اور بہت کبوتر اوس میں رہتے ہیں اور
چار دیواری میں زمین پختہ خشتی اور شرقی رویہ و جنوب رویہ باہر متصل گنبد بارہ قبریں جنکی تفصیل ذیل میں درج ہوگی اور شمال رویہ
چار دیواری کی باہر ایک اور چار دیواری خشتی معہ چاہ و مکان تکیہ بینہ جنت سرکار مقبولہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ہے جو اونے
بنواکر مجاورین کو دیدی ہے وہاں انکا فقیر رہتا ہے اور جنوب رویہ ایک دو کوٹہہ اور ایک چاہ بنا ہوا ہے ایک دالان در دو
کوٹہری تو میاں قمر الدین مجاور نے اور دوسرا ایک دالان اور ایک کوٹہری اور ایک چاہ میاں فضل الدین و غلام نبی و
ولی محمد مجاوران نے بنوایا ہے اور شرقی رویہ لب سڑک میاں صدر الدین مجاور نے ایک مسجد پختہ مسقفہ معہ چاہ
آب ۱۲۸۷ ہجری میں بصرف زر خود بنائی ہے اور میاں علاء الدین مجاور نے شرقی رویہ مسجد میاں صدر الدین مجاور کے ایک
دالان سہ درہ اور ایک دیوانخانہ تین دریچہ والا اور ایک کوٹہری بنوائی ہے اور حد زمین اس مقبرہ کے ہر سہ طرف
شرقی و شمالی و غربی تا لب سڑک اور جنوبی تا بدرو متصل امام بارہ ہے عرس حضرت کا تاریخ بیسویں ماہ صفر کے
ہوتا ہے اور ایک میلہ بروز آخر چہار شنبہ ہوتا ہے مگر اوس روز مجلس ہوتے ہے اور عرس میں ہوتے ہیں ایک چوبلا اور
دو میلہ ہوا ہیں ان حلوا و دال نخود معہ گوشت تقسیم ہوتے ہیں اور خادم لوگ نذریں چڑہاتے ہیں اور بعضوں کو ستارہ دیتے
بھی عنایت ہوتے ہیں اور سرکار سے بعہد مہاراجہ رنجیت سنگہ ایکہزار روپیہ سالیانہ ملتا اور کچھ ملتا تھا اب ایکسو روپیہ
سالتمام عطا ہوتا ہے اور ایک چاہ وقعہ شیش محل متصل مزار شریف نہیں والا ہے اور کچھ اراضی متفرقہ زیر [illegible]

زمانی سے ارباب معافیات کے ہاں سلسلے ابھی موجود ہیں مگر ان میں سے اب کچھ نہیں رہا اور گرد نواح چار دیواری کے
بہت سے درخت ناسپاتی وغیرہ کے اب موجود ہیں اب ۲۶ آدمی مجاور علی الدوام حاضر رہتے ہیں حال
یہ ہے کہ حضرت یہاں تشریف لائے تو اس وقت یہاں ایک شخص رائے راجو نائب حاکم پنجاب حضرت کا مرید ہو کر
مسلمان ہوا اور نام اسکا شیخ ہندی رکھا گیا اور اسکی اولاد تا حال خادم و مجاور ہیں آج تک اسکے یہاں پشت بہ پشت
وہ ایک ہی چلا آتا ہے بعد ازاں شیخ لطف اللہ سے جو بہت کثیر ہوئی ہیں اولاد بڑھنے لگی اور نوبت
یہاں تک کہ ایک شخص ان کے بزرگوں سے مقرر تھا اور ان کے اندر چار دیواری کے رہیں اور جب اولاد انکی بڑھ
گئی تو پھر چار دیواری کے باہر ہونے لگیں اور جس قدر آمدنی مزار کی ان مجاوروں میں بتعداد مجاورین تقسیم ہوتی ہے
جب کوئی لڑکا اگر کسی مجاور کے گھر پیدا ہوتا ہے تو حصہ اسکا جاری ہے اور جب کوئی مر جاتا ہے تو اسی
حصہ اسکا بند ہو جاتا ہے ان مجاوروں میں سے اگر کوئی شخص غیر حاضر ہووے یعنی کسی اور ملک کو چلا جاوے تو اسکو
بھی حصہ نہیں ملتا جب پھر آوے تو حصہ پاوے اور یہ دستور قدیم سے فیمابین مجاورین جاری ہے اور شجرہ نسب
حضرت علی مخدوم گنج بخش ہجویری سید حسنی ہیں اور نسب شریف انکا اس طرح سے زبانی مجاورین کے ظاہر و مشہور
طیبہ حسنی کے حضرت علی گنج بخش بن سید عثمان بن سید علی بن سید عبد الرحمن بن سید عبد اللہ ہجویری بن سید ابو الحسن علی
بن سید حسن بن زید شہید بن حضرت امام حسن بن علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ اور نسبت حسنی بیعت انکا
حضرت کا یہ ہے کہ یہ حضرت مرید خواجہ ابو الفضل بن حسن ختلی کے اور وہ خادم شیخ علی حصری کے اور وہ خادم شیخ
شیخ شبلی کے اور وہ خادم حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کے اور وہ خادم حضرت سری سقطی کے اور وہ خادم حضرت معروف
کرخی اور وہ خادم حضرت داود طائی کے اور وہ خادم حضرت حبیب عجمی کے اور وہ خادم حضرت امام حسن بصری کے اور
خادم حضرت علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے فقط اور حال مرمت مزار کا حال بعد ذکر چار دیواری مزار
کے ختم ہو چکا ہے یہ بھی کہ میر مومن خان سبحاری ہے جو بعد ہے اگرچہ دربار محمد شاہ بادشاہ سے سرفراز ہوئے اور
بادشاہ کی طرف سے خطاب نوابی ملا اور بعد ازاں صوبہ لاہور کے نائب ناظم ہوئے بعد اسکے اولاد انکی یہاں رہ
ہوئے ایک میر عبد الغفور خان دوسرے میر امیر خان بعد ازاں میر سید الغفور خان صاحب کے یہاں دو بیٹے ہوئے
خان اور دوسرا ایک صاحبزادی مسماۃ مہتاب بیگم اور میر عادل خان صاحب کے یہاں دو پسر ہوئے ایک

درود مسلی میر عبدالمومن بعد ازان میر غلام بخش صاحب کے یہان ایک صاحبزادی مسمات مہتاب بیگم ہوئے اور میر عبدالمومن
خان صاحب کے یہان دو صاحبزادیان ہوئین ایک اصالت بیگم اور دوسری سید بیگم میر نجف علی خان سے کتخدائی ہوا اور اصالت بیگم
کی یہان ایک فرزند حکیم شیر علی جو اب مختار کاری کرتا ہے اور سید بیگم کی یہان ایک فرزند میر محمد علی پیدا ہوا سو وہ
جوان لاولد فوت ہوا اور حکیم شیر علی کے یہان دو فرزند ایک عالم شاہ دوسرا شمشیر علی سو یہہ ابھی چھوٹے ہین
یہان تک ذکر اولاد میر عبدالغفور ابن نواب میر مومن خان ہوا باقی رہا امیر محمد خان خلف نواب میر مومن خان سو انکا
حال یہہ ہے کہ میر امیر محمد خان صاحب کے یہان دو فرزند ہوئے ایک میر اولیا اور دوسرا میر بدھن میر اولیا صاحب لاولد گئے
اور میر بدھن صاحب کے یہان ایک فرزند میر نجف علی خان ہے اور سید بیگم بنت میر عبدالمومن بن میر عادل خان
بن میر عبدالغفور خان بن نواب میر مومن خان مرحوم میر نجف علی خان سے کتخدائی ہوئے بعد انکی میر محمد علی بھی لاولد
گیا اب صرف مائی سید بیگم باقی ہے اور اوسنے حکیم شیر علی ابن اصالت بیگم کو اپنا متبنی کیا جب وہ سات برس کا
تہا تو قدرت الہی سے والدہ اوسکی فوت ہوئی تب اونون نے اپنے دودہ سے وبیٹے پرورش کیا اور عہد
نواب میر مومن مین جب وہ صوبہ دار لاہور کے تہے اوسوقت رعایای لاہور اونکے بندوبست سے بہت خوش تہے
اگرچہ یہہ خود مختار نہ تہے لیکن نواب خان تہا در حقیقت اصلی ناظم لاہور تہا وہ امیر بن ساختہ پرداختہ آنکا قول کہتا تہا شہر
لاہور مین خاص اندرون دروازہ موچی و جنوب رویہ بازار کشمیری اکثر عمارات شاہانہ یادگار انکی ہین اور یہہ آخری
ناظم لاہور ہوئے اور بعد اونکی پھر کوئی ناظم بادشاہ کیطرف سے یہان نہ آیا اور بحین تشریف آوری احمد شاہ ابدالی
تخریب ائی ہوئے چونکہ ارادت کامل جناب میر علی مخدوم گنج بخش ہجویری از بس رکہتے تہے اور مقام یاد اونکا
حضرت مرحوم کو فردوس برین سے زیادہ تر تصور کرتے تہے اسواسطہ حسب وصیت اونکی مرقد بہی انکا
ایک بیسوین ہوئی اور اتبک موجود ہے نیکنامی آنکی یہانتک ہے کہ اتباک اگر ایک آدمی آتا تو نیک
یاد کرتا ہے اور فاتحہ خیر دیتا ہے عہد حکومت و نظامت مین تمام کام نیک انسے سرزد ہوئے کہ انکا یاد گار
انکی مین چنانچہ جد امجد فدوی ایک ذکر انکا بچشم خود دیدہ بیان کرتے تہے کہ اونکی عہد نظامت مین ایک
کہتر انی ماہ پیشانی شگفتہ حسن دلفریب انکی کے ہو رہا نمک از بست ہوسکا البتہ وصال [illegible] ہے مگر اب
اوسکی طرف کبہی متوجہ نہوئے تہے حتی کہ لاکہہ روپیہ تیار خرچ کیا مگر کام نہوا جب [illegible] لوپس ہوئے

دیا ان ایسا کیا کہ مرزا مغل بیگ ہیں بیرا آمد رسالدار صاحب مرحوم کا تھا جسم پر اوستاد کھڑی ہوتی جو اری
آدمی وہاں پہونچی تو اوس شہر میں نے ایک آدمی کو مار ڈالا اور لوگ اوسکے صدقہ اوسی ہوکے گہوڑے کے
لگے سے سٹ گئی ہوا صاحب کے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ کیا حرکت ہے تو اوس نے کہا حضور میں اسیر ہو کر
سمعان جیون سنگہ جیا ہجر اب کہا کہ میں تم سے ایک درد ہم شکل ایک جا جہتی ہوں اور بالعموم ایسکا ارتکاب
اسلام اور آدمی پر مالا کلام کیا نواب صاحب مرحوم یہ ذکر کرتے ہیں گہوڑی سے اترے اور اوسکو دا لے لگے کے
بس ہی تیر اٹھا ہوا اس معاملہ میں ہدایا لے کر بعد دو سپاہی کو میں کہتی نور العین تیرا پیدا ہوا ہو یہ حال دیکھکر سپاہی گھوڑا اور
رت المرد مسدی عیر اسلام سمیت ہو دو اسلام اوسکے قدم بوسی کو مستعد بطور دوڑا چلے اور سعادت کی من اوٹھالے ہیں
اور بعض حال بحالات تسلیم علایہ حضرت شیخ کا دوسرا ہے کہ آپ ایک مرد اللہ جو سید تہا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان
ہوا اور بخدمت حاضر باشی تنے روزہ مواد ہو اور حضرت کے نام اسکا شیخ عبد الحی کہا اور اسکا بیٹا شیخ لطفی اور اوسکا بیٹا عماد اللہ
اور اوسکا بیٹا شیخ امر اللہ اوسکا بیٹا شیخ حبیب اللہ اوسکا بیٹا شیخ قدرت اللہ اوسکا بیٹا شیخ ظہور اللہ اوسکا بیٹا شیخ
عزیز اللہ اوسکا بیٹا شیخ مراد اللہ اوسکا بیٹا شیخ لطیف اللہ ہوا ان پر دوستیت تک ایک ایک آدمی ہوئے انکا سلسلہ
چلا آیا بعد انکے شیخ لطیف اللہ کے یہاں دو بیٹے ہوئے ایک شیخ سلیمان دوسرا عثمان شیخ سلیمان کے ہاں ایک
بیٹا شیخ علاء الدین اور شیخ علاء الدین کا بیٹا شیخ محمد اسکا بیٹا شیخ بدر الدین اوسکے دو بیٹے ایک شیخ امام الدین دوسرا
نظام الدین شیخ امام الدین کے دو بیٹے ہوئے ایک شیخ رحمت اللہ دوسرا شیخ کمال اللہ شیخ رحمت اللہ کا بیٹا شیخ
عزیز اللہ اسکا بیٹا شیخ یحیی اور اسکا بیٹا شیخ صدر الدین لاولد اور شیخ کمال الدین امام الدین بھی لاولد ہا اور شیخ رحمت اللہ
کا بیٹا شیخ حشمت اللہ اوسکا بیٹا شیخ امام علی ہوا سو وہ بھی لاولد مرگیا اور شیخ نظام الدین بن شیخ بدر الدین کے دو بیٹے
ہوئے ایک شیخ محمد جمال دوسرا شیخ نور الدین شیخ نور الدین کے یہاں ایک بیٹا شیخ ضیاء الدین ہوا اور لاولد رہا اور
شیخ محمد جمال کے یہاں ایک بیٹا محمد شرف ہوا اور محمد اشرف کے یہاں بیٹی ایک پیر محمد دوسرا محمد ابراہیم لاولد اور پیر محمد کے
یہاں ایک بیٹا محمد سلطان ہوا اور محمد سلطان کے دو بیٹے شیخ ظہور اللہ و شیخ سانچ محمد خان محمد کے یہاں ایک بیٹا ہوا
حسام اللہ اوسکا ایک بیٹا ... اور اوسکا بیٹا شیخ عثمان لاولد اور شیخ ظہور اللہ بن محمد سلطان کے یہاں دو بیٹے ہوئے
ایک محمد عظیم دوسرا شیخ معظم ... لاولد رہا اور محمد عظیم کے تین بیٹے ہوئے ایک شیخ احمد لاولد دوسرا شیخ محمد مسلم

بن سید عبداللہ بن سید بڈھی ہوئے ایک شیخ شادی لاولد دوسرے شیخ شمس الدین تیسرے مقیم الدین جو در شیخ شمس الدین
احمد بن سید علاء الملک شیخ محمد الدین دوسرا شیخ احمد دین کہ موجود ہین اور شیخ محمد بن عظیم کے یہان ایک بیٹا شیخ
ہوا اوسکے چار بیٹے شیخ حسن دین شیخ امام الدین شیخ نظام الدین شیخ الہ دین اب شیخ امام الدین کا بیٹا مہتاب دین
اور شیخ نظام الدین کا بیٹا علم الدین موجود ہین اس مقام تک ذکر اولاد شیخ سلیمان بن شیخ لطف اللہ کا ختم ہوا اور دوسرے
صاحبزادہ شیخ لطف اللہ کے جو شیخ عثمان تھے اونکی دو بیٹے ایک عبدالملک دوسرا شیر محمد ہوئے اور عبدالملک کا ایک
فرزند قاسم علی ہوا سو لاولد گیا اور شیر محمد کے تین فرزند ایک علی محمد لاولد دوسرا سلیمان تیسرا شیخ محمد ہوئے اب اول شیخ سلیمان
کے اولاد کا ذکر ہوتا ہے کہ انکا ایک فرزند محمد مراد ہوا اور محمد مراد کے تین فرزند ایک سعد الدین لاولد دوسرا بدر الدین لاولد
تیسرا شیخ عابد اوسکے دو فرزند ایک شیخ فتح دین لاولد دوسرا شیخ نصیر الدین اور اوسکے دو بیٹا ایک شیخ عارف ۔

دوسرا شیخ عابد شیخ عارف کے دو بیٹے ایک شیخ صادق لاولد دوسرا شیخ ہاشم کے تین بیٹے ایک شیخ بڈھا جسکا بیٹا
شیخ علی محمد لاولد اور دوسرا علاء الدین جسکا فرزند امیر دین ہے دوسرا شیخ دینا جسکے بیٹے چراغ الدین محمد عطا محمد بیٹے
موجود ہین تیسرا شیخ بابو جسکا بیٹا صدر الدین موجود ہے اور شیخ عابد بن نصیر الدین کے یہان ایک بیٹا محمد غوث ہوا
جسکے آگے دو بیٹے شیخ الٰہی بخش و شیخ جیمو چنانچہ شیخ الٰہی بخش کا بیٹا چھینڈو ہوا اور اوسکے دو فرزند ایک غلام [illegible] دوسرا غلام حسین
موجود ہے اور شیخ جیمو کے یہان دو فرزند ایک شیخ غلام نبی دوسرا ولی محمد لاولد شیخ غلام نبی کے یہان دو بیٹے شیخ
غلام محمد و شیخ عابد جو موجود ہین اب اولاد شیخ محمد بن شیر محمد کا حال گذارش ہوتا ہے شیر محمد کے یہان ایک بیٹا شیخ
عبدالشکور اور اوسکا بیٹا شیخ ضیاء الدین ہوا اور ضیاء الدین کے دو بیٹے ایک محب علی دوسرا شیخ حسن لاولد اور محب علی کے
ایک بیٹا شیخ نور اللہ جسکے تین بیٹے ہوئے ایک شیخ یعقوب لاولد دوم شیخ اکبر لاولد تیسرا شیخ جہانگیر اور جہانگیر کے
چار بیٹے ہوئے ایک مراد بخش لاولد دوسرا شیخ دیدار بخش لاولد تیسرا شیخ امداد بخش جسکا ایک بیٹا شیخ فقیر بخش لاولد
رہا اور نور محمد جسکا بیٹا فضل الدین لاولد رہا چوتھا خدا بخش جسکے یہان دو بیٹے ایک شیخ گھسیٹا لاولد دوسرا شیخ
امیر بخش جسکے دو بیٹے فتح دین اور کریم بخش موجود ہین فقط اور مجاوران کے حصص مین اور بھی گذارش یہ ہے کہ
جسقدر زن و مرد مجاوران کے جو بھی موجود ہین سب کے سب برابر حصہ پاتے ہین جب کوئی تولد ہوتا ہے تو حصہ اونکا جاری
ہوتا ہے اور جبکہ ہی مر جاتا ہے تو حصہ موقوف ہو جاتا ہے اور جو کوئی غیر حاضر ہو کر کہیں چلا جاوے تو اوسکو

حصہ نہیں لیا اگر باہر آجاوے تو حصہ پاوے اور ان لوگوں کی عادت ہے کہ مکان میں مقرر رہیں تا فقط کوٹھڑی ہوتی جس کے اندر
اور بیچ حصہ قلیل رسد و عرس و صدقات وغیرہ اگر کوئی ارادت مند علیحدہ چڑھاوا چڑھاوے تو اس مقدار سے زیادہ ہو سکے گا پھر بھی
ہوتا ہے دوسرے کو اس میں شمولیت نہیں ہوتی اور جس قدر چڑھاوا خانقاہ کا ہوتا ہے اس میں سب کو
ہوتے ہیں بعد وصال حضرت کے محمد جان شاہ کا یہ حال ہے کہ ایک ... پاس ہی متصل ہو ...
ہمارے تحقیق میں سنگ کی طرف ہے ... سلسلہ شطاریہ ... سے درست ...
مسجد میں مجاوری ... کیا جاتا ہے کیونکہ اس کا ... موجود ہیں اور ایک چاہ بھی محمد جان ...
کا حال کے اس جگہ اور اسی کے دو چار ہزار آباد کر کے ... تھا اور سرکار سکھاں سے بھی جاگیر ... تھا
ساعت تقرر حاجی ... چلا ... گیا اور سرکار انگریزی سے العوض اس کے بجائی ایک ...
یار ... کے متصل ... کے ہے ... گئے وہ جاہ ... سلسلہ شطاریہ ... اس کا معاملہ ...

فصل در ذکر مقبرہ حضرت شاہ محمد غوث قادری قدس سرہ مقبرہ شریف ...

بطرف شرقی فصیل شہر لاہور جنوب دروازہ دہلی ... یہ روضہ اکبری ہے ...
جامع مسجد تو یہ مزار ... دیوان ... ممتاز الدولہ کے ...
مغربی شہر لاہور ... واقع ہے اور اس مزار کے گرد چار دیواری ہے اور ... دیوار ...
چار دیواری ... دیوان ... شاہ صاحب ... اور اس چار دیواری کے دروازہ میں ایک ...
ایک جنوب رویہ دروازہ ... شرقی رویہ کے متصل ... ایک چاہ جاری ... موجود
و خانقاہ یعنی مزار کے سامنے کی طرف ایک حوض مربع ... قدیمی ... اس کا اور
تالاب ایک مسجد پختہ ... کا تعمیر کرایا ہوا مسجد کے میانہ طاق پر یہ تحریر ہے اول سطر لا الہ الا
اللہ محمد رسول اللہ ... اور دوسری سطر میں یہ دو شعر تحریر ہیں ...
مسجد ... دوسرا شعر یہ ہے ... گشت تاریخ ...
دروازہ کے جنوب طرف ... اور ایک ... موجود
واقع ہے سلسلہ حضرت شاہ محمد غوث علیہ الرحمۃ قادریہ ہے اور ... سید محمد غوث ...

بن سید عبد اللہ بن سید محمود بن سید عبد القادر بن سید الیاس بن سید بدر الدین حسین بن سید شہاب الدین
احمد بن سید علاؤ الدین بن سید احمد بن سید شمس الدین قادری بن سید محمد شہید بابا بن احمد متقی بن سید صالح
بن سید ابی نصر صالح بن سید عبد الرزاق بن غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ اور ایک جہان حضرت کی
قبر ہے یہان سابقہ حویلی فدائی خان کوکہ عالمگیر کی تھی یہہ حضرت قدیمی ساکن پشاور سید حسن آپ کے باپ کا نام اور جد امجد
انکے سید عبد اللہ گیلان سے آئے اور تمام ملکونکی سیر کر کے ساکن پشاور ہوئے اور ان حضرت یعنی شاہ محمد غوث
صاحب نے بھی تمام ہندوستان مین سیر فرمائی اور حضرت شاہ دولا اور شاہ بھیکہ و حضرت سید عبد الغفور نقشبندیکی
خدمت مین اور نیز اور صدہا بزرگان وقت کی خدمت سے فیضیاب ہوئے اور ان حضرت کو سوائے خاندان قادریہ کے اجازت
ہاتھ مین سلسلہ عالیہ چشتیہ و نقشبندیہ مین بھی تھی اور کرامات و خوارق انکے صدہا مشہور ہین کہتے ہین کہ دو شخص ایک
گونگا اور ایک اندھا ان کے خدمت مین حاضر ہوئے اور نیاز مندانہ عرض کی کہ یا حضرت آپ سید ہین اور ہم آپکا نام
سنکر خدمت مین آئے ہین چاہتے ہین کہ آپ ہمارے لیے جناب الٰہی مین دعا کرین الٰہی حق سے خلاصی کرین یہہ بات سنکر اول
آپ متوجہ ہوئے اور بعد ازان دست مبارک اپنا اندھے کے آنکھون پر لگایا وہ بینا ہوگیا اور گونگی طرف مخاطب ہوکر
فرمایا کہ کلمہ پڑھو اوسنے اوسیوقت کلمہ شریف پڑھا اور یہہ حضرت اپنی تصنیف کی ہوئے رسالہ غوثیہ مین لکھتے ہین کہ
کہ جب مین لاہور مین آیا تو اول بمقام مقبرہ عالیہ حضرت میان میر شب باش ہوا تو حضرت میان میر مجھپر ظاہر ہوئے یعنی خواب مین آئے
اور بعد متوجہ ہونے کے ایک شغل یعنی وظیفہ عطا کیا اور فرمایا کہ یہہ وظیفہ کیا کرو دوسرے روز علی الصباح اوٹھکر مین
بخدمت حضرت شیخ حامد لاہوری حاضر ہوا اور اونسے طالب استفادہ کیا تو اونہون نے براہ کشف فرمایا کہ آج رات کو جو حضرت
میان میر صاحب نے تمکو شغل عطا کیا ہی وہی کافی ہے کچھہ اور حاجت ہماری توجہ کی نہین اور یہہ حضرت شیخ حامد صاحب
ذہبی بزرگ صاحب کرامات تھے اور ہمیشہ متصل خانقاہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے رہا کرتے تھے وفات حضرت شاہ محمد غوث
صاحب کی سنہ ایکہزار ایکسو ستتر مین واقع ہوئی چنانچہ مفتی غلام سرور صاحب نے ایک قطعہ تاریخ بامید اندراج
کتاب ہذا میرے پاس بھیجا اور وہ یہہ ہے + محمد غوث پیر رہنمای + کہ بود در سیدان دین ممتاز + بتاریخ وصال
آن شہ دین ندا آمد کہ سید پیر فیاض + ۱۱۷۷ اور چار دیواری بیرونی کے ایک اور چار دیواری عالیشان تھی
دو در یہ پولنے اور مسمار ہوگئی تھی اب از سرنو میان غلام نبی صاحب گیلانی وارث نے اوسکو تیار کرایا اور دروازہ اسکا جنوبی

معطائی چھت سربکنی اور اس چار دیواری کے اندر ایک اور چبوترہ چار رخت ایسا موجود ہے خشتی اور اوپر اسکے
ارد گرد اس چبوترہ کی سنگ مرمر سفید لگا ہوا ہے اور اوپر چاروں طرف سیرہ ہاے چوبی لگائی گئی ہیں سامنے
کی طرف چراغدان خشتی اور غرب رویہ اس چبوترہ کے الان سہ در خشتی واسطے نشست زائرین کے اور ایک کوٹھڑی
خشتی اور ایک مکان جو واسطے تیل وغیرہ رکھنے کے موجود ہے اور یہ مکان حسب اہتمام [illegible] بنا ہوا ہے
اور بالائے اس چار دیواری مقبرہ کے کٹہرہ چوبی سبز رنگ [illegible] لگا ہوا ہے اور چبوترہ اندر والی پر چار طرف کٹہرہ
سیرہ ہاے چوبی لگی ہوئی ہیں دو قبریں ہیں ایک خود حضرت کی اور بطرف مشرق حضرت کے اہلیہ مرحومہ کی اور
فرش تمام چبوترہ کا سفید بنا ہوا ہے اور اب ان حضرت کو ایک سو چار سال وفات پائی کو گذر چکے ہیں اور جمعرات اکثر عورات و مرد
ہنود اہل اسلام کے واسطے جاتے ہیں اور انکو چراغاں بھی ہوتی ہے ایک شخص عبد اللہ نام مجاور یہاں موجود ہے
اور سال بسال میں تاریخ ۱۷ ربیع الاول عرس مبارک ان حضرت کا ہوتا ہے اور اب تک اولاد انکی پشاور میں حضرت سید
اور سید میر جان صاحب اور سید اسمعیل شاہ صاحب وغیرہ صاحبزادے آپ کے بکثرت اور سوا اسکے خطہ کشمیر اور لاہور میں
بھی معزز و مکرم ہیں چنانچہ خاندان سید بزرگ شاہ صاحب مرحوم کہ [illegible] صاحب موجود ہے
الغرض تمام خلق اللہ [illegible] انکو مرشد کامل جانتی ہیں اور سرکار کی طرف سے جاگیر تخمیناً [illegible] ہزار کی انکو واگذاشت ہے
سابق میں قریب ایک لاکھ روپیہ کی تھی [illegible] لوگ وہاں کے انکو پیر کرکے مانتے ہیں اور سوا اسکے [illegible]
رئیس [illegible] ہیں اور جو آدمی [illegible] ہوئے ہیں وہ انکو نقدی امداد [illegible] ایسی طرف سے [illegible] سے
کوٹھی دار کو یہاں متولی مقرر کیا ہوا ہے [illegible] مجاور کو دیتا ہے اور کچھ خرچ [illegible] ہوتا ہے اور جو کچھ
پاس بچ جاتا ہے تمام [illegible] جاتے ہیں اور چار دیواری [illegible] اور بھی بہت سے
[illegible] وغیرہ [illegible] ایک کرامت ان حضرت کی چشم خود دیدہ تحریر کرتا ہے کہ تمام پنجاب میں
مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ جب عہد سکھاں کنور نونہال سنگھ خلف مہاراجہ کھڑک سنگھ ولی عہد مہاراجہ رنجیت سنگھ
خود مختار ہوا تو اسنے حکم دیا کہ نواحی شہر لاہور کی صفائی کی جاوے اور جسقدر درخت اور مکان ہیں مسمار کر دئیے
جاویں چنانچہ بہت سے قلی مزدور [illegible] مقرر کر دئیے کہ وہ اس کام کو انجام دیں چنانچہ آغاز اس صفائی کی
[illegible] سے شروع ہوا [illegible] آئے اور درخت کاٹنے والے [illegible]

پونچی کہ دوسرے روز مزار پرانوار کو بھی منہدم کرنیگے بلکہ تھوڑا چبوترہ بھی دونے گرایا بھی گیا تو اوسی رات کو مہاراجہ کھڑک سنگہ
راہی عالم بقا ہوی اور روز سبب مرجانے حاکم وقت کے مدد قلیوں کی بھی نہ لگے کیونکہ سب کام بہ کار کی تعمیل تھے مگر
سب لوگ خوف کہاتے تھے کہ آج تو یہہ خانقاہ بچ رہی ہے لیکن کل کو ضرور گرائی جاویگی قضا کار جب کنور نونہال سنگہ
بعد مہاراجہ کھڑک سنگہ کو جلاکر دروازہ روشنائی متصلہ قلعہ سے داخل قلعہ ہونے لگے تو ایک سنگ عظیم اور تھوڑی سے
دیوار بام دروازہ سے سر کنور صاحب کے گر پڑی اور کنور صاحب مع راجہ اودہم سنگہ صاحبزادہ راجہ گلاب سنگہ برادر حقیقی
مہاراجہ رنبیر سنگہ والی حال جموں و کشمیر اوسکے صدمہ سے سخت زخمی ہوئے بلکہ اوسی رات کو دونو صاحب مرگئے اور یہہ اتفاق
صدمہ انہدام سے بچ رہے اور سب لوگوں میں مشہور ہوا کہ بسبب خفگی حضرت شاہ محمد غوث کی کنور نونہال سنگہ مارا گیا کہ
اوسنے باوجود اوسکے کہ بہت لوگ رعایا و سرداران وقت سے اوسکے پاس حاضر منت دار ہوئے اور عرض کئے کہ اس خانقاہ کو
کہ ایک سید پیر کی مزار ہے مت گراؤ کسی کے کہنے پر لحاظ نکیا اور براہ غرور حکم گرانے مزار کا نافذ کیا آخر خدا کے یہاں سے
اپنے غرور کی سزا پائی اوس روز سے زیادہ تر لوگ انکا ادب کرتے ہیں اور قبر پر اکثر اوقات غلاف سبز رنگ پڑا رہتا ہے
اور نیز ایک نشان رنگ سبز یا نیلہ قبر پر قایم رہتا ہے اور اندرون چاردیواری کے چاروں کونوں پر چار برجیاں خشتی موجود
ہیں اور باہر والی چاردیواری کے اندر تخمیناً ۵۰ درخت گوندی و کیکر و بیر و ان بیر وغیرہ کے موجود اور چوالیس قبر سادات
وغیرہ کی موجود ہیں نزدیک مزار حضرت کے تین قبریں ایک میر غفار صاحب کی اور دوسری انکے بہائی اور ایک خواجہ
محمد شاہ نقشبندیہ کی موجود ہے یہہ صاحب نقشبندیہ کشمیری ہیں اوپر اکثر لوگ انکا ادب کرتے ہیں

ذکر مقبرہ حضرت شاہ بلاول قدس سرہ

[illegible] کا موضع [illegible] لاہور سے ایک فاصلہ پارہ کوس [illegible] واقع
ہے یہہ حضرت مرید حضرت شیخ شمس الدین مرید حضرت شاہ ابو اسحاق کے جنکا مقبرہ موضع مرنگ میں ہے اور وہ مرید حضرت
داود بندگی کے جنکے مزار شیر گڑہ میں ہے اور وہ مرید سید حامد صاحب کے اور وہ شمس الدین محمد کے اور وہ اپنے والد سید علی کے اور وہ اپنے
والد سید احمد کے اور وہ اپنے باپ سید صوفی کی اور وہ اپنے باپ ابی فقر کے اور وہ جناب غوث الاعظم سید محی الدین عبد القادر جیلانی
کے اور یہہ حضرت دایم الصوم اور قایم اللیل شب بیدار تھے ہمیشہ رات دن لنگر انکا جاری رہتا تھا حتی کہ جو کوئی انکے یہاں آتا تھا
بغیر کہانا کہائے جانے نہ پاتا تھا اور بہت بڑا مسافر خانہ انکا یہاں بمقام تہر مشہور تھا اور اکثر اشخاص مریض بیماروں کے واسطے
پانی کا کوزہ آپ کے پاس لیجاتے تھے اور حضرت کچھہ پڑہ کے اوسپر دم کر دیتے تھے بفور پینی پانی کے مریض اچھے ہوجاتے تھے

وفات آپکی بست و سیوم شہر شعبان سال یکہزار چہل و شش کے ہوئے اور مدت عمر حضرت کی ستر سال اور مقام مبارک آنکا
میں ہے قبر آپکی مشہور ہے اور مفتی غلام سرور صاحب نے جو تاریخ وفات آپکی میدان لاح ہیج سو یہہ ہے **قطعہ**
حضرت شاہ بلاول شاہ دارین جاہ بود سرورح پاک او ہر آن کثرت رحمت سفر چون کرد زین دار فنا سوی لقا
وا آمد یکی بلبل بلاول مست جنت ۱۰۴۶ اور دوسری تاریخ مصنفہ مفتی غلام سرور یہہ ہے **قطعہ** حضرت شاہ بلاول
شاہ والا کہ بود او شیخ کامل بہ اکمل تاریخ وصال او چو گفت گو ہادی الی اللہ الفصل بلاول تاریخ وفات
حضرت شیخ شمس الدین قادری کے جو مرید خلیفہ بلاول کے تھی اور سال ہزار کمیں وفات اونکی وقوع میں آئی مصنفہ
مفتی غلام سرور یہہ ہے شیخ شمس الدین کمال اور حق مرشد سر ملک چند بودہ نہیں گشت تاریخ وصالش طرفہ تر
مہر فردوس شمس المتقین ۱۰۷۵ در کتاب ثمرات الجلیس ثابت ہوا ہے کہ بزرگ حضرت شاہ بلاول کے ہمایوں شاہ
کے ساتھ ہند میں آئے اور وطن اصلی انکا ہرات تھا جبکہ مدت سے اونکی ہند میں سکونت قائم ہوگئی تو اونہوں نے اجازت وطن کی
چاہی تو ہمایوں نے رخصت نہ دی اور کمال مہربانی سے موضع شیخوپورہ نام اوسکا اول تھا اور تہا اونکو عطا کر دیا تا کہ حضرت کے بزرگ
وہاں میں جا کر وہاں رہنے لگے اور حضرت شاہ بلاول اکثر اوقات یہہ شعر پڑھا کرتے تھے **شعر** زندگی مقصود بہر بندگیست
زندگی بے بندگی شرمندگیست اور صاحب ثمرات الجلیس اپنی کتاب میں جو اوسنے حالات حضرت کے حال میں تالیف کی ہے
لکہتا ہے کہ ایام طفولیت میں شوق بندہ پرستی تہا چنانچہ اکثر اوقات یہہ شعر کتاب حق کا حضرت پڑھا کرتے تھے
شعر الہی بدہ تو توفیق ستم را بسازم بھی تحقیقم اکثر در حضرت عالم الغیب التماس کیا ہے کہ ایک
عورت زندگی ہلائے ہوئی اس سے کہ دہی جو حضرت نے اوسکو دیکہا تو فرمایا کہ اے مائی تجھکو کیا ہوا ہے کہ ایسی صورت سے روتی ہے
اوس نے کہا کہ وہ لڑکا میرا آپکے کہیل کرتا تہا مرگیا ہے آپنے فرمایا کہ وہ مرا نہیں سوتا ہوگا چل تا ہم اوسکو دیکہیں وہ عورت اونکو ہمراہ
لے گئی جب حضرت اوسکے سرہانے پہونچے تو اوسکو ہلانے لگے کہ اوٹھ تہلی بار کہیل کا وقت کیوں سوتا ہے الغرض وہ لڑکا مثل
اوسی سوا ہوا ہے جلدی اوٹہتا ہے اوٹہہ کہڑا ہوا جب یہہ کرامت حضرت کی مشہور ہوئی تو حضرت کی بزرگوار حضرت شیخ عیسی حضرت کی الدیکہ
جو شہر میں رہتے تھے کہا کہ شاہ بلاول کو لاہور لیجاو اسکی جگہ ہم میں نہیں ہے اور حد علم اور والد بھی حضرت کے ولی کامل تھے اوسوقت حضرت
جب سات برس کے ہوئے تو حضرت کا والد اونکو لاہور میں لے آئے اور لوگ شیخ محمد المشہور شیخ منا کی مسجد میں پڑھنے بٹھلایا اور اول جو اوستاد
نے آپکو پڑہایا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد کہا کہ کہو الف بے تے آپنے تمام قاعدہ پڑھا بسا دوسرے

روز سپارہ عم یتساءلون کا اخیر سپارہ قرآن شریف ہے اونکے آگے رکہا آپ اوسکو پڑہنے لگے اور بے مدد اوستاد
چند آیات پڑہکر سنائین — اوستاد کو خیال ہوا کہ شاید یہہ لڑکا آگے سے پڑہا ہوا ہے الغرض پہلے ہی دن آپنے نصف
قرآن ختم کرلیا دوسرے روز اوستاد نے آپکے باپ سے پوچہا کہ آپکے بیٹے نے پہلے بہی اپنے وطن مین قرآن پڑہا ہوا ہے
اونہون نے کہا کہ نہین اوستاد نے یہہ بات سنکر بہت تعجب کیا حضرت کے والد نے کہا کہ انکا معاملہ ایسا ہی ہے یہہ کامل ولی ہونگے
چنانچہ اوستاد بہی انکا ادب کرتا تہا بعد ازان حضرت نے چہہ مہینہ مین قرآن شریف حفظ کرلیا جب یہہ امر مشہور ہوا تو اونکو
چشم زخم ہوا اور بیمار ہوگئے اور بہت ضعیف و کم زور ہوگئے اور والد اونکے اسبات سے بہت متردد تہے ایکروز کا ذکر ہے
کہ والد اونکے گہر سے باہر نکلے تو ایک شخص کے ہاتہہ مین کتاب گلستان تصنیف حضرت شیخ سعدی تہی اونہون نے کتاب اوس سے
لیکر فال نکالی اتفاقاً بوقت کہولنے فال کے یہہ شعر برآمد ہوا کہ **شعر** تشخصی ہمہ شب بر سر بیمار گریست + چون سحر شد
ان مرد و بیمار بزیست + مضمون فال سے اونکو یقین ہوا کہ بچہ بلاول اچہے ہوجائینگے اور ہم مرجائینگے چنانچہ ایسا ہی وقوع
مین آیا کہ حضرت اچہے ہوگئے اور والد اونکے فوت ہوگئے جب یہہ حضرت یتیم ہوگئے تو ایکروز آپکے خیال مین گذرا کہ کچہہ لکہنا بہی
سیکہنا چاہئے اس فکر مین بازار لاہور مین جہان مسجد وزیرخان ہے سیاہی قلم خریدنے کو تشریف لائے وہان ایک
شخص صحیم القلب نے آپکو دیکہا اور کہا کہ میرے یہان ایک بہت اچہی ترکیب سیاہی کی ہے اگر آپکو مطلوب ہو تو وہ سیاہی
بلا خرچ اور بہت مفید ہے آپ لے لو اوسکا مکان پوچہا اوسنے شاہدرہ بیان کیا آپ اوسکے ساتھہ روانہ ہوئے جب گذر
راوی کہاٹ پر پہنچے اور مستعد تہے کہ کشتی پر سوار ہون اسی اثنا مین جناب شمس الدین شمس الآفاق کشتی سے اوترے اور
اوترتے ہی دست مبارک اپنا اونکے سر پر رکہا اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آپکو ان کامون کے واسطے پیدا نہین کیا آپکو لازم ہے کہ
میری صحبت مین رہو آپنے یہہ بات سنتے ہی قبول کی اور اونکی صحبت مین حاضر رہا اور اونکی خدمت مین بیعت کی ایکروز کا
ذکر ہے کہ آپ باغ گلاب پیر اپنے کے سیر کے واسطے تشریف لے گئے جب صبح شاہ صاحب کے پہنچے تو ہوا گرم تہی اور ایک
درخت سایہ دار وہان تہا حضرت کے پیر آپکے زانو پر سر رکہہ کے سوگئے بعد اوسکے ایک شخص وہان آیا اور اوس درخت پر چڑہ گیا
اور کچہہ لحاظ ادب نکیا اور لکڑیان توڑ توڑ کر نیچے پہینکنے لگا آپ نے اوسکو منع کیا وہ باز نہ آیا آپکو خفگی ہوئی اور بنظر خفگی کے
اوسکی طرف دیکہا وہ اسیوقت درخت سے گر کر مرگیا جب حضرت کے پیر بیدار ہوئے تو ایک شخص کو ہلاک دیکہکر احوال دریافت کیا
آپ نے تمام حقیقت بیان کی یہہ سنکر فرمانے لگے کہ ابہی تم زندہ فقیر ہو اسقدر جلال نچاہئے اور حکم دیا کہ محلہ [illegible] جاؤ اور [illegible] مشہور [illegible]

وہاں جاتے تھے اور صحبت دائم الصوم اور دائم الصلوٰۃ ہے ایک وقت بعض راگ سیلو مانگا اور دو رستے نان جویں کیا لے کے جابجا
اینٹ ایک مسجد موجود ہے کہ لوگ اس کی صفا میں مگر آپکی دو کرامات کہتا ہے ولا الاصلین سے نقل کرتا ہوں کہ آپکے محلہ
میں ایک شخص کے گھر میں فرزند تولد ہوا اور بچپن میں ہی سبب ہے کہ جنکے وہاں بچہ پیدا ہوتا ہے اور تولد ہوتا ہے لوگ محبت اور
اقبال اپنی لیے آتے ہیں اور جماعت ساری جو القدر داد کو بعد حسن دنیا سے جیا تھا اوسکے گھر میں جمع ہو لوگ آ گئے
اور بجانے بجانے لگے جو کہ وہ شخص صحبت تھا اور کہ اوسکے پاس رہتا اوسکا یہ حال کہ تعجب سے ظاہر ہوا حجرہ مبارک سے نعرہ
کھلی ہاتھ میں لیکر باہر آ گئے اور وہ آ گئے آپ نے دیوار کو مارا اور پھر واپس حجرہ کے چلے گئے آدھی دیوار سے آگ گر کر وہاں
سو گیا اور تمام بانسے آدمیوں کے طبلے تک سب ٹوٹ گئے اور اقبال اور جماعت لوگ دوڑ کر سے اٹھا کر لے گئے اور بعد چند مدت اوسکے
حضرت کے سر کا حکم آیا کہ اصل مکان کو بیچ آئے وہاں سے اور ٹیکہ کرلیں دنیا کی جہاں اسرار ہیں دوار حضرت کی واقع ہے
آپ نے کہتے ہیں کہ جہاں مزار شریف ہے اوس وقت وہاں ایک چبوترہ تھا اور وسیع درخت تھے آپکے یہاں آنے ہی
فرمایا کہ یہہ مکان میرا ہے اور کہا ہے کہ وہیں حضرت کی ایک مرید نے عمارت بنانا چاہا یہاں تک کہ وہ عمارت تیار کرا جب
تعمیر ہو چکا تو وہاں کے سامنے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت یہہ مکان تیار ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی مکان سے فقیر کو
کچھ غرض نہیں اور آپ نے وہ مکان قبول نہ فرمایا بعد مدت جب وہ مکان بے بہا سی کی تو آپ نے سوال کیا اور اوسی
وقت ایک حمام اسکو بخش دیا اور وہ مکان تم بیس برس حضرت کے ہے ابھی کچھ نشان اوس مکان کے موجود ہیں فقط
اور ایک دوسری کا ذکر ہے کہ رات کو آپکے یہاں ایک چور آیا جو کہ باورچی خانہ میں سے آ جاتا تھا یہ چور تو تھا جو چاہتا کہ
کچھ چورائے قدرت الٰہی سے چور رہا وہ دروازہ اندھا ہو گیا اور اوسی حالت میں ایک کوٹھری میں چھپا دو پہر رات تک
سب سو کر پہرا دار لوگ سب وغیرہ اٹھے اور جماعت روٹی کھاتے تھے اور حاجت تقسیم ہونے لگے بعد واقعہ تقسیم
طعام آپ نے باورچی خانہ کو بلا کر فرمایا کہ وہ بیچ حجرہ میں جا تو وہاں ایک شخص اندھا ہو کا بیٹھا ہوا ہے اوسکو کھانا کھلا
جب وہاں گیا تو ایک چور دیکھا پھر اوسکے تمام حال اوسکی حضرت میں عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اوسکو دو حصہ کھانا اوسکا دو
کہ وہ رات کا بھی ہوگا ہے — الغرض بعد کھانے طعام کے کچھ اوسکو بٹھا رکھا کر رخصت کیا وہ چور عرض پیرا ہوا کہ یا حضرت
میں رات سے نابینا ہو گیا ہوں اب مدت سے مجھکو کہیں بھی دلا دو اور میں توبہ کرتا ہوں کہ پھر چوری نہ کرونگا آپ نے دست
شفقت اوسکی منہ پر پھیرے فی الفور بینا ہوا اور دشمن محروم ہو کر چلا گیا اور اوقات بسری آنحضرت کی یہہ تھی کہ یہہ حضرت

ہمیشہ دایم الصوم اور قایم اللیل رہتی تہی اور کسی وقت سوای یاد الہی کے آپکو کچھہ کام نہ تہا اور شرع ایسے تھی کہ جو شخص غیر
شرع ہوتا تہا حتی کہ اگر کوئی تماکو نوش بھی ہوتا تہا تو اوسکو منہہ نہ لگاتے تہے اور مسجد مین نماز پنجگانہ باجماعت گذارتے تھے
اور حضرت ہمیشہ لباس فاخرہ پہنتے تھے اور حضرت فی مدت العمر چند سیر آرد تناول فرمایا ہی کئی روز تک آپ کو بحالت صوم
گذر جاتے تھی کہ کھانا کہانیکی حاجت نہین ہوتی تھی اور تقسیم اوقات آپکی یہہ تہی کہ آپ صبح سی گیارہ بجے تک مشغول بمراقبہ
رہتے تہے بعد ازان تا دو پہر مریدان و خادمان و اخلاص گزینوں سے صحبت فرماتی تہے اور بوقت زوال تھوڑے قیلولہ
فرماتی تہی اور پہر بوقت دو بجے نماز ظہر ادا کرتے اور نماز عصر تک متوجہ بحق رہتی تہی اور اس عرصہ مین ہزارہا مخلوقات
بامید شفائی بیماران پانی حضرت کی پاس لاتی تہا اور دم کرکے لیجاتی تھی اور دو کس منشی ہمیشہ واسطے تحریر سفارشوں کے
آپکی ملازم اوس وقت حضرت کی خدمت مین حاضر ہوتی اور رقعہ ہای سفارش حاجتمندان کے بنام حکام تحریر کرتے اور جو
رقعہ لکھا جاتا تہا اوسکی لوح پر یہہ لفظ تحریر ہوتا تہا الله بس ما سوی الله ہوس اور حضرت کی سفارش
امرا و حکام وقت ایسی مانتی تہی کہ خواہ رقعہ دار خونی ہوتا تہا تو رہائی پاجاتا تہا جس وقت شام ہوجاتا تو روزہ بجرعہ
آب افطار کرکے نماز مغرب ادا کرتی پہر خلوت مین جاکر چند رکعت نوافل ادا کرتے تا نو بجے رات کی دستر خوان طعام حاضر ہوتا
اور اوس وقت اطعمہ لذیذہ ہر قسم کے موجود ہوتی تہے تمام فضلا و اکابر اور فقرا کہاتی تہے اور آپکی واسطے ساگ چولائی
کا یا جو ساگ و یا پکسان جو حاضر ہوتا تہا اوس مین سے ایک یا دو لقمہ واسطے رفع حرج آپ نوش جان فرماتے اور بقیہ
تقسیم حاضرین بطور تبرک ہو جاتا اور ساگ چولائی اور جو ساگ یہہ دونو ساگ قسم سبزی مین سے ہین جو جنگل مین از خود
پیدا ہوتی ہین ان دونو ساگ سی حضرت کو بڑی محبت تہی بعد اوسکے خود اوٹہکر حضرت دریافت فرماتی کہ کوئی شخص
حاضرین خانقاہ سے بی نان نہ رہ جاوے بعد ازان نماز عشا پڑہ کر مراقبہ فرماتی تہے اور خلوت خاص ہوتی تہی اس وقت
کوئی شخص آپکے پاس حاضر نہو سکتا تہا چونکہ حضرت کا بڑا لنگر تہا ہمیشہ آپکا دستور تہا کہ خادمون سے دو وقت
دریافت فرماتی کہ کہانا سب مسافروں کو پہونچ گیا ہی یا نہین اور عمر حضرت کی ہفتاد سال تہا عہد ظہور حضرت
کا عہد جہانگیری تہا اور بارہوین سال جلوس شاہجہان کے وفات پائی یہہ ہی صاحب محبوب الواصلین لکھتا ہے
کہ شاہجہان بادشاہ دو دفعہ آپکی خدمت مین مع شاہزادگان حاضر ہوا ایکدفعہ حاضر ہوکر استدعا کی کہ آپ
دعا کرین کہ دارا شکوہ بیٹا میرا ولیعہد ہو آپ نی مراقبہ کرکے کہا کہ دارا شکوہ آپکے سامنے ہی پورا ہوگا

شاہجہان بادشاہ بھی خوش ہوا اور دارا شکوہ نے سمجھا کہ میں بادشاہ ہونگا بعد ازاں بادشاہ بیگم نے جو اسکی ہمشیرہ تھی
جاکر شکایت کی کہ مجھکو حضرت شاہ بلاول سے یہہ امید تھی کہ یہہ اشارہ کرینگے کہ دارا شکوہ بادشاہ ہوگا بادشاہ بیگم
نے یہہ سنکر پہلی بھی منگوائی اور اسکے خلاف یہہ فال کرا اور کچھہ بد نصیب دارا شکوہ ہوا لیکن آپ کی خدمت میں
حاضر ہوئی اور راہ میں دل میں یہہ خیال کیا کہ اگر آج حضرت مجھکو ساگ چولائی کا روٹی سے کھلاوینگے تو میں جانونگی
کہ یہہ ولی کامل ہیں حالانکہ وہ موسم ساگ چولائی کا نہ تھا جب شہزادی چل تھا والا ماہین جا حاضر ہوئی تو حضرت نے خادم
مطبخ سے فرمایا کہ بادشاہ بیگم کے واسطے نان گندمیں اور ساگ چولائی حاضر کرو اوسنے عرض کی کہ یا مولی یہہ موسم
چولائی کا ساگ کہاں مل سکتا ہی آپنے فرمایا کہ جاؤ ہماری باغیچہ میں دیکھو ملیگا جب گیا تو ایک تختہ ساگ چولائی کا
نظر آیا معلوم ہوا کہ وہ ساگ حضرت کی کرامت سے بی موسم موجود ہوگیا ورنہ پہلے وہاں کچھہ نتھا کہ ایک بھی
ساگ چولائی کا نہ تھا الغرض نان گندمیں اور ساگ تیار کرکے لایا اور شاہزادی کو کھلایا اور اسکو یقین کلی حضرت
کی ولایت کا ہوا بعد اسکے اوسنے عرض کی کہ یا مولی حضرت شاہ میر صاحب نے دارا شکوہ کو فرمایا ہے کہ وہ بادشاہ ہوگا
آپ بھی ما فرمائی وہ امیدوار حضرت کی دعا کا ہی اور یہہ مدار اوسکی قبولیت کا ہی آپنے فرمایا کہ حضرت شاہ میر عارف
حق آگاہ ہیں جو کچھہ وہ فرماتے ہیں سچ ہے مگر یہہ بات امتحان کی ہی جو کوئی زندہ رہیگا وہ دیکھکر تجربہ کریگا اور بدر
بھی آپس کہ دینی بادشاہ بیگم حضرت دارا شکوہ کے پاس گئی اور تمام ذکر سنایا تو وہ غمناک ہوا اور ایک تنکا لیکر
کہ نصف جان ہوا ملتوی شاہجہان جاکر عرض کی کہ حضرت شاہ بلاول صاحب نے بھی بادشاہ یہہ
سنکر متعجب ہوا اور دوبارہ خدمت حضرت کی حاضر ہوکر ذکر شروع کیا کہ یا مولا سبب اسکا کیا ہی آپنے فرمایا کہ ہمید
نیاز سنگ ہم بکد شاہجہان اور بیدار رہتا پس باکر آصف خان کی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ تو بھی سنا کیا معنی
جو تمہی وقوع میں آیا وہ نہایت سرسبز ہوا بعد ازاں شاہجہان نے حضرت کا خرچ مطبخ دیکھکر عرض کی کہ کچھ
واسطی مدد خرچ مطبخ کے آپ قبول فرمائیں آپنے قبول فرمایا اور یہہ شعر جوابًا فرمایا – دہ ہی جو ابیم و ز دور تنگیم
ما نہ ایم روزی دہ دہست ☆ شاہجہان یہہ تقا حضرت کا دیکھکر زیادہ تر معتقد ہوا اور ایک روز
شاہجہان چند دیہہ نقد لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور روپیہ پیشکش کئی آپنے قبول فرمائی اور خادم مطبخ
کو عطا کئی اور فرمایا کہ خرچ مطبخ میں خرچ کری شاہجہان نے عرض کی کہ یا حضرت میں آج اول یہہ سدہ لیکر

بخدمت میانمیر صاحب کے گیا تھا اونہوں نے یہہ قبول نفرمایا اور آپ نے قبول فرمایا اسکا کیا باعث ہے حضرت نے
فرمایا کہ میانمیر صاحب کے صفات ہین اور عالم تجرید و تفرید مین لگانہ اونکا توجہ بکام دنیا کی طرف بالکل نہین ہے اور ہم نے
خدمتگاری مساکین مسافرین و درویشان پر کمر باندھی ہوئی ہے اور درویش لوگ یہان آکر آرام پاتے ہین البتہ روپیہ
ہمکو مطلوب ہوتا ہی اتفاقاً اوسی روز پہر شاہجہان حضرت میانمیر کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت آپنے
دو روپیہ پیشکش بندہ کا قبول نفرمایا اور حضرت شاہ بلاول نے قبول کرلیا آپنے فرمایا کہ وہ ولی کامل دریا
کی مانند ہین اور ہم بیچارہ چہپر ہون دریا مین اگر کوئی چیز پلید پڑ جاتی تو دریا پلید نہین ہوجاتا اور چہپر پلید
ہوجاتا ہی شاہجہان بادشاہ جب اپنی دولت خانہ پر گیا تو سجدات شکرانہ ادا کئے کہ الحمد للہ والمنة کہ میرے زمانہ
بادشاہی مین بہی ایسے ایسے اولیائی کامل و ولی اکمل ہین اور ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ ابو طالب منصبدار آپکا معتقد
آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا مولی میری جاگیر مین بارش نہین ہوئی اس باعث سی فصل خراب ہوتے
جاتا ہی آپ دعا کرین کہ وہان بارش ہو اوسی وقت ایک قطعہ ابر آپکے سر پر نمودار ہوا اور آپنے ابر کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ ابو طالب کی جاگیر مین جاؤ اور برسو ابر اوسی وقت گم ہوگیا ابو طالب نے وہ دن اور وقت
لکھ لیا بعد چند روز کی خبر آئی کہ اوسی دن اور اوسی وقت وہان بارش ہوئی اور حال عمارت مزار جو فدوی نے
بر سر موقع مکان جاکر دیکھا ہی تحریر کیا جاتا ہے کہ یہہ مقبرہ شرقرویہ دروازہ باغچہ راجہ دینا ناتھہ صاحب مرحوم و زشمال
رویہ رستہ قدیم شالا باغ واقع ہی اور صورت اسکی یہہ ہی کہ سر راہ شمال رویہ ڈیوڑہی دروازہ اور رخ دروازہ
شرقرویہ ہی طاق تختہ چوکہٹ چوبی اس در کے اندر ڈیوڑہی ہے اسمین شرقرویہ تین در ہین والا دالان اور جنوب
رویہ ایک در ہے اور شمال مین در اندر جانیکا اسکے اندر ایک احاطہ وسیع چاردیواری پختہ اسکے صحن اسکی اندر
جاتی ہی شرقرویہ ایک اور چاردیواری ہی اسمین چاہ چرخ چوب والا دروازہ اسکا غرب رویہ اس کی شمال
مین ایک مکان کوٹہہ چونہ گچ دروازہ اسکا بہی غرب رویہ اور چاردیواری چاہ و احاطہ کی طرف غرب میانہ دیوار
جنوبی مین ایک چبوترہ بڑا بلند تین زینہ والا ہی اس چبوترہ کی تین راہ ہین ایک غرب رویہ دوسرا شمال رویہ تیسرا
شرق رویہ اس چبوترہ کے جنوب مین ایک دالان بڑا وسیع ہے تین در ہین اسکے غرب شرقرویہ محرابی اس
دالان مین شرقرویہ تین در ہین اور دالان جسکے شمال مین بہی ایک در ہے اور اس مین ہی شرق مین زینہ اسکے در

اسکا سطح ایسی دالان میں طرف غرب سہ دری دالان اور جنوب شش دری دالان اسمیں چوب کی دیواری
میں دریچہ جنوب رویہ سربستہ اور ہر ایک میں ایک ایک سنگ ملمداں ہیں سنگ ہر ایک بطور سائبان ہے پہلے
اور اس دالان در دالان میں چہ برج ہیں اسکے اوپر ستر قبر وسط ایک چبوترہ سفید ایک بالشت بلند اور شرقیہ چبوترہ
سادات کی ہے اور چبوترہ تمام تہ رخ غرب کی طرف اور شمال درخت اور سایہ جا دیواری کلاں میں ایک
ایک دروازہ دیوار بلند جسکے جنوب رویہ ایک چبوترہ اسکے جنوب دیکھیں پختہ ہے اسکے اوپر ایک
اور سہ در چار دیواری و سپلٹ بام تنبس گنبدیاں سفید میانہ کلاں بنے دو چوبرہ اسکے میانہ میں ایک برج
اور بیچ حضرت شاہ بلاول صاحب کے سرہانے شمال اور جانب عدالت سفیدہ دیوار شمال اور اس چار دیواری میں بیچ کے
شمالی ایک ایک حوض بنا ہے اور ہر گوشہ میں مقام گھڑہ رکھنے کا اور چار دیواری کلاں میں اکثر اسجا
اور تمام میں مزروعہ ہیں اسطرح جو چپہ کا سکتہ پڑا ہوا ہے اب یہاں قصہ سیدوں کا اور دائم ساہ
مقرر رہتا ہے اول مرحضرت کی لب دریا واقعہ تھی چنانچہ وہ جگہ انک سیاہ بلا کی مشہور ہی اگر صرف میں سال
سی سمت آکر متصل انکے مقبرہ کے دریا آگیا تھا صندوق حضرت کا وہاں سے نکلوایا گیا اور یہاں لا کر دفن کیا
گیا اور راجہ دینا ناتھ صاحب نے یہ چار دیواری بنوادی اور کہتے ہیں کہ جس واسطے نکلوانے صندوق حضرت
کے مقبرہ انکا کھودا گیا تو نیچی سے نہ پایہ نکلا اور یہ جامہ کی چھت کے ساتھ کنڈا لگا تھا اور کنڈی میں زنجیر
آہنی تہا اگر صندوق حضرت کا یہ جامہ میں لٹکایا ہوا تھا وہاں سے صندوق اتار کر یہاں لائے اور اس مقام پر
وہ صندوق دفن کیا اور یہ مقام اب سحاسا میں ہو نہیں مقامات سے ہے اور بہ ماہ رمضان کو یہاں میلہ
اور عرس حضرت کا ہوتا ہے اور لاہور کے شوقین لوگ یہاں آکر آتشبازی طرح طرح کی چلاتے ہیں سابق
عہد سکہاں میں در عرس حضرت کے یہاں بڑی آتشبازی اور شرینی اور چنکہ چلائے تھے اب بھی اگرچہ
رسم باقی ہے مگر تھوڑی آتشبازی چلاتی ہیں

فصل در ذکر مقبرہ حضرت شیخ طاہر بندگی و مفصل احوال مقابر گورستان خطہ میانی پنج ڈھیرا

اس مقام پر مرا ہے انوار حضرت شیخ طاہر لاہوری کی واقع ہی کتاب تذکرۃ الصدیقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخ طا

مرید حضرت شیخ احمد سرہندی کابلی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور اول شیخ طاہر ہر دو صاحبزادگان شیخ احمد سرہندی کو
کہ حضرت شیخ محمد معصوم اور شیخ محمد سعید تھے تعلیم فرماتے تھے ایکروز کا ذکر ہے کہ حضرت مجدد صاحب نے تمام مریدان کو فرمایا
کہ آج ہمکو الہام غیب سے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص مسلمان حاضرین مجلس ہمارے سے کافر ہو جاویگا یہہ ذکر سنکر
تمام مریدان باعتماد حضرت کے دم بخود ہو گئے اور ہر ایک کو یہہ ہی غم ہوا کہ شاید وہ شخص میں نہوں اور ہر ایک اس اندیشہ
و غم میں حیران و پریشان تہا حتے کہ سب نے آپکی خدمت میں متوجہ عرض کی کہ یا مولانا ولینا وہ شخص کون ہے جو آج سے ہوگا
کہ اسلام چہوڑکر کفر اختیار کریگا اوس شخص کا نام فرمایئے اور بار غم اور فکر ہم سب کے سر سے اوٹہایئے کہ ہم سب کے
اس اندیشہ جانکاہ سے مغموم ہیں تو حضرت مجدد صاحب نے نام حضرت شیخ طاہر کا لیدیا حتی کہ بعد عرصہ قلیل کے یہہ
حضرت بمقام سرہند ایک کہترانی ماہ پیشانی پر عاشق شیدا ہو گئے اور عشق یہانتک ہوا کہ حضرت نے زنار
پہنا اور قشقہ کہینچ کر بتخانہ میں جا بیٹہے اور کہتے تہے کہ **شعر** کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست + ہر رگ من تار گشتہ
حاجت زنار نیست اور باعث اسکا یہہ تہا کہ وہ کہترانی ماہ پیشانی بتخانہ میں متہہ ٹیکنے کو جایا کرتے تہے جب انکو
کوئی وسیلہ دیدار دلدار کا بہم نہ پہونچا تو صورت اپنی بدل کر اور ہندو ہو کر بتخانہ میں مقیم ہوئے جب یہہ خبر صاحبزادگان
مجدد صاحب کو جو اونکے شاگرد تہے پہونچی تو اونہوں نے بہت غم کہایا اور کہتے تہے کہ افسوس ہمارا اوستاد کافر ہو گیا
آخرکار بصد عجز و نیاز بخدمت والد بزرگوار اپنے کے حاضر ہو کر استمداد چاہی اور عرض کی کہ ہمارا اوستاد برباد
ہو گیا ہے برائی خدا امداد فرمائی اور بیچارہ سرگشتہ کو بچائی خود لائی کیونکہ اونکا حق اوستادی ہمارے گردن
پر ہے چنانچہ حضرت مجدد نے اونکی حق میں دعا کری اور دعا مستجاب ہوئی اور شیخ طاہر اپنے ہوش میں آئے اور حضرت
مجدد کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوئے اور مرید ہو کر فقر میں ید طولا پایا یہانتک کہ ولی کامل و مکمل ہوئے
اور قطبیت لاہور کی بنگاہ حضرت مجدد سے اونکو عطا ہوئے جب لاہور میں آئی تو ہزارہا لوگ انکے خادم ہوئے
اور شہرت انکی بدرجہ غائت ہوئی اور دستور انکا یہہ تہا کہ کسی شخص سے ہدیہ حضرت کچہہ نقد و جنس بطور نذرانہ
قبول نکرتی تہے اور ہمیشہ کتب احادیث و تفسیر بدستخط خود تحریر کر کر بعد تصحیح فروخت کرتے تہے اور جو آمدنی کہ
محنت شاقہ سے حاصل ہوتی تہی اس سے اوقات بسری اپنی فرماتے تہے وفات آپکی بروز پنجشنبہ ہشتم ماہ محرم سنہ ١٠٤٠
میں وقوع میں آئی اور بمقام میانی مدفون ہوئی اور مفتی غلام سرور نے یہ قطعہ تاریخ وفات ان حضرت کے لکہا ہے

درج کتاب ہدایت الطالبین ہے سو مختصر نقل اسکی یہ ہے **قطعہ** شنیدہ شیخ طاہر را بلاہور + کہ دریست شہر لاہور نشان
ہست + چون بعد رحلت آن پیر دین + گفتا کہ سال وفاتش ہم ہست + چنانچہ لفظ ہم سے سنہ ایکہزار
چالیس معلوم ہوتے ہیں **ایضاً** گشت شیخ طاہر اطہر در جنان + ہست در لاہور او سیمرغ گم گشت
حاصل سمر و رخسار او را + سال رحلتش ہادی علیم + اس تاریخ میں بھی تاریخ لفظ ہادی علیم سے
اور ہادی علیم کے عدد حساب سے ایکہزار چالیس ہوتے ہیں اور کتاب تذکرہ محمدیہ میں چند عرائض شیخ
طاہر کی جو اونہوں نے مقام لاہور سے سمت پٹنہ کے تحریر کی ہیں درج ہیں مجملا اوسکے ایک عرضی کی نقل
مندرج کرتا ہوں وہ یہ عرضی بعینہ عبارت اسکی یہ ہے **عرضی** حضرت اسلامت + احقر الحدیث محمد طاہر
عرض میرساند کہ وقتی از آستانہ علیا متوجہ لاہور شدم در ہر قدمی با خود میگفتم کہ ای نادان مقصود را گذاشتہ
کجا میروی اما رعایت امر مرشد کردہ راہی شوم ناہی شوق الملک کشان کشان تا پیش شہر آورد چند روز در گوشہ مسجد حیران
نشستم ناگاہ روح پر فتوح حضرت خواجہ نقشبند ظاہر شد و باعث گشت کہ برای کار ریکہ مامور شدہ مشغول شوم
امسال تمام و امر کمر چند کس مشغول ساختم حالا مجلس گرم است سبحان اللہ عجب در روح تشریف می آرند
الطاف کثیرہ میفرمایند خصوصاً روح حضرت خواجہ بزرگ یعنی حضرت خواجہ نقشبند و حضرت غوث الاعظم و حضرت
خواجہ فرید گنج شکر در حلقہ ذکر بمقام تشریف فرما میشوند و حیات سالک آنجا چند ہزار صحابہ مشایخ تشریف آوردہ
در مجلس می نشینند و نوازش ہا میفرمایند و چند روز تکلف خلعت خاص عنایت فرمودند و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ
تعالیٰ عنہا الطاف بسیار فرمودہ عنایت خاصہ ہو اخشد و قبل ازین یک از نسبت ثلاثہ یعنی نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ
دوست بودت رو میداد و گاہی مختلط ہم میشد و گاہی حالت سلوک بود یک دو نسبت حسنیہ علیہم کرد
سحر یکایک نسبت ہائی دیگر با امید گشتم در ینجمن نسبت نقشبندیہ غلبہ کرد و دیگر نسبت ہا با ہر یبود حالا ہر نسبت ہای
یکے ... و در این ایام نسبت مشایخ کم است نسبت اصحاب موید زیادہ تر است و سوای نسبت اصحاب خلفای تیزدین
رضی اللہ عنہم اکثر اوقات مدہ دولت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میباشد و بسیار خوش می آید و مطلوب
ہم عین ارادت است کہ ہمین نسبت حضرت پیغمبر با ذوق و ترقی گیرد فقط اور وفات حضرت شیخ طاہر بندگی کی عہد شاہجہان بادشاہ
میں وقوع میں آئی چار سال سنہ جلوس شاہجہانی سے گذری تھی اور عمر انکی چھہ سال کی تھی اور نام حضرت کا

در ذکر مقبرہ طاہر بندگی

شیخ طاہر تہا اور حضرت لال کمال شاہ ساکن کیتہل نے آپ کو لقب طاہر بندگی کا عطا فرمایا سو اتبک طاہر بندگی
مشہور ہین اور انکی مزار کے گرد نواح بہت بڑی چار دیوارے قد آدم بلند موجود ہی جسکے بنیرے چونہ گچ
دروازہ چار دیواری کا شمال دیوار کی درمیان اور دوسرا دروازہ جنوب کے طرف آمد و رفت کا یہی دروازہ
شمالی کے اندر گہستے ہی ڈیوڑہی اسکی غرب و شرق کی طرف دو رویہ دیوار قد آدم اور سقف ندارد ان
ہر دو دیوار مین آٹہہ آٹہہ پنجرہ خشتی گلی موجود ہین پہر جنوب رویہ دروازہ محرابی قالبوتی خشتی پہر اس دروازہ
جنوب رویہ قالبوتی کے آگے شرق رویہ ایک دالان چونہ گچ پختہ سفید گلکار منقش جای نشست گدی نشین یعنے
سجادہ نشین جناب سید شاہ سوار ہین موجود ہی اس دالان مین شرق رویہ ایک کوٹہری دروازہ اسکا غرب رویہ مسقفہ
مرتبہ اور اس دالان کے دو در محرابی غرب رویہ اور ایک جنوب رویہ اور دہنی ہاتہہ کی طرف اندر جاتے ہوئے روبرو اس
دالان کے ایک سہ درہ مسقف سرکی پوش اسکے اندر ایک چار دیواری جسکے گوشہ جنوبی مین ایک کوٹہری
بی دری اور روبرو اسکے زینہ اوپر جانیکا اور غرب مین ایک دالان سہ درہ قالبوتی اسکے اندر شمال مین ایک کوٹہری
اور اسکے بالاخانہ بطور شہ نشین پنج کہڑکی والا ایک شرق رویہ ایک جنوب رویہ ایک غرب رویہ دو شمال رویہ اور چار
دیواری کی گوشہ غربی و شمالی مین اوپر جانیکا زینہ یہان بموسم گرما سجادہ نشین بیٹہتا ہے اور دیوار شمال چار دیوار
کی ساتہہ ایک کہڑکی اور گوشہ جنوبی مین متصل چبوترہ ایک درخت شریفہ پہر دروازہ اندر جانیکا گویا چار درہ
کوٹہری سی اس دالان مکان گدی کے شرق رویہ ایک اور دالان چہت سہ درہ آوارہ پڑا ہی اور درمیان
اس چار دیواری کلان کے چبوترہ پختہ چونہ گچ جسکے جنوب رویہ دو زینہ اور شرق رویہ بہی دو زینہ شرق رویہ زینہ جنوبی
ایک درخت پہروان بڑا بلند جسکی ایک شاخ مزار سی لیکر تا بچہ اغدان پہونچی ہوئی ہی فرش چبوترہ کا سفید چونہ
گچ اور اس چبوترہ کی گرد نواح دو فٹ بلند اور چار دیواری سفید اور اس چبوترہ پر ایک اور ایک فٹ اونچا
چبوترہ اور پہر مزار پر انوار حضرت شیخ طاہر بندگی کی چونہ گچ سفید اور پائنتی کی طرف شرق و غرب رویہ دو دو
قبرین خورد دونون زوجہ حضرت کی ایک کا نام ماہ خاتم دختر مرزا امان اللہ اور دوسری عصمت النسا دختر سید [illegible]
کی ہے اولاد حضرت کی باقی نہین ہی فقط زینہ جنوب رویہ کی شرق کی طرف سی دیوار چار دیواری بالا چبوترہ [illegible] گری ہی
مزار حضرت پر ہمیشہ غلاف سفید رنگ پڑا رہتا ہے اور سرہانی کی طرف چراغدان جسمین چہہ طاقچے خورد نیچے اور ایک بڑا اوپر جسکے

آگے دو بیچہ گلی لگی ہوئی تھا اور مزار پر تربالس ۱۳۴۳ میں قبریں کچھ ہوئی ہیں سرقرویہ متصل چاردیواری گوشہ جنوبی پر
ایک اور چبوترہ پختہ ہے اور اسپر دو قبریں ایک حضرت ابو محمد قادری لاہوری کی جو پختہ جو بیچ کے ہے جسکے سرہانے چراغدان
اور دوسرے سید میر شاہ چشتی کی ہیں دو صاحب سجادہ نشین انحضرت کی تھے پہلے ابو محمد صاحب دس برس بعد وفات حضرت
مرحوم کی فوت ہوئے اور یہہ حضرت بڑی بزرگ تھے ہوئے ہیں واضح ہو کہ ان حضرت کے پانچ خلفائی بزرگ نامور ہوئے ہیں
ایک یہہ حضرت ابو محمد قادری لاہوری دوسرے سید صوفی صاحب جنکی مزار پرانوار دہلی میں ہے تیسرے حضرت
آدم بنوری کہ اصل میں وہ خلیفہ عظیم حضرت شیخ احمد مجدد صاحب کی ہیں اور فیض باطنی اسسے بھی حاصل کیا ہے مزار
پرانوار انکی مدینہ منورہ میں ہے چوتھے حضرت کمال مست جنکے فرزند وارہ موری کے باہر باغچہ سرکاری تحت حکم نواب
غلام محی الدین سمالی صاحب میں موجود ہیں پانچویں شیخ ابوالقاسم مزار انکی قدوس ہے اور یہہ مزار حضرت طاہر کی
سعی شیخ ابو محمد صاحب نے بنوائی اور یہہ زمین مقبرہ کی حضرت کی روحہ نے خرید کری تھی اب عرصہ تیس سال کا ہوا کہ یہہ
چبوترہ کی شاہزادہ غلام محمد اوستا نے اور چاردیواری اکھاڑا علاقہ سدنے سوانی اور باہر کی بڑی چاردیواری
متصل میں غلام رسول دہیاں سنگہ نے سمت ۱۸۹۹ میں بنوادی تھی اور اسکے شرق رویہ ایک چبوترہ پختہ ہے
اور اسپر کوئی قبر نہیں اسکے شرق رویہ ایک قبر بزرگ کی ہے مع چبوترہ و چراغدان کچی سنگی کی اور اسکے شرق رویہ چبوترہ مع
چاردیواری ہے وہ ایک کچی کوٹھری اور ایک چاہ کچی کی اسکے شرق رویہ متصل دیوار چاردیواری کلاں گرد نواحی ایک چار
دیواری ہے جسکے کونے میں ایک دیوار سعید شاہ مسجد و شمال رویہ چراغدان درخت ون و کریرو اسکے اور بیچ میں
وہ قبریں شہداء ان حیران طوائف کی اور یہ قبر بھی طوائف دوست دیوار میں بنا دی گئی ہے اور جنوب کی طرف
جنوب رویہ دیوار مقبرہ چبوتری جسپر دو قبریں عربی ہیں ایک قبر متصل بنیاد چاردیواری کلاں کے
اور دوسری محمد سلیم صاحب ساکن مقام اعلیٰ کی اور شرق رویہ ایک سید معروف اور دوسرے سید نصیر اللہ خادم حضرت
اور ان چبوتروں کی جنوب رویہ اور شرق جنوب رویہ ایک چبوترہ پختہ جو بیچ جسپر بارہ قبریں قبرستان
نواسہ ملا ... کے جنکے اشعار بھی اکثر مشہور ہیں اس چبوترے سے دو قبریں چھوڑ کر شرقی قبر میاں
شاعر کی ہے اسکے ایک اور چاردیواری پختہ جسکے اندر درخت ون اور لالی ...
ایک قبر چبوترہ پر ہوئی ... مسعود ... سکہ کے سرہانے اسکے چراغدان ...

اور ساکنات بتو دار متعلقین موافق طرح الف کی ہیں اس چار دیواری کی شرق اور جنوب یہ تمام قبرستان گنج بخش کا ہے
اس قبرستان کے جنوب سو یہ ایک مسجد جو بنام گنج المشہور شاہدین موافق آلی خشتی قالبوتی جسکے آگے صحن چبوترہ سے یہہ
مسجد مبنیہ بزرگان حکیم علی ساکن لاہور کی ہے انکی بزرگ حضرت کے خادم تھے اور اوسی عہد میں یہہ مسجد بنوا دی تھی
غربیہ متصلہ اس مسجد کے ایک کوٹہ قالبوتی خشتی جسکا باہر سے دروازہ محرابی جنوبرویہ اب قدیمی بند کیا ہوا کوٹہ
سے اور اندر اوسکی ایک اور درجہ محدود سے اسکے دو در جنوبرویہ تھے اب ایک بند اور ایک کشادہ ہے اور
غربرویہ دو کہڑکیاں محرابی جو اب بند ہیں یہہ مکان چلہ مشہور ہے اگر کوئی فقیر طالب چلہ آوے تو یہاں اعتکاف بیٹھے
دیوار غربی کے ساتھ درخت ون اور کریر کہڑے ہیں اور یہہ قبرستان میانی پنج ڈہیر کہلاتا ہے وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ
اول عہد اکبر بادشاہ یہاں ایک گانون تہا۔ اور یہاں تمام عالم لوگ رہتے تھے چونکہ بزبان پنجابی علما کو میان کہتے
ہیں اسواسطہ یہہ گانون مسمی میانی تہا بعد اوسکے یہاں کے عالمون نے جو کچہ قرب بحضور بادشاہ حاصل کیا تو اوسکا
نام شاہ پور مقرر ہوا اوسوقت رئیس یہانکے حافظ جان محمد صاحب والد حضرت ابو محمد قادری کے تھے اور جو ستا بنام
علما کی اینعام تھی وہ بھی حضرت وصول کرتے اور بعد وصول باہم تقسیم کر لیتے تھے بعد ازان جو دعوت ہوا اور بجائے
انکی حضرت ابو محمد قادری خلفا انکی افسر مقرر ہوئے اس اثنا میں علما مین کچہ تفرقہ کسی مسئلہ شرعی مین پڑا اور اکثر
اشخاص یہان سے اوٹہہ گئے اور افسرے ابو محمد صاحب کی منظور نہ کی چنانچہ یہہ موضع ویران ہو گیا اور حضرت چند
اشخاص متعلقین ابو محمد صاحب کے یہان بدستور سکونت رہے اسحال میں یکا حضرت میر علی نام گہنڈ سے یہان آئے اور
بادشاہ کے یہان مقرر ہو کر یہان مقیم ہوئے اور ریاست یہان کی ابو محمد صاحب اور میر علی صاحب مین مشترک
ہو گئے پہر انہون نے ابو محمد صاحب سے کہا کہ محاصل یہانکا فیما بین آپ کے اور ہمارے بطور رسنا صفہ اگر ہو جاوے
تو ہم پہر اس گانون کو آباد کرین انہون نے قبول کیا اور عزت انکی پہر آباد ہوا اوسوقت میر علی صاحب نے اپنی پانچ بزرگونکی
صندوق گہنڈ سے یہان منگوائی اور انکو یہان دفن کیا تب سے اسکا نام میانی پنج ڈہیر مقرر ہوا کیونکہ قبر کو بزبان
پنجابی ڈہیر کہتے ہیں اور پنج ڈہیر یعنی قبر کے ہونے سے میانی پنج ڈہیر مشہور ہو گئی پہر ابو محمد صاحب شیخ طاہر بندگی
صاحب کے خادم ہوئے اوسوقت میں شیخ طاہر صاحب حصار لاہور میں محلہ شیخ اسحاق سکونت پذیر تھے اور
محلہ شیخ اسحاق صاحب جو ہے یہان اب حویلی جمعدار خوشحال سنگہ کے درمیان بازار چونہ منڈی ہے جب تغیر

بانی کا حضرت شیخ طاہر کا خادم ہوا اور حضرت شیخ طاہر لاہور میں فوت ہوگئے تو قبر انکی بھی باغ میں بنی پھر بعہد محمد شاہ یہ موضع ویران ہوگیا اور رفتہ رفتہ قبرستان باغ میں ہوگیا اتفاقاً یہاں قبر بندگان پیر علیہ صاحب کے ہوگئی بعد ازاں شیخ طاہر صاحب کے لودھی پور مزار ہوگئی اور بعد ازاں آپ کے خلفاء مخلوقین کی بھی یہاں ہی ہوگئیں لہٰذا تمام جاں بجانی سید شہداء اسما ایشیں حال اس مقبرے کے لکھا گیا اور سید شہداء ایک کرامت بھی حضرت شیخ طاہر بندگی کی دلیل کہ بہت ہیں کہ چبوترہ مزار پر انوار حضرت کا ہمیشہ ایسا ہے کہ کبھی مثل آفتاب کے موسم تابستان میں گرم نہیں ہوتا اگرچہ کیسی ہی دھوپ گرم ہو لیکن یہ چبوترہ سرد رہتا ہے اور ما سوائے چار دیواری احاطہ شیخ طاہر بندگی صاحب کے جو مکانات مشہورہ قبرستان میں ہیں بجدول درج کئے جاتے ہیں

محمد مٹھی — پیر زیدی — شہیدی لاہوری — محمد شفیع قادری — نظام شاہ مجذوب — حافظ محمد عارف — مولوی جامی
عزیز بیگ — شاہ میر — پیر مراد جی — حاجی لال — مرزا جی — عمر ولی — تکیہ کیجری — سوہی جلد
قبر نواب بہادر لیور — حاجی لور — مسجد سلطان — دائرہ ہمایوں شاہ — مسجد وی کہتا — تکیہ شمس شاہ
مقیم — میراں شاہ — نانو سید چراغ شاہ — چوکی ٹھکیاں — قبر کوتوال — ماچھیوالی گلی سلیم — نانجیہ
فقراں — شیخ زنا — چار دیواری امام مسجد موراں — چار دیواری جوجگاں — چار دیواری شیخ سرا
چار دیواری گاماں ماچھیہ — چار دیواری ملا گاماں — چار دیواری خانقاہ شیخ طاہر صاحب

کے جانب غرب پر یہ محلہ چوہڑ ایک مسجد خستہ بے سقف جس کے تین محراب ہیں جس کا صحن شکستہ ہو رہا ہے اور قبر درویش کے ایک جس کا چہرہ اثر تاریخی کا سیاہ ہوگیا ہے اور غرب رویہ قبر کے چبوترہ کھڑا ہے گرد قبروں کے گر گیا ہے قبر بہت عمدہ غرب رویہ قدم رحمۃ اللہ چبوترہ دکھائی دیتا ہے موجود یہ قبر ملک علی کوتوال کی ہے جنوب مسجد کہ بین محراب کے دیوار سالم اور جنوب شمال بے دیوار اور درمیانہ محراب میں تمام گلکاری نہایت اور کتبہ بالائی محراب پر کچھ رنگ سے مصرع تحریر ہے کہ اب پڑھا نہیں جاتا یہ صورت ہے محراب جنوبی شمالی میں چار چار حجرہ جستی ہیں اور محراب شمالی کے شرقی رویہ ایک اور دیوار ہے جس میں بھی محراب در چار حجرہ ہیں اور اس کے مقابل جنوب رویہ محراب کی دیوار شاملہ مسمار ہوگئی ہے اور صحن مسجد کا فرش غرق ہو کر گرد گیا ہے اور اس میں ایک حجرہ میں اور ایک اور چبوترہ کھڑا ہے اور اس مقبرے کے شرق رویہ تمام قبریں ملک علی کوتوال کے

قابل کے ہیں مگر اب مفقود ہو گئی ہیں قبر کے سرہانے ایک بازو ہی دیوار دریچہ دو فٹ بلند موجود ہے اور بقیہ گر گیا ہے
اور شرق رویہ اس قبر کے پنجاب جگہ میں تھوڑی سی زمین مزروعہ ہے گورکن لوگ یہاں کے کہتے ہیں کہ سردار خان متبنٰی بانی
محل بیگم صاحبہ کا اس زمین کو براہ سینہ زوری کاشت کراتا ہے مگر فی الاصل یہہ زمین متعلقہ گورستان مہانی ہے اس
مسجد کے غرب رویہ ایک چاہ پختہ خشتی بیجز گچی جسکے غرب رویہ دراملند بچو پختہ موجود یہہ ہے متعلقہ اسی مسجد کے
ہے اسکے غرب رویہ ایک اور چبوترہ ہے اوسپر دو تعویذ قبر اولٹے ہو کر گڑھے پڑے ہیں چنانچہ اس میں سے ایک
تعویذ کے سرہانے چونہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ محراب بنا کر تحریر ہے بعد اوسکے غرب رویہ گوشہ
شمالی میں ایک اور مسجد اسی وضع کی اسسے بلند و کشادہ موجود ہے اسکے جنوب رویہ چہہ زینہ پختہ چونہ گچ موجود اور
اس زینہ کے جنوب رویہ ایک چبوترہ پختہ چونہ گچ مسمار مٹی سے بہرا ہوا پڑا ہے زینہ چبوترہ کے برابر زینہ چبوترہ پختہ ہے
زینہ کے شمال یہہ تمام صحن مسجد غرق ہوا ہوا جگہ بیچاں میں موجود ہے اور اوسمیں تین قبریں بلند و افتادہ اور ایک
غرب رویہ سالم تعویذان تینوں قبروں کی ایسے پختہ چونہ گچ ہیں کہ باوجودیکہ گر گئی ہیں مگر تو بہی پختہ سالم ہے اور تینوں
تعویذوں کے سرہانے بطور خانہ محرابی بنا کی کلمہ لا الٰہ الا اللہ تحریر ہے قبر غربی ملک علی کوتوال کی ہے اور دو
اسکے بہائی اور بیٹی کی قبر ملک علی کوتوال کے غرب رویہ مسجد کے صحن میں شرق رویہ دیوار مسجد ایک درخت کریر
لہر ملہ ہے اس مسجد کے محراب میانہ کے سر پر کتبہ میں رنگ سرخ چونہ پر کچھ تحریر ہے فقط یہہ ہی پڑہا جاتا ہے قال اللہ
العلی الاعلی لگے پڑہا نہیں جاتا یہہ پڑہا جاتا ہے علی اور یہہ ہو اللہ ان اللہ الرحیم پس پشت
مسجد استرکاری سفید کہنہ موجود ہے اور خورد خورد دو درخت ون کہڑے ہیں حال اس ملک علی کوتوال کا زبانی شخص
معتبر سے یہہ سنا جاتا ہے کہ عہد اکبر بادشاہ میں ایک شخص عبد اللہ پیر ساکن بارابک ظریف یعنی ٹہٹول اکبر کا تہا
اور اوسکا ایسا معمول تہا کہ بادشاہ کو سلام نکرتا تہا اور بادشاہ ہمیشہ ایسی تجویزیں کرتا تہا کہ وہ سلام کرے حتی کہ بادشاہ
نے اپنی دیوان خاص میں ایک کہڑکی چہوٹی سی بنوائی اور حکم دیا کہ عبد اللہ کو بلاؤ مطلب اوسکا یہہ تہا کہ جب وہ اسمیں ہو کر آویگا
حاضر ہو کر نیچا کریگا تو ہم کہیں گے کہ تو نے سجدہ کیا جب اوسکو طلب کیا تو اوسنے پہلے پاؤں اندر ڈالے اور کہا کہ
سلام نکرونگا شاہ نے خفا ہو کر اوسکو مقید و مسلسل کیا اور حوالہ ملک علی کوتوال لاہور فرمایا جب عبد اللہ مسلسل
و مغلل ہو کر مجلس میں آیا تو کوتوال نے اوسکو سوال کیا کہ تو ناطہ اپنی لڑکی کا مجھکو دے تجاہل کرکے کوتوال سے

کہا کہ ہر و یک اگر مجھ کو کہہ درست ساتی ہیں تو کوتوال نے مبادرت کی اور بانی الغیر ایسا میاں کا توالت
ایک ضرب درست ہو دیکھو جو اوسکے ہاتھ میں سم موسان تھی اوسکے سر پر ماری وہ نادم اور غصہ ہو کر بادشاہ
کے پاس گیا اور عرض کیا کہ جہان پناہ جو آدمی حیوان ہو کر انسان کو تکلیف پہونچاوے اور قصد قتل کرے تو
اوسکی سزا کیا ہے عرض کیا کہ قتل اوسکی سزا ہے ملک علی نے آگے جو عبداللہ ہیٹی کو قتل کروا دیا بعد چند
روز کے بادشاہ نے عبداللہ کو یاد کیا کوتوال نے تمام حال عرض کیا بادشاہ رنجیدہ ہوئی اور کہا کہ اچھا کیا تم
تمہی عبداللہ کو قتل کیا اب تم تمام اپنے عیال و اطفال کو حاضر حضور کرو جب تمام آئے تو بادشاہ نے حکم کیا کہ کوتوال
کو معہ تمام عیال و اطفال اوسکے قتل کر دو چنانچہ حسب الحکم شاہی ملک علی کوتوال معہ عیال و اطفال قتل ہوا اور جو
مال مقتول اوسکا نکلا اوسکے واسطے حکم دیا کہ اوسکی قبور بنوائی جاویں معہ تمام اطفال و عیال معہ ملک علی یہاں پر
ہوئی اور اوسکے جائداد سے یہ قبور اور دو مسجدیں بنوائی گئیں چنانچہ اب تک یادگار ہیں پہلے مسجد کے
متصل قبور زنانہ اور دوسری مسجد کے متصل قبور مردانہ ہیں یہہ حال معہ تو مہ بالا [illegible] بزرگان گورکن سے
دریافت ہوا تھا اب کتاب حقیقت الستر سے حال اسکا یون معلوم ہوا کہ ملک علی کوتوال شہر لاہور کا عہد اکبر
بادشاہ تھا اور اوسوقت تمام کوتوالی شہر قریب حصار جدید دار السلطنت لاہور متعلق نخاس میں تھا اور انام [illegible]
حضرت حسین صاحب جنکا نام مشہور [illegible] لعل حسین ہے اور حال انکا مفصل درج کتاب ہذا ہو چکا ہے تاکہ
صراحی مئے کی عوض [illegible] ہمراہ رکھتے تھے جب شہرت انکی درجہ کمال ہوئی تو اکبر بادشاہ کو انکی خبر پہنچی
ویسے ملک علی کوتوال کو لکھا کہ حضرت حسین کو مسلسل کر کے حاضر کرے وہ تعمیل حکم اکبر بادشاہ [illegible]
مصمم ہوا قدرت الہی سے تا دو ماہ [illegible] ہوئی اس اثنا میں عبداللہ ہیٹی جو [illegible]
[illegible] حکم شاہی بنام ملک علی آیا کہ اسکو مقام نخاس [illegible]
[illegible] لگے تو [illegible] موافقت کر جمع ہوا [illegible] حضرت حسین [illegible]
لوگوں نے ملک کو اطلاع دی [illegible] گرفتار کیا اور زنجیر [illegible] قدرت الہی زنجیر [illegible] ٹوٹ گئی [illegible]
دیکھ کر معتقد ہوا [illegible] بے ادبی [illegible] کہنے لگا میں آپکے [illegible] کہا کہ خدا
[illegible]

اکبر بنام ملک علے اسمٰعیل رنگا پہونچا کہ بوقت دارکشی جو کلام عبداللہ بہٹی کرے ہمکو اس سے حرف بحرف اطلاع
لکھا وہی اتفاقا اس میاں نے بوقت دارکشی ہزارہا گالیاں اکبر کو دین ملک علے نے وہ حرف بحرف بعینہ
لکھ کے روانہ دہلی کئین اکبر دیکھتے ہی جلگیا اور حکم دیا کہ ملک علے بڑا گستاخ ہے اسکے سفرہ مین میخ ٹہوکی جاوے حتی کہ میرے
دیکھتے اسی طرح مارا گیا اور حضرت حسین دہلی کو گئے چنانچہ وہ تمام حال حضرت حسین کے خانقاہ کے حال مین درج ہے جو چاہے دیکھ لے

[illegible] **حال تکیہ فقیر ولایتی متعلقہ خطہ میانی پنج ڈہیرہ** اس مکان مین ایک فقیر ولایتی
سو ڈیڑھ سو سال سے سکونت پذیر تھے یہہ فقیر جلیلے بمکان ہرزہی رہتے تھے اب یہان غرب رویہ باغچہ رانی گل بیگم
و جنوب رویہ چار دیواری مقبرہ حضرت شیخ طاہر ملتا ہے ایک دالان اسکے اندر ایک کوٹھری خام گلی موجود دالان کے تین در
ایک شرق دو در شمال تیسرا غرب رویہ مگر بیطاق تختہ چارونطرف اس دالان کے بطور باغچہ چار تختہ ہین ہمہ درخت انار بہرن
توت بہی گدندی بیر وہر ایک کیا ایک دو لگا ہے آم موجود ہین مغرب رویہ اس دالان کے چند قبور رنگریزان گھہ وغیرہ
کے کچ ہلی دروازہ کی موجود ہین بپاس خاطر فقیر کے رانی گل بیگم صاحبہ نے یہہ باغچہ بنوا دیا تہا اسمین فقیر لوگ بزرگ جانتی ہین اسکے
شرق رویہ بستہ باغچہ رانی گل بیگم صاحبہ کا ہی **حال باغچہ رانی گل بیگم صاحبہ متعلق خطہ میانی**
لب راہ چنگلہ چوبی ملحقہ اشجار شمال رویہ اور دیوار خام جنوب رویہ بر رستہ باغچہ رانی گل بیگم صاحبہ مرحوم کا ہے جنگلہ کے گوشہ غربی
و شمالی مین ایک کوٹھہ پختہ خشتی جسکا دروازہ شرق رویہ معہ طاق تختہ اور اسکے ساتھ شمال رویہ برانڈہ طویل شرق رویہ سے
غرب رویہ تک متصلا اس کوٹہہ کے اور اسکے اندر طویلہ یکہی خانہ و دو کوٹہہ طویلہ کے جنوب رویہ ایک کوٹہہ خام معہ طاق
تختہ چوبی اس کوٹہہ کے شرق و جنوب رویہ چاہ روان بڑا بلند چرخ چوبی لگا ہے جسکے اوپر ساق کوئی کرکے چھپر ڈالا ہوا ہے
چاہ کی غرب رویہ قد آدم بلند دیوار والہ حوض اور غسلخانہ چونہ گچ جسکا راہ شمال رویہ ہی چوکہٹا اور حوض تا کمر گہرا
ہی اس غسلخانہ کے جنوب رویہ کہیل پانی کے واسطے آسایش چار پاؤنکے پختہ چونہ گچ اور جنوب رویہ اسکے جنگلہ
چوبی اور تمام اشجار باغ اور چاہ کے جنوب رویہ بڑا چبوترہ پختہ چونہ گچ جسپر بہت گملے پہولونکے رکھی ہین اور ایک
آبلہ یعنی بجرائی اب جنوب رویہ جاری ہی اور دو دہر یکپٹالی چبوترہ موجود ہین اس سے آگے بڑہ کی تخت موجود
چارونطرف باغ کے اور دروازہ باغ کا غرب رویہ رنگین منقش دو منزلہ جسکے بالاخانہ کی تین دریچے منقش
موجود ہین دروازہ باہر سے محرابی اور درمیانہ مین چوکہٹ چوبی معہ طاق تختہ اور جنوب و شمال رویہ دالانہ کے دو کوٹہریان

پختہ جو بنی ہے رنگ برنگی نشست کے واسطے تمام مسقف گلکاری کیے اور باغ محرابی کٹہنی ہوئی ہیں انکے
میں رنگ تیل بیہ شعر تحریر ہیں شعر بسلسلۂ تاریخ بموں ردیف گل بیگم + کہ ہست رانی دوران
ملکہ عالم + ساختہ پرداخت این باغ خلد برین + باہتمام علی بخش اہل جود و کرم + خوشا بعیشِ که درین
خوش ملک دارد + که مشتہر شده سر دار جہان جون عالم + بہتی سب باغ کہ رونق جلوے آئینہ
اور سب سال بیابس رہی رباغ ارم + ظہور سال ز آباد باغ رانی ہند + سطارہ دار سر اہل عالم
ہوں گرفت قلم + فرد جسر با مانگر کہ تاریخش + فرستہ گفت عمل آباد باغ گل بیگم + جو سرگا خوش
ساحت رانی دوران + برای سال ساگشت باغ سیر رقم + مدبست کاری و معماری عسلام
بیا سمست خوش این باغ مرجع عالم + ایضًا سال تاریخ سازی باغ چون جستم بگفت + ملہم آباد
باغ رانی گل بیگم سب + ایضًا از سر آباد گری سال سمت راحه خوس + گفت تو آباد باغ رانی
گل بیگم سب + فقیر جواہر شاه دار وغه مردوران باغ حسب استطاب رانی صاحبہ ۱۳ ۱۹ - اور دیہ
جنوبی کی محراب پر سائیں جواہر شاه جیوں معمار تحریر ہے اور دروازه کی دیوار شمالی کی آگے
غرب رویہ بیل چنبہ میں بہت جسمی بہڑالی ہوئے موجود ہے اور گوشہ شمالی وغربی میں ایک مسجد قدیمی تہی
اب رانی صاحبہ نے اسکی مرمت سعدی وغیره کرائی مسجد مسقف قالبوتی ہیں ڈالی سرقرویہ سولا
جسمی اسکے گوشہ شمالی میں ایک حجره دحجره ای طاق تہے اگے سرقرویہ صحن چہپ گچ اور جنوب دیہ دیوار تا
کمر سید ہے اسکے گوشہ شرقی وجنوبی میں دو ٹوٹی والی سبیل وضو کی واسطے گرد اگرد چار دیواری پختہ
چبوتره صحن مسجد کے سمت جنوب دیہ ایک چبوتره اسپر سات قبریں تہی ایک تو چونہ گچ قدیمی ہے اور دو سری
حکیم کریم اللہ کی جو رانی صاحبہ کا حکیم تہا اور سنہ ۱۲۶۶ میں فوت ہوا اور بقیہ رانی صاحبہ کی ملازموں کے
پیمانی مور وصحن مسجد ایک درخت بیری کہڑا ہے دروازه باغ کے اندر جاتے ہی ڈیوڑہی سقف
قالبوتی صحن اسمیں اندر جانیکا در محرابی نے تہہ جوبی اس کوٹہری کے غرب دیہ ۱۹ ریشہ
چڑہو کے بارہ دری کی اوپر جانا ہوتا ہی اور آنا باہر دروازه کے اوپر اول کمرہ ہے لکہا ہے اسکے بارہ پختہ
طاق تہے بگیں شرق وسر میں اس ڈیوڑہی کی پست ہے بر جنوب دیہ ایک بڑا چبوتره پختہ چونہ گچ بڑا

کنارہ ایک جنوب رویہ غسلخانہ اسمین حوض تا کمر بلند تمام سفید اور گوشہ غربی وجنوبی مین اس چبوترہ کے تمام
تختہ ہای باغ واشجار ہر قسم اور اس غسلخانہ کی دیوار شرقی مین باغ کی جنوب رویہ ایک بڑا چبوترہ پختہ
استرکار سفید اور اس چبوترہ کے جنوب رویہ ایک بڑا دالان پختہ استرکار منقش جسمین دروازہ چوبی
اور چار محراب درنما اور محرابونمین تین حجرہ خشتی سفید خوشنما اور لب بام گردنہ پختہ منقش اور اسکے
سقف قالبوتی خشتی بیچ مین گنبد اور چارون طرف چار گنبد بایان میانہ دیمحرابی بر باہر کی طرف
ایک تارہ سنگ مرمر کا لگا ہوا جسپر یہہ تحریر ہے — بر زمین تازہ چون بہشت برین + باغ باآب وتاب
گل بیگم + ہست سردار خان بانی باغ + خلف مستطاب گل بیگم + سال التعمیر باغ خورم گفت +
اس باغ جناب گل بیگم رنکا اندر اسکے مکان پرتکلف منقش جسکے شرقی رویہ وغربی رویہ دو کوٹھریان
جسکے طاق تختہ چوکہٹ زرنگین سرخ بنفشی سقف قالبوتی تین درجہ میانہ گنبد والا بلند اور شرقی و
غربی اوس سے خورد میانہ گنبد کے سقف مین چارونطرف گردنہ و درمیان دالان قبر رانی گل بیگم جنت
کی اور شمال رویہ سہ درہ دالان پختہ خشتی جسکے دہن بند اور انمین حجرے اور جنوب رویہ بانتی کی طرف
دیوار مین محراب نشستگاہ چبوترہ قبر سنگ سیہ جسمین خطوط سنگ مرمر کی دو گز عرض تین گز طول
دوفٹ ارتفاع والا اور چبوترہ قبر کے چارون طرف سنگ سیاہ اور قبر کے تعویذ کے گرد سنگ مرمر سفید کا
جسمین خطوط سنگ سیاہ بطور خانہ ارتفاع تعویذ دوفٹ مرتفع اب ایک سل کاٹل ہوی کہ رانی گل بیگم فوت
ہوئی یہہ قبر کی واسطے پہلے بحین حیات بنوایا تہا اسما قبر سردار خانصاحب بنوائی ہے اب اکثر غلاف
پارچہ کمخواب سبزہ مزار پر ڈالا رہتا ہی اور ہمیشہ دروازہ بند رہتا ہے اور کلید سپرد باغبان کے رہتی ہے
مقبرہ کی دالان کے شمال رویہ جو چبوترہ ہی اسکے تین سیہ شمال رویہ مین اور شمال رویہ اسکے میانہ باغ کے ایک چبوترہ
پختہ نشستگاہ اب یہان چار باغبان ملازمان رانی صاحبہ مین ایک بابامان دوسرا شمیر تیسرا احمد دین
چوتہا رحیم بخش گرد نواح دیوار پختہ اور شمالی دیوار مین ایک کہڑکی آمد ورفت کی ہے سو ہمیشہ بند رہتی ہے

گنبدی چہٹہ متعلقہ گورستان میانی یہہ ایک چہوٹا سا مقبرہ چار در قالبوتی اور
چبوترہ خشتی پختہ بر گوشہ غربی وجنوبی باغ رانی گل بیگم صاحبہ مین کہڑا ہے اسکا حال معلوم نہین شمال رویہ اسکے

قبور مہدیاں مرگئے اور عرس وغیرہ ان کا نہیں ہوتا اور نیز قبور شیرگاں وگاڈروں کی۔

قبور ڈھایہ ہاموں شاہ متعلقہ خطہ زمین میانی یہہ مقام جو نام ڈھایہ ہاموں شاہ
مشہور ہے ایک ٹیلہ پر چار قبریں پختہ ایک ہاموں شاہ صاحب کی جنکا چراغدان پختہ کھڑا ہے اور دوسرا
رہتا ہے اکبر بادشاہ کی عملداری میں ولی مشہور تھا یہہ ظاہر ہوتا تھا انکا کچھ حال معلوم نہیں عرس ہوتا ہے ایک
مسجد بے سقف ہے اور چند قبور شیعوں کی مسجد میں ہیں عرس نہیں ہوتا ایک ملا نام احمد علی شیعہ کا
اور مسجد پر ایک چبوترہ بنایا اور سبز درخت کیکر جو کہ تھی قدیمی تھو وہ بزرگان احمد علی شیعہ کی ہیں **متصل**
مقبرہ پیر زاہدی صاحب متعلق قبرستان یہہ مقبرہ پرے کوٹھی جناب رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر
لفٹنٹ گورنر بہادر مالک پنجاب عمیرہ دام اقبالہ عمارت وغیرہ ہی صرف ایک چبوترہ اور اوپر گنبد چار دروازے
والا تھا جو دونوں میں درمیاں میں قبر پیر زاہدی صاحب کی پختہ چونے گچ واقعہ ہے اب مقبرہ اوپر سے ٹوٹا
گر گیا ہے یہہ حضرت بڑے بزرگ کامل فقیر عہد جہانگیر بادشاہ میں فوت ہوئی جاں نثار کے عہد میں انکا معمول تھا
کہ شہر میں پھرتے تھے اور جو لڑکے راہ میں سرگرمی ہوئی دستار سر کرتے ہو انکو صاف کر کر کہاتے اور اب یہ
معمول ہے کہ جو کوئی آکر منت مانتا ہے کہ اگر فلاں کام میرا ہو جاوے تو میں حضرت کی نذر دونگا اور بعد انکی
ٹکیں روٹیاں اور شیرینی روٹیاں ہیں اور ہر وقت معمول ہے لوگ یہاں لا کر چڑھاتے ہیں اکثر لوگ یہاں
آتے ہیں اور جو روٹیاں نذر کی یہاں آتی ہیں گو کس بانی کے لیتے ہیں اور سیتر والا یہی جنکا ذکر سابق ہو چکا
لیتا ہے عرس ان حضرت کا اگ بڑا بہ رنگ جاتی ہیں **قبر مولوی حاجی لاہوری متعلق**
قبرستان میانی گوشہ شرقی چار دیواری حضرت شاہ طاہر بندگی کیسان نواز حضرت شاہ بسی کھڑا ہے
اسکے آگے زمین ورحتی قبر مولوی حاجی لاہوری کی ہے اسکے گوشہ شمالی و شرقی میں چبوترہ معہ دیوار مسجد کا اور
چاہ جو معمی قدیمی ہی یہہ حضرت بعہد جہانگیر بادشاہ نہایت ہی مولوی کامل مدرس تھے اور نیز قابل ایک عام انکا
مشہور ہی **قبر زوجہ الارضیٰ صاحب فراسیس** اسکے گوشہ شمالی میں ایک چار دیواری جو پچھ
پختہ ہے انکا جنوب رویہ محرابی طاق پختہ عرب رویہ مسجد ہے سقف ہیں کہ درخت اور شمال رویہ چراغدان ہے
والہ میں ایک پتھر کا لگا ہی ورا تہمند کھا ہے اور قبر کا تعویذ درست کے گر اتا تم فرشتا ہلکے زوجہ الارضیٰ صاحب فراسیس کے

حال چار دیواری قبر باندی طوائف اسکی شمال رویہ ایک اور چار دیواری پختہ چونہ گچ
بلند چبوترہ پختہ پر ہے دروازہ اسکا جنوب رویہ محرابی اوپر اللہ لکھا ہے بیچ میں ایک قبر خام اور
ایک پختہ پختہ باندی طوائف کی جسکے سرہانے درخت کیکر کھڑا ہے اور قبر رنگین منقش بنی ہیں حیران ہیں کہ
یہہ طوائف لوگ زندگی میں تو لوگوں کو فریب دیتی ہیں مگر بعد حیات بھی فریب دینے سے باز نہیں لئے لنفع اب
ظاہر آدمی جو قبر کو دیکھتا ہے کہ پختہ چار دیواری ہے اور قبر رنگین بہت عمدہ تو خیال کرتا ہے کہ کسی بزرگ
کی ہوگی اور عند الاستفسار قلعی کھل جاتی ہے کہ یہہ کسی کنجری کی قبر ہے حال مسجد ملبنہ میاں
محمد سلطان متعلقہ قبرستان میانی یہہ مسجد تمام سفید چونہ گچ پختہ تین در محرابی
والی دروازہ اسکا شرق رویہ اور دروازہ کے شمال رو چاہ معہ دو سقاوہ غسلخانہ پختہ اور دروازہ کے
اندر شمال رو سبیل وضو کرنے کے تین ٹوٹی والی اور مسجد کی سقف قالبوتی ایک گنبد میانہ بلند اور سر
محراب میں گنبدیاں اور چاروں کونوں پر چار برجیاں جسکے آٹھ آٹھ رالہ خورد میں مسجد کے اندر جنوب و
شمال رویہ دیوار میں بیچ و خشتی سفید اوسکی اوپر گردنہ محرابی خوشنما مسجد کے تین در محرابی ہیں تو متعلقہ ان
واسطہ پائند ہونے پردہ کے جڑی ہوئی ہیں فرش اندر باہر مسجد کا خشتی پختہ گرد چار دیواری نا بلند
بلند سفید در شرق رویہ مسجد پر تین گنبد خورد خورد خوشنما اسکے واسطہ اور صحن مسجد کے شمال رویہ جنوب رویہ
دو دو ٹہری خوشنما نشستگاہ مسجد کے محراب میانہ گنبد بالائی پر افضل الذکر لا الہ الا
اللہ محمد رسول اللہ تحریر ہے اور درون جنوبی کے کتبہ میں یہ شعر محمد عربی
کابروی ہر دو سرا است # کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او اور شمالی درون پر یہہ لکھا ہے
شعر ہستم مدام خاک رہ ہر چار سرور # ابوبکر و عمر و عثمان حیدر # اور چاہ تمام چونہ گچ سفید جسپر چرخی لگی ہوئی ہے
اور شمال رویہ ایک سبیل سنگ مرمر کی جسمیں یہہ کندہ ہے لگی ہوئی ہے - فی سبیل اللہ بانی این
چاہ اللہ جوائی ہمشیرہ محمد سلطان ٹھیکہ دار رشتہ ۱۳۰۲ھ آں چاہ و کارتی لیکہ گورکن کہتی ہیں بعد شش ماہ جب
محمد سلطان آتا ہے تو ایک روپیہ مجاوران کو دیجاتا ہے اور چاہ کے پاس ایک پوہ بھی موجود ہے حال
قبر نواب سعادت یار خان مرحوم والی معزول بہاولپور متعلقہ زمین میانی یہہ مکان

ایک ٹیلہ پر واقع ہے دروازہ آمد و رفت دو ایک جنوب رویہ دوسرا اسکے اندر جنوب رویہ باہر کے دروازہ
کے گرد نواح دیوار پختہ کی سقف اندرونی دروازہ طاق پختہ دار چوبی اندر چار دیواری پختہ اوسکی اوپر سقف چوبی تھی
شکستہ ہو گئی کہ باہر فقط دیوار جنوبی پر سقف پختہ چوبی لگیں سرخ صراحی دار جو در اور شرق رویہ ہے
اسی طرح میں تین حجرے صراحی دار در کلان اور شمال رویہ بھی تین حجرے جو درویشوں کے باہر ملے گوشہ شرقی و جنوبی تھا
میں ایک کوٹھہ پختہ مع طاق پختہ اسکا ایک دروازہ اندر سے ہے اور ایک شمال رویہ باہر اسمیں تین تکیے کے
ملازم نواب حقیقی نواب صاحب مرحوم رہتے ہیں ایک کا نام جان محمد بہاولپوری دوسرا شیر جان نثار بیگ
تیسری زوجہ جان محمد جو ایک عورت ہندوستانی ہے رہتے ہیں انکو معہ چار روپیہ ماہواری مع پارچہ
ششماہی ملتا ہے اس تکیہ میں دو قبریں خام ہیں ایک نواب صاحب سعادت یار جان صاحب مرحوم کے جو
۱۲۵۹ ہجری میں بمرض ہیضہ فوت ہوئی اور دوسری انکے بیگم زوجہ کی جو ۱۲۶۰ میں فوت ہوئی ہیں اندر
فرش چونا گچ ہوا ہے اور قبر بیگم پر ایک سرخ کا سنگ ہے جو اندر ان تاقچہ جو بڑا عجیب ہے اس بنگلہ کے تیر تکیہ کسی عمر کے
قدیمی ہے اور اوپر بنگلہ کے گنبد بھی ہیں

حال مکان حاجی نور صاحب مرحوم متعلقہ زمین میانی

یہہ حضرت بزرگ میاں محمد میر جی کی ہیں بعہد شاہجہان بادشاہ لاہور میں بڑے زاہد اور عابد تقی
اور دولت مند تھے ایکدفعہ شاہجہان بادشاہ کو بتقریب ضرورت کسی مہم عظیم کے ضرورت ہوئی کہ چار کروڑ روپیہ
کسی سے قرض لیوے شہر میں بہت تلاش کی کسی سے یہہ روپیہ بہم نہ پہونچا آخر کار لوگوں نے انکا نام لیا شاہ
جہان نے انکو بلایا اور روپیہ مانگا اور کہا کہ باوجی ہمکو مہم کے واسطے روپیہ درکار ہے بعد فتح مہم کے ادا کیا جاویگا
آپ نے اوسی وقت چار کروڑ روپیہ شاہجہان کو قرض دیا جب مہم بسر ہوئی اور شاہجہان نے انکو واپس دینا چاہا تو
آپ نے فرمایا کہ تو نے مجھکو دیا کہا ہے بس تو میرا قرضہ ہو چکا اب یہہ روپیہ تیرا مال ہے مجھپر حرام اور تجھپر حلال
ہے کہتے ہیں کہ حاجی نور صاحب نے سات دفعہ حج بیت اللہ کا کیا مقبرہ انکا نمونہ کعبہ شریف بیت اللہ کا ہے
اور صورت مکان کی یہہ ہے کہ دیوار جنوبی میں باہر آمد و رفت دروازہ محرابی اور چار رو بطرف دیوار دو قد
آدم اور ہر چہار طرفوں میں چار محراب بطور مصلا کے کہ محراب شرقیہ میں قبر انکی جو پختہ گچ ہے اور قبر کے شرق رو
دیوار میں ایک طاقچہ محرابی اور ہر دو سمت جنوب رو سے محرابی کوٹھڑی کے اندر محراب جنوبی میں باہر آمد و رفت دروازہ

محرابی اور دیوار شمالی کے محراب مین ایک طاقچہ اور آگے تین چار کہنٹہ خشتی اور غربی دیوار مین بھی محراب اور اسمین
پنجرہ مع تینون محراب مین جا بجا نشست ہے چارون محراب قالبوتی دیوار غربی کے آگے ایک چبوترہ خشتی
اور دیوار شرقی سے متصل غربی جانب پچیس فٹ طول اور بیس فٹ عرض کا چبوترہ پختہ خشتی جسکے جنوب رویہ ایک زینہ
شکستہ ہے مین چبوترہ کا فرش خام بنیگیا اور اس چبوترہ کے گوشہ شرقی و شمالی مین ایک درخت جامن اور ایک پیپل اور گوشہ
غربی و شمالی مین ایک ون اور غربی بنیگیا اور گوشہ غربی و جنوبی مین ایک کوٹھہ جسکے دو در جنوب رویہ شرق رویہ
محراب مطابق اسکے گوشہ شرقی جنوبی مین خشتی زینہ پانچ عدد لوسیدہ چنیہ میان گلاب کا نوطیا ہے اس چار دیوار
کی دیوار بہشت کے شرق رویہ در خورد کوٹھریان قالبوتی پختہ مطابق تختہ اور اسکے شرق رویہ ایک چبوترہ مع چار
دیواری خورد اور سیر بہ درخت دن اور ایک کنکر کا ہے اور چند قبور ریزہ گان اسکے جنوب رویہ چاہ و غسلخانہ ہے بنیاد
احمد بخش و محمد بخش برادر یہ جو عرصہ سے بنا ہوا ہے اور سال وفات حاجی نور صاحب کا ۱۱۵۵ ہے ایک ہزار ایک سو پچپن ہجری ہے

حال قبر حضرت عارف چشتی المشہور میان وڈا متعلقہ گورستان خطہ میانی شرق رویہ

مقبرہ حضرت حاجی نور صاحب کے ایک چبوترہ پختہ مع چار دیواری پختہ جسمین ایک خانقاہ میان وڈا کی قدیمی ہے قبر
قدیمی تھی بنا طوائف نے از سر نو بنوائی ہے دس بارہ برس ہوئے اسکے چار و نطرف چار دیواری بنی ہوئی ہے
مین اب تک انکی یہہ کرامت مشہور ہے کہ گاہ گاہ لوگون کو قبر سے آواز آتی ہے کہ پرے پرے ہوکے جاو اور اکثر لوگون نے
انکو بچشم ظاہر دیکھا بھی ہے شکل جمیل اور سفید ریش مین اور نام آپ کا اصلی محمد عارف چشتی اور انکی قبر کے اندر کوئی
آجا نہین سکتا ابتدا مین جو کوئی اس راستہ سے جاتا تھا بیمار ہو جاتا تھا اسی سبب سے میان وڈا مشہور ہوئی وفات انکی سنہ ۱۰۶۴
ایک ہزار چونسٹھہ مین وقوع مین آئی قطعہ عارف چشتی ہست پیر عارفان بود شیخ صاحب وجد و حال
سال ترحلیش چو جستم گفت دل عارف چشتی ہست تاریخ وصال

حال قبر نظام شاہ مجذوب متعلقہ خطہ گورستان میانی

اسکے گرد نواح کہاں لگا کر درخت لگائی ہوئی ہین اور غرب بار دیوار ایک
مسجد سفید سنگ مع چاہ و غسلخانہ پختہ جو نزدیک پیپل متینہ تھا جاٹ خواستگی صد دس سال سے بنی ہے اور اوس
تکیہ مین بطرف شمال مکان ۳ سہ منزلہ مسکونہ حضرت نظام شاہ صاحب کا ہے اور غرب رویہ اسکے ایک کوٹھہ جسکا دروازہ
جنوب و غرب رویہ اور اس مکان کے نیچے جنوب رویہ ایک دروازہ جب اوسکے اندر جاوین تو سقف قالبوتی اور اوسکے

پیر ہر ایک ویرانی سے جو کہ ساتھ کے اندر اور کوٹھہ اور شمال رویہ ایک تہ خانہ دو دری دالان شرقی اسکے اور ایک
قبر بھی ہے کہ نظام شاہ صاحب کا گرا کر مکان مالیا اور ایک دروازہ غربی رویہ کوٹھہ میں جاتا ہے کوٹھڑی غربی رویہ میں
بھی دیا اور ہر جانب دکان ہے شمال رویہ یہاں یہاں مسجد تھی جسکہ قدرے عمارت سیاہ مسجد کے اس طرف دکھائی
دیتی ہے اور گنبد مسجد بھی ہے اور تمام شمال رویہ قبرستان متصل ہے اور ایک دالان دو کوٹھریاں ہیں اس
مکان کے دو کوٹھریاں ایک جنوب رویہ اور ایک شرق رویہ اسکے حجرہ اور دیوار کا ہوا کہ سائیں نظام شاہ صاحب سال
ہزار و دو سو ہجری ۱۲۶۹ میں فوت ہوئے دو قطعہ تاریخ وفات انکی مفتی غلام سرور نے تصنیف کی ہیں جو کتبہ
درج کیا جاتا ہے قطعہ آن ولی نظام شاہ جہان   آخر الامر واصل دوست   سال تاریخ رحلتش
سرور   شد ندا عاشق اہل معرفت سنہ ۱۲۶۹ اور دوسری تاریخ یہ ہے کہ قطعہ نظام جہان از جہان چو رفت
ولی خدا بود محبوب پیر چو جستم رحلت سال تحصیل او   ندا شد نگو شاہ محبوب پیر سنہ ۱۲۶۹ - بعد وفات مزار انکی
پاس شیخ امام الدین صاحب کے حویلی اور مزار انکی اس احاطہ کے کونہ غربی و شمالی میں واقع ہے اور صورت
مقبرہ یہ ہے کہ ایک چبوترہ مربع جسکا دروازہ حویلی آمد و رفت کا جنوب رویہ معہ طاق پختہ جسکے اوپر چار
پختہ بطور گنبدیاں موجود ہیں اور چاروں کونوں پر چار برجیاں گلدار موجود ہیں اور سر ملے ہوئے چراغدان جن میں ۹۶
خوبصورت چراغدان ہیں اور چار دیواری تا کمر اس میں قبر سائیں نظام شاہ کی ہے اور متصل اس چار دیواری کی جیا قبور
خدام وہاں دیکھے گئے ہیں اور جانب پختہ بھی ہے معلوم ہوتا ہے اس چار دیواری کے شرق رویہ ایک چبوترہ سپید
منقش ہے معہ چراغدان دو قبریں ہیں ایک فقیر مست قلندر والا اور دوسری حسین شاہ کی ہے اسکے شرق رویہ
گوشہ جنوبی میں ایک اور چار دیواری پختہ چاروں کونوں پر چار برجیاں ہیں درخت دروازہ شرق رویہ ۹ …
عالم ہے سر ملے چراغدان یہ قبرستان انکو کشمیری … عمارت پختہ چونہ گچ اسکے شرق رویہ ایک
اور چار دیواری پختہ قد آدم سے بلند دروازہ جسکا شمال رویہ معہ طاق پختہ یہ گورستان … جا …
تا ہے … مکانی … یہاں … ہے تیس قبریں پختہ بطور چبوترہ اسکی موجود ہیں یہ بھی
کچھ مدت فقیر کی … شمال رویہ ایک احاطہ خام ہے بعد ازاں غلام رسول کشمیری مستری کا جو
… کمہار … نظام شاہ کی … ایک چبوترہ پختہ …

جسکے سرہانے چہار اقدام ادسیر قبر حضرت مستان شاہ کی ہے انکو عرصہ دس سال کا ہوا ہوگا کہ فوت ہوئی ہیں اور
درخت کیکر و ٹاہلی بیر و گوندنی و شرینہ وغیرہ یہاں بکثرت ہیں یہہ مستان شاہ صاحب مجذوب فقیر قوم سے
گوجر تھے انکو دیکھا ہے کہ بدن کے فربہ اور دروازہ شاہ عالمی کے باہر ہمیشہ بیٹھے رہتے تھے اور سرکار
مہاراجہ انکا بہت ادب کیا کرتے تھے اور اکثر روپیہ بھی خزانہ مہاراجہ سے عنایت ہوتا تھا اسوا اسکے تمام عام
و خاص لاہور کے انکی خدمت کو سعادت جانتے تھے کرامات انکی صدہا مشہور ہیں اب یہاں پیر نبی شاہ فقیر قوم افغان
خادم نظام شاہ بیٹھتا ہے اور حال سائیں نظام شاہ کا یہہ ہے کہ یہہ حضرت فقیر مست مجذوب تھے اور تمام ہندو
و مسلمان انکا ادب و آداب بجا لاتے تھے اور یہہ حضرت اکثر محلہ میں سکونت پذیر رہتے تھے چنانچہ مدت مدید
مکان تکیہ متروکہ قلعہ گوجر سنگہ میں رہے اور بعد ازاں شہر میں کبھی کہیں اور کبھی کہیں آخر یہاں آ رہے
پہلے یہاں ایک مسجد قدیمی تھی پھر آپ نے یہاں عمارت بنوائی اکثر اشخاص عام و خاص انکی زیارت کے
واسطے یہاں حاضر ہوتے تھے اور صدہا کرامتیں انکی معروف و مشہور ہیں چنانچہ یوم قتل راجہ ہیرا سنگہ کا ذکر ہے
کہ اوس روز علی الصباح یہہ حضرت تکیہ سادہواں میں تشریف لائے اوس روز عید الضحی کا دن تھا آپ وہاں
آکر فرمانے لگے کہ نئی صفیں لاؤ اگلی صف اوٹھ گئی ہے اوسی وقت لوگوں نے جانا کہ آج سلطنت میں
ضرور کچھہ فرق آویگا چنانچہ بعد دو گھڑی کے راجہ ہیرا سنگہ جو اپنی حویلی میں محصور تھا معہ پنڈت جلا و میاں
سوہن سنگہ خلف راجہ گلاب سنگہ و چند ہمراہیان معہ زر کثیر ٹکسالی دروازہ سے باہر نکلا اور سردار
جواہر سنگہ ماموں مہاراجہ دلیپ سنگہ نے تعاقب کیا اور متصل گھاٹ راوی جا کر اوسنے راجہ ہیرا سنگہ
کو معہ پنڈت جلا و میاں سوہن سنگہ قتل کیا قس علی ہذا اور بہت کرامتیں انکی مشہور ہیں عہد سلطنت
انگریزی میں اونہوں نے ایک کاٹھہ اپنے اس مکان پر بنایا اور جسپر خفا ہوتے تھے اوسکو کاٹھہ میں بند
کرتے تھے چنانچہ حسب العادت ایک روز یہہ روز یکشنبہ ایک شخص مسلمان قوم موچی کو آپنے کاٹھہ میں بند
کیا دوسرے روز اوس موچی نے بمحکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع لاہور کے استغاثہ کیا وہاں سے
حسب ضابطہ العبد یعنی ثبوت مدعی کے معرفت خدا بخش کوتوال طلبی اونکی عمل میں آئی جب کہ کوتوال حضرت
کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ حضرت آپکو حاکم نے طلب کیا ہے تشریف لے چلو آپ نے فرمایا کہ

بہائی فقیر تو حکموں میں گرفتار ہیں ہمکو لازم ہے کہ اسمات میں ہمکو وقف مگر کوتوال نے مجبوری پی
پان کی تو آپنے فرمایا کہ آج تو مانگل ہم خود سرکار کی محکمہ میں جائینگے جلیس گئے تب وہ دن گذرا تو رات کو آپ فوت
ہوگئے اور وقت مرگ حاضرین سے کہتے تھے کہ کوتوال ہمکو عدالت سرکار انگریزی میں لیجاتا تہا ہم ابہی سرکار کے حکم
میں جاتے ہیں جب آپ فوت ہوئی تو تمام شہر میں غل ہوگیا اور ہر ایک یہی کہتا تہا کہ اونہوں نے صورت فقیری کی
بعد اوسکے محمد سلطان ٹہیکہ دار نے تجہیز و تکفین اونکی کی اور ہزار ہا ہندو و مسلمان آپکے جنازہ پر
حاضر ہوئی اور بڑی دہوم دہام سے دفن ہوئی اور مزار اونکی نواب شیخ امام الدین نے سوادی اور چند روز
پیلہ ماشاہی نواب جی آباد نمسد لوگ انکی موجود ہیں درگاہ بنگاہ کچہ مدت بہائی کو حضر کی کرچہوڑنے میں
اور یہہ مکان انکے نام سے مشہور ہے شمال و لب مکان کے سڑک سمت مزار کے جو چوہدری کی طرف جاتا ہے اور اسکے دکہن
ریکیہ باغیچہ سید چراغ شاہ ہی اور شمال و یہ والا مسکوہ گورکنان کے ایک چبوترہ پختہ چونہ گچ پر سدو
او سپر دو قبریں پختہ جسکے سرہانی جا بجا ایک قبر حضرت حافظ محمد بواری کی اور دوسری حضرت حافظ محمد
قاری صاحب کی یہہ حضرت چشتی ہیں فقط **حال گورکنان** بعد ستہ جہاں رہیموں پر حریہ ہوا کہ جب
کام گورکنی کا ہو کہے تو یہہ لوگ کیا کریں چنانچہ بہت مدت یہی لوگ کرتے رہے پہر عالمگیر نے گلگو لوگوں
کام سپرد کئی بعد محمد شاہ یہہ قبرستان ہی ویران ہوگیا کوئی یہاں دفن نہیں کیا جاتا تہا اور یہاں
بطور سیلاب گیا پہر بعد مہاراجہ رنجیت سنگہ سمت ۱۸۰۰ میں جب گورستان سرونی دروازہ بہائی مند ہوا تو
پہر یہاں قبریں ہونے لگیں بعد ازاں رفتہ رفتہ میلا کا نام گیا اور قبرستان ہوتا گیا جب یہاں میلہ تہا
تو کوئی کوئی بطور شاذ قبر یہاں ہوتی تہی اوس وقت میاں مراد بخش نام ایک گورکن قوم کا رہنے دار تہا
جب وہ اسکام سے تنگ آیا تو اوسنے خواجہ نامی میرکو اپنا شاگرد کیا اب اوسکی اولاد گورکن میں اور بہت
حال گورکنان ربانی سید مہنو سجادہ نشین خانقاہ شیخ طاہر صاحب تحریر ہوا اور دیگر حالات گورکنان کا
اونکا علیحدہ تحریر ہوگا اور جو سڑک چوبرجی سے میانی میں جاکر آگے دو سڑکیں جاتی ہیں ایک طرف
موضع مزنگ اور دوسری کوٹہی مسکوہ جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کو جاتی ہے اسکے شمال و یہ ایک کوٹہی
دو دروازہ مسکوہ ماسکیان ہی آملیں اب بانس خان ماسکی رہتی یہہ کوٹہی مٹی سے کہگل ہوا ہوا ہے اور

دونو درجنوب کیطرف ہین **حال مکان تکیہ وباغیچہ سید چراغ شاہ صاحب چشتی وسبزواری متعلقہ زمین خطہ گورستان میانی** یہہ شاہ صاحب قدیم سی رہنی والی لاہور کےہین آدمی بزرگ پارسا نیک بخت مشہور ہین سلسلہ آبای انکا سید سبزواری ہی اور نسبت بزرگون کی حضرت امام علی نقی سے اسطرح سی ملتی ہے کہ سید چراغ علی شاہ صاحب بن سید احمد شاہ بن سید قمر علی بن سید یحیی بن سید عالم بن سید قاضی غلام محمد شاہ بن سید ابو المعالی بن سید جعفر علی بن سید مہدی بن سید حیدر علی بن سید محمد باقر بن سید حسین بن سید حمزہ بن سید محمد سبزواری بن سید احمد بن قطب الاقطاب میر سعید بن سید محمد بن حسین علی بن حسن علی بن سید محمد بن سید علی بن سید حزین بن سید احمد ثانی بن سید حامد بن سید احمد بن سید احسم بن سید محمد بن سید ابراہیم بن سید منہاج بن سید علی بن سید جلال الدین بن سید محمد قاسم بن سید ابو جعفر ثانی بن امام علی نقی رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین اور فقر مین سلسلہ جناب کا صابریہ چشتیہ ہے بیعت آپ کی بخدمت مولوی غلام مصطفے اور اونکی بخدمت شیخ اللہ دتا اور اونکی بخدمت شیخ کریم الدین اور اونکی بخدمت شیخ محمد غوث اور اونکی بخدمت شیخ قادر بخش اور اونکی بخدمت شیخ حامد شاہ اور اونکی بخدمت شیخ محمد صدیق اور اونکی بخدمت حافظ محمد عارف اور اونکی بخدمت شیخ عبد الخالق قریشی اور اونکی بخدمت شیخ جان اللہ اونکی بخدمت شیخ نظام الدین بلخی تہانیسری اور اونکی بخدمت شیخ جلال الدین تہانیسری اور اونکی بخدمت شیخ عبد القدوس گنگوہی اور اونکی بخدمت شیخ ابو محمد اور اونکی بخدمت شیخ عارف اور اونکی بخدمت شیخ احمد عبد الحق ردولی اور اونکی بخدمت شیخ جلال الدین پانی پتی اور اونکی بخدمت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی اور اونکی بخدمت خواجہ علے احمد صابر کلیری اور اونکی بخدمت خواجہ خواجگان زبدۃ الولی فرزندان وصید دران خواجہ فرید الدین گنج شکر رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہے اب چند پشتون سے مسکن شاہ صاحب کا خاص لاہور ہے پہلی بزرگ انکی شہر قبۃ الخضر المشہور سبزوار مین رہتی تہی بعد ازان بسبب وقوع حوادث زمانہ مخالف وہان سے تشریف لاکر بموضع احمد پور علاقہ ملتان بین متصل اچ شریف آباد ہوی و حصول قوت حلال نوکری صوبہ ملتان سی کرتے تہے چونکہ بزرگان شاہ صاحب سے قاضی غلام محمد صاحب بڑی فاضل اجل و عالم متبحر ہوی اور اوصاف آپکی شاہ عالم بادشاہ عالم گیر کے بیٹی تک پہونچی اوسنی بہزار رضورسندی اونکو اپنی پاس بلا یا عزت کی اور

قاضی لاہور مقرر کیا اور وہ حضرت کئی برس تک قاضی لاہور رہے علاوہ بریں فن طبابت میں ایسا
دم عیسوی رکھتے ہیں کہ جو بیمار آیا گویا جان تازہ پا گیا لاریب مبارک حویلی جو بالفعل بقبضہ نواب علی رضا
خان وغیرہ صاحب مرحوم کے صاحبزادوں کے ہے میرزا ذوالفقار علی قاضی غلام محمد صاحب کے برادرزادہ
کے بنائی ہوئی ہے کہ وہ بھی ایک امیر کبیر ہے غرض کہ شرافت و نجابت و علم و حلم سید چراغ علی شاہ
صاحب کی ذات بابرکات میں جو رونق و رتبہ ہے کچھ آج سے نہیں بطور ورثہ کہ اولاد علی آل نبی ہو کر
ہی یعنی اولیں یہ اوصاف وہی ہو دیگی دن بھر حیات تعلیم طلبا و علاج بیماروں میں مصروف رہتے ہیں
اور خلق محمدی کا یہ حال ہے کہ جو بیمار آتا ہے آپ کی جمال با کمال دیکھ و کلام شیریں سنکر نصف حصہ
اوسکی دور ہو جاتی ہے مرید جناب کے خاص لاہور وغیرہ میں بکثرت ہیں بہت وضیع و شریف آپکے
ہاتھ پر بیعت کر کے فیضیاب ہوئے ہیں رات بھر آپ عبادت حق اور دن بھر خبرگیری بیماران لا ہرے
و مالمی میں مصروف رہتے ہیں عامل کامل بھی آپ ایسے ہیں کہ بالی مدار ہو دلائل الخیرات کا وظیفہ ہمیشہ
روز رہتا ہے اور محض اسی واسطے مدت لی بارہ تیرہ سال سے اناج ہر قسم کا کھانا چھوڑ دیا ہے غرض کہ آدمیان
ذات بابرکات سادات عظام و شرفاء ذو الکرام میں جیسا ہیں سب اکی جسم مجسم وجود برکت آمودیں موجود ہیں
صاحبزادہ آپکے تین ہیں اول سید حاکم علی شاہ کہ بطبع حلیم و سادہ مزاج ہیں مددگاری کمر والد دوسری سید بہادر
علی شاہ کہ علم طبابت و نظم و نثر فارسی و عربی میں طاق ہیں شعر کہنے کیطرف بھی طبع اون کی راغب ہے
تیسری سید بہادر علی شاہ بہت خوش مزاج خوش لباس خوشگو خوش سخن حلیم بہیم اسم با مسمی ہیں جدا
سیاحت رکھی چونکہ سید چراغ علی شاہ صاحب کی طبیعت خلوت اور تجرید کیطرف بہت مائل ہے اسواسطے
انہوں نے چاہا کہ لاہور سے باہر کسی طرف کوئی ایسا مکان اما تجویز کیا جاوے کہ جہاں رات دن گو
دو گھڑی ٹھہر کر سب سے علیحدہ بعبادت حق مشغول رہیں اسواسطے انہوں نے سرکار میں عرضی دیکر
سہ رمس سمجھیائیں کہا بولی اور وہاں اس گرد نواح چار دیواری خام دو فٹ اونچی بنوائی اور درمیان
کر انکی اسمکان کے تین راستہ ہیں ایک شمالی دوسرا جنوبی تیسرا شرقی اور ایک کوٹھہ خام ہے جسکا
دروازہ بعد طاق تختہ چوبی سرفرود بہ موجود ہے جس میں رہتے شاہ ایک فقیر خادم سید چراغ علی شاہ

صاحب کا بتاتے ہیں دو اس مسجد وچاہ کی شرق رویہ ایک چبوترہ ہے جسکے جنوب رویہ تین ورکی شرق رویہ دالان
اس باغ کے گوشہ جنوبی و غربی میں قبرستان تھا اب ان کی شرق رویہ چاہ پختہ معہ چرخ چوب دالان پختہ
سید چراغ شاہ صاحب کے واسطے آب سانی باغیچہ کے ہے اور یہہ باغیچہ سنہ ۱۸۶۰ء میں تعمیر ہوا ہے اب اس میں ایک
تختہ انار و نکا اور دوسرا لیموں تیسرا گوندی و پیپل و متفرقہ درختان بیری و شیشم و کیکر و پیپل دان درمیان
اور چند درختان کیوڑہ و گلاب و گل عباسی وغیرہ کا موجود ہیں اس باغیچہ کے باہر گوشہ جنوبی و غربی میں قبرستان
بزرگان سید چراغ شاہ صاحب کا ہے اور بزرگ انکے عہد بہادر شاہ میں اوچ سے یہاں آئے ہیں اول
حضرت بدر عالم و میر جیا صاحب پسر نادر صاحب اوچ سے یہاں آئے اور کار طبابت کرتے رہے اس قبرستان کے
پاس ایک مسجد قدیمی ہے اور چاہ بھی عہد جہانگیر کا ہے یہہ بھی انکے بزرگان نے بنایا ہے یہاں خانقاہ
حضرت علی بھٹی کی ہے یہہ حضرت مدرس مولوی تھے عہد جہانگیر بادشاہ میں تھے شرق رویہ چاہ اور شرق رویہ
چبوترہ مسجد بھی ہے۔ **مکان ٹیلہ حضرت شاہ میر متعلقہ خطہ مسہانی** مزنگ کے
گوشہ غربی و جنوبی میں غرب رویہ سڑک قصور ایک ٹیلہ ہے یہ شاہ میر مشہور ہے اسکے شمال رویہ قبرستان
زمین دو ونزا اس پر قریہ مزنگ کی ہے جو بانی محلہ مزنگ کا تھا اور اب محلہ مزنگ ہے ضلع مزنگ مشہور ہے
ہے اور جب پہلے شاہان چغتائی یہاں آئے تو یہہ بھی ہمراہ حضرت انکے آئے نشان قبر معلوم نہیں ہوتا
ایک چبوترہ پختہ زمین دو وزد کھائی دیتا ہے اسکے جنوب رویہ ایک چبوترہ خشتی بوسیدہ اوس پر قبر شاہ میر
کی ہے یہہ حضرت شاہ ابو اسحاق صاحب کے ماموں مشہور ہیں اور دو قبریں والدین حضرت شاہ ابو اسحاق
کی اسکے جنوب رویہ قبور دریائی با فاصلہ خلایق کی ہیں اسکے پاس غرب رویہ چار قبور پختہ پرانی
جو شیخ مغلوں کی ہیں اور اس طرف احاطہ خام گورکنان مہابنی ہے اس ٹیلے کے جنوب شرق رویہ ٹیلہ
پر ایک چاہ پروان چرخ چوب والہ معہ غسلخانہ ہدایت خان بلوچ کا ہے اسکے شمال رویہ چبوترہ مسجد

حال مزار شیخ سعدی بلخاری لاہوری متعلقہ خطہ زمین مسہانی

یہہ مزار حضرت شیخ سعدی لاہوری کی چاہ ہدایت خان کی شرق رویہ ایک چار دیواری پختہ قدیمی بنی
بلند بے سقف ہے دروازہ اسکا غرب رویہ معہ طاق تختہ چوبی اور دروازہ کے جنوب رویہ کوٹھہ پختہ

مسقوف ہے جس کا ملبہ پڑا ہے۔ اس چاردیواری کے فرش خشتی پختہ اور مسجد کے ایام گرد ہو کر
دیوار جنوبی و شمالی و شرقی میں نشان دروازوں اور محرابوں کے ستونوں میں دیوار شرقی میں نشان الان باقی ہیں
اور شیخ سعدی کی قبر بھی جا بجا دیوار سے ملی ہوئی ہے مسجد جابجا منہدم ہو گئی ہے اور اسکے درمیان ایک چبوترہ دو فٹ اونچا
اوپر قبر پختہ خشتی جو گچ سے بنی فرش بھی پختہ تھی اب ٹوٹ گئی ہے اس سے ملے چار مدان متصلہ دیوار ان میں پانچ چراغ جلا
کرتے ہیں اس چاردیواری کی گرد ایک اور خام دیواری تھی اور یہ چاردیواری بطور احاطہ دیوی تھی اب
منہدم ہو گئے ہیں صرف ایک دروازہ غربی رو باقی ہے صورت یہ ہے اس چاردیواری کے جنوب اور شمال
غربی رویہ رکش مرتفع ہے۔ اب حال اور کتاب تذکرہ ساقی سید آدم میں لکھا ہے کہ یہ حضرت یعنی شیخ
سعدی بلخاری لاہوری حضرت سید آدم کی جو بنوری خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی تھی
خلیفہ تھے اور ابتدا میں فوج شاہجہان بادشاہ میں نوکر تھے بعد ازاں بخدمت شیخ اسد اللہ خلیفہ حضرت
شیخ آدم بنوری حاضر ہو کر مرید ہوئے اونکی توجہ سے بڑا استغراق انکی مزاج حق امتزاج میں طاری
ہوا جو کہ رات دن مشغول بحق رہتے تھے حضرت شیخ اسد اللہ نے آپکو ایسا قابل مزاج پایا اور دیکھا کہ
یہ شخص کچھ ہونے والا ہے تو وہ انکو بحضور مرشد اپنے یعنی حضرت سید آدم بنوری کی لے گئے اور بیعت
کرائی پھر تو چند سال میں اولیاء کاملین حق میں ہو گئے حضرت شیخ آدم بنوری براہ لاہور روانہ بیت اللہ
ہوئی تو انکو لاہور میں چھوڑ گئے اور ارشاد کیا کہ تو لاہور میں رہ اور خلق خدا کو دعوت حق کر الغرض
وہ حسب الارشاد مرشد اپنے کے لاہور میں رہے اور بہت سال تک لاہور میں رہکر خلق خدا کو ہدایت کرتے
رہے اور اوسی کتاب میں لکھا ہے کہ توجہ انکا آسیب زدہ پر بہت موثر ہوتا تھا جب آسیب زدہ
کو انکی روبرو لاتے تو فی الفور بالنظر پہلی اثر آسیب کی آسیب زدہ اچھا ہو جاتا تھا اور بعض اوقات
ایسا بھی فرمایا کرتے تھے کہ آسیب زدہ کی کان میں جاکر کہہ دو کہ شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ اگر خیریت
مطلوب ہے تو یہاں سے چلا جا حسب یہ عمل کرنے سے وہ آسیب زدہ اچھا ہو جاتا تھا اور دعا آپ کی
حل مشکل کے واسطے بہت موثر ہوتی تھی یعنی جو کوئی اہل مشکل آتا تھا مشکل اوسکے حضرت کی
دعا سے حل ہو جاتی تھی وفات آپکی سنہ ایک ہزار اٹھاسی میں عہد عالمگیر بادشاہ وقوع میں آئی اور

تاریخ وفات انکی یہہ ہی قطعہ ہے جناب سعدی بخاری دل بیدار لاہوری ٭ بود بہ روح
ہزاران رحمت باری ٭ چو از دنیای دون آخر بجنت رفت ای حشتی ٭ ندا آمد ز ہاتف زندہ دل سعدی بخاری شنید

حال قبر حافظ محمد حسین حشتی متعلقہ زمین گورستان میانی

چار دیواری شیخ طاہر بندگی کے شمال رویہ جو ایک کوٹھہ دالان مسقفہ مرتبہ سکھونہ گورکنان ہے اسکے شمال رویہ دیجنت برنا ومین قبر حضرت حافظ محمد حشتی کی ایک چبوترہ قد آدم بلند پر واقع ہے اسکے سامنے دو قبرین ایک حافظ محمد بونا ری کی اور دوسری حضرت حافظ قاری انکی بہائی کی اور جنوب رویہ اس چبوترہ کی ایک اور چبوترہ خوبرو اوسپر نشان مسجد بہی ہی اوسپر دو قبرین ایک حسن شاہ دوسرے محسن شاہ ویہہ بعہد رنجیت سنگہ دفن ہوئی اور سلسلہ حضرت کا چشتیہ ہی

حال گورکنان قبرستان میانی زبانی رشید اسور سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ محمد طاہر صاحب قدس سرہ

اس گورستان مین اب گورکن مفصلہ ذیل ہین نور ماچھی بولاقی سبحان نبی بخش میران بخش رحمت ماچھی رانجہا کالو ہیرا ماچھی شہاب الدین چراغ نوردین لدہو یہہ گورکن بارہ گہر انکے پانچ حصہ مفصلہ ذیل مین جو لکھی جاتی ہین حال انکا یہہ ہے کہ اول میان مراد بخش نادرہ حسکا حال ویر تحریر ہوا گورکن تہا اوسنی سنہ ۱۸۰۰ مین جب یہان بکثرت قبور ہونی لگین تو اپنے خواجہ کو اپنا شاگرد کرکے یہہ کام اسکے سپرد کیا اوسکے دو بیٹے ہوئی ایک کریم بخش دوسرا الہی بخش اور پہر الہی بخش کی چار بیٹی ایک نور ماچھی دوسرا نبی بخش تیسرا میران بخش چوتہا میون کریم بخش کے بہی چار بیٹے ہوی ایک ممن دوسرا احمد تیسرا رحمت چوتہا بلاقی یہہ اب موجود ہین اور خواجہ کا ایک بہائی تہا اسکے یہان ایک بیٹا اسسے پیدا ہوا اب اوسکا متبنی لدہو ہی حصہ انکا یون تہا کہ جو آمدنی ہوتی تہی نصف انصف ہوتی تہی آدہ نو فیجا لے جاتا تہا اور نصف حصہ مین دو ایک الہی بخش دوسرا کریم بخش ابہی بانا صالہ الہی بخش کا وہ بہی نہین ہین شامل ہی مزدوری تہ حق المقدور صاحب بیت سے ایک روپیہ پاتا تہا آنہ انکو ملتا ہے اور اسوا اسکے چادر لاش ادہکی نہ زمین حق المقدور سجادہ نشین کو ملتا ہے مزدوری گورکنی کی

احاطہ مشتمل احاطہ تعمیر ہوا تو ایک مسجد اور عجیب سی آٹھ آنہ ساد معاف جو اس میں زیادہ گور کنی کو دیے
تو وہ حق سجادہ نشین ہے فقط اور شرقرویہ مقبرہ شیخ سعدی لاہوری کے ایک چبوترہ پختہ قبرستان ناپختہ
امام اللہ کہی اور ایک چبوترہ بلند پختہ درمیانہ معلوم ہے اور جنوب رویہ مقبرہ سعدی کا ہوئی گردہ
اور ایک اور پختہ چھوٹا چبوترہ نا معلوم الحال ہے

حال مکان تکیہ کنجری متعلقہ خطہ زمین میانی

یہ تکیہ المشہور کنجری والا جنوب رویہ متصل مزنگ کے اور دروازہ جنوبی
مزنگ کی واقع ہے جنوب رویہ سڑک کے واقع ہے ایک گوشہ شمالی و غربی میں ایک کوٹھہ جسکے اندر کوٹھری مسقف
مرتبہ سرکی پوش جنوب رویہ ہیں کوٹھہ کے بیچ میں ہیں بھی ایک کوٹھا الگ ہے اور دو سہ دری ادنیٰ
پختہ ہو گئے سقف مرتبہ سرکی پوش کوٹھے کے جنوب رویہ واقع ہیں ایک مائی چاہ ہے
اور شرقرویہ صحن اسکے گرد و نواح کا دیواری پختہ بیچ والی ہو گئے دروازہ جنوب شمال رویہ طاق پختہ
اسکے شرقرویہ ایک پختہ حجرہ ... متصل موجود ہیں یہ مکان کنجری لوچی الہیا نند
شمال رویہ ایک پختہ چبوترہ اور قبریں طوائف کی ہیں اس تکیہ میں صحن ہر ایک ... بیر شیشم
اور گولر وغیرہ بہت درخت ہیں اس میں ہیں ... شاہ ... میانی اور میانی مسجد کی ہوئی قبر
خادم عجیب شاہ فقیر کی ہے ... بادشاہ کا ہے جو قریب چار سال سے فوت ہو گیا ہے حال

خانقاہ تکیہ پیر شیرازی والہ متعلق خطہ زمین گورستان میانی

گوشہ غربی جنوبی موضع مزنگ کے متصل ایک مکان تکیہ ہوتا تھا پیر شیرازی کا
نام انکا محمد شاہ ... پیر شیرازی ... پختہ ہو گئے ... ہے اور
شرقرویہ قبرستان ... ایک مسجد ... سفید ... جسکے سقف ... ایک گل
کنجری ... صاحبزادی کنجری اسکے گوشہ غربی و شمالی میں ... پختہ
چاروں طرف گرد ... دیواری پختہ بلند ... طاق ... شرقرویہ و شمال ... ایک لال
جس میں ... مسکونہ ... ایک شاہ ہے تکیہ میں ... لوگ ... مزنگ اگر ...
... اور کارگاہ ... موجود ہیں مسجد ... اب نام ...

برجیان سفید فرش مسجد پختہ چونہ گچ اور اس تکیہ مین قریب ایکسو قبر کے ہوگی و چالیس درختان و نیز ہزار
ایک نیم و کیکر و گوندی موجود ہین یہہ پیر شیرازی بلوچونکی پیر ہین جب سی مزنگ آباد ہوا ہی تب سی یہہ تکیہ بہی
بنا ہی اور یہہ محمد شاہ پیر شیرازی دل شاہ پور مین رہتی تہی اور اکثر مزنگ مین اپنی خادمین بلوچون
کی پاس آیا جایا کرتے تہی جب آپکی مرنے کا وقت ہوا تو آپ نی وصیت کیے کہ مجکو یہان دفن کرنا
چنانچہ یہان ہی دفن ہوئی قوم بلوچ انکو مانتی ہین اور یہہ تکیہ اول تکیہ قلندر شاہ مشہور تہا اور یہہ حضرت
خوشاب کی سید تہی بعد ازان شاہ یہان آئے تہے اسکی غرب رویہ دو قبرین حافظ عطاء احمد و حافظ
گدا برادران حقیقی کی ہین یہہ دونو صاحب سلسلہ چشتیہ کے فقیر تہی اور سال یکہزار دو سو مین فوت ہوئی
ہین **حال تکیہ کمانگران متعلقہ خطہ زمین میانی** یہہ تکیہ الہ دین کمانگر نے عرصہ
بارہ سال سے بنایا ہے اور وہ الہ دین فقیر ہوگیا تہا اب اسکا مرید کرمون فقیر یہان رہتا ہے اس
تکیہ مین جنوب رویہ ایک کوٹہہ کہنکہر اور اینٹو نکا ہی اسمین ایک دالان شمال رویہ اور شرق رویہ ایک
کوٹہری ہے جو کہٹ طاق تختہ اور شمال رویہ چاہ پختہ چرخی دار معہ غسلخانہ و سبیل مٹی ٹوٹی والی
یہہ چاہ قدیمی غرق فی الارض تہا پہر حسب اجازت الہی بخش گورکن الہ دین نے وہ چاہ صاف کرایا
اور مرمت اوسکی کرائی راہ اس تکیہ کا شرق رویہ اور ماسوا اسکے ہر طرف سی آدمی آجا سکتا ہی چاہ
کے غرب رویہ اشجار گوندی و پہروان اور شرق رویہ بطور باغچہ ایک جگہہ تہوڑی سی اسمین تین دہریک
اور گل بوٹہ لگی ہوئی ہین اور سقاوہ کے پاس ایک پیپل اور چند درخت خودرو اور دالان کے غرب رویہ
قبور کمانگران ہین پختہ دو اور خام تخمیناً دو سو اب یہان قبر ہونی بند ہی شرق رویہ تکیہ کمانگران کے
ایک احاطہ پختہ خشتی چونہ گچ حفیظ اللہ پسر ہدایت اللہ خان کا ہے اسمین آٹہہ قبرین خام موجود
ہین چونکہ اس زمین خطہ میانی مین بہت سی قبرستان اور قبور موجود ہین اسواسطی نقشہ قبور ملاحظہ
تحریر کرکے شامل اس کتاب کے ہوگا **حال خطہ میانی زبانی گورکنان**
جہان اب غرب رویہ موضع مزنگ کوٹہہ خام کہو بیونکی آباد ہین یہان اول ایک موضع تباہ
ہوا و سیانی تہا وجہ تسمیہ سیانی یہہ تہا کہ وہان صرف قوم مٹین کے لوگ اکثر رہتی تہی اسواسطی سو

گاؤں کو سانی کہتے تھے اور یہہ موضع سانی اوس وقت آباد تھا کہ جب مغل لاہور میں آئی تو اوس وقت بہت سے
لوگ ہمراہ مغلوں کے ولایت سے یہہ مائی لائی اور آباد کرائی تھی چنانچہ مغلوں کے محلہ مزنگ وغیرہ میں گور ہے
سانی آباد کی بعد اوسکے یہہ جماعت یہہ سب لوگ مٹی کھود کر فروخت کرتے اور اوسکی آمدنی سے
گذران کرتے تھے اول ماہین مغلوں کی اس نواح میں اسطرح پر مکان ہوا کہ شروع کئی کہ پاس ہی
ٹھہرا او پاس ہی تھا اور پاس ہی ناکہ اور پاس ہی جا دو اوس وقت سپرد مائی میں لی گور کسی انتہا
کی اور اکبر بادشاہ کی طرف سے اس جگہہ میں اور گورکس مقرر ہوا اور حسب دستور اوس وقت کی دو چار
چار روپیہ فی فرد اوسکو ملتی تھی اور جب سید معین صاحب حجرہ والی یہاں حلہ کیواسطی تشریف لائی تو
اوس وقت میں بھی یہہ گاؤں سانی آباد تھا اوس وقت یہہ گورکس لوگ اوسکے مرید ہوی اور اب بھی جب
سید محمد علی شاہ صاحب سجادہ نشین حجرہ یہاں تشریف لاتے ہیں تو میں لوگ نذریں ادا کرتے ہیں
اول ماہیں امیر علی صاحب یہاں آئی اور اوسکو یہہ جگہہ پسند آئی تو اونہوں نے باغ لاسیں اسی بزرگ کی
یہاں طلب کرکے قربانی نام ہو اوس وقت سے اس جگہہ کا نام سانی بیچ ڈیرہ مقرر ہوا اب اون قبروں کے
نام و نشان بھی باقی نہیں وہ جگہہ کہ جہاں قریب تکیہ جنوب رویہ حضرت شاہ محمد مقیم کی مشہور ہے
وہاں اب کوئی قبر نہیں ہوتی اور تخمیناً دو صد کہ رہیں وہاں سید بڑی ہی بہت ایک ہزار چالیس
میں شیخ طاہر صاحب کی قبر یہاں ہوئی اس طور سے کہ یہاں میاں ذوالفقار کہ جنکی اولاد سے
اب حکیم کرم علی شاہ ہیں اوکے لاہور میں طبابت کرنے میں رہتی تھی اور وہ شیخ طاہر صاحب کے
مرید تھے اونہوں نے قبر اونکی یہاں ہوئی تب سے قبرستان طاہر بندگی مشہور ہوا پھر جب سیوں
ناظم لاہور ہوا تو سکھاں نے ابتدا میں موضع سانی کو لوٹ لیا اور تمام لوگ ادھر کے کہیں
کہیں چلے گئے اوس وقت میں ٹراں گورکھوں کا بادشاہ نام گورکس تھا وہ موضع مزنگ میں
جا رہا اور جہاں موضع سانی تھا وہاں اب جا بجا قبریں بن گئے اور اب عرصہ دو تین سال
سے ہاں کچھ لوگ سرداران کی آباد کرائی اور اونکو اسی زمین قبریں دی اور فی گھر
ایک روپیہ سالانہ کرایہ لیا غرض یہاں مکانات کچھ یہاں اب تخمیناً دو سو گھر ہو گیا سو حسن کی

سنابی ویران ہوئی یہہ قبرستان بنتا چلا گیا پہر باواہریا کا بیٹا نور محمد ہوا وہ بہی گورکنی کرتا رہا
پہر نور محمد کے گہر مین دو بیٹے ہوئی ایک کا نام خواجہ دوسریکا نام تاجا یہہ بہی بدستور گورکنی
کرتے رہے پہر خواجہ کے یہان دو بیٹی ایک کا نام کرم بخش اور دوسریکا نام الہی بخش اور ایک
دختر سہاگ بہری اور تاجے کا ایک بیٹا فیض بخش اور جابہ دختر پہر فیض بخش لاولد فوت ہوا اور
کرم بخش کے یہان پانچ بیٹی ہوئی - بلاقی محمد بخش احمد بخش رحمت غلام محمد انمین سے
دو یعنی بلاقی اور رحمت موجود اور محمد بخش اور احمد بخش مرگئے اولاد احمد بخش ہی تین بیٹے
ایک شہاب الدین دوسرا چراغ دین تیسرا نور دین موجود ہین اور محمد بخش کے دو بیٹی ایک الہی بخش
دوسرا غلام حسین یہہ بہی موجود ہین اور بدستور گورکنی کرتے ہین اور رحمت کی دو بیٹی ہوئی ایک
کالو دوسرا مہر بخش یہہ بہی موجود مگر ابہی خورد ہین اور بلاقی کے دو بیٹی مولا بخش اور محمد بخش
یہہ بہی خورد ہین اور الہی بخش کے پانچ بیٹی ایک نور ماہی دوسرا ہیرا ماہی تیسرا رحیم بخش جو تہا
نبی بخش پانچوان میران بخش اب نور ماہی کے یہان تین لڑکیان اور ایک لڑکا حسن دین ہے
اور ہیرا ماہی کی گہر مین دو لڑکیان اور تین بیٹی ہوئی اور رحیم بخش کے یہان جو فوت ہوگیا ہی
ایک لڑکی باقی رہی اب اسقدر آدمی کارکن موجود ہین - نور ماہی رحمت بلاقی نبی بخش
میران بخش شہاب دین نور دین چراغ دین الہی بخش غلام حسین اب انکی چار پتیان
یعنی حصص ہین تین پتیان تو اولاد باواہریا کی اور ایک پتی سبحان اور ماما کی ہی حال انکا
یہہ ہی کہ یہہ بہی قدیم سی یہی کار چلی آتی ہین اور یہہ سبحان اور ماما داماموں رحمت اور نور ماہی
کی ہین ماموں انکا عتیق اللہ اور وہ بہی گورکن تہا اب تقسیم حصص انکی اسطرح پر ہے
کہ جو مردہ آتا ہی تو مالک میت حق گورکنی انکو دیتا ہے اور علاوہ اسکے سجادہ نشین کو بہی
کچھہ حق المقدور دیتا ہی انکی آمدنی کے ساتہہ اوسکو کچہہ تعلق نہین اور نیز ان گورکنون مین معمول
ہی کہ خواہ جسکی جو مرضی ہووی وہ کام کرے چنانچہ اب کوئی ہویا رسیوہ جات کرتا ہی اور
کوئی گورکنی مگر حصہ اوسکا بدستور ملتا ہی چنانچہ ایک روپیہ آوی تو اول اوسکے چار حصہ کرتے

ں ارتھی میں تین حصی یعنی ایک آنہ تو ملانی اور دو رتا ہی اور لڈو لیتی ہیں ورچار آنہ سجادہ نشین
اوڈا لیتا ہی بعد اوسکے ملانی اپنی چار آنہ کو چار جگہہ تقسیم کرتا ہے ایک آنہ محمد بخش اور ایک
آنہ احمد بخش اور ایک آنہ رحمت اور ایک آنہ خود وہ لیتا ہی اور بقیہ آٹھ آنہ بھی دو حصہ سی چار
آنہ سجادہ نشین لیتا ہی و اپنی برادران خوردوں میں حسب مرضی خود تقسیم کرتا ہی اور ایک حصہ یعنی
چار آنہ لڈو لیکر بعد فاتحہ اپنی حصہ سی جو بچ رہا ہی کچھ خورد بھی تقسیم کرتا ہی تو اس طرح سی
پھر باقی کو دو حصہ یعنی دو آنہ ملاست ایک آنہ نور ماہی اور ایک آنہ اسی حالی لڈو سی
لیتا ہی اور بقیہ ایک حصہ یعنی چار آنہ جو سجادہ کو ملتا ہی اوسمیں سی دو آنہ تو وہ خود لیتا ہی اور
بقیہ دو آنہ میرگاں مادا کو سائیں کالو اور محمود دونو بھائی پسران نو ... میں اس حسن ورثی کر یہ
قبرستان حسب الارشاد سرکار ماہ صفر المظفر سنہ ١٢٨١ ہجری سی بند ہو گیا ہی متصل دو قبرستان
کی حسب حکم صاحبان میونسپل کمیٹی کی متصل دروازہ بند ہو جانا خانقاہ حضرت ایشان کی ایک دوسرا
قبرستان کی اجازت ملی ہے گورکن وہاں کام کرتے ہیں اور اوس تعلقہ میں ایسوا اپنی گورکنوں کی
میتا گورکن قبرستان شاہ ابو المعالی کو بھی جگہہ ملی ہے اور وہاں نئی احاطہ قبرستان بند کی
بند ہو گئی ایک احاطہ ملا ہو گا اور دوسرا حضرت ایشان کا تیسرا حد میراں ... دی کھوہی کا اصل
سی ... کھوہی میراں ... بنائی ہوئی اور دو جانبی اوکی فقط اول مزار شیخ طاہر بندگی صاحب
کا راجہ گورکن ... ابدال شاہ فقیر خادم وہاں رہتا تھا اوس وقت میں یہ معمول تھا کہ ابدال شاہ
عصر کی بیان کہہ دیتا تھا چڑھت کر ... چار آنہ تک آتی تھی وہ جواد گورکن اوس فقیر
ابدال شاہ کو دیتا ... وہ ... اور روٹی جمع کرکے ... کرتا تھا اور ما سوا اسکے غیر ...
سی ... کے واسطی کچھ دیتا تھا جب قبرستان طوائف کی سمت ١٢٦٣ میں یہاں ہوئی تو ایک
... احمد بخش سنگھ عاشق سینہ چال ... کے کہ جسکی عشق کا حال درج تاریخ
لکھا گیا ہے وہاں اوسکی قبر بن گئے اور چار جانب گرد نواح میانی یعنی ایک شاہ بہولا ہی والہ
دو ... والہ ملکیت الہی بخش گورکن اور مقبرہ پیر ... والہ ملکیت مہر شادی تھا

اب سر رابرٹ مانٹ گمری صاحب بہادر نی کوٹھی بنوائی ہے اور اس چاہ پر باغچہ کوٹھی ہی اور چوتھا
چاہ بلوچانوالہ اسکے ساتھہ کرکے ممولان ہمشیرہ موران کو دی آیا اور ان چارون چاہ کی آمدنی انکو
پچاس روپیہ سالانہ آتی تھی چنانچہ چالیس برس تک وہ کھاتی رہی اب منبط ہوگئی ممولان ہمشیرہ موران
بہی کچہہ نہ کچہہ بروز عرس وہی چہوڑتی تہی جب ابدال شاہ مرگیا تو اوسکا بالکا محبت شاہ گورکنون نے
وہان بٹہلایا اوسکا بہی وہی معمول رہا اور میان فضا وٹالی والے جو مشہور خاندان قادریہ پنجاب سے
ہین - انکی بزرگ سجادہ نشین حضرت ابو محمد صاحب لاہوری کی تہی اور حضرت ابو محمد صاحب بسلسلہ
قادریہ مین مرید شیخ طاہر صاحب بندگی مرحوم کی ہین اور حضرت شیخ طاہر ہر چہار سلسلہ یعنی قادریہ
ونقشبندیہ وسہروردیہ مین بیعت لیتی تہی ابو محمد صاحب لاہوری سلسلہ عالیہ قادریہ مین خادم اونکی تہے
اس توسل سی حضرت میان صاحب بٹالہ بہی میان سید خیر شاہ پسر حسن شاہ یہان بمزار حضرت شیخ صاحب سجادہ نشین
ہوکر بعہد مہاراجہ صاحب آئی اور بعد اونکی جب خیر شاہ فوت ہوگیا تو ایک شخص چراغ شاہ نامی
بن زند علی ساکن موضع مزنگ وٹالہ والی صاحبونکا با مید عطائی عہدہ سجادہ نشینی شیخ طاہر
صاحب کی کچہہ زر نقد دیکر مرید ہوا چنانچہ اونہون نے اوسکو ۱۲۸۶ھ مین یہان کا سجادہ نشین
کرکی بہیجا اور بعد ہونی مرید کی سید چراغ شاہ صاحب یہان تشریف لائی اور دو چربرس تک رونق افزا
اس خانقاہ کی رہی پہر چراغ زندگی چراغ شاہ صاحب کا گل ہوگیا بعد اوسکی زند علی باپ چراغ شاہ
کا بصوابدید نمبرداران ورؤسائی موضع مزنگ کی یہان آبیٹہا ۱۲۸۹ھ مین زند علی صاحب جنت
زندگی چہوڑ کر چلے گئی مین بعد شہسوار بن زند علی حقیقی بہائی چراغ شاہ کا وٹالہ مین گیا اور بطمع
سجادہ نشینی اس خانقاہ کی حضرات وٹالہ کا مرید بنا اور اونکی اجازت سی سجادہ نشین اس خانقاہ کا
مقرر ہوا اور ابتک قابض ومتصرف ہی اگرچہ چراغ شاہ کا بیٹا بہادر شاہ جو حقیقی برادرزادہ
شہسوار کا ہی موجود ہی اور وہ کہتا ہی کہ مین بحسب ورثہ اپنی باپ چراغ شاہ گدی نشین سابق اور
زند علی دادا اپنی کی حق دار بنصف آمدنی نذر چڑہاوہ خانقاہ کا ہون مگر میان شہسوار اوسکو کچہہ
نہین دیتا اور کہتا ہی کہ مکان ورثہ سی تعلق نہین رکہتا مالکان مکان میان صاحبان وٹالہ مین اونکا

میں مرید ہوں اور اوہوں نے مجکو یہانکا سجادہ نشین مقرر کرکے بہیجا ہے میں تمکو کچھہ مدد دونگا اگرچہ لیا
سطہ بہی ہوا اجازت نامہ میاں صاحب وٹالہ کا لے آئے اور سابق از زمان حیر شاہ گدی نشین
صرف گورکہن لوگ عرس کرتے تہے اور آمدنی مسجد بالا لیتی تہے جب بالجبر میاں حیر شاہ تشریف
لائے تو خرچ عرس نصف نصف دیا میں گورکہناں و حیر شاہ مقرر ہوا اور زر آمدنی خرچ اخراجات
زیارت خانقاہ و عرس و نفقہ سجادہ نشین میں صرف ہوتی رہے خاتمہ اسکا یہی معمول ہے اگرچہ
تاریخ وفات حضرت شیخ طاہر بندگی صاحب تصدیق قول صاحب تذکرہ محمدیہ آٹھویں ماہ محرم
سنہ ہے مگر سجادہ نشین و گورکہن اس خانقاہ کے عرس یعنی فاتحہ سالیہ حضرت شیخ طاہر بندگی صاحب
کا ساتھ آداب عشرہ ماہ محرم الحرام بتاریخ سترہ ماہ محرم کرتے ہیں اور روز سالیہ حضرت کے
یہہ دستور ہے کہ اوس روز زنان حلوا اور دال نخود معہ گوشت پکوایا جاتا ہے اور علما لوگ جنت
دیگ ورلا پوشی ماوا کرہ حضرت کا ختم دلایا جاتا ہے اور بہی کثیر التعداد لوگوں کی وہاں جمع
ہوتی ہے اور تمام رات شب بیدار رہکر قرآن شریف بارواح حضرت کی پڑہکر بخشتے ہیں اور دعا
دی بہتہی جمع ہوتی ہیں اور سہد پارہ فقرا کا تقسیم کیا جاتا ہے اور اول یہہ ہی دستور تہا کہ غیر
شرع کی لوگ یہاں روز سالیہ حضرت کی آتا نہیں باقی نہی اور صرف فاتحہ اور سہد پارہ پڑھا
جاتا تہا مگر اب جب ورسی کہ شہلور سجادہ نشین ہوی ہیں اونکا کہنہ حضرت بڑی شوقین آدمی ہیں
اونہوں نے ناچنے والے لوگ یعنی طوائفی وغیرہ جو سرود ستی ہیں جمع کرکے اور مجلس قوالان کری جاری
کی ہی رو بہ ملکیت اسی مجرا و تماشا ورواج کنجریوںکا سہی ہونا شروع ہوگیا ہی مگر یہہ رسم غیر شرع
ہوتی ہی سابق نہی سابق صرف یہی فاتحہ ہوتا تہا اسقدر احوال صرف زبانی گورکہناں و سیار
بیانی بیج ہوا فقط اور جو درجہ ہے جو شریک میانی میں آئی تہ رکنے جو بر دیہ فقیر صاحبان کا ناگیہ
مسجد ہی گرد اسکی چار دیواری پختہ سیر [illegible] سعید محرابی بطور ڈیوڑہی مستعد شمال وریہ
[illegible] ہے [illegible] ور دمیر و گو ہی کہ بیٹے ہیں دریا [illegible] ہیں باد [illegible] دار [illegible] کو ٹھہ موجود ہے
اور [illegible] بہی موجود ہیں [illegible] حافظ [illegible] شمس الدین خان صاحب [illegible] ہیں

اسکی جنوب رویہ احاطہ قبرستان مولوی غلام اللہ صاحب امام مسجد پورانکا ہی اسکی جنوب رویہ چاردیواری
سفید شیخ شبراتی سوداگر دہلی کی ہے اور ایک چاردیواری خوجوں کی ۔ **حال قبر پیر برہان صاحب حضرت**
باہر دروازہ ذکی کی شرق رویہ اوس سڑک کی جو متصل شہر ہو کر قلعہ کو جاتی ہے لب سڑک ایک
تکیہ ہی اوسکی گرد نواح چاردیواری پختہ خشتی اور یہہ احاطہ بیچ میں سے دو حصہ میں منقسم ہے
حصہ جنوبی میں ایک اور چاردیواری پختہ ہے اوسمیں دو قبرین ہیں ایک پیر برہان صاحب کی
یہہ حضرت بخارے سی آئی ہیں اور بعہد اکبر بادشاہ فوت ہوئے ہیں پہلے یہہ قبر بہت خوبصورت بنی ہوئی
تھی مگر کنور نونہال سنگہ نی مسمار کرادی تھی اب امام الدین حجام نی پہر از سر نو بنوائی ہی اب
آج کل سفید ہی ہو جاوی گی دو تین طرف رستہ آمد و رفت ہی اور پاس اسکے ایک نوگزہ آدم
شہاب نام کی قبر ہی پہلی بیس شہاب کی قبر خندق پر تہی اب جو وہان باغچہ بن گیا اور خندق
بہہ گئی تو وہان سی استخوان اسکی لاکر یہان قبر کی ہی یہہ قبر بہت طول ہی بباعث طوالت نوگزہ
کرکے مشہور ہے اور دوسری حصہ میں ایک مسجد بیجہت اور دو کنوئیں اور ایک دالان و کوٹہے
خورد و ایک دالان بڑا موجود ہی اور بہت سی درخت گوندی و بڑہ و پیپل وغیرہ اب چند فقیر لنگوٹ بند
یہان رہتی ہیں چاردیواری کا دروازہ شرق رویہ چہوٹا سا موجود ہی وہانسی آمد و رفت جاری ہی چونکہ
ذکر اسکا کسی کتاب میں دیکہا نہین گیا لہذا جو کچہ انکی مجاورین و دیگر ارادتمندوں سی معلوم ہو تحریر
کیا گیا اور جو فقیر وہان رہتی ہیں وہ بہی جہول مطلق بیوقوف محض بہنگی اور چرسی ہیں کہ جنسی اگر
ایمان کی شرطین پوچہین تو بتا نہین سکتی بموجب گردش زمین کی سر راہ یہہ قبرین ٹہری اسی معلوم ہوتی
ہین اب تو یہہ مکان چندان خوبصورت نہین مگر پرانی پرانی اشخاص بیان کرتی ہین کہ ابتدا
مین یہہ مکان بڑا پر رونق تہا **حال مزار حضرت شاہ کاکو چشتی دوسری مرتبہ**
متصل سرای محمد سلطان ٹہیکہ دار شرق رویہ مسجد شہید گنج والہ زیر دیوار شہید گنج والہ ایک چبوترہ پختہ
چونہ گچ چار فٹ مرتفع جسکے اوپر درخت بڑ موجود اوسپر مزار پر انوار حضرت شاہ کاکو چشتی کا ہے
یہہ حضرت مرید حضرت خواجہ نظام الدین سلطان المشائخ زری زر بخش جنکا روضہ منورہ دہلی میں ہے

ہیں اور چند ملاقاتیں ابکی حضرت خواجہ فریدالدین شکر گنج سے ہی ہوئی ہیں ولی باکمال تھے صد ہا کرامتیں
اِنکی مشہور ہیں توقت آبادی بیرون شہر لاہور یہہ مقام محلہ جواہر بابا ورنجاس مشہور رہا حضرت
چند مدت یہاں سکونت پذیر رہی وراپنی آپ کو ایسا مخفی رکھا تھا کہ کوئی اُنکو نہیں جانتا تھا
کہ فقیر ہیں مگر اُنکی نام کی باعث یہہ محلہ جہاں اسٹیشن ریلوی ہی محلہ شاہ کاکو چشتی مشہور تھا
یہہ حضرت بڑی مرفع الحال بہرطور آسودہ وضع دنیاداراں رکہتی تھی کمترین کے دیکھتی دیکھتی تک
مزار حضرت شاہ کاکو کی لب سڑک دروازہ نجاس چینی کی کام والا بڑا بلند عالیشان بنا ہوا تھا
اور شکل اس دروازہ کی بعینہٖ دروازہ مسجد وزیرخان کی تھی ہشت پہلو کاشی کا کام کیا ہوا تھا اور
جو عمارت کی وقت میں وہاں خرید و فروخت اسپاں ہوتی تھی وہ دروازہ دو مرلہ تھا اور زیر کنبد
مدفون ہی کہ جب احمد شاہ ابدالی نادر شاہ کو قتل کرکی لاہور چڑہ آیا تو اوسکا یہ حضرت صاحب شاہ
محمود سے یعنی جنکی قبر پشت مسجد بادشاہی چبوترہ بلند پر واقع ہی ادر حال دیکھا ایسا اللہ تعالےٰ
حالات بزرگان اندرونی شہر لاہور میں مفصل تحریر ہوگا اسکے ہمراہ آیا اور وہ قدیم سے لاہوری ہی
جب شاہدرہ میں پہونچی تو بولے احمد شاہ سی فرمایا کہ یہہ میرا شہر ہی میں پہلے جاتا کہ اہلیان
ہو اسلیئے میں چاہتا ہوں کہ تو مجہی وکیل کرکی بہ طور جانسپار بھادر ناظم لاہور کے پاس بہیجدے
کہ احمد شاہ نے سخن قبول کیا او حضرت کو اسکی پاس بہیجا چونکہ یہہ فقیر ذی پرواہ محمد دوستی پہر
پہونچی کہ خدمت نواب فرمانی لگی کہ ادب ذات موصوف احمد شاہ ابدالی تشریف لائی ہیں تجہی
لازم ہی کہ تو اونکی خدمت میں حاضر ہو اور آداب بجالا اور امان مانگی تو اور خلق خدا ہلاک ہونی
سی بچی اسکی جواب میں برا بہلا کہا دو سننی ہی آگ کا گولا بن گیا اور حکم دیا کہ اگرچہ وکیلوں کو
مارنا ممنوع ہی مگر ایسی بی ادب کو چھوڑنا بھی لائق نہیں ہی جیسا سنکہ حاضرین فرمانبرداری اوس وقت
اونکو قتل کرڈالا اور یہہ حال کسکو معلوم نہ تھا کہ آپ فقیر با خدا ہیں جب یہہ خبر احمد شاہ ابدالی
کو پہونچی تو اوس وقت دریائی غم و غصہ میں ڈوب کر دریای راوی سی عبور کیا اور حکم قتل
عام دیتا ہوا شہر کی اندر آ پہونچا اور علاقہ حضرت ایشاں میں جو سب قتل ہوئی کہتی ہیں کہ ایک

ہوگئی فوت ہا ہزار گر گر میناردن ہی کی بادشاہی مسجد کہ آئی بہت سکو ایسا بات بگر کبہی سنہ ...
اسپر خان نواز شاہ جب کہ ہون کرتا عرض کرکے مختصر لہذا ہین سنتی خوش کی فدوی داد کر جا بس
تہا رہا کر قتل تماشاہی بیٹہکر پہ دروازہ کے نخاس سن ابدال شاہ احمد وقت اوس اوا ہوا تہا احمد شاہ ہان
بہت سے جانب کی پیر قتل مین دل اوسکے اور لائی روبرو اپنی کرکے قید مین آہنی پنجرہ کو نواز شہ خواجہ
تیری اب بول کیا قتل کو پیر میری نے تو بیوقوف ظالم ای کہ لگا کہنے اوسکو ہی دیکہتی تہا ہوا بہرا غصہ
قید تو ہی ظالم اگر اور ڈال بیچ تو ہی تاجر اگر اور ڈال مار تو ہی جلاد اگر کہ دیا جواب اوسنی ہی سزا کیا
اور آئی پسند نہایت اوسکی بات یہہ کو شاہ احمد رحیم غفور واللہ کر معاف تو ہی بادشاہ اگر اور ہی کردی
سے گرفتار و گردون کار سر بعلداری اب یہہ ہوا ہندوستان روانہ کرکی بخشی جان اور تاج فقط اوسکی جان
اسکا و نشان نام کر ہو مسمار یعنی ہوا داخل مین مہربانی کی صاحب سلطان محمد میان بہی یہہ دروازہ وہ
بہ فرو شہر اور ہوا تیار قبر سے سادہ آپکے تو بحکم ہوی فوت جب خشتی کا کو شاہ حضرت یہہ اور رہا بہی کو نام
عجب زرا وہان اب ہوگیا خستہ و خراب سے وقت کی شاہی احمد قتل وہ تہا خوبصورت باغچہ بڑا ایک اسکے
صاحب آپ کو شخص کوئی مین ابتدا ہے آجاتی نظر و چار مین زیارت بہی قبر یہہ غسل بوقت اور ہی ہوتی
میانمیر حضرت روز ایک کہ ہی یون وہ اور ہوا ظاہر کا انکی کمال حال مین عہد کی عالمگیر مگر تہا جانتا نہ کمال
سے تب ہی کی مکمل کامل ولی ایک مزار یہہ کہ فرمایا سے ہمراہیان اور سب لائی تشریف یہان صاحب
ناچ رات تمام اور ہین کرتے میلا بجا آ لوگ خوجہ مین الاول ربیع ماہ تک اب اور ہوی مشہور حضرت یہہ
ہے جاتی لگائی بہی قنات سائبان فروش فرش اور ہین کرتے بہی چراغان کو شام اور ہی ہوتا رنگ
سے بہت تو ہی جاتا وہان انسان جب ہی والی جذبہ بیشک مزار اور ہی مشہور کم بہت آپکا حال مگر
آتی ہے **حال مزار پیر ہادی رہنما** یہہ مکان لب سڑک جیلخانہ جو سڑک انارکلی و میانمیر
سے جیلخانہ کو جاتی ہے بائین ہاتہہ پر شہر قریب واقع ہی مقبرہ سقفی قالبوتی پر گنبد پرانا سا بعمارت
چونہ گچ موجود ہی اور صورت مقبرہ یہہ ہی کہ بشکل مربع گرد نواح سے دو درجون پر منقسم ہی ایک دیوار
باہر اور ایک دیوار بفاصلہ دو گز اندر اور باہر کی دیوار مین تو چارون طرف بلیس در یعنی ہر طرف

سرخی دغربی وجنوبی وشمالی میں پانچ پانچ دروازے محرابی تھے جو سب کچھ قالبوتی موجود ہیں اور اوسکے اندر
والی چار دیواری میں قبریں اور سب کی سب خام دکھائی دیتی ہیں اور دروازہ کی آمد ورفت جنوب رویہ ایک
دروازہ چوبی ہی طاق چھوٹا سا موجود ہی اور شمال کی طرف ایک حجرہ تھی اور پچھواڑے اس مکان کے
ایک چاہ ہی اور اوس میں فرش تھی جس میں دو تین سنگین ہیں اور تعویذ مزار کی جو سب کچھ اور تہہ
اسکی بھی خالی تھی ہی اور چھت کی اوپر بھی نشان قبر کا بنا ہوا ہی یہہ پیر ہادی رہنما صاحب سید
شاہ شمس الدین تبریز کے مرید ہیں اور اس مقبرہ میں تین قبریں ہیں ایک پیر ہادی رہنما اور دوسری
پیر حسن شاہ دریائی اور تیسری سید عبداللہ شاہ صاحب کی یہہ تینوں بھائی ہیں انکی والد پیر
شمس الدین تبریز کی سید عبدالقادر مشہور ہیں یہہ مقبرہ عہد بابر شاہ میں بنا ہی اور جنوب رویہ اس
مقبرہ کی ایک مسجد ہی جس میں اب کوٹھی بن گئی ہے اور اوسپر [illegible] سرخ کسی تاج کا رہنا ہی تکیہ
تعمیر کی ہوئی کلان خان کی ہی اور یہہ کلان خان امیر دربار اکبر بادشاہ تہا اور وہ حضرت پیرمان کے
جناب میں ارادت رکھتا تہا اوسی یہہ مسجد بنوا دی اس مسجد کی دو برج چھوٹی اور ایک بڑا اور یہہ
بڑی گنبد پر ایک چھوٹی سی گنبدی تھی جو سماوی ناک اس مکان کے پیران ماروال سید علی
وغیرہ میں جو اب ماروال میں رہتی ہیں [illegible] قابض ہوئے ایک فقیر دلباغ شاہ نامی یہاں
ٹہلایا ہوا ہی اس فقیر کی اپنی رہنے کیواسطے بطرف غربی ایک حجرہ جسکا دروازہ جنوب رویہ ہے
بطاق گر [illegible] مالیات اور اوسمیں رہتا ہے اور یہہ مسجد اب تک وہاں گدا رہی اور چہہ مسجد تمام
اس علاقہ میں مشہور ہی [illegible] درخت کوندہاں وکیکر و بیروان موجود ہیں اور ایک
چاہ پختہ کلاں خارجی گوشہ جنوب وشرق اس مقبرہ میں موجود
اور یہہ مقبرہ معلی بہت خوبصورت بنا ہوا تہا یعنی اسکی چھت پہ پتھر سنگین برج
لگی ہوئی تھی اور باہر کی دروازوں میں بھی ستون سنگین تھے مگر وہ سب راجہ دھیان سنگھ
سراہ نی بھی نکلوا کر جموں میں لے گیا اور مقبرہ جہانگیر بادشاہ شاہدرہ والا بھی اسی مقبرہ کے
نقشہ پر بنا ہی وضع اسکی اور اوسکی یکساں ہی اندر باہر درو لگی دوریاں داخل ہوئی ہیں تمام

عمارت خشتی قالبوتی پختہ بنی ہوئی ہی کہیں لکڑی کا نام بہی نہیں ہی اسباب تہ خانہ کی دروازہ بند کرکے لگو ہین اور بہی سی بہت آراستہ مکان ہی عرصہ بارہ برس ہی دروازہ تہ خانہ بند ہی اور مسجد کلان کی عمارت خشتی چونہ گچ نہایت پختہ اب رنگ اوسکا سیاہ ہوگیا ہی اب صاحبنے دروازی بند کرکے جو کہاٹ دروازہ لگا ہی ہین اور شمال رویہ دیوار مسجد مین زینہ اوپر کی آمد و رفت کا موجود ہے شمالی جنوبی طرف جو دروازہ تہی وہ بہی اب مسدود ہین اور محراب میانہ مسجد کا لب بام شکستہ چہہ برجی کہنہ گنبد کلان پر واقع ہی اسکی چار بند اور چار کشادہ دروازہ ہین اور طرف جنوبی شرقی اس مسجد کی ایک چبوترہ خشتی جسکے بنیری سعید ہین موجود ہی اسمین چند قبرین ہین موجود ہی آمیز اکثر قبرین چنانچہ ایک عنایت اللہ قادری کی جو مرشد حضرت بہلی شاہ صاحب کی ہین جنکا مقبرہ قصبہ قصور مین واقع ہی وفات پیر ہادی رہنما کی سنہ چہہ سو اکاسی مین ہوی

اور حضرت خواجہ شمس الدین تبریزی کی تاریخ وفات جو مفتی غلام سرور صاحبنے بہ اندراج سید بہیجی یہہ ہی **تاریخ وفات** جناب شیخ شمس الدین تبریز + کہ روشن بود از نور تجلی + بگو سلطان شمس الدین و عالش + رقم کن نیز شمس الدین معلی ۶۴۵ھ

حال مقبرہ حضرت شاہ شرف صاحب

حضرت شاہ شرف کی خانقاہ جا آوڑی دروازہ کیطرف سڑک جیل کے متصل ٹیلہ ناسی جاندماری موجود ہی یہہ مزار ایک چبوترہ خشتی پر واقع ہی اور اس چبوترہ پر تین قبرین تہا ہین ایک تو حضرت شاہ شرف اور دوسرے انکی مرشد محمد فاضل صاحب اور تیسری انکی مرید محمد عزیز اللہ کی ہی محمد فاضل تو بعہد شاہجہان بادشاہ زندہ تہے سلسلہ انکا قادریہ رزاق شاہی خاندان لاہور مین سی ہے اور بڑے زاہد تہے اور شاہ شرف صاحب انکی مرید بڑی معمر ہوئی ہین یعنی انکے ایکسو بیس سال کی عمر ہوئی ہی اور یہہ حضرت ایکسو برس ہی فوت ہوی ہین گرد نواح اسکے درخت بکثرت ہین شرقی رویہ ایک کوٹہہ مسکونہ فقیر مہتاب نامی ہی اور ایک کوٹہہ شکستہ سا ہی اور آٹہہ بیگہہ زمین مزروعہ و سات بیگہہ غیر مزروعہ اونکی خانقاہ کے ساتہہ معاف ہی اور دو چاہ زمین جنکی آمدنی تہاس زمین کی مہتاب فقیر کو ملتی ہے اور ۱۳- رجب اور ۱۳ صفر کو دو میلے یہان ہوتے ہین

۱۳ رجب کو محمد فاضل صاحب اور ۱۲ صفر کو شاہ شرف صاحب کا انکی قبر کی جنوب رویہ ایک مسجد
کلاں ہی جو اب شکستہ ہو گئی مگر نشان باقی ہیں اسمیں حضرت محمد فاضل صاحب مدرس درس کے
تھے اور شاہ شرف سی انکو مدد ملتی تھی سب لوگ تعلیم مفت پاتے تھے اور فی سبیل اللہ درس جاری تھا
اور عرصہ اندازاً بیس سال کا ہوا ہی کہ سیوں رجب کو بیت ہوئی اور بس بارہ سوا دو پہر کو
یہہ قبریں ہیں یہہ شخص خادم اس جگہ کا تھا اور کوٹھے کی سر قبر ویہ ایک قبر اونچی چبوترہ پر ہو
ہی یہہ فقیر مہر شاہ نامی مرید حضرت شاہ شرف کی ہی اور گرد نواح قبرستان عام ہی اور جو چاہ
شرق رویہ ہی اوسکا پانی بہت اچھا شیریں ہے

حال مقبرہ واحد شاہ شہید

جنوب رویہ کوٹھی جناب کپتان ہال صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور جو سڑک فیروز پور اور چنگی
کو جاتی ہے متصل پل جو بڑا دیکھا ہی اور زیر سڑک میانمیر واقع ہی اور پل کے دو در ہیں واسطے
آمد و شد اشخاص کے جو موضع مزنگ وغیرہ کو جاتے ہیں مشرق رو واقع ہی اس پل کے شمال رو ایک
مقبرہ ہشت پہلو جو پہلے اب رنگ گنبد سیاہ ہو گیا ہی اور اب تمام گنبد چند نقش و نگار کو نیروں کے چھوٹے
چھوٹے گنبدی دکھائی دیتے ہیں یہہ مقبرہ واحد شاہ شہید کا ہی ساکنان گرد نواح بیان کرتے
ہیں کہ شہید شاہ جہاں یہہ مقبرہ بنا ہی اندر اسکے قبر نام اب نظر آتی ہی اور پختہ قبر مسمار ہو گئی
مفصل حال اسکا سوا اسکے دریافت نہیں ہو سکتا

حال شہید والہ

شمال رویہ اس مقبرہ کی ایک چار دیواری معہ چاہ و درخت بڑ موجود ہی اور اسمیں ایک چھوٹا سا گنبد مسجد
شہید والہ ہی اسمیں سادہ مسجد و مقبر سیاسی معتمم میں اور گمان غالب انکا سر برست ہی متصل
گنبد شہید والہ دو تین کوٹھیاں پختہ ہیں اور چاہ و روان یہہ سا مکان سا ہی اور غرب رویہ اس
شہید والہ کی ایک شاہدہ پٹرا ہوا مری ہوئی ہی حال اس شاہدہ کا یہہ بابت ہوا کہ بعد لوا سیر ہوں
جو شکار کہ لوگ قتل ہوتے تھے تو اونکی لاشیں سو سو دو دو سو یکجا کر کر گاڑ دی جاتی تھیں یہاں
شی بہت ہیں کہ اونکا مدفن ہی یہہ شاہدہ بعد مہاراجہ صاحب بنی ہی اور دیوان جوالا سہائے
صاحب منیر اعظم کا کل ماندان قوم ہندو اس جگہ کو مسجد جانتے ہیں بلکہ جیسکا شگون جوالا

پڑتا ہے تو وہ منزد رہان آگر نشگون اداکرتا ہے اور کچھ نذرانہ پڑتا ہے فقط حال مقبرہ ۵

حضرت شاہ اسماعیل فیمابین سٹرک کوٹھی جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و سٹرک میانیر

شمال رویہ اس شوالہ کے ایک چبوترہ بلند جسپر بہت سی درخت ون وگوندی موجود ہین اور اوپر

اس چبوترہ کی ایک بڑی چار دیواری خشتی ہی اور شرقرویہ چار دیواری کی ایک کوٹھہ جسکا دروازہ

جنوب رویہ ہی موجود اور اس چار دیواری مین شرقرویہ ایک ور چار دیواری ہی اسمین قبر

حضرت سید اسماعیل محدث کی ہی قبر انکی چونہ گچ سرہانی چراغدان جسمین تو چراغ رکھنی کی جگہہ ہے

اگرچہ یہہ چھوٹی چار دیواری قدیمہ ہی مگر مسمار ہوگئی تھی اب از سر نو یہہ چار دیواری بنی ہی یہانکی

مجاور حافظ رحیم بخش صاحب ہین اور اونہون نی ہی یہہ چار دیواری بنوائی ہی اور باہر کی چار

دیواری کی دیوار جنوب وغرب وشمال کی طرف ہی اور شرقرویہ نہین اور دروازہ اس

چار دیواری کلان کا جنوب رویہ آمد ورفت کا ہی اسمین قریب چالیس قبور کے موجود ہین اور

تمام درخت ون موجود ہین اور غرب رویہ ایک باغچہ افتادہ ہی اسکے ساتھہ چار روان ہی تھا

وہان چند درخت انار وغیرہ موجود ہین حال انکا مجاور بیان کرتا ہے کہ یہہ حضرت سید بخاری عزلی

ہین اور جب یہان ہوئی اور سروان بادشاہ تھی تب یہہ حضرت یہان آئی اوس وقت یہانپر کوئی

مسلمان نہ تھی انکی وعظ سی لوگ مسلمان ہوئی اول روز جو اونہوننی بروز جمعہ وعظ کیا تو دو سو

پچاس اور دوسرے جمعہ تین سو پچاس اور تیسری جمعہ پانچ سو ہندو مسلمان ہوے اور یہہ حضرت بڑی

ولی ہین سنہ مین فوت ہوی اور مہتاب کا لفظ کہ حاصل عدد اوسکا چار سو اٹھتالیس ہے

اونکا مادہ تاریخ ہی سرہانی کی طرف درخت نیم ہی موجود ہی انکی قبر کی پاس انکی غرب رویہ متصل

دیوار چار دیواری قبر انکی خادم میان حاجی کی ہی یہہ شخص ہمراہ انکی عرب سی یہان آیا ہے

رات کو کوئی شخص یہان نہین رہتا اگر رہتا ہی تو خوف آتا ہی اور اعضا شکنی ہونی لگتی ہے

اس باعث سی کوئی جرات شب باشی کی نہین کرسکتا سال بھر مین ایک دفعہ ۲۰ رجب کو حضرت

کا عرس اوس روز چوری شیرین بنا کے تقسیم ہوتی ہی مگر بہت لوگ جمع نہین ہوتی یہہ چبوترہ تصنیف

حبشی اور نصف عام قبر شیر ورتکی موجود ہیں اس چبوترہ کی دو درجے میں اول تو سڑک سے ایک تہ
جڑہ کی ادر بائیں ہیں اور پھر دو درجے چڑھ کر چبوترہ بالائی پر جاتے ہیں اور باہر بھی بہت قبور ہیں
اور گوشہ شرق و جنوب میں چاہ خرچی دار موجود ہے مگر پانی کھارا ہے اور جنوب باغچہ میں چاہ ہے اوسکا
پانی شیریں ہے

احوال قبر درگاہی شاہ

جنوب رویہ کوٹھی کپتان حال صاحب بہادر
لب سڑک جو ریل اسٹیشن کو جاتی ہے دہنے ہاتھ کی طرف قبر درگاہی شاہ صاحب کی واقع ہے یہ جا
ایک تکیہ میں واقع ہے اور اس تکیہ میں شیخ ولی شاہ قریشی فقیر رہتا ہے اور قبر چبوترہ خشتی پر واقع
ہے چبوترہ پر تعویذ سنگ سیاہ موجود اور سرہانے چراغدان خشتی ہے اس تکیہ میں شمال رویہ ایک
مسجد رحیم بخش سوداگر دہلی نے خشتی بنوادی ہے اور بہت سی خشت گور بھی بیرون تکیہ کے موجود
ہیں اور اس چبوترہ کی غرب رویہ لب سڑک جو فیروزپور کو جاتی ہے ایک اور چبوترہ خشتی پختہ موجود ہے
اوسپر قبر خشتی بانی شاہ صاحب کی ہے حال اونکا یہہ ہے کہ عہد جہانگیر میں یہہ حضرت حضرت شاہ صلاح
صاحب کی ہمراہ تشریف لائی اور خاندان اونکا قادریہ ہے اور یہہ بانی شاہ صاحب پیر بھائی درگاہی
شاہ صاحب کی ہیں کوئی زمین وغیرہ اس تکیہ کی متعلقات میں نہیں ہے اور آمدنی کچھہ نہیں اسواسطے
عرس بھی نہیں ہوتا جمعرات کے دن کوئی کوئی آدمی شہر سے سلام کے واسطے یہاں آتے ہیں اور مزار
درگاہی شاہ صاحب کی جنوب رویہ ایک چاہ پختہ موجود ہے مگر خرچی نوکہ تابعین کیونکہ فقیر کہتا ہے
کہ چوبدار رہتی نوکہ کھولکر لے جاتے ہیں اور اس چاہ کے پاس ایک اور کنواں خرچ خوب والا زیر
مزروعہ میں ہے اس چاہ کا نام پانی والیاں والا چاہ مشہور ہے اور اسکا یہہ عقیدہ ہے کہ جس
طفلک کو بدن پر پھوڑے نکلیں انکو اس چاہ پر لاکر نہلاتے ہیں اور سنگ ریزہ اوس جگہہ کا
جہاں اس چاہ نکلا گرتا ہے کہسکر پھوڑوں پر لگاتے ہیں وہ انکا اچھا ہو جاتا ہے اور لوگ ہر دو پیسہ
لڑکوں کو جنکے بدن پر پھوڑے ہوتے ہیں یہاں لاکر نہلاتے ہیں اور جو زیادہ معتقد ہیں یہاں کا
یہہ ہے کہ سوا سیر لعنزا اور کچھہ دٹیاں سرین و نمک ساتھ لاتے ہیں اور جو لڑکا بالا بیمار ہوتا ہے
اوسکو ہمراہ لاتے اور غسل روٹی اور پیسے چاہ والے زمیندار کو دے جاتے ہیں اور یہہ ہوتا ہے کہ حضرت درگاہ

شاہ کی دعا سی یہہ برکت اس چاہ مین ظاہر ہوی ہے اب مالک اس چاہ کا فتح دین ساکن قلعہ گوجر سنگھ ہی جب حضرت درگاہی شاہ یہان آئی تو زمیندار یہان کے آپ کی خدمت مین بطور خادم حاضر رہتے تھے ایکروز او نہون نے خوش ہو کے زمیندارون سی فرمایا کہ تم نے ہماری خدمت بہت کری ہے کچھ دعا طلب کرو اور پھر جوش مین آکر کہا کہ یا الہی جو پھوڑے والا اس چاہ پر آوے اور غسل کرے تو اچھا ہو جاوی چنانچہ اوس روز سی یہہ کرامت آپ کی مشہور ہی اور اب تک جاری ہے اور یہہ چاہ پانی واتیان والہ مشہور اسواسطی ہی کہ پانی واتہ ایک قسم پھوڑے کا ہی جو خاص لڑکون کے بدن پر پیدا ہوتی ہین اور اون پھوڑون مین صرف پانی ہوتا ہے اور اس تکیہ مین درختان مفصلہ ذیل موجود ہین

گوندی	کمار	کیکر دیسی	کیکر انگریزی	کریہ	ون	پھروان	بل خورد	کل تعداد درخت
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	دو	یک	[illegible]

احوال مسجد قدیمہ دائی لاڈو والی

باہر فصیل مین شاہ عالمین اور موچی دروازہ کی لب سڑک شہر رویہ باغ لالہ رتن چند داڑھی والہ کی ایک مسجد بہت اچھی موجود ہی دروازہ آمد و شد اسکا شہر رویہ لب سڑک واقع ہی وہان سے چار زینہ چڑھ کی اوپر جاتے ہین اور گردنواح اسکے ایک چار دیواری پختہ ہی مگر شہر رویہ دیوار ذرا چھوٹی ہی اس احاطہ مین چند درخت بیر و کیکر و املی پیپل موجود کھڑے ہین اور مسجد ہذا کی اندر گوشہ بائیں مین زینہ سربستہ خشتی اوپر جانیکا ہے اور زینہ ہذا کے جنوب رویہ ایک حجرہ قالبوتی واقع ہی وہان سے سات زینہ چڑھ کے اوپر ایک اور حجرہ قالبوتی مربع مقطع ہی اور وہانسی چار زینہ چڑھ کے پھر اوپر مسجد کے جاتی ہین فقط مسجد کی پشت پر یعنی غرب رویہ دو دوکان مین معلوم ہوتی ہین اور بالائے مسجد دو گنبذ چھوٹے اور ایک بڑا عالیشان بلند اور صحن شمال رویہ کرکے روشن دان موجود ہے صحن مسجد مین سے پاس متصل دیوار مسجد کے جنوب رویہ کوٹھہ مسکونہ میان مہر شاہ فقیر کا ہے اسکے شہر رویہ بھی دروازہ ہی اور غرب رویہ ایک کھڑکی اور جس مقام پر یہہ کھڑکی واقع ہی یہان دروازہ کلان محرابی آمد و رفت مسجد ہذا کا تھا اب فقیر مکاندار سے نے وہ دروازہ بند کرکے یہہ کھڑکی

اوسمیں لگائی ہے اور متصل اس مکان کے جنوب رویہ ایک چاہ چرخی دار سنگ شماری ہی اور یہہ مسجد دائی
لاڈو والی مشہور ہی اور یہہ لاڈو دائی شاہجہاں بادشاہ کی حرموں کی دائہ تھی اور شاہجہاں
بادشاہ اسی کے ہاتھ سی ولد ہوئی تھے جب شاہجہاں کی عملداری ہوئی تو اس دایہ کی عزت بہت
بڑہا دی بادشاہ اسکو مائی لاڈو کہکر پکارتے تھے جلوس شاہجہانی کے چودہویں سال میں یہہ مسجد
تیار ہوئی اس مسجد کا حوض نہایت عالیشان جسمیں ایک فوارہ کلاں تہا —— مگر حوض
اب ناپید ہو گیا ہی البتہ نشان اسکے موجود اور جو چاہ قدیمی کلاں تہا وہ اب باغ کنہیا لال کا ہو گیا
اس جو شمال رویہ دیوار بدیوار اس مسجد کے ہی آگیا ہے اوسی وہ چاہ گرد واکر ایشر کلال نے
اور زمین اسکے باغ کے شامل کرلی اور باعث حکومت سکھا شاہی کے کسی کا اسپر دخل نہ ہو سکا اور
بعد مہاراجہ رنجیت سنگہ اس مسجد میں ایک سادہ ہندو رہتا تہا اور چاہ جو فی الحال جاری ہے
اوسی کے ہاتھ سی لگایا گیا تہا جب عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی تو سید قطب شاہ امام
لی جنکا ذکر متصل تکیہ کی ذیل میں تحریر ہوگا یہہ مسجد اوس ہندو کی ہاتھ سی خلاص کرائی اور
یہہ چاہ بغیر وجود حال سی جو گداگری کرکے یہہ چار دیواری پختہ بنوائی اور چاہ جو بہی موجود تہا
جو سادہو کا تہا تعمیر کرایا اب سال بہر میں یہاں دو دفعہ عرس ہوتا ہی ایک تو ماہ ربیع الاول
اور دوسرا ماہ رجب یہہ مہر شاہ جنکا عرس بطور نیاز حضرت غوث الاعظم رحمہ کی کرتا ہی اور
اوس دن ناچ راگ رنگ بہی ہوتا ہے اور فقیر و مسکین کو روٹی تقسیم ہوتی ہے اب بعضی لوگ
اس مسجد میں نماز بہی پڑہتے ہیں چونکہ دو سڑکوں کی بیچ میں واقع ہی لہذا آمد و رفت اکثر
لوگوں کی یہاں رہتی ہے کتبہ اس مسجد کا موجود ہے اور صحن مسجد میں ایک بیر یہ ناگکیسر
کا بہی موجود ہی اور کوا اور گسیل بہی کہڑی ہی قریب تیس درخت کے صحن مسجد میں ہونگی صحن مسجد
کے گوشہ گلی پر دو قبریں چشتی پختہ قدیمی موجود ہیں ایک تو خود مائی لاڈو دایہ کی اور دوسری
محمد اسمعیل اسکے خاوند کی پاس خاطر لحاظ ادب مسجد کے وہ قبور بلند نہیں بنائی گئیں بنا مسجد پر
تحریر ہے کہ یہہ مائی لاڈو فیض یافتہ مرید باکرامت حضرت سلیم چشتی کی تہی اور یہاں بایا تہا

عورت مشہور ہی کہتی ہین کہ اس سی پہلے چوتہا سال جلوس شاہجہانی مین حج بیت اللہ شریف کا بہی کیا ہے
اور اوسنی بحالت حیات خود یہہ قبرین بنوائی تہین تاریخ وفات اسکی پہلے سال جلوس عالمگیر کے بتاریخ
پنجم محرم الحرام بروز چارشنبہ واقع ہوئی اور شوہر اسکا محمد اسمعیل دس مہینے اول رہگرای عالم بقا
ہوتہا اس وقت مین اس گذر کا نام گذر بلاش مشہور تہا اور اسی محلہ مین اس دایہ کی حویلیان
اور باغ وغیرہ املاک بہی تہے اور بعد تعمیر مسجد ہذا کی مائی لاڈو نے یہان درس شروع کرایا اور مولوی
عصمت اللہ صاحب واعظ کو یہان مدرس مقرر کیا اور ہر جمعہ کو یہان وعظ بہی ہوا کرتا تہا
جب وقت وفات اس دایہ کا نزدیک پہونچا تو اسنی اپنی فرزند محمد شکور کو وصیت کی کہ میرا اب کوچ
کا وقت ہی تجکو لازم ہے کہ اس مسجد کی خدمت قرار واقعی کرتے رہنا قدرت الہی سی وہ محمد شکور
لاولد رہا اور اوسنی تمام املاک موروثی اپنی ملحقہ اس مسجد کی کردی چنانچہ اس سی رونق اس مسجد
کی برابر بنی رہی جب شہر ویران ہوگیا تو یہہ بہی آوارہ ہوگئے حتی کہ اسپر قبضہ ہندوونکا ہوگیا
بعد ازان سائین قطب شاہ صاحب نے تردد کرکے اسکو ایک گونہ آباد کرایا اور مہر شاہ نامی فقیر پیر بہائی
اپنی کو وہان بٹہایا چنانچہ فقیر مہر شاہ اب یہان اس مسجد مین بیٹہا ہے وہ فقیر میان میر صاحب کا ہی اور
شجرہ اسکا یہہ ہی مہر شاہ خادم پیر احمد یار کا اور وہ میان نور احمد کا اور وہ محمد فیض کا اور وہ شیر محمد کا اور
وہ شیخ رحیم کا اور وہ شاہ کریم کا اور وہ شاہ جمال کا اور وہ میران شاہ سعید کا اور وہ جناب حضرت
میان میر بالا پیر کا اور آگے تمام اسما شجرہ حضرت میان میر مین جہان انکا حال ہے موجود ہے یہہ مہر شاہ اصل
مین ساکن موضع بنڈہی کالو ضلع گجرات کا قوم سی آہنگر ہے مگر بزرگ اوسکے پیشہ ملاگری کرتے
تہی اور تمام رشتہ دار اسکے پیشہ آہنگری کرتے ہین بعہد مہاراجہ شیر سنگہ یہہ شخص بخدمت احمد یار
صاحب مشرف ہوکر فقیر ہوگیا اور احمد یار صاحب کوٹ بیرو متصل قلعہ دیدار سنگہ ضلع گوجرانوالہ
مین رہا کرتی تہے اور وہ بڑی بزرگ مشہور ہوی ہین اب کوٹ بیرو مین خانقاہ اسکی زیارتگاہ
خلق اللہ اور پنجم جیٹہہ کو وہان میلہ بڑی ہجوم سی ہوتا ہے اور وفات انکی ہشتم رجب المرجب سنہ
بارہ سو اکہتر مین واقع ہوی ہی اب وہان صاحبزادہ انکا مسمی شاہ محمود سجادہ نشین مزار ہے

اب تک بہرہ اس مکان میں معافی روزینہ بسلو جہ سات ماہانہ سرکاری کی ملتا ہے اور یہ مسماۃ قوم کھوکھر ہے اور اسکے پاس ایک لڑکا ہے یعنی فتح علی جوان بالکل بہرہ رکھا ہے عمرہ سالہ موجود ہے اب یہ مسماۃ بیان کرتا ہے کہ میں پیری مریدی جاری رکھی ایک ہی مسماۃ اور فتح علی ہے

احوال مکان چلہ بابا فرید جسکو لوگ فریدانہ کہتی ہین اور عام لوگ چلیانہ بولتی ہین

یہہ مقام میانین محلہ ڈوٹی کسیری ضلع لاہور و کوٹھی جناب ڈاکٹر اسمتھ صاحب بہادر و سروسی کوٹھی جناب معزز کمشنر صاحب بہادر بلند ٹیلہ پر موجود ہی اصل نام اسکا فرید آستانہ ہی اور وجہ تسمیہ یہہ پایا گیا کہ حضرت خواجہ مسعود اجودہنی المشہور بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ واسطی زیارت حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے لاہور میں تشریف لائی چونکہ خانقاہ داتا صاحب میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اگرچہ چلہ نشین ہوئی تہی سو اوسکے مناسب جانا کہ جہاں پیر دستگیر انکی چلہ نشین ہوئی تہی وہاں یہہ بہی چلہ نشین ہوں یہہ لحاظ ادب کر کر فرمایا کہ میں لایق اس جگہہ کے نہیں ہون لازم ہی کہ پاؤں کی طرف چلہ کاٹوں اور واسطہ حضرت کا جناب خواجہ معین الدین صاحب سے اسطرح ہی کہ حضرت بابا فرید صاحب کے پیر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی جنکے مزار پر انوار شاہجہان آباد مین ہی اور وہاں قطب صاحب کی لاٹ مشہور و معروف ہی اور قطب الدین صاحب کے پیر جناب خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ ہیں سو بابا فرید صاحب نے اس ٹیلہ پر اداے عبادت اور طلب امداد حضرت داتا صاحب کے واسطے چند مدت اعتکاف کیا ہے چونکہ ولی کامل تہی اس لئے وہ مکان بڑا متبرک اور نورانی مشہور ہے گرد نواح اسکے بڑا بہاری قبرستان جس میں ہزارہا قبریں موجود تہیں واقع تہا۔ سر قریب راہ آمد و رفت اشخاص راہگیر کی اور جنوب رویہ اس مکان کی چند مدت سی ایک دوکان بقال ہی وہ اب لکڑ ہین۔ کوئلہ چاول۔ آٹا وغیرہ فروخت کرتا ہے اور اکثر ملازمان صاحبان عالیشان بعہدہ دار انارکلی کے وہیں سے خرید و فروخت کر لیتے ہیں اب حسب الحکم سرکار وہ ٹیلہ گرایا جاتا ہے چنانچہ

گوشہ غربی و جنوبی کیطرف سی بہت ساگرایا بہی گیا ہے اور اس ٹیلہ پر بہت سی درخت ون کریر
کیکر وغیرہ کے موجود ہین اور جہان حضرت بابا فرید صاحب معتکف ہوئی تہی وہان ایک حجرہ
جسکی دیوار مین مکان نشست خشتی پختہ بطور محراب بنا ہوا ہی موجود ہی شمال رویہ اسکے پاس
ایک چاہ جاری ہی وہان سی منا۔ وہ پانی بہرتی ہین اوپر اوسکے درخت پیپل موجود ہی اور روضہ کا ابر
ایک مکان بہی خشتی غرب رویہ بنالیا ہے اور اوسکے اوپر ایک بالاخانہ جسکی پانچ کہڑکیان ہین پہلے تقسیم
پر اگلی قبرین ہوتی تہین اب بند ہین اور جہان سی ٹیلہ گرایا گیا ہی وہان جو پرانی قبرین تہین
مسمار کرا ہی گئی ہین۔ اونکی نشانون سی معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسری در دوسری [illegible]
قبر ہوتی گئی ہین اور کئی استخوان بوسیدہ دکہائی دیتی ہین احوال حضرت بابا فرید کا یہہ ہی کہ یہہ
حضرت خلیفہ رشید ہین اور جانشین جناب خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی ہین اور اونہون نی جناب
خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سی بہی سبق عرفان لیکر فواید تامہ اوٹہائی ہین تجرید و
تفرید انکی نہایت مشہور و معروف ہی انکا طریقہ یہہ تہا کہ یہہ حضرت اپنی آپ کو مخفی رکہتی تہی اور اکثر
لوگون سی انکو نفرت تہی اس نظر سی اکثر شہر بشہر اور جابجا پہرتی رہتی تہی آخر کار مقام اجودہن جو
اب بنام پاک پٹن مشہور ہی اور وہان کی لوگ بڑی سخت اور تند خو کم اعتقاد منکر درویشان تہی آئی
اور فرمایا کہ یہہ مقام ہماری سکونت و آرام کے واسطی بہت اچہا ہی چنانچہ وہان سکونت پذیر ہوئی
پہر تو کوئی اونکو شناخت نکرتا تہا کہ یہہ فقیر کامل ہین اور اوس شہر کے باہر بہت درخت کریل کی تہی
اونمین سی ایک درخت بہت بڑا اور گنجان تہا وہان آپ بیٹہکر مشغول بعبادت حق رہتی تہی
چونکہ کمال صاحب حال و قال تہی حال انکا پوشیدہ نرہا اور اکثر لوگ حاضر ہو کر ادب آداب کرنے لگے
ایک روز کا ذکر ہی کہ آپ کی کپڑی میلی کچیلی ہو گئی تہی ایک شخص آپ کی واسطے ایک پیراہن لایا اور
آپ نی زیب تن فرمایا اور پہین کر اوسی وقت اوتار ڈالا اور شیخ نجیب الدین متوکل کو جو آپ کے
حقیقی بہائی تہی بخش دیا اور زبان سی فرمایا کہ جو لطف اس پیراہن کہنہ مین تہا اس پیراہن
نو مین نہین اور اوقات بسری آپ کی ایسی تہی کہ حضرت ہمیشہ صائم رہتی تہی اور بوقت افطار

خادم ایک پیالہ شربت کا لاتا اوسمیں تھوڑا سا منقہ بھگو کر ایک ثلث آپ پی لیتے اور بقیہ
خادموں کو تقسیم کر دیتے اور بعد ازاں دو روٹیاں مرغن حاضر کرتے تھے اوس میں سے دو لقمہ آپ
تناول فرماتے اور بقیہ حاضرین کو تقسیم کر دیتے تھے بعد ازاں دسترخوان ہر قسم کے کھانے کا حاضر
ہوتا تھا سو وہ تمام حاضرین کو تقسیم کر دیتے تھے اور خود کچھ نہ کھاتے تھے اور جس گودڑی پر
آپ بیٹھے رہتے تھے اوسی کو بوقت شب اوڑھ لیکر استراحت فرماتے تھے اور وہ گودڑی ایسی چھوٹی
رہتی کہ تمام بدن کو ڈھانپ سکے اگر سر پر لیتے تھے تو پاؤں برہنہ ہو جاتے تھے اور اگر پاؤں پر لیتے
تھے تو سر ننگا ہو جاتا تھا اور جناب خواجہ نظام الدین اولیا جنکا لقب سلطان المشائخ اور
مزار انکی دہلی میں زیارتگاہ خلق اللہ ہے اور ہزارہا خلق خدا صدہا کوسوں سے انکی زیارت
کے واسطے وہاں آتے ہیں اور تمام چشتیوں کی وہ پیر ہیں حضرت بابا فرید کے خلیفہ عظیم ہیں انکے خلفا
تو بہت صاحب کمال ہیں مگر دو خلفا اونمیں سے بڑے نامی صاحب خانوادہ ہوئے ایک
تو حضرت علی احمد صابر صاحب اور دوسرے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی حضرت
علی احمد صابر سے تو خانوادہ صابریہ چشتیہ جاری ہے اور حضرت نظام الدین سے خاندان نظامیہ
چشتیہ مشہور ہے سوا ان خلفا کے اور بہت سے خلیفہ حضرت کے ہیں جو چاہے کتاب [illegible] دیکھ لے راقم الحروف بھی
انہیں حضرات عالی درجات کا دامن گیر ہے اور یہی ہمارے پیر دستگیر ہیں سلسلہ کبریں کا
بھی نظامیہ ہے اور حضرت خواجہ نظام الدین فرماتے ہیں کہ جب ہم بیعت حضرت بابا صاحب کے
حاضر تھے تو انکے گھر میں ڈیلے یعنی ثمر چوب کریر جس روز پکتا اوسے ہم سیر ہو کر کھاتے تھے تو ہمکو
عید ہوتی تھی مطلب اسکا یہ ہے کہ وہاں ڈیلا بھی بافراط میسر نہ تھا اور جب موسم ڈیلے کا
نہ ہوتا تھا تو بسبب گدائی سے اوقات بسری ہوتی تھی۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک خادم حضرت کا
ایک درم نمک قرض لایا اور کھانا پکایا جب کھانا حضرت کے آگے آیا تو آپ نے نور باطن سے یہ
حال دریافت کرکے فرمایا کہ اس طعام سے ہمکو بوے اسراف آتی ہے اسکا کیا باعث ہے خادم نے
سب حال عرض کر دیا آپ نے فرمایا کہ جو کچھ گھر میں موجود ہے وہ ابھی درویشوں کو تقسیم کر

لی آئی ہی اسراف نہین ہی اور قرض لاکر کہانا عین اسراف ہی آیندہ ایسا نکرنا چاہی ایک روز کا
مذکور ہی کہ حضرت کا قبیلہ آپ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ یا حضرت آج فلانا فرزند دلبند آپکا
مصیبۂ گرسنگی جان بلب ہی حضرت نی سر اوٹہا کر فرمایا بندہ مسعود چکند اگر تقدیر
حق در رسد آید و از جہان سفر کند رسنی در پای او بر بندید و بیرون افگنید اور وجہ تسمیہ گنج شکر کا کتاب
اخبار الاخیار سی یہہ واضح ہولے کہ جب حضرت فرید الدین گنج شکر جناب خواجہ قطب الدین صاحب
کی خدمت مین مرید ہونے کو گئی تو آپنی فرمایا کہ طی کرو اور طی سی یہہ مراد ہی کہ تین روز فقیر لوگ بہوکہی
پیاسی صایم رہتی ہین اور پہر غیب سی اونکو طعام آتا ہی تو افطار کرتی ہین چنانچہ حضرت نی بموجب
حکم پیر اپنی کے تین روز طی کیا یعنی سہ روزہ روزہ رکہا بعد تین روز کی ایک شخص دو تین نان
آپکی خدمت مین لایا آپنی سمجہا کہ یہہ روٹیان غیب سی آئی ہین تناول کین مگر معدہ نی نہ اوٹہائین
فی الفور آپکو قے ہو گئی حضرت نی یہہ حال اپنی پیر کی خدمت مین گذارش کیا اونہون نی فرمایا
کہ ای مسعود بعد تین روز کی تو تونی افطار کیا مگر وہ طعام خمار کا تہا خدا نی فضل کیا کہ وہ طعام
تیری پیٹ مین نرہا اب جاوا اور تین روز اور طے کرو اب غیب سی طعام آویگا اوس سی افطار
کرنا جب پہر تین روز گذر گئی تو غیب سی کچہہ طعام نہ آیا اور پہر پہر رات چلی گئی اور حضرت پر ضعف
غالب ہوا اور بسبب بہوک کے آپ تنگ ہوئی تو اپنی زمین پر ہاتہہ ڈالا اور چند سنگریزہ اوٹہا
دہن مبارک مین ڈالے سنگریزہ بہی منہہ مین جاتی ہی شکر ہو گئی اور شکر پارہ سی معلوم ہوئی جب
یہہ حال حضرت نی دیکہا تو خوف کہایا کہ شاید یہہ شعبدہ شیطان نہو اور وہ سنگریزہ کہ مین
شکر پارہ تہی منہہ سی نکالکر پہینک دئی اور پہر متوجہ یاد الہی ہوئی جب آدہی رات گذر گئی تو
گرسنگی سی ضعف غالب آیا اور حالت بقیہ سی تہی پہر آپ نی ہاتہہ زمین پر ڈالا اور چند سنگریزی
اوٹہا کر منہہ مین ڈالے پہر وہ شکر پارہ ہو گئی اسی طرح تین بار اتفاق ہوا تب اپنی جانا کہ یہہ
صرف امداد حق ہے بجمعی خاطر وہ شکر پارہ تناول کئی اور علی الصباح بخدمت پیر روشن ضمیر
حاضر ہو کر سب حال کہہ سنایا اونہون نے فرمایا کہ بہت اچہا کیا کہ تمنے اون شکر پارون سے

روزہ افطار کیا کہ وہ صرف امداد حق ہی اور اسم عنایت الٰہی سی شکر گنج ہو گئی غرض اسی سبب
آپکا نام شکر گنج مشہور ہوا اور دیگر وجہ تسمیہ گنج شکر کتاب سیر الاولیا میں یہہ تحریر ہی کہ ایک دن
کوئی سوداگر جسکے ہمراہ بہت سی بار شکر اونٹوں پر لادی ہوئی تہی اجودہن میں آگرا اور آپنے
اوس سی کچہہ تہوڑی شکر طلب کری اوسنی کہا کہ میری شتر بارو میں شکر نہیں نمک ہی آپنے
فرمایا کہ خیر نمک ہی ہوگا جب وہ دہلی میں پہونچا اور شتر بارونکو کہولا تو اوسی بجائی شکر
نمک نکلا وہ حیران ہوا اور کہا کہ بار خدایا یہہ کیا حال ہے کہ میری شکر بار جسقدر تہی سب نمک
ہوگئی ہیں آخر جانا کہ یہہ شامت میری بیان دروغ کی ہی جو میں نے حضور اوس مرد خدا کے
کیا تہا چنانچہ پہر آپ کی خدمت میں حاضر آیا اور نیازمندی کی کہ یا حضرت آپ دعا کریں کہ وہ نمک
پہر شکر ہوجاوی آپ نی فرمایا کہ خیر اچہا شکر ہوجاوی چنانچہ پہر وہ نمک شکر ہوگیا محمد نیریز خان
جانجانان نے کہ بڑا امیر کبیر تہا یہہ شعر اس کرامت کے ذکر میں تصنیف کئی ہیں سو لکہے

کتاب حیات الاحیا سی نقل کئے جاتی ہیں **اشعار**

دکان نمکہا شکر شیخ بحر و بر
آن کو شکر نمک کند و از شکر نمک + کان نمک و گنج شکر شیخ فرید + کر گنج شکر کان نمک
گردید + در کان نمک کرد نظر گرد شکر + شیرین تر ازین کرامتی کس شنید + بعد اوسکے
حضرت نی چاہ مسجد جامع کہ مقام اوچہ میں موجود ہی چلہ معکوس کہچا یعنی چالیس روز تک حضرت اوس
چاہ میں اولٹی لٹکتے رہی اور خادم رسی آپ کی پاؤں میں ڈالکر اور لٹا کر کنوئی میں لٹکا
دیتی تہی اور رسی کو درخت سی جو لب چاہ واقع تہا باندہ دیتی تہی اور تمام رات آپ اوسی
حالت سی عبادت الٰہی کرتی تہی اور صبح کو خادم لوگ باہر نکال لیتی تہی اور حضرت کو بدیع
الاسما کہتی ہیں مطلب اسکا یہہ ہے کہ حضرت نی بہہ دریا صفات بیمثال کی موافق ادا کئی ہیں
اور یہہ روایت ہی کہ جس طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تہا ان حضرت کا بہی
عمر اخیر میں سایہ گم ہوگیا تہا اور آپ اس وقت کی نماز کہ جو نماز بی شعور ہوتی ہی اسی طرح
نہ اوٹہتی تہی وفات حضرت کی پنجم محرم کے رات میں واقع ہوئی اور اوسکا حال یوں ہی کہ آخر

بیہوشی غالب ہوگئی بعد جب ذرہ ہوش میں آئی تو خادموں سے پوچھا کہ ہم نے نماز عشا پڑہی ہے
یا نہیں خادم لوگوں نے عرض کی کہ ہاں پڑہ لی آپ نماز عشا ادا کر چکے ہیں آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ
اور بہی سہی اور اسی طرح تین دفعہ آپکو نماز پڑہنے کا اتفاق ہوا بعد اوسکے تین دفعہ یا حی
یا قیوم پڑہکر جان بحق تسلیم فرمائی اور حضرت مرحوم مغفور کا ایک مقولہ ہی کہ اگر ہست غم نیست
واگر نیست غم نیست فقط ظاہر ہی کہ چشتی لوگ سماع سنتے ہیں اور اوسمیں اونکو حالت اور وجد
ہوتا ہی اور شریعت میں ظاہرا سماع ممنوع ہی کسی نے اونکی خدمت میں آکر سوال کیا کہ سماع کی
حرمت اور اباحت میں آپ کیا فرماتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ ہای افسوس بایں کہ آتش عشق
میں جلکر خاکستر ہوگئی اور دوسرے اختلاف ملت اور حرمت میں پڑے ہوئے ہیں اور پہر کہا
کہ الآفۃ فی التدبیر والسلامۃ فی التسلیم اور یہہ بہی حضرت کا مقولہ ہی العلماء اشرف الناس
والفقراء اشرف الاشراف والفقیر بین العلماء کالبدر فی الکواکب اسکے معنی یہہ ہیں کہ آفت
تدبیر میں ہے اور سلامتی تسلیم میں ہے اور عالم لوگ سب آدمیوں سے اشرف ہیں یعنی بہترین اور
فقیر لوگ بہترین بہتران اور فقیر عالموں میں ایسا ہی جیسے کہ چاند ستاروں میں منقول ہے
کہ ایک شخص حضرت کے پاس حاضر آیا اور عرض کی کہ میری واسطے سلطان غیاث الدین کے نام خط لکہدو
کہ آپکی سفارش سے میرا کام سرانجام پاجاوی حضرت موصوف نے یہہ رقعہ لکہا عبارت جسکی بجنسہ
درج کی جاتی ہے + **رقعہ** رفعت قضیتہ الی اللہ ثم الیک وان اعطیتہ شیئا فالمعطی ہو اللہ
وانت المشکور وان لم تعطیہ شیئا فالمانع ہو اللہ وانت المعذور ترجمہ اوسکا یہہ ہے کہ بہیجا
میں نے خرخشہ اسکا طرف اللہ کی اور بعد اوسکے تیری طرف اگر تو بخشی اوسکو کوئی چیز
فی الاصل بخشنے والا اللہ ہی اور تو مشکور ہوگا اور اگر تو نہ بخشی اوسکو کچہہ تو منع کرنے والا اللہ ہے
اور تو معذور ہی فقط اور مزار پر انوار حضرت کی پاک پٹن میں موجود ہے عرصہ بیس سال کا گذرا ہے
کہ راقم الحروف بہی وہاں حاضر ہوا تہا مقبرہ آپکا میانہ اوسط ہے اور زمین شہر سے نیچان
میں واقع ہی اور قبر سے معلوم ہوتا ہے کہ قد حضرت کا میانہ تہا وہاں دو دروازہ ہیں ایک

شہر فیروزہ جہاں سے آمد و رفت زائرین کی ہے اور دوسرا جنوب رویہ یہہ بہشتی دروازہ کر کے مشہور ہے
اور وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ جناب خواجہ نظام الدین نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم
یہاں کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا یعنی جو کوئی اس دروازہ
میں داخل ہووے تو آتش دوزخ سے وہ محفوظ ہے اب ہر برس یہہ دروازہ کھلتا ہے اور لاکھہ
دو لاکھہ آدمی وہاں حاضر ہوتے ہیں چنانچہ راقم نے بچشم خود دیکھا کہ اون آدمیوں کے سروں پر
اور آدمی دوڑتے پھرتے ہیں اور مجاورین واسطے رفع ہجوم کے چوبکی سانٹوں سے لوگوں کو مارتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ جلدی مت کرو مگر کوئی نہیں سنتا اور غرب رویہ اس دروازہ کی ایک دیوار
سخت ہے اوسکا یہہ ذکر ہے کہ ایک روز آپ اوسپر تشریف رکھتے تھے اور حسب الحکم آپکے وہ دیوار
گھوڑی کی مانند دوڑی اوسپر بھی لوگ چڑھتے ہیں اور حضرت بچپن جناب بارہ برس صایم رہے
اس عرصہ میں کچھہ کھایا پیا اور گلے میں ایک روٹی کاٹھہ کی رکھی جب بھوک بہت غلبہ کرتی تھی تو آپ
اوس روٹی پر دانت مارتے تھے چنانچہ اوس روٹی پر نشان دانتوں کے اتنک دکھائی دیتے
ہیں بعد اس محنت بارہ سال کے جب اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوئے اور اونہوں نے ذکر چوبی روٹی
کا سنا تو اونہوں نے فرمایا کہ یہہ کیسا روزہ ہے کہ کاٹھہ کی روٹی رکھتے ہو گویا اپنے جی میں سے بھوک
نہیں گئی اس سے معلوم ہوا کہ ہنوز نفس تم پر غالب ہے جاؤ اور بغیر روٹی چوبی کے صایم رہو
چنانچہ حضرت نے کاٹھہ کی روٹی پھینکدی اور پھر بارہ سال تک صایم رہے اور ان حضرت کی
لاکھہا کرامتیں مشہور ہیں اور تمام ملک ہندوستان و پنجاب وغیرہ کے لوگ دل و جان سے آپکے خادم
جان نثار ہیں اتنک اولاد اونکی معزز خلایق ہے سجادہ نشین اور دیگر اہلکار ہیں تمام اسباب لنگر خانہ حضرت
کی مزار پرانوار پر موجود ہے اور عہد اوسان سلطانی سے آجتک معافیات واگذاشت ہیں وفات انکی
سنہ ۶۶۳ ہجری میں واقع ہے چنانچہ قطعہ تاریخ وفات حضرت کا جو مفتی غلام سرور نے بہ اندراج
کتاب ہذا عنایت کیا یہہ ہے قطعہ تاریخ خواجہ دین شاہ فرید الدین مسعود جہاں
آنکہ اندر دل الیاس بدر گنج علوم بدا بود دایم محرم حق خدا گنج شکر بعقل سلیل

نقل او فرمود محبوب خدا ۔ سنہ ۶۲۳ ہجری اور یہان بمقام فرید آستانہ المعروف بہلی دانہ بہر سال
بتاریخ پنجم محرم میلا ہوتا ہے اور اکثر حجام وہان موجود رہتے ہین اور آواز دیتے کہ سر منڈا جا اور کہل
گوڑ کہا جا اور کئی دوکانین کہل اور گوڑ بیچنے والون کی لگ جاتی ہین اکثر مرید انکے سر منڈاتے ہین اور
کہل گوڑ کہاتے ہین اور کئی لوگ رشتہ سیاہ بطور سیلی جسکو زبان پنجابی مین پڑا بولتے ہین بیچتے
ہین اور لوگ تبرکا لیکر پہنتے ہین اور ماسوا اسکے عشرہ محرم اور روز شب برات اور ہر جمعرات کی
دن اکثر عورات و مرد خادمان حضرت چشت یہان پہول لیکر سلام کیواسطے آتے ہین اور اس عبادتگاہ
کو معزز و مکرم جانتے ہین شمال رویہ اس ٹیلہ کی برف خانہ سرکاری واقع ہے اور برف خانہ کی غرب رویہ
باغیچہ دیوان بشن سنگہ واقع ہے مگر اب دیوان بشن سنگہ نے اس باغ کو خراب کرکے درمیان مین
ایک کوٹھی واسطے سکونت صاحبان عالیشان کی بنوائی ہے اور کرایہ سے منافع اوٹھاتا ہے اور
بیچ شرقی و غربی مین بھی صاحبان کرانی بکرایہ رہتے ہین اور متصل اس باغ کی تکیہ قطب شاہ
واقع ہے

حال سائین قطب شاہ صاحب سلمہ معہ تکیہ مسکونہ

حال انکا یہہ ہے کہ یہہ حضرت سائین قطب شاہ صاحب اصل مین ساکن اوچ شریف سیدان سید حسینی
بخاری اولاد حضرت مخدوم جہانیان سے ہین تولد آپکا سن ۱۲۳۲ ہجری مین بمقام اوچ شریف
واقع ہوا حضرت کی والد کا نام سید عبد اللہ شاہ وہ بھی ہمیشہ پیری مریدی کا رکھتے تھے اور اکثر
بلوچ مداری انکی خادم تھے جب یہہ حضرت چار پانچ برس کے ہوے تو حسب معمول سنت نبوی حضرت
کی والد نے تعلیم و تدریس انکی شروع کرائی چنانچہ تا بعمر چودہ سال انہون نے علم فارسی و عربی سے
فراغت حاصل کی بعد ازان اونکو شوق الہی دامنگیر ہوا اور تلاش پیر رہنما اوچ سے نکلے نسبت
حضرت مولوی خدا بخش صاحب چاچران والے جو خلیفہ خواجہ نور محمد بہل صاحب مہاران والونکے
اور پیر بھائی حضرت خواجہ سلیمان صاحب سنگروالے کے تھے بمقام کوٹ مٹھن مشرف ہوے اور
بیعت بخاندان عالیشان چشتیہ حاصل کی اور جو اونہون نے وظایف عطا کئی چند روز اسپر
کمر بندہ رہے آخرکار جمعیت حاصل نہوی مگر دنیا سے برخاستگی اور شوق تنہائی بدرجہ کمال

پیدا ہو گیا اور شوق کہ یہہ حضرت سائل ہیں پیدا ہوا سے ملکی اور ارادہ کیا کہ اجمیر شریف میں جاویں
جب انبالہ میں پہونچے تو باعث سفر بدرجہ کمال تنگ ہو گئے اس وقت وہ کہتے ہیں کہ میں ایک
مراقبہ بحضور جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ شریف کیا اور استمداد چاہی اس وقت میں باعث ضعف
و بیکسی کے کچھ غنودگی سی حاصل ہو گئی تھی یکایک خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ جناب شاہ ولایت
علیہ السلام سے ارشاد ہوتا ہے کہ لاہور کی طرف جاؤ چنانچہ میں روانہ لاہور ہو گئے جب لودیانہ میں پہونچا
تو وہاں ایک مجمع فقرا نظر آیا چندے وہاں استقامت کی اور پھر وہاں سے جلالپور میں کہ علاقہ
میں مہاراجہ شیر سنگہ تخت نشین ہوئے تھے وارد لاہور ہوا اور ایک رات مسجد وزیر خان میں گیا
شب باش ہو کر صبح مزار حضرت شمیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مشرف ہوا اور وہاں سائیں لال شاہ
وغیرہ سجادہ نشینان سے ملاقات کی ان لوگوں نے انس کیا وہیں رہنے لگے وہاں لوگوں سے
حال حضرت احمد یار شاہ صاحب قادری ساکن کوٹ ہیرو شاہ ضلع گوجرانوالہ کا سنکر مشتاق ہوئے کہ انکی
خدمت میں مشرف ہوں کیونکہ لوگ بیان کرتے تھے کہ حضرت احمد یار صاحب ماہ بماہ تاریخ بہم
کہانا کہاتے ہیں اور ہر ماہ کامل کا روزہ ہوتا ہے اور گاہ گاہ ایسا بھی اتفاق انکا ہوتا ہے
کہ چار چار مہینے تک برابر کچھ نہیں کہاتے اور یکجا بیٹھے رہتے ہیں اور اٹھارہ سال بجا پیہ الفقیر
رہا کہ قصیدہ غوثیہ ہر وقت پڑہتے رہتے تھے اور موسم سرما میں تمام رات دریا کے چناب میں
کھڑے ہو کر قصیدہ پڑہتے

حال حضرت احمد یار صاحب

مفصل یہہ ہے کہ حضرت قوم کے
سنار ساکن کوٹ ہیرو تھے حضرت کو توفیق الہی دامنگیر ہوا اور بخدمت حضرت مولوی محمد
صاحب چیانوالی کے جا کر مشرف ہوئے اور چندے انکی خدمت میں بیعت کر کے حاضر باش رہے
اور خود طالب انہوں نے دنیا سے اس کار بد ہے حتی کہ تجرید اختیار کر کے مستانہ وش صحرا
نشین ہو گئے اور خوب ریاضت کی جب اٹھارہ سال گذرے تو جناب غوث الاعظم قدس سرہ
العزیز کی زیارت نصیب ہوئی اور تلقین سے بدرجہ غایت عنایت ہوا پھر تو حضرت کو یہہ صفائی
عنایت ہوتی کہ کشف بکمال اور اپنی صحرا میں جو چیز مطلوب ہوئی تفصیل الہی خود ڈہول گئی

سی آکیہا خدمت مین پہونچ جاتی اس اثنا مین ایک فقیر صاحب وہان پہونچے تو اونہون نے فرمایا کہ فقیری
نہاین جو چیز مطلوب ہو دستیاب ہوجاوی بلکہ فقیر وہ ہی کہ دل ما سوی اللہ کچہہ نچاہی اسپر انہونی
یہہ طلب چہوڑ دی اور نہایت شاقہ محنتین اور ریاضتین فرمائین حتی کہ زمستان مین دریا مین
کہڑا رہتا اور ہر روز وہر شب قصیدہ بردہ ۱۲ بار اس طرح پڑہتا کہ اول و آخر اسکے بندہ۔
بندہ با صورت پیلین بہی پڑہتی تہے انس سی وہ مشہور کامل ہوگئی فقط یہہ سنکر حضرت قطب شاہ
صاحب انکی خدمت مین مشرف ہوی اور تسلی پاکر انکی خدمت مین بیعت کی در نہایت فیضیاب
ہوی پہر وہان سی آکر چندی لاہور مین بمکان خدا بخش کوتوال و چندی بمکان فاضل خراسی
شکمن رہی اور بعد ازان بیرون دروازہ بہاٹی متصل مزار پر انوار حضرت داتا گنج بخش صاحب
رحمتہ اللہ علیہ بمکان سائین جلی شاہ مجذوب سکونت پذیر ہوی وہان ایک کوٹہ خام حضرت
داتا صاحب کی سرمانی تہا جہلی شاہ نی بہت زور باطن لگایا کہ انکو کوٹہہ سی نکالدی مگر اس کا
نچلا بلکہ از خود کوٹہہ چہوڑکر چلا گیا اس اثنا مین مشہوری انکی اور اوازہ زہد و ریاضت
خلقت مین مشہور ہوا اور جوق جوق لوگ ہر طرف سی آکی خدمت مین آنی لگے چہہ سات
برس وہان رہی اور پہر شیخ نواب امام الدین خانصاحب بہادر مرحوم نی انکی آسایش کے واسطے
متصل چوبارہ چہجو بہگت ایک مکان پختہ معہ چاہ وغیرہ اچہا مکلف معہ ایک دالان و دو کوٹہہ
پختہ خشتی معہ چاہ چرخی دا غرب روبیہ باغیچہ لالہ رتن چند داڑہی والہ بنوادیا یہہ حضرت وہان
جا رہی اور ارادت انکی لوگون کی دل مین پیدا ہوآئی چنانچہ مرید خادم انکی یہان پنجاب مین
اب تخمیناً دوسو آدمی موجود ہین جو دل و جان سے انکی ارادت دلی رکہتی ہین شجرہ طیبہ
انکا یہہ ہی کہ حضرت سید قطب شاہ صاحب خادم حضرت احمد یار صاحب کی اور وہ حضرت شاہ مولوی
نور احمد صاحب کے اور وہ حضرت فیض محمد صاحب کی اور وہ حضرت شیر محمد صاحب کے اور وہ
شہ کریم صاحب کی اور وہ شاہ رحیم صاحب کی اور وہ شہ جمال لودی کی اور حضرت سید سعید خان
دہرم کوٹہ کی اور وہ حضرت جناب میان میر صاحب کے۔ آگے شجرہ انکا جو چاہی احوال حضرت۔

مسائل میں دیا پڑے فقط
اگرچہ راقم بہی قدیم سے ساکن لاہور ہے اور وہ حضرت بہی مدت مدید سے یہاں فروکش ہیں مگر
کمترین کا اتفاق صحبت ظاہر کبہی ہوا تہا مگر اکثر اوصاف انکی لوگوں سے سنی جاتی تہی کہ تمام
لوگ کہتے تہے کہ یہہ شخص بنگ و چرس وغیرہ مسکرات سے بچتا ہے مگر یار کا حال یہہ ہی کہ انکی
کلام جلد دلوں میں اثر کرتی ہے اور اکثر شریعت لاہور انکی خدمت میں جاکر مستفیض
ہوتی ہیں۔ اب میرا بہی اتفاق ملاقات برائے تحقیقات ہذا اثر احسان اللہ صحبت طبیعت کا مرد
کہ ہر وقت قال اللہ و قال الرسول فرماتے رہتی ہیں اور توحید کی مسائل تو چہ احسن بیان فرماتی
ہیں کلام باسلاو عارفانہ رکہتی ہیں وضع صورت انکی یہہ ہی کہ اول تو مدت بائیس سال صرف
ایک جا در ستر عورت کی واسطے زیر و بالا رکہتی تہے اور سر برہنہ رہتی تہے اب عرصہ چہہ سال سے
توسد و کورتہ و مرقع وغیرہ رکہتی ہیں اور جوتا بہی پہنتے ہیں دوری لباس ظاہرا امیرانہ مگر شکل فقیرانہ
وضع دار رکہتی ہیں اگرچہ سرکار کیطرف سے انکو کچہہ جاگیر و منش نہیں مگر ہمیشہ خوش طعام
و خوش لباس رہتی ہیں اور اوقات گذاری امیروں کے موافق کرتی ہیں اور بہت چار
انکی ہمیشہ خدمت میں حاضر رہتی ہیں اور پرورش پاتے ہیں بعہد سکہاں سردار لوگ
انکی ارادت کلی رکہتی تہے اور بدل و جان سعادت جانتے تہے یہہ حضرت پہلے مسجد لاڈو دایہ والی
جو متصل سادہاں یعنی فقیراں ہندواں میں تہی خلاص کرائی اور چندی وہاں سکونت پذیر
رہی بعد ازاں گاماں شاہ امام باڑہ والی نے انکو کہا کہ آپ کو مسجد میں رہنا مناسب نہیں
آپ میری تکیہ میں چل رہیں کیونکہ سرنگی محکوہ مکان ہبہ کر گیا ہے اور میں آپکو تملیک
کرتا ہوں چنانچہ وہ سنہ ۱۲۵۰ میں وہ مانتے اٹھکر اس تکیہ میں آرہی اور یہاں عمارت دالان
وغیرہ آپ نے بنوایا اور گل و بوٹہ بہی لگایا چنانچہ تاحال بہی قابض و متصرف ہیں اب انکی خدمت
میں دم تحقیقات جار خادم یعنی مسمی امیر بیگ و خود مہری غلام محمد صقلی گر و محمد سخی جو
حاضر ہیں جنکی خدمت ماں بارہ بہی حضرت سے ہوتی ہی خرچ کا یہہ حال ہی کہ ہر روز تخمیناً دو روپے

روپیہ یومیہ کا خرچ ہے اور آمدنی مقرری کہین سی نہین اور نہ کسی سی سوال کرتے ہین اور نہ انکی فقیر و چیلے کوئی گدائی کرتا ہے اگر کوئی بے سوال کچھہ بیجا وی تو قبول کر لیتی ہین والا نہ چنیر شوق چرس و چار کا انکو بدرجہ کمال ہے چنانچہ چرس بطور تماکو ہر وقت پی سکتی ہین مگر مقرری خرچ چرس حضرت کے مکان کا فی یوم چار آنہ کا ہے جو اب ہر روز اپنی واسطے طلب کراتے ہین اور ما سوا اسکے اکثر لوگ چرس لاکر پلا جاتے ہین اور دو وقتہ چا بہی تیار ہوتی ہے اور ایک بکری شیردار بہی اسی شوق کے واسطے موجود ہے اور ما سوا اسکے ہمیشہ ایک دو مسافر فقیر پڑے رہتے ہین اور کہانا بہی ۔۔۔ کہاتے ہین اب شہ صاحب نی عرصہ چہہ سات سال سی نکاح بہی کر لیا ہے یعنی ایک مائی پٹہانی ساکن ضلع مظفر آباد انکی بیوی پردہ نشین ہے جو ہمیشہ اسی تکیہ مین مکان ملحقہ مستور رہتی ہی اور کہانا وغیرہ وہی پکاتی ہے مزاج شہ صاحب صاحب سلوک امیرانہ ہی کلام مین تاثیر ایسی ہی کہ خواہ مخواہ دل کو بہاتی ہی مسئلہ مسایل صوفیون کا ذکر ہر وقت مجلس مین ہوتا رہتا ہی اور محمد شاہ صاحب گیلانی بہی انکی پیر بہائی ہین اس باعث سی شہ سردار صاحب و پیر محمد شاہ صاحب باپ بیٹون سی بہت محبت رکہتی ہین آگے چند سال انکا یہہ معمول تہا کہ ماہ ساون مین چالیس کہاس دیگین کہیر یعنی شیر برنج کی پکاتے اور میلا کرتے اسمین تمام فقیر امیر اہل شاہ طاہر سکان حاضر تہی اور بڑی دہوم دہام کا میلا ہوتا تہا شہر کے تمام گوجر اس روز کا دودہ حضرت کو دیتی تہی مگر اب میلہ اس دہوم کا چہوڑ دیا ہے ماہ رجب مین فاتحہ بڑے دن کا کرتے چہوڑے ہین۔ اگلی بوقت بندوبست سابقہ نام انکا اس مکان کے خانہ ملکیت مین درج ہوا تہا مگر اب جو بابا امام بخش نمبردار نی یہہ حرکت کی ہی کہ پیمایش کنندگان جریب کش بندوبست حال کو کہدیا ہے کہ بندوبست سابقہ مین سہواً خانہ ملکیت مین نام قطب شاہ صاحب کا لکہا گیا مگر فی الاصل یہہ مکان تکیہ شاملات دہ ہی اسپر شاہ صاحب کا ارادہ ہے کہ استغاثہ بحضور صاحب بہادر مہتمم بندوبست کرکے نام اپنا تحریر کرادین فقط

اب عرصہ یکسال کا ہوا ہی کہ شہ صاحب بارادہ حج لاہور سی روانہ ہوگئی تو یہہ مکان منجملہ سردار صاحب

خلف پیر محمد شاہ گیلانی کو عنایت کر گئے تھے یہ حضرت جب امرتسر میں پہونچے تو خادموں نے بیت اللہ
شریف نہ جانے دیا اور حضرت کو جبراً یہاں امرتسر میں رکھا اہل سائیں سے سردار صاحب نے
تکیہ پر قابض ہوئے بعد ازاں لاہور سے سائیں محبوب شاہ سجادہ نشین میاں میر وغیرہ چند اشخاص امرتسر میں
گئے اور انکو واپس لے آئے چنانچہ بدستور حضرت اسی تکیہ میں سکونت پذیر ہیں اور قبضہ سے سردار کا
ہٹ گیا مگر دوستی انکی ساتھ بدرجہ کمال ہے اور وہ بھی ارادت کلی رکھتے ہیں اور حلقہ آخر زمانے میں
اور سلوک برادرانہ رکھتے ہیں۔ الغرض یہ سائیں صاحب بڑے خوش خلق اور سچے مرد کامل بزرگ ہیں اکثر
لوگ مطلب کے واسطے حاضر ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں بہت لوگ انکی کرامات کے بھی قائل ہیں مگر
راقم کمترین اپنی مدت میں ایسی ہو چکا ہے کچھ تحقیق حال انکی کرامات کا عرض نہیں کر سکتا مگر یہ
وہی اور درست کلام ہے کہ ضلع لاہور میں اب ایسا شخص خلیق صاحب قال صاحب علم و یا صاحب
باثر صاحب حج دی عزت خوش پوشش کوئی نظر نہیں حسب دستور عارفان عالی دستگاہ تعظیم کے پیچھے
بدرجہ کمال رکھتے ہیں یعنی جو شخص با عزت جاوے تو اوسکی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور جس طرح عوام و فقرا
حرص پیکر میاں متھو جانتے ہیں ان حضرت کا وہ حال نہیں بلکہ یہ حضرت حرص پیکر قال اللہ
و قال الرسول و توحید و ذکر سالک کا بہ قدیمہ بخوبی ماہرہ کرتے ہیں علم مجلس بہت اچھا ہے اور کچھ
بھی معلوم ہوتی ہے آپ جس مکان میں کہ وہ رہتے ہیں وہ تکیہ بنام قطب شاہ مشہور ہے ابتدا میں
بعہد سکھاں اول یہ مکان تکیہ سرنگی فقیر کا تھا اور یہ مکان لب اس سڑک کے جو کیدہ گھر سے
کمپنی باغ سے طرف جانب کو جاتی ہے غرب رویہ دروازہ امام باڑہ اور جنوب رویہ لب سڑک اس راہ کے
جو ہاتھی دروازہ سے موضع سلطان ونڈ کو جاتی ہے واقع ہے اور وہ سرنگی سائیں یہاں رہتا تھا اور اوسنے
ایک چاہ پختہ بھی بنوایا چاہ پختہ اس چاہ میں ایک پتھر کندہ لگا ہوا ہے اور اوس پتھر پر تحریر ہے
گنگا گو سائیں سرنگی اور بھی اوسکے سمت ۱۸۹۰ - اور جنوب رویہ اس چاہ کی ایک گنبد سادہ ہے
چھوٹا سا جسکا دروازہ خشتی شرقی رویہ موجود ہے یہ سمادہ کسی برہمن کی ہے اور یہ سطح ہوئی ہے
کہ وہ برہمن معمولیہ مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کا تھا اور یہاں قریب چاہ کے محصول لینے کے واسطے

واقع تہا اور اوس سربنگی سی اوسکی دوستی ہوگئی تہی اسنی اسکی سمادہ یہان بنوادی عمارت سمادہ
خشتی چونہ گچ ہی اور لب راستہ موضع سانڈہ ایک دالان بنبنیہ قطب شاہ جسکے پانچ دریچہ باہر کو ہین اور طاق
تختہ دروازہ چوبی موجود مگر اندر سی مسدود کردی ہین اور سر قبر و یہ اس دالان کی ایک اور دالان
پختہ مبنیہ ساہبہ سربنگی موجود ہی اور شمال رویہ اس دالان کے آگی ایک گنبذ جسکی در جنوبی و غربی کُشادہ
اور شرقی مسدود ہی یہہ گنبذ چونہ گچ عمارت شاہجہانی ہی اندر اسکے اب کوئی قبر نہین ہی اور رواہ اسکا
کوٹھہ دالان سربنگی ہین سی ہی جب وہ سربنگی مرگیا تو یہہ مکان گاگی شاہ فقیر امام باڑہ کو تملیک کرگیا او
عند الموت یہہ بہی کہا کہ میرا کچھہ روپیہ اس ہین مدفون ہی وہ بہی تو لی جب وہ سربنگی مرگیا تو قبر اوسکے
سر قبر و یہ سمادہ بنا دی گئی اوسپر اب ایک درخت ون پیدا ہوگیا ہی اور یہہ سربنگی قریب الموت مسلمان
ہوگیا تہا بعد اوسکی گاگی شاہ نی یہہ مکان سید قطب شاہ کو معہ روپیہ مدفونہ دیدیا اور اونہون نی قبول
کیا بعد ازان وہ روپیہ مدفونہ انکو تو دستیاب ہنوا مگر ایک فقیر خادم انکی کو جسکا نام بوٹی شاہ تہا
وہ روپیہ ملا اور وہ خود خورد برد کر گیا سنا جاتا ہے کہ اٹہارہ روپیہ نکلے تہی اور وہ مدت چودہ برس
تک یہان ہی اور خوب رونق اس مکان کی بڑہائی صدہا لوگ جمعہ کی دن وہان حاضر ہونے لگے اور وہ
بڑا مشہور فقیر ہوگیا چنانچہ دالان کے آگی اوسنی اپنی گرہ سی پختہ ڈیوڑہی بنائی اور بطور باغچہ اس کی پیہ ہین
درختان انار سونڑہ پیپل بوڑہ کیکر و ن بیر خرما وغیرہ لگوائی - اور سوای درختان گل عباسی
وغیرہ بہی موجود ہی **حال چوبارہ چھجو بھگت** چھجو بھگت کا چوبارہ جو باہر دروازہ
شاہ عالمی کے جنوب رویہ سرائی لالہ رتن چند دہاڑہی والہ لب اس سڑک کے جو انارکلی کو جاتی ہے
بطرف جنوب واقع ہی حال اسکا یہہ ہی کہ یہہ چھجو بھگت صاحب قوم کی بہاٹیہ تہے اول بکار صرافی مشغول
تہی اگرچہ فقیر دل تہی مگر حال اپنی فقیری کا کسی پر ظاہر نہین کرتے تہی ایک دن کا مذکور ہی کہ کوئی
مغل ایک تہیلی اشرفیون کی گہر سی لایا او روقت دینی کی اوسکی جوروئی ایک اشرفی طلائی اوسمین سے
چورالی اور مغل بے خبر تہیلی کو اوٹہاکر بازار مین لے آیا اور چھجو بھگت سی جو کام صرافی کا کرتا تہا کہا کہ یہہ
اشرفیان کہوٹی کہری پرکھہ دو او نہون نے سب اشرفیان دیکھہ حوالہ کردین اور فرمایا کہ کہری ہین

وہ تعل تہلی اوٹہاکر چلا گیا رستہ میں حالی وقت جب کسی اور دوکان پر جاکر کوئی اور چیز خریدنی لگا تو
اون اشرفیوں کو گنا سمجھا کہ ان اشرفیوں کی ایک اشرفی کم پائی اوسکو خیال گذرا کہ صراف کی چورائے
ہی غصناک ہو کر چھو سہگت کی دوکان پر آیا اور کہا کہ تو نی میری ایک اشرفی چورائی ہی آتے اوکا
کیا تعلی نے جھگی کہا کر آنکو ایک چابک ماری اوس سامیں سب بازاری جمع ہو گئی اور ریت اوکی
کرائی جب وہ تعل اپنی گہر کو گیا تو کیا دیکہتا ہے کہ اوسکے جورو کی بدن پر عجیب سی چابکیں پڑ رہی
ہیں اور وہ واویلا کر رہی ہی اوسی دریافت کیا تو اوسی کہا کہ میری بدن پر جیسی چابکیں پڑ
چابکیں پڑ رہی ہیں اور کوئی مارتا نظر نہیں آتا اور اسکا باعث معلوم نہیں ہوتا مگر یہہ تو تم کہو کہ کسی
کسی فقیر کو مارا تو نہیں اوسی کہا کہ نہیں مگر آج میں نے ایک صراف کو کہ اوسنے ایک اشرفی میری چورائی
تھی چابک ماری ہی عورت نی کہا کہ میں خطاوار ہوں اشرفی میں نے چرائی اور تمنی بے قصور صراف
کو مارا ہی پس اوسکی سزا مجہکو ہوئی ہی اور وہ صراف سرور کونین صاحب کمال ہی مجہکو انکی
اوسکی پاس لے چلو تاکہ تقصیر اپنی معاف کراؤں وہ تعل حیران اور نادم ہو کر پہر چھو سہگت صاحب
کی پاس گیا اور بسبب وساطت تقصیر اپنی معاف کرائی اور سب کو یہہ حال دیکہا یا سبہوں کو
یقین ہوا کہ چھو سہگت بڑی صاحب کمال ہیں منقول ہے دوسرا باعث شہرت یہہ ہوا کہ کسی
کہتری کی بیٹی درد زہ میں گرفتار تہی اور اوسکی گہر میں صرف ایک روپیہ قانت کچھ اور نہ تہا وہ
اوس روپیہ قلب کو لیکر بازار میں پہونچی کہ جو کچھ اس روپیہ کا ہاتھ لگے لے آؤں اور کچھ دوا دارو
اوسکی کروں القصہ وہ جس صراف کی دوکان پر جاتی تہی وہ اوسکو بد رہائی کرکے ہٹا دیتا
تہا آخر کار وہ چھو سہگت صراف کی دوکان پر آئی اور اوسکو روپیہ دیا اوسنے اوسکی ٹکے روپیہ کے
اوسکو دیدی جب وہ لیکر چلی گئی تو اور بازاریوں نے اوسکو سرزنش کرکے کہا کہ تو کیسا صراف ہی
کہ کہوٹا اور کہرا پہچان نہیں سکتا تو اوہنوں نے فرمایا کہ میں نے کہری کہوٹی کی طرف تو کچھ خیال
نہیں کیا مجہکو اوسکی حال پر رحم آیا کہ اوسکی بیٹی درد زہ میں گرفتار تہی اور اوسکے گہر میں سوا اسکے
اس روپیہ کہوٹی کی کچھ نہ تہا اب اون بیسیوں سے اوسکی کاربرآری ہو گی وہ لوگ اس کہتری کی

گئی اور معلوم کیا کہ بی ننا کے اوسکا وہی حال ہے جو اونہون نے بیان کیا تہا اخرش لوٹ آئی اور اونکی
کرامت کی معتقد ہوئی اور جب اوس روپیہ کو نکالا اور غور سے دیکہا تو وہ بہی کہرا معلوم ہوا ماسوا اسکے اَور
کرامتین جھجو بھگت کی اہل ہنود اور مسلمانون مین مشہور ہین اور وہ بہت سی ہین جب آپ پہونچے
اب اونمین سے ایک اور تحریر کرتا ہون ازانجا کہ اہل ہنود مین رسم ہے کہ ماہ بیساکہہ مین گنگا پر
نہانی کو جاتی ہین اور اس اشنان کی واسطی لاکہا روپیہ صرف کرتے ہین اور ہزارہا کوس سے
خلقت وہان اتی ہی ایک شخص کا ذکر ہی کہ اوسکی بہاوجہ نی بہی اوسی کہا کہ اسسال مجکو بہی گنگا
لے چلو اونہون نی کہا کہ ہمارے پاس اتنا خرچ نہین ہے کہ اس سفر کی واسطی کفتی ہو غرض وہ بجد ہوتے
رہی اور یہہ حیلہ حوالہ کرتے رہی حتی کہ ماہ بیساکہہ کا غرہ ہو گیا اور سب لوگ دریا پر اشنان کو
جانی لگے اونکی بہاوجہ نی بہی اونکو کہا کہ تم مجکو گنگا پر تو نہین لے گئی اب میری ساتہہ دریا پر تو چلو
اور غسل کرالاؤ اونہون نی فرمایا کہ تمکو غسل گنگا بہت مطلوب ہے اوسنی کہا کہ ہان آپ نی فرمایا کہ
آنکہین بند کرو اوسنی آنکہین بند کرین پہر فرمایا کہ میری کندہی پر ہاتہہ رکہہ اوسنی ویسا ہی کیا
بعد ایک ساعت کی جھجو بہگت نی اوسکو کہا کہ اب انکہین کہول دی جب اوسنی آنکہین کہولین تو کیا
دیکہتی ہے کہ وہ لب گنگا پہونچ گئی ہی بعد ازان حسب المراد غسل کرکے جب فارغ ہوئی تو جھجو بہگت نے
کہا کہ اب میلا مین جا اور جو چیز خریدنی ہو وہی خرید لو اور جس سی ملنا ہی مل لے غرض وہ میلے مین آگئی
اور چند چیزین خریدین اور بہت ہم وطنو سے ملی اور کچہہ چیز خرید کرکے کسی سہیلی کو دیکی بوقت
آنے کے اپنی اسباب مین رکہہ لانا بعد اوسکی جھجو بہگت کی پاس آئی اور کہنی لگی کہ اب چلو اونہون نی
اسی طرح اوسکی آنکہین بند کرائین اور جہٹ پٹ گہر مین پہونچ گئی بعد ازان جھجو بہگت نے اوس سے
کہا کہ یہہ حال کسی سی ظاہر نکرنا بعد چند مدت کی جب سہیلی اوسکی گنگا سی آئی اور اوسکی چیزین
لائی تو اوسکی زبانی لوگون کو یہہ حال معلوم ہوا اس باعث سی اور بہت لوگ معتقد اسکی ہوئی
اور یہہ بہی مشہور ہی کہ کوئی سوداگر چند اونٹ شکر کے بہر کر سوداگری کو چلا جاتا تہا جب یہان آیا
تو آپ نی پوچہا کہ ان اونٹون پر کیا لادا ہوا ہے اوسنی براہ مسخری کہا کہ ریت بہری ہوئی ہی آپ نی

فرمایا کیا نہایت ہی ہوگی وہ چلا گیا جب منزل مقصود پر پہونچ کے گونوں کو کھولا تو سچ ہی شکر ریت نکلی
یہہ دیکھکر بیوپاری نہایت حیران ہوا اور جانا کہ یہہ حالت ساعت حق کی اوس فقیر کی تھی الغرض وہ پھر
آکر اونکی خدمت میں حاضر ہوا اور قدموں پر گرا اور بولا کہ مہاراج میں نے صرف ہنسی کی تھی سو وہ سچی
ہوگئی اب آپ دعا کریں کہ پھر وہ ریت شکر کی شکر ہو جاوے اونھوں نے فرمایا کہ جا شکر ہوگی
وہ سوداگر یہہ بات سنکر چلا گیا اور دیکھا کہ وہ تمام ریت شکر ہو گئی ہے فقط مکان بود و باش اونکا یہی
تھا جہاں اب چبوترہ بنا ہوا ہے اُس وقت نام اِس محلہ کا طلا سناری کا محلہ تھا اور اونھوں نے شادی
نہیں کی اور تمام عمر مجرد رہے اور جہاں اب سمادہ اونکی ہے وہاں اونکی نشستگاہ کا چوبارہ تھا ایک بار
تاریخ نومی بدی دو لپیٹے اسی چوبارہ میں چلے گئے اور دروازہ بند کر لیا اور وہاں ہی سما گئے کسیکو
معلوم ہوا کہ کہاں گئے یہہ صاحب بڑی صلح کل اور بڑی نعمت کے تھے اور حضرت میاں میر اور چھجو بھگت اور
کاہنہ بھگت تینوں یار بار مشہور ہیں اونکی بڑی محبت آپس میں تھی اب تک خلقت اونکا بڑا اعتقاد رکھتی
ہے اور ہر برس دوشنبہ و سہ شنبہ وہاں اژدہام ہوتا ہے دوشنبہ کو دن مرد اور منگل کے دن عورتیں کثرت سے
وہاں جاتی ہیں اور سہ شنبہ کی وقت سے شام تک وہاں بیٹھتی ہیں اور دو دن وہاں سماع بھی
ہوتا ہے اور قوالوں کو کچھ نہ کچھ ملتا ہے یہہ مقام اول تھوڑا سا بنا ہوا تھا پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ
بہادر نے یہہ عمارت عالیشان بنوادی دروازہ اس مکان کا خوب بڑا پختہ محرابی جو پہ کج جسکے ہر دو
بازو پر شرقی و غربی دو برجیاں بنی ہوئی ہیں اور اوپر سقف دروازہ کے خوشنما کٹہرہ
پختہ لگا ہوا ہے اور اس دروازہ کے آگے دالان فرش پختہ بالائے فرش موجود ہے اور اس مکان کے
گرد نواح چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے اس دروازہ کے اندر جسکے چار زینہ ہیں جاتی ہے فرش پختہ
بنا ہوا ہے اور سر قرویہ باہر اس دروازہ کے درخت سر اور اندر بطرف غرب کریرا اور اندر دقاقہ کے
تمبر دیہ ایک درخت بڑا اور دو بیل چوترہ خورد جسکے گرد نواح داخلی احاطہ اسکے دیواری
بنائی گئی ہیں موجود ہیں اور بطرف غربیہ متصل کے ہر تین چار درخت شہتوت و بیل و ریحہ چھوٹے
چھوٹے لگے ہوئے ہیں اور بعد اوسکے پھر ایک دیوار پختہ درمیان میں بنی ہوئی ہے اور اوسکے شمال کو

غرب رویہ دروازہ بی چوکھٹ وطاق واسطی آمد ورفت کی ہی اس دروازہ کی شرق رویہ نو سمادہین
ہین جن مین سی ایک کا گنبذ تو ذرا بڑا اور ایک کا چھوٹا اور بقیہ سات بھی پختہ کوئی نئی اور
کوئی پرانی ہین کل کے نام معلوم نہین اور جنکی معلوم ہین تفصیل انکی یہہ ہی – بدر جیرام بھگت –
مادر جیرام بھگت رانکھو کھتری زن رانکھو کی – وغیرہ غیر مشہور ہین یہہ وہ لوگ
ہین جو بطور چیلہ سیوک انکی ساکنان لاہور تھی اور یہہ مقام سمادہ کا بھی بطور چاردیواری
جسکے تحت ہین فرش پختہ خشتی اور اندر اس ہین تین پیپل اور دو بیر اور تین جامن اور ایک گوندنی
موجود ہی اور شرق رویہ اسکے زمین مزروعہ تین کنال اور سات مرلہ ملحقہ چوبارہ بھگت کے گرد اس
زمین مزروعہ کی بھی اور چار دیواری پختہ ہی اور اسمین ایک دروازہ اور پھر دو بڑی
دو دروازہ شمال رویہ اس چاردیواری کی جہان سمادہین ہین چار زینہ چڑہکی ایک بڑا چبوترہ
عالیشان خشتی بہت طویل عریض مقام میلہ جسکے غرب رویہ مڑہی خشتی چونہ کی موجود ہین واقع
ہے اور اسکی اوپر غرب رویہ ایک مکان بنگلہ چوبی مسقف دالہ جسکے شمال وجنوب ہین
دس دروازہ اور غرب رویہ ایک کھڑکی مع تختہ چوبی اور شرق رویہ ایک کھڑکی بی چوکھٹ وطاق موجود
ہی یہہ جگہہ گدی کی ہی جو بہت اچھا مکان آراستہ جسکی دیوار غربی بہت منقش و تکلف سے ہے
اور ایک طاقچی ساتھہ اس دیوار کی شرق رویہ پختہ برنگ سرخ واسطی اسباب رکھنی کی موجود ہی
اور شرق رویہ اسکے زمین پر سنگ سرخ پانچ فٹ طول اور تین فٹ عرض کا واسطی گرنتھہ رکھنی کی
نصب ہی اوس پر فرش شطرنجی کا ہوکر اوسپر گرنتھہ رکھا جاتا ہے اور گاہ گاہ وہان گرنتھہ
پڑہا جاتا ہی سقف اس دالان کی چوبی برنگ سرخ ہی اور یہان باوا گدی والہ جو اب بابا
ہربھجن داس ہی بیٹھتا ہی اور یہہ جگہہ کاتھہ گھر مشہور ہی اور یہان دو جگہہ گدی کی بمقصد ہین
ایک تو یہہ جہان بروز دوشنبہ بیٹھتی ہین اور دوسری جگہہ گدی کی جہان بروز منگل بیٹھنا
ہوتا ہی اور ہفتہ بھر مین دو روز گدی پر بیٹھتی ہین اور جنوب رویہ اس چوبارہ کی ایک اور
چاردیواری دو فٹ ارتفاع والی موجود ہی درمیان اسکے بھی فرش خشتی پختہ اور ایک گنبد سمادہ

یہی ہے مہت پہلوا ورا ہر ہی ، ور موجود ہی دروازہ آمدورفت اسکا جنوبی سہ طاق رکہیں ہر ایک
ہر ایک مر وہ یہ اور بقیہ سات پہلوں میں طاقچہ داخلی دیکہنی سمادہ کی رنگیں موجود ہیں اور تمام
دیوار منقش جو جگہ ہی اندر اسکے مڑہی یعنی سمادہ سنگ مرمر کی ایک فٹ مربع بالا سوتر
کی موجود ہی تاریخ وفات بحیثہ معلوم نہیں مگر مدت کی ہی اور لب چار دیواری ہر جنوب
ایک گنبد مربع عید شنی جسکا آمدورفت کا دروازہ شمال رویہ ہی در سماں میں ایک برج اور
گرد دواج بارہ چیاں جور دہ ہے سو دولہ ہی اسمیں شیولنگ کا درشن جو سنگ مرمر ہی
اور اوپر اوس چبوترہ کی ایک گہر ونجی حولی اور اوسپر سوجہ آب رکہا ہی اس سوجہ سی پانی
قطرہ قطرہ ہو کر شیوجی کی لنگ پر پڑتا ہی اور دو در شرقی و غربی میں بحجرہ جستی اور تمام
دیواروں پر نقش و نگار ہندواں ہیں اور گوشہ جنوبی و شرقی اسمیں ایک سمادہ سنگ
کی جواہر داس سمیں کی ہے اور اس سمادہ کی دروازہ پر ایک سمت سنگ کے کندہ یہ چہوٹی سی لگی
ہوئی ہی اور اوسمیں سنسکرت ساتری تحریر ہے **[Devanagari inscription]**
اور یک جواہر سعر اسکی دی سمادہ
سمت ۱۹
[Devanagari inscription] संवत १९११ اور یہاں ہیں دو سمادہ ہیں کی دورخت ہر ایک طرف میں
اور ایک درمیان چار دیواری کی موجود ہی اور شرق رویہ اس سمادہ کی ایک خشت پختہ در چبوتر
دونٹ اوسکی تیں مڑہیاں ایک باوا گوسند داس کے دوسری کل داس تیسری باوا گیان داس کی ہی
ہی مدت کی سی ہوئی ہی اسکی آگے ہی درمیں سمتہ اور چہوٹا سا باغچہ جس میں ایک سمت آبا ساود و دیل
اور ایک مندر موجود ہی اور درمیان اس باغچہ کی شیوجی کا لنگ رکہا ہے اور سوجہ اسکا بسر
موجود ہی اور ہر غرب و صورت رویہ اس سمادہ پر جسکے ادمیں مڑہیاں ہیں یہ بہی سمادہوں کی
ہیں نام معلوم نہیں اندر رخت بیل و کہور جنوب رویہ متصل دیوار موجود ہی باہر کی دروازہ
سی ایک راہ بفربن جنتی غرب رویہ آتا ہی یہاں بین د چار دیواری اندروں کی ایک اور
چار دیواری اوسکے اندر ایک مربع باغچہ جسمیں چند درخت ایک آم ایک کہور ایک سیرا اور بہلا ہی
اور دو بیل موجود ہیں اور یہہ جگہ مکان کندی کی شمال رویہ آملتی ہی اور اسکے جنوب رویہ ایک اور

چبوترہ بلند ہی اسکے گوشہ جنوبی مین چاہ مسقفہ جسکی دو چرخیان جاری ہین اور جنوب رویہ
اسکی ایک چوبچہ ہی اور چند درخت گوشہ غربی و شمالی مین ایک کوٹھری دالان بطور مسافرخانہ
درمیان مین اور ایک دالان چاردرہ سہ چوکہٹ چوبی سہ طاق تختہ یہہ قالبوتی دالان ہے اب ایک بوا
ہر بھجن داس یہان رہتا ہے اس چبوترہ کے جنوب رویہ دو سمادہ خورد مین ایک مرتفع اونکا چار
پہلو ایک جوالا شاہ اور دوسری اوسکے گورو کی کہ نام اوسکا معلوم نہین جنوب رویہ اسکی ایک
مکان آبنشانی کی ذرا عمیق بنا ہوا ہی اور غرب رویہ اسکے درخت بہڑ دالان اور نیچے اوسکی چوبچہ پختہ
بی آب موجود ہی اور اس چبوترہ پر ایک مجری پانی کا ہی اسمین سی چاہ روان کا پانی گرتا ہے
جنوب رویہ اس چبوترہ کے مکان مندر چھجو بھگت جسکا دروازہ کشادہ چوبی سہ طاق تختہ چوبی
بہرنگ ہرمچی موجود ہی اس درکے اندر غرب رویہ دو زینہ اور اوسپر چبوترہ پختہ چونہ گچ اوپر ہر
چار دیواری علاحدہ ہی اس چاردیواری کی دو در ایک شمال رویہ دوسرا شرق رویہ چاردیواری
عالیشان آراستہ پختہ اور دروازہ کی غرب رویہ فیما بین چاہ دو دالان قالبوتی مکان مندر
ایک دیوار قدیمی پختہ جسمین محراب عمارتی بنی ہوئی مین کہڑی ہی اور نیچے اوسکی وہ جگہہ ہی کہ جہان لیتا
بانی کی یہہ عمارت چغتائی ہی اندر اس چاردیواری کی تمام فرش چونہ گچ کہتی ہین کہ سمت ۱۹۱۱ مین جب
یہان سمادہ پا داٹہا کر داس صاحب کی بنیاد نکالنی لگی تو پانی ہانڈی تک بنیاد اس چبوترہ کے
پائی گئی اسمین متصل دیوار غرب رویہ خاص مکان چوبارہ چھجو بھگت کا ہی یہہ مکان چار پہلو خشتی چونہ گچ
جسکا دروازہ جنوب رویہ چوکہٹ سنگ سرخ اور طاق چوبی بہرنگ ہرمچی اور ایک کہڑکی شرق رویہ چوبی
سہ مرغول اور اوسکی جنوب و شمال رویہ پنجرہ خشتی اور غرب رویہ درمیان مین بطور محراب و گرد نواح پنجرہ خشتی
اور دیوار شمالی مین ۳۸ طاقچہ چراغدان موجود مین سقف قالبوتی خشتی منقش جسکے درمیان آئینہ لگا اور اوسکی گرد آئینہ
کاری اور دیوارون پر تصاویر کاہن وغیرہ دیوتاؤن کی زمین پر فرش خشتی اور میانہ مین سمادہ سنگ مرمر
کی اوسپر غلاف پڑا رہتا ہی اسی چوبارہ مین آپ رہتی تہی اور اوسی مین سماگئی زائرین تمام ہندو یہان متہ ٹیکنی کو
آتی ہین اور نذر چڑہاتی ہین اس چوبارہ کی شرق رویہ ایک مقام بنام بہنا ڈگنگا بنا ہوا ہی جو بطور حوض پختہ

ہشت پہلو ہی اور اسکی آگی شمال رویہ حوض بنے ہوئے تھے اوسمیں پانی بھرا رہتا تھا اسکی سرقر دیہ پر ایک
چبوترہ تھا اور یہی اوسپر چبوترہ پر دیہ چوبارہ ایک گنبد ہشت پہلو دو منزلہ سادہ بنا ہوا اوسکا دروازہ
مشرق کا ہی اسمیں سیڑھی بنی ہوئی تھی جسمیں ستہ ہشت اور دو ... ہوا ہیں تمثال میں یہ مکان خود
اور ہوں کو ہوا ہی اور چہت میں ایک دروازہ شمال رویہ جو کہٹ پر ہی مطابق جنوب رویہ
کا ہی اور مشرق و غرب رویہ میں چہرہ تھی اندر مکان کی چھت قالبوتی اور منقش با نقاشی اور اوپر اسکا
بالا پر گنبد ... ڈالا اور جنوب رویہ ایک سادہ کا ایک کوٹھا دو ہشت پہلو گنبد والی دروازہ
اسکا شمال رویہ یہ سادہ بنا ہوا گرداس کی بہت سی تصویریں کاہ ... کی جنوب رویہ اس
بارہ دیواری کی ایک بہت خوبصورت عمارت عالیشان سادہ بنا گرداس کی ہیچ ہر جانب سی
سال سی تیار ہوئی ہی اس مکان کا دروازہ سرقر دیہ اور اوسکی آگے چبوترہ تھی اور اسکی بطرف شمال
وجنوب و غرب نو در ہیں اور ہر در میں ۱۲ طاقچہ تھی جو بنے ہوئے واسطی خوشنما کرنے کے بطور محرابیں
زمیں پر فرش جو تھے رنگ برنگی معما ور میاں میں بڑی جو تھے اندر سی یہ مکان سطح
ہی درچہ تخت سی اوپر تک تمام کام طلائی منقش اور چاروں گوشوں میں عمارتی دریچہ ظاہر نقشہ
دریچہ معلوم ہوتی ہیں اور اصل میں نہیں اور ہر چہار طرف محرابی دریچہ جس میں تیس تیس سوراخ رکھی گئے
اندر اون میں آئینہ موجود ہیں جسکے ٹکڑے ہوئی گئے سفید موجود چھت گنبد قالبوتی نیلی بنی ہوئی
گلکاری بہت اچھی خوبصورت یہ مکان بنا لوگوں کی واسطی سادہ جو مہکت صاحب کے
تجویز کیا تھا مگر موقع ہوا اور ہر دیوار جلائی گئی اوپر ہی گنبد رنگین رنگ آمیز اور کلس سنگمرمر
اور چاروں کونوں پر چار برجیاں اکی کلس بھی سنگ مرمر کی اور چاروں طرف شکل ظہور کی جسکی
موجود ہیں اور بطور متراسا ہر طرف ... شکل دالان اور اوسپر طاقچہ اور ہر چہار طرف ال ... ہو
دیوار مع چھت طویل اور عمارت جعفری جس میں غرب و جنوب کی دیواریں یساں دروں کی
بطور دالان بنی ہوئی ہیں اور اب ہر تمام پرس ... سادہ گور وہاں عہد میں حاکماں
میں یہی تھی ... چوبارہ گنبد کی سرقر دیہ ایک چبوترہ تھی اور یہی اسکی کنارہ پر ایک اور چبوترہ

بطور شہ نشین اور جنوب رویہ اس چبوترہ کی ایک اور چبوترہ خشتی دو فٹ مرتفع ہی اوسپر چودہ مڑہیان
چہوٹی چہوٹی برنگ مرہٹی واقع ہین یہہ ایام متفرقہ مین بنی جو نام مشہور ہی سو یہہ ہین
ایا بہگت بدری بہگت دیا بہگت گہندی بہگت دیالو بہگت اور اسکے جنوب ترو
دیوار پختہ ملحقہ اس مکان کی ہی اور اس چبوترہ کی غرب رویہ ایک سمادہ جسکی گنبذ خورد و سفیدہ
نگاین ہی دو زینہ اسکے اور چہوٹا سا چبوترہ اسکا یہہ سمادہ شیو دیال جو بڑہ سیوک کی ہی پختہ
بین مڑہی خشتی چونہ گچ یہہ سمادہ سمت ۱۹ مین بنی ہی اور چونہ پر گورمکہی حرفون مین سمت جو
مین تحریر کیا ہی لکہا ہوا ہی شمال رویہ اسکے ایک اور چبوترہ خشتی ہی اور جنوب رویہ ایک اور
چہوٹا سا چبوترہ ہی یہہ بہجن کی جگہہ ہی اس دیوار کی جنوب رویہ نیچے اور جگہہ ہی اسکا ایک دروازہ
آمد و رفت علاحدہ ہی اور ایک مندر سہی اور بطرف شمال برفرنیہ باغ لالہ رتن چند کشادہ دروازہ ہی
وہان ایک احاطہ مسقفہ جسمین کہا رینٹی چہڑاتی ہین اور شرق رویہ اسکے ایک چاہ پختہ ٹیلہ پر
چرخی دار موجود ہی اور جنوب رویہ چاہ کی ایک چہوٹا سا چبوترہ ہی اوسپر چار سمادہ نامعلوم الاسم
ہین اور شرق رویہ چاہ کے دیوار معہ برج نشستگاہ اسکی نیچے مکان باغ زمین مزروعہ اور اسکے
نواح مین اور چار دیواری اور لب سڑک چند درخت شہتوت واہر جن واس مین ہین اس چاہ کی
شمال رویہ ایک در واسطی اندر جانے کے اور ہی اندر جاتی ہی پہر ایک چار دیواری جسکے
گرد نواح مین چند کوٹہریان اور غرب رویہ اس حاطہ کی ایک اصطبل اور ایک مکان فراش خانہ
اور چار دیواری مین ایک اور چار دیواری جسکے بیری چونہ گچ اور عمارت دیوار ہی پختہ
کی شرق رویہ ایک درخت گوندی ہی اور ایک بیر اسکے اندر بہنڈار خانہ یہہ مکان دو درجہ کا ہی
درجہ اول مین شرق رویہ ایک شہ نشین تین در والی اور غرب مین کشادہ دالان اور گوشہ غربی
و شمالی مین چاہ پختہ معہ چرخی جسکا چبوترہ سنگ سرخ اور اینٹون کا بنا ہوا ہی بانیہ باوا
پرسو تم داس عرصہ سو سال کا بنا ہی دوسری درجہ کا دروازہ طرف شرقی دیوار جنوب رویہ مین
اندر جانیکا اندر جاتی ہی جنوب رویہ دالان خشتی اور غرب رویہ ایک کوٹہہ جسکے دو دروازی

اور ایک کوٹھہ اور سہ دری بہ دروازہ آمد و رفت رویہ بالا خانہ کا اور اوسپر ایک بالا خانہ اور دش
مسند بار خانہ کی روبرو شمال کی طرف سنگلہ دالان گدی ہی اسکا دروازہ جنوب رویہ نہایت کشادہ
اندر اسکی تمام فرش جسمیں سہ قدر ویہ تین دریچہ اور دیواروں پر تمام تصاویر اور دریچہ کی روبرو
غرب رویہ دالان سہ درہ کہڑا ہے معمر عمول اور غرب رویہ دروازہ آمد و رفت کی ایک سہ
دالی کوٹھری ملبوس رکہنے کے واسطی اور پہر اوسکی غرب رویہ ایک دروازہ آمد و رفت کا اور اوسکی
ساتھہ ایک دالان جنوبی جسکے پانچ در اور اسمیں روسیاں بہری ہیں لٹکی اور شرق رویہ دروازہ مقفل
اسمیں بہی دہیرہ رکہتے ہیں اور اوسکے سہ قدر ویہ ایک چبوترہ خشتی سنگ مرمر کا جگہہ گدی کی اسکے
پیٹھہ چہت کی اوسپر فرش بچہا ہوا اور مسند تکیہ لگا ہوا ہی یہہ تمام مکان بنوایا ہوا اور اوسکا
کا عرصہ پچاس سال سی ہی اور گدی کی پاس ایک تخت پوش چوبی قدیمی رکہا ہوا ہی اور گدی کی
غرب رویہ ایک دروازہ جسکے سامنے ایک بیل چہت پہاڑ کر نکلا ہوا ہی اور اوس در کے
آگی ایک دالان جسکے غرب رویہ ایک دروازہ باہر جانے کا ہی اسکی باہر نکلکر کاتہہ گدہ گلی
کو جانا ہوتا ہے اور اس دالان میں شمال رویہ ایک کوٹھری اور اوسکو بہ شمالی میں ایک دروازہ
اوسکی پیچھی پانچ زینہ اوترکر بطور سہ دالانہ مکان مربع متسع سفید جو بیچ خط کشیدہ بہت
مصفا جسکے بیچ گنج حسنی موجود ہی واقع ہی چہت اوسکی چوبی اور تین روشن دان تحریرہ
چوبی دالی دو شرق رویہ اور ایک شمال رویہ اور جنوبی دیوار میں ایک کہڑکی چوبی اس شہر خانہ
میں ایک کوٹھری فانوس خشتی واسطی ذخیرہ رکہنے کے اور کوٹھری کی ساتھہ زینہ اوپر
جانی کا لگا ہوا ہے جسپر چڑہکر اوپر جاتے ہیں چہت کا فرش بہی پختہ اور چاروں کونوں پر چار
موم بتی اس کوٹھہ کی اور جنوب رویہ ایک بالا خانہ دالان جسکے شرق رویہ تین در اور ایک
ایک کہڑکی جنوب رویہ اس چار دیواری خشتی کی ایک چار دیواری نام ہی وہ جگہہ مسان ہے
یہاں بہگت سیوک لوگوں کی مردی جلائی جاتی ہیں اسمیں چار پانچ درخت پہرواں و
وں موجود ہیں اور غرب رویہ چار دیواری چبوترہ ایک بڑی چار دیواری خام جسکے

سات گہما نو زمین مزروعہ ہے اسمین چاہ روان چرخ چوب والہ جاری ہی اس چاہ کی جنوب رویہ چند
مکان خام موجود ہین یہہ بہی متعلقہ چوبارہ قبضہ باوا ہنربہجن داس صاحب مین ہین یہان تین گہر
کرایہ دارون کی بستی ہین اور چاہ پر بہت درخت موجود اور نیز اس طرف ایک حاطہ خام واسطے
بیل گائی گاو میش باندہنی کی موجود ہی اسکے اندر ایک بڑہی پختہ قدیمی نامعلوم الاسم کہڑی
ہی اسکے اوپر درخت پہروان اور اسکی ساتہہ ایک مربع چوک اوسمین دروازہ پختہ ایک اوس
چار دیواری کو جاتا ہی جہان پہلی باغچہ تہا اور اب بہی وہان باغچہ بنایا جاتا ہین اور دوہرا
تہرقرویہ اوس طرف جہان چاہ مسقفہ اور دالان مسکونہ محافظ چاہ ہی جاتا ہے اس چبوترہ
چاہ کی شمال رویہ باغچہ چہوٹا سا جسکے گرد پختہ دیوار ہی موجود اسمین چار درخت میٹہہ اور ایک ترنج
اور ایک پیپل اور تین بوڑہ اور ایک بیر اور ایک کینر وگل عباسی و نم موجود ہی فقط اور کمترین نے
باوا مالک مکان ہنربہجن داس کو ہمراہ لیکر ہر ایک مکان بلکہ بالشت بالشت بہر زمین دیکہی اور
حال تحریر کیا ایسا مکان عالیشان بڑی عمارت والہ یہان کوئی نہین یہہ مکان چوبارہ کیا ہی
ایک گاؤن بسا ہے چونکہ یہہ مکان بہت بڑا پرستش گاہ ہی اور حال معمول چہجو بہگت صاحب کا باوا
گدی نشین سے یہہ معلوم ہوا کہ بعہد شاہجہان بادشاہ یہہ زندہ تہی جہان اب مندر ہی یہان
انکی دوکان تہی اور بتاریخ محررہ بالا اوسی مین سماگئی بعد اوسکے شہر برباد ہوگیا من بعد پہر
سوتم داس صاحب سمنت ۱۸ مین جے پور سی یہان آئی یہہ دادو پنتہی تہی اور یہہ پنتہہ عہد اکبر
بادشاہ سی شروع ہوا ہی اول راجہ بہگونت سنگہ اور پہر خلف اونکا راجہ مان سنگہ سیوک
دادو رام ہوا اور دادو رام صاحب برہمن تہی اونکو یہہ لوگ اوتار کہتی ہین انکا فرق سکہو نسی
یہہ ہی کہ وہ کیس رکہتی ہین اور یہہ گدی والی سر منڈواتی ہین اور فقط بودی رکہتی ہین
اور تمام دستور موافق سکہان جب باوا پرسوتم داس یہان آئی تو لاہور مین تین حاکم تہی ایک
گوجر سنگہ دوسرا لہنا سنگہ تیسرا سوبہا سنگہ روساءی لاہور نی اونکو چہجو بہگت صاحب کی مکان پر
بٹہلایا اور اونکو گدی نشین کیا وہ بڑی سادہ برکت والی تہی اور دادو پنتہی لوگ شادی نہین کرتے ہین

خواہ چیرہ و خواہ گیروی رنگ ہی پہنتی ہیں اور اگر کوئی برخلاف رسم کری تو اوسکی اولاد وارث اوسکی
نہیں ہوتی ہر چیلہ وارث ہوتا ہی بابا پرسوتم داس جب یہاں آگے بیٹھے تو ایک تہانہ اور
چار دیواری قدیمہ تہی اوسی میں رہی اوسکا معلوم نہیں مہربابا پرسوتم داس یہاں پچاس برس
رہے اور بڑا صدر چلائی اور ہوتے ہوتے اسمیں بڑہی بابا واگہ درکی ہی سنہ ۱ نکرباقی میں
بابا پرسوتم داس مرگئے اور بابا اکو درجانشین ہوئے بابا پرسوتم داس کی ہونی تو اور بھولے
ہی مرت صدر کی ہر وہ ہی پچاس سال تک ... ہاسمت ۱۸ میں مرگئے بعد اوسکے دوار کا
گدی نشین ہوئے اور سمت ۱۸ میں فوت ہوئی ہر سجانی اوکی بابا اہرجن داس صاحب جوابتک گدی پر
ہیں بیٹہاد ہر بیٹہی اور یہہ عمارت گدی نشینوں کی بنوائی ہیں اور مہاراجہ رنجیت سنگہ یہاں ٹہیرہ
ہو جواسکو آئی تہی ار پچاس روپیہ نذر چڑہاتے تہی اور پانچ روپیہ یومیہ اس مکان کا تہا جو بالانہ
ماہوار دیتے تہی یہہ لقدی تہی اور ہم ا۔ گہماؤں سات مرلہ زمین مزروعہ ملحقہ مندر معاف تہی اب
سرکار انگریزی سے صرف بہتر روپیہ سالیانہ ملتا ہی ہرجن داس ہی اور بعد مہاراجہ صاحب
تک نو سیانی ہی سال بسال ملتا تہا وہ بہی اب مسدود ہوگیا دادو پنتیوں کا معمول
کہ ہر گیروی رنگ سادہ پگڑی رکہتے ہیں اور اسمیں حکم عام ہے کہ کوئی سادی نکری اور بابا اسکے
جو کام چاہی سو کرے مگر ہر حال گیروی رنگ صافہ رکہی اور اوسکا گرنتہہ بہی علیحدہ مصنفہ
دادو رام جی کا ہی سکہوں کا گرنتہہ نہیں پڑہتی سکہوں کا گرنتہہ گورمکہی میں تحریر ہوتا ہی اور انکا
گرنتہہ ساستری میں ہی اس گرنتہہ کا نام دادو رام صاحب کی بانی ہی سوہی اس میں نصیحت
اکثر یہی ہی کہ صرف واحد خدا کو مانو اور اوسکی عبادت کرو اسمیں بت پرستی گوشت تمباکو
منع ہی اگر کوئی کہاوی تو پنتہہ سے نکالا جاوے اور گرنتہہ کو ہر روز پڑہنا انکی یہاں عبادت ہی
اوسیکو مانتی ہیں اور اوسی پر پہول چڑہاتی ہیں اور یہی انکی عبادت ہی صدوہی دیدہ گرہا
بابا ہرجن داس کو کہکر نکلوایا اور کچھ پسا اچہی اچہی نصیحتیں منع شراب و کذب و گوشت
خوری کی اوسمیں درج ہیں اور دوہا نظم بطور دوہروں کی ہی خاتمہ شروع اوسکا یہہ دوہرا ہی

دوہرا دادو مونون نرنجن مین تمکا گورو دیوتی + بندن سرو وہ ساہ ہو پرانن
انگٹی + پیر بر ہم برابرن سوتم دی نرنجاین + نراکار تر ملنگ بس دادو جی بنارتن +
ترجمہ اسکا یہہ ہی کہ ای دل عاجزی سی خدا کو یاد کر اور گورو جو دیوتا ہی اوسکو یاد کرہ ہر شخص
اور مخلوقات کو خدا کرکے دیکہہ جو اسکو اسطرح جانیگا سو پار اوترنگا یعنی نجات پاویگا دنیا
اور خدا ایک ہی دو نہین وہ پاک ہی کسی کی بندرن مین نہین آتا پس ای دادو اوسکو مان فقط
اور آخر گرنتہہ مین یہہ کبت ہے **کبت** موج کری گو دیو دیا کر سبد سنائی کہو پیر تر و + جو تب
کی برکٹی نس حات سو دور کیو بہرم بہانا نیر و + کا ہیکی باب کی مالسنہہ کہرہی گورو دیو جی بند
نن میرو + سندر داس کہی کر جوڑ جو دادو دیال کہون نت عیرو + ایک روز سندر داس
دادو صاحب کی پاس آیا تو اونہون نے پوچہا کہ تو کون ہی تیرا نام کیا ہے تو اوسنے کہا کہ سندر
میرا نام ہے آپنے کہا کہ اگر سندر کو جانے تو سندر ہو نہین تو دہندار ہو یعنی اندہیرا اوسنے سوچکر
کہا کہ جب سورج چڑہتا ہے تو رات دور ہو جاتی ہے سو آپنے ایسی کرپا کی کہ میرا اندہیرا دور ہوگیا
اور جہان ظاہر ہوگیا سب رشتہ دار جاجی تاہی دور ہوگئی اب گورو مہاراج سہاکی سندر داس
آرزو کرکے کہتا ہی کہ دادو دیال کا مین سیوک ہون اور دادو جی کی سماوہ مقام ترانہ علاقہ
جی پور مین ہی فقط اور سال وفات جہجو بہگت صاحب کا سمت بکرماجیتی سولہ سو چہیانوین مطابق
سنہ ایکہزار باون ۵۲ سنہ ہجری ہی **قطعہ المحررہ** بہگت جہجو مرد یکتا ہی زمان + انکہ
درعالم دو چشم از غیر بست + سال ترحیلش چو جستم از خرد + گفت واحد مرد حق واحد پرست +
باواہر بہجن داس مہنت گدی نشین بیان کرتا ہی کہ میری پاس کل غذات متعلقہ جوبارہ مذا تہے
مگر بتاریخ دوسری جون سن اٹھارہ سو باسٹھہ علیسوی کے مقام جوبارہ مین چوری ہوئی اور
معہ اسباب تعدادی ایکہزار روپیہ وہ کل غذات بہی جاتی رہی ہے چنانچہ مثل اسمقدمہ کی محکمہ جنرع
مین موجود ہی مضمون انکا یہہ تہا کہ کہتریان قوم بہاٹیہ دارثان جہجو بہگت نی اپنا نامہ
بابت جاہ و مندر وغیرہ باواپرسوتم داس کو تخمیناً سمت ۱۸۴۰ مین بطور سنکلپ لکہکر بخشدیا تہا

اور دوسرا ایک پروانہ مہاراجہ کلاں کا مشعر بقدر چار روپیہ یومیہ بابت مکان ہذا تھا جو بھائی
وستی رام صاحب کی معرفت وصول ہوتا تھا جو بعد روانگی مہاراجہ دلیپ سنگھ صاحب جان
کا بی صاحب بہادر نے بند فرمایا اور ماسوا اسکے یہہ کاغذات اور تھی کرایہ نامہ صاحب کہنا و
گلگو بقرار دو ۔ ماہواری جو جنوب رویہ جو بارہ ہزار دوکان کرتا ہے جسکا عہد ہر ہم ارتہ بلیہ
سردار شام سنگھ مشعر عطائی آٹھہ من گندم فی سال موضع دھڑہ علاقہ مریدوال جسکا عہد
پروانہ عطیہ رتن سنگھ سکھی والیہ جسمیں ایک ماہ پچاس روپیہ سال کا موضع جہتہ ضلع گوجرانوالہ
میں معاف تہا ہے فقط **احوال مکان چلہ حضرت میاں میر** یہہ مکان صدر بازار
انارکلی میں سٹرک روبرو مطبع سرکاری جنوب رویہ کوٹھی ماسٹر جی سوداگر پارسی ہرست و کوٹھی
نور بخش سوداگر موجود ہیں اس چلہ کی متصل سرقرویہ چہہ دوکانیں ہیں فقیران میاں میر صاحب
صدر بازار پڑا ہے سی ایں قبل اسکے دیوار باگل جانب ان دوکانات کی ملحقہ تھی اب وہ دیوار
گرائی گئی ہے یہہ دوکانیں کہڑی ہیں کرایہ انکا وہی فقیر لیتے ہیں اب یہاں عرصہ چالیس سال سے
پیر الف شاہ نامی رہتا ہے قبل اسکے عملداری سکہاں اسکے زمین معہ چاہ روان مردود
اس فقیر کو واگذار تھی پہر اوسی زمین میں باگل جانب ما جاتا وہ چاہ جو پہلی اس ...
میں جاری تہا اب جنوب رویہ اس چلہ کے موجود ہے اوسکا چبوترہ پختہ سا گرد اوسکے پختہ
جولی لگایا گیا ہے اور وہ چاہ اب مقبوضہ سرکاری صورت اس مکان کی یہہ ہے کہ سرقرویہ
متصل دوکان تا ایک راہ محرابی قالبوتی ہے اور اس دروازہ کے اندر جنوب رویہ پشت
دیوار دوکانات ایک چبوترہ بطور مسجد آوارہ پڑا ہے اور بیچ اس مسجد کی تہ خانہ غرب رویہ
تہ خانہ کے سیڑھیاں زمین دوز بودنہ زینہ عمارت پختہ راہ رویہ دراندر موجود ہیں چہت
اس تہ خانہ کی قالبوتی خشتی خورد کے قدیمی عمارت ہے وہ دربہ طول دو گز عرض اور اس
تہ خانہ کی غرب رویہ درخت بیر اور شمال رویہ درخت کیکر کہڑا ہے شمال رویہ دروازہ آمد و شد
کی ایک چاہ معہ چرخی جاری ہے اور گوشہ شمالی و غربی میں ایک جوبارہ وہ مسکونہ فقیر ہے بنا الف

اس تفتیش کی یہاں ہی ایا رہتی ہین جنوب رویہ میں طاقچہ چراغ رکہنی کی موجود ہین یہان ہر روز ایک دو چراغ روشن ہوتے ہین یہان حضرت میان میر صاحب بحین حیات خود معتکف رہتی تہی مکان جیسا صفا برکت مشہور ہی اور زبانی سجادہ نشین میان میر کی معلوم ہوا کہ حضرت جب تک زندہ رہی تب تک شب باش رہی اور اوسوقت یہہ مکان ایک باغ تہا چنانچہ وفات حضرت کی بہی اسی جگہہ پر واقع ہوئی اور جنازہ بہی یہان سی اوٹہا کر لیگئی تہی

احوال مکان چوکی سنخی سرور المشہور لکھہ داتا

یہہ مکان بشکل کوٹہہ قالبوتی خشتی بجنہ جس کا دروازہ شرق رویہ چوبی معہ طاق تختہ بنا ہوا موجود ہی استرکاری اندر باہر پورانی بنی ہوئی تہی مگر رنگ استرکاری جو سفید تہا سیاہ ہوگیا ہی اندر اس کوٹہہ کے دیوار غربی مین ایک طاقچہ بڑا اور دو چہوٹی بڑے چراغدان کے اوپر محرابی طاقچہ بنا ہوا ہی اور لب بام کے متصل گرد نار بخیہ کا یہہ مقام صدر بازار انارکلی کی سرا محمد شفیع کی جنوب رویہ موجود ہی اور جو رستہ قصابخانہ سی بازار چارہ ان کو جاتا ہی اس راہ کی غرب رویہ مکانات خام واقع ہین اور یہہ مکان بنام سنخی سرور صاحب کے صرف پہرائی لوگون نے بطمع نفسانی بنالیا ہوا ہے ورنہ کوئی اصلی مکان اعتکاف حضرت کا یہہ نہین ہی اسجگہہ میلہ سنخی سرور کے قدمون کا ماہ پہاگن کے نوچندہ منگل کو ہوتا ہی تمام مخلوقات اکثر ارذال و رعورات فاحشہ اس میلہ پر جاتی ہین ابتدا مین یہہ میلہ متصل تہانہ انارکلی جہان اشجار خرما بکثرت ہوتی تہی اور ابتدا بہی مین باغ نواب وزیرخان مین ہوتا تہا اور وہان قدیمی چند درخت بیر کی تہی اسواسطے اس میلہ کا نام بہوڈی بیرونکی قدم مشہور تہا بعدازان سمنت ا مین یہہ مکان بخرچ چندہ جہہ کس پہرا ہون نے بنوایا چنانچہ وہی چہہ آدمی مالک اس مکان کی ہین۔ ایک نہال دوسرا دودا تیسرا خواجہ چوتہا جیتا پانچوان نتہو چہٹا وزیر جس روز یہہ میلا ہوتا ہے اوس روز شیطان کا بازار بڑا گرم ہوتا ہے لاہوری دروازہ سے لیکر تا تہانہ انارکلی اس بازار مین صدہا لوگ جمع ہوتے ہین اور صدہا ڈہولی پہرائی لوگ گلی مین ڈہول ڈالکر بجاتی ہین اور لوگ پہرائیون سے بہمنیان ڈلواتی ہین اور بہمنیان سی یہہ مراد ہی کہ لڑکون گود مین لیکر پہرائی لوگ ناچتی ہین اور ایسے اپنی

کہتے ہیں جملہ سرور دی دربار مراداں لی آئی ہاں + دی مراداں سرور ہراسیوں تیرے دردا
دھیرا ۔ گودی بال کھڈا مراداں لی آئی ہاں + اور جو کوئی مفصل حال اس میلہ کا دیکھنا چاہے
تو کتاب یادگار چشتی مصنفہ کمترین مطبوعہ لاہور کر اسکل میں دیکھ لے اور جب لوگوں کے لڑکوں کو گوہر
لیکر ہیمیاں ڈالتی ہیں وہ کچھ بعد عطا اونکو دیتی ہیں اور اس ملک میں اشخاص اقوام اردل اس مرتکو
بہت مانتی ہیں اگرچہ اصل میں یہہ حضرت شریف بزرگ سید کامل تھے مگر ان لوگوں نے نام اونکا گاڑ
رکھا ہے پیر اونکی مقام نگاہا ہے اونکی مزار پر لکھہا آدمی دور نزدیک سے حاضر ہوتے ہیں اور ایک
قافلہ کالی کملی کا دوابہ سے آتا ہے اوسمیں ہزارہا مرد جن اکثر کالی ٹوپیاں ہوتی ہیں چنانچہ
ایک ورلا ہور میں ٹھہر کر روانہ سمت نگاہا ہوتے ہیں اور نگاہا ملتان سے پچاس کوس پر ہے
اور نام ان حضرت کا سید احمد ہے اور باپ کا نام زین العابدین اول سید زین العابدین عرب سے
آئی اور ضلع ملتان سے ہوکر موضع کہرسکوٹ میں جو ملتان سے دس کوس جنوب رویہ واقع ہے
آکر سکونت پذیر ہوئے اور وہانکا نمبردار پیرا رہاں اونکا مرید و معتقد ہوا اوسی اونکو وہاں
مسجد ہوا دی دو سال کے بعد سکونت سید زین العابدین فوت ہو گئی اور اونہوں کی نعش اپنی عورت
کی صندوق میں رکھکر ارادہ وطن جانیکا کیا جب یہہ حال زمینداراں نے سنا تو سب جمع ہوئے
اور اوسمیں مشورت کرکے کہا کہ اتفاقاً یہہ کامل ولی ہماری بستی میں آگیا تھا اور اب جانا ہی
ہماری حق میں اونکا جانا اچھا نہیں اسا صورت انکے یہاں رہنے کی یہہ ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص
دختر اپنی اونکو بیاہ دیوے تب یقین ہے کہ بصورت ہونے بال بچہ کے یہہ حضرت ہمیشہ یہاں
رہا کرینگے چنانچہ بعد مشورت کے پیرا رہاں نمبردار سے کہا کہ تو نمبردار ہمارا افسر ہے اور تیری
گھر میں دو بیٹیاں ہیں اگر تو ایک دختر اپنی سید صاحب کو فی سبیل اللہ دیوے تو تجکو تمام
برادری معیشتا کہتی ہے کہ ہم میں سے کوئی تجکو طعنہ تشنہ نہ دیویگا کہ غیر قوم میں کیوں لڑکی
دیدی چنانچہ پیرا رہاں نے یہہ بات قبول کی اور صاحبزادی کلان مسمات عائشہ کی شادی
حضرت سے کر دی بعد مدت دو سال کے اونکے یہاں ایک فرزند سخی سرور المعروف سید احمد پیدا

ہوا جب سید احمد بارہ برس کے ہوئی تو ایک اور بھائی اونکی گھر مین سید عبد الغنی المشہور غنائی پیدا
پیدا ہوا تب حضرت نے اپنی باپ سے کہا کہ بابا اور لڑکے گاؤنکی بکریان چراتے ہین ہم بھی جاتی ہین
کہ بکریان چرایا کرین اسپر حضرت زین العابدین صاحب نے فرمایا کہ بچہ ہم لا مسافر ہین ہمکو بکریونسی
کیا کام ہماری کوئی زمین نہین ہے کہ جہان تم بکریان چراوگی سید احمد صاحب سجید ہو کہ یہہ گاؤن
ہمارا ناسکا ہے کیا ہمکو یہہ بکریان نہ چرانے دینگے غرض زین العابدین صاحب نی پانچ بکریان اونکو
لے دین اور فرمایا کہ بابا جاؤ اور کہیلو جب وہ جنگل کو گئی تو بکریونکو چھوڑ دیا وہ تو چرنے لگین آپ
خود ایک درخت کی نیچی مصلا بچھا کر قران پڑہنی لگے اس اثنا مین چالیس فقیر آپ کی پاس آئی او کہنی
لگے کہ ہم بہوکہی ہین ہماو کچھہ کہلاؤ ہم نے بارہ برس سی کچھہ نہین کہایا تم ہماری روزی کہوو خدا
سی ہماری برات تم پر آئی ہے سید احمد صاحب نے عرض کی کہ یا مولے میرے پاس پانچ بکریان
عطیہ پدر بزرگوار ہین یہہ بیشک لے لو اونہون نے کہا کہ ہم بہوکہی ہین ہم ایک یا دو یا پانچ نہین چاہتے
ہمکو تم سیر کرکے روانہ کرو آپنے فرمایا کہ خدا کے نام سی کیا اچھا ہے جسقدر چاہو سو کہاؤ اتفاقاً
آپ کی پانچون سیری بہائیونکا گلہ بھی وہین تہا آپنے فقیرون سے کہا کہ یہہ بکریان بھی میرے
بہائیونکی گلہ کی ہین جسقدر تمکو مطلوب ہون لیکر کہاؤ اور سیر ہو جاؤ اونہون نے آپ کی تمام
بکریان لی لین اور ان گلون سے بھی جسقدر چاہین لے لین اور ذبح کرکے کباب کہائی جب بکریوالون
نی دیکہا کہ حضرت سنجی سرور صاحب نی ہمارے مال سے بھی بکریان فقیرونکو دیدی ہین تو گاؤن
مین آئی اور اپنے مالکون سے سب حال بیان کیا وہ جمع ہو حضرت زین العابدین صاحب کے پاس
آکر نالشی ہوے اور سب حال کہہ سنایا کہ یا مولے آپکا بیٹا اپنی گھر کا سنجی ہے یا ہماری مال پر بہی
اوسکو اختیار ہے کہ جسکو چاہے دیدیوی آپنے فرمایا کہ یاران غم نہ کہاؤ جسقدر مال تمہارا ہے
فرزند نی فقیرونکو دیا ہے اوسکے عوض مین تمکو اوسیقدر بلکہ دوچندان دونگا اور اون سبکو
وہان بٹہلا کر خود حضرت اپنی بیٹی کے پاس جنگل مین گئے وہان جا کر کیا دیکہا کہ فقیر اون بکریونکو
کباب کرکے کہا رہے ہین آپ نے اپنے بیٹے سید احمد صاحب سے فرمایا کہ بیٹا تم نے اچھا کیا کہ مال پرایہ

خدا اور دینو نکو کھلا یا پھر جار ٹھہرو دو حضرات نے اوداکی لعد فراغت سب بکریو نکی پوست واستخوان
جمع کرکے اوپر چادر اپنی ڈالی اور خدا کی جناب میں استدعا فرمائی قدرت الہی سے وہ ہمہ بکریاں
زندہ ہو کر چلنے لگ گئیں اور مالی اونکو اپنے مکانات کی طرف لیگئے جب وہ گھروں میں پہونچے
تو مالکوں نے مال گنا تو ان میں سے ایک بکرا حساب سے علاوہ نکلا جب یہہ چرچا گاؤں میں پہیلا اس
حضرت سید احمد صاحب نے باپ سے پوچھا کہ حضرت یہہ بکرا کسکا ہے تو باپ نے فرمایا کہ بیٹا تمہارا
خیر درگاہ الہی میں قبول ہوا اور تمکو یہہ بکرہ عطا ہوتی اور اس سے یہہ مراد ہے کہ خادم آپ کے
ایکی نیاز کو بکری دیا کریں گے حضرت خوش ہوئی اور وہ بکرا بطور شکرانہ درویشان مسجد کو عنایت
کیا اونہوں نے ذبح کرکے کھالیا بعد اسکے پھر نانا سید احمد صاحب کا بعد دو تین مہینہ کے مرگیا
اور گاؤں والوں نے جو کرامت دیکھی تو اونکو رشک پیدا ہوا اور کہنے لگے کہ یہہ جادوگر ہیں مگر
رہان اراجا کہ اونکا بہت ادب کرتا تہا اور اپنی زراعت سے بہی کچھہ بطور نذرانہ اونکو دیا کرتا تہا
اور وہ حضرت مجدد بہت درویشان خرچ کر چھوڑتے تہے چونکہ پیر ارہان کی گھر میں باسوائی دو
دختران یعنی ایک عایشہ والدہ حضرت سید احمد صاحب اور دوسری رابعہ اور کوئی نہ تہا
سید احمد صاحب کے چچیرے بہائیوں نے آپ سے آکر کہا کہ اب نانا مرگیا ہے اوسکی زمین ہم تم آپس میں
تقسیم کرلیں آپ نے فرمایا کہ نانا ہم فقیر ہیں اور بلا غریب طالب العلم ہمکو زمین اور زراعت
کا کام تم جا تو جاؤ کہاؤ پیو مگر اونہوں نے باری نعمت کے قبول نکیا کہ اکی ممنون ہوں اور بہ
حمد مبرت حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ کچھہ مضایقہ نہیں تمہارا حق ہے لیلو اسپر آپ نے
قبول فرمایا جب زمین تقسیم ہوئی تو اونہوں نے خراب بنجر زمین اونکو دی اور اچہی خود لی آپ نے
وہی قبول کرلی بعد اوسکے آپ نے گندم اوس میں بوئی اور فرمایا کہ امانت بغیر
حوالہ خدا جب بارش ہوئی اور فصل تیار ہوا تو قدرت الہی سے حضرت کی زمین میں فصل بکثرت
ہوا اور اونکی چچیرے بھائیوں کا نہایت نقص تب اونہوں نے از راہ فریب آپ سے کہا کہ تقسیم
زمین درست نہیں ہوئی لازم ہے کہ زراعت ہماری اور تمہاری ایک سال شریک رہے بعد اسکے

شبہہ نکال لینگے آپ نے یہہ بہی قبول فرمایا جب فصل کاٹا اور خرمن لگایا گیا تو آپ کے ہمسایون
نے آپسے کہا کہ آج رات تم رات کو محافظت کے واسطے خرمن پر جاؤ آپ نے قبول کیا اور وہان
معمول تہا کہ ہر روز اول خرمن پر ضرور شیر آتا تہا اور نقصان محافظ کرتا تہا ہمسایہ یہ
نے سوچا کہ شیر آویگا اور اسی کہا جاویگا غرض حضرت سید احمد صاحب رات کو خرمن پر گئے
اور رات بہر بعبادت حق مشغول رہے جب صبح قریب ہوئی تو آپنے اذان کہی اور نماز صبح پڑہنے
لگے اس اثنا مین شیر غران آیا اور نعرے مارنے لگا آپ نے بعد ادائے نماز آپنے کہڑانو یعنی کفش
چوبی شیر کی طرف پہینکی کہڑانو شیر کی سر پر ایسی لگی کہ وہ مر گیا آپ نے ہر دو گوش اوسکے
کاٹ کر زیر مصلا رکہہ لئے جب صبح ہوئی اور آپ مصلا پر سوگئے تو گاؤن کے لاگی لوگ
حسب الرسم خرمن پر آکر بامید حصول بہری حصہ اپنے کے حاضر ہوئے آپنے اونسے پوچہا کہ
تم لوگ کیون آئے ہو اونہون نے عرض کی کہ یا حضرت ہم خدمتگار گاؤن کی لاگی لوگ
ہین اور رسم ہے کہ جب فصل تیار ہوتا ہے تو ہم کو ایک ایک بہری بطور انعام ملتی ہے
للہ ہمکو کچہہ دو آپ نے فرمایا کہ للہ دینے سے اور کیا اچہا ہے سبکا سب خرمن اوٹہالیجاؤ چنانچہ
اونہون نے دست بدست تمام خرمن اوٹہا لیا اور گہر ونکو چلے گئے بعد اوسکے اونکے ہمسایہ بہائی
آئے اور وہ جانتے تہے کہ رات کو شیر آیا ہوگا اور اوسکو مارگیا ہوگا چلو اوسکو دفن کرین اور
خرمن اپنا اوٹہا لاوین جب وہان پہونچے تو دیکہا کہ شیر مرا پڑا ہے اور خرمن نابود ہے انسے
پوچہا کہ خرمن کہان ہے آپ نے فرمایا کہ تمہاری لاگی لوگ آئے تہے اونہون نے فی سبیل اللہ
مانگا مین نے سب دیدیا وہ حیران ہوکر دل مین سوچے کہ یہہ شیر سے تو بچا مگر اب حاکم سے نہ بچیگا
اونکو کہنے لگے کہ خرمن تو آپ نے لٹوادیا اب چلو محاصل سرکار ادا کرو آپ حیران ہوئے کہ اب
حاکم کو کیا جواب دینگے ناچار باپ کے پاس آئے اور تمام حال کہہ سنایا آپنے فرمایا کچہہ مضائقہ
نہین بادشاہ کے پاس جاؤ اللہ اچہی کریگا آپ ہمراہ بہائیون کے ملتان کی طرف روانہ ہوئے
القصہ ملتان کے متصل جا پہونچے تو ہمراہی مالگذار لوگ آپکو زر نقد دکہانے لگے کہ ہم تو بادشاہ

کو معاملہ رمل کی بابت یہہ رو مدد دین کے تم کیا دو گے آپ یہہ سنکر حیران ہوئے اور کہا
کہ بار خدایا اب کیا کریں اپنی بابت جناب الہی سے پاس حضرت اپنے دوست کو یہہ قدرت
دکھلائی کہ حاکم ملتان مسمی گھوسہاں کو یکایک نظر آیا کہ گرد نواح قلعہ ملتان کے فوج در فوج ہزارہا
سوار و پیادہ کھڑے ہیں دیکھتے ہی وہ ڈرا کہ یا الہی یہہ کیسی فوج ہے اور یہہ کون غنیم ہے
کہ جسنے سارا قلعہ محصور کر لیا مارے خوف کے وزیر کو بلا کر کہا کہ دیکھو یہہ کیا معاملہ ہے وہ دوڑا
گیا ہر چند جا کر تلاش کی کوئی پانچ رسیدار اور ایک پیرزادہ آیا ہے اور پیرزادے کے سر پر
بدلی کا سایہ ہے وہ دیکھکر خائف ہوا کہ وہ فوج جو بادشاہ کی نظر میں آئی تھی وہ پیرزادے نے
اپنا جلال دکھایا ہے اوسی یہہ حال مفصل بادشاہ کے پاس عرض کیا اور کہا کہ فوج تو کوئی نہیں
مگر ایک پیرزادہ ہمراہ رسیداران گھرسی کوٹ سے آیا ہے اور سب انکو یہہ کرامت دکھائی ہے سنا ہے
داخل ملتان ہونے کو میری بھائی تحصیل میں گئے اور سید احمد صاحب اپنی بھائی کے پاس جو ولی
کامل ملتان میں رہتے تھے اور گھاس کاٹا کرتے تھے گئے اور جھککر بیٹھکے تم کہانے لگے اور جسنی کہائی
کی قبر ملتان کے اندر زیارتگاہ متصل قلعہ ہے اسنے اونکی کشف دریافت کیا کہ یہہ ولی
کامل اسوقت لاچار ہوکر میرے پاس آیا ہے اسنے انہوں سے پوچھا کہ باعث غم کیا ہے حضرت
انکی خدمت میں بیان کرنے لگے کہ دیکھو ہمکو سبب ہمارے بھائیوں کے خدا دیتا یہاں لاکر خراب کیا ہے
اب وہ معاملہ رمل کا دیتے گئی ہیں اور ہمارے پاس سوائے نام اللہ کے کچھ نہیں ہم کیا کریں
اس اثنا میں حاکم نے وزیر سے کہا کہ اگر وہ پیرزادہ ایسا کامل ہے تو اوسکا امتحان کریں اور
ملازموں کو حکم دیا کہ خوان خالی اور لوٹہ خالی معہ سرپوش اوسکے پاس لیجاؤ اگر وہ کامل
ہوگا تو اسکے واسطے نعمت سے آب و طعام آویگا ملازم خوان خالی لیکے چلے اور راہ میں فکر کرنے لگے
کہ یہہ کیا معاملہ ہے کہ بادشاہ نے خالی خوان بھیجے ہیں غرض وہ ملازم خوان لیگئے اور حضرت کے
آگے رکھ دئے اللہ کی قدرت سے خوان میں کئی طرح کا کھانا اور لوٹہ میں پانی پیدا ہو گیا پس
کھانے کو حضرت نے فرمایا کہ تو برادر رفیق ہے آؤ ملکر کھانا کھاویں اونہوں نے بسم اللہ

کہ طعام بہشتی ہے ضرور کہانا چاہیے آپنے کہانا کہاکر وہ لقمہ طعام سے باقی چہوڑ دئے اور خدام کو
فرمایا کہ لیجاؤ وہ لیکر شاہ کی پاس حاضر ہوئے اور تمام حال کہہ سنایا بادشاہ حیران ہوا
اور کہا کہ یہہ کیا معاملہ ہے اسی اثنا میں سہروردی بہائی حضرت کے بہی بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے
اور حضرت کی نسبت عرض کی کہ وہ جادوگر ہے اور غلہ ہمارا تمام لٹوادیا ہم خوف کی مارے
روپیہ لیکر آئے اور خزانہ سرکار میں داخل کیا اور وہ کچہہ بہی نہیں لایا بلکہ آپکو خاطر میں بہی نہیں
لاتا یہہ بات اونکی زبانی سنکر بادشاہ نہایت ناراض ہوا اور کہا کہ یہہ احمق گنوار ایسے
ولی اللہ کی شکایت کرتے ہیں یہہ بیشک لایق سزا ہیں اونکو جیل میں بہیجدیا اور آپکو کثیر
سے خلعت فاخرہ دیکر رخصت کیا جب آپ ملتان سے باہر آئے تو آپکو اپنے سہروردی بہائیوں کا
خیال آیا کہ ہائے افسوس بڑے غضب کی بات ہے کہ وہ مقید رہیں اور ہم وطن کو جاویں
لاچار حضرت محبس میں جاکر اونکی پاس ہو بیٹھے داروغہ نے یہہ حال بادشاہ کو جا سنایا
بادشاہ خود وہاں دوڑا آیا اور عرض کی کہ یا مولی آپ یہاں کیون آئے ہیں فرمانے لگے
کہ جہاں ہمارے بہائی ہیں وہاں ہم بہی خوش ہیں بادشاہ نے کہا کہ یا مولی اگر آپکی مرضی
مبارک ہو تو تمہارے بہائیونکو رہا کرکر تمہارے ساتھہ کردیں آپ نے فرمایا کہ یہہ سب قیدی
جیل کے ہمارے بہائی ہیں بادشاہ نے بپاس خاطر آپکے سب قیدیوں کو چہوڑ دیا جب وہ خلاص
ہوئے تو آپ نے وہ روپیہ جو بادشاہ نے نذر دیا تہا قیدیان رہا شدہ کو تقسیم کردیا اور کہا
کہ بہائی جاؤ حجامت غسل کراؤ اور لباس بنا اپنے گہر کا راستہ لو اور خود بہی حضرت اپنے بہائیونکو
لیکر روانہ ہوئے جب دو کوس شہر سے باہر گئے تو وہی سابقہ چالیس فقیر سامنے آگئے اور عرض کی
کہ یا مولی آج ہمارا افطار بہر تمہارے ذمہ ہے ہمارا روزہ کہلاؤ آپنے فرمایا کہ اگر ایک ساعت
آگے آتے تو بہت دولت دینا تہی مگر اب تقسیم ہوگئی اب یہہ جو رہ گیا ہے گہوڑا حاضر ہے لیجاؤ اور ذبح کر
کار روائی اپنی کہانے کی کرو اونہوں نے لیا اور لیکر فروخت کرنے کے واسطے شہر ملتان کو
لگئے جسکے پاس لیجاتے تہے وہ بادشاہی اسباب سمجہکر نہیں لیتا تہا ناچار تمام شہر میں پہرکر

وہ گدا سرآیت اور کہا کہ یا حضرت یہہ مال آپ دیا ہے کہ کوئی دو کوڑی بھی نہیں لیتا آپ نے فرمایا
نہ خیر الموجود ہے اس بچھڑے کو ذبح کرو اور کہا تو اور جماعت کو آپس میں بانٹ لو اور وہ دیگر
فی الفور جماعت کو لٹا لٹا آپس میں تقسیم کر لیا اور گھوڑے کو ذبح کر کے کباب کئے اور روٹیاں
نان دیا ہی اور رات بار رہے لگے آپکے دشمن سپہری بھائی ایک سالہ جوں اسپ کا بادشاہ
شاہ کے پاس لگئے اور عرض کی کہ ای خداوند آپ ایسی جادوگر کے بیچ میں آیا ہے کہ وہ
سیکے آدمی کو بایع دار سالما ہے و آپکا کیا سمجھتا ہے آپکا گھوڑا حلال کر کے فقیروں کو
کھلا دیا ہے چنانچہ یہہ خون اسکا ہم آپ کے دکھانے کو لائے ہیں اگر آپ کسی سردار کو گھوڑا
جوڑا عنایت کر لے تو بایع لگ جاتا اور ہمیشہ اسکو ڈالی آتی اور ہر جگہ بدنام ہوتا بادشاہ نے
اس حرکت سے بدحواس ہو کر اونکے تعاقب میں سوار روانہ کئے اور حکم دیا کہ اوس پاجی سپاہی
کو پکڑ کر اوسکو ہماری خلعت پہنا دو آئی جب سوار آنکے پاس گئے اور حکم بادشاہ کا کہہ
سنایا کہ بادشاہ گھوڑا اور جوڑا طلب کرتا ہے لاؤ کہاں ہے آپ حیران ہوئے اور بہت
غمناک ہو کر حضرت زین العابدین کے پاس گئے اور عرض حال کی آپ نے فرمایا کہ اندیشہ
نکرو خدا آسان کریگا بعد ازاں وہ حضرت معہ دونو برادران برادر حقیقی سید احمد صاحب
کی اور تینوں بھائی سید داود و سید محمود و سید سہراب جو کہ سید زین العابدین کے پہلے قبیلہ
میں سے تھے جہاں خون گھوڑے کا تھا آئے اور تمام استخوان و چرم اسکے جمع کر کر کہا
اسی اثنا میں نماز صبح کا وقت ہو گیا بعد نماز جناب الہی میں عرض کی کہ یا الہی تیری لطف
وکرم سے امید ہے کہ یہہ گھوڑا زندہ ہو جاوے قدرت الہی سے وہ گھوڑا صحیح وسالم زندہ
ہو کر اوٹھہ کھڑا ہوا بعد اوسکے سید احمد صاحب تو معہ اوس گھوڑے کے بادشاہ کیطرف
آئی اور زین العابدین نے فرمایا کہ ہم ایسی بادشاہ کے پاس نہیں جاتے جو بخشش دیکر
پھیرتا ہے تم جاؤ حضرت شاہ کے پاس آئی اور گھوڑا و جوڑا دیدیا تمام شہر میں شور ہو گیا
کہ سید گھوڑا زندہ کر کر لایا ہے بادشاہ دیکھکر حیران ہوا اور خوف کہایا اور در پیش

کہنے لگا کہ ایسا بندوبست کرو کہ یہہ فقیر خوش ہوکر جاوے اگر ناراض جائیگا تو نہین معلوم کہ
ہماری سلطنت مین آویگا وزیر نے ہاتہہ باندہکر عرض کی کہ اگر جان بخشی ہو تو بندہ عرض کرے
بادشاہ نے جان بخشی کی اوسنے عرض کی کہ آپ ناطہ دختر اپنی کا اوسکو دین اور عذر چاہین بادشاہ
نے ایسا ہی کیا انکو داماد بنایا اور قدمون پر گرا سید احمد صاحب نے فرمایا کہ ای بادشاہ ہم غریب
ہین اور تم بادشاہ ہو ہمارا تمہارا پیوند کیونکر ہوگا مگر اچہا اسباب کی قبول کرنے مین ہمارے
باپ کا اختیار ہی غرض حضرت اپنی باپ کی پاس گئے اور حال کہہ سنایا آپنی قبول فرمایا اور روز
برات مقرر ہوا جب روز عروسی آیا تو تمام اولیا اللہ کو نشان باتوزک وشان حاضر آئے
چنانچہ دو ہزار نشان باعزت وشان اکر جمع ہوا آپ کی باپ اور بہائی نے بہی تبدیل پوشاک
کی اودہر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ ای وزیر براتی لوگ فقیر ٹوپی پوش آوینگے لازم ہی کہ تو
سعہ فوج اودہر جا اور نوشہ کو ہمراہ لاکہ تو اور ہم ملنی شاہانہ کرینگے تا خلقت مین عقارت نہو
وزیر سوار ہوا جب شہر سے باہر نکلا تو کیا دیکہتا ہے کہ عجب آراستگی سے برات کہڑی ہی اور وہ
جس صاحب نشان کو دیکہتا ہے تو یہہ ہی سمجہتا ہی کہ یہہ ہی نوشہ ہی جب پاس جاکے دیکہتا ہی تو
معلوم کرتا ہے کہ براتی ہین غرض اسی طرح تا بموضع کہرسی کوٹ جا پہونچا ہی آپ انہی کہر سے
دروازے کی آگے کہڑی تہی اور تمام برات تا دروازہ ملتان تہی الغرض جب یہہ خبر دہوم دہام
برات کی بادشاہ کی پاس لایا اور سب حال کہہ سنایا تو بادشاہ نے فرودگاہ برات کا مقام بڑے
کہ میدان وسیع تہا مقرر کیا وہان سب براتی خیمہ زن ہوئے اور کہانا تقسیم ہوا بعدہ بادشاہ
نے ایک بڑی کبسی ملبند سات بانسون پر باندہی اور کہا کہ ہماری رسم ہی کہ اسپر نوشہ تیر چلاوے
نشانہ اوسی پر ڈہونڈا خال آپ کی بہائی نے فرمایا کہ ای شاہ ہم غریب فقیر ہین ہم تیر اندازی
کیا جانین تو اول کسی امیر کو کہہ کہ تیر چلا کر دکہا دے پہر ہم بہی نشانہ ماریںگے بادشاہ نے
ایک امیرزادہ خان نام منصب دار کو حکم دیا کہ تو تیر مار اوسنے تیر مارا لیکن خلاف ہوا پہر حضرت دولہ
صاحب نے تیر مارا تو نشانہ پر لگا بعد اوسکی ملنی ہوئی اور حضرت سسرال مین گئی اور شب تعبہ بیابی کے

نا نکل ہوا اور سوہی جست باروجہ یا وساوسے پوشاک بی بی مائی دولہن کو پہنائی اور حضرت کی
بدولت کیا تمام اسیروں کو مدرین دس جب حضرت گہر میں ڈولی لیکر آئی تو مائی عایشہ کو بہت
خوشی کی جلسا دیکھ لاگی لوگ ڈوم بائی پہرتی آئی اور جب دستور لاگ طلب کیا اور یہہ لاگی آپکی مانگ
لاگی ہے اوس وقت آپکی سیری ہماشوں کی اپکی لاگیو مکوا عوا کیا کہ مکو لازم ہی کہ اونکو بدنام
کرکے آیا اونہوں نے کہا کہ کسطرح اونہوں نے کہا کہ اسطرح کہ اگر وہ سیر تمکو دیویں تو تم میں پہر نکما
وہ بدبوچی گے تو تم بدنام کریا اونہوں نے کہا اچھا جب حضرت زین العابدین کے پاس لاگی لوگ اونکو
تو آپنے دولت بیشمار جوڑے گہوڑے اونکو دئی وہ نہال ہوکر چلی گئی جب سیری ہمائیوں نے دیکھا تو
شرمندہ ہوئی اور کہا کہ ای لاگیو تمنے اونکو بدنام نکیا اب ہم ناپاس ہیں اگر تمکو ہمارا سلوک
گہر رکہنا منظور ہی تو ہمارا کہا مانو نہیں تو خیر چلی جاؤ وہ حیران ہوئی اور کہا کہ جو کہو ہم کرینگے
اونہوں نے کہا کہ اب موسم پہلو نہیں تم جاکر اونسے پہلو مانگو وہ نہ دی سکیگا اسیلئے اونکو
بدنام کریا اونہوں نے پہر اگر پہلوں کا سوال کیا آپ حیران ہوئی مائی عایشہ صاحبہ نے گہر اوم
جہاڑو دلوا دیالا اور پہر صاف کرکے اوسپر کپڑا اوڑالا اور دعا مانگی کہ یا الہی یہہ پہلوں ہوجاویں
چنانچہ وہ ہوا اور چار پہلو ہوگئی آپ وہ لاگیوں کو بانٹ دئیے وہ خوش ہوکر چلی گئی اور
چند سال بعد ازاں حضرت خوش وخورم وہاں آباد رہی بعد ازاں حضرت زین العابدین اور
مائی عایشہ اور سید محمود اور سید سہر جو فوت ہوگئی اور وہیں کرسی کوٹ میں دفن ہوئے
چنانچہ وہ قبر اب تک زیارتگاہ خلق اللہ ہیں جب عداوت برادران حالہ زاد ار حد بڑہ گئی تو
سید احمد حسن صاحب اور سید ڈہوڈا صاحب اور بی بی مائی مکوجہ حضرت کی موضع کرسی کوٹ سے نکل
پڑے کہ کہیں چلے جاویں غرض مقام نگاہی میں جو ساٹھ کوس ملتان سے پری واقع ہے گئی وہاں
آگی جنگل تہا اب شہر بسا ہے جب یہہ وہاں گئی تو تمام کہو کہر سوالا کہہ جمع ہوکر ان پر چڑہ آئی
تاکہ اونکو شہید کریں اوس وقت سید ڈہوڈا صاحب و دور جو نگاہی سے بارہ کوس اسطرف
ہی جہمرجس ڈالکر بیٹہی تہی اور وہاں جنات الہی سے ایک نکاٹی سر جوں نام اونکی واسطے آئی ہوتی تہے

اوسکا دودہ حضرت ڈھوڈا پیا کر اور عبادت الہی کیا کرتے تہی ایک شخص کمبن نام خادم اونکا
گائی چرانے والا تہا جب حضرت سید ڈھوڈا نماز مین تہے تو خادم نے اطلاع دی کہ یا مولے آپکی سر پر غنیم
آیا ہے آپ اوسیوقت گائی گہوڑی پر سوار ہوکر جنگ مین مشغول ہوئے اور بہتر آدمی آپنے مارے
بہر آپ شہید ہوئے اور دشمن وہ گائی لیگئے اور کمبن سے پوچہا کہ سید احمد کہان ہین بتلا کہ
ہم اونکو بہی شہید کرین کمبن نے کہا کہ وہ ایسا ولی ہے کہ اگر تمکو ایک تلوار ماریگا تو تم سبکا
ناس کر دیویگا آخرکار وہ سب انکی تلاش مین نکلے جب وہان جا پہونچے تو دیکہا کہ حضرت نماز مین ہین
اور اوس وقت شیخ گاڑہا وضو ساز حضرت کا گہوڑی کی تیار کرکے مستعد کہڑا تہا جب آپ نماز
سے فارغ ہوے تو گہوڑی پر سوار ہوکر لڑنے لگے القصہ آپنے سب لشکر دشمن کو قتل کیا جب ایک
بوڈا کہوکہر باقی رہ گیا اور بہاگا تو آپنے اوسکو کہا کہ تو کہان جاتا ہے تو ہمارا قاتل ہے آ اور ہمکو
شہید کر چنانچہ وہ آیا اور حضرت کو اوسنے شہید کیا جب آپ شہید ہوئے تو جان دیتے وقت فرمایا کہ اے
شیخ گاڑہا اور کمبن تم دونو ملکر ہمکو دفن کرنا جب دفن ہوگئے تو بقیہ دشمن کی فوج بامداد اپنے
بہائیون کی وہان آپہونچے کیا دیکہتے ہین کہ سب شریک مارے گئے اور حضرت بہی شہید ہو چکے ہین
تب وہ لوگ بی بی بائی صاحبہ کی پاس آئے اور کہا کہ تم ہماری رشتہ دار ہو کچہ غم نکرو ہم مین سے
کوئی عزت دار تمسے شادی کریگا وہ اس بات سے خفہ ہوئین اور حضرت کی قبر پر جاکر رونے لگین
فی الفور قبر شگافتہ ہوئی اور بی بی بائی اوسمین سما گئی اور شاہ فرزند سید راج نام بی بی
بائی صاحبہ کی گود مین تہا اوسکی واسطے بی بی صاحبہ نے عرض کی کہ یا حضرت حکم ہو تو یہہ فرزند
دنیا مین آپکا یادگار رہے قبر سے ارشاد ہوا کہ کچہ ضرورت نہین فاتحہ ہمارا گہر گہر ہوگا چنانچہ
وہ صاحبزادہ بہی زمین مین سما گیا غرض حضرت کی دو شخص مریدان حضرت سے ایک شیخ گاڑہا اور دوسرا
کمبن وہ اگلی باقی رہے پس شیخ گاڑہا کو قبر سے ارشاد ہوا کہ اے شیخ گاڑہا یہان سے ایک کوس
موضع کوٹلی ہے اوسکے دروازہ پر ایک آندہا دوسرا کوڑہا تیسرا اعصرہ تین آدمی بیٹہی ہوسے
ہین اونکو یہان لے آؤ جب وہ آئے تو وہ جاروب کش خانقاہ مقرر ہوئے اور بفضل الہی سے

صحیح و سالم ہو گئی اور شیخ گاڑہا کو حکم ہوا کہ تمام ملکوں میں پہرو اور یہہ ہمارا مصلا اور بچہا او
آفتابہ اور نشان جہاں چاہو لیجاؤ ہم سے زیادہ لوگ تمکو مانیں گے اور جو کوئی ہمارا مرید ہوگا
تمکو مانیگا اب یہہ ڈہولی کہتے ہیں کہ ہم اوسکی اولاد میں اور اب تک سخی سرور صاحب کا
سخی کا مصلا مکان اور بچہا آفتابہ بہرائی بانی چشمہ حضرت سے لاتے ہیں اور حال چشمہ کا یہہ ہے
کہ بوقت ہجرت شہادت بہائی سیدان ڈہونڈا کی آپ اوٹہی اور حد سے بیرہ میں پہونچا
وہاں سے چشمہ آب نکلا آپ وضو کرکے نماز پڑہی چنانچہ وہ چشمہ آب ایک جاری ہے وہاں سے
بہرائی لوگ جو شیخ کہلاتی ہیں اور تمام احوال مفصل اسکا کتاب یادگار چشتی مصر دستور اہل اسلام
ملک پنجاب عسعہ کمتریں میں درج ہے مالی لاتے ہیں بیار کی مالک ہیں کوہڑا کی اولاد اور بہت
ہیں اور فقر کا چڑہاوہ اولاد اوسکی جو کوہڑے اور حسرا اور اندہا بہا حضرت کی مزار پر آکر آتی
ہوتی تہے لیتے ہیں اب اوسکی اولاد اعیان کہلاتے ہیں اور مجاور تا حال وہی ہیں اور شیخ
گاڑہا کی اولاد بہہ دہہ شہر شہر کی نیاز لیتے ہیں اور بہرائی لوگوں کو شیخ گاڑہا کی نصیحت ہے
کہ حضرت کی مدح پڑہیں اور سخی کا مصلا مکان پاک چراغ جلاوین اور دروانہ کی تاکید ہے
اور ڈہول بجانے کے واسطے کسیکا حکم نہیں اب واسطے روٹی کمانے کے گویا یہہ ساز بہرائیوں کا
ہی بجانا پہرنے میں آگیا لوگ انکا بڑا ادب کرتے تہے اور گہر بلا کر دیتے تہے اب انہوں نے اسی غرض
خود برباد کردی ہے گہر گہر مانگتے پہرتے ہیں ہر ملک میں مکان حضرت کا بنا ہوا ہے ہندو مسلمان
سب حضرت کو مانتے ہیں دیہہ مکان بہی جسکا ذکر ہوا ہے نام سالیا ہے پراؤ لوگ کہتے ہیں کہ سابق یہاں
محلہ جواہریاں تہا بوقت آبادی شہر کے یہاں کسی جواہری کے گہر میں برای اوسیہ مکان
بنا ہوا تہا پہر بوقت ویرانی یہاں ہو ترہ تہا اب مکان پختہ موجود ہے یہہ تمام حال جو اوپر
تحریر ہوا ہے یہہ بہرائی لوگوں میں بیان مشہور ہے اور کتاب معراج الولایت میں حضرت سید احمد
سخی سرور کا یوں تحریر ہے کہ یہہ حضرت مرید حضرت خواجہ مودود چشتی صاحب کے تہے ان کا سال
وفات سنہ ۵۷۷ ہجری اور حضرت عمر خود بیرون سالی اور اون حضرت کی نماد میت سے بہرہ یاب ہوئی اور پہر

آنے حضرت خواجہ بہاء الدین ذکریا ملتانی سے بہی نعمت ولایت حاصل کی اور خاندان آپ کا
چشتیہ و سہروردیہ تہا وفات آپکی ۶۱۶ ہجری میں واقع ہوئی یعنی بعد وفات ختم الملوک سلطنت
اک بادشاہ غزنویہ کے تین سال ورابتدائے سال عملداری شاہان غوریہ کی اوس وقت
تک ہندوستان محض بے چراغ تہا اور کوئی حاکم بادشاہ مستقل الحکومت نہ تہا اور یہہ سال
چہہ سو دو ۶۰۲ میں سلطان قطب الدین ایبک نے تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور ملک میں امن امان ہوا

قطعہ **تاریخ وفات سخی سرور صاحب** سید وہ سرور سخی احمد نبی بود
سلطان عالم و والی * چوں سال ترحیلش * ہاتف گفت سرور عالی * الحوا
خانقاہ حضرت سید یعقوب زنجانی المشہور صدر دیوان صاحب رحمۃ اللہ مزار پرانوار حضرت کی دروازہ شاہ عالمی کے باہر غرب رویہ سرائے
و تالاب لالہ رتن چند و ناڑہی والہ موجود ہے اور صورت مقبرہ یہہ ہے کہ غرب رویہ اسکے فضا بیچانہ
و شرق رویہ تالاب لالہ رتن چند گرد نواح تمام قبرستان مگر اب قبور جدید ہوتی بند ہیں پہلے
عملداری سکہاں بہت دور تک حد اس مزار کی قبرستان کی تہی اب ایک چار دیواری
مربع جسکی دیوارین دو قد آدم خشتی بنی ہوئی ہیں موجود ہے اور دروازہ آمد و رفت شرق رویہ
اول لبے ایک چبوترہ جسکے شمال رویہ چاہ پرچی دار چار لٹی اسکے غرب رویہ کوٹہری ہے
بطور کبوتر خانہ اور جنوب رویہ دالان در دالان خشتی تین ستون والہ شمال رویہ باہر
اور ایک در محرابی شرق رویہ اوسکے ایک اور سہ درہ چوبی اور دالان غرب رویہ میں
کوٹہریان بمعہ طاق تختہ چوبی اور چاہ کے جنوب رویہ سبیل پختہ معہ چہچہ یعنی ٹوٹی موجود
ہے اس چبوترہ کی ساتہہ ایک دروازہ محرابی واسطے آمد و رفت خانقاہ کے جسکی چوکہٹ
سنگ سیاہ کی اور طاق تختہ چوبی سبز رنگ عمارت دروازہ کانسی کا رحیمی والی دروازہ
برنگ کانسی طاق سعید میں اللہ محمد ابوبکر عمر عثمان علی حسن حسین بخط ثلث
تحریر ہے اور دونو طرف بخط ثلث یا فتاح سبز رنگ کانسی کا لکہا ہوا اور شمال

وجنوب رویہ دو طاق کاشی میں بادشاہ کا لکھا ہوا تھا مگر اب کچھ پڑھا نہیں جاتا چوکھٹ سنگین
کی اگی با اندار ایک سنگ سرخ لگا ہوا ہے اور دروازہ پر دو سیڑھیاں خشتی پختہ رنگین اسکے
اندر جاتی ہیں جنوب رویہ ایک چوبارہ جسکی آمد ورفت کا دروازہ شمال رویہ معہ کٹہرہ اس
چوبارہ کی غرب رویہ جاگاہ کی طرف ایک چبوترہ دو فٹ اونچا پختہ کا استرکار
اسپر دو قبریں پختہ اور ایک درخت کیکر اور ایک گوندی موجود ہے اور قدری کو ارگرد اوس
چاردیواری کی سیاہی میں ایک چبوترہ تا کمر بلند جسکا ایک زینہ سنگیں چاروں طرف زمین سے
دو دو فٹ اونچا پختہ جسپر سنگ سیاہ لگا ہوا ہے اور اوسپر فرش خشتی اور گرداگرد کٹہرہ چوبی
برنگ سیاہ چاروں طرف کٹہرہ کے نصب ہے اور اوسمیں جنوب رویہ راہ واسطے زیارات وآمد ورفت
کی ارتفاع اس کٹہرہ کا دو فٹ اور باہر حجرہ چوبی کی میر فرش سنگیں متعدد رکھی ہوئی ہیں
اور اس چبوترہ پر پانچ قبریں پختہ جو سرخ ہیں تو قبر کہ غرب رویہ چبوترہ ہے اوسکا تعویذ سنگین
سنگ سرخ کا ہے قبر حضرت صدر دیواں کی ہے غرب رویہ اس چبوترہ کی ایک مسجد پختہ عالیشان
جسکے تین در محرابی خورد وکلاں ہیں پائنتی والی چبوترہ سے زینہ واسطے اوپر جانے مسجد کے ہے
حضرت صدر دیوان صاحب اصل میں سید بخاری ہیں اور یہاں لاہور میں ۳۰ ھ بعہد سلطان
بہرام شاہ غزنوی آئے اس چبوترہ پر جو پانچ قبریں ہیں شرح اونکی یہ ہے سر قبر رویہ تین قبریں
ایک صاحبزادہ اور دوسری دو بھتیجوں کی اور چوتھی والدہ صاحبہ اونکی کی اور پانچویں
خود سید صدر دیوان صاحب کی اور پائنتی کی طرف ایک حوض پختہ جسمیں چھوہارہ وکوہ
گلی رکھا ہوا ہے مشہور ہے کہ جو کوئی بے اولاد عورت یہاں آتی ہے اور سر قبر حضرت یہاں سے لی
جتی ہے تو با اولاد ہو جاتی ہے اور یہ جو قبریں شمال رویہ چبوترہ پر اندر چاردیواری کے
ہیں نو قبور پختہ اور ایک خام سجادہ نشینوں کی ہیں بعض تاریخ صاحبوں کی نام دریافت ہوئے
سو درج ذیل کی جاتی ہیں ۔ میاں سی شاہ میاں امین شاہ شاہ متقی سید امیر شاہ میاں لطیف شاہ
اور بقیہ کا نام معلوم نہیں بعد ازاں میاں کرم شاہ مجاور سجادہ نشین ہے

سفیدی اسکی کرائی شرقرویہ خانقاہ ایک دالان خشتی موجود ہے اول نشان محرابی نشستگاہ
حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری کا تھا اب وہ محرابی طاق غرق زمین ہو گیا کہتے ہین
کہ یہان خواجہ صاحب نے چلہ اعتکاف کاٹا ہے شمال رویہ اس کوٹھہ کی ایک پرانا سا چبوترہ
خشتی ہے اوسپر تمام عامہ قبور ہین اوسمین ایک چبوترہ خشتی معہ تعویذ و چراغدان ہے وہ کسی
طوائف کی قبر ہے اور شمال رویہ چاردیواری خانقاہ کی قبرستان قاضیان معزولہ لاہور کا ہے
اس قبرستان کے شمال رویہ ایک اور چاردیواری خشتی پختہ اوسکے اندر تین قبرین ایک پختہ دو
خام دروازہ اسکا قالبوتی خام قبور طوائفان اور پختہ مسمی سماعیل خان کلال ہیجا اسرار پان کے اور اسی
یہہ قبور بنوادین تہین قبرستان قاضی خانہ پر بہت درخت ون و کیکر کہڑے ہین جنوب رویہ
چاردیواری خانقاہ کی بہت درخت کیکر اور قبرستان داروغگان مہاراج کا ہے کوئی قبر پختہ
کوئی خام اور ایک نشان یعنی دیوار دروازہ مسجد کہنہ شکستہ موجود ہے آگے یہان کئی مسجدین
تہین چنانچہ بعض بعض کی نشان موجود ہین اور چند درخت گوندی و بیر و کیکر اس احاطہ مین
ہین اور گوشہ شرقی وجنوبی مین ایک اکہاڑہ کشتی گیران کا بنا ہوا ہے اب اوسمین گامی قصاب
پہلوان اوستاد ہے اور جنوب رویہ ایک کوٹھہ پختہ مسکونہ فقیر جواب اوارہ پڑا ہے مسجد کے
جنوب رویہ چند مکان کوٹھہ و بالا خانہ قبضہ کرم علی شاہ مجاور مین ہین چنانچہ اب اسمین چار گہر
چنگڑ وغیرہ بستے ہین اور چند کوٹھہ مسمار ہو گئی ہین یہہ سب مکان پس پشت سرائے لالہ رتن چند کے
ہین مشرق و شمال رویہ ایک چاہ کلان آوارہ پڑا ہے حال انکا کتاب سفینۃ الاولیا مین
جناب داراشکوہ یون تحریر کرتے ہین کہ یہہ حضرت معہ تین شخص باہم دیگر ملک ولایت سے
ملک ہند مین تشریف لائے ایک شیخ المشایخ سید حسین زنجانی جنکی مزار کہوہی میران نواح
لاہور مین موجود ہے اور حال انکا علاحدہ تحریر ہوگا اور دوسرے یہہ حضرت سید یعقوب زنجانی
المشہور شاہ صدر دیوان زنجانی اور تیسری شیخ المشایخ سید اسحاق زنجانی اور چوتہی حضرت
شیخ علی لاحق جنکا مزار پرانوار سیالکوٹ مین زیارتگاہ خلق اللہ ہے اور یہہ قریبی رشتہ دار

حضرت کی میں اور روضہ شمیلہ ونکا ماسم لاحق اس واسطے ہوا ہے کہ یہہ میں صاحب ال لا یشی الد
موی بعد ازاں یہہ حضرت اومیں آکر ا کو لاحق ہوئی اس سبب سے نام نامی انکا امام علی لاحق مشہور
ہوگیا اور یہہ خاندان حضرات سنّی پاچھو ستاون ہجری میں وارد لاہو ہوی بعد ازاں جناب
حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی لاہور میں تشریف لائے او جناب سید علی گنج بخش ہجویری
رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر چلہ کاٹا اور ان حضرات سے ملاقات کیں اور باہم صحبتیں رہیں پھر وہاں سے
متوجہ دار الخیر اجمیر ہوئی اور وفات ان حضرت کی سال دو سو چار میں واقع ہوئی چنانچہ تاریخ
وفات یہہ ہی **قطعہ تاریخ** صدر دیوان سیّد یعقوب پیر سیّد اشرف زاولاد علی ہاتف
سر در سال وصالش خرد ۔ گفت ہاتف بو وحالت متقی ۔ ؁۲۰۴ عمارت خانقاہ و مسجد کی چار
ہی سوائے خانچہ اتنک او وفات مختلفہ مرمت اسکی ہوتی رہی ہے اب سیّد کرم علی شاہ سجادہ نشین
اولاد حضرت سی مالک و متصرف خانقاہ ہذا اور بکان حضرت حسین زنجانی کے جو موضع کھوئی میں
ہی ہیں اور شجرہ کرم علی شاہ صاحب کا شجرہ یہہ ہی کرم علی شاہ بن سیّد قطب شاہ بن سید نور علی
بن سیّد محمد حسن بن سیّد چھو شاہ بن سیّد خیر الدین بن سیّد داؤد شاہ بن سیّد محمد بن سیّد
سیّد رکن الدین بن سیّد عطاء اللہ بن سیّد شرف الدین بن سیّد جلال الدین بن شاہ
زید بن سیّد نصیر الدین بن سیّد بوگہ شاہ بن سیّد صلاح الدین بن سیّد عبد الواحد بن سیّد
کمال الدین بن سیّد محمد بن سیّد تاج الدین بن سیّد مسعود بن سیّد ابو بکر بن سیّد ابو عثمان
بن سیّد اسماعیل بن سیّد شاہ قاسم بن سیّد یعقوب المعروف سیّد صدر دیوان زنجانی صاحب
مزار ہذا بن سیّد علی بن سیّد ابو جعفر بن سیّد امیر علی بن سیّد ابو محمد بن سیّد جعفر بن سیّد علی
بن سیّد محمد بن سیّد ابو عبد اللہ بن سیّد ابو الحسن بن سیّد حسین بن سیّد احمد بن سیّد ابو احمد
برقعی بن سیّد ابراہیم عسکری بن سیّد موسیٰ ثانی بن سیّد ابراہیم اصغر بن حضرت امام موسیٰ کاظم
بن حضرت امام جعفر صادق بن سیّد امام محمد باقر بن حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ
بن حضرت امام الائمہ سید مظلوم امام حسین علیہ السلام بن اسد الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

اور عرس حضرت کا سولہوین رجب المرجب کو ہوتا ہے اور اوسدن ہنڈ ہارہ کل فقرا کا تقسیم ہوتا ہے
اور نان و گوشت پلاؤ و قلیہ تقسیم اور دوسری روز مجلس صوفیہ با قوالی ہوتی ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ
صاحب اپنی وقت مین اکثر خبرگیری اس مکان کی رکہتی تہے اور گاہ گاہ خود بہی حاضر ہوتے
تہی اب سجادہ نشین اس امر کا شاکی ہے کہ زمین متعلقہ اس خانقاہ کی لالہ رتن چند نے بسبب دور
داخل سرای تالاب کرلی ہی اور کچہہ تہیوں یعنی مزارعہ مین آگئی ہے اور بسبب کثرت عمارات جو
چاروںطرف اس خانقاہ کی بن گئی ہین خانقاہ بالکل نظر نہین آتی اور ہجوم زائرین بہی
اب چندان نہین ہوتا صرف جمعرات کی دن چند زن و مرد و قفین یہان سلام کی واسطی آتی ہین
علاوہ اسکی سابق یہان سبزی منڈی ہوتی تہی وہ بہی اب موقوف ہوگئی ہی اسواسطی آمدنی
اس خانقاہ کی اور بہی کم ہوگئی ہے

احوال مزار قطب الدین صاحب غوری

دروازہ لاہوری کی باہر بطرف شمال قصابخانہ و شرق
کدام شراب واقعہ صدر بازار انارکلی ایک مکان بنام قطب غوریہ مشہور ہی اگرچہ یہہ مکان بہت عالیشان
کشادہ تہا چنانچہ اسی کی زمین مین قصاب خانہ بن گیا ہے اس مکان پر قبضہ طوائف لوگون کا ہے
اور وہی لوگ یہان اکثر بیٹہتی ہین بوقت بابت عملداری سکہان یہان عمارات عالیشان سنگ مرمر
وغیرہ کی تہی مگر مہاراجہ نی سب مسمار کرکے روانہ امرتسر کر دین اب صرف ایک قبر خشتی بلند چبوترہ
پیہ موجود ہی معمر لوگ کہتی ہین کہ ہمنی اس قبر پر گنبد دو منزلہ سنگ مرمر کا دیکہا ہے وہ گنبد ایسا
خوشنما تہا کہ نواح لاہور مین ایسی عمارت اور دوسری نہ تہی واضح ہو کہ اس قبر سی زیادہ
پرانی کوئی اور عمارت نواح لاہور مین نہین کیونکہ یہہ قطب الدین غوری شاہان غوری مین
سی تہا اور سلطنت غوریہ شاہان چغتائی سی بہت مدت پہلے تہی جو کوئی حال اسکا دیکہنا چاہی
تواریخ ہند مین مفصل مندرج ہی اور بطور مختصر ہمنی بہی ذیل احوال محمود جی مین درج کیا ہی از انجا
کہ اس مکان پر مدت سی طوائف لوگ قابض ہین لہذا حسب ترتیب کتاب ہذا انکا حال
لکہنا بہی مناسب مقصود تہا لیکن محض اس خیال سی کچہہ حالات صوفیہ مین ایسی مشہور درج کیا جا

سے لکھا جاوے قلم انداز کیا گیا فقط **احوال مکان امام باڑہ** یہہ مکان جنوب رویہ دروازہ
حضرت پیر علی گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے آگے واقع ہے اس سے پہلے مکان امام باڑہ و جائے
داتا صاحب عہد سلاطین سلف سے بدستور آب زیر شہر لاہور کا جاری تھا چنانچہ عہد سکھی عملداری
سرکار انگریزی سے بھی جاری رہا اب تجویز صاحبان میونسپل کمیٹی یہہ بدرر و مسدود ہوا اور
اس مکان امام باڑہ کے چار دیواری پختہ جسکے کنگرے سفید چونہ گچ ہیں موجود ہے اس
چار دیواری میں دو دروازے آمد و رفت کے ہیں ایک شمال رویہ اور دوسرا شرق رویہ دم تحریر
ان دونوں دروں میں صرف چوکٹھیں لگی ہوئی ہیں اور طاق تختہ ندارد یہہ چار دیواری
طولانی ہے اور اسمیں بہت سے درخت کیکر دہرواں و دھریک و برنا و توت و بیر وغیرہ لگے ہوئے
موجود ہیں اول یہہ مکان میر بہادر خان کا مشہور تھا چنانچہ اسمیں اب بھی شمال رویہ گنبد
امام باڑہ قدیم انکی موجود ہے مشہور ہے کہ یہہ صاحب ہمراہ دارا صاحب کے تشریف لائے تھے اول
یہاں بڑا بھاری قبرستان تھا اس چار دیواری میں شرق رویہ گنبد امام باڑہ بنوایا ہوا
سید گامی شاہ کا عرصہ پچاس سال سے موجود ہے صورت اسکی یہہ ہے کہ نیچے تہ خانہ اور اوپر اسکے
بارہ دری بارہ درہ محرابی والی اور اوپر اسکے گنبد سفید جسکے چاروں طرف نیچے چھتی اور
بارہ دری کے دو درجہ ہیں باہر کے درجہ کے نو بارہ دروازے اور اندر کے درجہ کے چار در اور
چھت کی چاروں کونوں پر چار چھوٹی چھوٹی برجیاں اور جنوب رویہ ایک مکان مسقف جسکا
دروازہ غرب رویہ مع طاق تختہ چوبی یہہ دروازہ تہ خانہ کا ہے سات زینہ اترکے نیچے جاتے ہیں
اسمیں ایک تعزیہ ملبتہ زیارت کے واسطے رکھا رہتا ہے اور یہیں قبر سید گامی شاہ بانی کی اسے
عرصہ پانچ سال سے بنی ہے یہہ شخص مذہب شیعہ رکھتا تھا اور تمام عمر مجرد رہا اور شہر والے لوگ
جو اہل سنت و جماعت تھے سب اس سے عداوت رکھتے تھے چنانچہ بعہد سکھی جب تعزیہ داری کی اسنے
ایکدفعہ یہاں بروز عشرہ محرم بڑا دنگہ و فساد ہوا اور بہت اشخاص مجروح ہوئے اور اس گامی شاہ
کو بہت ضرب و شلاق ہوئی اور لوگوں نے کوٹھہ گامی شاہ کا گرا دیا اور چاہ واقعہ مکان ہذا

کو بہر دیا اور اس گنبذ کی بہی تمام کنگرے گرا دیے تہے اگر اسروز سرکار حفاظت ربا بامگرتی تو فتور
عظیم برپا ہو جاتا تماشے دیکہنے کی بات ہے کہ اسروز اچہے اچہے ذی عزت عہدہ دار لوگ جو نفاری کی
چوٹ شیعہ تہے چہپتے پہرتے تہے فقط اس تہ خانہ کی مشرق وجنوب کی طرف دو روشندان
ہین فرش اسکا پختہ اور سقف قالبوتی گلکار چونہ گچ زینہ اُترکے بائین طرف ایک در در
محرابی اور جنوبی وشمالی دیوار اندرونی مین تین تین محراب اور شرقی وغربی مین ایک ایک
اندر والی میانہ گنبذ کی نیچے جسکے گرد نواح مین یہہ آٹہہ در ہین ایک چبوترہ خشتی اوسپر تین قبرین
بیتر تعسریہ دار کہارہتا ہے شرقرویہ قبر گامی شاہ کی اور بقیہ قبرین وضعی یعنی اصل مین قبرین
نہین برای نام قبرین بنائی گئی ہین اور ہر چہار طرف گرد نواح تہ خانہ مین طاقچہ ہین مکان خورد
مگر نہایت مصفا وضع دار بالائی بارہ دری مین بہی سقف قالبوتی اور غرب رویہ بہر
بارہ دری کی ایک چہپرا اور اوسکے نیچے قبر زوجہ نواب علی رضا خان صاحب بہادر کی جسمین بطور
امانت لاش رکہی گئی ہے اور ماسوا اسکے چند قبور شمال رویہ اور حضرت بہادن بہشت کی بہی قبر
موجود ہی اوسکے غرب رویہ اور دیوار متصلہ بدر کے جنوب رویہ ایک چاہ پختہ چرخی دار ہے
اور روبروی اس گنبذ کے ایک کوٹہہ جسکے شرق وغرب رویہ دو در ہین معہ طاق تختہ چوبی
اور اوسکی میانہ دیوار ہین دو در اب یہہ مکان نواب علی رضا خانصاحب کی طفیل سے کہ وہ
بہی مذہب امامیہ رکہتی ہین رونق پر ہے اور انہون نے ہی چار دیواری اور کوٹہہ بنوا دیا ہے
اور بوقت بلوہ ڈپٹی کمشنر میگر یگر صاحب بہادر نے عمارت مسمار ہوئی تہی اب وہ سب عمارت نواب
علی رضا خانصاحب نے عرصہ چار سال سے بنوا دی ہے ہنوز جنوب وشرقرویہ دیوار کی بنیری سفید
نہین ہوئی مگر اب ارادہ اونکا ہے کہ بنوا دین اب یہان سید حاکم شاہ صاحب بہاکری شہر زوار
گامی شاہ کے سکونت پذیر ہین اور رات دن یہان ہی رہتی ہین اور نواب صاحب
... روپیہ ماہیانہ اونکو دیتی ہین محرم شریف مین اسپ ذوالجناح جو امامیہ لوگ نکالتی ہین
یہان آتا ہی مفصل حال اسکا کتاب یادگار حسینی مین مندرج ہے جو چاہے اسمین دیکہ لے انشاء اللہ

یہ مکان بدین سبب کہ سمت ۱۹۰۱ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ایک بار تعزیہ نکالنے شہر میں بعضا موقوف
کر کے منادی کرادی کہ جو کوئی تعزیہ نکالے گا سخت سزایاب ہوگا سید گامی تہا جس نے
یہاں تعزیہ بنوایا اور ماتم کرایا جب رنجیت سنگھ کو خبر پہنچی جو حد الٰہی شہر کا ہوگا تہا سُنا
تو اوستے اوسکو گرفتار کر منگوایا اور ضرب و شلاق کرائی کہتے ہیں کہ بوقت ضرب اوسکو
کچھ خوف نہ ہوا اور اسی ساعت میں اوس سید کو کچھ مدد دیکر رہا کر دیا سبب سے یہ مکان مشہور
ہوا ہے پہلے یہہ مکان بہادر بہت کا مکان معہ قبرستان مشہور و معروف تہا اور انکا حصہ
ایسا مدیہ تہا کہ اگر اوسمیں سے کسی ہند کا جنازہ جاتا تہا تو اوسکو آگ نہ لگتی تہی اور ایک طرف
قبر کی ایک چھوٹا سا حوض تہا اور دیوار قبر میں ایک سوراخ تہا وہانسے جیسے خود بخود شہد
چوتا تہا اور ہر مرض کا مریض اوس سے شفایاب ہوتا تہا جب لوگ اوس شہد کو جمع کرنے
لگے تو شہد موقوف ہوا اور دودہ نکلنے لگا پہر ابتدای عملداری سکہاں پانی نکلتا رہا پہر
وہ بھی موقوف ہوا اینٹ فروشاں نا خدا ترس نے وہ چبوترہ اور قبر گرادی اب دروازہ

موجود ہے احوال تکیہ جہلی شاہ

باہر بہاٹی دروازہ کی سر قریب اس سڑک کے
جو انارکلی سے شاہدرہ کو جاتی ہے اور بالمشافہ باغ نواب امام الدین خان کے ایک تکیہ
جسکے دیوار شمالی خراب ہو گئی ہے واقع ہے راہ آمد و رفت جنوب کی طرف سے یہہ مکان جہلی شاہ
فقیر مجذوب کا ہے اور یہہ فقیر اس فقیر راقم الحروف نے بھی دیکہا ہے ضعیف مرد سر برہنہ
رہا کرتے تہے اور شہر کے لوگ خاص کر کے مدان فقیر صاحبان انکا بڑا ادب کرتے تہے اور یہہ تکیہ
بھی حضور نور الدین صاحب نے بنوا دیا تہا سر قریب ایک کوٹہہ خشتی در اسکا غرب رویہ طاق کہنہ
جوبی استادہ ہے اس میں جہلی شاہ کی ایک قبر وصفی بنائی ہوئی تہی جدا ماندہ اس قبر کے بانی
پس اوسکا کیا منشا تہا اور غرب رویہ ایک دالان سالم اور اوسکے شمال رویہ ایک کوٹہری جسکی
چہت مسمار ہو گئی ہے اور خود جہلی شاہ موضع کوٹلی میں جو متصل سیالکوٹ اونکی جاگیر
ہی جاکر فوت ہوا اور وہیں اونکی قبر ہے گوشہ غربی و شمالی میں ایک جا دستخط حرجی دار اور

ایک مسجد چاردیواری والی سفید موجود ہی اور درمیان مین ایک چبوترہ پر زیر درخت گوندی
مین قبرین ایک پیرزمان شاہ کی نبیرہ کے اور دو نامعلوم الاسم اور چند درخت گوندی و بیر
و کیکر و بہ پیپل و شیشم موجود ہین یہان اب ایک فقیر قادر شاہ نامی لنگڑا رہتا ہے اور وہ
کہتا ہے کہ مین خادم فقیر ظہور الدین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر سیالکوٹ کا ہون اور جنوب بہ
اسکے دو کان ہیزم فروش ہے اور غرب رویہ اس چاردیواری کی مکان کوٹھہ والان فقیر فتح شاہ
کا اوسنی خود یہہ مکان بنوایا ہی مدت بہر یہان رہتا رہا اب عرصہ آٹھہ سال ہی مصر میگھراج
و میلارام نے یہہ کوٹھہ بنوایا اور غرب رویہ ایک قبر پختہ بی بی بکہان صاحبہ سیدزادی کے
عہد شاہجہان بادشاہ کی آور چاہ پختہ بہی قدیمی ہی چنانچہ ابتک جاری ہی مکان جہلے شاہ
کی دیوار بدیوار کوٹھہ فقیر گلو سائین کا ہی اور آگے اسکے چاہ و غسلخانہ بنیہ شاکر شاہ کمہار
کا ہی یہان اگی قبرستان تہا وہ سڑک مین آگیا اور اوسکے اوپر پیپل کا درخت ہی بزمانہ گذشتہ
یہان باغ تہا اور مکان شاکر کمہار بہی یہان ہی تہا اب نام ونشان اوسکا بہی نہین ہا فقط
اول چاہ و غسلخانہ وکوٹھہ فقیر گلو شاہ ہی بعدازان کوٹھہ خام شیر علی فقیر یہہ اب عرصہ چند سال سے
آبیٹھا ہے اور بعہد سکہان یہہ ہی مکان شاکر شاہ کمہار کا تہا اور اس کمہار کا نام کونڈی
گلی بنانے مین بڑا مشہور تہا چنانچہ ابتک شاکر شاہی کونڈا لاہور مین مشہور ہی قیمت اسکی بہی فی
کونڈہ دو آنہ ہوتی تہی پہلی اسکے بہٹی و مکان وغیرہ یہین تہا پہر بعد کہڑک سنگہ اندرون
بہاٹی دروازہ آرہا فقیر انکا بیٹھتا ہے اور پوتا شاکر شاہ کا بوٹا نام شخص موجود ہی

مکانِ شاہ سہرتابانی چشتی المشہور شاہ سہروانی

یہہ ... جانب شمال رویہ موضع مزنگ کے واقع ہی حال اسکا یہہ ہے کہ یہہ حضرت احمدآباد دکہن کے متوطن ہین
جبکہ انکی فوت کا وقت ہوا تو آپنی یہہ وصیت فرمائی کہ جب ہم فوت ہو جاوین تو صندوق ہمارا ملک پنجاب
کی طرف لیجانا اور اوس ملک مین جس جگہہ کہ وقت شب باشی ہوا اور صبح کو بوقت اوٹہانے صندوق

صندوق ہمارا اوس جگہہ سے اوٹھے تو وہیں ہمکو دفن کر دینا یا یہہ کہ وہ بہشت ...
اگر اس مقام میں شناخت ہوئی جسطرح ہے کے تو قدرت الہی سے یہہ معاملہ درپیش آیا کہ صندوق جگہ
سے اوٹھا تو خادموں نے وہاں ہی اوسکو دفن کر دیا اور خادمین اوسکو دفن کرکے اور
ملک حسب الحکم آگے چلے گئے اور یہہ حضرت خاندان عالیہ چشتیہ صابریہ میں مرید حضرت شیخ شمس الدین
ترک پانی پتی کے ہیں اور سال وفات انکا ۷۳۵ ہجری ہے اون ایام میں یہہ مواجبات آباد تھی جب
لوگون نے یہہ کرامت حضرت کی دیکھی تو ہزارہا مخلوقات زیارت کے واسطے حاضر ہونے لگی لیکن اسما
خادمان سے کچھ نہیں ہیں اور سوائے اسکے واقفین کے کوئی حال انکا نہیں معلوم کہ آپ کہاں
ملک کہیں تھے اور خادمین بھی سفر ساکر چلے گئے لہذا حال مفصل انکا تحریر ہوسکے اور معلوم ہوا اور
تاریخ وفات انکی ہمعصری علامہ نے بہی قطعہ رونق ورثہ جنت اہل بہشت * شیخ دین پیر شیر ربانی
سال وصالش چو از خرد جستم * شد عیان پیر شیر ربانی * اور سال بھر میں دو دفعہ یہان
میلا ہوتا ہے ایک تاریخ ۱۴ ماہ صفر المظفر اور دوسرا ۱۲ ربیع الاول کے باعث اسکا یہہ کہ ۱۴
صفر کو تو انکا وصال ہوا اس باعث سے عرس ہوتا ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو آپ دفن کئے گئے
اس لحاظ سے دوسرا عرس بھی اوس دن ہوتا ہے اور ہر دو عرس یہہ دستور ہے کہ ۱۴ صفر کو دیگا
پکاتی ہیں اور علمایان مساجد کو بلا کر فاتحہ ہوتا ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو نان گوشت تبرک
تقسیم ہوتا ہے یعنی بہنڈارہ تقسیم ہوتا ہے اور تمام گدی نشین فقرا جمع ہوتے ہیں دیکو
مجلس قوالان اور رات کو بہنڈارہ چونکہ یہہ حضرت چشتی خاندان سے توسل رکھتے ہیں
اسواسطے اہل سماع لوگ یہاں بکثرت آتے ہیں گرد نواح اس مقبرہ کے درخت بکثرت کھڑے
ہیں پہروان و شیشم و ببول وغیرہ صورت روضہ یہہ ہے کہ مقبرہ سیاہ جسکے چار و طرف
چھوٹی چارپائیاں ہیں اور دیوار مقبرہ کی شرق و غرب و جنوب رویہ بیچ میں ایک دروازہ
اندر ولی شمال رویہ میں طاق ہے چونا لگا ہوا ہے اندر مقبرہ کی ایک قبر پختہ ہے حضرت شاہ
شیر ربانی کی اور دروازہ شمال رویہ کہ آگے ایک پائیدہ ہے جسکے دو در شمال رویہ [illegible]

اور دروازہ آمد و رفت کی دیوار شرقی و غربی مین یہہ شعر تونہ پر لکھی ہوئی ہین گرو زان شعر و نکا
معلوم نہین ہوتا شعر کرد تعمیر روضہ حضرت سید شیر دانی ۔ محمد عظیم ناک پائی شاہ جیلانی ۔
شتہ ۱۲ ۔ اور دیوار شرقی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بخط عربی تحریر ہی
اور سنہ بارہ سو بیستہہ سال درست مقبرہ ہو کہ اوس سال مین ایک شخص محمد عظیم نوشہرہ کا ساکن
لاہوری یہہ مقبرہ درست کرایا اور سفیدی مقبرہ اور برانڈہ اور مسجد ملحقہ دیوار شرقی انسی کرائی
پہلے صرف روضہ ہی تہا شرقی رویہ دیوار شرقی ایک چاردیواری پختہ خشتی چونہ گچ موجود ہے
اسکے درمیان دو حصہ طرف شمالی مین بطور مسجد جسمین ایک محراب چبوترہ پر دیکھائی دیتا ہے
اور حصہ جنوبی مین ایک فٹ ٹہرہ کرکے قبر محمد عظیم کی پختہ بنی ہوئی ہے اوسنے قبر اپنی ہی بوقت
درستی مقبرہ سنہ ۱۲۹۶ مین بنوا چہوڑی تہی پہر سنہ ۱۲۷۹ مین وہ فوت ہوا شرقی رویہ متصل دیوار قبر ایک
درخت ون کہڑا ہے اور شمال رویہ مقبرہ کی دو قبرین پختہ ہین ایک سید رحمت علی اور دوسرے
وزیر علی شاہ اوسکے فرزند کی یہہ قبور عرصہ چالیس سال سے بنی ہین یہہ بہی یہانکے مجاور تہی تاکہ
بیٹا اونکا سید امیر علی یہانکا مجاور ہے اور احاطہ ہذا مین دو چاہ پختہ ایک غرب رویہ مقبرہ کے
یہہ چاہ قدیمی عہد تعمیر مقبرہ سے ہی اور دوسرا گوشہ شمالی و شرقی مین لب چرخی موجود ہے چاہ مذکورہ
کی شرقی رویہ دو رخنہ کرکے ایک اور چاردیواری ہے جو غرب کیطرف سے مسمار ہو گئی ہے اوسمین ایک
قبر پختہ چونہ گچ یہہ قبر پیر شاہ نقشبندی کی ہے اب عرصہ سات سال سے بنی ہے پہلے یہہ پیر شاہ مقبرہ
شاہ ابو اسحاق کی پاس دفن کئی گئی تہے پہر وہانسے نکالکر یہان دفن ہوئی باعث اسکا تکرار مجاوران
تہا انکا عرس بارہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ ہوتا ہے چند لوگ جمع ہوتی ہین اس چاردیواری
کی شمال رویہ پچاس ساٹہہ گہر عمارت خام آباد ہین یہہ لوگ ہندوستانی پوربیا سپاہی وغیرہ
وغیرہ ہین یہہ لوگ اول صدر بازار انارکلی کی پاس رہتی تہی وہان سے اوٹہائی گئی اور بحکم
صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور یہہ لوگ یہان آبسے اپنی گہر خام کی بنالئے ہین شرقی رویہ و جنوب
رویہ مقبرہ کی تمام قبرستان نمبرداران نواکوٹ ہے اور مقبرہ کے گوشہ جنوب و شرق مین دو

کوٹھہ عام سکونت مجاوروں ہیں ایک کی در دو منزلی جو کہٹ اور اسکے آگے تہوڑا عالم اوسمیں ہیں
درخت بہروان اور مقبرہ کی غرب رویہ ایک اور کوٹھہ ہی مگراب دروازہ اسکا مسدود کر رکہا ہے
جنوب رویہ اس احاطہ کی دیوار کو تڑک عام جو مرنگ سے قلعہ گولکنڈہ کو جاتی ہی جنوب رویہ جا ملا
اور اوسکے متصل جنوب رویہ ایک قدیمی قبرستان چبوترہ پختہ پر ہے یہہ قبرستان مایہر محمد نگر
سے تا موضع مرنگ کا مشہور ہی اس چبوترہ پر ایک دو درخت ون کہڑے ہیں حضرت سید شرف الدین
کو زمینداران و ممبرداران نواکوٹ اور بعض بعض لوگ بڑیاں لاہوماتی ہیں اور انکی مرید کہلاتے
ہیں اور اون لوگوں کی قبریں بہی یہاں ہوتی ہیں اور بہی لوگ یہاں کی فقیر کی خبرگیری
کرتی اور متصل ایک بہری جاہ موضع نواکوٹ سے دلادیتی ہیں اور ہر لوچڑ یا بعد انکے
دو دو پیہہ فقیر کو مددو معاش دیتا ہے اس سے خرچ عرس اور اوقات بسری مجاور کی چلتی ہے اور
اس مقبرہ کی گوشہ غربی و جنوبی میں ایک تکیہ حضرت مولی شاہ کا ہے اسمیں ایک چاہ کچا اور ایک
چبوترہ والی اور دو قبریں ایک مولی شاہ اور دوسری بیوی شاہ کی موجود ہیں اب وہاں
ومانسر دراہیا فقیر رہتے ہیں یہہ مکان عرصہ پچیس سال سے بنا ہے یہانکی فقیر آ کر
اوقات بسری کرتے ہیں چند درخت بیر و کیکر و بہروان وغیرہ اسمیں کہڑے ہیں **احوال**
تکیہ جانی شاہ موضع مرنگ در سرکار جنوبی سمال میں ایک تکیہ جانی شاہ کا ہے
اوسمیں ایک مکان اونچی اور ایک مسجد عام چبوترہ چاہ پختہ وہاں درخت ون و بہروان و
گوندی کہڑے موجود ہیں جانی شاہ تین برس سے مرگیا ہے اب یہاں حشمت نامی فقیر جہاں
کاربا مدہ گی کرکے اوقات بسری کرتا ہی اور کوٹھہ کوٹھری سا سایا ہوا ہی یاہ وہاں زمین اسکا
میلا ساد گی اور اینٹ انکا خادم کرتا ہے **احوال پیرخانہ** غرب رویہ سڑک قصبہ
و شمال رویہ مدرسہ متصل موضع مرنگ کی ایک مکان النہو پیر خانہ ہی گرد دیوان سیکے چار دیواری
پختہ قدیمی لوسیند دروازہ اسکا جنوب رویہ کی طاق وجو کہتے ہیں اس چار دیواری میں گیارہ
قبریں پختہ چونہ گچ موجود ہیں اور درمیان اس چار دیواری کی ایک بڑا درخت ون کہڑا ہی

یہہ مقبرہ حضرت شیر شاہ حضرت شمس تبریز کی پوتی کا ہی پہلی بوقت آبادی مکانات انکے
یہان تہی جب وصال پایا تو قبرستان بہی یہان ہی ہوا اور عہد اکبر بادشاہ مین وفات انکی
ہوئی ہی باقی سب قبور انکی رشتہ دارونکی ہین گرد نواح اسکی بہت درخت ون وکیکر او پہر (?)
ہین ہم (?) جیسا کہہ کو انکا عرس ہوتا ہی یہہ حضرت تمام زرگرونکی پیر ہین جو دل وجان سی انکو
مانتی ہین اور میلا بہی کرتے ہین شرقرویہ اس چاردیواری کی دو اور چاردیواری پختہ ہین
انمین سی ایک مین چار قبرین اور دوسری مین پانچ انکی اقربا ونکی ہین اور شرقرویہ چاہ پختہ
بیوان (?) آوارہ پڑا ہوا ہی اور یہہ پیرخانہ زرگران مشہور ہی اور سوا اسکی دوسرا پیرخانہ پیر
ہادی رہنما صاحب کا ہی جسکا ذکر خیر آگی تحریر ہو چکا ہے مشہور ہی کہ یہہ حضرات آپس مین
ہم عہد ہین انکی چاردیواری اندرونی کے باہر ایک اور چاردیواری تہی مگر اب مسمار ہوئی
جاتی ہے اسمین اکثر قبور زرگران ہین اور اٹہہ کنال زمین غیر مزروعہ اسکی ساتہہ ملتی ہے اور فقیر
صرف زرگر لوگ کچہہ دی چہوڑتی ہین یہان اب عمر شاہ فقیر بیوقوف سا رہتا ہی وہ حال مفصل
ان حضرات کا بیان نہین کرسکتا اور جنوب رویہ اس چاردیواری کی ایک چہوٹی سے ٹیلی پہ چند درخت
ون وپہروان وکیکر وغیرہ کی ہین (?) اور ایک چاہ پختہ چرخی دار اور غسلخانہ اور نشان مسجد چبوترہ (?)
پر اور کوٹہہ مسکونہ فقیر ہی یہہ بہی پیرخانہ کرکے مشہور ہے مالک اس مکانکی سادات مالیر کوٹلہ کرم شاہ
وحید شاہ وغیرہ ہین وہ بہی گاہ گاہ یہان آتی ہین اور مرید انکی یہان بہت ہین

احوال مکان معبد سکہان المشہور چہوین باشاہی یعنی بادشاہی ششم

شرقرویہ موضع مزنگ اور مقبرہ حضرت شاہ ابو اسحاق صاحب کی ایک مکان المشہور چہوین بادشاہی
اس مکان کا دروازہ آمدورفت جنوب رویہ ہے گرد نواح اسکی چاردیواری خشتی اور اندر اسکی
غرب رویہ چار مڑہیان یعنی سمادہین ہین ایک تو بہائی صوبا سنگہ کی جو بہائی لنکا گدی نشین
تہا اور بقیہ ایک سجن سنگہ نامی دوسری دہیان سنگہ کی تیسری اسکی عورت کی اسکے

اندر ایک اور چار دیواری اسمیں چاہ پختہ ہے اور چار دروازی والی اور چار دیواری مشرق
جانب دروازہ کے متصل واسطے پانی پلانے کے اور متصل اوسکے باغیچہ واسطے پیدا ہونے پھولوں کے
لگا ہوا ہے جنوبی جانب اسکے ایک روضہ پختہ بنا ہوا ہے اس چار دیواری سے باہر ایک اور بڑی
چار دیواری بطور سرائے بنی ہے اوسکے دو دروازی بطرف شمال ہیں ایک شرقی قصور اور دوسرا پچھم
کے واسطے اندر آنیکے اس چار دیواری میں مشرق رویہ ایک مکان سہ منزلہ واسطے سکونت بابا گدی نشین
اور متصل اسکے دو کوٹھے اور ایک دالان ہے اس چار دیواری کی جنوب رویہ ایک چوبارہ پختہ
مقام پرستش ہے اسمیں فرش چونہ گچ اور دروازہ سنگ مرمر کا اندر اسکے ایک چبوترہ جسپر گرنتھ
گچ تمیں وشی نقش تمام ورق پختہ بہت اچھا ہے دروازہ کی دروازہ مرمر کی کہڑا واسطے اندر
دربار صاحب کے اس چوبارہ کا نام دربار ہے اسمیں تمام تصویریں سی ہوئی ہیں اور جس قالون
ایضہ دارمسعس حال انکا یہ ہے کہ یہاں گورو ہرگوبند صاحب سرہ گورو رامداس جنکا مکان امرتسر میں ہے
سکونت پذیر رہے ہیں اور ماسوائے اسکے سکہوں کی دس بادشاہیں اور عبادتگاہیں مدہم مشہور ہیں پہلا ارتکا
گورو نانک صاحب کا ڈیرہ مشہور ہے اور مقام ننکانہ بہی علاقہ تحصیل شرقپور میں مکانات مشہور ہیں اسکو
سودہ پہلے بادشاہی کہلاتی ہے دوسری گورو انگد صاحب کی مقام کہڈور میں تیسری
بادشاہی گورو امرداس کی انکا مکان خدمکاو میں ہے چوتھی بادشاہی گورو رامداس کی
امرتسر میں پانچویں گورو ارجن صاحب کی لاہور میں اور چھٹی بادشاہی ہرتکہہ گورو ہرگوبند صاحب کی
ساتویں گورو ہررائے صاحب کی امرتسر میں اور آٹھویں گورو ہرکشن صاحب کی اور نویں گورو تیغ بہادر کی
دسویں گورو گوبند سنگھ صاحب یہہ سکہوں کے اور غرب رویہ مکان بڑا کہ دالان اور دالان دو درجہ والا جسکے
اندر دو کوٹھریاں بہی ہیں اسکے شمال رویہ کہڑکی ہے دالان شرق رویہ میں دو کوٹھریاں رکھی ہوئی ہیں اور اوپر
اوسکے چھوٹا سا مکان بہی بنا ہے ہمیشہ یہاں وگرنتھی واسطے کرنے ہرکس جانے میں عید جانکہ
میں یہہ صاحب آکر یہاں بیٹہتے ہے اور یہہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے یہہ مکان بنا تمام سکھ لوگ اسکو
دیکہنے آتے ہیں بیساکہی کی ماسمیں یہاں میلا ہوتا ہے اور پادشاہ تقسیم اور آتا ہے

ہی گرد اس چبوترہ کی ایک راہ واسطے طواف کی بنا ہی اور یہان ایک مکان بطرز چبوترہ انکی بیٹھنی کی جگہہ
چونہ گچ موجود ہے اسپر ہمیشہ غلاف پڑا رہتا ہے اور یہان بہائی نہال سنگہ بہایا ہوا سنت سنگہ پانچوین
شاہی والی کا بنایا ہے دالان کی شرقی رویہ درخت نیم اور اوسکی ساتھہ چہند اسفید معہ کلس آہنی بنا ہوا ہے باہر کے
دروازی کے اندر غرب رویہ چاہ کلان آوارہ پڑا ہے اور تمام مڑہیان سفید چبوترہ پر واقع ہین اور یہہ
مکان سکہون کا بڑا عبادتگاہ ہے ماسوا سکہون کی تمام اہل ہنود بہی اسکا نکا ادب کرتی ہین مہاراجہ رنجیت
سنگہ کی عہد مین اسمکانکا بڑا چرچا تہا چونکہ یہہ مکان ملحقہ مکان پانچوین بادشاہی جو شرقی رویہ قلعہ سی ہے
لہذا اسوانی اسمکانکی شامل اوسمکانکی واگزار ہے اور یہانکی باشندی لوگ کہتی ہین کہ گورو صاحب کی حضرت
شاہ ابواسحاق ہنسی بدرجہ کمال دوستی تہی اور ہمیشہ ایکجا بیٹہکر عبادت کرتی تہی اور یہہ گورو صاحب
بڑے صلح کل اور بی تعصب آدمی تہے **احوال مکان مزار حضرت پیر غازی المشہور بہ پیر غیب** شرقی رویہ سڑک واقعہ گیندگہر المشہور کمپنی باغ و برف خانہ وجنوب و غرب رویہ
خانقاہ حضرت داتا گنج بخش و شمال رویہ امام بارہ ایک بڑا سایہ دار درخت ببول کہڑا ہے اوسکی نیچی ایک
بلند چبوترہ پختہ جسکی اوپر پانچ سیڑہیان چڑہ کر قبر چونہ گچ اور اوسکی چبوترہ کی گرد نواح ڈیڑہ فٹ اونچا
کٹہرا خورد جسمین طاقچہ چراغدان بنی ہوئی ہین اور سرہانی کیطرف بہی ایک بلند مدور چراغدان خشتی جسمین
بیہودہ چراغ رکہنی کے طاقچی موجود ہین - اس کٹہرہ کی نیچی سرہانی کیطرف شمال رویہ چاہ اور ایک نشان
مسجد بوسیدہ بی سقف ہی مرمت اس چاہ و مسجد کی رحمت نام شخص ٹہیکہ دار نی عرصہ سات آٹہہ سال سے کرائی ہے
پہلی یہہ چبوترہ صرف ریختہ کا تہا اور ہمیشہ باوقات مختلفہ مرمت اسکی ہوتی رہتی تہی یہہ مکان بہی
بقبضہ مجاوران حضرت داتا گنج بخش ہے جو آمدنی یہان کی ہوتی ہے وہی لیتی ہین چنانچہ میان علاؤالدین
و علی محمد اسپر قابض ہین اس قبر پر بہت آدمی واسطی زیارت کی آتی ہین اور بہت آمدنی ہوتی ہے اور لوگون
میں یہہ مشہور ہے کہ جنکی گلی پر ورم یا سوج ہو جاتی ہے تو وہ یہان آکی ایک ڈہیلہ مٹی کا اٹہا کر لیجاتی
ہین اور اس مٹی کو اس جگہہ پر پہیرتی ہین جب شفا ہوتی ہے تو ہموزن اسکی گڑ یا مصری کوئی شکر
حسب المقدور معہ زر نقد یہان لاکر نذر کرتا ہے اور ہمیشہ غلاف وغیرہ بار ہا بطور نذر آتی ہین

اور جیسے ایک دو عورتیں مجاورہ یہاں بیٹھی رہتی ہیں جو یہاں سے ہمیشہ سرور من مالی ہیں تمام
لوگ اس خانقاہ کو بزرگ کی مانتے ہیں اور حال ابتدائی اسکا یہ ہے کہ جب باغ زیب النسا بیگم کا
ایک دروازہ چوبرجی لب نالہ دریا دراوہ سے بننے لگا تو اوسکی دیوار شمالی ساتھ پختہ بنی لگی قدرت
الٰہی سے دن کو دیوار بنائی جاتی اور رات کو مسمار ہو جاتی تھی جب کہ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی
بادشاہ نے ایک بڑا جلسہ علما و فقرا کا کر کے یہ حال ظاہر کیا تو تمام لوگوں نے یہ مقرر کیا کہ یہاں
کسی ولی بزرگ کی قبر ہوگی مناسب ہے کہ اوسکی قبر یہاں بنا دو چنانچہ بامال نشان اوس
بنا کا وجود ہے جس سے یہ قبر بنی ہے اور نام اسکا پیر غازی رکھا گیا چونکہ یہ حال غیب سے
ظاہر ہوا اسواسطے اس قبر کو لوگ پیر غیب کی قبر کہتے ہیں اور اب تک اسکی جاری ہے اول
گرد نواح ایک زیر چبوترہ ایک بڑا چبوترہ پختہ تھا اب مسمار ہو گیا ہے سر قریہ مدینی کہ یہ
بھی تھا مگر اب وجود نہیں ہے تمام اس نواح کا نام ستین محل مشہور ہے عہد سلاطین سلف
یہاں ایک ستین محل تھا جسکے بنیاد اور کچھ کھنڈرات قریباً مکان مزار حضرت داتا گنج
اور امام باڑہ کے دکھائی دیتے ہیں بیرون دروازہ بھاٹی سے تا موضع سانڈہ تمام خطہ
زمین ستین محل مشہور ہے غربی رویہ اس خانقاہ کے ایک چاہ رواں جسکی زمین ١٣
تھا جو عہد مہاراجہ رنجیت سنگھ سے مجاوران دربار داتا صاحب کو صلہ بعد مطلب او
بعد ملکی صاحب ہیں اور اب اسکی ملکیت بھی ان لوگوں کی کچی پیمائش سمول کی گئی ہے آمدنی اس
چاہ کی حسب منشا ہی ہوتی ہے اور نہیں اس خانقاہ اور اوس چاہ مذکور کے
مشرق جنوب جانب جاری سڑک ہے یہاں موضع ستین محل بجانب میں ایک گاؤں آباد تھا جسمیں منڈی
بھی لگتی تھی اب عرصہ پچاس سال سے ویران ہو کر نام و نشان اسکا گم ہو گیا فقط

حال تکیہ سکندر شاہ

بیرون غربی جانب سے جو راستہ تا موضع سانڈہ کو جاتا ہے
اوسکے سر راہ اور شمال رویہ تکیہ قطب شاہ کے ایک تکیہ سکندر شاہ کا مشہور ہے اسمیں ایک درخت
بڑا بڑ اور پیپل کا ہے ماسوا اسکے چند درخت کوندی پیلو کیکر وغیرہ موجود ہیں

اور غرب رویہ اسکی ایک کوٹھہ سکونت فقیر جسمین دو کوٹھریان بنی ہین جنوب رویہ ایک چبوترہ نشان
مسجد چاہ پختہ چرخی دار موجود ہی ایک درخت برنا بہت پرانا عرصہ پچاس ساٹھہ سال سی کھڑا ہی
اور زیر درخت بڑہ ایک چبوترہ خشتی گلی اوسپر قبر سکندر شاہ فقیر ہندوستانی بانی تکیہ کی
ہی یہہ سکندر شاہ مدت سی یہان بیٹہا تہا سنہ ۱۲۷۴ھ مین مرگیا اب اسکی قبر کہو کا سائین فقیر
ہی جو اب یہان بیٹہتا ہی بنوائی ہی اور چند نشان قبور کہنہ نامعلوم الحال کی موجود ہین واضح
ہو کہ جب سکندر شاہ بانی تکیہ مرگیا تو بابت اس تکیہ کی پیر محمد شاہ گیلانی صاحب کو مختار کرگیا
چنانچہ اب تک انکی قبضہ مین ہی وہ جسکو چاہتی ہین یہان بٹہا دیتی ہین یہہ کہو کا انہین کا دست نشاندہ
ہی اور اس تکیہ مین بروز رویت ہلال عید تمام خوار لوگ جمع ہوکر سوا روپیہ کی چلم چرس
ہلال کو دیکہتی ہی بطور سلفہ اڑاتی ہین اسدن بہی یہان عجیب لطف ہوتا ہی کہ ایک دم مین
کچہہ کا کچہہ ہوجاتا ہی یعنی دم مارتی ہی کئی دانا الو بن جاتے ہین ✤ احوال گنبد
قاسم خان یہہ گنبد قاسم خان بڑا بلند شرق رویہ اس دریا کی جو ساندہ سی ہوکر آتا
کو آتا ہی اور غرب رویہ سلاح خانہ میگزین کے صورت اسکی یہہ ہی کہ ہر چہار طرف چار دروازی ہین
شمال رویہ زینہ اوپر چڑہنی کا - اب مدت سی گنبد کی میانہ مین چار ستون خشتی کہڑی کرکی چہت ڈالی گئی
گویا دو منزلہ گنبد بن گیا ہے اور شرق رویہ اسکے ایک دالان ہنبنہ کشن سنگہ شکستہ پڑا ہی عمارت مقبرہ باہر
دو منزلہ ہی اول سیڑہی چڑہ کر اوپر جاتی ہین وہان گرد نواح مین غلام گردش کی موافق ایک عمدہ
عریض راہ ہی اوسمین بارہ در سقف قالبی خشتی باہر کو اور چار دروازی اندر کی طرف برج مین اور
اور چار رو منظرت اتہہ محرابی در جنکی چار ہو کنین چوبکہٹ چوبی لگی ہین اس سی یہہ گنبد دو منزلہ بن گیا ہی
سقف گنبد مین چار روشندان بہی موجود ہین اور سفیدی دیوارون پر عہد انگریزی مین ہوئی ہے
گر سقف گنبد پر سفیدی پرانی ہی شرق رویہ گوشہ جنوبی مین ایک بارہ قالبی جسکے اندر بہت کوڑہ کنکر
پڑا ہی شاید قدیمی زینہ تہا اب بند ہی بہرحال یہہ گنبد بہت بلند خوشنما عمارت مقبرہ باہر سی سہ منزلہ
اور درمیان مین گنبد کلان پر غلام گردش بنی ہی اور مختصر احوال اس قاسم خان کا اسطرح پر لکہا

ہوا کہ یہ قاسم خان شیر محمد ایرانی خراسان اجلہ امرای اکبری سی تہا جب اکبر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ تخت سلطنت ہند پر بیٹھا تو اس قاسم خان کی بحکم بادشاہ شیری خان خطاب ملا اور واسطے تسخیر ... ایک امیر با تدبیر کی فوج ہوئی بعد از ان بخدمت صوبہ داری کابل جہدی سرفراز رہا پھر بادشاہ ... اوسکو اسی پاس طلب فرمایا جب لاہور میں پہونچا تو بسبب مکروفریب محمد زمان خان مرزا ... دیکھی ... ہجری میں شہید ہوا اور لاہور میں ہی دفن ہوا اور یہہ گنبد عالیشان بحکم اکبر بادشاہ تیار ہوا

احوال مزار پر انوار حضرت میانمیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

جناب میانمیر صاحب قدس سرہ مرید اور خلیفہ شیخ خضر سیستانی کی سجادہ قادریہ عالیہ میں ملکہ ... حضرت کا نام قاضی سائیں دتا اور والدہ کا نام فاطمہ بنت قاضی قادن تہا اور خود حضرت چار بہائی ہی ایک قاضی لوئیں دوسری قاضی عثمان تیسری قاضی طاہر چوتھی حضرت میانمیر اور یہ حضرت شاہ ... کامل اکمل ... میں تولد انکا شہر سیستان میں سال نو سو ستاون ہجری ہوا اور وفات آپکی بروز ... وقت نماز ظہر ساتویں ربیع الاول ۱۰۴۵ھ واقع ہوئی اور عمر آپکی اٹھاسی سال کی اور قریب ... کی دلق اوراق لاہوری جناب تاریخ تولید و وفات حضرت کی مصنفہ مفتی غلام سرور یہ ہے

قطعہ آن میانمیر که پیر رہنمای خلق بود + مقبل حق بود و مسول ... الانام + سال تولیدش میانمیری ولی متقی + سال ترحیل است شمس الاتقیا ہادی انام + اور ملا فتح اللہ ... جو ایک حضرت مریدان حضرت میانمیر سی تہی اوہوں لی ہی بعد وفات حضرت میانمیر کی تاریخ وفات انکی کہل ... داراشکوہ کتاب سکینۃ الاولیا میں ہی لکہتی ہیں اور اتک دروازہ مقبرہ پر بہی تحریر یہ ہے

قطعہ میانمیر رفتہ ... + کہ خاک درش رشک اکسیر شد + خرد بہر سال وصالش بوشت + ... مغفی رہی کہ اول حضرت میانمیر صاحب نے ملتمس ... طریقہ قادریہ اپنی والدہ ماجدہ ہی پائی اور تہوڑی سی عرصہ میں بہرہ عالم ملکوتی واصل ہوئی اور بعد ... والدہ کی تلاش پیر ... کوہستان سیستان میں پہرنی لگی چنانچہ ایک ... میں پہرتی ہوئی کیا دیکہتی ہیں کہ ایک سوکرم جنگل ... اور بہرہ ... اوسکا سجدہ کیا ہو ... وہاں کوئی آدمی تہا

حضرت نے جانا کہ یہہ مکان بیشک کسی ولی کی رہنے کا ہے چنانچہ تین شبانہ روز وہان بانتظار حاضر رہے بعد تین دن شیخ خضر جا ضرآئی اور حضرت میا میر صاحب اونکی خدمت مین حاضر ہوکر بشرف بیعت سرفراز ہوے اور وضع لباس حضرت شیخ خضر کی یہہ تہی کہ کمر سے زانو تک ایک تہ بند باندہتے تہے اور تمام بدن برہنہ رہتا تہا اور موسم گرما مین اوس تنور گرم مین بیٹہکر عبادت کرتے تہے اور جاڑون مین ایک تختہ سنگ پر جو متصل تنور کے رکہا تہا بیٹہکر مشغول بعبادت رہتے تہے غرض چند سال حضرت میا میر اونکی خدمت مین رہکر تکمیل ولایت کو پہونچے پہر بعد اوٹہانے فواید لاتحصی کی حسب الاجازت پیر روشن ضمیر روانہ لاہور ہوئے طریقہ اوقات بسری حضرت میا میر کا یہہ تہا کہ تمام رات شب بیدار رہتے تہے اور حبس نفس یہانتک حاصل کیا تہا کہ اکثر ایک دم یا دو دم مین تمام رات گذرتی تہی اور جب عمر آپکی اسّی برس کی ہوئی اور ضعف غالب آیا تو چار دمون مین رات بسر فرماتے تہے اور اس امر کو حضرت ملا شاہ صاحب بہی تصدیق فرماتے ہین کرامتین ان حضرت کی لاتعد و لاتحصی ہین مگر کچہہ بطور اختصار تحریر کرتا ہون — کہ ایکروز حقیقی بہائی حضرت کی وطن سے آئے اور اوس روز انکی یہان کچہہ طعام نہ تہا اور نہ نقد کچہہ موجود تہا آپنے اونکو تو اپنے مقام پر بٹہلایا اور خود باغچہ مین تشریف لیگئے اور متوجہ بحق ہوئے اور بجناب کبریا عرض کی کہ اے حلال مہمات میرا حال تجہہ قادر لایزال پر بخوبی روشن ہے کہ مجہہ غریب فقیر کے پاس کچہہ موجود نہین کہ مہمانداری برادران مین صرف کرون اور مہمان آگئے ہین میری شرم تجہہ مالک کے ہاتہ مین ہے یا مقتدر میری عزت رکہہ اس اثنا مین ایک خادم حضرت کا آیا اور عرض کی کہ باہر ایک شخص طعام لیکر آیا ہے اور آپ کو طلب کرتا ہے آپ سنتے ہی شکر حق ادا کرتے ہوئے گہر تک پہونچے کیا دیکہتے ہین کہ ایک شخص ناشناس ایک خوان الوان نعمائے الہی لیکر منتظر ہے اوسنے خوان آگے دہرا اور کہا کہ یہہ کہانا آپکے مہمان کے واسطے حسب درخواست آپکی جناب واہب بے منت نے عطا فرمایا ہے اور کچہہ زر نقد بہی میرے پاس ہے جو مطلوب ہو تو موجود ہے آپنے بصد شکر خوان طعام لے لیا اور فرمایا کہ یہی کافی ہے نقد مجہے درکار نہین واپس لے جائے چنانچہ وہ چلا گیا اور وہ طعام آپنے سب اشخاص حاضرین کو کہلایا اور خود بہی تناول کیا دوسری کرامت دارا شکوہ بادشاہ خود دیدہ تحریر فرماتے ہین کہ ایک روز حضرت میا میر باغ

میں متوجہ یاد الٰہی تھی اور ایک قمری کسی درخت پر بیٹھی ہوئی کوکو کر رہی تھی اسی میں ایک صیاد آیا اور اوسکی مارنی کیواسطے آمادہ ہوکر غلیل سی غلیلہ چلایا غلیلہ اوسکی لگتی ہی وہ قمری مرکر نیچے آ پڑی صیاد نے جب دیکھا کہ قمری مرگئی لائق ذبح کرنے کے نہیں رہی تو پہینک کر راہی رستہ ہا مس ہوا حضرت نے مجکو حکم دیا کہ اس فاختہ جان باختہ کو اوٹہا لاؤ میں نے اوٹہا کر حاضر کیا تو آپنے از روے رحم اوسپر دست مبارک پہیرا وہ فی الحال زندہ ہوکر اوڑگئی اور پہر بدستور نغمہ زن کوکو ہوئی وہ صیاد دیا ساد کہ ہنوز باغ میں تہا آواز اوسکا مکرر سنکر لوٹ آیا اور پہر قصد مارنی اسکے کا کیا تہی کہ آپنے اوسکو منع فرمایا کہ اس فاختہ سی ہاتہہ اوٹہا اور اسکے قتل سی باز آ اوسنے قبول نکیا اور چاہتا تہا کہ ہاتہہ اوٹہاوی اور غلیل چلاوی کہ یکایک اوسکی بازومیں درد اوٹہی اور غلیل زمین پر گر پڑی کہ وہ خود بہی خود بیخود ہوکر زمین پر گرکر ترپنی لگا آپنے فرمایا کہ فقیر کا کہا نمانا اور اوسنے زبان کو سنایا اسکا آپ پایا اوس شخص نے توبہ کرکے متنبہ اقرار کیا کہ لغتہ العمر کسی جاندار کی ایذا کی گرد نہ پہرونگا حضرت نے اوسکی بازو پر دست شفا پہیرا اور وہ بدستور صحیح و بحال ہوگیا ایک روز کا ذکر ہی کہ میاں نتہا مرید با اعتقاد آپکی آنکہوں میں درد شدید تہا اوسنے اسمداد آپکی کی آپنے فرمایا کہ برگ سرو کہنکر لگا چنانچہ لگاتی ہی وہ درد رفع ہوگیا اور یہہ میاں نتہا قوم کا خوجہ لاہوری تہا وہ بڑا صاحب کمال ہوا ہی حتی کہ میاں میر صاحب کا قاعدہ تہا کرامات کو کسی شخص کو اپنی پاس نہیں دیتی تہے مگر میاں نتہا کو اجازت سب باتوں کی حاصل تہی اور مشہور ہی کہ شہر اور درخت میاں نتہا سی ہمکلام ہوتی تہی چنانچہ ایک روز کا ذکر ہی کہ ایک بوڑہی نے میاں نتہا کو کہا کہ اگر موقعی کا لکڑ مجکو اوسپر ڈالی تو جاندی بن جاوی میاں نتہا متوجہ اوسکے ہوئی اور وہاں سی آگے چلے تو ایک درخت بولا اگر ذرا نگاہ میری لکڑی کا لکڑ تو مسں بہنڈالی تو سونا ہوجاوی اونہوں نے جناب الٰہی میں بصد نیاز عرض کی کہ یا الٰہی مجکو تاب تیری تیری راہ سی مجکو ہٹاتی ہیں اور کا فرماتی ہیں تجہی اپنی نام کا واسطہ ہے کہ آیندہ کی واسطی انکو حکم دہ کہ کوئی درخت مجہسے ہمکلام ہوا کری چنانچہ اوس دن سی وہ ہمکلامی موقوف ہوئی

اور میان نتہا نے اپنے آپ کو یاد الہی مین ایسا نابود کیا تہا کہ گویا نتہا نہ تہا صرف ذات الہی تہی کہتے
ہین کہ ایک روز میان نتہا ایک گنبد مین بیٹہے تہے جب باہر آنے لگے تو گنبد نے آواز دی کہ میان
نتہا ذرا ٹہر جاو کہ موقع باہر جانیکا نہین اونہون نے پوچہا کہ تو کون ہے اور یہہ امتناع کس واسطے
ہے وہ بولا کہ مین یہی گنبد ہون جسمین آپ کہڑے ہین اور باعث امتناع یہہ ہے کہ ابہی بارش باران
رحمت الہی ہوگی اور اگر آپ باہر جاوینگے تو تکلیف اوٹہاوینگے اتنے مین بارش باران شروع
ہوگئی غرض کہ دیوار و درخت پتہر سب آپکے ساتہ ہم کلام ہوتی تہی دارا شکوہ کتاب سکینۃ الاولیا
مین لکہتے ہین کہ ایک روز ایک چوہا مردہ میان نتہا کی کوچہ مین پڑا تہا اور وہ ایسا متعفن اور بوسیدہ
تہا کہ چمڑا بہی اوس کا اوڑ گیا تہا میان نتہا نے اوسکو دیکہکر کہا کہ میان یہان کیون پڑا ہے اور
سڑا ہے اوٹہہ چلا جا چنانچہ چوہا زندہ ہوکر گیا اور ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت میانمیر صاحب نے
میان نتہا سے پوچہا کہ اندنون کہان بیٹہہ کر متوجہ بحق ہوتے ہو اونہون نے عرض کی کہ یا مولا
مین قبل ازین متصل موضع اچہرہ تخلیہ مین بیٹہکر متوجہ بیاد حق ہوتا تہا مگر وہان بباعث اسکے
کہ تمام درختان خرما تسبیح سبحان اللہ والحمد للہ کرتے ہین اور انکی آواز سنائی دیتی تہی لطف اور
اشتغال دلی میری مین خلل پڑتا تہا اب اوس لحاظ سے بتخلیہ خلیفہ جنید کے ایک گوشہ مین بیٹہکر مشغول ہوتا
ہون اور وہان بعالم تنہائی میری شغل مین خلل نہین آتا حضرت میانمیر صاحب نے حاضرین مجلس کے
طرف متوجہ و تبسم ہوکر فرمایا کہ ببینید کار بیسری تا بکجا رسیدہ است و چہ حرف ہای بلند از زبان مے
گوید اور ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت میانمیر صاحب اور میان نتہا صاحب اور ملا شاہ صاحب
بیرون در حجرہ سایہ دیوار مین بیٹہے تہے یکایک ابر غلیظ آیا اور آثار تند باد نمودار ہوے حضرت میانمیر
صاحب نے فرمایا کہ وقت خوش تہا لاچار بسبب آندہی و بارش یہان سے اوٹہنا پڑا میان نتہا نے
کہا کہ اگر ارشاد ہو تو اس ابر تند باد کو ایسا برہم مارون کہ پہر شکل و نشان اوسکا نظر نہ آوے
یہہ سنکر حضرت گونہ ناراض ہوے اور فرمایا کہ خود فروشی اور اظہار کرامت کرتا ہے اگر ہم یہان سے
اوٹہکر حجرہ مین چلے جاوینگے تو ہمارا کیا نقصان ہے اور ہماری کیا مجال ہے کہ ہم کارخانہ الہی مین

دم ماریں کہ کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ یعنی کار حکیم حکمت سے خالی نہیں چنانچہ بعد
تحریر داراشکوہ کی معلوم ہوا کہ میاں نتھا جی اسقدر علم لدنی حاصل کیا تہا کہ تحریر لوح محفوظ پڑہ سکتے
تھے اور ملا شاہ صاحب کی زبانی یا حضرت داراشکوہ نے سنا کہ میاں نتھا محبوب حضرت اہل ...
تھا جب میاں نتھا رہگرای عالم جاودانی ہوی تو جناب میاں میر بالا سر جسم مرآب ہوئی اور
کہ مقبرہ کی تیاری کو میاں نتھا لگے اور پیر حضرت میاں میر نے حد الموت وصیت فرمائی کہ محکم
میاں نتھا کو دفن کرنا اور وفات میاں نتھا کی سنہ ایکہزار تنتالیس ۱۰۴۳ ہجری میں واقع ہوئی چنانچہ
قطعہ تاریخ مصنفہ مفتی غلام سرور صاحب درج کتاب ہذا ہوتا ہی قطعہ حضرت نتھا کہ ولی خداست
عارف حق واقف علم الیقین + سال وصالش چو بجستم ز دل + گفت کہ محبوب ہست برین +
۱۰۴۳ ایکہزار تنتالیس ۱۰۴۳ اور قبر انکی باہر چار دیواری حضرت کی موجود ہی اور یا سوا میاں نتھا کے
جو شخص سب سی اول حضرت کی خدمت میں مرید ہوا وہ شیخ نعمت اللہ سرہندی تھی اور حضرت شیخ
نعمت اللہ نے حضرت سے درجہ نہایت نعمت اللہ پائی قبر انکی بہی احاطہ چار دیواری میں موجود ہے
حال انکا یہہ ہی کہ یہہ حضرت درجہ کمال کامل عامل عالم تھے ایک دکاندار کہ ایک لڑکا
اپنی فرزند احمد کو ہمراہ لیکر آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ یا حضرت میں نے بہت سا
روپیہ اپنی فرزند کو دیکر واسطے تجارت کی بہیجا تہا اب یہہ واپس آکر بیان کرتا ہی کہ وہ روپیہ تمام
چور لوٹ کر لیگئے اور خالی ہاتہ لوٹ آیا ہے میں حیران ہوں حضرت اوسکی لڑکی کیطرف متوجہ
ہوئی اور فرمایا کہ ای طفلک تو کیوں اپنی باپ کی آگی جہوٹ بولتا ہی تونی تمام وہ روپیہ اور
وغیرہ اسباب سے باپ کا فلاں مقبرہ کی زیر دیوار مدفون کیا ہی اٹہہ اور باپ کے
ساتہہ جاکر وہ روپیہ نکال دی وہ لڑکا یہہ سنکر حضرت کی قدموں پر گرا اور ہمراہ باپ کے جاکر
مدفن سے زر مدفونہ نکالکر حوالہ باپ اپنی کے کیا اور شہزادہ داراشکوہ کتاب سکینۃ الاولیاء میں تحریر
فرماتی ہیں کہ ایک شخص حضرت حاجی نعمت اللہ صاحب کے پاس حاضر آیا اور بدست و سماجت عرض کی
کہ یا مولی میری ایک کنیز کی تمیز حیدر دور سے میری پاس سے نکلکر بہاگ گئی ہے اور مفقود الخبر ہے

اور مجکو اوسی نہایت عشق تہا اگر اوسکو نپاؤنگا تو جیتی جی مرجاونگا اونہون نے جواب دیا کہ فلان مقام
پہ جاکر کہڑا رہ اوس راہ سے ایک بہل یعنی گاڑی آویگی تو اوسکے پاس جائیو اور کہیو کہ میری کنیز کو بہلے سے
نکالدو انشاء اللہ وہ دعا تیری بر آمد ہوگی مگر تجکو لازم ہی کہ تو اوس بہلی کے حالکا بالکل مستفسر نہونا
کہ کہان سے آئی ہی اور کہان جاتی ہی اور اسمین کون ہے اور بہلی کسکی ہی چنانچہ اوسنے اوسی طرح
کیا اور کنیز کو اوسکی بہلی سے دستیاب ہوگئی وفات اونکی سنہ ایکہزار سترہ مین واقع ہوئی اور حضرت
میان میر کے سامہنے دفن ہوئی اور تاریخ وفات اونکی مصنفہ مفتی غلام سرور صاحب خزینۃ الاصفیا
ہی **قطعہ** نعمت اللہ حاجی حرمین ✣ زینت روضہ جہان عارف ✣ سال ترحیل وی ہی خرد فرمود ✣
والی نعمت جہان عارف ✣ اور ماسوا انکی مرید حضرت میان میر بالا پیر کی ہزار ہا ہین چنانچہ دارا شکوہ
خلف شاہجہان بادشاہ ملا شاہ آپکی مرید کا مرید تہا اور تعمیر روضہ عالیہ حضرت کی بہی اوسنے کری ہے
اور کتاب سکینۃ الاولیا مین اوسنے حضرت کا حال مفصل لکہا ہے اور کئی دفعہ شاہجہان بادشاہ بہی حضرت کی
خدمت مین حاضر ہوتا تہا چنانچہ ایکروز شاہجہان بادشاہ و دارا شکوہ سوار ہوکر حضرت میان میر کی
خدمت مین جاتی تہی رستہ مین شاہجہان دارا شکوہ سے مخاطب ہوا کہ اگر پیر تمہارا کامل ہی تو آج ہمکو
انگور تازہ کہلائیگا جب حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپنے بلا تکلف حجرہ می ایک خوانچہ انگور کا بہر
ہوا لادیا حالانکہ موسم انگور تازہ کا نتہا اور دارا شکوہ اپنی کتاب سکینۃ الاولیا مین لکہتا ہی کہ
مین ایکروز حضرت کی مجلس مین حاضر تہا کہ یکایک ایک مغل مفلس حاضر ہوا بعد اسکے ایک اور مغل نے آکر
مبلغ پچیس روپیہ حضرت کے آگے نذر رکہی حضرت نے قبول کر کے مغل مفلس کو دئی اور فرمایا کہ اسکا ایک گہوڑا
خریدلے اور دارا شکوہ کی پاس جاؤ تجہی وہ نوکر رکہہ لیگا وہ لیکر چلا گیا بعد اوسکے حاضرین مجلس سے
ایک درویش براہ گستاخی بولا کہ یا مولی یہہ مال تمام درویشونکا تہا جو آپنے صرف ایک غریب الوطن کو دیدیا
یہہ سنکر آپ خاموش رہی اور وہ بی ادب بکتا ہوا چلا گیا بعد اوسکے حضرت نے یاران مجلس سے مخاطب
ہوکر فرمایا کہ یہہ بڑا طامع فقیر ہی کیونکہ اسکی کمر مین ہمیانی ایکسو بائیس روپیہ آٹہہ آنہ کی اب موجود ہے
باوجود اسکے اپنے آپ کو مفلس ظاہر کرتا ہی اور مجکو یقین ہے کہ وہ روپیہ اسکا برباد ہوجاویگا بلکہ

پاس تہا اوسکی اس مال کی ہم نشیں ہاوی گی اور سوا اسکے اور دو لونڈی تہی اس امانت میں ساجھی اوسکی
قدرت الہی سے دو مہری ۔۔ ایسا ہوا کہ وہ حمام میں واسطے غسل کے گیا اور ہمیانی روپیہ کی بوقت غسل
اتار کر سہوا وہیں رکہی الغرض بعد غسل وہاں سے آکر حضرت کے پاس بیٹھا اور ہمیانی وہیں بھول آیا
چونکہ یہ حال حضرت کو بہ باطن معلوم تہا حضرت اوسکو متبسم ہوکر کہا کہ میاں کمر کہولو اور بیٹھے
ہوکر بیٹھو جب وہ کمر کہولنے لگا تو میاں کی کمر ڈہیلی ہوئی اور سودائیوں کی طرح اوٹھا آپنے فرمایا
کہ کہاں جاتا ہے اوسنے کہا کہ میں غسلخانہ میں کوئی چیز بھول آیا ہوں اوسکے لینے کو جاتا ہوں جب
وہاں گیا تو ہمیانی نظر نہ آئی ہرچند تلاش کی ہمیانی نہ پائی آخر مایوس ہوکر حضرت کی حضور آکر
اور حال واقع سے اطلاع دی آپنے فرمایا کہ دریا پر جا وہاں کشتی میں ایک درویش صاحب کشف بیٹھا ہے
اوس سے اپنی ہمیانی طلب کر امید ہے کہ وہ تیری ہمیانی تیرے حوالہ کردیگا جب وہ دریا پر گیا تو کیا
دیکہتا ہے کہ ایک درویش بصورت حمالاں کشتی میں بیٹھا ہوا ہے اوسکو دیکہکر رہا وہ متردد ہوا کہ یہ
حمال اپنی حال مجہکو کیا دیگا جو کہ وہ حمال صاحب کمال تہا اوسنے براہ کشف اسکے حال سے خبردار
ہوکر کہا کہ اے شخص اگرچہ میں حمال ہوں لیکن تیری ہمیانی میرے ہی پاس ہے الی وسوسہ آرا اولحائو
اور مجہے معلوم ہے کہ تجکو حضرت میاں میر نے میرے پاس بہیجا ہے جب وہ کشتی میں گیا تو درویش
نے اشارہ کیا کہ میرے اسباب میں اور بہی ہمیانیاں ہیں وہاں سے ہمیانی پہچانکر لیجا وسنے
اوسکا اسباب دیکہا تو اور بہی صدہا ہمیانیاں اوسمیں موجود پائیں الغرض اپنی ہمیانی تلاش
کرکے حضرت کی خدمت میں لے آیا اور شکرانہ بجالایا لیکن اسکا کہ روپیہ کی گمگشتگی میں اوسکو غم بے
کمال ہوا تہا اس غم کے مارے وہ باوجود ملنے ہمیانی کے بعد دو روز کے مرگیا اسکے بعد وہ ہمیانی
اوسکی جا دونوں کے ہاتھ آئی اور وہ دونوں یہی چاہتی تہی کہ یہ روپیہ صحیح و سالم مجکو ملجاوے وہ ایک
دوسری کی فکر میں ہی تہی کہ ایک تیسری شخص بدکار کو اس حال سے اطلاع ہوئی کہ ان دونوں کی
بابت ۔۔ اوسنے بطمع زر ہمیانی ان دونوں کو زہر دیدی وہ دونوں جو مسموم
مسموم ہوکر مرگئی اور وہ ہمیانی تیسری کی ہاتھ لگی بعد چند روز کے راز اوسکا کہل گیا اور اوسکو

قتل کے قصاص مین وہ بہی بحکم حاکم قتل ہوا اور ہمیانی بادشاہ کے بیت المال مین داخل ہوے
فقط اور حال دارا شکوہ یہہ ہی کہ یہہ صاحبزادہ کلان شاہجہان بادشاہ کا اور ولی عہد وارث
تخت وتاج تہا شاہجہان بادشاہ نے اپنی جیتے جی اسکو ولی عہد کردیا مگر اسکو درویشون سے
بڑی محبت تہی حتی کہ وہ مرید حضرت ملا شاہ قادری کا ہوا اور حضرت ملا شاہ مرید وخلیفہ آستین حضرت
میانمیر بالا پیر کی تہی اور دارا شکوہ بادشاہ درویش سیرت صاحب تصانیف تہا چنانچہ کتاب سفینۃ الاولیا
احوال اولیاء اللہ مین اور سکینۃ الاولیا احوال حضرت میانمیر اور اونکی خلفا مین اور دیوان اکسیر اعظم
اور رسالہ معارف اور رسالہ شطحیات اور رسالہ حق نما اور کتاب سر اکبر جسکو ہنود بہی بہت مانتی ہین اوسکی
تصانیف سی مشہور ومعروف ہین اور حال قتل ہونی اوسکے کا مختصر یہہ ہی کہ جب شاہجہان بادشاہ
نی اوسکو ولی عہد کیا تو عالمگیر اورنگ زیب کہ سازش اوسکی تمام امرای نامدار اور وزرای دربار سے
تہی اور ارادہ تخت نشینی اپنی دل مین مصمم رکہتا تہا اوسنی باتہی بیرمش اہل دربار شاہجہان بادشاہ
کو قید کرلیا اور دارا شکوہ کو شہید کرکر خود تخت پر ہو بیٹہا شہادت حضرت دارا شکوہ کی بروز جمعہ
یکم ماہ محرم الحرام سال ایکہزار ستر مین بعد تخت نشینی عالمگیر کے دو سال وقوع مین آئی چنانچہ
تاریخ شہادت اوسکی مظہر الحق صاحب مخبر الواصلین نے یہہ لکہی ہے **مثنوی** آنکہ شاہ بلند اقبال است
رتبہ اش در مقام ابدال است + جمعہ وغرہ مہ عاشور + بود بروز وصال آن مغفور + سال تاریخ نقل آن
شہ دین + شد رقم صاحب بہشت برین + مرقد آن قتیل عشق اِلہ + ہست در گنبد ہمایون شاہ +
اور دوسری تاریخ شہادت دارا شکوہ کی مصنفہ راقم عفی عنہ یہہ ہی **قطعہ**
چون شہ دنیا ودین دارا شکوہ + رفت زین دنیا بحق منزل گزید + سال ترحیلش ز حق
شد عیان + زاہد اکبر شہ دارا شہید شد + اگرچہ دارا شکوہ مرید سعید حضرت ملا شاہ صاحب کا تہا
مگر ارادت کاملہ اوسکی حضرت میانمیر کی خدمت مین تہی اور آپ کی خدمت مین اکثر حاضر ہوتا تہا
اور حضرت کا روضہ بہی اوسی نے بنوایا اسکا ارادہ تہا کہ حضرت کی روضہ مقدس سی تا قلعہ لاہور
ایک سڑک سنگ سرخ کی خاص واسطی آمد وشد اپنی کے بنوا دی اور ہمیشہ پا برہنہ اوس سڑک پر سے

عنقریب ماکرے اوس وقت سی اوسی سنگ سیاہ کو نکرت طلب کراتا تھا قدرت الہی سی یہ تمنا اوسکی پوری
ہوئی اور سنگ پارہ پارہ ہوگیا تھا اوس سنگ سیاہ سی کہ موجود تھا عالمگیر نے مسجد بادشاہی واقعہ لاہور کے زینے
قلعہ لاہور اتک موجود ہی بنوادی چنانچہ ذکر مکانات اندرونی شہر لاہور میں تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ
فقط ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت میاں میر بالا پیر کی خدمت میں دارا شکوہ نے عرض کی کہ یا حضرت میرا
بھائی عالمگیر بڑا بدخو بددینی آزار میری کرتا ہے اگرچہ ولی عہد تخت ہندوستان میرا حق ہی اور
والد کی مرضی بھی یہی ہے کہ بعد اونکے میں تخت نشین شاہی ہند ہوں مگر وہ نہیں چاہتا اور اوسکے
حیلہ جوئی اور بدخواہ ہاری سی مجکو کمال خوف دامنگیر ہے آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تو بادشاہ ہوگا
بعد اوسکے جب عالمگیر نے باپ اپنے کو قید کرلیا اور دارا شکوہ تاب جنگ نہ لاسکا تو اونسے بادشاہ
کا کیا او بطور مخفی افتاں و خیزاں ہمراہی چند سواراں خاص تا بہ مقام ملتان آ پہونچا اور ساندل بار میں
ہوکر چاہتا تھا کہ ایران کو چلا جاوے جب خبر مفقودگی اوسکی کی عالمگیر نے سنی تو تمام ہندوستان میں
اشتہار دیا کہ جو کوئی دارا شکوہ کو پکڑ لاوے جاگیر اور انعام دیا جاوے اسپر جیون نامی زمیندار ملک
کہ بار بار ایک اہالی دربار اور صغار و کبار سی یہ خبر سن چکا تھا اس شاہزادہ عالی تبار کی خدمت میں
باریاب ہوا اور بار بار سجدہ ہوکر بارا مال ضیافت اوسکے سر پر کہا لاچار حضرت دارا شکوہ نے قبول کیا
جب وہ اوسکے گھر میں مہمان ہوا تو اوس بے ایمان نمک حرام نے اونکو گرفتار کرلیا اور بجبر اپنی آدمی کے
عالمگیر کے پاس بھیج دیا اور عالمگیر نے جلدی اوس خدمت عظیم کی اوسکو زرکثیر و جاگیر عطا کی بعد ازاں
وہ متمول ہوگیا جسنے کہ قلعہ جیون پورہ اپنی تعمیر کرایا چنانچہ اتک وہ جیون پورہ اوسی بے پیری ایمان کی آج تک
کا یادگار موجود ہی جب عالمگیر نے قتل دارا شکوہ سی فراغت پائی تو ایکروز بخدمت ایک فقیر کی کہ جانام
حضرت ملا شاہ سی تھا حاضر ہوکر طنز کہنے لگا کہ میاں میر تمہاری کلاں پیر کا معتقد یہ تھا کہ دارا شکوہ تخت آرا
سلطنت ہوگا اب شاہی اوسکی کہاں گئی وہ فقیر بولا کہ ہماری پیر میاں میر نے یہ بات دارا شکوہ کو نہیں
فرمائی تھی کہ تو بادشاہ ہندوستان ہوگا بلکہ یہ کہا تھا کہ تو بادشاہ ہوگا یعنی بادشاہ ملک باطنی
ہوگا پس اگر تو اوسکے حال کو دیکھا چاہتا ہے تو آنکھیں بند کرلے عالمگیر نے جب آنکھیں بند کیں تو کیا دیکھا

کہ سواری جناب سرور عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتزک و شان آتی ہے اور حضرت کی جانب
راست امام حسنؑ اور بجانب چپ امام حسین علیہ السلام ہیں اور جناب داراشکوہ کا ہاتھہ حضرت امام حسین
کی ہاتھہ میں ہے اور بہ تجمل تمام پا برکاب سواری سوار چلا جاتا ہی اور سب حاضرین ہمراہی سواری کہتی ہیں
کہ داراشکوہ شہید شاہ بہشت ہوا اور اپنی آپ کو دیکہتا ہی کہ لب ٹرک ملباس ہلاک خوران میلی
کی ٹوکری سر پر اوٹھائی ہوئی کہڑا ہے جب یہہ حال عالمگیر نی بچشم باطن دیکہا تو بہت نادم ہوا اور
آنکہیں کہول دین بعد ازان اُس فقیر روشن ضمیر نی فرمایا کہ یہہ ٹوکری میلی کی جو تو نی اپنی سر پر دیکہی ہے
دنیا کا جاہ ہی خدا نی اس بلائی بد سی داراشکوہ کو بچالیا اور تو نی اپنی خواہش سی یہہ ٹوکری میلی کی
اپنی سر پر اٹھائی سو چند روز ہی آخر فنا ہوگا اور داراشکوہ شاہ بہشت ہوا ہماری پیر میانمیر نے
جو فرمایا سو سچ فرمایا تہا اور مقبرہ حضرت ملا شاہ صاحب کا بطرف گوشہ غربی و جنوبی روضہ حضرت میانمیر کے
موجود ہی اور یہہ صاحب قدیم سی ساکن موضع ارقسان من مضافات شہر روستاق ممالک بدخشان
ہیں اصلی نام انکا شاہ محمد ملقب بہ نجابت اللہ بالقاسان اقدس المشہور ملا شاہ اور حضرت کی والد کا نام ملا
عبدی اور یہہ حضرت ہمیشہ سی صاحب علم اور ملا صاحب فضیلت چلی آئی ہیں حال انکا یہہ ہی کہ یہہ حضرت
بعالم طفولیت و صغر سنی اپنی وطن مالوفہ سی بتلاش خدا انکلکر وارد کشمیر جنت نظیر ہوئی اور تین برس
وہان رہکر ہندوستان کو تشریف لائی جب آگرہ میں پہونچی تو ایک شخص سہار یا مہربانی کی زبانی
حال حضرت میانمیر بالا پیر کا سُنا اور وہان سی لوٹ کر لاہور کو آئی اور حضرت میانمیر کی خدمت میں
آکر استدعا بیعت کی حضرت نی فرمایا کہ - برو عالم شو انگہ پیش من آ * پہر دس برس تک آپ لاہور میں
بہ تحصیل علم ظاہری مصروف رہی جب عالم کامل اور فاضل اکبر ہوئے تو حضرت کی پاس آئی اور بیعت
کی اور بعد چند سال کے بڑی صاحب کمال ہوگئی یہہ حضرت تارک الدنیا ایسی تہی کہ عرصہ تیس سال تک آپکے
مکان مسکونہ میں چراغ تک روشن نہوتا تہا اندہیری میں ہی سکونت پذیر رہتی تہی داراشکوہ لکہتی ہیں
کہ میں ایک رات حضرت ملا شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپنی ایک ہمسایہ کی گہر سی چراغ منگوا کر فرمایا
کہ داراشکوہ آج ہمارے گہر میں بباعث آنی تیری کی چراغ روشن ہوا ورنہ ہمکو کبہی خواہش روشنی

خراع نہیں ہوتی اور یہ لکھا ہے کہ تمام عمر آپ نے خواب استراحت نہیں فرمایا اور حبس نفس یہاں تک
تھا کہ تمام شب میں ایک یا دو دم لیتے تھے اور یہ تمام عمر آپ مجرد رہے اور نکاح کی طرف میل نہ کی اور اگر
کبھی حاجت غسل جنابت و احتلام ہوئی چنانچہ انکا معمول تھا کہ غسل احتلام بحالت خواب و غسل جنابت
بحالت قرب زن ہوتا ہے من زن دارم و نہ اے الحمد للہ الملک الوہاب کہ ازیں ہر دو نا محرم
اور حضرت شاعر بھی بڑے علما تھے چنانچہ دیوان ملا شاہ صاحب کا مشہور و معروف ہے اور یہ لکھا
کہ جب آپ کشمیر میں تشریف لے گئے اور وعظ فرمانے لگے تب آوازہ شہرت حضرت کا دور و نزدیک پہنچا
آپ اپنی مجلس وعظ میں تعریف و توصیف اصحاب کبار اکثر فرماتے تھے چونکہ روافض کشمیر میں کم
مشہور ہیں بقول کسی شاعر کے - ہر دو قوم اند جہاں پی یہ + سنی بلخ شیعہ کشمیر + شما
تو وہ مستعد مباحثہ و مجادلہ و فتنہ و فساد ہو کر حضرت کی مجلس وعظ میں آنے لگے مگر لطف یہ تھا کہ جو کوئی
مباحثہ کو آتا تھا الٰہ تائب ہو کر خادم بن جاتا تھا چنانچہ مکان خانقاہ حضرت ملا شاہ کا معہ مریدان
کشمیر میں تا حال موجود ہے اور یہ دارا شکوہ لکھتا ہے کہ ایک روز مجھکو مسئلہ رویت حق میں تردد ہوا
کہ آیا رویت جناب حق تعالیٰ جو قرآن سے ثابت ہے کیونکر ہوگی اور اوس وقت کیا نظر آوے گا
واسطے حل اس مشکل کے میں حضرت ملا شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا مگر بباعث رعب کے کچھ
عرض نکر سکا اور رجع القہقری کر کے گھر آیا گھر میں آکر میں متوجہ شروع سہ فتوح حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہوا دفعتاً ارشاد ہوا کہ اے حیران بادیہ حیرت کیا جگہہ تفکر کی ہے خدا قادر ہے
جس طرح چاہے گا اپنے مومنان با ایمان کو دیدار پر انوار اپنا دکھلا دیگا یہہ دیکھتے ہی مجکو تسلی ہو گئی
اور دوسرے دن پھر حضرت ملا شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے کہ اے دارا شکوہ مسئلہ
رویت میں تیری تسلی ہو گئی میں نے عرض کی کہ یا حضرت اس حال سے سوائے حضرت علام الغیوب کوئی
واقف نہ تھا آپکو کیونکر اس حال سے واقفیت ہوئی آپ نے فرمایا کہ جس نے تجکو یہہ حال سمجھایا اوسی نے
مجکو بھی بتلایا وفات حضرت ملا شاہ کی سنہ ایکہزار انہتر (۱۰۶۹) میں واقع ہوئی چنانچہ تاریخ وفات
اس جامع الکمالات کی مصنفہ مفتی غلام سرور صاحب یہہ ہے قطعہ تاریخ شیخ حق آگاہ ملا شاہ

دین + ہر کہ روی روشن او ردید رشک ماہ گفت + شد چو از دنیا سوی جنت خرد تاریخ او + زاہد بیجاب
قطب وقت ملا شاہ گفت + ایضاً

قطعہ شہ محمد کہ عارف حق بود + عالم و عامل و خدا آگاہ + گفت سال وصال او سرور +
کہ عجب قطب وقت ملا شاہ + ماسوای انکی صدہا خلفا حق پرست حضرت میانمیر کے ہین اور اکثر اوقات حضرت
میانمیر آبادی سی متنفر ہوکر ویرانو نمین متوجہ بحق ہوتی تہی در بسا اوقات خانقاہ عالیجاہ حضرت بی بی
پاکدامنان مین جاکر متوجہ ہوتی تہی اور مقام ہاشم پورہ کو جہان اب مزار پر انوار حضرت کی ہی بہت
پسند کرتی تہی اور ہاشم پورہ وہ مقام ہی جو جانب غرب رویہ مزار پر انوار حضرت کی واقعہ ہی در مقبرہ
عالیہ حضرت میانمیر غرب رویہ سڑک چہاونی میانمیر جو اسٹیشن ریل سی ہوکر جاتی ہی اور شرقی رویہ سڑک
آہنی ریل ملتان واقع ہی گرد نواح مقبرہ کی چار دیواری بلند پختہ موجود اور غرب رویہ اس
چار دیواری کی اندر مسجد عالیشان پختہ تین گنبد والی موجود ہی چنانچہ باہر سی نشان محراب دیوار غربی
مین دکہائی دیتی ہین اور تمام مسجد سفید و وسیع اور مصفا دروازہ آمد و رفت چار دیواری کا جنوب رویہ
قبل اسکی دروازہ شمال رویہ دیوار مین بہی تہا مگر وہ اب چند مدت سی مسدود کر دیا گیا ہی اور گاہ گاہ بروز
عرس کہول بہی لیتی ہین باہر دروازہ جنوبی کی جنوب رویہ کوٹہہ مسکونہ فقیر مع کوٹہری و طاق تختہ چوبی
جس مین اب گلاب شاہ نامی فقیر رہتا ہی اور اندر تمام چار دیواری کی فرش سنگ سرخ کا اور میانہ مین ایک
چبوترہ عالیشان سنگ مرمر کا پانچ فٹ اونچا جسپر خط سنگ سیاہ کی سات زینہ چبوترہ کی اسی چبوترہ سی جاتی
ہین بروز میلہ اکثر اشخاص زائرین و تماشا بین موسم گرما مین اسی چبوترہ پر استراحت کرتی ہین عرس مبارک
حضرت کا ہفتم ربیع الاول کو ہوتا ہی اور اس روز خلقت کثیر وہان جمع ہوتی ہی ایکدن اور ایکرات
عجب لطف رہتا ہی ہزارہا آدمی دور و نزدیک سی حاضر ہوتی ہین اوس روز دروازہ آمد و رفت سے
لیکر تا بچبوترہ دو رویہ دوکانات لگ جاتی ہین اور دروازہ بیرونی کے باہر تا پشت مسجد صدہا دوکانین
حلوائی و میوہ فروشون کی لگائی جاتی ہین اور در بیرونی کے باہر جانب غرب رویہ ایک دوکان می فروشی کی
بہی لگتی ہی اور کئی دوکانین میوہ فروشون اور فالودہ سازون اور کہلونی والون کی لگتی ہین اور کئی

اکھاڑے چرسیوں اور ساقی اور ساقیاں کی لگ جاتی ہیں اور ماسوا اسکی بیسیوں چھکڑے یعنی بہلیاں
وہلی بس کے اور چرخیاں لگ جاتی ہیں اور صدہا گاڑی و یکہ و بہل و بگھی و رتھ و ڈولی منجملہ
دمدم و بیچ گاڑی و ڈولی گھوڑی سے جمع ہوتے ہیں اور بیشمار چھابڑیوں والی ہر ایک قسم کی چیزیں
اور اشیائے لطیف تر و تازہ لئے پھرتی ہیں قبل اسکی چرچا اس میلہ کا چنداں نہ تھا مگر جبسے مہاراجہ رنجیت سنگھ
کو خوش اعتقادی مکان مہا کی چوٹ لگی اور رعایت ہوا تب سے لوگوں کی دلوں میں اعتقاد اس حضرت کا زیادہ
ہوا اور یہہ میلا بکثرت تمام ہونے لگا تفصیل اس حال کی یہہ ہی کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کو سودا بنانا
دربار امرتسر کا ازبس تھا اور اسی شوق میں تاریخی مکانات میں صدہا مقبروں کی پتھر جو بعہد بادشاہان
سلف بصرف لاکھہا روپیہ کی تعمیر ہوئی تہی اکھڑوا کر وہاں بھیجدی چنانچہ کل پتھر ہای سنگمرمر و زرد
ہای سنگ ابری وغیرہ مقبرہ حضرت جہانگیر بادشاہ سی اکھاڑ کر امرتسر بھیجے گئے اور کئی مقبروں
سنگ سرخ و سنگ سیاہ و سنگمرمر گرد نواح لاہور کے تھے بنیاد سے گرا دیے گئے یہہ مسماری مقبرہای سلف
کی صرف بہ تعصب مذہبی و طمع تحفہ سنگ سے عمل میں آئی اس وقت ہر ایک دانا یہی کہتا تھا کہ بادشاہ
کو یہہ نہیں چاہیے کہ مکانات بادشاہان سلف کو گراویں بلکہ عادت شاہان انصاف دوست کی
یہہ ہی کہ عمارات قدیمہ کی مرمت کراتے ہیں چنانچہ صاحبان عالیشان دام اقبالہم و حشمتہم ہزارہا روپیہ
مکانات سلف پہ صرف کرتے ہیں اور غلبہ مراد حکام عالیمقام کی یہی ہے کہ جسقدر مکانات عہد بادشاہان سلف
کی ہیں وہ بطور یادگار قائم رہیں غرض جب مہاراجہ صاحب اس مقبرہ کی پتھر اکھاڑنے کی طرف متوجہ
ہوئی تو ایک روز خود بمقام مقبرہ تشریف فرما ہوئی اور حکم دیا کہ جسقدر پتھر اس مقبرہ پر نصب ہیں سب
اکھاڑ کر امرتسر بھیجا دیئے جاویں تاکہ علاوہ فلانی جگہہ فلاں پتھرہ فلانی دالان پر لگایا جاوے چنانچہ
مقبرہ میں کھڑے ہوکر سب مزدوروں اکھاڑنے پتھر کے ملداروں کو سمجھا کر باہر نکلے اور اسپ دل پسند
لیلی نام پہ بقصد سواری سوار ہوئی ہی وہ اسپ لیلی مجنون ہوگیا یعنی بدلگام ہوکر
بھاگنی لگا مہاراجہ صاحب ہر چند اپنے آپ کو سنبھالتے رہے سنبھلا نہ گیا آخر زمین پر گر پڑے
اور چند چوٹیں بدن پر سخت لگیں جس سے بیہوش ہوگئی جب ہوش میں آئی تو فرمایا کہ ہمسے بڑی گناہ

هوی کہ ہم نی بادشاہون کے پیر کی مقبرہ کی تہہ اوکہاڑنیکا حکم دیا اب ہمکو سزای ادبی کی ملی اوجہ ہم سی خفا هوی تو
خدانی بہی پسند کیا ہمکو یہہ زجر و توبیخ هوی کہ گہوڑی سی گرائی گئی اب ہم توبہ کرتی ہین یہہ کہکر بہر حضرت کی مقبرہ پر
گئی اور پانسو روپیہ نذرانہ گذرانا اور ناک منہہ کہسا اور سفیدی کا حکم دیا اور ہمیشہ اس مقبرہ کی معتقد ہوکر
سلام کی واسطی حاضر ہوتی اور نذرانہ کثیر گذرانتی رہی اور مقبرہ کی مجاورون کا بہی بہت ادب کرتی تہی چنانچہ
مجاور لوگ امیر اور دولتمند بن گئی مجاورون نے اوس وقت بڑی چین اوڑائی کئی معافیان جاگیرین
تہین ہر روز صدہا امیر نذرین چڑہاتی تہی اور اژدہام زائرین رہتا تہا صدہا گدا فقیر یہان امیدوار ہوکر
بیٹہتی تہی اور شام کو خاطر خواہ مال لیجاتی تہی اصل نام حضرت میانمیر کا شیخ محمد لقب میانمیر ہی اور حضرت میانمیر
اولاد حضرت امیر المومنین عمر فاروق خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ کی ہین اور حضرت ایسی قابل فقیہ تہی کہ کوئی
ہم عصر عالم حضرت کی برابری نہین کرسکتا تہا اور حضرت کی والدہ بی بی فاطمہ اور حضرت کی ہمشیرہ بی بی جمال
خاتون یہہ دونون عفیفہ بہی بڑی صاحب کمال تہین اور مشہور ہی کہ حضرت میانمیر صاحب نام مبارک حضرت
غوث الاعظم کا کبہی بیوضو زبان پر نہین لاتی تہی اور حضرت کا مقولہ ہی کہ صوفی آن بود کہ نبود اور حضرت
بڑی متشرع تہی اور بہت مرید اور خادم نہین بناتی تہے اور جسکو مرید بناتی تہی اوسکو کامل کردیتی تہے
اور آپ اپنی مریدونکو مرید کہکر یاد نہین کرتے تہی بلکہ بمتابعت حضرت شاہ رسالت دوست اور یار فرمایا
کرتی تہی اور حضرت یہہ شعر اکثر پڑہا کرتی تہی شعر شرط اول در طریق عاشقی دانی کہ چیست + ترک کردن
ہر دو عالم را و پشت پا زدن + اور حضرت کا معمول تہا کہ ہمیشہ علی الصباح معہ خادمین جنگل یا کسی باغمین
تشریف لیجاتی اور وہان علیحدہ بیٹہکر متوجہ یاد الہی ہوتی تہی اور بوقت نماز نماز باجماعت باہم ادا کرتے
اور داراشکوہ کتاب سکینۃ الاولیا مین تحریر کرتے ہین کہ حضرت کا خادم میان نتہا بیان کرتا تہا کہ حضرت
رات کو لب بام استراحت فرمایا کرتی تہی اور رات کو مین آفتابہ اور بادکش حضرت کی بستر پر رکہکر علاحدہ
جاکر سو رہتا تہا ایکروز جو رات کو حضرت نی حسب عادت مجکو ارشاد کیا کہ آفتابہ اور پنکہا ہمارے پاس رکہکر
چلا جا چنانچہ مین نے پنکہا تو رکہہ دیا اور آفتابہ آب رکہنا بہول گیا بوقت نیم شب مجکو خیال آیا کہ مین پنکہا
تو رکہہ آیا ہون لیکن پانی رکہنا بہول گیا ہون الغرض اوسی وقت مین پانی لیکر اوپر گیا تو عجب قدرت الہی

شہر آئی کہ ملقہ بیرونی در حجرہ بند ہی اور آپ حضرت بستر پر تشریف نہیں رکھتے ہیں بہت حیران ہوا
ہر ایک مکان خانقاہ میں حضرت کی تلاش کی جب اندھیری میں تسلی نہوی تو چراغ روشن کیا اور جا بجا
ڈہونڈا آپ کہیں نظر نہ آئے ناچار اپنی جگہہ پر آکر لیٹ رہا اور بارے فکر کی نیند نہ آتی تہی اور خیال تہا
کہ دیکہوں حضرت کس طرف سے تشریف لاتے ہیں اور اسی فکر مین تمام رات گذر گئی علی الصباح حضرت لی ادرست
ہی جہاں حضرت کا بستر تہا آواز دیکر فرمایا کہ وضو کے واسطے پانی لاؤ مین پانی اور لے گیا اور حال
پوچہا حضرت نے انکار فرمایا اور کہا کہ یہہ حال ہم ظاہر نہیں کر سکتے جب سجدہ ہوا تو فرمایا کہ یہہ راز ہی کہ ہم
تیری ایسی کہتے ہیں مگر خبردار کسی سے نہ کہنا اور وہ راز یہہ ہی کہ ہم رات کو ہر شب غار حرا میں جاکر عبادت
کیا کرتے ہیں اور وہ مکہ شریف میں ہی کہ جہاں قبل از نزول وحی حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر معتکف
ہوکر عبادت کیا کرتے تہی اور اوس غار کی یہہ بزرگی درتا ہیر ہی کہ اور جگہہ کی عبادت یکسال اور وہاں کی
عبادت یک ساعت کا رتبہ برابر ہی اور پیر دارا شکوہ لکہتا ہی کہ مین بعمر بست سالگی ایسا بیمار ہوا کہ طبیبوں نے
میری علاج سے جواب دیدیا اور امید زیست نہ رہی شاہجہان بادشاہ میری والد نے حضرت پیر کی
خدمت مین جاکر استمداد کی آپ نے پانی دم کر کر مجہکو پلایا بمجرد پینے کے صحت کامل ہوگئی اور جہاں
اس مقبرہ حضرت میاں میر کا واقعہ ہی وہاں محلہ ہاشم پورہ اور ہاشم پورہ آباد تہا اور لاہور یہاں تک تہا
اسکے ایک حجرہ متصل حضرت کا یہاں ہی تہا اور کبہی کبہی حضرت اوس جگہہ بہی رہتے تہے
اور بڑی کامل خلفا حضرت کی یہہ ہیں - ملا شاہ شیخ ستہا - شیخ اسمٰعیل
میاں حامد ملا خواجہ بہاری ملا عبد الغفور ملا شہ سعید مرادا کی دہرم کوٹ متصل ڈیرہ بابا نانک کے موجود ہے
اور حضرت عبد الغنی حاجی صالح چنانچہ ذکر ان حضرات کا برموقع درج ہوا اب سجادہ نشین مقبرہ حضرت
کا مسمی محبوب شاہ بن محمد بخش بن خدا بخش بن قادر بخش بن مراد بخش بن عزیز اللہ بن شیخ مراد بن
شیخ نور شاہی بن شیخ حسین بن شیخ محمد شریف خواہرزادہ جناب میاں میر صاحب ہے اور جناب میاں میر
صاحب تمام عمر مجرد رہے اونہوں نے شادی نہیں کی تہی اسواسطے اولاد حضرت کی باقی نہیں ہوی
اور بعد وفات حضرت مرحوم کے محمد شریف خواہرزادہ حضرت کو محمد دارا شکوہ خلف شاہجہان نے سجادہ

سے طلب کرکر سجادہ نشین روضہ منورہ کا کیا اور تمام عمارت و جاگیر متعلقہ مقبرہ معالی ونکی تفویض کین چنانچہ فرمان بادشاہی
درباب تفویض سجادہ گی اس مزار کی اونکی پاس موجود ہی اور یہہ محمد شریف بہی فاروقی ہین اور صاحبان سجادہ نشین
کی قبرین چار دیواری کی اندر ہین محمد شریف سجادہ نشین کی قبر سنگ سرخ سی حضرت کی چبوترہ کے جنوب رویہ
متصل زینہ موجود ہی اور بقیہ تمام قبور خشتی چونہ گچ اور حضرت کی مقبرہ پر جسقدر عمارت کہ سنگ سرخ و سنگ مرمر
کی بنی ہی وہ مبنیہ دارا شکوہ ہی اور مقبرہ کی گنبد کی عمارت خشتی عالمگیر نے بنوای تہی صورت حال اسکی یہہ ہے
کہ بنیاد کل مکانکی دارا شکوہ نی ڈلوائی جب مقبرہ کی چار دیواری قد آدم آگئی تو دارا شکوہ شہید ہوگیا او
پھر ایکسال عمارت بند رہی جب عالمگیر یہاں آیا تو بہت سا اسباب عمارت دارا شکوہ کا جمع کیا ہوا دیکہا
کیونکہ اوسکا ارادہ تہا کہ چونکہ دارا شکوہ نے تمام مقبرہ حضرت میاں میر فرش سنگ سرخ تیار کرادی تاکہ پا
بر ہنہ یہاں سے وہان تک چلا جاوی مشیت ایزدی سی وہ ارادہ اوسکا بہم نہ پہونچا اور چونکہ دارا شکوہ یہان تہا
جہاں اب محمد سلطان ٹہیکہ دار نی سرای بنای ہی غرض میاں میر صاحب کا مقبرہ عالمگیر نی بقیہ عمارت خشتی بنوا کر
عمارت ناتمام پہونچای اور جسقدر عمارت سنگین اول بنی تہی وہ سنگین ہی اور شجرہ خادمی حضرت میاں میر صاحب
کا محبوب شاہ سجادہ نشین حال سی لیکر تا جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہہ ہی کہ محبوب شاہ مرید پیر شاہ اور وہ
حنیف شاہ کا اور وہ مرید غلام فرید کی اور وہ معصوم شاہ کے اور وہ میاں رحمت اللہ شاہ کی اور اونکا پیر شاہ عزیز اللہ
اور اونکا پیر سید برہان الدین اور اونکی پیر حضرت میاں میر بالا پیر اور اونکی پیر حضرت شاہ خضر اور وہ مرید سید
احمد کی اور وہ مرید عابد کبیر کے اور وہ مرید شاہ ابو القاسم کے اور وہ مرید حضرت موسی حلبی کی اور وہ مرید
شہ ابوبکر کی اور وہ مرید شاہ داؤد کی اور وہ مرید شاہ سلیمان کے اور وہ مرید شیخ زید کی اور وہ مرید شیخ قریشی کے
اور وہ مرید سید عبد الرزاق خلف الصدق حضرت غوث الاعظم کے اور وہ مرید حضرت غوث الاعظم محی الدین سید
عبد القادر جیلانی اپنی والد کے اور وہ مرید حضرت شیخ ابو سعید مخزومی کے اور وہ مرید شیخ ابو الحسن ہنکاری کی اور وہ مرید
حضرت خواجہ ابو الفرح طرطوسی کی اور وہ مرید حضرت شیخ عبد الواحد تمیمی کی اور وہ مرید حضرت شیخ ابوبکر شبلی کے
اور وہ مرید حضرت خواجہ سید — جنید بغدادی کی اور وہ مرید حضرت شیخ سری سقطی کے اور وہ مرید حضرت
شاہ معروف کرخی کی اور وہ مرید حضرت شیخ داؤد طائی کی اور وہ مرید حضرت خواجہ حبیب عجمی کے اور وہ

مرید حضرت خواجہ ابو الحسن بصری کے اور وہ بھی خاندان عالیشان حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ کی کہ اوپر ہوا لیے جو خود حضرت مرتضیٰ علی سے بیعت کی اور امام حسن و حسین علیہم السلام سے بھی
فیض ظاہری و باطنی حیات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جو اتنک پیری و مریدی
حضرت میاں میر کی خاندان کی جاری ہے اور صد ہا لوگ آجتک حضرت کی خلفاء سے فیض باطنی حاصل کر رہے ہیں
کوئی ملک ایسا نہیں کہ جہاں اب بھی کوئی خلیفہ حضرت کی خاندان کا ہوگا اور حال عمارت چاردیواری مقبرہ
یہ ہے کہ جنوب دروازہ آمد و رفت کا طاق تختہ سرنگ سرخ اور باہر اسکے ایک بیہ سنگ سرخ کا بنی ہوئی اور آگے
اندر جاتی ہے متصل بہ دیوار میں طرف غرب اور شرقی میں پانچ محراب عماقی سی ہوئی ہیں اور ماسوا اسکے
چار دیواری کی تمام عمارت میں ایسی ہی محرابیں ہوئی ہیں ارتفاع اس چار دیواری کا تخمیناً پانچ گز در اندر
کی اندر جاتی ہی غرب کی طرف ایک دالان بڑا عالیشان چونہ گچ سقف قالبوتی جسکے شمال رویہ اور جنوب
ایک در محرابی ہے اور سامنے دالان کے چھت کی چہ درجو میں منقسم ہے چنانچہ اگر صحن اسکے کھڑی ہو کر دیکھیں
تو یہ گنبد نظر آتے ہیں اندر اسکے زمین پر بھی فرش سنگ سرخ موجود ہے اندر اسکے جو ستونوں میں سے تین
طرف شرق ہیں کسادہ اور تین غرب رویہ میں جو کہ ہست معہ طاق تختہ نصب ہے پھر اسکی دیوار غربی میں ایک
در محرابی جواب سد ہے اسکے متصل دیوار بدیوار اور دالان کے تین در ہیں بند اور ایک کسادہ اسکے
آگے ایک کوٹھہ جسکا دروازہ شمال رویہ گوشہ جنوبی و غربی میں واقع ہے کہتے ہیں کہ یہہ دالان میاں
محمود شاہ سجادہ نشین حال کا عرصہ چودہ برس سے تیار ہوا ہے اسکے ساتھ چاردیواری کی غرب کی طرف ایک
دالان جسکے سہ قروبہ اول و در میں محرابی اور پھر محارجہ میں در شالہ سفید منقش جو گچ اس جاجی کے
شمال کی طرف اور دالان جسکے دو در ہیں بند کیے تیسرے میں دروازہ لگا ہے اور اسمیں پھر ایک کوٹھری ہے
جنوب کی طرف اس دالان میں کوٹھری در کوٹھری معہ طاق تختہ چوبی یہہ دالان سجادہ نشین کے نشستی
اس دالان کے باہر آمد و رفت کو واسطی دو در یہ سنگ سرخ کی اور نیز ناتمام بلند بنیاد دیوار شرقی دالان
میں عمارت سنگ سرخ کی ور اس دالان کے شمال رویہ دیوار بدیوار مسجد کہ جسکی کرسی دار اسکو دلی
اور بقیہ عمارت عالمگیر کے منوائی واقع ہے میاں میں مسجد و دالان ہزار دیوار سرخی زینہ اوپر جانی کی جگہ

اور اس زینہ کی آگی چبوترہ بوسیدہ جسپر اب درخت نیم کہڑا ہی تعداد زینہ دس علی دلیعنی دس زینہ چڑہکی آدمی مسجد پر جاتا ہے
عمارت اس مسجد کی خشتی استرکار جسپر سفیدی ہوئی ہوئی ہی صورت اسکی یون ہی کہ باہر طرف شرق صحن کشادہ
جسپر فرش خشتی ہی اور ارتفاع عمارت اسکا زمین سی تاکمر بلند اس ارتفاع کی عمارت مین تمام سنگ سرخ لگا ہوا ہے
اور لب فرش صحن مسجد ہذا شرق و جنوب و شمال کیطرف ایک ایک سل سنگ سرخ کی لگی ہوئی ہی اس مسجد کے
اوپر پانچ گنبد اور اندر پانچ محراب اور ہر پانچ دہن محرابی کلان اور گنبدون کے اوپر کلس بہی سفید مین
میانہ دہن کی اوپر لب بام دو برجیان ہشت پہلو آٹھہ آٹھہ در والی وہ دربند ہین اور اسی طرح دو برجیان
خورد خورد بطرف شمال و جنوب بہی نصب فرش چبوترہ سی میانہ مسجد بسقفہ ایک فٹ بلند اور اس بلندی پر سنگ مرمر آدہ آدہ گز بلند نصب
ہی اور محراب میانہ کی شمال رویہ ایک منبر خشتی بنا ہوا ہے عرض اس صحن کا دس گز اور طول تیس گز کتبہ
دہن میانہ پر بہ رنگ ہر محرابچی محراب خوشنما بنا ہوا ہی اور ہر پانچ دہن مسجد مین آدہ آدہ گز عرض سنگ مرمر کے
ٹکڑے لگی ہوئی ہین اور اس صحن کے شرق رویہ تین زینہ اول سنگ سرخ اور دو سیاہ و سرخ کی اس مسجد کی از سر نو
سفیدی اب سات برس ہی نور حسن سوداگر نے کرادی ہی اور بوقت سفیدی شمال رویہ دہن خود بند کر کے
حجرہ بنادیا ہی دروازہ اسکا جنوب رویہ طاق تختہ ندارد اور یہہ دیوار نو تیار جسکے بنانی سی یہ دہن مسجد حجرہ
بن گیا ہی تا گنبد نہین پہونچی شمال رویہ مسجد ہذا کے دو زینہ اوپر جانے مسجد کا ہی اوسکی بہی دس سیڑہیان اس
مسجد کی شمال کیطرف ایک سہ در دالان کہپریل کا ہی مبنیہ دارا شکوہ سنگ سرخ کی اور اوپر عمارت عالمگیری اس
دالان کے آگے دو زینہ شرق رویہ اور اس دالان کی آٹہہ در محرابی جس مین سی پانچ کشادہ اور تین بند متصلہ مسجد اس مین
بروز عرس بہنڈارہ تیار ہوتا ہی چنانچہ دو تنور بہی موجود جنوب و شمال رویہ اس دالان کے دہن بند کر کے
کوٹہریان بنائی گئی ہین اور تمام دیوار شمالی مین بہی محراب ہائی عمارتی بنی ہوئی ہین اس دیوار کے
میانہ مین ایک دروازہ آمد و رفت کا ہی مگر اب بند یہان تک تو دیوار مبنیہ عالمگیری کی اور یہانتک صحن
صحن چاردیواری ہی اور اس صحن مین تمام فرش سنگ سرخ شرق رویہ اس صحن کے چھہ گز فرش
خشتی ہی اور مقبرہ کی خاص شرق رویہ ایک دالان جواب سات برس ہوئی محبوب شاہ نے بنوایا ہی اور
اوسکی دو دروازے ہی شمال و جنوب رویہ محرابی اور سقف بہی محرابی قالبوتی اندر سی پانچ درجہ وا اس دالان سے

یہی شرق رویہ ایک چاہ پختہ معہ عملجات منشیہ نور امان والہ جو چالیس سال سی سا ہی اس چاہ کی غرب رویہ
تودہ صحن چار دیواری ہی جسمیں فرش سنگ سرخ کا ہی اور یہہ اطراف دیگر تمام باغچہ اسکے گرد بھی دیوار پختہ ہی
میں ہی شمال و جنوب رویہ عمارت عالمگیر اور اسمیں شمال رویہ ایک درہ جو بند ہی اور معمادی اسکے جنوب رخ
در محرابی کشادہ آمد و رفت کا ہی کوئی کوئی آدمی جو بستی ہی آتا ہی مگر عام دروازہ یہہ نہیں ایک اسکے
ساتھ پھر ایک دیوار شمال و شرق و جنوب رویہ ہی یہہ بھی محبوب شاہ سجادہ نشین نے بنوائی ہی اس باغچہ
میں اکثر اشجار انار لسوڑا دھریک گوندنی پھلائی و کیوڑہ و کنوار گندل وغیرہ موجود ہیں شرق
رویہ اس باغچہ کے اندرون چار دیواری قدری زمین سفید ہی یہاں لوگ روز میلا آرام کرتے ہیں اور
اس باغچہ میں چاہ کی شرق رویہ دو چبوترہ پختہ ایک پر تین قبریں ایک کرم شاہ کی دوسری قطب شاہ
مراد سجادہ نشین تیسری حسن دین مجاور میراں بادشاہ کی کہ وہ بھی حضرت کا معتبر تھا موجود اور
دوسری پر ایک قبر علیشاہ مجاور کی جسکے شہر لی چراغدان اور چاہ بوری یہاں والے کی جنوب رویہ متصل ہی ایک
قبر پختہ کریم بخش منشی بارگاہ سرکاری کی بھائی کی ہی اور جنوب رویہ اسکے اور چاہ پختہ چرخی دار
سجادہ نشین ہی جنوب رویہ اسکے متصل دیوار چار دیواری ایک حراس جسکا ایک دروازہ شرق رویہ اور ایک
درکلاں شمال رویہ اور دو کھڑکیاں معہ طاق تختہ اسکے اندر غرب رویہ ایک کوٹھری اسکے اندر جانے کا
دروازہ شرق رویہ اور ایک باہر شمال رویہ جو بند ہی اور چاہ سی باحراس درخت بیر و کیکر اور گوندنی و پیپل
کھڑی ہیں اور اس حراس میں آٹا واسطے فقرا اور خرچ عرس کے پیسا جاتا ہی اس حراس کے شرق رویہ
جہاں صحن معہ فرش سنگ سرخ اندرون چار دیواری ہی ایک دروازہ دالان جسکے غرب و شرق رویہ
تین تین در ہیں محرابی اور شمال رویہ پانچ در ہیں شرقی بند کرکے کوٹھری سی ہی عمارت اسکی پختہ چونہ گچ
سقف قالبوتی فرش رمل سنگ سرخ کا ہی اس دالان کے غرب رویہ ایک اور کوٹھہ پختہ ہی دروازہ اسکا
شمال رویہ طاق تختہ والہ درمیان دروازہ جنوب اور مقبرہ خانقاہ کی ایک چبوترہ خستہ پختہ او سپید رہ
قبریں سرہانے اسکے شمال و سراجداں یہہ قبور سجادہ نشینان و معتقدین کی ہیں صاحبان انکو
کی جسقدر نام معلوم ہیں جو درج ذیل کئے جاتی ہیں مہدی شاہ معصوم شاہ شیخ عثمان حنیف شاہ -

ملا ساداں خدا بخش امیر شاہ شیخ نور اللہ قادر بخش محمد شاہ یہہ سجادہ نشین ہین اور بقیہ معتقدین
کی اکثر قبور بر سر فرش رکہی ہین مقبرہ کی زینہ کی پاس بائیں بطرف غربی دو قبرین ہین ایک سنگین حضرت
محمد شریف صاحب کی جو ہمشیرہ زادی حضرت میانمیر صاحب کی تہی جنکو دارا شکوہ نی سیستان سی بلوا کر
سجادہ نشین کیا اور اوسکی غرب رویہ ایک قبر پختہ خشتی چونہ گچ سفید حضرت محمد صالح خادم حضرت میانمیر
کی اور یہہ محمد صالح بعد دو تین سال حضرت میانمیر کی فوت ہوی تہی اب حال عمارت موجودہ مقبرہ تحریر
کرتا ہون کہ چہہ زینہ سنگ مرمر کی جنوب رویہ مقبرہ فرش سنگ سرخ کی اوپر ہین اب یہاں یعنی عمارت سنگ مرمر
کی شروع ہوتی ہی سنگ مرمر مین تمام کار منبت کی پہول تیار ہین گرد نواح ارتفاع چبوترہ مین ہر سل سنگ
مرمر مین تحریر یہ محرابی سنگ سیاہ کی ہی اور چاردن گوشون چبوترہ سنگ مرمر کی ارتفاع مین چار ستون
سنگ مرمر خوشنما موجود ہین غرب رویہ چبوترہ کی ارتفاع مین ایک سل سنگ مرمر مین گلکاری سنگ سیاہ
کی ہوی ہوئی ہی لب بام چبوترہ بہی مداخل سنگین سیہ چبوترہ اونیس ۱۹ گز عرض اور اونیس ۱۹ گز
طول کا مربع ہی میانہ مین اسکی مقبرہ حضرت کا جسکی عمارت ضنا قد آدم سنگ مرمر کی اور پہر اوپر عمارت
خشتی کالضمی کی گلکاری دروازہ آمد ورفت جنوب رویہ جسکا ایک زینہ سنگ مرمر کا چوکہٹ دروازہ
سنگ سرخ کی اب اوپر اوسکی چونہ پہرا ہوا ہی دروازہ پر محراب اور محراب مین پنجرہ سرخ مٹی کا بہت
عمدہ اور محراب کی گوشون مین چینی کا کام اسمین شرق وغرب رویہ دو حلقہ مدور جنمین لفظ ۱ اللہ
بخط عربی تحریر ہی اوسکی اوپر تمام عمارت چونہ گچ بالای محراب یہہ تاریخ تحریر ہی **قطعہ تاریخ**
میانمیر سر دفتر عارفان + کہ خاک درش رشک اکسیر شد + سفر جانب شہر جاوید کرد + ازین محنت آباد
دلگیر شد + خرد بہر سال وصالش نوشت + بفردوس الا میانمیر شد + سنہ ۱۰۴۵ھ اور در کی دونو طرف کاشی ور
اوسکی اوپر ایک ایک کتبہ چینی کے کام کا اور نیچی اسکے پہر محراب کار کاشی کے اور اوپر لب بام گردنہ گلکاری پختہ کا
اور اندر مقبرہ کی فرش تمام سنگ مرمر کا جسمین گلکاری سنگ سیاہ کی خوشنما اور شرق وغرب وشمال تین
تین دہن محرابی اور اسمین پنجرہ گلی سرخ بہت تکلف کی محرابون مین بہی ایک ایک گز جگہہ ہی اندر سے
سات گز مربع زمین مقبرہ ہی تا بسینہ بلند عمارت سنگ مرمر جو عمارت دارا شکوہ ی اور اوپر یہہ عمارت خشتی

سفید چونہ گچ گلکاری منقش مینائی کی محراب کی بارہ دری ہوئی و شرقی میں کار صورت آئینہ کا شیشہ دار جس میں تمام
شکستہ ہائی چوبی دار اور ایک ایک شیشہ کلاں نصب ہے اور سقف گنبد میں حلقہ مدور کار صورت آئینہ کا
ہوا ہی جسکے دو درجہ سرکاری ہیں باہر کی درجہ میں آٹھ آئینہ کلاں اور بقیہ خورد اور اوسی طرح حلقہ اندرونی
میں آٹھ آئینہ کلاں چار بقیہ خورد رنگ آمیزی کام سرکار کی خرچ سے تیار ہوتا ہے یہ کام آئینہ کا تمام
مثل صاحب ملازم گدی صاحب سوداگری نے عرصہ دس برس سے بنوا دیا ہے اور باہر سفیدی مصر کی بھی
اونسی کرا دی تھی برابر ہوا حضرت کی میانہ گنبد میں اول چبوترہ سنگ مرمر ایک بالشت لمبا اور اوپر
اوسکے تعویذ قبر مبارک تمام سنگ مرمر سے بنا ہر ایک کے غلاف گلبدن دارائی کمخواب اطلس سبز
گوٹہ کناری دار چلیمہ پڑا رہتا ہے بالائی تعویذ سقف مقبرہ میں ایک بیضہ کسی جانور کا لٹکا ہوا ہے
اور پھر ایک ہانڈی بلوری گلاس کی اور برابر ہر موڑ جھل بھی رکھی ہیں اور پھر فرش بھی آٹھ پہر موجود
ہیں اور مشرقی و شمالی گوشہ میں چراغدان چوبی رکھا ہوا ہی چار طرف باہر مقبرہ کی دیوار کے
محرابوں میں سخلیہ مدور بالله وحدہٗ تحریری اور گرد نیلے رنگ کی اور ہر ایک بالشت گرد دیوار تمام
کاشی کا ہوا ہوا ہی و صورت گنبد جانب [illegible] اور سفید سنگ مرمر کا حقطہ دالان شستہ گاہ بیچا ہوا
کی دیوار غربی میں چند سترہ کاشی کار لگی ہوئی ہیں یہ وہ ہوئے بادشاہی بادر بیگم سے اوتار کر یہاں لگائی
ہیں فقط در [illegible] آمدنی روپیہ جو عام آمد و رفت کا ہی اسکے باہر دیوار ہوا ایک دوکان حلوائی
بقال کی ہی جو سوا روپیہ کرایہ سجادہ نشین کو دیتا ہی طرف غربی دروازہ کے چبوتروں پر چند قبریں ہیں
ایک چبوترہ سفید پر کسی نقاب کی قبر ہی اور کئی ایک درخت ون و گوندی وسیری تا حد چار دیواری
موجود ہیں اور بالمقابل اسکے درخت برنا و سرسبز بھی موجود اور دروازہ کی باہر دو بڑا ایک درخت
گوندی علیحدہ کھڑا ہی چھوٹ رہا ہیں دروازہ کی ایک چاہ خرچ خوب والا ہی جسکے ساتھ مربع مدور پختہ
و سنگیں ہیں ہی اور چاہ کی اوپر درخت پیپل ہیں یہ زمین انعام سرکاری ہی اور اس چاہ کی چبوترہ
دو چبوترہ پختہ جو نہ گچ میں سربستہ ایک کہ جہاں ایک پر دو قبریں اور دوسرے پر ایک قبر
بڑا چبوترہ پر بھی ہی اور چبوترہ سفید جنوبی پر قبر ملا حامد گوہر مرید خادم حضرت کی اور شرقی پر دو قبریں بابا سلام الله

ستبد دیکی چبوترہ ملا حامد صاحب کے پاس قبور حاجی مصطفی و محمد مراد و حاجی سلیمان و حافظ اسماعیل و
نورالدین و سید احمد و حاجی سلیمان ثانی خادمین حاضرین میان میر صاحب کے ہین ان قبور پر درخت انبر و کریر
کھڑی ہین گرد نواح اسکی خام قبرین عامہ اسکے جنوب رویہ ایک اور چبوترہ خشتی پر ایک قبر سفید اور چونہ
قبرین خام قبر پختہ میان نہتا کی اور پاس قبر انکی کے ایک قبر بکری کی ہی وہ بکرہ انکو بہت
پسند تہا جب مرگیا تو دہین دفن کیا اور چاہ چرخ چوب والہ کی جنوب رویہ و غرب رویہ ایک ٹہڑا خام
چہہ درخت ون و کریرین اوسپر ایک قبر خشتی شیخ محمد لاہوری کی اور چند قبور انکی خادمون کی فقط
حضرت کی مزار پر ایک تو میلہ عرس کا ہوتا ہی اور اوسروز اکثر خلق اللہ وہان شب باش ہوتی ہے
تمام رات راگ ناچ رنگ اور بہنڈارہ تقسیم ہوتا ہی اور صدہا روپیہ نذر کا چڑہتا ہی اہل طوائف کنچنی
تمام وہان جاکر مجرا کرتے ہین اور کچہہ اجرت نہین لیتی (اس مجری کو جو کسی فقیر کی خانقاہ پر کرتے ہین اہل
طوائف اسکو مجرا جوگی کہتی ہین) متعبد دیندار لوگ تو رات بہر عبادت و یاد الہی مین مشغول رہتے ہین
اور ہزارہا عیاش اپنی اپنی آشنا رنڈیونکو ہمراہ لیجاکر روپیہ اپنا برباد کرتی ہین اور مے نوشونکا
وہ حال ہوتا ہی کہ ہر ایک اپنی حال سی بیحال ہوجاتا ہی اب بباعث اجرای ریل و قرب چہاونی
میانمیر اس میلہ پر ہجوم کثیر ہوجاتا ہی اور دوسری روز صبح سی تا شام قوالی مجلس ہوتی ہی اوس وقت
بہی عجب لطف ہوتا ہے رات سی زیادہ لوگ جمع ہوتی ہین اور صدہا مقامات پر شوقین لوگونکی
دیگچے ہر قسم کے طعام کی تیار رہتی ہین اور ہر ایک علی قدر مراتب فرش بچہاکر مجلس اپنی آراستہ کرتا ہے
اور ماسوا اسکی ماہ ساون اور بہادون مین حضرت کی مزار پر میلی بدہ یعنی روز چارشنبہ کے ہوتے ہین
اوس سی یہہ مراد ہی کہ موسم گرما مین جب برسات شروع ہوتی ہے تو دو مہینون تک ہر ایک بدہ
کی شب خصوصاً چاندنی رات کے بدہ کو یہان میلا ہوتا ہی ہزارہا مخلوقات جاتی ہی اور تمام رات بہر
میلا جمع رہتا ہی یہہ میلے بہی کم روز میلہ عرس سی نہین ہوتی چنانچہ اوس رات دروازہ شہر بہی
کہلا رہتا ہی آگی نواح مقبرہ حضرت کی بڑا میدان ہوتا تہا چنانچہ میدان میانمیر بطریق مثال بولا جاتا ہے
اب بباعث تیاری سڑک ریلوی ملتان و کوٹہی گلین صاحب وغیرہ میدان کم ہوگیا ہی اور شمالی رو

بھر اگئی ہے اور تحریر دارا شکوہ سے معلوم ہوتا ہی کہ جب حضرت میاں میر لاہور میں آئی ہوئی ساٹھہ برس گذر چکے
تو حضرت کو مرض اسہال نے مبتلا کیا چنانچہ پانچ روز بیمار رہی اور ساتویں ربیع الاول سنہ ایکہزار پینتالیس کو
بحجرہ محلہ خانپورہ کہ جہاں اب مقام جلو صدر بازار انارکلی ہے فوت ہوئی اور حضرت کی عمر کی بابت میں اختلاف
ہی کوئی تو کہتا ہے کہ آپ کی عمر ایکسو سات برس کی ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ساتویں برس کی عمر ہوئی
اور جو مختصر بزرگان سے میں نے لکھا کہ محمد شریف جو برادر زادہ حضرت کا لایا تھا اوس سے عمر انکی اٹھاسی
سال کی واضح ہوتی ہی اور بوقت وفات حضرت کی پاس حضرت ملا شاہ اور خواجہ بہاری اور شیخ محمد
لاہوری کہ جنکی قبریں حضرت کی چار دیواری کی جنوب رویہ ٹیلہ پر زیر درخت ون موجود ہیں
اور خواجہ بہاری و ملا شاہ اور شیخ محمد
لاہوری حضرت کی خدمت میں بادم مرگ حاضر رہی اور میاں حاجی محمد و نور محمد خادم کی زبانی دارا شکوہ
لکھتی ہیں کہ ایک روز اول حضرت کی فوت ہونی سی وزیر خان حاکم لاہور انکی عیادت کیواسطی ودیعہ حاضر
ہوا خادموں نی وزیر خاں کی حاضر ہونی کے حضرت کی خدمت میں اطلاع دی آپنی باریابی کی اجازت
نہ دی پھر خادمیں حاضرین نے عرض کی کہ یا مولی وزیر خاں عیادت کیواسطی آیا ہے نا امید پھر جانا
مناسب نہیں بنابر حسب العرض خادمین کے حضرت نی اوسکو بلا لیا اوسنی حاضر ہو کر عرض کی کہ حضرت
ایک حکیم حاذق میں حضور کی معالجہ کیواسطی ہمراہ لایا ہوں آپ اسکا معالجہ کریں آپنی فرمایا کہ دردمند
عشق را دارو بجز دیدار نیست * ہمارا اب حد الطبیب خدا ہی حکیم ہی غرض بہت جلد اوسکو رخصت کر دیا
بعد اوسکی انکی مزاج میں بیقراری سی عاید ہوئی شیخ محمد نی عرض کی کہ یا حضرت باعث بیقراری کیا ہے
آپنی فرمایا کہ بیقراری نہ بسبب مرض ہی بلکہ شوق ملاقات دوست سی بیقراری ہی کہ ایک گھڑی دل
لگی ہی دلپر بھاری پڑتی ہی اور جب حضرت فوت ہوئی تو حاکم شہر خبر وحشت اثر واقعہ حضرت کی سنکر مع
تمام اہالیان دربار و اکابر نامدار و فضلا و علماے روزگار حضرت کی یہاں حاضر ہوا بعد تجہیز و تکفین
جب جنازہ اوٹھا تو تمام مرید خادم و تمام اہل اسلام خاص و عام حضرت کی جنازہ کے ساتھہ حاضر ہوئے
اور حسب الحکم حضرت کی کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جہاں میاں نتھا اور ادریار محمد ہماری مدفون ہیں

دہلین ہمکو دفن کرنا چاہئی اوس مقام پر لائی اور اسی طرح اس مقام مین کہ آدہا کوس شہر لاہور سی متصل عالمگنج کہ باین
جنوب و شرق لاہور ہی متصل موضع دارا پور دفن ہوی اب دارا پور و عالمگنج کچہہ معلوم نہین ہوتا کہ کہان گیا
اور کیا ہوا اب وہ جگہہ مقبرہ کی تین کوس لاہور سی ہی کجا آدہا کوس کجا تین کوس اوس وقت کیا آبادی ہوگی
سبحان اللہ اوس وقت اکثر اشخاص حضرت کی غم مین یہہ شعر پڑہتی تہی شعر دردا کہ پاک باز جہان از
جہان برفت + پاک آنچنانکہ بود برفت آنچنان برفت + غم شد محیط مرکز عالم ز ہر کران + کان مرکز محیط
کرم از میان برفت + اور حضرت ملا فتح اللہ صاحب نی وہ شعر تاریخ وفات حضرت مین فرمایا جو روضہ پر
تحریر ہی اور دارا شکوہ بہ نسبت اپنی بہت افسوس لکہتا ہی کہ اوس وقت مین اکبر آباد مین تہا افسوس کہ حاضر
خدمت حضرت والا درجت نہ تہا اور یہہ ہی لکہتا ہی کہ اوس روز مجکو یہہ واقعہ خواب مین نظر آیا اور یہہ خواب
دیکہکر بہت غم کہایا آخر بعد چار روز کی وہ خواب تصدیق ہوا کہ لاہور سی یہہ خبر جانکاہ واقعہ وفات اون
جامع الکمالات کے اکبر آباد مین مجکو پہونچی بہت رنج ہوا احاطہ چار دیواری روضہ تو ختم ہوا ایسی جو عمارات و
سفری و بارہ دری و تالاب و باغ گرد و نواح مزار پر انوار حضرت کی ہین حال اونکا تحریر کرتا ہون یہہ بہی دارا شکوہ
مرحوم لکہتا ہی کہ جناب میان میر بالا پیر زبان گوہر افشان خود فرماتی تہی کہ پہلے ہماری یہان بطن میری
والدہ سی ایک بڑا بہائی متولد ہوا تو والدہ صاحبہ نی از روی کرامت معلوم کیا کہ اس لڑکے
مین استعداد عرفان کی نہین اور یہہ ولی صاحب کمال نہوگا بعد اوسکے اونہون نے ایک روز نماز تہجد
ادا کرکے جناب الہی مین آرزو کی کہ یا اللہ مین ایک ایسا فرزند چاہتی ہون کہ عارف باخدا اور ایسا مستعد
ہو کہ رات دن تیری یاد مین رہی اوس وقت ہاتف غیب سی آواز آیا کہ خاطر جمع رکہہ جناب الہی ایک ایسا
لڑکا اور ایک ایسی لڑکی تجکو عطا کرینگے کہ جیسا تیرا دل چاہتا ہی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعد اوسکی
حضرت میان میر صاحب تولد ہوئی اور یہہ دوسرے فرزند مین اور حضرت میان میر صاحب چار بہائی تہی
اور دو بہین انکی چارون بہائیونکی یہہ نام ہین قاضی بولن قاضی عثمان قاضی طاہر قاضی
میان میر اور یہہ تینون بہائی حضرت میان میر کے مرید ہوی اور حضرت کی ہمشیرہ جسکی پیدا ہونی کی
بشارت ہاتف غیب سی ہوی تہی اوسکا نام بی بی جمال خاتون تہا اور اوسکی بیٹی کا نام محمد شریف

یہہ بی بی اور حضرت میاں میر توامان پیدا ہوئی تھی اور یہہ بی بی صاحبہ بڑی صاحب کمال تھیں اور حضرت کی
دوسری ہمشیرہ کا نام حضرت بی بی جمال خاتون تھا اور دارا شکوہ کتاب سکینۃ الاولیا میں درج فرماتا ہے
کہ جہانگیر بادشاہ اگرچہ بالکل معتقد اولیاء اللہ نہ تھا بلکہ اونکو تکالیف پہونچاتا تھا لیکن آنحضرت کی
خدمت میں گونہ ارادت رکھتا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جہانگیر بادشاہ لاہور سی روانہ آگرہ ہوا تو
ایک معتبر اپنی خدمت میں بھیجا کہ میں نے آپکا ذکر سنا ہی اگر میں لاہور میں ہوتا تو ضرور آپکی خدمت میں
حاضر ہوتا مگر چونکہ اس ساعت سعید میں لاہور سی نکلا ہوں واپس نہیں آسکتا آپکو لازم ہی کہ آپ میرے
پاس تشریف لاویں چنانچہ حضرت میاں میر اونکی پاس تشریف لیگئی جب وہاں پہونچے تو جہانگیر نے بدرجہ
کمال تعظیم وتکریم کی حضرت میاں میر بالا پیر دیر تک وہاں بیٹھی رہی اور نصائح دلپذیر فرماتے رہی
اور حضرت کا ایسا تصرف جہانگیر کی دل پر پڑا کہ اوسنے عرض کی کہ یا حضرت میں ملک وسلطنت چھوڑ کر فقیر
ہو جاتا ہوں اب میری دل میں زر وسنگ وجواہر یکساں ہی تب حضرت میاں میر نے فرمایا کہ جسکے
دل میں سنگ وجواہر کا قدر یکساں ہو وہ صوفی ہے اگر تمہارا دل ایسا ہو گیا ہی تو تم بھی صوفی ہو
بادشاہ نے عرض کی کہ آپ مجکو اپنا خادم کریں اور خدا کا راہ بتلاویں آپنے فرمایا کہ تو واسطی حفاظت
خلق اللہ کی بہت اچھا بادشاہ ہی او خدا تعالی جل شانہ نے تجکو اس کار عظیم پر مامور کیا ہی اگر ہم
کوئی اور شخص بہتر جو اوپر خلق اللہ عادل حلیم کریم پیدا کرکی بادشاہ کرو پہر ہم تجکو زمرۂ سالکین کی جمع میں
لعز میر شاہ جہانگیر حضرت میاں میر بالا پیر کی سخن سی بہت خوش ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت آپ کچھ طلب کریں
آپ نے فرمایا کہ میں مانگتا ہوں بشرطیکہ تم مجھی دو جہانگیر نے کہا کہ جو آپ فرماوینگی مجکو دل وجان سی قبول
ہی حضرت میاں میر نے فرمایا کہ میں یہہ چاہتا ہوں کہ اسوقت مجکو رخصت دو اور پھر بھی کبھی تکلیف نہ دو
کہ میں تمہاری پاس آؤں جہانگیر نے دل وجان قبول کیا اور بہت ادب سی حضرت کو رخصت کیا اور حضرت
کی صحبت سی نہایت محظوظ ہوا اور بعد اوسکی دو عریضہ بھی بدستخط خاص خود حضرت کی خدمت میں لکھے
نقل جنکی بعینہ لکھاتی ہی **عریضہ اول** بعد از عرض ونیاز مخلص حقیقی تمام اخلاص بموقف عرض
میرساند کہ - غالبم اسما وجان در یکوئی دست ، خلق را وہمی کہ جان در والست + عدا ان ،، آرد

کہ دولت قدمبوس حاصل کنم فقط عریضہ دوم یہہ ہی کہ بعد عرض حضرت پیر دستگیر شیخ میانمیر ثانی بندہ درگاہ الٰہی جہانگیر بعد از عرض التماس آنکہ مرا کاوکا در وقت دعا یاد میفرمودہ باشند و این بندہ تا می خدا را از دست ظالم رافضی خلاص نمائید و ہر کس کہ اول بدعت پیش نماید امید کہ بغضب ایزد گرفتار گردد۔

فقط اور یہہ رقعہ اوس وقت لکھا تھا کہ جب شاہ ایران قندہار پر چڑہ آیا تھا اور بعہد جہانگیر شاہجہان شہاب الدین آپکی خدمت مین دو دفعہ حاضر ہوی اور دارا شکوہ لکھتی ہین کہ مین دو دفعہ شاہجہان اپنی والد کے ساتھہ حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نی بہت اچھی نصایح اسکو دین اور آپ کا ایسا اثر بادشاہ کو ہوا کہ وہ ہمیشہ کہتا تہا کہ ہمنی کوی فقیر حضرت میانمیر جیسا کامل ولی نہین دیکھا اور نہ سنا ہی پہلی دفعہ جب شاہجہان حضرت کی حجرہ مین حاضر ہوا تو ہم چار آدمی ہمراہ تہی جاتی ہی یہہ ذکر ہوا کہ میانمیر صاحب نے فرمایا کہ بادشاہونکو لازم ہی کہ حال رعیت سی اور ملک سے خبردار رہین اور ہمیشہ فکر آبادی رکہین کیونکہ اگر رعیت خوش اور ملک آباد ہی تو خزانہ معمور اور خزانہ معمور ہی تو سپاہ بادشاہ خوشنود اوس وقت مجکو بیماری تہی بادشاہ نی التماس دعا کی آپنی پانی دم کرکے دیا کہ فی الحال مجکو صحت کامل ہوگئی حالانکہ مین ایسا بیمار تھا کہ اطبا اوسکے علاج سی عاجز آگئی تہے اور دوسری ملاقات مین بہی بندہ ہمراہ تہا بوقت حاضری شاہجہان نی عرض کی کہ یا حضرت آپ دعا کرین کہ مجکو محبت دولت دنیا نہ رہی آپ نی جواب دیا کہ تمکو لازم ہے کہ خدا کی بندون کو راضی رکھو جب خدا کے بندے خوش ہونگی تو ذات الٰہی بہی ہم سی خوش ہوگی اور دعا بہی قبول ہوگی اور سوا اسکے اور بہی گفتگو مین نصیحت آمیز کرتے رہے نقل از زبانی محبوب شاہ سجادہ نشین کے معلوم ہوا کہ جو بشر قریہ باہر چاردیواری حضرت میانمیر کے ایک جگہہ بارہ دری مشہور ہی حال اسکا یہہ ہی کہ نادرہ بیگم جو داراشکوہ کی ہمشیرہ حقیقی تہی بعمر نہ سالہ حضرت کی خدمت مین حاضر ہوی اور ایک وقت کا وضو بوقت نماز ظہر کراتی رہی جب وہ گیارہ برس کے ہوی تو ایک روز کا ذکر ہے کہ نادرہ بیگم وضو کرا رہی تہی تو حضرت نی اوسکی طرف دیکہکر فرمایا کہ ای فرزند اب تو جوان ہوگئی ہے اب وضو کرانے نہ آیا کر جب رات ہوی تو اوسکو یہہ خیال گذرا کہ شاید مجہسی کوئی تقصیر سرزد ہوی ہی کہ حضرت نی مجکو اس خدمت سی معزول فرمایا ہی بس

خیال میں اوسی سحاب الٰہی دعا کی کہ یا الٰہی اس ضعیفی سے مرنا بہتر ہے یا فقد مجکو پردہ پوش کر لے ۔
چنانچہ وہ دعا قبول ہوئی اور نصف شب کو فوت ہو گئی دوسرے دن صبح کو حسب وصیت اوسکے
جنازہ اوسکا حضرت کی خدمت میں آیا حضرت میاں میر نے فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
یہہ جگہہ پاس ہی یہاں دفن کرو چنانچہ تاریخ ۴ شوال سنہ ۴۴ وہ یہاں دفن ہوئی اور دارا شکوہ
نے یہہ بارہ دری مقبرہ سوای پہلے صورت اسکی یہہ تہی کہ گرد لواح بارہ دری کے تالاب جات ریدہ (؟) ولہ
تہا اور میانہ میں یہہ بارہ دری تہی اب تالاب گر گیا اور اینٹیں اسکی بوقت تعمیر چہاونی میاں میر صاحب
محمد سلطان ٹہیکہ دار اوکہاڑی گئیں اور دو سو پچاس روپیہ قیمت جنت محبوب شاہ سجادہ نشین
حضرت میاں میر کو   باخلاص میجر سنگر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور عطا ہوا فقط ۔

اور باغچہ مقبرہ حضرت ملا شاہ خلیفہ رشید حضرت میاں میر گوشہ شرقی مزار حضرت میاں میر
کی اور شرقی و شمال کی طرف سے بہی در روضہ حضرت خواجہ بہاری کے واقع ہے حال حضرت ملا شاہ کا حال
حضرت میاں میر میں مفصل درج ہو چکا ہے لہذا احوال اونکا یہاں کچھہ تحریر نہیں کیا جاتا اس باغچہ میں مزار
حضرت ملا شاہ پیر شاہزادہ دارا شکوہ کی موجود ہے اب حال عمارات بجسم جو دو تحریر کرتا ہوں
پہلی یہہ مکان باغ تھا اب یہاں عرصہ ایک سو برس سے حسب الحکم مہدی شاہ سجادہ نشین خانقاہ حضرت
میاں میر ایک گاؤں آباد ہو گیا ہے جسکا نام موضع میاں میر ہے اس ہنڈیلیں بہت گہر سید اماں وغیرہ
آباد ہیں محلی مہدی شاہ نے اسی سکونت برج گوشہ باغ میں اختیار کی بعد ازاں لڑکا اوسکا
ہوا اور لڑکا گوہر جہاں آئے چنانچہ اب تک لواحقین اونکی یہاں موجود ہیں سنہ ۱۱۶۶ میں مہدی شاہ
فوت ہوا اور قبر اوسکی سجادہ نشینوں میں اندرون چار دیواری مقبرہ حضرت میاں میر جہاں سدہ قبریں
پختہ ہیں موجود ہیں ہوئی بعد اونکی معصوم شاہ بیٹا اونکا سجادہ نشین ہوا اوسنے بھی حسب منشا
باپ کے اکثر جہاں آباد ہوا چنانچہ آج تک اوسکے لواحقین موجود ہیں اس باغ کی چار دیواری پختہ
چار دیواری بطور فصیل ہے جسکا ارتفاع ساڑھے چار گز اور طول ایکسو بیس گز اور عرض بھی اتنا ہی
بیس گز موجود ہے اسکے چاروں گوشوں پر چار برجیاں کلاں آٹھہ آٹھہ در محرابی والی موجود ہیں

اب گوشہ ایسان والی برجی بہ ہیئت قدیم موجود ہی مگر دہن اسکے بند فقط اور دیوار شمالی کے
میانہ میں دروازہ پختہ استرکار موجود ہی اور شرقرویہ بازوی دروازہ کے باہر کیطرف و نیز شمال رویہ دو
برج خشتی اور غرب کی طرف بہی برج تہی مگر اب مسمار ہوگئی ہین اور برج گوشہ بایب پر
میان حنیف شاہ نے عمارت مدورہ بطور قلعہ بنوای اور اوسمین نشان طاقچہ بندوق زنی باہر کیطرف
رکہوائی ہین ۔ صورت دروازہ یہہ ہی کہ تا سینہ بلند زمین سی عمارت سنگ سرخ اور باہر کیطرف
پہلوی دروازہ کی شرق وغرب رویہ دو تہڑاین سنگ سرخ کی جو اب مسمار ہو چلی ہین گرد نواح تمام
چار دیواری پختہ اور چار گوشون پر چار برج خوشنما آٹہہ آٹہہ در محرابی والی ان برجیون پر بہی عمارت
واسطی آسایش سکونت کی لوگون نی بنوالی ہے دیوار فصیل کی لب بام متصل اندر کی طرف چار دن
طرف بام فصیل سی دو فٹ نیچی جگہہ گردش انسان کی ہے عرض اسکا آدہ گز اب ڈیوڈہی کی غرب رویہ فصیل کے
ساتہہ جنوب رویہ کوٹہہ ہائی مسکونہ اشخاص ساکنین ذیل ہین پہلا کوٹہہ موجیو نکا جسمین سمو موچی رہتا ہے
اس کوٹہہ کی غرب کیطرف تین کوٹہہ ماچہیونکی اسکے غرب رویہ دو کوٹہی متحار شاہ مجاور کے اسکے غرب
کی طرف کوٹہہ مسکونہ نواب علی بن حکیم علی ہندوستانی اسکی غرب رویہ کوٹہہ مسکونہ نتہی شاہ و اکبر شاہ
یہہ کوٹہہ منبنیہ مہدی شاہ ہی اور اسکے گوشہ بایب مین وہ برج ہی جسکو حنیف شاہ نی تعمیر کراکر اوسمین
بندوقی سوراخ رکہوائی ہین اس برج کی باہر اول چاہ آسمانی چرخ چوب والہ واسطے آرایش باغ کے
تہا اب مسدود قدری کشادہ عمارت موجود ہی فقط اندر باہر سی عمارت ہر چہار برجیان استرکار منقش
دیوار غربی کے متصل اندر کوٹہہ ملا یا مون جو بوقت معصوم شاہ اگر آباد ہوا تہا اسکے شرقرویہ
ایک کوٹہہ ہے جوایا کا اور دوسرا اسمی حسینی کا اسکے جنوب رویہ پانچ کوٹہی سعہ حویلی و دالان میان
محبوب شاہ سجادہ نشین حضرت میانمیر اسکی جنوب مین چہہ کوٹہہ کیما گوجر پسر لودا کے اسکے جنوب
مین محرابی آب قدیمی اسکی جنوب و شرق رویہ دیوار غربی مین چار کوٹہہ پہلوان پسر پیر بخش کے
اسکے جنوب رویہ دو کوٹہہ شیر خان و بابند خان ڈہڈی سکے پہر دو کوٹہہ مہر حکم پسر اروڑا کے بجز برج
گوشہ نیرت اسکے دیوار جنوبی قدیمی سکے اوپر اب دو دو فٹ عمارت نوتیار ہے

اور چہار دیواروں کے اندر کی طرف نشان محرابی سی ہوئی ہیں اس مسجد کی شرق رویہ کوٹھہ محکم اور
اوسکے صحن میں راستہ ہی کا اوسکے شرق رویہ سنگ چبوترہ مع مکان گلی جام مسمّی امیر حسن کا حوالہ ہو گئے
ڈیرہ ملاں والی میں رہتا ہی اس باغ کی باہر غرب رویہ برجی پیر کے دو کوٹھی نام وہیں کمہار
ساکن موضع مزنگ کی کہڑی ہیں اور باہر طرف شرقی باغ کے ایک بہرہ پختہ جسپر قبر حضرت آخوند
ملا جہد خادم حضرت میاں میر کے تہی اور وفات اوکی سنہ [illegible] میں ہوئی واقعہ ہی اور جنوب ولدیت
قبرستان موضع بہرا اور دیوار جنوبی کے اندر میانہ میں ایک چار دیواری پختہ ہے جسکا در چوبی جو در
شمال رویہ اسمیں ایک تہڑہ بلند بقدر آدم اوسپر قبر حضرت سید شریف خادم میاں میر صاحب کی
سرہانی چراغدان پختہ اسکے ساتھ چوڑہوں کے گہر اوسکی ساتھ ملی چار کوٹھہ محسان کے ہیں
گوشہ گلی ہی خشتی تیار مرمت کردہ حیات شاہ دراسکا بطرف بائیں مع طاق تختہ جنوبی اسمیں
بائی بیگم زوجہ خدا بخش گولندار رہتی ہے اس باغ کی میانہ میں خانقاہ حضرت ملا شاہ مرشد
داراشکوہ کی ہے اوسپر سب عمارات عالیشان سنگین تہی مگر اب جو موجود ہیں سو تحریر کرتا ہوں
گرد نواح و آدم سی بلند چار دیواری نو تیار جو محبوب شاہ نی عرصہ تخمیناً سال گرد نواحی دیوار
بیٹیں اردگرد ہوائی ہے دروازہ اوسکا چوکہٹ چوبی والا بے طاق تختہ اسکے جنوب رویہ دروازہ
اندر آتی ہی گوشہ بیرون میں ایک مسجد خشتی جسکے شرق رویہ ملی دالان قالبوتی سہ کشادہ
والی مسدود وسقف مرتبہ سرکی پوش بنا محبوب شاہ سجادہ نشین اس چار دیواری کے اندر تمام فرش خشتی
داراشکوہ مرحوم اسکے میانہ میں ایک تہڑہ قدیمی جسکا ارتفاع ایک فٹ اور طول عرض ساڑہی
فٹ جسکی لب پوشیدہ کہیں کہیں نشان سنگ سرخ موجود ہیں اس تہڑہ پر عمارت عالیشان
ستونہای سنگ سرخ تہی مگر بعہد سکہاں مسمار ہو گئی اب جو تہڑہ پر میانہ میں عمارت
خانقاہ سی بانہ تہڑہ گرد نواحی کہ مربع ہے فاصلہ ملی گز ہر طرف سی اور خانقاہ میانہ میں اور
تمام فرش خشتی ہیں تحریر سنگ سیاہ کی جنوب و شمال رویہ مزار جو حوض تہے اب مسدود
قبرستان اون کے معلوم ہوتے ہیں — جنوب رویہ حوض ملی جو بعد

ایک درخت بیر کھڑا ہی اب خانقاہ کی اوپر جو مکان مسقفہ قالبوتی ہے اوسکا حال تحریر کرتا ہون سہ جہت
سیابہ مین ایک در چوبی جسکے قدیمی نشان سنگ سرخ زیرہ و بالا موجود اس در کی غرب رویہ دیوار مین ایک
محراب جسمین دو یا تین آدمی بیٹھہ سکین اور در کی شرق رویہ زینہ اوپر جانیکا تہا اب ندارد مگر وہین محرابی
زینہ کا موجود اب اسمین ایک طاقی لگی ہوئی ہے جسمین کبوتر رکھی ہوئی ہین اور بالائی دروازہ
بطرف شرق دیوار جنوبی پر عمارت افتادہ وشکستہ اور قدری نشان گرونہ گلکار موجود جسپر چونہ
کی سفوت ہوئی ہوئی ہے اسکے اندر مکان مربع اسکی چارون طرف چار در تہی اب مسدود شرقی در مین
پانچ طاقچہ چراغدان بنائی گئی ہین اور شمال مین محرابی طاقچہ چونہ گچ اور در غربی بند کرکے اوسمین
پانچ کہنڈی چراغدان طول اسکا اور عرض ۵ گز اوپر سقف قالبوتی گنبد تہا اوسپر کام
سفوت گچ کا تہا اب قدری موجود اس گچ مین برای مضبوطی سیخ ہائی آہن لگی ہوی تہین چنانچہ
ایک سیخ موجود اب کار سفوت گچ کہین کہین دیوار سقف پر موجود ہی اور اندر زیر سقف تمام فرش
سنگین سنگ ابری جسمین خطکاری وگلکاری سنگ موسی کیے ہے موجود اب تک مزار کی شرق رویہ تمام فرش
بدستور ہی لیکن غرب رویہ مسمار ہوگیا ہی اور مزار کی گرد نواح مربع سنگ برنگ قرمزی نہایت بصورت
چونہ گچ دکہائی دیتا ہی آگی تعویذ سنگ مرمر کا تہا اب چونہ گچ خشتی تہڑہ پر ہی اور ہر چہار در مقبرہ حضرت
اندر بہی محرابی دہن تہی اب مسدود باہر مقبرہ کے آگے گرونہ وغیرہ پنجرہ ہا سنگ مرمر کی تہی اب کہین
کہین نشان سنگ سرخ موجود ہی اور جس قدر سنگ مرمر کے سلین اور پنجرہا ہی سنگ مرمر وغیرہ بہت
قیمتی کے تہے سب کے سب مہاراجہ رنجیت سنگہ بسبب تعصب مذہبی اُتروا کرلی گئی اور یہا لسنی اُتروا کر رام باغ
کی بارہ دری مین جو بمقام امرتسر اوسنی خود تیار کرائی تہی لگوایا اور شمال رویہ مقبرہ اندرون دیوار چار
ایک گوندی کہڑی ہی اس چاردیواری خانقاہ کی گوشہ نیرت مین جو مسجد تہی اسکی پشت کی طرف چاہ
کلان منبیہ محبوب شاہ سجادہ نشین خانقاہ حضرت میانمیر جاری ہی باہر اس باغ حضرت ملا شاہ کے
دیوار بدیوار بطرف شرقی مقبرہ حضرت خواجہ بہاری صاحب خادم حضرت میانمیر کا جنکا حال
حال حضرت میانمیر مین مفصل تحریر ہوچکا ہی کہڑا ہی اب حال عمارت موجودہ اسکا تحریر کرتا ہون

غرب رویہ مقبرہ اور شرق رویہ دیوار باغ ایک مسجد خوشنما شکل پالکی کی صورت اسکی یہہ ہی کہ مانند
گنبد ڈنالوان بطور چھت پالکی کی ہو ہیچ اسکا سادہ اور سادہ اسکی شمال و جنوب رویہ دو اور گنبد ہم
شکل آگی بطرف شرقی لب بام گرد محرابی میانہ سی سالم اور شمال و جنوب سی نو سند رسا اور گرد
میانہ سی ایک محراب منقش اشتکار اسکی بیچ اور در محرابی اور اس محراب کی تمام گرد نیز
بیمہ گنبد بان جنوبی کی اس محراب کی میانہ کے سقف عمارت بالائی اشتکار اور بیچ واحدث کی
اشتکار اس محراب کی شمال و جنوب متصل دو در بالوقی جواب سقف سی قدری قدری بوسیدہ
ہیں اور اوسکی شمال و جنوب کیطرف اور دو در محرابی اس محراب شمال کشادہ اور جنوبی میں در بیچ
جالی لگا ہی اسمیں باشندای عملداری سرکار انگریزی مسترکا نے صاحب ملازم بار گماشتی کی
تھا اس پر قبضہ سجادہ نشین میاں میر ہی اور اوسکے اندر کہاس سرکاری پڑا ہی اسکے آگی گرد
پالکی مار سقف شمال و جنوب رویہ دو دو محرابی ہی اس مسجد دو ہوں کی لگے شرقی رویہ صحن
اسپر فرش خشتی اس کل صحن کا فرش بوسیدہ صحن کے شرق رویہ حوض موجود مگر مسدود بطرف شمال
جنوب جو ہر دو بغلوں میں ہیں ہیں اوسکی باہر بھی فرش اشتکار جو کناروں پر اب بوسیدہ ہو گیا
اس مسجد کی شرق رویہ بالکل جنوب و غرب رویہ مقبرہ خواجہ بہاری ایک چبوترہ خشتی بالسبہ ملتفت
حسر فرش خشتی موجود مگر جنوب کی طرف سی فرش بوسیدہ اسکی میانہ میں آدہ گز بلند ایک چبوترہ بچہ
اوسپر بھی فرش اشتکار اسپر قبر والدہ حضرت محمد شریف کی کہ نام اوسکا جمال خاتون ہی
اور تاریخ وفات ہفتم ربیع الاول روز سہ شنبہ سنہ ایکہزار ارشاد ون ۔ اس تعویذ قبر
بہلن صرف نشان تعویذ ہی اور قبر کمال وہ چبوترہ اور بطرف شرق چبوترہ میں سیڑھی
تھی اما دو زینہ باہر ای موجود مائن والہ ملا داس مقبرہ خواجہ بہاری کو مستر الی جنانی گرد لوح تاریخ
بطور کوٹھی بنالیا ہے اور حیدری خود وہاں سکونت رکھتا ہا اور اب وہ کوٹھی لسکر صاحب
اس سی خریدلی ہے مگر اب خالی پڑی ہے مگر احوال معلوم سا دسجادہ نشین میاں میر کو کرایہ
ملتا ہے مسترو الی صاحب سات روپیہ سالیانہ کرایہ زمین دیتا تھا بعد انتقال جنانی صاحب

تھی بنام انگلن صاحب کے پاس فروخت کردی اور بباعث آمد سڑک آہنی زمین حاطہ کم ہوگئی ہے لیکن حساب
نی بیس روپیہ سالیانہ کرایہ مقرر کیا دو سال تک دیتا رہا اب چار سال سے کچھہ بھی نہیں دیتا کچھہ تکرار
تھا میں محبوب شاہ و لنکن صاحب کے ہے اس گنبد کی گوشہ گنگنی میں بعوض روپیہ سڑک آہنی بہت قریب
گرد نواح مقبرہ خواجہ بہاری کی اول باغ جنبیہ دارا شکوہ تہا اب ویران ہوگیا ہے اور جو مقبرہ
بارہ دری والہ نادرہ بیگم متصل مقبرہ حضرت میاں میر ہے اوسکا یہہ حال ہے کہ اوسکے گرد بڑا تالاب تہا
اب اوس جگہہ میں زمین مزروعہ ہے اور میانہ تالاب میں بارہ دری خانقاہ نادرہ بیگم بنت شاہجہان
بادشاہ موجود ہے اب کوئی نشان تالاب کا باقی نہیں صرف پل تالاب جو شہر فرو بیہ خانقاہ پختہ چونہ
گچ خشتی تہا ہے اس پل کے نیچے وہی روانگی آب تالاب کے دہن محرابی اکتیس ۳۱ بنی ہوئی ہیں بتیس ۳۲
موجود اور ایک دہن متصلہ بارہ دری گر گیا ہے اور حال عمارت بارہ دری یہہ ہے کہ پہلے
تالاب بیچ بلند سنگ مرمر لگا ہوا تہا جو بعہد اری مہاراجہ رنجیت سنگہہ سب اتر گیا اب بوسیدہ عمارت
شکستہ کھڑی ہے جس کے میانہ میں قبر نادرہ بیگم بہی خام گلی موجود ہے پہلی گرد نواح اس تالاب غیر موجودہ جسکے
شمال وجنوب رویہ دو ڈیوڑہیاں بڑی بلند عالیشان تہیں جس میں ہزار ہزار آدمی سما جاتا تہا
اور چاروں کونوں پر تالاب کے چار بنگلہ ہشت پہلو سنگ سرخ کی بنی ہوئی تہی چنانچہ ابتک نشان انکے
پائی جاتی ہیں اور نیز اس تالاب کے ہر چہار طرف ایسی عراقیں تہیں کہ جسپر گاڑی بسہولیت چلی جاوی
اور ہر طرف تالاب کے چہتیس ۳۶ چہتیس کوٹہریاں جای سکونت و نشستگاہ بنی ہوئی تہیں اب سوائی
اس مقبرہ بارہ دری بوسیدہ کی کچہہ باقی نہیں رہا اور باتفاق احوال حضرت ملا شاہ کی باغ کا جہان
اب موضع میاں میر آباد ہوگیا ہے یہہ ہے کہ فی زماننا اب اوس باغ میں بہت سے گہر آباد میں مسمی محکم
اونمیں نمبردار ہے اور پہلے یہاں متصل خانقاہ حضرت میاں میر کے ایک موضع موسوم بہاشم پورہ آباد
تہا جسکا ذکر تواریخ جیو میں درج ہوچکا ہے اور ڈہوڈی لوگ راجپوت اولاد جیو اوسکی مالک و قابض
تہی بعہد دارا شکوہ وہ ڈہوڈی بڑی امیر کبیر درباری تہی   دارا شکوہ نے محبت تمام یہہ زمین
جہاں اب چار دیواری روضہ حضرت میاں میر کے ہے اونسے اسطرح پر خریدی کہ اسقدر زمین اشرفیاں

اور کہا کہ اٹھارہ روپیہ میں لی محض باپ حال دیا ہے کہ کل کو کوئی تم سے یہ نہ کہے کہ داراشکوہ کی سرو خلوت
زمین ہماری چھین لی اور یہ حضرت کی خدام سے کوئی حرجہ نہ ہوا غرض اسی طرح سے زمین لیکر اور
عمارت عالیشان بناکر محمد شریف خواہر زادہ حضرت میاں میر کے سپرد کر دی صاحب میاں محمد شریف فوت
ہوئی تو اونکی بھی دو فرزند ہے ایک شیخ نور علی اور دوسرے مہدی شاہ جو بعد محمد شریف کی مسند
نشین باوں کی سجادہ نشین ہوئی اونکو شوق گھوڑوں کا بدرجہ کمال تھا چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے
کہ اسپان بادشاہی اونکی چرنے کے واسطے پہرتے تھیں زمینداراں ہاشم پورہ نی اونکو پکڑکر باندہ چھوڑا
مہدی شاہ صاحب نی سنکر اونکی پاس علم بھیجا کہ ہماری گھوڑوں کو چھوڑ دو جب اونہوں نی انکار کیا تو انہوں
نی ناظم لاہور سی امداد کی اور حسب الحکم اونکے وہ گھوڑیاں واپس آئیں فقط بعد ازاں جب شام کو بعد
روضہ حضرت میاں میر صاحب ہاشم پورہ میں واسطی گدائی کے گئی تو ڈھوڈی لوگوں نے بحال بار املکی
دروازہ موضع بند کر کی پھر اکو اندر جانی نہ پائی کہ فقرا نی حضرت مہدی شاہ کی پاس جاکر نالش
کی جب یہ خبر داراشکوہ کو پہونچی تو اوسی حکم بنام ناظم لاہور کے تحریر کیا کہ ہاشم پورہ مسمار کیا جاوے
جب وہ گر گیا تو ساکناں ہاشم پورہ متفرق ہوکر کچھ تو کوٹ خواجہ سعید میں اور کچھ شہر میں اور کچھ
لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئی اتفاقاً مکانات مہدی شاہ صاحب کے متعلقین کے بھی موضع ہاشم پورہ
میں تھی حضرت مہدی شاہ نی اپنی صاحبزادی جعفر شاہ کو اجازت دی کہ تم جنوب رویہ چاردیواری
روضہ جہاں اب فقرا ایک قصائی خود بخش نامی کی موجود ہی اور اوسکی ساتھ ہی قبرستان
اور بہار شاہ دو دربار شاہ ملقب الجالس کی بھی واقع ہی اپنی حویلی بنالو چنانچہ اونہوں نے ایک حویلی
وہاں بنائی اور چند مدت وہاں رہتا رہا بعد اوسکے میاں معصوم شاہ پسر جعفر شاہ بن مہدی شاہ
بن محمد شریف نی اندر باغ حضرت ملا شاہ کی سن گیارہ سو چھیاسٹھ ١١٦٦ ھ میں برج گوشہ باغ ملا شاہ میں
آکر سکونت اختیار کی جب معصوم شاہ فوت ہوئی اور خلل عظیم سلطنت چغتائی میں واقع ہوکر
لاہور میں غارت دوبارہ سہ بارہ ہوکر آخر ملتی حاکم مقرر ہوئی تو گرد و نواحی کی لوگ بسبب خوف غارت
اور لوٹ کی اس باغ کو بسبب موجود ہونے چاردیواری پختہ کی مامن اپنا سمجھکر پناہ لیتی رہی خصوصاً

بوقت غارت زمان شاہ یہہ باغ تو گویا ایک قلعہ مشہور ہوگیا مدت پھر یہہ طریقہ رہا کہ بوقت مصیبت کے
سبب کی ماری ہوی لوگ یہان آجاتی اور جب آرام ہوجاتا تو واپس اپنی اپنی مکانونکو چلے جاتے
اس اثنا مین گوجر لوگ کہ جو اکثر سیدان میان میر مین مال چرانی آتے تہی اونمین سے دو گوجر ایک سیمے
دوسو دوسرا لدہا اور ایک راجپوت جہجرا نامی اور ایک جٹ فاضل جاٹ نامی جسکا بیٹا اب پیر بخش
موجود ہی یہان حسب الاجازت معصوم شاہ کی آرہی بعد اوسکے باوقات مختلفہ اور اور لوگ آکر
بستی رہی گویا ایک گاؤن بن گیا اور حال تقسیم حصص زر آمدنی مزار وغیرہ یون ہی کہ بعد ازان اس
موضع کو آباد ہین حنیف شاہ بن معصوم شاہ مجاور مقرر ہوا چونکہ یہہ حنیف شاہ لاولد تہا اور صرف چار
لڑکیان اسکے یہان تہین ایک مائی فضل النسا جو خدابخش بن قادر بخش ولد مراد بخش بن شیخ عزیز اللہ
بن شیخ مراد اللہ بن شیخ نور علی بن محمد شریف سی کتخدا ہوی اور دوسری مائی مہر نشان کہ عیسا شاہ
نامی سی بیاہی گئی اور اوسسے چار فرزند باقی رہی ایک تہو شاہ دوسرا کرم شاہ تیسرا محمد شاہ چوتہا اکبر شاہ
چنانچہ یہہ اب چارون صاحب اولاد ہین اور جو تہا حصہ آمدنی مقبرہ حضرت میان میر محبوب شاہ سجادہ نشین
سی لیتی ہین اور خرچ بہی حصہ چہارم کا دیتی ہین اور تیسری کرم النسا سید اکبر شاہ سید شرقپوریہ سی بیاہی
گئی اور اب اوسکا ایک فرزند احمد شاہ شرقپور مین موجود ہی مگر وہ بمرضی خود حصہ نہین لیتا اگر چاہی
تو لی سکتا ہی اور چوتھی خیر النسا جسکی شادی ملا امام گاموں امام مسجد وزیر خان سی ہوی جسکا مقبرہ
عالیشان جنوب رویہ مسجد وزیر خان متصل چاہ مسجد موجود ہی بعدہ اوسکے گہر مین دو لڑکیان ہوئین
ایک بی بی سکینہ جو اکبر شاہ امام مسجد محلہ حویلی میان خان سی کتخدا ہوکر موجود ہی اور دوسری بی بی عائشہ
جو سید میر احمد لاہوری ساکن موچی دروازہ سے بیاہی گئی اولاد اوسکی بہی موجود ہی یہہ لوگ بہی اگر
چاہین تو حصص اپنی آمدنی چڑہاوہ میان میر سی لی سکتی ہین اور یہہ بہی ظاہر ہو کہ بعد محمد شریف کے
انکی دونو صاحبزادہ یعنی مہدی شاہ و شیخ نور عالی آمدنی و خرچ کی مالک نصفا نصف رہی جب وقت
معصوم شاہ کا آیا تو اونکی یہان ایک بیٹا حنیف شاہ ہوا اور ایک لڑکی جسکا نام بی بی زہرہ تھا
باقی رہی اور بی بی زہرہ کی شادی میان قادر بخش بن مراد بخش جو اولاد محمد شریف سی تہی ہوئی اس

بی بی زہرہ کی بموجب حکم شرعی کے ثمن حصہ بعقد صحیحہ زوجہ حبیب شاہ مرحوم خود مستحق لیا اور نصف حصہ
سجادگی کا اس حساب سے قادر بخش چار حصوں کا مالک ہوگیا اس طرح سے کہ اگر کل حصہ سجادگی کو چوبیس
تقسیم کیا جاوے تو تین حصہ قادر بخش کی اور تین حبیب شاہ کی ہمراہ اور تین حصہ ہائے حبیب شاہ سے بی بی
زہرہ ہمشیر حبیب شاہ زوجہ قادر بخش نے ایک حصہ جو بموجب شرع کی لڑکی کو پہنچتا ہے لیا اس سے قادر بخش
چار حصوں کا مالک ہوگیا اور حبیب شاہ کا اس صرف دو حصہ بقیہ مجملہ ثمن حصہ جو کل نصف سجادگی سے تھی رہ گئے
بعد اوسکے حبیب شاہ کی یہاں چار لڑکیاں ہوئیں اونمیں سے ایک لڑکی مسمات فضل النساء اوسکی بیاہی
خدا بخش بن قادر بخش کو جو پسر بطنی بی بی زہرہ کا تھا دی جب حبیب شاہ فوت ہوا تو اس فضل النساء زوجہ
مسماۃ دو حصہ بعد حبیب شاہ سے ہی لیا بعد اوسکے بعہد عملداری سرکار انگریزی سنہ [illegible] میں جب
حبیب شاہ و اولاد فضل النساء مسمات مذکورہ اور باقی کا فوت ہوچکی وہاں سجادہ نشین اور
حضرت مادھو لال حسین سمی کرم حسین و حسن دین محاور حضرت میراں بادشاہ اور میاں بادشاہ اور
میاں گڈا مجاوران حضرت پیر علی گنج بخش ہجویری اور کرم علی شاہ سجادہ نشین حضرت دیوان و علیم شاہ
مجاور خانقاہ عالیجاہ حضرت بی بی پاکدامناں سبعماں سرکاری مقرر ہوئے اور ہونے بعد تحقیقات
کاملہ حسب الحکم و منشائی شریعت محمدی زوجہ آمدنی سجادگی کو چار حصوں پر تقسیم کرکے تین حصہ کرم شاہ
بن خدا بخش کو دئی اور چوتھا حصہ باقی ورثہ زوجہ حبیب شاہ کو دیکر حوالہ میاں علی شاہ داماد
حبیب شاہ شوہر فضل النساء کا کیا جاکر نقل فیصلہ مفصلاں درج ذیل ہے اب یہ ہے کہ خدا بخش کی دو میاں
میں فرزند ہوئی ایک محمد شاہ دوسرا امیر شاہ مشہر کرم شاہ اور محمد شاہ کا ایک بیٹا محبوب شاہ سجادہ نشین
ہی اور امیر شاہ کا بیٹا معطف شاہ سنہ [illegible] میں فوت ہوا اوسکا فرزند خورد سال موجود ہے اور کرم شاہ
کا بیٹا الف شاہ موجود ہی جب خدا بخش فوت ہوا تو بعد اوسکے محمد شاہ فرزند کلاں اوسکا جانشین
سجادگی ہوا جب محمد شاہ فوت ہوا تو یہہ محبوب شاہ فرزند اوسکا سجادہ نشین عالی جاہ رسکی تھا
اسکی خوردسالی دیکھکر دستار تو اسکو بندھوائی مگر اوس وقت کی شریعت اوسکا امیر شاہ برادر
محمد شاہ نے وہی محبوب شاہ کو مقرر کیا پھر امیر شاہ بعد چند برس کے فوت ہوا تو پھر یہہ محبوب شاہ بچہ تھا

پہر مصلحت وقت جانکر لوگون نے کرم شاہ برادر ثانی محمد شاہ کو حوالہ دار اور سرپرست محبوب شاہ کا
کیا اوسی سمت ۱۹۰۲ مین ایکسال قبل فوت ہونے کے تمام اشخاص معتبرین کے روبرو بروز عرس حضرت
میانہ صاحب محبوب شاہ اصل وارث سجادگی کو جو اوسوقت پچیس سال کا ہوگیا تہا دستار خود مختاری
دیکر سجادہ نشین کیا اور آپ تارک الدنیا ہوگیا اور پہر وہ بسمت ۱۹۰۳ بمرض [illegible] راہگرای عالم بقا ہوگیا۔
اور اندرون چار دیواری حضرت میانہ مدفون ہوا چنانچہ قبر پختہ موجود اب تقسیم جشن آمدنی مزار
اسطرح ہے کہ جو بوقت فیصلہ منصفان تجویز مقرر ہوئی تہی کہ تین حصہ کا مالک کرم شاہ پسر خدا بخش
اور ایک کا عیسی شاہ داماد حنیف شاہ اولاد خدا بخش سے جو اب محبوب شاہ پسر محمد شاہ بن خدا بخش
اور الف شاہ بن کرم شاہ بن خدا بخش اور مہر شاہ بن قطب شاہ بن امیر شاہ بن خدا بخش مین سو یہہ تینون
یکجا ہین اور انکا آپس مین اتفاق ہے اور محبوب شاہ ہر ایک کی پرورش کرتا ہے اور وہ بہی خوش ہین اور
اگر کوئی اونمین سے الگ ہونا چاہے تو بیشک اپنا حصہ لے لیوے اور اگر کوئی الگ ہووے تو تین حصوں سے
ایک حصہ پاوے اور بموجب حصہ خرچہ عرس وغیرہ دیوے اور ثالث حصہ جو عیسی شاہ کو ملا تہا اوسکی تقسیم
اسطرح پر منقسم ہے کہ عیسی شاہ کی چارون بیٹے مسمی نتہا شاہ محمد شاہ کرم شاہ اکبر شاہ موجودہ حال
بحصہ مساوی چار جگہہ اس ایک حصہ کو تقسیم کر لیتے ہین۔ اور یہہ ہر چہار پسران عیسی شاہ اپنی والدہ مسماۃ
مہر النسا بنت حنیف شاہ کا حصہ بہی کہاتے ہین اور بقیہ جو حنیف شاہ کی تین بیٹیان رہی ہین اونمین سے
ایک تو مسماۃ فضل النسا زوجہ خدا بخش تہی اوسنے اپنا حصہ پدری لیکر حوالہ خدا بخش کر دیا اور بقیہ دو
دختران حنیف شاہ ایک مائی کرم النسا دوسری خیر النسا اونکی اولاد یعنی نواسگان حنیف شاہ موجود
ہین مگر وہ حصہ نہین لیتے اگر چاہین حسب التقسیم شرع شریف کی لے بہی سکتے ہین باین شرط کہ خرچ بہی دیوین فقط
جب سنہ ۱۲ مین حنیف شاہ سجادہ نشین و نمبردار فوت ہوا تو بعد اوسکی میان خدا بخش جو حنیف شاہ
کا داماد اور ہمشیرہ زادہ تہا اوسنے لدہا کو کہا کہ تو بڑا معمر اور ہمارے بزرگون کا آزردہ ہے تجکو لازم
ہے کہ تو سر انجام امور متعلقہ نمبرداری کیا کر جب لدہا سنہ ۱۲۳۲ مین مرگیا تو بعد اوسکے ماہی درگاہی
ہر دو بیٹے اسکے بجائے اوسکے حسب الحکم خدا بخش تا سنہ ۱۲۳۳ نمبردار رہے جب خدا بخش اصل قابض اولاد

موہوب اور پیر درگاہی پسر کلاں اللہ داد فوت ہو گیا تو بعد اوس کے محمد شاہ پسر حامد بخش سنہ چوالیس میں
خود سردار بن گیا بعد اوس کے امیر شاہ برادر محمد شاہ سرپرست محبوب شاہ سجادہ نشین حال اپنی نابالغی
کو جرگو جو میاں اللہ داد کا تہا کہا کہ میں مرد فقیر زادہ پیشین ہوں تو کار سرداری کیا کرے امیر شاہ فوت
ہوا اور کرم شاہ سرپرست محبوب شاہ مقرر ہوا تو اوسی ۱۲۵۳ ہجری میں سمی اروڑا جٹ کو بعزل
نا ہی گوہر سردار مقرر کیا چنانچہ اس عملداری انگریزی میں بہی وہی قایم رہا اور اوس کے ساتھ گاما
رہتوس ساکن موضع تیر گڈہ کو جو اسر بہ جہاونی میاں میر آگر ویران ہو گیا ہے محبوب شاہ سے
شامل کر دیا تہا گاماں لاولد اور اروڑا بہی مر گیا بعد اوس کے حکم سنگہ پسر اروڑا اب دم تحقیقات و
تالیف کتاب ہذا سردار میاں میر مقرر ہے +

نقل صورت اوس حال کی جو بوقت جرسہ تقسیم جنس تحریر ہوئی تہی

سوال میکنند و استفسار حال خود میخواہد فقیر بابت سید کرم شاہ قادری خادم و سجادہ نشین روضہ
متبرکہ قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین خلاصۃ الکاملین سالک شریعت و طریقت حضرت شاہ محمد
میر فاروقی قادری رحمۃ اللہ علیہ از سادات عظام و علما و فضلا کرام خصوصاً ارجماعہ حکام عظام
و اہل دیگر گروہ مطلعند و اکابر و اعیان و وکلان تران بلدہ لاہور و معتبران دیہات سواد بلدہ لاہور
زمین معنی کہ ہر وقت حضرت موصوف و مسجد معہ دو چاہ پختہ چرخی دار و تالاب پختہ و باران
کہ دران مزار نادرہ بیگم مرحومہ واقع است و دیگر سہ چاہ پختہ و باغ و مسجد معہ روضہ حضرت ملا شاہ قدس
خادم حضرت مذکور و یک سہ چاہ پختہ و باغ و مسجد معہ روضہ حضرت خواجہ بہاری علیہ رحمۃ الباری خادم
سرور مذکور و یک دو سہ چاہ پختہ و باغ معہ روضہ مسماۃ امین آبادی مغفورہ خادمہ آنحضرت این
جملہ روضات و مکانات و باغات و مساجد و چاہات شاہزادہ حضرت محمد داراشکوہ قادری ابن
شاہجہان بادشاہ طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ بودہ بر ہمہ کس اظہر من الشمس کہ محمد دارا شکوہ
معتقد و مرید خاص الخاص خادم حضرت مذکور است چنانچہ کتاب سکینۃ الاولیا از تالیفات محمد دارا شکوہ
من اولہ الی آخرہ در بیان عرفان کرامات و کشف و خرق عادات حضرت موصوف مذکور مملو

بشنوون و ما لاکتاب سکینۃ الاولیا نزد سایل حاضر و موجود بنا گو الیہ بعد وفات حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ
شیخ محمد شریف ہمشیرہ زادہ و خادم حضرت مغفور مذکور باین روضات و مکانات مسطورہ قابض
و متصرف ماند بعد فوتش پسرش شیخ محمد بعد انتقالش خادمش فقیر مہدی شاہ بعد رحلتش فقیر
جعفر شاہ و بعد وصالش پسرش فقیر معصوم شاہ و اعقابش بعدہ پسرش حنیف شاہ و پسرش فقیر
کالا شاہ و بعد وی فقیر خدا بخش و بعد وی فقیر محمد بخش و بعد وی فقیر امیر شاہ و پسر آن فقیر علیشاہ
و این سایل ست پس ہرکس کہ بر سجادگی روضہ منورہ متبرکہ مذکورہ و قبض و تصرف سایل و بشنوان
سایل بر مکانات مرقومہ علمی و اطلاعی سمعاً و بصراً داشتہ باشد خالصاً لمعہ مضمون آیہ کریمہ و لا
تکتموا الشہادت و من تکتمہا فانہ آثم شہادت و علامت خود
ثبت نماید کہ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور فقط مہر عظیم شاہ سجادہ نشین پاکدامنان + ہکذا
صحیح فقیر نور احمد چشتی عفی عنہ مصنف کتاب ہذا + مہر کرم حسین سجادہ نشین مادھو لال حسین محبتا
سجادہ نشین چھولن شاہ مہر کرم علیشاہ سجادہ نشین صدر دیوان گواہی میران شاہ سجادہ نشین
شاہ بدر و غیرہ چودھریان و نمبرداران و مکانداران و سجادہ نشینان نواحی لاہور اور سجادہ نشینان
حضرت میانمیر کا تاحال موضع میانمیر میں معمول ہے کہ جب کوئی شادی گاؤں میں ہوتی ہے تو ایک روپیہ لڑکے
والوں اور ایک لڑکی والوں سے لیتے ہیں اور اگر کوئی برات باہر سے آوے تو بھی ایک روپیہ اونکو دیتے

فقط

ہشتہ مزارات

اندرون چار دیواری روضہ حضرت سائیں صاحب و مقبرہ ہای بیرونی متعلقہ روضہ مذکور معہ تاریخ وغیرہ مزارات

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تفصیل عمارت		[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
				[illegible]	[illegible]				
۱	حضرت سائیں صاحب	۵ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ		سنگین امید	.	۳	پانچ ایک	سنگ مرمر و سنگ موسی و سنگ سیاہ	روضہ مبارک حضرت کا ... شاہزادہ خادم حضرت ملا ساہ ... کرکر خلیفہ محمد شریف خواہر زادہ سائیں صاحب کے کیا
۲	حافظ محمد صالح	۳ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ	عزیز روضہ سائیں صاحب	پختہ				سنگ سیاہ	یہ حضرت سائیں صاحب کے ... وفات ہوئی
۳	محمد سعید خواہر زادہ سائیں صاحب	۱۰ ماہ رجب ۱۳۵۵ھ	ایضاً	پختہ				سنگ سیاہ	یہ بزرگ خواہر زادہ حضرت سائیں صاحب کے ... اول ہوئے ہیں
ایضاً	شیخ حسن	۱۳۵۵ھ	سامنے روضہ سائیں صاحب	〃				خشتی پختہ	سجادہ نشین تھے
〃	شیخ نور الٰہی	۱۳۱۱ھ	〃	〃	.			ایضاً	ایضاً
〃	شیخ مراد اللہ	۱۳۱۱ھ	〃	〃			.	〃	ایضاً
〃	شیخ مراد بخش	۱۳۳۱ھ	〃	〃				〃	ایضاً
〃	شیخ قادر بخش	۱۳۱۰ھ	〃	〃	.			〃	ایضاً
۴	شیخ سر اللہ	۱۳۱۷ھ	〃	〃				〃	ایضاً
〃	میاں امام شاہ	۱۳۴۲ھ	〃	〃				〃	ایضاً
〃	میاں خدا بخش	۱۳۱۲ھ	〃	〃				〃	ایضاً
	میاں ملا شاہ مقبر	۱۳۱۷ھ	سامنے روضہ سائیں صاحب	〃				خشت پختہ	ایضاً

نقشہ مزارات

[illegible]	نام صاحب مزار	[illegible]	[illegible]	تفصیل عمارات		[illegible]	[illegible]	[illegible]	
				[illegible]	[illegible]				
۴	میاں محمد شاہ	سنہ ۱۲۳۹	محاذی روضہ میانمیر صاحب	پختہ	.	.	.	پختہ	
ایضاً	امیر شاہ	سنہ ۱۲۴۵	ایضاً	ایضاً	.	.	.	"	
ایضاً	ہندی شاہ	سنہ ۱۱۴۰	ایضاً	ایضاً	.	.	.	ایضاً	
ایضاً	حنیف شاہ	سنہ ۱۱۳۱	ایضاً	ایضاً	.	.	.	ایضاً	
ایضاً	میاں معصوم شاہ	سنہ ۱۱۹۹	ایضاً	ایضاً	.	.	.	ایضاً	
ایضاً	جعفر شاہ	سنہ ۱۱۴۶	ایضاً	ایضاً	.	.	.	ایضاً	
۵	حافظ رحیم بخش خادم حضرات	سنہ ۱۲۶۴	زیر فرش متصل چاہ کلاں	ایضاً	.	.	.	ایضاً	یہہ شخص خادمان حضرات سے تھا
۶	کرم شاہ سجادہ نشین	سنہ ۱۲۶۳	زیر فرش اندرون باغچہ	ایضاً	.	.	.	ایضاً	یہہ شخص سجادہ نشین تھا
ایضاً	قطب شاہ	سنہ ۱۲۹۱	ایضاً	ایضاً	.	.	.	ایضاً	یہہ شخص برادر سجادہ نشین تھا
ایضاً	حسن دین	سنہ ۱۲۸۱	ایضاً	ایضاً	.	.	.	ایضاً	یہہ شخص معتقدان حضرات سے تھا
۷	عیسی شاہ	سنہ ۱۲۶۹	ایضاً	ایضاً	ایضاً	.	.	ایضاً	یہہ فقیر حضرت کے گدی نشین

نقشہ مزارات

نمبر شمار	نام صاحب مقبرہ	تاریخ وفات یا تعمیر	[illegible]	تفصیل عمارات		[illegible]	[illegible]	حالت موجودہ	کیفیت
				پختہ	خام				
الیضاً ۷	حافظ ساوا [illegible]	سنہ ۱۲[illegible]	زیر فرش اندرون خانقاہ	پختہ				خستہ پختہ	یہ شخص حافظ [illegible] تھا
۸	سائیں شاہ	سنہ ۱۲[illegible]	بیرون دیوارہ چاردیواری جنوب رویہ	ایضاً				ایضاً بے چونہ	یہ شخص بھی حافظ [illegible] تھا یہ قبر واقع [illegible] اسکے نام [illegible]
۹	بہار شاہ	سنہ ۱۲۳[illegible]	ایضاً	ایضاً				ایضاً	اس چبوترہ پر چار قبور [illegible] کا نام معلوم اور دو [illegible]
ایضاً	حمیت شاہ	سنہ ۱۲۳۱	ایضاً	ایضاً				ایضاً	
۱۰	حضرت شاہ صاحب	—	طرف جنوب بیرون [illegible]	پختہ				ایضاً	اس شاہ صاحب کا نام و تاریخ وفات معلوم نہیں ہوا [illegible] اور سجادہ نشینان [illegible]
۱۱	بارہ دری نادران بیگم	سنہ ۱[illegible]	بیرون چاردیواری رویہ طرف مشرق	ایضاً			۴۴ عدد	[illegible]	یہ قبر نادرہ بیگم نادر شاہ [illegible] [illegible] حضرت [illegible]
۱۲	گورستان [illegible] المشہور [illegible]	تاریخ [illegible] نامعلوم	طرف جنوب متصل [illegible] نادرہ بیگم	قبور خام [illegible]				[illegible]	اس مقام پر قبور [illegible] وغیرہ [illegible] سادہ [illegible]
۱۳	مہتی شاہ [illegible]	سنہ ۱[illegible]	[illegible] چاردیواری خانقاہ	پختہ				خستہ پختہ [illegible]	اس چبوترہ پر [illegible] حضرت میاں صاحب کے [illegible] اور اس کی [illegible] حضرت [illegible] وفات انکی [illegible] میاں [illegible] کا نام [illegible] لکھا گیا [illegible] نہیں [illegible] معلوم [illegible] [illegible]
ایضاً	حافظ مصطفی	سنہ ۱۲[illegible]	قبر [illegible] مہتی شاہ [illegible]	ایضاً				ایضاً	
ایضاً	حافظ اسماعیل	سنہ ۱۲[illegible]	ایضاً					ایضاً	
ایضاً	نورالدین	سنہ ۱۲[illegible]	ایضاً	ایضاً				ایضاً	
ایضاً	سید [illegible]	سنہ ۱۲[illegible]						ایضاً	
ایضاً	[illegible]	سنہ ۱۲[illegible]	ایضاً	ایضاً				ایضاً	

نمبر شمار	نام صاحب مزار	تاریخ وفات	مقام مزار	تفصیل عمارات: پختہ	تفصیل عمارات: خام	چاہ	درخت	[illegible]	کیفیت
ایضاً ۱۳	حاجی سلیمان	سنہ ۱۰۳۰	ایضاً	پختہ	.	.	.	گنج خشت پختہ چونہ	یہہ حضرات سب کاملین مریدان حضرت میاں میر سے تھے
ایضاً	شیخ ابو المکارم	سنہ ۱۰۴۰	ایضاً	ایضاً	.	.	.	.	
ایضاً	شیخ ابو الخیر	سنہ ۱۰۴۱	ایضاً	ایضاً	.	.	.	.	
۱۴	ملاں حامد گوجر	سنہ ۱۰۴۴	سامنے روضہ میاں میر صاحب	.	.	.	.	خشت پختہ بے چونہ	یہہ شخص بھی خادمان حضرت سے ہے
۱۵	شیخ محمد لاہوری	سنہ ۱۰۵۶	عزبرو بیرون چاردیواری	پختہ	.	.	یکیا	ایضاً	
۱۶	خواجہ بہار صاحب	سنہ ۱۰۴۱	ایضاً	ایضاً	.	.	.	خشت پختہ وچونہ	اس مکان کو کوٹھی والی صاحب گرانی بوقت ابتدا تعمیر کرایا تھا حضرت میاں میر اکثر تیار کرائی اب وہ اور صاحب کے پاس فروخت کر گیا ہے اور مقبرہ ہذا اسیاتہ کوٹھی ہے [illegible]
۱۷	مزار بی بی جمال خاتون ہمشیرہ حضرت میاں میر صاحب	سنہ ۱۰۵۵	عزبرو یہ مقبرہ خواجہ بہاری صاحب شمال رویہ باغ ملا شاہ	ایضاً	-	.	.	ایضاً	یہہ بی بی ہمشیرہ حضرت میاں میر اور والدہ حضرت محمد شریف سجادہ نشین اول کی ہے حال اسکا مفصل تحریر ہوچکا ہے
۱۸	گورستان اقربائے محمد شریف مرحوم	تواریخ مختلفہ	متصل خانقاہ و مقبرہ خواجہ بہار صاحب	رر	.	چاہ مسمار شدہ	۲ عدد		اس چبوترہ پر چار قبرین موجود ہیں مگر نام انکے معلوم نہیں اور سنہ وفات معلوم ہوا ہے
۱۹	باغ حضرت ملا شاہ مرشد دارا شکوہ مرحوم	سنہ ۱۰۴۷	بطرف شرقی چاردیواری حضرت میاں میر	پختہ		یکیا	تین	عمارات خشتی شکستہ سرخ ہر قسم	یہہ باغ و مقبرہ حضرت ملا شاہ محمد دارا شکوہ نے بنوا کر حوالہ حضرت محمد شریف سجادہ نشین کیا اب اس باغ مین زمینداران سکونت رکھتے ہیں اور تمام موضع میاں میر موسوم حال اسکا تحریر ہوچکا ہے
۲۰	حضرت ابراہیم روحی	سنہ ۱۰۵۶	بیرون باغ ملا شاہ بطرف غرب	خشتی پختہ بے چونہ	.	.			یہہ حضرت بھی خادمین حضرت میاں میر سے ہے
۲۱	بی بی جمال بادی ہمشیرہ میاں میر صاحب	.	ایضاً		پختہ	.	.		سابق یہہ عمارت پختہ تھی اور مقبرہ و باغ معہ چاردیواری پختہ تھا مگر اب مسمار ہوگیا اب صرف مقبرہ کی جگہہ معلوم ہوتی ہے

حال مکان دہرم سالہ دولو سوچی دروازہ کی باہر جنوب رویہ اس سڑک کے جو بازار گلی سنی آتی ہے
دیلوی کو جاتی ہے ایک مکان چاردیواری المشہور دولو کی دہرم سالہ ہے یہہ مکان دولو کہتری
ساہدی بعہد خان بہادر ناظم لاہور کے بنوایا تہا دروازہ اسکا جنوب رویہ دروازہ کے اندر جاتے ہی ہر دو
چاہ چرخی والے جنکے گرد چبوترہ پختہ بھی موجود ہیں اور چاہ کی شرقی رویہ ایک چوبارہ جسکی سقف
فالوتی اور درخت بیر اسکی دیوار شمال کو پہوڑکر اوپر نکلا ہوا ہے اسمیں مڑہی سمیع بہان کی جوگی
دبلہ کا اور دوسرا جلیہ بہائی بہیرو کا تہا اس کوٹہہ کی شرقی رویہ ایک دالان جسکی سقف ساکھو
اسی واقع ہے اور شمال کی دسہ اس چوبارہ کی ایک چھوٹا سا شوالہ ہم گنبد والہ موجود ہے اسمیں لنگ پتھر کا
رکھا ہی اسپر جل دہارا گرتا ہی جنوب رویہ اسکے بڑا چبوترہ اسمیں درخت بوڑہ و پیپل گرد نواح تمام
چاردیواری پختہ اور دروازہ کی غرب رویہ ایک کوٹہہ مسکونہ سادہ اوسکے جنوب رویہ ایک اور
بہی ایک مکان کشادہ بطور کوٹہہ اسمیں سنگ مرمر کی کہوٹ کرتی ہیں چاردیواری گرا ہوا تمام
درخت بیر پیپل وغیرہ بکثرت یہاں چار مڑہیاں ہیں ایک دولو کی اور دوسری اسکے بچے گھر گوسائیں کی
اور کئی نشان مڑہیاں جو بیچ اور دو سادہ شکستہ گوشہ شرقی وجنوبی میں ہیں و دروازہ دیوار
شمالی میں ایک دروازہ بند سالم رویہ اس چاردیواری کے لگا ہوا ہی لوگوں نے آنا کہا ہے لکڑیوں کی
سالی میں اب یہاں ہال اس نادار رہتا ہی جو مر گیا ہے اصل مالک اس مکان کا نادار رام دوابی
سادہ ہی جو فریدآباد میں رہتا ہی اور یہہ بہال الدس نائب اسکا ہے اس نادار کو کہتری لوگ نان و
پارچہ دیتے ہیں **احوال قلعہ گوجر سنگہ** یہہ قلعہ گوجر سنگہ نامی حاکم لاہور کے بنوایا وقت
میں لاہور کی تین حاکم تہے ایک گوجر سنگہ دوسرا چیت سنگہ تیسرا لہنا سنگہ جسے لاہور آباد تہا تب
سے یہہ جگہہ محلہ حاجی سوائی مشہور تہا اور یہاں حویلی گوجرمل کہتری کی تہی بہر گوجر سنگہ
نے سمت ۱۸۲۱ میں یہہ قلعہ بنوایا یہاں اور ان ایام میں چوری بڑی ہوتی تہی اسکے واسطے حفاظت
شہر کے یہہ جگہہ بنوائی اور ہمیشہ اسمیں سپاہی اور تہانہ اسمیں مقرر کیا تہا آبادی بہت ہو گئی
دیوار جنوب رویہ اس قلعہ کی معرفت حضرت عبداللہ شاہ جنکی مزار موضع مزنگ میں ہے پیٹہہ ہوئی

اب اس قلعہ کی چار دانطراف دیوار پختہ ہی اور یہہ قلعہ اب گاؤن آباد ہی چالیس چاہ مزروعہ اسکی علاقہ
مین ہین اور نظام الدین نمبردار اور مبلغ ایکہزار چارسو روپیہ معاملہ اس گاؤن کا داخل خزانہ سرکار
ہوتا ہی غرب رویہ اس قلعہ کے حاطہ دوکانات گنگویان جسمین ۱۵ دوکانات اونکی الہین اور سہ
بارہ بزاوہ ہی مین دروازہ اس قلعہ کا کلان سہ طاق پختہ چوبی اب یہان دو چوکیدار مسلمان
رہتے ہین تمام مکانات اوسکے شمار مین ایکسو بچاس ہین اور ماسوا انکے دو چوبارہ کلان بلند ایک
عزیزدین دوسرا بدردین حسب نگاہ اشتہار سفید مہاراجہ رنجیت سنگہ کی سمت ۱۸ مین فصیل و برج اور سوائے
سہ دیوڈی گرائی تہی پہر بعہد مہاراجہ شیر سنگہ مرمت اسکی زمینداران نی کرائی گویا از سر نو تعمیر
کیا ڈیوڈی کا دروازہ شرقرویہ مسقفہ اسکے دورویہ جنوب و شمال کیطرف ڈولان جسمین ایک ایک
کوٹہری بستہ شمالرویہ خالی اور جنوبرویہ مین اب دوکان بافندہ ہی طاق جنوبی مین چہوٹی سی
کہڑکی یہہ دروازہ دس بجی بند اور سہ بجی کشادہ ہوتا ہی اسمین چار دوکانات بقالان ہین جو صرف
آٹا و نمک و تیل و گہی بیچتی ہین اس قلعہ مین چہہ سات درخت بیر موجود مین درازی کی گوشہ شرقی
و جنوبی مین ایک چاردیواری پختہ جسمین مسجد چبوترہ پختہ والی بطور تکیہ فقیر ہے اسکے شرقرویہ تین
کوٹہریان مسقفہ مرتبہ سرکی ہو شن دروازہ آمد و رفت شمالرویہ بوقت تیاری قلعہ یہہ فقیرونکی واسطے
بنا یہان ہمیشہ فقیر رہتا ہی اس تکیہ کی شرقرویہ لب راہ ایک اور چہوٹا سا کوٹہا لی طاق پختہ
بنا ہوا ہی پہلے نانک فقیر اسمین رہتا تہا اب خالی پڑا ہی دیوار فصیل قلعہ اب مرمت طلب ہوگئی ہے
اور اس قلعہ مین بیس گہر گنگویان اور اٹہہ چہمبگان اور دو گہر سند و بقالان اور چہہ گہر بافندگان
اور ایک گہر لوہار و نکا اور ایک ترکہان کا اور ایک حجام کا اور بقیہ تمام زمینداران کی ہین اور
ایک مسجد بہی قدیمی ہے مدت سے الہ دین نامی وہانکا ملان ہے حال مسجد محمد صالح سند
شرقرویہ قلعہ گوجر سنگہ کی فاصلہ ایکسو بچاس کرم ون پر ایک قدیمہ مسجد پختہ استرکاری موجود ہی یہہ
مسجد حضرت محمد صالح سندہی کی مشہور ہے اب مرمت اسکی نواب علی رضا خانصاحب نے کرائی ہی مسجد
چونہ گچ عمارت شہ جہانی تین گنبد والی ایک بڑا اور دو خورد شرقرویہ چار دیواری پختہ بنیری چونہ کے

اندر تمام فرش چینی دروازہ سہ درویہ یعنی تین حویلی مسجد کا کہنگرہ سے بند کیا ہوا ہے اور جنوب رویہ متصل دیوار
تمام و رجان پیہوان کہڑی ہیں سہ درویہ مسجد کی ایک اور چار دیواری خشتی پختہ اوسمیں دو چبوترے خشتی ایک ایک
قبر تمام اور جنوب رویہ اس چار دیواری کی ایک گوشہ کہنگرہ کا سابق یہاں باغ تہا چاہ کی پاس جوبی کہہ
نظر آتا ہے یہہ چاہ گوشہ جنوبی و شرقی میں ہے اوسکے پاس گرد چبوترہ پختہ یہاں بیل جیح جوت کی چلی ہوئی
نشان جیا ناں بہی موجود ہیں نام اس گذر کا پہلے محلہ حاجی سوائی مشہور تہا اور حال اس مسجد کا یہہ تہا
کہ ایک سوداگر خادم محمد صالح کا تہا کسی کام میں جہاز پر تہا اوسکا غرق ہونے لگا اوسنے اپنے پیر کا خیال
کرکے اقرار کیا کہ اگر میرا جہاز بچ رہے تو اسقدر نیاز اونکے دون چنانچہ اوسی وقت آپ وہاں تشریف لائے
اور بہت محنت سے جہاز کو نکالا اور پہر گم ہو گئے جب وہ سوداگر لاہور میں آیا تو مبلغ دو سو روپیہ لیکر آپکی
خدمت میں حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ یہہ کیا لایا ہے ہماری بانہہ بہی ہو رہی تیری جہاز کی نکالنی سے
مجروح ہیں ہمیں تیری واسطے بڑی تکلف اوٹہانی پڑی لازم ہے کہ یہاں ایک مسجد بنا دے پہر او
سنے اوسی یہہ مسجد بنوادی قبر حضرت محمد صالح سوائے کی اسی چار دیواری میں پختہ موجود ہے اور بقیہ
قبور انکے خادموں کی ہیں اب نواب علی رضا خان صاحب کی یہاں ایک مقبرہ الہ خان نامی بنا ہوا ہے اور یہی ٹہلانا
ہوا ہے اور بعہد مہاراجہ صاحب یہاں بارود رہتی تہی اور پانڈی آبادی پر جرنیل کی ہتہی کا قصد اوسپر بنا
نواب صاحب نے ارادہ کیا تہا کہ یہاں باغچہ بنوادیں مگر میں نے رکتی بہ حال مسجد بہت خوش عمارت
عالیشان ہے **احوال حضرت شاہ رحمت اللہ قریشی** یہہ مکان شرقی رویہ باغچہ مولوی رجب علی
صاحب کی میں ہیں مزار حضرت سید محمود بہاکری کی ا حال اسکا درج کتاب ہذا ہو چکا ہے اور جنوب رویہ
مکان حضرت علی رنگریز کی بطور تکیہ ہے پیشتر سے درا وسکا مکان آراستہ درخت توت کہنہ شہتوت
پیپل و ہر نکہ وت گولری کہڑے ہیں اور سواق بہی ہوئے ہیں گوشہ شرقی و جنوبی میں چاہ پختہ
چرخی دار اور غسلخانہ و چبوترہ و مسجد خشتی چونہ گچ مغربی سفید شمال رویہ ایک چار دیواری پختہ سہ
سفید قد آدم سے بلند دروازہ چونہ گچ سفید طاق پختہ جوبی اسکی اندر ایک چبوترہ خشتی
سوا گز اونچا پختہ چونہ گچ سفید سرہانے چراغدان اوسپر ایک قبر پختہ چونہ گچ حضرت شاہ رحمت اللہ

صاحب قریشی کی اور ماسوا اسکے اٹھارہ قبر جو پختہ ہین اور ایک خام انکی اولاد اور خادمون کی موجود ہین
یہہ خانقاہ قبرستان والی مشہور ہی حال انکا یہہ ہی کہ عہد عالمگیر مین حضرت فوت ہوی اور مریدان
حضرت کی بہت تہی خصوصًا معمار لوگ بیشمار مرید تہی اور بباعث بیگار بہر کار کے کہ تمام معمار لوگ مسجد
بادشاہی پر لگتی تہی کسیکو اجازت نہ تہی کہ کسی اور جگہہ کام کرے چنانچہ اونہون نے چند مدت مین شاشب
اینٹین درست کرکے باوقات مختلفہ سب سرانجام چونہ وغیرہ کا کرکے سب معمارون نے اتفاق کیا کہ
آج رات شباشب مقبرہ تیار کرلین چنانچہ سب متفق ہوکر رات کو تعمیر مقبرہ مشغول ہوی جب قدرے
رات رہی اور عورات محلہ نے چکیان پیسنی شروع کین تو اونہون نے بارے خوف بادشاہ کی کام بند کردیا
کہ اگر یہہ خبر کارکنان شاہی کو ہوجائیگی تو ہم گرفتار ہوجائینگے اسباعث سے وہ گنبذ ناتیار رہگیا
جب صبح کو یہہ معاملہ لوگون نے دیکہا تو سب نے کہا کہ آج رات فرشتے یہہ عمارت بنا گئی ہین چونکہ یہہ خبر
عام مشہور ہوگئی سب کا یقین یہی ہوگیا بلکہ آج تک یہہ ہی نقل مشہور ہی مگر اصلی معاملہ یہہ ہی جو
بندہ نے تحریر کیا ہے الغرض وہ عمارت جو باین نمود بنی تہی قایم تہی مگر بعہد مہاراجہ رنجیت سنگہ
کورٹ صاحب فراسیس نے اینٹین اوسکی اکہڑوا کر اپنی چہاونی مین لگوالین اب اونکی اولاد مین سے مسمی
بہاون شاہ مجاور لاہور مین موجود ہے اوسنے دوبارہ یہہ عمارت موجودہ بنوائی اور روپیہ دریاے
باف لاہور و امرتسر و سوچیان سے جو اس خاندان کی مرید ہین جمع کرکے تعمیر خانقاہ پر صرف کیا طریق
ان حضرت یعنی شاہ رحمت اللہ قریشی کا سہروردیہ اور اولاد حضرت شیخ بہاو الدین ذکریا ملتانی
ہین اور سوای لاہور کی اولاد انکی موضع دہولن وال مین (جو جنوب رویہ لاہور کے بفاصلہ چار میل
ہے) رہتی ہین چنانچہ بہادر شاہ پیرزادہ اونمین مشہور ہی اور مریدان انکی لاہور و امرتسر و چونیان
وغیرہ مین بہت ہین گذارہ انکی اولاد کا صرف نذرانہ پیری و مریدی پر ہی اور عرس انکا بتاریخ
۱۷ صفر المظفر کو ہوتا ہی اور عرس کے واسطے معمول ہے کہ ملتانی دریای باف لاہور کے کہ مریدان
و معتقدان کی ہین فی گہر ایک سیر گندم اور ایک آنہ دیتی ہین اور ماسوا اسکے اگر کوی زیادہ بہی
دیوی تو مضایقہ نہین اور ملتانیون مین سے ایک مسمی رحمت اللہ اور دوسرا عبید اللہ یہہ دونو جا

اندر تمام فرش سنگی در عمارت ہے زر سیم کر دیتی ہیں اور وہاں جو عقیدہ مشہور ہے وہ یہ بروز جمعرات مشتاقیوں سے
تمام درختان پیپل کے بندھا ہے ان حضرت کی قبر تک یہہ برکت مشہور ہے کہ جو کوئی امیدوار وہاں جاتا
قبر تمام اور خوب روئی باکر لاتا ہے اور منت مانتا ہے کہ جب میرا کام ہو جاوے تو اس اینٹ کی وزن برابر
ملا آتا ہے یہہ جا کر لاتا ہے جب منت پوری ہوتی ہے تو قند سیاہ اینٹ کی برابر تولکر وہاں لیجاتا ہے
اور اینٹ سے وہیں ہو جاتا ہے اور ہر روز میلہ کشمیری سے وہاں جمع ہو کر ایک ٹیک لیکی ہکانے

ہیں جہاں مقام تہٹی خاکروبان گوشہ شمالی و غربی قلعہ کو جو سنگ میں ہر راہ چند کوٹہہ تا
تمام و چھپریاں سے ہوتی ہیں اسکو تہٹی خاکروبان کہتے ہیں حال انکا یہہ ہے کہ پہلے یہہ لوگ ڈاک گھر کے
متصل سپاہی دروازہ کے باہر سکونت پذیر تھے جب عہد انگریزی ہوا تو سرکار نے اونکو وہاں سے
اوٹھا کر یہاں آباد کیا جو کہ اوس علاقہ میں مقبوضہ انکی جگہ آب جو ری تھی سو بسراں بالعوض اونکے
یہاں سے چار جا دی ایک واقعہ باغ محمد شاہ صاحب دلشر متعلقہ مسجد کبیر جو یہ مسجد مات سرکار آخر سرکار نے اونکو عطا ہوئی
ہیں ایک دوکان سے فتح چند بقال کی ہے اور اتحاد کہ یہہ مہتر لوگ ساکنان تہٹی کام ڈوڈروں کا
کرتی ہیں انکا کاحساب سے وہ فتح چند لکھہ دیتا ہے اور ہر ایک سے جی سرگاوان تنخواہ لیتا ہے
سبحان اللہ۔ ما ہمہ در راہ در دور سنت + کس نگوید کہ دوغ من ترش ست ۔ قدوی ذی جاتا کی
چند بغایت انکی سے وضع کتاب کی جاوین اور اسمعاملہ مین سہمان کئی دور تک کوشش ہی ای
صد زیادہ کی اور اوسہولے سے اپنی بزرگ فقیروں کو جمع کیا کہ ان باتیں ایسی لایعقل ہیں کہ جس سے
کچہہ پہمید نہیں ہوتی حاصل کلام انکو یہہ یقین ہے کہ بروز قیامت والیان بہشت صرف مہتر لوگ
ہونگی اور بلا اجازت انکی کوئی داخل بہشت نہو گا جب مین نے سوال کیا کہ ہم لوگون وغیرہ اقوام کا
کیا حال تو فرمانے لگے اگر چہ کوئی صورت ادخال بہشت کی کسی قوم کے واسطے نظر نہیں آتی لیکن
ہاں ہم لوگ جو سب کے گہرون میں جاتی ہین اگر اس لحاظ سے جناب الہی مہربانی کرکے ان لوگوں
سے اجازت ادخال بہشت عطا کرے تو مضایقہ نہین کیونکہ ہم لوگون کے پیرو لسا کی خاک بیہ
بہشت میں جاوےگی میں نے یہہ سنکر عرض کیا کہ بیشک آپ درست فرماتے ہین فقط +

حال حاطہ و مسجد نقیبان شہر قردیہ ٹہٹی مہتر انکی ایک مکان حاطہ نقیبان مشہور ہی اسمین ایک مسجد عالیشان جسکے تین گنبند بلند اور دو محراب رنگین منقش اور تین در ہین کلان محرابی دو دو بخت اور ایک میانہ مین جو کہٹ چوبی معہ طاق تختہ لگی ہوئی ہی کتبہ درکی پیشانی پر آیت الکرسی تحریر ہی جواب تہوڑی نظر آتی ہے شہر قردیہ مسجد فرش پختہ خشتی معہ حوض پختہ جسکے گوشہ جنوبی و شرقی کیطرف ایک چاہ خشتی چاہ کی جنوب رویہ قبرستان نقیبان اور اس مسجد کی جنوب شرق رویہ بطور احاطہ دیوار کلی کہنچی ہوئی ہے یہان قبور نقیبان اب بہی ہوتی ہین مسجد کی گوشہ شمالی و غربی مین مسجد کی اوپر جانیکا زینہ پختہ اب قدری مسمار موجود ہی مسجد کی گنبدون کی شہر قردیہ سر بام ایک چبوترہ پختہ ہی جسکی غرب اور شمال رویہ چہہ زینہ پختہ مین یہہ چبوترہ ایک گز طول اور دو گز عرض کا ہے اسکا رنگ بہی سیاہ ہو رہا ہی اس مسجد عالیشان مین بعہد سکہان مسکہہ زین رہتا تہا اب اسپر قفل صوبہ شاہ نقیب کا لگا ہوا ہی اور سرکار سی واگذار ہی یہہ مسجد شمال رویہ راستہ موضع قلعہ گوجر سنگہ جب شہر سی وہان جانا ہو تو ہے یہہ نالہ حضی مسجد کی غرب رویہ پشت پر حال اسکا یہہ ہی کہ بعہد بہادر شاہ بادشاہ شیخ محمد واصل سہارنپور سی لاہور مین آئی اور اس گرد نواح مین جو کہ کہی محلہ مشہور تہا آکر رہی اور وہ بادشاہی نوکر تہی چنانچہ اونہون نے یہہ مسجد بنوائی بعد اوسکے وہ واپس سہارنپور مین چلی گئے پہر بعہد خان بہادر شیخ محمد پناہ و شیخ عبد العزیز و محمد عارف ہر سہ فرزند انکی یہان آگئے اور شاہ نواز خان خلف نواب خان بہادر کے ملازم ہوئی اونمین سی شیخ عبد العزیز خواندہ تہا وہ نقیب مقرر ہوا اور اوسنی اس مسجد اور زمین موروثی پر اپنا قبضہ کرکے یہان قبرستان اپنا مقرر کیا چنانچہ اتبک قبرستان ہی بعدہ خدا بخش جو محمد شاہ کا نقیب اور محمد پناہ کا بیٹا تہا لاہور مین رہا اور خدا بخش کا بیٹا کہسیٹا جو بدار جواب زندہ ہی اور عبد العزیز کے یہان دو بیٹیان ایک رحمت دوسری اشرف بیبی رحمت لاولد گئی اور اشرف بیبی کی ایک دختر ہوی اوسکا بیٹا محمد بخش اور دارا موجود مین اب محمد بخش ٹہیکہ دار شراب ہی اور دارا چپراسی تحصیل در محمد عارف پہر واپس دہلی کو چلا گیا اور بقیہ حال یہہ ہی کہ خدا بخش کی ایک بیٹی مسماۃ خیر النسا تہی اوسکی دو بیٹی ہوی ایک مولی شاہ اور

دوسرا احد الحسن صوفی شاہ جو بدارا اور کریم بخش سہوری بات جماعۃ ہی صوفی شاہ ابا قابض اس سے کے
قبرستان کا ہے محمد بہادر اور عبد العزیز سے لیکر اس تلک تمام مائل الحسن کی قبور یہاں ہیں حال

مکان خانقاہ حاجی جمعیت و مفصل حال روضہ قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مکان بدالطرف شمال مائل بغرب ریلوی اسٹیشن واقع ہے اس مکان میں ایک گنبد
روضہ عالیشان مربع سفید جو بہ گچ عمارت قدیم کا کہڑا ہے گنبد کے نیچے لب دیوار گردا گرد اور چاروں گوشوں پر
چار مینار چھوٹے دروازہ آمد ورفت گنبد کا جنوب رویہ چوکھٹ در پر ایک سنگ سیاہ کسوٹی کا ہے
اور گنبد کی دیوار شمالی کے باہر پر لگے دو سنگ کسوٹی کا ہیں اوسمیں بخط عربی چار سطریں تحریر
ہیں سطر اول یہہ ہے انہ مسعود و من مسعود الی اللہ سالم الی اللہ مسلم و من مسلم
الی اللہ عاقل سطر دوم و من عاقل الی اللہ جوہر و من جوہر الی اللہ ناقر و من
ناقر الی اللہ اسعد سطر سوم یہاں تک ختم ہوئی دوسرے کسوٹی اوسمیں دو سطریں تحریر ہیں
و من سعد الی اللہ نصر و من نصر الی اللہ طاہر و من طاہر الی اللہ طیب
و من طیب الی اللہ محب و من محب الی اللہ حبیب و من حبیب الی اللہ
جمال اور بطرف شرقی بیچ پر گرد ستارہ دیوار پر ایک کتبہ سنگ کسوٹی کا ہے اوسمیں یہہ تحریر ہے
بخط عربی بسم اللہ الرحمن الرحیم السلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ
اور اس گنبد کے باہر گوشہ مغربی میں قبر حاجی جمعیت صاحب کی ہے جسکی سرہانے حجر اسود اور اوسکے
پتھر وغیرہ درخت ہیں اور گرد اوس مقبرہ کی چار دیواری خشتی کہڑی ہے مگر پتھر وغیرہ سے پوشیدہ
اندر اوس گنبد کی عمارت خشتی ہشت پہلو کنگورا اور چاروں طرف چار محراب اور درمیان میں ایک چبوترہ
ہشت پہلو ایک گز بلند جسپر پنجرہ گلی چوب سے لگے ہوئے ہیں اسکے بیچ میں قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سنگ سیاہ کا موجود ایڑی بطرف شرق اور اونگلیاں بطرف مغرب ہیں اور شمالی و جنوبی اوس
راہ چار دیواری کی باہر گوشہ غربی و جنوبی میں ایک چاہ خرچی واقع ہے مشہور ہے کہ حاجی جمیل صاحب عہد
اکبر بادشاہ مکہ شریف کی طرف گئے اور وہاں سے یہہ قدم رسول لائے باہر اس چار دیواری کے بہت اور

قبور عالیہ خلایق ہین اور اندرونی چاردیواری کی گوشہ گلنی مین اب کپتن صاحب متعینہ رہلوی نے ایک کوٹھی بنانت
جسکا در جنوب رویہ ہی بنوا دیا ہے یہان اب گلاب شاہ فقیر رہتا ہی اور گیارہوین ماہ ربیع الاول کو ماہ وفات آنحضرت
شاہ رسالت ہی یہان عرس ہوتا ہے اور ہنڈا رہ فقر القسیم کیا جاتا ہے یہہ مکان مشہور قدم رسول ہے
کوٹھی کی روبرو قبر غلام رسول سوداگر کی ہی حال اسکا بہی تحریر ہوگا اور یہہ حضرت صاحب خانقاہ جو نام انکا
حاجی جمعیت مشہور ہی اصل نام انکا جمیل ہے اور یہہ قدم شریف پشت در پشت انکی خاندان مین چلا
آیا ہی چنانچہ تحریر مکتوبہ روضہ معلی سی صاف پایا جاتا ہی کہ پہلے یہہ قدم رسول حضرت مسعود کے پاس رہا اور بعد
وفات اونکی اونکی صاحبزادی میر سالم کے پاس رہا بعد ازان اونکی فرزند میر مسلم اور پہر میر عاقل و
پہر میر جوہر اور پہر باقر اور پہر میر اسعد اور پہر میر نصیر اور پہر میر طاہر اور پہر میر طیب اور پہر میر حبیب اور
پہر میر حلیب اور پہر میر جمال المشہور جمیل کے پاس آیا اور بعہد مہا راجہ رنجیت سنگہ یہان ایک فقیر
با نوا ہندوستانی رہا کرتا تہا صدا اوسکی بوقت گدای یہہ تہی کہ او آسمان کی چڑیا پتہر کی بیرن کچہہ نام خدا بہی لے
اور اوسوقت یہہ مکان تکیہ بلبیان والہ مشہور تہا حال انکا یہہ ہی کہ حاجی جمیل صاحب خادم حضرت رنگ بلاول صاحب
کی ہین اور حضرت رنگ بلاول خادم و خلیفہ و سجادہ نشین حضرت مادہو لال حسین صاحب کی مشہور ہی کہ اونہون
نی سات حج کیی تہی ایک سوداگر غلام رسول نامی اونکا دوست صاحب دولت مگر لا ولد تہا اوسنی بخدمت
حاجی جمعیت صاحب کی عرض کیا کہ مین مکہ شریف کی طرف جاتا ہون آپنی منع کیا اور فرمایا کہ ہم نے سات
حج کیی ہین تجکو لازم ہی کہ ایک حج مقبول ہم سے لے لے اور ہماری پاس رہ وہ بجد ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت
مجکو مکہ شریف کی عمارات دیکہنی کا بہت شوق ہے سو مین چاہتا ہون کہ وہان جاؤن اور زیارت کر
آؤن یہہ سنکر آپ خاموش ہی ایک روز وہ ہر طرح سی تیار ہوکر اونکی پاس رخصت لینی آیا آپ نی فرمایا کہ اچہا
آج کا دن صبر کر وکل کو اختیار باقی ہے اور تجکو لازم ہے کہ آج رات کو پوشاک عمدہ پہن کر اور خوشبو
لگا کر بار بار درود شریف پڑہ کر سونا اوسنی اوسی طرح کیا قدرت الہی سی وہ رات کو کیا دیکہتا ہے
کہ بیت اللہ اوسکے گہر مین آگیا ہی اور ایک بزرگ بصورت حاجی جمیل اوسکو کہتا ہے کہ عمارت مکہ کی دیکہہ
لی اور تیری نامہ اعمال مین ایک حج بخشا ہوا حاجی جمیل کا تحریر ہوگیا ہے جب صبح ہوئی تو وہ تمام روپیہ

اپنا حضرت کے پاس لے آیا اور عرض کی کہ آپ یہہ تمام روپیہ لے لیں اونہوں کا معمول تہا کہ ایک جگہ جس
میں سکونت رکہتے تہے فرمانے لگے کہ ہم فقیروں کو مال دنیا سے کیا غرض ہے اوسنے عرض کی کہ میں بہی
تارک الدنیا ہوں مجہے بہی اس مال و دولت دنیا سے کچہہ غرض نہیں یہہ کہکر اوسنے تمام روپیہ فقرا کو
تقسیم کر دیا اور آیا حضرت کے پاس ہو بیٹہا اور وہیں فوت ہوا چنانچہ قبر اوسکی گوشہ پائیں چاہ حرمین
میں موجود ہے بعد ایکسال کے ایک سوداگر دہلی سے یہاں آیا اوسنے سات ہزار روپیہ اوس غلام رسول سوداگر
کا دینا تہا جب اوسنے سنا کہ مالک روپیہ کا فقیر ہو بیٹہا ہے تو وہ بہی وہ روپیہ واپس لیکر اوسکے پاس آیا
اوسنے قبول نکیا ناچار اوس سوداگر نے   سے ایکہزار تین میں یہہ مقبرہ قدم رسول
و مالات وغیرہ جو اوس مکان میں تہا سو مکان لنگر شاہ جو اب وہ مکان ریل کے اسٹیشن میں آگیا ہے
سو دیا یہہ لنگر شاہ صاحب بڑے کامل اور پیر بہائی حاجی جمیل صاحب کے ہیں اور جو مالات وغیرہ اب
مکان حاجی جمیل صاحب کی ریل والوں نے گرائی اوسکا عوض چار سو روپیہ لعل شاہ مرید یقین شاہ کو
ملا تہا لال شاہ اوسمیں سے دو سو روپیہ کہا کر ملتان کی طرف بہاگ گیا اور دو سو روپیہ بقیہ سے ایک مکان
متصل مکان ولی شاہ حکیم امام گروی لیا گیا ہے اب حسن علی شاہ پسر کرم حسین شاہ سجادہ نشین با دیہول
پسر کردہ فقیر ہے اوسکی تجویز یہی ہے کہ یہہ روپیہ مکان والا لیکر مکان حاجی جمیل پر لگایا جاوے اور جو
گلاب شاہ فقیر یہاں بیٹہا ہے اوسکی یہہ صورت ہے کہ یہہ ظالمان اس جگہ داں سے نہیں صرف خدمت مکان
کی واسطے اللہ جان سپاہی کی جو باگل جانے میں سپاہی ہے اور مرید یقین شاہ کا ہے بیٹہایا ہے اور وہ اللہ جان بڑا
ارادت مند ہے چنانچہ ہمیشہ خدمتگذاری میں حاضر رہتا ہے متصل شہرہ حضرت حاجی جمعیت صاحب کا یوں ہے
کہ اس لاہور میں انکی خدام سے چار شخص موجود ہیں ایک شاہ علی شاہ دوسرا الف شاہ تیسرا پیر شاہ چوتہا لعل شاہ
یہہ چاروں خادم حبیب شاہ کی اور وہ عبد اللہ شاہ کی اور وہ رفیق شاہ کی اور وہ عالم شاہ کی اور وہ دلبر شاہ
کی اور وہ حاجی توکل کے اور وہ حاجی جمعیت کے اور وہ رنگ لال صاحب کے اور وہ حضرت مادہو لعل دیوان کے اور وہ حضرت
حسن پرست کی حاجی توکل کے سوائے دلبر شاہ کی اور بہی خلیفہ ہے ایک محب شاہ جسکی لڑکی کا فقیر مالک شاہ
اب زندہ ہے اللہ دوسری معلوم شاہ جسکا خلیفہ کرم شاہ بغدادی ہے اور اب اسکی خدام سے جمعیت شاہ

زندہ تھا اور میسری قناعت شاہ انکی لڑکی و مقام والی ٹبی مین پیرشاہ اور اسکا خادم بادحسین نمبرداری

مکان خانقاہ فضل شاہ یہہ مکان فیما بین دروازہ مستی و کشمیری باغیچہ سرکار منفوضہ

اذاب علی رضا خان صاحب مین جو متعلقہ باغیچہ راجہ ہیرسنگہ صاحب ہی واقع ہی حال اسکا یہہ ہی کہ فضل شاہ

فقیر مجذوب مرید حضرت رحمن شاہ صاحب مرحوم کے تہے اول یہہ حضرت ساکن سیدپور کہنہ علاقہ ظفروال

ضلع سیالکوٹ کی مین جب لاہور مین آئی تو اول ملا گری مسجد اور پہر عینکین بنانی لگے اور پہر بہ مہربانی سائین

رحمن شاہ مجذوب فقیر جنکی مزار کٹرہ شالی کو بان مین محلہ راتم موجود ہی مجذوب ہوگئی اور مدت مدید حویلی

وزیرخان مین رہتی رہی بعد ازان بعہد مہاراجہ شیرسنگہ یہان آکر بیٹہی راجہ دینا ناتہہ انکا مرید با اعتقاد

دل و جان سی جان نثار تہا اوسنی بحین حیات انکی یہہ مکان مقبرہ بنا دیا تہا وفات انکی آٹہوین ماہ

ساون سمت ۱۹ مین واقع ہی اور جو قبر راجہ دینا ناتہہ نی بحین حیات اونکی بنوائی تہی اوسمین مدفون

ہوئی صورت مکان یہہ ہی کہ شرق رویہ دروازہ آمد و رفت چوبی معہ طاق تختہ اور غرب رویہ ایک چہوٹا

دروازہ بطور کہڑکی آمد و رفت دروازہ شرقی کے اندر شمال رویہ ایک کوٹہری اوسکی پیش دروازے

ایک بڑا دو چہوٹی اور گرد نواح چارون طرف دیوار خشتی قد آدم سی بڑی جسکے بنیری چوبہ گج مین موجود

شرق رویہ دیوار کی اندر متصل دیوار تمام درخت سرو کیلہ امرود دو ہر یک جا من موجود وہین اور گوشہ

شرقی و جنوبی مین ایک کوٹہہ جسکے آگی چہجہ بطور سایبان چوبی واقع ہی اور گوشہ غربی و جنوبی مین مسجد

مسقفہ جسکے اوپر چار برجیان چہوٹی چہوٹی جونہ گج فرش زمین و دیوار تمام استرکار شرق رویہ مسجد کے

بیاہ جہتی دار ... اور ایک غسلخانہ سقاوہ اور سبیل جسمین چار لٹہیان وضو کرنے کی واسطے

دیوار غربی سی لیکر گوشہ شمالی تک درخت لگی ہوئی ہین اور اسی گوشہ مین ایک چبوترہ پختہ اور اسکی گوشہ

شمالی مین ایک مکان گنبدی جسکے دو در ایک جنوب رویہ اور دوسرا شرق رویہ اوپر سی مسقف پختہ

اسکے شمال رویہ دالان سہ درہ مسقفہ بہ کڑی پوش اور اسکے شرق رویہ ایک دالان کوٹہری زنانہ

چاردیواری کے اندر جنوب رویہ ایک بڑا بلند چبوترہ نیچے اسکے تہخانہ مقبرہ فضل شاہ صاحب ہے

چبوترہ کی اوپر چاردیواری ایک فٹ اونچی اس چبوترہ پر قبر انکی خشتی پختہ سفید جونہ گج اور

اور مزار کیطرف چار دیواری مکان پختہ حجرہ میں اس چبوترہ کی غرب رویہ ایک اور چبوترہ ہے جسپر امیران شاہ
اسرار حانی شاہ نام انکی ہے اور شرق رویہ دیوار قبر پختہ روضہ بلند شاہ یہہ بلند شاہ سائیں
فضل شاہ کا فرزند ہے اور شمال رویہ دیوار میں ہر دو دالان جہہ قبریں پختہ جنکی یہہ نام ہیں موجود
مہک علی چیلا سید وسی شاہ جو ملو طوائف کا گہر رہتا تہا سید گوکل شاہ چیلا محمد بخش درویش چیلا
لال شاہ بہر بلند شاہ پیرہ سائیں فضل شاہ دروازہ شرقی کے اندر جانبی ہی ساہمی ایک درخت املی
کا بلند ہے اور اوسکے جنوب پختہ مندر اور کچھ کار ادھی ہی ہمیشہ میلا سمہ مجلس انکا سال بسال ماہ ساون
کی اکیسویں ہوتا ہی اسر وزرات کو ہما شاہ رہ ماں گوشت سب فقرو نکو تقسیم [illegible] اور دیگر
مجلس والاں اور باج گیتیاں ہوتا ہی روز عرس لیکر کئی روز تک ناچ وغیرہ بیاں ہوتا ہے جس تک
راجہ دیا ناتہہ جنتی ہی بوہ [illegible] عرس بیانگر لے رہا اور صدہا روپیہ خرچ کرتے تہا شہر سی گدای کی
عرس کرتی میں کسمری لوگ انکو بہت سی ہیں حال فضل شاہ صاحب کا یہہ ہے خود دیدہ میر راقم کا ہے
کہ گندم گوں فراخ پیشانی [illegible] ہی لش [illegible] ہمیشہ مقروض رکہتی تہی کل خرچ اخراجات انکا
راجہ دیا ناتہہ ہی اٹہاتا تہا اور ہمیشہ راجہ صاحب ملبوسات نفیسہ معہ میوہ جات وغیرہ انکی خدمت میں لیکر
حاضر ہوتی تہی اور ماسوا اسکے تمام امیر و غریب حاکم انکی ارادت تہی انکا وتیرہ تہا کہ ایک حقہ یار جات کا
بغل میں دبای ہوی اور حقہ ہاتہہ میں لئے رہتے تہی اور اکثر بازار کا امام دین میاں میر صاحب چلے جاتے تہے
جو کوی پاس جا دی جوتیاں اور گالیاں کہا دی آمدنی انکو بہت ہی مگر اکثر لوگ انکو دیتے تہے بلند شا
صاحبزادہ انکا بیمار رہتا تہا اور آخر ایام میں جیوں نام منشی راجہ صاحب کا انکی پاس بیٹہا تہا کہ
جو کلام حضرت کریں وہ لکہکر اونکو سنا دی اور صدہا کرامات انکی کے لوگ معتقد ہیں خصوصاً راجہ صاحب
تو اونکی دل سی غلام تہی چنانچہ سرکار مہاراجہ صاحب کو بھی اونکی پاس لائی تہی او متوجہ ہوئی اور راجہ
دہیان سنگہ و مہاراجہ شیر سنگہ و دلیپ سنگہ وغیرہ تمام رئیس سردار انکی خدمت میں حاضر ہوکر نذریں
چڑہاتی ہی اور تمام خادمان و عیال و اطفال و صاحبزادہ بلند شاہ وغیرہ کے واسطے ملبوسات ہر قسم
و کڑہائی طلائی موجود رہتے تہے اور صدہا روپیہ کا خرچ ماہواری انکی عیال و اطفال کا سب ہی بعد

دیتی تہی ایسا جبتک وہ نہ سنی کہ راجہ صاحب فوت ہوگئی تب یہی سب کچہہ بند ہوگیا حضرت عبس سالکی دن ہرچند ناتہہ صاحب
خلف راجہ دینا ناتہہ صاحب سرگباش کچہہ دیتی ہین اور رشتہ دار راجہ صاحب کی بہی اوسپر روز
کچہہ خدمت کرچہوڑتی ہین بعد وفات فضل شاہ صاحب کی اول جانی شاہ مرید اونکا فقیر گدی نشین تہا
اب لکو شاہ اوسکا بیٹا گدی نشین ہے سلسلہ انکا نوشاہی چنانچہ فضل شاہ کا پیر رحمان شاہ اور اونکا
پیر محمد صدیق اور اونکا شہ فرید جنکی قبر غرب رویہ نواکوٹ کی ہی اور اونکا حضرت سچیار اور اونکی پیر
روشن ضمیر حضرت نوشہ گنج بخش بلند شاہ پسر سائین فضل شاہ بعلم رہا راجہ صاحب نی بہت چاہا چنانچہ
مولوی یکدل صاحب والد ماجد راقم الحروف کی پاس ہمراہ دیوان امرناتہہ صاحب صاحبزادہ اپنی
کی اونکو بہی پڑہنی بٹہلایا مگر وہ کبہی متوجہ نہوی اور صاحبزادہ بنی رہی اب گذارہ اونکا کچہہ مقرر نہین
صرف گہر بار بیچ کر اوقات بسری کرتے ہین راجہ صاحب نی چار پانچ منزل انکا انکو لے دی تہی سو بلند شاہ
نی اب کہا لئی شہر مین لوگ اونکو فضل شاہ کا فرزند جانکی اب کر چہوڑتی ہین بعد مرنی حضرت فضل شاہ
کی راجہ دینا ناتہہ آٹہہ نو برس تک زندہ رہی اور برابر اونکی پرورش کرتے رہی حال وفات فضل شاہ
کا یہہ ہی کہ پیر روز دوشنبہ بیمار ہوی اور مرض استسقا آٹہہ روز بیمار رہی مگر چلتی پہرتی رہی اور پہر چہارم
روز بوقت تین بجی شب کی فوت ہوگئی اوس وقت اونکی پاس خدمت مین لکو اور جانی اور وما با
عنیترا اور لالہ یہہ چار آدمی تہی جب راجہ صاحب نی سنا تو ایک دوشالہ ستہ چند روپیہ تدفین و تکفین کے
واسطی مصحوب جوالا ناتہہ منشی کی بہیجا قبر آگی ہی بنوائی ہوئی تہی اوسمین صندوق رکہا گیا دور روز
اول کا ذکر ہی کہ بلند شاہ نی پوچہا کہ حضرت میرا کیا حال ہی آپنی کہا کہ جانی شاہ کی پاس بیٹہی رہنا اچہا
گذارہ ہوگا پہر جانی شاہ نی پوچہا کہ میرا کیا حال ہی آپنی جواب دیا کہ جو میری ماننی والا ہوگا تجکو کہہ
بیٹہی مانیگا اور خدمت کرے گا پہر لکو نی پوچہا تو کہا کہ میری قبر پر جاروب کشی کیا کر اوقات بسری
بڑی ہوگی چنانچہ آجتک کام اوسکا چلا جاتا ہی آپکی قبر کی چار دیواری کا چہوٹا سا دروازہ
برنگ سبز اور چبوترہ پر سات میر فرش سنگین پڑی ہین اور قبر کی سرہانی چراغدان کے ساتہہ
سر پر جہنڈا سبز بلند کہڑا ہے چراغدان مین ایک بڑا طاقچہ چراغ رکہنی کا اور آٹہہ چہوٹی چہوٹے

ساہوکار ہیں یہہ مکان متصل شاہ کا تکیہ
سا ... ہاں اگر بیٹھتی ہیں ا ... ایسی غیرہ سہری
رہی ایک کوٹھہ انکی فقیر رہتا تھا ان نواب علی صاحب
کی قیمت ادا ... مکان جہہ درہ امر ا ہرستی ر تکیہ باغچہ میں بطور کوٹھی بنایا
اور عرصہ [illegible] روپیہ اس مکان متصل تکیہ ایک اور کوٹھہ ڈالا ان فقیر رہتا تھا اسکے بھی ستر روپیہ قیمت
دی اور مکان لنگر [illegible] دیا اور [illegible] آیا سوا اسکے ساتھ [illegible] ہر ایک مکان وغیرہ ان
فقیروں کو تھوڑا [illegible] دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا [illegible] نقصان ہوا ہم عرضی دیں گے

احوال مکان بخاریاں بحوالہ تھانہ روپیہ تکیہ متصل شاہ کی ایک تکیہ مکان بخاریاں اولاد [illegible]
صاحب بخاری کا مشہور ہے [illegible] روپیہ اسکے چاہ اور [illegible] سبیل اور متصل چاہ کی ایک مسجد پختہ
[illegible] والی [illegible] مسجد حمید بخش طوائف [illegible] لی ہے سوائی سے اس مسجد کی [illegible]
چار برجیاں جسکے گرد [illegible] رنگ کی لگے ہوئے ہیں در محرابی میانہ پر سنگ [illegible] لگا
ہوا ہے اور سر بخط جلی میں [illegible] ایک سطر میں [illegible] اللہ اور دوم میں افضل الذکر لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ اسکے نیچے [illegible] اسکے نیچے [illegible] ہجری تحریر ہے اور سال کے [illegible] میں
شعر شد بنا مسجد حمید بخش + چون ز فضل خدای حی احد + اور حوالی پر یہہ شعر تحریر ہے ـ
سال او شمس [illegible] اخلاص + [illegible] خدا احد + اور اوسکے اوپر دونوں دروں پر کتبہ
[illegible] متصل [illegible] تحریر ہے شعر وجود [illegible] اربع عناصر + ابو بکر و عمر عثمان و حیدر +
اور سنگ مرمر کی سل کے [illegible] روپیہ [illegible] سید مراد علی بخاری بخط جلی تحریر ہے آگے اس مسجد کے
چبوترہ [illegible] سبیل [illegible] ٹوٹی والی اور [illegible] چبوترہ مسجد ایک قبر پختہ جو
[illegible] فقیر سلطان شاہ کی اور [illegible] اسکے [illegible] قبریں ایک [illegible] فقیر کی اور دوسری دو ایک کچی اور
دوسری [illegible] صمد میراثی کی اور تمام قبرستان [illegible] مسجد [illegible] ایک کوٹھہ کوٹھے
[illegible] فقیر [illegible] اور [illegible] پیپل [illegible] وغیرہ ہیں مالک اس جگہ کے اصغر علی شاہ

اور مراد علی شاہ اور نادعلیشاہ اور شاہ علیشاہ برادران حقیقی ہین بدہ کے بدہ ہمیشہ یہان قوال آتی ہین اور جلسہ

ہوتا ہی کبھی کبھی مجرا یعنی رقص طوایفان بہی ہو جاتا ہی **احوال مکان گھوڑی شاہ**

یہہ مکان دروازہ کشمیری کی باہر نکلتی ہی جنوب رویہ ہی شرق و جنوب و غرب کیطرف دیوار پختہ

خشتی اور شرق رویہ سبز یعنی سبز عام گویا وہی دیوار شرقی ہے بیچمین ایک درخت بڑا

بلند اور چارون طرف لیکہ بہروان و بیر وغیرہ مکانکی شرق و شمال رویہ ایک چبوترہ جسکے بیچ مین زینہ

ہین اوسپر ڈیڑہ فٹ اونچی چار دیواری سرہانی چراغدان تازہ تیار سفید کار اوسپر ایک قبر

سید کمال شاہ چشتی کی ہی جو سمت ۱۹ مین فوت ہوی ہین شہری لوگ انکو کامل فقیر جانتی ہین اور آداب

کرتی ہین گوشہ غربی مین ایک بڑا کوٹہہ دو درہ بن رہا ہی یہہ سجن شاہ فقیر نی جو اب اس تکیہ مین بیٹہتا ہے

بنایا ہی اور اصل مین مالک اس تکیہ کے پیر سرخ شاہ ساکن ضلع امرتسر موضع بہارکی ہین اور اونکی

بالکی یہان بیٹہتی ہین یہہ سجن شاہ بہی بالکا سرخ شاہ کا ہی کوٹہہ کی آگی گوشہ جنوبی و غربی مین ایک

چاہ پختہ چرخی دار اور اوسکے پاس تہوڑی سی زمین مزروعہ اسمین توڑی وغیرہ گل ہر قسم کی موجود

ہین اور سرہانی چبوترہ قبر کی کچہہ سرسون اب بوئی ہے اور یہہ کمال شاہ بلو طوایف کی پیر تہی اونہہ

چبوترہ اور قبر بلو نی بنوادی ہوی ہی بلو لاہور مین بڑی گانی والی رنڈی فقیر مزاج مشہور تہی

اور بہت بہت دور نام اسکا اس فن موسیقی مین پہیلا ہوا تہا راقم الحروف نی بہی اوسکو دیکہا ہے

کہ صوفی مزاج اور کم گو تہی اور صوم و صلواۃ کیطرف بہت رغبت رکہتی تہی مکان کی غرب کیطرف

ایک چبوترہ پختہ جسپر چہپر فقیر کی رہنی کا ہے اکثر لوگ شہر کے یہان آتی ہین اور آرام حقہ تماکو کا

پاتی ہین ڈنڈا کونڈہ بنگ نوشون کی واسطی موجود رہتا ہی اور یہہ بڑا قدیمی مکان مشہور ہی چنانچہ

ایکسو برس کا تو درخت بوڑہ موجود ہے **احوال مکان چوبرجی** غرب رویہ شہر

ملتان کی جو شہر لاہور کی بہاٹی دروازہ سی باہر محکمہ ضلع کی نیچی سے ہوکر ٹھنڈی سڑک پر چلی جاوین

اور جہان کوٹہیان مسکونہ صاحبان عالیشان کی ختم ہو جاتی ہین اور اوسکے آگے دو سڑکین

ملتی ہین ایک تو وہ جو بطرف ملتان جاتی ہے اور دوسری قبرستان میانی صاحب سی ہوکر کوٹہی کمشنر صاحب

ایک چراغ ہر روز تکیہ اندر در محراب متی ہو جاویں روشن ہوتی ہیں یہہ مکان متصل شاہ ہمایہ
سے متوہی اندر دروازہ کشمیری کی کثر لوگ رہتی ہیں وہ یہاں آکر بیٹھتی ہیں اور بیرونی شہر کی
لوگ بھی آتی ہیں سرقرہ دیوار بدیوار چاردیواری ایک کوٹھہ اگلی فقیروں کا تھا اب نواب علی محمد خان
کی قیمت اونکی سترہ روپیہ دیکر لیا ایک مکان جہہ دروازہ اندر باہر سے ریختہ باغچہ میں ٹکور کوٹھی بنایا
اور غرب رویہ اس مکان متصل باغ کے ایک اور کوٹھہ دالان ان فقیروں کا تھا اسکے بھی سترہ روپیہ قیمت
دیدی اور مکان لیکر گرا دیا اور وہ باغ میں آگیا ماسوا اسکے ساہو توت و ہر ایک نکاین وغیرہ ان
فقیروں کی تھی وہ اتنک واویلا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا بہت نقصان ہوا ہم عرضی دینگے +

احوال مکان بخاریانوالہ شمال رویہ تکیہ متصل شاہ کی ایک تکیہ مکان بخاریاں اولاد موج دریا
خان بخاری کا مشہور ہی پورب رویہ اسکے چاہ اور سقاوہ ہے اور متصل چاہ کی ایک مسجد پختہ قدیم
سقف والی نقاشی چونہ گچ ہے یہ مسجد جید پختہ طول الف نو گز و لی سوائی سے اس مسجد کی میناریں
سرچار برجیاں جسکے گرد پتھر جستی ہر طرح رنگ کی لگے ہوئی ہیں در محرابی ... سنگ مرمر کا لگا
ہوا ہے اوس پر بخط جلی میں سطر کندہ ہیں ایک سطر میں هو الله اور دوم میں افضل الذکر لا اله الا الله
محمد رسول الله اسکے نیچے خط سیاہ کہینچکر اسکے نیچے سنہ ہجری تحریر ہی اور شمال کے در پر کندہ ہیں
شعر بنا مسجد جید پختہ + چون بفضل خدای حق احد + اور جنوبی در پر یہہ شعر تحریر ہے -
سال او شمس بشہر اخلاص + زد رقم خانہ خدا احد + اور اوسکے اوپر دونوں درون پر کتبہ
خورد میں متصل نام یہہ تحریر ہی شعر وجود دین را اربع عناصر + ابوبکر و عمر عثمان و حیدر +
اور سنگ مرمر کی سل کے شمال رویہ چونہ پر سید مراد علی بخاری بخط جلی تحریر ہے آگی اس مسجد کے
چبوترہ دورویہ والا جنوب رویہ متصل ہیں ٹوٹی والی اور شرق رویہ چبوترہ مسجد ایک قبر پختہ چونہ
گچ فقیر سلطان شاہ کی اور شمالی اسکے بیچ قبریں ایک کثر تو فقیر کی اور دوسری دو ایک کنجر او
دوسری طالعمند میراں کی اور تمام قبرستان فرش ہوہ دورو مسجد شرق رویہ ایک کوٹھہ کوٹھے
مسکونہ فقیر سے ہے اور چند درخت بڑ یا پیپل توڑہ وغیرہ ہیں مالک اس جگہہ کی اصغر علی شاہ

اور مراد علی شاہ اور نادعلیشاہ اور شاہ علیشاہ برادران حقیقی ہین بدہ کے بدہ ہمیشہ یہان قوال آتی ہین اور جلسہ ہوتا ہی کبھی کبھی مجرا یعنی رقص طوایفان بہی ہوجاتا ہی

احوال مکان گہوڑی شاہ

یہہ مکان دروازہ کشمیری کی باہر نکلتی ہی جنوب رویہ ہی شرق وجنوب وغرب کیطرف دیوار پختہ خشتی اور شرق رویہ سبزہ یعنی سبزہ عام گویا وہی دیوار شرقی ہی بیچمین ایک درخت ٹہیرا بلند اور چارون طرف کیکر بہروان وبیرہ وغیرہ مکانکی شرق وشمال وبہ ایک چبوترہ جسکے تین زینہ ہین اوسپر ڈیرہ فٹ اونچی چار دیواری سرمانی چراغدان تازہ تیار سفیدکارا وسپر ایک قبر سید کمال شاہ چشتی کی ہی جو سمنت ١٩ مین فوت ہوی ہین شہری لوگ انکو کامل فقیر جانتی ہین اور آذ کرتی ہین گوشہ غربی مین ایک بڑا کوٹہہ دودرہ بن رہا ہی یہہ سجن شاہ فقیرنی جواب اس تکیہ مین بیٹہا ہے بنایا ہی اور اصل مین مالک اس تکیہ کے پیر سرخ شاہ ساکن ضلع امرتسر موضع بہارکی مین اور اونکی بالکی یہان بیٹہتی ہین یہہ سجن شاہ بہی بالکا سرخ شاہ کا ہی کوٹہہ کی آگی گوشہ جنوبی وغربی مین ایک چاہ پختہ چرخی دار اور اوسکے پاس تہوڑی سی زمین مزروعہ اسمین توری وغیرہ گل ہر قسم کی موجود ہین اور سرمانی چبوترہ قبر کی کچہہ سرسون اب بوئی گئے ہے اور یہہ کمال شاہ بلو طوایف کی پیر تہی اور یہہ چبوترہ اور قبر بلونی بنوادی ہوی ہی بلو لاہور مین بڑی گانی والی رنڈی فقیر مزاج مشہور تہی اور بہت بہت دور نام اسکا اس فن موسیقی مین پہیلا ہوا تہا راقم الحروف نی بہی اوسکو دیکہا ہے کہ صوفی مزاج اور کم گو تہی اور صوم وصلواۃ کیطرف بہت رغبت رکہتی تہی مکان کی غرب کیطرف ایک چبوترہ پختہ جسپر جہپر فقیر کی رہنی کا ہے اکثر لوگ شہر کے یہان آتی ہین اور آرام حقہ تماکو کا پاتی ہین ڈنڈا کونڈہ بہنگ نوشون کی واسطی موجود رہتا ہی اور یہہ بڑا قدیمی مکان مشہور ہی چنانچہ ایکسو برس کا تو درخت بوڑہ موجود ہے

احوال مکان چوبُرجی

غرب رویہ شہر ملتان کی جو شہر لاہور کی بہاٹی دروازہ سی باہر محکمہ ضلع کی نیچی سے ہوکر ٹہنڈی سڑک پر چلی جاوین اور جہان کوٹہیان مسکونہ صاحبان عالیشان کی ختم ہوجاتی ہین اور اوسکے آگے دو سڑکین ملتی ہین ایک تو وہ جو بطرف ملتان جاتی ہے اور دوسری قبرستان میانی صاحب سی ہوکر کوٹہی جناب

شاہدرہ کی طرف جاکے سڑک لاہور سے جاملی ہے یہہ مکان واقع ہے یہہ چوبرجی دروازہ باغ زیدہ بیگم
المشہور زیب النسا کا جو صاحبزادی شاہجہاں بادشاہ کی بڑی قابل و شاعرہ تہی ہے اور شعر میں تخلص
اسکا مخفی تہا چنانچہ دیوان مخفی مشہور و معروف ہے اور یہہ باغچہ نواکوٹ سے لیکر تا مغرب رویہ شہر لاہور
کنارہ دریائی راوی برابر تیار ہوا تہا اب صرف یہی ڈیوڑہی اس باغ کی باقی رہی ہے اور سوا
اسکی کسی مقام پر متصل مکان داتا گنج بخش صاحب و پیر مکی صاحب کوئی کوئی نشان بطور کہنڈر نما
بنیاد اس باغ کی دیوار کی دکہائی دیتی ہیں یہہ چوبرجی بہت اچہا عالیشان عمارت کا مکان بنا ہوا ہے
چونکہ سالوں میں پہلے اسکے دریا بہتا تہا اسکے صدمہ سے یہہ جگہہ بہت مسمار ہوگئی اب بہی موسم برشگال یعنی
برسات میں دریا غرب رویہ اسکے بہتا ہے مگر سرکار انگریزی نے پہلے سے کاٹ ڈالا ہے اسواسطے اب وہ زور
شور اوسکا نہیں ہے ہماری دیکہی دیکہتے چار مینار اس چوبرجی کے موجود تہے اب صرف تین مینار باقی
ہیں دو شرق رویہ یعنی ایک طرف شمال دوسرا طرف جنوب شرقی اور تیسرا گوشہ جنوبی و غربی میں اور
چوتہا جو غرب رویہ گوشہ شمالی و غربی میں تہا وہ مسمار ہوگیا ہے بنیاد اوسکی موجود ہے صورت موجودہ اسکی
یہہ ہے کہ سڑک ملتان پر جاتی ہوئی دست راست پر دروازہ محرابی مع ڈیوڑہی عالیشان بلند چوبرجی
باہر سے ایک منزلہ اور اندر سے دو منزلہ دو محرابوں والا ایک محراب توڑا بلند اور دوسرا زیر سقف
اندرونی اور شمال و جنوب رویہ دروازے کی دو چبوترہ واسطے نشست برجانب اشخاص کے دو دو گز
لمبے اور ایک ایک گز چوڑے اور پونے دو گز زمین سے اونچے جنتی پچہ کاری میں موجود ہیں یہہ دونوں
چبوترہ آثار عمارت دروازہ سے باہر نکالے ہوئے ہیں اندر اس دروازہ کی شمال و جنوب رویہ دو سیڑہیاں
دو منزلہ میں انکے پیچہے باہر کیطرف پہلی منزل میں شمال یہ چبوترہ ایک گز مگرہ کاشی دیواروں پر تمام
گلکاری چینی کا کام ہوا ہے اور شمال رویہ طاق محرابی نشست گاہ اور اوسکے ساتہہ ایک گز کا کولہ ملحقہ بنا
اور مینار بہت ملا ہوا اس طاق محرابی کی اوپر چپ ہی شمال رویہ اس دروازہ میں حجرہ گلی برنگ سرخ
منقش لگا ہوا ہے اون سہ نشستوں کی محرابوں میں جنوب و شمال رویہ ایک ایک حلقہ مدورہ ہے
اسمیں بخط طغری اللہ لکہا ہے یہہ دائیری سبز رنگ و چار عدد ہیں اور اوپر بہی لکہا ہے اور گرد لوح

ان دردون اور شہ نشینون کی زمین سے تا لب بام گیارہ گیارہ طاقچے تقسیم کئی ہوی ہین انمین تمام گلکاری
کارکاشی چینی کی برنگ سفید و زرد اور مینار باہر سے دو منزلی اور اندر سے تین منزلی ہین اونکی اوپر کی
برجیان اب موجود نہین مگر صورت اونکی یہہ ہے کہ زمین سے لیکر تا سقف پہلی نیچے سے تو عمارت ریختہ اور
چار گز اونچا جا کے پھر عمارت کاشی شروع ہوی ہے چنانچہ دو منزل تک آٹھ آٹھ طاقچے منقسم ہین انمین تمام
کارکاشی ہے غرض ہر مینار مین ۲۶ طاقچے تقسیم کئی ہوی ہین اور انمین رنگ آمیز گلکاری پھر اوسکے روبرو بطور جداگانہ
گلکاری پھر ایک منزل سادہ اور اوسکے اوپر کار باریک کیا ہوا ہے اوسمین بھی رنگ کاشی یہہ عمارت بطور
جالی باہر سے معلوم ہوتی ہے مگر یہہ جالی جعلی ہے سوراخ دار نہین صرف صورت جالی انیٹو نمین دکھائی دیتی ہے
پھر اوپر کی منزل بطور موثرہ مثمن اوسپر بھی کام تمام چینی کا دروازہ کلان کے اوپر دو فٹ نیچے لب
بام سے ایک مطول کتبہ ہے اوسمین شمالرویہ سے شروع کرکے تا حد دروازہ آیت الکرسی بخط ثلث تحریر ہے
چنانچہ نقل اسکی بجنسہ درج ذیل ہے فہو ہذا اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ
ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم
ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ
السموات والارض ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم الغرض یہہ دروازہ دو
درجہ کا ہے یعنی ایک محراب در کلان باہر اور اسکی اندر قدری اس سے کم اندر محراب اسکے در دروازہ ارتفاع اس دروازہ
کا اسقدر ہے کہ ہاتھی معہ عماری اسکے اندر چلا جاے و سقف قالبوتی گرد اسکے تمام کام چینی کا تھا اب مفقود
ہوگیا صرف دروازہ کے محراب کی اوپر بطرف جنوبی و قدری شمالی کام چینی دکھائی دیتا ہے پھر اوسکے
سر پر ایک کتبہ بستی کاشی کا اس کتبہ کی چار درجے تھے اب تین باقی ہین شمالرویہ ٹوٹ گیا ہے اوسمین یہہ
شعر تحریر ہین پہلا مصرعہ تو پڑھا نہین جاتا مگر جسقدر پڑھا جاتا ہے نقل کیجاتی ہے شعر بنا پذیرشد
این باغ روضۂ رضوان ٭ نگشت مرحمت این باغ بر میا ز لطف صاحب زیبندہ بیگم دوران سہ
اور اس کتبہ کی اوپر سقف قالبوتی ہے اور اوسپر شہر قرویہ تین کھڑکیان خشتی دروازہ کی اندر جانیکے
چھت مین چوتھیون کی نشان مدور دونون طرف باقی ہین اسمین طاق تختی بھری ہونگی پھر دروازہ

اُٹھاتی ہی ہیں دیوار میں اوسکی شمال و جنوب رویہ شمس مکان جسکی مستطیل بطور گنبد اندر سے دکھائی دیتی
ہیں دروازہ کی اندر جنوب رویہ مکان شمس کے آگے اور جگہہ سقف قالبوتی دو درجہ والی ہی اسمیں سے
نکلکر مقام سیرگاہ متصلہ مینار غربی و جنوب رویہ اسکی اوپر ہی ستہ نشین عالیشان ہے اسپر تمام کار چینی
کا خوب صورت گویا ابھی معمار اور نقاش اس مکان کو بناکر اوترا ہی اور سر دالانی کے دروازہ کی دونوں
دونو طرف مرغول جنوبی و شمالی میں اللہ تحریر ہی غرب رویہ دروازہ کا مسمار ہو گیا ہے مگر
جنوب رویہ جو مردہ نشستگاہ مذکور موجود ہی بارہ دری مینار جنوبی کے کتبہ پیشانی میں بخط جلی ایک
بیت موجود ہے جسکا ایک یہہ مصرعہ پڑہا جاتا ہی صاحب میاں بائی چون روضہ عالی رم اصنام سے
اوپر جانیکا اسکو کوئی راہ نہیں یہہ دروازہ اندر اور باہر کی طرف سے یکساں ہی اگی اس چوبرجی کے
غرب رویہ متصل ہو کر دیا بہا تہا اب وہاں زمین مزروعہ ہی اور جنوب رویہ اس چوبرجی اور شرقی رویہ
مینار گوشہ شرقی و جنوبی کے ایک دروازہ سقف تالی کا ہی جو کہت کہڑا ہی اور اسی طرح مینار شرقی و
شمالی کے غرب رویہ یعنی بطرف جنوب ایک دروازہ ہی اور جنوب رویہ اسکے ایک چاہ چرخ چوبی اہلہ
مہر سنگہ اور ساکن مزنگ کا ہی اور یہہ زمین علاقہ مزنگ میں لگتی ہی اب جہہ سنگہہ زمین اوسکی لوٹی ہی اگی
اس جمعدار کی زمین لارنس حال کے پاس تہی اوسکی بدلہ سرکار نے یہہ زمین اوسکو دی ہی اور وہ
زمین باغ سرکار میں آگئی اس چوبرجی سے آگے لب سڑک فاصلہ دو سو قدم ایک گنبد مارحت
افتادہ پڑا ہی کہتے ہیں کہ وہاں بارہ دری تہی جو ابتدا عملداری انگریزی گرائی گئی ہے تاریخ اس عمارت
کی گو کہ چوبرجی پر تحریر نہیں مگر بزرگوں سے سنا جاتا ہی کہ سن ایکہزار پچاس میں یہہ عمارت ختم ہوے
اور یہہ جو نام میاں بائی کا اسپر تحریر ہی اسکا حال یہہ ہی کہ یہہ میاں بائی ایک خواص نہایت قابلہ منظور
نظر محرم راز زیب النسا کی تہی یہہ باغ جب بنکر تیار ہوا تو حسب رائے شاہزادی اسکے نام عطا ہوا اور اوسکی
قدر دیکہکر شاہزادہ زیب النسا کا زیب ورس ہی اور یہ میاں بائی کا نام و نشان بعد عرصہ
سنگ گردش چرخ نیلوفری ☆ نہ نادر رہا نہ نادری ☆ کہتے ہیں کہ غرب رویہ اس باغچہ کے
میاں بائی دایہ زیب النسا کا مگر وہ عملداری سکہاں مسمار ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ میاں بائی کا

مقبرہ وہان تہا کہ جہان اب کوٹہی نواب مستطاب سرجان لارنس صاحب بہادر دام اقبالہ ہی **حال باغچہ بخشی کنہیا لعل صاحب** جنوب رویہ مقبرہ حضرت پیر علی گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے گوشہ شرقی مین ایک بلند چار دیواری بنام نہاد باغچہ بخشی کنہیا لعل مشہور ہی دیوار شمال رویہ ذرا ٹہا کر شرق رویہ دروازہ آمد و رفت دروازہ کے اوپر شمال و جنوب رویہ دو برجیان خورد پختہ ریختہ کی چوبی چوکہٹ مذار دو صرف چولا نڈون مین طاق بہری ہوی ہین اور جنوبی طاق مین ایک کہڑکی ہی اور متصل دیوار شمالی سر دیوار ایک چبوترہ نشستگاہ جسکے شرق و غرب رویہ دو کوٹہری خشتی خوش نما بنی ہوئی ہین اس چبوترہ کے جنوب رویہ کوٹہری اور باغچہ کے اندر غرب رویہ تین کوٹہریان جنکی دروازے شرق رویہ اور ایک دالان اوسکی اوپر بالاخانہ اور ایک چوبارہ جسکے چار دروازے معہ طاق تختہ چار و نظر مین غرب رویہ اس مکان کے باہر ایک تختہ انار اور ایک تختہ کہٹون کا قبضہ مین مجاوران حضرت داتا گنج بخش ہی شمال رویہ متصل دیوار چاہ پختہ معہ چرخ چوب جس مین ایک بیل چلتا ہی موجود ہے اس چاہ والی ہوید کی باہر شمال رویہ سر راہ چوبچہ واسطے آسایش و پانی پینے گائی بیل کے بنا ہوا ہی باغچہ مین چار تختہ مین ایک انار کا دوسرا کہٹون کا تیسرا چوتہا سبزی کیواسطے اور چند درخت توت اور چار پانچ بشہ توت نا و چار درخت کیلا اور ایک درخت لیمون دودہ ہر یک مین تمام عمارت پختہ اخیر سلطنت مہاراجہ دلیپ سنگہ مین بخشی کنہیا لعل بخشی فوج سواری نے یہہ مکان واسطے تقسیم تنخواہ فوج کے بلاگت بذریعہ سرکار بنوایا تہا بعد اوسکی اب یہہ مکان مالیت بخشی کنہیا لعل صاحب بن گیا اب اسمین کرایہ دار رہتی ہین اور جمعہ اور حضرت کے عرس کے دن انکا کنبہ یہان آکر بیٹہتا ہے اس مکان کی زمین ملک مجاوران ہی مگر کرایہ اونکو کچہہ نہین ملتا زمین کی ملکیت کی بابت اونکو لکہہ دیا ہوا ہی کہ یہہ زمین مال مجاوران ہی باہر اس مکان کی شمال رویہ ایک اور چبوترہ معہ چاہ پختہ چرخی دار اور درخت بڑہ کلان ہی اسکے نیچے ایک فقیر عمر دین نامی بیٹہتا ہی شمال رویہ اس چبوترہ کے ایک کوٹہہ جسکا در غرب رویہ ہی مجاوران داتا گنج بخش صاحب نے بنوایا ہے اسمین نہاری فروش کرایہ دار رہتا ہی **حال تکیہ بہٹیار یا نوالہ** گوشہ ایسان مقام چوبرجی جو بطرف نیرت میانی صاحب ہی ایک تکیہ طوطی بہٹیارہ کا ہے جو تکیہ بہٹیاریان والہ مشہور ہی اس کا مجاور

ایک چاہ پختہ چرخی دار معہ غسل خانہ موجود ہے گرد اسکی چار دیواری تھی اب شکستہ ہو گئی ہے اور بہت درخت ثمر
خاص پیدا ان کیکر ولایتی اور دیسی اور انار و بیل وغیرہ موجود ہیں اور ایک دالان پختہ خشتی اور ایک
اور ایک کوٹھری خام اسمیں بھی بنی ہوئی ہے اور اسکے گوشہ شمالی میں ایک چار دیواری کہنہ تھی اب تو تیار ہوگئی ہے
یہاں قبر ایک سید کی ہے اور یہاں قبرستان ٹھٹھیاریاں ہے اور یہاں ٹھٹھیاریاں ایک فقیر غلام رسول
ایک روپیہ ماہواری دیا کر کے بیٹھایا ہوا ہے اور گل بوٹہ لگاتا ہے گل عباسی وغیرہ سبز یا تھوہر بہت
کوٹھری میں اگے یہاں چاہ رواں چرخ چوب والا جاری معہ باغیچہ تھا اب یوں ہی پڑا ہے اور اس مکان کے
مالک ایک تو حاجی ٹھٹھیارہ جو سید مٹھا میں بیٹھتا ہے اور دوسرا کریم بخش جو چوک متی میں رہتا ہے۔

حال میدان رین خان باہر دروازہ موچی کے طرف جنوب ایک جگہ میدان رین خان مشہور ہے
کہتے ہیں کہ بوقت آبادی یہاں رین خان نام شخص نے ایک محلہ آباد کیا تھا جب وہ محلہ برباد ہوگیا تو اسکا
نام رین خان کا میدان مشہور ہوگیا اس میدان میں جنوب رویہ ایک سڑک کی جو بہاری لالہ ترن جنڈی سی
بطرف اسٹیشن ریلوی جاتی ہے اور شہر قبر رویہ اوس سڑک کی جو موچی دروازہ سے کوٹھی کپتان جان صاحب کے
بیچ سے ہوکر انارکلی کی طرف جاتی ہے ایک مکان چار دیواری پختہ المشہور رکن الدین سائیں کا مکان کہتے
ہیں دروازہ آمد و رفت اسکے کا جنوب رویہ طاق پختہ چونہ گچ اور اس دروازہ کے باہر متصل دیوار جنوب
اور دروازہ کی غرب رویہ ایک بڑا چاہ معہ چرخ چوب رواں زمیں مزروعہ تخمیناً دس گھماؤں کا ہے اور
اس چاہ پر ایک درخت بڑ اور دوسرا پیپل کا ہے اور اوسی چاہ کو ڈنگا ایسا لگا ہوا ہے مین وغرب
شمال رویہ اس چار دیواری کی زمین مزروعہ ہے اور جنوب رویہ اسکے وہ راہ ہے جو مزار حضرت شاہ ابو المعالی
صاحب کو جاتا ہے اس دروازہ کو بند جاتی ہے شہر قبر رویہ ایک دالان پختہ خشتی کہ لمبے جسکے دو ہیں در
سہ اور دو کنارہ اور پھر ایک بند اور شمال رویہ ایک دروازہ تمرائی قالبوتی جنوب رویہ اسکے در
وہیں مدکر کی چھوٹا سا دروازہ لگا کی کوٹھری کی طاق نمائی ہوئی ہے اور اس دالان کے شہر قبر رویہ
ایک دالان جوبی سہ درہ جملہ شرق و غرب رویہ دو کوٹھریاں ہیں اور برج دالان کا صحن وہ
جسکو مقبرہ مالک اس مکان کا میر رکن الدین ہے اور میر رکن الدین اپنی حکمت

تالی ہی ہر گروہ فقرائی خاندان چشت کا سفر روشن ہو ہو گیا ہی اور شرق رویہ ایک اور دالان جسکی مین در بند اور میانہ کشادہ غرب رویہ دروازہ محرابی مسقفہ سہر کی پوش شمال رویہ دیوار بدیوار اسکی ایک کوٹھری اور اوسکی بغل مین جنوب رویہ زینہ خشتی اوپر چڑہنی کو اور متصل اسکی کوٹھری کی دروازہ کی آگی غرب رویہ درخت بڑہ اور اوسکی نیچی اکہاڑہ وزیر پہلوان برادر رکنانی بنوایا ہوا ہی یہان اوسکی شاگرد کشتی کہیلتی ہین اس زینہ کی شمال رویہ نیچان جگہہ ہی وہان بیر و کیکر وغیرہ اشجار بطور باغچہ کہڑی ہین اور اکہاڑی کی پاس جنوب و غرب رویہ ایک چار دیواری پختہ سفید معہ چراغدان جسکی آمد و رفت جنوب رویہ ہی اسمین ایک قبر پختہ چونہ گچ میان خیر شاہ نفیر چشتی کی ہی جو سمت ۱۸ ... بہہ فقیر قوم کی ارائین تہی اور اسکی شرق رویہ ایک چبوترہ پختہ اور اوسپر قبر پختہ بہاگو شاہ انکی مریدکی اور غرب رویہ ایک پختہ قبر بہرا ... چودہری موضع بہان کی یہہ شخص مرید خیر شاہ کا تہا اور پہر غرب رویہ اسکی ایک چبوترہ پختہ جسپر بارہ قبرین اور اس چبوترہ کی غرب رویہ ایک چار دیواری پختہ و چونہ گچ سفید بنی ہوئی جسکا دروازہ جنوب رویہ آمد و رفت کی واسطی محرابی معہ چوکہٹ چوبی موجود ہی اور دروازہ کی گوشہ جنوبی و شرقی مین دیوار بدیوار درخت پیپل اس چار دیواری کی اندر پختہ فرش خشتی اوسمین ایک چبوترہ خشتی اور ہی اوسپر شرق رویہ تین قبرین زنانہ جنکا ادب کی واسطی نام ظاہر نہین کرتے اور تعویذ بہی نہین بنائی مگر نشان قبرونکی معلوم ہوتی ہین اور چار پانچ قبرین اور پختہ ہین چونہ گچ جنکے نام یہہ ہین - محمد صدیق صاحب - محمد سلیم صاحب - محمد عبد الخالق - فاضل خورد - پانچوین فضل شاہ کلان اور دروازہ کی یمین و یسار بہی دو قبرین مسمی ولی شاہ اور نور محمد نقاش کی ہین مہربانی چراغدان ہر روز چراغ جلتا ہی اور دروازہ کی باہر جنوب رویہ ایک قبر خام اس چار دیواری کے اندر غرب رویہ مقام ساون بہادون جو ہو بہو ساون بہادون شالامار کی نقل ہے اور غرب رویہ اسکی بہ منزل نیچی مربع زمین اسمین فواری اور شمال رویہ اسکے نیچے کیطرف ایک اور دالان جسکے دو درجہ تقسیم کرکے در محرابی خشتی خوبصورت بنائی ہین اوسکی شمال رویہ پہر فوارہ اس دالان سے غرب رویہ ایک چاہ معہ چرخی و غسلخانہ زمین نیچان مین جاری ہی شمال رویہ اس ساون بہادون کی

چودہ پندرہ قبریں رشتہ داراں چودہری رکھا کی ہیں اور متصل انکی ایک مسجد خشتی مسقف مرتبہ سرکی پوش کنیزی
ہے اور شمال رویہ مسجد سے ساتھ زینہ اوترکی وہ باغچہ ہے جو متصل دیوار شمال تحریر ہوا ہے اسمیں عرق جانا
تیار اور سیر درخت میوہ دار کہڑے ہیں اول یہہ گرد نواح زین خان کا میدان مشہور تھا اور زین خان سرہ
دریا خان نواب اکبر بادشاہ کا تھا اور اسجگہہ قریب اس چار دیواری کی باغ اسکا تھا چنانچہ اس باغ کا
دروازہ چودہری رکھا بیان کرتا ہے کہ میں نے بھی دیکھا ہے اس عرصہ پچیس سال سے وہ مسمار ہوگیا ہے اتنک
چاہ چرخ چوب والا اوس باغ کا موجود ہے اب اوسپر آثار پیداوار کاشتکاری ہے وہ چاہ جنوب رویہ اس
چاردیواری کے واقع ہے حال اسکا یہہ ہے کہ محمد صدیق چشتی لاہوری اس نوسو پچاس میں زندہ تھے اور اٹھویں
ذالحج ۱۱۹۹ کو فوت ہوئی اور قبر اونکی یہی ہے بعد اونکے محمد سلیم لاہوری سجادہ نشین ہوئے اور وہ تیسری
ذی حجہ ۱۲۳۰ کو فوت ہوئی اور قبر انکی بھی متصل انکے ہوئی بعد اونکے محمد ابوالخالق سجادہ نشین ہوئے اور
وہ سولہویں ذی الحجہ ۱۲۳۱ کو فوت ہوئے اونکے بھتیجے میان خیر شاہ سجادہ نشین ہوئے کہ عمر انکی اکیس سال
ہوئی پھر ساتویں ذی الحجہ ۱۲۴۶ کو فوت ہوئے اور چودہری رکھا انکا جانشین ہوا جو وہ اتنک موجود
ہے اور اسکا باپ چودہری ساہگو وہ بھی اونکا مرید تھا اب یہاں تاریخ مختلفہ عرس ہوتی ہیں یعنی عرس
ساہگو شاہ کا انیسویں شعبان اور حضرت محمد صدیق کا ۲ ذالحج کو اور محمد سلیم کا تیسری ذالحج کو عہد شاہان سے
دو تین چاہ اس مکان کے ساتھ عطا و معاف تھے اب عہد سکہان سے ضبط ہیں میان خیر شاہ صاحب سوائے
علم و کمال کے شاعر بھی تھے چنانچہ دیوان انکا اتنک موجود ہے اور کرامات انکی ہزار ہا مشہور مگر زیادہ تر یہہ
مشہور ہے کہ واسطے درد زہ کے انکا تعویذ سب اچھا تھا سلسلہ انکا یہہ ہے کہ محمد صدیق لاہوری دیکھنے والے
حضرت عبدالحق کے اور وہ حضرت سہمان جنکی مزار متصل مادہولال حسین کے ہے اور وہ حضرت مرید شاہ
سترمانی کے اور وہ محمد عارف سترمانی کے اور وہ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی اور وہ حضرت خواجہ
علی احمد صابر صاحب کی اور وہ حضرت خواجہ فرید گنج شکر اجودہنی کی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین زین خان بھی انکا
مرید تھا اور اسی مزار انکی بیان کراتی تھی **احوال مکان شاہ کہنہ صاحب** بیرون
دروازہ موچی مقبرہ شاہ ابوالمعالی صاحب کی گوشہ شمالی و غربی میں واقع ہے گرد نواح اسکے چار دیواری

چار دیواری خام کنگیرون کی دروازہ پختہ خشتی جنوب رویہ دروازی کے اندر جاتی ہی دہنی ہاتہ ہیا ایک مکان چوبارہ
پختہ چونہ گچ دو منزلہ منزل اول کا دروازہ طاق تختہ چوبی شرق رویہ اور بالاخانہ کی چار کہڑکیان چارون طرف
اوپر جانیکی سیڑہیان اس مکان کی نہین نردبان رکہہ کے اوپر جاتی ہین یہہ چوبارہ الہی شاہ جاروبکش نے
۱۲۷۱ ہجری مین بنایا ہی اس چار دیواری کی گوشہ کلمی مین چاہ چرخی والہ معہ غسلخانہ پختہ اور غرب رویہ
اسکے چوترہ مسجد جسمین درخت ون بلند کہڑا ہے واقع ہی چاہ کی شمال رویہ چبوترہ پختہ چونہ گچ جسکا دروازہ
جنوب رویہ اور سرہانی دو چراغدان اسپر چار قبرین ایک شاہ کنہہ صاحب کی اور دوسری محمود شاہ اور
تیسری بہائی خان اور چوتہی الہی شاہ واقع ہین اور گوشہ غربی جنوبی مین ایک دالان خشتی چہہ
محرابی والہ اور شرق رویہ اسکی ایک کوٹہری دروازہ اسکا شرق رویہ اور چبوترہ کے غرب رویہ ایک مکان
مربع نیچان مین واقع ہی گرد نواح اسکی کیکر گوندی ون ببر کہڑی ہین اب یہان ہیمی شاہ نقیر جاروبکش
کاربار فندگی کرتا ہی وفات شاہ کنہہ صاحب کی ۱۴ ربیع الاول ۱۲۱۹ مین واقع ہوی بروز عرس
بہنڈارہ رات کو ہوتا ہی دوسری روز ناچ کنجریان اور مجلس ہوتی ہی حال انکا یہہ ہے کہ یہہ حضرت ۱۲۰۰
مین افغانستان سی یہان آئی سید بزرگ قادریہ خاندانکی تہے اس مقام پر مدت مدید معتکف رہی اور بعد
وفات یہین دفن ہوئی بعد ازان چند عرصہ قبر ویران پڑی رہی مگر یہہ حال تہا کہ جب کوی بی ادبی
کرتا تہا تو ایذا پہونچتی تہی پہر ۱۲۷۱ مین الہی شاہ نی یہہ تمام عمارت بنوای لڑکپن سی وہ آپکا جاروبکش
رہا اور چار دیواری مین چار قبور پختہ نامعلوم الاسم اور موجود مین عرس کے روز کوی بڑا میلا تو یہان نہین
ہوتا البتہ اشخاص متعدد جاتی ہین ناچ راگ رنگ دیکہکر چلے آتے ہین اور کسی کتاب مین حال انکا تحریر
نہین صرف زبانی جاروبکش جو حال سنا سو تحریر ہوا اور شجرہ ہیمان شاہ کا یہہ ہی کہ ہیمان شاہ
بالکا الہی شاہ کا اور وہ میان گاماکا اور وہ میان محمد زمان کا اور وہ میان عصمت اللہ کا اور وہ
حضرت نوشہ صاحب کا فقط

احوال مکان ڈہایہ بیوی وڈی

اسمکا مکا حوالہ
بندہ نی اول احوال حضرت موج دریا بخاری مین بہی دیا ہے اور تہوڑا سا حال مجملاً تحریر کیا ہے
اب حال مفصل یہہ ہی کہ یہہ ایک مقام ٹیلہ پر جنوب رویہ کوٹہی جناب فنانشل کمشنر بہادر ممالک پنجاب وغیرہ

واقع ہی اسکی آمد و شد کا راہ شمال رویہ ٹیلہ ہی اس ٹیلی کے مشرق سو ایک چار دیواری قد آدم سی بلند پختہ
جو بیچ گچ خشتی دروازہ اس چار دیواری کا غرب رویہ پختہ خشتی جو بیچ گچ سیہہ پختہ حولی موجود ہی اور اس
چار دیواری کی غرب رویہ ایک چبوترہ پختہ بنا ہوا جو بیچ گچ اسپر قبر ہی جو بیچ گچ حضرت حاجی اسماعیل شاہ کی
اور گوشہ غربی و شمالی میں ایک مسجد جو بیچ گچ سفید گوشہ غربی و شمالی مسجد میں ایک چاہ پختہ خشتی اور
معہ دو غسلخانہ پختہ جنوب و شمال رویہ دیوار پختہ جو بیچ گچ مسجد میں دروازہ مسقف مرتفع شرقی رویہ
چار دیواری کلاں میں شرق رویہ ایک چبوترہ پختہ خشت چراغدان اسپر قبر بیوی وڈی روضہ حضرت سید
میران محمد شاہ دریا بخاری کی اسکی گوشہ غربی و جنوبی میں کوٹھہ اور دالان مسقف ہیں اس دالان کے
متصل غربی و شرقی حد اور ساتھ شمال رویہ کشادہ اور دالان کا منہ شمال رویہ اور اسکے اندر کوٹھی
بھی پختہ موجود ہی نام فقیر جاروب کش عبد اللہ شاہ چار دیواری کی اندر دو درخت وَن اور مینہ کیکر
موجود ہیں اور ماسوا اسکے چند قبور خام موجود ہیں مکان آباد اس مسجد میں لڑکے بھی ملا سے کلام پاک
پڑھتے ہیں اور اہتمام ساکن مرنگ ہی حاجی اسماعیل صاحب کا حال یہہ ہی کہ یہہ حضرت شیخ سعد اللہ
ربانی خلیفہ حضرت محمد غوث علی اوچی سید گیلانی میں باعث تشریف آوری انکا اوچ سی یہہ ہوا کہ بعہد اکبری
انکو ہرا سنگھ رئیس موضع فیروز پور میں عنایت ہوئی تھی اور اس زمانہ میں شہر پناہ لاہور تیار ہو رہی تھی اور اکبر
بادشاہ متوجہ آبادی شہر تھا یہہ حضرت بھی آکر اسی محلہ میں سکونت پذیر ہوئی اور یہاں ہی وفات پائی
اور سال وفات انکا نوسو انہتر ہے ۹۶۹ ہجری بیوی وڈی صاحبہ کا نام اصلی بی بی فاطمہ بنت عبد القادر
ثالث ہی وہ بڑی عابدہ اور زاہدہ اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی تھیں چنانچہ ایکروز کا ذکر ہی
کہ آپنے چادر اپنی دھوئی اور چاہا کہ چادر کو دھوپ میں ڈالیں جو کہ صرف ایک گھڑی دن باقی تھا اور
ہمسایہ میں بھی گرا ایک درخت بیری کا انکی دولت خانہ میں تھا صرف اسکی سر پر دھوپ
تھی جو کہ ڈالنا چادر کا درخت پر سوائی اسکی کہ کوئی درخت پر چڑھ کر ڈالے ممکن نہ تھا اور گھر میں سوائی
انکی کوئی دوسرا نہ تھا اسواسطی بحالت لاچاری خود درخت کی پاس جا کر فرمایا کہ ای درخت مجھکو ضرورت
ہی کہ مجھ پر چادر کو ڈالوں تو ذرا اپنی سر کو جھکا کر درخت فی الفور پست ہوگیا اور انہوں نے اوسپر چادر ڈالی

جب چادر ڈال چکی تو یہہ درخت اونچا ہوگیا چنکہ وہ درخت خانقاہ حضرت موج دریا بخاری سی نظر آتا تہا حضرت موج دریا بخاری وہ چادر بالای درخت سوکہتی ہوی دیکہکر غصہ مین آی اور جانا کہ حضرت بیوی وڈی صاحبہ کی سوگہر مین کوئی نہین وہی درخت پر چڑہی ہونگی اور چادر درخت پر ڈالی ہوگی یہہ سونچ کر گہر مین آئی اور بیوی وڈی صاحبہ سی بحالت غضب فرمایا کہ یہہ کیا شرارت تہی جو تم سی ظہور مین آئی ہی درخت پر چڑہکی جو تمنی چادر سوکہنی کو ڈالی تو ضرور تمکو باہر والی لوگون نی دیکہا ہوگا یہہ سنکر حضرت بیوی وڈی متبسم ہوی اور فرمایا کہ یا حضرت ہماری آبا اجداد کی یہہ رسم نہین ہی کہ عورت درختون پر چادر ڈالنی کو چڑہین بلکہ یہہ درخت اللہ کی حکم سی پست ہوگیا تو ہمنی اوسپر چادر ڈالی حضرت موج دریا بخاری یہہ سنکر فرمانی لگے کہ اچہا اگر یہہ بیان آپ کا راست ہی تو جس طرح چادر درخت پر تمنی ڈالی ہی اوسی طرح سی اوتارو یہہ بات سنکر حضرت بی بی درخت کی پاس گئین اور فرمایا کہ ای درخت جسطرح پہلے خدا کی حکم سے تو سر بزمین ہوا تہا اوسی طرح اب پہر نیچا ہوجا کہ ہم اپنی چادر تیری اوپر سی اوتارلین بمجرد فرمانے کے درخت پست ہوگیا اور بیوی وڈی نے اپنی چادر درخت کی اوپر سی اوتارلی اور موج دریا بخاری صاحب کی خدمت مین عرض کی کہ ہر قوم مین اشخاص عام وخاص ہوتی ہین یہہ کرامت ہمکو ورثہ اپنی اجداد کرام کا ہے ایسی خفگی فرمانا لازم نہین تہا ازانجا کہ بیوی صاحبہ حضرت کی خفگی سی رنجیدہ ہوئی تہی آپنی بحالت خفگی فرمایا کہ آیندہ آج کی تاریخ سی رشتہ فیمابین سادات بخاری وگیلانی نہوا کری چنانچہ اوسروز سی فیمابین سادات گیلانیان وبخاریان رشتہ داری موقوف ہوگئی اور ابتک موقوف ہی **احوال تکیہ لوہاران** یہہ تکیہ غرب رویہ اس راہ کی جو موچی دروازہ سی کوٹہی لعل ٹکی اور قلعہ گوجر سنگہ کو جاتا ہی واقع ہی گرد اسکے خام چاردیواری راہ آمد وشد شرق وجنوب رویہ سامنے کی ایک دالان دودروالہ ہی اور شمال رویہ اسکے چاہ پختہ معہ غسلخانہ وسبیل وچبوترہ مسجد خشتی چاردیواری والی اور جنوب رویہ دو چبوتری خشتی جنپر ایک ایک قبر پختہ ایک تو غلام شاہ کی ہہابی کی اور دوسری میر یعقوب شاہ کی جو فقیر چشتیہ تہی اور چند قبرین امام بخش وافضل آہنگران کی لواحقین اور یہہ ہی افضل اور امام بخش اس مکانکی مالک ہین ایک طرف بطور حنیابان بناکر گل بوٹہ لگایا ہوا ہے

اس مکان میں سب وجہ وقف کے یہہ تیر گودڑی فوت کھڑی میں عرب سعید اس مکان کی قبرستان الٹہوسا وجا
سہ ہزار درستاں ہماری متعلقہ مقبرہ شاہ ابوالمعالی ہے اس مکان میں ایک شخص رشید شاہ فقیر تکیہ بنایا ہوا
افضل یہہ تکیہ کا رہتا ہے وہ گدائی کرکے کہاتا ہے آپ یہاں فقر کرتا مدت سے ہے ۞

احوال مقبرہ عالیہ حضرات بی بی پاکدامناں صاحبہ

حال انکا یہہ ہے کہ یہہ چھہ بی بیاں ایک جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی ہمشیرہ جناب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی موسوم باسم رقیہ المشہور بی بی حاج اور پانچ صاحبزادیاں حضرت عقیل برادر حضرت علی المرتضی علیہ السلام جنکے نام یہہ ہیں حضرت بی بی تاج حضرت بی بی حور حضرت بی بی نور حضرت بی بی گوہر حضرت بی بی شہباز ہمشیرگان حضرت مسلم ، حضرت بی بی رقیہ المشہور بی بی حاج صاحبہ منکوحہ جناب مسلم تہی کہتے ہیں کہ جب کہ امام ہمام سید الامام شاہ کربلا غریب پرور یعنی حضرت سید الکونین امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ کوفہ بطلب کوفیاں ہوئی تو یہہ بی بیاں ہمراہ آپکی تہیں ہم محرم الحرام کو جناب امام ہمام نے بیماء باطنی جناب مرتضوی کی ان چھہ بی بیوں کو ارشاد فرمایا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ چھہوں بی بیوں نے عرض کی کہ یا اخی ہم تمکو ایسی حال پر اجلال میں چھوڑ کر کہاں جاویں خاندان نبوت میں سے ہیں اگر ایسا کریں تو روز قیامت جناب بی بی فاطمہ کو کیا منہہ دکھلاوینگی آپ نے فرمایا کہ اسی ہندوستان میں مشہور ہوں حکم مرتضوی ایسا ہی ہے مراقبہ کرکے دیکھہ لو ناچار بی بیاں نے عرض کی کہ اچھا ہم تابعدار ہیں جہاں حکم ہو چلی جاویں آپ نے فرمایا کہ ہند جاؤ تمکو ارشاد ہے مراد چھہوں نے عرض کی کہ ہمارے دونوں فرزند آپکے پاس رہیں تاکہ آپکے قدموں پر شہادت پاویں بعد ازاں کہ حضرت نے قبول فرمایا اور بی بیاں ونا منی روانہ ہند ہوئیں دوسرے روز واقعہ ہائلہ جاں گداز شہادت حضرت جناب سید مظلوم کا سنا بہت گہبرائیں مگر بخیال تعمیل حکم چلی آئیں حتی کہ لاہور میں آ پہونچیں اور یہاں بمقام خانقاہ ایک ٹیلہ تہا اُسپر آٹھہریں اُس زمانہ میں گرد و نواح اس مقام کے کوئی کوئی بہی بستی راجوں کی تہی جب یہہ بیبیاں یہاں پہنچیں تو بموجب برکت قدوم اہلبیت

صاحب ملازم سرور ارہنا سنہ الشہود مرزبد دفن ہے کہ اسمین دو قبرین ایک اسکی جو رو نور النساکی اور ایک خالی جو اپنی
اپنے واسطی بنائی ہے دو قبور کے پاس تھا جو بچہ زمانہ قبر پر یہہ تحریر ہے ؛ روز دوشنبہ بیست و شش بود از شوال ؛
رحلت زد دار فانی چو نور النسا نمود ؛ ہاتف بسال ہی سرچون وجہ انگیخت ؛ نور النسا ہی حق بہن آمد بخانہ زود
شبکیا - اور دروازہ کے اوپر یہہ تحریر ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ؛
سرہانے چراغدان گنبدی دار اسکے اوپر بھی چند شعر بخط عربی پہیکی سیاہی سے تحریر ہین مگر وہ پڑہی نہین جاتے
خانقاہ کے خاص گوشہ جنوبی و شرقی مین ایک گنبد چار در محرابی والہ عارف یار خان المخاطب امیر خان بہادر کا پرانا
ساگہڑا ہے اوسمین چار قبور تہین مگر اب سمار ہو گئی ہین بس پشت خانقاہ شرقرویہ ایک مسجد عالیشان پختہ
چونہ گچ بنیہ عہد خان بہادر ناظم کی موجود ہے مگر اب بہت سی گر گئی ہے جو عمارت کہ موجود ہے حال اوسکا تحریر کرتا ہون
کہ اوسمین گنبد ایک بڑا وجود رچونہ گچ اور تین در محرابی شرقرویہ ور اوسکے آگے صحن معہ فرش خشتی جسمین
سے تہوڑا فرش گر گیا ہے ہر دو پہلو جنوب و شمال رویہ مین دو زینہ پختہ اوپر جانے کو شمالی سمار اور جنوبی مین
اپہہ زینہ موجود دروازے اسکے محرابی مدور پختہ جو ایوان کے اوپر ہین کتبے برنگ سبزی کاشی کا اوپر دہن شمالی کے
کتبہ مین یہہ تحریر ہے اول آس پاس دونو طرف نقشہ رقا یعنی تاش پاپیگر دار اوسمین صورت خیار و گل نرگس اور بیچ مین
بخط عربی کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اور میانہ
دہن کے پہلو نکالا ہوا ہے پڑہا نہین جاتا مگر کوئی آیت شریف قرانی ہے اور پیشانی پر اول ایک حلقہ مدور
اوسمین بخط ثلث عجلوا بالصلوۃ قبل الفوات اور پہر افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ اور اوسکے دونون پہلو مین بخط مربع یا فتاح بدین شکل تحریر ہے [illegible] اور اوسکے پہلو
مین دو قطعہ کرکے - محمد عربی کا بروی ہر دو سراست ؛ کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سر اوست ؛ لکہا
ہوا ہے گوشہ شمالی کے دہن سے نیچے مجھکو کہ حروف مین سے صرف لفظ چاہ و مسجد پڑہا جاتا ہے اور اوسی طرح دہن جنوبی
کے سر پر کتبہ سبزی دونو طرف نقشہ درقا اور بیچ مین بخط عربی تحریر ہے انما یعمر مساجد اللہ من امن
باللہ والیوم الاخر اور مسجد کے اندر دیوار غربی مین پانچ محراب و ر پانچ در کلبوتی محرابی مرغولی خشتی
موجود ہین اندر سے تمام چونہ گچ کہنہ اور محراب میانہ پر بخط ثلث مخروطی اللہ محمد ابو بکر عمر عثمان علی

کاشی کی تختہ پر تحریر ہے بیان محراب غرب رویہ باہر سے ہوتی نظر آتا ہے شمال جنوب رویہ دیوار مسمار ہو گئی ہے
اصل میں یہ مسجد محمد ایک مغل مصاحب خان بہادر کی بنیہ ہے چنانچہ اولاد اوسکی مرزا بیگ امیر بیگ
صاحب بہادر کمیدان کی جو سرکوری لاہور میں موجود ہیں اس مسجد کی گوشہ شرقی و شمالی میں ایک چبوترہ
چراغدان والا جسکے سیرون میں بجری مسیح گچ کی لگی ہوئی ہیں قبر کسی عورت کی بنی ہی اور اوسکی شمال رویہ
چبوترہ قبرستان غلام حکیم کی بنی کا بطور تکیہ معہ کوٹھہ خام شکستہ ورہ ایک فقیر بی اب یہاں رہتی ہے اور
چند درخت کیکر اور گوندی و دو تین گھڑے ہیں اور اس مسجد کی گوشہ کلکی میں ایک خورد مقبرہ بطور بنگل
جو اسی نام سے مشہور ہی موجود اور اسکے چاروں طرف در محرابی اور اب اسمیں کوئی قبر موجود نہیں اور مسجد
کی سر قبر رویہ گوشہ میں چاہ پختہ پڑا ہے اور چاردیواری چاہ کی شمال رویہ تروا ہ دور ایک مسجد نور امام
کی سید جو گچ جو ۲۶۳ سال سے ہی ہوا ہے بر قبہ مرلہ و چہور کنال اسکی چار طرف حتی عمارت دروازہ آمد رفت سرقرویہ
کی چوکھٹ اندر جاتی ہی شمال رویہ حجرہ پختہ ایک در محرابی جنوب رویہ اور ایک غرب رویہ ہی اسکے
اندر اور دیوار اوسمیں اور در محرابی آمد و شد مسجد کا اسکے اوپر ایک سل سنگ مرمر کی اوسپر یہ شعر تحریر
ہی بسعی فردوس ہی که مسجد نور محمد است + سرور شد روزی مسجد دماغ ما + چون مسجدی کرد تمام
از حرد + تا [illegible] گفت ہمیں گو چراغ ما + اسکی جنوب رویہ باہر کی طرف چاہ پختہ اس دروازہ کے
جنوب رویہ دیوار میں سبیل جسکی او ٹوٹیاں بوسیدہ اور جنوب رویہ مسجد کے دیوار میں ایک چبوترا سا
دروازہ محرابی چاردیواری قبرستان کا اس چاردیواری کا ایک اور دروازہ محرابی دیوار شرقی میں ہے
اسمیں نو عدد جو گچ اور چار خام شکستہ داران بورا اور حدود بورا کی اسمیں دو تین درخت دن ہی
کوٹھڑی میں مسجد کی نیں گنبد معہ یہ مسجد طلائی اور حوض نہیں فرش مسجد جو گچ مسجد کے اندر سحن
جو گچ جو دو سا اور گنبد کی بیچ دیوار شمالی میں ایک کھڑکی محرابی جاہ کی غرب رویہ غسلخانہ پختہ عرت
مسجد نور امام والا اور جنوب رویہ تمام قبرستان کی بنیاں دو گران وغیرہ کا ہے گوشہ غربی
و جنوبی میں دو چار دیواریاں ایک خستہ [illegible] جنوب رویہ گوشہ جنوبی اسمیں کوٹھڑا
جو دو اور دو چبوتروں پر چہار قبریں سیدوں کی گرد نواح اسکے تمام چراغدان پاس اسکے ایک تکیہ

اسمین چبوترہ پختہ خشتی بلند ہے قبر سید شاہ نورالدین کی بوسیدہ یہہ حضرت عہد اکبر مین فوت ہوی مین گرد چار دیواری بوسیدہ کہنگروں کی غیر آباد ہے اور خانقاہ کی شمال کیطرف جو ایک طولانی چبوترہ ہی اور اسکا قدری حال اول تحریر ہو چکا ہے اسی پر تہڑہ قبور ہزار بہہ ارزانی جراح قوم سی حجام اور نہایت کاریگر جراح تہا مہاراج کی یہان اسکی توقیر بدرجہ کمال تہی اور اپنی فن مین یکتا اور سپٹ یکا تہا اسکی قبر کی سرہانے چراغدان پختہ موجود شمال رویہ اسکے تمام قبرستان عام ہے اسکی آگی شرق رویہ جا کر اسی ٹیلہ پر زینہ والی ایک چار دیواری پختہ چونہ گچ ہے اس چار دیواری کا دروازہ محرابی طاق پختہ و چوکہٹ غرب رویہ گوشہ جنوبی مین اوپر دروازہ کی تین گنبدیان رنگین اور دیوار جنوبی مین ایک کہڑکی محرابی چونہ گچ اس چار دیواری کی اندر شمال رویہ ایک زینہ والا اور چبوترہ پختہ چونہ گچ جسپر دس قبرین پختہ چونہ گچ اور اس چبوترہ کی جنوب رویہ مائل بشرق ایک خورد چبوترہ اوسپر دو قبرین چونہ گچ یہہ تمام قبور لواحقین جناب حضرت میر وزیر علی صاحب سابق تحصیلدار کی ہین اسکی ساتہہ اور چار دیواری بنہری جسکی چونہ گچ سفید ہین اور اسکی جنوبی دیوار مین کہڑکی محرابی بر سر راہ درمیان اسکی ایک چبوترہ پختہ چونہ گچ رنگین منقش اوسپر دو قبور چونہ گچ ایک خدا بخش کوتوال اور دوسری اوسکی زوجہ کی تاریخ وفات اوسکی مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری یہہ ہی قطعہ تاریخ جبکہ کوتوال بلدۂ لاہو + موت کی ہاتھ سی ہوا پامال + لکہی تاریخ اوسکی سرور نی + مر گیا ہای شہر کا کوتوال + دو درخت خورد گوندی سرہانی اور دو پائنتی کی طرف کہڑی ہین اور اس چار دیواری کیطرف خانقاہ بیبی تنوری کی ہی حال انکا آگی تحریر ہوگا اور شمال رویہ اسکی تمام قبور عام اور درختان ون جہان یہہ راستہ تمام ہوتا ہی وہان ایک جگہ بطور چبوترہ اس چبوترہ کی شرق رویہ ایک دروازہ معہ طاق پختہ چوبی اور اوپر بہی محرابی دونو طرف شمال و جنوب رویہ دو کہڑیان پختہ اس دروازہ کی اندر جاتی ہی جنوب رویہ ایک منقش چبوترہ بوسیدہ اوسپر ایک قبر حافظ ایزد بخش کی اور شمال رویہ متصل دروازہ ہذا کی تین زینہ پختہ حجرہ کی غرب رویہ چار دیواری کوتوال کی ایک چبوترہ پختہ چونہ گچ سرہانی چراغدان اور پائنتی درخت ون اوسپر قبر شوہر بیبی تنور کی سرہانی اسکے ایک اور چار دیواری ایک فٹ بلند معہ چراغدان چونہ گچ بیوی لعبہ بصری کی

اُسکی غرب رویہ ہوی شربت مرا کی نقطہ یہہ راستہ طولانی شرق کیطرف سی غرب کو جاتا ہی جہاں یہہ راستہ
ختم ہوتا ہی وہاں ایک دروازہ ہی دہماری کی اندر سیدہی ہاتھ رویہ جاکر مکان قبرستان نواب شیخ
امام الدین خانصاحب مرحوم کا ہی صورت اسکی یہہ ہی کہ دور سے جیکر جنوب رویہ ایک چبوترہ پختہ چونہ گچ
اوسپر دو قبریں ہر دو عم نواب صاحب کے بلند کہڑی ہیں اور شمال و پیتیں رویہ والہ ایک چبوترہ
پختہ چونہ گچ جسپر ڈیڑہ فٹ کی چار دیواری چونہ گچ ہی یہی گرد رویہ میر یاہ ایک برجی کو سپیدہ سفید
موجود ہی اور پیر غرب رویہ اس چار دیواری کی دو برجیاں گوشہ شمالی و جنوبی پر جنوبی برجی سمار ہوتے
جاتی ہی اوسپر دو قبریں والدہ ماجدہ نواب صاحب کی ایک سرقرو پیشتی چونہ گچ سوتیلی والدہ نواب صاحب کے
اوسپر چار میر فرش چونہ کی رکہی ہوی ہیں اور سرہانی بلند چراغدان بطور مینار کہ چراغ رکہنی کی جگہہ
ہیں اور غرب رویہ چبوترہ پر قبر حقیقی والدہ نواب صاحب کے سنگ مرمر کی سفید جسکی بنیاد تعویذ سنگ
سیاہ کی اور اوپر تمام تعویذ سنگ مرمر سپید کا اور سرہانی چراغدان چونہ گچ گنبدی اُسکے شمالو
کی چاروں کونوں میں ستون سنگ مرمر اور اوپر چاروں طرف ہمشکل میر فرش سنگیں جڑی ہیں
مگر گوشہ غربی و شمالی کا ایک میر فرش ٹوٹ گیا ہی وہ جگہہ خالی ہی تعویذ کے اوپر بمقام سرہانے
سرنگ سیر بخط ملث کلمہ شہادت اور بیچ اوسکے یہہ تاریخ بقلم جلی بنا ہی کندہ ہی قطعہ تاریخ
ام نواب شیخ امام الدین + بردہ اند جب سرح بیکو + گفت تاریخ ہاتف علی + او تعالی ہمت
داد بدو + غرہ شہر محرم ۱۲۶۳ ہجری اور اس چبوترہ کی شرق و شمال رویہ دو دالان محرابی سہ درہ
سہ کوٹھریاں و دالان شرقی پر یہہ شعر بہ سنگ مرمر تحریر میں شعر نواب امام الدین بہادر
سہ والدہ اش بخلد جو مش خفت + ای وای کہ رفت مریم دہر + فیداد وقت روی بہف +
تاریخ وفات ہاتف غیب + رہبر او رسول ساعت گفت + گفتہ فقیر حقیر امام ویردی - اس دالان کی
غرب رویہ دیوار بدیوار چار دیواری قبر نواب صاحب والدہ ایک مسور چبوترہ پختہ چونہ گچ اوسپر قبر
منقش بہ سنگ مرمر کسی نابالغ انکی رشتہ دار کی اسکی غرب رویہ دروازہ ڈیوڑھی خانقاہ کے
اندر خانی کا تمام چونہ گچ سفید منقش جنوب رویہ ایک دہ ...ہ حجرہ کی سقف قالبوتی ... شرق ...

رسول کے اون ماجون کی آتشکدے سرد ہوگئی اور بتون مین فتور اور خلل برپا ہوا تو اونہون نی جوتشیون سی
باعث اس تہلکہ کا پوچہا سب نی سوچ بچار کے کہا کہ یہان کوی عرب ترک اولاد رسول اللہ آئی ہین
یہہ اونکی برکت کا اثر ہی اونہون نی بعد دریافت حال اونکی طلب کیواسطی لازم بہیجی تاکہ اونکو بلالاوین
اسامر سی یہہ بی بیان حیران ہوئین کہ یاالہی ہم ستم رسیدہ ہین اول جدائی برادران اور واقعہ کربلا ہوا
اور پہر ملک بیگانہ حتی کہ کوئی ہماری بولی بہی نہین سمجہتا اس سی آپ اونکی پاس تشریف نہ لی گئین جب یہہ
خبر راجہ کو پہونچی کہ وہ تشریف نہین لائین تو انکی سردار ولی عہد کو بہیجا اور کہا کہ یا تو اپنی ہمراہ انکو لانا
یا اپنی قلمرو سی نکال آنا اور نام اوس راجہ کا بریا سنہری اور بعضون کی نزدیک مہابرن اور اوسکی بیٹی کا نام
بکرما سہاے۔ راوی کہتا ہی کہ جب بی بی صاحبان یہان تشریف لائی تہین تو اوسوقت سات سو چار آدمی اہل اللہ
حافظ قران بزرگ انکی ہمراہ تہی جب وہ کنور حضرت کی پاس آیا اور حکم راجہ کا کہہ سنایا تو آپنی بہت منت
وسماجت فرمایا کہ بابا ہم غریب مسافر ستم رسیدہ اور بی خانمان ظلم کشیدہ از حد بیکس ہین براے خدا
ہمکو تکلیف نہ دو اگر تم ہماری یہان رہنی سی ناراض ہو تو ہم چلے جاتی ہین اور ماسوا اسکی ہماری مذہب مین
ستر داری کا حکم بتاکید اکید جاری ہی اسواسطی ہم راجہ تک نہین جاسکتی اوسنی کہا کہ مین مجبور ہون اور صاحب کے
طرف سی آپکو لیجانے پر مامور ہون آخر بی بی صاحبہ کلان نی راجہ کی لڑکی کو اپنی پاس طلب کیا اور ایک نظر
توجہ سی اوسکی طرف دیکہا دیکہتی ہی وہ بیہوش ہوکر گر پڑا جب ہوش مین آیا تعزیہ دیا اور حضرت کی قدم
مبارک پر گر کر درخواست تعلیم و تلقین دین اسلام کی کی اور صدق دل سی مسلمان ہوا جب یہہ خبر
راجہ کو پہونچی تو وہ نہایت متردد ہوا تمام ہندون نے بلوا کرکے شورش مچا دی اس سی بی بی
صاحبان بہت خایف ہوئین اور جناب الہی مین عرض کی کہ یا اللہ ابہی خوف حادثہ کربلا ہماری
دلون سی نہین گیا کہ یہہ دوسرا حادثہ عظیم برپا ہوا ہی ہم چاہتی ہین کہ ہم بی پردہ ہوجاوین یاالہی زمین کو حکم
دوی کہ ہمکو امان دیوی یہہ دعا انکی قبول ہوئی اور اوسیوقت زمین انکیلئی شگاف ہوگئی اور تمام بی بیان
اوسمین سما گئین اور پوشیدہ ہونیسی پہلے بہت اشخاص ہمراہیان کو آپنی رخصت عنایت کی اور فرمایا
کہ اپنی اپنی وطنون کو چلی جاؤ چنانچہ وہ اتباعاً للحکم چلی گئے اور صرف چار حافظ جنکے نام یہہ ہین –

ابوالفتح - ابوالفضل - ابوالمکارم - عبداللہ حضرات کی خدمت میں باقی رہے اور مقبریں اونکی قریب ہی
تنوری کی غرب رویہ موجود ہیں اور وہ بہی آپکی ساتہہ ہی زمین میں سماگئی جب اس کمہور نے یہہ کرامت
انکی دیکہی تو صدق دلسی فقیر ہوگیا اور یہاں مجاور ہو بیٹہا اُسوقت حضرات بیبیاں کی دوپٹوں کی پلے
ہر روز زمین سے نظر آتے تہے اوسی اوسمیں تنانو پر فتور سا آئی جبسے وہ پلے نظر آنے سے
اور پہر وہ بہی ناپیدا ہوگئی جب کہانی سے یہہ کرامت دیکہی تو دم بخود ہوئی اور کئی ایک انمیں سی مسلمان ہوگئے
مشہور ہی کہ جب وہ کمہور مشرف باسلام ہوا تو بی بی صاحبان نے اسکا نام عبداللہ رکہا اور بعد چندی وہ
عبداللہ نام بابا خاکی معروف ہوگیا اور بعضی کہتے ہیں کہ اسکا نام محمد جمال رکہا گیا تہا الغرض اونکی
اولاد اتبک مجاور و سجادہ نشین خانقاہ عالیجاہ ہیں اور رجوت کہلاتے ہیں اور وہ ساحرہ بہی ورد سے مسلمان
ہوجاتی کے اگرچہ ظاہر اجابت نکرتا تہا مگر بلاناغہ آتی اور رہدی کچہہ ریں اوسکو دیدی بعد چندے علیہم
جانٹ لوگ اسطرف آئی اون میں سی ایک شخص مسمی بالو نام کی دختر لُلی تہی وہ محمد جمال کا خواستگار ہوا
کہ اوس سی شادی کرلی اُسنی انکار کیا جب تمام علیہم تحدید ہوئے تو اُسنی کہا کہ میں اپنی سرکار میں عرض کرلوں
اگر حکم ہوگیا تو قبول کرونگا یہہ کہکر مزار گوہر بار پر حاضر ہوا اور عرض کی تو اوسی الہام ہوا کہ بیشک نکاح کرلی چنانچہ محمد
جمال نے اوس دختر جانٹ سی نکاح کرلیا اور اوسکو حضرت کی مزار پر لی آیا اور عرض کی کہ یا حضرت اسکا
یہہ کیفیت ابتک ہوگئی ہی اگر اسکے ہاتہہ پانوں اچہی ہوجاوین تو خدمت میں از دل و جان مصروف ہو
فی الحال دست و پا اوسکے اچہی ہوگئی اور حسن اوسکا ایسا چمکا کہ غیرت مہ چہاردہم ہوگئی جب
اون علیہم جانٹوں نے یہہ کرامت حضرت کی دیکہی تو سب کہ چہہ سات ہزار آدمی تہی مسلمان ہوگئے
اور وہ تمام ایک ہی قبیلے کی تہی اور جو زمین بابا خاکی کو راجہ نے دی تہی وہ شرق و جنوب روضہ
اس خانقاہ کی تہی اوس میں سی دو دو سو بگہا زمین خاکی مجاوروں نے اونکو دی چنانچہ جب تک اونکی اولاد
رہی تبتک خاکی کی اولاد اور وہ باہم بطور برادری برتا کرتے رہے پہر جنمیں سی اکثر لاولد رہ گئے
حتی کہ بعد چندی جہان بہادر صرف شیخ حاجی عزیز اللہ جو باقی تہا اور داد و اونکی اولاد میں سی باقی ہی اولاد
اونکی بالکل ہی بے نمود اونکی گرد - اب اس خانقاہ کے متفرق موجود ہیں فقط بعد ناپیدا ہونے

حضرات بی بیان کی چار سو سال تک راجہ ہای ہنود مالک الملک رہی اور اون راجون کا دار الخلافت اون ایام مین
شہر میسو ہر پور علاقہ دہلی تہا بعد اسکے سلطان محمود غزنوی نی یہان آکر حضرات کا ذکر سنا اور ارادت قلبی سے
چار دیواری پختہ اور خانقاہ مین چند دالان تعمیر کرائی بعد ازان بعہد اکبر بادشاہ بہت عمارات تیار ہوئین
اور قبرستان بہی مقرر ہوا چنانچہ اوس عہد کی قبر سید نور کی اب تک موجود ہی اور جو قدیمی زمین انکی قبضہ مین
تہی وہ سب حاکمون نے جاری رکہی اور سوا اسکے چار چاہ مزروعہ اکبر نے ضلع رہتک مین خدام خانقاہ کو عطا کئی
پہر امیرونکا قبرستان بہی یہان مقرر ہوا اور بعہد خان بہادر یعقوب خان امیر خان بہادر نے بہائی مجاور
میان شیخ رضا کو ایک مکان احاطہ پختہ معہ ایک دالان سہ درہ قالبی جسکے سقف بہی قالبی ہی بنوا دیا ——
چنانچہ اب تک وہ عمارت کہڑی اسکی غرب رویہ قبرستان مجاورونکا اسمین ایک چہوٹا سا چبوترہ پختہ اسپر
قبر پختہ خالی گرد نواح چراغدان خشتی یہہ عظیم شاہ مجاور نے اپنے واسطے بنوائی ہی پہلے یعقوب خان کا ارادہ تہا
کہ اس چاردیواری مین اپنی قبر بناوی مگر جب تیار ہوئی تو تمد مجاورون کو دیدی اور اپنی واسطے شمال رویہ
اس چاردیواری کی ایک اور احاطہ جسکے جنوب کیطرف ایک دالان سہ درہ خشتی اور شمال رویہ چاہ پختہ
تیار کرایا قدرت الہی سی وہ جگہہ بہی اسکے نصیب نہوئی بوقت قتل احمد شاہ درانی جب قتل عام ہوئے
تو یہہ بہی متصل بیگم پورہ قتل ہوا اور وہان ہی قبر اسکی بنی اس چاردیواری کی دیوار غربی پر ایک کہڑکی اسکے
آگی اور چاردیواری اسمین قبر پختہ تہی شاہ فقیر کی عرصہ تیس سال سی بنی ہی اور اس احاطہ مین نو دس
درخت گوندی اور تین ون کہڑی ہین اس احاطہ کی غرب رویہ ایک اور بڑی چاردیواری ہی جسکی
غرب رویہ دیوار مسمار ہو گئی ہی اسکا دروازہ محرابی غرب رویہ اور اسی طرف ایک چاہ معہ غسلخانہ
وسبیل پختہ چرخی دار اسکی دو حصہ مین ایک مین قبرستان کوٹہی داران نور بوریہ کا اور دوسرا کنجران
پشاوری مسمی آغا جان کا اسمین شرق رویہ ایک چبوترہ سفید چراغدان والہ اسپر تین قبرین ایک آغا
جان کنجر کی اور ایک دوسری اوسکی بہن بخت بہری کی اور تیسری ہیران اوسکی گہر حرم یعنی کنجر کے ادے
کی اور دروازی کی ساتہہ ایک سفید قبر راجی ڈومنی مطربہ مہاراجہ شیر سنگہ کی (مہاراج اوسکا راگ بہت
پسند کرتی تہی) جنوب رویہ حصہ کوٹہی داران مین چند قبور انکی اور تین قبرین برادرزادگان نواب

علی رضا جا صاحب کے گوشہ غربی وجنوبی میں ایک دالان سہ درہ اسکے اندر کوٹھری مسقف دو در بند
ایک کشادہ مثل کرم بخش مجاور کے اسا او سمیں دخل وقبضہ محمد بخش پسر کرم بخش کا ہے اسکی جنوب رویہ
ایک دالان بڑا کشادہ مثل شاہ پسند طوائف محمد بخش مجاور کا قبضہ ہے اور یہہ مکان شاہ پسند
طوائف نے محمد بخش کے باپ کرم بخش کو سونپ دیا تہا غرب رویہ ایک مسجد پختہ جو بنائے گئے حشمی بنت درویش والے
جنوب رویہ اس مسجد کی چاہ خرچی دار دروازہ چاہ مسجد کی طرف ہیں باہر سیڑہا وحرچی لگی ہوئے
ہے جنوب رویہ اس چاہ کی راستہ اندر جانے خانقاہ کا اس راستہ کی دونوں طرف عمارات دالان
وچبوترہ موجود ، اور یہہ راہ بطور کوچہ معلوم ہوتا ہے یہہ راہ جنوب رویہ دالان الہ دین مجاور ہے
غرب رویہ اسکی ایک چبوترہ اسپر پانچ قبریں کلاں اور سات خورد مجاوراں کی ۔ اور ماسوا اسکے
اکثر چبوترے بطور قبرستان پر از اشجار اور اس راہ کی غرب رویہ ایک راستہ جام لاہوری میاں میر کو جاتا ہے
اسکی غرب رویہ ایک ٹیلہ اوپر سیڑہ راہ ایک دالان پختہ جستی مسقف سرکی پوش جسکا ایک در محرابی کوچہ
اندر اسکی کوٹھری بی طاق یہاں میر علی بخش صاحب وجعفر علی سیدونکا قبرستان ہے یہہ کوٹھہ ۔
اونکا پختہ قبضہ مجاوران ہے اس ٹیلے پر تمام قبرستان ہے اور اس کی شمال رویہ حاطہ قبرستان حاکم
میاں الہ بخش داروغہ سرول کا اور متصل اسکے قبرستان سیداں ساکنان حویلی میاں خان کا مکا
دروازہ شرقی خانقاہ کی جنوب رویہ جو مطول چبوترہ چلا آتا ہے اسکی بائیں شرق رویہ ایک چار دیواری
پختہ قد آدم بلند شیخ قمر الدین ہندوستانی کی بنی ہوئی ہے اور اسکے اندر ایک چبوترہ اوسپر
چار قبریں اسکے رشتہ داران کی اور جنوب رویہ چار دیواری کی ایک چبوترہ پختہ ہوئے ہیں نشان مسجد قبرستان
پیرا باغبان المشہور دادی والہ کا اور چند قبور قوالان در متصل اسکی ہزارہا قبور خام وپختہ عوام الناس کے
ایک مطول چار دیواری جو بنے ہیں جسپر پانچ سیڑھیاں سرمائی چراغدان غرب رویہ زیر دیوار قبر پختہ ہمرا
طوائف دوست لچھی رام کی دروازہ کی آگے درخت دو اسکی شرق رویہ ایک اور چار دیواری جسمیں
قبور متعلقان مفتی غلام رسول اسمیں بہی دو درخت وہ موجود ہیں اسکی شرق رویہ ایک اور چار دیواری
کچی جا نسامان کی جورو کی اسکے شرق رویہ ایک اور چار دیواری پختہ جو بنے ہیں منقش ہمان مرزا محمد

بطور ایک وہنہ محرابی سقف قالبوتی اور دیوار شمالی مین پہر ایک در محرابی اس ڈیوڑھی کی اندر شمال رویہ جاتی ہی
تمام فرش چونہ گچ ہی ورڈیوڑھی کی غرب رویہ ایک چبوترہ پختہ چونہ گچ اس چبوترہ کی جنوب رویہ ایک درخت
ون جو ایک قبر کو پہاڑ کر نکلا ہی اسپر پانچ قبرین اور تمام چبوترہ خالی پڑا ہی اس چبوترہ کی شرق رویہ قبر
بابا خاکی کی جو اول بی بی صاحبہ کا خادم ہوکر مسلمان ہوا اور اپنی باپ راجہ کی راجگی چہوڑکر تمام
حیات جاروب کشی مین حاضر رہا یہہ شخص سنہ ایکسو ایک ہجری مین فوت ہوا اور اس قبر کی غرب رویہ قبر اسکی
قبیلہ کی نام اوسکا بی بی کندائی دختر راجپوتان قوم بلہیم اسپر ایک ایک بہر فرش اور جنوب رویہ پائنتی بابا
خاکی کے متیسر شیخ ایوب کی اور شرق رویہ اسکے شیخ ذکریا کی اور اوسکی شرق رویہ متصل دیوار ڈیوڑھی کے
شیخ محمد کی اور ڈیوڑھی کی اندر جاتی ہی فرش پختہ چونہ گچ ڈیوڑھی کی شرق و غرب رویہ دیوار کلان بلند چونہ گچ
اور شمال رویہ دروازہ اندر خانقاہ مین جانیکا اس دروازہ کی شرق و غرب رویہ دیوار مین طاقچے اور غرب رویہ
چبوترہ باباخاکی کے ایک درعہ بلند چبوترہ چونہ گچ اس چبوترہ کی غرب رویہ مسجد عالیشان اندر باہر سے
چونہ گچ یہہ مسجد اول باباخاکی نی بنا کی تہی بعدازان اب عرصہ ۲۶ سال کا گذرا ہی کہ بوڑا میانوالی نے اسکو
پہر نو تعمیر کیا اسکی شمال کی طرف ایک دروازہ اندر جانیکا اس دروازی کی اندر جاتی ہی شرق رویہ ایک دالان
خشتی قالبوتی مع کوٹھری اور شمال رویہ بہی دالان بیچ مین مکان مربع مصفا عالیشان گرد نواح چراغدان
اسکی میانہ مین باہر شمال رویہ ایک اور در محرابی چونہ گچ اس سی تین زینہ اوترکی نیچی جاتی ہین سیڑہی کے
شرق رویہ ایک تہڑہ چونہ گچ خوردو اور غرب رویہ ایک درخت ون بلند پہیلا ہوا جسکی ایک شاخ حضرت
بی بی صاحبان کی مزار پہ پہونچی ہی اس زینہ سی اوترتی ہی مکان نیچان مین اور چاردیواری اسکے
اسکی شرق رویہ ایک گز بلند دالان قالبوتی چونہ گچ پختہ پانچ در قالبوتی والہ تمام سفید منقش مبنیہ سلطان
محمود غزنوی مگر پہر مرمت باوقات مختلف ہوتی رہی اور شمال رویہ برابر اس دالانکی ایک اور دالان
چہہ در والہ ہی غرب رویہ اس دالان مین کوٹھری قالبوتی موجود دروازہ اسکا بوسیدہ ہوکر گر گیا
اور غرب رویہ اس چاردیواری کے مکان نیچان مین دروازہ خورد محرابی اور اسمین چوگہٹ چوبی
راہ آمد و رفت مقبرہ سید سلطان جلال الدین حیدر بخاری اس مقبرہ مین تین قبرین پختہ چونہ گچ مین

ایک تو سید جلال الدین حیدر برادر حقیقی حضرت موج دریا بخاری کی اور دوسری اونکی دختر سید علم الدین اور
تیسری رئیس العابدین ہمشیرہ اونکی اور باعث تشریف آوری انکا مقام اوچ سی یہہ ہی کہ جب اکبر بادشاہ
کو مہم قلعہ چتورگڈہ پیش آئی تو اوسی حسب الایماء سبحان سحد سید صفی الدین جو سجادہ نشین مقام
اوچ تہی استمداد چاہی اونہوں نی سید موج دریا بخاری صاحبزادی اپنی کو واسطی امداد بادشاہ کی روانہ
چتورگڈہ کیا اور اون حضرت کے جاتی قلعہ فتح ہوا تو یہہ حضرت بہی ہمراہ گئی تہی — یہہ حضرت سلطان جلال الدین
ترمذی اور تارک الدنیا تہی یہہ تحریر سید نذیر شاہ وحید رسا کی ہی جو اولاد سید جلال الدین سی
ہیں اور جو حضرات اصغر علی وغیرہ اولاد حضرت موج دریا بخاری کی لاہور میں ہیں وہ کہتی ہیں کہ اکبر بادشاہ
نی حضرت موج دریا بخاری کو ہی بلایا اور اونہی کی مدد سی قلعہ چتورگڈہ فتح ہوا یہہ حضرت سلطان جلال الدین
بہی اونکی ساتھ آئی تہی اور جاگیر بہی کل بنام حضرت موج دریا بخاری کی تہی سلطان جلال الدین کو جاگیر سی
کچہہ سروکار نہ تہا چنانچہ اولاد سلطان جلال الدین کوئی فرمان بادشاہی متعلق اپنی بیان کی
پیش نکرسکی اور اولاد حضرت موج دریا بخاری نی ایک فرمان دربارہ واگذاری چند دیہات واقعہ
ضلع بٹالہ سی جو اول از جاگیر بنام صرف حضرت موج دریا بخاری کی تہا راقم الحروف کو ملاحظہ کرایا اور
بیان کیا کہ فرمان اکبر شاہی بنام موج دریا بخاری صاحب بٹالہ میں پاس اولاد حضرت کی موجود ہی
یہہ مقبرہ اندر سی بہت ہلکا ہی اور تعویذ قبر سید جلال الدین صاحب کا ملسکہ [illegible] یہہ مقبرہ عہد اکبری
میں حسب الحکم اکبر بادشاہ تعمیر ہوا ہی دروازہ سہ قدر یہ جنوبی سہ طاق نحتہ جو [illegible] تعویذ قبر کی
چراغدان ہی اور وفات حضرت سید جلال الدین حیدر کی ۱۱ محرم ۱۰۱۶ھ واقع ہی قطعہ تاریخ وفات
اونکا مصنفہ مفتی غلام سرور صاحب حدیقۃ الاصفیا یہہ ہی قطعہ تاریخ رفت چون سید جلال الدین
سحد + شاہ عالی رفعت ارشاد بہشت + گفت آخر سال ترحیلش عیان + از جلال الدین سلطان با
بہشت + صورت مزارات بی بی صاحبان یہہ ہی کہ میانہ مکان کی شمال رویہ گوشہ میں درخت ون -
اس صحن میں ایک چبوترہ تا [illegible] بلند چاروں طرف [illegible] گل پختہ سفید ہی [illegible] سنگ مرمر کی
اور چبوترہ بناکی چاروں کونوں پر [illegible] ستون جو [illegible] بنی ہوئی ہیں اور چبوترہ مربع ہر چار طرف تین تین

پنجری لگی ہوئی ہین اور پنجرہ کی دونو طرف قبہ بطور ریل پایہ بیچ مین اس چبوترہ عالیشان کی قبر مبارک
جناب عصمت مآب بی بی حاج نام خاص و نکا بی بی رقیہ اور قبر عالیہ پر غلاف پڑا رہتا ہی تعویذ قبر چندان
بلند نہین بلکہ فرشی ہی تمام چونہ گچ سفید مبنیہ سلطان محمود غزنوی اسپر میر فرش بارہ عدد سنگ ابر
وکا نشی کی رکہی ہین یہہ بی بی صاحب بنت جناب شاہ مردان شیر یزدان مظہر العجائب والغرائب صاحب
مناب ال اتی معنی مضمون لافتی مقبول بارگاہ ایزدی عاشق جانباز جناب نبوی اسد اللہ الغالب
علی بن ابی طالب علیہم السلام کی ہین جنوب رویہ اس چبوترہ عالیہ کے ایک اور چبوترہ تا بکمر بلند بحجرہ
ہمشکل اسکی مگر خورد جسکا گوشہ غربی مایل بجنوب ذرہ شکستہ ہوگیا ہی موجود اسپر دو قبور پختہ چونہ گچ
ایک بیوی گوہر اور دوسری بی بی شہباز صاحبزادیان حضرت عقیل رضی اللہ عنہم کی اور اس
چبوترہ کی غرب رویہ زمین پر دو قبرین کنیزکان نامعلوم الاسم کی اور دالان شرقی کے غرب رویہ
زیر دیوار دالان ایک قبر امتہ الفاطمہ تاریخی کتبہ بیان خانقاہ بی بی صاحبان پر تین مجاور سجادہ نشین
ہین ایک عظیم شاہ دوسرا الہ دین پسران عبدالرحیم تیسرا محمد بخش پسر کرم بخش اور پہلے چار تہی ایک
سی سیمی وارث لاوارث فوت ہوا حصہ اوسکا الہ دین وعظیم شاہ لیتی ہین انکا چچا بہائی تہا اشتر سی
اسکا حصہ یہہ لیتی ہین اور تین حصہ بقیہ مین سی ایک حصہ الہ دین اور ایک عظیم شاہ لیتا ہی اور حصہ وارث
کا جو لاوارث ہوا ہی الہ دین وعظیم شاہ نصفا نصفی لیتی ہین اور یہہ قدیمی پشت سی سجادہ نشین چلی
آتی ہین اور یہہ جو محمد بخش پسر کرم بخش ہی حال اسکا یہہ ہی کہ کرم بخش خواہرزادہ عبدالرحیم مجاور سے
اور حصص انکی یون مقرر ہین کہ سال بہر مین اڑتالیس جمعرات آتی ہین اونمین سے ساڑہی اونیس
جمعرات کی آمدنی الہ دین لیتا ہی اور ساڑہی اونیس کی عظیم شاہ اور بقیہ نو جمعراتین محمد بخش
پسر کرم بخش لیتا ہی اور ہر ماہ مین بارہ روز عظیم شاہ آمدنی چڑہت لیتا ہی اور بارہ روز کی الہ دین
اور چہہ روز کی محمد بخش اور آمدنی قبر سی حق کہودائی قبر مزدور کو دیکر بقیہ چار حصہ کرکے ایک حصہ
محمد بخش اور تین حصہ بقیہ مین سی ایک حصہ الہ دین اور ایک عظیم شاہ لیتا ہی اور جو تہا حصہ وارث کا
الہ دین وعظیم شاہ لیتی ہین اور آمدنی کا یہہ حال ہی کہ جو میت واسطی گاڑنی کے آتی ہی وہ علی قدر مراتب

جو مکانداری و اجرت اُنکو دیتا ہے مثلاً اگر کوئی ایک روپیہ دیوے تو دس پیسے پانچ آنہ خرچ کر کے
اور گیارہ آنہ جو سجادہ نشین کا خرچ مکان ہوتا ہے اور ہر روز یہہ لوگ وہاں ایسے ایسے مکانات متبرکہ
پہ حاضر رہتے ہیں جو کوئی زائر جاوے اگر وہ کچھہ ارادتاً تقسیم کر دیوے تو خیر اور اگر صرف ایک ہی
کو دیوے تو وہ صاحب نوبت لے لیتا ہے اور عرس کے روز خرچ وغیرہ سب مشترک ہے الدین اور غلام شاہ
پسران عبد الرحیم خاص اولاد عبد اللہ المشہور بابا خاکی کے ہیں اور سلسلہ انکا بابا خاکی سے یوں ملا کر
ملتا ہے کہ عبد الرحیم بن شیخ امام بخش بن شیخ محمد رضا بن شیخ محمد حسین بن شیخ محمد بن شیخ محمد
بن شیخ جانی بن شیخ محمد قاسم بن شیخ محمد حنیف بن شیخ عبد الواحد بن شیخ فرید بن شیخ محمد دارا بن
بن شیخ امیر بن شیخ شرف الدین بن شیخ احمد بن شیخ سعد الدین بن شیخ جمال الدین بن شیخ ابراہیم
بن شیخ اسماعیل بن شیخ اسحاق بن شیخ داؤد بن شیخ عثمان بن شیخ عمر بن شیخ حسن بن شیخ محمد یوسف
بن شیخ عبد الصمد بن شیخ ابا بکر بن شیخ جعفر بن شیخ علی بن شیخ ایوب بن شیخ ذکریا بن شیخ محمد بن شیخ عبد اللہ
المعروف بابا خاکی اور تصدیق اسکی کرسی نامہ قدیمہ یعنی شجرہ انکے پاس موجود ہے اور ماسوا اسکے ایک
محضر انکے پاس ایسا ہے اور سپر تمام مواہیر اشخاص معتبرین لاہور کے ثبت ہیں اس سے بھی تصدیق شجرہ
ہوتی ہے اس خانقاہ کے ساتھہ زمین مزروعہ غیر مزروعہ چالیس گھماؤ واگذار ہے اور یہہ زمین
سابق میں قلعہ گوجر سنگھہ ہے اور جو زمین سرقرو یہ ہے یہہ بھی ہمیشہ اس خانقاہ کے ساتھہ واگذار تھی
مگر اب سرکار ان گذہی تاہم اسی نام سالانہ دہ کرایہ ہے انکا ساتھ ہیں سجادہ نشین پاکی ہیں +

حال بی بی حلیمہ المشہور سوئی قنوط یہہ بی بی صاحبزادی حضرت مسعود قریشی کی اور حضرت
مسعود حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی اولاد میں سے ہیں یہہ بی بی ولی کاملہ تھی اور حضرت موصوفہ بی بی
حضرت بی بی صاحبہ کی ہمسایہ کرتی تھیں اور بارگاہ حضرات بی بیاں کے یہاں آئی تھیں اور وفات انکی
السنہ اشک تمام ہاں نزاں بی بی صاحبہ کو اما پیشوا اور پیر سمجھتی ہیں چنانچہ انکا نام لیکر
کام شروع کرتی ہیں یہہ بھی مسموع ہوا ہے کہ حضرات پاکدامناں یہاں تشریف لائیں تو انکا یہہ
معمول تہا کہ آپ تدریس پردہ میں بیٹھکر فرمایا کرتی تھیں اور جناب بی بی رقیہ المشہور بی بی حاج

لکہا ہیہ مکہ تہا کہ وہ مالکہ دو جہان ہر قسم کا علم رکہتی تہین کوئی ایسا علم نہ تہا جسکو آپ پڑہا نہ سکتی تہین اس باعث سی ہزار ہا حافظ و ولی اونکی شاگرد و مرید ہوئی اور بیوی نوری صاحبہ کی خاوند کا نام زبانی مجاوران نکل ولی معلوم ہوا فقط

احوال تکیہ حضرت سید بہاول شاہ گیلانی بن سید اسماعیل گیلانی

غرب رویہ موضع مزنگ برلب سڑک فیروزپور شرق رویہ ایک دیوار خام دو فٹ بلند بوسیدہ کہڑی ہے رستہ آمد و رفت شرق رویہ اور ہر چار طرف درخت بیر و کیکر و پہروان بطریق باڑ کہڑی مین گوشہ شرقی و شمالی مین ہاوہ پختہ قدیمی چرخی دار معہ غسلخانہ خشتی اور گوشہ شرقی و جنوبی مین ایک کوٹہہ پختہ معہ طاق پختہ چوبی مسکونہ فقیر مکان اور گوشہ شرقی و جنوبی مین ایک مسجد خشتی بکہ صحن کے جنوب رویہ دیوار پختہ دو گز بلند اور اسیطرح شرق رویہ بیچ مین اسکی ذرا بلند دیوار کرکے دروازہ مسجد بی طاق پختہ اور جنوب رویہ دالان چار دیواری قبر حضرت بہاول شیر المشہور بہاول شاہ گیلانی بن سید اسماعیل جنکی قبر متصل خانقاہ حضرت بیوی نوری صاحبہ زوجہ حضرت موج دریا بخاری موجود تہا اور ذکر خیر اونکا تحریر ہو چکا ہے موجود اور غرب رویہ مین وہان والی مسجد مسقفہ مرتبہ مزکی یوسف ملبہ جہتا بی طوائف جو اب تک منکوحہ ہو کر بخانہ پہسو نقال ساکن موضع مزنگ برادر سلطانا پہانڈ زندہ ہے بعوض مسجد عرصہ چالیس برس سی بنائی گئی ہے غرب رویہ ایک چار دیواری پختہ جسکے چارون طرف چراغدان اور آمد و رفت کا چہوٹا سا دروازہ جنوب رویہ بیچ مین اسکی ایک چبوترہ پختہ اسپر ایک اور چبوترہ پختہ جسپر قبر بلند تعویذ والی حضرت بہاول شاہ کی اور ایک شرق رویہ اور چار غرب رویہ اور تین زینہ حجرہ کی چار دیواری پر جاتے ہین اور در چار دیواری کے پاس ایک چبوترہ بوسیدہ اسپر قبر نبی شاہ کی عرصہ ۳۰ سال سی بنی ہی گرد نواح اسکی نو کنال زمین ہے اسمین تمام کنگرہ و پہروان لگی ہین اب یہان الہی بخش فقیر مدت بائیس سال سی رہتا ہی یہہ تمام درخت اور بوٹہہ بچہ الہی بخش کا لگایا ہوا ہے پہلی یہہ مکان ویرانہ پڑا ہوا تہا جب سڑک فیروزپور بنا رہی تہی تو سب سڑک والی صاحب نے یہہ جاہ سڑک مین لی لیا تہا مگر پہر جناب مسٹر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر نے جو اسوقت کمشنر تہی واگذار کر دیا اور منجانب سرکار تعمیر چاہ بہی کرا دی لاہور مین میر محمد شاہ گیلانی ان حضرت بہاول شیر کی اولاد مین سی بڑی نامی

سید میں وفات انکی صفر کی پانچویں ۹۵۰ھ میں واقع ہی چنانچہ اتک پانچویں صفر کو میلا ہوتا ہی اور سال تمام پیر و نکا ہیڈ ہارہ مان کو شاہ ورمجلس قوالی ہوتی ہی اور بوسا ہی بہت جمع ہوکر حال کھیلتی ہیں ہر جمعرات کی رات یہاں چراغ بتی ہوتی ہے اور فقیر بیانکا گدائی کرکے اوقات بسری ہی کرتا ہے

احوال حلیہ حضرت شاہ محمد مقیم صاحب حجرہ والہ رحمتہ اللہ علیہ

جنوب رویہ تکیہ بہاول شاہ کی ٹیلا پر حلیہ ان حضرت شاہ محمد مقیم کا جنکے نام سے حجرہ شاہ محمد مقیم مشہور ہے واقع ہی اس مکانکی گوشہ شرقی شمالی میں ایک دالان چار در پختہ معہ کوٹھری جسکا دروازہ غرب رویہ ہی موجود اور درخت کنجان ون و کیکر و بہڑوان و گوندی وغیرہ بکثرت کھڑے ہیں درمیان میں ایک چبوترہ خشتی چونہ گچ پختہ اور اوسکے اوپر چار دیواری ڈیڑھ ہاتھ بلند معہ دروازہ بیہ رستہ چبوترہ جنوب رویہ اوپر ایک حضرت صاحب ہیں یہ حضرت شاہ مقیم شاہ کی یہہ چبوترہ دو حصہ والا ہی حصہ جنوبی میں یہہ قبر اور حصہ شمالی خالی پڑا ہی وہ خالی جگہ مقام حلیہ ہے قبر اور حلیہ کی سرہانی چراغدان ورایک درخت ون چبوترہ پر کھڑا ہے جنوب رویہ چاہ خرچی دار پختہ اور ایک فقیر عمر قریباً سالہ ہوا برس سے یہاں بیٹھا ہے یہہ دالان اسی فقیر نے بنایا ہے غرب رویہ اس چبوترہ کے رستہ قبرستان سیالی کا ہی گویا یہاں سے علاقہ سیالی شروع ہوتا ہی اور حال حضرت شاہ محمد مقیم صاحب کا یہہ ہی کہ حضرت کا اصلی نام محکم الدین بن سید ابو المعالی بن شاہ نور محمد بن بہاول الدین الملقب بہاول شیر جنکی مزار حجرہ شاہ محمد مقیم میں زیارتگاہ خلق اللہ ہی اور یہہ مقام حجرہ شاہ محمد مقیم تیرہ چودہ کوس جنوب رویہ مقام قصبہ چونیاں سے ہی اور علاقہ ضلع گوگیرہ تحصیل پاکپٹن میں داخل ہی بہاول حضرت بہاول شیر بن سید محمود بن سید علاؤالدین بن سید زین العابدین بن سید شیخ الدین بن سید صدر الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس الدین المشہور شمس العارفین بن سید موسیٰ بن سید عبد الرزاق بن سید علی بن سید صالح بن سید عبد الرزاق بن حضرت اللہ درجت بحرکرامت غوث الارض والسما سید شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز تشریف لائی تہی تعلیم حکام ہند وسندہ و ایران و توران و عرب و عجم دلوجان سے حضرت غوث الاعظم کے مطیع فرمان ہیں اور حضرت کی اولاد گیلانی سادات کہلاتے ہیں اسیواسطے لوگ انکا بڑا ادب

کرتی ہین اور حضرت بہاول شیر جد امجد حضرت شاہ محمد مقیم صاحب حجرہ والی بڑی اہل کمال و صاحب
حال و قال و مست و مجذوب تہی مولد آپکا شہر بغداد شریف ہمراہ والد بزرگوار و عمہ جان نثار اپنی کے
بغداد سی سیاحانہ وارد ہندوستان ہوئی اور شہر بداون مین جاکر سکونت اختیار کی اوس وقت حضرت
بہاول شیر خوردہ تہی اور والد اونکی سید محمود کہ وہ بہی صاحب کمال تہی بداون مین فوت ہوئی چنانچہ ابتک قبر
اونکی وہان زیارتگاہ خاص و عام ہی بعد وفات والد کے یہہ حضرت بعلم ظاہری باطنی اپنی پہوپہی صاحبہ سے
کہ وہ بہی ایک رابعہ زمانہ تہین تعلیم پاتی رہی چنانچہ ولی کامل و شیخ مکمل ہوئی اور حضرت بہاول شیر صاحب
کی عمر بہت دراز ہوئی چنانچہ کتابون سی ثابت ہوتا ہی کہ دو سو پچاس سال سی زیادہ عمر آپنی پائی اور
جہان اعتکاف کرتی تہی تو مدت اعتکاف کم بارہ برس سی نہوتی تہی چنانچہ ایک دفعہ ستر سال برابر پتہر سی تکیہ
لگاکر علاقہ کوہستان مین معتکف رہی چنانچہ پوست پشت آپکا پتہر سی جم گیا اور بوقت برخاست حجرہ اعتکاف
کی پشت کا پتہر کی ساتہہ چسپان رہا اور پشت مبارک چہل گئی چنانچہ وہ داغ تادم عمر دکہائی دیتا رہا
جب وہان سی اوٹہی تو بمقام حجرہ شاہ محمد مقیم جو اسوقت بنام بند دہولان مشہور تہا تشریف لائی اسوقت
یہان دریاء بیاس جو اب زیر چونیان تا ملتان خشک ہوا ہوا دکہائی دیتا ہی جاری تہا اسکی کنارے پر
حضرت نی مقام فرمایا کہتی ہین کہ زنان زمینداران قوم دہول جو اوس جگہہ پر واسطی لینی پانی کی ہر روز آتی
تہین اس امر کی شکایت اپنی مردونکی پاس لے گئین کہ لب پا ایک فقیر بیٹہا رہتا ہی اوسی ہماری ستر پردہ
مین فرق آتا ہی چنانچہ وہ زن مرید بیوقوف کہ حضرت کی ولایت سی بیخبر تہی وہان آئی اور حضرت کو وہان سی
اوٹہا دیا آپ وہ جگہہ چہوڑکر اور تہوڑی دور جا بیٹہی آخر وہان سی بہی اوٹہا دئی گئی جب دو تین دفعہ ایسا ہی
واقعہ وقوع مین آیا تو حضرت نی اپنا سہتہ یعنی سونٹہ چوب دستی جسکا نام آپنی شبہان یعنی شیر رکہا تہا
دریا کو مار کر کہا کہ یہان سی دور ہو جا اور نیز جو اطفال خوردسال زمینداران دہول وہان لب دریا
کہیل رہی تہی اونکو بہی فرمایا کہ تم بہی اینٹین دریا کی طرف چلاؤ اور یہان سی ہٹاؤ چنانچہ اونہون نی بہی
اینٹین اور مٹی دریا کی طرف پہینکی قدرت الہی سی اوسی وقت دریا وہان سی ہٹ کر ایک کوس کے فاصلہ
پر جا بہا اور مقام دریا مین سی ایک ٹیلہ بلند نمودار ہوا آپ اوس ٹیلہ پر سکونت پذیر ہوئی اور فرمایا کہ یہہ

رہیں خداداد اتنی دیا سبلی ہے اسکو یں ہے کہ جہاں سے ہمکو اوٹھا دیے اور یہاں ہمارا قیامت تک مدفن
قائم رہے کہ حاجت آپ وہاں رہنے لگے تو پہلی کرامت آپکی تو وہاں یہہ ہوئی کہ آپنے عود مسواک اپنی گاڑ دی تھی جو
تین تہیں ایک چوب نیم اور دوسری چوب بڑھ تیسری چوب درخت بہاریالی گاڑی تھیں بقدرت الٰہی
تینوں درخت سرسبز و تازہ ہو گئے چنانچہ آجتک درخت بڑھ و بہاڑیا سرسبز ہیں درخت نیم خشک ہوکر
گر پڑا ہے اور وہاں کے مجاوروں کا دستور ہے کہ اگر وہ یہہ جانتے نہ دیتا یہہ لیکن چھوٹا سا ٹکڑا اوس درخت نیم خشک
شدہ سے کاٹ دیتے ہیں اور لوگ اوس چوب کو متبرک تصور کر کر اوسکے تسبیح بناتے ہیں اور کتاب سیر المعارف
سے معلوم ہوتا ہے غلام سرور صاحب مولف کتاب خزینۃ الاصفیا نقل کرتے ہیں کہ حضرت بہاول شیر کی عمر جب سو برس کے
ہوئی تو آپکی ریش مبارک برآمد ہوئی تھی اور ہمیشہ حضرت اکثر شیر پر سوار ہوکر سیاحت جنگل یا بیابان فرماتے
ہاتھ میں رکھتے تھے وفات آپکی سنہ نو سو تہتر ہجری میں بعہد اکبر بادشاہ ہوئی چنانچہ تاریخ وفات آپکی جناب
سیر المعارف کی تصنیف عبد القادر بدایونی ہے اور مفتی غلام سرور صاحب لاہوری نے یہہ قطعہ تاریخ کہا ہے قطعہ
تاریخ بہاول شہ ہادی رہنمائی + گشتہ خدا را ولی شیر + سال تاریخ وصالش گفت سرور ہادی
سید و صادق ولی شیر + قبر حضرت سید شاہ محمد نور کے واقعی نور تھی اور شہزادہ اونکی صاحبزادی حضرت
سیاد نامی شاہ کمال کے کہ ولی باکمال تھے اور مزار اونکی قصبہ جونمان میں ہے اور پیر جہانیاں کر کے مشہور ہے
قبر اونکی بڑی طول ہے کہتے ہیں کہ جب حضرت بہاول شیر فوت ہوئے تو وہ اونکے پاس حاضر نہ تھے جب تشریف
لائے تو غلبہ محبت سے حضرت کی قبر کھدوا فرمایا اور اوسوقت حکم دیا کہ کوئی یہاں نہ آوے اوسوقت ایک
معمار مرید آپکا کسی طرح سے سو زیارت کر کے چلا گیا اور حضرت کے چہرہ کی اوسنے زیارت کی چونکہ ناجائز
مرتکب اس امر کا ہوا تھا فی الفور اندھا ہو گیا جب مقبرہ حضرت کا تعمیر ہونے لگا تو اوسنے آکر یہی معمار عرض
کی کہ یا مولا اگر میں بینا ہو جاؤں تو بہت اچھا مقبرہ خوبصورت بناؤں آپنے فرمایا کہ اچھا کار تعمیر
میں مصروف ہو مگر جب تک کار عمارت رہیگا تمہارا بینا رہیگا بعد ازاں پھر اندھا ہو جاؤ گا چنانچہ
ایسا ہی ہوا کہ ہر وقت آمار کار کے بینا ہو جاتا اور جب کام سے اوٹھتا تو پھر اندھا ہو جاتا
الغرض حضرت شاہ محمد نور صاحب نے عمر پائی تھی وصال … ہوا بعد … ششدہم … تیرہ میں حضرت

شاہ محمد مقیم محکم الدین سجانہ حضرت شاہ ابوالمعالی بن حضرت شاہ نور بن حضرت بہاول شیر پیدا ہوئی شاہ محمد مقیم
صاحب ایسی بزرگ ہوئی کہ موضع دہولان انکی نام سی مجرد شاہ محمد مقیم مشہور و معروف ہو گیا جب حضرت شاہ
ابوالمعالی صاحب رہگرای عالم بقا ہوئی تو حضرت شاہ محمد مقیم اور حضرت زندہ پیر بہاہی انکی بعمر خورد سال
باقی رہ گئی اور سایہ ایزدی مین پرورش پائی اور دونو صاحب عارف کامل عالم فاضل ہوئی اور جب
حضرت شاہ محمد مقیم بحد بلوغ پہونچی تو آپ کا یہہ دستور ہوا کہ چند مدت بامید حصول عرفان اپنی جد امجد حضرت
بہاول شیر کی مزار پر جاکر شب باش باینطریق ہوتے تھے کہ تمام رات مزار پر انوار کو بغل گیر رکھتی تا کہ حضرت کی مدد سے
صفای باطن حاصل ہو ایک شب کا ذکر ہے کہ خواب مین بوقت شب آپ کیا دیکھتی ہین کہ حضرت بہاول شیر
قبر سی باہر تشریف لاکر انکو فرماتی ہین کہ ای فرزند دلبند و ای عزیز باتمیز حصہ باطنی تیرا ہماری پاس نہین
تجکو لازم ہی کہ بخدمت حضرت سید جمال اللہ حیات المیر لاہور مین جا کہ وہ اب لاہور مین سکونت پذیر ہین
وہان تمکو حصہ باطنی ملیگا اور روایات صادقہ سی ثابت ہوتا ہی کہ حضرت شیخ سید جمال اللہ صاحب نبیرہ حضرت
غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کی ہین اور وہ تا دور زمان حسب دعا حضرت کی زندہ رہینگے چنانچہ حضرت شاہ
ابوالمعالی صاحب جنکا مقبرہ عالیہ لاہور مین ہی کتاب تحفۃ القادریہ مین تحریر فرماتی ہین کہ سید عبد الوہاب خلف
حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم کے پانچ فرزند تھی انمین سی ایک کی گہر مین سید جمال اللہ صاحب جنکو حیات المیر
کہتی ہین پیدا ہوئی وہ بالکل ہمشکل جناب غوث الاعظم کے تھی اور حضرت غوث الاعظم انکو بہت پیار کیا کرتی
تھی ولادت انکی سنہ پانسو بائیس ہجری مین واقع ہوئی اور بدعای حضرت غوث الاعظم انکو عمر دایمی نصیب
ہوئی اور حیات المیر خطاب پایا چنانچہ وہ اب تک سیر اقالیم مین مشغول ہین کتاب اذکار الابرار مین راقم نی دیکھا ہے
کہ عند الوفات جناب غوث الاعظم قدس سرہ السامی نے انکو طلب فرما کر فرمایا کہ عمر انکی دراز ہوگی چنانچہ آپ بھی
حضرت عیسی صلوات اللہ علی نبینا و علیہ السلام کو بچشم ظاہر دیکھینگے جب یہہ موقع آوی تو انکو ہمارا سلام مشتاقانہ
اشتیاق کہنا والسلام بتاکید اس کلام کے کتاب انیس القادریہ مین تحریر ہی کہ ایک ولی کامل از کثیرانہ حضرت
حیات المیر سی ملاقی ہوا اور عرض کی کہ یا مولی ہر ایک شخص کو مرنا ہی یہہ تو فرمائی کہ انکی وفات کب ہوگی
تو آپنی جواب دیا کہ العلم عند اللہ مگر اتنا معلوم ہے کہ جب جد امجد میری حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سنہ پانسو ناسٹھہ میں فوت ہونے لگے تو مجھکو فرمایا کہ ای کمال الدین مجھکو یقین ہے کہ تو عہد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام
آسمان سے زندہ رہیگا پس جب وہ آویں تو اونکی خدمت میں حاضر ہوکر ہمارا اسلام پہونچا ناسو مجھے
یقین ہے کہ میں عہد نزول عیسوی تک زندہ رہونگا ٭
الغرض حضرت شاہ محمد مقیم حسب الایمای خدا ئی کے لاہور میں تشریف لائے تو مقام میانی میں حضرت
حیات المیر سے ملاقی ہوے اور اونکی خدمت میں بیعت کی اور حسب الحکم اونکے یہاں چلہ کاٹا اور پہر طرف حجرہ
حضرت شاہ محمد مقیم چلے گئے مگر اونکی اثنک وہاں زیارت گاہ خلق اللہ ہے - اور جن دنوں میں کہ حضرت شاہ
محمد مقیم لاہور میں چلہ کرتے تھے تو ایکروز اتفاقاً چند فقرا نے بابت اللہ حضرت کے پاس جمع ہوئے ہیں
ایک نے کہا کہ یا حضرت ملانی عابد کی چند عورتیں ہیں اور وہ ہر شب ہر ایک کے پاس سے ناشن ہوتا ہے اور
اپنی حجرہ میں عبادت الہی میں مشغول رہتا ہے جہاں جاکے اوسکو دیکھو وہ خود اوسکا موجود اس ساعت میں ہر
مجلس میں سے ایک شخص کے دل میں خطرہ گذرا کہ یہہ امر ممکن العقل نہیں آپ نے یکسر باطن یہہ خطرہ اوسکا
دریافت کرکے فرمایا کہ ای ملانی یہہ امر قدرت الہی سے کچھہ بعید نہیں ہے یہہ درخت جسکے نیچے میں بیٹھا ہوں
اسکی طرف دیکھہ جب اوسنے سر اوٹھاکر درخت کی طرف دیکھا تو ہر برگ شجر پر حضرت شاہ محمد مقیم معلوم
ہوئے اور نیچے درخت کے بھی جہاں بیٹھے تھے حاضر وموجود تھے یہہ کرامت حضرت کی وہ فقیر دیکھکر بہت نادم
ہوا اور نیز ایک روز کا ذکر ہے کہ اس مکان کے عرصہ وہ کھیت گاجروں کا تھا آپ وہاں بسر لیتا
گئے اور خادمین سے فرمایا کہ یہہ تمام گاجرین اوکھاڑکر ہماری گہوڑی کے آگے ڈال دو چنانچہ اوسی دفعہ
تعمیل حکم ہوگئی مگر ہر ایک خادم کے دل میں یہہ ہی خیال گذرتا تھا کہ حضرت نے مال بیگانہ بلا اجازت مالک کے
مناسب نہین کیا قدرت الہی سے دوسری روز مالک زراعت حضرت کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ آج
میرے کھیت گاجرون کا مخصوص واسطے نذر آپ کے بوتا تھا معلوم نہین کہ کل کون کاٹ کر لیگیا آپ نے
تبسم ہوکر فرمایا کہ غم نکر کیونکہ حق بحق دار عاید ہوگیا ہے وفات حضرت شاہ محمد مقیم کی سنہ ایک ہزار چہ
میں واقع ہوئی اور حجرہ شاہ محمد مقیم میں مدفون ہوے وہان مقبرہ حضرت کا زیارت گاہ خاص وعام ہے
اور اس مکان پر آپ دو برس تک تشریف رکھی اور سنہ ایکہزار پانچ مین یہان سے روانہ ہوگئے اور یہہ ارادت

لیکر کلان وسی ہدسی یہان کہڑا ہے تاریخ وفات آپکی مصنفہ مفتی غلام سرور صاحب یہہ ہے
قطعہ تاریخ محمد محکم الدین سید والا شہ عالی * چو از دنیائی فانی شد مقیم گلشن جنت * بجستم
سال ترحیلش ز رضوان بہر تاریخش * ندا شد صاحب عالم مقیم مسکن جنت ١١٥٥ سنہ **احوال تکیہ**
ولن شاہ جو بطرف شرق کوٹہی آغا صاحب ورڈاک بنگلہ لاہور کے واقع ہے اس مکانکی شرق رویہ تمام
چنگڑ لوگ بستے ہین گرد نواح اسکے چاردیواری خام اور بیچ مین جنوب رویہ اکہاڑہ گلاب سنگہ
پہلوان کا اور اکہاڑہ کی شرق کیطرف ایک چاہ پختہ خشتی معہ چرخی اور چاہ کی شمال رویہ دو کوٹہہ
ایک دو دہنہ دوسرا ایک دہنہ جکے اندر کوٹہریان بہی ہین اور ان کوٹہیوں کے شمال وشرق رویہ ایک اور
کوٹہہ بوسیدہ اور دیوار شرقی کی غرب رویہ ایک چبوترہ نشان مسجد پختہ چونہ گچ اور گوشہ گلنی مین ایک چبوترہ
جسکا دروازہ چوبی چوکہٹ والا جنوب رویہ دو زینہ چڑہکی ہے اوپر چبوترہ کے چار دیواری ایک
گز بلند چونہ گچ سرہانی چراغدان اسمین ایک سل سنگ مرمر کی نصب اسمین یہہ شعر کندہ ہین **شعر** ہست
ور زبان کریم اللہ * کلمہ لا الہ الا اللہ * بہر تاریخ انتقالش گو * سر دین خدا کریم اللہ * **ازفرید**
چون عنصر ملکوتی او مظہر حق بود * ہم سال وصالش تو بگو مظہر حق بود * اور اس سنگ کے گوشہ مین
یہہ تحریر ہے مقولہ فرید الدین لاہوری ١٢٦٥ سنہ اس چبوترہ پر دو قبرین ہین ایک میان کریم اللہ کی اور دوسرے
اسکے بیٹے رحیم بخش خلیفہ جو اپنے واسطے بنوائی تہی مگر وہ بموجب حکم سرکار میانی مین دفن ہوا اور اکہاڑے کے
شمال رویہ ایک چبوترہ خشتی پختہ سفید چونہ گچ ہے جسکے سرہانی چراغدان پختہ کہڑا ہے قبر ولن شاہ کی یہہ بعہد
شیر سنگہ فوت ہوے ہین اس قبر کی سرہانی کی طرف شمال رویہ ایک اور چاہ پختہ چرخی دار ہے یہہ چاہ بنیہ
ولن شاہ ہی چاہ کی شرق رویہ تین قبرین فقیرونکی ہین اور کوٹہیونکی شمال رویہ ایک قبر خام سرسری شاہ
سیدکی ہے اور درخت تمام خورد کلان ایکسو چالیس پہروان گوندی برنا بیریان جامن دہریکیا
آنار وغیرہ ہین اب یہان مرید ولن شاہ کی دو فقیر رہتے ہین ایک حضوری شاہ اور دوسرا الہی شاہ
مگر مالک حضوری شاہ ہے **احوال مکان گدہی شاہو** سابق مین بعہد شاہان چغتائی بوقت
مملکت شاہجہان بادشاہ غازی ١٠٣٦ سنہ ہجری مقدس مین یہان ابو الخیر نامی عالم بغداد سے تشریف آ

اور نام اسی سرہند نعمت اللہ مومن بانی سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس جگہ میں ایک باغ الموسوم سکھارمل تھا
یہاں اکبر ایک کوٹ الموسوم خیرگڈھ تعمیر کیا صورت اس کوٹ کی یہ تھی کہ گرد نواح دیوار بطور فصیل قلعہ
اور اندر کی طرف اسکی تمام حجرات فالفوق بعد ازاں انجا کہ خود عالم و فاضل ہے یہاں مدرسہ جاری کیا اور
اس عمارت کا نام خیرگڈھ کہا یہ حضرت ابوالخیر کے شہری مقرر ہوئے ہیں چنانچہ بعہد محمد شاہ بادشاہ بابری کے جب
ناظم لاہور خان بہادر تھا اونہوں نے انتقال کیا یہ سو چھتیس وفات پائی اور یہاں ہی دفن ہوئے اوس قبرستان کے
اس کہڑی پیا ہو کہ ایک موضع المشہور ٹھٹھی گلاب آباد تھا اور حال دیکھا یہ ہے کہ دو شخص مسمیاں گلم والا
قوم کمبو نے بعہد اکبر بادشاہ یہ ٹھٹھی سطح خبر آباد کی کہ وہ دونو بھائی بقال تھے اونہوں نے یہاں دو
اپنی دوکان مقرر کی تھی اوسکے اور اور نہ میدار تھی وہاں اگر سکونت پذیر ہوئے تھے اکبر بانونگو نے
وہاں مکان سوائے پچانے سے پہلے شیخ مبین اور محمد ریان شیخ اور شیخ حمید اور شیخ نور محمد نے اگر یہاں
مکان تعمیر کرائے تھے اور اسی سال میں مولوی ضیاءالحق و بہاءالحق برادران حقیقی جد امجد راقم الحروف کے بھی
یہاں تشریف لائے اور اونہوں نے بھی قریب اسکے مکانات عالیشان باغچہ و حویلیاں تعمیر کرائیں بعد اوسکے
جب تفرقہ عظیم سلطنت چغتائی میں پڑا اور میر منو احمد شاہ ابدالی سے شکست یاب ہوا اور سکہوں نے لاہور کو
جلانا اور لوٹنا شروع کیا تو تمام ساکنان ٹھٹھی کے خوفناک ہوئے اور بہنیں گئے وہ لاہی مسلمان ہوکر
شیخ کہلانے لگے تو یہاں سے اوٹھکر مقام شیخ شاہ کہ اوسوقت وہاں چاردیواری کی بطور قلعہ تھی گرانا
ہوئی پہلے انکا ارادہ ہوا تھا کہ مقام خیرگڈہ میں جاکر رہیں مگر چونکہ وہاں مشہور درویش طالب علم رہتے
تھے اونہوں نے وہاں کا جانا مناسب نجانا اور مولوی ضیاءالحق و بہاءالحق صاحب کو جب یہ تفرقہ پیش آیا
تو مولوی بہاءالحق صاحب تو ضلع پسرور میں جاکر آباد ہوئے کہ وہاں اونکی جاگیر عطیہ شاہان سلف تھی اور
مولوی ضیاءالحق صاحب بحال اسکے کہ معافیات و یومیہ اونکا لاہور میں مقرر تھا اندرون حصار بلدہ لاہور
محلہ لوہرہ میں ایک مکان خریدکر آ رہے اور میر مومن کے صاحبزادوں کی تعلیم شروع کی اوقات بسری
کرتے رہے اونکے وہاں مولوی محمد ابراہیم ایک فرزند پیدا ہوا اور بعد ازاں مولوی محمد ابراہیم صاحب
کے یہاں مولوی غلام حسین اور مولوی غلام حسین کے یہاں مولوی احمد بخش متخلص بہ یکدل پیدا ہوئے

اور مولوی احمد بخش یکدل کے بیان بندہ نور احمد چشتی جواب مدرس مع ان حالات کا ہے
جس وقت کہ مولوی ضیاء الحق صاحب نے یہان اپنی حویلیان اور باغات تیار کرائی تہی اسوقت انکی تایا صاحب
مولوی نظام الدین دالملۃ فوت ہوے تھے چونکہ محمد شاہ بادشاہ اونکا شاگرد تہا اس نظر سے مقبرہ عالیشان انکا بحکم
شاہی متصل خیر گڈہ تیار ہوا چنانچہ اب تک وہ روضہ زیارتگاہ خلق ہی حال انکا الگ تحریر ہوگا غرض وہ لوگ
چند مدت مکان فنا شاہ مین رہی بعد عرصہ دو تین پہنی کے تمام درویش مکان خیر گڈہ سے نکلکر چلے گئے جب مکان خالی ہوگیا
تو ایک شخص مسمی شاہو تیلی سنہ ۱۱ ہجری مین موضع کرپا تہہ سے جو ماجہہ مین بفاصلہ بارہ کوس لاہور سے تیلیونکا
گانون مشہور ہی اپنے ہمراہ دو گلی بکری اور بہیڑونکو لیکر یہان آگیا اور اس مکان خیر گڈہ مین دودہ بیچنا
شروع کیا اسوقت ہمراہ اسکے چند آدمی بطور چرواہی ملازم تہے وہ بہی یہان رہنی لگے اور بکریان
بہیڑین حجرون مین رہنی لگین پہر شیخ فیض و شیخ زمان و شیخ نور محمد و شیخ حمید نے جو بمقام فنا شاہ رہتی تہی
باہم صلاح کی کہ یہہ شاہو تیلی غیر آدمی کرپاتہہ سے آکر اس مکان مین آباد ہوا ہی اس سے بے ادبی خانقاہ حضرت
ابوالخیر کی ہوتی ہے لائق ہے کہ اوسکو یہانسے نکالدین یہہ تجویز کرکے شیخ نور محمد نے جو اون مین بڑا بہادر
مشہور تہا کہا کہ تم کوئی نہ جاؤ مین تنہا جاتا ہون اور خیر گڈہ پر قبضہ کرلیتا ہون غرض وہ ایک روز جسوقت کہ
شاہو تیلی گلہ اپنا چرانے کے واسطے جنگل میں گیا ہوا تہا یہان آیا اور اوسکے آدمیونکو مار پیٹ کرکے نکالدیا اور
اپنی تمام متعلقین کو وہان لاکر آباد کیا چونکہ اون دنون مین یہہ چرچا بہت پہیلا تہا یعنی ہر ایک آدمی یہہ
ذکر کرتا تہا کہ بوجی شیخ نور محمد نے شاہو کو گڈہی سے نکالدیا اسواسطے اوس روز سے اسمقام کا نام گڈہی
شاہو زبان زد خاص و عام ہوگیا چنانچہ تاحال مشہور ہے اولاد انکی یہان قابض و متصرف ہی بلکہ نواسی
اوس نور محمد کے اب تک مسمیان کریم بخش و امام بخش و عمر دین موجود ہین اب تک اکثر لوگ اسمکانکو
شاہو کی گڈہی اور کوئی خیر گڈہ کرکے بولتا ہی حال اصلی اس مکانکا یہہ تہا اب حال عمارت تحریر کرتا ہون
کہ یہہ مکان فنا بین گوشہ شرقی و غربی لاہور کی بفاصلہ دو میل سرراہ شرقی رویہ سڑک چہاونی و خانقاہ
حضرت سید جان محمد حضوری صاحب واقع ہی گرد نواح اسکے فصیل پختہ خشتی بڑی بلند جسکی چارون
گوشون مین چار برج بنی ہوی ہین اور دروازہ آمد و رفت کا شمال رویہ بڑا بلند محرابی جس مین چوکہٹ

چھوٹی سی طاق بنی ہوئی ہے اسکی اندر ڈیوڑھی جسکی شرق و غرب دیہ ایک ایک دالان جسکی دو دو در ہیں محرابی
دروازہ یکدیگر میں اور اسکے ایک مکان سکونت رحیم بخش چوکیدار اور شمال رویہ جسکے پیر بخش بخار کا مکان
جسکے مکان کا ایک دریچہ جو رو باہر کیطرف ہی اس گاؤں میں ملحقہ دیوار غربی ایک مسجد عالیشان قدیمی ہے
جسکی پشت باہر سر راہ کے دکہائی دیتی ہے اس مسجد کی شمال کیطرف ایک مکان بوٹا زمیندار اور دوسرا
موسیٰ شاہ اور تیسرا اگلے شاہ مجاوران حضرت شاہ گدا اور چوتھا حسن شاہ اور پانچواں کالو شاہ کا ہم ہے
یہہ جگہہ ڈیرہ شاہ گدائیان مشہور ہی صورت مسجد یہہ ہے کہ اوپر تین گنبد ہیں بیچ جواب سیاہ نظر آتے ہیں
سیاہ گنبد بڑا اور دو دو رہ جو روبرو دو مینار ایک شمال اور دوسرا جنوب رویہ یہہ مینار باہر سی دو مرلہ
دکہائی دیتی ہیں اور فی الاصل اوپر جانے کا راہ کوئی نہیں کہ جس سے مینار پر چڑہ سکے مسجد کی اوپر جانے کا
زینہ جنوب رویہ مسجد تہا مگر اب وہ زینہ مکان الٰہی شاہ فقیر جان محمد صاحب حضوری میں آگیا ہے اگر کوئی
وہاں سی جائی تو اوپر جا سکتا ہی تعداد خانہ ہای موجودہ ذیل میں درج ہے اندرون موضع شاہو گڑہی
جو قدیمی حجری زیر دیوار غربی و جنوبی و شمالی تہی اور بعض نے عمارت جدید بہی کر لی ہے نام انکے مفصل
تحریر کرتا ہوں سابق میں اکثر حجری قالبوتی ایک مرلہ اور بعض دو مرلہ تہے مگر دو مرلہ سر طرف شمال
جنمیں عزت بیگ بطلام اور بیرا نجی رہتی ہیں اور اوپر سوداگر اور تادا غربی و جنوبی و شمالی دیوار میں جتنی
حجری ہیں تفصیل وار لکہتا ہوں اونمیں سے ایک حجری میں بوٹا پسر ہو رہتا ہی اور دوسری میں باقر میر
بیس ماموں جو تہی میں اور پانچویں میں مائل عمارت اونہوں نے ایک ایک مرلہ جدا اوپر ڈلوائی ہی جسٹی ہیں
بنوایا اور اسی جوار کے قبضہ میں چار حجری اور ایک صحن دو مرلہ ہم اسیطرح غربی دیوار میں پانچ حجری ایک
قبضہ بابا اور ایک قبضہ رحیم اللہ اور دو قبضہ بوٹا اور ایک قبضہ بڈہی شاہ مجاور شاہ گدا وسی اوپر ہی
عمارت کرائی ہی اور دیوار جنوبی میں ایک دیوان خانہ قدیمی ہے جس میں چار حجری ہیں تفصیل انکی فالقول
یہہ ہے محمد الٰہی بخش سجان غلام محمد عمر کہوجی اور کی پاس عنقریب ایک چاہ بوسیدہ قدیمی ہے اور اسما
انکی جن کے قبضہ میں کہ حجری ہیں تفصیل انکی یہہ ہے +

بوٹا - شیخ جانی حاجی - محمدا - سلام مسیح ملانی — ملانی - ماہی - بوٹا پسر رانجہا ماہی گیر

چنو سپر پیر بخش - الہ بخش اسکے پاس برج دو منزلہ ہے جو بدست جی پاہنچا کی قبضہ مین ہی اور تفصیل اُن
مکانات کی جنکو لوگون نے خود بنوائے ہین یہہ ہی ایک منزلہ ۶۹ دو منزلہ ۳۳ سہ منزلہ و چار منزلہ آبخانہ ہای نو تیار ہیہ مکانات
شرقرویہ روبہ غرب رویہ ہے - نقطہ میانہ مین مزار پر انوار حضرت شاہ ابو الخیر بانی قلعہ ہذا کی موجود ہے
صورت اسکی یہہ ہی کہ چارون طرف ایک ایک دو منزلہ گھر گویا وہ مکانات اس مزار کی بطور چار دیواری معلوم
ہوتی ہین اور دروازہ آمد و رفت اوسکا گوشہ شرقی و جنوبی مین بطور گڈھی کی معہ طاق تخنہ ہے اس دروازہ کے
اندر مکان وسیع مربع اوسمین اشجار مفصلہ ذیل قدیمہ و جدیدہ کھڑے ہین خانقاہ کے جنوب رویہ
زیر چبوترہ تین درخت دن متصلہ بایکدیگر شرقرویہ ایک مکان کنڈہی یعنی کارگاہ بافندگی ہے اسمین
سبحان بافندہ جو یہان کا مجاور ہی کام کرتا ہے اور تہڑہ مزار کی گوشہ مین ایک درخت کیکرا اور شبنم او
قدری گوار کندل اور نیاز بو اور ایک اسوڑا اور ایک پوڑہ اور برنا اور ایک بچہ نیم و بیر موجود ہی اور
ایسان کے گوشہ مین درخت بیر و گوندی اور شمال رویہ متصل دیوار مکان محمد بخش کے الگ ایک گوندی
کھڑی ہے اور شمال رویہ چبوترہ خانقاہ کی متصلہ دیوار ایک دن اور ایک کریر کھڑا ہی اور اس کریر کے شمال رو
متصلہ دیوار مکان بوڑا ایک اور کیکرہ ہی صورت مزار یہہ ہی کہ میانہ مین ایک چبوترہ مربع سفید تا بسینہ
بلند جسکا طول و عرض برابر ۱۲ درعہ دو زینہ شرقرویہ جسپر چڑہکے چبوترہ پر جانا ہوتا ہی اور شمال رویہ تہڑہ کے
چراغدان نقطہ اس تہڑہ کی چارون طرف ایک فٹ بلند دیوار بطور چار دیواری کہ جسکے باہر طرف
چارون طرف چراغدان خورد ہین اس تہڑہ پر ایک بالشت بلند اور تہڑہ اوسپر مزار سفید چونہ گچ
بنی ہوئی ہی جسکے گرد آٹھہ پیر فرش سنگین کہڑی ہوئی ہین چبوترہ خانقاہ کے گوشہ بائین مین ایک چبوترہ
سفید آدہ گز مرتفع جسکا طول پانچ گز اور ۱۲ درعہ عرض ہی یہہ ایک نشان مسجد ہی تمام سفید
چونہ گچ اس تہڑہ مسجد کی جنوب رویہ اور حضرت کی چبوترہ خانقاہ کی غرب رویہ ایک قبر خام غلام رسول
کشمیری کی جو یہانکا مجاور تہا لوگ اسکو بزرگ کرکے مانتے ہین وفات اوسکی سن بارہ سو استی مین
واقع ہوئی اور اس چبوترہ کے جنوب رویہ نو قبران چونہ گچ اور ہین نام انکے معلوم نہین مگر یہہ کہتے
ہین کہ یہہ سب حضرات حضرت ابوالخیر کے درویش اور خادم تھے فقرا اور یہہ مشہور تھے کہ یہہ حضرت

ابوالخیر شیخ ابوالفضل بن شیخ مبارک ناگوری کے جو ایک خاص اکبر شاہ کا تہا بنائی ہیں یہہ بات غلط ہے
کیونکہ حال ابوالفضل بن شیخ مبارک کا یہہ ہے کہ وہ ۹۸۱ھ ہجری میں ملازمت اکبر بادشاہ حاضر ہوکر سرفراز ہوا
اور ماہ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ ہجری میں دکہن کے راستہ میں برسنگہ دیو نے باشارہ شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر
اوسکو مار ڈالا مذہب اوسکا حکیمی تہا اس سبب سے کسی دنیادار نے تاریخ قتل اوسکی لفظ سر باغی رسید
نکالی ہے آئین اکبری اور اکبرنامہ اوسکا یادگار ہے دوسرا بہائی اوسکا ابوالفیض متخلص بفیضی
۹۹۵ھ ہجری میں بسبب تصنیف تفسیر بے نقط کے منظور نظر بادشاہ ہوکر ملک الشعرا خطاب پایا اور
ہجری میں بعارضہ اسہال اس دار ملال سے گذر گیا مذہب اوسکا مائل بالحاد تہا اور تیسرا بہائی
انکا انکے عروج سے پہلے ناگور میں فوت ہوکر دفن ہوچکا تہا اور یہہ حضرت ابوالخیر اب زمانہ قریب میں
گذرے ہیں انکو برادری ابوالفضل اور فیضی سے کیا نسبت تہا دست اسکی عمارات موجودہ جو گرد
گر رہی ہیں فقط اور مکانات گرد نواح حافظ محمد تقی میں شرق رویہ مکان کا کا وبلا زمینداران غرب رویہ
مکان بائی کی روضہ توڑا دہتو زمیندار وسی بخش خود ہری بکہ ہا وکرم بخش میوا بہی جو
مکان محکم کیکر ڈالہ وملاقی شمال رویہ مکان محمد بخش زمیندار والہی بخش نجار +

احوال روضہ حضرت خواجہ خاوند محمود المشہور بحضرت ایشاں قدس سرہ

یہہ روضہ بہت قریب غرب رویہ بیگم پورہ کے واقع ہے یہہ مقبرہ تمام مقبروں سے بلند اور بڑا ہے عقل
کام نہیں کرتی کہ کسطرح حال اسکا تحریر ہو حال یہہ ہے کہ یہہ تمام گنبد ہشت پہلو تمام سبز استرکاری
اب کہیں کہیں سے استرکاری گر گئی ہے دروازہ آمد و رفت غرب رویہ محرابی بنا ہوا ہے
اب اوسمیں جو کہٹ چوبی عرصہ دس سال سے احمد بیگ نبیرہ نواب خان بہادر نے معہ طاق تختہ
لگائی ہے گوشہ غربی وجنوبی مین زمین سے ایک گز بلند دو دری خشتی اور اوس دو دری کے اوپر
محراب کلان جسمیں دس آدمی بفراغت بیٹہ جاوین اس کلان محراب کے اندر در محراب دروازہ
جسمیں ایک در جنوبی تہے اسمیں زینہ اوپر جانیکا رستہ ہے مگر اب بیچ سے وہ زینہ مسمار ہوگیا ہے

کر آدمی اوپر جا سکتا ہی دس درجہ زینہ موجودہ چڑہ مین تو اوپر غرب رویہ ایک اور در ہی جو محراب بالا کو
جاتا ہی الغرض گنبد نہایت خوشنما اور عمارت عالیشان جنوب رویہ گنبد کی ایک چاردیواری پختہ اسمین
دو قبرین خشتی نامعلوم الاسم اس چاردیواری کی پاس اور چاردیواری اسکی اندر دو قبرین پختہ
چونہ گچ قدیمی ایک نظام خوجہ محلی نواب خان بہادر اور دوسری اسکی بہائی رحیم داد خان کی
کر وہ بہی ملازم بیگم صاحبہ کا تہا اس چاردیواری کی دروازہ کی شرق رویہ ایک برجی خورد گہری
ہی اور اس چاردیواری کی جنوب رویہ بہت نزدیک ایک اور چاردیواری حجرہ مسجد بوسیدہ ہے
اسکی غرب رویہ ایک قبر بلند چونہ گچ عبداللہ خان پسر داروغہ آبدارخانہ نواب شاہ نور خان کی جو
انکے باپ داروغہ نظام خان نے معہ مسجد مذا سن گیارہ سو ساٹہہ ۱۱۶۰ ہجری مین تیار کرائی اب اس
مسجد کی دیوار شرقی و جنوبی گر گئی ہے اور میانہ فرش قدری موجود اور قدر معدوم اب اسمین
خزہ دکر یہ کہڑی ہین گنبد کی شرق رویہ بفاصلہ چار گز ایک احاطہ چاردیواری پختہ قد آدم بلند چونہ گچ جو اب
چاروں طرف سی بوسیدہ ہوگئی ہی دروازہ آمد و رفت اسکا جنوب رویہ اسمین دو قبرین پختہ چونہ
گچ ایک میان علم الدین کی کہتی ہین کہ بعہد خان بہادر یہہ شخص اولاد حضرت خواجہ محمود یعنی حضرت
ایشان سی یہان آیا آدمی بہت متعبد تہا اور بعہد خواجہ عبداللہ فوت ہوا اور دوسری اسکی
زوجہ کی اور یہہ عمارت خواجہ عبداللہ نے بنوادی تہی اس چاردیواری کی گوشہ شرقی و شمالی
مین ایک چبوترہ پختہ خشتی جسپر ایک قبر پختہ جناب حضرت مولوی عبدالحق کی ہی اندر مقبرہ حضرت
کی زمین پہ تمام فرش چونہ گچ بوسیدہ اور چاروں طرف چار محراب جنمین پنجری خشتی لگی ہوی ہین اندر گنبد
تمام منقش رنگین گلکار میانہ مین ایک بالشت بلند چبوترہ جسکا طول ۴ گز اور عرض
۳ گز اوسپر قبر مبارک حضرت ایشان کی چونہ سی بنی ہوی ہی سفید ہی اسکے نیچے گوشہ شرقی
و جنوبی مین ایک اور قبر پختہ چونہ گچ انکی صاحبزادہ عالیشان مسمی بہاء الدین کی دروازہ آمد و رفت
کے باہر غرب رویہ مایل بجنوب بفاصلہ آٹہہ قدم ایک چبوترہ تا بکمر بلند جسکی اوپر آدہ گز بلند دیوار
اوسپر دو قبرین دردانہ بیگم و موتیا بیگم کنیزکان عبدالصمد خان کی ہین اس چبوترہ کی غرب رویہ

ہے جنوب رخ سو اسکی شمالی دیوار سے متصل ذیل میں - سردار شاہ + مہر شاہ - اماں نیک سیرت
رحمت بیگم + پیر حسن کی کشمیری کی یہ تربت ہے دراں اولاد و متوسلان عہد اورنگزیب میں اسکی گوشہ شرقی جنوب میں
ایک اونچا حجرہ مسجد جو ساکو عزت رو یہ ایک قد آدم بلند خشت پختہ سے کا ہو شہر و یہ اسکے اوپر بہی قبور
ہیں بوسیدہ جو سیج ہے اسمیں کہتے ہیں کہ ایک حجرہ رخت جو محلی خوجہ لوایا جائے کہا اور تنہا او پیش تہہ
اسی واسطی سوا تہی تہی تربت اسکا جلا گیا اور وہ بلیش موت تہوا تب تجہ قبر خالی پڑی ہی اسکے غربی
ایک احاطہ ہے چبوترہ قد آدم بلند او سیڑہی جڑا ہوا تو یہ تربت روپیہ کمرا ہوا ہی اور یہ تنہا ہی پوری سرخ
سے بنا ہے یہ قبر معصومہ خادمہ حضرت ایشان کی ہی جو ایک سال بعد فنا ہو اونکی وفات ہوئی
او مقبرہ کی پاس عرب رو یہ ایک مسجد عالیشان جو ہمراہ مقبرہ تیار ہوئی ہی موجود صورت اسکی
یہ ہے کہ اوپر میانہ میں ایک گنبد کلاں دو رسمیں و شمالی و جنوبی کیے جو ر و مسطح تیار کر
میں و ہیں ایک ساتہ بڑا دوا وتن سے خورد ہاہر مسجد کے شمالی و جنوبی دو لوار
رہیہ بوسیدہ بالا سے مسجد جانے کو اور اوپر مسجد کے چار مینار اب اندر مسجد
کے فرش نہیں رہا مگر باہر صحن مسجد میں پختہ فرش موجود ہے
صحن مسجد کی شرقی رو یہ ایک حوض جسکے چاروں گوشوں میں ایک ایک پتہ جستی موجود مربع
طول و عرض ۱۳ گز اور گوشہ شرقی و شمالی میں آب جو و رد دکہائی دیتا ہے اس حوض کی
چارو طرف فرش خشتی موجود اور اس حوض کے گوشہ شرقی و شمالی میں ایک چاہ چرخی دار
روان اس حوض کے شہر رو یہ خاص او مقبرہ اس حوض سی لیکر تا در مقبرہ دو طرف تہی
اور صحن راہ باد کی گوشہ شرقی و جنوبی میں ایک قبر ہے نا معلوم کہڑی ہی اور چاہ کی شمال
و شرق جنبکا پر کہڑی ہیں اس مسجد کی شمال رو یہ دو در پوشیدہ بطور دریچہ ہیں ۔ بطف یہ ہی
کہ رہیہ سی جسکو اوپر حجرہ میں جاوین تو میانہ حجرہ شرقی و غربی راہ فانوسی اندر دیوار غربی کے
ہی وہ راہ بطور دوری تا فانی ہی جس میں سے چہاکہ آدمی اس طرف جا جاتا ہے شمال و
جنوب میں دو دریچہ ہیں دیگر اب بہت اجزائے اسکے خراب کر رہی ہیں فقط مسجد کے گوشہ غربی و شمالی نیا

ایک اور حجرہ پختہ چونہ گچ کہڑا ہے اسکی جنوب رویہ تین زینہ چونہ گچ طرف زمین دکہائی دیتی ہین اور
زینہ کی اوپر گوشہ شمالی مین دو کرسی کہڑی ہین بیچ ان محراب حجرہ کی شرقرویہ ایک قبر مولوی برکت اللہ
صاحب کی ہے یہہ مولوی صاحب اوستاد شاہ نواز خان کی تہی دیوار شرقی و جنوبی اسکی مسمار ہو گئی
ہی اسکی گوشہ غربی و شمالی مین ذرا دور ایک تہڑہ پختہ مع قبر پختہ ریختہ کار نا معلوم الاسم ہی اسکی
خاص شمال رویہ بیگم پورہ کی غرب رویہ ٹیلہ پر ایک چار دیواری سفید جسکی بارہ در قالبوتی
اور چارون کونون پر نشان برجیان دروازہ اسکا جنوب رویہ اسکی گوشہ غربی و شمالی مین کچہ
کہڑا ہے یہہ چار دیواری زوجہ یحیی خان کی ہی اسمین اب چہہ قبرین پختہ ہین اور نام زوجہ یحیی خان
کا الہی بیگم کہتی ہین بعضی لوگ کہتی ہین کہ یہہ چار دیواری تسبیح خانہ تہا پہر مقبرہ بن گیا اصل عین خان نی
تہا وہی یہہ مکان بنایا تہا شرقرویہ مقبرہ و غرب رویہ مسجد بیگم پورہ متصل ایک اونچا دیوار چہار
ہی یادہ آمد و رفت قالبوتی محرابی غرب رویہ اب اسمین کوئی قبر معلوم نہین ہوتی اسکی گوشہ شرقی
و جنوبی مین ایک چبوترہ دو فٹ بلند خشتی اوسپر قبر حافظ نبی بخش معمار مسجد نواب صاحب ہے
اسکی شمال مین غسل خانہ ہی اوپر نیچے اوسکی تہ خانہ یہہ جگہہ حمام تہی اب ویران ہی اور یہہ مقبرہ حضرت
ایشان کی جنوب مین تہڑہ پختہ نامعلوم الاسم مین ایک ٹیلہ بلند جنوب چار دیواری مسجد و جنوب
غرب رویہ مقبرہ حضرت ایشان ہی اسکی شرق مین ہمہ سر زمین ایک حوض مدور موجود ہے
یہان مسجد بنیہ میر مومن خان تہی اب عرصہ دس سال سی خشت فروشان ناخدا ترس نی گرا دی
ہی اور نواب خان تہا ور مرحوم حضرت ایشان صاحب کا نہایت معتقد تہا کہتی ایک زمانہ قبل تعمیر
دن کی نیا نواب صاحب کی طرف سی اس مقبرہ پہ جہنڈا یا جاتا تہا اور آٹہوین دن تمام فقرا اہل اللہ
لاہو کی یہان بلائی جاتی تہی اور فاتحہ حضرت کا ہوتا تہا اور فی نفر دو دو نان اور زیادہ سیر حلوا اور
اور ایک ایک روپیہ نقد اونکو تقسیم ہوتا تہا اور ختم خواجگان نقشبندیہ ہوا جاتا تہا متصل
اسکے یہان کئی تسبیح خانی تہی کہ ہمیشہ انمین عبادت الہی ہوتی تہی بعہد سکہان سب کچہہ برباد ہو گیا
حافظ حامد صاحب مرحوم خان بہادر کی صاحبزادیان سمات حیات النسا و لاڈلی بیگم او

دیگر صاحبزادوں کو تعلیم دیتے تھے نواب صاحب نے بخیال دیانت وپارسائی اونکی کے اونکو متولی مجاور
اس خانقاہ کا کیا اور وہی خدمات کرتے رہے بعد اونکے حافظ رحمت اللہ صاحبزادہ حافظ محمد
بدستور اس خدمت پر مقرر رہا بعد اونکے میاں محمد بخش صحاف جو نانا محرر فقیر کے تھے اور تجارت صحف
وکتب میں نامی وگرامی تاجر تھے اونکی جگہ بدستور مجاور اس خانقاہ کے رہے بعدہ اونکی صاحبزادی
یعنی راقم کی ماموں میاں حافظ بخش خیر الدین فضل الدین تینوں بھائی امین ہوئے میاں حافظ بخش نے اس
مکان کی کئی بار مرمت کرائی اور طاق وتختہ لگوائی بعد وفات حافظ بخش کے فضل الدین صاحب
نے بھی مرمت کرائی لیکن ایک کوٹھہ ہی سوایا مگر جست فروشان کشمیر نے یہ چبوترہ وقت بوقت
گراکر لے گئے اور بعہد ریزیڈنٹی سرہنری لارنس صاحب بہادر جب وہ کشمیر سے خاص ولا حضر ایشان
خواجہ احمد جان کو ہمراہ لائے تو اوسوقت خواجہ احمد صاحب صاحبزادہ حضرت ایشان مجھے راقم کی ماموں
کو ہمراہ لیگئے اور سرہنری لارنس صاحب بہادر مرحوم کو مقام خانقاہ پر لیگئے اور اونکی خدمت میں
عرض کی کہ آپ شاہنشاہ عالیجاہ ہیں سرکار کی طرف سے مرمت اس مقبرہ کی کرائیں اور صاحب بہادر
نے منظور فرمایا لیکن چونکہ قدرت الہی سے خواجہ احمد صاحب راستہ ہندوستان میں فوت ہوگئے اور
پھر کوئی محرک اس سلسلہ کا نرہا جو نا مرمت کا ملتوی رہا اور متولیان نے بسبب کم استطاعتی
اسکی مرمت نکرائی اسواسطے یہ مکان اب منہدم ہوکر ٹوٹا ہے اور بعہد نواب عبد الصمد خان صاحب
مرحوم سے جد کلان حافظ محمد بخش صحاف نانا راقم کو بجلدوی خدمت گذاری اس مقبرہ کے
دو روپیہ ماہوار عنایت ہوئی ہوئی تھی چنانچہ تا عہد میر منو وہ قابض رہے اور فرمان آجتک اونکے پاس
موجود ہے بعد جب عملداری متغیر ہوئی تو ضبط ہوگئی اب سرخواجہ نواب غازی مرحوم نے بمہر خود
ایک سند لکھکر اونکو دی جو موجود ہے اور خواجہ احمد صاحب بھی جب تشریف لائے تو اونہوں نے
دوبارہ تولیت نامہ اس مقبرہ کا اونکو لکھہ دیا تھا جو خیر دین اور فضل الدین اپنے پاس رکھتے ہیں
اور حال حضرت ایشان کا کتاب رضوانی وغیرہ سے یوں دریافت ہوا کہ حضرت خواجہ خاوند محمود
المشہور بحضرت ایشان شریف بزرگ عابد زاہد متقی ولی اور قطب وقت تھے سلسلہ انکا نقشبندیہ

بزرگ ایسی تہی کہ اپنی وقت مین ثانی نہین رکہتی ۔ ولادت آپکا شہر بخارا تہا اول
سے نے وہان تعلیم علوم ظاہری حاصل کے اور مدرسہ سلطانی مین ایسی طاق
ن کہ یگانہ آفاق ہوئی علما مین فتوی آپ کا منظور تہا شہرہ کرامت آپکا دور دور تہا
شاہ بخارا آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر سرفراز ہوتا تہا اور ہنوز بارہ برس کے
مین پہونچی تہی کہ آپ نی قرآن حفظ کیا اور چودہ برس کی عمر مین آپ حافظ کل
م کی ہوئی کسے کو علمائی عہد سی طاقت نہ تہی کہ اونکی سامہنی علمیت سی دم مارے
ندی وہان رہکر طبیعت مبارک آپ کی سیر کیطرف راغب ہوئی بخارا سے سمرقند
گئے اور وہان دو برس تک رہکر بہت آدمیون کو اپنی ارادت سی مستفید کیا
ہ زمان مرزا وہان کا حاکم حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور بیعت کی اونہون
ایک بڑی حاکم زبردست کی سمرقند پہ چڑہائی تہی شاہ زمان حضرت کے
مت مین عرض پرداز ہوا کہ اوس کے واسطے خدا کی درگاہ مین دعا کرین
ن دشمن سخت سی اذیت نہ پہونچے آپ نے دعا کی اور اوس کے
سے وہ اپنی دشمن پر مظفر و منصور ہوا وہان سے آپ رخصت ہو کر ہرات
آئی اور ہرات سے قندہار اور قندہار سے کابل تشریف لائی اور ان شہرون
ہزاران ہزار مریدان ارادت مند آپ کی بیعت سی سرفراز ہو کر کمال کو پہونچی
صاحب خوارق وکرامت ہوئی کابل کے نزدیک جب آئی تو حاکم کابل
ستقبال کے واسطے دو فرسنگ تک باہر آیا اور بہزار اعزاز حضرت کو
لین لیجا کر سبز باغ مین فرود کیا حضرت وہان رہنی لگی جمعہ کے دن آپ
سجد جامع مین گئے اور منبر پہ بیٹہ کر وعظ کیا ایسی تاثیر ہوئے کہ محفل مین
شور ہوا صدائی ہا وہو آسمان تک پہونچی دو آدمی مارے زور شور وجد کے
ن سجو تسلیم ہوگئی غرض کہ بادشاہ کو بہی وجد ہوا اور اوسی محفل مین بادشا

دیگر صاحبزادوں کو تعلیم دیتے تھے نواب صاحب کی بحال دیانت و پارسائی اونکی کے اونکو متولی مجاور
اس خانقاہ کا کیا اور وہی خدمات کرتے رہے بعد اونکے حافظ رحمت اللہ صاحبزادہ حافظ محمد
بدستور اس خدمت پر مقرر رہا بعد اونکے میاں محمد بخش صحاف جو نانا محرر فقیر کے تھے اور تجارت صحف
و کتب میں نامی و گرامی تاجر تھے اونکی جگہہ بدستور مجاور اس خانقاہ کے رہے بعدہ اونکی صاحبزادی
یعنی ہمشیرہ کلاں راقم کی ماموں میاں حافظ بخش و خیر الدین و فضل الدین تھے انمیں سے میاں حافظ بخش نے اس
مکان کی کئی بار مرمت کرائی اور طاق و تختہ لگوائی بعد وفات حافظ بخش کے فضل الدین و خیر الدین صاحب
نے بھی مرمت کرائی بلکہ ایک کوٹھہ بھی بنوایا مگر جنت فردوستان کشمیر نے نہ چھوڑا وقتاً وقتاً
گراکر لیگئے اور بعہد ریزیڈنٹی سر ہنری لارنس صاحب بہادر جب وہ کشمیر سے خاص ولایت کو بیمار
خواجہ احمد جان کو ہمراہ لائے تو اوسوقت خواجہ احمد صاحب صاحبزادہ حضرت ایشان کے راقم کو ماموں
کو ہمراہ لیگئے اور سر ہنری لارنس صاحب بہادر مرحوم کو مقام خانقاہ پر لیگئے اور اونکی خدمت میں
عرض کی کہ آپ شاہنشاہ عالیجاہ ہیں سرکار کی طرف سے مرمت اس مقبرہ کی کرائیں اور صاحب بہادر
نے منظور فرمایا لیکن چونکہ قدرت الٰہی سے خواجہ احمد صاحب براستہ ہندوستان میں فوت ہوگئے اور
پھر کوئی متحرک اس سلسلہ کا نہ رہا ہونا مرمت کا ملتوی رہا اور متولیان سے بسبب کم استطاعتی
اسکی مرمت نکر سکے اسواسطے یہہ مکان اب خیر آباد پڑا ہے اور عہد نواب عبد الصمد خان صاحب
مرحوم سے جد کلان حافظ محمد بخش صحاف نانا راقم کو تحلدوی خدمت گذاری اس مقبرہ کے
دو روپیہ ماہوار عنایت ہوئی ہوئی تھی چنانچہ تا عہد میر سودہ قائم رہے اور فرمان آج تک اونکے پاس
موجود ہے بعد جب عملداری متغیر ہوئی تو ضبط ہوگئی اب سر خواجہ نواب فارسی مرحوم نے پھر جدید
ایک سند لکھکر اونکو دی جو موجود ہے اور خواجہ احمد صاحب بھی جب تشریف لائے تو اونہوں نے
دوبارہ تولیت نامہ اس مقبرہ کا اونکو لکھہ دیا تہا جو خیر دین و فضل الدین اپنے پاس رکھتے ہیں
اور حال حضرت ایشان کا کتاب رضوانی وغیرہ سے یوں دریافت ہوا کہ حضرت خواجہ خاوند محمود
المشہور بحضرت ایشان بڑے بزرگ عابد زاہد متقی ولی اور قطب وقت تھے سلسلہ انکا نقشبندیہ

اور یہ بزرگ ایسی تہی کہ اپنی وقت مین ثانی نہین رکہتی تہی ابتدا آپ کا شہر بخارا تہا اول آپ نے وہان تعلیم علوم ظاہری حاصل کے اور مدرسہ سلطانی مین ایسی طاق ہوئی کہ یگانہ آفاق ہوئی علما مین فتوی آپ کا منظور تہا شہرہ کرامت آپکا دور دور تہا بادشاہ بخارا آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر سرفراز ہوتا تہا اور ہنوز بارہ برس کے عمر مین پہونچے نہے کہ آپ نے قرآن حفظ کیا اور چودہ برس کی عمر مین آپ حافظ کل علوم کی ہوئی کسے کو علمائی عہد سی طاقت نہ تہی کہ اونکی سامہنی علمیت سی دم مارے اخر چندی وہان رہکر طبیعت مبارک آپ کی سیر کیطرف راغب ہوی بخارا سے سمرقند مین گئے اور وہان دو برس تک رہکر بہت آدمیون کو اپنی ارادت سی مستفید کیا شاہ زمان مرزا وہان کا حاکم حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور بیعت کی اوندنون مین ایک بڑی حاکم زبردست کی سمرقند پر چڑہائی تہی شاہ زمان حضرت کے خدمت مین عرض پرداز ہوا کہ اوس کے واسطے خدا کی درگاہ مین دعا کرین کہ اس دشمن سخت سی اذیت نہ پہونچے آپ نے دعا کی اور اوس کے تاثیر سے وہ اپنی دشمن پر مظفر و منصور ہوا وہان سے آپ رخصت ہوکر ہرات مین آئی اور ہرات سے قندہار اور قندہار سے کابل تشریف لائی اور ان شہرون مین ہزاران ہزار مریدان ارادت مند آپ کی بیعت سی سرفراز ہوکر کمال کو پہونچی اور صاحب خوارق و کرامت ہوئی کابل کے نزدیک جب آئی تو حاکم کابل استقبال کے واسطے دو فرسنگ تک باہر آیا اور بہزار اعزاز حضرت کو شہر مین لیجاکر سبز باغ مین فرود کیا حضرت وہان رہنی لگی جمعہ کے دن آپ مسجد جامع مین گئے اور منبر پر بیٹہہ کر وعظ کیا ایسی تاثیر ہوے کہ محفل مین زور شور ہوا صدائی ہا و ہو آسمان تک پہونچی دو آدمی مارے زور شوق و جلسے کے جان بحق تسلیم ہوگئی غرض کہ بادشاہ کو بہی وجد ہوا اور اوسی محفل مین بادشا

مشرف ارادت حضرت سے مشرف ہوا اور عرض کی کہ میں دنیا سے دست
بردار ہوں خواہش بادشاہی نہیں رکھتا چاہتا ہوں کہ صاحب کی خدمت میں حاضر
رہوں اور خدمت کیا کروں حکومت کابل پر جسکو آپ لایق تصور کریں مامور فرماوے
یہ عرض اوس کی قبول نہوی اور فرمایا کہ تمکو حق سبحانہ تعالے نے حافظ
و پاسبان خلق اللہ کا مقرر کیا ہے تمہاری سر پر حق ہے کہ اس کار خیر میں ہمہ
تن مصروف ہوا اور عبادت معبود میں بھی شاغل رہو مقررہ ہے جو دل سے
متوجہ ہو نہ کہ گوشہ گیری بھی اور ظاہر آرائی سے حقیر سے **بلیت** ماحدا باش ہرچہ خواہی پوش
تاج بر سر نہ و علم بر دوش + عرض کہ حضرت دو سال تک وہاں ہی رہے اور خلعای
ملک روم و شام و عراق و کوہ عور کیطرف مامور فرمائی وہاں سے عزم خطہ دلپذیر
کشمیر کا ہوا اور پہاڑ کے راستہ سی کشمیر میں پہونچی اور عبد الرحمان نواب سے
پاس کہ اوس کا باپ حضرت کی باپ کا مرید تہا فروکش ہوئے آوازہ کمال صاحب
کا تہوڑی دنوں میں دور دور تک پہونچا خلق خدا دور دور سے ارادت مند
ہو کر خدمت میں حاضر ہوئی اور جوق جوق لوگ آکر مرید ہوئی یہہ بات دیکھہ کر
شیعہ ہائی کشمیر جو بہت متعصب مشہور ہیں رشک کہانے لگے او آگ حسد
اون کی جوش میں آئے سب نی باتفاق یکدیگر یہہ تجویز کی کہ حضرت کو شہید
کریں اگر چند سال یہاں رہے تو پی شک کوئی شیعہ امامیہ سے باقی نہیں
رہیگا اور سب کے سب مسلمان اہل سنت جماعت ہو جائیگی مگر اون کے
کچہہ پیش نہ گئی آخر کار محمد حسین سلطان آخریں بادشاہ کشمیر کو اسبات پر آمادہ کیا
کہ ان کو کشمیر سے نکال دیا بادی اوس نے حضرت کو اپنی پاس بلایا اور
کہا کہ آپ نی سب شیعوں کو سنی کر دیا اور آئندہ کرنے جاتے ہو یہہ بات ہم کو
منظور نہیں ہے آپ کشمیر سے چلی جاویں ورنہ آپ کی جان کا نقصان ہو جائیگا

دیا اور اوسکی دینے واسطے جمع کیا اور ایک دوکان صراف پر جمع کرا دیا اور یہہ بات مقرر ہوئی کہ جب نعمت علی یہہ کام انجام دیدیوی تو وہ روپیہ لیلیوی جو کہ نعمت علی بظاہر سنی کہلاتا تہا اور حضرت کی خدمت میں اکثر اوقات آمد و رفت اوس کے تہی اسواسطے اس مراد سی وہ زیادہ تر آلی حالی لگا اور منتظر تہا کہ کسی وقت حضرت کو تنہا پاؤں تو قتل کر دوں آخر ایک روز شام کے وقت حضرت اپنے مکان خانقاہ سے نکلکر دولت خانہ زنانہ کو تشریف تنہا لیجاتی تہے کہ نعمت علی بہی آپہونچا اور حضرت کو اکیلا دیکہہ کر چاہا کہ کام حضرت کا تمام کروں حضرت والی جو اوس کو دشنہ نکالتی ہوئی دیکہا تو فی الفور بطور کرامت متشکل بشکل اپنی اصلی ہیئت سے بدل کر بصورت دہقان زمیندار نمود ہو گئے جب نعمت علی نے دوڑ کر چاہا کہ دشنہ حضرت پر چلائے معلوم کیا کہ حضرت نہیں ہیں کوئی اجنبی جاٹ زمیندار ہے دیکہہ تہم گیا حضرت نے ایک ہاتہہ اوسکا پکڑ کر دوسری ہاتہہ سے دشنہ چہین لیا اور فی الفور اپنی اصلی صورت میں آکر کہا کہ کیوں نعمت علی اب تیرا کیا ارادہ ہی بول میں چاہوں تو ابہی تجکو قتل کر ڈالوں یہہ بات سنکر حضرت کے قدموں پر نعمت علی گر پڑا اور بہت زاری کی اور عذر تقصیر پیش لایا اور عقیدہ باطل سے تائب ہو کر فی الحال مرید ہوا جب یہہ خبر حضرات شیعہ کو پہونچی تو بہت ڈری اور ایک شخص سکندر نامی کو توال کشمیر سے سازش کر کے وہی روپیہ اسکو دیا اوس نے دست بسینہ ہو کر کہا کہ اس کام کو میں انجام دونگا اس ارادہ سی ایک رات حضرت آدہی رات کے بعد اوٹہہ کر ادائی نماز تہجد کیواسطے وضو کر رہے تہی کہ سکندر پاشمشیر برہنہ بدر رو کے راستہ سی اندر خانقاہ کے آیا اور چاہتا تہا کہ تلوار کا وار حضرت پر کرے سے فی الفور ہاتہہ اوسکا

حسثلث ہولیا اور تلوار مارنسکا حدام خانقاہ یہہ حال دیکھہ کرتے ا
اور اوس کو گرفتار کر کے رات پہر خانقاہ مین قید رکہا دن کو کوتوال بحال
پہر وہان بحضور ناظم کشمیر حاضر ہوا اور گردن مارا گیا اس باعث سے فیمابین
مردمان قوم شیعہ و سنی بڑا جنگ وقوع مین آیا اور بہت آدمی مارے گئے جب
یہہ خبر حضرت جہانگیر بادشاہ کو پہونچی تو حضرت کو کشمیر سے اپنی پاس بلا لیا اور
اور نہایت عزت اور حرمت سے روزینہ معقول مقرر کر دیا حضرت اکبرآباد مین
رہکر بعبادت حق و ہدایت خلق مصروف ہوئی پہر تو یہہ معمول ٹہرا کہ جہان بادشاہ
جاتا تہا حضرت بہی ساتہہ ہوتی اور یہ جہانگیر آپ کے سایہ حمایت مین رہتا تہا
کشمیر مین حضرت کے بڑی صاحب زادی خانقاہ معلی مین تشریف رکھتے
اور مریدان خطہ کشمیر کو توجہ دیتے اور ہندوستان مین حضرت کا خانوادہ
اس قدر جاری ہوا کہ اہل روزگار بے تعداد و بی شمار حلقہ ارادت
مین آئی آخر جب جہانگیر خطہ کشمیر کو تشریف لی گئے تو حضرت بہی ساتہہ
بادشاہ کے کشمیر کو گئے راستہ مین متصل رجوڑی ایک روز لشکر شاہی پانی
سے بہت تنگ ہوا اور دہوپ کی گرمی سے بادشاہ بہی نہایت گہبرا گئی آخر
حضرت خواجہ یاد آئی اوسی وقت روبرو طلب فرماکر کہا کہ حضرت مارے پیاس کے
لشکر کا حال بہت بد ہے اور پانی ہنوز دور ہے اور مین بہی گرمی آفتاب سے
بہت گہبرایا ہون آپ دعا فرماوین کہ خدا تعالی جل جلالہ باران رحمت آبہی
نازل کری آپ یہہ التماس بادشاہ کی سنکر متوجہ ہوئی اور دونون ہاتہہ
اوٹہا کر دعا کی اور کہا کہ یاالہی بادشاہ اس وقت تیری بندہ کی دعا سے
چاہتا ہے کہ مینہ برسے دعا میری قبول ہو اور باران رحمت نزول ہو ہنوز
خاتمہ دعا کی نوبت نہین پہونچی تہی کہ ناگاہ ایکطرف سے ایک ابر سفید

نمودار ہوا اور ایک لمحہ میں زیر آسمان پھیل گیا اور برسنا شروع ہوا اور
اسقدر برسا کہ تمام جھیر بالاب پر ہو گئے جب نہایت درجہ تک پہونچ گئے
تو بادشاہ نے دوبارہ مینہہ کی موقوفی کے واسطے درخواست کی آپ نے فی الحال
دوبارہ دعا کی اور موقوفی باراں عمل میں آئے کشمیر میں پہونچ کر طبیعت نورجہان
بیگم کی بہت بیمار ہوگئے اور بادشاہ بھی بمرض ضیق النفس بیمار تھا آخر بادشاہ نے
ان کی صحت کی دعا کے واسطے حضرت سے التجا کی فرمایا کہ ایک شخص تم دونو
سے ضرور اچھا ہو جائیگا جسکی واسطے تم کہو دعا کردوں بادشاہ نے صحت نورجہان
کے واسطے درخواست کی چنانچہ وہ اوسی روز شفایاب ہوئی جب جہانگیر
نے کشمیر میں وفات پائی تو حضرت بھی ہمراہ نعش جہانگیر لاہور کو تشریف لائے اور چندے لاہور
میں تشریف رکھی اتنے میں شاہجہان گدی نشین ہوا اور بروقت اخلاص لکھہ روپیہ تقسیم کرنے
خیرات کے واسطے بھیجے اوس نے ایک لاکھہ تنگہ سرخ بھیجا حضرت نے قبول نہ فرمایا دوبارہ التجا کی
اور نواب آصف جاہ کو خدمت میں بھیجکر بہت اخلاص اپنا ظاہر کیا آپ نے وہ روپیہ قبول
فرمایا اور کچھہ تو خرچ عمارت خانقاہ کشمیر کے واسطے بھیجا اور کچھہ لاہور میں اپنی خانقاہ تکیہ
پر صرف فرمایا اور باقیماندہ محتاجین و مستحقین عنایت کردیا اور ہمراہ شاہجہان بادشاہ کے
دہلی کو تشریف لے گئے وہاں پہونچکر ملکہ ربانی زوجہ بادشاہ کے حضرت کی مرید ہوئے اور علماے
دہلی وسیلہ جمیلہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حضرت کی خدمت میں باریاب ہوئے اور
بہت سے آدمی مین شرف ارادت سرفراز ہوئے اور بہت سی شاگرد علوم ظاہری سے غرضیکہ دہلی
میں حضرت کا نہایت رشد پھیلا نواب میر خان خاص خان کی دعا سے اس رتبۂ عظیم کو پہونچا اور
سے خان اکبرآباد کو تشریف لیگئے وہاں ایک شخص محمد محسن نام خان کی منکرین میں سے تھا
اوس نے درخواست بحث و تذکرہ علوم دینی حضرت سے کیا حضرت نے قبول فرمایا اور مجلس علماے
کے واسطے بحث کی منعقد ہوئی تمام علما و امراے سلطنت اوس مجلس مین تشریف لائے جب مجلس

بخوبی گرم ہوچکی علمای صاحب بحث کی طرف سی اول یہہ سوال پیش
باب مین جو صوفیہ سنتی ہین کیا حکم دیتے ہین اونکیا فتوی ہی بیچ اسمین آپنے یا یا ما سماع کا
کار میکنیم ونہ انکار میکنیم یعنی اگرچہ حضرات نقشبندیہ سماع نہین سنتے الا انکار بہی نہین ہے
کیونکہ السماع لاہلہ مباح جو کوئی شخص لائق سماع سننی کے ہووی اوسکو سماع سننی کا حکم اباحت
ہے ورنہ حرام ہے یعنی جو شخص عاشق جان باز حقانی ہووی اور سماع کے وقت اوسکا حصر
خیال بذات الہی جم جاوی اور اوسی کے عشق مین اوس کو ذوق و شوق ہووی تو اوسکی واسطے
مباح ہے کہ سماع سنے اور اگر فاجر ہووے اور عشق مین کسی عورت یا کسی اور کی عشق مین
جو غیر ذات الہی ہووے تو اوسکی واسطے حرام ہے عالم معترض نے جواب دیا کہ درصورتیکہ آپ
فرماتے ہین کہ السماع لاہلہ مباح اور آپ بہی اولیائے وقت سے ہین اپنے آپ کو عاشق معشوق
حقیقی تصور کرتے ہین تو پہر کس واسطی سماع نہین سنتی اور مباح چیز سے کیون پرہیز ہے آپنے
فرمایا کہ سماع دردمندان محبت ہی سینکڑون اولیا اللہ نے حالت سماع مین جان دیدی ہے
اس واسطی پیران عظام نقشبندیہ نے سماع نہین سنا اور انکار بہی نہین کیا یہہ بات سنکر وہ
معترض پہر بسر سوال آے اور بی ادبی سے سوال کیا اوس بات سی حضرت کی مزاج مین کچھ
گرمی سی نمودار ہوئی اور نگاہ تیز سے اوسکی طرف دیکہا دیکہتی ہی وہ زمین پر گر پڑا اور راہی ملک
عدم ہوگیا یہہ بات دیکہکر سب حاضرین بہ معترض کی طرف سی حامی ہوکر مجلس مین بیٹھے ہوئے
تہی خوفناک ہوئی اور حضرت کی خدمت مین اکر معافی تقصیر چاہی آپ نی سب کی تقصیر معاف کی
لیکن معترض مہلوک کے رشتہ دار قریبی دعوی خون کا لیکر شاہجہان بادشاہ کی پاس دہلی مین
آئی اور بحضور بادشاہ دعوی خون کا پیش کیا اوسکی دعوی کے بموجب فرمان شاہی حضرت کی
طلب کی واسطی اکبراباد بہیجا گیا اور حضرت حسب الحکم شاہی دہلی مین تشریف لائی اوس روز دہ رنگ
تہا کہ اول شاہجہان نے عمارت دیوار فصیل شہر پناہ شاہجہان آباد شروع کی تہی اور جشن
عالی ہو رہا تہا حضرت بہی روبروی بادشاہ کے تشریف لائی شاہجہان نے تمام قصہ و کیفیت

درویزاد مقدمہ بگوش ہوش سنکر حضرت کو ہدیہ کیا اور رشتہ داران عالم مغفرت کو بھی بہت سا
نقد و جنس دیگر پیش کیا اور حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ مناسب ہے کہ آپ لاہور میں تشریف
لیجاویں اور وہاں بھی تشریف رکھکر ہدایت خلق اللہ میں مصروف ہووین اور اس شہر کے جہال جو طمع تمنا کی
میں ہیں برای خدا اسکو شیخ رحم و تلطف کی مثل کرکے خلق اللہ پر رحم کی نظر رکھیں حضرت التماس بادشاہ
کی قبول فرمای اور وارد لاہور ہوئی پہلے اس سے جہاں اب روضہ مطہرہ حضرت کا ہے باغ و خانقاہ
حضرت کی تعمیر ہو رہی تہی یہاں تشریف لاکر سکونت پذیر ہوی وزیر خان صوبہ دار لاہور نہایت اعتقاد
سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوا اور اکثر اوقات حضرت کے ساتھ میاں میر بالا پیر لاہوری
مسئلہ وحدت وجودی میں بذریعہ تحریر جواب و سوال رہتے تھے کہ کتب سیر میں ذکر اوسکا درج ہے غرض
بعد آنی لاہور کی نو برس تک حضرت لاہور میں تشریف فرما رہے اس اثنا میں بہت لوگ فیضیاب ارادت
ہوکر بہرہ یاب سعادت دنیا و آخرت ہوئی مزاج حق امتزاج جناب کا اتباع سنت و قمع بدعت
کیطرف بہت مائل تہا اور جو کوئی شخص قائل وحدت وجودی و کلمہ ہمہ اوست ہوتا تہا اوس سے حضرت کو
بہت نفرت ہوتی تہی احکام شرع کی نہایت پابند تہے آٹھویں دن حضرت ممبر پر چڑھ کر اسی خانقاہ
کی مسجد میں جو تا حال موجود ہی وعظ فرماتی سیکڑوں لوگ مجلس وعظ میں آکر مستفید ہوتی اور ہزارہا
کفار ناہنجار ہر ہفتہ میں مشرف باسلام ہوکر مرید ہوتی **وفات** جناب کی بقول مفتی غلام سرور صاحب
حدیقۃ الاصفیا بتاریخ دوازدہم ماہ شعبان المعظم سال یک ہزار و پنجاہ و دو ہجری وقوع میں آئی
اور نعش مبارک بمقام لاہور مدفون ہوئی قطعہ تاریخ وفات مصنفہ مفتی صاحب موصوف
یہ ہے **قطعہ**

شہ محمود خاوند ہر دو عالم | کہ ذاتش بود مسعود ابن مسعود
شد از دنیا بخلد جاودانی | بفضل ایزد و الطاف معبود
ندا شد بہر سال ارتحالش | کہ قطب الاصفیا خاوند محمود

ایضاً

چو شد پیدا بہ اصل الفوز | زدنیا آفتاب عشق محمود
وصالش صبح فیض است مشہور | دمادم آفتاب عشق محمود

ایضاً

شاہ محمد محبوب ز دار فنا | رفت و شد وصل با خدا محمود
ہست محمود شاہ رحمت سال | نیز مخدوم پارسا محمود

حال گلابی باغ بیگم پورہ کی جنوب رویہ اور جو سڑک لاہور سی شہلا باغ کو جاتی ہی اسکی
شمال رویہ ایک در عالیشان گلابی باغ کا کہڑا ہی اگرچہ باغ اُجڑ گیا مگر تاحال یہہ نشان باقی ہین کہ اگر
سڑک پر کہڑی ہو کر دیکہین تو ایک محرابی در بلند کلان نظر آتا ہی جسکی اندر کی طرف دو درجہ مین درجہ
بالائی تو سفید چونہ گچ جسکے میانہ مین باہر کی طرف ایک در محرابی خورد بطور دریچہ سیرگاہ ہی اور
اوسکی نیچے ایک اور در محرابی جس سی آمد و شد ہی صورت اِس در کی یہہ ہی کہ باہر کی طرف زیر محراب
کلان بطرف شرق و غرب دو تہڑیان تخمیناً دو دو گز طول والی خشتی اور اِن تہڑیونکی اوپر تا سقف بالای
در محرابی دروازہ کی مرغولون مین ہر سہ طرف تمام کام کاشی کا ہوا ہوا ہی اور محراب کے در کے
سر پر یہہ شعر لاجوردی سیاہی سی بقلم جلی تحریر ہین **شعر** بانی باغ سخاوت فاتح باب کرم + آنکہ دارای
گردون ساخت باغ چون ارم + اہل معنی بردو دوش خواستند از حق دعا + بیگ سلطان را الہی
دار دائم محترم + اور اِس در محرابی درجہ تہڑی دار کی شرق و غرب باہر کی طرف اور دو محرابی قالبوتی
نشست گاہین ہین عرض اونکا سوا دو گز اور طول ہر ایک تین تین گز اندر سی تمام منقش گلکار
اور باہر سی تا سینہ چونہ گچ اور اوپر اوسکی تمام کاشی کار خوب تر و تازہ موجود محراب شرقی کی
مرغون کی اوپر ایک کتبہ فیما بین محراب زیر و بالا و منزل ثانی اسمین بخط جلی نستعلیق یہہ تحریر ہی **شعر**
خوشا باغی کہ دارد لالہ داغش + گل خورشید در زیبد چراغش + اور فیما بین محراب زیر و بالا غربی
مین بہی اسی طرح کا ایک کتبہ ہی اوسمین یہہ شعر تحریر ہی **شعر** ز تقویم خرد پرسید غازی +
گلابی باغ شد تاریخ باغش + اور سوای تحریر مذکور کی تمام گلکاری ہوئی ہوئی ہی اور اوپر زیر لب
بام سنہ ۱۰۶۶ اور محراب کلان کی پر بخط جلی کلمہ شریف افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ + اور بالای
محراب شرق رویہ منزل ثانی پر یہہ تحریر ہی **شعر** محمد عربی کا بروی ہر دو سراست + کسی کہ خاک درش
نیست خاک بر سر او + باہر سی یہہ صورت عمارت ہی کہ شرق و غرب رویہ ہر دو عمارت بطور ستون خورد
کاشی کار ہی اور اوسکے ساتہہ غرب رویہ زیر و بالا سات طاقچہ اور طاقچون کے شرق مین بہی زیر و بالا
دو محراب کاشی کار اور اوسکی غرب مین بہی ویسی ہی سات طاقچہ خوبصورت کاشی کار اور غرب رویہ در

دوسرا جسکا محراب کلاں ہے کاشی کار اور اوسی طرح اس در کلاں کی بغل غربی میں کار کاشی ہے
اس شرقی در کے اندر دو درجے ہیں اسکے اندر ڈیوڑھی اسی طرح کی کہ شرق و غرب میں دو دالان
محرابی رہیں سی آدہ گز بلند اور میانہ میں اوپر گنبداں دالوں میں فرش خشتی اور چھت دالان تو
بطور گنبد اور ان دونوں میں جنوب رویہ کوٹھریاں دالو کی خشتی چونہ گچ دالان شرقی ڈیوڑھی کے
گوشہ میں طرف شرقی و شمالی میں زینہ اوپر جانیکا سدرہ رویہ حجرہ کو اوپر جانا ہوتا ہے اسیا
طاق تختہ چوبی لگا ہوا گیا ہے اور تمام فرش خشتی پختہ شہ دبارہ اسکی جنوب کی طرف ایک بارہ دری کے
جسکے مابین تین در محرابی خشتی چونہ گچ کلاں اور اوسکی بغلوں میں دو در حجرہ نما درمیانہ
اس بارہ دری کا ایک فرش باہر سے بلند شمال رویہ اور محرابوں کی گرد ان محرابوں کے باہر کی طرف
شمال رویہ سقف برسات دوارہ کی موجود اس بارہ دری کی یہ صورت ہے کہ تین دہون کے
اندر کی طرف سے ہر ایک باہر کو ایک محرابی کہڑکی جسکی شمال رویہ اندر بارہ دری کی محراب قد آدم بلند
اسکی گوشہ میں دو دو طرف یا طاقچہ مانند محرابی ہے اور اوس کی چھت قالبوتی چونہ گچ منقش گلکاری
دیواروں پر بھی تمام گل بوٹے ہوئے ہوئے ہیں اور دونوں بغلوں میں یعنی شرق و غرب ایک ایک
در محرابی اسکے اندر مکان مربع جسکی چھت بطور گنبد شرق رویہ مکان میں ایک کہڑکی شرق کی طرف
اور ایک جنوب کی طرف غربی مکان میں ایک کہڑکی غرب اور ایک جنوب کی طرف منقش و لیپ
رہیں بطور دیوارگیر تمام سُرخ و سبز رنگ لگا ہوا ہی اور در میں سقف پر تمام فرش خشتی صحیح
وسالم اس بارہ دری کے شمال کی طرف بالائی سقف سیڑہ سعید آدہ گز بلند اور گوشہ شرقی و
شمالی میں ایک چور حجرہ اسمیں شرق رویہ ایک شکستہ سادر دوارہ اور اسکی مقابلہ میں گوشہ غربی و شمالی
میں ایک حجرہ جسکا در محرابی بالائی سقف شرق رویہ چور زینہ ہی سے اوپر آتا ہے اسکی بغل شمالی پر
اور زینہ چونہ گچ اور جالی بارہ دری کا ٹوٹ گیا ہے زینہ چڑہنے کے بالائی بارہ دری جاتی ہیں
اسکے شرق و غرب و جنوب رویہ دیوار چونہ گچ نیم گز بلند اسکیاہ اور در میں سقف ہی چونہ گچ سیاہ
اوسکی شرق و غرب میں چار محراب کلاں اور اوسمیں دروازہ محرابی اور اوسکی شرق و غرب میں

چار محراب کلان اور اوسمین دروازہ محرابی اور اوسکے شرق و غرب مین ایک ایک محراب جو منبع گوشون پر کارہ کاشی سے ڈیوڑھی کی گوشہ شرقی و شمالی مین بفاصلہ بیس قدم ایک چاہ کلان اور چاہ کی غرب رویہ ایک بڑا ایک گوندی ایک کابلی کیکر ایک بوڑ ایک بیر ایک انار کھڑا ہی اوحال بانی گلابی باغ کا یہہ ہی کہ بانی اسکا سلطان بیگ برادر عمزاد مرزا غیاث الدین جو قبایل شاہ طہماسپ والی ایران سی شوہر سلطان بیگم بنت شاہجہان کا تھا اور حسب الطلب شاہجہان کے کہ اس سے غیاث الدین شوہر سلطان بیگم نے بسفارش پرورش کی کی تہی سنہ ایکہزار ساٹھہ مین ایران سی ہند مین آکر میر بحر پنجاب مقرر ہوا اوسنے یہہ باغ ایکہزار چہیاسٹہہ مین تعمیر کرایا کہتی ہین کہ یہہ دروازہ اور اوسکی تعلوں والی دیوار شرقی و غربی تیار ہو چکی تہی کہ وہ بباعث شوق شکار شکار کو گیا یہہ بہی مشہور ہے کہ دو چھینے قبل از جانی شکار کی شاہجہان بادشاہ نے ایک بندوق انگریزی آمدہ ولایت انگلستان اوسکو بہیجی تہی کہتی ہین کہ شکار مین بمقام شیخوپورہ وہ بندوق اوسکی ہاتہہ سی پھٹ گئی اور اوسکی صدمہ سی بروز چارشنبہ بوقت چاشت تیرہوین شوال المکرم سن ایکہزار اٹھہتر ہجری راہی ملک عدم ہو کر شکار قضا ہو گیا قبر اوسکی معلوم نہین کوئی کہتا ہی کہ بطرف شمال موضع کوٹ خوجہ سعید واقع ہے اور کوئی کہتا ہی کہ متصل باغ ہذا دفن ہوا مگر تا حال بخیۃ سال اسکی قبر کا معلوم نہین ہوا ✠

حال خانقاہ حضرت معصوم شاہ بیرون لاہوری دروازہ باہر دروازہ

لاہوری کی سڑک صدر بازار انارکلی کی غرب رویہ اور لاہوری دروازہ کی خاص جنوب رویہ یک خانقاہ جناب لالہ حاکم رای اور نیسر سفید و تعمیر کرائی ہے حضرت معصوم شاہ صاحب کی ہی اور یہہ حضرت الٰہی زیارت مین لذیذ ہین حال انکا یہہ ہی کہ حضرت کا نام سید معصوم شاہ روایات کثیرہ سی ایک کرامات مشہورہ انکی لاہور مین یہہ ہی کہ کوچہ طاقان والہ جو معصوم شاہ کی تہریان مشہور ہین ایک مکان جو گھٹا چوبی پر آپ بحین حیات بارہ برس تک آگ جلاتی رہی مگر اوس چوکھٹ چوبی کو داغ تک آگ کا نہ لگا اسواسطی وہ کوچہ حضرت معصوم دیان تہریان مشہور ہو گیا یہہ حضرت سن بارہ سو ستر مین فوت ہوی ہین اور شیخ وہاب دین بچشم خود دیدہ اور خود بیان کرتا ہی کہ جب حضرت لاہور کی اس کوچہ مین

رہتی تھی تو ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک بڑھیا اس کوچہ میں سے باہر کو چلی اسکے ہاتھ میں ایک کپڑا تھا
کہ واسطے کشیدہ نکالنے کے باجرت لئے جاتی تھی معصوم شاہ صاحب نے اوسکو بلایا اور وہ کپڑا اوسکے
ہاتھ سے لیکر آگ میں کہ آگے اونکی برسر چوکھٹ جو کہ ہمیشہ جلا کرتی تھی ڈال دیا چونکہ یہہ فقیر مجذوب
تھے وہ بیچاری کچھہ نہ بول سکی اور روتی ہوئی چلی گئی اور وہ کپڑا جلکر خاک سیاہ ہوگیا بعد اوسکے
نور محمد خوجہ جو اوس محلہ میں رسوخدار آدمی تھا یہہ حال سنکر حضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ ماموں
وہ عاجزہ بڑھیا بیوہ ہے آپ نے کیا غضب کیا کہ اوسکا کپڑا جلا دیا یہہ بیچاری مزدوری کی واسطے کپڑا
لیجاتی تھی آپنے اوسکو فرمایا کہ آگے آؤ اور آگ میں سے کپڑا نکال لو اوسنے پھر جلدی میں اگر وہ کپڑا اوسی
آگ کی خاکستر سے نکال کر دیا قدرت الہی سے وہ کپڑا کہ سادہ تھا کشیدہ ہوا ہوا نکل آیا بے
چلی گئی + **احوال حضرت شاہ شہاب الدین بھرہ بن حضرت موج دریا بخاری**
رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ انکی غرب رویہ باغ نواب میاں خان (جسکی حویلیاں لاہور میں مشہور
ہیں یعنی ایک تو جنوب رویہ مس اسکول پادری صاحبان امریکہ جس میں اب اکثر خرابی ہے
ہیں اور دوسری حویلی شہراں والی جو علاقہ موچی دروازہ میں متصل محلہ سرڈل لکھیان
اس حویلی میں باروت رہتی تھی پہر سمت اٹھارہ سو ساٹھہ میں باروت کو آگ لگ گئی جس سے
وہ حویلی اوڑ گئی) اول یہہ باغ سردل ہو گیا تھا پہر نواب علی رضا خان صاحب نے مول لیا ہے)
اور حال میاں خاں اور اوسکے باغ کا علیحدہ تحریر ہوا ہے دیکہو حال انکا زبانی سید اصغر علی شاہ
جو اولاد سید شہاب الدین بھرہ سے ہیں (اور وجہ تسمیہ اسم شہاب الدین بھرہ کا حال حضرت موج دریا
بخاری میں مفصل تحریر کر چکا ہوں) یوں معلوم ہوا کہ جب یہہ حضرت سید شہاب الدین بھرہ خلف
حضرت موج دریا بخاری کی عمر چار سال چار ماہ چار روز کی ہوئی تو حسب دستور شرع محمدی کی والد
اونکے نے اونکو واسطے تحصیل علم ظاہری کے حوالہ ایک معلم مسمی مولوی فضل رسول لاہوری کے کیا جب استاد
پڑھانے لگا تو اوستاد نے کہا کہو الف آپنے فرمایا کہ الف پہر اوسنے کہا کہ آگے کہو تو آپ چپ رہے
اور کچھہ نہ بولے پہر اوسنے کہا کہ پڑھو تو بھی آپ چپ رہے الغرض اوستاد نے خفہ ہو کر کہا کہ پڑھو تو

اپنی ناراض ہوکر ایک طمانچہ اوستاد کی منہہ پر مارا اور فرمایا کہ ای بیوقوف اوستاد ہمکو ایک ہی
اللہ کا الف کافی ہی ہم تب سی واقف نہین اوستاد یہہ ذکر سنکر حضرت سوج دریا بخاری کی پاس
گیا اور رنجیدہ ہوکر کہا کہ حضرت آپکی صاحبزادی نی مجکو ایسا طمانچہ مارا ہی کہ میری دانت ٹوٹ گئی
ہین اور الف سی زیادہ نہین پڑہا حضرت سوج دریا بخاری صاحب نے یہہ حال سنکر آپکو بلوایا اور
کہا کہ یہہ کیا حرکت تہی جو تمنی اوستاد سی کی ہی آپ نی کہا کہ سچ ہی ہمکو ایک الف اللہ کا کافی ہی اور سوا
اسکی ہمکو سب علم حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ شکم مادر مین تعلیم فرما گئی ہین چنانچہ تمام قران شریف
اوسیوقت نوک زبان سنادیا اس سی حضرت سوج دریا بہت خوش ہوی اور دوگانہ شکر کا ادا کیا
اور اوستاد بھی حیران ہوکر چلا گیا اور حضرت کی وفات کا ذکر یون بیان کرتی مین کہ واقعہ حضرت کا
۱۱ ماہ ذی الحج سن ایکہزار اکتالیس کو بمقام بٹالہ ہوا ہی شب وفات آپنی اپنی صاحبزادی شاہ مصطفی
کو فرمایا کہ صبح کو فوت ہوجاوینگے تمکو لازم ہی کہ جنازہ ہمارا وٹالہ سی اوٹہا کر بطرف لاہور وانہ
ہونا پس جہان ہمارا جنازہ رکجاوی وہان ہی دفن کردینا چنانچہ جب یہان بمکان مزار موجودہ
حال جنازہ آپہونچا تو رک گیا مشہور ہی کہ اوس ایام مین یہان ایک ہندو سادہ جوگی رہتا تہا
اوسکو بعالم رویا حضرت کی طرف سی آگاہی سابق ہو چکی تہی کہ تو یہان سی دہلی کو چلا جا کہ یہان ہمارا
مقبرہ ہوگا اوسنی جواب مین عرض کی کہ بچشم چلا جاونگا مگر امیدوار ہون کہ زیارت جنازہ کی کرون
جب یہان جنازہ آپہونچا تو وہ ہندو فقیر باہر آیا اور لاش کی زیارت کرکی چلا گیا اور حضرت یہان
دفن ہوی اور قبر خام تیار ہوی چونکہ آپکی خادم بہت امیر امرا تہی اونہونی ارادہ کیا کہ حضرت کا
مقبرہ عالیشان بنائین تو آپ سی عالم خواب مین اونکو حکم ہوا کہ خبردار ہماری قبر خام رہنی دو
پختہ نہو اور جو کوی ہماری قبر پختہ بناویگا تکلیف پائیگا اور نیز مشہور ہی کہ جب حضرت ممدوح
کی عمر چودہ سال کی ہوئی تو ایک شخص شبیر شاہ نامی کہ نامی گرامی سادات عظام سی تہا
اور ہر جا و ہر مقام مین سیر کرتا پہرتا تہا اور ہر سید کو کہتا تہا کہ اگر تم سید ہو تو شیر کی سواری کرو
اور ایک زنجیر آہنین اور کلہاری جوبی اوسکی پاس تہی اوسکی بابت کہا کرتا کہ اس زنجیر آہنین کو اس

نکالی سی جو کی سی پوری دوا مد تنور گرم میں جا کر سلامت نکل آؤ جب یہہ امر کوئی نکر سکتا تو شیر شاہ اسکو
بند کر لیتا تھا اس خوف سے اکثر سادات سیادت سے منکر ہو جاتے تھے حتی کہ وہ موضع جو مدن جو ضلع امرتسر
میں ہے آپہونچا اور وہاں اگرچہ اشتہار روایت حضرت شاہ ... میں تھے حضرت یہہ ذکر سنکر محلہ آوری جو
سے ایک شخص محمد رفیع آہنگر کو ہمراہ لیکر روانہ موضع جو مد ہوئے اور یہ جو ایک محلہ سکونت آہنگران
موضع مذکور میں مشہور ہے اور آپ اندرون دروازہ پٹھانوں کی سکونت پذیر تھے چنانچہ آپ وہیں
جان بحق تسلیم ہوئے ہیں اور آپکی اولاد اونکی وہیں رہتی ہے اور موضع انکا بھی وہی محلہ ہے
اور بوقت وفات لاش مبارک کو غسل بھی وہیں ملا ہے چنانچہ بمقام غسل وہاں مزار زیارت گاہ عام
ہوا ہے الغرض محمد رفیع آہنگر کو کہ اونکے خاندان کا مرید تھا ہمراہ لیکر موضع جو مد میں تشریف لیگئے
وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ صدہا سادات بالکرام اوسمیں مقید کئے ہوئے ہیں جب لوگوں نے اونکو دیکھا تو عرض
کی کہ صاحبزادہ جی تم یہاں کیوں آئے ہو واپس چلے جاؤ ورنہ یہہ آپکو بھی ہمارے ساتھ مقید کر لیگا
آپنے فرمایا کہ خاموش رہو اللہ تعالیٰ یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے یہ خوف ایسے ہم سیادت سے منکر کیونکر ہوں
کیونکہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لعنۃ اللہ علی خارج النسب وداخل النسب
یعنی لعنت ہے اوسپر جو کسیکی نسب میں داخل ہو یا اپنے نسب سے نکل جاوے اگر کوئی سید ہو اور سید کہلاوے
یا سید ہو اپنے نسب کو چھپاوے تو وہ ملعون ہے - اسی اثنا میں وہ شیر شاہ بھی وہاں آگیا اور آپسے ملاقات
کی آپنے فرمایا کہ بابا یہہ کیا معاملہ ہے جو تجھ سے وقوع میں آتا ہے اوسنے کہا کہ اگر آپ سید ہیں تو یہہ میرا سوال
میری پوری کریں آپنے فرمایا کہ امتحان فقرا کا اچھا نہیں ہوتا آگے تیری مرضی یہہ کہکر آپ شیر کے پنجرے کے پاس چلے
گئے اور شیر کو کان سے پکڑ کر باہر نکالا اور فرمایا کہ جا جنگلوں میں سیر کر بعد ازاں زنجیر آہنی پر کلمہ پڑھ
کر جو کہ ماری زنجیر فی الفور پاش پاش ہو گئی پھر شیر شاہ کو کہا کہ جلد تنور گرم کرا ور اللہ سے عرض
کی کہ یا الٰہی کرم کر جب تنور خوب گرم ہو تو آپنے محمد رفیع لوہار اپنے خادم کو فرمایا کہ تو لوہار ہے اور تیرا
آگ ہی سے سروکار ہے تو تنور میں جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ آتش تنور تیرے لئے گلزار ہے اور حضرت عصا
تیرا حامی و مددگار ہے اوسکی بحر کرم سے یہہ نار تجھکو گلزار ہوگی الغرض وہ اوس تنور میں کودا اور حضرت نے

اوپر اوسکی سبو پہ رکہہ دیا اور آپ ایک دیوار پر جا بیٹھی اور دیوار سی مخاطب ہوی کہ ای ہنڈری
دو قدم تو بہی چل اور ہنڈری زبان ملتانی مین بہن کو کہتی ہین بموجب ارشاد وہ دیوار چند
قدم چلی شیر شاہ نی جب یہہ کرامت انکی دیکھی تو قدمون پر گرا اور خادم ہوا بعد اوسکی آپنی
اوسکو حکم دیا کہ تمام سادات جو تیری پاس قید ہین اونکو چہوڑ دی اور اونکو حکم دی کہ
جو اسباب تیرا ہی فی سبیل اللہ لوٹ کر لے جاوین چنانچہ اوسنی ایسا ہی کیا جب اوسکی پاس ایک پارچہ
ملبوسہ رہ گئی تو آپنی فرمایا کہ یہہ بہی اوتار کر تقسیم کر دی اور واسطی ستر عورت کی ایک چٹائی
کمر پر لپیٹ لی اور یہان ہی بیٹہا رہ اور اوسکا ایک نظر سی کام تمام کر دیا یعنی وہ عارف کامل ہوگیا
اور تمام عمر وہین تارک الدنیا ہو کر بیٹہا رہا چنانچہ ایک مقبرہ اوسکا وہان موجود ہی اور نیز
زبانی بڈہی شاہ سجادہ نشین حال موج دریا بخاری کے معلوم ہوا کہ حضرت موج دریا بخاری
صاحب کی دو قبیلہ تہی ایک مائی وڈی صاحبہ اور دوسری مائی نورنگ بی بی مائی وڈی
صاحبہ سی ایک بیٹا سید صفی الدین صاحبزادہ کلان پیدا ہوا اور مائی نورنگ بی بی سی
دو فرزند ہوی ایک شاہ شہاب الدین نہرا اور دوسری سید بہاو الدین جو لاولد گئی اور
شاہ شہاب الدین نہرا کے یہان دو لڑکی ہوی ایک سید مصطفی اور دوسرے سید سلطان سید سلطان
لاولد اور سید مصطفی کی یہان ایک فرزند اور تین صاحبزادیان ہوئین فرزند کا نام سید شیخ علی
اور صاحبزادیان ایک بی بی حاج اور دوسری بی بی تاج تیسری بی بی نور فقط

بی بی حاج سید نظام الدین ولد زین العابدین بن علم الدین بن سلطان سید جلال الدین
سی کدخدا ہوئی اور اسکی بطن سی حضرت سید نظام الدین پیدا ہوی اور سید نظام الدین کے
یہان حضرت سید پیارے شاہ جنکی یہان تین بیٹی ہوی ایک سید جہانگیر اور دوسرا سید کبیر
اور تیسرا سید بہی شاہ اور سید جہانگیر کے دو فرزند ایک سید بابلی شاہ اور دوسرا
شمس الدین شاہ سید بابلیشاہ لاولد گئی اور سید شمس الدین کے یہان تین بیٹی ہوی ایک
سید صدر الدین دوسرا سید شرف الدین تیسرا سید قطب شاہ سید صدر الدین کا فرزند

لکومی شاہ لاولد گیا اور قطب شاہ بھی لاولد اور سید شرف الدین کی یہاں ایک بیٹا سید کبیر شاہ اور
سید کبیر شاہ کی یہاں پانچ بیٹی ایک رحمت شاہ دوسرا سید قمر الدین تیسرا بدر الدین چوتہا قطب شاہ
پانچواں علم الدین علم الدین لاولد اور رحمت شاہ کا ایک فرزند سید کرم علی شاہ جسکی دو بیٹی ایک مدد علی
دوسرا محمد شاہ موجود اور سید قمر الدین کے دو بیٹی ایک فرزند علی دوسرا اکبر علی فرزند علی کے ایک
صاحبزادی حسن بی بی موجود اور بدر الدین شاہ کی دو بیٹی ایک نذیر شاہ دوسرا سید احمد شاہ
جو موجود ہیں اور قطب شاہ کا ایک بیٹا حیدر شاہ موجود ہی نذیر شاہ ابی سبب اسطرح سی
حضرت موج دریا بخاری صاحب سی ملحق کرتا ہی اور حال سجادہ نشینی اس خاندان کا یوں کہ جب
کہ حضرت موج دریا بخاری صاحب نے بحین حیات اپنی صاحبزادہ کلاں سید صفی الدین کو سجادہ نشین
مقرر کیا اور معافیات لاہور معہ مریدان اس نواح اونکی سپرد کین اور جاگیر قصبہ بٹالہ و مریدان
آن نواح حضرت سید شہاب الدین ہرا کی سپرد فرمائی بعد موج دریا بخاری کی سید صفی الدین
سجادہ نشین ہوئی اور بعد اونکی انکی صاحبزادی حضرت حسن شاہ اور بعد اونکی قمر شاہ اور بعد اوسکی
سید حیات شاہ اور بعد اونکی مبارک شاہ مبارک شاہ کی پانچ فرزند ہوئی ایک سید پیر شاہ دوسرا
فتح علی تیسرا قربان علی چوتہا سید محمد علی پانچویں سید حیات شاہ فتح علی اور قربان علی اور
محمد علی لاولد گئی اور حیات شاہ کی یہاں دو فرزند ہوئی ایک لکہن شاہ جو لاولد گیا اور دوسرا
اسماعیل شاہ اوسکی یہاں ایک دختر عصمت بی بی ہوئی مگر وہ بھی لاولد رہی اوسنے بہ
تمام باعث لاولدی مسمی سید رحمت شاہ کو اپنا متبنی کرکے قائم مقام بنایا اور سند نامہ کل جایداد کا دیکر
پہر تو سید رحمت شاہ سدعوی سجادہ نشین ہو بیٹہا اور پیر شاہ کی یہاں پانچ فرزند ہوئے
ایک سید شیر علی دوسری محمد علی تیسری عبد اللہ شاہ چوتہی سید محمود پانچویں غلام شاہ اور
ایک دختر ہوئی سیدن یہہ سب لاولد رہی انمیں سی سید غلام شاہ اور بی بی سیدن نے
ہی یہہ سجادہ نشینی کا نام سید رحمت شاہ کر دیا اور وہ رحمت شاہ کہتا تہا کہ میں اولاد سید
جلال الدین حیدر اور آل سید شہاب الدین ہرا سی ہوں بعد رحمت شاہ کی ایکا بیٹا کرم علی شاہ

سجادہ نشین رہا اب بعد اسکی مسمی مدد علی شاہ اور محمد شاہ تا حال انشی بیدینیم زندہ
انی سرکار بنام سجادہ نشینان موضع مزنگ ضلع وتحصیل لاہور مین واگذار ہی یہہ حال تو سید
بدہی شاہ اور مدد علی شاہ نے جو سجادہ نشین بن بیٹھی ہین لکہایا مگر خاص سیدان بخاری اولاد
حضرت موج دریا بخاری مین سی جواب فی زماننا مسمیان سید اصغر علی شاہ و مراد علی شاہ و
نادر علی شاہ وجیوی شاہ و مسمی حسین شاہ لاہور مین اور ماسوا انکی وٹالہ مین موجود ہین جو
حال زبانی اونکی معلوم ہوا وہ بہی بجنسہ درج ذیل ہے فقط صورت خانقاہ حضرت شاہ شہاب الدین
نہرا یہہ ہی کہ غرب رویہ باغ میانخان المشہور باغ راجہ سوجیت سنگہ حال مملوکہ نواب علی رضا
خانصاحب قزلباش کے قدادم بلند ایک چبوترہ گلی خام موجود ہی طول اسکا چہہ درعہ اور
عرض ۵ درعہ زینہ آمد ورفت جنوب رویہ سات زینہ پختہ چڑہ کر اوپر جاتے ہین اور بہ
میانہ مین تین قبور اور سرہانی چراغدان خشتی قبر میانہ سید شہاب الدین نہراکی اور شرقی قبر
سید بہاوالدین برادر خورد شاہ شہاب الدین نہراکی اور غرب رویہ شاہ مصطفی صاحبزادہ
شاہ شہاب الدین نہراکی اور بطرف غرب اور دو قبرین خورد ایک سید جہانگیر اور دوسری
نبی شاہ کی یہہ دونو صاحب سجادہ نشین تہی اس چبوترہ کی شرق کی طرف گوشہ گلنی مین
ایک قبر پختہ جسکے سرہانی کرپیہ کہڑا ہے نامعلوم الاسم چبوترہ کی جنوب رویہ قبرستان خام قبور
اولاد سید جلال الدین حیدر کا ہے اور گوشہ بائیب کمین ایک چاہ چرخی دار اسکی بائیب مین
ایک مسجد پرانی خشتی تین درہن والی جسکی جہت قالبوتی غربی و شمال رویہ دیوار گرگئی ہے تاریخ
تولد شاہ شہاب الدین نہراکی سن نوسو چوسٹہہ ۹۶۴ اور وفات ایکہزار اکتالیس ۱۰۴۱ - حضرت فرزند علی
بنیرہ موج دریا کا حال احوال حضرت موج دریا بخاری مین تحریر ہوچکا ہی مگر اب حال ولادت
ووفات معلوم ہوا سو تحریر کرتا ہون کہ ولادت حضرت فرزند علی کی ایکہزار بچاس مین اور
وفات سن ایکہزار ایکسو گیارہ مین واقع ہوئی اور جو قطعات تاریخ تولد ووفات حضرت شاہ شہاب الدین
نہراکی مفتی غلام سرور صاحب نے باسید اندراج کتابہ حسب تحقیقات بنام عنایت سمیٰ سو درج ذیل ہین تاریخ ولادت

بود سہ رنگی پس شد بہ فوائش + شکل ماہ شہاب الدین ہرا + چو ہشتم سال تولیدش بہ لعب
کہنا حضرت شہاب الدین ہرا سنہ ۱۲۶۶ آمد تاریخ وفات . ما و روی رس شہاب الدین شیخ
اہل تقی شہاب الدین + عقل تاریخ انتقالش گفت + پیرو شاہ دین شہاب الدین ۱۲۶۶
اور تاریخ وفات حضرت سید علی امام پیر و حضرت موج دریا بخاری کی یہ ہے + آنکہ سید امام
سادات ست + بود آں ہی خیر امام + سال تاریخ رحلت آں شاہ + مہبط الفضل ولی ورد
امام + آمد واضح ہو کہ شجرہ نسلی حضرت موج دریا بخاری صاحب کا اکثر سادات کو معلوم ہے اور
شجرہ مادی انکا کسیکو یاد نہ تھا اور بہت لوگوں کو اسکے دریافت کرنے کا شوق تھا لہذا بحسب
تمام دریافت کر کے درج کتاب ہذا کیا اور یہ بھی واضح ہو کہ حضرت موج دریا بخاری صاحب کی اولاد
میں سے سادات صحیح النسب لاہور میں سید مراد شاہ اور سید بادل علی اور سید اصغر علی اور سید
حیدری شاہ اور سید حیدر علی اور حسن علی اور حسین علی اور حسین شاہ ہیں سوا ان میں سے سید بادل علی
پشت بہ پشت سلسلہ سہروردیہ میں خادم ہوتا چلا آتا ہے مدین تفصیل کہ سید بادل علی کا مرشد
سید عبد اللہ شاہ اور اونکا یقین علی اور اونکا بوٹا شاہ اور اونکا تودی شاہ اور اونکا
لوڈ ہی شاہ اور اونکا سید زندہ علی اور اونکا سید عبد الرحیم اور اونکا سید صفی الدین
اور اونکا حضرت موج دریا بخاری اور شہاب الدین ہرا اپنے باپ کی خادم تھے اب سلسلہ
حضرت موج دریا بخاری کا تا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرتا ہوں کہ حضرت موج
دریا بخاری حضرت سید صفی الدین اپنے باپ کے خادم ہوئے اور وہ حضرت سید جلال الدین کے
اور وہ سید علم الدین قطب کے اور وہ ناصر الدین کے اور وہ شیخ دریا شاہ رکن عالم کے اور وہ
حضرت صدر الدین عارف راجن قتال کے اور وہ حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی کے اور وہ
شیخ شہاب الدین سہروردی کے اور وہ حضرت علاء الدین کے اور وہ حضرت وجیہ الدین کے
اور وہ حضرت نجم الدین کبری کے اور وہ حضرت شمس الدین دہی کے اور وہ حضرت سید احمد کے
کے اور وہ حضرت سری سقطی کے اور وہ معروف کرخی کے اور وہ بایزید بسطامی کے اور وہ

دوسری سید بہاوالدین اور تیسری بی بی نور سی سید شہاب الدین بہرا پیدا ہوی +

اول حال اولاد سید صفی الدین تحریر ہوتا ہی کہ اونکی تین صاحبزادی

ایک سید عبدالرحیم دوسرے سید حسن تیسری سید حسین سید حسن اور سید حسین دونو لاولد گئی
اور سید عبدالرحیم کے دو صاحبزادی ایک سید محمد شاہ دوسری سید زندہ علی المشہور زندہ امام
محمد شاہ کا ایک صاحبزادہ سید علی اور اونکی دو صاحبزادی ایک سید محمد لاولد دوسرے سید محمد
المشہور سیدن شاہ اونکی سید تاج علی ہر اونکی یہاں چار بیٹی ایک فیضو شاہ لاولد اور لطف شاہ
فرزند دوم بھی لاولد تیسری رحمت شاہ چوتھی نور علی شاہ رحمت شاہ کی یہاں دو بیٹی ہوئے
ایک سید امیر شاہ دوسرے پیر شاہ امیر شاہ کی بعد اونکا بیٹا چراغ شاہ لاولد گیا اور پیر شاہ
یہاں پانچ بیٹی ہوی اول ہدایت شاہ لاولد دوسرا اجابت شاہ لاولد تیسرا علی شاہ لاولد
چوتھا حسین شاہ موجود فقط اور سید عبدالرحیم بن صفی الدین ہن موضع دریا بخاری کی دوسرے
صاحبزادی سید زندہ علی المشہور زندہ امام کے دو صاحبزادی ایک سید اچھا شاہ دوسرے میرو شاہ
سو دونو لاولد گئی فقط اور سید بہاوالدین ہن موضع دریا بخاری کے تین صاحبزادی ایک سید
نظام دوسرے میر مومن تیسری سید صادق علی سو تینون لاولد رہی فقط باقی رہی حضرت شاہ
شہاب الدین بہرا ہن موضع دریا بخاری سو اونکی بھی دو بیٹی ہیں ایک سید محسن سو لاولد گئے
دوسرے سید مصطفی اونکا ایک صاحبزادہ سید فتح علی اونکی دو صاحبزادی ایک سید مبارک علی
دوسرے سید طلو اول حال اولاد سید مبارک علی تحریر کرتا ہوں کہ سید مبارک علی کی پانچ صاحبزادے
ایک بخاری شاہ دوسری دیدار شاہ یہہ دونو لاولد تیسری شاہ غوث چوتھی دائم شاہ پانچوین
شاہ چراغ جسکا بیٹا روشن علی لاولد اور شاہ غوث کی تین صاحبزادی سید تاج علی سید حیات شاہ
سید حیدر شاہ سید حیات شاہ کی سید بڈھن شاہ اور اونکی دو صاحبزادی ایک سید نوازش علی
شاہ جسکے چار بیٹی ایک سید احمد شاہ دوسرے سید محمد علی شاہ تیسری باقر علی چوتھی شاکر علی جو اب
بٹالہ میں موجود ہین اور سید بڈھن کی دوسری بیٹی سید واصل شاہ اونکی چار فرزند ایک سید

سبارک علی دوسری حسین علی ہردو لاولد تیسری میران بہلول شیر جو تہا علی شیر جواب زندہ ہین
فقط اور شاہ غوث کی دوسری بیٹی باغ علی اور انکی تین بیٹی حسو شاہ تیسرا سید علی سید لاولد
اور فرزند علی کا بیٹا سید علی اوسکا تیغ علی اور حسو شاہ کا محمد بخش موجود اور دائم شاہ کی
تین فرزند ایک غوث علی اور دوسرا رنگ علی تیسر سید بہول شاہ اوسکا بیٹا نبی شاہ
اوسکی دو بیٹی ایک سید بہادر علی جسکا بیٹا سید خیر علی دوسرا سید جیون شاہ اوسکا بیٹا
سید سکندر شاہ موجود دوسرا بیٹا دائم شاہ کا رنگ علی لاولد اور تیسرا غوث علی اوسکا بیٹا
سید تہو شاہ اوسکی دو بیٹی ایک سید شیر شاہ دوسرا نور علی شاہ نور علی شاہ کا ایک بیٹا شاہ چراغ
لاولد دوسرا سید حسین شاہ اسکا بیٹا سید شاہ اور شیر شاہ کی چار فرزند ایک محمد علی شاہ دوسرا
حسین علی تیسرا داد پیر جو تہا حیدر علی فقط اور حیدر شاہ بن شاہ غوث کی دو فرزند ایک صادق علی
دوسرا پیر شاہ اور پیر شاہ کی دو بیٹی ایک سید غلام حسین اسکے دو بیٹی ایک سید حیدر بخش لاولد
دوسرا علی بخش اور اسکا فرزند فضل حسین جو لاولد گیا اور صادق علی بن حیدر شاہ کے
دو بیٹی ایک عبد اللہ شاہ دوسرا فتح علی شاہ عبد اللہ شاہ کی چہہ فرزند ایک مشک علی دوسرا
نادر علی تیسرا مراد علی چوتہا چراغ علی پانچوان شاہ علی چہٹا اصغر علی بعدہ مشک علی کی دو فرزند
ایک باغ علیشاہ دوسرا حسین شاہ باغ علی شاہ کی ایک صاحبزادی موجود اور حسین شاہ تا
حال لاولد اور نادر علی شاہ کا بیٹا جیونی شاہ دونون باپ بیٹا موجود فقط اور مراد علیشاہ کے
ایک صاحبزادی اور چراغ علی شاہ کی دو فرزند ایک فضل محمد دوسرا غلام مرتضی فضل محمد دو فرزند
ایک برکت علی دوسرا حسین موجود اور غلام مرتضی تاحال لاولد اور شاہ علی کے یہان دو
فرزند ایک حسین علی دوسرا حسن علی موجود اور سید اصغر علی کے یہان ایک فرزند خیر علیشاہ
اور اسکا بیٹا امام علی تیسر ہرسہ موجود اور فتح علیشاہ کے چار فرزند اول فضل علی دوسرا
محمد شاہ تیسرا احمد شاہ چوتہا وارث علی فضل علی کی دو فرزند ایک غلام عباس دوسرا
زین العابدین موجود اور محمد شاہ کی تین فرزند ایک مدد علی دوسرا رحمت علی تیسرا کرم علی

موجود اور احمد شاہ کا ایک بیٹا حسن علی موجود اور وارث علی کے تین فرزند ایک برکت علی دوسرا
تیسرا شاہ تیسرا احسان علی موجود اور سید طلحہ بن فتح علی شاہ کا فرزند امام شاہ اور اسکا فرزند
سید شاہ اور اسکا بیٹا سید مہر علی شاہ اسکے دو بیٹے ایک غلام حسین دوسرا سید ولی غلام حسین کے
تین فرزند ایک سید اکبر علی لاولد گیا اور دوسرا فوت اور مظہر علی موجود اور سید ولی کے دو
بیٹے ایک قدرت علی لاولد اور دوسرا مہر علی موجود فقط سید طلحہ کی اولاد بالا میں تو یہہ
حد تحریر ہوئی اور وہ سید طلحہ صاحب ضعیفی کی عمر میں موضع دریا خان علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان میں چلے
گئے اور وہاں جاکر شادی ثانی اپنی کی چنانچہ اس میں سے جو اولاد ہوئی وہ وہاں موجود ہے
اس سے ایک صاحبزادہ سید فضل اس لاہور میں آیا ہوا ہے کہتے ہیں کہ سید طلحہ صاحب نے
وہاں جاکر اپنا نام زندہ پیری مشہور کیا چنانچہ وہ وہیں فوت ہوئے اسکی اولاد وہاں
معزز اور عالم ہیں فقط **احوال موضع کہوئی میراں** یہہ ایک موضع بفاصلہ ایک
کوس شرقی شہر لاہور ہے حال اسکا یہہ ہے کہ سکھ حاکموں کے وقت میں یہاں لب دریا
جنگل تہا اور شاہ وسمین درندے بکثرت رہتے تھے اور یہاں سے راہی لوگ ڈاکہ زنی کرتے تھے پہر
لہنا سنگہ حاکم نے صاحب سنگہ مختار کار اپنے کو حکم دیا کہ یہاں آبادی کرادے چنانچہ اس نے
ایک چار دیواری سمت اٹہارہ سو میں طیار کرادی اور میاں سیمیں اور ... اور نور محمد
اور گلاب اور رسا کمبو اور حبیط اور رحمانی اور اعظم اور نہتا ... ان پر چمت ... زمینداروں کو
بلوا کر کہا کہ تمکو دو سال محاصل معاف اور یہہ گاؤں نام تمہارے آباد رہیگا بعد دو سال کے
چہارم سرکار میں دیا کرو چنانچہ تب سے آبادی اسکی شروع ہوئی اور وجہ تسمیہ میراں دی کی
کہوئی یہہ ہے کہ اس مقام میں اول ایک کہوئی میر صاحب نے بنوائی اور وہ میر صاحب پیران
اس گہوڑی شاہ سے تھے کہ جنکا مکان متصل باغ خواجہ دیانا تہہ مشہور ہے اور حال اسکا مفصل درج
کتاب ہذا ہوگا کہتے ہیں کہ بوقت غیر آبادی اول انہوں نے یہاں ایک کہوئی بنوائی اور خود
وہاں سکونت پذیر ہوئے (کہوئی زبان پنجابی میں چاہ خورد کو کہتے ہیں) اور پہر یہہ کیتا

قدم انکی کے وہان یہہ موضع آباد ہوا چنانچہ ابتک اس کہوئی پر لوگ منت وغیرہ
ہین اور آمدنی وہان کی بہی ابتک مہتاب شاہ مکاندار گہوڑی شاہ لیتا ہے اور ماسوا اسکے
جالانہ فی شادی بہی اسکو موضع سے ملتے ہین ابتک وہ کہوئی غرب رویہ مائل بشمال موضع کہیڑے
ہے عرصہ چند سال سے آبادی اس موضع کی بہت زیادہ ہوگئی ہے چنانچہ صدہا گہر پختہ و خام
موجود ہین جنوب رویہ اسکے مکان خانقاہ حضرت سید حسین زنجانی کا حال مزار یہہ ہے کہ گرد
نواح چار دیواری اور شرق رویہ دروازہ معہ طاق پختہ چوبی اندر اوسکے چبوترہ پہ مزار
سرہانی چراغدان خشتی دروازہ کی شمال رویہ ایک سہ درہ قلبوتی مگر اب یہہ مکان آوارہ
پڑا ہے کوئی فقیر مکاندار یہان نہین بیٹہتا اگرچہ ایک دو دالان وغیرہ چاہ چرخی واسطے
برای آسایش موجود ہے مگر خدا جانے کیا باعث کہ اب مدت سے چرچا یہان کا کم ہوگیا ہے سجادہ نشین
صدر دیوان سال بسال فاتحہ کرا دیتا ہے فقط اس موضع مین اب چار نمبردار ہین ایک خیر دین
دوسرا قایم الدین تیسرا نتہا چوتہا نتہو یہہ گاؤن بہیاچارہ ہے دو ہزار دو سو پچاس جمع یہہ
مشخصہ اس گاؤن کا مقرر ہے اس موضع کی زمین مین باغ بہائی وستی رام اور باغ شاہ
و باغ منشی غلام رسول و باغ جہنڈی طوایف و باغ بہگت رام واقعہ ہے شرق رویہ اس موضع کی
ایک اور چار دیواری خشتی جسکا دروازہ بطرف شمال جنوب رویہ اوپر ایک کہیرا اور توت
کہڑا ہے اندر اسکے ایک خشتی چراغدان اسمین قبر مسمی جان محمد حضوری کی جو گہوڑی شاہ کے
پیرون مین سے ہین اور اوسکے باہر شرق رویہ ایک اور مکان مسمی فقیر اچا گہمہ شاہ کا [illegible]
چار دیواری کہڑی کی جنوب رویہ اسکے سرہانی ایک چراغدان شرق رویہ دو گونٹہہ اب یہان
ایک فقیر مہر شاہ نامی رہتا ہے جنوب رویہ ایک کیکر اور شمال مین چاہ چرخی دار منسوبہ مہر شاہ
بشرق رویہ ایک چبوترہ پختہ اوسپر دو قبور ایک میان حسین دوسرا الہی بخش نمبردار موضع کی
اور دروازہ کی غرب رویہ ایک قبر مسمے فقیر بابا کی ہے

احوال خانقاہ حضرت حامد قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری

شیخ حامد قاری صاحب بن حسن عالم

عامل بفقر کامل شیخ متدین تہے چنانچہ کتاب ملفوظات اور رسالہ حرمت حقہ مصنفہ اونکا اسپر دال ہے اور یہہ حضرت بحین حیات مسجد موجودہ خانقاہ میں تدریس فرماتے تہے مولد انکا شہر لاہور سے ایکہزار اکہتر بعہد عالمگیر بادشاہ اور وفات عہد محمد شاہی بتاریخ ۲۴ ماہ جمادی الثانی سن گیارہ سو چہیاسٹھہ عمر اکہتر سال سلسلہ انکا سہروردیہ بیعت انکی بخدمت مولوی تیمور صاحب اور اونکی بخدمت عبد الکریم صاحب اور اونکی بخدمت مخدوم طیب صاحب اور انکی بخدمت مخدوم برہان الدین اور اونکی بخدمت مخدوم حسن شاہ صاحب اور اونکی بخدمت شیلوں صاحب اور اونکی بخدمت حسام الدین متقی اور اونکی بخدمت صدر الدین اور اونکی بخدمت خواجہ مخدوم بہاء الحق ذکریا ملتانی قرشی اسدی ہاشمی اور اونکی بخدمت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور اونکی بخدمت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی اور انکی بخدمت شیخ وجیہ الدین سہروردی اور اونکی بخدمت محمد بن عمویہ اور اونکی بخدمت احمد اسود دینوری اور اونکی بخدمت سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی اور اونکی بخدمت خواجہ سری سقطی اور اونکی بخدمت حضرت معروف کرخی اور اونکی بخدمت حضرت داؤد طائی کی بیعت ہوئی اور پیر حضرت امام علی موسی رضا سے فیض پایا اور اونکی بخدمت خواجہ حسن بصری اور اونکی بخدمت حضرت علی المرتضی شیر خدا اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فقط بعد حضرت حامد قادری صاحب مرحوم کے مولوی حامد صاحب خادم انکی سجادہ نشین ہوئی بعدہ اونکی صاحبزادی حافظ رحمت اللہ جو تدریس بہی وہاں کرتی رہی بعد ازاں انکی صاحبزادی میان محمد بخش صحاف لاہوری (اور یہہ میان محمد بخش صاحب صحاف حقیقی نانا یعنی جد مادری کمترین مصنف کی تہی) بعد وفات اونکی کی میان حافظ بخش اور خیر الدین اور فضل الدین تین فرزند میان محمد بخش کے باقی رہی اما حافظ بخش فوت ہوا اونکا ایک بیٹا فیض بخش باقی ہے اور خیر دین کی تین بیٹی ایک چراغ الدین دوسرا رمضان تیسرا امیر بخش اور فضل الدین کے یہان دو بیٹی ایک سراج الدین دوسرا غلام محی الدین اور مولی بخش اب تک

اپنی آپ کو یہہ لوگ قابض مکان ہذا تصور کرتے ہین جب حافظ رحمت اللہ فوت ہوی تو میان محمد بخش
صاحب صحاف نی قبر اونکی وہان رکھے بعد اوسکی بہای میان محمد بخش صاحب کا مسمی احمد بخش مجلدی
بہی وہان دفنایا گیا بعد ازان قبر میان محمد بخش صاحب اور حافظ بخش وغیرہ لواحقین انکی کی بہی
وہین ہوی اور ماسوا اسکے مفتی علی الدین صاحب وانار میان محمد بخش صاحب بہی یہین
مدفون ہوی +

تفصیل قبور خاندان میان محمد بخش صاحب صحاف موجودہ خانقاہ ہذا چبوترہ خام
پر موجود ہین

حافظ رحمت اللہ والد محمد بخش + احمد بخش پسر رحمت اللہ میان محمد بخش صحاف جنکی تاریخ وفات سنہ
بارہ سو ترسٹھ ہجری + حافظ بخش پسر محمد بخش + زوجہ میان محمد بخش صحاف + زوجہ حافظ بخش
والدہ فیض بخش + الہی بخش ولد عنایت اللہ بن رحمت اللہ + ستار شاہ بن عنایت اللہ + زوجہ
عنایت اللہ برادر میان محمد بخش + دختر عنایت اللہ + دختر فضل الدین بن محمد بخش صحاف
پیر بخش ہمشیرہ زادہ محمد بخش + امام الدین پسر ستار بن عنایت اللہ + مولی پسر فضل الدین +
دختر ستار + مفتی علی الدین سررشتہ دار + ہمشیرہ زادہ مفتی علی الدین + دولتی ملازمہ علی الدین
دختر چراغ الدین بن خیر دین بن محمد بخش صحاف + ہمشیرہ مفتی علی الدین + فقط

یہہ خانقاہ لاہور کی شرق رویہ بفاصلہ دو کوس شرق رویہ بزاوہ بدہو و جنوب رویہ مقبرہ علی مردان
خان ایک چار دیواری خشتی قد آدم بلند جسکا راستہ آمد و رفت جنوب رویہ معہ چہجہ کہٹا ہوی
خشتی بجای طاق ایک تختہ کانہ بطور کہرکی بہرا ہوا ہی موجود ہی جب اندر اوسکی جاوین تو دیوار
جنوبی کی شمال رویہ مایل بغرب ایک چاہ پختہ چرخی دار اوسکی شمال کی طرف دو غسلخانہ پختہ اور
ان غسلخانون کی پشت کی طرف اور چار دیواری کی غرب رویہ ایک مسجد پختہ جسپر گچ ایک گنبد دار
جو اندر سی تمام سفید بطرف غرب اندر مسجد کے ایک محراب کلان درمیان اور شمالی و جنوبی اوس سی
خورد میانہ کی اوپر افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اوسکے نیچے بہر دو طرف

یا فتاح چوب پر لکھا ہوا ہے اور محراب شمالی چوب پر یہہ لکھا ہوا ہے + محمد عربی کابروی ہر دوسرا
کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سر او + اور دیوار شمالی دکھنی میں بھی محراب سی ہوی ہیں
سر قرویہ باہر کی طرف تین دہن محرابی ایک میانہ بلند جسکے بیچ اور محراب بطور دروازہ اس
طول والی شمالی دکھنی اسکو بسی بند فقط میانہ کشادہ محراب شمالی پر یہہ تحریر ہے +
خدا و مددکار اسکو دارم میاد + چو حرمت مسجد ار دست مسکین نہاد + اور میانہ دہن میں اللہ
محمد ابوبکر و عمر عثمان و علی لکھا ہے اور دہن جنوبی پر یہہ بیت تحریر ہے بیت حریم کعبہ ار
سال تاریخ آن + ز آفات دوران زوالش مباد + سنہ ۱۱۴۷ + اندر باہر فرش جنوبی شرق قرویہ
صحن مسجد کو ایک تالاب تین فٹ مرتفع جسکا طول آٹھ گز اور عرض ساڑھے چار گز مگر اسکا
پڑا ہی شمال مسجد میں جو کوٹھہ جنوب رویہ ہے اسمیں دم تحریر جناب علی اکبر فقیر بیٹھا پایا ہوا میاں احمد دین
سجادہ نشین درس میاں وڈا ہی اس کوٹھہ کی ہر قرویہ پر اوپر جانے کا دقیقہ تالاب کی گوشہ شمالی
و شرقی پر ایک درخت سوہڑا کھڑا ہے اور گوشہ ایشاں کی طرف ایک گز بلند ایک چار دیواری
ہے جسکے سیڑہی سے یدر راہ آمد و رفت غرب رویہ اندر شمال کی طرف جرا عداں بحتہ جسمیں زیر و بالا
چار کہڈے چراغدان چار دیواری کے اندر میانہ میں تین نام قبر حضرت حامد قادری صاحب کی گرد سے
حستی اور بیچ میں سی گلی اوسکی شرق و غرب کی طرف اور دو قبریں اور متصل چار دیواری
بطرف جنوب و درخت کریر اور ایک ون کھڑا ہی گرد نواح اس مکان کے جو چار دیواری
ہی اوسمیں بلا نام جور دھورد کہڈے جراعداں باہر جنوب رویہ بہر دو فٹ چوٹی چار دیواری اس
چار دیواری کی باہر غرب رویہ ذرا فاصلہ سی اور دو چبوترہ بحتہ جو بیچ کھڑی ہیں ایک چبوترہ
پر دو قبریں اور دوسری پر ایک نامعلوم الاسم اندر چار دیواری ہذا کی ایک درخت کریر و کیکر کلاں
اور چار کیکر خورد اور پانچ درخت بیان سایہ فگن ہیں چار دیواری بیرونی کے شمال رویہ
دیوار قدری میانہ سی مسمار ہو گئی ہے حتی کہ وہاں بھی آدمی اندر آ سکتا ہے چونکہ مدرسہ حضرت
حامد قادری صاحب کا یہاں تھا اس لئے سی محمد شاہ بادشاہ نے پچاس بیگھہ میں مرزوعہ دوا سطے

مصارف کی عطا کی تہی فرمان اوسکا پاس فقیر کے ماموں صاحبان کی موجود فقط بعد از وفات حضرت کے
جو حاکم آتا رہا سو وہ معافی بحال رکہتا رہا چنانچہ صلباً بعد صلب میان محمد بخش صحاف تک زر جاگیر
وصول ہوتی رہی بعہد مہاراجہ صاحب جب بابو باج سنگہ المشہور بابو رای یہان کا جاگیردار
ہوا تو وہ بہی بدستور غلہ میان محمد بخش صحاف کو دیتا رہا بعد ازان بعملداری سرکار انگریزی
سمت ایکہزار نوسو چہ مین بابو گیان سنگہ نے ادای زر معافی سی انکار کرکے کہا کہ پندرہ بیگہ زمین
لایق زراعت معہ چاہ مسدودہ لیکر آباد کرالو چنانچہ یہہ حال داخل کاغذات بندوبست بہی ہو گیا
پہر حافظ بخش وخیر دین وفضل دین ہر ۳ برادران نی واسطی آراستگی ڈول کے تجویز چرخ چوب کی
کرکی از سر نو ڈول کو کہدوایا اور ہر طرحسی بطرف زر خود زمین وچاہ کو آراستہ کیا بعد چندے
بابو گیان سنگہ نی انسی بیخبر اس چاہ نو تیار کو فروخت کر لیا یہہ سجادہ نشینان ناواقف قانون
سرکار رہتی دم بخود ہوکر چپ ہو رہی مگر اب کہتی ہین کہ بوقت بندوبست جدید دعوی کرین گے نقل
پہر سن بارہ سو چہ سٹہہ مین شرف الدین سجادہ نشین ورس میان وڈا صاحب مدعی اس
امر کا ہوا کہ سجادہ نشینی اس خانقاہ کی میرا حق ہی چنانچہ بمحکمہ بندوبست باجلاس منڈکتا صاحب
صاحب بہادر یہہ مقدمہ پیش ہوا اور میان فضل الدین وخیر دین نے یہہ فیصلہ پایا کہ سجادہ نشین اور
مالکان مکان اولاد میان محمد بخش صحاف ہین فقط جب کمترین بہ سر موقع گیا تو دیکہا کہ مسمی
رجبا درویش عرصہ سات سال سی وہان سکونت پذیر حسب الحکم احمد دین سجادہ نشین ورس
میان وڈا ہے اور پسران میان محمد بخش قبضہ اپنا بیان کرتے تہے بندہ نی احتیاطاً فریقین کو
وہان بلوایا تو ہر دو صاحبان دعوی مالکیت کرتی تہی فضل دین وغیرہ کہتی تہے کہ میان محمد بخش
صحاف اور شرف الدین والد احمد دین سکے دوستی تہی اس نظر سی میان محمد بخش نی اسکو منجانب
خود متولی مقرر کیا تہا اور وہ کہتا تہا کہ یہ بیان انکا غلط ہے میان محمد بخش مرد جاہل تہا اسنی قبروں
کی اجازت میری باپ سی لی تہی اب ناحق مالک بن بیٹہی ہین اور فیصلا بندوبست سی بہی انکار کیا
ازانجا کہ فدوی کو حال پختہ درج کتاب کرنا منظور تہا لہذا مین نے انکو کہا کہ آپ خرخشہ کریں

حق بات ہوگا بعدہ تحریر کریگا۔ الغرض کئی دورہ میں معلقان میاں محمد بخش صاحب
و احمد دین پسر میاں شرف الدین مرحوم سجادہ نشین درمیان وڈا صاحب بحث مباحثہ
درمیان رہا۔ فضل الدین وغیرہ تحریر و زبان سناہی کو وجہ ثبوت اسی بنائی تھی اور احمد دین
جد کا عدالت صورت حال وغیرہ پیش کرتا تھا اور قصہ بھی اسکا معلوم ہوتا تھا میاں احمد دین
کہتا تھا کہ میاں محمد بخش پدر فضل دین سے میرے باپ کی دوستی تھی اس باعث سے اونکی تقرر ہان
ہوئیں اور یہہ جو فضل الدین کہتا ہے کہ محکمہ بندوبست میں لصاحب میں یہہ فیصلہ ہوا یہہ بسر اغلاط
ہے اور فضل الدین کہتا تھا کہ مرد ہر مقدمہ ہوا احمد دین نے یہہ بھی کہا کہ میں مجاوریات متعلقہ
خانقاہ حامد قاری صاحب کا خواہاں نہیں مین وارث حافظ خانقاہ کا ہوں وہاں میرے دو
درویش بیٹھے ہیں اور اونکی خدمت میں ہی کرتا ہوں۔ اگر فضل دین مالک مکان ماجاہتا
تو میرے تین سوالوں کا جواب دیں مین ابھی دعوی سے دست بردار ہوجاتا ہوں اول یہہ کہ اگر
اولاد حامد قاری صاحب ہیں تو نسب نامہ دکھا دیں دوسرے اگر متولی ہیں تو تولیت نامہ
پیش کریں تیسرے اگر خادم ہیں تو شجرہ دکھلا دیں بعد ازاں فضل دین نے جواب دیا کہ حضرت
حامد قاری صاحب کی اولاد نہ ہم ہیں اور نہ تم وہ تو لاولد گئے ہیں احمد دین نے یہہ امر مسلم
کیا جواب سوال دوم یہہ ہے کہ تولیت نامہ وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی غیر ہو ہم تو ہمیشہ
خادم و سجادہ نشین چلے آتے ہیں۔ بزرگ ہمارے حضرت نواب خان تھا اور اوستاد اونکی
خاندان کے مقرر ہوئے یہہ بوقت تھا ہی شہر لاہور کتابت کرینگے اور دوکان جلد سازی کی
شروع کی جواب سوال سوم یہہ ہے کہ ہمارا شجرہ دادا پیری جد کلاں مسمی مولوی حافظ محمد حضرت حامد قاری
کا خادم تھا چنانچہ ہمارا شجرہ ہمارے پاس بجنس موجود ہے جب دیکھو دیکھا سکتے ہیں اور مولوی
حافظ محمد مرحوم بعد وفات حامد قاری صاحب کے بدستور اس جگہہ مدرس رہے اور امامت مسجد
کرتے رہے اور بعد اونکے حافظ رحمت اللہ میاں اونکا قائمقام رہا چنانچہ حافظ دائم جی اس مسجد میں
اونکے طالب علم تھے جب باہر شہر ویر آباد ہوگیا تو حافظ رحمت اللہ حقیقی دادا ہمارا شہر مین چلا آیا

اور بعد ازاں حسب میان محمد بخش صحاف ولد رحمت اللہ و اللہ فضل دین و خیر دین و حافظ بخش نے
بخشش سنبھالی اور کار سرکار وغیرہ مین مصروف ہوا اور حسب الحکم فقیر نور الدین صاحب کے
ہزار ہا روپیہ عطیہ سرکار اونکی ہاتھہ سے فقرا کو تقسیم ہونے لگا تو اونہون نے ایک فقیر خاکی شاہ نام کو
یہان بٹھا یا جو مدت تک بیٹھا رہا بعد اوسکے جب مکان ویران ہونے لگا تو میان شرف الدین
پدر احمد دین کو کہا کہ آپ مہربانی کرکے کسی اپنی خادم درویش کو اس مقام پر تعینات کر دین
ہم اوسکی خدمت کیا کرینگے سو اونہون نے ایک خادم اپنا مسمی ... بیٹھایا اوسنے فیما بین میان
شرف الدین و حافظ بخش تنازع ڈال دیا جب وہ مرگیا تو میان شرف الدین نے اور درویش
اپنا یہان بٹھایا اوسکی خدمت بھی بدستور ہم کرتے رہے بعد ازان رحیا اونکا شاگرد موجود ہے
اوسکو بھی رستی ہو کہ ہم دیتے ہین اور میان احمد دین نے کہا کہ یہہ مکان خانقاہ قدیم سے ہمارے
بزرگان کا مقبوضہ ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ حضرت حامد قاری صاحب بن حسن قوم کی راجپوت
ساکن محلہ نور خادم مولوی تیمور صاحب کی تہی اور وہ خادم میان اسماعیل صاحب کی بعد ازان
بعہد خان بہادر بتاریخ سترہوین جمادی الثانی ۱۱۶۶ھ اونہون نے وفات پائی بعد اونکی خادم و
شاگرد اونکی ملک صاحب جو نامی متعبد تہی حضرت کی سجادہ نشین ہوئے اور بدستور درس پڑہاتے
رہے بعد چودہ سال کے وہ بھی فوت ہوگئے قبر اونکی شرقی اس خانقاہ حضرت حافظ حامد قاری
صاحب موجود ہے بعد اونکی اونکا نواسہ میان غلام مصطفی قایمقام اونکا رہا اور ماسوا
اسکی ملک صاحب کی تین نواسی تہی ایک تو یہی غلام مصطفی دوسرے میان خان محمد تیسرے میان
غلام مصطفی تو یہان کا متولی ہوا اور خان محمد موضع کوٹل کے مسجد مین اور میان محمد بخش موضع خوجہ
سعید مین امامت کرتا رہا بعد چندی غلام مصطفی سن بارہ سو بیس مین فوت ہوئے تو بوقت فوت
عماید شہر مہر سلطان اور میان محمد عظیم جسکا بیٹا ستار اعیان ساندہ مین موجود ہے اور میان
حافظ محمد والد پیر بخش اعیان وغیرہ کو بلا کر روبرو اونکی میان شرف الدین سجادہ نشین درس
میان ووڈا صاحب کو تفویض اس مکان کی کرکے اپنا قایمقام کیا تب سے وہ قابض و متصرف ہے حتی کہ

چاردیواری وغیرہ بھی گرائی بزرگان فضل الدین ہاں البتہ بوقت آنے تیروی محلہ بہاگو بانگری والہ
میں امام مسجد تھے اور محلہ سہال روپیہ ماہوار حضرت حامد قاری صاحب ایسے تبھی پوچھا گیا کہ میاں فضل الدین
کی بابا امداد بیان کیونکر دخیل ہوئے تو میاں احمد دین نے جواب کہا کہ میاں حامد محمد جد بزرگوار این
فضل الدین وغیرہ کی صورت تو سارے جانے اندرونی شہر لاہور میں تھیں جب میاں رحمت اللہ دین
حامد محمد فوت ہوا تو حسب الاجازت غلام مصطفی مولوی کی قرارونکی بطور فقیر خانہ حافظ حضرت حامد قاری
صاحب میں ہوئے میاں محمد بخش صاحب والد میاں فضل الدین نے کبھی دعوی سجادگی تو نہ کیا گر
زمانہ سارا ہر جائی رہا۔ البتہ ہر روز عرس خود بخود وہاں چلا آتا رہا جب میاں محمد بخش فوت ہوا
تو میاں شرف الدین نے حافظ بخش کو کہا کہ یہہ شخص محمد بخش تو خادم چلا رہا ہے اسکے قبر یہاں مت بنا
کرو مگر بعد اوسکے اور کسیکی قبر بلا اجازت ہماری مگر بعد اوسکے ایام جہلم میں حافظ بخش پسر
میاں محمد بخش نے صورت حال بتائی اور دعوی مکان کا کیا اسپر ہم بھی حیران ہو کر صورت حال کہی
جب صورت حال لکھی گئیں تو حافظ بخش وغیرہ دم بخود ہو گئی ہمیں بھی سمجھا گیا معاملہ
رہا مال میں قابض ہوں اور ہمارا ہی درویش بٹھایا ہوا موجود ہے ہاں ونفقہ اوسکو
ہم دیتے ہیں۔ آخر الامر بعد تقاریر کثیر جا میں فریقین یہہ بات قرار پائی اور فریقین نے اوسکو
منظور کیا کہ من بعد بدستور قدیم میاں احمد دین صاحب قابض و متصرف مکان متنازعہ میں اور
اونکا خادم حسب مرضی اونکی کے محافظت اور جاروب کشی کے واسطے مقرر رہیگا ہم بھی بدستور قدیم
خدمت درویش موجودہ کی کر چھوڑا کریں گے مگر چونکہ قدیم سے قبرستان صحافان کا احاطہ حامد قاری
میں واقع ہے کوئی اسکو قبر کرنے سے حال و استقبال میں مانع نہو گی بدستور قبور وہاں ہوتی رہیں
اور خادم میاں احمد دین کا خبر گیر قبور رہیگا میاں احمد دین نے لکھدیا کہ ان کا قبور خاندان میاں
محمد بخش صاحب مرحوم قدیم سے وہاں ہوتی ہیں آئندہ کے واسطے بھی بدستور ہوا کریں ہماری تا
میں بھی نہ من نہ میری اولاد کبھی مانع کرنیوالے ہونگے اور آپس میں بعد قسم معاملہ صفائی ہو
اقرار ہو گئی اور راضی نامہ اقرار نامہ تحریر ہوا اور اسپر اشخاص مفصلہ ذیل کی العبد ہوئے

العبد فقیر احمد دین ولد حافظ شرف الدین سجادہ نشین خانقاہ میان وڈا صاحب — العبد محمد عظیم ولد احمد دین — العبد امام الدین ولد احمد دین — العبد محمد دین ولد احمد دین

العبد فضل الدین صحاف — العبد خیر دین صحاف — العبد فیض بخش صحاف — العبد چراغ الدین — العبد رمضان پسر خیر دین

العبد امیر بخش پسر خیر دین * تاریخ وفات حضرت حامد قاری صاحب کی شہر وین جمادی سنہ ۱۲۶۶ ہجری اب بہی بتاریخ ۱۷ جمادی الثانی ہر سال عرس آپ کا ہوتا ہی یہہ حضرت حامد قاری صاحب قران خوانی مین بڑی استاد اور اپنی وقت مین یگانہ آفاق تہی چنانچہ قرایت قران انکی مشہور تہی اور سوای اسکی اور علوم ظاہری اور باطنی مین بسلسلہ عالیہ سہروردیہ بڑی فقیر کامل اور شیخ مکمل تہے اب تک لوگ انکو بزرگ جانتی اور پیر کرمانتی ہین قطعہ تاریخ جو مفتی غلام سرور نے بامید اندراج کتاب ہذا بہیجا بجنسہ تحریر ہے

قطعہ تاریخ

حامد آن قاری قرآن العظیم * بود شیخ عالم و عابد حسن * بہر تاریخ وصال آنجناب * گفت سرور حافظ حامد حسن * سنہ ۱۲۶۶

احوال مقبرہ خان دوران شاہجہانی

اوس بدہو کی شمال رویہ ایک گنبد جسکا نیمہ بالائی کاشی کار اور اب جنوب کی طرف سی کار کاشی گر کر قدری دور ہو گیا ہے موجود ہی گرد نواح مقبرہ چبوترہ پختہ خشتی بوسیدہ مسمار شدہ صورت مقبرہ عجب طرح کی ہی کہ نیچی گنبد کی عمارت مربع چارون طرف ایک ایک محرابی در جواب قدری شکستہ ہو گیا ہی اور باہر کی طرف ہر در کی بغل مین محراب جنکی ستونین سفیدی نظر آتی ہی مگر بہت بوسیدہ اوپر جاکی چہت سی گنبد اوستادونی الگ اسطرح سی کیا ہی کہ اول بلند عمارت مثمن یعنی ہشت پہلو بناکے اسکے ارتفاع مین سی جا نشست نکالی ہے اوسکی اوپر گنبد چونہ گچ یا بہ نصف گلکار اور اوپر کا نصف چلیبی کا اس گنبد کی چارون گوشہ بیرونی سی معلوم ہوتا ہے کہ اسکی ساتھ اور محراب ہونگی مگر اب موجود نہین اندر اسکے دو قبور پختہ کہڑی ہین شرقی رویہ چبوترہ بر چند خورد خورد ون کہڑے ہین اور گوشہ بابیب پر بالائی تہڑہ دو ون اور یہہ مقبرہ سر راہ سڑک شالامار کو جاتی ہوی جنوب رویہ کہڑا ہی اوسکی جنوب رویہ تار برقی جاتی ہی افواہًا معلوم ہوا کہ یہہ مقبرہ خان دوران کا ہے جسکا حال حضرت

انسان کی حال میں قدری تحریر ہو چکا ہے سال تیاری مقبرہ یہہ ہی کہ تحقیق حیات خان دوران
اہلیہ اوسکی فوت ہو گئی تھی اوسکی واسطی اونسے یہہ روضہ بنوایا تھا جب خود قتل ہوا تو اوسکے
بیٹی اوس ہیں اوسکو دفن کر دیا اگر مقبرہ پہلے سے بنا ہوا ہوتا تو واللہ اعلم اوسکی قبر کا نام و
نشان بھی نظر آتا کیونکہ بنیاد اوسکا اوس سی بدرجہ کمال نامی تھا۔ یہہ خان دوران عہد
شاہجہانی میں نواب اور چند مدت ناظم لاہور بھی رہا تھا قتل ہسکی چودہویں صفر سنہ ۱۱۰۰ ہجری
میں واقع ہوی **حال ڈیوڑھی باغیچہ علی مردان خان مرحوم** یہہ مکان ڈیوڑھی
باغیچہ نواب علی مردان خان بطرف بائیں مزار حامد قادری صاحب و عنقریب شمال رویہ مقبرہ نواب
مذکور واقع ہے اکثر اشخاص معتبر بیان کرتے ہیں کہ شمال رویہ اس ڈیوڑھی کی ایک اور ڈیوڑھی
ایسی ہی تھی کسی وقت یہاں باغ نواب علی مردانخان کا تھا۔ سکا اتنک گوشہ شرقی میں ایک حوض قد آدم بلند دیوار میں گہرا است
عرصہ تین سال کا گذرتا ہی کہ حسب تحریری زمینداران دہ دیوار بر دلی ہو کر معرفت محمد سلطان
مسمار کرائی گئی اب ڈیوڑھی کی یہہ صورت ہی کہ درمیان میں باہر کی طرف ایک محراب کلاں بلند
جسکے باہر مرغول وغیرہ بارڈوں پر کار کاشی برنگ لاجوردی و بسنتی و سبز و سفید بہت خوشنما
ہوا ہوا ہی اس محراب کی اندر سرزمین ایک اور محرابی در ہی جسکو اٹھونی بند کرکی میانہ میں
جو کھٹ چوبی مع طاق تختہ لگائی گئی ہی یہہ محراب گورنمنٹ سکھ کی مثل ہمراہ اس
بارہ سو بچاس میں بند کرایا تھا اس در محرابی کی اوپر ایک دریچہ ہے طول اسکا ڈیڑھ گز اور عرض
گز اور اوس دہن محرابی کی شرق و غرب کی طرف دو دہن محرابی نیچی اور دو اوپر جو دہن
نیچی میں اسکے اندر طاق تختہ چوبی لگا کر کوٹھڑیاں بنائی گئی ہیں اور اوپر والی میٹوں سے
بند اس ڈیوڑھی کی شرق و غرب کی طرف دو زینہ اوپر جانیکا تھا اب شرق رویہ نیچی سی بند اور
غربی کشادہ جاری ہی بالائی جہت بطرف غرب ایک چوبارہ ہی جسکے جنوب رویہ تین کھڑکیان
مع طاق تختہ اس چوبارہ کی شمال کی طرف گنبدی دار سفید سقف رہیہ ہی جسکے نیچی میانہ میں ایک
دروازہ اور اوپر رہیہ کے سقف قالبوتی تمام استرکاری کی اندر جانی ہی ایک دالان ہے اور برج

کی طرف تین در مین محرابی سقف اسکی بہی قالبوتی گنبد نما جنوب رویہ ایک اور در محرابی اوسکی اندر بطرف جنوب جا دین تو ایک اندر باہر کی منقطع باہر کی طرف جنوب رویہ اوسکی غرب کی طرف چند قدم جاکر ایک حجرہ اسکی سقف بہی قالبوتی گنبد نما اوسکے غرب کی طرف ایک اور در معہ چوکہٹ چوبی وہانسی بطرف جنوب پندرہ زینہ حجرہ کے اوپر جاتی ہین۔ اس زینہ کی سقف بہی قالبوتی چونہ گچ سفید اسکے اوپر دروازہ معہ چوکہٹ اس درکی اوپر گنبدی رنگین اوسکے اندر جنوب رویہ تہوڑی سی جگہہ بے سقف گرد نواح اوسکے قد آدم بلند دیوار چونہ گچ جسکے بنیری سفید خط کار زمین پر فرش پختہ چونہ گچ اور شمال کی طرف ایک کہڑکی چوبی معہ طاق تختہ باہر کی طرف اور بطرف شمال ایک دالان بنیہ گوردتا سنگہ اسکی شمال رویہ تین در مین چوبی مرغولی پنجرہ دار اور شرق و غرب رویہ دو کہڑکیان دیوارون پر چونہ استرکار منقش چہت مسقف سرکی پوش شرقی دیوار مین زینہ اوپر جانی کا اسکے اوپر بہی گنبدی بارہ زینہ حجرہ کی اوپر غرب رویہ ایک اور چوبارہ

شمال رویہ اسکا در آمد و رفت اب اس ڈیوڑہی کی منزل پائین مین چند اشخاص سکونت پذیر ہین۔ اگرچہ یہہ مکان نزولی ہی مگر کرایہ کوئی نہین لیتا۔ اور اوپر والی ہردو منزلین خالی پڑی ہین اسیطرح شمال رویہ صورت دیوڑہی ہے

احوال مقبرہ علی مردانخان

یہہ مقبرہ عنقریب جنوب کی طرف ڈیوڑہی مذکورہ بالا کے بڑا بلند کہڑا ہی صورت اوسکی ہشت پہلو چارون طرف اسکے آٹہہ محرابی در بڑی بڑی بلند اب صرف ایک محراب جو گوشہ شرقی و شمالی مین ہی کہلا ہی اور بقیہ گلاب سنگہ پہوونڈیہ نی بند کرلی بعہد رنجیت سنگہ اوسمین میکہہ زین کہا تہا جو محراب کہلا ہی اسکے اندر تمام گلکاری اسکے اوپر دو تین کہڑکی چوبی چوکہٹ والی بے طاق نصب ہی نیچے اوسکے ایک دیوار بناکی اب اوسمین ایک در بوسیدہ بے طاق تختہ لگا ہوا ہے آگی یہہ مقبرہ تمام سنگ سرخ و ابری کا تہا مگر سکہون نے ہمراہ سنگ ابری کے اوکہاڑلی گرد نواح مقبرہ کے گیارہ گیارہ قدم تک چبوترہ زمین سی ایک گز بلند جسپر فرش خشتی بنا ہوا ہی موجود اب لب تہڑہ بوسیدہ مسمار شدہ اس محراب کے نیچے میانہ مین ایک کہڑکی چوبی بی تختہ معہ چوکہٹ موجود محراب جنوبی

تمام بنداور غرفی الحال نیچے سے بند کرکے چوکھٹ چولی اور اوسکے اوپر میانہ میں محرابی کہڑکی تھی جب مقبرہ کے اندر
جاویں تو ایک روشندان ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ نیچے اس مقبرہ کی تہ خانہ ہے اندر مقبرہ کے
آٹھوں پہلوں میں آٹھ در ہیں کلاں دو دو درجہ والی حسن میں الفراغ تمام پانچ سات چارپایاں
بچھ جاویں اس باہر کی طرف سے پہلے چونہ سے بند ہیں اور اندر سے گلدستہ سادہ آثار ان محرابوں کا
دوگر چاروں طرف آٹھ محراب دو دو درجہ والے جو محراب غرب کی طرف ہے وہیں انکا کہنگروں سے بند
سجان اللہ اسوقت میں دربار میداری تورٹی رکھی ہوی ہی انکی اوپر اسی ہی اور تا آٹھ محرابی ایک
روشندان ہے جو سمت العرض ضلع لاہور میں کوئی ایسا مقبرہ بلند نہیں کہ جسکی اتنی اتنی بڑی محراب
ہوں ہر محراب کے اوپر گنبدی ہشت پہلو بلند آٹھ آٹھ در ہیں والی جسکا حال نیچے تحریر ہے باہر کی
دو مرلہ اور اندر سے ایک مرلہ بدرجہ کمال سلیقہ دار گنبد کے میانہ میں سر پر ایک شمس چبوترہ
تختہ اوپر بطرف شرق ایک قبر خشتی قایم اور دو کا نشان معلوم ہوتا ہی اسکی نیچے تہ خانہ وسیع جسکی
زمین پر فرش چونہ گچ اور دیواروں پر گلکاری بارہ ستارہ نو موا اسکے میانہ میں بھی تین قبرین
خشتی چونہ گچ اور بدستور بالا چاروں طرف آٹھ در ہیں محرابی وسط محراب طرف گلی میں زینہ اوپر جانے کا
سقف گنبد پر اور جنوب کی طرف زینہ نیچے تہ خانہ کے جانے کی واسطے موجود حال زینہ بالائی بہت ہے
کہ اول چار عدد زینہ شکستہ پھر آٹھ زینہ جڑوا کے چھ زینہ شکستہ پھر عدد زینہ چڑھ کے اوپر جاتی ہیں اوپر
دروازہ زینہ خرابی شرق رویہ گنبد ہے گرد فراخ اوپر سقف مقبرہ کے ایک ایک گز بلند دیوار گرا ہے
جنوب کی طرف سے قدری گر گئی ہے اوپر ہر گوشہ پر گنبدی جو ساتھ گنبد ہاں اگرچہ پست گنبد
میانہ کے خورد ہیں مگر اوس میں بھی دو دو چارپایاں با آسانی بچھ جاتی ہیں ارتفاع ان گنبدوں کا
سقف مقبرہ سے آٹھ گز اور گنبد کلاں اونچا دو گنا ان تین گنبد یاں سالمہ موجود ہیں اور دو
لقیہ اوپر سے مسمار سقف گنبد کلاں دو مرلہ چنانچہ گوشہ بائیں کی طرف ملحقہ گنبد ایک زینہ اوپر
منزل ثانی گنبد کو جاتا ہے وہاں سے تیرہ زینہ یعنی سیڑیاں چڑھ کر غرب رویہ گنبد ایک محرابی
نما ہوا ہے اسکے اندر بطرف شرق جاویں تو میانہ میں پشت اس گنبد کی جو قبروں پر کھڑی ہوئی ہے گنبد

تو نظر آتا ہی قدری بلبلا ورا اوپر اُسکے دوسری گنبذ کی سقف اس پشت گنبذ کی گرد نواح ڈیڑہ گز جگہہ کہلی
ہر طرف پہرنی کے واسطی ہی اس گنبذ پر کل پچاس زینہ زیر و بالا حجرہ کے آنا ہوتا ہی آنا اس عمارت
کا تین گز اس جگہہ پر کہڑی ہوکے اگر زمین بیرونی گنبذ کو دیکہین تو اتنا بلند ہی کہ خواہ مخواہ ہیبت
آتی ہی اور اس چہت پر بہی تمام فرش چونہ گچ ہی اندرونی دیوارون سی استر کاری گر گئی ہی مگر عمارت
تا حال سالم کاملہ شمال رویہ گنبذ چبوترہ پر ایک حوض عالیشان تہا مگر اب مسدود کتاب مراۃ الہند
سی حال علی مردان مرحوم کا یون واضح ہوتا ہے کہ علی مردان خان ولد گنج علی خان ایک شخص اعلی
امرای مملکت ایران تہا اور شاہ طہماسپ صفوی ثانی الثانی اسکو بالقاب بابا بلایا کرتا تہا عہد شاہجہانی مین
اونہون نی رجوع بجانب خاندان جغتائی لاکر قلعہ قندہار بطور نذر پیش کیا بعد ازان مراتب جلیلہ پر سرفراز
ہوی اور بڑی بڑی عمارات عالیشان ہند و پنجاب مین بنوائین چنانچہ اکثر مقامون مین علی مردانخان
کی باغ تا حال اسکی یادگار ہین جو نہر کہ درمیان دہلی اور شاہدرہ کی واقع ہی اسی کی معرفت آئی
تہی آخر سنہ ایکہزار چہیاسٹہہ ہجری مین عالم دنیا سی تشریف فرمای خلد معلی ہوی قطعہ تاریخ وفات اونکی مین
مفتی غلام سرور صاحب نی یہہ قطعہ موزون کرکے باسید اندراج کتاب ہذا میری پاس بہیجا سو بجنسہ درج
ذیل ہے **قطعہ** امیری صاحب دولت سپہری صاحب حشمت + ثناگوی علی و مرد حق آگاہ مردانخان
سفر چون کرد زین دنیای دون سوی بقا آخر + ندا آمد بتاریخش کہ عالی جاہ مردانخان سنہ ۱۰۶۶

احوال مقبرہ کوتوال شرقی رویہ کوٹہی جناب لفٹنٹ گورنر بہادر

یہہ مقبرہ شرقی رویہ کوٹہی جناب ممدوح اور جو سڑک ریل اسٹیشن سی میانمیر کو جاتی ہی اسکی شرق
کی طرف بر سر بدررو خام بصورت مربع چونہ گچ میانہ خیر الامور اوسطہا کہڑا ہے صورت اسکی یہہ ہی
کہ تا بکمر بلند کرسی اندر باہر سی سفید چونہ گچ اب باہر سی قدری قدری رنگ چونہ سیاہ نظر آتا ہی چار نظر
روضہ کی چار دہن محرابی اب اسمین طرف شرق و شمال سی تہوڑی تہوڑی عمارت گر پڑی ہی
اندر فرش چونہ گچ اوسکی میانہ مین تعویذ قبر چونہ گچ پختہ خشتی دہن شمالی مین نشان چراغدان
مرمت طلب اوپر سقف قالبوتی میانہ مین گنبذ مدور یہہ گنبذ بیر محمد خان عبد النبی لاہوری کا ہی یہہ پیر محمد

شاہنواز خاں بن نواب خان بہادر صلابتی لاہور رہتا تھا اوسی نے بھی جناب خود یہہ مقبرہ اور گرد
اوسکے ایک باغچہ مختصر سن گیارہ سو ستر میں بنوایا تھا اب فقط یہہ مقبرہ باقی کہڑا ہے باغ کا کوئی نشان
معلوم نہیں ہوتا

حال مقبرہ حضرت شاہ شمس الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

یہہ مقبرہ کوٹہی جناب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ کی اوسی طرف گوشہ کلی سر سیدان واقع ہے
عمارت اسکی مربع چاروں طرف چار در مقبرہ کی کرسی زمین سے چندان اونچی نہیں سابق اور چاروں
گوشوں کے چار مینار تھے اب مسمار ہوگئے ہیں مربع ڈالوان اندر باہر استرکاری چونے کی اب باہر سے
رنگ سیاہ ہوگیا ہے باہر دروازے کے حد آدم بلند چار دیواری خشتی پست ہے جسکے سر پر گنبدی چوڑی
اور گرد نواح آنچہ کہنڈی محرابی اندرون مقبرہ سرہانے قبر کے دو فٹ بلند ایک اور چراغدان سفید
استرکار   درعربی سنہ اندر میانہ میں دو انچ بلند ایک تہڑہ اوس پر استرکار چونہ غلاف سر پڑا
رہتا ہے مکان نہایت نورانی ہے دروازے کے اوپر اندر کی طرف یہہ دو شعر بخط نستعلیق تحریر ہیں
شعر چو شمس الملل دین جہاں جست * بیاراست از درایش بہشت * بختم مرخرد سال
او * گفت از سر لطف عاش بہشت * ۱۱۲۸ مکان بہت اچھا صاف مگر افسوس کہ کوئی مرمت
نہیں رہتا یہہ حضرت بڑے سید حسینی تہے اور نہایت ولی کامل وفات انکی بروز چارشنبہ
گیارہویں رجب المرجب سنہ اکہتر اکیس میں واقع ہوئی شاہجہان بوقت شاہزادگی انکا کمال
معتقد تھا اور اوسی نے یہہ مقبرہ تیار کرایا تھا جب جہانگیر بادشاہ کی حال وفات انکا اور حسن تعمیر
روضہ بصرف زر شاہجہان سنا تو گرد نواح اسکے ایک باغ عالیشان تعمیر کرادیا کہتے ہیں کہ عہد
محمد شاہی تک وہ باغ آباد تھا عوام الناس اور نیز ایک فقیر خادم اس مزار کا جو مکان شاہ اسحق
لاہوری رہتا ہے بیان کرتا ہے کہ حضرت کی مرضی نہیں کہ کوئی یہاں رات کو شب باش ہووے
ہیبت آتی ہے اس خیال سے شب بسر اکر بوقت صبح جاروب کشی اور شام کو چراغ روشن کرتا
ہے اور ہر جمعرات فاتحہ بھی حسب المقدور کرتا ہے کوئی عرس کلاں یہاں نہیں ہوتا   فقط
یہہ حضرت خادم ان حضرت شاہ اللہ اسحاق کی ہیں جنکا روضہ موضع مزنگ میں زیارتگاہ خلق اللہ ہے

یہہ حضرت پیر بہائی حضرت شاہ بلاول کے ہین سلسلہ آپکا قادریہ شجرہ انکا ذکر حضرت شاہ بلاول کی تحریر ہو چکا ہی بوقت تصنیف کتاب ہذا جو ایک قطعہ تاریخ مفتی غلام سرور لاہوری نے بامید اندراج پیش کیا سو بجنسہ درج ذیل ہے **قطعہ** جناب شاہ شمس الدین شہ دین * کہ بود او عالم و عامل کمل * عجب سال وصالش گشت سروش * ز شمس الدین شہ کامل کمل * ۱۲۱۱ء

حال مقبرہ رسول شاہیان

گوشہ بائیں باغ نواب ممتا نوالہ مین ایک مقبرہ المشہور مقبرہ رسول شاہیان ہی باعث شہرت اوسکے بنام مقبرہ رسول شاہیان یہہ ہی کہ بعہد سکہان فقیران رسول شاہی چند یہان قیام پذیر ہوی تہی شمال رویہ زمین مزروعہ تارا زمیندار کے ہی گرد اوسکی ایک تہڑہ تاکمر بلند اسکی گوشہ کلنی مین زینہ اوپر جانے مقبرہ کا تہا مگر اب مسمار ہی اس تہڑہ کی پشت رویہ ایک دہن محرابی بوسیدہ در تہ خانہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبرہ کی نیچے تہ خانہ ہی عمارت چبوترہ خشتی صورت مقبرہ ہشت پہلو تا لب بام اوپر گردنہ پختہ چونہ گچ اس گردنہ کی نیچے بیل بائی بشکل مرغول اوپر گنبد مدور اٹہون پہلون مین چار دہن محرابی کشادہ اور چار بند باہر دیوار مقبرہ مین تا نصف کار کاشی ہر چند حال اس مقبرہ کا مزار وار نمبردار بہوگی وال وغیرہ سجادہ نشینان شاہ شہاب الدین نہر اسی دریافت کیا مگر وہ کانون پر ہاتہہ لاعلمی کے رکہتی ہین اور کہتی ہین کہ ہمکو کچہہ حال اس صاحب مقبرہ کا معلوم نہین

احوال مزار حضرت موسی کہوکہر رحمۃ اللہ علیہ

غرب رویہ مایل بشمال محکمہ عدالت خفیفہ لاہور کے جنوب رویہ مڈیکل کالج قدری بلند زمین جسپہ ایک کلان درخت بوڑہ سایہ فگن ہی متصل بیخ درخت ایک قبر پختہ قدری بوسیدہ یہہ قبر حضرت موسی کہوکہر کی ہی یہہ حضرت بڑی صاحب کمال ہوی ہین حال انکا یہہ ہی کہ جناب حضرت بہلول دریائی کی خلیفہ ہوی ہی ایک تو یہہ حضرت موسی کہوکہر دوسری حضرت مادہو لال حسین صاحب تیسری حضرت صدو انصاری جنکی قبر قصور مین ہے چوتہی حضرت ارزانی دیوان کہ جنکا مزار پٹنہ مین ہی ان حضرت موسی صاحب کا ذکر ہے کہ انہون نے اپنی صاحبزادی کا ناطہ حضرت شاہ محمد مقیم صاحب حجرہ والے سے کیا جب شادی شروع ہوی تو اپنے سنا کہ ہمراہ برات خلق کثیر جمع ہوگی آپ اس سے متردد ہوی

کہ ہماری پاس کچھہ زر نقد نہیں اور قرضدار بہت ساری ہیں لاچار ہوکر بخدمت حضرت شاہ حسین
کے گئی اور جاکر حال اضطراب اپنا بیان کیا اونہوں نے راہ مہربانی ایک ہانڈی یعنی دیگچی گلی ایکو دیا
اور فرمایا کہ جاؤ ہر روز اسمین سے جو کچھ تمکو مطلوب ہوگا اس ہانڈی سی طلب کر لیا قدرت الہی اوسکو ایسا ہی
پیدا ہوا اور اسطرح امتحان کے گہر میں آکر اوس ہانڈی سی کچھہ طلب کرنا شروع کیا الغرض جو کچھ طلب
کیا موجود پایا جب شادی ہوچکی تو وہ فتوحات بند ہوگئی اور اونہوں نے بہت افسوس
کہایا اور بخدمت حضرت شاہ حسین جاکر حال بیان کیا وہ خاموش رہی پہر اونہوں نے دوبارہ
بیان کی کہ ناموس کار شادی سی تو بوجہ احسن فراغت ہوگئی ہے اب محض بعنایت اللہ چاہتی ہوں اگر باعزت اولاد حاصل
ہو تو لاکھہ روپیہ خرچ ہوگا اب مہربانی کرکے اسکا بندوبست بھی کردیں اون حضرت مقام کی اسم اللہ
وقت میں ہے کہ ایک قول ونٹی اسوقت تولیت کا دروازہ ہے جسکی گہر میں میّا ہو وہ ایک بیٹا
فرزند لاوی جناب الہی سی اوسکو فرزند عنایت ہوگا یہہ سنکر ہزارہا لوگ فرزند لیکر حاضر ہوئے
آپ نے جسکا فرزند لیا اوسی سال جناب الہی سی اوسکو فرزند عطا ہوا الغرض فرزند مطلوبہ اسی وقت
حصول کرکی اونکو دیدیا وفات اونکی بروز جمعہ ہفتم محرم الحرام سن ایکہزار پچیس تاریخ وفات انکی
مفتی غلام سرور صاحب نے ناسید اندراج کیا سچ الہی یہہ ہے **قطعہ** چون موسی دین پاک احمد
رونما شد سماک پا و دالی + ہدا سد ہر سال انتقالش + ولی دریا موسی ثانی دشکتا +

حال روضہ حضرت محترم صاحب

یہہ روضہ بہ ہوکی آدمی کے عرض زرو بہ گوشہ شمالی میں واقع ہے صورت مقبرہ مربع متصل لب بام
گردہ ختی بچونہ گچ جا کشیدہ اوپر چاروں گوشوں پر چار برجیاں چار پہلو ہر برجی کے چار در
محرابی اور اوپر گنبد گنبدی درمیان گنبد عالیشان چونہ گچ اب برنگ سیاہ کہڑا ہے مقبرہ کی چاروں
گوشوں میں باہر کی طرف محراب اور اندر جانے کو دروازے چوکہٹ اندر میں قبر سالم
بچتہ اور ایک جو شرق کی طرف ہے پوشیدہ ہر پہلو میں یہہ صورت ہے کہ دو دو طاقوں میں محراب کار کاری
اور بیچ میں دروازہ اندر وقت اس حساب سی چار دروازے اور آٹھہ محراب میں متصل زمین سو علامت

مقبرہ بوسیدہ بلکہ شکستہ ہو چلی ہی اور جنوبی کی اوپر زیر محراب چند اشعار تحریر تہی مگر اب اسقدر پڑہا جاتا
ہی **مصرع** بر آستان تو آرم سر ارادت دل + دوسرا مصرعہ اسکا اکہڑ گیا ہی محراب شرقی و غربی کے
مرغولون مین یہہ تحریر ہے **اللھم اغفر لامۃ محمد** جنوب رویہ محراب کے اوپر یہہ تحریر ہے
شعر این سوختہ را جو محترم کرد کار + آگی اکہڑ گیا دوسری کتبہ مین اتنا پڑہا جاتا ہی + خود گشت بہرو...
اور اس در کی محراب غرب کی طرف مرغولونمین تو وہی **اللھم اغفر لامۃ محمد** لکہا ہوا ہے
اور اوپر کتبہ مین یہہ اسقدر پڑہا جاتا ہی + بنار سر تقدیر شمار + واللہ انیس التائبین اور پہلوی غربی بر...
مین بہی میانہ اور بغلون مین محراب محراب جنوبی کے دونو مرغولونپر **اللھم اغفر امۃ محمد**
تحریر ہی اور دروازہ غربی کی اوپر زیر محراب لکہا ہوا اتنا نظر آتا ہی **اللہ محمد علی عثمان**
اور باقی بوسیدہ ہوگیا ہی اور در کی اوپر جو محراب ہی اوس کی دونو مرغولون پر تحریر ہی **اللھم اغفر**
امۃ محمد اور شمالی مین **اللھم ارحم امۃ محمد** اسی طرح در غربی کی محراب شمالی مین
اور زیر گردنہ بالائی بطرف غرب یہہ شعر تحریر ہین **شعر** ہادی سالکان راہ نجات + آن سلیمان
دل خرد آصف + قطب حق شاہ محترم زجہان + رفت در بزم اولیای سلف + سال تاریخ رحلتش
جستم + گفت طبع سلیم نیک خلف + اور در کی مرغول شمالی کی محراب کے اوپر زیر گردنہ تحریر ہی + پنج بر چین
ز نخل و فوق بگو + قدس اللہ سرہ الاشرف + کتبہ محمد اکرم + اور در شمالی پر **فضل الذکر لا الہ**
الا اللہ محمد رسول اللہ بخط نستعلیق اور محرابہای مرغولی مین **یا اللہ یا اللہ** بخط عربی تحریر ہے
اور شرق رویہ ایک گز بلند زمین سی درآمد و رفت اس در کی بغلونمین بدستور در محرابی جس مین چار
آدمی بیٹہہ سکین اسکے میانہ محراب پر **یا اللہ یا اللہ یا محمد یا محمد** لکہا ہی اس طرف سی گردنہ
ذرا بوسیدہ ہی اور چارونطرف زیر گنبد زر نشین وان سقف گنبد سفید اندر در شمالی پر بخط عربی تحریر ہی **الھکم الہ**
واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم وفات انکی سن ایکہزار ایکسو و تاریخ مرقوم
مقبرہ سی معلوم ہوتی ہی فہو ہذا **قطعہ تاریخ** پنج بر چین ز نخل و فوق بگو + قدس اللہ سرہ الاشرف
اگر قدس اللہ سرہ الاشرف کی اعداد سی جو گیارہ سو ساٹہ ہوتی ہین پانچ دور کردی جاوین تو باقی

گیارہ سو نوے ہجری میں اور سری بندی وہست معنی تمام شہر دہلی جو کاتب مسودات کتاب ہذا

ہیں یہ قطعہ تاریخ اسپد امراج عنایت کیا ہے **قطعہ تاریخ** سنہ محترم شیخ دور زمان ٭

کہ داس نو ہزار محترم ٭ تاریخ ترحیل آن شیخ دین بگو سالک بانو محترم ٭

حال سمادہ بابو باج سنگہ

مقبرہ علی مردان کی گوشہ ایسان میں عقریب سمادہ بابو باج سنگہ اس صورت واقع ہے کہ اول چبوترہ جیسی

حکار یہ چار رخہ والہ حوض رو بنا ہے اسپر سمادہ جسکی بطور بارہ دری مربع محرابی شکل گیارہ دہن

محرابی بند ہو اور بارہ دان سر قرو پہ کسا دہ جو دراندرون ہے لائق نسخہ اسکی اندر خاص

مقام سمادہ ہمشکل حوض مدور وسط مقام حسب ہے کہ ایسی اسپر گنبد حقیقت میں سنگ کسیکا یہ حوصلہ

ہے بڑا کہ سمادہ بنا تا اسکے متصل کرلے کیواسطے سنہ ۱۹۰۰ میں مسمی رانجہا زمیندار کی جو

اوسکی رعیت میں سے تہا مکان بنا ہوا دیا باوجودیکہ آجتک اولاد اوسکی اس علاقہ پر قائم

ومتصرف ہے اس سمادہ کی سر قرو سر درخت ایک چبوترہ مڑہی کرپیل باندیال باندی کا تہے

جب حکومت سے حاکمان شہر لاہور جو یہاں تک آباد تہا اجڑ کر بکہر گیا تو فنا میں مقبرہ ہذا دیوانی

مسمی صالح زمیندار کی قریب تیس کوٹہوں کی آبادی کرکے ایک گانوں نام مہا دجیت گڈہ بسایا

اوس وقت گرد و نواح اس مقبرہ کی چار دیواری عالیشان دور دور تک کہڑی تہی سنہ ۱۸۰۰ میں

بابو رای ہندوستان سے اگر مہاراجہ رنجیت سنگہ کی یہاں ملازم ہوا بعد ازاں سدہ بدہ جلیل القدر

ہوگیا اسوقت یہ موضع جیت گڈہ جسکا محاصل پانسو روپیہ سالانہ ہے اسکو جاگیر میں ملا اوسنی بہانجی

اینٹیں اوکہڑوا کر ساتوں درہ مقبرہ علی مردان خان کی بندکرای اور صندوق قبر جو [illegible] اسپر

نصب کرکے آباد و رکہی سکہ [illegible] کا کیا اوس وقت رانجہا پسر صالح بانی کا سردار تہا اسکی

بنا میں اسکی اور بابو رای کے کچھ حرج ہوا اور نوبت سرکار پہونچی تمام زمینداران گرد و نواح

کی متفق اللفظ ہو کر واویلا کیا کہ اسی سنگ بنیاد ہیر کبیر کے روضہ کو خراب کرنا مناسب [illegible]

ہمت نہیں اسپر مہاراج کی ممانعت فرمائی رکہنا میکہریں کا موقوف ہوا بعد اوسکے

سنہ اٹہارہ سو بچاسی میں گوربخت سنگہ نامی جرنیل فوج مہاراج رنجیت سنگہ کے بہائی شیر [illegible] مقرر تہی

یہان رہا اور اس ڈیوڑہی پر اپنی سکونت کیواسطی عمارت کرائی جب عمارت تیار ہوی تو وہ بہم
طلو بر گیا اور بقدرت الہی سی وہین قتل ہوا بعدہ یہہ موضع بالکل ویران ہوگیا
تین سال ہی شرفِ دیہ گنبد مسمی کہیانی کی وہی جنت گدہ ہی آباد کیا ہی **احوال مقبرہ بہادر خان
مرحوم** یہہ مقبرہ شمال رویہ سڑک آہنی امرتسر (جہان برسر نہر آہنی پل بندہا ہوا ہی) کے بطرف
گوشہ کگنی مقبرہ بحضرت خان المشہور نستر خان (جو لاہور سی بفاصلہ تین میل شرق رویہ واقع ہی) موجود
اسمین صاحبان عالیشان نے بوقت تیاری جہاونی میان میر کے ناچ گہر بنایا تہا اب اوسمین سپاہیان
و بیلداران ملازمان ریل رہتی ہین گرد نواح مقبرہ ہذا کے چبوترہ خشتی ہشت پہلو جسکے اوپر فرش
خشتی ٹکڑی وار ہوا ہوا ہی موجود ارتفاع اس چبوترہ کا اب دو گز تہڑہ گوشہ نیرت سی قدری گر گیا ہے
تہڑہ ہشت پہلو - ہر پہلو کا طول سولہ گز پس سولہ آٹہہ ایکسو بیس ہوتا ہی اس تہڑہ کی میانہ مین گنبد
عالیشان بڑا بلند فاصلہ دیوار گنبد کا لب تہڑہ سی سوا دس گز مقبرہ بہی ہشت پہلو ہر پہلو کی باہر کی طرف
ایک ایک محراب کلان ہیئت بیرونی گنبد یہہ ہی کہ آٹہون طرف - آٹہہ محراب کلان ہین انکی اندر
دو درجہ ہین ایک درجہ پائین اور دوسرا بالائی اندر آٹہون طرف مقام غلام گردش درجہ تحت کی عمارت
بیرونی اندرونی ریختہ کار اور درجہ بالائی کی جسکے اندر غلام گردش ہی استرکار منقش ہر محراب مین
زیر و بالا دو دو در ہین در پائین والہ محرابی مرغولی اور در بالائی فقط محرابی در بالائی کی نیچی تا در پائین
ہر محراب کی بغلونمین طاقچی عمارتی بنی ہوی ہین اب تمام در پائین والی اینٹون سی بند مگر فقط در
گوشہ کگنی مین چوکہٹ چوبی معہ انگریزی طاق تختہ لگی ہوئی ہی ارتفاع ہر محراب کا پونی پانچ گز اور
عرض سوا دو گز ان محرابونکی بغلون مین اور نیز سر پرشان طاقچہ ہای عمارتی جنوب رویہ تہڑہ چہہ درجہ
زینہ خشتی جسکی شرق و غرب کی طرف دیوار تا بسینہ بلند پیچیدہ ہر درجہ زینہ کا طول پونی تین گز اور
عرض آدہ گز فقط تقسیم عمارت و قطع اندرونی یون ہی کہ ہر در پائین والہ کے اندر فرش خشتی سقف
قالبوتی اندر کی طرف اور محراب تا درجہ غلام گردش اوسکے نیچے دوہرہ در محرابی مرغولی ہر در کا عرض آدہائی
گز اور طول دو گز بالفعل اندر مقبرہ کی کوئی قبر موجود نہین سابق مین صرف ایک قبر نواب بہادر خان

سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی اندرون گنبد پر دو بالا آٹھ آٹھ محراب بوقت تعمیر باغ کے ہر سرے کی طرف سے دو در محرابی در بر بالائی گز اکو شہر دیہ مکان طولانی جسکے سقف ڈالوین ہے بنایا گیا جو اسکے موجود ہے سقف گنبد کے بیچ میں ایک سوراخ مدورہ کشادہ اس سوراخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھی اندر سے دو منزلہ اور باہر سے ایک منزل والا ہے اس گنبد کی اوپر جانے کے واسطے دو زینہ ہیں ایک طرف غرب اور دوسرا طرف گوشہ ایسان اسے عرفی جاری اور دوسرے نصف منارہ نصف محراب ارتفاع گنبد ہر طرف سے دو منزلہ منزل اول تو مذکورہ بالا ہے اور منزل ثانی بطور غلام گردش ہر چہار طرف حال اسکا یہہ ہے کہ محراب اسے عرفی باہم ملے ہیں اور زینہ اوپر جاتا ہے اسپر در محرابی خشتی پختہ درجہ زینہ چڑھ کے اوپر غلام گردش میں جاتی ہیں محراب اس قدر دیہ کشادہ صورت زینہ کی یہہ ہے کہ شمال کی طرف سے شروع ہو کر اوپر غرب رویہ جاملتا ہے اور یہہ زینہ چڑھ کے اوپر جاتا ہوتا ہے اس زینہ کے سقف پر گنبدی ہے اور بالائی سقف گنبد آٹھوں کونوں پر آٹھ گنبد ہاں مثمنہ جس سے اب سات موجود ہیں گنبدی گوشہ ایسان ساقط ثانی مکان طولانی کے واسطے باغ کے گرائی گئی ہے ہر گنبدی کی کرسی سقف سے ڈیڑھ گز بلند ہشت پہلو جسکے ہر پہلو پر ایک ایک در محرابی ہو کر اور ہر در کا عرض باہر سے ایک ایک گز اس حساب سے دور ہر گنبدی کا آٹھ گز اور اندر مانند ہر گنبدی کا پونے تین گز ارتفاع ہر در کا پونے دو گز اور ہر در کی گردن ہشت پہلو ہر پہلو کی جانب دو دو بیل بار اوپر گنبد گنبدی اور بیچ میں گنبد مقبرہ جو برج اب رنگ سادہ درجہ نائی اس گنبد کا اندر سے پختہ کاری استرکاری ہے گنبد مذکور جس کی طول و عرض اس درجہ مانند گنبد کا سوا دس گز اور مکان مدورہ اندرونی گنبد ۳۳ گز اور آٹھوں طرف لب سقف دیوار کمر بند اور ہر پہلو میں پر نالہ آب ریز برجی گوشہ ما سنگ کے بیچے زینہ غلام گردش والا چبوترہ نواحی گنبد پر اکثر درخت کیکر و بیر ہیں متعلقہ نورپور میں کہڑی ہیں

حال موضع نورپور

نورپور ایک موضع ہو آباد ہے جو مہر کریم بخش وغیرہ اولاد نور الکھوکے میں اٹھارہ سو اٹھارہ میں یوں آباد کیا کہ اس وقت مقبرہ بہار خان میں رہنے والا رون کا مال رہتا تھا جب اس نے باغ گہر بنا تو اونکو

نکال دیا۔ اونہون نی شہر قروبہ گنبد ہذا دیہہ کا نو آباد کرلیا اب گرد اوسکی دیوار کہنگرون کی اور دروازہ ار
خشتی مسقفہ بطرف شمال اوس مین بارہ گہر مفصلہ ذیل آباد ہین +

غلام گلگو + جہانگا دہوبی ہندوستانی + سدہا تیلی + امیر سپاہی ریل + سوہنا ماشکی +
عمر کہار + پسر قطبا تیلی + نتہا ارائین + حجام وغیرہ + یہہ تمام گہر کہنگرونکی مسقفہ کاہ
پوش ملکیت اولاد نورا ہین اندر دیوار غربی کے ایک دالان سہ درہ بنیہ نبی بخش جو اولاد نورا سے ہے
موجود اور گوشہ شرقی مین ایک چاہ چرخ چوب والہ باہر دیوار غربی اکثر کیکر اور جنوب کیطرف کیکر وغیرہ درختان اور
اندر بہی شرم یہہ کیکر بیریان اور ایک دہریک ایک شیشم کہڑی ہین اور باہر بگوشہ ایسان ایک خورد ٹیلہ
پہ قبر خام کسی خادم حضرت شاہ گدا کی زیارت گاہ عوام ہی بوقت آبادی شہر اسی نواح مین محلہ گنج آباد
تہا اب شہر قرار دیا اوسکے موضع گنج آباد ہی کہتی ہین کہ ابتدای عملداری انگریزی مین یہہ گنبد مقبوضہ اولاد
مہر نورا تہا سرکار نے اوسکو ایکسو روپیہ نقد دیکر مقبرہ خالی کرالیا اونہون نے اوس روپیہ سی یہہ گاؤن
نور پورہ آباد کیا یہہ نورا ایک غریب آدمی تہا مگر اتفاقاً ایک روز مہاراجہ رنجیت سنگہ یہان آگئے
اوس وقت یہہ نورا اپنی گندم کا حزوار صاف کرتا تہا مہاراج نے اوسکی کنک دیکہی چونکہ گندم قسم
عمدہ داؤد خانی سفید تہی دیکہکر کہا کہ ایسی کنک سفید رنگ کیونکر پیدا ہوتی ہے نورا نی طنزاً کہا
کہ مہاراج اس کنک کو ہم بجای پانی دودہ دیکر پرورش کرتے ہین مہاراج یہہ بات سنکر بہت خوش
ہوی اور حکم دیا کہ آئندہ اسکو کنک مین ڈالنے کے واسطے دودہ سرکار سی ملا کری اور وہ کنک خاص
ہمارے کہانے کے واسطے محفوظ رہی اس سبب سی آمد رفت اوسکی سرکار مین ہوگئی پہر وہ ٹہیکہ دار چونہ کا
تعمیر خندق لاہور مین مقرر ہوگیا بعد ازان چند مدت اوسنی یہہ تجویز کی کہ مہاراج کی آبلہ فریبی کے واسطے
چند کہڑی دودہ کی زراعت گندم مین ڈالدیتا اور جب فصل پک جاتا تو پہر پان کنک کی اوٹہا کر
اس گنبد بہادر خان مین رکہہ چہوڑتا تہا جب مہاراج طلب کرتے تو اوس وقت پہر یون ہی گیہون نکالکر
سرکار کو بہیجدیتا چند مدت اوسنی باین ابلہ فریبی خوب چین اوڑائی آخر مر گیا فقط یہہ بہادر خان
صاحب مقبرہ وزیر یہ باتدبیر اکبر بادشاہ کا تہا اور حسب التحریر کتاب مرآۃ الہند واضح ہوا کہ سال اکیہر اسہ

دس میں یہہ بہادر خاں فوت ہوا اور یہاں دفن کیا گیا **احوال مقبرہ المشہور بدھو کلگو کا مقبرہ جنوب رویہ گنبذ نواب بہادر خان** چاروں طرف چار در
محرابی اور ہر در کی بغلوں میں دو دو محراب اور اوپر چاروں گوشوں پر چار پتلی پتلی گلدستیاں
اور کلس بھی ہے اب در جنوبی عام اشخاص سے بند اندر اسکے ایک تربت تھی اب عام موجود ہے باہر
جنوب رویہ قبر پر عام مسافران بہر رفع حاجت اٹھتے ہیں بدھو کمہار کا ہے کہ جسکا آوہ مشہور و معروف
ہے اور یہیں مزار حضرت شیخ عبد الحق و میر محمد و شاہ کی ہے حال انکا حال آوہ بدھو میں تحریر ہوگا

حال مسجد المشہور مسجد قصاب خانہ والہ و مزار حضرت جان محمد رحمۃ اللہ علیہ

یہہ مسجد بیچ میں جو سڑک گورہ دروازہ اور گنبد شتر جان کے واقع ہے عمارت
قدیمہ میانہ میں ایک بڑا گنبد بالستان سے جو بیچ ہے اس پر رنگ سیاہ گنبد کلاں کے شمال جنوب رویہ
اور دو گنبد یان خورد متصل سقف سقف قالبوتی باہر کو شرق رویہ ایک محراب کلاں میانہ میں
اسکے بیچ در محرابی مرغولی اب اسکو بند کر کے چھوٹا سا راستہ طولانی رکھا ہوا ہے اوسکی بغلوں میں
بطرف شمال و جنوب اور در محراب ارتفاع اونکا قدری کم ایسی ہر ایک ایک محراب قالبوتی سا
اینٹ اور کہنگروں سے بالکل بند و داگی اسکے صحن مسجد کا کشادہ تین گز عرض صحن مسجد میں
فرش جستی اور صحن کے شرق رویہ حوض تھا سکھوں نے اینٹیں اسکی نکال لی ہیں مسجد کی بغل شمالی
میں ایک حجرہ مسقف مرتبہ سر کی نوش منسیہ جرنیل گلاب سنگھ کمیدان دروازہ اوسکا شرق رویہ مسجد کے
شمال و جنوب و شرق رویہ دیوار جسکا ارتفاع اندر مسجد سے اڑھائی درعہ اور باہر سے چار گز موجود
شرق رویہ دروازہ آمد و رفت جسکی چوکھٹ اور طاق تختہ چوبی اسکے اندر ایک درخت گوندنی کا
دو درخت بیر اور ایک درخت نیملی کہڑی ہیں طول ابن دیوار کا بائیس درعہ ارتفاع اندر کو ہو گیا ہے
دیوار جنوبی مسجد کو گلاب سنگھ کمیدان نے توڑ کر وہاں تین در محرابی بطور سہ دری بنائی ہیں چار دیواری
کی شمال رویہ میانہ میں ایک دروازہ تھا اب بند ہے مسجد سکھوں کی وقت گلاب سنگھ کے
کی تصرف میں تھی جو جرنیل فوج گورنٹ والی پلٹنوں کا تھا اب عرصہ پندرہ سال سے چھوڑ گئے

ہین اب مقبوضہ میان احمد دین سجادہ نشین درس میان وڈا ہی اونہون نے یہان ایک شخص
مسمی الہ یار نمبرہ برس سی بٹہایا ہوا ہے اوسکو سیر آٹا ہر روز دیتی ہین بعہد شاہان سلف اس مسجد
کی امام میان جان محمد تہی اور وہ جان محمد خادم حضرت محمد اسماعیل المشہور میان وڈا کی تہے باہر مسجد کے
بطرف گوشہ بائین ایک چار دیواری خشتی ہی جسکے بنیری سفید طول اسکا ۱۵ گز اور عرض سات گز
دروازہ محرابی شرقرویہ جسکے نیچے دو زینہ پختہ گرد نواح تا بسینہ بلند دیوار شمال رویہ اسکے ایک چراغدان
جسمین چہہ کہڑکی چراغدان یہہ چار دیواری طولانی شرق وغرب رویہ ہی اسکی اندر متصل دیوار
جنوبی ایک تہڑہ پختہ خشتی چونہ گچ اوسپر قبر میان جان محمد صاحب امام مسجد کی ماسوا اسکے اور نو قبرین
اونکی اولاد کی - اس مسجد مین سن ایکہزار ستر مین وہ امام تہی باہر دروازہ مسجد ہذا کی گوشہ
ایسان مین ایک چاہ چرخی واقع ہے فقط حال انکا زبانی میان احمد دین صاحب سجادہ نشین خانقاہ
میان وڈا کی یون معلوم ہوا کہ عہد اکبر مین یہان قصاب خانہ تہا یہانکی ساکنین نے یہہ مسجد سن ایکہزار
ساٹہہ مین بنوائی بعد ازان جب چرچا حضرت میان وڈا صاحب کا پہیلا تو یہان کی لوگ آکر ملتجی ہوے
کہ آپ ہماری مسجد مین تشریف لے چلین اور وہان چلکر درس پڑہاوین آپ نے خود آنا تو قبول
نفرمایا مگر میان جان محمد صاحب کو کہ وہ بہی ولی کامل اور حضرت کی خلیفہ تہی یہان مقرر کیا وہ یہان آکر
مشغول امامت وہدایت و تدریس ہوی بعد ازان اونہون نے نہم ماہ صفر سن ایکہزار بیاسی مین
وفات پائی اسوقت سے یہہ مسجد زیر قبضہ سجادہ نشینان میان وڈا صاحب رہتی رہی احمد دین
کہتا ہے کہ اب وماننی آمدنی تو کچہہ نہین مگر ازانجا کہ مکان بزرگان کا مقبوضہ ہی لہذا خدمت اوسکی
ہم ذمہ اپنی یہہ واجب سمجہتی ہین اور ماسوا اسکے باعث قبضہ یہ ظاہر ہے کہ وہ جان محمد صاحب خادم
اور دست نشاندہ ہماری بزرگون کے تہی یہہ حضرت میان جان محمد بڑے صاحب کمال عالم علوم
ظاہری و باطنی تہی تمام روز اس مسجد مین رہا کرتے اور حضرت کا یہہ حال تہا کہ قوت لایموت
وجہ حلال کے حصول کے واسطے محنت آسیاب سائی کرتے تہے ایکروز کا ذکر ہی کہ حضرت میان وڈا صاحب نے
کسی کام کی واسطے اونکو طلب فرمایا جب آئی تو حضرت میان صاحب نی فرمایا کہ ای جان محمد تم آسیاسائی کے

ترک کی اوقات بسری کرنے ہوا ہوں لہ عرض کی کہ ہاں صاحب اسی طرح اوقات بسری کرکے ملازم
ومساکر رہتا ہون یہہ سنکر حضرت نے اوسکو دعای خیر دی اور ایک تعویذ عنایت کیا کہ ابہی گہر میں
لیجاؤ اور کسی برتن میں ایک دن رات رکہو اور دوسری روز یہہ تعویذ ہمکو واپس لاؤ حضرت
سے اس تعویذ کو ابہی گہر لے آیے قدرت الہی سے دوسری روز ایسا معاملہ ہوا کہ اوسکا گہر پارچۂ دولت
ہوگیا اور امیر کبیر بن گئے اور کشایش اور آسودگی با یہہ سبب ہوگئی بعد اوسکی اسکا آوازہ بہی
حاص و عام میں مشہور ہوا اور صدہا خدام حوق حوق ہر طرف سے حاضر ہونے لگی ایک دن کا ذکر ہے
کہ ایک شخص سید مطہر نام بحکم المعلوک گرفتار گردش فلکی اوکی خدمت میں مشرف ہوکر متمنا
عرض پرداز ہوا کہ یا مولی عرصہ دس سال کا گذرتا ہے کہ میں نے پیٹ بہر کر روٹی نہیں کہائی
اگر ہزار مشقت حاصل ہوی ہے تو اس طرح کہ صبح سے شام تک حیران و سرگردان رہتا ہون تو شام کو
ایک آدہ پیسا میسر ہوا ہے پس یہہ حیرانی رہتی ہے کہ اگر وہ آپ کہاؤن تو عیال کو کیا جواب دون
آپ میری حالت پر اختلال پر توجہ فرماویں تا اس مصیبت سے نجات پاؤن اور بادل بریان و چشم
گریان یہہ شعر پڑہکر حضرت کی قدموں پر گر پڑا شعر اغثنی یا رسول الله تعالی + نفسی فلا
تردد سوالی + حضرت کو اوسکے حال پر ملال پر رحم آیا ارشاد فرمایا کہ ابی عزیز بعد نماز صبح
کی ایک تسبیح سبحان الله کی بحضور قلبی پڑہا کر اوسنی یہہ وظیفہ شروع کیا اور بعد ایک ہفتہ کی حاضر
خدمت ہوکر عرض کرنے لگا کہ یا مولی اب بفضل الہی روٹی بفراغت حاصل ہوجاتی ہے بعد ازاں اوسکو
اجازت دی کہ اب ہمراہ سبحان الله کے والحمد لله بہی دو دفعہ پڑہا کرو پہر بعد ہفتہ اوسنی عرض کی
کہ اب میں آسودہ و مرفہ ہوگیا ہون تیسری دفعہ اوسکو ہونے اجازت دی کہ اب تمام کلمہ تمجید
یعنی سبحان الله والحمد لله لا اله الا الله والله اکبر ولا حول ولا
قوۃ الا بالله العلی العظیم ہر روز پڑہا کر جب اوسنی پڑہنا شروع کیا تو وہ بڑا
متمول ہوگیا ایک دن پہر وہ حضرت کی خدمت مین آیا آپنے فرمایا کہ اب تیرا کیا حال ہے بیان کر
اوسنی عرض کی کہ یا حضرت آپکی عنایت سے اب یہہ حال ہے کہ جب مین صحرا و میدان کو جاتا ہوں

تو خزاین مدفونہ زمین مجکو آواز دیتی ہین کہ ہمکو اوٹھالی چل اب میری گہر مین ہر طرح سی آسودگی
فقط جو تعویذ حضرت میان وڈا صاحب نی انکو عطا فرمایا تہا جب خزائن کثیر اونکی گہر مین جمع ہو گئے
تو وہ اوس تعویذ کو واپس دینے کے واسطی بخدمت حضرت میان وڈا صاحب کی چلی اونکی دلمین
خیال آیا کہ نقل اس تعویذ کی ضرور اپنی پاس رکہنی چاہئی چنانچہ نقل اوسکی کر لی اور اصل کو
بجنسہ میان وڈا صاحب کے پاس لے گئی اور اجازت اوس تعویذ کی لی بعدہ میان جان محمد صاحب کے
بیٹی حضرت حاجی صاحب اونکی سجادہ نشین ہوی کہتی ہین کہ اوس تعویذ کی اجازت سینہ بسینہ
اونکی خاندان مین اتبک چلی آتی ہے جسکو وہ یہہ تعویذ دیتی ہین مرفہ حال ہو جاتا ہے اونکی خاندانکی
لوگ موضع چک مجاہد مین جو غرب رویہ دریای چناب کی موجود ہین چنانچہ اونمین سی ایک شخص مسمی
حافظ درویش نبیرہ اونکا سن بارہ سو ستر مین لاہور آیا تہا اسوقت یہہ مسجد اور خانقاہ دوبارہ
میان احمد دین سجادہ نشین درس میان وڈا کے سپرد کرکی انکو متولی بنا گیا اور حسب آرزو میان
میان احمد دین کے وہ تعویذ بہی اونکو بتا گیا چنانچہ نقل اوسکی بجنسہ درج ذیل کرتا ہون یہہ
تعویذ میان احمد دین صاحب کسیکو نہین بتاتی اور بہت مخفی رکہتی ہین مگر اونہون نی کمترین کے
اخلاص دل پر مہربانی فرماکر تعویذ عنایت کیا اور اجازت بہی عطا کی اگرچہ تحریر کرنا ایسی چیز کا کہ دنیا
نہین ہوتی مناسب نہ تہا مگر مثل مشہور ہی کہ کلام ربانی تو ہر دوسرے مگر زبان بہی فریدانی چاہئے
حاصل کلام ہذا یہہ ہی کہ اگر نقول و طالیف سی فایدہ تام کسیکو ملتا تو پہر کاہیکو کوئی تلاش مرشد
کی کرتا صدہا کتابین مثل جواہر خمسہ وغیرہ وظائف اور تعویذون کے موجود ہین مگر سوای اجازت
کسی اہل اجازت اور کامل کے کچہہ فایدہ نہین ملتا انشاء اللہ اونہون نے مجکو اجازت دی ہی لہذا مین
تمام اپنی اخوان الزمان کو اوسکی فیض سی مستفیض کرتا ہون کہ جو کوئی اس تعویذ پر توجہ فرمای
تو کمترین کو بدعای خیر یاد کرے معمول اسکا یہہ ہی کہ ہر روز ایک چلہ یعنی گیارہ درود شریف ہزار
بارواح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑہ کر نذر کیا کری اور تعویذ لکہا کری بعد چلہ کی اس
تعویذ کا عامل ہو جاوی گا اور چونکہ یہہ فیض حضرت میان وڈا صاحب سی جاری ہوا ہی چالیس روز

تک ہر درجمعرات اونکی مزار پہ حاضر ہوکر فاتحہ ادا کیا کری اور وہ تعویذ کہ فی الحقیقت حرز جان ہے

یہہ ہے *

بسم اللہ الرحمن الرحیم



ہ ہ ہ ہ ہ ۶۶



میاں حامحمد صاحب کے نوٹی تہی جنکی مریں اونکی مرکے پاس موجود ہیں مگر اسما اونکی میاں احمد دین صاحب کو بہی یاد نہیں صرف یہہ معلوم ہے کہ اونکا فرزند مسمی حاجی صاحب بعد اونکی سجادہ نشین ہوا اور بعد اونکی بیٹا اونکا مسمی عبدالحمید جانشین عبدالحمید کے اولاد تک موضع مذکور میں موجود ہی اور تاریخ وفات میاں حامحمد صاحب کی سن الکہہ اور سیاسی ہم ماہ صفر بروز دوشنبہ ہوئے اب یہاں کوئی عرس وغیرہ تو نہیں ہوتا مگر اولاد اونکی اپنے گاؤں میں فاتحہ سالینہ دلاتی ہیں

در ذکر احوال مقبرہ ابوالحسن خان بن آصف خان مرحوم یہہ مقبرہ

لاہور سی بفاصلہ میل گوشہ گلی میں کہڑا ہی اسکے گوشہ غربی وشمالی میں مکان جاں نثار واقع ہے یہہ گنبد ابوالحسن خان بن آصف خان بن اعتمادالدولہ طہرانی کا بڑا کلاں گنبد تہا افسوس کہ بعہد مہاراجہ شیر سنگہ صدمہ صاعقہ سی گرکر خراب ہو گیا گنبد ہذا اندر سی دو منزلہ اور چاروں طرف آٹھہ کمرے جنکی سقف بطور گنبد تمام سنگ سرخ اسپر نصب تہا اب جنوب رویہ میں سی تا سینہ بلند ایک دہیں محراب سکنہ اور اوسکے اوپر اور محراب جسکا گنبد سالم کہڑا ہے اور غربی و شرقی والی کمری بنیاد سی گر گئی ہیں اب سر فرویہ متصل دیوار مقبرہ تمام ملبہ درچونہ گرا پڑا ہے اور اندر مقبرہ کے غرب رویہ جو دو محراب رہیہ وہ بالائی اب بیچ میں سی گرکر ایک ہو گئی ہیں اور یہہ طرف جو گرگئی ہے اسکے اوپر گنبد بدستور کہڑا ہی یہہ گنبد بطور گنبد علی مردان خاں تا حال دو منزلہ کہ ہی سقف میانہ گنبد جنوب و غرب و قدری شمال کی طرف سی باحال منقش نظر آتی ہے سنہری

کیا تحفہ عمارت ہی کہ اگرچہ بجلی نے ہیئت اصلی اسکی بگاڑ دی ہی لیکن تو بہی جس قدر باقی ہی ثنا خوانی بانی
کر رہی ہے اندر مقبرہ کی تمام استرکاری چوبی کی گنبذ کا رنگ اب اوپر سی سیاہ شمال کی طرف عمارت
اوفتادہ کی کئی ڈھیر لگی ہوئے ہین حال صاعقہ یہہ ہی کہ بعہد مہاراجہ رنجیت سنگہ اس گنبذ مین میگہہ زین
زنبورکان جنرل اوی طابیلہ صاحب بہادر حفاظت بہوپ سنگہ کمیدان رہتی تہی اسوقت وہ آٹہہ دہن
محرابی جو گرد نواح تہی سو باعث حفاظت میگہہ زین بند کرا دی گئی تہے اتفاقاً ایک روز بروز پنجشنبہ
ہفتم ساون سمت ۱۸۹۹ وقت ایک بجے دن کی اسمقام پر بجلی گری اور تخمیناً آٹہہ دس آدمی محافظ میگہہ زین
اوس صدمہ سی مر گئے اور چند مجروح اور گنبذ کو بہی صدمہ عظیم پہونچا فقط یہہ آصف خان ابوالحسن بن
اعتماد الدولہ غیاث بیگ خان طہرانی برادر حقیقی نورجہان بیگم اجلہ امرای جہانگیری سی تہا زمانہ شاہ
جہان مین یمین الدولہ عموی بجان برابر اور خانخانان خطاب پایا اور سن دس سو اکاون مین بعہد
شاہجہانی فوت ہوا بعد اوسکے خلف اسکا شائستہ خان رہا نام اصلی اوسکا ابوطالب ولد آصف خان
ابوالحسن تہا بعہد عالمگیری بباعث فتح کرنے قلاع نظام الملکیہ کے صاحب ہفت ہزاری منصب اور
امیر الامرا صاحب ماہی مراتب نوبت نواز ہوا اور تا دیوان خاص پالکی پر سوار آتا تہا چنانچہ سید
تفضل حسین اسکی اولاد مین سی تا سن بارہ سو تہتر ہجری ۱۲۷۳ دہلی مین زندہ تہی یہہ شائستہ خان سنہ
مین فوت ہوا اور اسی روضہ مین دفن کیا گیا اب نام و نشان انکا باقی نہین ہای افسوس گردش
گردون گردان گردکان را گرد کرد اور تاریخ وصال نواب آصف خان ابوالحسن کی جو مفتی غلام سرور صاحب نی
بامید اندراج یہی سو بجنسہ درج ذیل کیجاتی ہے **شعر** بوالحسن آصف امیر با وقار * عاقل است
عالم است و عامل است * بعد مرگش طرفہ سال انتقال * خان والا بوالحسن آصف دل است *

حال مقبرہ سردار خان بہٹ یعنی نقال

گوشہ شرقی و شمالی مقبرہ ابوالحسن آصف خان کے ایک مقبرہ سفید ہشت پہلو کہڑا ہی صورت اسکی
یہہ ہی کہ چاروں طرف چار دروازہ و قالبوتی اور چار گوشہ خورد محرابی مین طاقچی اوسکی اوپر چار مینار
تہی اب گوشہ ککہنی کا مینار گر گیا ہے گرد نواح اسکی چبوترہ خشتی تہا اب اینٹین اوسکی خشت فروشون نی

نکال لی ہیں سنتا ہوں کہ عہد عالمگیر ایک سید مرزا بیاں نامی ہوا جو کار تعمیرات میں یدطولیٰ
رکھتا تھا مانا گیا ہے اوسکو لاہور میں آٹھ چاہ بطور انعام دیئے وہ یہاں آرہا جو کہ لاولد تھا اسی سبب
سے یہ مقبرہ ایسا ہوا **مقبرہ مخدومہ بیگم اہلیہ نواب ابوالحسن آصف جاہ خان**
مرحوم یہ سڑک شمال رویہ بائیں سڑک ایک اونچا اور میانہ گنبد مربع کھڑا ہے جسکے چاروں طرف چار
دروازے جالیوتی اوپر گنبد مربع ڈھالوان لب بام گرد یہ جو پہلے گچ پختہ اوپر سمرقندی کار کاشی بوسیدہ
یہ مقبرہ مسمات مخدومہ بیگم زوجہ آصف خان ابوالحسن کا ہے کہتے ہیں کہ یہ عورت بڑی نامی
شاعرہ تھی جب ابوالحسن خان فوت ہوا تو بعد فوت کے شائستہ خان نے بصورت وصیت مخدومہ بیگم اوسکو
حافظ قرآن خوان مقبرہ ابوالحسن پر واسطے زیارت شہر کے مقرر کیے اور بعد ازاں جو کہ کر قائم
مقبرہ وقف کر دیا اور اسکا گنبد محض سنسان ہے کہ برسی کی جگہ معلوم ہوتی ہے یہی جو رود ہوا ہے
ہے کہ باعلاوہ اس خان بہادر اس مقبرہ ابوالحسن پر حافظ مقرر تھا اور اکثر اوقات بیگم طعام
کی ان حافظوں کے واسطے بھیجا کرتا تھا اور عہد محمد شاہی میں حضرت حامد قادری صاحب کو یہ مکان بطور
عبادت ملا کہ ہے یعنی اونکی معرفت تقسیم مصارف خانقاہ ابوالحسن ہوا کرتے تھے ابوالحسن خان کے
گنبد کے غرب رویہ ہر گوشہ باغ سرا ایک چاہ کلاں مدور پختہ تا حال موجود ہے یہ اتنا بڑا چاہ ہے
کہ اوسپر دس چرخ جوت کر آسانی زراعت چل سکتے ہیں اسکے اندر جنوب رویہ دیوار چاہ میں
میں ایک در محرابی بطور دریچہ دکھائی دیتا ہے کہتے ہیں کہ یہ چاہ باغچہ ابوالحسن میں جاری تھا
اور مقبرہ ابوالحسن خان کے نیچے جو سرد خانہ وسیع تھا اوس میں سے راہ خفیہ بطور زینہ یہاں اسکا نکالا
کہ جس کا یہ دروازہ کھلا ہے آمد تھا اور معتبر لوگ زبانی اپنے بزرگوں کے بیان کرتے ہیں کہ اندر اس
دریچہ کے بہت اچھا مکان گلکاری عمارت کا ہے ۔ یہ مخدومہ بیگم زوجہ ابوالحسن آصف خان نے سنہ
ایک ہزار چھپن ہجری میں چہارم شعبان بروز دوشنبہ وفات پائی کتاب خلاصۃ التواریخ سے معلوم ہوتی
کہ بعد جہانگیر غزنوی چند مدت لاہور ویران پڑا رہا پھر تاتار خان سلطان بہلول کے ایک امیر
نے شہر لاہور کو آباد دارالامارۃ بنایا بعد اوسکے بابر بادشاہ کے بیٹے کامران مرزا نے یہاں بود و باش

اختیار کی اسوقت مین آبادی اوسکی زیادہ تر بڑہ گئی لیکن اکبر بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت مین
لاہور کی آبادی پر توجہ فرمایا بلکہ ایک شہر پناہ خشتی اسکے گرد بنائی اور ایک دولت خانہ بہی تعمیر
کیا جسکو اب ثمن برج کہتے ہین اس شہر کی زیادہ رونق کا موجب یہہ ہوا کہ بادشاہ نورالدین جہانگیر نے
بڑی بڑی عمارتین بناکر ایک مدت تک یہان نزول اجلال فرمایا اور اس شہر کی رونق کو
بڑہایا چنانچہ وہی عمارتین عہد عالمگیر تک موجود تہین سوا اسکے کچہہ کچہہ عمارتین حویلیان شہزادون کی
بہی یہان بنوائین بلکہ امرای والاشان نے بڑی بڑی عمارات سنگین تعمیر کین خصوصاً عمارات
ابوالحسن بن آصف خان بن اعتماد الدولہ کے نہایت زینت بخش لاہور ہوئین ابوالحسن اجلہ
امرای شاہجہانی سے تہا گرد نواح اس مقبرہ کے بہت عمارات بنیہ اسکی تہین اسکے جنوب یہ
ایک ایسا باغ تہا کہ سبحان اللہ   اور ملکی عہد کی عمارتین عہد مہاراجہ رنجیت سنگہ تک بہی موجود
تہین چونکہ کوئی محافظ نہ تہا لوگون نے اینٹین اوکہار لین فقط جب چہاونی ہای افواج مہاراجہ
رنجیت سنگہ تیار ہوئین تو اونہین مقبرون اور مکانات عہد سلف کی اینٹین اوکہڑ اکر وہان
صرف ہوئین صرف جو جو مکانات کہ نہایت سنگین تہے اور اینٹین اونکی نہ اوکہڑ سکتی تہین وہ
بہر از وقت بچ رہی ہزارہا مقابر و گنبد و مساجد و باغات و حویلیہای قدیمہ جو یادگار امرای سلف
تہین گر گئین اور یہہ بہی خیال نہ کہنا چاہیے کہ شاہدرہ مین قریب مقبرہ جہانگیر بادشاہ کی جو ایک
مقبرہ آصف خان ابوالحسن کا ہے وہ آصف خان ابوالحسن جہانگیری تہا اور یہہ ابوالحسن بن
آصف خان شاہجہانی ہے آصف خان خطاب شاہی ہوتا تہا چنانچہ ہر عہد مین آصف خان ہوتے
آئے ہین

احوال خانقاہ و مزار حضرت گہوڑے شاہ کہ نام اصلی اون کا چہولن شاہ ہے

یہہ مکان چہولن شاہ المشہور گہوڑے شاہ متصل دیوار باغ [illegible]
بہکت رام اور بطرف غرب نایل بجنوب باغ راجہ دینا ناتہہ کے واقع ہے صورت اسکی یہہ ہے کہ
شمال رویہ اسکے دروازہ تا بسینہ بلند دیوار خشتی جسکے بیچ گلی اسکے بطرف غرب وہ دو حجرے [illegible]

حصر میں زیر چبوترہ کے جا ہیں یہہ دیوار مسجد محمت شاہ نقرئی کی بنی جو عرصہ ۳۵ - ۳۶ سال سے
سے بنی ہے اسکی دیوار شمالی اور شرقی موجود ہے جنوبی اور غربی مسمار شدہ زار و گوشہ شرقی میں
ایک چاہ چرخ جو بند والہ جاری ہے غرب رویہ بطرف ناحیہ گلی ہنگت رام اور جنوب رویہ ریش
بقدر ہیچ مکیہ ایک کنال تیرہ مرلہ ہے یہہ چاہ معہ زمین محمت شاہ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے عطا کیا
تہا اور عرصہ تا حال نام شخص اسی چاہ کا کاشتکار ہے دو حصہ پیداواری کا سرکار اور ایک حصہ
خود لیتا ہے اور اس دیوار شمالی کے زمین سے قدرے بلند ایک چبوترہ مطول گلی اسمعیل ہے
جنوب رویہ جہاں دالان ہیں ایک اور چبوترہ آدھ گز بلند جسکا طول دس قدم اور عرض ۵
قدم شمال رویہ اسکے چراغدان ناسیہ بلند ابتداءً چبوترہ پر چار قبریں سادات کی معہ چند درخت متصل
دیوار اندر کی طرف گلاس گہرا ہے اس چبوترہ کی شرق میں ناسیہ بلند ایک اور چبوترہ جستی جسپر درخت
پیپل بکائن ستت اور جنوب رویہ اندر مکان کے ایک دالان جسکے درمیان جالیوتی محرابی اسکے
اوپر ایک چوبارہ پختہ جسکی ایک کہڑکی چوبی معہ طاق پختہ شمال کی طرف اور ایک دروازہ چوبی معہ
طاق پختہ اسکے اندر صحن کشادہ بطرف جنوب اسکے کوٹہہ پختہ جسکا در محرابی مستقیم ہے شرق کی جانب
اسکے اوپر پہلی چوبارہ کی اوپر دوسرا چوبارہ جسکے شمال رویہ کہڑکی صحن کی طرف غرب کیطرف
اس صحن میں ایک اور کوٹہہ جسکے گوشہ میں شاہ نشین درچوبی اسکے اندر شرق کی طرف اور جانب کانزیہ
اس طرف ایک چاہ پختہ چرخی دار ہے قدیمی ہے اسکے غرب رویہ چبوترہ جستی اور گوشہ ایسا میں
ایک مسجد جسکے گردنواح آدھ گز بلند دیوار سیری چونہ گچ سفید غرب رویہ ایک محراب دیوار پر
میں سا کرا اوپر مینار میں تین گنبد ہاں اور دو پہلو میں یہہ چبوترہ مسجد مسیاجی
بنا شدہ ہے اوسکی کوٹ گلی میں ایک گز بلند چبوترہ اوسپر تین قبریں جستی بنا شدہ وکی معہ دوو
اور ایک کریر اسکے گوشہ گلی میں راہ آمد و رفت اوسکی شرق کی طرف تنور حمام تخمیناً چالیس
سلسلہ ان وغیرہ کی اسکے شرق کی طرف ایک اور چبوترہ پختہ جسپر ایک فٹ بلند دیوار سفید مرمری
احاطہ دان جستی سفید اور جنوب کیطرف در محرابی جالیوتی جسکے اوپر مینار اور پہلوؤں میں دو گنبدیاں

خورد اسکی میانہ مین ایک بالشت بلند تہڑا پختہ اوسپر چار قبور ایک حضرت جا محمد لاہوری کی دوسری انکی
زوجہ کی تیسری اور چوتہی انکی دو فرزندان کی یہہ جا محمد صاحب لاہوری مرشد حضرت گہوڑی صاحب کے
تہی شمال رویہ اسکے دو درخت ون اور غرب کیطرف اشجار متفرقہ اوسکے شرق کی طرف ایک قطعہ بلند دیوار حد
قبرستان اسمین قبر عنایت اللہ چودہری قوم اہنگران اور اوسکے پوتی کی شرق رویہ وغرب رویہ اشجار
ون وغیرہ شمالی دیوار کی در محرابی کے شرق کی طرف ایک اور چبوترہ تا سینہ بلند در محرابی اسکا جنوب کی
طرف اوسکے آگے جنوب رویہ ایک زینہ جسکے جنوب رویہ ایک درخت ون بلند کہڑا ہے اور سرہانے چراغدان
خشتی تا کمر ون بلند اس چبوترہ پر جسکے شمال رویہ شارع عام ہی ہزارہا گہوڑے گلی بنیرون پر ٹنگے ہوئی ہین
غرب رویہ اسکے ایک ڈہیر لاکہا گہوڑون کا لگا ہوا ہی اس تہڑہ پر تین قبرین ہین ایک جو بطرف غرب ہے
گہوڑے شاہ صاحب کے اور میانہ والی سید جہولن شاہ صاحب کے اور شرق رویہ میران لطف شاہ کے
اسکے سرہانے درخت ون اسکے گوشہ لگنی مین ایک اور تہڑہ پختہ جسکے سرہانے چراغدان قد آدم بلند
چونہ گچ اور پاس اسکے درخت ون و شرینہہ وبرنا اسپر دو قبرین ایک محبت شاہ اور دوسرے
زمان شاہ کی اور غرب وجنوب رویہ اسکے قبرستان کلان اب امیر وزیر بسہران بلوا وسپر قابض
ہین اوسکی شرق کیطرف قبور خام متعلقان مہر غلام رسول منشی بار گماستری کی فقط حضرت گہوڑے شاہ
کی تہڑہ کے دروازہ کے باہر نیچے بطرف شرق تین قبرین مفصلہ ذیل ہین ایک گلاب شاہ دوسری
گلزار شاہ تیسری بہار شاہ کی جو خادم محبت شاہ کی تہی اور گوشہ لگنی مین اور بہی قبور ہین
حال اس مکان کا یہہ ہی کہ اب یہان کا سے مہتاب شاہ فقیر سجادہ نشین اور مالک ہے اور وہ خادم
لادہڑک شاہ کا اور وہ محبت شاہ کا اور محبت شاہ کی چار خادم تہی ایک گلزار شاہ دوسرا بہار شاہ
تیسرا لادہڑک شاہ چوتہا حضوری شاہ لادہڑک شاہ کی قبر میانی مین ہی اور حضوری شاہ سکے
موضع اوان مین وہان ۱۱ رجب کو میلہ ہوتا ہے اور ۱۲ بیگہہ زمین بہی معاف ہی محبت شاہ سنہ
بارہ سو اکسٹہ مین فوت ہوا اور محبت شاہ خادم میران لطف شاہ کے اور وہ حضرت
محمد حفیظ المشہور جہولن شاہ کی اور وہ شیخ محسن شاہ کی اور وہ حضرت شاہ محمد صاحب کے

اور وہ میراں جان محمدؒ لاہوری کے اور وہ میراں شاہ محمد کے اور وہ میراں سید ولی کہ جنکی مزار کلاں
میں دہلی دروازہ کے موجود ہے وہاں میلا ماہ رمضان کی ۲۷ کو ہوتا ہے اس طرف شہر کی
انکی سمت ہے وہ مکان گلزار شاہ کا آباد کیا اور بارہ بیگھہ زمین بھی معہ جاہ ان کے ساتھ معاف ہے
اور وہ حضرت شیخ عبداللہ پاک بندگی کے جو ساکن محلہ حاجی والہ لاہور کے تھے اور وہ حضرت پاک بندگی
نظام الدین بلخی کے اور قبر حضرت نظام الدین پاک بندگی کے معہ قبر شیخ عبداللہ جو انکے پیر بھائی تھے
مقام لاہور متصل مکان ہرا باغ بھگت رام میں موجود ہے اور نظام الدین بلخی صاحب مرید شیخ
جلال الدین تھانیسری کے اور وہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے اور وہ شیخ احمد عبدالحق کے
اور وہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی کے اور وہ مرید خلیفہ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی
پتی کے اور وہ حضرت شیخ علی احمد صابر کے اور وہ حضرت شیخ بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ
کے اور وہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کے اور وہ حضرت خواجہ خواجگان شاہنشاہ ہندوستان
حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے
اور وہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی کے اور وہ حضرت خواجہ ابو محمد چشتی کے اور وہ حضرت خواجہ
مودود چشتی کے اور وہ حضرت خواجہ ابو احمد چشتی کے اور وہ حضرت ابو اسحاق شامی کے اور وہ حضرت
خواجہ ہبیرۃ البصری کے اور وہ حضرت خواجہ حذیفہ المرعشی کے اور وہ حضرت سلطان الاولیا ابراہیم ادہم
کے اور وہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کے اور وہ حضرت عبدالواحد بن زید کے اور وہ حضرت خواجہ
خواجگان عالیشان حضرت خواجہ ابو الحسن بصری کے رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ علیہم اجمعین الی یوم الدین فقط
عمر حضرت محمد حفیظ المشہور گھوڑی شاہ صاحب کتاب ابراہیمی سے واضح ہوتا ہے کہ اکیونتس سال کی
ہوئی سولہویں ماہ رجب المرجب سن اٹھارہ سو چھیالیس ۱۸۴۶ بعہد محمد شاہ بادشاہ یہ حضرت فوت
ہوئے چنانچہ اب تک اسی تاریخ کو عرس حضرت کا ہوتا ہے ہر دور عرس ہنڈیا رہ فقرا اور قوالی ہوتی
ہے وجہ مشہوری نام گھوڑی شاہ یہ ہے کہ ان حضرت کو گھوڑوں کے ساتھ بہت رغبت تھی جس کی
فرمائش کرتے تھے تو گھوڑا ہی مانگتے تھے ایک دفعہ ایسا ہوا کہ انکے واسطے کوئی مرید اسپ چوبی لا یا تھی

اوس گھوڑی چوبی پر سواری کی اور حالت مین اگر کہا کہ ای گھوڑی دوڑ قدرت الہی سے
وہ گھوڑا دوڑ پڑا اُس روز سی نام انکا گھوڑی شاہ مشہور ہو گیا انکا معمول تہا کہ اکثر شہر مین پہرا
کرتے تھی جب یہہ کرامت انکی مشہور ہوی تو مسمات سودان طوائف انکی مریدہ ہوی اُس وقت مین
یہہ نواح جہان اب مزار ہی چونکہ سودان مشہور تہا اُسنی اپنی مکان کی پاس انکا مکان معہ مسجد
بنوا دیا (اس مکان کے پاس ایک اور گنبذ المشہور سواچہولہ صاحب کا گنبذ تہا وہان قبر اس سودان
طوائف کی تہی اور بڑا بہاری قبرستان اسکی متعلق تہا مگر راجہ تیج سنگہ نی اسکو گرا کر باغ بنوا
برہمنون کو بنش دیا فقط) اتبک گلی گھوڑی طلائی اور نقرئی اور اصلی لوگ وہان چڑہاتی ہین روبرو
اس مکانکی بطرف شمال بیچ مین نو راہ قدیمہ باغ شالامار ہی اور اوسکے شمال کیطرف ایک مسجد المشہور
مسجد گھوڑی شاہ ہی اسکے اندر اسباب فقیر مہتاب شاہ کا رہتا ہے اوسپر تین گنبذ خشتی تہے اشمالی
گر گیا اور میانہ کلان گنبذ اور جنوبی خورد کہڑا ہے اور آگی اسکے صحن مسجد فقط احوال مقبرہ محمود شاہ
صاحب قادری اور اوسکے شمال کیطرف ایک مقبرہ جو نہ گچ نو تیار جسکے لب بام گردنہ مدورہ بہیئہ مقبرہ
اب سن بارہ سو اکیاسی ہجری مین محمود شاہ صاحبنے جو اب لاہور مین موجود ہین اپنی واسطے
بنوایا ہی دروازہ اسکا جنوب رویہ سرہانی جراغدان بنی اسکے تہ خانہ چارون طرف تہرہ پختہ
خشتی اندر تہ خانہ مین جانی کی واسطی راستہ بطور گئو کہاٹ بنا ہوا ہی فقط

حال محمود شاہ صاحب ۵۱

صورت انکی نورانی مرد عابد و فقیر بہت سی خادم انکی لاہور و امرتسر وغیرہ مقامات مین موجود ہین
عمر کی ضعیف سفید ریش سلسلہ انکا قادریہ مجددیہ چنانچہ شجرہ اونکا جو انہون نے بامید اندراج عنایت
کیا بجنسہ درج ذیل کیا جاتا ہے مثنوی خداوندا بحق شاہ کونین + بحیدر ہم بفرزندانش
حسنین + بزین العابدین شاہ مکرم + بباقر جعفر و موسی و کاظم + علی موسی رضا معروف کرخی
نگاہ داری مرا ز آفات چرخی + بسری سقطی و جنید بغداد + بشبلی عبد واحد اہل ارشاد + بحق
بو الفرح آن شاہ طرطوس + بحق بو الحسن ای رب قدوس + بحق انکہ نامش بوسعید ست + کہ

اوراغوث صمدانی مریدست + رہی خادم کہ مخدوم جہان شد + مریدی کامیں کہ پیر عزیز سبالسلام

سخی پیر عالی عبد رزاق + شرف الدین کہ شد مشہور آفاق + سخی آنکہ او عبد وہاب است +

بہاؤ الدین کہ او عالی جناب + عقیل شاہ شمس الدین مولا + ابوالحسن اول شاہ فقرا + سخی

شاہ شمس الدین عارف + گدا رحمن ہائی روشن واقف + جمیل و شاہ کمال و شہ سکندر +

محمد و شیخ احمد جامع داور + سعید عبدالاحد ہم شاہ عابد + مرزا جان جانان ولی مشاہد + غلام

شاہ علی راشان لقا یافت + شہ عبدالکریم ازوی لقا یافت + خداوندا سخی شاہ محمود +

بہ کارم بدیا سار مسعود + یہہ حضرت اکثر اوقات مسجد طلائی لاہور میں بوقت عصر معہ چند جاں میں

تشریف لاتی ہیں قد حضرت کا حضرت الامور صنعا الصمد گندم گوں کشادہ پیشانی سر مخلوق ہاتھ میں

عصا اگر عمامہ یا ٹوپی برنگ گیروی سیاہ یا جامہ لنگی تہمد سے کہتی میں اور اکثر لوگ انکا ادب

سجان کرتے ہیں مکان مسکونہ انکا بازار کشمیری میں بکوچہ کوٹھی داران فقط اس مقبرہ کی کہ انکا مقبرہ

وہاں دو قبریں خام تو سابہ ہیں اور بیرون بھی مسجد میں درخت انار و بیر و توت وگل عباسی

کہتی میں لوگ کہتی میں کہ اونہوں نے مکان مسکونہ اپنا فروخت کرکے یہہ مقبرہ اسا موا ہی تحقیق

سے معلوم ہوا کہ یہہ جگہہ جہاں اب مکان کہوڑی شاہ ہی بعہد آبادی شہر حاجی کا نام مشہور تھا

کہوڑی کرکے [illegible] بعہد محمد شاہ بادشاہ کہوڑی شاہ صاحب نی وفات پائی تو خان بہادر صوبہ لاہور تھا

یہہ حضرت اپنی مکان مسکونہ میں دفن ہوئی قوم سی ہی سید صحیح النسب مشہور ہیں بعد اونکی پہول شاہ

خادم اونکا سجادہ نشین ہوا + بعد اکیس برس کے سن گیارہ سو ستاسی میں فوت ہوا قبر انکی بھی

یہاں ہوئی اور تاریخ وفات انکی کتاب وقائع ابراہیم میں سنہ ۱۱۴۶ تحریر ہی +

احوال مقبرہ پیر روڑان والہ

مقبرہ ابوالحسن خان کی شمال رویہ جو نہر جاری ہے

اوسکی شمال رویہ اور حضرت حامد قادری صاحب کی خانقاہ سی بطرف مغرب ایک قبر مشہور روڑاں والے

پیر کی اس صورت سی ہی کہ ایک تھڑا جستی تا کمر بلند جسکی میری جو پیچ سعید سر ہائی حرا عدان جسکی

راہ آمد و رفت جنوب رویہ گرد نواح بالائی تھڑہ چھوٹی سی دیوار بطور منڈیر قدیمی عہد عالمگیر

بنا ہوئی ہی مگر بعد ازان باوقات مختلفہ بارہا تعمیر ہوتی رہی فقط کرامت مشہورہ انکی اور وجہ تسمیہ
انکی بنام پیر روڑان والہ یہہ ہی کہ انکی قبر پر روڑی ہمیشہ پڑے رہتی ہین جب کسیکو بیماری تپ کی
ہوتی ہی وہ وہان سی ایک روڑا اوٹہاکر لیجاتا ہے اور اوسکو تاگی مین باندہ کر گلے مین ڈال
لیتا ہے بفضل الہی اکثر صحت ہوجاتی ہے بعد صحت وہ شخص حسب المقدور نذر وہان لاکر چڑہاتا
ہی فقط زمینداران جنت گڈہ کی زبانی معلوم ہوا کہ اکثر شیرین روٹیان انکی نذر مقررہ ہے
ایک شخص معمر نظام الدین نامی نے جسکی عمر ایکسو سات سال کی ہے بیان کیا کہ نام ان حضرت کا
سیر عبداللہ شاہ گیلانی ہے اول یہہ حضرت شہر گیلان سی ایران مین تشریف لائی اتفاقاً [illegible]
نواب علی مردان خان مرحوم کا ایسا سخت محموم تہا کہ اطبای آپکے معالجہ سی مجبور تہی جب نواب علی مردانخان
نی تذکرہ انکی آنے کا قندہار مین سُنا تو انکو منت و سماجت ایران سی طلب کیا آپنی آکی ای
اس بیمار کو ازراہ ترحم ایک تعویذ عنایت کیا بمجرد استعمال تعویذ کے تپ اوسکا دور ہوگیا۔
پہر علی مردانخان نے اوس لڑکی کو حضرت کا خادم کیا بعد ازان حضرت سیر کنان ہند مین تشریف
لاکر شاہجہان آباد دہلی مین رہی رجوع خلقت کا انکی طرف بہت سا ہوآیا اتفاقاً آپ بیمار ہوی
اوس ایام مین نواب علی مردانخان آگرہ مین تہا جب اوسنی سُنا تو آپکو وہان طلب کیا۔
جب بیماری سخت ہوئی تو خانقاہ معہ گنبد عالیشان غرب رویہ شہر آگرہ کے تعمیر کرای قدرت
الہی سی بعد چندی آپ کو شفا ہوگئی علی مردان خان کو بادشاہ کی یہان سی حکم روانگی بجانب
لاہور ہوا آپ بہی ہمراہ تشریف لی آئے ایکروز نواب صاحب سی ارشاد کیا کہ تیری وفات
لاہور مین واقع ہوگی اپنا گنبد ایسا بنوا کہ دنیا مین یادگار رہی چنانچہ اوسنی حسب الحکم
انکی اپنا روضہ بنوایا اور درخواست کی کہ مین آپکا بہی روضہ بنواتا ہون آپنی کہا کہ ہمارے
واسطی تو تُنی آگرہ مین گنبد بنوایا مگر جناب الہی مین منظور نہوا لہذا ہمارا منشا ہی کہ ہماری واسطے
ہماری روبرو تو ایک قبر بے تکلف سادہ بنوا دی چنانچہ جیسی آپنی فرمائی اوسنی قبر بنوادی
جب قبر تیار ہوچکی تو آپ بروز پنجشنبہ ۵ محرم سنہ ایکہزار چہانسٹہہ دو سال اول وفات ـ

وپاں ہیں حیات ہیں بہ سرور علی مرداں خاں ہوی علی مرداں خاں تا عمر مدفون ہیں جگہہ اس اور موت سی خاں مرداں علی
ہمیشہ آپکی مزار پر حاضر ہوکر تقسیم طعام غربا کو کرتا اور ہمیشہ پہول بکثرت اونکی قبر پر بہیجتا تہا اس ایک
کرکی ڈہیر لگہا ہی خشک وتر کی آپ کی مزار پر لگی رہتی اسی باعث سی اس نواح کا نام پڑی گئی
پہلواڑی ہوگیا تہا اور اب تک نواح گنبد علی مرداں خاں ومکان ہا سام پڑی پہلواڑی سی مشہور ہی

احوال گنبذ نصرت خان المشہور بہ مقبرہ نستر خان

یہہ گنبد ابوالحسن خاں کی گنبد سی شرق رویہ بفاصلہ تہوڑے واقع ہی گرد نواح اسکی پڑی کشادہ قد آدم
بلند چار دیواری جنکی اس چار دیواری کی غرب کی دیوار کے میانہ میں ایک ڈیوڑہی گور رستہ صاحب
اسکی سر پر لب بام چار مہوٹی سرونی درکلاں ایک ہو ایک مرلہ ہی جسکی سقف سی گنبد نما ہے
اور اسکی شمالی وجنوبی دو دو مکان دو مرلہ بطور رستہ نشین اندر کی طرف دو دو بغلوں میں ڈیوڑہی
کے دو زینہ اوپر جانیکے جنمیں سی مذکورہ زینہ چڑہکے اور رستہ نشین کے جانا ہوتا ہی فقط چار دیواری
کی گوشہ بایب میں ایک برج بعمارت ساخت اوسکی بیچ کوٹہہ جسکا در بطرف گلی اوسکے اوپر
چوبارہ جسکے گلی کی طرف تین کہڑکیاں معہ چوکہٹ کی طاق تختہ اوسکی بغل میں بطرف اسبال
رستہ اوپر جانے کا چار دیواری میں ایک چبوترہ سمن جسکا ارتفاع ۲ گز اوسکی میانہ میں گنبد بلند
چبوترہ سی با عمارت گنبد آٹہہ آٹہہ گز جگہہ کشادہ ہی غرب رویہ سی چبوترہ قدری مسمار تہوڑی کی اٹہوں
کونوں پر آٹہہ موٹہی نشستگاہ مگر اب موٹہرہ گوشہ ایسا اور سب بوسیدہ اس موٹہرہ کے
شرق وشمالی کی طرف رہی بچہ جو بہ گچ سفید اور چبوترہ آگی کو آٹہوں طرف ایک ایک فٹ بلندی
آدہ گز آبارد والی چونہ گچ اسکی شرق وغرب کی طرف دو دو سرحیاں بانگردن بلند یہہ عمارت
مقبرہ زیر وبالا بسطح سی کہ یہہ مقبرہ اندر سی ایک مرلہ اور باہر سی دو مرلہ یعنی مکان میانہ
کرجس میں بہی قبر اور اوپر گنبد ہی ایک مرلہ اور گرد نواح اسکی دو مرلہ یعنی بیچ محراب ہای
نواحی اور اوپر غلام گردش اور غلام گردش کی اندر باہر درہای محرابی تمام جسکی بہ طاقچہ

اٹھون طرف آٹھہ محراب کرسی گنبد کی زمین تہرہ سی ایک فٹ بلند شمالی دہن کے آگے باہر کیطرف
بطرف شمال مع زینہ اور یہہ محراب ایسے کشادہ ہین کہ جنکے اندر دس آدمی بفراغت بیٹھہ سکین الغرض
اٹھون گوشون پر آٹھہ دہن محرابی اور نیرت والی دہن مین زینہ اوپر جانی کا مقام غلام گردش
مین - جنوب رویہ مقبرہ مسجد قدیمی وغیرہ چند مکانات بوسیدہ کورٹ صاحب نی میانہ گنبد مین
چوبی سقف ڈلوائی ہی اس سقف نی گنبد کو دو درجہ والا کر دیا ہے شمال رویہ دہن محرابی جا معلوم
ہوتا ہے کہ اس مقبرہ کی راہ آمد و رفت قدیمہ وہی تہی کیونکہ اسکی آگی بہی زینہ تا حال قایم کہڑا ہے
محراب گوشہ الیسان کی بغل جنوبی مین زینہ اوپر جانیکا در زینہ باہر سی خشتی محرابی سقف اسکی
استرکاری گلکاری نیرت والی محراب مین جب کہڑی ہون تو اوسکی گوشہ شمال مایل بغرب مین اور
زینہ اوپر جانے کا ہے در اس زینہ کا بہی محرابی جسکا ارتفاع دو گز اور عرض بارہ گرہ اسمین
اوپر جانی کی واسطی اول بارہ درجہ زینہ خشتی اوپر اوسکے اور دروازہ خشتی اسکی اوپر آٹھون طرف
گنبد کی گرد نواح غلام گردش اس غلام گردش مین آٹھہ در محرابی ہین اور آٹھہ بطرف اندرون تمام
سفید منقش جنگلہ چوبی عرض اسکا چار گز اسکی دیوارون پر نقاشی معہ نقش و نگار نوران
غلام گردش کی دیوار غربی مین زینہ اوپر جانی گنبد کا اوس زینہ کا در بطرف کلنی اس غلام گردش
کی دو حصہ ہین ایک حصہ مین زینہ جنوب رویہ اور دوسری مین بطرف شرق ہوکر اوپر جاتی ہین شمال رخ
سقف گنبد کا راہ ہے غلام گردش کا یہہ حال ہے کہ اندر کی طرف یکسان آٹھون در محرابی او
باہر کی طرف ایک خورد محرابی اور دوسرا کلان بشکل مربع غربی زینہ سی بارہ زینہ چڑہ کے
اوپر سقف پر جانا ہوتا ہی گرد نواح اس سقف کی کہ جس مین گنبد کہڑا ہے تا کمر بلند دیوار جسکا آثار
ایک گز ہشت پہلو ہر پہلو پر مینا رانگی اوپر گنبد پایان گنبد یون مین آٹھہ آٹھہ در خورد زینہ غربی
پر چڑہ مین تو اوسکی جنوب رویہ متصل گنبد ی ایک در جسکا رخ شمال کیطرف معہ چہ کہٹ چوبی
طاق اسکی اندر کورٹ صاحب نی ایک شہ نشین بنوائی ہی طول اسکا آٹھہ قدم اور عرض گز
جب زیر گنبد مقبرہ مین کہڑی ہون تو آٹھون طرف آٹھہ دہن محرابی جنکے اندر باہر دہن اور بغلون مین

دو دو محراب رہیں پر درس چونہ اوپر گنبد پاک سفیدان اینٹوں دہیوں پر اور ایسے وہیں جسکا حال
علام گردش میں تحریر ہو چکا ہے اور ہر منارہ میں گنبد فقط چار دیواری بیرونی کے اندر بطرف جنوب
ایک مسجد عالیشان معہ حجرہ کھڑی ہے اور ماسوا اسکی اصطبل وغیرہ اور سرا کی طرف ہی کئی کوٹھی بحالت
دوام موجود ہیں ایسکے اندر جنوب کی طرف اور شرق ایسا گنبد اندرون چار دیواری کی کوٹھی بحالت
سفید گورنمنٹ صاحب کی شمال و گنبد ایک چاہ کلاں اب کی جنوب دیوار شمالی کی میانہ میں بھی
ایک اصطبل ایسی چار دیواری کی اندر پانچ کھاٹوں میں ہے اب اوسمیں سے دو کھاٹوں میں فقط گھ
ہی سا ہو رہت کرتا ہی اور بقیہ پڑی دو فقط +

حال بستر خان

از روی تحقیقات کتاب مرآۃ الہند وغیرہ اشخاص معتبرین معمرین سی یہہ واضح ہوا کہ خطاب نام اسکا
نصرت خان اور عام کالانعام نے نام اسکا بستر خان مشہور کر رکھا ہی اور اصلی نام اسکا خواجہ صاحب
قدیمی خاندانی آدمی تھا بپیشگاہ حضرت شاہجہان بادشاہ سی اسکو خطاب خان عزت
عطا ہوا اور بیر عطائی مراتب شاہی مراتب سی سرداری پائی بعدہ اسکے بس اکبرا بستر میں
عالمگیر شاہی ملک نقا ہوا اور حسب الحکم عالمگیر بادشاہ غازی کی یہہ گنبد بس اکبرا بستر میں تیار
ہوا چونکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ اوسکی بہت باقی تہی اوس سی یہہ عمارات عالیشان تیار ہوئیں

قطعہ تاریخ امیر غازی میدان جنگ نصرت خان + کہ بود حملہ تیغش بجنگ سیل بہنگ + چو
خورد ضربت تیغ عار دست اجل + ندا شنید دل سرور امیر و نصرت جنگ +

حال مسجد نواب ذکریا خان مرحوم

جنوب رویہ مقابلہ مزار حضرت مادھو لعل حسین صاحب جو
یہہ مسجد نواب ذکریا خان بن نواب خان بہادر خان ناظم لاہور معہ چاہ و غسلخانہ موجود ہے
شرق رویہ مسجد ہذا چاہ کلاں چرخی دار ایسکے جنوب رویہ دو سقاوہ غسلخانہ اسکی شمال و دیوار
مسجد اسکی طاق و تختہ باہر اس دروازہ کی ایک زینہ شکستہ جنوبی زمین سی یہہ دروازہ ایک
بلند ایسی دروازی کی اندر صحن مسجد جسکا طول سات اور عرض ۱۲ گرد اگرد دیوار نا گردا

بلند خشتی عجونہ گچ سفید دیوار شرقی کے اندر بطرف صحن سبیل و تختہ صحن مین فرش خشتی اور سپر استر کاری
مگر اب کہین کہین سی اکھڑ گئی ہی غرب رویہ درجہ اندرونی سقف سقف سما بقم بنیہ ذکریا خان پچہلی
دنون مین گر گئی تہی پہر منشی غلام رسول صاحب لازم بارگماشتری نی سن بارہ سو انتہر مین بنوادی بنیہ
نواب ذکریا خان اب صرف یہہ چاہ و غسلخانہ اور صحن مسجد اور اوسکی چار دیواری اور غربی دیوار مین
نشان محراب باقی ہین شرقی محراب رخ مسجد کی اوپر کتبہ مدورہ مثلثہ طولانی کاشی کار کلان اسکا
میانہ سفید مایل برنگ آسمانی اور گرد اوسکے دو انگشت برابر عریض خط برنگ نیلا اسمین ایک سطر
اوپر بخط عربی برنگ نیلہ چہوٹی جسمین بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہی اور پہر فصل
الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ + وبہ نستعین اسیطرح محراب شمالی
پر بہی ایک کتبہ کاشی کار اوسکے شمال و جنوب کی طرف چار چار ٹکرہ کاشی کار جسکی زمین نیلی اور
گلکاری سفید جسپر یہہ چار سطرین برنگ سیاہ تحریر ہین شعر خواست در دور شاہ ملک پناہ + شاہ
ہندوستان محمد شاہ + عالم و عادل و سخی زمان + در صف معرکہ چو شیر ژیان + زبدہ بارگاہ او
نواب + ذکریا خان صوبہ پنجاب + بخواہش اگرچہ جمشید ہست + لرزہ در تن فتادہ چون بیدا
یہان تک دو سطرین ختم ہوئین + شعر نیک نام آنکہ نیکنامی او + ہمچو بوی گلست در ہر سو
چاہ و مسجد ز خود بنا بکند + عالی و خوب خوشنما بکند + محض بہر خدا کند این کار + تا نمازی شود نماز
گزار + باز ہرچہ ثواب ازان آید + بسوی بانیش بکن عاید + محراب جنوبی پر بہی ویساہی کتبہ جسکی
زمین سفید اور چارون طرف خط نیلا اور اس کتبہ کے شمال و جنوب کی طرف ویسی ہی چار ٹکرہ کاشی کا
اوسکی میانہ مین یہہ تحریر ہے + یارب از لطف خود نگاہش دار + از شکستن تو در پناہش دار
کرد احداث مسجدی محکم + نیز خوش دور چاہ مستحکم + نزد درگاہ صاحب عرفان + واقف اسرار
حضرت رحمان + آنکہ معروف شد بہ لال حسین + خاک نعلین اوست سرمہ عین + کرد معمار چون بہ سعی تدبیر
مسجد و چاہ را نکو تعمیر + سال تاریخ او غیبم آمد + مسجد نیک باسجان سال ہم ایضاً + جا این سجدہ گاہ از پی
خاص و عام + بنا یافت از مہر دی نیک نام + ز تاریخ او ہر کہ خواہد شمار + بخواند ہزار و مسجد جای

نقراو گل مرغول وغیرہ دیواروں پر رنگ آمیزی جا بجا موجود ہیں اور خانقاہ کی اندر شمال کی طرف ایک گز
سنگ سرخ کا لگا ہوا ہی اب یہہ مسجد بہ قبضہ سجادہ نشین حضرت مادھو لال حسین کے ہے
شہر دہ پاؤ اور یہہ غرب رویہ چار دیواری خانقاہ حضرت مادھو لال حسین ایک درخت لسوڑا کھڑا ہی

حال مقبرہ حضرت شاہ مسکین امری المشہور پیر عنبری رحمۃ اللہ علیہ

شاہ ساجھا ولی میاں میر کے غرب رویہ لاہور سی بگوشہ کلی بفاصلہ چار کوس کا واقع ہی صورت مقبرہ یہہ ہے
کہ اول ایک چبوترہ خشتی چوبہ گز مربع زمین پر اوسکی میانہ میں گنبد میانہ سا مربع کاشی کار بوسیدہ
اندر سی سفید چاروں طرف چار دراب در جنوبی کشادہ اور بقیہ اینٹوں سی مسدود فقط اب یہاں ایک فقیر
ہدایت شاہ نامی خادم میاں محبوب شاہ سجادہ نشین مزار پر انوار حضرت میاں میر کا بیٹھتا ہی حال انکا
یہہ ہی کہ یہہ حضرت خادم بلا واسطہ حضرت میاں میر کی ہیں ہزار ہا کرامات اُنسی سرزد ہوئی وجہ تسمیہ انکا
نام پیر امری یہہ ہے کہ آپ بحسن حیات خود اکثر اسجگہ پر جہاں اب روضہ انکا ہی رہا کرتی تھے اوس وقت
گرد نواح اس مقبرہ کے صرف زمین بارانی تھی اور نہری یعنی کوئی چاہ نہ تھا ایکروز حضرت میاں میر
نے انکو فرمایا کہ اب تم امری زمین کے ساکن ہو یعنی وہاں بغیر چاہ خدا کی امر سی زراعت ہوتی ہے
اسواسطی نام نامی آپکا شاہ مسکین امری مشہور ہو گیا یہہ مقبرہ بھی منیہ دارا شکوہ ہی وفات ان حضرت
کی سال ایکہزار ستاون میں حسب تحریر صاحب سفینۃ العاشقین کے بروز دوشنبہ واقع ہوئی کہتی ہیں
کہ یہہ حضرت بڑی مسکین مزاج تھے اسواسطی لقب انکا مسکین شاہ ہو گیا اصلی نام انکا میر عنایت اللہ
لاہوری ہی جیسے مجذوب بھی رہی اور ایسی پیر کہ بہت مطبوع و مرغوب تھے ؁

حال عمارت حجرہ سید رحمت اللہ جو فیمابین بیگم پورہ و شالامار او مقبرہ سلطان بیگم کے شرقی و شمالی میں واقع ھی

عمارت اس حجرہ کی چوبہ گز
پختہ اور دروازہ بالکونی غرب رویہ جسکے آگے دور یہ پختہ چاروں طرف دیوار قد آدم بلند دیوار
جنوبی و شرقی و شمالی میں حجرہ ہای خشتی بعض ہیں میانہ میں دو قبریں چوبہ گز ایک سید رحمت اللہ

صاحب چشتی اور دوسری انکی صاحبزادی سید برکت اللہ صاحب کے یہہ سید رحمت اللہ صاحب پیر نواب
عبد الصمد خان کی تہی انہوں نے سن ایکہزار ایکسو بیس مین وفات پائی نواب صاحب نے یہہ مقبرہ بنوا دیا
اب اس حجرہ کی جنوب رویہ ایک کوٹہہ گہنگروں کا بنا ہوا ہے جسمین گلاب شاہ نامی فقیر عرصہ ۲۵ برس
سال سے رہتا ہے غرب رویہ اس حجرہ کے ایک دالان سہ در مسقف کہڑا ہے یہہ شاید کسی بارہ دری
کا در ہے اسکے شرق مین ایک کوٹہہ کبوتروں کا گلاب شاہ نے بنوایا ہے اس حجرہ مین حجر وغیرہ بکثرت
رہتی ہین اور یہہ کوٹہہ گہنگروں کا ہے اوسکے شرق رویہ ایک دیوار تین در کی محرابی والی کہڑی ہے +

حال بارہ دری عمارت قدیمہ

اس حجرہ کی شمال رویہ مایل بغرب ایک بارہ دری عالیشان پختہ جسکی چاروں طرف بارہ در محرابی قالبوتی
اور ہر در مین ستون مرغولی خشتی کہڑی ہین موجود ہے اسکے میانہ مین ایک چبوترہ مربع جسکے چاروں
گوشوں پر چار ستون مرغولی محرابی خشتی چونہ گچ یہہ بارہ دری بڑی خوشنما تا حال تمام سالم کہڑی ہے
سقف اسکی مسقف مرتبہ سرکی پوش اب تمام درہای غربی و شمالی اینٹوں سے بند ہین مگر شرقی میانہ
کے دو در بند اور دو کہلے اور اسی طرح جنوبی میانہ کے تہرہ پر قبر کسی ملازم نواب کی تہی اب کمانگر دار بیگم پورہ نے
اسمین کہرلی بنا کر بیل باندہی ہوئی ہین مقام عبرت ہے کہ اولاد نواب خان بہادر مرحوم موجود مگر بباعث
ناداری ان مقامات پر قبضہ نہین کرسکتے نہ اسقدر اونکی پاس طاقت ہے کہ قیمت مکان
مقرر کرکے دیوانی مین نالش کرین اور نہ یہہ ممکن ہے کہ بلا نالش کوئی انکی طرف متوجہ ہووے +

احوال مقبرہ شرف النسا بیگم

سلطان بیگم کے مقبرہ کی شمال رویہ ایک مقبرہ سرو والہ مشہور موجود ہے مقبرہ مربع بہت اونچا بلند چلا گیا ہے اول زمین
سے دو قدم بلند عمارت خشتی سادہ اوسکے اوپر چاروں طرف تا لب گنبد کاشی کا کام ہر گوشہ مین چار چار
نقاشی سرو کاشی کار چینی غرب رویہ ایک در محرابی حال انکا یہہ ہے کہ بی بی شرف النسا بیگم ہمشیرہ حقیقی
نواب خان بہادر نے اپنی جیتے جی یہہ مقبرہ بنوایا اور ہر روز ایک گہنٹہ بعد نماز پیشین قران شریف لیکر
یہان آ بیٹہتی تہے بعد تلاوت آپ تو اوٹہہ جاتے مگر قران شریف اپنا معہ شمشیر یہان رکہہ جاتے تہے

چونکہ یہ گنبد بڑا بلند بنا ہوا تھا اسواسطے وہ محکم رہنے ہوئی لیکن رہائی تھی جب وہ وقت سکھی تو او
وصیت کی کہ میری قبر اسی مقبرہ میں ہو اور بالائے قبر میرا ان شریف بیگ سبز رکھا جاوے جا سجدہ نہ
تعمیر ہو چکی تو چراغ بتی رکھی گئیں اور وہ مقبرہ بھی بنا رکھا گیا اب بعہد سکھاں سکھوں کی وہ دوران ایک شیشم
اندر سے نکالی لوگ کہتے ہیں کہ وہ دوران شریف اور شمشیر بڑی قیمتی تھی فقط اس مقبرہ سرد والے گوشہ
جنوب و شمال میں ایک حوض بڑا کشادہ موجود ہے جسکے دو درجہ ہیں باہر والہ درجہ سکے دیوار ناگر
گنبد اور مینار کی آدھی گر تمام جو ہے جسکے سایہ میں ایک دوارہ شکستہ جنوب رویہ اس تالاب کے بارہ دری
تھی وہ اب بوسیدہ ہو کر کھنڈار ہو گئی ہے یہ تالاب جنت دوش اوکہا سے لگتے تھی مگر اولاد نواب صاحب
سے ایک بیگ کی عرضی سرکار میں دیکر واگذار کرایا اور ایسا ہی ایک اور تالاب اس تالاب کے شمال رویہ
ویران پڑا ہے **احوال مزار کریم شاہ مرحوم** گنبد ابو الحسن خان کے سرقد مائل شمال تہوڑے
فاصلہ حضرت کریم شاہ صاحب کا ہے جو چبوترہ خشتی ناسیدہ گنبد مربع چار گز سے اور اسکے اوپر قبر پختہ
جا بجا خشتی جسمیں بارہ طاقچہ چھوڑا اور ایک بیہ آمد و رفت جنوب رویہ تھا اب مسمار ہو گیا ہے اس چبوترہ
کی شرق کی طرف ایک در چبوترہ ملحقہ چبوترہ پڑا ہے اوپر بھی ایک قبر اور گوشہ مائل میں ایک کوٹھی
اس طرف ایک ایک دیوار جسکی کھڑی ہے جنوب رویہ چبوترہ کی ایک اور چبوترہ بوسیدہ خشتی اوسپر پانچ قبریں
نامعلوم الاسم گوشہ گلی کی طرف دو کوٹھے سقف اسکی شمال رویہ بطرف شرق و شمال دیوار ایک
گز بلند کھڑی ہے اسکے غرب رویہ پانچ قبریں اور ہیں اور گوشہ ایشان میں چاہ کی حرمی جسکا چبوترہ دو فٹ
بلند مذکورہ اس مکانکو اگر مقبرہ ابو الحسن خان کے پاس کھڑے ہو کر دیکھیں تو ٹیوں ہی درخت کیکر نظر آتی ہیں
مگر جب نزدیک جاویں تو یہ خبر معلوم ہوتی ہے آگے بعہد سکھاں یہاں بڑی رونق رہتی تھی ایک دو فقیر
بھی حاضر رہتے تھے اور نوبت نقارہ بھی بجتا تھا فقط قاضیاں لاہور کے خادم ہیں وہ اسکا میلہ بڑے
دھوم دھام سے کیا کرتے تھے مگر اب جب سے کہ قضا قاضی اکبر قاضی بخاری مفلس ہو گئے ہیں یہ مکان ویران آیا ہے

حال مقبرہ مولوی نظام الدین المشہور پیر مہکا

یہ مقبرہ گوشہ مائل موضع گڑھی شاہو میں اور جنوب رویہ سڑک میامیر موجود ہے صورت اسکی یہ ہے کہ

مربع چار پہلو ہر پہلو مین تین درہن اور ہر درہن کے اوپر محراب خورد و میانہ درہن کلان اور پہلون آگے
اوس سے خورد درہن ہای میانہ کے باہر محراب قالبوتی اور اوسکے نیچے اندر دروازہ چشتی اور دروازہ کے
اوپر تا پران اب محراب ہای بالای اور درہن ایک ہی ہوگئی ہین یعنی حد میانہ گر گئی ہے اوپر لب بام چار
طرف باہر گردنہ اب کہین کہین سی بوسیدہ میانہ ہین گنبد کلان اور اندر مقبرہ کے دروازونکی اوپر
زیر گنبد جہان سی عمارت گنبد شروع ہوتی ہے چارون گوشون ہین چار محراب دیوارین تمام چونہ گچ
سقف مقبرہ بی استرکاری اوپر سے گنبد چونہ گچ اب برنگ سیاہ غرب رویہ باہر مقبرہ
کے ایک تہڑہ چونہ گچ اوسپر قبر مائی معصومہ خادمہ حضرت کی - حال انکا یہہ ہی ہے —
کہ نام انکا مولوی نظام الدین سلسلہ انکا چشتیہ اس مقبرہ مین تین قبرین تہین ایک قبر حضرت
مولوی نظام الدین صاحب المشہور پیر مہکا کی اور دو انکی صاحبزادون کی ایک کا نام مولوی امام الدین
اور دوسری کا نام محبوب حسین یہہ دو نو خورد خورد فوت ہوئی تہے اگرچہ صدہا کرامات انسی سرزد
ہوئی ہین مگر اکثر اوقات جو کوئی مہکون والہ اونکی پاس جاتا تہا بفور دعا شفا پاتا تہا چنانچہ
ابتک بہی جو کوئی مہکون والہ وہان جای اور حضرت کی نذر جاروب و سہرہ گل قبول کرے جہٹ پٹ
شفا پاتا ہی چنانچہ ابتک یہہ منت جاری ہے یہہ مقبرہ راقم الحروف کی بزرگون کا ہی اسطرح سی
کہ فقیر نور احمد چشتی مصنف کتاب ہذا ابن مولوی احمد بخش متخلص بہ یکدل بن مولوی غلام حسین
چشتی مرحوم بن مولوی محمد ابراہیم چشتی مغفور بن مولوی ضیا الحق صاحب چشتی اور پیر نظام الدین
المشہور پیر مہکا انکی حقیقی تائی تہی یعنی مولوی ضیا الحق کی باپ مولوی عنایت اللہ صاحب چشتی
اور مولوی نظام الدین صاحب مقبرہ حقیقی بہائی پسران حضرت قاضی محمد عاقل کے تہے تاریخ وفات
انکی دہم ماہ صفر سن گیارہ سو سترہ اب بباعث بی غوری و کم توجہی جناب والدم کے قبور مسمار ہوگئی
ہین فقط شرق رویہ اس مقبرہ کی ایک گز بلند ایک تہڑہ مربع کہڑا ہی عمارت اسکی ایسی پختہ ہے کہ گرانا
اور اوکہاڑنا اوسکا بعید العقل ہے اسکے نیچے ایک تہ خانہ یہہ قبر حضرت پیر مہکا صاحب کی کنیزک مسماۃ
قدم خیر کی ہی اسکے شمال و شرق رویہ اکثر قبور خام ساکنان موضع خیر گڈہ وغیرہ زمینداران اب گرد نواح

اس ہجرہ کی در رحلت شاہ جی کی قطعہ تاریخ وفات حضرت مولوی غلام الدین المشہور پیر مکانی شریف
غلام سرور لاہوری بوقت تصنیف کتاب ہذا واسطہ اندراج مدونی کی پاس بھیجا تھا یہ ہے قطعہ پیر مکانی غلام
ہر دو جہان + شیخ عالم امام دین ہی + بہر سال وصال آنحضرت + گفت سرور غلام دین نبی

احوال تکیہ ملحقہ موضع خیرگڈہ المشہور گڈھی شاہو باہر اس موضع کے

حسب دستور مواضعات شمال رویہ ایک تکیہ ہے اسمین ایک چار دیواری پختہ جسکی کرسی ایک
بلند ہے اسمین قبر سائیں شاہ میر کی تکیہ مزار مداران موضع مذکور کے متصل ہی جسکو وہ چاہیں اس تکیہ میں بٹھلادیں گرچہ
وہ متعلقہ موضع گڈھی شاہو وغیرہ مفصل درج کتاب ہذا ہو چکا ہے لیکن اب کچھہ اور طرح سے احوال اس کا
زبانی نمبرداران موضع ہذا اور وارث تکیہ حبیب اللہ مقدم معلوم ہوا سو بطور زائد کے درج
کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ عملداری میں حاکمان لاہور کی جب گوجر سنگھ حاکم نے قلعہ گوجر سنگھ آباد کیا تو موضع
خیرگڈہ خالی پڑا ہوا تھا جبکہ احمد شاہ ابدالی نے آکر بیگم پورہ کو لوٹا اور تہلکہ عظیم چاروں طرف برپا ہوا تو
لوگوں کے دلوں مین ایسا خوف عظیم پیدا ہوا کہ تمام لوگ اپنی محافظت کے واسطے مکانات فوراً ہی
خالی کر کے جہاں سینگ سمائے چلے جانے لگے وبالاخر بطرف گوشہ نایب خیرگڈہ اور ٹھیکری
شیخ کمبوہ بھی تھے وہ بھی اپنا موضع چھوڑ کر کوئی تو شہر میں اور کوئی مزار شیخ شاہ اور کوئی کہیں اور
کوئی کہیں جا رہے اور شاہو بیلی بھی یہاں سے نکلکر اسی موضع مسکونہ قدیمہ یعنی کربا تھے میں جا بیٹھا کہ جب تک
سو اہی سلطنت لاہور کی امن مین آ رہا اور ایک چاہ علاقہ پوکھہ مین جو پھولی والا چاہ مشہور تھا خرید کر کے
اوقات بسری کرنے لگا بعد اوسکے گوجر سنگھ نے ایک روز دریافت کیا کہ یہان جو ٹھیکری کہ وبالاستی نہ
مالکان اوسکے کہاں چلے گئے حاضرین نے کہا کہ ہمکو سوائے اسکے اور کچھہ معلوم نہیں ہے کہ ایک شخص
حبیب اللہ قدیمی مالک ٹھیکری کہ یہاں متصل ہوکہ زراعت کرتا ہی یہہ سنکر گوجر سنگھ نے اوسکو بلا کر کہا کہ تم اسی
ٹھیکری آباد کرو اوسنے عرض کی کہ سابق میں یہاں ہمارا بہت نقصان ہوا ہے اب میرے پاس صرف
چار بیل اور ایک گاڑی بقیہ اسباب معدودہ ہی علاوہ اسکے یہہ جگہہ سر راہ واقع ہی اگر یہاں سکونت کر کے
صورت آبادی کی کروں تو محافظت محال ہے ہان اگر مقام خیرگڈہ مجکو عنایت ہو جاوے تو البتہ آباد کر لونگا

کیونکہ وہان مکانات تیار اور چار دیواری معہ بروج موجود ہی اس لحاظ سی ہر کوئی بطمع ... آبسی گا یہہ سُنکر اوسنی حکم دیا کہ اچھا بیشک وہ جگہہ تم لے لو بعد ازان اُسکو پگڑی حسب رواج ملک دیکر رخصت کیا اوسنی آکر اپنا مکان رہایش برج گوشہ گگنی مین مقرر کیا اور حجرہ ہای اندرونی دیوار شمالی تمام اپنی قبضہ مین کر لئے چنانچہ اب تک وہ تمام حجری اوسکی اولاد کی قبضہ مین ہین بعد ازان اوسنے اپنی رشتہ دارون مین سی شیخ فیض کو معہ قبایل یہان بلوا کر بطرف جنوب اوسکے نور محمد کو برج گگنی مین آباد کیا پہر مراد بخش جد کلان محمد بخش نمبردار حال وغیرہ بتفاریق آکر آباد ہوتے گئے اوس وقت مین وہی حبیب اللہ کمبو نمبردار مقرر ہوا جب وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا رکن الدین بدستور نمبردار رہا بعد اوسکے مہر وارث اوسکا بیٹا اوس وقت مین ایک شخص مہر پیرا جو بعہد سکہان جمعدار رسائی تہا وارث کی ساتھ بحصہ نصف نمبردار مقرر ہوگیا جب مہر وارث بعملداری انگریزی فوت ہوگیا تو پیر بخش خودمختار تن تنہا نمبردار ہوگیا مگر کچھ حصہ جاپا ابن وارث کو بھی دیتا رہا پہر جب پیر بخش مر گیا تو بعد اوسکے منجانب سرکار محمد بخش بیٹا اوسکا مختار بلا شرکت غیرے نمبردار ہوا چنانچہ اب تک موجود ہے اس مہر جاپا نی فریاد سرکار مین بہ درخواست دلاپانے حق نمبرداری کی تہی مگر باجلاس جناب مسٹر رابرٹ ایلیس اجرٹن صاحب بہادر مقدمہ اوسکا خارج ہوگیا اور حکم ہوا کہ بوقت بندوبست ثانی شکایت اپنی پیش کرے چنانچہ اب تک مہر جاپا کا ارادہ نالش کا ہی فقط اب تیرہ چاہ مزروعہ ملحقہ اس موضع کے ہین

احوال مزار حضرت محمد اسماعیل المشہور میان وڈا

یہہ خانقاہ جنوب رویہ شہلا باغ بہت نزدیک شمال رویہ مقام بڑا اور ریل واقعہ سامنے سی واقع ہی اس خانقاہ مین چار قبور مشہور حضرات مفصلہ ذیل کی ہین - ایک حضرت حافظ محمد اسماعیل المشہور میان وڈا کی اور دوسری حضرت حافظ محمد صاحب کی اور تیسری حضرت نور محمد صاحب کی اور چوتہی میان حافظ محمد صالح کی یہہ حافظ محمد اسماعیل صاحب بڑی ولی کامل صاحب تاثیر مشہور ہین خاندان انکا سہروردیہ اور وطن قدیمی موضع ترکران علاقہ پوٹھوہار قوم سے کہوکھر نام انکے والد کا فتح اللہ بن عبد اللہ خان بن سرفراز خان جسکا بہائی شہنواز خان بڑا معزز آدمی منصب دار تہا موضع ترکران مین آبا و اجداد میان وڈا صاحب کے کار زراعت کیا کرتے تہی مگر میان فتح اللہ والد اونکی صاحب علم ظاہری و باطنی ہو گذرے ہین مزار اونکی موضع جہبہ مین بر لب دریای چناب

زیارت گاہ خلق ہے فقط میاں وڈا صاحب سن نو سو بیانوی میں تولد ہوئے بعد اوسکے والدین اوسکے
نقل مکان کر کے موضع ترکراں سے مقام موضع لنگر مخدوم عبدالکریم صاحب (جو لب دریائے چناب موجود ہے)
آرہے جب میاں وڈا پانچ سال ہوئے تو حسب رسم شرعی اونکو بخدمت حضرت مخدوم عبدالکریم (جو عارف
کامل اور متشرع کامل تھے) واسطے استفادہ تحصیل علمی کے سپرد کیا جب یہہ بالغ ہوئے اور شوق علمی زیادہ
ہوا تو اونہوں نے خدمت اپنے اوستاد کی از حد زیادہ شروع کی اور اوستاد کی طرف سے اونکو واسطے
خدمت آستانہ سائی مقرر ہوئی ایک روز کا ذکر ہے کہ بوقت معمولی آٹا اوستاد کی پاس نہ پہونچا تو اونہوں نے
ایک طالب العلم کو اونکی پاس بہیجا کہ باعث دیر رسی آرد معلوم کرے جب وہ درویش وہاں مقام سکونت
میاں وڈا صاحب پونچا تو کیا دیکہتا ہے کہ میاں وڈا صاحب مشغول تلاوت قرآن شریف ہیں اور خود بخود چکی بے
امداد غیرے قدرت الہی سے مع قدرت لا یزالی ہو کر پہر رہی ہے اوس درویش نے یہہ واقعہ تا دیکہکر
حضرت مخدوم عبدالکریم صاحب کو اطلاع پہونچائی وہ خود وہاں تشریف لائے اور دیکہکر متعجب ہوئے
اور میاں وڈا صاحب کو فرمانے لگے کہ آج سے خدمت آستانہ سائی جو تمہارے سپرد تہی موقوف کی گئی کیونکہ
ہمکو تکلیف دینی سے تکلیف تعالی غیب منظور ہے اوس روز سے اونکی واسطے یہہ خدمت مقرر ہوئی کہ تمام روز
مشغول تحصیل علوم رہا کرو اور فقط دو وقت دودہ ہماری مویشیوں کا دوہ کر ہماری یہاں پہونچا دیا کرو
وہ بجائے اس خدمت کو بہی بجا لاتے رہے بعد ازاں ہمسایگان مخدوم صاحب نے ان حضرت کو پیر اور
صالح ہر دل عزیز تصور کر کے ادعا کی کہ ہمارے یہاں کا دودہ بہی تم ہی دوہ کر لا دیا کرو وہ اونکا دودہ دوہ
لے آیا کرتے فقط اونہوں کی عادت تہی کہ تمام ظروف شیر کو ایک مجمع میں رکہکر سر پر اوٹہا لایا کرتے ہی
ایک روز ایسا معاملہ ہوا کہ مخدوم صاحب اپنی کوٹھی پر بیٹھے ہوئے کیا دیکہتے ہیں کہ میاں وڈا صاحب
کی سر پر سے وہ ری لید مجمع ظروف شیر اوٹہا ہوا چلا آتا ہے اس سے اونکو یقین ہوا کہ وہ ولی کامل ہوگئے
ہیں اسوقت اونکو باعزاز تمام بلا کر فرمایا کہ آپ ولی کامل ہو گئے ہیں اور یہاں برشتہ شاگردی و اوستادی
تکلیف نا بحال آپ کے ہوتی ہے مناسب ہے کہ تم یہاں سے تشریف لیجاؤ اونہوں نے ہر چند اونکا عذر خواہی کے
کی مگر اونہوں نے قبول نفرماکر رخصت کیا اونہوں نے مقام و طرف روانگی پوچھی تو آپ نے اشارہ لب دریا کا

جناب فرمایا آپ وہانسے روانہ ہوکر برلب دریای چناب جہان ایک درخت شیشم سایہ فگن تہا اگر بیٹھ گئے
بعد دو تین روز کے چند طالبعلم انکے پاس اگر شاگرد ہوئے بعد ازان چند عرصہ مین ایکسو چالیس طالب العلم
آپکے پاس جمع ہو گئے بقدرت الہی سے وہان قحط پڑ گیا حتی کہ آپکی شاگرد بہی گرسنگی سے تکلیف پانے لگے ایکروز
کوئی ضعیفہ ایک روٹی پکا کر آپ کی خدمت مین حاضر ہوی حضرت نے اوس سے روٹی لیکر اوس طالبعلم کو
جو آپکے نزدیک بیٹہا ہوا تہا عنایت کی اور اوسنے دوسرے کو دی دی القصہ اسیطرح تسلسل واقع ہوا کہ وہ
روٹی پہر حضرت کے پاس آ پہونچی آپ یہہ حال محبت باہم دیکہکر نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ اگر تم مین
محبت پیدا ہو گئی ہے تو بیشک علایق جسمانی سے تم آزاد ہو گئے ہو اب تم اگر چاہو تو بطور طیور اڑ سکتے ہو اسی
حالت مین آپ کو حالت ہو گئی اور حالت حالت مین بولا اوٹہو کہ تم سبکے سب اڑ جاؤ یہہ سنتے ہی وہ
تمام اڑ گئے اور اپنے اپنے مقامات متوطنہ مین پہونچکر عارف کامل ہو گئے بوقت طیران ایک طالب العلم
کہ جسکا نام محمد فاضل تہا آپ نے عصای مبارک مار کر کہا کہ تو تو ہمارے پاس رہو وہ گر پڑا مگر صدمہ ضرب
عصا سے لنگڑا ہو گیا واضح ہو کہ پنجابی زبان مین لنگڑے کو لنگا کہتے ہین اسی باعث اب جو موضع وہان
بمقام درخت شیشم آباد ہے اوسکا نام موضع لنگے مشہور ہے اتبک وہان تدریس ہوتی ہے اور وہین
محمد فاضل لنگے کی قبر زیارتگاہ خلایق ہے بعد اوسکے میان صاحب کو مخدوم صاحب سے باطنی ارشاد ہوا
کہ لاہور مین چلے جاؤ آپ بعمر تنتالیس سالہ یہان لاہور مین پہونچکر بمقام تیل پورہ (جو ایک محلہ بوقت آبادی
لاہور شہر قدیم مشہور تہا وہین اب آپ کی قبر ہے اسوقت جہان محلہ تیل پورہ آباد تہا اب وہان
گورستان تیلیان ہے اور بوقت کندیدگی زمین اب بہی گاہ گاہ وہان سے صابون کی چکیان برآمد ہوتی
ہین) اگر ایک مسجد غیر آباد مین مقام کیا بعد چندے دل حضرت کا اوداس ہوا آپنے ارادہ کیا کہ یہان سے
چلے جاوین اوس وقت ایک سید بزرگ محمود صاحب (جنکا مقبرہ غربا دیہ درس میان وڈا صاحب موجود ہے
اوس محلہ مین سکونت پذیر تہی اونہوں نے آپکا ارادہ دریافت کر کے فرمایا کہ آپ کو لازم ہے کہ آپ ایک
چلہ یعنی چالیس روز بمزار پرانوار حضرت پیر علی گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ معتکف رہین اس سے آپکو
تسکین کلی عطا ہو گی آپ نے ویسا ہی کیا پہر تو صفای کلی حاصل ہو گئی اور چند روز مین مجمع کثیر طالب العلمان

ایک محمد عظیم سب سے بڑا فرزند دوسرا امام الدین تیسرا محمد الدین جو تہا غلام محمد فقط یہہ سجادہ نشین حال تو کہتا ہے کہ ابا اجداد ہمارے برابر سجادہ نشین لے الیوم چلے آئے ہین مگر اشخاص معتبرین نواحیات تصدیق اسکی نہین کرتے انکا بیان بہی مفصل درج ذیل ہے فقط واضح ہو کہ یہہ میان وڈا صاحب علم فقہ مین بڑی دستگاہ رکہتے تہے مگر تعجب یہہ ہی کہ اونہون نے سوا ہی قران شریف اور کتاب فرایض کی اور کوی کتاب نہ پڑہی ہوی تہی (اور بابو کی فرایض ایک کتاب فقہ بزبان پنجابی مشہور ہی جسکو اب بہی اکثر مستورات پڑہتی ہین) فیضان انکا بہت جاری تہا یعنی جو کوی خواہشمند قران شریف پڑہنی کا انکی خدمت مین حاضر ہوا بسبب تمام قران پڑہکر فیضیاب ہوگیا ایک روزکا ذکر ہے کہ ایک شخص میان وڈا صاحب کی پاس آکر کہنے لگا کہ یا حضرت میری جورو حافظ قران ہے اور مین بالکل ناخواندہ ہون اور وہ مجکو قربت سی مانع ہوکر کہتی ہے کہ جب تک تو قران خوان نہین ہوگا مین تیری ہم بستر ہونگی آپ مہربانی کیجیی اور ایک روز مین مجھے قران پڑہا دیجیی آپ نی کہا کہ ایک روز مین پڑہانا قران کا امی محض کو ممکن نہین البتہ عرصہ چہہ مہینے مین ہم پڑہا سکتے ہین اوسنی بہت نہایت آزردہ ہوکر بکرر عرض کی تو آپنی فرمایا کہ اچہا آج کی رات تو یہان رہ اور صبح کو جب ہم نماز سے فارغ ہون تو تو نی ہمارے دہنی ہاتہہ کی طرف بیٹہنا جب ہم سلام پہیرینگے تو تجہہ پر نظر عنایت کرینگے انشا اللہ تعالی تو حافظ قران ہوجاسے گا دوسری روز بعد سلام اول نظر عنایت آپکی اطرف راست جس طرف وہ سایل حاضر تہا پڑی اور بعد ازان اطرف چپ پس جسقدر نمازی لوگ بطرف راست تہے وہ سب حافظ قران اور بطرف چپ والے ناظرہ خوان ہوگئی یہہ کرامت دیکہکر تمام خلقت معتقد ہوی اونہون نے فرمایا ہی کہ ہماری قبر سے بہی یہہ فیض جاری رہیگا چنانچہ اتبک جس کسیکا ذہن کند ہوتا ہے تو وہ اونکی قبر کا گہاس جاکر کہاتا ہے اوسکو قرآن شریف جلدی آجاتا ہے فقط شجرہ انکا یہہ ہے +

کہ حضرت محمد اسمعیل المشہور میان وڈا کی مرشد کا نام مخدوم عبد الکریم اور اونکا مرشد مخدوم طیب اور اونکا حضرت مخدوم برہان الدین اور اونکا مخدوم حسام الدین متقی اور اونکا مخدوم بہاء الدین ذکریا ملتانی اور اونکی مرشد حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور اونکی پیر حضرت ضیاء الدین

ابوالحسن اور اونکے حضرت شیخ وجیہ الدین اور اونکے حضرت شیخ محمد اور اونکے شیخ احمد اور اونکے شیخ ممشاد علو
دینوری اور اونکو دونوں سلسلوں میں اجازت تھی یعنی سلسلہ چشتیہ و سہروردیہ میں اور اونکے مرشد
سلسلہ سہروردیہ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی اور اونکے شیخ سری سقطی اور اونکے حضرت معروف کرخی
اور اونکے داؤد طائی اور اونکے حضرت حبیب عجمی اور اونکے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور اونکے
جناب شاہ ولایت کان ہدایت وصی المصطفے علی المرتضی اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
وعلیہ السلام فقط صاحبان ہر شجرہ قبور متصلہ خانقاہ حضرت جنکی نام اوپر درج ہوئے ہیں وہ بھی انکی ہی جانشین تھے
چنانچہ حضرت حامد محمد کا ذکر کرتے ہیں کہ یہہ مقام پیر دیرا آباد میں جو متصل موضع خواجہ سعید منڈودی صاحبزادہ
ہر دو مرشد تھے جنکا حال مفرد صاحبزادہ صاحب میں مفصل تحریر ہو چکا ہے بخدمت حضرت عبد الحمید پڑھا کرتے تھے اور
میاں عبد الحمید صاحب وڈا صاحب کے (جو اوس وقت میں گنج والی مشہور تھے اور وجہ تسمیہ اس شہرت کی یہ ہے
کہ محلہ گنج پورہ ملحقہ محلہ تیل پورہ تھا) مرید و خادم تھے اور اکثر واسطے افادہ تحصیل علم باطنی کے انکے پاس
جایا کرتے تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ میاں عبد الحمید صاحب میاں حامد محمد شاگرد اپنے کو اپنے ساتھ
بخدمت حضرت میاں وڈا صاحب لے آئے جب حضرت کے پاس پہونچے تو آپ نے حامد محمد کو فرمایا کہ ای لڑکے
اگر تجھے اللہ تعالی عالم فاضل کرے تو تو ہمکو بھی علم پڑھا دے گا وہ باعث ادب کے خاموش رہا میاں عبد الحمید
صاحب نے اوسکو کہا کہ ای لڑکے تو آپ کی خدمت میں عرض کر کہ اگر اللہ تعالی نے مجھکو صاحب علم کر دیگا تو میں ضرور
آپ کو پڑھایا کرونگا بعد اوسکے حضرت میاں وڈا صاحب نے اوسکے سر پر مہربانی سے ہاتھ پھیرا اوس دن سے
اونکو ترقی علم ہونے لگی بعد اوسکے میاں عبد الحمید نے جب دیکھا کہ اب یہہ لڑکا یعنی حامد محمد قابل ہو چلا ہے
تو اوسکو بخدمت اپنی اوستاد الموسوم میاں تیمور کے لیجاکر سپرد کیا قدرت الہی سے وہ تھوڑے عرصہ میں فاضل
کامل ہو گئے اور علم فقہ اور حدیث میں ید طولی حاصل کیا حتی کہ میاں تیمور صاحب نے اونکو اپنا قائم مقام
کر کے عہدہ تدریس عنایت کیا اونہوں نے باین شرط یہہ عہدہ قبول کیا کہ وقت تدریس آپ میرے
پاس بیٹھا کریں تاکہ اگر کوئی عقدہ پیش ہو تو عرض کر کے حل کر لیا کروں اونہوں نے یہہ امر قبول کیا
بعد اوسکے ایک شب کا ذکر ہے کہ میاں وڈا صاحب مقام گنج پورہ یاد الہی میں مصروف تھے کہ یکایک

اونکی دل مین خطرہ ہوا کہ میان جان محمد نے ہم سے اقرار کیا تہا کہ اگر اوسکو خدا علم عطا کرے تو وہ ہمکو بہی پڑہایا کرے گا
اب خدا نے اوسکو صاحب علم کیا مگر اوسنے اپنا وعدہ فراموش کیا ہے اوس وقت میان جان محمد صاحب بمقام
برویز آباد بیاد الہی مصروف تہے اونکو الہام ہوا کہ میان صاحب کو تمہاری کشش ہے تم دوانسی اوٹہہ کر انکی
خدمت مین بمقام گنج پورہ حاضر ہوی اور دروازہ کی باہر کہڑے ہوکر عرض کی کہ یا حضرت بندہ حاضر ہے میان صاحب نے
اوٹہکر دروازہ کہول دیا اور وہ حجرہ جسمین اوس وقت میان صاحب بیٹہے ہوے تہے اب تک متصل مسجد
موجود ہے جب میان جان محمد صاحب اندر آئے تو آپنے اونسے معانقہ کیا اس معانقہ سے اونکو بہت فیض حاصل
ہوا بعد ازان آپنے اونسے کہا کہ وہ اقرار پورا کرو میان جان محمد صاحب نے عرض کی کہ بندہ حاضر ہے آپ نے
ہفتہ مین دو دن مقرر فرمائے کہ ہمکو پڑہایا کرو ہم علم حدیث پڑہا کرینگے آپنے آنکہین بند کرلین میان جان محمد
صاحب اپنی تذکرہ مین لکہتے ہین کہ بعضی عقدہ لاینحل جو مجکو حضرت اوستادی میان تیمور صاحب سے حل نہین
ہوی تہی وہ ببرکت صحبت آنحضرت کے خود بخود حل ہوجاتے تہے غرضکہ اس صحبت سے اونکو صفای کلی حاصل ہوگئی
منقول اللفظ مشہور ہی کہ ان ایام مین ایک فقیر فنا بین برویز آباد اور گنج پورہ رہا کرتا تہا اوسکا معمول تہا
کہ جب کوئی فقیر صاحب کمال اودہر سے آیا جایا کرتا تو وہ باواز بلند کہا کرتا کہ اللہ غنی جب وہ فقیر اوسکی
ساتہہ آنکہہ ملاتا تو وہ آنکہہ ملاتی ہی برکت اوسکی کہینچ لیتا ایک روز میان جان محمد صاحب بہی یہی معاملہ
درپیش آیا وہ خالی ہو کر بخدمت میان وڈا صاحب حاضر ہوے اونہون نے دیکہکر براہ مہربانی اونکو
اپنے ہمراہ لیا اور بخدمت اوس فقیر کرامت کش کے تشریف لاکر کہا کہ بہائی بیگانی دولت بجبر لینا درویشونکو لازم
نہین ہوتا اس بیچارہ کی سرمایہ حیات یعنی برکت اندوختہ واپس دیدو اوسنے بپاس خاطر اونکی کرامت
مغصوبہ واپس دیکر کہا کہ اچہا یہہ دولت اپنی ملک لیجا مگر ہمارا طعنہ بہی تجہپر جاری رہیگا کہ ایک تو تیری
اولاد نہوگی اور دوسرا قبر تیری ایک جگہہ سے اوکہڑ کر دوسری جگہہ مین بنیگی چنانچہ آخرکار ایسا ہی
ہوا یعنی جب وہ سن گیارہ سو ننانوہ مین فوت ہوی تو منڈہی برویز مین مدفون ہوے بعد چندی نمبردار
موضع کو خواب مین اوستادنے فرمایا کہ ای مقدم نمبردار ہمارا صندوق یہانسے نکالکر متصل خانقاہ
میان وڈا صاحب کے دفن کر اگر اسمین فرق کرے گا تو بلای عظیم شہر پر پڑیگی ازانجا کہ لوگ اونکو

سے رکھ جاتے تھے اس لحاظ سے دوسری طرف سرہانے صندوق اونکا وہاں سے نکالکر متصل قبر حضرت
میاں وڈا کے طرف مغرب دفن کیا مگر اونکی قبر کو لحاظ آداب ذرہ چھوٹا رکھا دوسرے روز بعد گذشتے
رات کے وہ قبر برابر قبر میاں صاحب کے ہو گئی اس سے تمام لوگونکو یقین ہوا کہ رتبہ انکا جناب
الٰہی میں برابر رتبہ میاں وڈا صاحب کے ہے تاریخ وفات میاں جان محمد صاحب کی دیوار شرقی
چار دیواری خانقاہ ہذا پر یہہ تحریر ہے **قطعہ** جہان معنی وجان محمد + کہ از عشق محمد گشتہ
محمود + خرد از فصل حق تاریخ سالش + وصال عاشق ومعشوق فرمود + فقط

حضرت حامد قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنکی خانقاہ متصل مقبرہ علی مردان خان زیارت گاہ خلق ہے
اور حال اونکا مفصل درج کتاب ہذا ہو چکا ہے زبانی اپنے اوستاد حافظ تیمور کے نقل فرماتے ہیں
کہ جب حضرت میاں وڈا صاحب بحالت خورد سالی اوستاد کے پاس پڑھنے کو بیٹھے تو اتفاقاً کوئی لفظ
قرآن میں ایسا آیا کہ اوستاد اوس لفظ کو مرفوع یعنی بالرفع پڑھا کہتا تہا اور شاگرد یعنی کسرہ پڑھتے
تھے اس معاملہ میں تکرار باہم اوستاد شاگرد واقع ہوا بعد اوسکے اوستاد حسب عادت
خود قیلولہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آیا اور دونوں اوستاد شاگرد کو لوح محفوظ پر لے گیا
اور وہاں جاکر وہ لفظ کہ جسپر تکرار تہا اوستاد کو دکہلایا جب اوستاد نے وہ لفظ دیکہا تو نادم ہوا
کہ حضرت میاں وڈا صاحب حق پر ہیں جب اوٹہا تو حضرت کو بہت سا پیار کیا اور آپکی والدہ کو
بلاکر کہا کہ یہہ لڑکا تمہارا صاحب کمال اور ولی کامل ہے مجکو طاقت نہیں کہ اسکو پڑہاؤں ملکہ
ہمکو لازم ہے کہ اس سے استفادہ کریں تم اسکو کسی اوستاد کامل کے پاس لیجاؤ اور تمام حال گذشتہ
کہہ سنایا بعدہ حضرت کی والدہ نے اونکو بخدمت حضرت عبد الکریم صاحب کے حاضر کیا وہاں انکا یہہ معمول تہا
کہ ایک شخص میاں نور محمد تہی (جنکی قبر حضرت کی قبر کے نیچے ہے اور وہ حضرت کے دودہ بہائی اور پیر بہائی اور اوستاد بہائی بہی تہے) باہم ملکر گاؤں حضرت اوستاد صاحب کی جاتے تہے اوستاد
کا معمول تہا کہ چند آیات قرآن شریف ایک چوب دستی پر تحریر کرکے فرمایا کرتے کہ تا گاؤں پہنچ
جاؤ اور سبق بہی یاد کرو چنانچہ وہ اسیطرح سبق یاد کرلیتے تہے اور سنگ تعلیم اون دونوں کو اوسی گاؤں میں

ملتا تھا اور وہ ایسا تیلا ہوتا تھا کہ بغیر جرعہ نوشی کے کہا یا نجاتا تھا بعد چندے جب وہ دونو حضرات
اوستاد سی رخصت ہوکر موضع لگے مین پہونچے تو وہان ایک مسجد تھی جسکا شہتیر شکستہ بوسیدہ تھا
اونہون نے ارادہ کیا کہ نیا شہتیر اسمین ڈالین اس نیت سے اونہون نے ایک شہتیر کلان طلب کرایا
جب اوسکو اوٹھانے لگے تو بہت لوگ جمع ہوی مگر وہ نہ اوٹھہ سکا تب حضرت نے کہا کہ تم تمام لوگ
ہٹ جاو مین اکیلا اٹھا لونگا یہہ کہکر حضرت اوٹھی اور اپنا عصا اوس شہتیر پر مارا وہ عصا اوس
شہتیر مین گھس گیا چنانچہ ابتک اوس شہتیر مین ضرب عصا کا سوراخ موجود ہے اور وہ شہتیر خود
بخود چہت پر چڑہ گیا فقط اور یہہ بہی مشہور ہے کہ میان صاحب کی پاس سے تین سو ساٹہہ طالب العلم
حافظ ہوکر اسطرح اپنے اپنے ملکو مین گئی کہ بجز درخت انکو جاح یعنی پر پیدا ہوگئی اور وہ اوڑکر اپنے
وطن مین پہونچ گئے میان صاحب کی ایک بہائی حقیقی سیسے محمد خلیل تہے وہ حضرت سی رخصت ہوکر حج
کو گئی جب حضرت میان صاحب کو خبر ملی کہ وہ بمقام ملتان جا پہونچے ہین تو حضرت نی بجناب الہی عرض کی
کہ یا الہی محمد خلیل صاحب استغراق ہی اوسکو تو واپس میرے پاس پہونچا دی اس سے اونکو مقام ملتان
ایسی کشش ہوئی کہ صبح کو اوٹہکر روانہ لاہور ہونے لگے اور بحالت استغراق مین مسجد مسکونہ کو کہنی لگے کہ ای
مسجد ہمارے ساتہہ چل قدرت الہی سے وہ مسجد اونکی ساتہہ روانہ ہوی جب ملتانیون نے یہہ امر دیکہا تو
تمام شہر مین غلغلہ پڑ گیا کہ ایک درویش لاہوری مسجد کو اپنی ساتہہ لئے جاتا ہے یہہ سنکر اکثر زاہدان
ملتان نے اگر مسجد کو بزور کرامت روکنا چاہا وہ نہ رکی اسپر انمین سی ایک شخص نے جو بڑا صاحب کمال تہا
مراقبہ کرکے دیکہا تو معلوم کیا کہ یہہ محمد خلیل حقیقی برادر محمد اسماعیل کا ہے جو لاہور مین بمحلہ گنج بورہ رہتی
ہین ناچار اوسنے بزور باطنی میان وڈا صاحب کی خدمت مین عرض کرکے مسجد کو وہان رکہا-
قبر انکی موضع جہنی داجاٹ ضلع سیالکوٹ مین موجود ہے فقط میان وڈا صاحب چار بہائی حقیقی
تہے ایک محمد اسماعیل المشہور میان وڈا دوسرے محمد خلیل تیسری محمد ابراہیم قبر انکی پاس قبر محمد خلیل کے
ہی اور چوتہی حضرت محمد حسین انکی قبر کسیکو معلوم نہین مگر گورستان ہی میان صاحبان مین تہے یہہ چارون بہائی
تارک الدنیا تہے حتی کہ تمام عمر مجرد رہے + ایکروز کا ذکر ہے کہ آپ نماز پر گہر سے ہوی تہے : ناقف ہوا

کہ ادب کر حضرت نادم ہو کر رونے لگے اور پھر توبہ کر کے مستعد آدائی نماز ہوئے پھر بالکل فالج ہوا کرای
تھے اسماعیل تری بہت کی طرف ایک رحل قرآن شریف کی پڑی ہے اوسکو سنبھال رکھ سکے حضرت نے درویشوں کو
کہا کہ تلاش کرو لاؤ درویشوں نے عرض کی کہ مولی اس وقت لوٹ میں جو اندر بھی لگے پڑے ہیں فلاں دین
کی رحل کہیں نہیں آپ نے کہا کہ اوسکو اوٹھا لاؤ بعد اوسکی نماز آدا کی اسحاق ابن یوسف کی اوس مسجد میں
درجہ ہیم کہڑا ہے میاں صاحب کی پہڑے پر جو تہا قبر محمد صالح صاحب کی ہے اسکی نائب میاں احمد دین
سجادہ نشین یوں بیان کرتے ہے کہ یہ محمد صالح صاحب اولاد میاں سہ لوا ربعان ہے اور میاں کسر دراز خان
حکماں میاں وڈا صاحب سے مرید ہوئے اونکی اولاد کے ہوں لیکن پیر کہنا کرانا اور حضرت کی جان کرکے مشہور تہے جب محمد صالح نے اپنے
وطن میں چرچا میاں وڈا صاحب کا سنا تو واسطے تحصیل علم کے واسطے یہاں لاہور میں آکی خدمت
میں حاضر ہوئی جس روز کہ محمد صالح نے یہاں داخل ہوتا تھا اوس روز میاں وڈا صاحب مسجد سے بار بار اوٹھ
اوٹھ کر باہر آتے تھے جب لوگوں نے پوچھا کہ یا حضرت آج اس تردد اور بیکلی کا کیا باعث ہے تو اونہوں نے
فرمایا کہ آج ہمارا ایک فرزند یہاں آونگا چنانچہ بعد ایک ساعت کے محمد صالح آ پہنچے اور آکی خدمت میں
حاضر ہو کر تحصیل علوم ظاہری و باطنی مصروف رہی چنانچہ چند عرصہ میں تری صاحب کمال و صاحب حال
ہوئی بعد حضرت میاں وڈا صاحب نے اونکی شادی بھی یہاں کرائی اوس سے اولاد نہوی پھر دوسری
شادی کرائی وہ بھی بقضائے الہی مر گئی جب میاں صاحب نے تیسری شادی کا تردد کیا تو اونہوں نے
فرمایا کہ میں تو بہت درویش مفلس ہوں اور آپ میری شادی سے کر اولاد کے واسطے کرتے ہیں اگر اولاد
ہوئی تو وہ جابجا گدائی کہا کریں گا آپ نے فرمایا کہ تو ہماری قبر پر بیٹھ رہنا رزق کی کچھ پرواہ
نہ ہوگی بلکہ تیری اولاد بھی جو کوئی سجادہ نشین ہوگا خوش و خرم رہیگا اور یہ اونکی کرامت
ہے کہ الی الیوم سجادہ نشین اونکے ہمیشہ مرفہ الحال ہیں چنانچہ اب بھی دو چاہات مزروعہ جنکی بیبا
ہنا دسنگہ ہے عطیہ سرکار رنجیت سنگہ ہیں اور دو چاہات دیگر ایک قدیمی عطیہ سلاطین چغتائی ور
دوسرا از جدید میاں احمد دین سجادہ نشین حال اب چاہ جدید اور چاہ قدیمہ کا جو عطیہ سلاطین سلف
ہے معاملہ سرکار میں دیتی ہیں فقط مسجد عالمگیر یہاں لاہور میں باغات دھیرہ جاتاں معاف تہی اور ایک چاہ موضع

ملنے مین اور جدید سو بگہہ زمین لون میانی مین احمد دین سجادہ نشین حال ا ہ ر
سکے ساتہہ ملحق کرتا ہی کہ احمد دین بن شرف الدین بن حافظ معز الدین بن حافظ محمود دین حافظ محمد صالح
بن خیر محمد بن حیات محمد بن شہ نواز خان تحفہ بی شکیہہ بیان الکافرین قیاس ہی مگر مسمی تہود بدر دین
وغیرہ ابا رد غیرہ اولاد صاحب خان بن محمد حنیف بن قاضی محمد باقر بن قاضی نور محمد بن قاضی عبد اللطیف
بن قاضی محمد ابراہیم بیان کرتے ہین کہ احمد دین سجادہ نشین حال مالک اس خانقاہ کا نہین ہے بلکہ اصل
حال یون ہے کہ قاضی محمد ابراہیم مورث اعلے ہمارا قاضی لاہور تہا جب اوسنے شہرہ میانصاحب کا
سنا تو انکو موضع لنگے مسی یہان لی آیا مقام خانقاہ اوسوقت مکان بود و باش قاضی عبد اللطیف کا تہا
حضرت اس مسجد مین جو تہودہی سکونت پذیر ہو کر تدریس مین مشغول رہے قاضیونکی حویلیان اور
جاگیر بہی اسے نواح مین تہین چنانچہ ابتک چاہ قاضیان والہ ہمارے قبضہ مین ہے اگرچہ اسبات کی
اثبات مین انہون نے ایک دو فرمان بادشاہی بہی فدویکو دکہائے لیکن کمترین کو ان خرخشون سے
کیا حاصل اگر انکو کچھ شکایت ہوگے تو دروازہ عدالت واہے ظاہراً میان احمد دین صاحب نہایت
خلیق کم گو بزرگ زادی ہین والدان حضرت کے میان شرف الدین صاحب بہی نہایت شریف خاندانے
آدمی تہی کیون نہو - کسے را کہ بابا فلاطون بود ٭ ازان باہنر بے ہنر چون بود - اکثر وسائی نواح خانقاہ
قدیمی قبضہ بزرگان سجادہ نشین کا بیان کرتی ہین تہود غیرہ کا لایق اعتماد نہین مگر ان زمین متعلقہ
خانقاہ اگر انکی موروثی ہو تو قبضہ کجا اس زمانہ مین میان احمد دین صاحب کا دم غنیمت ہی فیضان عام
انکا جاری ہے صد ما نابینا از کار رفتہ لولے لنگڑے انکی وسیلہ سے پرورش پاتی اور علم حاصل کرتے ہین
ضلع لاہور مین کوئی اور ایسی خانقاہ نہین جسمین اسقدر صرف روز مرہ محض للہ ہوتا ہو اور یہہ انتظام
کچھہ جدید نہین بلکہ جناب حضرت شرف الدین صاحب کے ابا و اجدا کے عہد سے برابر چلا آتا ہے اور والد
انکے شرف الدین صاحب جو جامع شرافت و نجابت تہی اسے تدریس قرآنی مین مدت العمر اسمقام پر
مصروف رہے کہ ہزار ہا نابینا لوگ اونکی خدمت مین رہکر بنعمت حفظ قرآن مشرف ہوی سبحان اللہ یہہ
مقام پر فیض ہے کہ جو درویش شایق تعلیم یا حفظ قرآن آوی نان دو وقتہ بہی یہان ہر سے پاوے

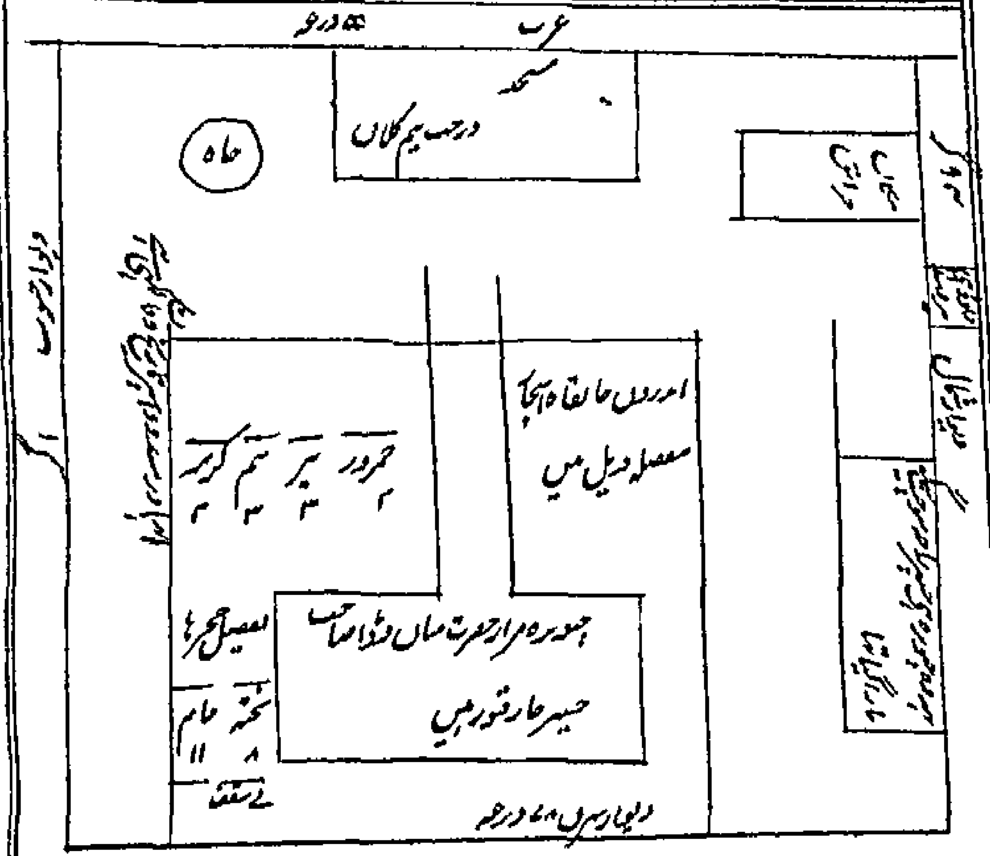
اور سن بھی لے اور سکان سکوت کو واسطے بھی موجود مت تک اس سمت سی مشرف ہو
مرابر رہے میاں شرف الدین کا تمام سکنائی لاہور دل وجان سے ارادت کرتے تھے کل رئیس
ہندو مسلمان لاہور کے ملنے کے واسطے اونکے پاس جاتے اور نذرانہ دیتے تھے مگر
کئی دفعہ مہاراجہ رنجیت سنگھ بھی وہاں جا حاضر ہوئے اور نذر دی اور سامی عنایت کی
الحاصل حضرت میاں وڈا صاحب کے شرق سے غرب تک مشہور ہیں لاہور کے اوسط
مشہور ہیں ایسے ایسے کرامتیں اون کی بیان کرتے ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے چنانچہ
بھی ایک کرامت اونہیں حضرت کی زمانے میاں احمد دین سے سنی میرے آنے سے کہ ایک سوداگر
اللہ نامی ساکن دہلی کی دختر کو سایہ جن کا تھا اوسنے سنا کہ حضرت میاں وڈا
بڑے صاحب کرامت لاہور میں رہتے ہیں جب اوسنے حضرت کی تعریف بہت ہندو مسلمانوں
سے لڑکی کو ہمراہ لیکر خدمت شریف میں حاضر ہوا اور خوب رو رہا تھا حضرت کے جو ایک حجرہ آپ
اب تک موجود ہے اسمیں آکر فروکش ہوا اور تمام عرض حال اپنا حضرت کی خدمت میں
بیان کیا آپ جو خدمت رو برو لڑکی کے تشریف لے گئے اور کچھ پڑھے تو جو بسم اللہ
ختم ہوئی تھی کہ جن پکار کر کہنے لگا کہ یا حضرت میں جل گیا اور میرے اولاد بھی جل گئے میں
جاتا ہوں اور اوسی وقت لڑکی کو شفا خاص ہو گئے سوداگر نے دست بستہ ہو کر خدمت
اقدس میں عرض کی کہ یا حضرت آپنے فقط بسم اللہ ہی پڑھی ہے اور جن بھاگ نکلا ہے اسکا
کیا باعث ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تمام بسم اللہ ختم ہوتی تو جس قدر اقوام جن کے ہیں
سب کی سب جل جاتے چونکہ جناب الٰہی کو منظور ہے کہ ہر ایک مخلوق اوسکی دنیا میں رہے
اسواسطے ہم نے نصف بسم اللہ پڑھی اور صرف وہی ایک جن جو تیری لڑکی کو دکھ دیتا
تھا جل گیا غرض کہ ان حضرت کی فیض اور برکت سے اب بھی فیض عام جاری ہے فقط
گرد نواح خانقاہ کے چاروں طرف چار دیوارے پختہ ہیں کہ جس کے مشرقی سمت پھول
وغیرہ اوسکا ذیل میں تحریر ہے اندر اس کے زمین ۱۴ کنال درآمد و رفت سال ۱۲

اسکے اندر بطرف غرب خراس جسمین آٹا واسطی درویشونکی پستا ہی بطرف شمال دو کوٹھہ قالبوتی یہہ آر دو
کوٹھہ بھنڈار ہی کی جگہہ ہے جسکے اندر تنور بہی جاری اس کوٹھہ کے جنوب مین ڈیوڈی مزار عمارت
اسکی استرکار سفیدیچ مین اسکے غرب رویہ ایک محراب کلان مرغولی نیچی اس محراب کے میانہ میں ایک
دروازہ جسکی چوکہٹ سنگ سرخ کی اسکی دونو بغلون مین باہر کی طرف ایک ایک در محراب عمارتی مرغولی
محراب ہای کلان کی باہر شمال و جنوب کی طرف اور دو دو محراب عمارتی زیر و بالا اوسکے اوپر سقف ڈیوڈی
قالبوتی اسکی بام پہ بطرف غرب دو برجیان مربع جنکی دہن بند اور گردنہ خشتی بہرا و سبز گنبدیان خورد
سفید اس ڈیوڈی کے گرد ایک مرچار دیواری یعنی ایک لوتہہ اور دوسرا اسکی باہر چار دیواری دروازہ ہذا کی اندر ایک
جگہہ مربع جسکے غرب رویہ لوتہہ ہی در آمد و شد اور شمال و جنوب کی طرف ایک ایک و قالبوتی جگہہ
بطور نشستہ نشین کہ جیسی اکثر ڈیوڈیو نمین ہوتی ہے اسکی اندر بطرف غرب اور دو حجرہ اوپر اوسکے
سقف گنبذ نما اور میانہ ڈیوڈی کے سقف میں گنبذ شرقرویہ ایک اور محرابی مرغولی در قالبوتی
اس در کی اندر پانچ انچ نشیب مین سڑک پختہ واسطی جانے زیارت قبر کی جسکا عرض تین گز اور طول
دس گز چونہ گچ اس سڑک کی شرقرویہ مایل بجنوب ایک چبوترہ خشتی مربع جسکا طول و عرض گیارہ گیارہ
گز ارتفاع اسکا دو فٹ اسکے چارون گوشون مین بیل پایہ خشتی خوبصورت اسکی جنوب رویہ دو دو جہ
زینہ اوسکی میانہ مین اور چار دیواری ایک گز ارتفاع والی جسکا طول ساڑہے سات گز اور عرض
چار گز اسکے جنوب رویہ ایک خورد کہڑکی محرابی بطور راہ آمد و رفت جس کا ارتفاع کشادگی دو دو فٹ
اسکی اندر چار قبرین خام مفصلہ بالا اور اس چبوترہ خانقاہ کے شمال کی طرف ایک دالان خشتی قالبوتی
(جو بعہد راجہ لعل سنگہ بنا ہی) اسکی شمال و شرق و غرب کی طرف اشجار گنجان جنوب رویہ مزار کی دیوار
کی اوپر تاریخ وفات میان صاحب اور شرقی کی باہر میان جان محمد صاحب کی تحریر ہی غرب رویہ
اس چار دیواری مزار کے ایک مسجد قدیمی جسکا ذکر اوپر تحریر ہو چکا ہے چارون طرف اوسکی چار دیواری
خشتی قد آدم بلند سفید چونہ گچ در آمد و رفت شرقرویہ باہر بطرف گوشہ شمالی چاہ چرخی دار اور جنوب
رویہ دیوار مسجد کی اندر سبیل مسجد کی لب بام چار گنبذیان چارون گوشون پر اور میانہ محراب کے

سر پر اوس کی جو سنہری پاور دو گنبد ان طول حوض مسجد کا سو اسی گز اور عرض لمبی تیرہ گز صحن اندرونی و بیرونی
مسجد پر فرش خشتی چونہ گچ اور سقف مسجد پر ایک گنبد کلاں جسکے بیچ میں آٹھ محراب دروازی ہوئے
شمال جنوب رویہ ایک ایک محراب دو دری دار کلاں   صحن مسجد میں غرب رویہ ایک درخت نیم کلاں
کہنہ تھا جسکا ذکر اوپر آچکا ہے اور صحن مسجد کے گوشہ جنوب و مغرب میں ایک حجرہ خشتی مسقف مربعہ شرقی
پوش باہر اوس چار دیواری کے مغرب کی طرف مائل بشمال مقبرہ حضرت سید محمود صاحب ہے حضرت سید
محمود صاحب وہی حضرت ہیں کہ جنکا ذکر اوپر تحریر ہو چکا ہے یہہ حضرت بڑے ولی کامل ہو گذرے ہیں وفات
انکی سن ایک ہزار پچاس میں واقع ہوئی اور روضہ انکا حسب الحکم شاہجہان بادشاہ کے تیار ہوا معمر
لوگ بیان کرتے ہیں کہ غرب رویہ اس مقبرہ کے ایک باغ بہت اچھا عالیشان تھا مگر بعہد خالصہ کمال
لاہور ویرانہ ہو گیا اب اوس مقبرہ میں دو قبریں ہیں ایک حضرت سید محمود صاحب کی اور دوسری
انکی زوجہ مبارکہ کی صورت مقبرہ یہہ ہے کہ چاروں طرف چار دیواری باہر مقبرہ کے چبوترہ خشتی ہے
وہ مقبرہ سے نزدیک ہے فقط راجہ سوچیت سنگہ برادر حقیقی راجہ گلاب سنگہ والی جموں کشمیر جو راجہ
ہیرا سنگہ و مہاراجہ دلیپ سنگہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اوسکی قتل گاہ بھی مکان اندرون دیوار
خانقاہ حضرت میاں وڈا صاحب ہے حال اوسکا یہہ ہے کہ بعہد مہاراجہ دلیپ سنگہ سن اٹھارہ سو چوالیس
عیسوی کے راجہ سوچیت سنگہ برادر راجہ دہیان سنگہ و راجہ گلاب سنگہ متعہدی وزارت سلطنت لاہور ہوا
اوس وقت یہاں لاہور میں راجہ ہیرا سنگہ ولد راجہ دہیان سنگہ دربار و پنڈت جلا مسر مدار المہام
تھا اول راجہ سوچیت سنگہ کسی بات سے کوئی ناراض ہو کر جموں کیطرف چلا گیا اور وہاں بیٹھکر بعضی پنچ
سکہان سے سازش پیدا کی سامان حسب الطلب بعضی امیران کے کچھہ فوج اپنی ہمراہ لیکر یہاں آیا مگر تقدیر سے
اوسکو یہہ سمجہایا کہ وہ اپنی فوج پار دریای راوی کی چھوڑکر تنہا معہ چند امرای و مصاحبان
کی مثل دیوان بہیم سین و رای کیسری سنگہ وغیرہ بیرون لاہور آ پہونچا اوس وقت کل پچاس سوار اسکے
ہمراہ تھے جب چہاونی میراں والی میں پہونچا تو دیکھا کہ سکہہ لوگ مستعد ہوئے ہوئے ہیں دو گہڑی دن تہا
کہ وہاں سے ایلچی مقصود ایس ہوا چند امرای بادار کے سمجہایا کہ اب آپ دریای راوی سے اترکر اپنی فوج

مین جلدی بجا مین گروہ ازراہ جہل شجاعت انکی اضباح پر متوجہ نہوا اور سردار و متصل دیوار خانقاہ حضرت میان مُڈا
صاحب آیا اور حکم دیا کہ رات کو ڈیرہ اسی جگہہ پر ہو جب شرف دین سابق سجادہ نشین خانقاہ نے یہہ حال سُنا
تو بیرون دروازہ خانقاہ آکر روپیہ نذر لیکر گیا اور راجہ مذکور سے کہا کہ مہاراج یہہ جگہہ حفاظت کی نہین کوئی
اور مکان محفوظ دیکہہ لو بلکہ باغ شالامار جو نزدیک اور مکان محفوظ ہی لایق فروکش حضور ہے راجہ نے نذر
اس سے نہ لی اور کہا کہ ہمارے رہنے سے متفکر نہو ہم تمہاری خدمت کرینگے تسلی رکہو یہہ کہکر ہاتہی پر اسوار و پیدکا
جو اوسکی ہمراہ تہا اندر لے آیا اوسوقت اگرچہ دو سو آدمی کے قریب اوسکی پاس جمع ہوگیا تہا مگر جب افسران
فوج حاضر نہوی تو صبح ہوتی ہی وہ بہی چلے گئے اور صرف پچاس جوان اوسکی پاس رہ گئے میان شرف دین نے
ڈر کے مارے تمام اسباب اپنا وہان سے نکال لیا اور خود بہی وہان سے چلا گیا بوقت دو گہڑی دن چڑہے حسب الحکم
راجہ ہیرا سنگہ و جلا پنڈت تمام فوج سکہان معہ توپ خانہ اوسپر آپہونچی اور محاصرہ مکان کر لیا جب چار
گہڑی دن چڑہا تو گولہ برسنا شروع ہوا افسران فوج نے راجہ ہیرا سنگہ سے کہا کہ یہہ مکان فقیرون کا ہے توپون
کی گولون سے گر جایگا راجہ ہیرا سنگہ نے اقرار کیا کہ جسقدر گرے گا ہم مرمت کرا دینگے اور اندر راجہ سوچیت سنگہ
نے ۵۰۰ روپیہ درویشان موجودہ خانقاہ کو بطور تصدق عطا کئی اسی اثنا مین اندر گولہ پڑنے لگا۔
بلکہ ایک دو آدمی سوچیت سنگہ کی مارے گئے مشہور ہے کہ سب سے اول سردار تارا سنگہ لمان نشانہ تفنگ
قضا ہوا اسی اثنا مین بضرب گولہ ہای الواب دیوار قدرے گر گئی اور رخنہ ہوگیا اسوقت راجہ سوچیت سنگہ
نے خوب بہادری دکہلائی چونکہ گولی تفنگ کے آگے کوئی بہادری بہادر کی پیش نہین جاسکتی آخر کار
جبوترہ غرب پارہ اندرون ڈیوڑہی پر سوچیت سنگہ کو گولی لگی اور گر پڑا اور کیسری سنگہ متصل دیوار شرقی
مارا گیا آخر دیوان بہیم سین شمشیر بکف ہو کر باہر نکلا وہ بیچارہ بہی باہر نکلتے ہی مارا گیا مگر راجہ سوچیت سنگہ
با وجود تنہائی ایسی بہادری دکہا گیا کہ جنپدے یاوری کی جسطرف پڑتا تہا کشتون کے پشتے لگا دیتا تہا
جب کوئی جواب دہ نرہا تو ایک سکہہ نے لپکے بڑہ کر سر راجہ سوچیت سنگہ کا کاٹ لیا اور راجہ ہیرا سنگہ معہ
تمام افواج سکہان فتح کرکے واپس ہوا اور اونکی لاشین حسب الحکم راجہ ہیرا سنگہ معرفت میان پرتہی سنگہ
برادر خورد راجہ کیسری سنگہ پالکیون مین رکہوا کر باغ بادامی کی متصل جلا دی گئین چنانچہ اب تک وہان

سجادہ راجہ سوجت سنگھ کی بنی موجود ہے اور اتنی شکستہ بچت اسکی جانب راجہ صاحب بہادر والی
جموں و کشمیر کی جانب سے برابر ہوتی رہتی ہے فقط بعد ازاں حسب الحکم راجہ ہیرا سنگھ کی مرمت شکستہ بچت
اسمکان کی ہوئی مگر بعض ان درویشوں کی قرآن کتابوں کا سبب ہوا فقط طرف شرقی و غربی جنوب
باہر چار دیواری کے قبرستان عام ہے وہاں اکثر قبور گلی موجود ہیں جو لوگ یہی مثل موجب سجادہ نشینی کو ملا فقط
اب آگے نقشہ چار دیواری خانقاہ ہذا تحریر ہوتا ہے نقشہ



طول دیوار شمالی کا چورانوے گز اور غربی کا چھپتر گز اور جنوبی کا ایکسو گز اور شرقی اٹھتر گز -
دوم تحریر مفصلہ ذیل درویش یہاں موجود ہیں جسکو نان پارچہ بھی یہاں سے ملتا ہے +

نامیا	لوہلی یعنی تندرست وبا	ضعیف	طفلاں خورد یتیم بے پدر	تندرست
۵۵ نفر	۸ نفر	۱۷ نفر	۲ نفر	۲۸ نفر

تاریخ ولادت میاں اللہ جان صاحب مصنف مسمی غلام سرور متوطن لاہور نے حسب کیفیات فقیر سرور ذیل فرمائی یہہ ہے
قطعہ تاریخ حاشیخ اسماعیل مقبول + شد حق قبول لا ابالی + خوش گفتم سال تولیدش [illegible] +

خلیل اللہ اسماعیل والی ۱۹۵ ہ +

حال مکان زرگران

یہہ مکان موضع شاہو گڈہی سی گوشہ نیرت مین بر سرسڑک میانمیر جو قلعہ لاہور سی آتی ہی غرب رویہ ملحقہ علاقہ گورستان بی بی پاکدامنان صاحبان واقع ہے گرد نواح اسکی چار دیواری خشتی از رفت شمالرویہ اندر اسکی ایک کوٹھہ پختہ معہ کوٹھری پختہ پاس ایکے تہڑہ مسجد جسکے پاس قبر پختہ چونہ گچ حضرت الف شاہ صاحب شہید کی سرہانی ایکے چاہ معہ غسلخانہ ماسوا اسکے بہت سی درخت تخمیناً ایکسو کیکر گوندی ببول دبیر وآم وغیرہ کہڑے ہین یہہ جگہہ مقام خاص گورستان قوم زرگران ساکنان لاہور ہی چنانچہ صدہا قبور ان لوگون کی گچ پختہ وخام موجود از انجا کہ قبر الف شاہ صاحب سید کی اسی ہے اسواسطی وہ لوگ اس جگہہ کو پیرخانہ کہتی ہین ایک مکان گورستان زرگران متصل موضع مزنگ متعلقہ پیرخانہ شاہ شمس صاحب اور ہی جسکا حال علیحدہ درج کتاب ہذا ہوچکا ہے مگر وہان صرف زرگران ساکنان بازار سید مٹھہ دفن ہوتے ہین +

حال الف شاہ صاحب مرحوم

یہہ ہی کہ بوقت تشریف آوری حضرت بی بی پاکدامنان یہہ حضرت انکی ہمراہ تشریف لای اور ایذای کفار سی شہید ہوے عام مشہور ہی کہ تن بی سر لڑتا ہوا انکا یہان تک آیا جب کسی عورت نی تعجباً اسپر نظر کی تو سر دہڑ گئی اگر یہہ تذکرہ واقعہ ہے تو یہہ قبر بہی قدیمی ہے فقط اب اس مکان کی سرپرست پانچ نفر کسان قوم زرگران مفصلہ ذیل ہین جنکی نام بندوبست مین درج ۔ +

کہان زرگر ـ رلد و زرگر ـ اعظم زرگر ـ فیض بخش زرگر ـ عمردین زرگر +

ان لوگون نی اس مکان پر صدہا روپیہ خرچ کرکے الی الیوم آباد رکہا ہوا ہی چنانچہ ہمیشہ ایک فقیر دست نشاندہ انکا جسکو دو روپیہ ماہوار ہی سب زرگر ملکی دیتی ہین وہ یہان حاضر رہتا ہی چنانچہ اب بہی سے کبوتر شاہ فقیر موجود ہی یہہ مکان تاحال سرکار سی واگذار ہی یعنی ممانعت قبر کرنی کی نہین جب بندہ بر سر موقعہ آیا تو مسمی کہان زرگر نے ایک لوح چوبی جسپر نقشہ مکان دستخطی منشی کشوری لعل

منشی صفائی و عمارات شہر لاہور مرقومہ ۲۹ ۔ اکتوبر ۱۸۶۴ء معہ دستخط سید وزیر علی صاحب تحصیلدار
لاہور مورخہ ۳ نومبر ۱۸۶۴ء ثبت ہیں بندہ نے خود دیکھا وہ کہتے ہیں کہ تحصیلدار صاحب نے مراد مالکی چکو تیا
سالار دیا اس خاطر کے سبب نزدیک میاں گھاں مذکور نے اپنی گرہ سے ایک چاہ پختہ معہ کوٹھہ
و ڈیوڑھہ مسجد و غسلخانہ و سبیل سنہ ۱۲۸۰ھ میں بندہ واسطے آسایش مسافران صادر و وارد روکی بنوا دیا ہے
گرد نواح اسکی اشجار ستم و ثمر وغیرہ اسباب آثار زینت کئی ہیں اس سے وہ مکان پُر تکلف ہو گیا ہے
اب اسی دس بگہہ زمین متعلقہ اس مکان کے واسطے باغچہ لگانیکے تجویز کہے چھہ بگہہ زمین میاں میرالی
سے خریدی ہی اور چار بگہہ قدیمی اسکے قبضہ میں تھے اب اسکا ارادہ ہی کہ اس زمین کو آباد کرکے
آسائش گاہ مسافران بنادی کیونکہ یہاں مکان سایہ دار کم ہیں واسطے آبادی چاہ کے رستی لوگ
مسلمانی اور ڈول آپ ہی ہندوں کے واسطے وہ ہمیشہ اپنے پاس سے دیتا ہی اور سرد فقیر تنخواہ دار جنکو
دو روپیہ ماہوار گھاں خاص اپنی جیب سے دیتا ہے ایک مسمی جیون شاہ دوسرا محبوب شاہ ہمیشہ
اس چاہ پر واسطے خدمت گذاری آیندہ و روندہ کے حاضر رہتے ہیں اس سے البتہ نہایت آرام ہو جاتا ہے
ان بزرگوں کا دستور ہی کہ ہر ماہ کی نوچندی کو ہاتہ کرکے تمام بزرگ اس مکان میں اگر جمع ہوتے ہیں
تاکہ ہر طرح سے آبادی مکان بنی رہے اور جو کچھہ واسطے مرمت وغیرہ کے مطلوب ہوتا ہی زر چندہ سے
سرانجام کر دیتے ہیں **حال تکیہ سہاگی شاہ** موضع اچھرہ کی غرب رویہ ایک مسجد پرانی ہی چھت
اوسکی قالبوتی ایک گنبد والی اسکی مشرق کی طرف ایک دائرہ یعنی تکیہ اس تکیہ میں ایک مقبرہ صغیر
جمعہ شاہ کا ظاہر اسکے چار قبریں جنوب کی طرف جو کہ یہہ جمعہ شاہ دادا مرشد سہاگی شاہ کا ہی سہاگی شاہ
نی اس روضہ کی تعمیر کرائی ہی روضہ جو بر مربع سفید دروازہ اسکا جنوب رویہ بسمت شرق کوٹھہ
خام اور بہی ان کوٹھوں کے جنوب رویہ ایک اور ایسا ہی دالان در دالان اس مکان میں گاؤں لوگ
سہاگی شاہ کو غریب آدمی تصور کرکے ٹہلایا ہوا تھا اور اوسکی حتی المقدور خدمت کرتے تھے سہاگی شاہ
نے بر طبیعت نوشاہی طریقہ اپنا ظاہر کرکے جہلا میں کچھہ بند پیدا کر لیا تھی کہ چھوڑوں اور
ہلاک جو بڑوں کو اپنا مرید سا حالت میں ڈال درختوں پر ٹانگ دینا شروع کیا تو یہہ گرم بازاری ہے

کرسیلی کے دن عورتین اور ہلاک جز اور مسلمان باجماع وجہ مین آجاتے اور سرود سن کے آیات وغیرہ
عمل لگاتے العیاذ باللہ کچھہ خوف خدا کا دل مین نہین لاتے اللہ اونکو ہدایت کری اور حال انہی بہاگی شاہ
کا یہہ ہی کہ یہہ شخص قوم کا گوجر ساکن قدیمی موضع اچھرا ابن بہادر گوجر ہے عمر اسکی پچاس سال اول
یہہ شخص ہمیشہ گوجروں کا کرتا تہا بعد ازان اوسنی قران شریف پڑہا پہر بزمرہ اردلیان کرنیل باوریگا
ملازم ہوا اور چند مدت تک نوکری کرتا رہا بعد اوسکے سن بارہ سو پچاس مین اوسنی اپنی آپ کو
کچھہ بنانا چاہا قبل اسکے ابتدا مین یہہ شخص ہمیشہ اس فکر مین رہتا تہا کہ اپنا نام مشہور کرے اور
ایک گروہ پیری مریدی اپنی کے بناوے اس اثنا مین موضع شاہو کی گڑہی کے پاس ایک فقیر تہے
نمانی شاہ جسکی ٹہرہین یعنی رکہاے باشندہ بعہد مہاراجہ صاحب جرم چوری مین نکالی گئین تہین وہ پہرا
کرتا تہا حال اسکا یہہ ہے کہ عمر اوسکی ضعیف تہی اور بباعث نکالی ٹہرہون کی پیرون کے بل بمشکل
چلتا پہرتا تہا اور اوقات بسری اوسکی نان گدائی پر تہی بہاگی شاہ اوسکے پاس آیا اور اوسکا خادم
بنا اوسنی اوسکو اپنا خادم کرکے اپنے پاس رکہا بعد چند روز زمینداران گڑہی شاہو نے اوسکو
اپنی تکیہ مین بٹہا دیا وہان اوسکا یہہ معمول تہا کہ اپنی اوقات بسری گدائی سے کرتا نماز و روزہ
مین مشغول رہتا چونکہ وہ نمانے شاہ بی علم اجہل محض تہا حتی کہ اوسکو اپنا شجرہ سلسلہ فقیری بہی
معلوم نہ تہا ہر چند اس بہاگی شاہ نے اوسکو کہا کہ تم میرے مرشد ہو مجہے اپنا شجرہ بتاؤ وہ بیچارہ
مجبوری اپنی بیان کرکے نادم ہو رہتا تہا بعد ازان بہاگی شاہ نے اگرچہ اپنا نام چراغ شاہ
مشہور کرنا چاہا مگر وہ نام مشہور نہوا اور بہاگا گوجر کی جگہہ بہاگے شاہ اشتہار پاگیا پہر بہاگی شاہ
کو شوق تماشاہی میلہ مقام ٹبرہے کہ وہان میلہ شاہ رحمان نوشاہی صاحب کا ہر سال [illegible]
کو ہوتا ہے ہوا (وہ مقام ٹبری رسول نگر سے دس کوس دور ہی ہے) ایک روز حسب ایام میلہ
نزدیک تہی اس بہاگی شاہ نے اپنے مرشد نمانی شاہ کو کہا کہ اگر آپ اجازت دیوین تو مین بہی وہان
میلہ دیکہنے جاؤن اتفاقاً اس ایام مین سجادہ نشین بڑہی شاہ رحمان لاہور مین آئے اوس وقت
نمانے شاہ اس بہاگی شاہ کو اپنے ساتہہ اونکی خدمت مین لے گیا اور کہا کہ یا مولی میرا خادم بہاگی شاہ

انکی نسل پر آنا کریگا آپ براہ مہربانی اسکے مقام بعراقین عنایت فرماکریں چنانچہ آپکو مدد بھی فرماکریگا اور پیچھے
بسا مدد کا عہد سمجھکر دیا شیر کا قبول فرمایا الغرض وہ میلے پر گیا جب ملک کا تماشا دیکھکر آیا تو ایک جعلی شجرہ
بنا کر سارنگ خان صاحب سے سلسلہ نوشاہی ملا دیا بعدازاں جہلا بیچارے اسکے خادم ہوکر مرید ہوئے
پس بعد سنہ بارہ سو ساٹھ میں تاریخ ۱۱-اسوج مالی شاہ صاحب وہاں فوت ہوا اور تکیہ کیانواں میں منتقل
موضع شاہ گوٹی جہاں وہ رہا کرتا تھا ڈھونڈا جب بھاگ شاہ کے بہت لوگ خادم ہوگئے تو سجادہ نشین
مٹھا شاہ جہان سمی امام شاہ نے اس بھاگ شاہ پر دعویٰ کیا کہ تو ہماری خاندان کا خادم ہے اور ثبوت
اسکا یہہ تھا کہ جو شجرہ جعلی اسنا اس بھاگ شاہ نے بنایا تھا اوسمیں کئی نام انکے خادموں کے تحریر ہے -
اوسمیں سے کسی نام کو سجادہ نشین نے نکالکے اس بھاگ شاہ کو اپنا تابعدار بنانا چاہتا تھا تو ایک
عط سچ کا آدمی تھا بلکہ سچائی خود فرقہ نشانان مانگتا تھا اس لحاظ سے اسنے فرمایا کہ ہم
تمہاری متابعت کیونکر کریں ہم نے تو یہہ شجرہ مجہولا واسطے تسلی اپنے خادموں کے ابھی سیطانگت سے
بنا لیا ہے چونکہ بھاگ شاہ بڑا متقی پرہیزگار تھا تو دام میں نہ آیا مگر سبحان اللہ باوجودیکہ لوگوں کو معلوم
ہوگیا کہ اس جعلساز نے جعلی شجرہ بنایا جیسا خود اپنے کو خادم مریدین میں بہیسا کر خادم کہا ہے مگر تو بھی وہ لوگ
اسکے خادم بنتے گئے اور روز بروز جاہلوں میں اسکا کام ترقی پاتا گیا بعد چندی ایک شخص مسمی معمو شاہ
تکیہ کیانواں میں آنکلا وہ بھی خاندان نوشاہی کا فقیر تھا اوسنے دعویٰ کیا کہ مالی شاہ میرا خادم تھا
اس بھاگ شاہ نے اسکو کہا کہ میں آپکے مرید کہلاتا ہوں اگر آپ میرے مالک بنوں تو بھی چلے گ
مگر اوسنے اس امر میں یہہ خیال کر لیا تھا کہ اب ہر جگہ میں مشہوری میری جعلسازی کی ہوگئی ہے بلکہ
ہر طرف سے لوگ طاعن ہیں (سبحان اللہ وہ جمعہ شاہ بھی غریب آدمی بے علم مسکین محض تھا اسکو
اپنا دادا پیر بنا لیا اوسنے اپنا شجرہ بھی عنایت کیا اور خود اسکا تابعدار ہوکر بیٹھا رہا) الغرض بخیال
خودداری اس نے تصدیق مریدی مالی شاہ کی طلب کی اوسنے ایک دو جولاہگان ساکن موضع
کروالی ضلع امرتسر کو بلاکر تصدیق کرادی ازاں بعد اوس سے شجرہ حاصل کیا ایک شخص بہار شاہ
جو قدیمی خادم مالے شاہ کا تھا اگرچہ شجرہ جدید کا قائل ہوا لیکن بھاگ شاہ نے اسکو اپنا شجرہ جدید

سفر کیا بہار شاہ کہتا تہا کہ جو شجرہ نمانی شاہ نے ہمکو بتلایا ہوا ہی وہ یہہ ہے فقط راقم نقل اسکی درج ذیل
کرے گا فقط بعد ازان بہاگے شاہ نے نمانی شاہ کی قبر پر ایک مقبرہ خورد بنایا چنانچہ اب تک وہ مقبرہ
بکوشہ بیرت موضع گڈہی شاہو موجود ہے وہان سال مین ایکدفعہ بہاگی شاہ میلا بہی کرتا ہی پہر بہاگے شاہ
اس جمعہ شاہ کو موضع اچہرہ مین جہان اوسکا تکیہ ہے لے گیا اور چندی لے اپنے پاس رکہا پہر وہ جمعہ شاہ
بتاریخ ستیسوین جیٹہہ سمت ۱۹۱۵ فوت ہوا اوسکا روضہ موجود وہان بنایا گیا پہر اس بہاگی شاہ نے ہر قوم مین
ہاتہہ مارنا شروع کیا چنانچہ دم تحریر صدہا چیلے اسکے ہلالخور وغیرہ موجود ہین بروز میلہ حسب دستور
نوشاہیان قوالی کراتا ہے اوسمین تمام خدام اوسکے حاضر ہوتے ہین اور ہر ایک کو حالت ہوتی ہے
بوقت فراغت وجد اونکو اپنے ساتہہ بغلگیر کرتا ہے نوشاہیون کی حالت فی زمانہ عجب طرح کی ہوتی
ہی یعنی بروز مجلس سر منہ دہو بال داڑہی اور سر کے چکنے کر اچہا لباس پہن کے مجلس مین آتے
ہین اور زنان مطلوبہ انکے بہی وہان جمع ہوتی ہین اونکی دکہانے کی واسطے عجب طرح سی حالت کہیلتی
ہین یعنی اول تو سر مار کر دستار مبارک سر سی پہینک دیتی ہین اور بعد ازان نعرہ الا اللہ مار کر
لوٹ پوٹ کے بیہوش ہوجاتی ہین پہر ایک آدمی اوٹہکر اپنے دونو ہاتہہ اوسکی کمر مین حمایل کرکے
کہڑا ہوکی اوسکو حال کہلاتا ہی وہ اوسکی حمایل دستی مین اسطرح سی حال کہیلتا ہے کہ سر کو تا کمر جہکا کر
سر مارتا ہی اور وضع سر مارنی کی یہہ ہے کہ کبہی بطرف یمین اور کبہی بطرف یسار کبہی آگے کبہی پیچہے
جب ذرا دیر اسی معاملہ مین بسر ہوتی ہے تو پیر صاحب اونکی جان لیتی ہین کہ اس بالکی نے اس سے
زیادہ ورزش کی ہوئی ہے پہر حسب الاجازت اسکے مرید کی دونو پاؤن مین جوڑ ہی یعنی رسی باندہکر
کسی درخت سی لٹکا دیتے ہین پہر وہ سر نیچے پاؤن اوپر لٹکا ہوا حال کہیلتا ہے اور نعرہ مارتا ہے
مین یہہ حالت اور وجد دیکہکر سنکر حیران ہوتا ہون کہ جو لوگ پنج ارکان مسلمانی کے بہی نہین جانتے
وہ کیونکر وجد و حالت مین آجاتے ہین الغرض یہہ حالت ان حضرات پر ختم ہے شجرہ معمولی بہاگی شاہ
کا جو اس نے واسطے اپنی مریدون کے اول بنایا تہا بہاگے شاہ نمانی شاہ کا خادم اور وہ سید امام شاہ
کا اور وہ سید پیر شاہ کا اور وہ سید قطب شاہ کا اور وہ حضرت پاک رحمان صاحب کا اور جو شجرہ جمعہ شاہ نے

دیا تہا جسکو سہار شاہ خادم نانی شاہ نے قبول کیا نقل اسکی یہہ ہے بہاگے شاہ کا مرشد نمانی شاہ اور اسکا
حمید شاہ اوسکا دلیل شاہ اوسکا عبد الرحیم اوسکا کرم قلی اوسکا شاہ سلطان اوسکا پیر محمد سجاد اوسکا
حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش اوسکا شاہ سلیمان نوری اوسکا حضرت معروف چشتی (انکو دو سلسلوں یعنی
قادریہ و چشتیہ میں اجازت حاصل تہی) اوسکا پیر حضرت شیخ سید مبارک قادری اوسکا سید محمد غوث اوسکا
سید شمس الدین اوسکا سید شاہ اوسکا سید کرم علی بن سید مسعود اسکا مرشد اور پیر و والد سید مسعود
اوسکا سید احمد اوسکا سید صوفی اوسکا سید سیف الدین اوسکا سید ابو ناصر اوسکا حضرت سید شیخ عبد الوہاب
اور اوسکا مرشد اوسکا والد ماجد حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم محی الدین شیخ سید
عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز اوسکا شیخ ابو سعید مخزومی اوسکا شیخ علی الہکاری اوسکا شیخ ابو الفرح
طرطوسی اوسکا شیخ ابو الحسن نوری اوسکا شیخ عبد العزیز تمیمی اوسکا حضرت شبلی اوسکا حضرت ابو القاسم
جنید بغدادی اوسکا شیخ سری سقطی اوسکا شیخ معروف کرخی اوسکا حضرت داؤد طائی اوسکا حبیب عجمی
اوسکا حضرت خواجہ حسن بصری اوسکا حضرت علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ اوسکا جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم + حال حمید شاہ کا یہہ ہے کہ وہ پہلے نوکری پیشہ ٹرار الی تہا اور اسکا مرشد اسکو
منع کیا کرتا تہا کہ الزنا یخرب البلاد مگر وہ کب منع رہتا تہا ایک روز راہی کسی اسکے گہر بیٹہا ہوا
تہا کہ اوسکا خاوند آگیا ڈر کر سقف بام سے کودا کودتی ہی اوس بیچارے کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور لنگڑا
ہو گیا پہر لائق نوکری کے نہ رہا لاچار فقیر بن گیا مثل مشہور کہ بیکوں کے ملک ہی ہوتے ہیں جو کہ
حمید شاہ لنگڑا تہا خدا نے اوسکو مالکا ہی لنگڑا دیا یعنی نانے شاہ اب اس بہاگے شاہ کی صدہا زنان
مرد خادم ہیں مگر نامی خاص یار چار ایک بتیم شاہ دوسرا مہر شاہ تیسرا گل محمد چوتہی سماں سو
عورت مانگی فقط ناظرین ناتجمیں کی خدمت میں عرض یہہ ہے کہ اگرچہ خاندان عالیشان چشتیہ میں
استماع سماع مروج ہی بلکہ ہم لوگ عبادت جانتے ہیں لیکن یہہ معاملہ ایسا نہیں کہ تحمیل عوام الناس
بطریق لہو ولعب سماع کیا جاوی اس نظر سے جو قیود متعلقہ اسکے ربانی حضرات عظام اور کتب سلف
سے واضح ہوے ہیں درج ذیل کیے جاتے ہیں +

احوال سماع مع احکام علمای طریقت

واضح ہو کہ مشایخ مین سماع سننا جایز جتنی خصوصا سلسلہ عالیہ چشتیہ مین آداب ورواج اسکا بدرجہ کمال ہی اور شریعت نبوی مین بہ نسبت اسکے بہت تکرار اور مسایل مختلفہ موجود ہین اکثر علما اسکی حرمت پر فتوی دیتے ہین اور اکثر اسکی حلت پر قایل ہین بعضون کے نزدیک مباح مگر جو کچھہ کہ راقم الحروف نے اپنے بزرگون سے سنا ہی وہ یہہ ہے کہ سماع ایک برندہ ہی یعنی لیجانیوالا انسان کو جدہر اوسکی رغبت ہو پس اگر اسکو شوق الہی ہے تو اوسطرف کہینچتا ہے اور اگر گرفتار پنجہ عشق مجازی ہی تو ادہر بہجاتا ہے چنانچہ مسموع ہی کہ حضرت جناب غوث الاعظم قدس اللہ سرہ العزیز نے جو مجتہد وقت و عارف کامل اور فاصل تہے حکم دیا کہ سماع بالکل نہو اوسوقت اہل اسلام کا بہت زور تہا اس امر کی ایسی تعمیل ہوی کہ کہین نام ونشان مزامیر باقی نرہا اور مطرب وقوال نام ونشان کو دستیاب نہوتا تہا بعد چندے اتفاقا جناب خواجہ خواجگان معین الدین والملت (جو ہماری خاندان چشتیہ کی بڑے پیر ہین اور مزار پر انوار اونکی اجمیر شریف مین زیارت گاہ خلق اللہ ہے اور لاکہا کرامات اونکی مشہور و معروف اور اب تک حضرت کی جناب سے اجازت نامی جاری ہوتے ہین اور جسکے نام وہ اجازت نامہ جاری ہوتا ہی وہ اوسکی تعمیل بجان کرتا ہے صورت اوسکی یہہ ہی کہ جو کوی منعات فلک نے وہ ارادتمند حضرت کی خانقاہ مین چند روز جاکر بیٹہتا ہے تو حضرت خواب مین سجادہ نشین کو فرماتے ہین کہ فلان مستدعی کی واسطے ایک اجازت نامہ اسقدر روپیہ کا بنام فلان امیر کے عنایت کرو سجادہ نشین اجازت نامہ لکہہ مہر خانقاہ لگا اسکو دیدیتا ہے جب سایل اجازت نامہ لیکر جاتا ہے تو جسکے نام کا وہ حکمنامہ لکہا ہوا ہوتا ہے وہ اوسی وقت زر مکتوبہ دیدیتا ہے کیا مجال ہے کہ دیر کرے اوسکو ہندو مسلمان ساکنان ہندوستان سب مانتے ہین کسی کم بخت نے اگر انکار کیا تو فی الفور برباد ہوا فقط اگر مفصل حال اونکا تحریر کرون تو ایک مطول کتاب تیار ہوتی ہے غرض بغداد شریف مین تشریف لای ماسوا اسکے یہہ حضرت میری بہای حضرت غوث الاعظم کے ہین پس حضرت غوث الاعظم نے اپنی پیر مطبخ کو حکم دیا کہ بہت اچہی طرح سے سرانجام ضیافت حضرت خواجہ معین الدین کا کرو پیر مطبخ حسب الحکم جہان مطاع حضرت پیردستگیر کی اطعمہ لذیذہ تیار کرکے حضرت کی پاس پہونچاتا گیا

حضرت اوسکی طرف متوجہ ہوتے تب اسیطرح چند دور گذرے اور آپ ایک لقمہ بھی کسی طعام سے نہ کہایا تو
اوسی باعث اوسکا پوچھا تو حضرت کی رغبت مزاج مبارک سماع کی طرف ظاہر ہوئی اسی حالت غوث الاعظم
کو اس حال سے آگاہ کیا آپنے اوسیوقت حکم دیا کہ اگر کوئی قوال خوش مقال ہو تو حاضر کرو بعد تلاش
ایک شخص قوال معمر دستیاب ہوا جناب غوث الاعظم نے اوسکو حکم دیا کہ حضرت خواجہ معین الدین نامی
بہائی کی ضیافت طبع کر اوسنے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سماع عرض کیا اوس وقت جناب غوث الاعظم
بطور دربان اوس مکان عالیشان پر جہاں آپ تشریف رکھتے تھے اوٹھ آئے مثل خاصان شاہی حیران
ہو کر در دولت پر حاضر ہوئے جب باعث اجرای بدعت ہذا کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جہاں محی الدین
گیلانی نواب اور خواجہ معین الدین میر مجلس ہو وہاں سماع عبادت عظیم ہے فقط اور شرائط آداب سماع
بہت ہیں مگر جو کچھ کہ اس ترس نے اپنے پیر دستگیر روشن ضمیر بدر فلک ولایت خورشید برج کرامت محمدی
اکرمی سلطانی جناب شمس اللہ شاہ صاحب برادر برکاتہ ودام فیوضاتہ دہلوی حال مقیم کربال سے
سنی ہیں درج کرتا ہوں کہ آپ اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ مکان سماع مخلوط خالی از اغیار اور قوال
متشرع نمازی دیندار با وضو ہونے چاہیں اور مجلس میں کوئی بے وضو نہ ہو اور احتیاط کلی
رہے کہ کوئی امرد یعنی نابالغ لڑکا اور عورت حلقہ مجلس سماع میں نہ آوے اور نہ کوئی اوس
مجلس میں حقہ پیوے طالب کو لازم ہے کہ دیدہ و دانستہ اپنی طرف سے کوئی حرکت نکرے نقل
نقل ہے کہ ایکروز جناب سلطان المشایخ خواجہ نظام الدین زری زرکش مجلس سماع میں رونق افروز
تھے آپکو حالت ہوئی آپنے وجد و رقص فرمایا جب اوس لطف سے گونہ سکون حاصل ہوا تو
آپنے دیدہ دانستہ پای مبارک کو ایک دفعہ حرکت دی اوسوقت حکم الٰہی نازل ہوا کہ اے نظام الدین
جو کہ آج یہہ حرکت تجھ سے دانستہ سرزد ہوئی ہے اسکے عوض جناب الٰہی سے یا تو شہر دہلی پر بلا و
آفت نازل ہوگی یا اسکا عوض آپ ... ن پس آپنے نہایت خائف ہو کر مناجات
کی کہ یا الٰہی شہر دہلی کو محفوظ رکھہ اور جو ... سزا اس حرکت کی ہو میرے پاؤں پر نازل کر چنانچہ
اوسیوقت پای مبارک حضرت کا مارا تو خشک ہو گیا پھر بعد مدت تعمیر معاف ہوئی پس جامی غور کر

کہ ایک حرکت کی سزا ایسی بزرگ مقبول جناب ایزدی کو یہہ ہو ... کیا حال ہوگا۔ کہ
جو سماع کو ایک کہیل سمجھکر ایسی ایسی بی ادبیان یعنی نمایش کے واسطی سر پیر مارنا وغیرہ حرکات کرتی ہین

بیان اباحت سماع

جاننا چاہی کہ جناب الہی کا ایک سر دل انسان مین اسطرح پوشیدہ ہے
کہ جیسی دیکہو لو ضرب آہن وسنگ سی آگ برآمد ہوتی ہی اس سر کی مدد سی سماع اور آواز خوش دلکو
ہلاتا ہے دل انسان مین بے اختیار ایک جنبش پیدا ہو جاتی ہے اور باعث اسکا وہ مناسبت ہی کہ جو گوہر
آدمی کو عالم علوی سے حاصل ہے صوفی اوسکو عالم ارواح اور نیز عالم علوی ور عالم حسن و جمال کہتے ہین
پس آواز خوش و موزون مناسب ہی اس لحاظ سی کہ عجائبات عالم علوی سمین ظاہر ہوتی ہین
اور اوس سی ایک ایسی حرکت دل انسان مین پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود اوسکی شناخت نہین کر سکتا
فقط جاننا چاہی کہ وہ ہر دل مین پیدا نہین ہوتی بلکہ اوس دل مین پیدا ہوتی ہے کہ جو سادہ ہو اگر سادہ
نہو یا بجز خدا کسی اور سے مشغول ہوا ہو تو جس طرف مشغول ہوگا اوسی طرف اوس حالت مین کہنچا جاویگا
جسکے دل مین شوق الہی ہوگا اوسکی دل مین آتش محبت الہی سماع سی افروختہ ہوگی جیسی کہ اگر آگ مین
پہونک مارین تو وہ بہڑکتی ہے اور جسکے دل مین آتش عشق باطل ہو اوسکے حق مین سماع زہر قاتل
ہی اور اوسکو سماع سننا حرام مطلق علما کو سماع کی باب مین خلاف ہی کوئی اوسکو حرام اور کوئی حلال
کہتا ہی جو ظاہر پرست ہین وہ سماع کو حرام کہتے ہین کیونکہ اونکو یہہ نہین معلوم کہ حقیقتاً محبت جناب
الہی کی دل انسان مین نازل ہوتی ہی بلکہ اونکی نزدیک یہہ ہے کہ انسان اپنی جنس کو دوست رکہہ سکتا ہے
اور کہتی ہین کہ بے جنس اور بی مانند کی ساتہہ دوستی کرنی بسا دشوار اور ناممکن العقل ہے پس اوسکی دل مین
سوای محبت مخلوق کی اور کچہہ نہین آتا یہہ سنکر اگر ہم انپر یہہ سوال کرین کہ جو دوستی جناب الہی کی
ہر فرد بشر پر واجب ہے اوسکی کیا معنے ہین تو وہ اوسکی جواب مین کہتی ہین کہ اسکی مراد احکام جناب
الہی ہی (اور یہہ غلط ہے) اگر کسیکو اس امر پر ایراد ہو تو کتاب کیمیائی سعادت مین دیکہہ ہمارے
پیران عظام کا مقال ہے کہ سماع اوسی چیز کو زیادہ کرتا ہے جو دل مین ہوتی ہے پس اگر دل انسان
مین محبت ... ہی ضرور سماع اوسکو جنبش دیگا اور اوسکو ثواب عظیم اوس سی حاصل ہوگا اور

اگر دل انسان میں محبت ماسوی اللہ ہے تو اوسکے حق میں یہہ سماع زہر قاتل ہے اور جسکے دل میں ان
دونوں کچھہ نہو اور بطور بازی سماع سنے تو وہ سماع اوسکو مباح ہے حلال نہیں پس اس سے معلوم
ہوا کہ سماع تین قسم پر منقسم ہے قسم اول کہ وہ کہ غفلت سے سنے اور اوسکو کھیل سمجھے یہہ طریق اہل
غفلت ہے اوسکو سماعت سماع روا نہیں بلکہ اوسپر حرام ہے باعث اسکا یہہ ہے کہ ایسے شخص کے دلمیں
ضرور فساد برپا کریگا ۔ اس لیے کہ اسکو جو سنتا ہے والا یہ آواز جوش ہی حرام ہوتا حضرت بی بی عا
صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ایکروز مسجد میں اصحاب زنگی بازی کر رہے تھے اور جناب
رسول اللہ نے مجکو کہا کہ ای عائشہ تم دیکھا چاہتی ہو میں نے کہا کہ ہاں بعد ازاں جناب رسول کریم
نے اپنا دست مبارک دروازے پر رکھا اور میں نے اپنی ٹھوڈی حضرت کے ہاتھہ پر رکھی اور تماشا
اونکی سماع کا دیکھتی رہی آپ نے تین دفعہ فرمایا کہ بس کہتے ہوا یا نہیں میں نے کہا کہ ابھی نہیں اور
یہہ روایت تمام کتب احادیث صحیحہ میں موجود ہے پس اس سے پانچ احکام امت محمدی کو حاصل
و جائیہ ہو گئیں اول یہہ کہ تماشا بازی و لہو جو گاہ گاہ ہو حرام نہیں کیونکہ بازی زنگیاں میں
رقص سرود تھا دوسری یہہ کہ وہ بازی مسجد میں تھی تیسری یہہ کہ آپ نے اوس وقت حضرت بی بی
صاحبہ کو فرمایا تھا کہ تماشا دیکھو پس اگر حرام ہوتا تو حضرت کیوں یہہ حکم دیتے چوتھا یہہ کہ آپ نے خود بنفس
جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ دیکھا چاہتے ہو یہہ فرمانا گویا تقاضا ہوا وہ بازی بی بی
عائشہ صدیقہ دیکھتی اور آنحضرت موجود تھے پس وہ امر روا تھا پانچواں یہہ کہ دیر تک بی بی صاحبہ دیکھتی رہے ۔
اور جناب نبوی بھی موجود باوجودیکہ بازی دیکھنا کچھہ ضروری کام نہ تھا اس سے معلوم ہوا کہ موافق
زنان باکودکان حسن تک اونکا دل خوش ہو ایسی کام جائز ہیں اور حضرت صدیقہ سے روایت ہے
کہ ایک دن روز عید اونکی گھر میں اونکی کنیزکان دف بجا کر کچھہ سرود کر رہی تھیں کہ اسی عرصہ میں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائی اور بستر پر استراحت فرما کر لیٹ گئے بعد اوسکے حضرت
ابو بکر صدیق والد ماجد حضرت صدیقہ تشریف لائی اور یہہ معاملہ دیکھکر ناراض ہوگئے صدیقہ کو فرمایا کہ تم
نفس کا ساز پیغمبر خدا کے گھر میں یہہ امر کیا معنی رکھتی ہیں یہہ بات سنکر جناب رسالت مآب نے فرما

کہ اے صدیق آج انکو معاف رکہو کیونکہ روز عید ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ دف و سرود بہی جایز ہے دوسرا
قسم یہہ ہے کہ دل انسان مین صفت مذموم ہو یعنی اوسکے دل مین محبت کسی عورت یا لڑکے کی ہو اور وہ
اس خیال سے سماع سنے کہ اوسکا وہ شوق زیادہ ہو اور اوس وقت وہ ایسے ایسے راگ سنے کہ انمین
تعریف زلف و خال و خد ہو یہہ حرام محض ہے کیونکہ راگ سے آتش عشق کی زیادہ ترگرم ہوتی ہے
اور جس آگ کا فرو کرنا لازم ہے اوسکو مشتعل کرنا کیا معنے اور اگر وہ عشق اپنے زوجہ حلالہ کا ہے تو
حلال ہے قسم سیوم یہہ کہ دل مین کوئی صفت محمودہ ہو اور اسکے چار قسم ہین اول سرود حاجیان کہ جسمین
تعریف مکہ معظمہ ہوتی ہے کیونکہ اس سے شوق زیارت کعبہ زیادہ ہوتا ہے اس شوق مین اگر حسب اجازت
والدین راہی بیت اللہ ہوا ہو تو اجر عظیم پاویگا دوسری سرود نوحہ جس سے گریہ زاری اور اندوہ دل
زیادہ ہو اوسمین بہی مزد ہوتی ہی بشرطیکہ اپنے گناہون پر گریہ کرے جیسے کہ نوحہ حضرت داؤد اور اگر
اندوہ حرام کا ہو تو یہہ بہی حرام ہے مثلاً اگر کسیکا کوئی فوت ہو جاوے اور وہ اوسکے خیال مین نوحہ کرے
تو جائز نہین کیونکہ جناب الہی کا حکم ہے لکیلا تاسوا علی مافاتکم یعنی ہرگز موتی کا غم نہ کہاؤ
تیسری اسکی دل مین کوئی خوشی ہو اور اوسکی زیادہ کرنے کے واسطے سماع سنے تو یہہ مباح ہی مگر وہ شادی
ایسی قسم کی ہو کہ جسپر شرعاً خوشی کرنی جایز ہے چنانچہ شادی نکاح و ولیمہ و عقیقہ و وقت ختنہ یا وقت
واپسی سفر کے جیسا کہ جب جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو لوگون نے
دفین بجائین اور شادی کی اور اوس وقت اشعار عاشقانہ بہی ان لوگون نے پڑہے جنمین سے ایک یہہ ہے
شعر طلع البدر علینا من ثنیات الوداع * وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع فقط ماسوا اسکے جب چند
دوست ملکی طعام کہاوین اور چاہین کہ ایک دوسرے کا وقت خوش ہو تو اوس حال مین بہی سماع
مباح ہے چوتہا نوع اصل الانواع اور وہ یہہ کہ اگر کسیکے دل مین دوستی حق تعالی کی غالب ہو کر حد عشق پر
پہونچی تو اوسکو سماع مہم عظیم اور مفید عمیم ہے کیونکہ اوسکو اسکا اثر زیادہ پہونچیگا اور اصلی سماع
لایق السماعت یہی ہوگا اگرچہ بعضی صوفی ایسے ہین کہ اونکو سماع مین مکاشفات ظاہر ہوتی ہین اور وہ
جو احوال کہ عالم غیب سے انکو سماع مین حاصل ہوتا ہی اوسکا نام وجد ہے اور اونکو وہ فوائد حاصل

ہوتی ہیں کہ ریاضت کثیرہ سے بہم نہیں پہونچتی بلکہ اوسکا دل سماع کی آگ سے ایسا صاف ہوتا ہے جیسے کہ
چاندی آگ میں جانے سے بے غل وغش نکل آتی ہے سماع میں ایسا ہی ہو جاتا ہے کہ وہ مناسبت
خوبیج انسان کو عالم بالا سے ہے اوسمیں حرکت پیدا ہوا اور سامع کو اس عالم سے بالکل بھلا دیوے تاکہ وہ
اس عالم سے بالکل بے خبر اور قوت اعضا بالکل ساقط ہو جاوے اور بیہوش ہو کر گر پڑے لیکن بہت ہی
خیال رکھنا چاہیے کہ اس راہ میں بہت غلطیاں اور بدرجہ غایت بیماریاں بھی خطا واقع ہوتی ہیں اور
اوسکی پہچان حق و باطل بجز پیران کامل کوئی نہیں پہچان سکتا اسواسطے طالب کو روا نہیں کہ حسب تقاضا
اپنے کے سماع سنے **حکایت** حضرت شیخ علی حلاج جو مرید حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی کے تہے اونہوں نے
حضرت شیخ ابو القاسم سے اجازت استماع سماع طلب کی شیخ نے فرمایا کہ ای فرزند تین دن ورطی کرنیکے
متواتر روزہ رکہہ بعد تین روز کے خوش خورش کہ نہایت مرغوب طبع ہو تیار کرکے سامنے رکہہ اور پہر طبیعت کو دیکہہ
اگر وہ رغبت طعام مطلوبہ سے روگردان ہو کر میل سماع کرے اور سوائی قوالوں کے سماع پر صبر کرسکے
خوش ہو تو بیشک سماع سن ورنہ جائز نہیں لیکن اس طالب کو کہ جسکو احوال ولی کی کچھ خبر ہی نہو
الغرض اگر آگاہی حاصل ہوئی ہو مگر شہوات اسکی تمام شکستہ ہوگئی نہوں تو اوسکی پیر کو لازم ہے کہ مانند
بہاگی سانپ کی گمراہ نہ ہونے جاوے اور اوسکو مانع آوے کیونکہ اس حال میں نقصان طالب کے حق میں بدرجہ
کمال ہوتا ہے **فائدہ** اگر کوئی شخص سماع اور وجد اور حالات صوفیاں سے منکر ہو تو اوسکو معذور
رکہنا چاہیے کیونکہ وہ بیچارہ بے خبری سے معذور ہے اوسکو اس معاملے سے خبر نہیں ان مزوں سے انکار
ہر کہ جسکی اوسکو خبر نہو ایمان لانا مشکل ہوتا ہے اسکا تو وہ معاملہ ہے کہ جیسا ایک مخنث خیر کا کہ وہ لذات
درست عورت کو یاد نہیں کرسکتا فن چلے ہا اگر کوئی مادرزاد اندہا لذت تماشای و نظارت سبزی سے آ
رمال سے انکار کرے تو عجب نہیں کیونکہ اوس غریب کی آنکہیں نہیں **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ اس
معاملہ انکار صوفیاں میں کیا دانشمند اور کیا عوام ویسی ہی ہیں کہ جیسے مخنث یا لڑکے اور جسکو ذرہ
بہی آتش عشق ہوگی وہ ضرور کہیگا کہ بیشک یہ لوگ حق دوست ہیں اور یہہ حال با کمال ہے مگر مجہہ
ان تک رسائی نہیں اور یہہ معاملہ کسی شخص کے پاس فلاں خبر ہوا اور وہ دوسرے کی پاس ہی ہوا

اوسکا باور نکرے تو عین حماقت ہی **پندہ** معلوم کرنا چاہئے کہ سماع پانچ سببون ہی حرام اور ان سے
پرہیز کرنا واجب ہی اوّل یہہ کہ کسی ایسی عورت سی سماع سُنے کہ وہ حالت شہوت مین ہو خواہ سامع مشغول
حق ہی کیونکہ شہوت تو اصل آفرینش کی ایک جزو عظیم ہی جب صورت نیک دیکہہ پڑتی ہی تو شیطان کلی معاونت
کرتا ہی سماع کا سننا ایسی لڑکون سی کہ جو محل فتنہ ہون مباح ہی مگر عورات زشت رو سی مباح نہین
کیونکہ عورات غیر محرم پر نظر کرنی ہر طرح سی حرام ہے اور اگر پس پردہ بیٹہہ کر سرود کری اور محل فتنہ بہی
نہو تو مباح ہی دوم یہہ ہے کہ سماع چنگ و رباب و بربط وغیرہ سے ہو کیونکہ مزامیر سی سماع ممنوع ہی
حتی کہ اگر مزامیر ناخوش آہنگ ہون تو بہی حرام ہے کیونکہ یہہ عادت شراب خوردن کی ہے
لیکن طبل اور دف سے اگرچہ اونکی ساتہہ جلاجل بہی ہون تو حرام نہین اسی طرح طبل غازیان جائز
اور طبل مخنثان حرام اور شافعیہ کے نزدیک شاہین بہی جائز ہے کیونکہ امام شافعی علیہ الرحمۃ
والغفران فرماتی ہین کہ اسکا آواز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک مین گیا
اور آپنے انگشت مبارک بگوش حق نیوش رکہہ لے مگر منع نفرمایا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی پیٹہہ
کو فرمایا کہ سنو تیسرا سبب حرمت یہہ ہی کہ اوس سماع مین الفاظ فحش یا ہجو یا طعن اہل دین ہو
جیسا کہ اشعار روافض اور اشعار وصفیہ زنان مشہورہ کیونکہ عورتون کی وصف مردون کی آگے
جائز نہین اور ایسی اشعار کہنی اور سننی حرام ہین مگر وہ شعر کہ جنمین تعریف زلف و خال خوبی جمال
نسوان ہو یا اونمین حدیث وصال و فراق ہو جیسی عادت عشاق ہی سننی حرام نہین مگر یہہ ہے
اوس حال مین حرام ہین کہ سامع فی المثل اگر کسی عورت پر عاشق ہو اوس طرف اوسکا مطلب کہینچ کر لیجا دیکہے
اور اگر اپنی منکوحہ یا کنیزک حلالہ کی طرف مضمون اوسکا راجع کرے تو حلال ہے فقط صوفیون کی حق مین کہ
جو مستغرق یاد الہی ہون ایسی ایسی اشعار سم قاتل ہین کیونکہ وہ تو اپنی مطلب کے مطابق معنی سمجہہ لیتے
ہین مبادا زلف سی ظلمت کفر خیال کرین اور حسن روی سی نور ایمانی چوتہا سبب یہہ ہی کہ سامع جوان
اور شہوت اوسپر غالب ہو اور اوسکو کچہہ خبر دوستی حق کی نہو کیونکہ ممکن ہے کہ جب وہ زلف و خال
کی بات سنیگا تو ضرور شیطان موقع وقت پاکر اوسکی گردن مین ہاتہہ ڈالیگا اور اوسکی شہوت کو ہلا دیگا

صوفیوں میں اکثر اشخاص ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جامہ صوف پہن کر اپنی بیہاسی میں اوڑاتے میں وجد
اور سے کچھ سوال کرو تو عبارات طامات بنائی اور سائل کو ستاتے اور شوریدہ بناتے ہیں اور ہر ایک جنس کا طرح ایک
حوری نام دھرتے ہیں اور اپنی سجادگی کے واسطے ایسی ایسی کلام لایعنی زبان پر لاتے ہیں کہ فلاں شیخ کو فلاں
کودک حسن پر نظر عاشقانہ ہے اور حقیقت عارفوں کہ اس دام کا اسیر بیان کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ
وہ باری رب رہی حسین کو دیکھنا غذائے روح ہے الغرض ایسی برائیاں اپنی فضیحت کی نفی کر سکنے کے لئے
زبان پر لاتے ہیں مگر جو کوئی ایسے امور کو فسق اور حرام بتالے وہ اباحتی ہے اور عند الشیخ ترک کہنا اسکا اچھا
اور یہ جو کہتے ہیں کہ فلاں شیخ نے فلانے لڑکے پر عشق کیا یہ بیان اونکا خالی دروغ سے نہیں اگر تو وہ سچ
بہتان ہوگا اور فی الاصل اگر کسی بزرگ نے کسی لڑکے کو نظر محبت دیکھا بھی ہوگا تو ضرور وہ نظر بے شہوت
ہوگی یا یہ کہ وہ بزرگ خطا میں پڑ گیا ہوگا کیونکہ معصومیت ہر ایک بزرگ کے واسطے نہیں ہوتی اور قصہ
داؤد علیہ السلام کا قصہ میرے اس قول کا مصداق ہے کتابوں میں جو مفصل حال اونکی توبہ وزاری
کا تحریر ہے اونکا یہی باعث ہے کہ ناظرین کو حجت کا ملے اور کوئی نہ سمجھیں کہ ایسے امور پر توجہ
ہے پانچواں سبب یہ ہے کہ عام کالانعام جو عادتاً اور آزادی سے سماع سنتے ہیں کہ اون کا طور
حاصل ہو اگرچہ وہ مباح ہے مگر یہ ہے شرط کہ اوسے عادت نہ کرے کیونکہ بعضے ایسے صغیرہ گناہ ہیں
کہ جمع ہو کر کبیرہ بن جاتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ گاہ گاہ اور اندک اندک مباح اور جب زیادہ
ہوں تو حرام جیسے کہ زنگیوں نے ایک دفعہ مسجد میں بازی و سماع کیا اور جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا اگر یہ ہمیشہ کے واسطے مسجد کو بازی گاہ مقرر کرلے تو ضرور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
منع فرماتے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے ایک دفعہ تماشائے بازی سے منع نہ فرمایا اگر وہ
ہمیشہ تماشا بینی اختیار کرلیں تو ضرور مورد عتاب حضرت نبوی ہوتیں جیسا کہ مزاح گاہ گاہ مباح
ہے مگر اگر کوئی مسخرا پنی عادت کر کے مسخرہ بن جاوے تو بیشک جائز نہیں **آثار و اداب
سماع** جاننا چاہیے کہ سماع میں تین مقام ہیں اول فہم دوم وجد سوم حرکت چونکہ یہ تینوں
تشریح طلب ہیں لہذا بیان انکا مفصل کیا جاتا ہے اول مقام فہم واضح ہو کہ جو کوئی سماع

بطبع وغفلت سنی یا اوسکے دل مین اندیشہ مخلوق ہو تو وہ خسیس ترین خلقت ہی اور جسمین اندیشہ دین اور
رغبت الٰہی غالب ہو وہ بہی دو درجہ مین درجہ اول درجہ مریدکہ اسکو سلوک مین احوال مختلف اور قبض بسط اور آسانی
و دشواری اور آثار قبول و رد کہتی ہین اسکا یہہ معاملہ ہے کہ جب صاحب اسکا کوئی ایسا مضمون سنی کہ جسمین حسرت یا عتاب
قبول وصل و ہجر ہو تو اوسی جو کچھہ اوسکے دل مین ہو افروختہ نکری بلکہ احوال مختلف اوسکی دل مین ظاہر ہون درجہ دوم قواعد
عیر العلم یعنی اوسکا قاعدہ علمی محکم نہو تو یقین ہے کہ اوسکو سماع مین ایسی ایسی اندیشہ واقع ہونگے
کہ فی الاصل وہ کفر ہون یعنی بحالت سماع شان الٰہی کی بابت کچھہ ایسا فہم کرے کہ وہ شان ذات الٰہی مین
محال ہین مثلاً کوئی سماع مین یہہ شعر سنے **شعر** ز اول بمنت میل کنان بسل کجاست + وامروز ملول گشتن
از بہر چہ راست + اور اوسپر اوسکو یہہ خیال آجاوی کہ ابتدا مین اللہ تعالی کو اوپر حال اسکے کی عنایت اور
مہربانی تہی اور اب وہ بدل گئی حالانکہ تبدل شان الٰہی مین کفر محض ہے کیونکہ جناب الٰہی کی ذات متغیر نہین بلکہ
طالب کو ایسا خیال کرنا چاہیے کہ مثلاً کوئی شخص نور آفتاب مین ہوا اور پہر پس دیوار چلا جاوے
تو اس حال مین نور آفتاب مین کچھہ تبدل واقع نہین ہوا بلکہ خود اوسکے حال مین تبدل واقع ہوا ہے
دوسرا مقام یہہ ہی کہ جب فہم سی فارغ ہو تو اوسپر ایسا حال ظاہر ہو کہ جسکو وجد کہتی ہین اور معنی وجد کی پاتا ہی
یعنی اوسنی ایک ایسی حالت پائی کہ قبل ازین اوسمین نہ تہی اور اس حالکی باب مین بہت سخن ہین کہ وہ کیا ہے
مگر اصلی یہہ ہے کہ وہ ایک نوع سی نہین ہوتی اگرچہ اسکی بہت نوع ہین مگر بزرگون نے اوسکی دو جنس مقرر کی ہین ایک جنس احوال
دوسرے جنس مکاشفات جنس احوال یہہ ہے کہ ایک صفت غالبہ پیدا ہو اور اوسکو مست کردی اور وہ صفت کبہی شوق سی ہوتی ہی اور کبہی
خوف سی اور کبہی آتش عشق سی اور کبہی ندہ یا طلب حسرت سی اور ماسوا اسکے اقسام بہت ہین جب وہ آتش دل مین غالب
ہوتی ہی تو دود اسکا دماغ مین پہونچتا ہی اور وہان جاکر حواس پر ایسا غلبہ کرتا ہی کہ نہ وہ آنکہون سی دیکہہ اور نہ کانون سی
سن سکتا ہے دوسری جنس مکاشفات ہی اسمین اسکو کچھہ چیزین نظر آتی ہین اور سماع کا اثر یہہ ہی کہ دلکو صاف کرتا ہی اور جاہل بغیر پہنچنے
اس مقام کے نہین کہیلنے انسانکو لازم ہی کہ یہہ تصور نکری کہ جو کچھہ میری گہر مین نہین کسیکے گہر مین نہوگا اور وہ ایسی نادان ہی کہ مایہ قلیل اپنی دیکہکر اپنے آپکو
بادشاہ عظیم خیال کرے ✤

فائدہ فی البکا کا یہ ہے کہ وجد بہ تکلف ہو مگر یہہ مدعا ٹھیک ہے یہہ درست ہے کہ تکلف سے اگر
انسان کو اپنے دل میں لا تاکہ اوس سے وجد پیدا ہو چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ
جب دل سنو گریہ کرو اور اگر رونا آوے تو تکلیف کرو حاصل اس سے یہہ ہے کہ کلفت سے
انسان حزن ملال دل میں آتا ہے اور تکلف صاحب اثر ہوتا ہے **سوال** اگر کوئی کہے کہ اگر
سماع درست اور حق اور حق کے واسطے ہے تو جائز ہوتا کہ مجلس سماع میں حافظ قرآن قرآن پڑھ
پڑھتے تو اولیٰ سرود شعرا کا معنی قرآن کلام الٰہی ہے سماع اوسکا اولیٰ **جواب** البتہ آیات
قرآنی پر بہت سماع ہوتا ہے اور اس سے بہت وجد و حالت ظاہر ہوتی ہے بہت لوگ سماع
قرآن سے بیہوش ہوئے اور بعضوں کی جان دی اگر وہ ذکر دیکھنے مطلوب ہوں تو کتاب احیاء العلوم
موجود ہے اور وجہ اسکی کہ سماع حافظان قوال اور سماع قرآن سے وجد کیوں سماع نا ہے پانچ
میں اول یہہ کہ تمام آیات قرآنی حالات عاشقان سے مناسب نہیں رکھتی کیونکہ اسمیں قصص کفار اور احکام
متعلق معاملات دینی و دنیاوی امر و نہی وغیرہ بہت حالات ہیں قرآن شریف تمام اوصاف خلق اللہ کے سب
مثلاً وارث اسمیں یہہ آیات پڑھے کہ فلان رشتہ دار کو یہہ حصہ پہونچتا ہے یا جس عورت کا خاوند
مرجاوے تو چار مہینے دس روز عدت میں بیٹھی پس ایسی ایسی آیات اوس شخص کو کب متحرک کرتے
ہیں دوسرا یہہ ہے کہ آیات قرآنی اکثر لوگوں کو یاد اور ہزار ہا دفعہ پڑھی سنی ہوتی ہیں اور جو چیز
بہت دفعہ سنا ہو اوس سے کچھ تازہ آگاہی حاصل نہیں ہوتے۔ ہاں جی سچ ہے **بیت**
مکرر گرچہ سحر آمیز باشد + طبیعت را ملال انگیز باشد + اور سرود میں اکثر معانی تازہ پیدا
ہوتے ہیں کہاں زمانہ نبوی میں جب آپ کے پاس اعرابی آکر قرآن شریف تازہ نازل ہوا سنتے
تو اس سے اونکو گریہ اور حالت پیدا ہوتی تھی تیسرا یہہ کہ دل بحر آواز موزون اور
الحان پر بس کے ہیں لہذا اسے باعث سے حدیث پر کم حالت پیدا ہوتی ہے اور قرآن کو
بالحان پڑھنا جائز نہیں چہارم یہہ کہ الحان کو اور آواز اوروں سے بہت مدد دیتی ہیں تاکہ اثر
اوس سے پیدا ہو جیسا کہ طبل شاہی ورد قرآن کو ایسی چیزوں سے شامل کرنا مناسب نہیں

نجم یہہ کہ ہر ایک کو الگ الگ حالت ہوتی ہے اور اس حالت مین طالب دو چیزون کا طالب ہوتا ہے یا بسط یا سرور یا طلب کا اس حالت مین اگر قوال کوئے شعر پڑہے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ یہہ شعر پڑہ فلانا پڑہ اور سماع قرآنی مین یہہ بات کہنے معاذ اللہ کہان کی کہان جا پہونچتی ہے سوا اسکے تمام آیات موافق مزاج ہر انسان کے بہر وقت نہین ہوئین تیسرا مقام سماع مین حرکت اور رقص اور کپڑے پہاڑنا ہے اسمین جو کچہہ بعالم بے اختیاری سرزد ہو سیہ ماخوذ نہین اور اگر با اختیار واسطے دکہانے لوگون کے ہو تاکہ لوگ جانین کہ وہ صاحب حالت ہے تو حرام بلکہ عین نفاق ہے حضرت ابو القاسم نصیر آبادی فرماتی ہین کہ جو کوئے سماع مین مشغول ہو غیبت سے بہتر ہے اور ابو عمر بن جنید نے فرمایا ہے کہ اگر تیس سال غیبت کرین تو بہتر اس سے ہے کہ سماع مین حالت کا ذبہ دکہاوین بہرحال کاملترین وہ شخص ہے کہ سماع سنے اور ساکن رہے یعنی اوسکے ظاہر حالین کچہہ تردد پیدا نہو کیونکہ ضعف باعث حرکت و گریہ ہوتا ہے حکایت کہتی ہین کہ ایک شخص جو ان صحبت جنید بغداد مین تہا جب وہ سماع سنتا تو اکثر گریہ باواز کرتا تہا حضرت جنید نے اوسکو کہا کہ اگر یہہ میری صحبت مین ایسا کریگا تو میری صحبت مین نہ آنے پاویگا بعد اوسکے اوسنے بدرجہ تمام صبر کرنا شروع کیا اوس سے اوس کو فائدہ عظیم پہونچا ایک روز کا ذکر ہے کہ اوسنے سماع مین بحالت صبر ایک ایسا نعرہ مارا کہ شکم اوسکا پہٹ گیا جس سے مرگیا باوجود اسکے رقص بتکلیف و نیز باظہار خوشئے مشروع جائز ہی کیونکہ زنگیون نے مسجد مین رقص کیا اور جناب علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کو جب جناب رسول مقبول صلے اللہ وسلم نے فرمایا کہ اَنْتَ مِنّی وَ اَنَا مِنْکَ تو اوس وقت حضرت مرتضی شیر خدا نے از راہ فرط شادی و فرحت رقص شادیانہ کیا اور چند بار پای مبارک کو زمین پر مارا

در باب آداب سماع

سماع مین تین چیزین ضرور مد نظر رکہنی چاہئین زمان ۔ مکان اخوان اول زمان یعنی اگر سماع بوقت نماز یا طعام یا اوس وقت مین کہ دل مین بہت مشغولی امور دنیا و کے ہو تو سماع بیفائدہ ہے دوم مکان یعنی مکان بہی ایسا چاہئے کہ بر سر راہ اور تاریک

ناجائز ظالم ہو سوم احوال احوال سے یہہ مراد ہی کہ حاضرین جلسہ اہل سماع ہوں اگر اہل دنیا نا
سمجھ سماع نا مستحق ہوں وہ ہر دم تکلف سے وجد کرینگے ایسی لوگ بھی داخل جلسہ ہو کر طریق سماع
امد لیسہ باطل سے کریں اور بیہ لازم ہی کہ مجلس سماع میں زنان اور کودکان ہوں اہل سماع
کو لازم ہی کہ مجلس سماع میں سر نیچی ڈالکر متوجہ بدل ہو کر بیٹھیں اور طرف ایک دوسری کے
نہ دیکھیں اور ہاتھ سر سے نہ ہلا دیں بلکہ تکلف سے کوئی حرکت نہ کریں جسطرح کہ نماز میں بیٹھتی
ہیں مجلس سماع میں موٴدب اور متوجہ بحق بیٹھیں اور امید وار فتح باب فیض الٰہی رہیں اور
جب کوئی صاحب غلبات شوق وجد کو اوٹھی تو سب حاضرین مجلس اوس سی موافقت کریں
اگر کوئی اوسکو بدعت کہی تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ بدعت حسنہ ہی جیسی کہ نماز تراویح
جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خالقوا الناس باخلاقہم اور یہہ قوم
اس موافقت سی خوش ہوتی ہے پس انکو خوش کرنے محمود ہے فقط ماسوا اسکے یہہ مناسب
ہی کہ جسکو حالت یا وجد ہو وہ اسپے پوشاک ملبوسہ قوالونکو دیدیوی کیونکہ وہ جامہ اوسپر
حرام ہو جاتا ہے فقط

احوال شاہ دی کھوگے

یہہ جاہ متصل کنارہ نہر لاہور سے
فاصلہ چار کوس جنوب رویہ واقع ہے حال اس کا یہہ ہے کہ یہہ جگہ مقام جھوک حضرت شاہ
ابو المعالے صاحب کی ہے اور انکی کئی جگہہ جھوکیں ہیں چنانچہ ایک یہہ دوسری موضع
ڈولہن وال میں اور اسیطرح اس سے آگے تا مقام شیرگڈھ جس میں خانقاہ حضرت
شاہ ابو المعالے صاحب کی مرشد کے ہے باعث اس کا یہہ سنا جاتا ہی کہ جب حضرت شاہ
ابو المعالے صاحب مقام شیرگڈھ سی حسب الارشاد مرشد اپنے حضرت شیخ داؤد وارد
لاہور ہوئے تو لاہور تک آتی ہوئی پشت طرف شیرگڈھ نہ کی بلکہ پچھلے پاؤں چلتی ہوئے
لاہور تک پہونچی رستہ میں جہاں جہاں آپ نے ایک ایک یا دو دو روز مقام کیا وہاں
وہاں آپ کے قدم کی برکت سے مکان متبرک آباد ہو گیا اور وجہ تسمیہ اوس جگہ
کا نام جھوک یہہ ہے کہ جہاں جہاں مقام کرتے تہے وہاں تمام شب جاگ کر دو گہری

شیر گڈھ کر کے کہڑی رہتی تہے سبحان اللہ کیا ادب آپنی اپنی پیر دستگیر کا تہا جسکے عوض مین بہیگاہ حق سے بمراتب
اعلی سرفراز ہوئی اب یہہ مکان جہوک کا مقبوضہ سید مظہر شاہ نبیرہ حضرت شاہ ابو المعالے کا ہے اونکی طرف
سے دم تحریر ایک فقیر سوہنی شاہ یہان بیٹہلا ہے فقط اس مکان مین اشجار شیشم اور کیکر و بیر قریب سائہہ
کے ہین ایک قبر بہی پرانی ہے نام صاحب قبر معلوم نہین متصل اسکے ایک قلعہ خام مبنیہ دہنا سنگ
ملوی ہے جنوب رویہ اس جہوک کے ایک تالاب کلان تخمینا آٹہہ کنال زمین مین پختہ خشتی موسم
برشکال مین پانی اسمین بہر جاتا ہی چہار طرف اس تالاب کے بوسیدہ ہو گئے ہی یہہ سوہنی شاہ مداری
فقیر ہے اور شجرہ اس کا یہہ ہے کہ سوہنی شاہ خادم رمضان شاہ کا اور وہ مہتاب شاہ کا اور وہ
کرم شاہ کا اور وہ محبت شاہ کا اور وہ احمد شاہ کا اور وہ جیری شاہ کا اور وہ مردان شاہ کا
اور وہ نور محمد خان کا اور وہ شاہ ابدال کا اور وہ دیوان کالاسری کا اور وہ نیل کہنڈ
کا اور وہ باوا مان دریائی کا اور وہ حسن شاہ کا اور وہ حضرت بایزید کا اور وہ میران جمن جتی کا
اور وہ حضرت میران مدار پیر کا فقط واضح ہو کہ مداری فقیرون مین بعضی بعضی فقرا جو ملنگ کہاتے ہین
جلی کاٹتے ہین کوئی دس برس کا کوئی کم و بیش اور اس عرصہ مین سر کے بال نہین کٹواتے اور
اوسمین خاکستر ڈالکر دہوتے ہین بلکہ خاکستر ہمیشہ سر مین ڈالی رکہتے ہین اور جب بال بڑہ جاتے ہین تو بالونکو
لپیٹ کر بطور دستار سر پر باندہتے ہین اور شانہ ہی نہین کرتے انکو بہس مداری فقیر ایک کہتے ہین فقط
اس مقام پر اس سوہنی شاہ نے پیوندہ بیریان پیوندے لگائی ہوئی ہین اور اون بیرونکو وقف للہ
کر رکہا ہے جو جاہی کہاے وہ کہتا ہے کہ بعد میری کوئی ان پر قبضہ نکرے اور للہ واگذار رکہے
ماسوا اسکے اس سوہنی شاہ نے یہان ایک چاہ کلان چرخ چوب والہ باجازت پیر مہلن شاہ جاری
کیا ہے سولہ کہانو زمین مزروعہ سرکار سے ملحقہ مکان ہذا تا قیام جہوک واگذار ہے اسکی
آمدنی یہی فقیر لیتا ہے جو مسافر آوی اوسکو ایک وقت کا نشا پانی معہ روٹی ملحضر دیتا ہے پہلی
اس مکان پر ایک فقیر ہندوستانی محبت شاہ نامی چالیس برس تک بیٹہا رہا اوسنے باجازت
مالک اس سوہنی شاہ کو اپنا قایم مقام کر دیا چنانچہ قبر گئے اوسکے یہان موجود ہے +

احوال مقبرہ سید عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

روضہ انکا عرف نیچے مقبرہ حضرت شاہ شمس الدین اور جنوب رویہ کوٹھی جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کے بنا ابتدائی عملداری سرکار انگریزی میں گرا دیں سڑک میں جو انارکلی کی طرف جنوب ہوکر جاتی دریا میر کو جاتی ہے اسکا گرداب ہی شان عمارت مقبرہ دیکھنے پڑتی ہے جو کچھہ اب روضہ میں باغ آٹھہ سال ہوئے ہے تا حال نظر آتی ہیں یہہ حضرت عبدالحکیم صاحب سید گیلانی ہے اور اولاد حضرت محبوب سبحانی سے ہیں شجرہ نسلی ایسے ان کا یہہ ہے سید عبدالحکیم بن ناصر الدین بن سید نظام الدین بن سید محمد بن سید مبارک بن سید نجم الدین بن سید نوری بن سید بہاؤالدین بن سید الہ داد بن سید یعقوب بن سید یحیی بن سید ہاشم بن سید مسعود بن سید شرف الدین بن سید عبدالجبار بن سید مالک بن سید عبداللہ بن صالح نصیر بن سید عبدالرزاق بن حضرت سید شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز فقط اب جو وہاں آٹھہ قبریں ہیں تفصیل انکی یہہ ہے اول شیخ اللہ وسلم دوم شیخ عبداللہ شاہ سوم شیخ عبدالحلیم چہارم سید حسین شاہ پنجم ششم سید محمد شاہ ہفتم سید عبدالحکیم ہشتم شیخ الہ داد کے جناب حضرت سید یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ جد کلان ان حضرت کے سن آٹھہ سو سینتالیس ہجری میں ملک ایران سے شہر ملتان میں بعہد سید مبارک شاہ بادشاہ ہند تشریف لائے چونکہ فاضل متبحر تھے وہاں تدریس شروع فرمائی بعد ازاں انکی اولاد میں سے سید نجم الدین عہد بابری میں سن نو سو چونتیس دہلی میں جاکر ملازم ہوئی بعد اسکے اولاد لاہور میں نوکری پیشہ رہے صاحبزادے انکے حضرت بایزید بڑی صاحب علم تھے اونکی بیان میں تین ہوئے ایک سید عبداللہ دوسرے سید عبدالہادی تیسری سید عبدالحکیم صاحب انمیں سے یہہ حضرت عبدالحکیم صاحب بڑی صاحب کمال تھے سن تولد انکا سن اکہتر الف عہد جہانگیر یہہ حضرت عہد شاہجہان میں بڑی نامی فاضل اور مسند مشہور ہو گئے تھے پہر انہوں نے خاندان عالیشان قادریہ میں بیعت بخدمت جناب شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ حاصل کی شجرہ جیسے انکا یہہ ہے سید عبدالحکیم خادم شیخ عبداللہ کا اور وہ شیخ پیر ورک

اُرجنا متبرہ تکیہ ڈنڈی گران مین موجود ہو اور وہ شاہ عالم کے اور وہ حضرت نورالدین کے اور وہ شیخ احمد کے اور وہ حامد گیلانی کے اور وہ سید عبدالرزاق کی اور وہ سید عبداللہ کے اور وہ حضرت احمد قادری کی اور وہ شاہ امیر کے اور وہ سید مسعود کے اور وہ سید علی کے اور وہ سید احمد کے اور وہ سید صوفی کے اور وہ سید عبدالوہاب کی اور وہ جناب حضرت غوث الاعظم پیر محی الدین گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کے یہہ حضرت ایسی عزلت گزین تھے کہ باوجود تقاضا ئی شاہ کے کبھی دیوان شاہی تک نہ گئی آخری عمر مین بہت لوگ انکی خادم ہوئے یہہ حضرت بدرجہ کمال حلیم الطبع منکسر و انکسار خلق علیم تھے انکی مرید دنمین سے متمول ساکنان لاہور دو شخص ایک محمد حیات دوسرا محمد صدیق قوم مہتم سے تھے چنانچہ ابتک اولاد ونکی اندرون دروازہ لاہوری کٹرہ تارکشان مین موجود ہے وہ لوگ ابتک ہرسال فاتحہ سالیانہ انکا اپنی گھر مین بصدق دلی کراتی ہین اوسدن وہان مجلس سماع اور چند فقرا الٰہی جمع ہوتی ہین اور انکی اولاد مین سے دم تحریر ایک شخص مسمی سید مہر شاہ ولد سید بہادر شاہ موضع اچھرا ضلع لاہور مین سکونت پذیر اور مدرس مدرسہ سرکاری موضع مذکور ہے اسکو پیر زادہ اپنا جانکی مجلس فاتحہ مین میر مجلس بناکر بٹھاتی اور حتی المقدور کچھہ نذر بھی دیتی ہین یہہ نہائت خلیق اور نجیب اور صحیح ہے تاریخ وفات سید عبدالحکیم صاحب مرحوم کے زبانی سید مہر شاہ صاحب سے سنہ ایکہزار ایکسو اٹھہ معلوم ہوئی

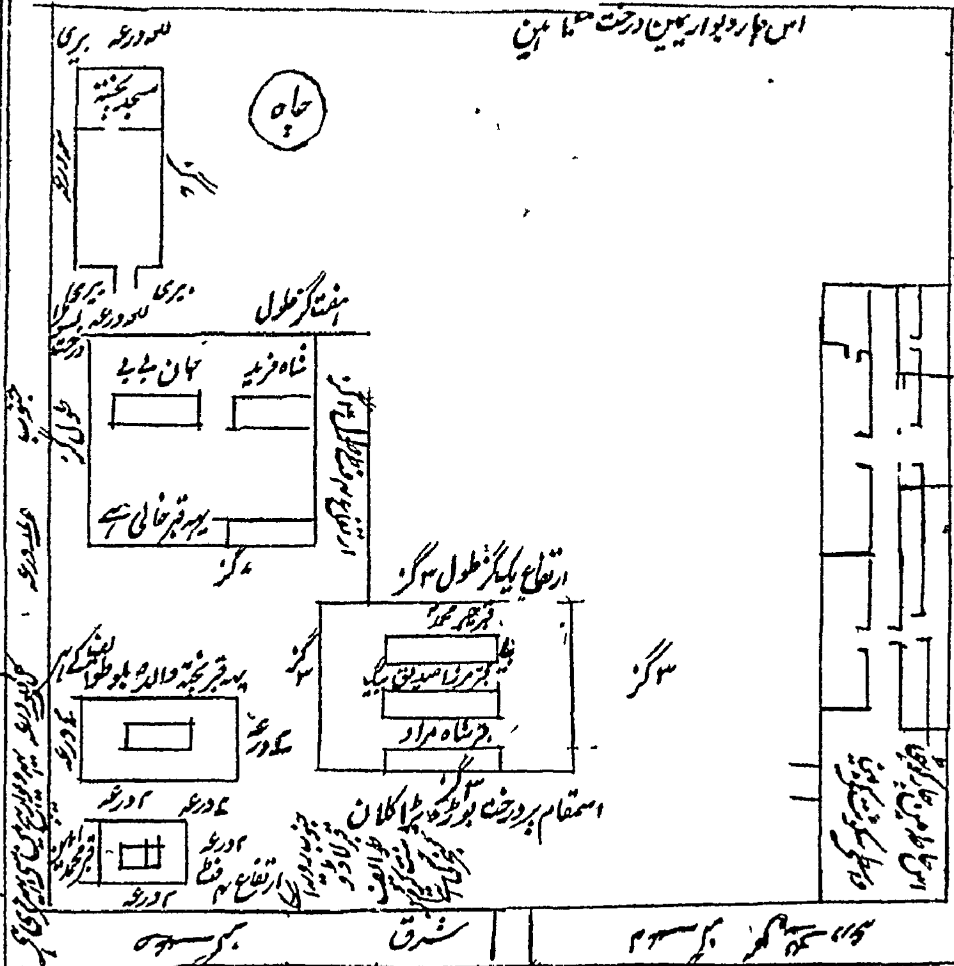
احوال مزار حضرت شاہ فرید

یہہ خانقاہ شمال کے طرف موضع دہولن وال کے لاہور سے تین کوس پر واقعہ ہے گرد نواح اس مکان کے چار دیواری خام شمال رویہ قدری پختہ شد قبر رویہ در آمد رفت خشتی قالبوتی دوری دار اسکے گوشہ کلکنی کراندر ایک چبوترہ خشتی اوسپر قبر محمد امین کے یہہ شخص قوم افغان ساکن قصور خادم حضرت شاہ فرید کا تہا بارہ سو مین فوت ہوکر یہان دفن ہوا دروازہ کی اندر جاتی ہے ایک ایسا درخت بوڑہ کا ہی کہ جسنے تمام مکان مین سایہ کیا ہوا ہی اسکے جنوب رویہ قبر محمد صدیق بیگ خادم محمد امین کی اسکو تخمینا پچاس برس ہوئی کہ فوت ہوا تہا گوشہ ایسان مین چار کوٹہڑی مسقف مرزا محمد بیگ ہوا ہو اب اس مکان کا سجادہ نشین ہی یہہ محمد بیگ

محمد امین کا مزار اور پیر عادم ہی ان کی قبروں کے غرب کی طرف ایک چاہ جرخی دار مسمیٰ محمد امین
اسکے پاس غرب رویہ ایک مسجد مسقف مدرسہ کے بیچ میں در دروازے سرحن چار دیوار دسمار
اس مسجد کے جنوب کی طرف ایک چوکنڈی جسکے ہر طرف جالی ہے اوپر دو دو فٹ چاروں طرف دیوار اس
کے اندر تین قبریں بیچ ایک حضرت شاہ فرید اور دوسری اونکی ہمشیرہ کی اور تیسری اب محمد بیگ کی
انکے واسطے بنوا چھوڑی ہے لیکن دو گز ہو چکا ہے اور چار قبریں خام ہیں دو محمد بیگ کے
بیٹوں اور ایک اوسکے لڑکے اور ایک انکی والدہ کی تقطیعہ حضرت شاہ فرید سید بہادر شاہ ساکن موضع
کوٹلہ جو شاہ فرید کا کوٹلہ مکان ہے اسی بہت قریب آباد تھا اور اب ویران ہو گیا ہے یہی حال انکا
یہ ہے کہ اول یہ حضرت سید ہمایوں بادشاہ ملازم شاہی اور بارہ ہزاری منصب رکھتے تھے بعد
ازاں حضرت محمد سچیار صاحب کے خادم سلسلہ نوشاہیہ میں ہوئے پھر جو کچھ لطف حاصل ہوا تو تمام
دولت دنیا لٹا کر فقیر ہو گئے عمر انکی ایک سو بہتر سال کی تاریخ وفات سترہویں رجب الرجب سن گیارہ
سو چھ بعد شاہ فرید کے محمد امین خان سجادہ نشین ہوا وفات انکی گیارہویں رمضان سن گیارہ
سو چھاویں یہ شخص لمبی راہ تھا بعد اوسکے خادم اوس کا مرزا صدیق بیگ سجادہ نشین ہوا سوم
ذی الحجہ سن بارہ سو سالیس میں فوت ہوا اس بعد بعد حیدری یہہ مرزا محمد جو اب بعمر ہشتاد سالہ
موجود ہی سجادہ نشین ہوا شجرہ انکا یہہ ہے کہ مرزا محمد بیگ خادم مرزا صدیق بیگ رہی دادا
انکا اور وہ حضرت محمد امین کا اور وہ حضرت شاہ فرید کا اور وہ پیر محمد سچیار کا اور وہ حضرت حاجی محمد
نوشاہ گنج بخش صاحب کا اور وہ حضرت شاہ سلیمان کے اور وہ حضرت سید معروف چشتی کے اور
وہ سید مبارک کے اور وہ سید محمد غوث کے اور وہ سید شمس الدین کے اور وہ شاہ میر کے
اور وہ سید علی قادری کے اور وہ سید مسعود کے اور وہ سید احمد کے اور وہ سید مسعود کے
اور وہ سید ابوالنصر کے اور وہ سید سیف الدین کے اور وہ سید عبدالوہاب کے اور وہ
حضرت جناب غوث الاعظم قدس اللہ سرہ العزیز کے **حال حضرت نوشہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ**
یہ حضرت بچپن ہی میں بڑی نامور صاحب کمال ہوئی ہیں بیعت اونکی بخدمت حضرت سلیمان قادری حنفی

مزار مقام بہہوال ضلع شاہ پور مین ہے اور انکے مزار بمقام سہن پال بشیرت قصبہ سول نگر علاقہ ضلع گجرات مین واقع ہے جب
حضرت نوشاہ صاحب سے کہ ہے دو خلیفہ نامی صاحب سجادہ ہوئی ہین ایک فقیر عبد الرحمن جنکو پاک
رحمن کہتی ہین اور وجہ تسمیہ لفظ پاک رحمن کا یہہ ہے کہ ایک روز کا ذکر ہی کہ یہہ عبد الرحمن صاحب
ہمراہ حضرت نوشاہ صاحب کے کہین کو چلی جاتی تہے راستہ مین دریا آیا وہان حضرت نوشاہ صاحب تو
کشتی پر سوار ہو گئے اور جب یہہ صاحب کشتی پر چڑہنی لگی تو پاؤن انکا پہسل گیا اور دریا مین کر پڑی
کنارہ دریا سے اونکی اوپر اتفاقا ایک سل مٹی کے آپڑی وہ اوسکی نیچے آکر دب گئی حضرت نوشاہ صاحب
بحالت استغراق آگی کو چلی گئے بعد چالیس دنکی کسی خادم نی نوشاہ صاحب کو کہا کہ یا مولا حضرت عبد الرحمان
کو آج چالیس روز ہوئی ہین کہ نظر نہین آئے آپ خیال باطن کر کے واپس اسی دریا پر تشریف لائے
دیکہا کہ اسجگہہ سے پانی ہٹ گیا ہے اور زمین سفید پڑی ہے حضرت نی اس جگہہ کو کہدوایا اوسکی نیچی
سی حضرت عبد الرحمان زندہ نکل آئی آپ نی فرمایا کہ ای عبد الرحمان تو تکالیف زمانہ سی پاک ہے اوس
دن سی نام اونکا پاک رحمن مشہور ہو گیا اور دوسری پیر محمد سچیار اونکا نام تہا وجہ تسمیہ بلفظ سچیار
یہہ ہے کہ اونکو حضرت نوشاہ صاحب سی خدمت اسپ سپرد تہی اور وہ جان و دل سے ادای خدمات
مین مشغول رہکر ہمیشہ پارکاب رہا کرتی تہے بعد چندی حضرت نوشاہ صاحب کی صاحبزادی حضرت
ہاشم دریا کی شادی درپیش آئی جب بخانہ دختر والہ پہونچی تو حسب دستور سلمانان پنجاب دختر والی
نی مبلغ ایکسو روپیہ لاگون کا طلب کیا حضرت کی پاس ایک روپیہ بہی موجود نہ تہا آپ نی تمام اپنی
خادمان موجودہ سی روپیہ طلب کیا سب کیسہ خالی نظر آئی جب پیر محمد صاحب سی پوچہا تو اونہون
نی عرض کی کہ جس قدر مطلوب ہو موجود ہے یہہ کہہ کر باہر آئی منتظر رحمت ارحم الراحمین ہو کر
متفکر کہڑی ہو رہے اس عرصہ مین ایک زمیندار نی آکر عرض کی کہ یا حضرت میری بیوی کو ایسی درد
شکم ہی کہ امید زیست نہین آپ مہربانی کر کے دست مرحمت اوسپر پہیرین یہہ سنکر آپ اوسکی
ساتہہ روانہ ہوئی سورۃ شفا پڑہکر بیمار پر پہونکی فی الحال بیمار نی شفا پائی وہ زمیندار کہ مقدم اور
بڑا مالدار تہا۔ راضی ہو کر ایکسو روپیہ نقد اور ایک اسپ دلچسپ مع خلعت نذر حضرت کیا

کرائی مدر گذرا اہا آپ منتقل ہوا ۔ بعد وفات کے جدید سمن لی لیے حضرت نوشہ وہ روضہ بنایا ہے جو شاہی
اور اسی عالیشان اونچا حاط ہے سپار صاحب راست گو بجا فقط اب اس درگاہ نوشاہیہ میں دو فرقے ہیں ایک
فرقہ سچیاری اور دوسرا پاک رحمانی فرقہ پاک میں یہ رسم ہے کہ وقت سماع جس شخص حالت رسیدہ
کو اٹھا کر اونٹ لٹکاتی ہیں اور باعث لٹکانے کا یہ بتلاتی ہیں کہ حضرت پاک رحمٰن صاحب کے مزاج
میں بہت حالت تھی وہ ہمیشہ مست رہا کرتے تھے اور حضرت سچیار صاحب متشرع تھے انکی سلسلہ
میں الٹا کر کے نہیں لٹکاتے وفات حضرت نوشاہ کی ہم ربیع الاول کو واقع ہوئی ہی مگر مقام عجب
ہی کہ عرس انکا انکی مزار مبارک پر نہیں ہوتا اور بالعوض اسکے اسی تاریخ بحساب ماہ قمری بمقام
خانقاہ حضرت سچیار صاحب جو مقام نوشہرہ تارڑوں دریائی چناب ضلع گجرات واقع ہوا ہے
دو ہوم دام سے عرس حضرت کا ہوتا ہے اور جو کہ روز وفات حضرت بحساب شمسی نویں ماہ پھاگن
کے تھے اس تاریخ مزار پاک رحمان صاحب موضع بڑی شاہ رحمان میں جو متصل سیکھو پورہ
ہی عرس حضرت کا ہوتا ہے اب ہزار ہا بلکہ لاکھہا مخلوقات اس سلسلہ نوشاہیہ میں مرید ہے سماع میں
بہت بہت مدعیں کرتی ہیں اگرچہ اس زمانہ میں یہ سلسلہ بمقام جدہ ن رہا ہی مگر حضرت نوشہ صاحب
اور سچیار صاحب اور شاہ رحمان صاحب بڑی بزرگ اولیائے کامل تھے نام اصلی حضرت
نوشہ صاحب کا حاجی بہار مرشد کے طرف سی از راہ عنایت خطاب نوشاہی ملا انکی پھر دو صاحبزادہ ہوئے
ایک کا نام برخوردار ہاشم اور دوسری کا ہاشم دریائی لقیل عالی راشدیں حضرت رحمٰن
خواجہ فضل کابلی کا حجرہ کو لہ ساہو ہم بعد وفات اول ہاشم برخوردار سجادہ نشین ہوئی اور
بعد ازاں بحرشتے جو دادیوں کی ہاشم دریائی کو وسادہ آرای خلافت کیا یہ شاہ فرید صاحب
بھی فرد عالم تھے اس خانقاہ کے متعلقین میں مرد وغیرہ اکمال بعد چاہ صحیح خوب گوشہ گیری خانقاہ
میں تا قیام خانقاہ صاف ہی مرد و غرض سرزا محمد بیگ ۔ ہیڈ اور فقرا کرتے ہیں اکثر فقرائی
نوشاہیہ جمع ہوتی ہیں اور سرود و قوالی بھی ہوتی ہے ہر روز میلہ رہیدار ان موا ضعات گرد
نواح بھی خدمت سجادہ خانقاہ کرتے ہیں ۔



حضرت نوشاہ صاحب کا وطن قدیمہ موضع کہلیانوالی حضرت کی والد کا نام شیخ علاو الدین والدہ کا نام بی بی جیونی مناقب نوشاہیہ مین تحریر ہے کہ جب حضرت کا نطفہ شکم والدہ مین آیا تو انکی باپ کو انکی بابت کئی بار الہام ہوا کہ یہہ لڑکا ولی ہے بعد تین ماہ کے انکی والدہ روانہ بیت اللہ ہوئی بوقت روانگی اپنی قبیلہ کو نصیحت کے کہ یہہ فرزند جو تیری شکم مین ہے پہلوان دین ہوگا اگرچہ ہم نہے بہت جلد آوین گے مگر تمکو لازم ہے کہ آپ کے پرورش باحتیاط تمام کرنا جب علاو الدین صاحب سفر کو چلی گئے حضرت شاہ سلیمان صاحب جو قریب انکی موضع کے رہا کرتی تھی انکی گھر تشریف لائی اور اونکی والدہ کو مژدہ دیا کہ ای بی بی تیری گھر مین ایسا فرزند ہوگا کہ تمام جہان اوسکے فیض سی بہرہ مند ہوگا جب وہ تولد ہو تو تم ہمکو خبر دینا کہتی ہین کہ وہ شاہ سلیمان صاحب قطب وقت تہے فقط بعد اوسکے جب آپ تولد ہوی تو حضرت شاہ سلیمان صاحب

اجر ہوئی آپ وہاں تشریف لائی اور اپنی لیگئے اونکی والدہ کو دیکر فرمایا کہ اسمیں صاحبزادی کو لپیٹ کر
رکہا کرو نقل ایک دن کا ذکر ہے کہ بی بی صاحبہ ان حضرت کو ہنڈولے میں ڈالکر آرام فرما رہی
تہیں اس اثنا میں ایک عورت ہمسایہ کی جو اونکو پیار کرتی تہے آگئی پوچھا کہ لڑکا کہاں ہے اونہوں نے کہا
کہ ہنڈولی میں ہے وہ عورت جاکر اونکو ہنڈولی میں سے اوٹہا لی گئی تو اوسکو وہاں ایک سانپ
مہیب نظر آیا اسی ڈر کر بی بی صاحبہ کو اس واقعہ سے خبر دی اونہوں آکر دیکہا تو حضرت بدستور
استراحت میں ہیں بی بی صاحبہ کو الہام ہوا کہ اس عورت کا بدن پلید تہا کسطرح ہماری دوست
کو مس کرسکتی بی بی صاحبہ نے احتیاط وتعجب ہوکر جو اوس عورت سے پوچھا تو اوسنے اقرار کیا کہ
ساکت طرف بدن ناپاک تہا بعد چندے جب حضرت یوسف صاحب گہٹنوں کے بل چلنے لگے تو اکثر حسب معمول اطفال
صحن خانہ میں کہیلا کرتے تہے قدرت الہی سے گہر میں جو بہینس وغیرہ گاوان تہیں بیدرپے مرنی
لگیں اس سے مائی صاحبہ بہت متفکر رہنی لگیں ایک روز انکی گہر میں شاہ سلیمان صاحب تشریف لائی
اور حضرت کو دیکہکر بہت خوش ہوئی اور بدرجہ کمال پیار کیا بی بی صاحبہ نے کہا کہ یا مولانا تمام موقع
میں تو فضل الہی ہے مگر چندروز سے ہماری مال مویشی کا نقصان بہت ہوتا ہے جناب شاہ سلیمان
صاحب نے فرمایا کہ اسکا یہہ باعث ہے کہ صحن خانہ تمہارے میں باعث بندہی مال مویشی کے پلید رہتے
ہیں اور اس مولود کے ساتھہ کہ دوست خدا ہے ہمیشہ فرشتے رہتی ہیں اس پلیدی سے اونکو تکلیف
ہوسکتی ہے اگر بہلا چاہتی ہو تو اسے صحن خانہ سے مویشی الگ کرلو بی بی صاحبہ نے ایسا ہی کیا جب
صحن خانہ پاک وصاف رہنی لگا تو وہ تکلیف بہی دور ہوگئی بلکہ برکت کثیر انکی مال میں پیدا ہوگئی
جب حضرت کا سن شریف چار سالہ ہوا تو شیخ علاء الدین صاحب سفر مکہ سے واپس آئی اور آتے
ہی فرمایا کہ خاص بیت الحرم میں بارہا مجکو بابت حاجی یوسف کے کئی باتوں بشارتیں ہوئی ہیں
کہ یہہ بیشک ولی اللہ ہوگا بعد ازاں پوچھا کہ اب وہ صاحبزادہ کہاں ہے اونہوں نے
عرض کیا کہ فلاں چارپائی پر سوتا ہے شیخ صاحب وہاں گئے جب اونکو بیدار فرمایا تو وہ
اپنی صورت موجودہ بدل ایک اور عجب پاک صورت بنا کر اوٹہے یہہ معاملہ عجیبہ دیکہہ اول

شیخ صاحب متعجب ہوی اور بعد ازان فرمانی لگی کہ بس اب مقبول بارگا

مجھکو نہ دکھلاو آپ کی حالات سے بفضلہ تعالے مطلع ہو چکا ہون یہہ سنکر آپ مودب ہو بیٹھی اور

بہ ادب تمام عرض پیرا ہوی کہ اگر آپ کو اطلاع ہی تو اور کسیکو اس معاملہ سی آگاہ نفرماوین نقل

بعد دو سال کے انکی گھر مین ایک بیٹا تولد ہوا اسکا نام شیخ اسمعیل رکھا ازانجا کہ عام دستور

ہی کہ خورد لڑکے کو زیادہ پیار کرتے ہین والدہ صاحب انکے بھی اس سی زیادہ پیار کرنی لگی

اس باعث سی وہ مولود اکثر اوقات بیمار رہنی لگا اس سی والدین کو اکثر تردد رہتا تہا بعد چندی

ایک روز شاہ سلیمان صاحب پھر انکی گھر مین تشریف لائی اور خیر و عافیت حضرت نوشاہ صاحب

کی پوچھی بیوی صاحبہ نی عرض کی کہ یا مولا وہ تو بفضلہ تعالی صحیح و سالم ہین مگر چھوٹا بہای انکا اکثر

علیل رہتا ہے اور مجکو باعث صغر سنی اسکی طرف زیادہ تر توجہ خاطر ہے شاہ صاحب نی فرمایا

کہ آپ کا اسکی طرف زیادہ تر توجہ خاطر رکھنا اسکی علالت کا باعث ہے آیندہ اگر خاطر جمع مطلوب ہے

تو نوشہ صاحب کو زیادہ تر عزیز رکھا کرو بعد ازان شاہ سلیمان صاحب تو چلے گئے مگر بی بی صاحبہ

نی انکی نصیحت پر چندان توجہ خاطر نہ کیا اور بدستور انکی طرف زیادہ تر راغب ہوکے دودھ مکھن

وغیرہ ہر روز اسکو انسی زیادہ دیتی رہی بعد چندی قدرت الھی سی ہاتھ اسکی متورم ہوگئی اس سی

وہ نہایت متردد و لاچار ہوکر رات دن ہای وای کرنے لگین حتی کہ ایک رات شام سی صبح تک

بی آرام رہین اسوقت حضرت نوشہ صاحب نی والدہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای حجلہ نشین

پردہ عصمت کیون اس قدر تکلیف اپنی پر گوارا کرتے ہی حضرت شہ سلیمان صاحب آپکو بخوبی

فہمایش کر گئے ہین کہ توجہ خاطر دوسری لڑکے کیطرف ہمسی زیادہ نرکھا کرو اگر اس پر عمل کروگی تو ہرگونہ

تکالیف سی بچی رہوگے یہہ سنکر انہون نی اقرار کیا کہ اب جناب الہی تعالی شفا بخشی آیندہ ہم ایسا

کرینگی یہہ اقرار کرتے ہی قدرت الھی سے انکو آرام ہو گیا فقط جب نوشہ صاحب بارہ برس کے ہوی

تو غیرون کو یہہ معلوم ہوتا تہا کہ یہہ شخص بیس بائیس برس کا ہی الغرض آپ بڑی قوی ہیکل تہی اپنا

زمان مین کسیکی مجال نہ تہی کہ آپ سی مقاومت کری اکثر لڑائیون مین آپ حسب تمنای حکام وقت

تشریف لیگئے تھے حضرت ہر وقت یاد حق میں رہتے تھے ابتدا ہی میں سلوک تھا کہ کوئی تیر آپ کا سد
کشتی سے خالی رہا تھا اس باعث سے بچپن میں آپکی بہت شہرت کیا کیتے تھے جسدی اصطرحسی تحریک
جہاد دوسرا ہوتی تھی اور بعد اس جہاد صورت متوجہا اکثر وہی یعنی شوق و عشق الٰہی
پیدا ہو گیا ایک روز آپکو اس شعر سے الہام ہوا + کہ اس آنکھوں بکدل ایک روشن سے +
ترقی و نورا محو کردی اوستدی + اگرچہ آپ نادار دولی ہے تھے مگر ظاہرا بھی فقیہ کامل ضرور
تھا اور ایکبارگی بعد سماجہ ضروریات دفتر ہستے ہی لہٰذا   آپ را وی یہ لتیں دعوت کرتے
ہو کر یک بارگی ایک صحرای لق و دق میں جسکی گرد پانچ کوس وسیع تھا   تن تنہا مشغول یاد
الٰہی ہوئے وہاں آپ کا معمول تھا کہ دائم الصوم رہا کرتے اور بوقت افطار برگ اشجار سے
افطار فرماتے والدین کی ہر چند تلاش سے کچھ سراغ نہ ملا   کہ وہ صحرای لق و دق بہت
ہلاک مشہور تھا اسطرف آمد و رفت نہ ہوتی تھی ایک روز اتفاقا کوئی ایلچی اودھر جا نکلا اور حضرت
کو مشغول زہد و ریاضت دیکھکر دل و جان سے ترساں ہو گیا ہر چند اسنے چاہا کہ آپ اسکی طرف متوجہ
ہوں مگر آپ مشغول رہے   حیران ہو کر گھر میں آیا اور تمام حال اپنے قبیلہ کو کہہ سنایا اسی بات
تمام طعام پر تکلف معہ دودھ شکر وغیرہ طیار کیا اور اسی جا و دکو ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت میں
ہوئی طعام وغیرہ حضرت کے آگے رکہا حضرت بالکل متوجہ ہوئے اور ہر چند دل شکستہ ہو کر حضرت
کے قدموں پر رکہا اور بمنت عرض کی کہ آپ کوئی لقمہ تناول فرماویں آخر حضرت نے رحم کہا
تھا کہ اب ہمکو عادت کہانے کی بالکل نہیں رہی مگر ہاں بپاس خاطر تمہاری صرف جرعہ شیر کی لیوینگے
اور دہون کی جوش ہو کر دودہ آگے رکہا   آپ نے تھوڑا سا خاطر اوسکے نوش فرمایا لہذا ان ایلچی کا
یہہ دستور ہوا کہ ہر شب دودہ لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتی اور آپ قبول فرماتے تھے
شدہ شدہ یہہ خبر آپ کے والدین کو پہونچی اور اسجا کہ وہ مدت سے متلاشی احوال حضرت تھی بہت متردد
ہوکر آپ کی خدمت میں تشریف لیگئے اور بہزار دقت آپکو گھر میں لائے اور نوشہرہ میں
شیخ ابو البرکات کی صاحبزادی سے اونکو کتخدا فرمایا بعد ازاں آپکا یہہ معمول تھا کہ تمام

رات لب دریا یا دالحی ادیدہ [illegible] در مسجد نوشہرہ [illegible]
قرآن شریف کا ہوا نوشہرہ کے پاس موضع حاکو [illegible] یک شخص [illegible]
آپ اوسکی پاس چند روز پڑہتی ہی بعدہ ایک رات حضرت [illegible]
قرآن شریف حفظ کرا گئے صبح کہہ دو بر دی اوستاد کی تمام [illegible]
اوستاد اسبات پر فخر کرنی لگا کہ الحمد للہ ایسی ولی اللہ میرے [illegible]
آپکا زیادہ ہونی لگا اور ایسی صاحب کمال ہوئی کہ اظہر من الشمس ہے [illegible] مزار محبت
شاہ مداری علیہ رحمۃ اللہ الباری ہی موضع اچہرہ [illegible]
خانقاہ حضرت محبت شاہ مداری کے ہی اس خانقاہ کی چار دیواری [illegible]
چونہ گچ چار دیواری ہین دو قبرین ایک محبت شاہ اور دوسری سائیں [illegible]
محبت شاہ کے اس احاطہ کی باہر چودان قبرین خام مفصلہ ذیل لوگون کی ہین
مستی شاہ شادی شاہ وتن شاہ مستانہ جیونشاہ بوٹی شاہ حسن علی
والدہ دہاری شاہ پہاگن ہمشیرہ اسکی وغیرہ چند قبور بچہ ہای خورد سال مداری شاہ کرا [illegible]
مکانین دہاری شاہ فقیر رہتا ہی شجرہ اسکا یہہ ہی کہ دہاری شاہ خادم مداری شاہ کا
محبت شاہ کا اور وہ خیر علی شاہ کا اور وہ عیسی شاہ کا اور وہ رمضان شاہ کا اور وہ سوداگر
شاہ کا اور وہ بہادر شاہ کا اور وہ جیمہ شاہ کا اور وہ غریب شاہ کا اور وہ فضل شاہ کا اور وہ
بدر شاہ کا اور وہ احمد شاہ کا اس سے آگی اوسکو معلوم نہین یہہ محبت شاہ کابلی پہلی ملازم افغانان
تہا بعد ازان فقیر ہوکر یہان اچہرا مین آیا اور زمینداران دیہہ سی زمین لیکر تکیہ بنا بیٹھا پہر وہ
سن بارہ سو بائیس مین مرگیا پیچھی اوسکے مداری شاہ بالکا اوسکا قابض مکان ہذا رہا اب عرصہ
پندرہ سال سی مداری شاہ مرگیا دہاری شاہ بیٹا اوسکا موجود ہی ہر ماہ کی تاریخ بارہوین
فاتحہ کراتا ہی جسمین ہینڈارہ نان گوشت کا ہوتا ہی فقط اس چار دیواری کے جنوب کیطرف ایک
دالان تین درہ بعمارت خشت پختہ غیر مسقفہ اوسکے جنوب مین ایک کوٹہہ خشتی مسقفہ اس کوٹہہ

میں مداری شاہ کی اولاد مسلمان دیاری شاہ و نواسہ امام الدین رہتی ہیں اور اوسکی آگی مشرق
کی طرف ایک چبوترہ خام پانچ فٹ بلند طول ۲۰ گز اور عرض میں گز گوشہ مشرق و شمال میں جا
جو درخت کی سایہ دار سیکہ رہیں مزروعی باحسن حیات مداری شاہ معاف ہی اب ضبط سرکار ہو گئی

احوال بارہ دری نواب وزیر خان مرحوم شاہجہانی

یہہ بارہ دری لاہور سی بفاصلہ ہیم میل گوشہ نیرت ڈاک خانہ کی متصل غرب رویہ واقع ہی
گرد اس بارہ دری سکے تاسیہ بلند ایک چبوترہ مربع عرض و طول اوسکا سینتالیس گز اب صاحبان
عالیشان نے اس چبوترہ پر تمام گہاس کہیل لگوایا ہے اور ہر چہار طرف لب کنارہ چبوترہ حد
ایک گز مربع جگہ جوڑی ہوا ہے اس چبوترہ پر شمال رویہ ایک درخت دہریک کھڑا ہی چار
طرف اس چبوترہ کے سامنے سات سات زینہ مثلث جو ہی گئے اور اوپر آنی کو سامنے مین بارہ دری جگہ چلے
سی بادیوار بارہ دری ساڈہی گیارہ گز کا فاصلہ ہے صورت اس بارہ دری کی مربع عمارت تمام خشتی اور ہر
دو منزلہ اور اندر سے ایک منزلہ ایک ایک در میں محرابی معمولی خشتی سامنے میں چار در طرف اوپر میں طاق تحتہ
آئینہ دار لگی ہوئی ہیں) اور ایک ایک ہی معمولی عمارتی اوسکی بغلوں میں (جو اینٹوں سی مسدود
محراب ہای مسدودہ کی بغلوں میں پہر ایک ایک در میں محرابی معمولی خشتی اوسکی اندر میں تین دستای طرح
منزل بالا پر ہر طرف میانہ میں سہ درہ معمولی جسمیں اب آئینہ دار طاق لگی ہوئی ہیں اور اوسکی بغلوں پر
ایک ایک محراب معمولی اوسکی اندر پہر تین تین در کوئی سد اور کوئی کشادہ بطور غلام گردش چاروں طرف
اسکی آدمی پہر سکتا ہے اور منزل بالا کے چاروں گوشوں پر چار برجیاں بارہ بارہ در معمولی دالے
خشتی جنکی دروں پر گردنہ اور اوپر گنبدی اور کلس اور چاروں گوشوں میں چار زینہ اندر جانیکے
جب زینہ چڑھ کے متصل منزل اولا جاویں تو وہاں ایک دالان محرابی باہر کی طرف ہی فقط اور
میانہ میں ایک کمرہ مربع ہے کہ جسکی چاروں طرف ایک ایک محرابی کلاں اب اوسمیں سرکار نے
چوکہٹ ہای انگریزی لگوائے ہیں اوپر اس درجہ میانہ کی سقف گنبد با قالبوتی اور میانہ کمرہ کی چاروں طرف
تین تین کمری میانہ کمرہ کی چہت قالبوتی خشتی اب سرکار نے تختہ بندی کی چھت بنوائی ہی اور بالا وسکی بغلی

سقفین بہی قالبوتی گنبد نما اور چارون طرف دیوار خشتی چونہ گچ دو فٹ بلند میانہ سقف پر دو فٹ بلند ایک چبوترہ مربع چار گز طول و عرض والا چونہ گچ جسکے جنوب رویہ ایک زینہ اصل مین یہہ چبوترہ سقف میانہ کمرہ کی پشت ہے اس تہرہ کی گوشہ بیرونی پر توپ المشہور بہنگیان والی رکہی ہوئی ہے طول اس توپ کا پانچ گز تخت چوبی پر رکہی ہوئی ہے اور سیہہ شعر مدین تفصیل کندہ ہین بالای سر توپ خط منمنہ سپیداوی مین **شعر** با مرلی در دوران شہ ولی خان وزیر ساخت توپ زمزمہ نام قلعہ گیر + پہر اوسکی نیچے عمل شاہ نظیر کندہ ہے پہر اوسکی پشت کی میانہ پر یہہ قطعہ کندہ ہے -

قطعہ در زمان شہ فریدون فر + داور داد بخش عدل شعار + در دوران عصر احمد شاہ + خسرو تخت گیر جم مقدار + پہر اوسکے نیچے + شد بدستور اشرف الوزرا + امر از سدہ سپہر مدار + کہ بریزد با ہتمام تمام + توپ ثعبان شکوہ کوہ وقار + خانہ زاد شہ سپہر سریر + شہ ولی خان وزیر اکثر کار + پہر اسکی نیچے + بہر تقدیم آن مہم سترگ + گرد او ستاد چند را احضار + تا بسعی تمام ریختہ شد + زمزمہ نام توپ نادر کار + قلعہ کوب حصار چرخ درم + شد باقبال شاہ روبکار + پہر اوسکی نیچے - سال تاریخش از خرد جستم + کرد با وصف آنچنان اظہار + کہ اگر نقد جان کنی تسلیم + راز پنہان بتو کنم تکرار + بعد تسلیم او بگفتا توپ + پیکر اژدہائی آتشبار + فقط کتاب شاہجہان نامہ محمد صالح لاہوری مین تحریر ہے کہ جب نواب علم الدین عرف نواب وزیر خان نے مسجد جامع لاہور سی فراغت پائی تو پہر توجہ خاطر اس باغ کی آراستگی پر مبذول فرمایا اُس وقت یہہ باغ نخلیہ وزیر خان مشہور تہا کیونکہ یہان اشجار خرما بکثرت لگائی گئی تہے - چنانچہ ابتک کئی اشجار متفرقہ خرما کے اسکی نواح مین کہڑے ہین سبحان اللہ بعہد سکہان یہہ بارہ دری داخل چہاونی تہی بعد اوسکے جب عملداری سرکار انگریزی ہوئی تو پہلے چند مدت سرگاہ گورہ ہائے فوج رہی کیونکہ اسکے گرد نواح چہاونی افواج سرکار انگریزی بوقت ابتدای عملداری مقرر ہوئی تہی جب چہاونی میانمیر مقرر ہوی تو یہان محکمہ بندوبست چندے مقرر رہا بعد ازان صاحبان تار برقی یعنی تیلگراف والونکا قبضہ رہا بعد ازان عجایب خانہ ضلع لاہور اب ابتدای سن چوبیسہ مین جب مقام عجایب گاہ یعنی ایگزبیشن اس بارہ دری کی گوشہ ایسان مین بہت نزدیک مکان عالیشان

خدای بخشندہ +

احوال سمادہ جواہر سنگہ

باہر دروازہ موچی کے عنقریب جنوب رویہ ایک سمادہ پختہ خشتی گنبد والی موجود ہے صورت اسکی یہہ ہی کہ ایک چبوترہ خشتی پختہ چونہ گچ اوسکے چارون کونون پر چار موٹہری بطور نشستگاہ بطرف شمال زینہ بوسیدہ اوپر جانی چبوترہ کا ہے اور دوسرا زینہ غرب کی طرف اوسکی میانہ مین گنبد مربع بی در تہڑہ ہذا کی غرب کی طرف باغچہ تیار سرداران سندہانوالیہ فقط نیچے اسکی ایک مکان بطور تہ خانہ جب اسکی نیچے جاوین تو بطرف شمال ایک جگہہ نشست گاہ ... جسکے اوپر بطور سقف وہ گنبد ہے کہ جو باہر سے نظر آتا ہے یہہ سمادہ جواہر سنگہ جمعدار دروازہ موچی کی ہے وہ بعہد مہاراجہ شیر سنگہ بڑا بہادر مشہور تہا اور جو عمارت زیر گنبد تہ خانہ ہے یہہ عمارت قدیمی عہد شاہان سلف سی ہی کہتے ہین کہ جن دنون مین یہہ جواہر سنگہ جمعدار دروازہ موچی تہا اس جگہہ پر کشمیریان خشت فروش اینٹین نکالتے تہے جب زمین کہودی تو یہہ تہ خانہ بنا بنا یا نکل آیا اوسنے یہہ جگہہ کشمیریان کو گرانی ندی اور اوپر اوسکے خود عمارت بنائی اس سمادہ کی شرق کی طرف احاطہ میان گانہ صاحب پراچہ مکان مشہور ہی اب اوسمین اوسنے بہت آبادی کرائی ہی والانہ پہلے ایک کوٹہہ معہ نزادہ جونہ تہا اب اوسکی حاطہ مین ایک مسجد بہی بنا دی اور اسکے شہر قدیہ ایک تہٹی مہتران ہے اوسمین جو بڑے لوگ آباد ہین اسکی اندر ایک تکیہ مہتران بنا ہوا ہے جنوب کی طرف اسکے ایک کوٹہہ ہے اوسمین ایک مہترانی کنجری رہتی ہے وہ مہترون کا پیشہ کرتی ہے فقط

احوال تکیہ بطقان والہ

یہہ تکیہ باہر فیما بین دروازہ لاہوری و موری کے مقام گدام آبکاری کی گوشہ جانب مین واقع ہے اسکے گرد و نواح کوئی دیوار نہین پہلے یہان نزادہ جونہ امام بخش جونہ پز کا تہا اور ایک فقیر جہونڈی شاہ کہ اکثر مہاراجہ کہڑک سنگہ کی دیوڑہی پر رہا کرتا تہا اس مکان مین رہتا تہا بعد وفات مہاراجہ کہڑک سنگہ تین مہینے کے بعد وہ بہی مرگیا اوسکا ایک بالکا مسمی ولیا شاہ قوم افغان ساکن موضع کرتلہ ضلع گوجرانوالہ تہا اوسنے اوسکو یہان لاکر دفن کیا چنانچہ قبر اوسکی بطرف جنوب تہڑہ خشتی پر موجود

اس مزار کے شرق رویہ اور آٹھ مزار موجود ہیں اور اس مکان میں دو کوٹھا اور ایک ہجرہ خشتی بطور مسجد مسمیٰ
ولی شاہ ہے اور تفصیل درختاں یہ ہے املیاں ۱۱ پیپل ۱۵ کیکر خورد ۱ کیکر کلاں ۱ امریاں ۲

بیل ۸ سرینہ ۱ سرس ۲ گوندیاں ۴

اور ایک مکان میں دو کوٹھے پوشیدہ مسمیٰ شاہاں کے جو امام بخش جو سرکا سالہ ہے موجود ہیں

ان میں بخط تحریر یہاں ایک فقیر زردی دوسرا محمد بخش ہاورچی تیسرا نور احمد چوتھا میر خاں پانچواں

حسین شاہ چھٹا عبداللہ شاہ ساتواں عمر شاہ ولی شاہ کی خادم ہیں شجرہ اس ولی شاہ کا یوں ہی

ہے اور خانوادہ طریقت اس طرح ہے کہ ولی شاہ خادم چھوٹے شاہ اور وہ سمیر شاہ کا اور وہ خواجے

شاہ کا اور وہ چو عنۃ شاہ کا اور وہ دلیل شاہ کا اور وہ عبد الرحیم کا اور وہ کرم علی کا اور وہ

میر شاہ سلطان کا اور وہ حضرت میر محمد سجار کا اور وہ جناب یوسف صاحب کا اور وہ سید سلیمان شاہ

صاحب کا اور وہ حضرت معروف کے اور وہ سید مبارک کے اور وہ سید محمد غوث کے اور وہ سید

شمس الدین کے اور وہ سید مہروین کے اور وہ سید علی کے اور وہ سید احمد کے اور وہ سید مہدی

کے اور وہ سید ابو نصر اور وہ حضرت سید عبد الوہاب کے اور وہ حضرت غوث الاعظم سید محی الدین

جیلانی قدس سرہ العزیز کے فقط

احوال مزار نواب جعفر خان مرحوم

موضع شاہو گڈھی کے شرق رویہ بہت قریب حجرہ مزار جعفر خاں نواب کا ہے یہ جعفر خاں عہد

شاہجہانی میں ہفت ہزاری منصب رکھتا تھا اسکے باپ کا نام کتاب مراۃ الہند میں صادق خاں

طہرانی معلوم ہوا تاریخ وفات اسکی ہفتم رمضان سنہ ایکہزار ستر عمارت موجودہ حجرہ مذکور ہے

اسکے تواح میں زمین مزروعہ محمد بخش سردار موضع شاہو گڈھی کی ہے اور درخت اس کا

جنوب رویہ ہے کے پاس غرب و شرق رویہ ایک ایک درخت اور شرق و شمال دیہ خان

میر غرب رویہ تین درخت اور تین میناں ایک کونی رہیہ کے نیچے چبوترہ پختہ

مربع اسکے نیچے دو سیڑھیاں سمار ہو گئی ہیں وہاں سے ذرا مشکل چڑھ سکتا ہے اسکے

آگے شرق رویہ پختے چبوترہ کے مسجد بالائی زینہ سے سیڑھی اوپر والے زینے تک قدری کشادہ طول اسکا سو آٹھ درجہ

اور عرض چہہ گرہ ارتفاع ۴ گرہ یہہ زینہ دیوار جنوبی کے میانہ مین واقع ہے ارتفاع اس حجرہ کا زمین سی سوا چار درعہ زینہ چڑہ کے کرسی حجرہ پر چارون طرف چار دیواری خشتی بلند سفید چونہ گچ زینہ سکے اوپر در محرابی قالبوتی اوسکے مرغون پر کام منبت گچ کا ہوا ہوا ہے مرغولون کے اوپر ایک کتبہ بطور طاقچہ اسمین بہی کار منبت لب بام چار دیواری متصل منڈیر باہر رنگ سرخ اوسمین گلکاری سفید گچ کی دروازہ کے غرب رویہ دیوار جنوبی تا حد غربی عمارت برابر دروازہ کے تہی مگر اب مقبل دروازہ سی غرب کی طرف تخمیناً دو گز دیوار اوپر سے (جسکا ارتفاع ڈیڑہ گز ہی) مسمار ہو گئی ہے بقیہ دیوار جنوبی قایم و سالم اور دروازہ کا ارتفاع دیوار سے ایک گز بلند جب باہر جنوب دیکہی ہوکر دیکہین تو سر زمین زینہ اور زینہ کے اوپر یہہ دروازہ اوسکی شرق رویہ دیوار جنوبی چار دیواری بالای کرسی پانچ درہای خورد جسمین پنجرہ خشتی چونہ گچ موجود اور ان ہر پنج درو مین ۴۳-۴۳ کہڑکی خشتی غرب رویہ متصل دروازہ طاق خورد جسمین بتیس کہڑکی خشتی اسکے غرب رویہ بطور حجرہ اوسمین دو در محرابی اونمین باون باون کہڑکی خشتی میانہ مین محراب قدرے کلان اوسکی میانہ پر بیضاوی دایرے منقش منبت اب مرغول شرقی کا کار منبت بوسیدہ ہو گیا ہے جب دروازہ کے اندر جاوین تو زمین پر تمام فرش چونہ سابق اس حجرہ کے چارون طرف دیوار تہی اب حد مسجد حجرہ تک تو دیوار شمالی سالم کہڑی ہی جسمین دو در خورد کہڑکی دار ہین اور بقیہ دیوار شمالی حد مسجد حجرہ سے لیکر تا حد شرقی عہد مہاراجہ شیر سنگہ سی بصدمہ باران گر گئی ہے چنانچہ شمال رویہ حجرہ کے دیوار افتادہ سالم پڑی ہوئی ہے دیوار شرقی حجرہ بہی نصف شمال کی طرف سی گر گئی ہے اسمین پانچ در کہڑکی دار ہے میانہ حجرہ مین شرق رویہ حد مسجد دو ٹہڑی پختہ بوسیدہ شکستہ خشتی چبوتر درخت کریہ بکثرت کہڑے ہین تہڑہ شرق رویہ پر دو قبرین ایک قبر چونہ گچ کاظم خان پسر جعفر خان کی اور دوسری خود نواب جعفر خان مرحوم کی تہی مگر اب گر گئی ہے نام و نشان قبر کا معلوم نہین ہوتا محرابون کے اندر بیچ مین پنجرہ ہای خشتی اور مرغولون پر ہر دو طرف دایرہ ہای مدورہ جنمین کار منبت گچ غرب رویہ اسکے میانہ مین ایک محراب کلان اسکی مرغولون

یہ بھی کاسوت گچ سر محراب ایک کتبہ مطول اوسمیں رنگ ہرمچی آیت الکرسی بخط عربی تحریر ہے مگر
اب تحوڑی پڑہی نہیں جاتی اس محراب کلاں کے اندر سقف محراب جوسن گچ اوسمیں گلکاری رنگ
سفید ولاجوردی بطور دایرہ ہاکوی دائرہ مسدسہ اور کوئی مخمسہ اور سقف محراب کے نیچی دیوار عربی
کے اندر سر رویہ دو درجہ ملے ہوی ہیں درجہ بائیں مصلا میں زیر سقف محراب استرکاری دیوار
کے مابہ میں ایک اور محراب قدآدم ملبہ جسمیں دو آدمی باسانی بیٹہہ جاویں اس محراب کی
معمولی بھی سوت کاری گچ تہے مگر اب بوسیدہ ہوگئی ہیں محراب ہذا کی شمال وجنوب رویہ دو طاقچہ
معمولی معہ کاری سوت گچ کارفرسے علے ہذا دیوار جنوبی وشمالی زیر محراب کلاں دو طاقچہ سوت
کاری گچ ہیں شمال رویہ کی دیوار اندرونی محراب کلاں کی میانہ میں سے بالائی طاقچہ شروع ہوکر
تا دیوار جنوبی محراب پر آیت انما توفون اجورکم یوم القیامۃ فمن
زحزح عن النار فما متاع الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور ودخل
الجنۃ ودخل علیہا ذکریا المحراب وجد عندہا رزقا
قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ تحریر ہے
جسقدر لکھی ہوی پڑہی جاتی تہی نقل اسکی کی گئی اور بقیہ سے مجبوری مگر اور بھی چند آیات
تحریر ہیں فقط محراب کلاں کے نیچے بھی کار نقاشی وسوت اس محراب کے باہر کیطرف جنوب رویہ
متاں محراب دیوار عربی سے باہر نکلا ہوا نظر آتا ہے محراب کلاں کے جنوب رویہ جو دو حجرہ
ہیں اسکے اوپر ہر دو معمولی دایرہ ہاسے مدورہ اسمیں بخط سوت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
دو دو سطر کرکے تحریر ہے ان دونوں حجرہ داروں کے شمال وجنوب رویہ اور دو حجرہ دار جسکے معمول
جنوبی موجود اور شمالی سما رہ اب میں بھی کلمہ شریف بخط عربی خوش خط تحریر ہے مسجد کے
شمال رویہ بھی دو دو حجرہ دار ہیں اونکی دونوں معمولوں میں بھی اسیطرح کلمہ شریف تحریر
اسکی سرسا رویہ باہر کی طرف سے بھرپاں ہیں تھوڑی تھوڑی عمارت گر گئی ہے + احوال مکان
بہورہ یعنی تہ خانہ جنوب رویہ اس حجرہ کے ایک مزار المشہور بہورہ ہے صورت موجودہ

حال اوسکی یہہ ہیکہ باہر سے ایک تہڑہ خشتی جسکا ارتفاع ایک درعہ اور طول دس گز اور عرض ساڑہی
سات گز تہڑہ کے چاروں طرف کنگری خشتی بنی ہوی ہین یہہ تہڑہ نیچے سے خالی بطور تہ خانہ ہے
اسکی جنوب رویہ راہ آمدورفت خانہ جسکو زبان پنجابی مین بہورہ کہتے ہین اندر شمالی دیوار
مین تین طاقچہ اور غربی شرقی مین ایک ایک اسکے اوپر میانہ مین ایک بالشت بلند اور تہڑہ
خشتی جسکا گوشہ جنوب و بایب شکستہ ہوگیا ہے اوسپر دو قبرین چونہ گچ غربی دیوار اسکی شکستہ
متصل اسکی ایک اور تہڑہ پختہ استرکار جسکے غرب رویہ دیوار محراب دار نشان مسجد حال اسکا شاہجہان
نامہ محمد صالح سے یون واضح ہوا ہے کہ مولوی صادق علی صاحب گجراتی معلم قبایل جعفر خان
و خلیل اللہ خان تہے جب وہ فوت ہوی تو جعفر خان نے یہان اونکو دفن کرکے تہ خانہ بنوادیا
ایک قبر تو انکی ہی اور دوسرے اونکی قبیلہ کی وہ بہی صاحبزادیان روسا کو پڑہایا کرتے تہے تاریخ
وفات اونکی معلوم نہین ہوی *

احوال مکان بنگلہ

شمال رویہ اسکے ایک اور گنبد مشکل بنگلہ کہڑا ہے صورت اوسکی عجب نیچے سے مربع اور اوپر سے مثلث
ڈہلوان گنبد ہر امیانہ سے بشکل پالکی شمال و جنوب رویہ اور دو گنبد ڈہالوین برنگ سیاہ
چارون طرف اسکے چار در جنکے اوپر پنجرہ ہای خشتی لیکن اب مسمار ہوتی جاتی ہین در شرقی و
اور بقیہ تینون مٹی سے بند در شرقی کشادہ کے اوپر ایک طاقچہ اندر اسکے اب کوی قبر نہین بلکہ
اب یہہ بنگلہ شامل چاہ بلاقی و بالی ساکنان گڈہی شاہو ہوکر اونکا مشغلہ ہی وہ اسمین گہاس وغیرہ کہتے
ہین اسکے شرق رویہ سڑک آہنی ملتان و مینار شاہجہانی ایسی اسپی مینار بعہد شاہجہانی ایک ایک
فرسنخ یعنی پونے دو کوس پر بنے تہے چنانچہ اب بہی کہین کہین موجود ہین اور حال اسکا
یہہ ہیکہ بعہد عالمگیر صوبہ دار لاہور نواب خلیل اللہ خان ولد میر میران نعمت اللہ امراے
عالمگیری سے تہا (یہہ وہی شخص ہے کہ جو بحکم دارا شکوہ بہت استقلال سے عالمگیر سے لڑا اور بعد ازان
حضور عالمگیری منصب شش ہزاری پاکر صوبہ دار لاہور ہوکر یہان ہی فوت ہوا) اوسکے

ایام نظامت میں ایک صاحبزادی اوسکے ساتھ موسا بیگم دوسیرہ فوت ہوگئی تھی جو کہ حاملہ تھی
نواب خلیل اسد خان نے یہہ مقبرہ اوسکا بطور یادگار بنوایا ؛

احوال مکان سمادہ گورو ارجن صاحب

شہر لاہور کے بارہ دروازے بڑے اور ایک چھوٹا مفصلہ ذیل ہیں ؛
لاہوری دروازہ - شاہ عالمی دروازہ - موچی دروازہ - اکبری دروازہ - دہلی دروازہ -
دکی دروازہ الستہوکی دروازہ شیرانوالہ جسکو خضری بھی کہتے ہیں کشمیری دروازہ مستی دروازہ
روشنائی دروازہ ٹکسالی دروازہ - بھاٹی دروازہ ؛ موری دروازہ یہہ چھوٹا ہے ؛
دروازہ روشنائی کے باہر بہت نزدیک شمال رویہ قلعہ کی طرف غربیا میں دروازہ قلعہ سمادہ
مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کی سمادہ گورو ارجن صاحب کی ہے یہہ گورو ارجن صاحب صاحبزادے
گورو رامداس جی کے تھے گورو رامداس کا نام مسمی ہرداس کھتری قوم سوڈھی ساکن لاہور تھا اتفاقاً
اسکی شادی گورو امرداس کی صاحبزادی سے ہوئی حال گورو امرداس صاحب کا یہہ ہے کہ وہ
قوم کھتری بھلے ہے اور گورو داس طرح سے ہے کہ تلاش جیون مکت گورو انگد جی کی خدمت میں آکر
سجادہ وگدی نشین بابا نانک صاحب کے تھے) حاضر ہوکر چیلے بنے بعد بارہ برس جانفشانی خدمتگذاری
اپنی لنگری کر کے نعمت فقیری حاصل کی مطابق سکھوں کے بیان دس بادشاہیاں گوروؤں کی ہوئیں
ہیں حال مفصل جنکا تحریر ہوچکا ہے پہلی بادشاہی بابا نانک کی ا (جو موجد اس مذہب
کا تھا) اور دوسری گورو انگد کی یہہ انگد صاحب قوم کھتری ترہن سے تھے تیسری بادشاہی گورو
امرداس صاحب کے کھتری بھلے تھے اس گورو امرداس کے صاحبزادی کا نام بی بی بہانی تھا
بہولی بی بہانی گورو رامداس سے جو چوتھی بادشاہی ہے بیاہی گئی اوسی اپنی والد یعنی امرداس
سے کہا کہ میں چاہتی ہوں گدی آپ کی میرے خاوند کو ملے تاکہ ہماری اولاد میں یہہ شرف
گوروائی رہے انہوں نے قبول فرمایا بعد ازاں گورو رامداس کے گھر میں بطن بی بی بہانی سے تین صاحبزادے
ایک پرتھی چند جلف کلاں (اسکی اولاد علاقہ مالوہ میں سوڈھی مشہور ہے) دوسرا مہا دیو دوسرا اوہ

یعنی بغیر مست لاولد تہا میسر ایہہ گورو ارجن فقط گورو ارجن کا بڑا بہائی پرتھی چند گورو ارجن صاحب سے
بدرجہ کمال دشمنی رکہتا تہا چنانچہ مشہور اور گرنتہون مین مسطور ہے کہ گورو رامداس صاحب
کے حین حیات وہ حضرت نورالدین جہانگیر بادشاہ کی پاس جاکر بحق گورو ارجن صاحب غمازی کرتا
رہا اور باعث اوسکا یہہ تہا کہ گورو رامداس نے گورو ارجن وہ اس فرزند خورد اپنی کو لئیق اور زیادہ
ہونہار تصور کرکے ولی عہد سجادہ نشین کا مقرر فرمادیا اور یہہ پرتھی چند بخیال بزرگی و نخوت
ازلی از دل وجان ناراض ہوکر چاہتا تہا کہ مین گدی پر بیٹہون اسپر ایک دفعہ اوسنی بوسیلہ دیوان
چندو قوم شاہی جو دیوان جہانگیر بادشاہ کا تہا (اور گورو ارجن صاحب سے وہ بہی دشمنی رکہتا
تہا جسکا حال دشمنی درج ذیل ہوگا) بحضور بادشاہ مخبری کی کہ گورو ارجن صاحب جدرون کے
تہانگی ہین اشرفت چند وسل نے یہہ شکایت کی کہ جہان پناہ ارجن بڑا خود سر ہے کسیکو خیال
مین نہین لاتا دیکہو اوسنے اپنی بڑے بہائی کو نکالدیا ہے اتفاقاً اوس وقت نواب وزیر خان
حاضر تہا اوسنی دست بستہ عرض کی کہ اے جہان پناہ اگر جان کی امان پاؤن تو عرض کرون
یہہ بات سراسر خلاف ہے گورو ارجن تو بڑے نیکذات ہیں سوی زاہد و عابد مرنجان و مرنج باخدا
آدمی ہے اسکے حال سے فدوی بخوبی واقف بلکہ اسکی صاحبدلی اور کرامات کا قایل ہے حال
خود دیدہ عرض کرتا ہون کہ فلان سال بمقام لاہور مین فدوی درد شکم سے نہایت علیل ہوا
اور ہرچند معالجہ کرتا رہا کچہہ مفید نہ پڑا اون ایام مین ایک سکہہ ارجن صاحب کا ہمیشہ
میرے مکان کے نیچے سے دریا کی طرف آیا جایا کرتا تہا اسکا معمول تہا کہ بانی سکہمنی
مصنفہ گورو ارجن صاحب اوس وقت باآواز بلند پڑہا کرتا تہا ایک روز جب اس بانی کی آواز
میرے مکان مین پہنچی اوس وقت مجکو درد سے گونہ آرام ہوگیا اور کئی روز ایسا ہی ہوتا رہا
کہ جب اسکا آواز سنون تو درد دفع ہوجاوے بعد ازان بدستور تکلیف دہی ایکروز
مین نے اس سکہہ کو اوپر بلایا اور وہ بانی اوس سے سنی جتنی دیر کہ وہ سکہہ وہ بانی پڑہتا رہا
مجھے آرام کلی رہا جب وہ چلا گیا تو پہر بدستور تکلیف ہوئی مین بخدمت گورو ارجن صاحب بمقام

امرتسر جو گورو رام داس کی نگری مشہور ہے گیا اور گورو صاحب کمال پایا اُنہی دنوں میں جہانگیر بادشاہ
کو ان بد گوؤں اور مخالفوں کی بات پر یقین ہوا بعد ازاں بہت سے حاسدان جہانگیر بادشاہ سے رسائی
بہم پہونچائی وہ جب باغوا دیوان چندو لال کے ہمراہ پرتھی چند کے نے اجازت بادشاہ کے واسطے
تکلیف دینی گورو ارجن کے امرتسر پر چڑھ آئے ابھی راستہ ہی میں تھے کہ گورو صاحب کو
لوگوں نے اطلاع دیکر کہا کہ آپ یہاں سے روپوش ہو جاویں انہوں نے فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں
جدا جاہے تو وہ یہاں تک پہونچیں گے جب وہ مقام گوبند وال میں مقام مسکوت پر پہنچ
سے پہونچے تو قدرت الٰہی سے وہ دونوں اعیان راہی ملک عدم ہو گئے فقط باعث معاندت
دیوان چندو کا گورو ارجن سے یہ تھا کہ اسکی گھر میں ایک لڑکی تھی اسنے لاگی برہمن پروہت حسب
دستور ہندوؤں کے دہلی سے روانہ کئے کہ اسکا ناطہ کسیکے لڑکے سے کرادیں جب وہ تلاش کرتے کرتے
امرتسر میں پہونچے تو چرچا انکا سنکر بخدمت گورو ارجن صاحب حاضر ہوئے انکا دربار لگا ہوا تھا
اور ہر ملک کے لوگ سکھ اونکے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور اونکا صاحبزادہ گورو ہرگوبند
بھی دربار میں کھیل رہا تھا وہ لاگی اسکو پسند کرکے واپس چلے گئے اور دیوان چندو لال سے جاکر
کہا کہ گورو ارجن صاحب کا صاحبزادہ اس پر لائق ہے اوس نے کہا کہ میں امیر کبیر ہوں اور وہ مرد
فقیر ہوری کی اینٹ چوبارے پر لگانی جائز نہیں انہوں نے کہا کہ آپ یہ خیال نہ فرماویں وہ
فقیری میں امیری کر رہا ہے اسپر اسنے کہا خیر کچھ مضائقہ نہیں ہم اوسکو دولت دیا دیکر امیر
بنالیویں گے اور اوس لڑکے کو اپنے پاس رکھیں گے یہ کہکر لاگیوں کو کہا کہ تم سگن لیجاؤ
اور حسب دستور اہل ہنود تلک لگاکر ناطہ کر آؤ اتفاقاً بوقت گفتگو کوئی سکھ حاضر تھا اسنے گورو ارجن صاحب
کو لکھ بھیجا کہ آپکی دیوان نے اپنی کلام متکبرانہ کرکے لاگی روانہ کئے ہیں آپکو لازم ہے کہ اسکی
لڑکی کا ناطہ قبول نکریں جب وہ لاگی پیغام دیوان لیکر حضور گورو صاحب آئے تو انہوں نے
حسب الایما اپنی سکھہ کے وہ ناطہ قبول نکیا اسی باعث سے چندو لال [illegible] ہوکر انکا دشمن
ہوگیا اور گورو صاحب نے ناطہ اپنی صاحبزادی کا اور دو سکھوں کی لڑکیوں سے کرلیا یام اونکو

پہہ مین نام - گنڈا سنگہ حضرت سنگہ فقط زان لعد چندو لال درصدد اسکے رہتا تہا کہ اونکو گرفتار کراوے
مگر قدرت الہی سی پیش اسکی نہ چلتی تہی اتفاقاً بعد چند ہی حضرت جہانگیر بادشاہ لاہور مین آی اوسوقت
گورو ارجن صاحب امرتسر مین تہے چندو لال نے موقع پاکر کہا کہ خدا وندا دیکہئی گورو ارجن کیسا
مغرور ہے کہ حضور کی خدمت مین حاضر نہین ہوا حضور نے فرمایا کہ ای دیوان وہ فقیر ہے اور فقیر
پابند کسیکے نہین ہوتے اگر اونکی مرضی ہوگی تو آکر ملاقات کرینگے والا نہ خیر لعد اوسکی جب کچہ
مدت گذری اور شہرت انکی بدرجہ کمال ہوی تو جہانگیر بادشاہ کو شوق انکی ملاقات کا ہوا چنانچہ
انکو امرتسر سی طلب کیا وہ حسب الطلب بادشاہ کے لاہور مین آکر بخدمت بادشاہ بوقت چار
بجے دن کی حاضر ہوی اوس وقت اونکی ساتہہ سکہہ مفصلہ ذیل تہی +
بہای جیٹہا - بہائی برانا - بہائی لنگا - بہای - بدہی چند - بہای منج - اتفاقاً وقت نبرجو سنت
کا تہا ملاقات حضور سی نہوی دیوان عام مین چندو لال حاضر تہا انکو بخاطر داری تمام اپنے گہر لیگیا
حویلی اسکی لاہور کی محلہ ہیرا منڈی مین جہان اتبک لال کنوان اسکا مشہور و موجود ہی ہے جب
جب گورو صاحب اوسکے گہر پر پہونچے تو اوسنے حکمت عملی سے گورو صاحب کے سکہان ہمراہی
کو الگ اور انکو تن تنہا قید کردیا اور ہرصورت سی تنگ کرکے کہا کہ اگر ناطہ قبول کرو تو بہتر
ورنہ قید مین ہی مرجاؤگے اونہون نے فرمایا کہ ہمکو تجہ جیسے کتے کراڑ مغرور نابکار کا ناطہ لینا منظور نہین
پہر وہ ہرطرح سے انکو تکالیف دینے لگا جب اسیطرح سی تخمیناً ایک مہینا گذر گیا تو اوسنی دیگ ہائے
کلان مین پانی جوش کراکے اونکو اوسمین بٹہلانا شروع کیا بلکہ کئی کئی روز تک کہانا بہی نہ دیتا
اور دقیقہ از دقایق ایذارسانی فروگذاشت نکرتا تہا شدہ شدہ یہہ حال سکہان ہمراہی کو معلوم
ہوا اونہون نے گورو صاحب سی استدعا کی کہ اگر آپ حکم دین تو ہم اوسکی بیخ دبنیاد سراپا
یعنی بدعا سی نکال ڈالین گورو صاحب نے فرمایا کہ یہہ بات مناسب نہین دنیا چند روز ہی
اگر ہم اسی حال سے مرگیا بن ہوجاوینگے تو داغ بدنامی اسکے ماتہے پر تا قیامت رہیگا -
اور یہہ امر شدنی ہے کہ ہم پاین رسوای شہید ہون اور گورو ہرگوبند صاحب اس سی بدلہ انتقام

پلس امرا دولت الدین میں دست اندازی کرکر اوس ناگوار نے ناگوار کرم پہلا پہلانا شروع کیا مگر اونہوں نے
ذرا بہی پرواہ نکیا جب وہ ادعائی قبول خاطر کرانا آپ سے انکار پایا تو قبول نکر لی اوسنے اوسنے
یہ ارادہ کیا کہ کسطرح سے انکا دہرم خراب کروں شاید کہ اوس خوف سے خاطر قبول کریں گرو صاحب
میں مرقوم ہے کہ اوسکی بہو گرو کی سکہنی تہی لڑکی تہی اوسنے سنبہال اسکے پیر و والدین سکہ اونکی بہین جسسر
سر اجرے پوشیدہ سپاہیان محافظ کو کچہہ زر نقد دیکر ایک کٹورا پانی کا ہاتہہ میں لیکر ردی لیکر آپکی
خدمت میں مشرف ہوئی اور عرض کیا کہ ای مہاراج یہہ میرا سسرا جو دوائی شترای آپ کو ہر طرح سے
تکلیف دیرہا ہے اور میں اوسکے گہر میں آپکی سکہنی ہوں سب روز اس غم سے میری جان جاتی ہے
کہ شاید اس تکلیف دہی کی سزا میں پرور قیامت گرفتار اوں گرو صاحب نے فرمایا کہ تیرا کچہہ قصور
نہیں ہے جو کریگا سو پاویگا تو خاطر جمع رکہہ یہہ امر مقدر ہے اسکے مقدر ہست مبدل نہیں ہم خوشی سے
ہیں اب کل ہمارا کال یعنی روز وفات ہے ہم مرجاوینگی پہر اوسکی گہر پر آفت آویگی اسکے گہر والی سب
تکلیف اوٹہاوینگی وہ بیچاری یہہ سنکر زار زار روئی اور سر بپا ہوکر درخواست کی کہ ای مہاراج
آپ دعا کریں کہ میں آپ سے اول مرجاؤں تاکہ بلا سے نجات پاؤں آپ نے فرمایا کہ اچھا تو بہی کل مرجاویگی
یہہ سنکر وہ چلی گئی پہر چندو لعل نے چرم خام گاؤ کا تازہ منگواکر اونکو کہا کہ اگر آج خاطر قبول
نکروگے تو میں تمکو اس چرم خام میں مڑھ کر مار ڈالونگا یہہ سنکر گورو صاحب نے کہا کہ اچھا ہمکو دریای
راوی پر جانے دینا کہ ہم اشنان کرآویں پہر تو جو کہیگا قبول کرینگے اوسنے خوش ہوکر اجازت دی
مگر سپاہ ہمراہ کردیا گورو صاحب معہ سپاہیان ہمراہی روانہ سمت دریای راوی ہوئے جب
زیر قلعہ پہونچے لب دریای راوی جہان اب یہہ گنبد ہے اکر اشنان کیا بعدہ ایسا توجہ کیا
کی چادر بان کر زمین پر جا بیٹے لسلم ہوگئی اوسدن جیٹھ سدی روز جمعہ یعنی چہارم ماہ جیٹھ تہی
سمت ایکہزار چہ سو ترسٹہ بکرماجیتی مطابق سنہ ایکہزار پندرہ ہجری تہی ادہر بعد گورو صاحب فوت ہوئی
اودرا وہ سرا اوسکی بہوئی بہی ہراں ہوئی جب گورو صاحب کی وائس آئی ملی دیر ہوئی لوچہا
کی بابت تردد کیا شاہ جہاں نے زیر قلعہ جاکر استغاثہ حضور شاہی میں کیا ہو خود سلامت اوسکے

دریا ئی راوی پر آیا وہان اونکو بیٹھا ہوا دیکھکر کہنی لگا کہ چہ خوش چرا نباشد مجکو تو بخیال تاطہ دختر آرام نہین اور آپ لب دریا سایہ انجا رہین چین اوڑاتی ہین یہہ سنکر سکہان ہمراہی نی کہا کہ اسی بدشعار گورو صاحب جناب آلہی سی بتری بنتی کر اکر سر گیا شی ہو گئی ہین اب کیا کہتا ہے جا اپنا کام کر یہہ سنکر وہ اپنی گہر چلا آیا اور وہان اپنی بہو کو ہوا دیکھکر نہایت غمناک ہوا بعد ازان چند سکہہ نا وہان گورو صاحب نی اسیمقام پر آپ کو جلایا اور بیٹہ مڑہی بطور نشان بنادی جب گورو ہرگوبند صاحب اونکی صاحبزادی کو امرتسر مین یہہ خبر ہوی تو اونہون نے کرپا کرم کیا اور قسم ہائی مغلظہ کہا ئین کہ ہم اپنے باپ کا بدلہ اس سے ضرور لیگی پہر حکم دیا کہ آج سی کوی سکہہ ہمارا اوس بدذات کا نام زبان پر نہ لاوی بلکہ جب کبہی کا ذکر آجا وسے تو پہلی تین دفعہ پہٹکار یعنی لعنت دی اور بعد ازان ذکر کرے بہت موہیان کیکر کیا کہ پرتہی چند کو بہی ساکہ لوگ نیکنامی اپنی بڑی کی وجہ کیونکہ اوسنی بہی بہت بہت دشمنیان گورو ارجن صاحب سی کی ہیں کچہہ تہوڑا اوپر بہی تحریر ہو چکی ہین اور ایک از انجملہ یہہ بہی ہے کہ ایکدفعہ گورو راماداس صاحب نے گورو ارجن کو روانہ لاہور کیا اور پرتہی چند بمقام امرتسر ان کی خدمت مین رہا کئے اوقات گورو صاحب شقیجات بدستخط خاص ارجن کے نام فرماتی مگر وہ ضایع کر دیتا بعد چندی گورو ارجن نے ایک عرضی بخدمت اپنی سمجہو کے اپنی گورو انکی چنانچہ نقل اوسکی درج کرتا ہون **بانی** یعنی خط منظومہ۔ میرا من لوچی گورو درشن تائین ؛ بلپ کری چاترکی نیا ئین ؛ ترکہا نہ اترسے شانت نہ آوی ؛ بن درشن سنت پیاری جی ؛ ہون گہولی جی ہون گہول گہمائی ؛ گورو درشن سنت پیاری سے جی فقط معنی اسکی یہہ ہین کہ میرا من موہی گورو درشن تائین ؛ یعنی میرا دل تڑپتا ہے گورو کی درشن کیواسطی بلپ کرے چاترک کی نیائین ؛ یعنی افسوس کرتاہی وہی دل میرا پاپیہا کی موافق ترکہا نہ اوترہی شانت نہ آوی یعنی پیاس نہین اوترتی اور آرام نہین آتا بن درشن سنت پیاری جی یعنی بغیر دیدار سنت پیاری ؛ ہون گہولی جی ہون گہول گہمائی یعنی مین قربان ہون اور تیری صدقہ جاون گورو درشن سنت پیاری جی یعنی گورو کی درشن کیواسطی جو سنت پیارا ہے جب یہہ چٹہی بمقام امرتسر پہونچی تو سکہہ بردہ چٹہی نے پرتہی چند کو حقیقی بہائی آپکا جانکر دیدی اوسنی وہ چٹہی اپنی جیب مین ڈالی اور گورو راماداس

لو یہ دی بات اسکا یہ تھا کہ سادا وہ یہ پستان ارجن کا دیکھ کر پاس بلالیں ماں جیالی جاکر خط کو واپس
واپس کر دیا بعد چند روز کے کوئی جواب ادھر سے نہ آیا تو گورو ارجن صاحب نے چٹھی اونکی طرف روانہ
کی چھوٹی بیٹا ایک ایسا باجی میں میرا یہ خوبصورت ہے سچ دین پالی میں اس دین سے اچھا ایسے سکھ جگر
نکلی میں پیچھے ہوما سارنگ دیکھی پالی میں مت موئی کرتا یہ نے کماں نہیں دیکھی دہن سو دیس جہاں لو
دیا میں واہ واہ دولت ہر جہاں لو سکوت پدر ہے میری سچ مت مراد ہی جی میں ہماری دوست جو
لو سماجی سکواں ہی مراد رام کرسن کا ہے اسکا وجہ لیسہ یہ ہے کہ اوسی میں کرسن جی نے ایک دیو
نامی کو مارا تھا میں گھولی جو گھول گئی تو گورسن مت مراد ہی جی میں دل وجان سے قربان ہوں ای میرے
ساجی کرسن جی کی یہ بہی چٹھی پرتھی چند نے مار امداس صاحب نے پہنچائی اس باعث سے اسکا بہی
جواب نہ آیا اس سے گورو ارجن صاحب نے نہایت متردد ہو کر خط رساں سکھ سے پوچھا کہ کیا باعث ہے جواب
خط نہیں آیا شاید خط گورو صاحب کلاں کو نہیں پہنچا اوسنے عرض کی کہ میں اکبر [illegible] پہنچی چند
کو جو وہاں کا مختار ہے دیتا ہوں آگے واللہ اعلم وہ پہنچاتا ہے یا نہیں گورو ارجن صاحب کا معمول
تھا کہ خط پر حلیہ سر لکھا کرتے تھے چند ہ گورو ارجن صاحب نے یہ تیسرا خط اوسی سکھ کو دیکر کہا کہ اوسکو
سکھ گورو رامداس کے ہاتھ میں دینا فقط وہ یہ ہے ایک گھڑی نہ ملی ماں کلجگ ہوتا میں اگر
تم سے ایک گھڑی نہ ملے ہے تو قیامت آتا ہی کلجگ [illegible] گرد مک اتر ہی جلیب مقدمہ [illegible]
ہم کدہی پریا ہمکو اب کسانوکی اپنی یاری کی ہمیشہ مہری رین نادا اور خدمہ آوے تمکو نیند نہیں آتی اور رات
نہیں گذرتی ہیں دیکھی گورو دربار ہی جی میں دیکھی گورو کی دربار کی ہوں کھولی جی کھول کہانی اس سچ
گورو دربار ہی جی میں ہیں قربان ہوں پیری جسی گورو کی دربار کی یہ چٹھی گورو رامداس کے ہاتھ میں
اوس سکھ نے دی وہ پڑھ کر نہایت شاد ہوئے حسب عنوان خط یہ تیسرا دیکھا تو معلوم کیا کہ ارجن نے
پہلی اس سے دو خط بہیجے تھے جو ہمکو نہیں ملے اور ہم سمجھا کہ یہی چند کی اسمیں شرارت
حرکت ہے یہ سمجھکر جوابی خط لکھا کہ ہمارے پاس چلے آؤ چنانچہ وہ اونکے پاس چلے گئے جب وہاں پہنچے تو
ان سے پرتھی چند جی نے پوچھا کہ آپ کے دو خط اس سے پہلے بہیجے تھے ہمکو نہیں ملے اونکا ملنا [illegible]

حشا اگر معلوم ہے تو بیان کرو گورو ارجن صا ... پرتہی چند کو حوالہ کر کو واپس
جا تا رہا ہے جب پرتہی چند سے پوچھا تو منکر ہو گیا اس پر گورو ارجن صاحب نی کہا کہ مہاراج آپ
ی سکہہ کو اوسکے گہر مین بہیجین تا کہ وہ اوسکے گہر مین سے فلان جامہ اسکا جو فلان مقام پر پڑا ہی
لاوے الغرض ایک سکہہ گیا اور اوسکا وہ جامہ اوٹہالا یا جب اوسکی جیب مین دیکہا تو بجنسہ وہ دو نو
خط دستیاب ہوی گورو صاحب نی سر دربار وہ بہہ خط پڑہکر اونکی رنگینی عبارت کی بہت سی تعریف
کی ظاہر اتو انہین کو ہی عبارت آرای معلوم نہین ہوئی شاید کو ہی ایسی اسرار گورا ہی انہین
مندرج ہونگی کہ ہماری عقل ان پر نہین پہونچتی پرتہی چند نہایت شرمندہ ہوا بعد ازان گورو رامداس
صاحب نے حسب مشورت بہای بڈہا صاحب کے جو ابتدا سے ہر گورو کو اپنی ہاتہہ سے گدی نشین کرتا
چلا آتا تہا گورو ارجن کو گورو بنایا اور کہا کہ تم ہر طرحسی لایق گورو ہونی کی ہو کیونکہ تمہاری کلام یعنی
بانی برابر کلام سابقہ گورون کے ہے اور اب ہم چاہتی ہین کہ یہہ تین خط جو فی الحقیقت اکاس کی تین
زینہ مین اسکا چوتہہ زینہ بہی طیار کرو یعنی ایک اور ایسا ہی خط بناؤ تا کہ روز قیامت یہہ نام چار پوڑہی
مشہور رہین پوڑہی زبان پنجابی مین زینہ کو کہتی ہین گورو ارجن صاحب نی یہہ چوتہی پوڑہی اوسیوقت بنائی
بابانی بہاگ ہویا گور سنت ملایا ٭ یعنی بڑی قسمت کہ گورون نی سنت ہمکو ملایا ٭ پربہہ ابناسی گہر مین پایا
یعنی سر بہہ یعنو پرمیشر ہم نی گہر مین پایا ٭ سیوکری پل چانہ وچہڑا ٭ یعنی جو ہم سیوا گی اسو ہماری قبول
ہوی اور اب ایک پل یعنی سکند ہم سے جدا نہین جاتا ٭ جن نانک داس تمہارے جی ٭ یعنی ارجن جیبہ نانک آپکا
غلام ہے ٭ اور تمام گورون مین دستور رہا ہے کہ جو بانی بناتی رہے ہین اسکے آخر بجای نام مصنف
گورو نانک صاحب کا نام ڈالتی ہین بعد اوسکے گورو رامداس صاحب گورو ارجن کو گدی پر بٹہا کر آپ
روانہ موضع گوبندوال جو متصل ترنتارن ہے ہو کر وہین جا فوت ہوی چنانچہ سماوہ اونکی وہان موجود ہے
اور بوقت روانگی تمام سکہون کو حکم دیا کہ گورو ارجن صاحب کو قایمقام ہمارے جاننا اور ادب انکا
بدوجہ کمال رکہنا اس سے ہر ایک سکہہ اونکو تہ دل سے مخدوم و مکرم جاننی لگا اور وہ بہی شب و روز
یاد الٰہی مین اس وضع سے مشغول رہنی لگی کہ شہرہ اونکا عرصہ قلیل مین زبان زد روزگار ہو گیا ۔ ۵۰ ۔

ہم سائی میں صریح ہے کہ جب پرتھی چند علاقہ وغیرہ سے امداد رسانی آپکی کرنے لگا تو ہر ایک شخص
افسوس کرتا تھا ارجن صاحب نے بارہا اسکو منت و سماجت سمجھایا کہ بعاق جانگی سے وہ سربار ا
گیا ہے آؤ برادرانہ سلوک سے اوقات بسر کرو مگر اوسکی یہ حالت تھی بلکہ روز بروز سخت بکلمیں رہنے لگا یہ
دیکھکر مائی گنگا زوجہ گورو صاحب نے باحتصار اُنکی خدمت میں عرض کی کہ آپ تو ولی کامل با خدا
رسیدہ ہیں مگر ہم لوگ باعث غافل دنیاوی حیثیت شرارت سائیں پرتھی چند سے ترساں و لرزاں رہتے
ہیں بچو کا ہونا موجودگی وجود بچو کی گو وہ ایسی ایسی حرکات ناشائستہ ہمیشہ کرتا ہے اگر آپ سرکھاس
ہو جاوینگے تو وہ ہمکو دم لینے بھی نہ دیگا اونہوں نے جواب دیا کہ یہ دشمن اگر دوست کہاں ہوں
رب و پرمیشر کی طرف متوجہ رہو وہ ہر بلا سے محفوظ رکھیگا پھر مائی صاحبہ نے عرض کی کہ مہاراج
میں ایسی ایک فرزند مانگتی ہوں کہ اُنکا سجادہ نشین ہو تاکہ گدی اپنی ہمارے گھر میں آپکے بعد
بھی قائم رہے آپ نے تبسم فرماکر کہا کہ ہمکو تو اسطرف کچھ خیال نہیں کیونکہ بزرگوں نے فرمایا ہے سہ
دنیا جو چاہت ہے سکھ تسم روں ۔ چاہوں نعش ہر آپ ہے سکھ جشم روں ۔ مگر ہاں اگر تمہارا
رغبت اسی طرح کیطرف ہی تو محدث بھائی بڈھا صاحب جو ہمارے بزرگوں کا یادگار ہے
جاؤ اور اوس سے یہ درخواست کرو یہ اسنا لیکر مائی صاحبہ نے رتھ تمام رتھ پر سوار ہوکر اُنکے استھان
پر جو موضع ... ضلع امرتسر میں بفاصلہ چار کوس امرتسر سے تھا تشریف لے تمام گئیں ادہر وقت
وہ بڈھا سے لوگ کھانے ہو رہے تھے تھاک چوہدار دھام دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے لوگوں نے
کہا کہ مائی گنگا صاحبہ تشریف لائی ہیں اتنی میں وہ بھی آپہنچیں انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ خیر تو ہے
سائیں گورو ارجن صاحب کو کہیں سے بھاگنے کی سکت حاصل ہوئی ہے جاؤ آرام کرو خدا بچاوی کا
و محفوظ رکھیگی اس سے وہ نہایت نادم ہوکر واپس ہوا چہ سبب گورو صاحب کی ساتھ ہاں
ناراض ہوکر مائی گنگا سے فرمانے لگے کہ وہ شخص مستجاب الدعوات ہے جو کچھ اوسکے منہ سے نکلا ہے
وہ ضرور پورا ہوگا تمہاری نادانی اور خودستائی کا ثمرہ ہے کہ فرزند مانگنے گئیں اور تکلیف
کی آئیں اس دھوم دھام سے اگر پاس جانا مناسب تھا اگر ایسی کچھ نیں جاتی ہو تو باادب تمام

غربیانہ تن تنہا یا برہنہ پا اونکے خدمت میں حاضر ہوا ہیں تو شاید مقصد دلی حاصل ہو بیشی
بیسنتی اونکی مرغوب طبع ہے همراہ لیجاو جب وہ تمہارے اوپر خوش ہونگے تو حسب العرض عرض
کرنا انشاءاللہ تعالی کہ مراد لبریز حصول مرام ہوگی یہہ سنکر بانی صاحبہ تمام رات روستے
بسورتی رہیں اور صبح بسی وغیرہ همراہ لیکر پا برہنہ اونکی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے
بہت مہربانی فرمانی اور وہ پرشاد جو بانی صاحبہ گورو صاحب همراہ لی گئے تہین بدل شاد
قبول فرمایا اور پوچہا کہ باعث تشریف آوری کیا ہے انہوں نے تمام حال ایذا رسانی پرتہی چند
کا معہ تمنائی فرزند کہہ سنایا آپ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکہو تمہارے یہان ایک ایسا فرزند ارجمند
پیدا ہوگا کہ جس سے تاقیامت نام بابا نانک صاحب کا روشن رہیگا ماسوا اسکے پیری و
امیری اسکے دردولت پر آستانہ بوس رہیگی اسکا نام ہرگوبند رکہنا یہہ مژدہ جانفزا سنکر وہ
شادان شادان گورو صاحب کی خدمت میں بمقام امرتسر واپس آئیں قدرت الہی سے اونکی درخت
نخل امید انکا بارور ہوگیا فقط اگرچہ قبل اسکے حال سلہنی فوجدار شاہی کا بطور مختصر اوپر تحریر ہو چکا ہے
مگر مفصل یون ہے کہ جب ایام حمل کے نو مہینے منقضی ہو چکے تو پرتہی چند بحمایت چندو لال سلہنی افغان
کو بارادہ قتل گورو صاحب کے همراہ لیکر امرتسر پر چڑہ آیا ارجن صاحب تاب مقاومت نہ لاکر بلکہ
چند اشخاص کو همراہ لیکر موضع وڈالی میں (جو امرتسر سے چہہ کوس ہے) جا چہپے ہر چند پرتہی چند نے
تلاش کی مگر آپ دستیاب نہوئے وہ لاچار ہو کر بہر واپس دہلی کو چلا گیا اور سلہنی افغان راستہ میں
طعمہ نہنگ اجل ہوگیا جس روز کہ گورو صاحب موضع وڈالی میں تشریف لیگئے اوسی روز گورو
ہرگوبند شکم مادر گنگا صاحبہ سے تولد ہوئے سکہون کا اعتقاد ہے کہ بہائی بڈہا صاحب کی
دونون قول ایک ہی وقت میں پورے ہوئے یعنے گورو صاحب کو بہی پتر ہی اور
صاحبزادہ بہی تولد ہوئے تا دم تحریر بمقام گدی بابا بڈہا یہہ فیضان جاری ہے کہ اکثر لا اولادونکو
تو اولاد عطا ہوتی ہے اور اگر کوئی حاملہ تا حمل ستہ ماہ وہان جا دیکہے تو ضرور فرزند نرینہ ہوتا ہے بعد دو
روز کے گورو صاحب پہر امرتسر میں تشریف لے آئے سکہون نے کہ بسبب خوشی تولد فرزند کے

ماتا گنگا جب پہنچی حسد سے مہر دیکر ساتھ جی مرنے لگا آخر کار امرتسر میں آیا اور گورو
صاحب سے عذر واستغفار کرکے شب و روز پاس رہنے لگا اتفاقاً مائی گنگا صاحبہ حاملہ ہوئیں
گورو صاحب کو تلاش دایہ ہوئی پرتھی چند نے ایک دایہ کو کچھ دیکر اس امر پر راضی کیا
کہ وہ اپنی پستانوں پر زہر ہلاہل لگاکر اونکے یہاں جاوے تاکہ جیتے ہی مولود مرجاوے الغرض
وہ وہاں پہنچی جب اس سے کہ میں حضرت [illegible] بعد وضع حمل پستانوں پر زہر لگا اونکے گھر میں
گئی اور گورو صاحب سے اجازت لیکر مولود کو دودھ دینے لگی قدرت الٰہی سے ایک اژدہا
جو سوار صاحبزادہ کی دم مبارک سے باہر نکلا اور پستانوں ہی دایہ کو جہنم واصل کر دیا پستان
اوسکی اسیوقت ایسی متورم ہوگئی کہ ہزارہا خلق تھا دیکھنے کو آتی مدہ سدا یہہ حرکت پرتھی چند
کی بہی طشت ازبام ہوگئی پھر تو مائی گنگا صاحبہ اس غم سے لڑکے کو محفوظ رکھنے لگی
جب ہرگوبند صاحب چھ سال کے ہوئے تو پرتھی چند ملعون نے انکے خدام میں سے ایک برہمن کو
مبلغ پانچ ہزار روپیہ نقد دیکر کے یہہ بندوبست کیا کہ وہ اوسکو دودھ یا شیرینی میں زہر ملاکر
کھلا دیوے جب اوسنے قبول کیا تو ایک روز دودھ میں زہر قاتل ملاکر پرتھی چند نے اوسکے حوالہ
کی وہ موقع پاکر جب اوسکو پلانے لگا تو وہ ایسی دردناک آواز سے الغیاث الغیاث کرنے لگے کہ تمام اہل
خانہ معہ گورو صاحب وہاں جمع ہوگئی گورو صاحب نے اونکو گود میں لیکر باعث رونے کا پوچھا تو
انہوں نے فرمایا کہ یہہ دودھ زہر سے پرتھی چند موجود ہے اسکا امتحان کرلو گورو صاحب نے
وہ دودھ کسی کتے کو پلایا جو پیتے ہی تڑپ کر مرگیا تو لوگوں کو یقین ہوا کہ برہمن مذکور بدارادہ ہے
اور وہ برہمن بہی مضمون پر عمل اجرے و ہر کردہ خود آزار د [illegible] بدذات مستحق
فی النار والسقر ہوگیا اس سے پرتھی چند بہ رنج کمال خلق اللہ میں رسوا ہوکر امرتسر سے نکل گیا
اور حضور دہلی میں جاکر شکایات حد و بلا لانے لگا گورو صاحب [illegible] مرقوم ہے کہ اس ایام میں قدیم
سے جسم پہری حضرت نورالدین جہانگیر بادشاہ کی کم ہوگئی حضور سے اشتہارات جاری ہوئی کہ
مخبر کو انعام اور مجرم کو سزا [illegible] تقویم معتبرہ کا لگاوے استقرار انعام

پاوی یہہ سنکر برہی چندی حضور مین عرضی اس مضمون کی دی کہ گورو ارجن صاحب کی پاس کئی
مالی چور رہتی ہین اور یہہ تقدیم اپکی اوسینی ضایع کراتی ہے اگر آپ اوسکو سفید فرماوین تو جسم بڑے
اپکی بیشک برآمد ہو جاویگی چندو لال نے تائید کلام کی باوشاہ نے ایک میر کو حکم دیا کہ حسب
نشاندہی برہی چندکی اشخاص مشتبہ کو قید کرکی حاضر حضور کرو یہہ حکم ہوتی ہی دیوان مذکور
بہرہ سنگہین اوسکی ہمراہ دیکر روانہ امرتسر کیا قدرت الٰہی سی اوس میر کی چار ملازم جنکو اوسنی
بیقصور بیعزت کرکی موقوف کیا تہا رنجیدہ خاطر درصدد اسکی قتل کے چند مدت سی بیقرار رہتی تہی اوہون نے
اوسکو سرراہ قریب انبالہ تنہا پاکر ضرب شمشیر و نیزہ سے قتل کر ڈالا قدرت الٰہی سے تمام ہندوستان
مین خودبخود یہہ افواہ ہوگئی کہ فلان ارادہ سے یہہ شخص آیا تہا اور بہ برکت گورو ارجن صاحب
مارا گیا جب یہہ شہرہ مسموع بندگان حضور شاہی ہوا تو حضور سے چندو لال دیوان مورد عتاب
ہوا اور گورو صاحب منجانب حضور شاہی بری الذمہ ہوکر ممتاز ہوی فقط اوسی کتاب یعنی
ربلاس مین مرقوم ہے کہ خسرو شاہزادہ خلف حضرت جہانگیر بادشاہ کا کسی قصور پر دہلی
سے خارج کیا گیا جب وہ ضلع امرتسر مین بمقام ترنتارن آیا تو گورو ارجن صاحب نے حسب
معمول خود تین روز اسکو اپنے پاس رکہا اور نہایت عزت و توقیر سے ضیافت کی اور بوقت
رخصت مبلغ پانسو روپیہ نقد عطا فرمایا جب وہ چلا گیا تو دورہ کنان بادشاہ ممدوح بہی لاہور
مین تشریف لائی ہر ایک کو خوشی ہوئی دور و نزدیک سی ہر کہ ومہ آستانہ بوسی کیواسطے
حاضر ہوا ارجن صاحب مرد فقیر زاویہ نشین تہے اونکو خیال حاضر باشی نہوا موقع پاکر دیوان چندو لال
نے حضور مین عرض کیا کہ جہان پناہ صادر و وارد سے پختہ معلوم ہوا ہے کہ حاکم امرتسر نے
ارجن کو ہدایت آستانہ بوسی بندگان حضور بتاکید تمام کی مگر وہ حاضر نہین ہوا بلکہ علی الاعلان اپنی
سکہون مین بیٹہکر کہتا ہے کہ اقبال چغتائی چراغ سحری ہے حضور کو نہ ناراض ہوکر اور
فرمان شاہی بدین مضمون جاری کیا کہ ارجن جلد تر حاضر حضور ہو بفور پہنچنے فرمان
عالیشان کی گورو صاحب مذکور پانچ سکہہ خادم اپنے ہمراہ لیکر وارد لاہور ہوی چندو لال کے

دل میں جو سکھ بات نامنظوری باطلہ بدرجہ کمال سماتے ہوئے ہوتی ہی اوسی خیال کہا کہ
جو آدمی بادشاہ سے اگر حاضر دربار رہیگا تو سکا ہی ولیسو رتبا بادشاہ نگا یہ خیال کرکے اوسی اوکو
گرفتار کر لیا اور جیسا اوسکو ضرر پہونچا ہے بہت بہت تکلیفیں دیکر اوکو زندگی عالم بقا کرایا۔

حال بعد وفات گورو ارجن صاحب

جب گورو ارجن صاحب فوت ہو گئی تو گورو ہرگوبند صاحب امرتسر میں آئی اور وہاں تمام بہادر
اکال بنگا ایک جگہہ جواب تک موجود ہے طیار کرائی اور اس کا نام تخت اکال رکھا بعد اوسکے پیچ رکھی اور
اسلحہ بندی اختیار کی اور سپاہی ایک تلوار کو دو تلوارین زیب کمر کیں اور اشتہار دیا کہ ایک تلوار
پیری کی ہے اور دوسری میری کی اس زمانے میں لاہور صوبہ داری چندو لعل پاس ایک چٹھی
ہندوستان اوکو اس مضمون کی بھیجی کہ بقضاء الہی سے گورو ارجن سرگباش ہو گئی ہیں اب تمکو
لازم ہے کہ باطل اوسکے لڑکی کا عقد کرو الا میں دیوان صاحب ہوں آپکو خراب کروں گا
گورو ہرگوبند جی جواب لکھا کہ باطل کیا بلکہ جیتی رہیں جب تک اپنی باپ کا قصاص سخت سے لینگے اسپر
چندو لعل نے مشہور جہانگیر بادشاہ کی کہ ہر ایک شہر امرتسر میں گورو ہرگوبند پسر گورو ارجن ٹھہریا ہند
رہنگ ہے اور اسی بات کو سچا بادشاہ کہلاتا ہے اور وہاں گدی لیتی تخت بنایا ہے بادشاہ نے
نواب وزیر خان اور گنج بیگ کو اس مراد سے روانہ امرتسر کیا کہ گورو ہرگوبند کو باعزت حاضر حضور
کریں یا کیفیت حال دربار ہو یہ دونو امیر گورو ہرگوبند کو ہمراہ اپنی بطرف دہلی لے گئی پہنچکر دہلی
کی مقام امرتسر بہائی بڈھا اور بہائی گورداس اوسکے قائم مقام رہے جب گورو ہرگوبند دہلی میں
پہونچی تو مرزا اکا تمام مجنوں جو لب دریا ہے جسلب مقرر ہوا جب بادشاہ سی ملاقات ہوئی
تو بادشاہ نی ملاقات دل میں یہ سوال اوسی کیا کہ کہو جی ہندو اچھی ہیں یا مسلمان گورو صاحب نے
جواب یہہ شبد منسوبہ گورو ارجن صاحب کا سنایا ٭ کوئی بولی رام رام کوئی بولی خداء کوئی سیوے
گوسائیاں کوئی اللہ ٭ کارن کرن کریم کرپا دہار رحیم ٭ کوئی نہاوے تیرتہہ کوئی حج جاء ٭ کوئی کرے
پوجا کوئی سر نواء کوئی پڑہے بید کوئی کتیب ٭ کوئی اوڑھے نیل کوئی سفید ٭ کوئی کہی ترک

ہوئی بندوبست گورو ارجن کی [illegible] نانک جیسے حکم پہونچا [illegible] صاحب کا [illegible] پہنچا
یہہ سنکر حضرت بادشاہ بہت خوش ہوئے اور اسکا [illegible] شروع کی کہ یہ وقت اسکا ہمراہ
لیجاتا تہا ایک روز شکار میں کوئی شیر [illegible] جسکو گورو ہرگوبند صاحب نے تن تنہا مار لیا اسوقت آسمان پر ایک
متعجب روشنی نمودار ہوئی بادشاہ نے سبب اس روشنی کا پوچہا گورو ہرگوبند نے کہا کہ یہہ شیر سکہہ
یعنی چیلا گورو رامداس صاحب کا تہا اسنے اونکی ارادت میں کچہہ فرق کیا تہا اس سبب سے
اس جون میں آیا تہا اور ہمیشہ جیون مکت کا طلبگار رہتا تہا اب جو ہمارے ہاتہہ سے مارا گیا اس سبب اسکی نجات
ہو گئی ساعت تو اسکی روح کو معراج ہوا اور یہہ روشنی اسکی روح کا تجلی تہا بادشاہ یہہ سنکر خوش
تہا ایکروز جہانگیر بادشاہ اور گورو ہرگوبند صاحب کسی سیر گاہ میں بوقت دوپہر تنہا بیٹہے ہوئے
تہے اسوقت وہاں کسی گہاس فروش نے گورو صاحب کا [illegible] پوچہا کہ سچا بادشاہ ہمارا کہاں [illegible] کہا کہ
بادشاہ سے مراد گورو سے ہے اونہوں نے اشارہ بطرف جہانگیر بادشاہ کیا اوس سکہہ نے دو فلوس بطور نذر
بادشاہ کے آگے رکہے اور کہا کہ مہاراج مجہہ غریب سہاتا کرو میں آپکا سکہہ ہوں تب بادشاہ کو یقین ہوا کہ
سچ ہی لوگ اوسکو سچا بادشاہ کہتے ہیں اور بڑی ارادت رکہتے ہیں بادشاہ نے اوس سکہہ کو کہا کہ دیکہو
وہ تمہارا سچا بادشاہ ہے یہہ سنکر اپنا [illegible] اٹہاکر اسکے آگے رکہو [illegible] ہوا اور فتح بلائی
اونہوں نے نذر قبول کرکے دعا دی بعد ازان [illegible] ہوئی جب چندو لعل نے دیکہا کہ بادشاہ
اسکی طرف سے بدظن نہیں ہوتا بلکہ روز بروز عزت انکی بڑہتی جاتی ہے تو آتش حسد و بغض سے جل
گیا پہر یہہ تجویز کرنے لگا کہ کوئی ایسا بندوبست کروں جو گورو ہرگوبند بادشاہ کے پاس سے دور ہو جاوے
مبادا کہ بادشاہ انکے اپنے باپ کا بدلہ مجہسے لیوے یہہ سوچ کر اوسنے نجومیان شاہی سے یہہ بندوبست
کیا کہ وہ بادشاہ سے جاکر عرض کریں کہ جہان پناہ اب آپکے ایام سخت آنیوالے ہیں اور وہ اسطرح رفع ہوتے
ہیں کہ یہہ گورو ہرگوبند صاحب قلعہ گوالیار میں اکتالیس روز بیٹہہ اکے واسطے جپ کریں اونہوں نے ایسا
ہی کہا بادشاہ نے متردد ہو کر گورو صاحب کو روانہ گوالیار فرمایا جب وہ وہاں پہونچے تو اوس قلعہ کے تہانہ دار کے نام
دیوان چندو لعل نے لکہہ بہیجا کہ اس گورو کو وہاں بہت تنگ رکہنا یہہ دشمن شاہی ہے قدرت الٰہی سے

آگی اوس قلعہ میں باون راجہ دائم الحبس مقید تھی اتفاقاً وہ تہات دار سنگھ تھا وہ ہر وقت اونکی خدمت
اسطرحسی حاضر رہنی لگا کہ طفیل اونکی ان راجوں کو بہی طعام لذیذ ملنی لگے بعد چالیس روز کی امرتسر
میں مائی گنگا والدہ گورو ہرگوبند کو یہہ خبر پہونچی اونہوں نی بہائی جیٹہا و بڈہا کو جلد شہر یہہ حکم دیکر
روانہ کیا کہ تم جاؤ اور جسطرحسی ہو سکی گورو صاحب کو واپس لاؤ یہہ دونوں دہلی میں گئی اور
رات کو خواب میں بادشاہ کو شیر ہی کی ڈرانی لگی جب خواب میں بادشاہ نی یہہ بہت دیکہی
تو کہنی لگا کہ بیشک نجومیوں نی سچ کہا تہا کہ تمکو خوف ہی دوسری رات خواب میں بادشاہ نے
دیکہا کہ شیر اوس پر حملہ کرتی ہیں اور گورو ہرگوبند صاحب اونکو ہٹاتی ہیں پہر تو بادشاہ کو فکر ہوا
کہ میں گورو کی سبب سی بچا جاتا ہوں پہر ایک روز خواب میں یہہ معاینہ ہوا کہ جناب الٰہی سی صورت
میرا حکم ہوتا ہے کہ اگر تو بچا چاہتا ہے تو گورو صاحب کو گوالیار سے بلوالی صبح کو بادشاہ واسطی
تعبیر پوچہنی کی جناب حضرت محمد لطیف جی کی خدمت میں گیا اونکی عمر بہت ضعیف تہی بادشاہ نی
اونسی پوچہا کہ یا حضرت فقیری کسکو کہتی ہیں اونہوں نی فرمایا کہ جو گورو ارجن صاحب کی ہے جنہے
اپنی بدن پر چہالی پڑیں اوف نہ کی اور کسیکو تکلیف نہ دی مگر افسوس کہ تیرے دیوان چندو لعل
نے اونکو مار ڈالا جب گورو ارجن صاحب اوسکے گہر میں قید تہی تو ہم اور تمام سادہ
روتی رہی کہ اونکی حمایت کسواسطی کیجی مگر اونہوں نے جفا پر صبر کیا اور سوا خدا کسی سے حمایت
نچاہی یہہ سنکر بادشاہ کو بہت افسوس پیدا ہوا اور دیوان خاص میں آکر نواب وزیرخان کو روانہ
کیا کہ جاکر گورو ہرگوبند صاحب کو گوالیار سے باعزت و توقیر لی آ جب وزیرخان وہاں پہونچا
اور گورو ہرگوبند کو واپس لانے لگا تو اونکو تکالیف راجہ ہای محبوس کا خیال آیا اونہوں نے کہا کہ ہم بہی
چلیں اگر آپ ہمکو لیجانا چاہتی ہیں تو ان راجوں کو بہی ہمراہ ہمارے لی چلو وزیرخان نے بادشاہ
کو اطلاع دی بادشاہ نی حکم دیا کہ اچہا بخاطر گورو صاحب اون باون راجوں کو بہی چہوڑ دو
بعد ازاں وہ باون راجہ دہلی میں آئی اور حسب الحکم بادشاہ اور بسفارش گورو صاحب کی اپنی
اپنے ملک کے فرمانروا ہوئے کہتے ہیں کہ جب گورو صاحب دربار شاہی میں آئے

تو اونکی ہاتھہ مین ایک سمرن یعنی تسبیح نہایت خوشنما بیش قیمت در ہاے بیشبہا ہوار کی تہی بادشاہ نے کہاکہ گورو صاحب اگر آپ یہ سمرن کا آپ مجکو دیوین تو مین اوسکو اپنی تسبیح کا امام بناؤن گورو صاحب نے کہاکہ یہہ تمام آپکی نذر ہے بادشاہ نے کہاکہ یہہ تمام آپکو مبارک ہو گورو صاحب نے کہاکہ جہان پناہ ہمارے باپ گورو ارجن صاحب کی گلے کی مالا جو اس سے ہزار درجہ بالا تہی چندو لعل دیوان کے گہر مین ہے اگر آپ ہمکو دلوا دین تو فبہا ورنہ ہم بروز قیامت دعویدار ہونگا بادشاہ نے چندو کو حکم دیاکہ وہ مالا حاضر کرا دے اوسنے ہرچند تلاش کی مگر دستیاب نہوئی اس بات سی اوسپر قہر سلطانی ہوا اگر گورو صاحب نے قصاص کا دعوی اوسپر کیا بادشاہ نے چندو لعل کو قید کرکی حوالہ گورو ہرگوبند صاحب کردیا کہ جسطرح آپکی مرضی ہو اس سے اپنے باپ کا بدلہ لین ہم اس سے بری ہوئی گورو ہرگوبند نے اوسکی گلے مین زنجیر آہنی ڈالکر اپنی نگاری کشون مین بند ہوا دیا اور اپنی سکہون کو حکم دیاکہ جو سکہہ ہمارا چیلہ ہوا سکو پانچ پانچ جوتی لگا دے پہر تو وہ ہم اوہی کہ وہی جاتا ہوگا پہر اوسکی سر پر خاک ڈلوائی اور اوسکو ہمراہ سگان نگاری کی امرتسر مین لے آئی بعدہ بادشاہ بہی اس طرف آیا پہلی بمقام گمٹالہ چندروز رہا اور پہر وارد لاہور ہوا اور وزیر خان کو وہان چہوڑا یاکہ گورو صاحب کو اپنی ہمراہ لاوے بعد چندروز کی گورو صاحب بہی کو ہمراہ اپنی ملک لاہور مین آئی ادہر یہان اوسکا کالا منہ کرکے بسواری خر شہر مین پہرا کہتی ہین کہ موتیا ہلا لاہور مین ایک پہر پہونچا تہا اور اوسی سے چندو لعل بالو گرم منگوا کی گورو ارجن صاحب کی بدن پر بچپال ایذا رسانی ڈلوایا کرتاتہا جب اوسنے چندو کو اس ذلت مین دیکہا تو اپنی دانی بہونی کا کرچہا اوسکو ایسا مارا کہ اوسکا پیٹ پہٹ گیا اور سر بازار خر سوار مرگیا آخرکار گورو صاحب کی سکہون نے اوسکو موریون مین گہسیٹ کر دریا برد کیا جب یہان لاہور مین گورو ہرگوبند آسے تو بمقام مزنگ دہان ڈیرہ کیا کہ جہان اب مقام چہجو بن بادشاہی مشہور ہے وہ مقام اونکی بیٹہنی سے متبرک معبد سکہان بن گیا ہی اسکی وجہ کا ذکر ہے کہ چہجو بن بادشاہی مین گرہ ام ہرشا کرا کی معہ اون پانچ سکہ ایکے جنکا نام اوپر تحریر ہو چکا ہے بمقام ڈیرہ بذا شریف لائی نشان سماده ومرے گلے بدست خاص خود بنایا اور

اتر رہاں ست بطور پیشکش کو ہی دربار کرتا ہے بعد کے یہاں مکان بانی بابا صدر سے گا سلسلہ
بعد اراں جب امرتسر جانے لگے تو ایک بلدیو نہالا کو چار روپے کش کرتا تھا بعد اراں ہشت
اٹھارہ سو ساون میں مہاراجہ رنجیت سنگھ جی یہاں اول ایک صدر معمار تواریخ والا بھیجا
اٹھارہ سو نوے میں حکم مہاراجہ شیر سنگھ یہ تمام عمارت موجودہ تیار ہوئی ابھی یہہ مکان بنا تھا
تھا کہ مہاراجہ شیر سنگھ سرگباش ہوگئے جب پہلے مہاراج گلاب سنگھ صدر ہوا یا تو اسوقت یہاں بھی
حاکم سنگھ گہاں کا گدی نشین مقرر کیا اور مدرسے کو اسکے سپرد اسکی مقرر کردی بابا
ایک کیسر سنگھ سوڈھی بھی یہاں مقام رہکاں خود حاکم کچھ مدد دیا کرتا تھا جب کیسر سنگھ سمت
اٹھارہ سو بہتر میں مرگیا تو مڑہی اوسکی بھی یہاں بنا کے چونکہ خود بھی صدر یہاں بھی لعل سنگھ چیلا اسکا
یہاں گدی نشین ہوا جب وہ سمت اٹھارہ سو اکانوے میں مرگیا تو عالم سنگھ ہوگیا تو مڑہی
اوسکی بھی یہاں ہے بعد اراں یہاں رن سنگھ ممبر یا بھی اوسکا گدی نشین ہو کر سمت انیس
سو اٹھارہ میں فوت ہوا مڑہی اوسکے بھی یہاں موجود ہے بعد اوسکے ایک مستیب سنگھ نا
اوسکا گدی نشین ہے اور دو بھائی حصہ اوسکے ایک سنگھ دوسرا کس سنگھ مکان کی آمدنی میں
حصہ دار ہیں ماسوائے اسکے چھوٹیں باوساہی جو سترو یہ موضع مرنگ ہے اگر قسمہ میں ہے وہاں یہا
یہاں سے انکا دست بستہ ملتا ہے علاوہ اس ڈیرہ کی ساتھ بعہد مہاراجہ صاحب متصل دیل تھا
معاف تھی ایک موضع تھی سو روپیہ سالانہ دوا میں دوسرا موضع سدہی پور جو ضلع سیالکوٹ
میں ہے اور میں روپیہ تو صدر بعد جراسی ملا ہا یا سوا اسکی چیدیار روپیہ آتا تھا اب صرف موضع
سدہی پور جسکی آمدنی سالیانہ دوسو روپیہ ہے ضلع سیالکوٹ میں اور ایک چاہ جسکا سالیانہ تہالہ
سے ملا قدیر ہے تا مرضی سرکار واگزار ہے علاوہ اسکے ہر ماہ چہارم ماہ قمری جو رسل ہوتا ہے
اس سے یہہ مراد ہے کہ سادہ سکھ لوگ جمع ہوکر سماج سنتے ہیں اور کڑاہ پرشاد تقسیم ہوتا
ہے علاوہ اسکے دو ماگی سال بھر میں گورو صاحب کی بطور سرادہ کہیا کی ہوتی ہیں اور سرور
دو چار سو آدمی صادر و وارد سکھاں و سادھاں کو کہانا ملتا ہے چونکہ تاریخ تولد و وفات گورو صاحب

ہر ایک شخص کو بخوبی معلوم نہیں لہذا گورپرنالی سے استنباط کرکر مفصل حال اسکا بطور نقشہ درج ذیل ہوتا ہے ۞

درباب احوال گورپرنالی گوروان سکہان

گورپرنالی ایک کرنتھون کا خلاصہ ہے اوسمین کل حال تاریخ ناشی تولد و وفات گوروان

نام	تاریخ تولد	مقام تولد معہ نام پدر و مادر	حال وفات
گورو نانک	پورن ماشی روز چار شنبہ ۳ بجے رات کے سمت ۱۵۲۶ بکرا جیتی	موضع ہی ساندل بار ریجانہ کالو کہتری ہی نام والدہ ترپرو	بہہ فوت ہنیں بروز اسو ودی دسوین سمت ۱۵۹۶ بمقام کرتارپور چادر ناکر لیٹ اور گم ہوگئے
گورو انگد	سمت ۱۵۶۱ اکادشی بیساکہہ چار بجے رات کی	موضع ہری نام پدر پھیرو نام مادر دیا کور	سمت ۱۶۰۹ چیت سدی چوتہہ مقام کہنڈور علاقہ امرتسر
گورو امرداس	۲۴ بیساکہہ سمت ۱۵۰۹ دو بجے رات کو	موضع باسرکی نام مادر پہوپ کنور اور نام پدر تیجہ مل	گوئندوال سمت ۱۶۳۱ سولہ سو اکتیس پورن ماشی بہادون
گورو رامداس	۲ کاتک سمت ۱۵۹۱ بوقت چار گہڑی دن چڑہے	لاہور نام پدر ہرداس نام مادر کہیم کور	سمت ۱۶۳۸ سولہ سو اڑتیس پنجم بہادون گوئندوال ضلع امرتسر
گورو ارجن صاحب	۱۸ بیساکہہ سولہ سو دس	گوئندوال نام مادر بہانی و نام پدر رامداس	۸ سمت سولہ سو تریسٹھ جیٹھ سدی چوتہہ بمقام لاہور
گورو ہرگوبند	۲۱ ہاڑ سمت ۱۶۵۲	موضع ودلی نام پدر ارجن نام مادر گنگا	سمت ۱۶۹۵ بمقام کرتپور ضلع ہشیارپور
گورو ہر رای	سمت ۱۶۸۶ ۱۳ ماگہہ	کرتپور پدر گوردتا و مادر اننتی	سمت ۱۷۱۸ کرت پور [illegible]

نام	تاریخ تولد	مقام تولد معہ نام مادر و پدر	حال وفات
ہرکِس	سمت ۱۷۱۳ ۹ ساون	کرب لو... گورو ہررائی کِشن کنور مادر	دہلی سمت ۱۷۲۱ ماہ چیت
تیغ بہادر	سمت ۱۶۸۰ ۹ اگہن	امرت سر پدر ہرگوبند گورو بسم نام مادر ناگی	دہلی سمت ۱۷۳۲ پنجم ماہ مگہر
گورو گوبند سنگھ	سمت ۱۷۲۳ پوہ سدی ساتوں	مقام پٹنہ پدر تیغ بہادر مادر گوجری	سمت ۱۷۶۵ سدی پنجمی کاتک بمقام ابچل نگر گورو دوارہ بہوا ہے

حال عمارت ڈیرہ گوروارجن صاحب سرگباشی

یہہ مکان باہر دروازہ روشنائی کے سامنے اور قلعہ کے باہر نگہت نائب سمادھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے گوشہ اساس میں شمس برج کے خاص سرہانے واقع ہے واسطہ اسکا دیوار شرقی قلعہ سے صرف ایک سڑک شارع عام کا ہے معظم اس مکان کی میں دروازے ہیں ایک طرف جنوب جسمیں طاق تختہ لگی ہوئی ہیں مگر بباعث اسکے باہر اوسکی بھرتی ہوگئی ہے بمنزلہ مسدود رہتا ہی دوسرا جو رُو بطرف غرب اور ایک دروازہ کلاں بطرف شرق یہہ دروازہ ہمیشہ جاری رہتا ہے اسپر یہہ عبارت بخط گورمکہی جوکہ پرسیاہی سے تحریر ہے اور اوسکی نیچے تصویر گورو صاحب معہ ہردو صاحبزادگان وبھائی مردانہ وغیرہ تحریر ہے اور عبارت گورمکہی یہہ ہے

ੴ ਸਤਿਗੁਰ ਪ੍ਰਸਾਦਿ ਮਹਲਾ ੫॥

ਸਤਿਗੁਰ ਕਰਿ ਦੀਨੇ ਅਸਥਿਰ ਘਰ ਬਾਰ ॥੧॥ ਰਹਾਉ ॥ ...

ਦਰੋਇਨਰ੍ਹਿਨਕੀਤਿਸੁਅਰੋਹੀਆਰਕਰਤਾਰਾਨਨਕਦਾਸ
ਤਕੀਸਰਨਪੈਜਾਕੇਸਕਦਾਅਖੰਡਅਪਾਰਾਸੈਫਾਗਾਪਾਵਨ
ਕੈਅਵਿਰੀਗਾਔਰਾਵਤੀਤ੍ਰਿਵਮੈਲਵਕੇਸਹਰਾਤਾਤਟਸਿਮਨ
ਸੁਕੇਸਸੁਧਾਵਤਭੂਸਰੇਦੇਵਨਕੇਜੇਹਰਾਬੀਚਉਤੈਗੁਰਸਿਖ
ਪਜਾਵਰਿਤੈਰਿਤਜੈਅਲਹੈਅਿਹਰਾਚਾਰਪਦਾਰਥਸੇਤ੍ਰਿਲਹੈ
ਪਰਮੈਗੁਰਅਰਜਨਕੈਦੇਹਰਾਸੰਮਤ੧੮੧੮ਸਾਵਨ
ਸੁਦੀ੧੫ਸੁਭ ਰਵਿਵਾਰ ਟਹਿਲਕਰਾਈ।

گرد اس مکان کی چار دیواری خشتی جسکا طول ۵۳ گز اور عرض ۳۳ گز ارتفاع سوا تین گز
شرقی اور شمالی دیوار باہر سے چونہ گچ سفید مگر اب قدری بوسیدہ دیوار شمالی مین بھی ایک
در محرابی تہا مگر اب اینٹون سے مسدود ہی گوشہ ایسان پر ایک گنبذ ہی جسکی آٹھہ در محرابی اوپر
کلس شکستہ اور گوشہ گلنی پر ایک درخت پیپل گرد اوسکی مدورہ دیوار اسکی ساتہہ ایک چبوترہ
دو منزلہ گوشہ نیرت وبایب پر موہرہ لاہی خشتی موہرہ گوشہ بایب قدرے شکستہ بوسیدہ
اس در شرق رویہ کی اندر جاتی ہی بطرف جنوب ایک کوٹہہ چونہ گچ تصویر دار جسکا ایک در
غرب رویہ اور ایک شمال کیطرف اس جگہہ کو سکہی کی دیگ کہتی ہین باعث اسکا یہہ ہے
کہ یہان ایک کونڈہ سنگ سرخ واسطی بنگ ساہی کے گاڑا ہوا ہے اسکی جنوب در متصل
دیوار شرقی ایک دالان سہ درہ اسکی باہر گوشہ نیرت مین چاہ گلاان بطور باولی غرب رویہ
زینہ اس باولی کا یہہ زینہ شمال سے چلکر جنوب کیطرف چاہ مین جا ملاہے گیارہ درجہ
زینہ خشتی نیچی اوترین تو ایک سل سنگ سرخ کی لگی ہوئی ہے وہان کہڑا ہوکر آدمی پانی
لی سکتا ہے اس چاہ کی دیوار مین دو زنجیرین آہنی بابن مراد لگی ہوئی ہین کہ بوقت
غواصی آدمی اوسکو پکڑکر غوطہ مارے غرض اس زینہ کی درجون کا ڈیڑہ گز دو رہرہ

کی اندر بطرف شمال ویسا ہی ایک شہ دہہ محرابی مسقف مرتبہ سرکی نوبین جسکی اندر بطرف
شمال ایک کوٹھری اس گوشہ ایسان میں اندرون چار دیواری قد آدم بلند چار سمادھیں
جنمیں جو تنگھ ہای حاکم سنگہ کی جو یہاں پہلے گدی پر تہا اوسکی جنوب رویہ بہائی لعل
سنگہ کی اوسکی جنوب کیطرف مادر پھمی سرکار جوس داس مہاراجہ رنجیت سنگہ کی نام سے بہی
دو نگیں سرکار رہا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اوسکی اجداد و ڈہگی سردار مشہور ہیں دستار کو زبان
پنجابی پگ کہتی ہیں اور وڈ ہی کلاں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سردار بڑی دستار باندھتی
ہونگی غربی دیوار کی اندر بطرف شمال بہی چند کوٹھی اور کوٹھریاں ہیں ایک دروازہ میں اسکی
جنوب رویہ ایک چار دیواری کی اندر گنبد سمادہ کا بہت اچھی عمارت سے بنا ہوا واقع ہے
واصل عمارت سمادہ کا دیوار جنوبی سے بیس گز اور شرقی سوا آٹھ گز شرقی سے دس گز یہ
سمادہ چار دیواری کی اندر جنوب کی طرف واقع ہے شمال رویہ سمادہ کی ایک دالان اور اس دالان
کے ساتھ بطرف غرب و جنوب اور دالان جو یہ تمام گرد یہ ہے شمال رویہ سمادہ کی تمام زمین جنی
ہوا ہوا ہے گوشہ ایسان میں ایک چبوترہ چار انچ مرتفع سوا دو گز مدور اور اوسپر بیست
پہلو تہڑہ جسی ناگر دیں بلند سنگ کار اسکی اوپر ایک بت بلند دیوار اسکی میانہ میں ایک
جہنڈا سولہ گز بلند جو میں رسوں سے جکڑا کہڑا ہی اس تہڑہ کی آٹہوں پہلو میں تصویریں سکہوں کی
بنی ہوئی ہیں اور عمارت سمادہ کی دو درجہ والی ایک درجہ تو چاروں طرف باہر مقام طواف
اوسکی درمیان میں زیر گنبد صورت اسکی مربع راہ آمد و رفت بطرف شمال گو اسکی بیچ بیچ
جنسکی غرب و شرق رویہ سیڑہیاں سی ہوئی ہیں طول و عرض اسکا برابر ساڑہی گیارہ گز
کرسی مقام فرش سے سوا گز بلند چاروں طرف بالائی کرسی میانہ میں ست دمہ جسکی بطور
ایک ایک کھڑکی اسکی سر پر باہر میانہ میں ہیمہ گنبد ہی اور ہر دو گوشہ سالم گنبد ہی ان میں
کہڑے جنتی عمارت اسکی اندر باہر سے جالیولی جنتی استر کا منقش باتصاویر سوا گز سوگز
طواف گاہ کا درجہ اندرونی جسمیں جا سمادہ ہے تا سقف درجہ بیرونی مربع اور اوپر گنبد

جسمین آئینہ لگی ہوئی ہین یہان باہر گوشہ ایسان مین ایک شتری یعنی نقارہ کلان رکہا ہوا ہے
جو ہر روز شام کو بجایا جاتا ہے اور اندر میانہ مین ایک چبوترہ نشان سمادہ ہے درجہ اندرونی
کا دروازہ شمالرویہ جسمین کہیرو سنگ مرمر کا لگا ہوا ہے عرض اسکا سوا گز ارتفاع پونی تین گز
اسکی آگی باہر بطرف دو زینہ سنگ مرمر کرسی اس درجہ اندرونی کے باہر کی کرسی سے ایک
گز بلند اس دروازہ مین تختہ چوبی رنگین گلکار لگی ہوئی ہین اندر متصل دیوار یکہ چبوترہ ہشت پہلو
سنگ مرمر کا اور بقیہ تمام فرش خشتی چونہ گچ برنگ ہرمچی اسکے اندر بطرف شرق و جنوب دو دریچہ
خشتی جنمین پنجرہ ہای گلی سرخ رنگ کی لگی ہوئی ہین اندر انکے تمام تصویرین بنی ہوئی ہین
سقف منقش مصور کار طلائی بطور شیش محل جسمین تمام آئینہ لگی ہوئی ہین چبوترہ سمادہ
ہمشکل منبر جسپر ہمیشہ غلاف کبہی سفید کبہی رنگین کبہی زرکار پڑا رہتا ہے اور تین تیر ایک
مورچہل ہمیشہ اسپر رکہا رہتا ہے باعث اسکا یہہ ہے کہ بعہد مہاراجہ رنجیت سنگہ
پہولا سنگہ اکالیہ ایکروز یہان آیا اور تیر و کمان نذر چڑہا گیا اور حکما کہہ گیا کہ یہہ تیر ہمیشہ سمادہ پر پڑے
رہا کرین اوپر سائبان طلائی زری کا اور کبہی سادہ تنا رہتا ہے فرش قدیم مرمت طلب
ہو گیا تہا اب عرصہ ایکسال ہوا کہ راجہ صاحب والی نابہہ نے فرش اندرونی مع اجارہ مرمت
کرا دی اسکی یادگار کیواسطہ بطرف جنوب اجارہ پر بخط گورمکہی نام راجہ صاحب کا لکہا ہوا ہے
مقام طواف کی گوشہ غربی مین زینہ اوپر جانیکا بالائی منزل ثانی و گنبد طواف گاہ سے بارہ
زینہ خشتی چڑہکر اوپر جانا ہوتا ہے سقف زینہ قالبوتی جب اوپر جاوین تو سقف پر فرش چونہ
گچ چارون طرف دیوار قد آدم بلند جسکے چارون گوشون پر چار گنبدیان مربع مرغولی قدر سے
کلان کلس دار اور اوپر دیوار مین متصل لب دیوار نو کہڑکی مجرائی اونکے اوپر انیس گنبدیان
خورد کلس دار خوشنما مگر اب کسی کسی کا کلس ٹوٹ گیا ہے میانہ مین گنبد کلان
جسکے گوشہ بائیں مین ایک مربع سقف یہہ جگہہ بطور خفیہ خانہ ہے اگر اسمین
کچہہ اسباب رکہکر اسکا مونہہ بند کردین تو یکایک کوئی شناخت نہ کر سکے تمام عمارت گنبد

اسپر کار پہاڑی دار اوپر کلس طلائی چاروں طرف اسکے کرسیوں پر چار گمٹیاں ان پر کلس سنہری
طلائی ملمع ماسوائے اسکے چاروں طرف سات سات گمٹیاں خورد کلس دار کل ٹہاٹ نفیس اور دروازیں
کرسیہ صاحب والہ تمام تصویر دار استرکاری کے خاتم بندی چوبی جسکے سایہ میں ایک آئینہ مدور جیسے
جہاں گرنتہ نامی مصحف ذیل رکھے ہوئے ہیں ادہ گرنتہ دو گرنتہ گورو گوبند صاحب ایکا انکی
اوپر سائبان دریائی کا اور کبھی اور اور کبھی کا اندروں دیوار غربی میں طاقچہ اور حواس
شناسی اوسمیں تصویر گورو ہرگوبند اور گورو ارجن و گورو رامداس اور بابا نانک اور گورو انگد
وغیرہ دسوں گوروں کی قطعات اس ڈیرہ میں متصل دل لوگ رہتے ہیں سنت سنگھ ہیرا سنگھ
کس سنگھ سجادہ نشینیاں سورداس جاروب کش جسکا اصلی نام سومن سنگھ یہہ لانگری کا بہی
کام کرتا ہے ایک قوال جو دو وقت گاتا ہے اوسکو اٹھارہ روپیہ سال دیتے ہیں فقط

احوال تکیہ روڈی شاہ

باہر دروازہ موچی کی طرف روبرو احاطہ میاں گاما پہراجا ایک مکان المشہور تکیہ روڈی شاہ ہے
اسمیں پہلے روڈی شاہ نامی فقیر مالی اسکا رہتا تہا اب اوسکی لڑکی مسمات دائی اسمیں سکونت
پذیر ہے اور قبر اس روڈی شاہ کی روبروئی کوٹہہ سکس تہڑہ چشتی پر بوسیدہ سی موجود
ہے کہتے ہیں کہ یہہ بڑا معمر آدمی سلسلہ جلالیہ کا فقیر تہا جنوب اسکی ایک تکیہ گنج علی شاہ دوسرا
عشو کا وغیرہ مشہور یہاں کوئی حال لائق تحریر نہیں ؛

تکیہ مظہر شاہ فقیر جلالیہ

اسکی سرو کی طرف تکیہ مظہر شاہ کا موجود ہے وہاں اب دبیر شاہ پسر مظہر شاہ رہتا ہے یہہ تکیہ
مظہر شاہ نے بعہد مہاراجہ رنجیت سنگھ ہوا تہا یہاں ایک کوٹہہ پختہ سنگین تعمیر جسکی جنوب رویہ
ایک چوکنڈی چشتی اوسپر تین قبریں ایک مظہر شاہ کی دوسری ہشم شاہ کی تیسرے بہاریا
کی یہہ دبیر شاہ گدائی کرکے اوقات بسر کرتا ہے اور عیالدار فقیر ہے اسکے پاس کوئی شئے نہیں

ہین احاطہ میان گان) پڑا ہے اب وہ میان گامنہ صاحب ممبر میونی سپل کمیٹی ہین اور عمارت اپنی احاطہ کی روز بروز بڑہاتی چلے آتی ہین اس باعث سی یہہ فقیر شاکی ہے اور کہتا ہے کہ میری کچہہ زمین انہون نی لیلی ہے شرق وشمال روبہ اسکی محمد برکت علیخان صاحب تحصیلدار لاہور نے ایک کوٹہی بناتی تجویز کی ہے جب وہ بن جاویگی تو یقین ہے کہ یہہ مکان زیر سایہ اسکی مخفی وپوشیدہ ہو جاویگا فقط

حال گورستان حضرات سادات گیلانی اجداد حضرت پیر محمد شاہ گیلانی

یہہ گورستان ایک تہڑہ پر بطرف گوشہ کنی مقبرہ غازی الدین حیدر اور بطرف بائیں کوٹہی کانہہ صاحب محرر محکمہ جوڈیشل کمشنر پنجاب وجنوب روبہ چاہ المشہور چاہ بانی واتہان والہ وخانقاہ ودرگاہی شاہ وکوٹہی کپتان حال صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور وخانقاہ حضرت شاہ اسماعیل کی واقع ہے اسمین قبور بزرگان حضرت پیر محمد شاہ صاحب گیلانی ہین اب یہہ حضرت بڑی نامی گرامی سادات عظام ملک پنجاب مشہور ہین تمام لوگ انکا دل وجان سے ادب کرتے ہین صاحبزادہ انکی حضرت شاہ سردار حسین صاحب مضمون العالم لمادر بابیہ بڑی لایق فہیم صاحب علم وحلم زہد وتقوی شعر گوئی مین . مدطولا رکہتی ہین سابق مین یہان چار دیواری پختہ عالیشان عہد سلف کی بنی ہوئی تہی شرق روبہ اسکی ایک مسجد بڑی مانند تین گنبذ والی المشہور مسجد شاہ بدر موجود تہی وہ مسجد بمہربانی سردار خان نہردار سوضع فرنگ مسمار ہوکر نابود ہو گئی یہہ حضرت محمد شاہ صاحب بسبب مسکین مزاجی کچہہ بنولی اب تک کنہ یا مہ اس مسجد کی معلوم ہوتی ہین وہ مسجد مسمار شدہ بنیہ بدل خان امیر شاہ بہائی کی تہی عام لوگ اسکو شاہ بدر والی مسجد کہتی تہی اب صورت اس گورستان کی یہہ ہے کہ زمین مزروعہ متعلقہ چاہ بانی واتہان والہ مین بطرف جنوب ایک تہڑہ ہے جسکے شمال وشرق ومغرب کی طرف دو دو قد آدم بلند عمارت کنگرہ دار کہڑی ہے اور سہراب ایک قبرین خام جنوب روبہ اسکے اور دو قبرین کنیزکان شاہ صاحب کی اگرچہ مکان بنا بر تردد آوارہ پڑا ہے لیکن

سنا ہے صاحب موصوف اسکو بڑا اکسیر کے کان عاشق ہیں ؏

احوال مزار سید بہاء الدین مرحوم ولد بزرگوار حضرت سید بہاول شاہ گیلانی

نزدیکان سر محمد شاہ صاحب کے حضرت بہاول شاہ کی مزار کی جنوب رویہ اور قبلہ شاہ محمد مقیم صاحب کی جنوب رویہ ریں متعلقہ گورستان سابق یہہ مزار بڑا اور ایک چبوترہ پختہ پر واقع ہے اول اس چبوترہ پر چار دیواری تا لسینہ بلند تھی جو گر گئی ہی اب صرف شرقی دیوار اسکی تا لسینہ بلند کھڑی ہے اسکے ساتھ میں محرابدار سوئی تھی جو شرکج مسجد عہد اکبری اسمیں اب ساتھ وہ چبوترہ پختہ ایک حمام اور نقشہ رہی واسطے وضو کی خالی پڑی ہے اسمیں بلند قبر حضرت سید بہاء الدین کی اور بقیہ انکی لواحقین کی +

خانقاہ سید میر میراں بن سید مبارک حقانی بن سید محمد غوث شاہ وچی والا

حضرت سید بہاء الدین کی خانقاہ کی جنوب رویہ ایک اور چبوترہ پختہ تا لسینہ بلند ہے جنوب رویہ اسکی چار دیوار پختہ چونہ گچ اسکی گو سید السادات اور شرقی برج کہرہ کا بھی حصہ [illegible] سے اوس پر چھت برجی بلند مطول ایک نہر لمب او نکی چور دعرق فی الارض طول ہر قبر کا بوتی میں گر سر روبہ قبر حضرت سید میراں کی اور تہ یا اونکی صاحبزادہ کی اب اونکی اولاد سے سید نظام الدین گیلانی صاحب لاہور میں مشہور ہیں اگرچہ شراب وغیرہ نوش جاتے ہیں مگر عوام لباس اونکا دل وجان سے ادب کرتی ہیں

حال مکان تکیہ املی والہ

باہر دروازہ لاہوری کے غرب رویہ کرجاگھر صاحبان روس کہ ساتھ یہہ مکان واقع ہے چونکہ اسمکان میں ایک درخت املی کا کہڑا ہے اسواسطے املی والہ تکیہ مشہور ہو گیا ہے آگے بعد سامان چھاونی یہاں کبھی محلہ آباد تہا کہتے ہیں کہ یہاں بعہد اکبر بادشاہ بڑا چہ اور جو جی لوگ بہی تھی بیوپار لاکہہ با روپیہ کا کرتی تھے کوئی وجہ تشبیہ اسکا دون ماں کرتا ہے کہ اوسوقت میں [illegible] گر لاکہہ روپیہ کا [illegible] یہاں آتا اوسکی فروخت میں دیر ہوئی یہاں کسی

خوجہ کے پاس شکایت لایا وشوہ لاکھہ روپیہ کا زعفران خریدا ورشی بن ملاکر کسی اینٹ گہرلی گرالی اوسی
روز سے یہہ جگہہ لکہی محلہ مشہور ہوگئی سادات گیلانی موجودہ بیان کرتی ہین کہ بعہد شاہجہان بادشاہ
اسجگاہ پرحویلی مسکونہ حضرت سید صوفی علی گیلانی کی تہی گوشہ نیرت مین قبر اونکی پختہ ایک چبوترہ
خشتی پر موجود ہے بوقت ویرانی شہر یہہ محلہ اجڑگیا اور اونکی حویلی بہی مسمار ہوگئی برشکدا
مین مسمی سید حسن یہان تکیہ بناکر فقیر ہو بیٹہا اب ظاہر اس تکیہ پر قبضہ سید پیر نظام الدین گیلانی
کا ہے لیکن الاصل مکان ہذا ملکیت اولاد سید صوفی علی صاحب مرحوم کی ہے جنکی اولاد فی زمانا
بمقامات مختلفہ یعنی کومات ومکہڈ ولاہور متمکن ہے یہہ سید نظام الدین دسوین پشت انکی جا
ملتی ہین سید محمد شاہ صاحب گیلانی خاص اولاد اونکی مگر توجہ خاطر ایسی آمور کی طرف کم رکہتی ہیں
اس لحاظ سے فرماتی ہین کہ مکان تو نسرور ہمارے بزرگان کا ہے مگر سید نظام الدین بہی اپنی
برادری سے ہین جسکے پاس نام بزرگان کا ہی ہم تو کہتی ہین کہ وہی مالک بن جاوین مگر ہمارے
کہنی سے کیا ہوتا ہے کئی وارث اور ہین اسمکان کے ناحال زندہ ہین الغرض اصلی مالک اس
مکان کے سید محمد شاہ صاحب گیلانی اور قابض حال سید نظام الدین گیلانی ہین بہرحال

این خانہ تمام آفتاب است

تشریح قبور وغیرہ متعلقہ مکان ہذا

اب اس تکیہ مین دو چار دیواریان اور تین چبوترہ پختہ خشتی گورستان سادات ہین ایک
چبوترہ پر مزار حضرت صوفی علی صاحب کی ہے یہہ حضرت سید صوفی علی صاحب زادے ان حضرت
سید بدردین کی ہین کہ جنکی مزار گورستان میانی مین بالائی ٹیلہ واقع ہے بدرالدین صاحب
خلف ان حضرت سید اسماعیل مرحوم کی ہین کہ جنکی مرقد موج دریا بنجاری کی زیر چہ جنکی مزار کی غرب پر یہہ بالمشافہ
دروازہ موجود ہے یہہ حضرت صوفی علی صاحب ایسی ولی کامل قطب وقت تہی کہ اکبر بادشاہ نے
ایک ہزار بگہہ زمین بنام اونکی عطا فرمائی مگر اونہون نے قبول نہ کی وہ فرمان انکی گہر مین
بزار ہا حسب الوصیت اونکی کسی نے اونکی اولاد مین سے بہی اوسپر توجہ نکیا خواستہ وہ فرمان

سید اصغر علی اونکی پیر کی پاس سے بوقت شورش کہاں جا رہا تاریخ وفات اونکی ہشتم ہجری ہقد
دہم رجب المرجب چبوترہ پیدا رسوا اون کی قبر کے معبد علی اور شور میں قبر سید عمر قبر سید ہاشم
قبر سید عبد القادر یالتہو دشتہ گدا اور حیدر بابا قبور متصل اسکی چار دیواری میں چار قبر
ایک سید قاسم صاحب دیگر سید صوفی کے اور دو صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ کی ہہ
سید قاسم صاحب رہنے سید برلب گرین مشہور ہیں اونکی قبر پر مسمی محمد افضل راجہ کی
جو جاور سرہ سید اسمعیل صاحب جد امجد اونکی کا تہا اگرچہ گنبد عالیشان ہوا تہا مگر حسب الحکم
مہاراجہ رنجیت سنگہ مسمار کرا دیا اب صرف چار دیواری گہڑی ہے تاریخ وفات اونکی بس اکہتر
شمرد رسرے چار دیواری جدید میں قبریں ایک سید میراں المشہور میراں شاہ کی دوسری
نوالبرکات المشہور سید شاہ کی اور تیسری قبر صاحبزادی مریم بی بی اسکی پاس چبوترہ پر قبر سید
اسحاق کی ہے سید اسماعیل امجد و سید پیر محمد صاحب گیلانی سے ہیں جو فی زمانہ بلکہ تمام
پنجاب میں سید صحیح النسب مشہور ہیں اکثر اہل اسلام بلکہ زمینداران لاہور اونکا ادب دل وجان سے کرتے ہیں
زادہ رباعت مشہوری حضرت کا یہ ہی کہ بعد مہاراجہ شیر سنگہ جناب فقیر نور الدین و فقیر عزیز الدین صاحب
جو امیر کبیر دربار مہاراجہ صاحب کلاں کے علم و دولت شرافت و نجابت میں یکتا ہی زمانہ تھے در معلے
تصدیق سیادت اونکی کے ایک محضر نامہ طیار کرا کی ہر ایک سید سے تصدیق اوسی سیادت کی طلب کی
اکثر سادات والا درجات نے اوسپر شہادات و مواہیر ثبت کردیں اور بعضوں نے انکار بہی کیا اسوقت یہ محضر
اونکی حویلی عظیم سکونت پذیر تہا سوا اسکی سجادہ نشینان عالیشان حضرات فقیر صاحبان بہ پرورش اونکے
عیال و اطفال کی بوجہ احسن ہوتی تہی اونکی پرورش پر کا محضر تہا خدا اونکو توفیق رحمت کری کہ اونکے وجود
باسعود سے ہزار ہا مخلوقات کو نفع پہونچتا تہا مدرسہ اور عوض جاری بعد ماری بہی سنہ اگر یا میں مرتب
کی جاوریں اور بہو رسی عوما علما فضلا صلحا سرفا سجا کو تقسیم ہوتی تہی اللہم اغفر وارحمہا وانت
خیر الراحمین جب وہ محضر اونکی پاس آیا تو اونہوں نے سب مہر و شہادت سے انکار کیا اونہوں نے بازار
ہوکر حویلی سے جواب دیدیا وہ حویلی کہاری کھوئی میں متصل مسجد فقیر صاحبان کی تہی تو اب تک سا

صاحب نے ایک جھنڈا کھڑا کیا ہوا تھا باعث اوس جھنڈا کھڑا کرنے کا یہہ تھا کہ جب لاہور مین فساد سکھ ہارہ
شیر سنگھ ہوا تو اوسوقت یہہ حضرت مکہ کو گئی ہوئی تھے اور سید شاہ سردار صاحب خلف انکی
خوردسال تھے بخیال حفاظت غارت سکھان سنگدل اونہون نے یہہ جھنڈا دولت خانہ پر کھڑا کیا تا کہ سکھہ
لوگ اس جھنڈی کو دیکھہ کر تصور کرین کہ یہہ گھر ہے ان عظام سادات ذوی الکرام کا ہے شاہ صاحب نے
وہ مکان چھوڑ دیا جسوقت وہانسے نکلنے لگے تو لوگون نے وہ جھنڈا اوٹھا لیا اور انبوہ کثیر آپکی ہمراہ
جمع ہوگئی قدرت الٰہی سے یہہ معاملہ پیش آیا کہ یہہ خبر سنتے ہی بہت بہت مسمات جوائی ہلدافی نے ایک
حویلی عالیشان قیمتی دو ہزار روپیہ کی نذر حضرت غوث الاعظم کی کرکے حضرت کی پیشکش کردی
جب حضرت حویلی مذکورہ مین آنے لگے تو لاکھہا آدمی زن و مرد جمع ہوگئی تمام شہر مین غل پڑ گیا
کہ جو مسلمان اس جھنڈی کے ساتھہ آدمی گا مورد آفرین و فرحت حضرت غوث الاعظم ہوگا یہہ حضرت
اوس دہوم دہام سے اس حویلی مین بکوچہ کندی گران حرم محترم انہی کو معہ عیال و اطفال آئے
اسیباعث سے اب تمام لوگ ادب آداب انکا بدرجہ کمال کرتے ہین چونکہ مفصلہ بالا قبور انکی حضرات بزرگان
کی ہین لہذا مفصل شجرہ طیبہ انکا درج ذیل ہوتا ہے شائقین ملاحظہ شجرہ ہذا سے کل حال ان حضرات
کا ملاحظہ کرلین **شجرہ طیبہ** حضرت سید شاہ سردار صاحب خلف سید محمد شاہ صاحب بن سید
حاجی غلام محی الدین بن سید شمس الدین مزاران دونون صاحبون کی بمقام اسی اسر ضلع
ڈیرہ غازی کا متعلق ہے بن عبدالرسول بن غلام مصطفی بن سید حاجی محمد ہاشم بن سید صوفی
علی جنکی قبور تکیہ ہذا مین موجود ہین بن سید بدرالدین جنکی مزار گورستان میانی مین غرب رویہ حجرہ
کوتوال موجود ہے بن سید اسماعیل جنکی مزار ڈہاپہ بیوی وڈہی صاحبہ ترجیہ حضرت موج دریا
بخاری پر روبروی دروازہ موجود ہے حال انکا کتاب نسب نامہ حضرت پیر محمد شاہ صاحب مین یون مرقوم
ہے کہ یہہ حضرت اوچ شریف سے دان سے بعہد اکبر شاہ اس تقریب سے یہان آئے کہ اکبر نے علاقہ
فیروزپور مین آپکو ہزار بگہہ زمین بطور عنایت کرکے تمنا کی کہ آپ لاہور مین تشریف لاوین ان
ایام مین اکبر بادشاہ در صدد آبادی لاہور تھا جب حضرت آئی تو اوسنے ہزار منت آپکو یہان رکھا

آپ سلسلۂ کھیان سکوت پذیر ہوئی اسوقت عام امرا و شرفائی لاہور معہ بادشاہ حاضر دارئی آکر
مدفون کر کے تاریخ وفات ان حضرت کی پنجم ربیع الاول سن نو سو اٹھتر ہوئی اسوقت مزار انکی
عالیشان معمور ومعہ گنبد حسب الحکم اکبر بادشاہ کی تعمیر ہوئی تھی مگر بوقت بربادئی بادشاہ گردی
شہر لاہور دست انکا یعنی چھتروں کی وہ روضہ تباہ ہوگیا وقت آبادئی شہر اس ٹیلہ کی نواح
میں آبادی تھی اور یہہ ٹیلہ سیرگاہ تھا اور بوقت یہہ حضرت اکثر اس ٹیلہ پر تشریف لاکر تہجد
ادا ہوئی تو مزار انکی تھی وہیں مشہور ہوئی بعد ازاں سنبھال سکھ کر ہوئی ودی صاحب انکی اولاد
سے تھی فراونکی تھی اسی مقام پر ہوئی یہہ سید اسماعیل صاحب بن سید عبد اللہ ربانی بن سید
محمد غوث سدگی اوچی تھے یہہ حضرت اپنی اوچ میں تشریف لائی باعث تشریف آوری یہہ ہوا کہ اول آپ
سامانہ ... شہر کہاں اسطرف تشریف لائی کہتی ہیں کہ پیش از تشریف آوری آنحضرت کی
حاکم ملتان کو تین دفعہ خواب میں یہہ حکم پیشگاہ حضرت والا درجت معدن کرامت مخزن شرافت
محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی سے ہوا تھا کہ میرا فرزند دلبند
سید غوث ملتان میں آنیوالا ہے تجکو لازم ہے کہ اپنی لڑکی شادی اوس سے کر دے اسلئے جب یہہ سید
تشریف آوری حضرت کا تھا جب حضرت ملتان میں آئے تو اوسنے اپنی لڑکی مسمات فاطمہ کی
شادی کدخدائی ایسی کر دی اور علاقہ اوچ وغیرہ میں ساتھ پیشکش کیا اسلئے آپ وہاں سکونت
پذیر ہوئی اور اب تک اولاد انکی آباد ہے اور مزار حضرت کی مرجع ہے بڑی رونق ہے کہ ہمیشہ تین چار
سو مجاور وغیرہ تا وہاں سجادہ نشین حاضر رہتے ہیں وہاں کا سجادہ نشین گنج بخش کہلاتا ہے اگرچہ ایام
گذشتہ میں بہت سی جاگیر انکی نواب بہاول خان والئی بہاولپور نے ضبط کر لی تھی لیکن پھر واگذار
دستیاب ہوگئی جواب علی الدوام کیواسطے واگذار ہے صحیح النسبی میں سادات اوچ
مشہور و ضرب المثل میں ہی رہا تھا اگرچہ صدہا سادات سندھ و پنجاب میں ایسے ہیں کہ
انکی صحیح النسبی میں عام و خاص کو جائی گرفت ہے مگر سادات اوچ کی بات میں کسیکو کلام
نہیں بلکہ اگر کسی سید کی صحت نسب میں کچھہ عقدہ پڑ جاتا ہے تو شہادت سادات اوچکی طرف

ہوتا ہی جسکو وہ حضرات سید صحیح النسب قبول کرین ہر کسی کی مجال نہین کہ دم مارسکی حضرت شاہ چراغ صاحب وعبدالقادر ثالث کہ جنکی مزارات نواح لاہور مین زیارتگاہ خلق اللہ ہین انکی اولاد مین سی ہین حال اونکا بمقامات مختلفہ درج کتاب ہذا ہی ان حضرت محمد غوث کی چار بیٹی تہے ایک عبدالقادر ثانی دوسرے عبداللہ ربانی تیسری حضرت سید مبارک حقانی چوتہی حضرت سید محمد نورانی یہہ ہر چہار حضرات نے پہلوی یکدیگر روضہ مقدسہ حضرت شاہ محمد غوث بمقام اوچ شریف آسودہ ہین ان سی حضرت سید محمد نورانی لاولد رہے اور سید عبدالقادر ثانی کی اولاد سی کچہہ حضرات تو صاحب سجادہ اوچ مین ہین اور کچہہ سلطان پور مین جاگیردار اور کچہہ دیبال پور مین مخدوم خلایق حضرت شاہ چراغ صاحب وعبدالقادر ثالث اولاد عبدالقادر ثانی سی ہین کرامات حضرت شاہ محمد غوث کی ہزارہا معروف تصانیف انکی سی ایک مثنوی مناقب غوثیہ اور ایک دیوان فارسیہ صوفیوں مین متبرک مشہور ہے یہہ حضرت شاہ محمد غوث بن سید شمس الدین جنکی خانقاہ حلب مین مظہر فیوض مشہور ہے بن سید شاہ میر بن سید احمد بن سید صفی الدین صوفی بن سید ابو منصور عبدالسلام بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن حضرت محبوب سبحانی سیدنا مرشدنا شیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ خلف سید ابو صالح موسی دوست حق خلف سید عبداللہ جیلی بن سید یحیی زاہد بن شمس الدین محمد بن سید داود القباز الامیر بن سید موسی الجون بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنی بن جناب امام مظلوم سید الکونین والثقلین نور حدیقہ مصطفی نور العین مرتضی جناب سید الشہدا مولائی مخدومی مکرمی مطاعی ملجائی وماوائی حضرت امام حسن علیہ السلام بن جناب شاہ فرد دیوان امامت صاحب نصاب بل اتی شمشیر قبضان لافتی حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہم اجمعین فقط

اس تکیہ مین مزار حضرت سید جعفر بن سید حاجی محمد ہاشم بن سید صوفی علی بن سید بدرالدین بن سید اسماعیل کے بہی ہی یہہ حضرت بڑی متقی کامل باخدا ہوگزری ہین تولد انکا بروز پنجشنبہ

تور دہم جمادی الثانی میں اٹھارہ رحل وتک ہجری اور وفات ۲۲ رشنبہ نہم رجب المرجب
سنہ اٹھارہ سو اکسٹھ ہجری اونکی بھی ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ مسمی
سید ابوطالب تھی سید ابوطالب کی دو بیٹی ایک ابوسعید مشہور بسعید شاہ اور دوسرے سید میر اونکی اولاد
میں سے یہاں کوئی نہیں مگر اول سے پیر محمد شاہ موجود ہیں اولاد پیر محمد شاہ صاحب میں سے
ایک حضرت سید فاضل شاہ صاحب ہی جنکی مزارانکی چبوترہ پر ہے کہ جسکا حال مفصل علیحدہ
درج کتاب ہذا ہوچکا ہے یعنی متصل مسجد کے بدل جان بیسمال انکا یوں ہے کہ وہ حضرت مدت
العمر گھر سے باہر اس باعث سے نہ نکلی کہ والد اونکی حضرت سید ہاشم صاحب حج کو جانے لگے
یہ حضرت خوردسال تھے اوہوں نے اونکو کہا کہ ہمارے پیچھے تو کہیں نہ جانا اوہوں نے یہ
خیال فرمایا کہ یہہ بھی ہمارے سفر دور دراز نکرے مگر اوہوں نے یہ سمجھا کہ والد نے
یہ حکم دیا ہے کہ بالکل گھر سے باہر نہ جانا حضرت تو سفر میں راہی ملک بقا کی ہوگئی اور
آپ نے مدت العمر گھر سے باہر قدم نہ رکھا یہہ حضرت قائم اللیل اور دائم الصوم تھے
اکثر اوقات کتاب جواہر خمسہ و مجموعہ حضرت شاہ محمد غوث خود درباب وظایف و اوراد معمولہ علما
و فقرا کے مطالعہ میں رکھا کرتے تھے شاہ عالم بادشاہ اگرچہ بڑا معتقد شیخ یعنی فقرا
سے ارادت بہت کم رکھتا تھا مگر انکا بدرجہ کمال ارادت مند تھا چنانچہ جب یہہ حضرت فوت
ہوئی تو اسنے بدرجہ کمال رنج کرکے صرف خانقاہ کیواسطے ایک موضع عطا کیا جو جہد کا مشہور
اس کو رستان میں متصل دل پور جام سید فاضل صاحب کی صاحبزادی تھی اونکی بہن سید
نور شاہ سید عادل سید یونس سید داؤد تاریخ وفات حضرت سید فاضل کی دوسری
ذی الحجہ سنہ گیارہ سو بارہ ہجری ہی سید نور چو سراپا نور تھی دوسری رجب سنہ گیارہ سو
چورانوے میں فوت ہوئی اور سید داؤد جنکی مزار باہر مدرسہ اگرہ وغیرہ میں معروف لوگ ہیں
سن بارہ سو دس میں رہگرای عالم بقا ہوئے بعد ازاں سن ۱۲۵۵ بارہ سو پچپن میں تیمی بی بی صاحبہ
والدہ سید محمد شاہ و صاحبزادی انکی کی یہاں ہوئی اور رشتہ محمد شاہ صاحب کا حضرت واصل سے یوں ہے

یہہ ہی کہ سید میر عادل بن سید فاضل صاحب متوکل حقیقی نانی یعنی والد والدہ کی ہے
اور یہہ میر عادل صاحب المشہور سید نتھو شاہ بڑے معمر تھے چنانچہ تولد انکا سن گیارہ
سو دس اور وفات بارہ سو چھبیس اس حساب سے عمر انکی ایکسو دس برس کی ہوئی اور یہہ حضرت بڑے
صاحب کمال عالم عامل کامل زاہد عابد ہوئی ہین ابتک کئی لوگ آپکی دیکھنے والے موجود ہین
کہتے ہین کہ جب محمد شاہ بادشاہ لاہور مین آیا تو برہنہ پا آپ کی زیارت کیواسطے آیا تہا
یہہ محمد شاہ صاحب گیلانی نو پشتون سے لاہور مین رہتے ہین شادی انکی لکہنو مین سجانہ سید
حیدر علی گیلانی جو اولاد صوفی علی سے تھے ہوئی ولادت انکی سن بارہ سو بارہ اگرچہ اب
عمر آپ کی اوہتر سال کی ہے مگر بفضلہ تعالی قوی انکی سالم یہہ حضرت ہمیشہ خوش پوشاک رہتے
ہین حلیہ حضرت کا طویل القامت ریش دراز بلند بینی پیوستہ ابرو حسین ریش دراز تمام سر کے
بال بموجب شریعت و سنت نبوی کے تمام موجود لاغر بدن خوش کلام خلیق خوش مزاج
صاحب تاثیر عالم متبحر پوشاک انکی اکثر سفید سر پر عمامہ جو ادہا تہان ململ کا ہوتا ہے پاجامہ
ویسے مروجہ یعنی گہٹنہ بیعت انکی سلسلہ قادریہ مین یہہ حضرت مرید اپنے نانا سید عادل المشہور
میر نتھو شاہ کے اور وہ اپنے والد سید فاضل متوکل کے اور وہ حضرت سید ہاشم والد
خود کے اور وہ سید صوفی علی کے اور وہ سید بدر الدین کے اور وہ سید اسماعیل کے
اور وہ سید عبد اللہ ربانی کے اور وہ حضرت سید محمد غوث اچی کے اور وہ پشت
بہ پشت تا جناب حضرت غوث الاعظم کے واضح ہو کہ وہ حضرت محمد اسماعیل جو اول لاہور
مین آئے تھے اونکے یہان تین فرزند تھے ایک سید حاجی بہاء الدین دوسرے سید بدر الدین
تیسرے سید قطب یہہ حضرت سید بدر الدین کے اولاد سے یہان موجود ہین اور بقیہ ہر دو صاحبان
کی اولاد مست گہرہ امرتسر و بیال پور مین باعزت و آبرو سکونت پذیر ہے فقط

احوال تکیہ کامل شاہ

یہہ تکیہ موضع بابو سابو کی جنوب رویہ بفاصلہ دس بارہ کروں واقع ہے اس تکیہ کی شعلوں

دو گھماؤ زمین سرکار سے واگذار ہے اب یہہ کمال ہیں زراعت ہوتی ہے اور تکیہ میں اشجار
میوہ دار بکثرت جیسے جوت والہ بطرف شرقیہ تکیہ ہذا میں دو کوٹھہ خام ملحق یکدیگر جنمیں
طاق بکثرت ہوئی لگی ہوئے ہیں بطرف غرب چاردیواری میں قبر حضرت سید کامل شاہ
صاحب کی دروازہ اوسکا جنوب رویہ ارتفاع اسکی کرسی کا زمین سے آدہ گز بلند
مزار کی چراغدان جسمیں بارہ کھونٹی بطور چراغدان کی دیوار چاردیواری سے قدرے
بلند اندرونی جنوب سمت ہے حضرت بعہد اکبر بادشاہ یہاں آئے اور تاریخ ہفتم ماہ صفر
میں اکہتر پانچ فوت ہوئے اکبر بادشاہ کا خانسامان مسمی عبدالرحیم حضرت کا مرید تھا
مشہور ہے کہ اوسنے ہر چند جاگیران کا وعدہ ہوا تھی مگر اونہوں نے جواب میں منع
فرمایا اس باعث سے قبر خام رہی اب سن بارہ سو ساٹھ میں قبر پختہ ان کی کسوں شاہ نے
بنیں کی ہوائی پہلے اس خانقاہ کی ساتھ پچاس بیگھہ زمین معاف تھی جو ضبط ہوگئی
ومسط کری کہتے ہیں کہ پہلی موضع بادشاہپور غرب رویہ موضع موجودہ بفاصلہ ایک میل
کے آباد تھا اسوقت یہاں جنگل ملا یعقب سمت اٹھارہ سو دس میں دریا کی موضع بادشاہپور
کو گرا لیا تو یہاں آباد ہوا اون حضرت کو دیوان کامل شاہ بھی کہتے ہیں چاردیواری
خانقاہ کی زمین سولہ مرلہ ہے اسمیں ایک قبر اوسکی اور باہر بطرف شرق چاردیواری
میں گیارہ قبریں سجادہ نشینوں کی ہیں جیونی شاہ گلاب شاہ بہار شاہ دلبر شاہ
کسوں شاہ حسن شاہ مہتاب شاہ مالک شاہ شوقی شاہ بہادر شاہ امیر شاہ اسکا
کا سجادہ نشین ایک لڑکا کمسن مسمی حیدر شاہ بن گلاب شاہ بن بہار شاہ بن دلبر شاہ ہے سلسلہ
اسکا مداریہ شجرہ یہہ ہے حیدر شاہ مادم کسوں شاہ اور وہ مالک شاہ کا اور وہ شوقی
شاہ کا اور وہ بہادر شاہ کا اور وہ دیوان کامل شاہ کا اور وہ شاہ الہ داد کا اور وہ نور محمد
زرنگی کا اور وہ نور محمد کا اور وہ خاکسار دیوان کا اور وہ بابا دریاہی کا اور وہ
اکن سرمست کا اور وہ گل سرمست کا اور وہ حضرت سید سرمست اور وہ میران محی الدین

کا اور وہ حضرت شاہ مدار غازی کا شجرہ سلسلہ مداریہ کا صحیح بیان کرکسی مداریہ فقیر کو یاد نہیں جسقدر صحیح از روی تحقیقات قدیمکو واضح ہو نقل اسکی حال مکان سیلانی شاہ مین درج ذیل ہوتا ہے

حال تکیہ سیلانی شاہ

یہہ مکان شرقی رویہ موضع بابوسابو لاہور سے بفاصلہ تین کوس گوشہ شمال مغرب مین واقع ہے سابق مین بعہد شاہان سلف اس جگہہ پر ایک تہٹی اراین چونکہ کی آبادی تہی چنانچہ تا بعہد مہاراجہ رنجیت سنگہ اسکا ایک گوشہ شرقی آباد تہا جسمین پانچ گہر مہتمون کی اور ایک ایک گہر خاکی شاہ وسیلانی شاہ فقیر کا وغیرہ دس بارہ گہر کسبون کے موجود تہی بعدازان سن بارہ سو تیس مین وہ لوگ بہی یہانسی اوٹہہ کر موضع بابوسابو مین جا آباد ہوئے اور مصالح عمارات کا اوٹہا کر لے گئے پہر یہ کہنڈار ہو گیا بعد اوسکی سیلانی شاہ فقیر مداری نے جنکی اولاد اب تک اوس مکان مین سکونت پذیر ہے اوس کہنڈار کو ہموار کرکے اپنا تکیہ بنایا چار کوٹہہ تعمیر کئے اور چند درخت لگائے فقط بعدازان جب سن بارہ سو اونہتر مین بتاریخ ہفتم ربیع الاول سیلانی شاہ فوت ہو گیا تو اوسکی قبر اس تکیہ مین بنانے لگے اوسوقت وزیرا اور ریتو اور پیر بخش نمبرداران موضع بابوسابو مدعی ہوئے کہ یہہ زمین ہماری ٹہٹی کی ہے اسمین قبر مت کرو پانچ روز صندوق لاش سرکشادہ پڑا رہا پہر حسب استغاثہ نمبرداران سرکار کی طرف سے تحصیلدار لاہور پنڈت اجودہیا پرشاد برسر موقع تحقیقات کیواسطے گیا اور تحقیقات کامل کرکے یہہ حکم دیا کہ سیلانی شاہ کو یہان ہی دفن کرو کہ ان فقیرونکا قبضہ قدیمی ہے قبر اوسی سیلانی شاہ کی سات برس اول پختہ خشتی ایک تہڑہ خشتی پر بنوائی ہوئی اسمین دفن کیا جاوے اب یہہ تکیہ ایک ٹیلہ پر واقع ہے زمین اس تکیہ کی تین گہماؤ تین کنال دس مرلہ اب اسمین اشجار مفصلہ ذیل موجود ہین

توت پیوندی ۳/۹ — توت کہانہ ۱ عدد — کیکر ولیتی ۲۴ — نارنگ یک
سوہانجنا — پہلواڑہ — انار — بیریان پیوندی — بیریان کاٹہی ۴ — سپرا پیوندی ۹ — سپرا کاٹہہ یک
کہجور خورد یک — کیکر کابلی ۲۸ — شریہ ۵ — سیب ۳۴ — بیدانہ بکاین ۴ — اور بطرف مغرب ایک چاہ قدیمی ہے جو

پہلی مدفونہ تہا سیلانی شاہ نے کہود واکر جاری کرایا اوسپر چرخ چوب لگایا ہوا ہے قبر سیلانی شاہ کی تکیہ کی میانہ مین بنی ہوئی ہے ہر سہ پسران سیلانی شاہ متفق ہوکر چودہ بیگہ زمین مین

دریافت کرنے میں آئی بعد مہاراجہ یہہ زمین انکو معاف ہی جسکی تصدیق بیک سند مہری دیوان
صاحب ملک دیوان اجودھیا پرشاد صاحب جو کہ رہا ماکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تہا در لاہور میں اونکے پاس
موجود ہی مگر بوقت بندوبست اشتراکیت سرداران وغیرہ اوسکا معاملہ ضلع مانجہ سے سام اونکو مقرر ہوگیا
اب اونکا ارادہ ہی کہ بوقت بندوبست جدید معافی سرکار میں کریں سلسلہ ان کا بایں تفصیل ہے
حدو شاہ ورحمان شاہ وستار شاہ پسران ومریدان سلامی شاہ وہ خادم عثمان شاہ کا اور وہ امر
شاہ کا اور وہ پیاری شاہ کا اور وہ راحت شاہ کا اور وہ نور شاہ کا اور وہ عثمان شاہ کا اور وہ
رحیم جی کا اور وہ نور شاہ مائی کا اور وہ میران لعل شاہ کا اور وہ سالم بخش بندہ سرکا اور
وہ شاہ محمد امین کا اور وہ نوری بردیوان کا اور وہ جمال کا اور وہ سید حسین شاہ کا اور وہ باو
امان رہائی کا اور وہ ملک سرمست کا اور وہ سدن سرمست کا اور وہ حسن مست کا اور وہ بادلی
سرمست کا اور وہ میران حسن جتی کا اور وہ حضرت سر شاہ مدار کے اور وہ حضرت شاہ مسعود کے اور وہ شکرپارہ
کے اور وہ خواجہ بایزید کے اور وہ خواجہ حبیب عجمی کے اور وہ حضرت خواجہ حسن بصری کے اور وہ جناب
علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے اور وہ حضرت شاہ رسالت خاتم النبوۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہہ
سلامی شاہ ایکسو انسٹھ سال کا ہوکر فوت ہوا مولد اسکا سندوسان اصلی نام اسکا احمد شاہ چونکہ یہہ شخص
ہمیشہ سلامی رہتا تہا اسواسطے نام اسکا سلامی شاہ مشہور ہوگیا مردمان لوہاری کا بیان ہے کہ باوجود بعمر
عمر طویل کے ایک وقت ملک کو تہا اوسکا اسداس جیدی دساگر میں رہا اور وہاں شادی کی آخر مرزا
معین بخش سو کی کہ جس سے یہہ منشی پیدا ہوئی پہر لاہور میں آیا بعد ازاں موران طوائف بھی
مہاراجہ کی دربار میں مقرر تہا اور یا مجہ سی نکاح کرنا کو بعض سکہ آدمی اوس نام میں یہہ حضرت سے
محدود تہی چنانچہ یہہ حال ایسا کہ سب میں موروں کا پانی تہا اور جہانگیر جو پورہ وں اور پورو نکو کہانی
موران کو اس معاملہ میں ایسا تنگ کیا کہ اوسی لاہور میں منادی کرادی کہ کوئی اسکو دی دلوی الغائت
اوسی اثنا میں موران کو رنجیت سنگہ نی قید کرلیا اسپر لوگوں نی کہا کہ یہہ اوسی فقیر روشن ضمیر کی بددعا سے
اسوقت نام سلامی شاہ کو بہالوالہ فقیر مشہور ہوگیا تہا اوسی سال میں حرام نے اور کیا کہ اگر خدا انکو رہائی دیکے

تو یہیں اوس فقیر کو خوش کرونگی قدرت الٰہی سے وہ قید سے چھوٹ گیا اور پیادہ اوسکے پاس حاضر
ہوئی اور بسبب لحاظ کے عرض کیا کہ یا حضرت کوسجھونکی اندہی تو ملنی مشکل ہین کچھہ اور فرمایئی جب اونہون
دیکھا کہ اب مطیع ہوگئی ہے تو کہا کہ ایک پہگوڑا منگوا اسمین معہ ہمراہان ہمشیرہ خود بیٹھہ اور سکھانہی
بیٹھا اور قبرستان شاہ میر امرشد ہی اوسمین بٹھی اور سات دفعہ اوس پہگوڑے کو جہولا اسطرحسے ہمارا
تمہارا نکاح ہوجاویگا چنانچہ موران نی ایسا ہی کیا پہر اونسے ایک کشتی طلب کی وہ بہی اوسنے
نذر کی ماسوا اسکی ایکہزار کمبل اور ایکہزار لنگوٹ فقرا مین تقسیم کرایا پہر کشتی تو نہ لی اپنی پہوڑا ایکر لب دریا متصل
بیگم کوٹ جالگا یا وہان ہر کوئی اللہ ورو ندا اوس پہگہوڑے پر اٹہتا ہی چلہ وہ پہگوڑا اوسکا ادب تک
جاری رہا اوسوقت نام انکا عوام مین پہگوڑیوالہ فقیر مشہور ہوگیا قبل اس معاملہ موراں والہ کی جب وہ
لاہور مین آئی تو چندان مشہور نہ تہی مستانہ وش پہرتی ہوئے بمقام موضع وسیر غرب رویہ موضع وہ
جہان اب ہندو فرنگی مڑہیان ہین جا کر سکونت اختیار کی چونکہ یہہ مسلمان تہی ہندوونکو انکا وہان بیٹھنا
گوارا نہوا اونہون نے کہا کہ تم یہانسے اوٹھہ جاؤ اونہون نی کہا کہ ہم اسجگہہ اپنا مکان تکیہ و مکان سکونت
تیار کرینگی جب ہندوون نی نہایت تنگ کیا تو اونہون بد دعا دی کہ اچھا ہم تو اوٹھہ جاتی ہین مگر تمکو بھی
یہہ تکلیف رہیگی کہ جہان تم دلجمعی سے کانو آباد کروگی وہان ہی دریا پہونچیگا اور تمہارا موضع گرا دیگا چنانچہ
وہ سخن اونکا قبول جناب ایزدی ہوا اوسوقت سے اب تک سات دفعہ لوگ گانو آباد کرچکے ہین اور دریا سے
امان نہین پائی آپ نی وہان سے اوٹھہ کر موضع وسیر کی شمال رویہ اپنا مکان تکیہ تعمیر کیا چنانچہ انکا آباد کیا ہوا
وہان رحمن شاہ پسر سیلانی شاہ رہتا ہے وہان کی ہمبردار انکی پرورش کرتے ہین وہان اوس تکیہ پر
اسقدر اشجار ہین پیپل ۹ بوہڑ ۳ ۵ پھلاہی ۲۰ بیری ۲ جامن ۱۰ کیکر ۶ پہلواری ۵ سہانجنا ۹
بیریان ۱۲ کوڑال ککر شاہ توت بیک توت ۸ اور ایک چاہ پختہ چرخی دار جسپر چرخ چوب ہی
جاری ہے ایک قبر خام امیر شاہ کی اسمین ہے وہ مرشد بہائی سیلانی شاہ کا تہا اس تکیہ سے
متصلہ زمین مزروعہ لعہ بیگہ دو کنال دس مرلہ تاحین حیات ہر سہ پسران سیلانی شاہ معاف ہی جو چاہ
اس تکیہ مین ہے اوسی سے وہ زراعت سیراب ہوتی ہے زبانی ان ہرسہ برادران مکان دار کی معلوم

واکر ہوں دربار ما اتنی بات سلامی شاہ سے پوچھا کہ تم کون ہو کس خاندان سے ہو درویش اتنا ہی فرمانے پایا تھا
ہم فقیر ہیں اگر خود دریافت کرکے پوچھا ہو تو سنو فرمایا کہ میں محمد شاہ بادشاہ دہلی کا شاہزادہ ہوں جب نادر شاہ
ایران سے دہلی میں آیا اور ہم کرنال پر شکست ہوئی تو میں لشکر کی افواج مرہٹہ ہمراہ تھا بباعث شکست کے تو ہو میں کہیں
کو بھاگ نکل آیا اور چند روز مقصود میں رہا اور بعد کو میاں جموں کو چلا گیا وہاں ایک سپاہی چیدہ کی سپاہ گری اختیار
کرکے مجھکو بارہ برس اپنے پاس رکھا اور خرچ ضروری دیتا رہا پھر شوق فقیری ہوا الحمد اللہ میاں [illegible] شاہ
خداداد کہ میاں شاہ کا خادم تمام ملتان ہوا اور شوق فقیری یوں ہوا کہ ایک رات خواب میں اونکو صورت
میاں شاہ کی نظر آئی اوسکی تلاش کرتے کرتے ملتان میں جا پہونچے جب وہاں گئے ہوا [illegible] کا ایک
مسجد نظر آیا جب وہی اونکو دیکھا تو تمام دولت لٹادی اور اونکو مرید کیا پھر دونوں صاحب لاہور
میں آئے تمام اونکا عہد شہر اوگی میں محمد شاہ بادشاہ معہ **نقل سند دستخطی دیوان جناب**
مذکورہ **بالا بفصل سدی اکال پور کبہ** از آنجا کہ حسب قدیم سواری جہار دہ سکر [illegible]
خارج از جمع [illegible] در وجہ فقیر سلامی شاہ معاف و واگذار [illegible] در سرکاری جراٰ
دستور صاحب بہادر سپاہ سالار کہ عمدہ مصاحبان سرکار سابق بود [illegible] انجام [illegible]
در صرف عیال اطفال خود نموده لمد [illegible] حسب الالتماس مشار الیہ این قطعہ بطور سند نوشتہ شد تحریر تاریخ
[illegible] سمت [illegible] ازین کہ خراج [illegible] سلسلہ عالیہ مداریہ کثرت سے [illegible]
مدار سے جو خال سے کوئی ایسا نظر نہ آیا کہ جسکو کچھ حال اس خاندان کا معلوم ہو لہذا مفصل اس خاندان عالی
شان کا کتاب اخبار الاخیار و تذکرۃ العارفین و مراۃ الواہب وغیرہ سے انتخاب کرکے درج ذیل کرتا ہوں

حال حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کتاب مراۃ الواہب میں حضرت غلام معین الدین صاحب [illegible] علیہ جو انکی چشتی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت
شاہ مدار صاحب [illegible] مشائخ کبار میں سے ہیں اور اون سے حالات عجائب و غرائب [illegible] ظہور میں
آئے ہیں [illegible] حضرت بارہ برس مقام صمدیت میں رہے (مقام صمدیت تقریباً مقام کا نام ہے
طالب بھی دس برس میں ہو بیکر کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور سرا وجود استعمال ہر روزہ کی [illegible]

پھر کبھی نہیں ہوئی) اونہون نے بارہ برس طعام نہ کہایا اور تبدیل لباس نکیا بعض حضرات ناقل ہین کہ اونکے چہرہ پر نور پر
اسقدر جلال آلہی جلوہ گر تہا کہ بجرد نظر ناظر بینا نابینا ہو جاتا تہا اس باعث سے آپ ہمیشہ برقع پوش رہا کرتے تہے
جناب حضرت عبد الباقی صاحب علیہ الرحمۃ کتاب صراط المستقیم مین باعث برقعہ پوشی کا یہہ ارقام فرماتے ہین کہ
کہ انکی دیدار پرنور بار مین یہہ تاثیر تہی کہ جو کوئی آنکی چہرہ مبارک پر نظر بہر کر دیکہتا تہا بیحواس ہو کر خواہ مخواہ وہ سجود
بجا لاتا اور چونکہ سجدہ بجز حضرت باری عز اسمہ کی کسی مخلوق کو جائز نہین اسواسطے آپ ہمیشہ چہرہ مبارک پر برقع
رکہا کرتے تہے وفات آنکی بروز پنجشنبہ ہفدہم جمادی الاول سنہ ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ورتولد شدن مختلفہ
اسم مبارک بدیع الدین لقب شاہ مدار شجرہ حضرت کا پانچ واسطو نسی ملحق بذات عالی درجات جناب سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے تفصیل اسکی کتاب کشف النعمات مین یون مندرج ہی کہ شاہ مدار صاحب
خلیفہ برحق جناب حضرت شیخ حجتہ اللہ مکی کے ہین اور وہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الجاذب مقدسی کے
اور وہ جناب شیخ طیفور شامی کے اور وہ جناب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ کے فقط جناب شیخ مرتاض
رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسام الدین ہاشمی سے حسب روایات صحیحہ کے نقل فرماتے ہین کہ یہہ حضرت طیفور
شامی نمونہ قدرت الہی ہم عصر جناب حضرت عیسی صلوۃ اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل سے
تہے جب حضرت عیسی نے دعوت شروع فرمائی تو یہہ حضرت مشرف بدین عیسوی ہو کر حضرت
کی صحبت مین رہنے لگے حتی کہ کئی سال ہمرکاب حضرت کی تکالیف گوناگون کی حامل رہے جب رفعت عیسوی
کی ایام قریب آئی تو ایک روز جناب مخبر صادق یعنی حضرت عیسی علیہ السلام نے اونکو خلوت مین طلب فرمایا
ارشاد فرمایا کہ مجکو حضرت رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ سے حکم ہوا ہے کہ تجکو اس امر سے مطلع کر دون کہ
کہ تو عمر دراز پاویگا اور بیعت جناب مشار الیہ بلغ العلی بکمالہ ؛ کشف الدجی بجمالہ ؛
حسنت جمیع خصالہ ؛ صلوا علیہ وآلہ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
زینت کونین حاصل کریگا تجکو لازم ہی کہ ہمارا اشتیاقانہ سلام اونکو پہونچانا اور اہلبیت کی خدمت
مین بجان حاضر رہنا اور داتجے فلان کوہستان مین جا کر فلان غار مین معتکف بیٹہہ جب وقت معہود بعثت
بعث ختم المرسلین ہوگا تو حضرت از کفار نابکار سی ناراض ہو کر اس کوہستان مین تشریف لاوینگے

خبر وار و سر بکریا کی الفور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قبول کرنا
نعرہ استیلاء سعد شہود میں جلوہ گر ہوا جب حضرت مشار لولاک لما خلقت الافلاک کو قدوس سے سپرد
ہوئی تو آپ کی جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں انکو تربیت دیا بعد ازاں اکثر اوقات جناب
حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور یہہ حضرت انکا مشغول مجاہدہ و مراقبہ رہا کرتے تھے بعد ماسوا اسکی
حضرت بدیع الدین صاحب قدس سرہ العزیز کو نسبت اویسیہ بھی حاصل تھی تفصیل من اجمال کی یہہ ہے
کہ زمانہ محمدی میں جسکی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ خیر القرون قرنی شہروں میں جناب
حضرت اویس قرنی جان و دل سے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے حد عشق یہہ تھا کہ جب سنا کہ جناب
کی ساکہ جناب ختم الرسل کا دانت مبارک جنگ احد میں شہید ہو گیا ہے تو آپ نے تمام دندان مبارک
اپنے ضرب و طاقت سے توڑ ڈالی اگرچہ وہ حضرت صحابی الرسول تھے لیکن حسب الحکم والدہ ضعیفہ
اپنی کے ظاہرا حضرت کے دیدار پر انوار سے مشرف تجلی اسرار الہی ہیں ہو سکی جناب الہی میں ایسے مقبول
ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے جب وقت وفات قریب آیا تو آپ نے جبہ مبارک
اس ریش جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کو دیکر ارشاد دیا کہ بعد وفات ہمارے تم بمعہ جناب عمر بن
خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے بخدمت اویس قرنی جانا اور ہمارا اسلام بعد جبہ ہذا انکو دیکر استدعا
شفاعت امت محمدی کرنا روایات صادقہ سے ثابت ہے کہ حضرت مرتضی حیدر کرار اور جناب عمر فاروق
رضی اللہ عنہما وہ جبہ مبارک لیکر انکی خدمت میں تشریف لے گئے اس وقت حضرت ممدوح سجدہ میں
مشغول مناجات تھے صاحبین نے حاضر ہو پیغام پیغمبر برحق بیان فرمایا آپ سجدہ سے سر اٹھا دیتے
و دینے لگے کہ یا علی اگر آپ ذرا بھی صبر فرماتے تو میں کل امت محمدی کی مغفرت کرا لیتا حدیث
شریف میں ۔ آیا ہے کہ بشفاعت حاجی اویس کی عرب کی دنبوں سے زیادہ میری امت کے گنہگار
بخشے جائیں گے سبحان اللہ والحمد للہ ۔ سر جیسی کس مید اللہ سحر پروردگار ۔ کہ کسی کو یہ کرم دائم
ز دنیا و ز دار مصطفی ہم می نگسی بانگفی جبرئیل ۔ جبرئیل ہم می نگفی تانگفی کردگار ۔ الجہر
لیس ایس و امن من الانس سے کہ مہاجرت میں زمرہ عشق ہوئی ہے اسا و بعد فنا حضرت اویس قرنی

کی اس مہاجرت مین وہ فوائد ادہاہی ہین کہ جنکا حد وحساب نہین بعد وفات [illegible] اویس کی اکثر

اولیا اللہ کو عالم رویا مین حضرت مغفور سے فیضان آلہی حاصل ہوا بلکہ جو عقدے ریاضت سالہاے دراز
انپر حل نہونے تہی ایک اشارہ سے حل ہو گئی جسطرح سے تعلیم سبق عرفان حضرت نے حضرات کو دیا تہی
اسیطرح سے وہ بہی اپنے مریدان سعید کو فرماتے رہے جس سے اسرار عجیبہ ظاہر رہے چنانچہ اب تک یہہ معاملہ
فقرا ارباب اللہ پر منکشف ہو رہا ہے پس جسکو حضرت سے کچھہ تعلیم ہوی یا کسی متعلم نے اسیطرح اپنے
مرید کو تعلیم کی وہ سلسلہ اویسیہ مین داخل ہوا مختصر تو یہہ ہے اور مفصل کتب تصوف مین موجود
فقط کتب تواریخ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ جنگ صفین مین شہید ہوے ہین
صاحب کشف المحجوب پیر علی گنجبخش ہجویری انکی باب مین تحریر فرماتے ہین کہ حاش حمیدا ومات
شہید النظر فافہم ماسوا اسکے اگر کسی طالب حق کو کسی بزرگ سابقہ سے فایدہ دینی فقیری پہونچا
ہو تو اصطلاح فقرا مین اسکو بہی فیضیاب برکات اویسیہ کہتے ہین فقط چونکہ حضرت شاہ مدار کو بہت فیضان
الٰہی حضرت اویس سے عطا ہوا ہے اس نظر سے اب فقط ایک واسطہ سے جناب رسول مقبول سید
الکونین سے جا ملتے ہین فقط صاحب معارج الولایت نے زبانی اپنے پیر کامل یعنی حضرت محمد رشید صاحب
کہ جنکو سلسلہ مداریہ مین اجازت نامہ تہی شجرہ حضرت شاہ مدار کا اسطرح پر درج کتاب معارج الولایت
فرمایا ہے کہ حضرت محمد رشید صاحب علیہ الرحمۃ مرید حضرت صالح کے اور وہ سید شمس الدین بخاری
کے اور وہ حاجی ابا یزید کی اور وہ حضرت فخر الدین زندہ دل کے اور وہ حضرت سید حسین چشتی کے
اور وہ حضرت شہ مدار بدیع الدین علیہ الرحمۃ کے اور وہ فیضیاب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے
فقط حضرت شاہ مدار صاحب کو بارگاہ اویسیہ سے ارشاد ہوا کہ ہندوستان مین جاکر اول مزار
پر انوار خواجہ معین الدین والملۃ چشتی معتکف ہو اور بعد ازان شہر کالپی مین جا کر مشغول ہدایت
اسلام ہو جب حضرت ہند مین آئے تو دار الخیر اجمیر مین بکہرہ کے کلس کو عنقریب روضہ کے خانقاہ
ولی الہند عطاے رسول کے واقع ہے چلہ بیٹہی اور پہر اجازت لیکر مقام کالپی کو قدوم مبارک سے
مزین فرمایا وہان حضرت کا ایسا رشد ہوا کہ آجتک تمام اہل ہندوستان انکی کرامات کے قایل ہین حضرت

موصوف کو اللہ کا نام بی بی ہاجرہ حضرت والدین کی رشتہ سے قریشی ہیں والدہ کی طرف جناب حضرت
عبدالرحمن بن عوف سے اور والد کی طرف سے جناب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جا ملتے ہیں نسب نامہ
حضرت بدیع الدین علی کا جانب والد سے یہ ہے کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار بن محمد بن سید محمود بن
سید معمور بن عطاء اللہ بن سید اسمٰعیل بن علی بن حسن بن علی بن محمود بن بہاء الدین بن محمد شاہ بن تالار
بن علاء الدین بن منہاج الدین بن عبدالحامد بن حسان الدین بن طاہر بن مطاہر بن عبدالباطن
حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم نسب نامہ مادری یہ ہے شاہ مدار کی والدہ فاطمہ ثانیہ بنت حاکم بن حکیم بن
عبداللہ بن حامد بن مکرم بن محمد بن محی الدین بن طیفور بن محمد بن قوام الدین بن شمس الدین
بن سراج الدین بن عبدالرحمن بن عبدالرشید بن عبدالجلیل بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم
اجمعین عمر حضرت شاہ مدار کی دو سو باون برس کی ہے اور کتاب خزینۃ الاصفیا میں مفتی غلام سرور
صاحب نے بھی تاریخ وفات شاہ مدار صاحب کی سترہویں جمادی الاول سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس تحریر کر کے یہ
قطعہ تاریخ تصنیف فرمایا ہے ۔ شاہ جہاں قطب مدار است ۔ بدیع الدین جناب پیر معصوم ۔
چو سرور جنت تاریخش بہاتف ۔ ندا آمد زدل سلطان مخدوم ۸۴۴ روضہ مبارک حضرت کا
مکن پور میں جو توابع قنوج سے ہے وہاں ہر سال ۱۷ جمادی الاول عرس حضرت کا ہوتا ہے و مرحوم محمد
ہی دارا شکوہ کتاب سفینۃ الاولیا میں لکھتا ہے کہ اوس دن وہاں پانچ چھ لاکھ آدمی اطراف و جوانب
ہندوستان سے جمع ہوتے ہیں اور ایک عجیب و غریب کرامت اوسی ظہور میں آتی ہیں **فائدہ**
جاننا چاہیئے کہ حضرت دارا شکوہ اپنے عہد کا حال یوں لکھتے ہیں کہ تمام ہندوستان کے ساکنین وضیع و
شریف کو اگر چار حصوں پر منقسم کریں تو ان میں سے دو حصہ مریدان حضرت غوث الاعظم پیر دستگیر قدس
سرہ العزیز جن میں شرفا زیادہ اور اجلاف کم اور ایک حصہ مریدان مدار صاحب کے جن میں اجلاف
زیادہ و اشراف کم اور بقیہ ایک حصہ میں آدھا حصہ مریدان حضرات چشتیہ اہل بہشت اور آدھا حصہ مریدان
حضرات سہروردیہ قدس مصنف کی زمانہ میں مریدان خاندان حضرات بکثرت ہیں ہندوستان میں وضیع و
شریف کثرت ہیں کتاب اخبار الاخیار سے جو تصنیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ہے معلوم ہوا کہ

چوکیاں یہ مکان المشہور بھیرو کا یہاں متصلہ مسل اموریت سے شمال و غرب رویہ سڑک و دروازہ
پور عبادتگاہ ہنود کی دروازہ کلاں اس نیاں کا دیوار حویلی پر متصل گو تنہ ہو سکتا اس میں زمین سوار نہیں
کسا کسی یا اندر جا سکتا ہے باہر دروازہ کی محراب دو حویلی جسکی بیچ سے تا کمر بلند ہیں جسمیں ایک کمرہ
باہر سے ہیں دو درجہ رویہ عرض اسکا سوا تین گز اس محراب میانہ کی بیچ ایک اور محرابی جسکے اندر طاق کلاں
حویلی بھرے ہوئی ہیں اسکے اندر ڈیوڑھی جسکا عرض تین گز اور طول تیرہ گز سقف والی ہوئی ہے گنبد درمیان
جسکی دو طرف یعنی شرق و غرب رویہ مکان نشستگاہ اندر اسکی جنوب رویہ صحن سے اندر جانیکا بیچ کا
سر کشادہ ہی سقف جسکا طول ۷ گز اور عرض اگر ڈیوڑھی راجہ لعل سنگھ کی بنوائی تھی پر اس کے
کی جنوب رویہ ایک دیوار بلند اسمیں دروازہ اندر جانیکا مع طاق تختہ چوبی جسمیں زنجیر آہنی قفل کی
واسطے لگائی ہوئی ہے جنوب رویہ متصل دیوار غربی ایک کوٹھہ ہے جو لنگروں والا یعنی پردرا تو ان
ہندو زائرین آتے ہیں وہ یہاں رسوئی کرتے ہیں اس کوٹھہ کی شرق رویہ مکان دہو بلی دو منزلہ اس مکان
ڈیوڑھی میں سب ورود حوائج رہتی رہتا ہے اس درجہ کا طول بائیس گز اور عرض سوا آٹھ گز ہے اس
کے آگے احاطہ مکان مسجد جسمیں تمام زمین جسکی جنوب رویہ ایک چبوترہ ہے پہلو بڑا کشادہ ہے
جسکی اسکی کوسہ گلی میں جانیکا جو یہ کچھ معدود چرخیاں اوسکی پاس چھجہ کشادہ اسکی شمال
رویہ ایک درخت عاس پیپل کا ہے بادوالہ تا یہ جہت کا ہی جو اوسکے سبب اندازہ سو تیس برس کا
ہوا ہے جنوب رویہ اسکے بھیرو کا مندر ہے طول اس بیڑہ کا سوا سات گز اور عرض ساڑھے تین گز مندر
کے بیچ ہی چاروں طرف پڑے جسکی دروازہ بالسبہ بلند تر و درجہ جسکی سر پر اللہ جسمیں ہو
مشکل صورتی سفید جسکی آٹھوں پہلو ہیں ہر ایک طرف آٹھ محراب جنکی سر پر تین گنبد ہیں چاروں طرف
مربع لگے ہوئے ہیں اوپر گرد سب سلوا دو رنگیں در آمد و رفت سر رویہ بصورت محراب مرغولی اسکی اندر
ایک کھمبہ روپہلی لٹکا ہوا ہے اندر وہیں چند پیچ ستارہ میں بالسبہ بلند مشکل ستارہ ست پہلو جل رہا ہے
اوسمیں چراغ روغن دن رات روشن رہتا ہے اوسکی گرد پیش شرب میں ایک صندوق جسکی بالائی ما
بلند بسمیں دھوپ وغیرہ رکھتے ہیں اور ایک تصویر کاٹھ کی رکھی ہوئی اور اندر دیواریں

حال مکان تہان بہیر معہ حالات پنتہہ جوگیان

اتمام چونہ گچ باہر شرق رویہ دالان پنج دہنہ میانہ مین ایک تہڑہ دو گز مربع چونہ گچ بزرنگ سرخ اوسپر
تہڑا اوسپر لنگ شب جی کا سنگ مرمر سے بنا ہوا رکہا ہوا ہے دیوار شرقی کے شرق رویہ ایک اور چار دیواری
ہی وہ مکان اس مکان مندر سے نیچان مین واقع ہے مندر سے ادہر جانیکے واسطہ دو دروازے موجود مین دیوارین
اسکی تین گز بلند زمین پر فرش اینٹونکا اوسکے میانہ مین آدہ گز بلند تہڑہ ہشت پہلو اوسپر سمادہ ہشت پہلو تین
دروازے جسکی کرسی اس تہڑہ سے آدہ گز بلند بہندنی ناتہہ کی سمت ۱۹ اٹہارہ سو نوے مین طیار ہوئی اس سمادہ کی
جنوب رویہ چودہ نشان مڑہی گلی خام نامعلوم الاسم اسکے شمال کی طرف ولگن خام اشتین درخت شریفہ وبیر و نیم
وشیشم بہڑ توت کہجورون کیکر وغیرہ بکثرت ہین اس ولگن کے باہر خندق خام اسکی باہر درخت شمال رویہ
مندر ایک دالان سہ درہ قالبوتی خوشنما اندر سے دہنہ کی شمال رویہ اور دالان یہہ مقام جائے گدی ہے اور
سقف اسکے قالبوتی چونہ گچ سفید اسکی پاس اور بہت دالان وغیرہ مکانات ہین دالان گدی کے شمال رویہ
ایک گنبد سفید جسمین سمادہ باوہ دہنی ناتہہ مہنت کی باہر سے سیاہ اور اندر سے سفید کرسی اسکی تا بسینہ بلند دروازہ
اسکا شرق رویہ معہ طاق تختہ چوبی صورت گنبد مربع یہہ مہنت سمت انیس سو چار مین فوت ہوا ہے اور یہہ
گنبد اوسنی خود سمت ۱۸۸۰ اٹہارہ سو اسی مین بنوایا تہا شمال رویہ سمادہ ہذاکی ایک مکان تیرا اس ہے جسمین
آٹا واسطے خرچ روزمرہ کی پیسا جاتا ہے اسکی پاس بہت سی مکان دالان کوٹہریان ذخیرہ بہی ہوئی ہین
جنکا حال تفصیل وار ان کاغذات مین جو واسطہ ملاحظہ مسٹر ولیم کولدسٹریم صاحب بہادر کی تحریر ہوئی
تہی مندرج ہے یہان حذر الطوالت قلم انداز کیا گیا سابق روز یکشنبہ ساون ماہ ہی اور جیٹہ جودہ مین یہان اکٹہا
کرتی کیونکہ چند آدمی لاہور سے متہہ ٹیکنی کیواسطے یہان آیا کرتی ہے وہ دو دنو کچھ کوڑی اپنے جمع کرکی لیجاتے تہے اور
رام ناتہہ مہنت گدی نشین حال جو آدمی ضعیف اور کم گو ہی بیان کرتا ہے کہ سمت ۱۸۶۱ اٹہارہ سو اکسٹہہ مین جب
یہان باوا دہنی ناتہہ آئے تو دن بدن رونق یہانکی بڑہنی لگی سمت ۱۹۰۴ مین وہ فوت ہوئے تو بعد انکی یہہ باوا رام
ناتہہ گدی نشین ہوا اب اس مہنت کی پاس دو نوکر ایک برہمن نان بز اور دوسرا خراس والا اور دو گورو بہائی
ایک جیون ناتہہ دوسرا لکہمنا ناتہہ اور دو اوسکی چیلے رہتی ہین ایک سمر ناتہہ دوسرا امرت ناتہہ بعد اوسکی یہی دونو
مالک ہین شجرہ انکا یہہ ہی باوا رام ناتہہ کا گورو باوا دہنی ناتہہ اوسکا سمندر ناتہہ اوسکا طوطا ناتہہ اوسکا باوا

سمت ناتھ اوسکا نام ازراہی ناتھ او رست ناتھ کا مکان مشہورہ رینک منی میں کوس سر دوبہ واقع ہے وہ
راجا ور مہنت بھاجا سمجھیں چار ہزار آدمی چیلی ایک اب صد برس میں موجود ہیں فقط یہ تمام عمارت مسجد
نبھہ سکھاں ہی سے ساتھ میں پہلی سرنگی ماہا اور پہر سکھاں رونق اس مکان کی اسطرحسے زیادہ ہوئی کہ
اول یوجب ایک بڑی گلی جو رو ند مدہی ہوئی بہی جسکے دیکھنے والی عجب تماشا وغیرہ موضع اجرا پہونچ کر میں کسر
وقت میں اب یہاں مقام پہیرے پرور یکسہ معہ اسحابین رن دیر مواردہ ساوہ آتے ہیں اور جتنی المقدور
جوناتھی ہیں او رپہاروں چاندی الوار یہاں بڑا بھاری جاگا ہوتا ہے او سرور جاں کثیر الامور وغیرہ جسمع ہوتی
ہے اور بہت خیرات جو نہی سے سرکار سے حفاظت کے لیئے پہرہ بہی آتا ہے جگت لوگ وہ بولکا اور جنہیں سیکار کرتی
کرتی ہیں او سر در ہر کوئی اپنا آٹا کا کرچلا جاتا ہے مگر جوگیوں کو کہانا بہا کر جوگی دسی میں معتقد نا ہر ستہ در دیہ کوسہ
انسان ایک تالاب ہمہ دیوان سرلاج ماظم جہاں پہ عہد میں مذکور کی بوقت وفات دیوان ساون مل ہیر جسد ملیح ذو
وکہید مع ملبور حیرات لاہور دامرتسر لیکیاں گیا تہا یہاں جو یہی تالاب ساد رقیتدہ تیار شرمیں صرف ہوا یہ تالاب بکثرت
ہست اچہا خوبصورت ہے طول وعرض اسکا چالیس چالیس گز بصورت مربع شمال رویہ تالاب کی ایک پوری یعنی
غسلخانہ بنا ہوا ہے چاروں طرف تالاب چین پونوزیہ پختہ خوش رویہ تالاب بارش کا پانی اوسمیں جسمع ہوتا
ہے اسکے جنوب رویہ ایک سوا دستہ کسر ساہ ساکن ناچہرا معہ ودکو پٹہ ودالان ہوا وسی جنوب ناتھ جوگی ومدبا
ہوا ہے یہ جوگی بہی چلہ دہی ناتھ کا ہی گند سواد بنا ہے ہست پہلو معتقد گرد ہواج تالاب کی اسمار سفر قہ دیں
احاطہ یہاں پہیرہ سو نا بیگہ گرد نواح مکان پہیرہ ندر ر بطور جنگل بنا ہوا ہے مدحدوں کی پچیس بیگہ سے
یہاں تمام جنڈ اور کریر وغیرہ درخت کہڑی ہیں اور ماسوائی اسکی ایک چلہ مرید وغیرہ جنگی زمیں بارہ کہاٹو معہ
یہاں مراجہ مہاراجہ صاحب ہی معاف ہی اور وہ چار گوسہ ماسین اس جہان تک واقع ہے ۔

احوال مفصل پتھہ جوگیاں جہاں سے یہ جوگ نکلا

سنتے جوگی منعق ہیں کہ یہ شبہ سو جی مہاراج کا ہے اسطرحسے جاری ہوا کہ ایک شخص سیوک شیو جی کا انگوٹہاس ماسید ختطا ہی اولاد نا
تہا اکثر ورنا رہتی روحہ شیو جی بخدمت شیو جی کی عرض کی کہ مہاراج یہ آپ کا قدیمی سیوک ہے آپ دعا
دعا کریں تا کہ اوسکی یہاں اولاد ہوا اونہوں کی امی دعا دی ہیں سے قدرتی ہوسے یعنی بیا کستر جالکر

اوسکو دی اور کہا کہ اپنی استری یعنی عورت کو جا کر کہلا دی وہ اپنی استری کی پاس حسب الحکم مہاراج کی
اوس بہبوت کو لی آیا اور تمام حال مہاراج کی دیا کا یہہ سنایا اگرچہ اس بی اعتقاد استری کو اس امر پہ کچہہ اعتقاد نہ
آیا لیکن بپاس خاطر پہرتا یعنی شوہر کے اس سے لیکر اوس بہبوت کو اپنی گرہ مین باندہ چہوڑا اتفاقاً بعد چندی وہ بہبوت
اوسکی گرہ سے گوبر مین گر پڑی اور وہ سیوک بدستور شیوجی مہاراج کی خدمت مین جاتا ہوتا رہا ایکروز
پاربتی نی شوجی کو کہا کہ آپ نی اس بیچارہ کی اولاد کو دیا بہی فرمائی مگر ابتک اسکے گہر اولاد نہوئی شیوجی نے
اوس سیوک سے پوچہا کہ ہمنی جو بہبوت تجکو دی تہی تو نی اوسکو کیا کیا وہ تیری استری نی کہائی یا نہ کہائی اوسنے اپنی
جورو سی جاکر دریافت کیا وہ بولی کہ اوس خاکستر کی کہانی سے کیا ہوتا تہا مین نی نہ کہائی تو وہ رکہہ چہوڑی تہی
مگر پہر ایکدن سبب میرے ہاتہہ سی گوبر مین گر پڑی یہہ حال سنکر وہ نہایت متاسف ہوا اور شوجی کی خدمت مین جاکر کل
حال واقع عرض کر دیا آپ نی فرمایا کہ اس گوبر کو جاکر دیکہہ جب اوسنی جاکر اوس گوبر کو دیکہا تو سچ ایک بالک یعنی
لڑکا نکل آیا وہ اوسکو لیکر شیوجی کی خدمت مین آیا شوجی نی فرمایا کہ یہہ لڑکا بڑا تپسی یعنی عابد و زاہد
ہوگا یہہ تیرے کام کا نہین ہمکو دیدے اوسنی کہا حاضر ہے چونکہ وہ لڑکا بکرامت شوجی گوبر سے پیدا ہوا تہا شیوجی نے
نام اوسکا گورکہہ ناتہہ رکہا جب وہ بالغ ہوا تو شوجی نی اوسکو کہا کہ تم کوئی گورو اپنا وچار دہ یعنی تلاش
کرو اوسنی عرض کیا کہ ای مہاراج مجہی آپ کی اگیا درکار ہے جس شخص کو آپ فرماوین مین گورو بناؤن
شوجی نی بچشم باطن بزور کرامت تمام دنیا مین دیکہا کہ اس لڑکی سے زیادہ کوئی تپسوی رکہی طاقت مین
نہین اس سبب سی وہ چپ ہو رہے بعد چندی گورکہہ ناتہہ نی عرض کی کہ ای مہاراج آپ نی ابتک کچہہ ارشاد
نفرمایا اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو مجکو اجازت دین تاکہ مین اپنا گورو آپ ہی تلاش کرون اونہون نی فرمایا کہ
جہان تیری تسلی ہو وہان سیس دہر یعنی اوسکو گورو بنا یہہ اگیا پاکر وہ کنارہ سمندر پر جا بیٹہی اور ایک روٹ
یعنی بڑی روٹی پکا کر میل سے پتون پر رکہہ سمندر کو بطریق بہیٹ یعنی نذر دی اوس روٹی کو راگہو نام
مچہلی نے کہا لیا بعد بارہ برس کے گورکہہ ناتہہ نی اوس راگہو مچہلی کو طلب کر کے کہا کہ ہماری فلان روز والی
روٹی جو تو نی کہائی ہوئی ہے ہمین واپس دیدی لوگ یعنی روایت کرتی ہین کہ اوسنی بیجار
اوس روٹی کے اپنی منہہ سی ایک بالک نکال کر گورکہہ ناتہہ کو دیا گورکہہ ناتہہ اوس لڑکی کو لیکر شوجی کی پاس لائے

اور ہم جل ساگر ستاتے دیکھا گیا ہے کہ وہ جب سے پیدا ہوا سو تب تو اوسکا نام مچھندر ناتہ رکہا اور
کہا کہ ایسا ہو ماگر رہا بعد جو کی لوگ ایسے ہی کہتے ہیں کہ اگر یہ [illegible] کو گنیشا تہ کو ایسے [illegible] ہو گئے
دی بحر و جد کو لیکر ایک پتھر پر رکہکے سمندر میں پہینکا ایک مچھلی نگل گئی اور اوس سے مچھندر ناتہ پیدا ہوتا
اور بعضی جوگی کہتے ہیں کہ یہہ روایت درست نہیں کیونکہ گورکہ ناتہ جی درشن ہو گئے ہیں اونکو بہی
تب ہوئی تہی الغرض گورکہ ناتہ نے مچھندر ناتہ کو اپنا گرو کیا اور پہر جدا جدا ہو گئے دونو صاحب
تپسیا یعنی عبادت میں مشغول ہوئے بعد مدت کے گورکہ ناتہ جی نے پہر مچھندر ناتہ جی کی
[illegible] شو جی نے [illegible] حال دریافت فرمائی اس [illegible] میں مچھندر ناتہ بہی وہاں اونکو شو جی نے
گورکہ ناتہ جی کو کہا کہ تم جتی ہو یعنی عورت کا سنگ نہیں کرتا اور اولاد کا ہونا بہت اچھا ہوتا ہے تمکو لازم
ہے کہ تم کسی عورت سے اولاد پیدا کرو اونہوں نے عرض کی کہ میں جتی ہوں اولاد دیکہکر [illegible] شو جی نے فرمایا
کہ تم ایسی چیلے بناؤ وہی تمہاری سچی اولاد ہونگی انہوں نے کہا کہ جس صورت سے آپ کہا ویں اوس طرح
چیلا بناؤں شو جی نے ایک تاگہ دہاگا اوتہا کر اونکے گلے میں ڈالدیا اور فرمایا کہ یہہ تمہارا زنار ہے
(اب جوگی لوگ اوسکے [illegible] زنار اونی یا سوتی پہنتے ہیں) بعد اوسکے شو جی نے درخت آک سے ایک چہوٹی
سی لکڑی اوکہاڑ کر فرمایا کہ اسکو بہی زنار کے ساتہہ باندہ لو اوسکا نام [illegible] بہی تمکو لازم ہے کہ اسکو [illegible]
صبح و سہ پہر اور شام اور تیسرے پہر وقت کہ جب [illegible] جا کر [illegible] کرو (چنانچہ اب تک جوگی
لوگ اسی زنار کے ساتہہ ایک لکڑی یا صندلی یا ساج [illegible] باندہ رکہتے ہیں وہ لکڑی چار انگشت لمبا ہوتا ہے لیکن
کی [illegible] میں چار [illegible] ہوتی اوس شکل اسکو منہ میں رکہکر بجاتے ہیں اور اوس
[illegible] کو رکہ کا نکالتے ہیں) بعد اوسکے شو جی نے پاربتی کو حکم دیا کہ تم اپنے ہاتہوں سے اسکے کان پہاڑ کر
پہناؤ پاربتی نے اوسکے کان پہاڑ کر [illegible] (ایک جوگی [illegible] کان پہاڑ کر [illegible]
[illegible] گردن [illegible] ڈالتے ہیں) بعد اوسکے پاربتی جی نے [illegible] اوسکے لہو سے ایک کپڑا
سرخ رنگکر اوسکو دیا اور فرمایا کہ تم ایسا کپڑا رنگین پہنا کرو (چنانچہ اب تک جوگی لوگ کپڑا گیروا رنگ کے پہنتے ہیں)
پہر حکم دیا کہ [illegible] کو جلاتے ہیں تم [illegible] کیا کرو کہ [illegible]

ترین بیٹھی پھر اوسپر نشان مُہری بنایا جاوی یہہ راہ و رسم مقرر کرکے اونکو رخصت کیا بعد اوسکو گورکھہ ناتھہ نی چیلی کرنے شروع کئی بعد چند ہی نامی چیلی اونکے بارہ مقرر ہوئی پہلا چیلا سنت ناتھہ دوسرا رام ناتھہ تیسرا بھرنگ ناتھہ چوتھا دہرم ناتھہ پانچوان براگ ناتھہ چھٹا دریا ناتھہ ساتوان کنک ناتھہ آٹھوان ناگ ناتھہ نوان گنگائی ناتھہ دسوان دہیجا ناتھہ گیارہوان جلندر ناتھہ بارہوان نیم ناتھہ اور یہہ دو بہائی تھی ایک نیم ناتھہ دوسرا پارس ناتھہ بعد اسکی گورکھہ ناتھہ نی اونکو حکم دیا کہ تم اپنا اپنا پنتھہ یعنی سلسلہ جاری کرو پس ہر ایک نی اپنا اپنا پنتھہ چلایا اس صورت سی بارہ پنتھہ جوگیون مین جاری ہوی تفصیل جنکی یہہ ہے ایک پنتھہ سنت ناتھہ دوسرا رام ناتھہ تیسرا اکنر ناتھہ چوتھا بھرنگ ناتھہ پانچوان دہرم ناتھہ چھٹا گنگائی ناتھہ ساتوان دہیجا ناتھہ آٹھوان جالندہر ناتھہ نوان دریا ناتھہ دسوان کنک ناتھہ گیارہوان نیم ناتھہ بارہوان ناگ ناتھہ نیم ناتھہ کا جو دوسرا بہائی اسکا پارس ناتھہ تھا اوسنی ایک علیحدہ پنتھہ جاری کیا جسکے دو قسم ہوئی ایک سرلوٹرا دوسرا پوج سرلوٹری تو آپنی منہہ پر ہمیشہ کپڑا اگدی رکھہ کر باندہی رکھتے ہین اور سجاہی حقہ چلم پیتی ہین اور جاندار کو نہین مارتی اور منہہ پر کپڑا اسواسطی باندہتی ہین کہ ہوائی کیڑے سانس کے ساتھہ اندر جاکر مر نہ جاوین وہ لوگ پانی کو بہی چھانکر پیتی ہین اور ہمیشہ جہان گشت رہتی ہین اور اپنا مکان نہین بناتی نکی پکائی روٹی مانگ لیتی ہین اور اپنی ہاتھہ سی نہین پکاتی اور پوج مکان باندہ کر بیٹھتی ہین اب لاہور مین اکثر بہابڑہ کہتری انکی مرید ہین پوج منہہ نہین باندہتی اور شادی بھی نہین کرتی بلکہ جو کوئی انمین بیاہ کرتا ہے اوسکو پنتھہ سی نکال دیتی ہین ؂

رسم بنانی چیلہ کی جوگیون مین رائج ہی جب کوئی چاہتا ہے کہ مین جوگیون کا چیلہ بنون تو وہ کسی مہنت کی پاس جاکر عرض کرتا ہے کہ مجھی جوگی بناؤ تو وہ اوسکو سمجھاتا ہے کہ بابا اس فقر مین بہت تکلیفین ہین کیون دیدہ و دانستہ مصیبت مین پڑتی ہو جاؤ کاروبار دنیا کرو اسپر اگر پھر بہی وہ خواہش کرتا ہے اول اوسکو دو تین روز فاقہ دیتی ہین بعد ازان ایک کارو زمین مین گاڑ کر فہمایش کرتی ہین کہ اول یہہ کہ کسی قسم کا بیوپار نکرنا دوسرا یہہ کہ نوکری نکری تیسرا ہتہیار نہ باندہی چوتھا اگر کوئی گالی دی تو صبر کرے پانچوان شادی نکرے چھٹا کانونکی محافظت کرے کہ پھٹ پھٹ نجاوی کیونکہ جوگیون مین رسم ہی کہ جسکا کان پھٹا ہوا زیادہ پھٹ یا ٹوٹ جاوی تو اوسکو زندہ درگور کر دیتے ہین

اگر وہ بہت کہاں یہہ رسم جاری ہی اب جب حکومت انگریزی کے اسمین کوئی کنچھا کان پھٹا
جاوے برادری سے خارج کر دیتے ہیں پھر اوس سے کوئی میل نہیں رکھتا اور اس گورو کے مال کا مالک چیلا ہی ہوتا
اور کسی رشتہ دار کو دعوی ورثہ نہیں پہنچتا اگر کسی گورو کے بہت چیلے ہوں تو اونمیں سے جسکو گورو
پسند کرے گدی نشین ہو اور اوسمیں خواہ لکہتی ہو خواہ دہی مگر تو بہی فقیر کہلاتا ہے جب وہ چیلا اسے
تمدن قبول کرتا ہی تو گورو اسی ناتھ سے یا کوئی اور دوسرا شخص جوگی جو واقف علم کان
پہاڑنی کا ہو پہاڑتا ہے اور اسمیں رسم مشہور ہے کہ جو کوئی شخص جوگی واقف کار اس علم کا ہو وہ اپنے
بہی سانچے گورو کی باتیں ہیں جانتا آج کل ضلع لاہور میں چند ناتھ صاحب ہیرا ناتھ کا چیلا اس کام کے
واسطے مقرر ہے اور اسمیں معمول ہے کہ جو چیلا ہو کر کان پہٹر وادے تو کان پہاڑنیوالے کے آگے اگر دیہ
مار آنہ نظر رکہی اگر اوسکی مرضی ہے کہ یہو ہو یا نہ ہو اگر مت میں تاکید تمام حکم ہے کہ کوئی چیلے کان پہٹی جب
دل و جان سے کرنی چاہئیے اور ان لوگوں میں سحر کان پہٹر وانیکے جلد کامل نہیں ہوتا احوال گورو گورکہ
ناتھ صاحب گورو گورکہ ناتھ صاحب بڑے صاحب کمال اور برا مرتبہ ہمیشہ میں ممدنا ...
اونکا مسہور جوگی لوگ ہیں کہ وہ ہمیشہ شیو جی کے ساتھ رہتے ہیں جو کوئی اونکی عبادت کرے
اوسکو پار بہی کراتے ہیں اور گورکہ ناتھ تو گورو نہیں بلکہ شیو جی کی صورت اور اونہیں کو ایک بیج
مدن کی رکت سے پیدا ہوا کہتے ہیں اگرچہ شیو جی کی گیارہ رودر ہیں مگر یہہ آٹھ بہت مشہور ہیں ایک گوپی
ناتھ دوسرا چترہ ناتھ کالی دیوی سے مہرانی شیو جی پیدا ہوئی ہیں تیسرے سنتوکاں ...
سے پیدا ہوئی جو بہی سوام کہ رنگ ناتھ سے پیدا ہوئی پانچویں ... گرودم سے پیدا ہوئی
چھٹے رام ولوبہ اسی رکہی سے پیدا ... ساتویں شیو جی ... کے سو پیدا ہوئی
... جو گورو ... کی ہیں ... تمام ... کیا ... دیا ...
... جوگی ... اسکا ... گورکہ ناتھ ... واسطے ... حکم دیا تو یہہ
تعلیم دی کہ ... گروہ میں ... اور ... دیا ...
... اوسکی ... خواہ ... خواہ مسلمان

اسی جوگی کو سجاہی سلام آدائیں ایکدفعہ کہی تو وہ جواباً کہتا ہی کہ آدہ پرش گرو جو شیو جی سی مراد ہے یعنی پہلا
آدمی اور یہہ بہی جوگیون مین رسم ہی کہ جب کوئی جوگی کہ امی کیواسطی جاتا ہے تو بیٹہہ رہ وال نعرۂ الکہہ الکہہ
کہتا جاتا ہے ارتہہ اسکا یہہ ہی کہ خدا الکہا یعنی پہچانا نہین جاتا نعوذ ان لوگون کنی جتنی مشہور ہین نیاسپہہ جہہ
بہرتری اور حال اوسکا یہہ ہی **حکایت** کہتی ہین کہ راجہ بکرماجیت (کہ جسکا بڑا بہائی راجہ بہرتری اور
گندہرب سین تہا) اجین کا بڑا نامور راجہ ہوا ہے اوسنی اپنی عہد حکومت کا سمت بکرماجیتی علیحدہ مقرر کیا
تہی وہی سمت آجکل اونیس سو کئی سے کہتی ہین کہ گندہرب سین والی اوجین بن اندر حسب سراپ یعنی
بددعا اپنی باپ کی جنم انسان مین آیا جب مہلت سراپ گذر چکی تو وہ دنیا سی زندہ معدوم ہو گیا بعد اوسکی
راجہ بہرتری راج پر گدی نشین ہوا اوسنی بکرماجیت کو محض اس خیال سے کہ دعوی سلطنت نکرے
محبوس کر لیا حسب تواریخ اہل ہند راجہ بہرتری کے گہر مین سولہ سو رانیان تہین اونمین سے ایک
پیت رانی یعنے پہلی رانی مطلوبہ اور معشوقہ پنگلا تہی ایکدن کا ذکر ہے کہ راجہ بہرتری شکار کہیلنی گئے
وہان جنگل مین دیکہتی ہین کہ ایک مردہ ہی اور لوگ اوسکی جلانیکی فکر مین مشغول ہین راجہ یہہ دیکہکر
چلا گیا جب وہان سی اوٹہا تو کیا دیکہتا ہے کہ وہ سب اشخاص اوس مردی کو چتا مین رکہکر چلی گئے ہین اور
لاش اوسکی جل رہی ہے مگر عورت اوسکی وہان حاضر ہے جو اپنی بدن سی گوشت کاٹ کاٹ کر چتا مین
پہینک رہی ہے جب کئی عضو اپنی بدن سی کاٹ کر اسمین پہینک چکی تو پہر کود کر خود بہی آگ مین جا پڑی
اور جلکر خاکستر ہو گئی راجہ نی یہہ محبت اوسکی دیکہکر ارادہ کیا کہ مین بہی اپنی رانی کو آزمائش کرون کہ وہ
بہی ایسی محبت رکہتی ہے یا نہین الغرض تمام حال رانی پنگلا کو آکر سنایا کہ محبت ایسی چاہئی ستی اوسے
کو کہتی ہین کہ جو اپنی خاوند کی ساتہہ اسطرح جل مرے رانی نی کہا کہ ای راجہ وہ عورت ستی نہ تہی بلکہ ہٹی تہی
یعنی ہٹ والی اور دہرم شاستر مین جو صدر دل کو کہتی ہین ستی کی یہہ تعریف لکہی ہے کہ جس وقت ستی کا خاوند فوت
ہو گیا ہے اوسیوقت ایک آہ بہانسوز ایسی مارتی کہ جسکے مارتی ہی خود بخود مر جاوے راجا نی یہہ سخن دل
مین کہا اور رکہا کہ اب اسکا امتحان کرنا چاہئی مدت بعد مدت کی ایکروز راجہ بدستور قدیم شکار کہیلنی کو گیا اور
کسی جانور رندہ کی خون سی اپنی پوشاک کو بہکو ایک نوکر کی حوالہ کر کے کہا کہ تو اسکو میرے مسند دولت

میں لتھا اور بصورت غمناک بیان کرکے راجہ کو ایک شیر نے مار ڈالا ہے میں بہزار محنت اپنی
جان چھڑا کر یہاں پہنچا ہوں جب یہ خبر داییوں نے سنی تو ہر ایک نے رونا پیٹنا شروع کیا
جب رانی پنگلا کو خبر پہونچی تو سنتے ہی ایک آہ جانسوز کھینچکر جان بحق تسلیم ہو گئی اور مرتے وقت
اتنا کہہ گئی کہ راجہ تو وفادار نہیں ہوا ایسے میری آزمایش کیواسطے یہ کام کیا ہے اب اگر میں نہ
مروں تو وہ کیا کہیگا جب وہ مر گئی تو باندیوں نے راجہ سے جا کر کہا کہ رانی پنگلا یہ بات کہکر
مر گئی یہ سنکر راجہ بہت غمناک ہوا اور با تماشا محل میں داخل ہوا اور رانی پنگلا کی محبت کو
یاد کر کے ایسا رویا کہ سدھ بدھ بدن کی نہ رہی غش پر غش کھانے لگا یہ حالت دیکھکر وزرا امرا کچھ
سمجھانے لگے کہ ای راجہ جو ہونا تھا سو ہو چکا اب رانی قضا ہوا اور سرانجام لاش کا کیا جاوے
یہ سنکر راجہ نے کہا کہ مجھے کچھ توقع نہ رہی تم میرے بھائی بکرماجیت کو لا کر تخت نشین کرو مجھے اب کچھ
غرض تخت و تاج سے نہیں میں اب اس اپنی استری وفادار محبوبہ کے ساتھ جل مرونگا ہرچند امرا وزرا
فہمایش کی مگر اوسنے ایک نہ مانی الغرض لاش کو اٹھا کر مرگھٹ پر لیگئے جب اوسکو جلانے لگے تو راجہ
مستعد ہوا کہ مجھکو اسکے ساتھ جلا دو یا اسکو زندہ کرا دو چونکہ یہ دونوں امر بعید العقل تھے لاچار
ہو کر سب لوگ واپس چلے آئے اور راجہ وہاں بیٹھا رہا اتفاقاً گورو گورکھ ناتھ جی وہاں اوسی قریب
جوار میں کہیں مشغول بعبادت تھے اونکے کسی چیلے نے یہ حال اونکو سنایا یہ سنکر انہوں نے بڑی
مہربانی فرمایا کہ چلو اس رانی کو زندہ کرا دیں تاکہ راجہ راج رجا پر سکھ بسے یہ سنکر مقام مرگھٹ
تشریف لائے دیکھا کہ راجہ ادہر سے ہائے پنگلا ہائے پنگلا کر رہا ہے اوسوقت اونکے ہاتھ میں ایک ہانڈی
مٹی کی تھی اسکو روبرو اوسکے پھوڑ ڈالا اور خود وہاں کھڑے ہو کر ہائے ہانڈی ہائے ہانڈی کہنے
لگے راجہ نے ادہر دیکھکر کہا کہ ای فقیر جو تو نے یہ ہانڈی پھوڑی اسکو اسطرح روتا ہے اگر تجھکو
اسکا غم ہے تو ہم ہانڈی کے بدلے تجھکو ہزار ہانڈی منگوا دیتے ہیں یہ سنکر گورکھ ناتھ جی نے فرمایا کہ
ہائے افسوس تو نے بھی تو براہ آزمایش اپنی رانی کو خود مارا ہے اب خود انصاف کر کے دیکھ
ماسوا اسکے ہزار ہا رانیاں تیرے پاس ہیں اگر اور بھی چاہے تو مل سکتی ہیں راجہ بولا کہ مہاراج آپکی

آدمی جیسا ہنا مشکل ہے ہانڈی جیسی ہانڈیاں بہت بنسکتی ہین فرمایا کہ اگر اوس رانی کا زندہ ہوتا
چاہتا ہی تو ہم ابہی اسکو زندہ کر دیتی ہین مگر ہماری ہانڈی جیسی ہانڈی تو لا نہین سکتا راجہ نی
عرض کیا کہ مہاراج مردہ کو کون زندہ کرسکتا ہے ہانڈیان تو اس سے اچہی اچہی ابہی منگوا سکتا ہون
گورو گورکہناتہہ نی یہہ سنکر کہا ہلا ذرا انکہین اپنی بند کرا اور تماشائی قدرت الٰہی دیکہہ راجہ نی آنکہین
بند کر لین بعد ایک لمحہ کی جو کہولین تو دیکہا کہ رانی پنگلا صحیح و سالم تندرست بیٹہی ہے بلکہ پاسوای
اوسکی اور بہت سی رانیان ہمشکل اوسکی موجود ہین راجہ یہہ کرشمہ کرامت دیکہکر حیران ہوا گورو
صاحب نی کہا ای راجہ چونکہ تو عادل ہی تیرا ہونا ہمکو منظور رہی اپنی پنگلا رانی کو ساتہہ لیجا اور گہر مین
جاکر آباد رہو اور تخت سلطنت پر بیٹہہ راجہ نی اوٹہکر قدم پکڑ لیی اور عرض کی کہ مہاراج اب مجہی غریب
بادشاہی کی نہین رہی حکمرانی ورا جگی میرا بہائی بکرماجیت کریگا مجکو آپ اپنا چیلہ بنالین تاکہ آپ کی
کرپاسی مجہی بہی یہہ کرامت حاصل ہو کہ مردہ کو زندہ کرسکون گورو صاحب نی ہر چند نصیحت کی مگر
راجہ نی ایک نہ مانی آپ نی فرمایا کہ اچہا اگر تیرا یہی منشا ہی تو انکہین بند کر اوسنی انکہین بند کر لین
پہر حسب الحکم اونکی کہولین ا تو دیکہتا ہی کہ رانی پنگلا جو زندہ ہوئی تہی گم ہوگئی ہی اور فقط گورکہناتہہ
صاحب کہڑی ہین اس سی اوسکو بدرجہ کمال حیرانی ہوئی اونکی قدمون پر گرکی زار زار رونی لگا
آخر کار اوسکو گورو صاحب اپنی ساتہہ لیگئی اور چیلہ بنایا جب یہہ حال راجہ بکرماجیت نی سنا کہ
راجہ بہرتہری نی مجکو صرف راج کی طمع کیواسطی قید کیا ہوا تہا اب جوگ مین اسکو کچہہ ایسی ہی لذت
نظر آئی ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کو چہوڑ کر جوگی ہونی لگا یہہ بچار کر وہ بہی آکی خدمت مین حاضر ہوا۔
اور بعد نمسکار کہنی لگا کہ آپ مجہی بہی چیلا بنا دین اب ہوس دنیا میری دلمین بہی نہین رہی گورو
جی نی دل مین سوچا کہ اگر یہہ دونو فقیر ہو جاتینگی تو انکا ناش ہوجائیگا کیونکہ یہہ دونو لاولد ہین مناسب
ہی کہ راجہ بکرماجیت راجہ رہی اور راجہ بہرتہری فقیر تاکہ سلطنت ظاہری و باطنی انکی گہر مین آجاوے
اسواسطی بکرماجیت کو کہا کہ تو جا کر راج کر ہم تیری محافظت رکہینگی اور تجپر واضح ہو کہ جیسا اسکا نام
مشہور ہوگا ویسا ہی تیرا نام نیک دنیا مین قایم رہیگا وہ اسباب پر عتنا نکرکی اوٹ آیا اور راج

کرنی لگا اور راجہ بہرتہری اونکی ساتھ چلا گیا گورو صاحب نی اوسکو اپنا چیلا کرکے اوسکا نام سدہ
سیار ناتھ رکھا بعد ازاں اوسکا چیلا براگ ناتھ ہوا جسکا اب بیتھہ براگ ناتھ جاری ہی راجہ بہرتہری
پر صاحب کمال ہوا گورو گورکہ ناتھ جی نی اوسکو یہہ وردیا کہ جا سکی وہ بہرتری اور رہیگا بہرتری اسی
وقت سی راجہ بہرتری امر یعنی ہمیشہ زندہ رہنیوالا ہو گیا بعد ازاں گورو گورکہ ناتھ گلاس پربت پر
جہاں شیو جی رہتی ہیں چلی گئی اور راجہ بہرتہری حسب الحکم اونکی بمقام ٹلہ گورکہ ناتھ جو متصل جہلم
ساہوال سی بارہ کوس پہاڑ ہی رہنی سکونت پذیر رہی بعد ازاں مقام ٹلہ مذکور میں ناتھ جلد گورکہ ناتھ
کا جو جی پٹ ہو نیچے گدی نشین ہوا ایکروز کا ذکر ہی کہ راجہ بہرتہری جنگل میں سی عبادت کرکی موسم
سیال گرسنگی وہاں آملی اور اوروٹ کا ٹکڑہ مانگا (اور روٹ ایک بڑی روٹی ہوتی ہے جو جوگی
لوگ پیر وکو چڑہا کر بطور تبرک لوگوں میں تقسیم کرتی ہیں) انہیں جتی نی کہا کہ وہ تقسیم ہوچکا ہی
اب تمکو کہاں سی دوں اوسی کہا کہ کیا ہم گورو کی چیلے نہیں کہ ہمارا حصہ نہیں رکہا انہیں جتی یہہ بات
سنکر خفا ہوا اور کہا کہ تمہاری گورو کی جا بدا یہہ پہاڑ کہڑا ہے اسکو کاٹ کر لیجاؤ اوسی کہا کہ اچھا
ہم ایسا ہی کرینگی اوسوقت اونکی ہاتھ میں ایک پہوڑ تہا اوہوں نی لست پٹ پہاڑ کو مار کر
پہوڑا پہاڑ کو مارنا شروع کیا قدرت الہی سی وہ پہاڑ وہاں سی کٹ گیا چنانچہ آجتک وہ کہنڈ پہاڑ
میں زیارت گاہ خلق ہے اور آج تک یہہ کرامات وہاں ہی کہ شیوراتری کی دن ایک جہنڈا پوجا کرکے
نیچے رکہتی میں اور رات کو سب کو حکم ہوتا ہے کہ کوئی جاگتا رہے صبح کو جو دیکہو وہ جہنڈا پہاڑ پر چڑہ
جاتا ہے جب راجہ اس پہاڑ سی ایک ٹکڑہ کا ٹکر اپنی ہمراہ لیچلا تو پہر جتی نی گورو گورکہ ناتھ کو جمال
کی خبر دی یہہ خبر سنکر جب گورو گورکہ ناتھ جی وہاں آئی تو راجہ بہرتہری نواح خشوع میں پہونچا تہا اوہون
نی وہاں تشریف لاکر اوسکو فرمایا کہ یہہ پہاڑ کا ٹکڑا تو کہاں لیجاتا ہی اوسی کہا کہ میں اپنی امن
نگری میں لیجاونگا اوہوں نی پوچہا وہاں لیجا کر کیا کریگا اوسی کہا کہ میں اسپر بیٹہہ کی عبادت کیا
کرونگا اوہوں نی کہا اصل بات ہو یہ ہی کہ وہیں چہوڑ دی پردیس میں پہینکا اپنی ملک میں جا کر کیا
کرنی مناسب نہیں اب اس پہاڑ کو یہاں ہی پہینکدو اوسی کہا بہت خوب مگر مرضی کہ سپردنا سکوں

یا ہو لتا انہون نے فرمایا کہ چلو کہ بال پہینکدی اونسی بہین پہینکدیا کہتی ہین کہ وہان بارہ بارہ لو
تہی اب نام اوسکا گنجا سدہ کرانہ مشہور ہی اور اتبک مکان مشہور جگہ جوگیون کا معہ سدا برت موجود
ہی وہان معمول ہی کہ جو کوئی جوگی وہان جاوی تو ایک چادر اور ایک ٹوپی پاوی مگر اس گدی پر
ابتدا سی گدی نشین اوگہڑ لوگ ہین اوگہڑ اسکو کہتی ہین جسکی کان نہ پہٹی ہون آجکل اوگہڑونکو
نام نقطہ ناتہہ پر نہین ہوتی وہ داس مشہور رہین اب فی زمانا مسمی شنکر داس گدی نشین ہی اور
ابتدائی حال اوگہڑون کا یون مسموع ہوا ہی کہ بمقام کرانہ دہونی راجہ بہرتہری کی تہی وہان ایک شخص
آیا او دہوپ ہاتہہ پر جلا کر بارہ برس طواف اسکا بشوق ملاقات راجہ بہرتہری کی کرتا رہا بعد چندے
اوسکی تمنا ہی دلی بر آئی یعنی راجہ بہرتہری سے ملاقات ہوئی اور انہون نے مہربان ہوکر فرمایا کہ آج
سے تو مالک اسمکان کا ہوا اتہی یہان سے بہت فایدہ ملیگا تو ہمارا چیلہ ہو مگر کان نہ پہڑوانا اسطرح سے
تیری چیلے بہی رہین گے وہ اوگہڑ کہلا وینگی اور پنتہہ تیرا بہت بہاری ہوگا چنانچہ بعد مہاراجہ صاحب کے
وہان پر سکال داس اوگہڑ مشہور نامی تہا اور اب تک وہان ہزار ہا روپیہ چڑہتی ہین راجہ بہرتہری
اب تک باعتقاد جوگیان زندہ ہین اور ہمراہ اونکی گوپی چند رہتا ہی حال راجہ گوپی چند کا
راجہ گوپی چند بہانجا راجہ بہرتہری کا تہا جسکے ماں کا نام میناوتی تہا جب والد اسکا مرگیا تو یہہ گدی
نشین ہوا ایکروز وہ غسل کر رہا تہا اوسکی والدہ میناوتی نے اوسکو دیکہکر زار زار رونا شروع
کیا جب اوسکو معلوم ہوا کہ والدہ روتی ہے تو اوس سے باعث اسکا پوچہا اوسنے کہا کہ ای بیٹا تیرا
والد بہی نہایت خوبصورت تہا مر کر چلا گیا اور میرا بہائی راجہ بہرتہری راج چہوڑ کر جوگی ہو گیا اسلیے
مین چاہتی ہون کہ تو بہی جوگی ہو جاوے تاکہ ہمیشہ زندہ رہے اوسنے کہا ای والدہ ابہی عمر میری
فقط چودہ برس کی ہوئی ہے قصد رکہہ کر مین بہی لذائذ دنیاوی سے بہرہ مند ہولون پہر اگر
بعمر ضعیفی جوگی یا فقیر ہوجاؤن تو مضائقہ نہین تیرے بہائی راجہ بہرتہری نے ہزارہا عیش وعشرت
کرکے فقیری قبول کی ہے اوسنے کہا کہ ای فرزند اس دم کا کیا بہروسا ہی بقول حشمتی لاہوری
مصرعہ فقط مہمان ہین آدم کی بہروسا ہی نہین اسکا ٭ لیاقت دیکہو ان لوگون کی کس جینے پہ ڈہرے ہین

جدا نہ کیا ہوگا محررہ میں کل کی خبر بالکل جدا جدا کیا ہوگا ۔ جو کرنا ہو ابھی کر لے جو بعد
سوا ہی دہر لے ۔ راجہ گوپی چند نے والدہ سے کہا کہ اگر یہی مرضی ہے تو مجھکو بتلا کہ میں کس جوگی
کا چیلہ ہوں اسنے کہا ای فرزند تیرے ملکمیں ہیں یا گورکھ یا جالندھر ناتھ پر بہتا ہوا اسکا چیلہ
وہ یہہ امر قبول کرکے معہ ای فرزند کے اس جوگی کے پاس گیا اور ارادہ جوگ کی کی اسنے کہا ای
فرزند فقیری بڑی مشکل ہے اس شوق سے بارہا اوسنے سجدہ ہو کر کہا مجھی والدہ کا حکم اسطرح ہے
میں ضرور جوگی ہوں گا اوسکی جواب میں اسیطرح جالندھر ناتھ نے اوس سے کچھ سخت زبانی کی ورنہ
تنگ کیا کہ ای مہاراج دیکھو اس جوگی کی کیسی بے ادبی اور سخت زبانی کی ہے اس جوگ سے مجھکو کیا
حاصل ہوگا یہہ صورت کمال گویا گوں اٹھا وگی بارسیت بہاو گی یہہ سنکر راجہ کو بہی خفگی ہوئی
حکم دیا کہ اس جوگی کو کوئیں میں پھینک کر معہ اوسکا پتہر ولیسی بند کردو اور اسپر لید گھوڑوں کی ڈالا کرو
جبکہ اسکی تعمیل اس حکم کی ہو گئی اور گوپی چند اپنی محلوں میں واپس آکر مشغول حکومت ہوا اور
اوسکے شاگرد نے جالندھر ناتھ کی چیلے کانی پا سے ہورکانی پاکو خبر دی کہ راجہ گوپی چند نے
تیرے گورو کو اسطرح چاہ میں قید کیا ہے وہ سنتے ہی جل بل کر خفا ہو بولا کہ میں گوپی چند کو سزا
دیکر اپنے گورو کو قید سے خلاص کراونگا اس اثنا میں اس حادثہ کی خبر گورکھ ناتھ جی کو بہی پہنچی
گوپی چند کے پاس آئے اور کہا کہ کانی پا چیلا جالندھر ناتھ کا جو بڑا کامل ہے اسکا سراپ دینی آیا ہے
تجھی لازم ہے کہ کوئی ایسی تجویز نکال کہ وہ آتے ہی تیرا کہا مانے کیونکہ جب وہ تیرا نمک کہانیگا
تو تیری بلکہ امی نکرسکیگا اور تو اوسکی سراپ سے بچ رہیگا یہہ سنکر راجہ گوپی چند نے تمام ملک قلمرو
میں یہہ حکم مشتہر کیا کہ ہر مقام میں لنگر اور سدا برت جاری ہو جاویں جب تک وہ جوگی شہر
دارالحکومت میں داخل ہووی تب تک کوئی حال میری جمعداری کا رہتا ہو امید ہے کہ اس سدا
سی وہ بیشک سدا برت لینی کو ضرور آویگا جب یہاں آکر سدا برت کو کہانا مانگے سے انکار کرے تو تم
ظاہر ہو کہ انکو سدا برت لیسی کہانا کھانا آیا ہوں الغرض وہ بہ طور سے ہر مقام کی سدا برت سے کہانا
کہانی ہوئی پائتخت میں آپہونچا آخر کار جب اوسکو یہہ حال معلوم ہوا تو ارادہ سراپ یعنی بددعا

حال راجہ گوپی چند کا

باز آیا مگر ایہہ گورکی خلاصی کے درپئے ہوکر بارزوئی تمام بر سر چاہ آیا ہم جالندہر
اور گورکہناتہہ بہی تشریف لائی ہوئے ہین اول اونکی خدمت مین مشرف ہوا اور پہر آدمین ڈیرہ
کرکے عرض کی کہ یا زندہ پیر گوپی چند نے میرے گورو سی یہہ معاملہ کیا ہی میرا ارادہ اسکو خراب
کرنیکا تہا اب جو آپ تشریف لائی ہوئی ہین اسواسطہ میکو مجال نہین کہ اپنا زور دکہاؤن اسلیئے عرض
کرتاہون کہ جو حکم ہو سو کرون یہہ سنکر گورو گورکہناتہہ جی نے ایک چٹکی ماری اوسکی آواز کی تاثیر سے
وہ لید جو سر چاہ تہی ملخ بنکر اوڑگئی کہتی ہین کہ اوسیدن سی ٹکڑی پیدا ہوئی ہے آگی نہ تہی بعضے
لوگ اور اور روایتین کرتے ہین مگر اصح یہی ہے بعضے کہتی ہین کہ جب کالی پا بسر چاہ پہونچا تو
وہ گورکہناتہہ جی سی کلی باتون پر اسکا تکرار ہوا یعنی گورو گورکہناتہہ نے کہا کہ تیرا گورو لید مین پڑا
ہوا ہے اور کالی پانی کہا تیرا گورو جورو کر بیٹہا ہے قس علے ہذا مگر قرین قیاس نہین کہ چیلہ گورو سے
ایسا جواب وسوال سخت کری اور گورو بہی بانی سلسلہ کا الغرض جب لید مکڑی بنکر اوڑگئی تو وہ
مس پہتر کی بہی خود بخود دہنگئی اور جلندہرناتہہ صاحب زندہ باہر نکل آئی راجہ گوپی چند یہہ معاملہ
دیکہہ کر بہت گہبرایا اور سمجہا کہ مینی ایسی بزرگ خدا دوست کو کیون دکہایا پہر گورکہناتہہ جی سے
عرض کی کہ آپ مہربانی کرکے میری سفارش اونسی کرین مجہکو وزیر نی یہہ تدبیر بتلائی تہی کہدیا ہے
مین ضرور انکا چیلہ ہونگا انہون نے فرمایا کہ ابہی یہہ خفا ہین اگر اسیوقت تجکو انکی روبرو کرین تو
یہہ ابتک تیرا ناس کرینگی تو پہانسی جلاہا ہم کوئی تدبیر کرتے ہین وہ تو علیحدہ ہوگیا اور گورکہناتہہ جی
نے گہاس کی تین پتلی بشکل انسان بنائی اور انمین سی ایک کو بزور منتر زندہ کرکے ایک ٹوکری
مین بٹہاکر اوس چاہ مین لٹکا یا اس انسان نو مخلوق نے چاہ مین جاکر جلندہرناتہہ کو آدیس کہی
اونہون نے پوچہا کہ تو کون ہے تو اسنے عرض کی کہ مین گوپی چند ہون اونہون نے کہا کہ تو بہسم یعنی
خاک ہوجا وہ خاک ہوگیا بعد ازان گورکہناتہہ نے ان تینون مجہولی آدمیون کو چاہ مین لٹکایا
اوسکی بددعا سی خاکستر ہوتی گئی پہر کچہہ منتر پڑہکی گوپی چند کو کوئین مین لٹکایا اوسنے بہی جاکر
آدیس کہی اونہون نے پوچہا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ اے مہاراج مین گوپی چند ہون اونہون نے کہا

اگر تو اب تک بھسم نہیں ہوا تو تو اب ہو جاویگا سنکر وہ بہت خوش ہوا اور گرو صاحب کا شکریہ ادا کرنے
لگا گورو جی نے اون دونوں کو چاہ سے باہر نکالا اور گوپی چند کو اپنا چیلا بنایا جالندھر ناتھ جی اسکے
کان پھاڑے اور اسکا نام سدھ سنگھاری یا سدھ سنگھاری ناتھ رکھا پھر اوسکو حسب دستور
گدائی کو بھیجا وہ گدائی کیواسطے پہلے اپنے محلوں میں گیا اوسکی رانیوں نے دیکھکر یہہ حالت کی کہ
کوئی تو کٹاری کہا کر مر گئی اور کسی نے کوئی میں چھال ماری اور کوئی زہر کہا کر مر گئی اوسکی
ایک رانی کلاں کہنا وستی تی اوسنے بہت جواب وسوال اوس سے کئے کہ اگر تو نے فقیر ہونا تہا تو
مجھکو کیوں بیاہا تہا گوپی چند نے کہا کہ جو مقدر میں تہا سو ہو گیا بعد اوسکے وہ بھی کٹار کہا کر مر گئی
اور وہ جوگیوں میں آملا فقط عام لوگ گیتوں میں گاتے ہیں کہ گوپی چند شکار کو گیا اور وہاں ایک
ہرن کو مارا اوسکی ہرنی نے اوسکو سراپ دیا اس باعث سے وہ جوگی ہوا مگر یہہ غلط ہے بعد مدت
کے جب وہ بہت ضعیف ہو گئی تو چند بدا اوسکے پاس آکر رہنے جب وہ مر گئی تو اوسکو جلا کر خود
گوپی چند محلوں سدھ مندر میں چلا گیا چنانچہ وہاں ایک زندہ ہے اور بیٹھ راجہ بہرتری اور دو
دونوں ماموں بہانجا ایک جا رہتے ہیں بعد اوسکے اولاد بکرماجیت سے ایک راجہ سلوان بڑا
نامی ہوا اوسنے سابق سمت بکرماجیت اٹھا کر سمت جسکا نام ساکا مشہور ہے مقرر کیا او
پتا پورن بہگت جوگی ہوا جو کہ یہہ حال بھی متعلق جوگیاں ہے لہذا تحریر کیا جاتا ہے

حال راجہ سلوان متعلق حال جوگیان

راجہ سلوان راجہ سیالکوٹ کے گہر میں دو رانیاں تہیں ایک رانی کلاں اچہرا دوسری لونا رانی کلاں
سے ایک فرزند پیدا ہوا اوسکا نام پورن رکہا اور جو تری بہونہری میں بند رہن کرنا شروع کیا جب
بالغ ہو کر سند میں راجہ سلوان حاضر ہوا تو اوسنے کہا کہ اے پورن تجھکو لازم ہے کہ تو اپنی سوتیلی ماں کی
خدمت میں سلام کیواسطے جاوے موجب حکم کے محلوں میں رانی لونا کی پاس گیا جب لونا نے اوسکو
دیکہا تو اوسپر ہزار جان سے عاشق ہو گئی اور اوسکا ہاتھ پکڑ خلوت میں لیجا کر درخواست کی کہ تو مجھسے
ہم بستر ہو اوسنے کہا کہ اے والدہ یہہ بات مناسب نہیں تو میری قبلہ و کعبہ ہے ایسے بد کام کرنے سے

زمین اور آسمان بہت جانیگا اوسنی جواب دیا کہ اگر تجکو اپنی زندگی منظور ہی تو ہمسی ہم بستر ہو ورنہ
راجہ سی کہکر قتل کرا دونگی پورن نی کہا کہ اسکار بد سی مرنا بہتر ہی ہر چند اوسنی درخواست کی مگر
اوسنی پہلو تہی کی اور ہزار حیلہ و حوالہ سی باہر آیا جب شام کیوقت راجہ سلوان محلونمین آیا تو دیکہا
کہ رانی اونا بحالت خراب با چشم گریان و سینہ بریان زمین پر لوٹ رہی ہے راجہ نی باعث
پوچہا تو اوسنی کہا کہ تیرا بیٹا پورن آج جوقت میری پاس آیا تہا اوسوقت مجسی حرکت ناشائستہ کرنی
چاہتا تہا مینی ہزار مشکل اپنی آپ اوس سے بچایا راجہ یہہ سنتی ہی نہایت غصہ ہوکر محلونمین لوٹ آیا اور
پورن کو بلواکر کہنی لگا تو نی یہہ کیا کیا تجکو ایسی بات کرنی اپنی ماتا سی مناسب نہ تہی پورن کا دم خشک
ہوگیا اور وزیر امیر یہہ سنکر نہایت حیران ہو کہنی لگی کہ ای راجہ پورن اس لایق نہیں
یہہ تیری رانی کا افترا ہے راجہ نی اونکی کہنے پر کچہہ خیال نکیا اور اوسکو اپنی ہاتہہ سی زد و کوب کی
پورن نی کہا کہ ای راجہ مین بالکل اس جرم سے پاک ہون اوسنی مجہے تہمت لگائی ہے اور
یہہ معاملہ قصہ یوسف و زلیخا کیموافق ہے کہ اونا ہر چہ میگوید دروغ است - دروغ او
چراغ بیفروغ است راجہ نی کہا کہ ای حرام زادہ ایسی حرکت کرکے پہر چون و چرا کرتا ہے الغرض
عورت کی فریب مین آ جلادون کو بلاکر کہا کہ اسکے ہاتہہ پانو کاٹ کر چاہ مین ڈالدو یہہ حکم سنکر
پورن نی کہا کہ ای باپ مین سچا ہون اگر تجہی یقین نہو تو ایک کراہا تیل کا گرم کردین اوسمین
اپنا ہاتہہ ڈالتا ہون اگر میرا ہاتہہ جل گیا تو مین جہوٹا ہون ورنہ سچا راجہ نی کچہہ نہ سنا اور حسب
اغوای لونا کی حکم سزا جاری کیا جب یہہ خبر رانی اچہرا کو پہونچی تو اوسنی بہت واویلا کیا مگر
راجہ نی ایک نہ سنی جب پورن کو جلاد بر سر چاہ لیگئی لونا نی ایک خط اسمضمونکا پورن کی نام
بہیجا کہ ای غارتگر ملک عصمت و عفت اگر اب بہی میری مواصلت منظور کرے تو کسی حیلہ سے
تجکو بچا لیتی ہون اوسنی اوسکے جواب مین لکہا کہ مجکو موت بامین تکلیف منظور ہی ایسی بد کام ہرگز
مجسی نہوگا الغرض جلادون نی دست و پا اوس ناکردہ گناہ کی کاٹ کر کوئی مین ڈالدیا اور وہ چاہ
جسمین پورن بیگناہ باین حال تباہ گرا تہا مین کوس سیالکوٹ سے اوپر موجود ہی اور اب اکی جوگی

وہاں رہتا تھا اور سال بسال وہاں پر تماشا ہوتا تھا اتفاقاً بعد عرصہ بارہ سال کے گورو گورکھ ناتھ
جی معہ اپنے ہمراہی سدہوں کے اوس چاہ کے نزدیک جو صحرائے لق و دق تھا آنکلے اور کئی چیلے کنویں سے
آگ کے لئے اوس چاہ پر پانی بھرنے گئے جب اونہوں نے رسی اوس چاہ میں لٹکائی تو اسکو صورت انسان
چاہ میں نظر آئی وہ دست بستہ گورو صاحب کی خدمت میں آ کہنے لگا کہ مہاراج یہ معاملہ مجھکو فلاں چاہ میں
نظر آتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ چلکر دیکھیں کہ وہ لاش ہے یا انسان ناحق کی ہے یہ سنکر گورو
جی وہاں تشریف لائے اور سر چاہ کھڑے ہوکر پوچھا کہ تو کون ہے اپنا حال پر ملال مفصل بیان کر اونہیں
جواب دیا کہ اے مہاراج اول آپ مجھے باہر نکالیں بعد ازاں میں تمام حال بتلا دونگا یہ بات اونکی حدیث میں
ہو رہنگا گورو جی نے ایک رسہ خام چاہ میں لٹکا کر ارشاد کیا کہ اسکو پکڑ کر اوپر چڑھ آ اوسنے عرض کی کہ حضرت
میرے ہاتھ پیر نہیں اس رسہ کو میں کس طرح سے پکڑوں یہ سنکر اونکو رحم آیا اور دعا دی اسی
اسیوقت اوسکے دست و پا درست ہوگئے اور تار رسہ خام پکڑکر اوپر چڑھ آیا پھر قدموں پر گرکے سب
حال احوال بتایا کہ ایسا گورو جی نے فرمایا کہ اب تو تندرست ہوگیا ہے شکر الٰہی بجا لا اور کار دنیا
دیکھ اوسنے عرض کی کہ اب مجھے کار دنیا سے کچھ غرض نہیں مجھے آپ اپنا چیلا بنالیں انہوں نے
اول ہزار در ہزار انکار کئے مگر پھر لاچار ہو کر اپنا چیلا بنالیا اور سر پر چوٹی رکھکر نام رکھا بعد چند
جوگ کے ارشاد کیا کہ لاہور میں ایک رانی سندراں نام سے خاص ہے وہ کسی جوگی کو نہیں مانتی تمکو
لازم ہے کہ تم وہاں جاو اور اوس سے بھیک لاو وہ حسب حکم گورو کے وہاں آئے اور رانی سندراں کے دروازہ
پر الکھ جگائی یعنی سوال کیا ایک کنیز نے دیکھکر رانی سندراں کو جاکر کہا کہ اے رانی ایک جوگی
کہ جسکی تعریف کمال میں نہیں ہے ایسا آیا ہے کہ رانی یوسف ثانی کہتے ہیں آدیکھو دروازہ پر
حسن جوگی آیا ہے کہ جلوہ حسن اوسکا رشک مہ و مہر ہو رہا ہے یہ سنکر رانی فی الحال کوٹھہ پر
ہوگئی کھڑکی سے باہر دیکھا اور دیکھتے ہی ہزار دل سے عاشق جان نثار ہوگئی اوسیوقت ایک طشت
جواہرات کا بھر کر پورن کے آگے لا رکھا پورن نے عرض کی کہ اندر تشریف لیجاو یہ کچھ درکار نہیں آپکا ہے
نام ... مجھکو ایک ایسا سلام پورن نے جواب دیا کہ مجکو لینے گورو کا حکم نہیں کہ کسیکی کچھ

کی اندر جاؤن ہر چند اوسنی تمنا کی مگر پذیرا نہوئی آخر کار اوسنی طشت زرین پر از جواہر نذر دیا اور
وہ لیکر بخدمت گورو گورکھ جی چلا گیا گورو جی نی فرمایا کہ بابا یہہ جواہرات ہمارے کس کام مین آوینگی
اگر بجای جواہر جوار ہوتی تو البتہ ہمارے بہوجن کے بکار آتی اب تمکو لازم ہی کہ یہہ جواہرات واپس لیجاکر
وہ کوئی چیز کہانیکی دیوی تو لی آؤ یہہ آگیا پاکر اسیوقت واپس ہوا آیا اور رانی کی دروازہ پر آکہ پکارا
وہ کشتۂ خنجر عشق تو منتظر ہی تہی آواز سنتی ہی جان تازہ پاکر حاضر ہوئی اور کہا زہی نصیب مجہ غریب کے
کہ آپ واپس تشریف لائی — نظم — از آمدنت اگر خبر داشتمی ❊ در رہگذرت گل و سمن کاشتمی ❊ ❊
نگذاشتمی کہ پای بر خاک نہی ❊ خاک قدمت بدیدہ بر داشتمی ❊ پورن نی کہا کہ ہمارے گورو نی یہہ
نذر تمہاری قبول نہین کی وہ چاہتی ہین کہ کچہہ بہوجن دو اور یہہ جواہرات واپس لیلو اوسنی اوسی
وقت کئی قسم کی شربتی اور شیرہ کئی قسم طعام کی پیش کئی اور عرض کی کہ مجہی اپنی گورو کی خدمت
مین لیچلو زیارت مردان کفایت گناہ الغرض پورن کی ہمراہ وہ رشک قمر بخدمت گورو گورکہہ
ناتہہ جی مشرف ہوئی وہ بہی ایسی خوبصورت رانی یوسف ثانی تہی کہ سب جوگی اوسکی حسن دلفریب
دیکہہ کر حیران اور پریشان ہوگئی گورو جی نی ارادت صادقہ پسند کرکی فرمایا کہ ہم مہربان ہین اسوقت کچہہ
ور مانگ جو مانگی ملیگا اوسنی عرض کی کہ ای مہاراج اگر آپ مہربان ہوئی ہین تو یہی اپنا چیلا البیلا مجہی
عطا فرمائی کیونکہ بجز اسکی اور کسی چیز کی آرزو نہین انہا سنکا کہ گورو جی اوس سی اقرار کر چکی ہین کہ تو جو
مانگی سو ملیگا اسواسطی انہون نی پورن کو ارشاد کیا کہ رانی سندران کی ساتہہ جاؤ وہ حسب الحکم گورو
جیکی طوعاً و کرہاً اوسکی ساتہہ روانہ ہوا وہ خوش و خرم اپنی معشوق کو ہمراہ لیکر واپس لاہور مین آئی
بیت خوشا وقتی و خرم روزگاری ❊ کہ یار سے برخوردار از وصل یاری ❊ جب محلون مین آئی تو
پورن بہگت کو کہنی لگی کہ آپ پلنگ پر تشریف فرما ہون وہ اس امر سی گہبرایا اور چاہا کہ کسی صورت
سے یہان سی نکلون الغرض یہہ بہانہ کیا کہ مجہی رفع ضرورت کی حاجت ہی اور عادت ہی کہ میدان
مین جاؤن اوسنی ایک خادمہ ہمراہ کردی اوسکو دیکہنی لگی جب وہ باہر گیا تو نظر بچا کر ایک طرف
بہاگ گیا جب خادمہ نی اوسکو وہان نہ پایا تو روتی پیٹتی رانی کی پاس آئی اور کہا کہ ای

رانی وہ جوگی بن ہوگئی مگر پہلا واقعہ کچھ مخفی ہوگیا ہے یہ سنکر رانی کو نہایت غم ہوا اور درد و
گریہ میں مشغول ہوئی لیکن شعر ساوس کرتا ہے کوئی بھی پت مثل ہے کہ جوگی ہوئے کسکے میت آخر بس
اسی غم میں پوری کر کے مرگئی اور پورن دوا دو بخدمت گورو گورکھ ناتھ جی کو جا پہنچا گورو جی نے
دیکھتے ہی فرمایا کہ ای فرزند تو کیوں چلا آتا تجکو خبر نہیں کہ تیرے فراق میں رانی نے جان دیدی ہے اب
ادا ری کا بار تیرے سر چڑہا اب تو لائق صحبت فقرا نہیں رہا اب تجکو لازم ہی کہ اپنے والدین کے
پاس جاوے حسب الحکم سیالکوٹ میں آیا وہاں اوسکا ایک باغ تھا کہ جو بحالت عدم موجودگی اسکی
کے خشک و ویران ہوگیا تھا اسمیں جا بیٹھا قدرت الٰہی سے اس باغ کی اشجار اسکی برکت قدوم
سے سرو تازہ ہو آئی اس کرامت کا لوگوں میں چرچا ہوا کہ فلاں باغ میں ایک ایسا فقیر آکر بیٹھا
ہی کہ جسکی آمد سے تمام باغ از سر نو سرسبز و شاداب ہوگیا ہی یہ سنکر لوگ جا بجا سے اوسکے پاس
آنے جانے لگے بحکم ربانی جو حاجت مند اسکے پاس آتا اپنی مراد حاصل کر لیتا رفتہ رفتہ یہ خبر
راجہ سلوان تک گئی وہ بپاس آرزو کہ میرے گھر میں اولاد نہیں اس روز سے فقیر کے پاس اپنی
رانی لونا کو ہمراہ لیکر جا حاضر ہوا پورن بھگت نے راجہ کو دیکھا تو بہت تعظیم دی اور بہت عاجز
زاری کی راجہ نے کہا کہ مہاراج آپ گورو ہیں تعظیم نکریں اوسنے کہا کچھ مضائقہ نہیں آپ والی
ملک ہیں فقیر پر تعظیم سلاطین واجب ہی راجہ سلوان نے بدرد دل کہا کہ میرے گھر میں اولاد نہیں
آپ دعا کریں کہ میرے گھر میں اولاد ہو پورن نے تامل کر کے کہا کہ ای راجہ ہمکو معلوم ہوتا ہی
کہ تیرے گھر میں ایک فرزند ہوا تھا اوسکا حال بیان کر کہ اوسکو کیا ہوا تھا راجہ نے عرض کی کہ ہاں
میرے گھر ایک بیٹا میری رانی اچھرا کے شکم سے ہوا تھا مگر اوسنے بدچلنی کا ارادہ کیا اوسکو سزا دی پورن
نے جواب دیا کہ ای راجہ وہ بیٹا بالکل بے گناہ تھا اسمیں سراسر قصور اور فریب تیری رانی
لونا کا ہی اگر اب تیری رانی وہ تمام حقیقت راست بیان کر دے تو میں دعا کروں گا کہ ضرور تیرے
گھر میں اولاد ہوگی رانی نے بشوق حصول اولاد تمام حال سچ سچ کہہ سنایا کہ میں نے
بیشک میں نے براہ ظلم و فریب اوس پر گناہ کا الزام لگایا تھا یہ سنکر راجہ کی تو دوچند

مارا اور بدرجہ کمال خفا ہو ارادہ کیا کہ لونا کو قتل کرے پورن بہگت نے منع کیا کہ جو ہونا تہا سو ہو چکا
اب خفگی بیفایدہ ہے یہہ کہکر ایک چانول لونا کو دیا اور کہا کہ اسکو کہا لے تیرے گہر مین ایک بیٹا جیتی
ہوگا یعنے اوسکی اولاد نہو گی اور جسطرح کہ پورن کی والدہ نے تکلیف اٹہائی ہے اوسیطرح تو
بہی اوسکی فراق مین مرے گی یہہ حال سنکر رانی اچہرا بہی وہان آپہنچی جب پورن نے اپنی
والدہ کو دیکہا تو تعظیماً اوٹہہ کر کہا کہ آؤ ماجی یہہ سنکر با ہزاران رنج و الم حیران ہوئی اوسکی دودہ
نے جوش مارا دیوانہ وش ہو بولی کہ اے فقیر سچ بول تو کون ہے مجہکو تجہسے بوئے فرزند کی آتی ہے
پورن نے عرض کی کہ اے والدہ خاطر جمع رکہہ مین تیرا فرزند پورن ہون یہہ سنکر راجہ رانی
معہ حاضرین رونے لگے اور پورن بہگت بہی دہاڑ مار مار کر رویا پہر راجہ نے کہا اے نور العین الما
لاندکر اب یہہ راج اور تخت و تاج تیرا ہے اسکو سنبہال پورن نے عرض کی کہ اب مجہے آپکی ملک و
حکومت سے کچہہ غرض نہین اب مین فقیر ہون اس ملاقات سے رانی اچہرا کہ فراق فرزند مین روتے
روتے نابینا ہو گئی تہی بینا ہو گئی اور پورن بعد ملاقات والدہ وہان سے روانہ ہو کر بخدمت گورو
گورکہنا تہہ جی چلا گیا فقط وہ بہی باعتقاد جوگیان اجتک زندہ ہے بعد اوسکے رانی لونا کے گہر مین ایک
بیٹا راجہ رسالو نام پیدا ہوا جب وہ بالغ ہوا تو اسکا یہہ معمول ٹہرا کہ ہر روز کوئین پر جہان
عورتین پانی بہرنے جاتی تہین جا بیٹہتا اور غلیلو نسے انکے گہڑے پہوڑ ڈالتا لوگون نے یہہ نالش
راجہ سلوان کے پاس کی راجہ نے اونکو بجائے سو چہائی گلی کا گرن بر بخے بنوا دین تا کہ غلیلو نسے نہ ٹوٹین
پہر راجہ رسالو نے غلیلہ مائی آہنی بنوا کر چلانے شروع کئے غرض وہ ایسے ایسے کام کرتا تہا کہ جس سے
راجہ اور پرجا کو تکلیف پہونچی آخر راجہ اسکی بداطواری کے غم مین فوت ہوا بعد اسکے وہ تخت
نشین ہو کر رعیت کو آرام دینے لگا مگر اوسکو شوق چوسر کہیلنے کا حد زیادہ ہو گیا اس اثنا
مین اوسنے سنا کہ بطرف پشاور ایک راجہ سرکپ نام ہے جو چوسر بہت اچہی کہیلتا ہے اور جو کوئی
اوسکے ساتہہ کہیلنے جاتا ہے وہ اوسکے ساتہہ سر بازی لگا کر سر کاٹ لیتا ہے اوسنے بہت سے آدم
کسی کے پاس سے بازی نہین ہاری یہہ ذکر سنکر وہ وہان گیا اور اوس سے سر بازی لگا کر

پہلی لگا آخر کار متحمند ہو اور اوسکا سر کاٹ کر اسکی راج پر متسلط ہوگیا حسب تواریخ جوگیاں وہاں تو
رہا تہا کہ اوسی لیے ماتہو فی کوہستان میں سب جگہ اکثر شل گئی چنانچہ آجتک کوہستان رجوڑی
میں ایک دیو محبوس تہا اوسکا ایک غار ہیں بسد ہپی اور وہ اتنا بڑا قوی ہیکل ہے کہ جب وہ نعرہ مارتا
تو بطور گرجنے کے اوسکی بولی کی آواز آتی ہی اور وہاں اوسکی عابلہ کا نی سکہیں ہی بقدر ہوا
سوا اس کی موجود ہین اور ایسی یہہ رسم جاری ہے کہ جسکو بیاہ اون ٹیلوں سے کسی کو
سب اوسکا نت ٹوٹ جاتا ہے بعدہ اوسی اگرچہ سرکپ راجہ کی لڑکی سے شادی کی مگر لاولد
رہا ✽ حال جعفر پیر متعلقہ پنتہ جوگیان ✽ واضح ہو کہ اگرچہ جوگی لوگ
قوم ہنود سے اکثر ہوتے ہیں مگر انمیں مسلمانوں کا بہی ایک فرقہ جاری ہے جسکو جعفر جوگی کہتے
ہیں حال اوسکا یہہ ہے کہ عہد اکبر بادشاہ میں ایک جوگی سکر ناتہہ نام اس مقام کوہ رجوڑی میں
بعبادت حق مشغول رہا کرتا تہا اوس وقت کوہستان میں شکر کمیاب تہی اس نظر سے کئی ایک مسلمانوں
نے اونکی خدمت میں جاکر عرض کی کہ یا صاحب آپکا نام سکر ناتہہ ہے اگر آپ سچے سکرناتہہ ہیں
تو ہمیں بہی شکر کہلا دیں اونہوں نے کہا کہ اچھا کل کہلا دینگے جب دوسرا روز ہوا تو اونہوں نے
جناب الہی دعا کی کہ اے رب یہہ مسلمان لوگ مجہسے کرامت چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے اسی جا
شکر کا مینہ برسا فضل الہی سے دعا اوسکی قبول ہوئی اور بروز دوشنبہ تاریخ دہم رجب سنہ
ہزار سو دس اس مقام پر بارش شکر کی ہوئی یہہ کرامت دیکہکر تمام ہندو مسلمان اونکے معتقد
ہوئی اسی اثنا میں اکبر بادشاہ دورہ کرتا وہاں آیا اوس وقت کوہستان میں دو مکان پنتہ سکرناتہہ کی
مشہور تہی ایک مکان پدیسر جو پنتہ سکرناتہہ کے گورو نے بنایا تہا اور دوسرا یہہ مقام
رجوڑی کہ جسکا اب نام پنتہ جعفر کا مکان ہے اور فاصلہ ان دونوں مکانوں میں تخمینا تیس کوس
کا ہے جب اکبر بادشاہ مقام پدیسر آیا تو آب و ہوا وہاں کی نہایت پسند آئی اور جوگی
سے حکم دیا کہ یہاں قلعہ مستحکم طیار ہو جب پدیسر میں … ہو کر بیٹہا تو ایک پتہر اوٹہا کر جسم پر
پر مارا کہ اوسمیں سے پانی تمام جسم پر … ہوگیا جب اکبر نے یہہ کرامت دیکہی تو حیران ہو کر

کہ یہان دست اندازی مناسب نہین ہیا دمیری سلطنت پر کوئی ایسا بہتر نادین کہ در ہم و برہم
ہوجاوین یہہ سوچ تعمیر قلعہ کی ارادہ سی بازرہا تہا جب پیر شنکرناتہہ کا آخری وقت قریب آیا
تو انکی پاس کوئی چیلہ نہا وقت نزع آواز دی کہ کوئی ہے تو آوے اتفاقا وہان بجز جعفر نام
ایک غریب مسلمان آدمی کی کوئی اور حاضر نہ تہا اوسنی کہا کہ باواجی بندہ احقر جعفر حاضر ہے
بعد ایکساعت کے پہر اونہون نی آواز دی کہ کوئی ہندو بہی حاضر ہے اوسنی جواب دیا کہ نہین صرف مین ہی
حاضر ہون تیسری مرتبہ بہی ایسا ہی ہوا اونہون نی کہا کہ اچہا آجا تب وہ اندر آیا تو اوسکی
سر کے بال کاٹ پہر اپنی ٹوپی اوسکی سر پر رکہی اور اپنا زنار معہ ناوانا رکر اوسکے گلے مین پہنا
دیا پہر کچہ تعلیم باطنی کرکے اوسکو اپنا گدی نشین کیا اور فرمایا کہ ای جعفر اب تیرا پنتہہ اس
فقر مین چلیگا تجکو لازم ہی کہ جو شخص مختون تیرے پاس آکر چیلا ہونا چاہی اوسکو چیلا نہ بنانا
اور جو شخص مسلمان ابہی ختنہ نہ ہوا ہو اوسکی کان پہاڑ کر بیشک چیلا کر لینا اور اپنی روٹی
پکانیکو اصلی ہندو آدمی مقرر رکہنا اوسنی سب امر قبول کئی اب ایک پنتہہ اسکا جاری
ہوا اور تمام رسمین وہمین جو گیونکے جاری ہین اب تک اونکو بطور برادری برابر حصہ جوگیون
سے ملتا ہی تمام مراسم انکی جوگیون سی برابر ہین مگر یہہ اونسی ملکر کہانا نہین کہاتی جعفر بعد
اونکی وہان گدی نشین ہوکر جعفر پیر مشہور ہوا پہر مرروز چیلی اونکی زیادہ ہونی لگے بعد
تیس برس زندہ رہکر فوت ہوا اب وہ جگہہ مکان پیر جعفر اور چیلی اوسکے پیر جعفر کی جوگی
مشہور ہین ظاہر دیکہنی سے انمین کچہہ فرق معلوم نہین ہوتا چال وچلن رسوم حیات ووفات
سب برابر ہین مگر اتنا فرق ہی کہ یہہ ہندو اور وہ مسلمان جوگی ہین انکا پنتہہ بہی سنت
ناتہہ ہی چونکہ پیر جعفر کو پیر شنکرناتہہ جی نی حکم دیا تہا کہ نان پز ہندو برہمن رکہنا سواج تک وہ الہ
ہندو لانگری ہے بعہد مہاراجہ شیر سنگہ وہانکی جوگیون نی مسلمان ہٹہ لانگری رکہا تہا مگر
جوگیان ہندو نی اونپر بلوا کرکے نالش بحضور مہاراجہ شیر سنگہ کی اونہون نی تمام جوگی
لاہور وغیرہ کو جمع کرکے بعد تحقیقات یہہ فیصلہ دیا جسطرح پیر شنکرناتہہ نی پیر جعفر کو کہا تہا

اوسکی تعمیل کرنی چاہئیے اگر یہہ لوگ تعمیل انکی نکرینگے تو مکان ضبط ہوکر جو کماں تدبیر کو بتائیگا
اور جاگیر بھی ضبط ہوجاویگی **حال نوناتھ چوراسی سدھ** واضح ہو کہ نوناتھ اور
چوراسی سدھ وغیرہ جنکی تفصیل تحریر ہوئی ہی ہمراہ گورہ گورکھ ناتھ کی ہمیشہ پھرتی رہتے
ہیں اور انکا یہہ بیان ہی کہ جس اسمہ سے وہ نکل جاتی ہیں وہاں کی تمام اشجار جو زرد پر ثمری
لگجاتی ہے نوناتھ جوگیوں کی یہہ ہیں پہلا اورنگ کاری آدہ ناتھ جسکو شودجی کہتے ہین دوسرا
اودی ہی میر استاناتھ رہا جو تہا سوک ناتھ لس پانچواں احل اچہی ناتھ چہٹا گج
کہنر ناتھ ساتواں وچار ناتھ اٹھواں گیان سری ہرنگ ناتھ نواں دہبر ناتھ

نوناتھ جو شاستر مین تحریر ہے

بہاگوت میں تحریر ہے کہ راجہ سمہو سوا اودہ میں ایک راجہ روی رین کا تہا وہ برہما کے
گہر اسطرح پیدا ہوا کہ برہما کی اول ابہی یہاں چار بیٹے پیدا کرکے اونکو حکم دیا کہ تم دنیا کو پیدا
یعنی ایسا کام کرو کہ جس سے اولاد باقی رہے اون چاروں نے اسبات کو نمانا اور جنگل میں جاکر
مشغول بعبادت الہی ہوئے اسبات سے برہما بہت خفا ہوا اور اس جنگل میں رونے لگا جب
اوسکے آنسو زمین پر گرے تو اسمیں سے یہہ راجہ پیدا ہوا جسبا رشاد پدر ہی راجہ ہوکر
ڑمانی لگا بہاگوت کی گیارہویں سکند مین تحریر ہی کہ اس راجہ کی یہاں دو بیٹے ہوئی ایک کا نام
اماں پاد اور دوسریکا نام پیاریت اماں پاد کا بیٹا دہرو بہگت ہوا اور پیاریت کا اگنیدہر
ہوا اوسکا بیٹا ناہی ہوا اور اوسکا رکہہ ہیدیو اور رکہہ ہیدیو کی یہاں سو فرزند ہوئی اسمین سے
بڑا بیٹا بہارت ہوا اوسنے راج کو قبول نکیا اور بن میں جا کر تپسیہ میں بیٹھا اور وہ بن اوسی
ملک میں تہا اسواسطے اس ملک ہندوستان کو جسکا نام بہارت کنڈ مقرر ہوا اور باپ نے
اپنی تمام روی زمین کو نو کہنڈوں پر تقسیم کیا ہی ماسوای اسکے اس بہارت کی نو بہائی اور ہی
ہوئی سوا اونہوں نے نوکہنڈ ابہی لیے نام پر باندہ اکسی راجہ سی ہوئی اونکی اولاد میں
ہوئی جنمیں سے نوسدہ جوگی ہوئی ایکرپتا شاستر میں یہہ ہے اول کوی دوسرا ہری تیسرا انترکہ

چوتہا بیدہ پانچوان پیلائین چھٹا اوبر مرت ساتوان دہرنڈا اٹہوان بالس نوان اور
یہہ جو چہندرناتہہ اور گورکہناتہہ کو تمام جوگی نوناتہو نہین شمار کرتی ہین بیجا نہین کیونکہ تو
ناتہہ انکی چیلی ہوئی ہین وہ کسطرح نوناتہون مین داخل ہوسکتی ہین سابق مین جو بارہ پنتہہ جوگیون
کی تحریر ہوچکی ہین حال مفصل انکا یہہ ہی کہ جو پنتہہ جالندہرناتہہ سی اوسکو بجای ناتہہ پا ہی کرکے
پکارتی ہین یعنی جو اوس پنتہہ کا چیلہ ہو اوسکی نام پر بجای ناتہہ فقط پا ہی آسکتا ہی مثلا ایک جوگی
جالندہرناتہہ کا نام پاگی ناتہہ ہوا اوسکو اگر پالک پا کرکے پکارین تو بہت اچہا اور سوا اس پنتہہ جوگیونکو
اوسکو پا کرکے نہین پکارتی اسواسطی اس پنتہہ کا نام پا پنتہہ بہی مشہور ہی اور جو جوگی پنتہہ
ناگ ناتہہ مین انکو راول بہی کہتی ہین اور نیم ناتہہ کو گیلانی بہی نام دیتی ہین اور کنگائی ناتہہ
پنتہہ کو ائی پنتہہ بہی کہتی ہین **بیان دستور مقررہ باہمی جوگیان** ؛ ان لوگون مین
معمول ہے کہ اپنی برادری کا مقدمہ حتی المقدور عدالت مین جانی نہین دیتی اونہین انکی قوم کی
کوتوال جسکو بہنکہہ کہتی ہین مقرر ہوتا ہے اوسکا کام یہہ ہوتا ہی کہ عند الضرورت ہر ایک کو بلا
لاوے اور فیصلہ یون کرتی ہین کہ جب کسی جوگی پر کوئی قصور مسموع ہو تو اسکو پنچایت
مین بلواتی ہین تمام جوگیان موجودہ حسب رائی اپنی کی اوسکو ہدایت کرتی ہین اگر اوسنی
تعمیل حکم کی تو فبہا ورنہ اوسکا حقہ پانی بند کردیتی ہین بعد اوسکی جب اوسنی اپنی برادری کے
کی مان لی تو پہر اوسکو داخل برادری کر لیتی ہین ؛ **حال بابا دہتان بہیرو** واقعہ
موضع اچھرا ایک شخص مسمی بدری ناتہہ قوم بابا لاہور مین دال منڈی کی دوکان اندرون
دروازہ شاہ عالمی مین متصل پری محل کرتا ہے اوسکا اظہار ہے کہ یہہ مکان منجملہ ہمارے
بزرگان کا ہی جب حال مفصل اس سے دریافت کیا تو اوسنی بیان کیا کہ میرا پڑدادا مسمی گوور
شاہ بنارس مین ملازم دارا شکوہ بعہد شاہجہانی تہا کسی معاملہ مین اوسکی ذمہ مبلغات شاہی
برآمد ہوئی دارا شکوہ نی بہ نسبت اوسکی حکم پہانسی کا دیا اتفاقاً وہ پوجاری بہیرو جی کا تہا چونکہ
کہ صبح کو اوسنی پہانسی پانی تہی اوس رات بہیرو بشکل انسان ایک اونٹنی لیکر اوسکی پاس آیا

اوسکی ادر اوسکو مجلس سے نکالا ۔ تمام اسباب اوسکا اونٹنی پر لاد کر اوسکو لیکے
پہر وقت اونٹنی پر بٹہا باہر لے نکلی اور کہا کہ اپنی آنکہیں بند کر اوسنے بند کرلیں جب صبح ہوئی
تو اوس ہوں نے کہا کہ اب آنکہیں کہول اوسدن اتوار کا دن تہا جب اوسنے آنکہیں کہولیں
تو دیکہا کہ اونٹنی والا کہتا ہے میں ہمردہوں پہر دیکہہ اسجگہ میں کہ جہاں اسباب سہال ہر جیب
لگی وہ یہہ معاملہ دیکہکر حیران ہوا اور یادداشت کیواسطے اسجگہ پہر تہی جام طور پر بنا تہا
پہر وہاں ہو میں اکر رہنے لگا بعد چند سے موضع اتھرا کے میراثیوں کو بلا کر کہا کہ یہہ استہان
پہر وجی کا ہے اسپر ہمیشہ چراغ بتی کیا کرو میں تمہاری خدمت کیا کرونگا یہہ اسکا معمول تہا
وزا اتوار وہاں جاتا کیونکہ اول روز یہاں پہنچنے کا اتوار تہا اسیواسطے انکے معمول ہے
یا اتوار کو وہاں لوگ جاتے ہیں بعد اوسکے مہ الکہرا بہانوں میں تاریخ اٹہاروں ماسیح
کہ ورتا ہمرگیا بعد اوسکی اوسکا بیٹا وسنتی رام رہا اوسنے یہاں چبوترہ پختہ بنوایا اور سمال
دیکہکے گسند کو ایک چاہ و مینار پختہ جاری کرایا اس وہ چاہ مسدود وہی میں بعد سنہ ... گیا اسکے
اوسکی بیٹی ہوشنی رام ملی وہاں چند کو یہہ تمام تھوادی اس اثنائیں مورا ں طوائف معشوقہ مہاراجہ
رنجیت کی والدہ کو سایہ جن ہوا اسوقت چالاک بدل وسنتی رام تہا وہیں چاہ دیگر مشہور
محمد جالندہری ہرب انکی دوکان بر دال بنی جاتی ہے اگر اور کوئی ارادہ نکلی دال کا کرتا
مشہور ہیکہ ضرور جا وہ اوسکی دوکان سا دیتی ہے غرض موراں نے وسنتی رام کو بلایا اور کہا
میری والدہ کا سایہ دور کرے اوسنے کہا کہ ابہی دور ہوجائیگا مگر مجہہ سے یہہ اقرار کر
میری اچہی ہوجاوے تو تو انہی مواضعات سے ایک گاؤں دے
یہاں ست قبول کیا جاسکے بعد صحت اسکے تمام مواضعات ... بیٹہا اور ملی اور چہت اوسم
ایٹونکی منگوادی اور کچہہ نقد بہی دیا اوسنے ان ... کی ... چوکی ... انکی ... دی
... یہاں عمارت بنوادی ... چار سو روپیہ لگا کر ایک بارہ دری بنوائی اور ... قصہ چوالہ یہہ کار رہا اور اسکا آدمی
مصروہان بیٹہا رہا بعد اوسکے رام چند ہوا اور اوسکا ... ادور ...

حال باعث قبضہ جوگیان استہان تہان بہیرہ

ایا اس تعمیر او اب عرصہ بیس سال کا ہوا ہے بعد اوسکی راجہ لعل سنگہ نی
ذیب سنگہ اور عمارت جو اب موجود ہین بنوادین ؛ حال باعث قبضہ
استہان تہان بہیرہ پر یہہ ہی کہ سمت اٹہارہ سو اسی مین باوا دہنی
جو ہر دسال لاہور مین آیا جوالا ناتہہ نی اوسکو بمقام لاہور اپنی مکانمین فقیر جوگی خیال
بعد ازان اوسکی آمد و رفت بخدمت بہائی گوربخش سنگہ کی جو معزز آدمی تہا ہوئی
خاطرداری کرنے لگا اور جوالا ناتہہ بہی بہائی مذکور کی یہان آیا جایا کرتا تہا ایکروز بہائی
سنگہ نی جوالا ناتہہ کو کہا کہ تم باوا دہنی ناتہہ کو اپنے تہان بہیرہ مین اگر رہنی کی اجازت د
مکان بخوبی کیا کریگا اور واسطی سکونت اپنی کی کوٹہہ بہی اپنی گرہ سی علیحدہ ڈال
الا ناتہہ نی قبول کرکے حکم دیا اور اوسنی وہان ایک کوٹہہ خام بنالیا چنانچہ
خام کہڑا ہے پہر اوس دہنی ناتہہ نی چیلہ بنانی شروع کئی چنانچہ اول سمی
کان بہاڑے بعد ازان رام ناتہہ کی پہر اوسکا یہہ معمول رہا کہ لاہور سی گدائی کرکے
در وہان سکونت رکہتا بعد اوسکی نہند و ناتہہ اوسکے چیلی نی کاہنہ مصر منشانندہ جوالا ناتہہ
تو ہمارا بیٹہایا ہوا یہان بیٹہنا چاہتا ہے تو بیٹہہ ورنہ چلا جا اوسنی کہا کہ مین قدیم سے
منشانندہ جوگیون کا ہون الغرض جوگیون نی اوسے تنگ کرنا شروع کیا تو وہ تمام اسباب
ن چہوڑ کر لاہور مین چلا آیا اتفاقاً بعد دو روز کی بروز اتوار وہان کا جاگا تہا باوا دہنی
پنجان شخص کو ہمراہ لیکر بدوکان جوالا ناتہہ گیا اور کہا کہ تو مجہی بجائی گورو ... وہان
جاگا ہو اوسنی کہا کہ مین نہین جانتا تم سب غاصب مکان ہو باوا دہنی ناتہہ نی ...
نی چڑہاوا سی پچاس روپیہ سال ہمسی لیا کرو اور اوسپہ نوشتہ ... بعد باوا دہنی
یا تو رام ناتہہ گدی نشین ہوا جب جوالا ناتہہ مشہور جوالا سہائی سمت اٹہارہ سو ...
ت ہوگیا تو بعد اوسکے اوسکا بیٹا بدری ناتہہ دہ روپیہ لیتا رہا بعد حین ... رام ناتہہ
نکل گئی یعنے بخوبی نامور ہوگیا تو اوسنی ان دال گروٹو جو اب صاف ... دیا اس بدری ...

مجلہ ہندوستان میں چہپا ہے کہ جناب پنڈت مہیول صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
ناسک کی اسوقت عدالت جات مقدمہ رام ناتھ کی لکہا کہ یہہ مکان ہمرو ناسیک کا ہی ہم آپ جیسے کو
سنی ہیاں آتی ہیں بعد ازاں پنڈت صاحب خود بر سر موقع گئی اور جب تحقیقات ہوئی مدعی نی
بیان کرتا ہے کہ لوگوں کی بابت طرح رام ناتھ ایمان و سامان کئیں اور سب نی ملکر یہہ چاہا کہ
مدعی اپنی مالک مید حل رہی اسواسطے وہ مقدمہ دیمس ہوا مدعی ساکی سے کہ کا مدار اس
مسل میں اگر کوئی حاکم آپ بہی دیکہیں تو بہی بات معلوم ہو جاویگا فقط اور مدعی ناتھ کہتا ہے کہ مکان
صاحب کی کام میں ایسی ایسی باتیں کہ جس سے سایہ دور ہو جاتا ہے اور اگر آ داخل ہوا ہو اور
میں او سمیں ایک کنکر یا دانہ ماش پڑھ کر پہینکدوں تو وہ آدہ پکتہ ہوا اور اگر کسی جانور اوس پکا
تو تمام روز میں ایک گیارہ اوس پانی سے نہیں اور دوسرا یہہ ہی مشہور کالا پہر گورا پہر
پہر کالی دہی آتا پہر و ناتھ سودی یاد متوالا سر جہولی کا ناک سے سبہو کوئی جاتا دیکہا ناتھ اونکی
کالا کالی بت کسی جانا ابہی تیرا بہانا سو الکہہ دانوں چہپر تمہارا یہہ ہی جی مروانا یہہ پڑہ کے بولی
مانی کر پاس کالی کی کالی کس مانگ بہر مانس سندھور پان سی ہتلیاں تیل دہی ٹرا کی سو بہی
تیل دہی کہاو ہی پہر و کہلی لٹک دونالی آئی فقط اور ایسی ایسی کئی منتر او سنی بیان کئی جو کہ
لا بعی ہی بعد انکی اندراج رکہی گئی فقط مگر یہ ہے وہ اہو ساں لاہور کہ اوسکی پاس جل مشکلات کو
اکثر ایک ساتی ہیں۔ اگرچہ جوگیوں میں اصلی بارہ پنتہ مذکور ہوا ہیں مگر چند مدت سی ایک تیرہواں
پنتہ مست ناتھ شروع ہو گیا ہی حال اسکا یوں ہی کہ مست ناتھ ننیا گہر باری کا اونٹ
چرانی باہر جاتا تہا اتفاقا ایک روز اوسکی اونٹنی گم ہو گئی وہ بیچارہ بعد تلاش رو کر بیٹہ گیا اس
اثنا میں گورکہناتہ صاحب وہاں آ گئی اور رونا پایا ہی دریافت کیوں روتا ہی اوسنی کہا کہ
میری اونٹنی گم ہو گئی ہے گورو جی نی کہا کہ آنکہہ بند کرکے دیکہہ کیونکہ ہمارے ساتہہ بہت
اونٹنیاں ہیں اگر اون میں تیری اونٹنی ہو تو مت کہ لٹ دسنی دیکہکر کہا کہ ان میں میری اونٹنی
نہیں پہر گورو جی نی فرمایا کہ اپنی سی فلانی اونٹنی کا دودہ جاکر دوہ لا وہ جاکر دوہ لایا گورو جی

نے کہا کہ اس دودہ کو پی لیجیے اونہنی اوسے انکار کیا اور گورو جی دیپ چند نے بہی چہوڑ دیا وہ باقیہ دودہ اوس
لڑکی نے پی لیا پہر گورو جی نے فرمایا کہ اب ان ناقو نمین دیکہہ کہ تیری ناقہ ہی اونہنی دیکہہ کر کہا کہ ناقہ انصاف
والی میری اونہی سے ہے بعد ازان اونکا نام نشان دریافت کرکے خواہش چیلہ ہونی کی اونہون
نے بعد رد و کد اوسکو اپنا چیلہ کیا اور کہا کہ تم فقیر مست رہو گے یہہ اسکا پنتہہ ہوا جسکا نام مست
ناتہہ پنتہ مشہور ہے انکا معمول ہے کہ سر پر کالی کپڑے اور ہاتہہ مین پہوریان لیفہ بیراگن رکہتی ہین
اور یہہ پنتہہ سب پنتہون مین ہیچ یعنی کمینہ مشہور ہے آگے ان سے کوئی نہ ملتا تہا اب ملنے لگ گئے ہین
ربانی باوا اہن ناتہہ جوگیشر کی یون معلوم ہوا کہ اب عرصہ اسی سال کا گذرا ہے کہ باوا مست ناتہہ
انہی پنتہون مین ایک جوگی ہوا ہے اوسکی دو چیلی ہوئے ایک مان وہاتا دوسرا زینت
یہہ دونو ناتہہ مشہور ہین یعنی ہمیشہ برہنہ رہتے تہے اور عابد ایسے تہے کہ چہتیس برس ایک جگہہ دونو کہڑے
رہے جدا اوسکی مان وہاتا فوت ہو گیا اور زینت نے اوسکے ساتہہ مٹی لی یعنی زندہ دفن ہو گیا سمادہ
انکی مقام نوہر متصل دہلی موجود ہے اوسوقت وہان فریدن صاحب ڈپٹی کمشنر تہے اونہون نے
اس زندہ درگور ہونی پر جسکو عرصہ چالیس برس کا گذرا ہے کشش کی جوگی وہانکی گرفتار ہوئے مقید ہوکر
خارج ہوا باین خیال کہ جوگی خیرخواہ سرکار ہین اور یہہ مست ناتہہ بڑا ایسی سدہ تہا چونکہ وہ ظاہرا
کانو مین مندرین اور گلی مین نادزنار نہ رکہتی تہی اسپر تمام جوگیون نے اون پر بلوا کیا اور پوچہا کہ اسکا
کیا باعث ہے کہ تم برخلاف دستور جوگیونکی مندرین اور نادہین پہنتے اونہون نے اپنے منہ سے مندرین
نکال کر اوسیوقت کانو مین پہن لین باوجودیکہ اونکی کان دریدہ نہ تہی تمام لوگ یہہ دیکہہ کر معتقد
اونکی ہوئے اور چیلے روز بروز زیادہ ہونے لگی بس اسی باعث سے نام اونکا بڑا ہو گیا فقط مقام
بہرو وار مین قدیم سے ایک گدی بارہ پنتہہ کی ہے وہان رسم ہے کہ جب بعد بارہ برس کی میلا
کنبہ کا آتا ہے تو وہان نیا جوگیشر بطور حاکم معہ ایک مصاحب کی اپنی پنتہہ کی جوگیون مین مقرر ہوتا
پہر وہان کل فرقہ جوگیونکی فیصلہ ہوتی ہین تمام ملکونسی مدعی مدعا علیہ جوگی وہان آتے ہین اور
فیصلہ پاتی ہین جو جوگی حکم نہ مانے سزایاب ہوتا ہے وہان اب بروز کنبہ گذشتہ باوا امیر سنگہہ ناتہہ

ناہہ کا پوتا جیا نے دیکھی کہا کہ میں بہت حاکم ہو کر یہاں منہ دیکا مگر آخر پیشوں کی قبول کیا اور
کہا کہ یہہ عہدہ آئی نہان کا ہی اگر تو اپنی منہہ سوبا تو جعدار ہو سکتا تھا کبھی میں کہ یہہ سب ناہہ ہی
ہماری جوگی ہو لے ہے اسکا گورو گرما ئی اتی تہہ تھا جب یہہ سب نام ہی ہوا اور اسکی سند نا
جعلی ہو گئی تو اوسی اسے مہہ میں یہہ بات زیادہ کی کہ قدیمی دستور جوگیاں تھا کہ جب کوئی چیلا
ہوتی تو اسکا نام بدلا جاوے اوسی کہا کہ میرے چیلے بہت ہونگے اور نیا نام ملانا
مشکل ہے اسانی یہہ تحریر کی کہ جو شخص چیلا ہو اوسکا نام قدیمی رہے چنانچہ ایک افسانہ
ہے کہ مثلاً اگر کسیکا قدیمی نام حاکم چند ہو تو یہہ اسکو حکم ناتھ کر کے پکارتی ہیں اس سے نام جوگیا
اوسکو معلوم کیا کہ تو بھی یہہ رسم ہی کیوں نکالی ہے جب رپٹ اور یہاں دہانا اوسکو نام
جعلی ہوئی آئے تو انہوں نے امتحانا کہا کہ اگر چیلا سچا ہی ہو تو اول کوئیں میں چھال مار دو
دو چیلو اسیوقت چاہ میں کود پڑے یہہ اعتقاد دست ناہہ جی نے دیکہ کر اونکو چیلہ کیا
اور کان پہاڑے اور حکم دیا کہ ہمیشہ تا دم زندگی ہماری دھونی کا طواف کیا کرو اور چاہئے کہ
کسی کی ضیافت قبول نکرو مگر ہاں جو کوئی تمکو ایکسو روپیہ دیوے تو اوسکی ضیافت قبول کرنا
کچھی مدت گزر گئی اور بعد مدت کسی نے سو روپیہ دیکر اونکو کہانا کہلا نا معہ ازان لوگوں نے مست
ناہہ جی کو کہا کہ یہہ بیچارے مرجاوینگے کیونکہ اس زمانہ میں ایسی لوگ بہت کم ہیں کہ سو روپیہ دیکر
فقیر کو کہانا کہلا ویں پھر انہوں نے حکم دیا کہ اچھا جو کوئی ازتا کہانا کہلاوے کہا لیا کرو چنانچہ
اب اونکی چیلوں میں یہہ دستور ہے کہ ہر کسیکا کہانا کہا لیتی ہیں اس جماعت سی ان جو گیوں کسی کہا تی پیتی
سر کب بھین ہوتی اور بقیہ راہ و رسم انکی سب برابر ہیں اب گدی انکی متصل بوشر موضع ایک
ضلع حصار میں ہے وہان دستور ہے کہ مقام گدی دونا یک چیلے طواف دہونی کا ہمیشہ کرتے ہیں

احوال وفات جوگیان

یون دستور ہے کہ جب کوئی جوگی قریب الموت ہوتا ہے
تو اوسکو چار زانو کر کے بٹہلاتی ہیں جب جان دیچکے تو اول غسل پہر اوسکی کمر میں لنگوٹی
باندہتی ہیں اور تمام بدن پر راکہہ ملتی ہیں بعد ازان تمام بدن کفن حسب الاستطاعت پہنا

ہین جنازہ اوٹہاتی ہین وہ معمول ہین اگر غریب ہو تو مثل ہندون کی ٹکٹی یا بدرہ بانس مین وہ لاش
دہا لیجاتی ہین اور اگر متمول ہوا تو جہوکی چوپائی پہا اوپر بطور پالکی بنا اوسپر پہول بکثرت ڈالتی
ہین بعدہ مدفن مین لیجا کر زمین مین ایک گڑہا عمیق با خصوصیت کہود لیتی ہین کہ اسکی جنوب رویہ
ایک اور گڑہا بطور لحد گور مسلمانان بہت کشادہ ہو پہر لاش کو بدستور چار زانو اسمین بٹہاتی ہین
پہر بند کر کے حسب المقدور مڑہی بناتی ہین اور بوقت اوٹہانی لاش کے بہت دہوم دہام باجا گونل
وغیرہ سی کرتے ہین اور اسکو سواری کہتی ہین اگر بہت غریب ہو تو لاش اوسکی پانی مین بہا دیتی
ہین جب مدفن پر پہونچاتی ہین تو وہ کپڑا بطور کفن ہوتا ہے یا تو کوتوال کو جسکو نیکیہ کہتی ہین و
اجنگم فقیر کو دیا جاتا ہے اور جنگم کو دینے کا یہہ باعث بیان کرتے ہین کہ شیو جی نے بوقت شادی
چار بیٹی خیرات نکالی کسینی قبول نکی پہر شیو جی نے لاچار ہو کر اپنی ران راست سی جنگم کو پیدا کر کے
اوسی بیل کے گلی کا گہنہ یعنی جرس معہ اور اسباب جو شیو جی کی سر پر لٹکتا تہا دیا اوسکی یادگیری سے
جنگم فقیر اب تک سر پر بطور شکل چندرماہ و ناگ وغیرہ کچہہ چیزین رکہتی ہین پہر کہا کہ جا [illegible]
ہمارا نام سنکر لوگ تمکو خیرات دینگی چنانچہ اب تک وہ تواریخ شادی شیو جی کا بہجن کر کر
جرس بجاتی ہین اور بہیکہہ مانگتی ہین فقط جوگی لوگ بوقت مدفن سونپنی کو منہہ بطرف شمال کر کی
بٹہاتی ہین اور اوسکی آگی زیر زمین ہیراگن کہتی ہین اور بطرف راست ایک لوٹا پر از آب معہ
ایک پارچہ لنگوٹا اور سوٹا جسکو لنگہ مہادیو بولتی ہین اور ایک روٹی کلان گندم مین شیرینی
اور دو پیالہ گلی ایک پر آب اور ایک پر از شیر و برنج اور اوسکی سر پر ایک کوڑا اٹہکر رکہتی ہین اوپر
شکر تری مٹی مین ملا کر اوسپر مڑہی گلی بنا کر اوسپر تمام جوگیونکی ہاتہہ کا تہپلا دیا جاتا ہے بعد اوسکی
تمام جوگی غسل کرتے ہین پہر حسب المقدور چیلا شیرینی منگوا کر تمام جوگیونکو کہلاتا ہے بعد ازان
تیسرے دن تمام جوگیون کو کہانا دیتی ہین اور اگر غریب ہو تو چورما الا نہ ہر قسم کی شیرینی نقسیم
کر دیتا ہی بعد چند عرصہ کی جب کر سکی تو کریا کرم یون کرتے ہین کہ سب جوگیون جمع کر کے
تمام رات بیدار رہتی ہین جب پہر رات رہتی ہے تو مچہلی یا بکرا یا کہیر یا نخود ہر شخص جسکو زیادہ

سجالی میں لنگامیاں لہتی ہیں یا پلا رہ رتنا سچ شیرین شراب گوشت حام میوہ ماب لاکر
جوگیوں کو کہلا دیتے ہیں ایسی معمول ہے کہ اسوقت سات گداماں یعنی مقام مسند معینہ
مقرر کرتے ہیں اول گدی سرکی دوسری جوگنی کی تیسری ساکہ یا یعنی گراہ کی چوتہی سرکی
پانچویں ہندہاری کی چہتی گورو گورکہناتہ کی ساتویں میلہ کی پہر الگ الگ مہنت کو کہہ کر
اور بہت چیزیں خیرات دیتے ہیں تاریخ تلک لگانے کی تمس گائی ناک اسمیں مٹی کا بہت ادب معمول
مسروعہ ہے کہ مٹی کا آس اس مٹی کا پاس مٹی کا سرہانا مٹی کا کھانا صبح وشام کوئی ابہی ابہی اسکا
کو چلا جاتا ہے امام ساہ ... جاتے ہیں اس سماده سلطان سعید مرحوم کرکو آگا کر ان عزیز آدمی کو اپنے بیرو
یہی بعد مہاراجہ کرکے موسنگے سنبلہ کو گورو یعنی سرمہنت کا عہدہ ملتا ہے نوبت بنوبت
ان رونیاں کرتے ہیں اول میں اونس کہجوری تقسیم ہوتی تہی دوسری بار پیدہ پانا تیسری
میں شا جوگی ہے لہذا اور حتی المقدور تعدیا جاتا ہے

حال مکان سماده مہاراجہ رنجیت سنگہ سرگباشی

یہہ سماده باہر دروازه روشنائی کے دیوار بدیوار عرب روضہ دو آمد و رفت اسکا سرزمین طول
اسکی دیوار شرقی کا ... گز ارتفاع دو منزلہ یہہ دروازه اسکی عین میان میں واقع ہے
عمارت اس در کو باہر سے سنگین سنگ سرخ کی باہر دروازہ کی پانچ زینہ بلند و خشتی دروازہ
کی اندر محراب کلان سنگین اور چوکہٹ در کی اور تصاویر رنگین چی و بیل و جی در دروازہ کی پشت
میں کمہ دار اور اسکی پس و یسار پاکمر بلند دو کوٹہریاں سنگ سرخ کی جسکی ارتفاع میں گلکاری
سنگین اس دروازہ کی دونو طرف یعنی شمال و جنوب دو کوٹہریاں ٹہی کشاده بطور دوکان
اس حویلی میں سرو فروش دوکان کرتا ہے اور شمال رویہ سماده کی پہلو میں شرقی میں ایک
اور چوکہٹ سنگین یہہ ہی رنگین اور ہرتاپ کا ہے مگر اس سد دیوار شمالی کے دونو پہلو میں دو
کوٹہریاں اسکی جو پس سنگ سرخ کی اور اسکی میان میں پیتزہ ہے ساحرانی میں عوالی خشتی
اس دلان خشت عالی سان مسجد مشاطر وغیرہ آمو متعلقہ با عدلو رہی ہاندہ

بین محرابون کی اوپر متصل لب بام پلپایہ بشکل اسپان بعضی سالم اور بعضی شکستہ اور بالاے
لب بام دیوار میانہ مین بنجارچہ سرشاخہ مقام نشست گاہ دروازہ شرقی کی اندر ڈیوڑھی
اسمین جنوب رویہ کوٹھڑی سقف اسکی قالبوتی عرض اسکا تین گز اور طول آٹھہ گز شمال
رویہ زینہ اوپر جانیکا عرض ہر ایک زینہ کا دو گز سولہ زینہ چڑہ کی اوپر جانا ہوتا ہے اوپر اس
زینہ کی باہر غرب رویہ ایک چوکھٹ سنگ سرخ کی لگی ہوئے ہی جب اوس در کی باہر نکلین
تو صحن نواحی سمادہ اوسپہ تمام فرش چونہ اس دروازہ کی باہر بطرف جنوب ایک دالان پنج درہ
والا جسکی ہر درچہ مین اندر باہر دو دو ستون خشتی اسکی شرق رویہ یعنی بالائی در بیرونی میانہ
مین ایک دریچہ اور اسکی بغلو مین دو بنجارچہ سنگ سرخکی سقف اسکی قالبوتی منقش برنگہاے
چونہ گچ اور زمین پر فرش چونہ اسکی شمال و جنوب مین دو کوٹھریان جسکا نام توشکخانہ ہی
یعنی زر آمدنی اسمین جمع ہوتی ہے محافظ حال یہان کا لالہ نرسنگہ داس پسر بھگوان داس
حکیم مہتمم سمادہ اب اوسکی طرف سی ایک ملازم یہان حاضر رہتا ہی دروازہ کی بغلو مین دو طاقچہ
طاقچہ جنوبی مین مورت ہنومان سنگ مرمر کی اور طاق شمالی مین صورت چندکا دیوی کی
رکھی ہوئی ہے اس دالان کی میانہ مین ایک بارہ دری سنگ مرمر کی موجود ہے یہہ بارہ
دری ہمیشہ شمن برجکی اندر رہتی تھی جب رانی چندان لاہور سی رخصت ہوئی تو یہان بطور
نذر چڑھا گئی اس بارہ دری کا طول سوا دو گز اور عرض ڈیڑہ گز نیچے اوسکے دس پایہ سنگ مرمر
ارتفاع اونکا آدہ گز اوسکی گیا درون مین پنج پنجرہ ہائی سنگ مرمر کی لگی ہوئی ہین درمیانہ
کی پنجرہ بھی یہہ ایسی بارہ دری ہی کہ جہان چاہین اوٹھا کی لیجائین اسمین ایک سوہرہ سنگ مرمر
کا ملاہی بچھا کر اوسپر مورت دیوی بانہیں ستون رکھی ہی ایک بیل سر بریدہ جسکا سر پاس پڑا
ہی پہر اس بیل کے اندر سی میکنا سر ادتار نکلا ہوا ہے میکنا سر کو ہاتھ مین تر سول پشت کیطرف
ایک شیر سنگ مرمر کا ملاہی گنگا رام سپر دیوی اشٹ بہوجی جسکی آٹھہ ہاتھہ ہین

حال دیوی اشٹ بہوجی ۔ واضح ہو کہ قدرت الٰہی کا نام شکتی ہے اور اس شکتی کو

دیوی کلہی ہیں اور بہگوتی بھی اس شکتی کو کہتی ہیں اور ہر روپ کا نام علیحدہ ہے جیسے
جیسا کام اس شکتی سے ہوا اور جیسی اسوقت اسکی شکل ہوئی ویسا ہی اوسکا نام ہوگیا
اب جو اس دیوی کا نام رنت بہوجی ہے اسواسطے بیان اوسکا کیا جاتا ہے تاکہ وجہ تسمیہ
معلوم ہوجاوے کتاب مارکنڈے پران میں تحریر ہے کہ سمبہ اور نسمبہ اور رکت بیج اور چند
مند اور راکہشش وغیرہ جو دیت تہے اونہوں نے دیوتاؤں کو دق کرکے اونسے راج سورگ
یعنی بہشت غصب کرلیا جب دیوتے لاچار ہوئے تو سورگ بہی چہوڑکر اس دنیا میں آئے
اور وغیرہ مقام کوہ ہمالیہ پر فروکش ہوئے اور عبادت واسطے استمداد شکتی کی کرنے
لگے جب چند مدت گذر گئی تو عبادت اونکی قبول ہوئی اور بہگوتی یعنی شکتی نے ظہور
ہوکر اونکو درشن دیا اور کہا کہ میں تمہارے پاس آئی ہوں اور تمہاری حمایت یعنی کمک
کرتی ہوں جو چاہو سو مانگو اس سے تمام دیوتے خوش ہوئے اور شکتی نے ان دیتوں کو
قتل کیا اور سورگ دیوتوں کو دلوایا اسوقت یعنی بوقت قتل دیتان شکل اسکی یوں تہی
چہرہ ایک اور آٹھ بہوج یعنی آٹھ ہاتھ اور ہاتھوں میں کہڑگ ترسول وغیرہ سب تہے جب دلوائی
سورگ کی حکومت بعنایت بہگوتی دستیاب ہوئی تو اونہوں نے عرض کی کہ ہمکو بتلادو
کہ آپکی پوجا ہم کب اور کسطرح کیا کریں تاکہ تو خوش ہو اور تیرا شکریہ ادا ہوتا رہے تو اوسنے
کہا کہ جو کوئی میری ہی استمداد چاہے وہ ضرور اشٹمی یا نومی میری پوجا کرے اور اس پوجا
میں میری نذر گوشت ہو اور پوجا میں دہوپ دیپ سرخ شیرینی ضرور رکہی جاویں
قصہ اسکا بڑا طویل اور نہایت عجیب ہے مگر مختصر کرکے لکہا گیا مندر بہاگی پوجا اشٹمی اسکو کہتے ہیں
اس دالان کی جنوب رویہ اور سہ درہ دالان ہے جنوب رویہ ایک کوٹہری اور زینہ کی نالی
شمال رویہ ایک اور دالان سہ درہ اس دالان کی باہر شمال کیطرف ایک کوٹہری جسکی ہے
سنگ سرخ کا مسقف وصحن نواحی سمادہ کا طول ۵۰ گز اور عرض ۲۴ گز غرب رویہ سمادہ حد صحن
... سمادہ ... الا ... شمالی طرف اور ... پنجہ جانیکا زینہ ...

کا بنا ہوا اگرا ب بند شرقرویہ اسکی ایک چاہ معہ غسلخانہ جنوب رویہ صحن ہذا کی مسجد بادشاہی دیوار
بدیوار ہے فقط صحن کے میانہ مین سمادہ مہاراجہ صاحب صورت اسکی یہہ ہے کہ ایک تہرہ
پختہ جسکا ارتفاع زمین سے ڈیڑہ گز بلند ۔ اسکے نیچے سردخانہ بڑا مکلف عالی شان۔
شمال و شمیہ شرق کی طرف لب تہرہ سنگ مرمر کا کار لگا ہوا ہے تہرہ ہذا کی شمال رویہ ایک نیچہ
سنگ سرخ کا روشن دان سردخانہ طول اس تہرہ کا تیس اور عرض پچیس گز شرقرویہ تہرہ ایک زینہ اوپر
چڑہنے کا عرض اس زینہ کا دو گز میانہ میں سمادہ میں اسطرح کہ بطرف شرقی تہرہ ہذا کی سمادہ مہاراجہ
کا ان تہا کی اوسکی غرب کی طرف ایک مکان میں دو سمادہ میں مہاراجہ کہڑک سنگہ اور نونہال
سنگہ کی اس تہرہ پر تمام فرش سفید چونہ گچ حد تہرہ سے لیکر تا عمارت سمادہ مہاراجہ عرض تہرہ
شرق و شمال و جنوب کی طرف سے تین گز سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کی صورت یہہ ہے کہ
تہرہ پر اول بقدر آدہ گز عمارت سنگ مرمر بنایکے خوش سلیقہ اوسکی اوپر تمام عمارت خشتی
چونہ گچ سفید منقش باہر سے دو منزلہ طول اسکا بیس گز اور چارونطرف بارہ در محرابی معہ چوکہ
ہای سنگ مرمر وغیرہ نقاشی سفید سرخ کہٹ شرقی پر صورت گنیش سنگ مرمر کی جڑی
ہوئی ہے اسکی اوپر میانہ میں ایک سہ درہ مرغولی سنگ سرخ کا جسپر گردنہ سنگین اوسکی
بغلو نمین دو دو کہڑکیان جنکی چوکہٹین سنگ سرخ کی اونکی شمال و جنوب رویہ ایک ایک
اور نیم چارچہ دستہ مرغولی جنمین کٹہرے سنگ مرمر کے لگے ہوئے ہین اسکے اندر میانہ مین ایک
بارہ دری سنگ مرمر کی جسکی اندر سمادہ اوسکی اوپر دو گنبد زیر و بالا اس بارہ دری کے
گرد نواح چارونطرف فرش سنگ مرمر کا اندر دروازہ سے الی بارہ دری عرض پانچ گز اور
طول بیس گز در شرقی کی اندر بغلونمین تا بکمر بلند دو طاقچہ محرابی اونپر دو ماہی سنگ
انکی اندر صورتین دیوی کی ساختہ سنگ مرمر الغرض اندر تین درجہ مین ایک میانہ
اور دو بطرف یمین و یسار اوپر سقف قالبوتی بطور شیش محل آئینہ واز نقش منوتی بہت عمدہ
[illegible] شمالی [illegible] کی طرف [illegible]

شرق و غرب کیطرف دو دو حجرہ سقف انکی گنبد نما طلائی آئینہ دار چاروں طرف بطور غلام گردش
دیوار غربی میں گوشہ شرقی زینہ اوپر جانے منزل بالا کا بارہ دری کے اندر بنیاد
ہیں گنبد کلاں ابعاشی طلائی مع آئینہ ہائے خوشنما اوسکے نیچے میانہ میں اور گنبد خورد
شکل اس گنبد کی کہ جسکے اندر مڑھی مہاراجہ جی مربع مطول پتھر میں انکار ہائے گر میانہ میں
اور ہائی فٹ بلند مڑھی سنگ مرمر کی اسپر دوشالہ یا کمخواب پڑا رہتا ہی چوں بارہ دری
میں سحری بطور کٹہرے سنگ مرمر کی لگے ہوئی ہیں جو بیرون مڑھی کے ہیں • وگرنتھ انکا وہ
اور دوسرا دسویں بادشاہی کا موجود رہتا ہی ان پر دو گرنتھی ایک بہائی فتح سنگھ دوسرا
گنڈا سنگھ ہمیشہ سی مقرر ہیں گنبد کلاں کی سقف آئینہ کاری چاروں گوشوں میں سنہری محراب
خورد آئینہ دار چاروں طرف تصاویر معبودان ہنود مرغول اور کٹہرے سنگ مرمر کی اور
وغیرہ عمارت جیسی اسکی کاری گچ منقش   اندر گوشہ شرقی میں جو زینہ اوپر جانیکا ہے
اوسکی پاس غرب کیطرف دروازہ سرد خانہ کا جو ہمیشہ بند رہتا ہی مگر جب کوئی دیکھنا چاہی
تو کہول کر دکہا دیتی ہیں جب اس زینہ سے چڑہکر اوپر جا دیں تو وضع مکان ہو بہو منزل اولا
کی موافق ہے مگر یہاں کی سقفوں میں آئینہ نہیں لگے باہر کیطرف پہر چار طرف میانہ میں شہ دریہ
سنگ سرخ کی مرغولی بطرف شمال و جنوب متصل شہ دریہ ایک ایک کہڑکی جسکی چوکہٹ و
کٹہرے سنگ سرخ کی اور طاق منحنی جو کہ اسکی نما میں ایک ایک   ستارچہ شہ در و مرغولی
جسکی مع کٹہرے سنگ سرخ سقفیں تمام خشتی فانوسی یہاں بہی یعنی منزل ثانی زینہ بالائی
کہ گوشہ شرقی اسکی مولہ زینہ چڑہ کی اوپر جاتی ہیں اور چاروں گوشوں پر چار برجیاں مربع تمام
چار در مرغولی چاروں طرف قد آدم بلند دیوار کی اوپر جو دو برجیاں کلس دار میانہ دیوار
جنوبی و شمالی کے خوشنما ایک ایک بارہ دری سقف انکی گنبد نما چار طرف متصل دیوار
بالائی بہرہ جسکی کرسی ایک فٹ بلند عرض ایک گز ہے وسط اس سقف کی اوپر میانہ میں
گنبد کلاں کلس طلائی بڑا بلند اوسکی چاروں گوشوں پہ چار گنبدیاں سربستہ ان پر بہی

کلس طلائی رنگ اسکا سفید فقط غرب کیطرف اس سماده کی بفاصله پونی تین گز مکان سماده
مهاراجه کهرک سنگ معه سماده نونهال سنگه موجود ہے اسکی شرقی دیوار مین تین دروازے
جسکی چوکهٹین سنگ مرمر کی اور ایک ایک در شمال و جنوب رویه غرب کیطرف
میانه مین جو کهٹ خشتی جسکی بغلو نمین دو دراونکی چوکهٹین سنگ مرمر کی اوسکی اندر
جهان مڑهیان هین طول ساڑهی سوله گز اور عرض پونی چار گز زمین پر فرش چونه
گچ اسمکان کی بهی تین درجی هین میانه درجے کی سقف قالبولی جو فاصل تین درجون کے
هی، درجه شمالی کیطرف سقف گنبد والی اسکے میانه مین سر زمین ایک تهڑه خشتی مربع
اوسکی میانه پر نشان مڑهی مهاراجه کهرک سنگ جسکی چارون گوشون پر اور چار مڑهیان
رانیونکی جو ساتهه ستی هوئی تهین ایک رانی همشیره سردار منگل سنگه جسکا نام ایسر کنور
تها اور تین لونڈیان جنوب رویه ایسا هی تهڑه خشتی اوسپر مڑهی نونهال سنگه کی اسکے
تهڑه پر اور دو مڑهیان ایک رانی پٹرے والی کی اور دوسری په هوڑ والی کی
اندر بطرف شمال زینه واسطے اوپر جانیکے وهاستهیل درجه زینه سنگ سرخ چڑهکے
اوپر جاتی هین اوپر چهت پر فرش چونه چارون طرف دیوار و فصیل بلند خشتی سفید فقط
فقط بنی هین دو نو چبوتره مانی مڑهیان مهاراجه کهرک سنگه و نونهال سنگه کی دو گز اونچے رکهی هوئی
هین سماده مهاراجه کهرک سنگه پر تین آدمی ملازم هین ایک نهال سنگه دوسرا وچن
سنگه تیسرا گنڈا سنگه وچن سنگه اور نهال سنگه راگی هین اور گنڈا سنگه گرنتهی خادم سماده
وغیره کرتا ہے اور کنور نونهال سنگه کی سماده پر فقط بهائی بڈه سنگه گرنتهی ہے مکان هذا مین
اگرچه مهان سنگه باین زور هی مارا نجاتا تو بهت عمده عمارات تیار هوتین مگر اب بهی جسقدر
عمارت تیار هوئی ہے دلچسپ خوشنما هی اب تک منجانب سرکار دولتمدار انگریزی کے
صرف بالحتیاج بخوبی عنایت هوتا هی اور مرمت همیشه سال بسال هوتی رهتی ہے —
سبحان الله این قصه که بر چرخ همیز و هیله برد رگه آن شهان نهادند هی روے

دیدیم لب پر لشکر دانش ناختہ ٭ تشبیہ بمیلعت گرگوکوکو ٭ حال مہاراجہ
رنجیت سنگہ جب گورو گوبند سنگہ صاحب دسوین گورو سکہوں کی سمت سترہ سو باسی
میں سرگباش ہوگئی تو انکے بعد چہوٹے چہوٹے سکہہ سردار اپنے آپکو آسر ملک و مذہب
خیال کرنے لگے اور جسقدر سلطنت سلاطین ہند میں تنزل آتا گیا اوسیقدر یہہ لوگ زور
پکڑتے گئے بعد ازان احمد شاہ ابدالی نے اونکو گوناگون تکلیفیں پہونچائیں لوٹا مارا مگر قدرت
الٰہی سے وہ لوگ روز بروز ترقی یاب ہوتے گئے انکے بعد سنہ سترہ سو باسٹہ عیسوی میں شاہ
و صوبہ سمانہ میں آیا اوسکی پہونچتی ہی سکہہ لوگ بہاگ کر بعبور دریای ستلج سرہند جنگل گئے
وہاں رنجان بلکہ مہدی بحکم احمد شاہ ابدالی کے انکا مقابلہ کیا اور ایسا جدال و
قتال واقع ہوا کہ جسمیں قریب تہا کہ پہٹان لوگ شکست ہوجاوین اسی اثنا میں احمد شاہ نے
اسپر یورش کی پہر تو ایسی لڑائی ہوئی کہ سکہہ لوگ بہاگ نکلے پندرہ بیس ہزار آدمی
انکے مجروح و مقتول ہوئے اس لڑائی کا نام سکہوں نے گلہوگہارا یعنی قتل عام رکہا اور
جب احمد شاہ ابدالی سنہ سترہ سو تہتر عیسوی میں مرگیا اور سلطنت دہلی سمت اتہارہوین
صدی کے پکر حیثیتی میں بالکل کم زور بلکہ کالعدم ہوگئی تو اسوقت سکہوں نے فرصت پاکر ملک پر
تسلط کرکے آپسمیں تقسیم کرلیا اسوقت انکی بارہ مثلین یعنی جماعتیں مقرر ہوئین انمیں اونکے
ساتہہ ستر ہزار سوار و پیادہ جان باز قوم سکہہ سے موجود تہا تفصیل ان بارہ مثلونکی یہہ ہے
پہلی مثل بہنگیونکی جسمیں ہری سنگہ اور جہنڈا سنگہ اور گنڈا سنگہ قوم جات ضلع لاہور جنکے
تحت دس ہزار سوار تہا سردار تہے چونکہ وہ اکثر بہنگ پیا کرتے تہے اسواسطے نام اونکی مثل
کا بہنگیونکی مثل مشہور ہوا اور اونکی نام سے مشہور ایک بڑی توپ ساختہ احمد شاہ ابدالی
مقام لاہور بارہ دری باغ نواب وزیر خان میں جہان اب کتاب گہر ہے کہڑی ہے دوسری
رامگہڑیاں کی جسکا سردار دیسا سنگہ رہنی والا رام گڈہ کا تہا تیسری مثل کنہیان اشتہی
گہنیا اسکا سردار جیا سنگہ جو ضلع شرقی لاہور پر حاکم ہوگیا تہا اسکی تحت بیس ہزار سوار تہے

اسکی موقع غنی پین جو لاہور سے شرق و بیچ چوتہی مثل آلووالیہ کی سردار اسکا جسا سنگہ قوم کلال
مکانات مقبوضہ اسکی ہردو طرف ستلج اگرچہ زیر حکم اسکے تین ہزار سوار تہی مگر سکہہ لوگ اسکو
بباعث کثرت عقل و دولت کی اپنا بادشاہ کہتے تہے بعہد مہاراجہ رنجیت سنگہ جسقدر ملک شمال
رویہ ستلج اسکے قبضہ مین رہا تہا بالعوض اسکے کچہہ فوج مہاراج کو ادای خدمات کیواسطی دیاکرتا
تہا اور اب تک راجہ نہیر سنگہ پڑوتا سردار جسا سنگہ جسکے باپ سردار نہال سنگہ کو سرکار انگریز
سے خطاب راجگی کا عطا ہوا اپنی علاقہ کپورتلہ مین حاکم ذی اختیار ہے (یعنی زیر حفاظت سرکار
انگریزی اپنے علاقہ مین اختیار کلی رکہتا ہے) اور جو ملک آن روی ستلج انکی قبضہ مین تہا
وہ ضبط ہوگیا ہے - پانچوین مثل نکر معروف نکیان کی سردار انکا پریم سنگہ قوم جاٹ جو ملتان
کیطرف موضع نکر مین رہتا اور زیر حکم گیارہ ہزار آدمی رکہتا تہا چہٹی مثل ڈلیوالیہ سردار انکا تارا سنگہ
قوم کاکید ریا جاسے مقبوضہ اسکی متصل ستلج جسکی بیچ سات ہزار سوار تہا وہ تارا سنگہ ساکن موضع
ڈلی جو دریای راوی کے کنارہ پر واقع ہے تہا اسی باعث سے وہ مثل اس نام سے مشہور
ہوگئی ساتوین مثل نشانوالہ سردار اسکی سنگت سنگہ موہر سنگہ آزروی ستلج مین جسکی تحت
بارہ ہزار سوار تہی اور سابق مین شہر انبالہ بہی انکی قبضہ مین تہا اب انکی قبایل سے کوئی باقی
نہین ہے آٹہوین مثل سوکرچکیا سردار اسکا چڑہت سنگہ قوم جاٹ مکان مقبوضہ اسکا سوکرچک
اسکی زیر حکم دو ہزار سوار تہی چڑہت سنگہ مورث اعلی مہاراجہ رنجیت سنگہ ہی نوین مثل فیض اللہ
پوریہ عرف سنگہ پوریہ سردار اسکی کپور سنگہ خوشحال سنگہ قوم جاٹ جای مقبوضہ نواح
ستلج اسکی زیر حکم دو ہزار پانسو سوار فیض اللہ پور ایک گانو متصل امرتسر کی واقع ہے سکہوں
نی نام اسکا سنگہ پور رکہا ہے جو ملک انکا شمال رویہ ستلج تہا اوسپر رنجیت سنگہ نی اپنا قبضہ
کرلیا تہا مگر زمین شرقی ستلج اب تک اونکی اولاد کی قبضہ مین ہے دسوین مثل کرورڑا اول انکا
سردار کرورڑا سنگہ اور بعد ازان بگہیل سنگہ قوم جاٹ اضلاع شرقی ستلج مین اونکی تحت
بارہ ہزار فوج تہی پہلا سردار لاولد مرگیا اور دوسرے کی بیوہ اب تک زیر حکم سرکار انگریزی

شرق کیطرف ستلج کی تالیش وہاں بھی گیارہویں مثل شہید ہے انکی سردار گوربخش سنگھ
کرم سنگھ ضلع ہای شرقی ستلج میں جسکی پیدائش تین ہزار فوج تھی کوئی بزرگان سرداروں کا مقام
دمدمہ میں جو قریب روپیہ بٹالہ واقع ہی قتل ہوا تھی وجہ شہرت نام مثل ہے بارہویں مثل پھولکیان
سردار انکا بھی راجہ آلا سنگھ بعد امر سنگھ وغیرہ قوم جاٹ اضلاع شرقی ستلج میں تھی اوسکی تحت
میں پانچ ہزار فوج تھی اور پھول ایک میدار تھا کہ اوسکی اولاد سے راجہ نابھہ و راجہ پٹیالہ و راجہ
جیند و راجہ کیتھل ہیں اور تمام ملک انکا بر حمایت سرکار انگریزی ملک محفوظ مین واقع ہے
منجملہ انکی علاوہ کیتھل بباعث لاولدی ضبط ہوگیا اور پیر چہارم حصہ نابھہ کا بباعث سازش
کی ہمراہ فوج سکھونکی ہنگامہ لاہور مین ضبط ہوا اور بقیہ بدستور از آنجا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ
ان سکھوں میں بڑا نامی ہوا تھی لہذا مختصر حال اسکی خاندان کا تحریر کرنا مناسب بھی واضح ہو
کہ سن چودہ سو ستر عیسوی میں ایک ہندو جاٹ مسمی کالو موضع سندی ناہٹی میں جو بنام بٹ
کی مشہور ہے لاہور سے بفاصلہ چالیس یا پچاس میل گوشہ شرق میں واقع ہے رہا کرتا تھا یہ شخص بباعث
نااتفاقی اپنی گاؤں کو چھوڑکر موضع سانسی میں جو متصل امرتسر ہے جا کر آباد ہوا
اس گاؤں میں اکثر قوم سانسی رہا کرتی تھی جنکا پیشہ قزاقی تھا وہاں اوسکی گہر میں ایک لڑکا
پیدا ہوا جسکا نام اوسنی جادوم ہٹی رکہا مگر بعض لوگ اوسکو مادو سانسی بھی کہا کرتے تھے
سن چودہ سو اٹہتر عیسوی میں وہ گاؤں موضع سندہ میں جو دیرہ آباد سے چار کوس ہے جاکر
رہا اور وہیں فوت ہوا بعد اوسکی جادوم نی سانسیو کا پیشہ اختیار کیا اور سنہ ۱۵۱۵ پندرہ
عیسوی میں ایک لڑائی میں مارا گیا بعد اوسکی اوسکا بیٹا غالب ہی باپ کی طریقہ پر گذارہ کرتا
رہا آخر سن پندرہ سو پچاس میں بمقام موضع سندہ باعث زخموں کی مرگیا بعد ازاں مسمی
کدارا کا بیٹا اوسکا موضع سندہ سے اوٹہکر پہلی موضع کہالی میں اور پہر سن پندرہ سو چھپن
میں موضع سکرچک میں جاکر آباد ہوا یہہ گاؤں گوجرانوالہ سے قریب دہ کوس ہی وہاں اوسنی
کھیتی کاشتکاری کا شروع کیا اور سنہ پندرہ سو اڑسٹھ عیسوی میں دو لڑکے مسمی راجہ

برہو چھوڑ کر مرگیا راجہ پوری موضع سکرچک مین دوکان بنائی اور گرد نواح دیہات مین نمک اور
تمباکو بیچا اور فروخت کرنا شروع کیا آخرکار سن سولہ سو تینتیس عیسوی مین وہ بہی مرگیا اوسکی تین
لڑکی باقی رہے ایک بہلو دوسرا تخت تیسرا نیلو اونمین سے بہلو اور نیلو ایک خانہ جنگی مین مارے
گئے اور مسمی بخت مدت العمر دوکان داری کرتا رہا اوسکو یہہ وسعت ہوگئی تہی کہ سود بہی اور دو
بہی قرض پر چلاتا تہا سن سولہ سو ترپن مین وہ بہی مرگیا اوسکی دو لڑکے رہے ایک نودہ دوسرا
بہارا منجملہ اونکی مسمی نودہ بعمر اٹہارہ سالکی ڈاکہ زنی مین مارا گیا اور مسمی بہارا اپنی لیاقت سے
نصف زمین سکرچک پر قابض ہوگیا چونکہ وہ ایک سکہہ کا چیلا تہا اسواسطے اوسکو بہائی
بہارا کہا کرتی تہے اوسنی گرنتہہ پڑہنا شروع کیا اگرچہ رغبت اوسکی سکہونکی مذہب کیطرف بدرجہ
کمال تہی لیکن تاہم ہونا رہا اور پوہل نہ لی یعنی مونڈ نہوا آخرکار تقنا سر کے بال منڈائی
موقوف کئی سن سولہ سو اٹہاسی مین مرگیا اوسکی بیٹی بدہو نامی نی حسب وصیت اوسکی گرنتہہ
پڑہنا شروع کیا اور سن تمیز مین امرتسر جاکر پاہل لی اور سکہہ بن گیا اور بدہو نامی اوسکا بدہ سنگہہ ہوا
اوسنی گانو مین ایک جو بلند ہوا اور کچہہ رتبہ پیدا کیا گانوکی لوگون نی اوسی چودہری اپنا قرار دیا یہہ
شخص بڑا لٹیرا تہا ایک گہوڑی ابلق اوسکی سواری مین تہی جسکا نام دیسی مشہور تہا اسواسطے
اوسکو دیسو بدہ سنگہ بہی کہا کرتی تہے وہ سن سترہ سو سولہ مین راہی ملک بقا ہوا اوسکے
دو بیٹی باقی رہے ایک نودہ سنگہ دوسرا چندر بہان سنگہ نودہ سنگہ سے تو رنجیت سنگہ کا خاندان
شروع ہوا اور چندر بہان سنگہ سے سندہانوالیان کا خاندان نکلا سن سترہ سو بیالیس عیسوی
مین نودہ سنگہ بضرب بندوق مارا گیا بعد اوسکی چڑت سنگہ بیٹا اوسکا جانشین ہوا اوسنی
موضع گجرانوالہ مین ایک گڑہی بنائی جسپر خواجہ عابد صوبہ دار لاہور نی بسن سترہ سو
چوسٹہہ مین فوج کشی کرکے مسمار کردیا اسپر دوبارہ لڑائی ہوئی اسوقت فوج سکہہ
جو خواجہ عابد کی ہمراہ مین تہی انمین سے کچہہ تو ہم قوم سکہونسی مل گئی اور باقی خوفناک ہوکر
بہاگ نکلی سکہون کو فتح نصیب ہوئی بعد ازان احمد شاہ ابدالی کی حملون نی اونکو بہت

سلک کیا آخر کار جس زمانہ میں کہ شاہ موصوف مرگیا سکھوں نے ملک باہم تقسیم کر لیا اور چڑہت سنگھ ہوکر چکیا مثل کا سردار مقرر ہوا ایکدفعہ یہہ شخص ملک جموں کی طرف لڑائی کے جاتا تھا کہ وہاں باعث پھٹ جانے اپنی بندوق کی بعمر پینتالیس سالہ مرگیا بعد اوسکے سردار مہان سنگھ بیٹا اوسکا بعمر دہ سالہ قائم مقام اوسکا ہوا یہہ شخص سترہ سو چہتر عیسوی میں شادی راجہ مہان سنگھ کی والی جیند کی دختر سے ہوئی اور سنہ ۱۷۸۰ع میں مہاراجہ رنجیت سنگھ اوسکے گہر تولد ہوا اوس وقت سردار مہان سنگھ نے جموں پر حملہ کیا اور اوسپر قابض ہوکر وہاں سے بہت مال غنیمت حاصل کیا تب سے طاقت اور زور اس مثل کا اور مثلوں سے زیادہ ہونے لگا اس عرصہ میں سال سترہ سو بانوے میں وہ بھی بعمر ستائیس سالہ راہی ملک عدم ہوا اوسوقت مہاراجہ رنجیت سنگھ بارہ برس کا تھا اس باعث سے والدہ اوسکی گدی نشین ہوئی جب مہاراجہ مذکور سترہ برس کا ہوا تو وہ خود بخود مختار ہوکر حکمرانی کرنے لگا؛

مختصر حال واقعات مہاراجہ رنجیت سنگھ

سن سترہ سو اسی میں رنجیت سنگھ پیدا ہوا جب وہ بچہ تھا اوسکو اسقدر چیچک نکلی کہ کسیکو اسکی امید زیست نرہی آخر کار صحت تو ہوئی لیکن اس عارضہ سے ایک آنکھ اوسکی جاتی رہی جب وہ سن تمیز کو پہونچا تو اوسنے اپنی والدہ کو باعث بدکاری مار ڈالا جب سن سترہ سو ستانوے عیسوی میں شاہ زمان بادشاہ کابل نے ملک پنجاب پر حملہ کیا بعد اس سترہ سو اٹھانوے میں رنجیت سنگھ نے توپیں اوسکی دریائی جہلم سے نکلوا دیں اسکی عوض شاہ موصوف نے اجازت دی کہ تم اگر لاہور پر قبضہ کر لو اوسوقت تین حاکم لاہور پر تھے رنجیت سنگھ اپنی اور اپنی ساس کی فوج ہمراہ لیکر لاہور پر قبضہ کیا اور لاہور دار السلطنت ہو گیا اٹھارہ سو دو میں اوسکے گہر میں شاہزادہ کہرک سنگھ پیدا ہوا اس عرصہ میں گجرات وغیرہ مقامات قریب قریب میں متفرق لڑائیاں ہوئیں جنمیں وہ فتحیاب ہوا اسی سال میں وہ اٹک کی طرف گیا جسپر قبضہ کرکے سب سردارونکو اپنا مطیع کیا مقدور چا

صوبہ دار ملتان سے بڑی لڑائی ہوئی انہین دنون سن اٹھارہ سو پانچ مین مرہٹی سرداران کو ہزیمت ہوئی
اثنا مین اوسکو خبر ملی کہ جسونت راو ہلکر اور نواب امیرخان پنجاب کو آتی ہین اور انگریزی
فوج اونکی تعاقب مین ہی یہہ سنکر وہ امرتسر کو گیا اور بدقت تمام اوس فتنہ کو فرو کیا ہولکر
رنجیت سنگہ سی مایوس ہوکر انگریزون سی مصالحت کرلی اور کم تعدی سی سنہ ۱۸۰۶ع کو واپس
چلا گیا بعدہ رنجیت سنگہ انبالہ مین گیا اور وہانکی سرداران سکہون کو تنگ کرنے لگا آخرکار بمعرفت
سر چارلس منکاف صاحب بہادر سنہ ۱۸۰۹ع مین ایک عہدنامہ لکہا گیا اور حد ملک پار ستلج مقرر ہوگئی
اسی سال مین وہ بطرف کانگڑہ گیا وہان امرسنگہ گورکہہ نے محاصرہ کیا ہوا تہا پہر ماہ اگست ۱۸۰۹ع
سن مذکور مین یہہ قلعہ رنجیت سنگہ نے لے لیا پہر اوسنے اپنی فوج کو قواعد سکہانی شروع کی
سنہ ۱۸۱۳ع مین شاہ شجاع الملک ولایت سی ۔ا جنوری کو مفرور ہوکر یہان آیا اور رنجیت سنگہ
سی ملاقات کی رنجیت سنگہ نے اوسکو تنگ کرکے جواہر کوہ نور جو اب ملکہ معظمہ انگلستان کے پاس
لندن مین ہی اوس سے چہین لیا سنہ ۱۸۱۸ع تک اوسنے سوای مثل فیض اللہ پوریہ کی سب
شاہون کو زیر و زبر کردیا آخر سنہ ۱۸۱۸ع وہ مثل بہی مطیع حاکم ہوگئی پہر دل جودہ سنگہ سی سب
ملک چہین لیا پہر سنہ ۱۸۱۲ع مین کہڑک سنگہ کی شادی ہوئی اور ملک بہنبر بہی فتح ہوا سنہ ۱۸۱۳ع
مین کوہستان مین جاکر راجہ سنسار چند سی خراج لیا اور رام گڑہیا مثل کا ملک جو دوآبہ
جالندہر مین تہا ضبط کیا سن اٹھارہ سو اٹھارہ مین بسرکردگی کہڑک سنگہ فوج نے ملتان پر یورش
کی ملتان فتح ہوا اور مظفر خان کیواسطی لاہور مین کچہہ بخشش مقرر ہوئی بعد اوسکی اوسنے
خود جاکر قلعہ خیرآباد کیا اور جہانگیرا کو فتح کیا پہر پشاور کو گیا محمد زمان والی پشاور تاب
مقاومت نہ لاکر بہاگ گیا اور اوسکا قبضہ وہان بہی ہوگیا جب یہہ چلا آیا تو پہر اوسنے وہان
قبضہ کرلیا سن اٹھارہ سو انیس مین ملک کشمیر فتح ہوا پہر سن بائیس عیسوی مین قلعہ جموں
راجہ گلاب سنگہ اور سوچیت سنگہ کو مرحمت ہوا پہر رنجیت سنگہ نے از رہ ستانی خلعت راجہ سنسار چند
کو پیغام بہیجا کہ تم اپنی دختروں کی شادی ہمارے راجپوتی یعنی راجہ دہیان سنگہ و گلاب سنگہ

ہو کر وہ قوم افغان مہاراجہ کو عمل ہوگا والا یہ فقط اوسکی ملک تھوڑا قبول کیا اور — باطل
سمت قول قسم کیا فقط مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بہت سکہ اس حوصلہ اور سرادت جاندادی ترحیت
کیا کرتا تھا اوسکا ملک بھی فقط ہوا ۱۸۲۱ء میں کھڑک سنگھ کے بیٹا نونہال سنگھ پیدا ہوا ایک
میں دوسرا صاحب ... صاحب فرانسیس آکر اس سرکار میں نوکر ہوئے ۱۸۲۲ء میں
پھر سادہ مروج کشتی ہوئی جس وقت عظیم خان بھاگ گیا اور پھولا سنگھ اکالی مارا گیا اور
باج گذار قسمت اسکا لشکر ... ہو گیا ۱۸۲۶ء میں احمد شاہ نامی ایک سید نے بارادہ جہاد سرکار
خوش اکیش میں بعد کئی معرکوں کے مارا گیا پھر ۲۷ جون ۱۸۳۹ء کو روز جمعرات مہاراجہ رنجیت سنگھ
جو بہت بیمار تھا مر گیا مقام نمایش قدرت الٰہی ہے ع جس کا تماشا الٰہی ... مہاراجہ
رنجیت کچھ لکھا پڑھا نہ تھا مگر ایسا دانا تھا کہ کاغذات دربار جو سنا کرتا اسلام حکم سے ... وقف
تھا اگرچہ انگریز کر تک سدہ کا تھا مگر انگریزوں کی جمع کیا فقط سواری اسپ کا اسکو بہت
شوق تھا جہاں اچھا گھوڑا سنتا تھا طلب کر لیتا تھا **مختصر حال وزرائی**
مہاراجہ رنجیت سنگھ - اگرچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سرکار میں صدہا امیر کبیر دربار
نشین تھے مگر انمیں سے نامی گرامی سردار جمعدار خوشحال سنگھ اور فقیر عزیز الدین و خلیفہ
نور دین و دیوان دینا ناتھ و سردار تیج سنگھ تھے اور عہدہ وزارت پر راجہ دھیان سنگھ
بھی ... سرداران سردار تھا اب انمیں سے چندے وسارادار کا حال تحریر کرتا ہوں ...
ہوکر گلاب سنگھ جو آخر کار مہاراجہ جموں و کشمیر ہوا اولاد راجہ رنجیت ... دیو سنگھ ...
در راجہ ... تھا اوسکا چھوٹا بھائی دھیان سنگھ اور اوس سے چھوٹا سوچیت سنگھ ان تینوں
بھائیوں ... اوسکے ... ہوا ... میاں کہلاتے تھے
... اولاد و لیعہد ... میاں کہلاتے تھے بعہد مہاراجہ رنجیت سنگھ
... بھائی بڑی طاقت ور ہو گئی اونکو ایک ایک راج ملا اوس وقت سے یہ لوگ راجہ ہو
ہوئے اور اصل خاندان راجوں کا حق راج تھا ... ہو گیا آخر کار راجہ دھیان سنگھ

اور سوچیت سنگہ لاہور مین مارے گئے   راجہ گلاب سنگہ ان سبکی دولت و مال پر قابض ہوا
پہر سنہ ۱۸۴۶ع مین بعد جنگ دوآوارگی سکہان ملک کشمیر وغیرہ پہاڑی ملک بعوض پچہتر لاکہہ روپیہ
صاحبان عالیشان سے خرید کرکے مہاراجہ جمون و کشمیر بنگیا اب مہاراجہ رنبیر سنگہ خلف
اسکا مالک راج ہی بعد ماری جانی راجہ ہیرا سنگہ کلان فرزند کی راجہ دہیان سنگہ کی دو لڑکی
باقی رہے ایک جواہر سنگہ دوسرا موتی سنگہ راجہ جواہر سنگہ جمون سے خارج ہوکر بیچ پنجاب مین فوت ہوا اور
موتی سنگہ بخدمت راجہ رنبیر سنگہ موجود ہی ترقی انکی یون ہوئی کہ پہلی راجہ دہیان سنگہ
بخدمت مہاراجہ رنجیت سنگہ کے اکرار دیوڑہین بہ تنخواہ معمولی ملازم ہوا یعنی پانچ روپیہ ماہواری بعد چندے
ڈیوڑہی دار مقرر ہوا اسوقت اوسنے اپنے بہائی گلاب سنگہ و سوچیت سنگہ کو بلوایا وہ دونو
بہ تنخواہ ایکروپیہ یومیہ زمرہ سواران اولی مین ملازم ہوی بعد ازان راجہ دہیان سنگہ کو دیوڑہی
عطا ہوئی بعہد سکہان یہہ عہدہ بڑا معزز تہا یعنی بغیر اجازت اسکی کے کوئی دربار مین نہ جا
سکتا تہا پہر مدت مدید وزیر ہوکر بدیانت تمام کارگزار رہا آخر کار اجیت سنگہ سندہانوالیہ قاتل
مہاراجہ شیر سنگہ کی ہاتہہ سے بروز قتل مہاراجہ شیر سنگہ مارا گیا اور سوچیت سنگہ کو راجہ ہیرا سنگہ
خلف کلان راجہ دہیان سنگہ نے بعہد وزارت خود بمقام خانقاہ درس میان وڈا صاحب
قتل کرایا وہ لاولد تہا مختصر حال اسکا حال میان وڈا صاحب مین درج کتاب ہذا ہے فقط
جمعدار خوشحال سنگہ عم راجہ تیجا سنگہ قوم کا برہمن ساکن اکڑہی جو متصل سروہند کے ہے
اول پلٹن مین گورگا بعد ازان سپاہی پہر خدمتگار سرکار یون مقرر ہوا کہ ایک رات کا ذکر
ہے کہ مہاراجہ صاحب ہمراہ بیوی موران طوائف عیش و عشرت بمقام شمن برج قلعہ
لاہور مشغول تہے اور پہرہ دروازہ پر خوشحال سنگہ کا تہا آدہی رات کیوقت مہاراج نے
بولایا کہ کوئی ہے اوسنے عرض کی کہ حاضر ہون جب اندر بولایا تو اوسنے کہا کہ مین ملازم
پلٹن ہون بلا حکم افسر خود آنا میرا دشوار ہی سرکار کو یہہ سخن اوسکا پسند آیا دوسرے روز اسکی
افسر کو حکم بہیجکر اوسکو اپنے پاس رکہنا شروع کیا پہر اوسکو مہاراج نے سکہہ بنایا اسوقت

اوسنے عذر کیا کہ میں رہتک اگر میں اپنا یہ ہم چھوڑ دوں تو بدنام ہونگا اگر آپ کی عزت لغرض
عزت نگاہ رکھنی ہو تو میں سکھ ہوں مہاراج نے عہد کیا کہ تیری عزت روز بروز زیادہ ہوگی
ہر امر میں تو مشیر ہوگا آخرش شدہ شدہ وہ ایسا روبرو اور امیر اور مصاحب ہوگیا کہ فیصل احکام
مہاراجہ صاحب بھی جب مرضی خود کرتا تھا اتنک لاہور و امرتسر میں حویلیاں اور باغ اوسکی
مروت کی یادگار ہیں سردار تیج سنگھ بھتیجا اوسکا آخر کار بعہد سرکار انگریزی راجہ سیالکوٹ مقرر
ہوا اب بھائی اوسکا وارث ہرنام سنگھ رئیس شیخوپورہ خود مختار ہے اور جمعدار خوشحال سنگھ کا صاحبزادہ
سردار بھگوان سنگھ رئیس متگذرہ یہ ہر دو رئیسان شاہانہ ٹھاٹھ سے ہر ایک روپیہ سالیانہ کی جاگیر دام مقرر
راجہ ہرنام سنگھ کی انتظام ریاست اچھا نیکنامی سے کیا ہوا ہے اور سردار بھگوان سنگھ باعث
فضول خرچی کے بہت تنگ ہیں بارہا سرکار نے انکا انتظام فرما دیا اور نصائح عمدہ سے سمجھایا
مگر انہوں نے ادہر توجہ نکیا اب امرتسر میں رہتے ہیں کہتے ہیں کہ بڑا بھائی انکا بڑا لائق تھا مگر
وہ داغ مہاجرت باپ کی کا چھاتی پر رکھکر مر گیا یہ جمعدار صاحب بڑے سخن پرور اور تھا درست
مہاراجہ صاحب تھا اور راجہ ایسا تھا وعدہ کیا اسلئے کوئی کام بغیر مشورت انکی کے کرتے تھے
اور اگر کوئی التماس کرتا تھا تو سنتے تھے اور دیوان دینا ناتھ صاحب مخلص سوز خود
مصاحب سرکار انگریزی خطاب راجگی سے سرفراز ہوئے تھے خلف پنڈت سمت مل قوم [illegible]
پہلی دہلی سے آکر مصدی دیوان بہوانی داس پشاوری کے ملازم ہوئے اور بعد ازاں شدہ شدہ
سرکار کی دیوانی کل ہوگئی یہ شخص نہایت متردد سست رحم دل ناصح سخی قدر دان اہل علم و
ہنر تھا صد ہا بتقرری کی مکانات عالیشان ہوا دیے اور ماسوا اونکی شوالے اور دہرمسالہ ہر
خاصکر ایک بڑا شوالہ لاہور کی کوتوالی کے پاس اور ویسا ہی باغ عالیشان شرق رویہ لاہور
موجود ہے یہ آدمی بڑی تعصب اور رعایت دل تہا اب اسکی دو بیٹے موجود ایک دیوان امرناتھ
متخلص بہ اکبری جو ہر علم میں علامہ زمان اور شاگرد والد مع بھی چار ہزار روپیہ سالیانہ سرکار
انگریزی سے ملتا پاتا ہے دوسرا کشور بخش ناتھ اسکی پنشن مقرر ہوئی دیگر حسب مرضی

راجہ صاحب مالک کل جایداد پدری ہی اب ایک لاکہہ روپیہ سود ہی انکا سرکار
جمع ہے اوسکا سود یانسو روپیہ ماہواری اونکو ملتاہی **حال خاندان فقیر**
صاحبان فقیر عزیز الدین صاحب تین بہای تہے ایک تو یہہ حضرت اور دوسر
خلیفہ نورالدین صاحب متخلص بہ منور (شعر فارسی بہت اچہا صاف و شگفتہ کہا کرتی
تیسری فقیر امام الدین انکا خاندان لاہور مین خاندان فقیر صاحبان اور حکیمون کا مشہ
اول بزرگ انکی اُچ شریف سیدان مین سکونت پذیر تہے اور خلافت سادات اُچ کو انکی
تہی انہین سے حضرت غلام محی الدین صاحب فن طبابت اور جراحی مین یہہ طولی رکہ
حضرت شاہ سردار صاحب خلف الرشید جناب حضرت پیر محمد شاہ صاحب گیلانی جوا
ہین بڑی سید صحیح النسب اور معزز مشہور ہین انکا حال انکا علیحدہ درج کتاب ہذا ہو چ
بیان فرماتی ہین کہ بعہد نواب خان بہادر وہ اُچ شریف مین رہتی تہے اس اثنا
نواب خان بہادر کی رخسارہ پر دنبل نکلا ہر چند اوسنی معالجہ کیا صحت نہوی
دورہ کنان اس نواح مین گیا اور سادات اُچ شریف سے استمداد دعا کی اونہو
دعا فرماے اور حال غلام محی الدین صاحب کا بہی بیان کیا کہ یہہ حکیم حاذق ہی آ
اوس سے علاج کراوین وہ اونکو اپنے ہمراہ لاہور مین لی آئے اور اونسی علاج
فضل الہی سے اونکو صحت کلی حاصل ہو گئے بہت سا انعام و اکرام اونکو عطا کیا
یروز ترقیات سے سرافراز ہونے لگے پہر اونکی اولاد سے حکیم عبد اللہ صاحب عالم
ظاہری و باطنی ہوی چنانچہ الی ہذا الیوم خدام اونکی سلسلہ کے موجود ہین اونکی
زادی یہہ فقیر صاحبان اول مہاراج کے معالج اور پہر شدہ شدہ وزیر با توقیر او
الہام مقرر ہوی مگر سبحان اللہ یہی دولت فقر باوجودیکہ رکن رکین سلط
مہاراجہ تہے مگر درویشی کو نچہوڑا ہمیشہ رنگ گیر و امطبوع طبع رہا اور عجز و انکسا
یہان تک تہا کہ مشہوری خاندان باسم فقیر صاحبان ہو گئے بارہا نایب سلطن

ہوئے جو سہ دارالاہور وامرتسر رہے وکالت دربار انگریزی کی بھی انکی خاندان میں
رہی خیرخواہ اور عزت ملک اپنی سرکار کے اسقدر رہی کہ مشہور ہے انکو بعد وکیل ہونے کے
حضرت جناب لارڈ گورنر صاحب بہادر نے مہاراجہ کلاں بہادر گیا لارڈ صاحب بہادر
نے پوچھا کہ فقیر صاحب مسموع ہوا ہے کہ مہاراج صاحب یک چشم ہیں آپ بیان فرماویں
کہ کونسی آنکھ سے معذور ہیں انہوں نے بہ لیاقت تمام جواب دیا کہ جہاں پناہ مہاراجکی
وہ صولت و شوکت ہے کہ کسی شخص کا یارا نہیں کہ انکی چہرہ مبارک کیطرف آنکھ بھر کے
دیکھ سکے خصوصاً یہ فقیر بخرید مہائی سرکار کے کبھی کسی اور طرف نظر بھر کے نہیں دیکھا ہمیشہ
اپنی آقا کی قدموں کیطرف خیال رکھتا ہے اس باعث سے معلوم نہیں کہ وہ کونسی آنکھ ہے لارڈ
صاحب بہادر نے اس لیاقت کے جواب سے خوش ہو کر خلعت نہایت بیش بہا عنایت کی اور یک
طلائی پر احسنت فرمائی قلعہ گوبندگڑھ واقع امرتسر جسمیں خزانہ رہا کرتا تھا وہ بھی فقیر
امام الدین صاحب کی سپرد تھا فیض عام کا یہ حال تھا کہ ہر ایک مسافروں کو یہاں تک
سے آرام رہتا تھا شفاخانہ خیراتی اور مدرسہ جاری تھے الغرض شرافت و سخاوت میں آپ
مثل نہ رکھتے تھے ہر ایک ادنی و اعلی لاہور کا جانتا ہے کہ قدیمی عالی خاندان شریف الذات
حلیم الطبع خلیق المزاج متواضع سلیم خیرخواہ خلائق یادگار شریفان سابق ہیں ۔
یہ تینوں بھائی بڑے قابل صاحب علم حلیم الطبع تھے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ انکی قول
و کلام پر بدرجہ کمال اعتبار رکھتا تھا طب بھی حاذق تھے چنانچہ لاہور میں بھی ایک دار
الشفا سرکاری جو خیراتی جاری کر رکھا تھا کبھی ان صاحبوں نے دعوی امیری
کا نہ کیا ہمیشہ فقیر کہلاتے اور ہمیشہ دستار رنگ گیرو رکھتے تھے بلکہ رنگ دوشالہ و جامہ
ہائے پوشینہ بھی انکی فقیرانہ رنگ کی ہوتی تھی فقیر عزیز الدین اور خلیفہ نورالدین صاحب شاعر
بھی تھے چنانچہ خلیفہ نورالدین صاحب کا تخلص مسرور شعر فارسی نہایت پاکیزہ
کہتے تھے اور اکثر کار خیر انسے سرزد ہوتی ہے چنانچہ لال مسجد بیچ جہاں انکی والد کی مزار

پرانوار ہے ایک مدت تک ان جاری تہا جسمین مولویصاحب لکہی والے درس دیتے اور بعد ملفوظ الہیہ
عملون کو ان دیار جو ہی اونکی بہانسی مانا تہا الغرض جسقدر اوصاف انکی شرافت خاندانگی
کی تہا وسے کم ہی فقیر عزیز الدین صاحب کی تین صاحبزادی تہی رہی ایک فقیر چراغ الدین
دوسرے جمال الدین تیسرے رکن الدین چراغ الدین کی بعد چار صاحبزادی رہے ایک فقیر سراج الدین
جو بہار لیوہ مین قتل ہوی دوسری شہسوار الدین اور تیسرے شہنواز الدین برگ خود فوت ہوی
فقیر شہنواز الدین ہمراہ برادر خود مجروح ہوی فقیر چراغ الدین کا بیٹا فقیر فیروز دین باقی
ہی اور فقیر امام الدین کا فرزند تاج دین تہا سو مرگیا اب اوسکا بیٹا معراج دین باقی ہے
اور خلیفہ نور دین کے یہان چار صاحبزادی ہوی ایک فقیر ظہیر الدین استاد مہاراجہ دلیپ سنگہ
جواب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہار ہی دوسرے شمس الدین جنکو اب خطاب خانی عنایت ہوا ہے
انریری مجسٹریٹ لاہور تیسری فقیر قمر الدین وہ بہی تہانیہ خلیق چوتہی فقیر حفیظ الدین یہ ہم
حضرات سب کی سب پنشن خوار سرکار ابد پایدار سرکار انگریزی ہین منجملہ ان حضرات کی فقیر
شمس الدین صاحب کی کیا تعریف لکہون یعنی جو اوصاف کہ شرفا کو لازم ہین سو سب انکی
وجود ذیجود مین اظہر من الشمس و ابین من الامس ہین الغرض یہ این خانہ تمام آفتاب است
مکانات مسکونان حضرات کی بمحلہ کہاری کہوی لاہور مین تمام لوگ ملک پنجاب کی انکی فیاضیت
دیکہکر اوس محلہ کو قطعہ یونان کہتی ہین اور بلا شائبہ تکلف یہ امر حق ہے ۞

شمہ احوال بعد وفات مہاراجہ رنجیت سنگہ بہادر سے عملداری صاحبان انگریز بہادر تک

۞ جب مہاراجہ رنجیت سنگہ اس جہان فانی
سے رہگرای عالم جاودانی ہوی نو نہال راجہ کہڑک سنگہ خلف الصدق اونکی گدی حکومت
پنجاب پر بیٹہی اوسی زمانے سلطنت مین جہگڑا شروع ہونی لگا چنانچہ ایکشخص مسمی جیت سنگہ
جو ہمراز اور ہمدم مہاراجہ کہڑک سنگہ کا تہا متعدی عہدہ وزارت ہوکر رہد و اخراج راجہ دہیان سنگہ
وغیرہ متعلقات اسکے کی ہوا انجا کہ وہ امور سلطنت مین کلی دخیل تہا مضمون انکہ ملیست

سیاہی چہان کی راہ صواب ۔ کچھ سمجھ نہ آیا ستم کیا ۔ کنور نونہال سنگھ کو خود
سری و سرور رہنے بہار دیکھکر ایسا بڑہایا کہ وہ چیت سنگھ کو قتل کرڈالے اور خود مختار بنا شرکت غیری
و مادہ آرائی حکومت ہوا اور مہاراجہ کھڑک سنگھ جو بھولی بھالی مزاج اور نیچ سبد مزاج ابن خلوت
گزین ہوکر مشغول عبادت الٰہی رہیں القصہ کنور مذکور نے ایک رات چیت سنگھ کو بحضور مہاراجہ
دہیان سنگھ وغیرہ سرداران مار ڈالا اس سے مہاراجہ کھڑک سنگھ کو صدمہ عظیم ہم عاجزت کا
ہو سکا پہر تو وہ کنور نونہال سنگھ و راجہ دہیان سنگھ سے سخت ناراض ہوکر تارک عن الامور السلطنت
کنارہ ہو بیٹھے اور شب و روز ہی بددعا ان ظالموں کی کرتے تہی کہ خدا انکو آرام نہ کرے
ایک روز کنور نونہال سنگھ معہ دہیان سنگھ سلام کیواسطے انکی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے انکو
دیکھتے ہی ایک آہ سرد مار کر کہا کہ ای کنور تو جو مجھسے (جو زبان سے کہتے تہا دیکو کہتے ہیں)
ظاہر او بدر آزاری کا خیال کرتا ہے کہ میں راج کرونگا مگر خاطر جمع رکھ خدا تجکو میرے پیچھے نہ ایگا
اور سلطنت بہی خراب ہو جائیگی اسوقت دل میرا تو یہہ چاہتا ہے کہ اگر پیرون کو بلا کر تمام ملک
سپاہ انکی حوالہ کردوں مگر بدنامی سے ڈرتا ہوں کہ تمام ملکوں میں ہمیشہ مشہور ہوگا کہ ایسی محنت کی سلطنت
مہاراجہ کھڑک سنگھ کی نالائقی ہوئی اسکو فلان ناخلف ولیعہد نے مفت خراب کردی مگر یہہ یاد رکھنا کہ
اس مرتبہ اور تجہ ناحق کی عوض میں سلطنت اس خاندان سے چلی جائیگی پس علی ہذا الاسا تمام
سکہوں کا یہہ اعتقاد ہے کہ اس سلطنت کا ہی زوال مہاراجہ کھڑک سنگھ کی سراپا بددعا سے ہوا
الغرض بعد چندی مہاراجہ کھڑک سنگھ تا نو سنہ ۱۲ میں مر گیا بعضے لوگ کہتے ہیں
کہ کنور نونہال سنگھ نے اسکو تکلیفیں دیکر مارا یعنی حالت بیماری میں بسبب نالائقی کثرت اسکی
جسم پر ڈلوایا اور اہانت کی رحمی سے ہلاک کیا اور حالت خودمختاری میں مغرور ہو الی ایسی
ایسی کام کئی کہ ہر ایک شخص کو اس سے نفرت ہو گئی مزاج تہہ لاہور کی مقبرجات بزرگان کو بہی
خراب کرا جاتا تھی شرکیس کیا تہی سحو برکیں یا سداران مہاراجہ کی تحریب پر کمر باندہی الغرض
جب مہاراجہ کھڑک سنگھ کی لاش کو جلانے کیواسطے لیجا کر تو مقبرہ پالیت شہر میں آئے منتظر تہا

کہ ہنگام دعا گردون [illegible] اجابت از در حق بہر استقبال مے آید۔ یہ معاملہ درپیش آیا کہ
دروازہ روشنی کی ہو پہنچی تو لب بام باب سے ایک سنگ ناگہانی ایسا گرا کہ جسکے صدمہ سے کنور
نونہال سنگھ و میان اودہم سنگھ خلف راجہ گلاب سنگھ جو دست بدست نہایت خوشی سے جہان
بجہان چلی جاتی تہے جان بحق تسلیم ہوئی دیوار سلطنت مین تو اوسیوقت رخنہ پڑنے لگا تہا مگر
زہی دانش راجہ دہیان سنگھ کہ اونے مرنا اسکا ایسا مخفی رکہا کہ کسی امر مین فتور نہ پڑا بعد چند
چند در چند انتظام کرکے رانی چند کور والدہ نونہال سنگھ کو سربراہی سلطنت مقرر کیا جب
اونے بے راہ روی اختیار کی تو راجہ دہیان سنگھ کو خوف عظیم پیدا ہوا کہ مبادا سلطنت جاتی
رہے اس خیال سے راجہ شیر سنگھ کو بٹالہ سے لاہور مین طلب کیا تاکہ وہ تخت نشین ہو
جب وہ یہان آیا تو تمام سرداران نے سوای سرداران سندہانوالیہ اسکو قبول کیا ازانجا کہ
سرداران سندہانوالیہ رشتہ دار قریبی رانی چند کور و مہاراجہ کے تہے انہون نے ناراضمندی
انہی ظاہر کی کہ اس سے فساد برپا ہوتا نظر آیا راجہ دہیان سنگھ نے کہ مرد دانا تہا مجبور ہوکر مہاراجہ
شیر سنگھ سے اقرار کیا کہ اب آپ [illegible] بٹالہ مین بدستور قدیم چلے جاوین اور منتظر وقت کے رہین
بیت ببینم کہ تاگردگار جہان ۔ درین آشکار چہ دارد نہان ۔ انشاء اللہ تعالی عنقریب
آپ حاکم پنجاب ہونگے وہ بہی کار آزمودہ و عقیل فہیم تہا اوسکی اطاعت کرکے بے نیل مقصود
واپس چلا گیا راجہ دہیان سنگھ کو بنانا اسکا مد نظر تہا اوسنے تمام عہدہ داران فوج وغیرہ
سرداران سے بندوبست اس امر کا کر لیا اور اپنی بدنامی سے ڈر کر اپنے بہائی راجہ گلاب سنگھ
کو کہا کہ تم ظاہر اسمایت رانی چند کور یہان حاضر رہو اور عند الموقع جسطرح سے ہوسکے مہاراجہ
شیر سنگھ کو تخت خلافت پر بٹہا دو اور آپ براہ چند ہی جمون کیطرف چلا گیا مہاراجہ شیر سنگھ
کو اطلاع ہوئی وہ بلغر لاہور مین آکر قریب شاہدرہ کے جہان چہاونی فوج خالصہ تہی
خیمہ زن ہوا حسب الایماءی راجہ دہیان سنگھ کی تمام سرداران و عہدہ داران فوج نے
سلامی اطاعت کی کی توپخانہ بہی حاضر ہوگئی رانی چند کور معہ راجہ گلاب سنگھ چند روز

محیط ہوئے اور آخر کار مہاراجہ شیر سنگھ تخت نشین ہوا راجہ گلاب سنگھ کی بہادت حرم و اعیان کی
مصالحت کرادی اس جنگ و جدل میں کئی لوگوں نے خزانہ سرکاری لوٹا بہ مارے بعد ازان راجہ
دہیان سنگھ صاحب واپس آگئے اور مجدداً عہدہ وزارت پر سرفراز ہوئے مہاراجہ شیر سنگھ
نے اسی عہد حکومت میں بہت خوب انتظام کئے ہر ایک شخص اس سے ترسان و لرزان تھا مگر
دوسرا ای سخت منی تھی حتیٰ کہ ہر طرف ماتھہ کٹے اور ناک کٹے لوگ کثرت نظر آتے تھے سرداران
سندھانوالیہ جو پہلے مقید اور پھر مفرور ہو کر آخر میں مستجلی رحمالت سرکار انگریزی جا رہے
بعد چندے مہاراجہ شیر سنگھ کی ایما سے معرفت کنور کال رانی چند کور مجروح و مقتول ہوئی
راجہ دہیان سنگھ کو یہ خیال تھا کہ مہاراجہ شیر سنگھ میرا دست نشاندہ ہے یہ ہمیشہ میرا مطیع رہیگا
اور وہ اسی صلاحت پر مغرور ہو کر محکوم رہنا چاہتا تھا اس باعث سے دنیا میں انکی نا اتفاقی سی
پیدا ہو گئی بعد چندے مہاراجہ شیر سنگھ نے سرداران سندھانوالیہ کو طلب کرکے عہدہ ہائے
جلیلہ پر سرفراز کیا مگر اس سے یہی نتیجہ پیدا ہوا کہ نا اتفاقی بڑھ گئی ۔ مہاراجہ کا ہر
ناحق سعی ۔ انکو دوست کرکے ہمراز بنایا اسکا منشا یہ تھا کہ راجہ دہیان سنگھ کا قدم
امور سلطنت سے نکالدے اور وہ چاہتا تھا کہ اسکو معزول کرکے دلیپ سنگھ کو قائم مقام سرکار
بناوے سرداران سندھانوالیہ دونو طرف صلاح کار رہے آخر ۱۸۴۳ء میں سردار
اجیت سنگھ سندھانوالیہ نے بروز سلخ اسوج صبح مقام شاہ بلاول صاحب مہاراجہ شیر سنگھ کو
معہ کنور پرتاب سنگھ خلف الصدق اسکے جسکی عمر چودہ سالہ تھا تیغ بیدریغ کر کے الا جانوں کو
اسیوقت قلعہ میں آکر راجہ دہیان سنگھ کو بھی ضرب قرابین سے طعمہ نہنگ اجل کیا آری
مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِأَخِيهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيهِ یعنی چاہ کندہ را چاہ درپیش فقط بعد
مہاراجہ دلیپ سنگھ کو گدی پر بٹھا کر تو دو برس بھی نہ رہے راجہ ہیرا سنگھ خلف راجہ دہیان سنگھ
نے مقام شاہ بلاول میں خبر ہوئی تو اسی مقام پر ارادہ بدلہ کا ہوا فوج کو وعدہ عطائے انعام اپنی
ساتھ شریک کرکے ان قاتلوں کو بعد محاصرہ قلعہ لاہور و معرکہ عظیم کے عدم میں پہنچایا

اور سر وزیر راقم نے لاش کی سرجیت سنگھ و لہنا سنگھ و کیسیا معہ اونکی شہر لاہور مین یون دیکہی کہ ہاتہ تو نہین سہیان الگ الگ پہرتے تہی لہنا سنگھ کی زیر ناف زخم ضرب گولی لگا ہوا تہا اور بباعث فربہی لاشکے بدنمین سی چربی نکل رہی تہی کئی روز وہ لاش موریونکی کیچڑ مین رہے پہیر اونکو درختونسی لٹکائی گئے پہر راجہ ہیرا سنگھ نی حسب الوعدہ ایک روپیہ پیدل سوار اور بارہ روپیہ ماہوار فی سپاہی دیا اور علاوہ بران انعام و اکرام مین خزانہ سرکار کہلی دلسی لٹایا بعدہ فوج خالصہ نے مجمع خود سر ہوکر عدول حکمی شروع کی اور سپاہی خود اپنی طرفسی ایک ایک پنچ مقرر کرلیا اور صاف کہنی لگی کہ حکومت ہماری ہے ہاتہ مین ہی جسی چاہین رکہین افسران فوج برائی نام ہین باہم ایسی بی اتفاقی شایع ہوئی کہ جس شخص نے اوننسی اقرار اضافہ تنخواہ کا کیا اوسنی جسکو چاہا مارڈالا چنانچہ راجہ سوچیت سنگھ باشارہ راجہ ہیرا سنگھ اور کنور پشورا سنگھ حسب الایمائی پنڈت جلا جو مشیر خاص راجہ ہیرا سنگھ کا تہا قتل ہوا انکی کئی نامی سردار زیر خنجر خونخوار ہوگئے پہر راجہ ہیرا سنگھ نی سردار جواہر سنگھ ماموں مہاراجہ دلیپ سنگھ کو قید کیا اوسنی در پردہ فوج سے آمیزش کی اور فی نفر کنٹہہ طلائی انعام دینا کرکے راجہ ہیرا سنگھ و پنڈت جلا و سوہن سنگھ و بہیہ چہتا وغیرہ کو بکنارہ دریای راوی بروز عید قربان بذرہ قربانی کیا سبحان اللہ پہر اونکی سر و جسم انہین جگہون پر لٹکتی ہوئی نظر آئی اور بازار اور موریوت اور لاہور کی خندقون مین کئی دن تک وہ سر جو سرداران عالی جاہ کی تہی خراب ہوتی رہے سچ ہی گرد کہ نیافت آری ہر عمل اجری و ہر کردہ سزائے وارد راجہ ہیرا سنگھ کی معہ بہین کنڈل دار کئی روز تک ویسی ہی بجیدہ بنی برہمن چونکہ پنڈت جلا بڑا ظالم اور تند مزاج تہا لہذا ایک سکہہ نے قسم رسیدہ سر اوسکا لیکر کئی دن تک پانوسی ٹہوکر مارتا ہوا موریونمین لئی پہرا بعد ازان اس سردار جواہر سنگھ کو بہی سکہون نے مارڈالا اس سی رانی جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کو نہایت غم ہوا کیونکہ پیٹ کی آنچ بڑی ہوتی ہے اوسنی راجہ لعل سنگھ توشہ خانیہ کو وزیر مقرر کیا چونکہ اوسکو بہی خوف جان تہا باہم ہم

مشورت ہو کر اکثر بہ تحریک سرداران فوج کو حکم کوچ فیروزپور کا دیا ۱۱ نومبر ۱۸۴۵ء کو فوج نے کوچ کیا
اور راستہ میں اپنے ہی ملک کو غارت کرتی ہوئی ستلج پار ہوئی اوس وقت نواب گورنر
جنرل بہادر نے ۱۳ دسمبر ۱۸۴۵ء کو ایک اشتہار اس مضمون کا جاری ہوا کہ فوج سکھوں نے
عہدنامہ کو جو مابین رنجیت سنگھ و سرکار انگریزی کے ہوا تھا خلاف ورزی کر کے دریاے ستلج
سے باراده جنگ عبور کیا ہے اسواسطے اب تمام علاقہ اس روے آب ستلج ضبط ہو کر سرکار
انگریزی میں داخل ہوا بعد ازاں سکھوں سے چار لڑائیاں مفصلہ ذیل ہوئیں جنمیں سکھوں کو شکست
پر شکست ہوتی رہی اول جنگ مدکی ۱۸ ماہ دسمبر ۱۸۴۵ء کو واقع ہوئی اور اسمیں سترہ توپیں
سکھوں کی سرکار انگریزی کی ہاتھ میں آئیں دوسرا جنگ فیروز شہر ۲۱ دسمبر سنہ مذکور کو جسمیں راجہ
لعل سنگھ خود بھی شریک معرکہ تھا اسمیں بہتر توپیں سکھ لوگ میدان میں چھوڑ کر بھاگ
نکلے سوم جنگ علیوال ۲۸ جنوری ۱۸۴۶ء کو اسمیں سردار رنجور سنگھ معرکہ آرا تھا اسمیں
پچاس توپیں ہاتھ آئیں اور ہزارہا سکھ دریا میں ڈوب مری چہارم جنگ سبھراواں دہم
فروری سنہ مذکور کو اسمیں سکھوں کو شکست فاش ہوگئی اور سردار شام سنگھ اٹاری والہ
جو نامی تھا سردار تھا کام آیا بعد ازاں سپاہ لوگ صاف بھاگ نکلے اور نواب گورنر
بہادر سکھوں کو ہزیمت دیکر داخل لاہور ہوئے بعد ازاں ۹ مارچ ۱۸۴۶ء میں ایک عہدنامہ جدید تحریر
ہوا جسکی رو سے ملک دوآب جالندھر کشمیر ہزارہ تک کو سرکار لاہور کی قبضہ سے نکل گیا
اور بقیہ تمام ملک پنجاب مہاراجہ دلیپ سنگھ کی قبضہ میں چھوڑا گیا اور راجہ گلاب سنگھ ملک
کوہستانی و کشمیر بعوض ۷۵ لاکھ روپیہ سرکار انگریزی سے خرید کر علیحدہ مہاراجہ بن گیا جسکی ساتھ
علاحدہ عہدنامہ لکھا گیا اور حسب درخواست اہالیان ریاست لاہور ایک ریذیڈنٹ
لاہور میں مقرر ہوا مگر دنگہ و فساد بدستور سابق قایم رہا چنانچہ چند روز بعد اوسکی راجہ لعل سنگھ
بجرم سازش و ترغیب دہی شیخ امام الدین ہنگامہ کشمیر لاہور سے خارج ہو کر آگرہ
میں بھیجا گیا بعد ازاں رانی جنداں اول وہاں سے نکال کر قلعہ شیخوپورہ میں اور پھر وہاں سے

قلعہ چنار گڈھ مین بھیجی گئی جہانسی وہ نیپال کی طرف بہاگ گئی اور پہر حسب خواہش خود پاس
دلیپ سنگہ مقیم حال لندن کی جاکر فوت ہوئی جسکی لاش حسب دستور سکہان بمبئی مین لاکر جلائی
گئی سنہ ۱۸۴۸ع مین پہر یہہ فساد پنجاب مین واقع ہوا کہ دیوان مولراج پسر ساون مل ناظم ملتان
نے ملتان مین فساد برپا کرکے اگنیو صاحب بہادر کو معہ اینڈرسن صاحب کی اور کاہن سنگہ ناظم جدید
کو قتل کروالا بعد اوسکی چتر سنگہ اور شیر سنگہ پدر و پسر اٹاری والہ نے ملک ہزارہ مین سرکشی
کی اور اونسی چار لڑائیان سخت ہوئین جنکی بعد سکہون کو شکست ہوئی ایک رام نگر
مین بوقت ڈیرہ بجی رات کی بائیسوین نومبر ۱۸۴۸ع کو جسمین انگریزی فوج کا بہت نقصان
ہوا دوسری سعد اللہ پور مین ۳ دسمبر کو تیسری بمقام چیلیانوالہ موجیان سے نزدیک ہم
صدر کو غرض گیارہوین فروری تک دونو فوجین میدان مین پڑی رہین چوتھی گجرات
مین بتاریخ ۲۱ فروری جسمین تمام سکہہ علانیہ درہم برہم ہوکر بہاگ نکلی بعد ازان چتر
سنگہ و شیر سنگہ از خود بامید عفو جرایم حاضر ہوگئی اور جلاوطن کئی گئی مگر زہے عدو نوازی
سرکار انگریزی کہ اتبک باعزت تمام پنشن خوار سرکار ہین بعد ازان حسب عہدنامہ مورخہ
۲۹ مارچ ۱۸۴۹ع تمام ملک سلطنت انگریزی مین داخل ہوگیا اور چار لاکہہ روپیہ سے زیادہ
سالیانہ پنشن مہاراجہ دلیپ سنگہ کی مقرر ہوا اور ۲۱ دسمبر ۱۸۴۹ع کو دلیپ سنگہ لاہور سے روانہ ہوا اور ۱۲
فروری ۱۸۵۰ع کو شہدیو سنگہ خلف مہاراجہ شیر سنگہ بہی سے فتح آباد روانہ ہوا قطعہ تاریخ مصنفہ مفتی غلام سرور
صاحب خزینۃ الاصفیا جو انہون نے بوقت روانگی مہاراجہ دلیپ سنگہ درج کوہ نور کرالہ
تہا قطعہ + چون شہ پنجاب از پنجاب رفت + چشمہ سان از چشم مردم آب رفت + عالمی در
چشم مردم شد سیاہ + چون ز چشم آن غیرت مہتاب رفت + جملہ گل در فرقتش خوردند گل +
بلکہ از نرگس خمار خواب رفت + بلبلان در ہجر او نعرہ زدند + چون ز بستان صحبت احباب
رفت + گفت سرور از سر درد این سخن + نوگلی از گلشن پنجاب رفت + اور تاریخ حاضری
چتر سنگہ و شیر سنگہ اٹاری والہ بامید عفو جرایم مصنفہ مفتی موصوف یہہ ہے قطعہ

جب اگرچہ سنگھ اور شیر سنگھ و دونو لوگ کار ناظر ہوئی - وہیں سرور دربار تاریخ سال
ہکار کہ لاچار حاضر ہوئی بعد ازاں مہاراجہ دلیپ سنگھ روانہ لندن ہوئی اور مہربانی لوگن
صاحب و لارنس صاحب بہادر جو انکی محافظ تھے علم انگریزی میں تو خوب مہارت پیدا کرلی تھی
بعد چندی ایسا بہان سے منحرف ہوکر مذہب عیسوی اختیار کیا چنانچہ اتنک وہیں پا
رت تمام مشغول ناحق نام ہیں فقط

حال سید جان محمد حضوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مقبرہ حضرت سید محمود موسوی حضوری و حضرت جان محمد حضوری ایک احاطہ میں غرب رویہ موضع شاہو گڑھی اور جنوب رویہ اوس سڑک کی جو میاں میر کو جاتی ہے واقع ہیں حال انکا یہ ہے کہ حضرت سید محمود حضوری موسوی نسل سید شمس العارفین غوری جو ولایت غور سے لاہور میں آکر محلہ حاجی سوائی میں سکونت پذیر ہوئی تھے سلسلہ انکا قادریہ اور وجہ تسمیہ حضوری یہ ہے کہ جو کوئی شائق دیدار حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیت اونکی خدمت میں حاضر ہوکر ادعای زیارت کرتا تھا تو آپ اوسوقت تا روا اوسکا پکڑ کر مجلس نبوی میں حاضر کر دیتے تھے بعد حضرت سید محمود کے اونکا فرزند [illegible] بعد اونکی صاحبزادے سید جان محمد حضوری ہوے بعد اونکی صاحبزادے حضرت سید سرور دین ان ہر چہار صاحبان میں اونکان تک یہ کرامت رسول نمائی قایم رہی اور یہ ہر چہار ملقب حضوری رہی مشہور ہے کہ جو شخص ایک دفعہ توسیلہ جملہ ان حضرات کے مستعد زیارت حضرت نبوی ہوجاتا پھر وہ تارک دنیا ہوکر زاہد و عابد ہوجاتا تھا فقط سید سرور دین کی فرزند رشید حضرت سید عبدالوہاب اور انکی فرزند رشید سید عبداللہ اور اونکی سید نور اور انکی سید غلام محی الدین اونکی یہاں دو صاحبزادے ہوئے ایک حامد شاہ دوسرے سید محمود شاہ۔ حامد شاہ تو لاولد رہی اور سید محمود شاہ کی یہاں تین بیٹے ہوئے ایک سید احمد شاہ دوسرے محمد شاہ تیسرے حسین شاہ یہ تینوں لاہور میں اب موجود ہیں حسین شاہ و محمد شاہ [illegible] کرتی ہیں اور سید احمد شاہ ملک دار ہیں اس خانقاہ پر انکی

اوقات بلکہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی فقیر مجذوب یا سالک معتکف رہتا ہی چنانچہ سابق مین تاجی شاہ
مجذوب جنکی مزار میدان زین خان مین ہی یہان رہا کرتی تہی بعد ازان عظیم شاہ و سنان شاہ
عرصہ چھبیس سال کا گذرتا ہی کہ ایک عورت مسمات راجن یہان رہتی تہی وہ کوٹلی یعنی زنجال کہاتی
اور ہر ماہ مین ایک دفعہ فصد کراتی تہی ماسوائی ان خانقاہونکی اس احاطی مین قبور سادات بہاکہرے بہی
ہین جنکی تفصیل درج ذیل ہوگی اور باعث اسکا کہ یہہ مکان بنام حضرت جان محمد حضوری کی
مشہور رہے اور سید محمود شاہ کا نام کوئی نہین لیتا یہہ ہی کہ ایک شخص عبد الصمد نام سود
مرید حضرت جان محمد حضوری کا تہا جب حضرت جان محمد دہم رمضان سنہ ۱۰۷۸ ہجری مقدس کو
رہگرای عالم بقا ہوی تو اونہی یہہ دونو روضہ سید محمود صاحب و سید جان محمد صاحب
معہ مسجد متصلہ مقبرہ تعمیر کی چونکہ وہ خادم حضرت جان محمد کا تہا اسواسطی یہہ مکان اونہین
کی نام سے اشتہار پا گیا بعدہ نا ملہ نسبت ان حضرات کی اولاد سادات بہاکہرے سی ہونی لگا اس
رابطہ سی انکی قبرین بہی یہان ہونی لگین تشریح رشتہ داری انکی سادات بہاکہرے سی یہہ ہی
کہ سید محمود صاحب کی صاحبزادی جناب سید عبد الواسع کی صاحبزادے سید عبد الخالق بہاکہرے سی منسوب ہوکر
بیاہی گئی اور حال سید عبد الخالق کا یہہ ہی کہ وہ بن عبد الواسع بن عبد الملک حمید الدین جد
ساکن قدیم بہاکہرے کے تہی بعد ازان ہند مین آکر متمکن ہوئی اور ہفتم ماہ محرم سنہ ۵۵ ہجری مین فوت
ہوکر وہین دفن ہوئی چنانچہ قبر حضرت عبد الواسع کی ہند مین تا حال موجود ہی بعدہ اولاد
سید عبد الخالق کی (نواسہ حضرت سید محمود کی) یہان لاہور مین آ رہی اور قبور انکی اسی احاطہ
مین ہوتی رہین تفصیل قبور انکی حال عمارت احاطہ مین تحریر ہوگی اول مختصر احوال بہاکہری سادات
محمود و جان محمد حضوری کا تحریر ہوتا ہی واضح ہو کہ سید عبد الخالق بعد شادی لاہور مین سکونت
پذیر ہوئی مکان سکونت انکا محلہ سید مٹھا مین تہا جو اب اجڑ کر زمین مزروعہ ہو گیا ہی مگر تا حال ایک …
مشہور سید مٹھا شمال رویہ خانقاہ جان محمد حضوری کے اس حد مین موجود ہی اور تمام خلق اللہ اسکا ادب
کرتی ہے عبد الخالق بہت متعبد ولی کامل تہے بحین حیات حضرت کی ہزارہا اشخاص حاجتمند حضرت کی

خدمت میں حاضر ہوتے تھے لنگر انکا جاری تھا جو کوئی اطفال مرض جب کو انکی خدمت میں لیجاتا
وہ حکم فرماتے کہ اس تالاب میں اسکو غسل دیو بعد ہر دو غسل دینے کے شفا پاتا تھا چنانچہ اب تک اکثر اشخاص
شام و خاص اطفال بیمار زدہ کو اور جنکی بدن پر دمل ہوویں اس تالاب پر لیجاکر غسل کراتے ہیں بعد ہر دو غسل شفا
کلی حاصل ہوجاتی ہے اور درست وہاں کی تاحال کمی کے پہلے یعنی کی زبان جو وہاں لیجاکر بعد غسل
تقسیم کرتے ہیں حال اسکا علیحدہ درج کتاب ہذا ہے وفات انکی گیارہویں رمضان المبارک ۱۰۹۸ھ ہجری
مین واقع ہوئی مزار انکی اس احاطہ میں بطرف جنوب مقبرہ سید نور کی زیر درخت ون موجود
ہے بعدہ صاحبزادے انکے سید عبدالرزاق وہ بہی صاحب کرامات ہوئے سلسلہ ان تمام حضرات
کا قادریہ ہی چنانچہ شجرہ انکا بہی درج ذیل ہوگا وفات انکی بست وہفتم رمضان ۱۱۴۳ھ ہوئی پھر
صاحبزادے انکے سید عبدالوہاب وفات انکی چودہویں محرم ۱۱۹۰ھ بعد انکے سید عبدالقادر وفات انکی
ساتویں ربیع الاول ۱۲۰۴ھ بعد اونکے صاحبزادے سید عبداللہ وفات انکی نہم رمضان ۱۲۴۰ھ پھر صاحب
زادے لڑکے سید عبداللہ وفات انکی ہفتدہم محرم ۱۲۶۶ھ بعد اونکے سید غلام شاہ تاریخ وفات انکی ہشتم
ربیع الاول ۱۲۸۰ھ ہوئی پھر صاحبزادے انکے سید اسماعیل شاہ وفات انکی گیارہویں ربیع الاول ۱۲۲۳ھ
قبور ان حضرات کی بحضور سید غلام شاہ صاحب کے اسی احاطہ میں ہیں اب سید اسماعیل کے چار صاحبزادے
ہی زندہ موجود ہیں ایک سید محمد شاہ دوسرے سید حسن شاہ تیسرے سید بہار شاہ چوتھے سید طیب شاہ جو
تحصیل لاہور میں سکونت پذیر ہیں لوگ انکا ادب آداب بہت کرتے ہیں اور سید طیب شاہ کا
حال یہ ہے کہ عرصہ دراز سے دایم الصوم رہتے ہیں فقط اب اس خانقاہ پر ایک فقیر مسمی الہی شاہ مجذوب
خادم انکا حاضر رہتا ہے بیٹا الہی شاہ کا غلام شاہ کا ہی جو خادم نور شاہ کا تھا تحقیقات کاملہ سے دریافت
ہوا کہ سید محمود شاہ صاحب کی وفات سترہویں ربیع الثانی بروز جمعہ ۱۲۴۲ھ اور سید نور صاحب وفات انکی
کی بروز دوشنبہ ہفتم رجب ۱۱۴۳ھ اور سید جان محمد حضوری کی بروز پنجشنبہ دہم رمضان ۱۰۹۸ھ اور سید
سرور دین کی بروز جمعہ اکیسویں شوال ۱۱۰۰ھ اور سید عبدالوہاب کی سترہویں ربیع الاول ۱۱۹۰ھ
اور سید عبداللہ شاہ کی اکیسویں رمضان بروز دوشنبہ ۱۱۸۰ھ اور سید نور شاہ کی تاریخ ذوالحجہ

سنہ ۱۲۱۱ اور سید غلام محی الدین کی ہشتدہم محرم سنہ ۱۲۴۳ اور سید حامد شاہ کی چہاردہم رجب المرجب
سنہ ۱۲۴۸ بارہ سو اڑتالیس اور سید محمود شاہ کی سنہ ۱۲۸۳ مین واقع ہوئی اور یہہ تمام حضرات حامد شاہ تک
تو بڑے صاحب کمال گذرے ہین بعد ازان خبر شجرہ حضرت جان محمد حضوری کا یہہ ہی کہ وہ خادم سید نور محمد
والد کی اور وہ سید محمود کی اور وہ شیخ شمس الدین المشہور شمس العارفین کے اور وہ سید یعقوب کی اور
وہ سید عبد القادر کی اور وہ سید علی کے اور وہ سید مسعود کے اور وہ سید احمد شاہ کی اور وہ سید جیو
کی اور وہ سید ابو الفرح کی اور وہ سید عبد الوہاب کے اور وہ حضرت سید شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ
سرہ العزیز کے اول ہمیشہ قدیم الایام سی بتاریخ ۱۷ ربیع الثانی عرس حضرت سید محمود صاحب کا بطور
سی ہوتا تہا کہ چند اشخاص جمع خصوصا لوہار اور سبزہ فروش شب باش ہو کر فاتحہ کراتے تہے بعد ازان سنہ ۱۲۶۱
مین چرچا زیادہ تر ہوا اور چند برس تک ناچ راگ رنگ شروع رہا اب یہہ معمول ہے کہ ہر روز مقرری عرس
ہوتا ہی اور فقرا جمع ہو کر ہزارہ نان گوشت و دال نخود تقسیم کرتے ہین مگر چندان ازدحام خلایق عوام
الناس کا نہین ہوتا + **حال عمارت خانقاہ حضرت سید جان محمد حضوری کی**
اول حال عمارت موجودہ خانقاہ ہذا قلمبند کرتا ہون اور بعد ازان جو حال ان حضرات کا زبانی اون
کی اولاد اور خادمین قدیمی کی واضح ہوا ہے تحریر ہوگا گرد نواح مقبرہ چار دیواری پختہ راہ آمد و رفت اسکا
جنوب رویہ دروازہ کی متصل بطرف غرب ایک کوٹھہ خام ابہی سال روان مین مسمی بلدیو مصر ساکن موضع
چنداسی ضلع مراد آباد نی گدای کر کے بنوایا ہی اور وہ اسمین سکونت پذیر ہے اور آتے جاتے والونکو پانی پلاتا ہی
اس کوٹھہ کی ساتھ اندر غرب رویہ ایک اور کوٹھری ہی اور شرق رویہ درایک اور کوٹھہ پختہ اوسمین ایک
پہاڑی والا بیٹہتا ہی لیکن فقیر اوس سے کرایہ نہین لیتی صرف وسطی آبادی کی بیٹہا یا ہوا ہے اس راہ کی اندر
جاتی ہین ایک اور دالان پختہ خشتی مسکونہ فقیر الہی شاہ جو غرب رویہ دالان کی ایک اور کوٹہڑی اور
غرب رویہ متصل دیوار چار دیواری ایک ۱۶ چبوترہ خشتی بطور نشستگاہ اس چبوترہ پر دو درخت کیکر کے
کہڑے مین اور حال اس دالان کا یہہ ہی کہ سنہ ۱۸۶۶ع مین اس احاطہ کی کچہہ زمین معہ ایک کوٹہہ سڑک مین
آگئی تہی بالعوض اوسکی سرکار نی مبلغ اکسو تینتیس ۱۳۳ روپیہ بطور معاوضہ عطا کیا اوسمین سی تینتیس ۳۳ روپیہ

وفترستان شاہ نواب ہاں ہنا ہوا ... ہاتھ کو ہی اطفال عرب کو انکی عقیدت میں لیجاتا
انہی شادمانی رخصت امانت ... ویہ و بیجرد غسل دینے کے شفا پاتا ہے چنانچہ اشک اکثر احکام
انکی والدہ امیر شاہ کی ... بدن پر ملتے ہوں اس بات پر سمجھ کر غسل کرتے ہیں بجرد غسل شفا
ہی ہو اسکی جنوب رویہ اور دو ... تا حال ملکی کے ہاں یعنی کی زبان جو وہاں لیجا کر بعد غسل
بڑہ پختہ جو نہ گچ سفید جسکی سرہانے ... ہوا ہے وفات انکی گیارہویں رمضان المبارک سنہ ہجری
ا احمد کی اور دوسری ... ملطرف جنوب مقبرہ سفید پورکے زیر درخت دل ...
پاد سکو دیوار کی اس پڑہ کی جنوب رویہ ... مزارات ہونے سلسلہ ان نام ...
الاسم موجود ہیں اسکی جنوب رویہ دیوار اور ایک کوٹہہ کی سقف یہ کوٹہہ مسقف ...
شرق رویہ ایک جیب دور کیکر اسکے پیچھے ایک اور پڑہ پختہ سفید جو نہ گچ جسکی سرہانے چراغدان بھی سفید
امی راحت قصری محمد وصہ کی ہی جسکا ذکر اوپر تحریر ہوا ہے کہ کوئی کہانی تہی اسکے جنوب رویہ ایک
قدیمی مسجد عبدالصمد خاں سوداگر جسے روضہ کی حضرت مولوی ہے اس مسجد کی تین گنبد ہی اونچ
کلاں وہیں کلاں محرابی شرق رویہ اسکے صحن مسجد جسکی وہیں مینار کے آگے ایک درخت گوندنی صحن مسجد کے
رویہ ایک پڑہ پختہ جو نہ گچ رنگ سیاہ جنوب رویہ مسجد کی چاردیواری مقبرہ حضرت جانی محمد
کی اس چاردیواری کا دروازہ اندر بیرون شمال رویہ جسکی آگے دو زینہ جو نہ گچ دروازہ کی اوپر تین گنبد
چھوٹے اور ایک کلاں جو کیپٹ دروازہ جسی اور بلا ق جو کی عمارت دروازہ جو نہ گچ سفید
کو اور سنگ سیاہ ایک سطر میں حضرت جان محمد حضوری لکھا ہوا ہے اور اس دروازہ کو ...
رویہ ایک چاہ پختہ جو نہ گچ سفید مع غسلخانہ و چہل ہے چاہ اب عرصہ سو برس سال سے الٰہی شاہ
گدائی کر کے ہوا ہے اس دروازہ کی اندر بڑی چاردیواری کلاں پختہ قدیمی قدیمی اور قدیمی
دروازہ در بڑا اور مقبرہ کی غرب و شمال رویہ و قدیمی جنوب و شرق رویہ عمارت پختہ جو نہ گچ ...
صحن کے مقبرہ عالیشان صورت مقبرہ مربع کرسی پڑہ مقبرہ ایک گز زمین سے بلند ہر چہار طرف ...
بارہ در محرابی یعنی ہر طرف میں تین تین اور ہر در میں کے دو دو درجہ مع ستون خشتی جسکے ...

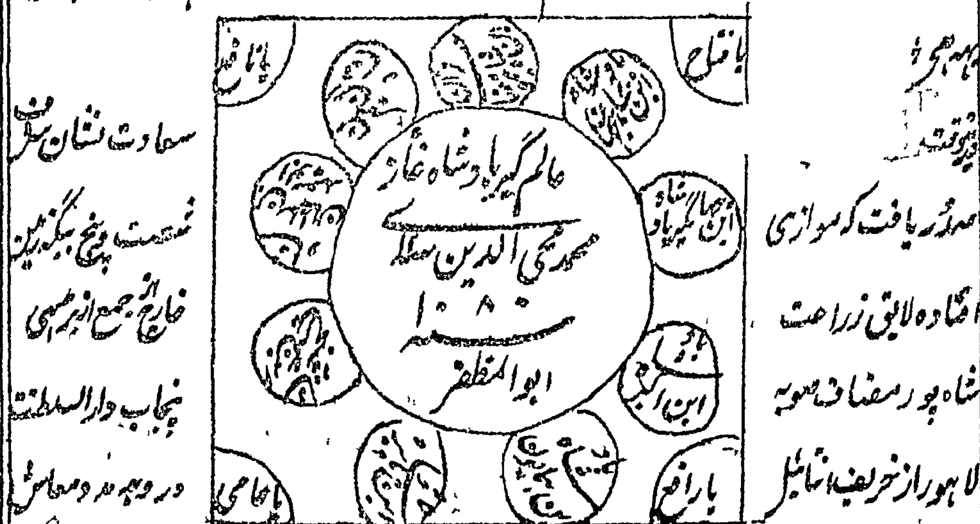
سنہ ۱۲۱۲ اور سید غلام محی الدین کی بتاریخ سوم محرم سنہ ۱۲۴۳ اور سید بہی اب گوشہ گلین اور بابیب کی مینار کر
سنہ ۱۲۴۳ بارہ سو اٹہالیس اور سید محمود شاہ کی سنہ ۱۲۷۰ مین واقع ہوئے پختہ کلان عالیشان مقبرہ کی اندر کی طرف
تو بڑے صاحب کمال ہوئے ہین بعد ازان خیر شجرہ حضرت جان محمد فرش چونہ گچ یہان دو مزارین ہین
والد کی اور وہ سید محمود کی اور وہ سید شمس الدین المشہور شمس العارفین سید جان محمد حضوری کی جو شرق رویہ
وہ سید عبد القادر کی اور وہ سید علی کے اور وہ سید مسعود کے اور وہ بہی واقع ہے یہہ شعر تحریر ہے
کی اور وہ سید ابو الفرح کی اور وہ سید عبد الوہاب کے اور وہ حضرت قدس سرہ اکرام تاریخ محمد جان بہشتی والا
سرہ العزیز کے اول ہمیشہ قدیم الایام سے تیار کرائیں مولوی امام الدین صاحب امام مسجد بادشاہی کی تحریر
سے پیدا ہو کند حسنات عدد ولی تاریخ وفات بہی درست نہین نکلتی خانقاہ کی اندر جانی کیواسطے شرق رویہ
درمیان دو زینہ مع تہڑہ مربع پختہ ہین اور کتیں پہر فرش سنگ سرخ وغیرہ کی حضرت کی مزار کی چبوترہ
پیر رکہی ہوئی ہین مقبرہ کی جنوب رویہ تین قبور پختہ چونہ گچ اور تین خام بوسیدہ اور بارہ قبور خام و
پختہ شرق رویہ اور پچیس قبر خام اور ایک پختہ خادمان و اولاد حضرت کی جنوب رویہ مقبرہ کی اشجار
مندرجہ ذیل ہین بہوڑا کریر بہولائی ون شرق رویہ ایک کریر اور ایک بہولائی
اور شمال رویہ دیوار چار دیواری مقبرہ مین دو چراغدان محرابی خورد غرب رویہ مقبرہ عالیہ کی ایک
حجرہ مسجد جسکی صحن مین فیمابین حجرہ مسجد و گنبد دو قبور پختہ چونہ گچ جسکا رنگ سیاہ ہو رہا ہی ایک سید
عبد اللہ شاہ اور دوسری حامد شاہ کی اس حجرہ مین ایک محراب اوسپر ایک کتبہ بوسیدہ شمال رویہ صحن
مسجد کی مکان چلہ معہ سقف قالبوتی خشتی محرابی یہہ چلہ عبادت گاہ اولاد حضرت کی کا ہی فقط چاہ
کی شرق رویہ چار قبور دو خشتی دو خام نا معلوم الاسم ان قبور کی جنوب رویہ متصل دیوار چاردیواری
مقبرہ کی اور نو قبور خام عام لوگون کی اس چاہ کی شمال رویہ اور سات قبرین خام قدیمی نا معلوم
الاسم ہین اور ایک کوٹہہ مین مستان شاہ مرحوم اور دوسرا اعظم شاہ خادم مستان شاہ کا اسکی جنوب رویہ
ایک اور چبوترہ پر دو قبرین ہیں اور نیز اسکی جنوب رویہ ایک اور تہڑہ سفید جسکی سرہانی چراغدان ہی
یہہ قبر عظیم شاہ ملنگ کی ہے اوسکی غرب رویہ قبر خام مستان شاہ کی جو ابہی پانچ چہہ سال سے

فوت ہوئی ہیں جنوب دیوار کی ایک اور پختہ قبر قدیمی اور ایک کمرہ اور ایک لنگر کا ملی کھڑا ہے اس
چار دیواری کی گوشہ مشرقی و جنوبی میں ایک اور چار دیواری علیحدہ جسکا دروازہ شمال رویہ اور
اندر ایک کوٹھہ جنوب رویہ اور ایک قبر قدیمہ یہاں اب بکریاں باندھتی ہیں باہر اوس دروازہ
ایک درخت ون کلاں ملحقہ مکان ہذا کی گوشہ چار دیواری غربی و شمالی میں ایک اور مقبرہ بارہ دری
جسکے ہر در میں دو دو رخ دار ستون ہیں مثل اس مقبرہ کی بعینہ ہم شکل مقبرہ حضرت میاں محمد حضوری صاحب
کی راہ آمد و رفت اسکا جنوب رویہ اسکے درمیان آگے ایک رستہ اندر اوسکے ایک فٹ مرتفع اور
چبوترہ اوسپر دو قبریں ایک حضرت شاہ نور الدین صاحب اور دوسری حضرت سید عبد الوہاب انکے
صاحبزادے کی اس مقبرہ بارہ دری کی سرہانے شمال کی طرف میں درخت ون جنوب رویہ چار
قبریں خام اور دو درخت کریر اور ایک ون ماسوا ان اشجار کی تین درخت بیری اب یہاں
الٰہی شاہ خادم رہتا ہے اسکی عمر نوے سال کی ہے اور باپ اسکا غلام شاہ جو عمر اسی سال کی
فوت ہوا تھا مرید حضرت نور شاہ کا تھا اب عرصہ ایکسو پچاس سال سے یہ ہی خادم چلی آتے ہیں اس
طرح سے کہ غلام شاہ عمر بیس سال کی خادم حضرت نور شاہ صاحب کا ہوا تھا ساٹھ برس برابر خدمت
کرکے فوت ہوا پہر اوسکا بیٹا الٰہی شاہ [illegible] اولاد نہیں ہے اب الٰہی شاہ کی جو دو بیٹے ہیں
ایک شمس الدین دوسرا سلامت شاہ وہ بہی صاحب اولاد ہیں بالفعل شمس الدین و سلامت شاہ پاس
معیل ہیں باہم دو پسران غلام دین تاج دین محمد دین امیر شاہ نور الدین ایک [illegible] معمول تہا
کا یہ ہی کہ جو آمدنی چڑہت آتی ہے سو الٰہی شاہ لیتا ہے اور وہ ہی بہنڈارہ بروز عرس کیا
کرتا ہے اولاد حضرت کو کچھ غرض نہیں وہ بروز عرس علیحدہ غلہ جمع کرکے کہانا کہلا دیتے ہیں
چار دیواری کے باہر جنوب رویہ تین بیگہ زمین معہ چاہ قبضہ اولاد حضرت میں ہے قبل اسکے سنہ ۱۲[illegible]
تک اس زمین میں زراعت ہوتی تہی اب قبرستان بنا لیا ہے چاہ کی غرب رویہ ایک احاطہ خام [illegible] کا
ہے وہ قدیمی خانقاہ حضرت کی چلی آتی ہے بعہد شیخ نور محمد والوں کا اس احاطہ میں چھبیس قبور خام اور
دو پختہ [illegible] اور ایک قبر حاجی عطا محمد معمار کی اسی معمار کی ہاتہہ سی عمارات مقبرہ جات

حضرات کی بنے ہین احاطہ کی شرق رویہ قبر حاجی خیرالدین عربی کی جو خدمتگار حضرت کا اُنکی ساتہہ عرب سے
آیا تہا اب یہان معمول ہے کہ جو قبر جدید ہوتی ہے تو صاحب میت بابت اندر دہنی چار
دیواری کی پانچ روپیہ اور باہر کیواسطی ایک یا دو روپیہ دیتا ہی اسمین سے ایک روپیہ حق گورکنی آلہی
شاہ لیتا ہی اور بقیہ اولاد حضرت کو ملتا ہے فقط چلہ کی غرب رویہ پانچ کنال زمین مسافرخانہ کر کے
مشہور ہے اسمین جو قبر ہوتی ہے اسکا روپیہ آلہی شاہ لیتا ہے اور چاردیواری قبر اندر باہر کی جو ہمراہ لاش آتی
ہے وہ بہی الٰہی شاہ کو ملتی ہے فقط سید احمد شاہ و حسین شاہ و محمد شاہ اولاد حضرت کی پاس ایک
فرمان شاہی اجلاس عالمگیر بادشاہ اسمضمون کا ہے کہ بیگہ زمین مزروعہ علاقہ برہی شاہپور مضافات معمورہ
دارالسلطنت لاہور کی بنام مسمات نور خاتون صلبا بعد صلب معافی ہی اور یہہ مسمات زوجہ حضرت میان جیو
حضور کی تہی شاید جسکی ایک پروانہ مہری مہاراجہ رنجیت سنگھ جسکی مہر مین اکال سہائی رنجیت سنگھ
بخط فارسی کندیدہ ہی مرقومہ اکیسوین صفر المظفر ۱۲۳۸ اونکی پاس موجود ہی فقط +

نقل فرمان عالمگیری جسکا طول ایک گز اور عرض آدہ گز ہے

اول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بخط عربی مُنحرف سی تحریر ہی اور کنارہ پر مہر اور —
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی نیچے بخط طغرا برنگ سرخ یا ایہا الناس اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول واولی الامر منکم محی الدین اورنگزیب بادشاہ لکہا ہے اور مہر کی صورت



صدر یافت کہ موازی
افتادہ لایق زراعت
شاہپور مضافات صوبہ
لاہور از خریف اشائیل

سعادت نشان سلطنت
شصت بیگہ زمین
خارج جمع از برہی
پنجاب دارالسلطنت
در وجہ مدد معاش

مسمات نور خاتون وغیرہ بموجب ضمن مقرر باشد کہ حاصلات آنرا فصل بفصل سال بسال صرف معیشت

پھول مے بستانی کہ او سرو راستہ زمین ... سعد و صندل آنجا

بدانش راہ مرید و طلب اہل جہات واحرامہا ... سعد و پیشکش و تحریباز و خشا لطاف و محصلات و مہرات ہر یکجا
مروسکاں دہ دہ نمی متعدی و ملتزم دے بانو نگو علی و منظم سیلانہ سدار شخص چک و تکرار زراعت و کل
تکالیف دیوانی و مطالبات سلطانی مزاحمت نرسانند و در این باب ہر سال سند مجدد نطلبند و اگر در محلی
و کمی چہرہ و اسمہ باشد اعتبار نکنند تاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول سنہ جلوس تحریر یافت فقط
اور اسکے اور حاکموں کی بھی اسناد اس خانقاہ کی متعلق گم ہو گئے ایک موضع تھا بعد باہر اس چار دیواری کے
کی شمال رویہ سڑک مقام ہیجان میں ایک چبوترہ ہشت پہلو پختہ کار پوشیدہ ہو چکا ہوں اور چند اسماعیل
نامعلوم الاسم کی قبور ہیں نتیجہ تحقیقات یہ ہے کہ اصل مالک وارث اس مکان کی اولاد جان محمد حضوری
اور قدیم سے الٰہی شاہ جاروب کش خادم باہر اس چار دیواری کے تھوڑی سے فاصلہ پر بطرف گورستان
غربت ... گورستان کوٹھی داران قدیم ساکن کشمیر حال وارد لاہور و امرتسر او سمیر قبر والد مرحوم
اور روضہ میاں محمد جان صاحب سوداگر پشمینہ کی جو اب سکریٹری میونسپل کمیٹی اور امرتسر کی عمیر مشار الیہ
ہیں اور انکی تواجیں سکے سہ میاں محمد جان صاحب صاحبزادی میاں نظام الدین صاحب کی قوم عثمانی سے
ہیں شرافت و سخاوت میں یکتا علی الخصوص مشہور تاجروں میں رئیس التجار جو پشتوں سے قدیم ساکن لاہور
حال رئیس امرتسر کوٹھی انکی روم و انگلستان تک مشہور اس چبوترہ کی شمال رویہ جانب متصل کوٹھی سنگ سفید
میاں خادم ہی صاحب کوٹھی وار پشمینہ لاہور یہ خادم ہی صاحب عم بزرگوار میاں محمد جان صاحب کا ہی
صالح و دیندار شریف مد اثر ہیں مسجد چیز حواہ اسلام جان نثار جناب غوث الاعظم قدس سرہ العزیز الیہ ہے
لوگ کم ہوتے ہیں انکا قبرستان ہی یہ چبوترہ گر یہ قبرستان متعلقہ گورستان حضرات موہاں ناکد اسمان

حال مسجد امیر خان جو متصل مزار جان محمد حضوری صاحب کی ہے

اس گنبد ستان کی شمال رویہ اور جنوب رویہ خانقاہ میاں جان محمد حضوری کے ایک مسجد ہے امیر خان کی
اسی شکل کی مسجد ہائی غرب رویہ گنبد خواجہ بہاری متصل خانقاہ حضرت میاں میر ہے تا یہ سقف

مسجد کی میانہ مین گنبد و ایوان کلان بطور سقف بالائی اور اوسکی شمال وجنوب رویہ دو گنبد معمولی
شرق رویہ ایک در مین محرابی کلان دو خوردا اوسکی بغلو نمین شمال وجنوب رویہ اور دو در بصورت معمولی
مربع قالبوتی شرق رویہ صحن مسجد پر فرش خشتی اب اس مسجد مین قبضہ زمینداران موضع گدہی شاہو کا
ہے اس مسجد کی شرق کی طرف مزار امیر خان کی متسع چبوترہ پر معمر اشخاص کہتے ہین کہ عمارت تعویذ
صورت قبر امیر خان پر تعویذ بہی سنگ مرمر کا تہا مگر ساہہ لوگ اوتار کر لیگئی اب صرف قبر خشتی سرائی
چراغدان خورد شرق رویہ اوسکی چاہ مبنیہ مرزا امیر خان چرخ چوب والہ کہ جسکی ساتہہ ایکبیگہہ زمین
مزروعہ حال مقبوضہ قایم پسر غلام نبی دروڈا وضہا زمینداران ہے سبحان اللہ اب اس مسجد مین وہ
سنگ کتبہ ہی ہے کہ کہ توڑ کر کے لیگئی ہے ہوئی ہی کتاب تذکرۃ الامرا سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ امیر خان امرای عالمگیر
سے ہفت ہزاری مراتب دار تہا **شجرہ حضرت جان محمد حضوری رحمتہ اللہ علیہ**
اوپر تحریر ہو چکا ہے کہ اس خانقاہ پر الہی شاہ فقیر خادم انکا بطور سجادہ نشین ہے وہ الہی شاہ
خادم سید حامد شاہ کا اور سید حامد شاہ خادم سید غلام محی الدین کا اور وہ سید نور کا اور وہ سید
عبداللہ قادری کا اور وہ حضرت شاہ محمد حضوری کا اور وہ شمس العارفین کا اور وہ شیخ یعقوب
کا اور وہ سید عبد القادر ثانی کا اور وہ سید محمد غوث کا اور وہ سید شمس الدین کا اور وہ سید شاہ میر کا
اور وہ حضرت مسعود کا اور وہ سید علی کا اور وہ سید احمد کا اور وہ سید صوفی کا اور وہ سید ابو نصر
کا اور وہ شیخ عبد الوہاب کی اور وہ جناب محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس
سرہ العزیز اپنے والد ماجد کی اور وہ حضرت شیخ ابو سعید مخزومی کے اور وہ حضرت شیخ ابو الحسن علی ہنکاری
کی اور وہ شیخ ابو الفرح طرطوسی کے اور وہ شیخ عبد الواحد کی اور وہ شیخ ابو بکر شبلی کے اور وہ
حضرت خواجہ جنید بغدادی کے اور وہ خواجہ سری سقطی کے اور وہ شیخ معروف کرخی کے اور وہ
شیخ داود طائی کی اور وہ حبیب عجمی کے اور وہ حضرت خواجہ ابو الحسن بصری کی اور وہ حضرت علی
المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے
مکان فاضل شاہ یہہ شخص فاضل شاہ قوم کمہار سے تہا بیعت اسکی سجدہ مست حضرت

عبدالرحمن کی مونڈ تبرکیہ پس کیواسطے بہت التماس سے فاضل صاحب کرائیں چنانچہ ایکدفعہ انہوں نے درخواست کی
کی تو انہوں نے اونکو گورستان میانی میں لیجا کر ایک قبر کا تیرہ دن تک بٹھا رکھا اور رہا کہ بعد
تیرہ کے نکو نکالیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا بعد چلہ کی وہ زندہ نکلے تو لوگوں کو تعجب ہوا کہ بارہ ایک نام
سے کہ جب انکو نکالا تو رنگ انکا زعفرانی تہا بعد ازاں حضرت مرشد اونکو آپس چو چند روز رہا کی رہے
جب انہوں نے موت سنبھالی تو بہت سی نوازش جناب الٰہی نے اونکے حال پر رہای اور وہ ولی
کامل ہوئے چنانچہ اونکی سلسلہ کے لوگ اٹک لاہور اور موضع شیر گڈہ میں موجود ہیں سچین حیات انکی
سکونت انکا بہی یہیں تہا بعد وفات قبر انکی بھی یہیں ہوئی حال عمارت مزار یہہ ہے کہ ایک چوکھنڈی
پختہ بنی ہوئی ہے اور اوس پر چار قبریں ایک فاضل شاہ کی اور دوسری حضرت عبدالرحمن صاحب
کی اور تیسری میاں نور محمد الداکی کی اور چوتہی اونکی بہائی عادل شاہ کی یہہ مقام مسجد ابی الکامل
متصل گوشہ گلی کی ہے اور سوا اسکی اور بہی چند چبوترے پختہ ہیں پہلے یہاں فقیر بہی بیٹھا تہا اور میلا
عرس بہی کرتا تہا اور روز عرس اکثر جلسہ فقرای نوشاہی کا ہوتا تہا ... باعث ...
سرکار سکہ یہہ مکان بالکل خراب و ویران ہوگیا اب صورت تکیہ بالکل نہیں ہی اگرچہ وہاں چند
استعمار کہڑے میں مگر فقیر کوئی نہیں تہا اور تمام زمین اس تکیہ کی شامل سڑک و مکانات
ہوگئی ہے اب اس مکان کی محافظت اور خراج ... مسمی ہا کمہار ... ہا ور حقیقی بہائی
میاں فاضل شاہ کا تہا کرلے اور ... فاتحہ بہی کرتا رہا ہے سلسلہ انکا نوشاہی قادری ہے
وفات انکی عہد جہان ہا در ۱۰۵۵ میں واقع ہوئی جو گنبدی کی درحویلی کے ساتھ اکبر شاہ انکی خادم
کی پختہ اور اوسکی جنوب رویہ ایک اور چوگنبدی پختہ حستی ہے اوسپر قبر کریم شاہ اونکی خادم کی
شجرہ حضرت فاضل شاہ صاحب کا یہہ ہے کہ فاضل شاہ خادم حضرت عبدالرحمن کے اور وہ حضرت پاک
رحمن کے اور وہ حضرت نوشہ صاحب حضرت فاضل شاہ صاحب فوت ہوئے تو بعد اونکی سجادہ نشین انکا
میاں عادل شاہ حقیقی بہائی اور پہر خادم بعد اوسکی امیر شاہ بعدہ گلاب شاہ بعدہ اب ہتا ماتک بنکل
سبب شجرہ بہا کمہار موجودہ حال تہا خادم بقیر شاہ اور وہ عادل شاہ کا اور وہ فاضل شاہ کا قدس

حال تالاب سید سر یہہ مقام متصل فرودگاہ ریلوے و مزار فاضل شاہ نوشاہی کے اور شمال رویہ رتو
پیر مکا و مقبرہ حضرت جان محمد حضوری صاحب و بطرف شرقی حضرت علی رنگریز صاحب رضی اللہ عنہم
اجمعین کے واقع ہے فیض اسمکان کا تا دم حال یہہ ہے کہ اکثر اشخاص اطفال مرضا کو وہاں لیجاتی
ہیں اور بعد غسل پہلی یعنے دانہ بریان کی و نان ہای شیرین تقسیم کرتی ہیں اور فی زماننا علی الخصوص
ان اطفال کو وہاں لیجاتی ہیں کہ جنکی بدن پر مرض خارش وغیرہ پیدا ہوجاتی ہے اور یا سوا اسکی اطفال
سایہ زدہ جو روز بروز لاغر ہوتی جاتی ہیں فقط اصل حال انکا زبانی سراپا مہربانی جناب شاہ فرد دیوان
سیادت مطلع غزل نجابت شفقتی مکرمی سید قطب شاہ صاحب پہاکہری بن سید اسمعیل بن سید غلام شاہ
بن سید عبد الرحیم شاہ بن سید عبد اللہ شاہ بن سید عبد القادر بن سید عبد الوہاب بن سید عبد الرزاق
بن سید عبد الخالق بن سید عبد الواسع بن سید عبد الملک المعروف سید شہید الدین بن سید عبد الغفور بن سید
فضل الدین بن سید ظہیر الدین بن سید درویش محمد بن سید فخر الدین بن سید علاء الدین بن سید سلطان صدر
الدین خطیب اللہ بن سید محمود مکی بن سید محمد شجاع نور اللہ بن سید ابراہیم بن سید ابو القاسم بن سید
زید بن سید جعفر بن سید حمزہ بن سید ہارون بن سید مقبل بن سید اسماعیل بن سید علی اصغر بن سید جعفر
ثانی بن حضرت امام نقی بن حضرت امام محمد تقی بن حضرت امام موسی رضا بن حضرت امام موسی کاظم
بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام ہمام
کو نظام کونین سید الشہدا امام مظلوم جناب امام حسین بن جناب صاحب ہل اتی معنی انما یرید اللہ حضرت
امام علی المرتضی اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین و علیہ السلام کیون
واضح ہو کہ وجہ تسمیہ تو یہ سید سر یہہ ہی کہ سید عبد الملک صاحب مقام پہکر سے تشریف فرمای مقام
اوڑیسہ ہوئی اور چندی وہاں سکونت پذیر ہو کر آخر کار شہید ہوئی بعد ازاں صاحبزادی اونکی سید
عبد الواسع جد کلاں سید قطب شاہ صاحب جو ناقل اس حال کے ہیں بحضور سکندر شاہ بن شیر شاہ بادشاہ
ملازم ہو کر وارد لاہور ہوئی اور بعد چندی مقام سرہند میں مفسدہ قتال جو عہد اکبر میں ہنگامہ اسلامی ہوا تہا
شہید ہوی اور انکی صاحبزادی مسمی سید عبد الخالق صاحب مرحوم نی یہاں بمقام لاہور جہاں اب یہ

سید مٹھے کے مکانات خیال کر موردو باشی اسی عمر کی اس اثنا میں حضرت سید محمود صاحب کو
جد بزرگوار حضرت میاں محمد حضوری صاحب مرحوم محلہ سوامی میں سکونت پذیر تھی
چنانچہ باطلہ انکی اسی پاس تحریر ہے کہ حضرت سید محمود ممدوح مرحوم باطلہ صاحبزادہ اسی کا جناب
سید عبد الخالق صاحب مرحوم کی ساتھ کر دیا بعد سید عبد الخالق صاحب نہایت صاحب عبادت
اور ولی کامل اور عالم متبحر تھے انہوں نی یہاں ایک مدرسہ علم دینی کا مقرر کر کے ایک تالاب
عام کھدوایا اس وجہ سی اس محلہ کا نام سید مٹھا ہو گیا کیونکہ سیر یان پنجابی میں تالاب کو کہتے ہیں
یعنی سید کا تالاب قبل ازیں بڑا امر سید موک سر اور آپ جو اس مدرسہ میں مدرس مقرر تھے اس ایام
میں رجوع خلق کا حضرت کی خدمت میں بباعث زہد و ریاضت مدرجہ تمام ہوا چنانچہ ہزارہا خلقت
صاحب العرض حضرت سی مستفید ہونے لگے اور جد بزرگوار من جملہ بھیر یعنی نور احمد چشتی مصنف کتاب ہذا
بھی جب شاہجہان آباد سی وارد لاہور ہوئی تو انہوں نی بھی یہاں جو مکان خرید کر باغ وغیرہ تعمیر
کرائے چنانچہ یہ حال مفصل تمام درج دیباچہ و حال حضرت پیر بھکا ہو چکا ہی اور شاید حال کے
حالات انکے اجداد سید قطب شاہ صاحب حالات موجودہ بقیہ خاندان میں فقط جب حضرت سید عبد الرحمن
صاحب شہید ہوئی اور صاحبزادے اونکے سید عبد الخالق تارک الدنیا ہو کر متعدد مدرس ہو بیٹھی تو
بادشاہ کیطرف سی واسطی مدد معاش انکی یہ جاگیر مفصلہ ذیل عطا ہوئی موضع راوان قریب ہزارہ دوام
بھی جو مذکور ہی میں بھی الہا و موضع صالح پور رہا یہ توجہ جاوے حضرت کا ایسا تھا کہ جو کوئی مریض کمیسیاں پچہ زمین قدیم چالیس بیگہ
اوسوقت حاضر بخدمت انکی ہوا کرتا تھا تو آپ اسکو اشارہ فرمایا کرتے تھے کہ اس تالاب میں غسل کرو
بفضلہ تعالی بمجرد غسل کے شفائے کامل ہو جایا کرتی تھی ۔ بعد ازاں جب سید عبد الخالق صاحب
رہگرائے عالم بقا ہوے تو حسب اعتقاد لوگ بدستور حسب حیات غسل تالاب مذکور یعنی سید مٹھے
سے مستفید ہوتی رہے ابتدا میں سکرپہ اس غسل صحت کا یعنی تیسری الائچی دانہ مقرر تھی اور اب
مضمون کل یوم التی سجائی الائچی دانہ پہلی جو آجکل اس سیر کی ہوتی ہیں مقرر ہے
اور ایک بعد زمان چڑھائی جاتی ہے جب تک کہ شہر مرودی لاہور آباد رہتا یہ سادات اسپر قابض

رہی اور جب شورش سکہان درصدد تسخیر لاہور ہوئی اور ہزارہا خاندان عالی شان تتر بتر ہو کر
سید غلام شاہ صاحب بہی سراسیمہ ہو کر اپنے مکانات بزرگان کو چہوڑ کر علاقہ گجرات مین بعہدہ
تحصیلداری بحکومت زمیداران جٹ مقرر ہو کر وہین سکونت پذیر ہوئی اور اب انکی اولاد مین سے
سید قطب شاہ اور سید مہتاب شاہ و سید حسن شاہ و سید محمد شاہ ہر چہار برادران حقیقی موجود ہین اور
سکونت انکی موضع جبو مین ہے مگر اب برادر خورد انکا یعنی قطب شاہ لاہور کی محلہ مولیان متصل تہانہ
ولاہوری منڈی مین آ رہے ہین اور ابتک صلاحیت اونکی خاندان مین موجود ہے چنانچہ عرصہ تین
سال سے سید قطب شاہ صاحب دایم الصوم رہتی ہین اور بقیہ صاحبان زراعت پیشہ ہین اور صاحبزادہ
سید قطب شاہ صاحب کا مسمی شبیر شاہ میڈیکل کالج مین تعلیم پا کر پشاور مین نیٹو ڈاکٹر مقرر ہو گیا ہے
- اب جو کمترین واسطے معاینہ سید سر کی گیا تو عجب تعجب آیا نظر آیا کہ نہ تو کوئی نشان مدرسہ باقی ہے اور
نہ کہنڈرات ہا منہ عمارت پایا جاتا ہے ہائی افسوس بقول جنتی لکہیں رہ فقط بجان الدم کی ہر سیاہی
نہین اسکا؛ لیاقت دیکہو ان لوگون کی کس چیز پہ مرتی ہین + اہرا ایک بچپال فرعونی ہے جانتا ہے
میر امکان سب سے بلند اور وسیع اور خوشنما ہو مگر یہہ کوئی نہین جانتا کہ برائے گذاشتن ہمینقدر بس است
اب تالاب مشورہ مین بجائی فیضان عام زراعت ہوتی ہی اور تالاب کا نام نشان دکہائی نہین دیتا
مگر اشخاص صاحب الاغراض حسب عادات قدیمہ وہان جاتی ہین اور اس زمین سی خاک لیکر پانی مین
ملاتی ہین اور اس سے اطفال مریض کو غسل کراتی ہین فقط **احوال مسجد دایہ انگاہ**
کوئی اسکو مسجد دائی انگنا اور کوئی مسجد دائی امینہ کہتا ہے یہہ مسجد اب احاطہ اسٹیشن ریلوی مین
آگئی ہے اور فرودگاہ ریلوی سے خاص گوشہ کلنی مین واقع ہے سبحان اللہ مسجد عالیشان خوب
خوشنما ہے ابتک دو مینار اسکی شرقی موجود ہین بعہد سکہان چندی آوارہ پڑی رہی بعد ازان
جب عملدار سرکار انگریزی ہوئی اور ضلع لاہور کا ایک علاقہ نولکہہ مین جاری ہوا تو مسٹر کوپ
صاحب مہتمم ضلع مذکور نے اس مسجد کو اپنی کوٹہی بنا کر گرد نواح ایک احاطہ خشتی معہ مکانات باورچی خانہ
واصطبل وانکنہ بود و باش ملازمان بنایا عمارت قدیمہ مسجد کو قایم رکہہ کی گرد نواح

کرکے جدید طیار کرائے بعد ازاں صاحبان ریلوی نے تخمینا بارہ ہزار روپیہ کو اوسی جرنیل کی خیالچہ
و مسجد مذکور صاحبان متعینہ ریلوی اسمیں سکونت پذیر ہیں یہہ مسجد اندر سے کاشی کاری سے آراستہ
ہے اندر گنبد کے تمام مسجد سالمہ تا حال موجود ہے اسلئی محرابوں پر کار کاشی جسی رنگ سبز زرد
قایم ہے جسمین آیات قرآنی اور درود شریف بخط عربی مرقوم جو سپاہی کیواسطی صاحب لوگون نی اونکو بہی
سان ہیں چار مینار چار منزلہ بہی اب صرف دو دو منزلہ موجود ہیں اوس سے واضح ہوتا ہے کہ مینار اندر
سد میں اونکی اندر ہمالی کارستہ ہیں حال اسکا یہہ ہے کہ حرم محترمہ حضرت محمد جہانگیر بادشاہ غازی
میں دائی لاڈو کہ جسکی مسجد کا حال علیحدہ مندرج کتاب ہذا ہے دائی خانی تہی اور یہہ دائی جانی
حضرت شاہجہان بادشاہ کی دودہ پلائی تہی اسواسطی اسکا نام دائی انگا مشہور ہے کیونکہ زبان ارد
میں انگا دائی دودہ پلائی کو کہتی ہیں اصلی نام اسکا زیب النسا تہا مسموع ہوا ہی کہ جب شاہجہان بادشاہ
ایام طفولیت میں تہی تو یہہ اکثر از راہ نیک طبع بچگان حضرت کو سنایا کرتی تہی کہ ہم جب بڑی ہونگی
تو تمکو باعزت و آبرو زیارت بیت اللہ کرائنگی اور ہر طرح سی تمکو خوش رکہینگی الغرض جب حضرت
شاہجہان بادشاہ اورنگ آرائی سریر سلطنت ہوئے اور دائی لاڈو کی مسجد طیار کرائے
ہوا اسکی نیکنامی دیکہکر حضرت سلطانی میں عرض کی کہ آپ ہمیشہ مجہی وعدہ روانگی بیت اللہ
فرمایا کرتی تہی اب میری منشا ہے کہ اگر حضور توجہ فرماوین تو میں یہہ دولت لایزال حاصل کرون حضور
نی راہ قدردانی بہت سا زر نقد دیکر ارشاد فرمایا کہ ماسوا اسکی جو کچہ باعزت و آبرو تمہارا زاد راہ ہو خرچ اسی
عامرہ سلطانی سے مجرا و عطا ہوگا اسنی اس توارث کی یادگاری کو آتے ہی یہہ مسجد فی السنہ ۱۰۴۵
تعمیر کرائی اور سنہ مین روانہ بیت اللہ ہوگئی قوم سے یہہ زیب النسا شریف خاندان مغل سے تہی
قدیم سے اکبر بادشاہ کی عہد سے اسمین آنکہ اول خاندان شاہی سے تہی والدہ اسکی اسی عہدہ پر سرفراز تہی
تہا بعد اوسکا مراد خان بعہد حضرت جہانگیر بادشاہ عہدہ عدالتی پر کاربند رہا اور محمد رشید خان
فرزند سعید اسکا بڑا بہادر فن تیراندازی میں مشہور تہا سو حضرت داراشکوہ کی لڑائی میں نواب کاظم
علیخان عرف نظام الدولہ کی ہاتہ سی مارا گیا بعد اوسکی ایک لڑکی اوسکی مسماۃ ملک احمد باقی رہی جسکی بابت

مشہور ہے کہ شاہزادہ محمد مراد خلف حضرت عالمگیر بادشاہ غازی کی انکا تھی زیادہ اسی سے کچھہ اور حال اسکا واضح تھوا۔ **احوال حضرت شیخ حسو تیلی** یہہ خانقاہ بطرف شمال کلب گہر کے (جو مکان جہان عالیشان دام اقبالہ نی واسطی تفنن طبع اور مل بیٹہنی آسایش صاحبان نو وارد کی مقام بود و باش وطعام خانہ طیار فرمایا ہے) ہے گردنواح دو قد آدم بلند چار دیواری جسکی زمین اندرونی ایک بیگہہ دروازہ آمد و رفت غرب رویہ جسکی دونو بغلونمین باہر کیطرف دو تہریان پختہ مقام نشست ہوی دروازہ سی اندر جاتی ہی جنوب رویہ ایک سہ درہ جسکی اندر جنوب رویہ کوٹہری اندر میانہ صحن کے ایک بڑا چبوترہ خشتی جسکی دو زینہ طول اسکا اکیس گز اور عرض اٹہارہ گز ارتفاع ایک گز اس چبوترہ پر مسجد کنارہ غربی اور نیز زینہ کی شرق رویہ ایک درخت ون خودرو اس زینہ پر چڑہ کی فاصلہ تین گز ایک چہ بچہ پختہ واسطی آب نوشی طیور کی متصل اس چہ بچہ کی مسجد شرقی دو قبرین پختہ چونہ گچ ایک سعد اللہ ستر پوش کی اور دوسری میان خان مانکی مریدان سلسلہ حضرت حسو تیلی کے اور غرب چبوترہ دو قبور نامعلوم الاسم پہر اوسکی چبوترہ کے اوپر مایل بطرف شمال ایک اور بلند چبوترہ خشتی قد آدم بلند جسکی جنوب رویہ چار زینہ خشتی چڑہ کی اوپر جانا ہوتا ہے اسکے گرد نواح ڈیڑہ فٹ بلند دیوار چار دیواری کی طرح درمیان اوسکی قبر پختہ سفید حضرت حسو تیلی صاحب کی سرہانی کیطرف بدیوار شمالی ایک چراغدان بلند بالای چبوترہ گرد ون کا فرش چونہ ہوا ہے چار دیواری بیرونی کی گوشہ لگتی ہین ایک برج قائم جنوب رویہ چبوترہ کلان کے قبور عام دس عدد تیلیونکی شرق رویہ نو درخت پہلاہی اور چار ون گیارہ پہلدار ایک کیکر کابلی کلان اور سات خوردہ شمال رویہ چار ون شرق رویہ سات گوندہی باہر کیطرف ایک چاہ خوردہ چرخی دار باہر شرق رویہ چار دیواری کی چہہ بیگہ زمین مزروعہ معہ چاہ جسمع چوب والہ واگذار ہے یہان اب ایک فقیر حسین شاہ رہتا ہی عرس حضرت کا تیسری شوال کو مقرر ہے اوس روز تمام تیلی فرقہ اشخاص وہان حاضر ہوکر رات کو شب باش ہوتی ہین اور سنج شیرین نمکین پکا کی بنڈارہ کر دیتی ہین تمام رات راگ و رنگ ہوتا ہی پہر دوسرے روز بنڈارہ نان و گوشت کرتی ہین تمام روز قوالی ہوتی ہے پہلی یہہ خانقاہ صرف ایک چبوترہ پر واقع تہی پہر اس فقیر نی یہہ تمام عمارت چار دیواری وغیرہ تیار کرای سعد اللہ

سرنوشت حضرت کا خاص دستخط مع مریدان میان خان ماشکی اوسکی سلسلہ کا فقیر تھا چنانچہ اتنک
وا میں شاہی مسلمانوں کی مسجد کی پاس ماشکی الغ ... شاہ کی پاس موجود ہیں حال ان حضرت کا یہہ
ہی کہ حضرت اول دوکان بقالی بازار چوک جہنڈہ میں کیا کرتے تہی چنانچہ ایک متبرکہ چوک جہنڈہ جہاں سے
راہ حویلی جہاں ... کہرک سنگہ کو جاتی ہے شمال رویہ طویلہ متصل سنگہ جو ... تک ... تہا اونکی دوکان
موجود ہے اتنک اوسمیں اکثر اوقات چراغ روشن ہوتی ہیں اور وہاں ایک دکان انکا اسکو بہی موجود ہے
مشہور ہے کہ جو جہاں کہیں گندم روشن چوک جہنڈہ کم بولتی ہیں اور حسب الرسم قوم کی حضرت بہی ایسا کیا
کرتی تہی ایک روز اتفاقاً آپ نی بخدمت حضرت شاہ جمال صاحب حاضر ہوکر عرض کی کہ مجکو آپ خدا کا رستہ بتاویں
اور کوئی نصیحت فرماویں انہوں نی فرمایا کہ برابر تولا کرو چاہیے اوس دن سی انہوں نی یہہ دستور اپنا مقرر کیا
کہ ترازو اور سنگ ترازو سب دوکان میں رکہہ چہوڑتی تہی جب خریدار آتا تو آپ اوسکو کہہ دیتی کہ اسقدر
جنس موجب اپنے گندم وغیرہ تول کر لیجا یہہ طریقہ آپ نی کوئی مدت جاری رکہا پہر بعد اسکی فضل سے اونکو اسقدر
برکت ہوئی کہ سنگ ترازو سونیکی ہوگئے پہر ایک روز وہ سنگ ترازو طلائی لی آئی حضرت شاہ جمال کے پاس حاضر
ہوکر عرض کی کہ مولیٰ کسادبازاری مجکو اسقدر ہوگئی ہے آپ نی فرمایا کہ اس سنگ ترازو کو لیجاکر پہینکدی
چنانچہ آپ دریا میں پہینک کر چلی آئے اتفاقاً بعد چند روز کی کوئی کمہار دریائی راوی سی پار جاتا تہا اوسکی
پاؤں میں چوٹ لگی جب دیکہا تو سنگ ترازو طلائی نظر آیا وہ سمجہا کہ حسو تیلی صاحب کی پاس سے آیا ہے پہر
اوس سنگ ترازو کو لیکر حضرت شاہ جمال کے پاس حاضر ہوئی اور حال کہہ سنایا انہوں نی فرمایا کہ ای حسو دیکہہ
یہ دریا میں پہینکا ہوا بہی ضائع نہیں ہوا آپ خوش ہوکر واپس آئی اور تارک الدنیا ہوکر حضرت شاہ جمال کے
خادم خاص ہوگئے شہر میں ... بعد چند روز کے اگر فقط آپ گندم تول رہے تہے اور ... دہڑوانیاں
ہمارا ... لگ رہی تہی جب بارہ دہڑیاں تول چکی اور نوبت تیرہویں دہڑی کی آئی تو کسی نے اونکو بلایا
اور دہڑوانان کا دستور ہے کہ جب کسی سی بولتی ہوئی کام نہیں کرتی ہیں تو وہ شمار دہڑیوں کا ... ایکی
کہ بول سکا ... بار بار ... تیراں ... انہوں نی اوسکی جواب میں چند دفعہ تیراں میں تیرا کہا اور یہی
اسکی یہہ معنی سمجہی کہ یا الٰہی میں تیرا ہوں یہہ بات کہتی ہوئی اوٹھہ کہڑے ہوئی اور گندم فروشی چہوڑ دی

بعدہ بین چھپانا شروع کیا تمام تیلی اونکی خادم ہوئی فقط اب جو چین شاہ مجاور یہانکا ہے وہ بھی خادم
انکی خاندان کا بنتا ہے مگر اولاد میان خان جنکا وہ خادم بنتا ہے اور وغیرہ لوگ اسکو اس خاندان کا خادم
نہین کہتی بہرحال شجرہ انکا حسب یادداشت کان ماشکی کے جو اصل نالک اسمکان کا ہی یہہ ہی کہ چین شاہ
خادم امام شاہ کا اور وہ ہمراہ شاہ کا اور وہ ورگاہی شاہ اور وہ آہی شاہ کا اور وہ مادو شاہ کا اور وہ حاجی
شاہ کا اور وہ لطفی شاہ کا اور ابراہیم شاہ کا اور وہ شاہ سعد اللہ سترپوش کا اور وہ
حضرت حسو تیلی مرحوم و مغفور کی اور وہ حضرت شاہ جمال صاحب کے اور وہ حضرت مخدوم لگرابیگ کی اور
وہ حضرت شاہ شرف مکھی کی اور وہ حضرت معروف شاہ کی اور وہ حضرت جعفر دین کی اور وہ حضرت معروف
شاہ ثانی کی اور وہ حضرت فہیم دین کی اور وہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی اور وہ حضرت وجیہ الدین
کی اور وہ حضرت ابو النجیب سہروردی کی اور وہ حضرت ابو عثمان مغربی کے اور وہ حضرت ابو علی کاتب کی
اور وہ حضرت ابو علی رودباری کے اور وہ حضرت ابو العباس نہاوندی کی اور وہ حضرت عبداللہ
نہاوندی کی اور وہ حضرت شیخ عمویہ کی اور وہ حضرت شیخ احمد دینوری کی اور وہ حضرت ممشاد دینوری کی
اور وہ حضرت خواجہ جنید بغدادی کی اور وہ حضرت سری سقطی کے اور وہ حضرت معروف کرخی کی اور وہ حضرت
حبیب عجمی کے اور وہ حضرت خواجہ حسن بصری کی اور وہ حضرت علی المرتضی وصی المصطفی شیر خدا کرم اللہ
وجہہ کی چین شاہ کہتا ہی کہ مین خادم امام شاہ یعنی امام بخش ماشکی کا ہون اور بہار شاہ امام بخش
کا بیٹا کہتا ہی کہ میرا باپ کسیکا مرید نہ تہا اسنے اسکو کیونکر مرید بنایا اصلی حال یہہ ہی کہ میانخان
ماشکی اول مجاور یا ورقابض درگاہ حسو تیلی کا تہا اوسکا خادم ہمراہ شاہ ہوا ہمراہ شاہ کی کمال
پسر خود کو اپنا خادم کیا وہ نادان تہا اوس سی کام نہ چل سکا مکان آوارہ رہنی لگا یہہ چین شاہ مالک
بن بیٹھا اور روپیہ خرچ کرکے روادار بنگیا فقط بعد حسو تیلی صاحب کی حضرت سعد اللہ برقعہ پوش ہیے وہ
ہمیشہ اپنی منہہ پہہ برقعہ رکہتی تہے کرامات اونکی صدہا مشہور تاریخ وفات حضرت حسو تیلی کی سیوم شوال
سنہ یکہزار دو ہجری اوسی روز اتبک فاتحہ ہوتا ہے سیر العارفین مین مذکور ہے کہ حضرت حسو تیلی
اور حضرت مادہو لال حسین ہم عہد ہین طریقہ حضرت لال حسین کا مجذوبانہ قلندرانہ تہا وہ اسی راہ سی

جہاں مکان حضرت حسو تیلی صاحب کا تھا سو روضہ شریف بنا دیا ہے حضرت حسو تیلی کی خدمت میں حضرت لال حسین رحمۃ
اللہ علیہ آیا جایا کرتے تھے ایک روز حضرت حسو تیلی صاحب نے اونکو فرمایا کہ اسی جگہ اسماعیل روضہ کل
مجاور ہوا یہاں سے جا کر اور سر اپنے جانب لیس فرمایا کہ یہ شخص کبھی مفلس ہوئی نہیں محتاج نظر نہ آیا
اور یہاں باقی اسقدر روضہ مجاورت حضرت لال حسین نے ایک فقیر پر توجہ فرمایا اور یہ
اوسی راہ سے آمد و رفت رکھی تھی کہ ایک روز اسطرح سے گذر گئی بعد اوسکو ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شب
حضرت حسو تیلی ہوئی میں حاضر ہو کر کہتی ہیں کہ اوس دربار میں ہیں انکو خدمت حضوری کرنے کی ہی
تاکہ کیا دیکھتی ہیں کہ ایک لڑکا خورد سال آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں بیٹھا
کھیلتا ہے حضرت اوسکو پیار کرتے ہیں بعد اوسکو وہ اپنی اوٹھکر حضرت حسو تیلی کی خدمت میں آ بیٹھا انھوں
نے بلحاظ خادم ہونے اُس لڑکے کو گود میں لیا اس لڑکے نے حسب عادت اطفال خورد سال حضرت
حسو کی داڑھی پر ہاتھ مار کر چند بال اکھاڑ لیے - پھر ایک روز حضرت لال حسین روضہ شریف مجاور ہوئے جو کہ
بعد اسی کے گذرے حسو تیلی صاحب نے وہی حکم فرمایا ہے حضرت لال حسین کھڑی ہو گئیں اور کہنے
لگیں کہ میاں ہم ساتھ یار ہیں آئی آنکھ جب وہ پاس آئی تو وہی حال جو مجلس ہوئی میں
آپ کی ریش مبارک حسو تیلی صاحب سے اکھاڑی تھی انکو کہا کہ وہ دیکھکر پہچان گئیں بیشک
یہ وہی لڑکا ہے جو گود مبارک میں بیٹھا تھا اور آنحضرت شاہ رسالت اوس سے پیار کرتے تھے بعد
اوسکے آپ کی اونکو چھاتی سے لگایا اور علماں محبت سے فرمایا کہ حسو حسین اور حسین حسو اور ارشاد کیا
کہ جو شخص ہمارا خادم ہووے وہ حضرت لال حسین کا ادب پیرو کی طرح کرے چنانچہ اب تک یہ خانقاہ
حسو تیلی صاحب کی متعلق اوسی خانقاہ کی ہے اور وہاں کا سجادہ نشین جسکو چاہے یہاں بٹھا دے اور کل
تیلی وغیرہ خدام حضرت حسو تیلی کے حضرت لال حسین کے خدام کا ادب کرتے ہیں اور ہر رسم برابر ادا
میں آتی ہیں فقط **حال گورستان حکیم حاکم شاہ** یہ مقبرہ کے شمال رویہ جسکا ہے
دو کوٹھیاں جسکو صاحبان عالیشان کی ہیں ایک شمال پر ایک جنوب [illegible] تھیں استعمال کرتے
ہیں اور قبور خاص بزرگان حکیم حاکم شاہ حکیم شاہ کی ہیں یہ مصاحب عالمگیر تھا

یاد علیا مظہر العجائب مجلد ۵ عو بالک فی الدوا سحر ہے اور بقیہ درب و رہ بوسیدہ ہو گئی ہیں ۔

حال موضع جبو متعلقہ ضلع لاہور

یہہ موضع سمالروبہ لاہور کی بفاصلہ چار کوس بار دریاے راوی کی ہے حال اسکا یہہ ہی کہ بعہد جلال الدین
اکبر بادشاہ ایک شخص جبو نام زمیندار علاقہ پاک پٹن سے حضور بادشاہ حاضر ہوکر یہہ عرض کرنے لگا کہ میں
مسافر غریب الوطن بامید پرورش دردولت پر حاضر ہوا ہوں امیدوار ہوں کہ براہ پرورش مجھ غریب
کی دستگیری فرماویں بادشاہ کی نظر جو اوسکی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے اوسنے عرض کی
کہ میں کار زراعت سے بخوبی واقف ہوں سو بادشاہ نے اسکو فرمایا کہ ضلع لاہور میں سے جسقدر زمین
افتادہ تمکو مطلوب ہو لیکر آباد کرو اسوقت یہاں راجگان پدرمینی راوی کی مالک اور کچہ آبادی بھی
الغرض اوسنے وہاں ایک گانو موسوم بنام خود یعنی جبو آباد کیا اور متعلق اوسکے چار ہزار بیگہ زمین کے
اور وہ جبو موصوف کا راجپوت ڈہڈی ذات سے یہہ گانو آباد ہے بعد اوسکی تین بیٹے اوسکے یہاں ہوئے
ایک کا نام بالو اور دوسرے کا نام بانوا اور تیسرا راے گیاسی جب راے بالو اور راے بانو بالغ ہوئے تو انکے
نام اونکی اور دو گانو آباد کر دئے ایک تو موضع بالو پورہ جہاں اب نام اسکا پیورہ آباد ہے اور دوسرا
موضع بالو پورہ وہ بھی پاس شاہدرہ اور موضع جبو کی بابت سنہ [illegible] میں دریا برد ہوگیا نام ونشان اوسکا
باقی رہا اور جو تیسرا بیٹا اسکا مسمی راے گیاسی تھا وہ ہمراہ والد خود یعنی جبو کے رہا بعد مدت کی اوسکی یہاں
دو فرزند ایک مسمی علی اور دوسرے جیر دین پیدا ہوئے جب وہ بالغ و جوان ہوئے تو علی نے متصل موضع
علی پور جو فاصلہ ایک کوس کے جبو سے ہے آباد کرایا چنانچہ اب تک موجود ہی اور جیر الدین دوسرے بیٹے اوسکی
نے موضع [illegible] جو علی پور سے بفاصلہ ایک میل ہے آباد کیا اور راے بالو کی یہاں ایک بیٹا فرید نام
پیدا ہوا اوسنے موضع فرید پور متصل جبو کے بنام خود آباد کیا وہ بھی سنہ [illegible] میں دریا برد ہوگیا اور گیاسی
راے کی بیٹے مسمی جیر دین نے موضع [illegible] جو بفاصلہ ایک کوس کے موضع جیر دین سے ہے آباد کیا وہ
اب تک آباد ہے اور راے بالو اولاد اوسکی تا حال مالک و متصرف تمام اولاد موجودہ گیاسی جو وہاں پر قائم
[illegible] کریم [illegible] راے بالو کا فرزند جبو کا تھا اوسکی یہاں دو بیٹے ہوئے

تاریخ وفات حضرت شاہ حاکم کی سنہ اٹھارہ چالیس ہے اور یہ شاہ
حاکم مرید حضرت غلام غوث کی ہیں کرامت مشہورہ انکی یہ ہے کہ اگر کوئی
اشجار موجودہ خانقاہ سے لکڑی کاٹے دوسرا موتی ہے مشہور ہے کہ بعد سکھاں
سمت اٹھارہ سو نوے میں یہہ موضع علی پور جاگیر راجہ وساں سنگھ میں تھا
اسوقت کسی ڈوگرے ملازم راجہ صاحب نے ایک درخت پھلاہی موجودہ
چاردیواری میں سے ایک ڈال یعنی مسواک توڑی وہاں سے خون جاری ہو گیا
اور وہ ڈوگرا اسوقت بیمار ہو گیا بعد وہ دردمند گروہ وہاں آکر تائب ہوا اور
نذر چڑہائی تو تقصیر معاف ہوئی اور وہ خون بند ہوا شرق وجنوب ساردیہ
حجرہ کے چبوترہ تین خام قبور دوکان اس تفصیل ہیں سید حسن شاہ
سید صدرالدین سید مہر شاہ سید غالب شاہ پسران خورد مہر شاہ تین اور
مہر شاہ دوم والد مہر شاہ زوجہ مہر شاہ دختر غالب شاہ میر محمد علی صد
صدرالدین والدہ سید صدرالدین اور باہر چاردیواری کے بھی بہر چار طرف
تمام قبور واشجار کیکر ودرہریک و توت وپھلاہی و بیر کثرت ہیں اندر چاردیواری کے
شمال رویہ ایک درخت کلاں کیکر کا عرصہ سو سال سے کھڑا ہے اندر باہر چار سو کیکر
ہوگا شمال رویہ خانقاہ کی ایک کوٹھہ خام مسقف سہ دری واقع وہاں خادم قبور اور
شاہ وصدری شاہ رہتے ہیں اور موضع کوٹ کرول ومٹی پور وجو وغیرہ مواضعات
نواحی کی قبور یہیں ہوتی ہیں مالک اسمگان تکیہ سید حاکم شاہ واحمد شاہ ومہر شاہ ومحمود
شاہ ومبارک شاہ وغیرہ اولاد حضرت سید غلام غوث کے ہیں قبل اسکے
معافی اس خانقاہ کے چہار چاہ مزروعہ تھی مگر بعداری سرکار خالصہ ضبط ہو گئی
مگر جو کچھ بطور مالکانہ نقدی ملتا تھا اب وہ بھی بالکل موقوف گردید خانقاہ یعنی
بارہ سنگھ رہیں معہ چاہ چچ جوب تمام سیدان متعلقہ خانقاہ تا قیام خانقاہ واگذار

حضرت کی آنا اوس وقت کہ اصحاب حاضرین بچشم خود دیدہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ہرسہ لاش حضرات
کی سالم بکمال برآمد ہوئی ہیں تصدیق اس امر کی سید قطب شاہ اور سید جہان شاہ اور
مکھنا بہادر امیر سرداران موضع حسو و علی پور بھی کرتے ہیں الغرض عبداللہ بعدہ ۱۲۵۵ ہجری
میں سبب ہجوم علی پور آباد ہوگیا ہے **احوال تکیہ گنج علی شاہ** بائیں کی طرف مکان تاجی خان
سی باہر موچی دروازہ کے گوشہ بیرون تکیہ واقع ہے اس میں شمال رویہ ایک چاہ قدیمی بعہد شاہجہان
شاہ جہان بادشاہ کے عہد میں اس مقام پر حمام دریام شاہ تھا اور اس میں مقبرہ عالیشان بھی زیارت گاہ خلائق
تھا چنانچہ چاہ موجودہ اسی کا ہے وہ حمام ۱۲۳۱ میں بحکم رنجیت سنگھ گرایا گیا وجہ مسماری یہہ ہوا کہ اس
حمام کی دیواریں بڑی بلند اور مستحکم تھیں سرکار کو یہہ خیال ہوا کہ مبادا کوئی اس میں پناہ لیوے اب
قبر دریام شاہ صاحب کی ایک چبوترہ خشتی پر موجود ہے اور گنج علی شاہ ایک فقیر تھا جسکی نسبت یہہ تکیہ
تکیہ پہلی باہر دروازہ شاہ عالمی کے ہے بوقت تیاری خندق مہاراجہ نے وہ جگہہ داخل خندق کر دی
اور اوسکی خادم صادق علی شاہ اور نور علی شاہ کو یہہ حمام دریام شاہ بعوض اوس کے عطا کیا اور
حال دریام شاہ لاہوری کا یہہ ہے کہ حضرت بعہد بہادر شاہ بادشاہ کے ولی کامل مشہور تھے اور مکان
اون کا حویلی کابلی تھا خاندان اون کا چشتیہ قوم سے سید تھا گھر بھی تھے اور ایک بھائی اون کا
سوندھی شاہ خاندان جلالیہ میں خادم تھا اوسکی قبر بھی یہاں ہی ہے اور اب اس مکان میں تکیہ
فقیر رہتے ہیں دریام شاہ صاحب کی کوئی خادم یہاں اب موجود نہیں ہیں **حال مفصل مع
رسوم مروجہ خاندان فقرائے جلالیہ** ان لوگوں میں دستور ہے کہ بوقت بیعت طالب
کی دہنی بازو پر مہر لگاتے ہیں اور طریق مہر لگانے کا یہہ ہے کہ ایک ٹکڑا کپڑے کا لیکر مرشد بدست خود پیچیدہ
کرلیتا ہے اور پھر اوس کو مدور کرکے ایک طرف آگ لگا کر دست مرید پر رکھہ دیتا ہے جب وہ پارچہ آگے
جگہہ سرد کرکے ہوا جلکر خاکستر ہوجاتا ہے تو اوپر سے دبا کر اوس کے اوپر برگ سیر رکھہ دیتا ہے پھر دور
تا اکیس یوم وہ زخم بطور مہر بازو پر لگا ہوا معلوم دیتا ہے بعدہ مرشد سالک کو ایک کچکول جو کدو گدا کی
لکڑی سے بطور کشتی ایک طرف چوبی بنا ہوا ہوتا ہے مع کہہ عقیق یا سنگ سلیمانی جو چند دانہ بطور تکبیر

ماگی مین پڑی ہوئی ہوتی ہین اور سدہ یعنی سینگ ماہ خور بجانیکے واسطی جس سے بوقت بجانے
کی تین دفعہ آواز قطب قطب قطب نکالتے ہین اور قلابہ کانچ کا ہاتہہ مین ڈالنیکے واسطے اور ناگ
بنا چوڑے اونی بطور کمر بند ہوتا ہی اور اون کی دستار جسکو سیلی کہتی مین دیتا ہی رتقرر اس
رسم اور ابتدا اس فقر کا فقرای موجوڈ لاہور اس طرح سی پر بیان کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ فقر جناب خاتون قیامت کو بطور دہیز بوقت شادی عطا کیا جب حضرت
کی شادی ہوچکی تو حضرت سلطان احمد بائین پا اور اوسکا بہائی سلطان محمود باغ بستان اونکی خدمت
مین بطور خادمان حضوری مقرر ہوی پہر جناب خاتون قیامت علیہا السلام نے حضرت سلطان احمد
کو ایک چوڑی جو عورتین ہاتہہ مین پہنتی ہین بخشی جسکی عوض مین ان مین رسم قلابہ پہننیکے ابتک
جاری ہی اور ایک پراندہ بہی بی بی صاحبہ نے اون کو عنایت کیا تہا جسکی بدلے اب جلالی فقیر سر پر
دستار اون یعنی سیلی باندہتی ہین جب یہہ عطایات اون کو ملی اور حضرت سلطان بائین پا اور سلطان
محمود باغ بوستان حضرت خاتون جنت کی خادم ہوئی تو بعد ازان سلسلہ اون کا یون جاری ہوا کہ
حضرت بی بی صاحبہ کے خادم سلطان احمد بائین پا اور اوسکی خادم سلطان محمود باغ بوستان حقیقی برادر
اون کے اور اونکی خادم سلطان محمود پاتلہ سیری بہائی اون کے ہوئی اور اون کا خادم قمر علی اور
اون کا سمن علی اور اون کا غار علی اور اون کا قاضی شہاب اور اون کا کلا شیر اور اون کا سُرخ
علی اور اون کا سُرخ ابدال پہر اون کا سرخ علی اور اون کا بر ہیم جتی اور اون کا شاہ جمال مجہر داور
اونکا نہال نوری چونکہ نہال نوری سید جلال اوچ والی کا (جسکا نام پیر شیر شاہ سید جلال بخاری اوچ
والہ مشہور ہی) بہائی تہا اس واسطی اس فقر دہیزی کا نام جلالی فقر ہوگیا وہ بڑی بزرگ صاحب کمال
اور امیر عالی شان ستہے چنانچہ توپین اور بندوقین اور لشکر رکہتی تہے بقلعت دہر لگانے کا اس سلسلہ مین
جیسا کہ کتابون اور رغیرہ تحقیقات سی واضح ہوا آئندہ بہی درج ذیل ہوگا مگر جو کچھہ اسکی بابت فقرای زمانہ حال
مشہور کرتے ہین سو یہہ ہی کہ حضرت سید جلال بخاری کو خواب مین الہام ہوا کہ ایک شاہزادی ملک
عربستان مین تمہاری شادی اوس سے ہوگی تم وہان جاؤ آپ یہہ الہام سنکر روانہ عرب ہوئی جب

وہاں پہنچے تو سنا کہ ایک شاہزادی کی رات یہ اشتہار دیا ہے کہ میری شادی سید جلال سے ہوگی
اسپر کئی لوگ سید جلال بنکر آئے مگر اوس شہزادی نے کہا کہ سید تنور میں نہیں جلتا تنور میں جاؤ
امتحان دو پس لوگ اس طرح سے اوس نے کئی آدمی تنور میں جلا دئیے ہیں لوگوں نے انکو کہا کہ آپ
چلے جاویں ورنہ یہہ تمکو بھی تنور میں ڈالکر جلا دیگی آپ نے کہا خیر کچھ مضایقہ نہیں جب اوس
شہزادی کو اطلاع تشریف آوری حضرت کی ہوئی تو اوس نے امتحانا پکڑ کر آپ کو بھی تنور میں ڈلوایا
جب یہہ تنور میں گئے تو آپ کے بدن پر نشان سوزش تک نمایاں ہوا مگر بازو پر ذرا سا آسیب پہونچا
اس امر کے دیکھنے سے آپ بہت پشیمان ہوکر مراقب ہوئے تو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکو
جواب ہوا کہ اے فرزند تو غم مکر یہہ ایک امر ہونے والا تھا جو ہوگیا اب اس شہزادی کو نکاح میں لاؤ
اور آج سے یہہ فقر کو فقر جلالی سا ؤ جو جلالی فقیر ہوگا اوس کے بازو پر نشان اس سوزش کا
بطور مہر تا قیامت جاری رہیگا چنانچہ تب سے یہہ رسم مہر جاری ہے۔ واضح ہو کہ سید جلال چار
بھائی تھے ایک سید جلال دوسرے نوری بہال تیسرے درکمال چوتھے درجمال نوری بہال صاحب
مقرر مہری کے خادم ہوئے اور سید جلال کا خاندان سہروردیہ اور درکمال کا خاندان چشتیہ اور
درجمال کا خاندان قادریہ فقیر مہری اگرچہ علاحدہ ہیں مگر صرف ساعت بہائی ہوئی سید جلال کی
یہہ مہر خاندان مہری میں آئی بعد ازاں بہال نوری کا خادم دودہ حقانی اور اون کا حضرت
ہکان اور اون کا سلطان شیر خان اور اونکا فتح اللہ گیلانی اور اونکا عالم شاہ اور اونکا مستان شاہ
اور اونکا گنج علی شاہ جنکا تکیہ ہے بعد اوس کے دو طالب ہوئے ایک نور علی شاہ دوسرے صادق علی شاہ
جسکے مرید رحمت علی اور مراد علی اور مراد علی شاہ کا کالو شاہ جو اب یہاں رہتا ہے یہہ حیدراباد میں ضعیف مہری
اور رحمت علی کا رنگ ملنگ گروہ کا ہے انکا روپ کا گرنا ہی صورت مزار حضرت دریام شاہ صاحب موجودہ جا
یہہ ہے کہ ایک ہشت پہلو ہشتی مکان بلند جسکا طول نو گز اور عرض ساڑہے چہ گز اوپر اوس کے تمام فرش پختہ
ہوا ہوا ہے سر کی طرف اعداد سیڑہیاں اوس چبوترہ پر ایک اور چبوترا مربع اوس پر تین قبریں ایک حضرت دریام
صاحب کی دوسری اوس کے زوجہ کی اور تیسری اوس کی دختر کی سیاہ تعویز کلاں دریام شاہ کی قبر کا ہے

اوس کی شرق رویہ مائل بشمال ایک اور تہڑہ خشتی گلی اوسپہ چار قبرین ایک ... علی جو مقام
اوکہاڑ کہ یہان دفن ہوا اور بقیہ خورد سال بچون کی سرراہ گوشہ گلی مکان ہذا مین چاہ حمام اور ایک
حوض قدیمی موجود ہی اس چاہ کی شمال رویہ ایک دالان و کوٹھہ اندر بر سرزمین فرش خشتی
قدیمی اس مکان مین اشجار مفصلہ ذیل ہین گوندیان پہروان لسوڑہ بیریان فی زماننا لاہور
مین فرقہ جلالیہ کی پیر سید مراد علی شاہ اور سید اصغر علی شاہ بخاری ہین یہہ ہر دو حضرات اولاد حضرت
مخدوم جہانیان جہانگشت، (؟) سوہج دریائی بخاری ہین نیچی حال اس فرقہ کا زبانی اونکی برادر دریافت ہوا

چہل تنون کے حال کی تشریح

وہ کہتی ہین کہ اصل اس سلسلہ جلالیہ کا چہل تنون سی ہی اس طرح سے
کہ ایک اصحاب حضرت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت دحیہ کلبی تہے اونہون نے
ایک روز شکایت بے اولادی کی بحضور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کی اونہون نے جناب
علی مرتضیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ تم ان کے حال پر متوجہ ہو حضرت علی مرتضیٰ نے ایک تعویذ اونکو
لکہدیا اور فرمایا کہ اپنی قبیلہ کو یہہ تعویذ گہول کر پلا دو وہ اوس تعویذ کو اپنی گہر لی گئی اور اپنی قبیلہ
سی کہا کہ اسکو گہول کر پی لو اوس بی بی کو کچہہ یقین اوس تعویذ پر نہ آیا اپنی پاس رکہہ چہوڑا بعد چندی جب
امیدواری نہوئی تو دحیہ کلبی نے دوبارہ شکایت اس امر کی حضرت کی خدمت مین لائے آپ نے دوسرا تعویذ عنایت
کیا وہ بہی بدستور سابق استعمال مین نہ آیا اور اونکی بیوی صاحبہ نے معطل رکہہ چہوڑا اسی طرح چالیس
دفعہ چالیس تعویذ جناب حضرت علی علیہ السلام نے اونکو دئی بعدہ پہر بہی دحیہ کلبی صاحب وہی شکایت حضرت
کی پاس لائے حضرت حیران ہوئی کہ اسمائے الٰہی کی برکت کہان گئی یہہ خیال کرکے حضرت نے فرمایا کہ تم اپنی
گہر سی دریافت کرو شاید اونہون نے وہ تعویذ نہ کہائی ہونگی ورنہ ممکن نہ تہا کہ امیدواری نہ
ہوتی جب وہ گہر مین گیا تو معلوم ہوا کہ اوسکی قبیلہ نے کوئی تعویذ استعمال نہین کیا اسواسطی اوس نے اپنی قبیلہ
پر نہایت زجر کیا اوس نے غصہ مین آکر ایک ہی دفعہ وہ چالیسون تعویذ گہول کر پی لیئے قدرت
الٰہی سے وہ اوسی روز حاملہ ہوگئی بوقت تولد اوسکی پیٹ سی بجائی بچہ ایک کہتری سی نکلی جب وہ کہولے
گئی تو اوسمین سی اکتالیس فرزند خورد خورد نکلی دحیہ کلبی یہہ دیکہہ کر حیران ہوئی آخر ایک لڑکا اوس مین سے

رکھ لیا اور بچہ کو ایک ٹوکری میں ڈال کر جنگل میں پھینک آئی قدرت الٰہی سے وہاں حفاظت کو اسکی
ایک گنبد بن گیا اور اندر اوس کے بحکم ربانی پرورش اوسکی ہونے لگی الغرض بعد چند سال
کی مدینہ میں وبا نازل ہوئی جب شہر میں بہت واویلا ہوا تو حضرت ساہ رسالت کی جناب الٰہی میں
درخواست رحم کی فرمائی ارشاد ہوا کہ تم جنگل میں جاؤ وہاں ایک گنبد میں چالیس تن ہمارے بندے
کی موجود ہیں اوسکو ہمراہ لاؤ جب وہ شہر میں آوینگے تو وبا دور ہو جاویگی الغرض بتوسل خدا جنگل میں گئے
جد تلاش وہاں ایک گنبد نظر آیا وہاں کھڑے ہوکر آواز دی اوسنے پوچھا کہ کون ملتا ہے
آپ نے جواب دیا کہ میں محمد ہوں اندر سے آواز آئی کہ چلے جاؤ یہاں سانپ کا کچھ کام نہیں آپ لاچار
ہوکر واپس ہو آئے راستہ میں حضرت علی المرتضی سے ملاقات ہوئی اونہوں نے باعث کدورت مزاج پوچھا
حضرت رسول اللہ نے سب حال لکھ سنایا حضرت شیر خدا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ پھر وہاں
تشریف لیجائیں اور آواز دیں جب وہ اندر سے پوچھیں کہ کون ہے تو آپ فرما دیں کہ عبدہ محمد رسول
اللہ یہ سنکر آپ پھر وہاں تشریف لیگئے اور آواز دی جب اندر سے اونہوں نے پوچھا کہ کون ہے وہی
لفظ جملہ وہاں سنا کر پھر فرمایا اوسپر نور آور دروازہ گنبد کا غیب سے کھل گیا اور اندر سے چالیس
تن برہنہ نکل آئے حضرت نے اپنے عمامہ مبارک سے سوا سوا گز کا ٹکڑا پھاڑ کر ہر ایک کو دیا وہ لنگوٹ
کرنے لگے مگر طرفہ ماجرا یہ ہے کہ عمامہ بھی جس قدر تھا ویسا ہی باقی رہا پھر حضرت اوسکو ہمراہ اپنے مدینہ
شریف میں لے آئے لہذا لوگ کہتے ہیں کہ ان حضرات کے نام پر ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ مشہور ہیں چنانچہ
ہندوستان کے اسمائے مشہورہ اسکے یہ ہیں + سلطان محمود غالب سر حلقہ لنگوٹ بندان سلطان محمود سلطان ابراہیم

سلطان ملک علی سلطان عبدالرشید سلطان عبدالوہاب سلطان مسعود سلطان حسین
سلطان عبدالعزیز سلطان عبدالغنی سلطان قاسم سلطان اسمال سلطان عبداللہ
سلطان حادث سلطان سعید سلطان محمد زمان سلطان حروث سلطان ایوب
سلطان سنجر سلطان عقار سلطان شمس الدین سلطان اتمک سلطان گوہر
سلطان کرمہ سلطان علاء الدین سلطان احمد سلطان احسد سلطان حسن

ان نافہ سلطان کافہ سلطان کیل سلطان عبدالرحمن سلطان عبدالغفور سلطان عبدالشکور سلطان کرخی سلطان دانا سلطان علین الدین سلطان قیافہ الدین سلطان عبدالحی سلطان عبداللہ شاہ ❊

جب وہ داخل مدینہ ہوئی تو بفضل خداوند تعالی وبا مدینہ سے دور ہوگئی بعد اوسکی وہ چہل تن مستانہ اور وحشیانہ شہر مدینہ مین اس طرح پہرنے لگی کہ جو چیز جسکی نظر آتی اوٹھا کر کہا لیتی بعد مدت خلقت شہر کے تنگ ہوئی اور نالش بخدمت جناب رسول اللہ کی لیگئی آپ نی فرمایا کہ ان سی تمہاری بہتری ہے پہر جس طرح چاہین اونکو کرنی دو اگر یہہ چلی گئی تو تمہاری حق مین اچہا نہوگا بہرحال اگر تم ناراض ہو تو ہم اونکو نکال دیتی ہین اسپر بہی اوہنون نی نہ سمجہا اور عرض کی کہ یہہ چلی جاوین حضرت نی اون کو اجازت دی کہ تم شہر سی باہر چلی جاؤ حسب الحکم باہر نکل گئی اونکی باہر نکلتی ہی پہر شہر مین وبا پڑگئی لوگ بہت تنگ ہوئی بحالت ناچاری پہر لوگ حضرت کی خدمت مین جاکر ملتجی ہوئی کہ حضرت آپ پہر اونکو بلاوین حضرت شاہ رسالت نی حضرت علی المرتضی کو فرمایا کہ یا علی ان چہل تنون سی ایک نفر سرالا تمہارا جاری ہوگا آپ جاکر اونکو لی آؤ جب حضرت شیر خدا اونکو لیکر دروازہ شہر پر آئی تو دیکہا کہ ایک بکری شہر سی باہر چلی جاتی ہی آپ نی اون چہل تنون کو فرمایا کہ یہی وبا ہی اسکو پکڑ لو اوہنون نی پکڑ لی اور ذبح کرکی کہا گئی سیا ایک کی ہاتہہ مین دم بکری کی رہ گئی تو آپ نی دیکہہ کر فرمایا کہ ای کذاک علی اوس کو چہوڑ دی اگر اتنا بہی تقیہ رہیگا تو دنیا سی بالکل ساری مرض جاتی رہی گی اور تمہارا نام باقی نہ رہیگا بعد اوس کی جناب حضرت محمود پاتلی کو اپنا خادم کیا اور حکم دیا کہ تم آپس مین ایک دوسری کی بیعت کرلو چنانچہ اوہنون فیما بین اپنی بیعت کرلی تمام اہل اسلام کا اعتقاد ہی کہ اب تک وہ چہل تن زندہ ہین اور ہر روز ایک گوشہ مین ہشت گوشہ دنیا سی رہتی ہین چنانچہ ایک دن لگنی مین دوسری دن نیرت مین تیسری دن جنوب مین چوتہی دن غروب مین پانچوین دن بائب مین چہٹی دن الیسان مین ساتوین دن مشرق مین آٹہوین دن شمال مین علی ہذالقیاس تمام ماہ بحساب ماہ قمری پہرتی رہتی ہین فقط اہل اسلام مین جس روز جسطرف یہہ چہل تن ہون اوس طرف سفر کو جانا منع ہی جب سفر کو جاتا ہی تو پشت کی طرف ان کو رکہہ لیتا ہی اور قول جناب علی المرتضی

شجرہ خاندان جلالیہ حسب بیان سادات بخاری

کرم اللہ وجہہ ان کی مقام کی خاص ان کی واسطی ذیل واقع ہیں مجموعہ لاتحیح نامتین لایحیح نامتین لایحیع نامتین کایحیع ایتیس کا دس گکی اور ان سے بیعت اور سے خرقہ سے عروت سے ایشا الا سے ایشان م سے مشرق تک سے تمال علی اللہ القیاس یہ قول طوبیت کی ہیں مصرعہ میں سدرہ میں مقام سدرہ موقم اس طرح کہ پہلی کاف ہی سے پہلی تاریخ جمل تک کو ستہ گکی میں ہونگی اور دوسری تمام مربہ میں نقش علی ہذا اور بہت لوگ بھی ایسکی قائل ہیں مگر ان کو جو گمی لوتی ہیں جو شجرہ خاندان جلالیہ حسب بیان سادات بخاری اصغر علی شاہ خادم مراد شاہ اپنے ہاتھ کی اور وہ پیر شاہ کی اور وہ غلام علی شاہ کی اور وہ موج علی شاہ کی اور وہ اسلام شاہ کی اور وہ شاہ پیر کی کی بخشا وجہ مثال میں ہے اور وہ شاہ خاکی درویش کی اور وہ عشق علی کی اور وہ عبدالرحیم بابا مدت ساست دین کی اور وہ سجادہ کہربالی کے اور وہ سلطان عبدالرحیم کی اور وہ حضرت دودہ حقانی کے اور وہ حضرت نوری جمال کی اور وہ حضرت شہاب الدین جیریہ دوش کی اور وہ شہاب الکاف کی اور وہ شاہ عبداللہ کافی کی اور وہ نور ماگہد اور وہ لال باگہد کے اور وہ صابر علی درویش کی اور وہ رہبر علی درویش کی اور وہ ذکر علی کی اور وہ فکر علی کی اور وہ طاہر علی کی اور وہ باطن علی کی اور وہ عارف علی کے اور وہ معارف علی کی اور وہ مظہر علی کے اور وہ محکول علی کی اور وہ جہل مدال علی کی اور وہ جیر علی کے اور وہ بحر علی کے اور وہ قاضی شہاب کلا شیر کے اور وہ کلاک علی درویش کے اور وہ حضرت محمود بالی جو سر حلقہ لنگوٹ بندان ہیں اور وہ جناب علی المرتضی علیہ السلام کی **فایدہ** بی زمانہ فقرا میں مشہور ہی کہ ایک پیر ہوتا ہی اور ایک مرشد ہوتا ہی مرشد کا مالکا طالب کہلاتا ہی اور پیر کا مرید مرید ایسی بہتر کہ اگر کوئی کسی کا مرید ہو کر کاروبار دنیاوی میں مشغول رہا یعنی دنیادار بنا رہا ہو تو اوس کا علاقہ پیری و مریدی ہوتا ہی اور جو کوئی طالب حق ہو کر تارک الدنیا ہو گیا تو وہ طالب کہلایا **فایدہ** حسب عقیدہ عام فقرائی جلالیہ ماننا کی یہ مشہور ہی کہ حضرت دودہ حقانی طالب نوری جمال کی اور مرید حضرت مسعد جلال الحق کی ہے حضرت سید جلال سے حسب شادی کی اور بازو پیر سوز تک پہنچی تو اوسکی یادگار ایسی واسطے اودھوں نے ایسی مرید ذکر نشان مجھلایا دودہ حقانی کو یہ خیال کر کی کہ یہ طالب شیر نہیں ہی کی

فرقہ کا ہوگا اسپر کوئی نشان رہی ان کو ہدایت کی کہ تمہارا سلسلہ چہل تنون کا ہی اور وہ سلسلہ ایسا
مبارک ہی کہ خود حضرت رسول مقبول کے صاحبزادی خاتون قیامت سی شروع ہوا ہی ہمارا منشا ہی
کہ تمہاری سلسلہ مین کوئی نشان ہمارا ہی تا ابد رہی اونہون نی قبول کیا تو آپ نی ارشاد نشان لگانی مہر کا کیا
الغرض دودہ حقانی سی دو سلسلہ جاری ہوئی ایک چہل تنی اور دوسرا جلالیہ اب تک یہہ کرامت
اس سلسلہ مین جاری ہو کہ اگر کسی کو بیماری یا اور کوئی مشکل ہوتی ہی تو باسید حصول مراد چہل تنون
کا نذرانہ بکرا وغیرہ قبول کرتے ہین بعد حصول مراد فقیرون کو بلاکر نذر دیتی ہین اور وہ آگ کی کوئلی
بہت سی سلگا کر بیاد افتاد کی تنور حضرت سید جلال کی اوس آگ مین ننگی پاؤن دہمال ڈال کر اوس
آگ کو بجہاتی ہین جب آگ بجہ جاتی ہی تو وہ نذر لی جاتی ہین مفصلہ بالا روایات تو تحفہ اسلئی مندرج
کی گئی ہین کہ زبان زد عوام الفقرا ہین چون کہ دلچسپ تہین اس واسطی کتب معتبرہ مین تلاش کی اب بنظر
فائدہ عام و خاص خلاصہ اس کا درج ذیل کیا جاتا ہی فہو ہذا واضح ہو کہ یہہ سلسلہ جلالیہ خاص حضرت
سید جلال بخاری سی جاری ہوا ہی اور فی الحقیقت باعث مہر لگانی کا ان فقیرون مین کتاب تحفۃ الفقرا سی
یون معلوم ہوا کہ حضرت دودہ حقانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید جلال بخاری سی مشرف البیعت
ہو کر مدت مدید خدمت مین حاضر رہی جب عرصہ چودہ سال کا گذرا تو حضرت نی اون کو قابل جانکر اولیاء حضور
فرما کر خرقہ خلافت عنایت فرمایا وہ حضرت آپ کی خدمت سی روانہ ہو کر کوہستان نواح راولپنڈی
مین بارہ برس مشغول بہ ہدریاضت شاقہ رہی اس سی شہرت اونکی دور و نزدیک تک مشہور ہوئی اطراف
سی جوق جوق لوگ آکر خادم ہوئی حتی کہ عرصہ قلیلہ مین تعداد اون کا ایک لاکہہ سی بہی بڑہ گیا اسی اثنا
مین بمضمون سیروا فی الارض حضرت سید جلال علیہ الرحمۃ سیر کنان وہان تشریف لائی اور اس کثرت سی
یکجا مجمع فقرا مجتمع متعجب ہوئی جب دریافت کیا تو واضح ہوا کہ ای صبا اینہمہ آوردہ تست اول تو بہت خوش
ہوئی کہ دودہ حقانی صاحب نی بڑا فیض تمام جاری کیا بعد ازان مراقب ہو کر اونکی حال کی طرف متوجہ
ہوئی تو معلوم ہوا کہ ان تمام خدام سی فقط دو تین شخص صاحب دل عارف باللہ ہین اور بقیہ
مظہر انوار الفقر سواد الوجہ فی الدارین اس سبب سی بہت ناراض و متردد ہو کر حضرت دودہ حقانی صاحب

کو تلقین فرمایا وہ شدید بیمار رہا صبر ہو کر مایوس ہو گیا آپ نے جلالیہ نظر سے صحیح و سیدھا ہو کر استفسار
فرمایا کہ یہہ کیا معاملہ ہے کثرت مریداں نا مدار رسیدہ سے بڑی بلا آتی ہے مرشد کو لازم ہے کہ طالب کو
وصل الٰہی کر دے کیونکہ غرض اس معاملہ سے عرفان الٰہی ہے اسپر وہ حضرت کو خادم ہو کر زار زار
روئے لگے اور بعد بہت سماجت عرض کی کہ یا مولا یہہ سب کے سب آپ کے نام پر خادم ہوئے ہیں میری
شرم آپ کو ہے اب امید وار ہوں کہ آپ انکی حال پر نظر توجہ فرماویں کہ ہر طالب مطلوب کو پاوے آپ نے
از راہ ترحم ارشاد فرمایا کہ سب کو یہاں یکجا جمع کرو جب سب حضرت کے گرد حلقہ میں ہوئے تو آپ انکی
قلبوں کی طرف متوجہ ہوئے سبھوں کے قلب سیاہ نظر آئے جب باعث اس کا دریافت فرمایا تو واضح
ہوا کہ ان سب کے پاس بہت بہت سی اشرفیاں جمع ہیں اور یہی باعث انکی قساوت قلبی کا ہے بعد
ازاں آپ نے متبسم ہو کر یہہ شعر پڑھا کہ ہائے افسوس ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں این خیال است
ومحال است وجنوں دولت دنیا قاطع طریق عرفان اور سد راہ جانان ایقان ہے جو اس سے متنفر
ہوگا وہی تسکین دلی حاصل کریگا گویا دلوں کو قلق ہوا آتش محبت جوش مارا جوں ہی آپ نے اثر دیکھی لگی
جو حالت طالبوں کو مطلوب ہے سکے اوس کا معاینہ کیا اسی حالت میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ بھائیو
جو کوئی حطام دنیا ہے کی ترک کام میں تم اقرار کرو ہم اوسکے حال پر توجہ فرماویں گے سب نے یک زبان ہو کر
اقرار کیا کہ ہم اس بعد کبھی اسکی الفت کو دل میں جگہہ نہ دیں گے اب ہمارے نزدیک خاک وطلا یکساں ہو گیا ہے یہہ
سنکر آپ نے حضرت دودہ حقانی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ اس معاملہ کی یادگاری کے واسطے ان لوگوں سے
اشرفیاں لیکر آگ میں تپاؤ جب سرخ ہو جاویں تو اونکو حکم دو کہ ایک ایک اشرفی لیکر اپنی بازو پر مطبوع
لگا دیں تاکہ ہمیشہ کے واسطے اون کو یاد رہے کہ ان سے تکلیف پائیدار ہوتی ہے الغرض اوسی طرح اسی وقت تعمیل
حکم کی گئی پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب ان اشرفیوں کو تصدیق کردو سبحان اللہ بعد اوسکے وہ سب
کے سب صاحب کمال عارف باللہ ہو گئے بوقت روانگی آپ نے حضرت دودہ حقانی کو وصیت فرمائی کہ
جو نعمت منعم مطلق نے کرم فرمایا اسکو بہت سا احتیاط کہنا کیونکہ طالب کا پہچاننا ہمکو کہ گردن پر ہو
در ریاست عہدہ برائی مشکل ہوگی آپ کو لازم ہے کہ جو کوئی طالب جو ہمارے پاس آوا چاہیے اسی

تو آپ اول اوس کا امتحان اس صورت سی فرمایا کرین کہ اول تو انکا بہ [ہمین تو اول فرمایا]
کرین بہا سی فقیری مین سخت صعوبتین ہوتی ہین اگر گوارا ہین تو اول بازو پر داغ حسب الارشاد حضرت
سید جلال لگواو اور بعد ازان نام طالبی زبان پر لاو اگر اس تکلیف کو بہ فرحت تمام منظور کرتی تو بیٹہ
خادم بنالیا کرو والا نہ خود بخود واپس ہوجائیگا القصہ بعد ازان وہ حضرت اسی طرح سی کرتی رہی ازانجاکہ
خدام انکی زان پس بہی بہ کثرت ہوی اور ان پر یہہ عمل ہوتا رہا اس باعث سی یہہ رسم ایسی پختہ ہوی کہ
الی الیوم اس سلسلہ جلالیہ مین مروج ہی اور یہہ بہی ان لوگون مین حکم ہی کہ روپیہ کوی فقیر اپنی پاس جمع
نہین رکہتا اب بوقت بیعت بجای اشرفی پیسہ گرم کرکی بازو پر لگاتی ہین ان مین اکثر ایسی لوگ بہی ہین
کہ بعد بیعت کاروبار دنیاوی مین مشغول رہتی ہین کہ ان مین بہی یہہ رسم ہی کہ بعد سال اگر کچہہ اخراجات ضروریہ
سی باقی رہی تو اسکو حضرت دودہ حقانی صاحب کی مزار پر بطریق نذر ارسال کردیتی ہین فقط یہہ جو مشہور
ہی کہ یہی فقیر جلالی جہل تنی ہی یہہ داخل سخن ہندی مجہولان پنجاب ہی اگلی زمانہ مین اس سلسلہ کی فقیر
عارف باللہ ہوتی ہون گی اب تو زمانہ تو جو فقیر اس سلسلہ کا نظر آتا ہی مجہول مطلق اور حیوان لایعقل ہی
البتہ اگر بازو پر مہر لگانی سی عرفان ہوجاتا ہو تو مضایقہ ندارد + کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ
ماند در نوشتن شیر و شیر + **احوال مقبرہ جانی خان مرحوم** یہہ مقبرہ عہد ابوالفدا محمد شاہ
بادشاہ مین تیار ہوا ہی پہلی یہان باغ نواب جانی خان کا تہا چنانچہ جنوب رویہ مقبرہ ہذا کی تاحال ایک
ڈیوڑہی اوس باغ کی بطور نشان کہڑی ہی اب مسمی شیر از مینہدار کی عرصہ دو سال سی وہ ڈیوڑہی سرکار سی
بقیمت ایک سو ایک روپیہ خرید لی ہی مقبرہ اندر باہر سی استرکار خط کشیدہ نیچی سی استرکاری اور رنگ کر
گیا ہی بشکل مربع ہر طرف میانہ مین دہن محرابی اور بغلون مین ایک ایک محراب اوپر لب بام دوہرا کنگورہ اوسکی نیچی
پیلپایہ ہای رنگین اوپر میانہ مین گنبد جسپر لہریا کاشی کار نسبتی اب گوشہ کلس سی قدری گر گیا ہی اندر اسکی اب
شیر از مینہدار نی توڑی ڈالی ہوی ہی اور گرد نواح اوسکی وہی زراعت کرتا ہی حال جانی خان کا یہہ ہی کہ محمد شاہ
بادشاہ نی اوسکو اپنا نواب بناکی انتظام الدولہ خطاب بخشا اس کا باپ قمر الدین وزیر محمد شاہ بادشاہ کا تہا
جو جنگ نادرشاہ مین بمقام کرنال گولہ توپ سی مارا گیا یہہ نواب جانی خان برادر کلان میر سین الملک

اشتہار میر منشی کا ہی عہدہ مدار المہامی سے خطاب انتظام الدولہ پاکر در مقرر ہوا تھا وقت نمایش آ
دکھانا دلیر خان بہادر ناظم کا ہوا اور درد صاد اوسکی کی خواہش سے نواب خان کی تھی کچھ تکرار ہوا
اور بیگم مذکورہ خفا ہو کر چلی گئی یہہ واسطے رفع کدورت باہمی کی حسب الطلب نواب ذکریا خان کے یہان
آنا تقدیر الٰہی کی اوسکی عمر کا فیصلہ کر دکھایا چنانچہ ۳ رجب سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بانوین میں فوت ہوا اور اوس
مقبرہ میں جو سنہ ۱۱۴۰ گیارہ سو چالیس میں واسطے ہمشیرہ اپنی کی سوا تھا دفن ہوا **ذکر مقبرہ پیر**
سید سراج الدین گیلانی شمال رویہ مقبرہ نواب خان خان کی ایک اور مقبرہ
استرکار رنگ سیاہ کہڑا ہی صورت گنبد کی ڈہالوین شکل مربع در آمد و رفت جنوب رویہ دیوار شرقی
و غربی و شمالی میں چہار در محرابی ہمن حجرہ ہای خشتی استرکاری لگی ہوئی ہیں دہون کی طاقوں میں دو
دو طاقچہ ایسی محراب نما کے اللہ محمد ابوبکر عمر عثمان علی سنگ سرخ میں کندہ
ہر دو محرابی سی معلوم ہوتا ہی کہ شاید اسمیں چوکہٹ سنگین لگی ہوئی تہی اوسکی یہہ جانب اوس میں ایک چبوترہ
خشتی جسپر تعویذ تہا ایک اوپر سرکندہ ہی ایک تعویذ قبر سنگین تہا مگر اب گر گیا ہی گرد دالان مقبرہ کے
مرہ خشتی چور گچ جنوب رویہ دروازہ تہ خانہ مگر یہہ خانہ میں آدمی جا نہیں سکتا جمعرات کو یہاں
چراغ جلتا ہی صاحب مقبرہ پیر سید سراج الدین گیلانی تاریخ وفات دہم محرم سنہ گیارہ سو چالیس
جنوب رویہ اسکی متصل بیہ درخت کیکر اور دو کہڑی میں ساکنان اعظان پورہ و زمینداران قریہ
و جاراوں کی کراماتیں بہت بیان کرتی ہیں چنانچہ مستقی مہر کریم بخش بکر ارتدمی باغبانان شہلا مانع کم
خود دیدہ کہتی ہیں کہ یہاں ہمارا جہ تیر سکہ سرکاش بد ارکا نہ سکہ سے ارادہ ایٹہین اوکہاڑ
کا کیا سر الوہو بچا یہہ بہی کہتی ہیں کہ رات کو اس مقبرہ سی آواز ذکر لا الہ الا اللہ کا آتا ہی بیشک یہہ مکان
نورانی معلوم ہوتا ہی **حال مقبرہ حضرت شاہ بخاری** اوس روضہ کی گوشہ مغرب
کی طرف ایک چاردیواری جسکی کرسی زمین سی ایک گز بلند ہی سرخ رویہ اوسکی زینہ چار درجہ والا اوسکی
اوپر جاکر ایک کہڑکی خوردہ مہ طاق تختہ چوبی اوسکی اندر دیوار غربی میں ایک محراب اوسکی آگی چبوترہ پختہ
اوس پر فرش چونہ گچ سرخ ای خیرا عنان اوس کی میانہ میں قبر حضرت شاہ بخاری کی جنوب رویہ ایک اور

ٹہیرہ اوسپر چند قبور بوسیدہ ہیہ حضرت عہد محمد شاہی مین ہ ۔ صغرسنی اکو فوت ہوی ہر چند تلاش کی
مگر اوس سی زیادہ کچھہ حال انکا معلوم نہوا اسکی باہر گوشہ نیرت مین مسجد خشتی شکستہ معہ چاہ کلان اوسکی
شمال رویہ ایک تکیہ جیمی شاہ کا اوسکی شرق رویہ ایک اور چار دیواری خشتی جسکی کرسی تا کمر بلند مین پنجرہ
ہای گلی لگی ہوی ہین اوسمین چند قبور خام سرہای چراغان ایک جیمی شاہ کی جو عرصہ پانچ سال سی ہوی
اور دوسری کریم شاہ کی جو عرصہ دس سال سے اور تیسری ستان شاہ کی جو عرصہ پانچ برس سے فوت
ہوا ہی یہہ تینون اس تکیہ کی مکان دار تہی یہان جیمہ شاہ کا بالکا بوڑی شاہ رہتا ہی اس چار دیواری
کی نیرت کی طرف ایک مسجد خشتی مسقفہ سرکی پوش ایک دروالی معہ چاہ پختہ چرخی دار اوسکی جنوب رویہ
ایک کوٹہہ مسکونہ فقیر گرد نواح درخت بیٹنا نیم سا کہہ چہین توت کیکر بہر وان گہڑی ہین اوسکی غرب
رویہ گوشہ نیرت باغبان پورہ مین ایک روضہ عالیشان جسکا گنبد کانسی کا کام دار اوسکی چارون
طرف خشتی چبوترہ جسکا طول و عرض دس گز ہی اب اس کا گوشہ ایسان قدر سی گر گیا ہی مگر تو بہی خوب
صورت مقبرہ مربع اسکی چارون طرف ہین محرابی مرغولی میانہ مین اور بغلون مین ایک ایک مہتابی
اندر دونون مین زیر گنبد میانہ مین محرابی در بغلون مین نشان ستون اوپر متصل لب بام اوپر آگردہ
اندر مقبرہ کی شرقی در کی اندر جاتی ہی ایک قبر چونہ گچ تعویذ بوسیدہ اوسکے غرب رویہ اور تعویذ گچ
سالم ہی اوسکی غرب رویہ اور قبر بلند چبوترہ چونہ گچ پر اوسکی غرب رویہ ملحقہ وہین غربی اور قبر چونہ گچ یہہ قبور
نا معلوم الاسم ہین باہر مقبرہ کی چبوترہ پر گوشہ کی ایک قبر خشتی راہ آمد و رفت جنوب رویہ مقبرہ تمام
سالم مگر تہوڑا سا گوشہ نیرت باہر سی سی ٹہہ گر گیا ہی یہہ قبور زنانی معلوم دیتی ہین چارون طرف زمین
مزروعہ شادی وسیا ہاد بوٹہ کالو معہ چاہ چرخ چوب دار بقدر ہماٹ بیان کرتی ہین کہ کسی وقت یہان
باغیچہ تہا اب معاملہ سرکار مین دیتی ہین جنوب رویہ اس مقبرہ کی ایک مسجد عالیشان کہڑی ہی
شرق رویہ صحن مسجد مین فرش خشتی عمارت اوسکی شاہجہانی میانہ مین ایک محراب کلان اوسکی پہلو
مین بطرف شمال و جنوب دو محراب اسی طور اوپر تین گنبد اب یہہ مسجد و مقبرہ نذر دل مین داخل ہی کہتی ہین
کہ یہان پہلی باغ حسین علی خان کا تہا حال اس کا کتاب مراۃ الہند سی یون معلوم ہوا کہ حسین علی خان

ولد عبداللہ خان سادات بارہ میں سے اولاد پیر ابوالفرح واسطی سے تھا آخر عہد عالمگیری رفعت
شاہی سے سرفراز ہوا یہ شخص بڑا امیر بہادر نامی گرامی تھا سرداران عہد فرخ سیر میں امیرالامرا ہفت
ہزاری صوبہ دار دکن ہوا ہشتم چہار شنبہ ششم ذالحجہ سنہ ۱۱۳۳ گیارہ سو تینتیس ہجری میں بنا
دست میر حیدر علی کاشغری کے ہاتھ سے شہید ہوا کتاب مرآۃ الہند میں لفظ شہید لکھا ہے اوسکے تحریر
کرنے میں اوسکو شہید نہیں کہہ سکتا کیونکہ شہید وہ ہوتا ہے جو کافر کے ہاتھ سے مارا جاوے یہ تو ایک سپاہی کے ہاتھ
سے مارا گیا اسیب عبداللہ چونکہ یہ مقبرہ اسی باغ کے حد میں واقع ہے مناسب کہ اس میں اسی کے لواحقین کے
قبر ہوں +

حال مقبرہ شاہزادہ پرویز بن شاہجہان بادشاہ غازی مرحوم

مقام موضع جوجہ سند کے شمال رویہ ایک مقبرہ بلند پختہ سراسر کا کھڑا ہے گرد نواح گنبد چبوترہ قد آدم بلندی
مربع طلائی ہے یہ مقبرہ تمام سنگ مرمر کا تھا لیکن مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر سنگ دل تمام سنگ اس مقبرہ کے اوکھڑوا کر
دربار امرتسر میں لگایا یہ مقبرہ شاہزادہ محمد پرویز خلف شاہجہان بادشاہ کا ہے باغ اس گنبد کا بھی مقبرہ
علی مردان خان سے کم نہیں چاروں طرف اوسکے درو سیدہ حوض و ساتی وہاں جو کہیں سنگ مرمر کے تھے
اب آوارہ پڑا ہے عہد شاہجہان بہان اوس کے ایک مسجد بھی ہوا ہی تھی اوس وقت اوس ماندہ کا نام
پرویزآباد رہا ہے اگرچہ اون عمارات کا نام ونشان باقی نہیں مگر تو بھی اس نواح کو اکثر اشخاص مقبرہ پرویز
کہتے ہیں تاریخ وفات اس شہزادہ کی سنہ ۱ ایک ہزار اکاسی ہے +

حال تکیہ مستان شاہ و مقبرہ سید احمد علی شاہ فیلبان شاہزادہ پرویز

تیر فرویہ موضع کوٹ خواجہ سعید کی ایک تکیہ
ہے مستان شاہ کا تکیہ ہے اوس میں شمال رویہ ایک گنبد مربع چونہ گچ جسکے ہر پہلو میں میانہ در محرابی کلاں اور
پہلوؤں میں دو دو کھڑکیاں اور آٹھ درخت جنوب رویہ ایک ربہ وال اندر اوس کے ایک قبر پختہ بوسیدہ یہ مقبرہ
سید احمد علی شاہ مہاوت کا ہے مشہور ہے کہ یہ جمیع فیلبانان شہزادہ پرویز کے تھے اور شاہان سلف کے اکثر
سادات عظام سے یہ فیلبانی کی قدر سے تاکہ بے ادبی بادشاہ کی ہو کیونکہ بوقت سواری پشت فیلبان کی
بادشاہ کی طرف ہوتی ہے یہ رہنا چاہئے بادات عظام کے واسطے اسلئے ہے کہ ان کی پشت کی طرف بیٹھنے سے
بے ادبی ہو جنوب رویہ اوسکے ایک چبوترہ بالشت بلند جسکے گرد نواح ایک گز بلند پختہ دیوار ہے

کونون پر چار برجیان چونہ گچ گلکار سرہائی چراغدان مدور بشکل نیمہ گنبد جس کے جنوب رویہ پنجرہ لگی ہوئی ہین آمد و رفت جنوب رویہ چونہ گچ گلکار اوپر درکی دو برجیان اگی دو زینہ پختہ اندر چار دیواری کے چند درخت بڑ کا کہڑی ہین میانہ مین رویہ قبر سفید مستان شاہ صاحب کی چار دیواری مستان شاہ صاحب کی جنوب رویہ ایک دالان اندر اوس کی شرق و غرب مین دو کوٹہریان یہہ مستان شاہ قبرستی چشتی فقیر تہے عمر اونکی ایک سو چودہ سال کی ہوئی اور ستائیس ربیع الثانی سن بارہ سو ہجری مین فوت ہوئی فقط یہہ چار دیواری شہزادہ غلام محمد ایوب شاہی اون کی مرید نی بنوادی تہی اور چاہ موجودہ رام کشن کہتری ساکن جہودالی نے بنوادیا تہا چودہ بیگہ زمین معافی مقبرہ احمد علی شاہ صاحب کے ساتہہ واگذار ہی جو واری شاہ فقیر سکاندار کہاتا ہی اس واری شاہ کا دست چپ کو اوس شیر نے جو اوپر دروازہ شاہ عالم کی بعہد مہاراجہ رہا کرتا تہا چپالیا تہا وہ ہاتہہ اوس کا ناکارہ ہی اس فقیر کی خدمت شاہزادگان ایوب شاہی کرتے ہین اول یہہ مقبرہ ویران پڑا ہوا تہا جب مستان شاہ صاحب یہان آئی تو آباد ہوا یہہ واری شاہ انکا خادم ہے

احوال مقبرہ نواب میان خان پسر نواب سعد اللہ خان شاہجہانی

غرب رویہ موضع بہوگیوال کے ایک مکان مشہور بشکی دری محل جو اب بباغ نواب علی رضا خان صاحب قزلباش بن گیا ہی موجود ہی سابق بعملداری سکہان راجہ سوچیت سنگہ نی سمت ۱۸۹۰ اٹھارہ سو نوی مین حسب الحکم مہاراج کے اس مقبرہ کو بنام نہاد باغ خود آراستہ کیا صورت اسکی یہہ ہی کہ گرد نواح چار دیواری خشتی جسکی بنیری سفید ہین راجہ سوچیت سنگہ اب اول جو عمارت قدیمہ عہد میان خان کی یہان موجود ہی حال اوس کا تحریر کرتا ہون جنوب رویہ ایک دیوڑہی معہ دروازہ چوکہٹ چوبی معہ طاق تختہ نو تیار اوسکی شرق و غرب کی طرف بسینہ بلند دو کوٹہریان بطرف شرق و غرب کی دو کہڑکیان طاق تختہ انکی آئینہ دار بوضع انگریزی جو نواب صاحب نے بنوائی ہین ایک زینہ چڑہ کی اس دروازہ کی اندر جانا ہوتا ہی اوسکی اندر رو دیوہڑی قالبوتی بطرف شرق و غرب اوس کے دو کوٹہریان طول اوس دیوہڑی کا سات قدم اور عرض چار قدم درمحرابی اوسکی جنوب رویہ جس سی چار زینہ چڑہ کے باغ مین جانا ہوتا ہی اندر اوس کے میانہ مین جنوب رویہ ایک حوض مربع اسکی سر پہ دیوار شمالی مین آبشار فقط

اور اوس دو منزلی کی مکان جو تہ خانہ دار ہے جسکا ارتفاع تین گز تمام اسکا پختہ اوسکی غرب رویہ
سیڑھیاں ہیں جن سے حجرہ کے اوپر جانا ہوتا ہے اور تمام فرش خشتی اوس مکان کا طول چالیس گز ہے اور
عرض دو گز ہے اوس کے میانہ میں ایک بارہ دری عالیشان جسمیں نواب علی رضا خاں صاحب نے طاق
پختہ آئینہ دار لگوائے ہیں اس بارہ دری میں تین کمرہ سامنے میں کمرہ کلاں اور شرقی غربی اوس سے چھوٹے
میانہ بطور گنبد اندر سے دکہائی دیتا ہے دونوں بغلی کمروں کے سقف قالبوتی ہیں ہر کمرہ میں باہر کی طرف ایک ایک
دروازہ جس میں طاق آئینہ دار بنوایا اس بارہ دری کی دیوار جنوبی میں اوپر چلنے کا زینہ حجرہ کے
اوپر درجہ متصل ہے یہ زینہ یہاں تک مسقف قالبوتی ہے اوسکے اوپر پانچ زینہ حجرہ کی زینہ بے سقف اوپر
تمام فرش چونہ گچ اس میانہ گرد نواح بالائی سقف چودہ گرہ ارتفاع والی دیوار میانہ زیادہ کر بلند حجرہ اوسکے
ایک اور پشت پہلو حجرہ یہ پشت اس سقف کی ہے جو اندر سے گنبد نما معلوم ہوتی ہے باہر اس بارہ دری کے طرف
شرق و غرب عمارتیں بطور باغیچہ خشتی بنی ہوئی ہیں اوسکے شرق و غرب کی طرف ایک ایک گز مربع حوض پختہ
یہہ مادہ ہوا گان معلوم ہیں اس بارہ دری کی غرب کی طرف ایک مسجد پختہ تین گنبد والی اندر مسجد کے تین
درجہ میانہ درجہ کی دیوار غربی میں محراب چونہ گچ شمال و جنوب میں دو درجہ جنکے بیچ ایک ایک در محرابی
شمالی دیوار میں ایک دریچہ باہر کی طرف اس دریچہ کے ہے ایک حجرہ بطور دوکان اس مکان میں تہہ خانہ
مہر ویہ اس بارہ دری کی بہی اسی طرح کے سراق ہیں اور عراقوں کے شرق کی طرف ہو بہو اسی مسجد کے
مواقف ایک اور مسجد مصوری ہے تو اوسکو مسجد کہا جاتا ہے مگر تحقیق یہہ ہے کہ اگر اوسکو مسجد کہیں تو سجدہ بطرف
مشرق ہوتا ہے کیونکہ پشت اوسکی شرق کی طرف اور بظاہر صورت غرب تشکل اس مسجد کی ہو بہو ہم شکل مسجد
غربی کی اسکی بہی میں گنبد ہیں یہہ مسجد صرف بطور آس مسجد کے جواب ہونے کے واسطے بنی ہے فقط جنوب رویہ
اس عمارت کی چار دیواری کے میانہ میں ایک بارہ دری حسین خانقاہ نواب میاں خان کی ۔ اس
بارہ دری خانقاہ کے گرد نواح چبوترہ جس کا طول و عرض سوا چھ گز ہے قد آدم ارتفاع ہر چہار طرف
ارتفاع عمارت میں تختہ ہائے سنگ سیاہ مربع ایک ایک گز کے نصب گویا تمام چبوترہ سنگ سیاہ سے
بنا ہوا ہے ان سنگوں کی اوپر داخل ہی سنگ منقوب رویہ اس بارہ دری کی راہ آمد و رفت جس کے آگے

چہہ سیڑہیان سنگ سیاہ کی اوسکی اوپر جنوب رویہ دروازہ محرابی اوپر چبوترہ کی تمام فرش سنگین
سنگ سیاہ کا اب چارون طرف سی یہہ فرش سنگ سیاہ قریب نصف کی اوکہڑ گیا ہی باعث اس کا یہہ ہی کہ
ابتدای عملداری انگریزی مین یہہ باغ شیخ امام الدین صاحب کو ملا تہا اونہون نے یہہ سنگ اوکہڑوا ای اس
تہڑہ کی گرد و نواح دو فٹ بلند چار دیواری جسکی چارون گوشون مین موہڑہ ہای خشتی بنی ہوی ہی مین اب جنوب
وغرب رویہ سی چار دیواری گر گئی ہے پہر اس تہڑہ کی میانہ مین آدہ گز بلند تہڑہ بارہ دری کا خشتی چونہ گچ
منقش اس بارہ دری کی ارتفاع کی عمارت تمام سنگ سیاہ کی چہت پر چارون گوشون پہ چار موہڑہ خشتی مربع جنوب
رویہ اوسکی ایک زینہ سنگ سیاہ کا جواب شکستہ ہوگیا ہی اندر تمام فرش سنگ سیاہ کا اور سقف قالبوتی سفید
چارون طرف بارہ دہن خشتی چونہ گچ ہر دہن مین دو دو ستون خشتی سفید میانہ بارہ دری مین ایک اوپر چبوترہ
پہہ انچ مرتفع یہہ تہڑہ قبر ہی اوسپر تعویذ بہی سنگ سیاہ کا تہا جو بعہد رنجیت سنگہ راجہ سوچیت سنگہ نی اوکہاڑ لیا
جای افسوس اور مقام عبرت ہی کہ جہان سی سنگ تعویذ قبر اوکہڑی ہین وہ جگہہ خشتی نظر آرہی ہی سبحان اللہ نواب
میان خان مرحوم نی کس ارادہ سی یہہ جگہہ بنوائی ہوگی اور کیا حال ہو رہا ہی ہیچ ہی ــ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت
رفت و منزل بدیگری پرداخت ٭ کبہی وہ وقت تہا کہ یہہ عمارت تعمیر ہوئی تہی اور پہر وہ وقت آیا کہ راجہ سوچیت سنگہ
نی تعویذ قبر اوکہڑوایا پہر شیخ امام الدین صاحب مختار رہی اب نواب علی رضا خان صاحب مالک ہین اب ان کو بہا اس مبارک
کری کارخانہ آلہی مین دم مارنی کی جا نہین فقط بارہ دری کی جنوب رویہ ایک طویل جگہہ بشکل تہڑہ اوس پر تین زینہ چڑہ
کر اگی شمال رویہ ایک چوبچہ حوض معہ فوارہ آبشار اوسکی میانہ مین اور تہڑہ پختہ سفید جسکا طول آٹہہ کرون اور
عرض چہہ کرون اس کی شمال و جنوب کی طرف اور دو تالاب طول ہر ایک کا ساڑہی گیاران کرون اور عرض ساڑہی
سات کرون ہر تالاب کی گوشہ ایسان گکنی مین دو دو زینہ شرق و غرب کی طرف اس تہڑہ اور تالابون کے دو دو
عراقین پختہ اوسکی جنوب کی طرف حد دیوار جنوبی چار دیواری اوس مین سی بیس عدد محراب قالبوتی دیوار شمالی
مین غرب رویہ مسجد غربی ایک اور دروازہ نو تیار جسمین طاق چوبین پیچ اہنی والہ لگی ہوی ہین اوسکی اندر
شہر قد رویہ پس پشت مسجد ایک جگہہ بلند اوسپر چاہ چرخ چوب والہ روان چاہ کی غرب رویہ مائل بہ شمال ایک خورد
گنبد پختہ دروازہ جسکا گکنی کی طرف اب اسمین تختہ چوبی نواب صاحب نی لگوای ہین لب بام گرد چونہ گچ

یہہ گنبد برج گوشہ عمارت دو سالہ یہہ کا ہی معلوم ہوتا ہی کہ ایسی ہی چاروں گوشوں میں تہی وجہ تسمیہ بام محل
مشکی یہہ ہی کہ نواب میاں خاں کا ایک غلام مشکی نام خانہ زاد تہا اوسکی معرفت یہہ عمارات بنی اس باعث سے
اوسی کا نام مشہور ہوگیا **احوال نواب میاں خان مرحوم** نواب میاں خاں خلف
نواب سعد اللہ خاں وزیر شاہجہانی نواب عالمگیر بادشاہ تہا حویلی اسکی لاہور میں خوب رویہ مثل اسکول
تا حال موجود ہے اوس میں جراسی لوگ رہتے ہیں جہاں مسجد چینیاں والی میں مولوی غلام حسن صاحب
مدرس رگوارسند کی فراہی اوس جائگاہ کی دیوار جنوبی دیوار بدیوار شمالی حویلی کتبیاں خاں ہی حویلی میاں خاں کے
شمال وہ حویلی نواب سعد اللہ خاں خلف نواب میاں خاں کی ہی یہہ رنگ محل جہاں اب مشن اسکول ہے یہہ اسی
کی حویلی کا حصہ ہی میاں خاں لاولد فوت ہوا گر بعد اسکی ایک شخص سید میر ہدایت علی خاں نامی اسکا فرزند
متبنی نامی رہا وفات نواب میاں خاں کی سنہ ایکہزار سیاسی میں ہوئی بعد ازان میر ہدایت علی کے
دو فرزند ہوئی ایک میر رجب علی دوسرا امجد علی رجب علی کی یہاں ایک بیٹا میر اسد اللہ خاں اور
اوسکی یہاں میر نورالدین خاں اوسکی یہاں ایک لڑکی مسماۃ ہتہی بیگم رہی جو اوس نے اپنی بہانجے
حقیقی مسمی سیف علی شاہ دی بعد نورالدین خاں کی تا حال وہی قابض جایداد ہی کچہہ تو اوس نے اپنی عورات
متعلقہ حویلی میاں خاں فروخت کر کر خوب صفائی کی اور بقیہ میر عابد علی اور میر نیاز علی وسعادت علی
وغیرہ حصہ داران نے برباد کردی غرض اس محل جایداد اون کے پاس کچہہ نہیں رہا ایک پیڈ موضع کوٹ
ہدایت علی خاں جو فاصلہ چہہ کروہ لاہور سے بقصبہ نورالدین تہا وہ بہی اوسکی قبضہ سے نکل گیا غرض میر
ہدایت علی سے جہاں اوسکے اولاد کی گذاری فقط فروخت زمین و عمارت پر تہی یہہ رہی سوائی اس حویلی
کی ایک اور حویلی نواب سعد اللہ خاں کی متصل دروازہ المشہور حویلی تہراں والی تہی وہ بہی ان ہی خشخاش
کی فروخت کرلی یہہ باغ و مقبرہ نواب میاں خاں کا بعہد رنجیت سنگہ راجہ سوچیت سنگہ نے ضبط کرلیا باغ نواب
میاں خاں بعد تباہی ریاست لاہور بعملداری انگریزی چند صیغہ نیول میں رہا ب نیلام میں بقیمت دوہزار
ڈہائی سو روپیہ نواب علی رضا خاں صاحب نے خریدا کر مرمت شروع کی ہی آخری **قطعہ**
این امر کہ زبان بہ معنی آن رہا + نقشی است کہ ہاتف معنی انزا + دنیا خوار زندگانی ترو ے + خانہ کہ درخواب معنی کی

سبحان اللہ سبحان لایق دیدنی ہی جو تہڑہ کی ارتفاع مین چارون طرف کلان تختہ ہاے سنگ سیاہ و سنگ ابری نشستہ ہین
انکو دیکہہ کر عقل حیران ہوتی ہی کہ ایسی ایسی کلان سنگ کہان سی بہم پہونچی ہونگی **حال نواب سعد اللہ**
خان مرحوم وزیر شاہ جہان بادشاہ غازی یہہ ہی کہ والد نواب
سعد اللہ خان مسمی امیر بخش ساکن چنیوٹ قوم جاٹ سی زمیندار تہا اوسکی گہر مین امیدواری ہوئی جب
اٹہوان مہینہ حمل کا ہوا تو اوسکی جورو نی اسکو کہا میرا دل ولایتی انارون کو چاہتا ہی اگر ولایتی انار نہ پاونگی
تو مر جاونگی اوس نے کہا کہ ای بیوقوف ہم غریبون کو انارون سی کیا نسبت ہی مین انار کہان سی لاؤن عورت
نی کہا کہ میری کان کی بالیان نقرئی پانچ روپیہ کی ہین تم اسکو لیجاؤ اور فروخت کر کے انار لی آؤ اتفاقاً انہین
دنون مین سوداگران میوہ فروش کابلی سیالکوٹ مین آ اوتری وہ ڈالی انار و انگور کی بحضور شاہ دہلی لیے جاتے
تہی غرض والد نواب سعد اللہ خان نی بالیان نقرہ ہمراہ لیکر اون سوداگرون کی پاس جا درخواست
انارون کی کی اونہون نی کہا اے احمق تیرا کیا مقدور خرید نی انار کا ہی یہہ ڈالی شاہی ہی اوس نے تمام حال بیان کیا
سوداگر قیافہ شناس تہا دریافت کر گیا کہ ضرور اوس عورت کی شکم مین فرزند اقبال مند ہی یہہ سوچ کر چند انار
اور انگور ہمراہ لیے اور امیر بخش کو کہا کہ میان مین تمکو انار بلکہ انگور بہی مفت دیتا ہون لیکن باین شرط کہ تو
مجکو ایک دفعہ روبرو اوس حاملہ کے لیچل پاس اوسکی جو کچھہ اوسکو درکار مطلوب ہوگا مین پیش کرونگا القصہ امیر بخش
اوس کو اپنی گہر لے آیا سوداگر نے چند انار اور انگور مع چند روپیہ زوجہ امیر بخش کے آگی رکہی اور کہا کہ یہہ تم
لی لو اور مجہکو ایک سند بایں مضمون لکہدو کہ مولود اگر صاحب اقبال ہو تو مجہی حق دار سمجہی اوس نے کہا ای
بہائی غریبون سی مسخر کرنا اچہا نہین ہوتا جا اپنا کام کر اگر بعد کچھہ دینا ہی تو دیجا سوداگر نی بیحد ہو کر بار بار
یہی التجا کی لاچار اوس نے اسی طرح کا اقرار نامہ لکہدیا بعد اوسکی بروز پنجشنبہ دہم صفر سنہ ۱۰۰۰ ایکہزار ہجری نواب
سعد اللہ خان پیدا ہوا اور اسی وقت کم کم اوس کا والد فوت ہو گیا ہر ایک یہی کہتا تہا کہ یہہ مولود دیدہ اگم بخت ہی کہ
تولد ہوتی ہی باپ کو کہا یا بعد اوسکی جب پانچ سال کا ہوا تو والدہ اوسکی بہی فوت ہو گئی وہ بیچارہ آوارہ ہو بادیہ گردی کرتا ہوا لاہور
مین آ پہونچا اور باین طریق علم پڑہنا شروع کیا کہ راتکو گدائی کرتی اور اسی مسجد مین کہ جہان پڑہتا تہا رات
سو رہتا کہتی ہین کہ وہ مسجد اندرون دروازہ دہلی تہی جسکی قریب اب مسجد عالیشان نواب وزیر خان

کی یادگار روز افزوں اقبال سے لاہور ہی میں تحصیل علم سے فراغت کی تو ارادہ چلنے دہلی کا کیا حتی کہ ہمراہ مسمی شارب شاہ
گدا کے روانہ دہلی ہوا وہ شارب شاہ کربال سے واپس ہو آیا اور سعد اللہ خاں دہلی میں محلہ جوڑی والی مسجد
محمد صالح میں جا رہا محمد صالح صاحب صاحبزادگان نواب آصف خاں پسر اعتماد الدولہ وزیر شاہ جہاں کو پڑھاتا
کرتے تھے اس وسیلہ سے وزیر زادے اوسی مسجد میں پڑھنے آتے تھے اوسکو غریب الوطن جان کر یہ مہربانی کی کہ
ہر روز جاروب مسجد کرے سبیل وضو کی بھر چھوڑا کرے اوسکے عوض میں دو وقت روٹی ملا کریگی ایک دن کا ذکر ہے
کہ محمد صالح مسجد میں نہ تھے اور صاحبزادگان وزیر اصلاح خط لیکر آئے سعد اللہ نے اصلاح دی اوسی بات کو
جب وزیر نے سوبہ تختی اپنے لڑکوں کی دیکھی تو خط خوش دیکھ بہت خوش ہوا اور لڑکوں سے پوچھا کہ یہ خط
کس کا ہے اونہوں نے حال واقع بیان کیا وزیر نے سعد اللہ کو بلوا کر حکم دیا کہ آئندہ اصلاح صاحبزادگان
تو دیا کر اوسکے عوض دس روپیہ تجھکو ماہوار ملا کریگا اوسنے قبول کر لیا بعد اوسکے ایک دن صاحبزادہ ہائے
وزیر محمد صالح سے کتاب ابو الفضل پڑھ رہے تھے اتفاقاً کوئی مشکل عبارت آئی ہر چند محمد صالح معنی اوسکے
دن کو سمجھاتا پر اون کو سمجھ نہ آئی آخر کار سعد اللہ نے اوسکو ایسا مفصل بیان کیا کہ فی الفور اونکی سمجھ میں
آگیا جب وزیر نے یہ حال سنا تو سعد اللہ کو بلا کر چالیس روپیہ مشاہرہ معہ نان دو وقتہ مقرر کرکے پادشاہ
اتالیق صاحبزادوں کا بنایا سبحان اللہ جب خدا کارساز کچھ چاہتا ہے کہ کسی کو سرافرازی بخشے تو سبب بھی ویسے ہی
بنا دیتا ہے مصداق کلام ہے ہر کہ خدا تبارک و تعالی کو سرافرازی اس سعد اللہ بیکس کے منظور تھی ایسی نظر سے
باعث اسکے جمع ہوتے گئے جب بمشاہرت چالیس روپیہ ماہانہ وغیرہ اوسکو ملنا اور اوس سے کچھ رسد صدا
کرتا اور اوسکی حالت میں آمد و رفت پیدا ہو گئی بعد چندے بس اکہتر چالیس شاہ ایران کا مراسلہ بنام
شاہجہان بادشاہ غازی مشتمل اس مضمون کے آیا کہ تم شاہ ہند ہو اور نام اپنا تم نے شاہ جہان رکھا ہے اس سے
دروغگوئی واضح ہوتی ہے اور کذب ہر فرد بشر نوع انسان کو نازیبا ہوتا ہے خصوصاً شاہان فرمان روا کو اسکا
جواب شافی لکھو ورنہ نام تمہارا مغرور شاہ کاذب رکھا جاویگا جب یہ مراسلہ شاہ جہان کے پاس آیا تو
بادشاہ نے آصف خاں وزیر کو حکم دیا کہ اس کا جواب شافی لکھو اوسنے ہر چند غور کیا کوئی جواب
بن نہ آیا آخر بادشاہ نے کہا کہ اس کا جواب شافی جو تحریر نہ ہوگا تو حکم قتل ہے وزیر نے مہلت ایک ہفتہ

کی طلب کی جو سنا ہوئی جب مہلت مطلوبہ کا آخری دن آیا اور کوئی جواب تجویز نہ ہوا تو وزیر کو یقین تھا کہ اب ضرور مارا جاؤنگا اوس روز ایک ماتم عظیم اوسکے دولتخانہ مین بپا ہوا اس واسطے صاحبزادی وزیر کی بھی مکتب مین نہ آئی سعد اللہ خان وہان گیا اور باعث پوچھا اونہون نے سب حال کہہ سنایا سعد اللہ نے کہا کہ جواب اس کا چندان مشکل نہین وزیر یہہ بات سنکر خوش ہوا سعد اللہ کو اپنے پاس بلایا اور بہزار منت درخواست اظہار جواب کی کی اوس نے جواب دیا کہ سوای حضوری بادشاہ کے مین بیان نہین کر سکتا ہر چند وزیر نے طمع ہزارہا روپیہ کا دیا مگر اوس نے نہ مانا لاچار وزیر اوس کو بحضور بادشاہ لے گیا اور عرض کی کہ ای خداوند روی زمین یہہ سوال کچھہ ایسا مشکل نہین کہ جس سے بندگان حضور متردد ہون اس کا جواب تو میرا ایک ملازم بیان کر سکتا ہی یہہ سنکر سعد اللہ نے عرض کی کہ جہان پناہ سوال تو سخت مشکل ہے اور آپ کی ذات قدردان امیدوار ہون کہ اول وزیر سے جواب طلب ہو اگر یہہ عاجز بیان کریگا تو پہر مین جو کچھہ واجب العرض ہے عرض کرونگا القصہ وزیر نے لاعلمی بیان کی پہر شاہجہان نے سعد اللہ کو کہا کہ اگر تو جواب شافی دیگا تو سرکار سے تیری قدردانی ہو جب سعد اللہ کو تسلی ہوئی تو اوس نے مراسلہ کا جواب باین مضمون تحریر کیا کہ تحاریر دلخواہ پسندیدہ اکثر متوجہ معانی و لطائف رہتی ہین۔ کسی نکتہ فہم کو جو علم ہیئت و ہندسہ سے کچھہ بھی آگاہی رکھتا ہو تمہاری اس امر مبارک سے اشتمام کذب ہوگا ہم آپ کے دربار کو نکتہ رس جانتے تھی مگر افسوس کہ خیال ہمارا ناقص متصور ہوا فقط اظہار ہی کہ از روی حساب ابجد اگر لفظ جہان کے عدد نکالین تو اونسٹھہ ہوتے ہین باین صورت ج ۳ ہ ۵ ا ۱ ن ۵۰ اور ہند کے بھی اونسٹھہ عدد ہین باین صورت ہ ۵ ن ۵۰ د ۴ چونکہ اعداد ان کے برابر ہین پس معاملہ یکسان ہی اس لیے ہمکو اختیار ہے کہ اپنا نام شاہجہان رکہین یا شاہ ہند یہہ جواب لکھکے اوسی وقت بادشاہ نے اوسکو داروغہ کتب خانہ شاہی مقرر کیا اور پہر حسب العرض موسوی خان صدر الصدور کی عہدہ وزارت پر سرفراز ہوا اور علامی فہامی خطاب پایا پہر یہہ معاملہ ہوا کہ بجز حکم سعد اللہ خان کے کوئی کام ملازمت کا نہوتا تہا لاکہہا روپیہ کی عمارات سعد اللہ خانی دہلی و آگرہ و لاہور مین موجود ہین ایک مسجد عالیشان جامع سنگین بعمارت شاہ مسجد بمقام چنیوٹ جو وطن اصلی اوسکا تہا تعمیر کی جب بشارت شاہ فقیر جو لاہور کا روانہ ہوا تہا یہہ حال سنا تو دہلی مین گیا کہتی ہین کہ وہ بڑا زبان دراز تہا جب در دولت پر حاضر ہوا تو محافظین نے اندر جانا

بہ دنا لاچار ہوکر واندی چوک میں جاکر راہ آمد سواری نواب سعد اللہ خاں کو روک صاحب سوائی
کو دیکھتے ہی براہ تمسخر وخیال بیجا قدیمہ نول اوٹھاکر اور بدمعاش حرام زادی اب یہہ دماغ ہے کہ نواب نواب
پکارنی لگی دیتی سعد اللہ خاں کہ مرد عاقل اور ہوشیار تہا یہہ معاملہ دیکھکر چپ ہو رہا سواری
بدستور حویلی پر آئی پہر وہی چیخ پکار ہوا چلا آیا جب نواب صاحب اندر گئے تو خزانچی کو حکم دیا کہ دس ہزار
روپیہ کی تہیلیاں یہاں لے آو اور دیوان خانہ میں خلوت کرا دی جب اوس نے تعمیل حکم کی تو حکم دیا کہ باہر
ایک فقیر مجذوب صاحب کمال لاہور سے آیا ہوا کہڑا ہے اوس کو اندر بلا لاؤ خزانچی اوسکو بلا لایا مجذوب
وقوف بخیال صحبت سابقہ قدیمہ روبرو آتے ہی گالیاں دینے لگا نواب صاحب تو دانا تہے اوسکی باتوں
کیطرف متوجہ ہوئے بلکہ نصیحتا یہہ دو شعر طعنا اوسکو سنائے کہ اے بے وقوف شعر آدمی را بچشم حال
نگر * از حال پری وشی مگذر * در شکم نطفہ اولادش بود * آب بست است دامن لعل و گہر * دہ ہزار
روپیہ اوسکو دے کر حکم دیا کہ چار سپاہی اسکے ساتھ جاویں اور لاہور تک پہونچا کر واپس آویں فقط مجذوب
اتفاقا وہ کابلی سوداگر کہ جنہوں نواب صاحب کی والدہ کو مار دی تہی وارد دہلی ہوا ارادہ کہ دستور تجارت ہے کہ پہلا
مال سب وہاں کے کارخانوں سے تعارف ہم پہونچاتے ہیں سعد اللہ خاں کو تحائف کلی دیکہکر اوسکے حال کا
استفسار کیا جب وطن اوس کا چنیوٹ اور عرصہ سے ترہت کا حال سنا تو اپنی جیادہ پر آفرین کرکے وہ کاغذ
دستخطی والدہ نواب سعد اللہ خاں کا نکالا اور بصد ادب راوکی خدمت میں حاضر ہوکر پیش کیا اونہوں نے
حسب وعدہ والدہ خود تعمیل کرکے اوسکا محصول معاف کرا دیا پہر لاہور میں تشریف لائے اور بیماراں
سوائے بیچیدہ اون کے نواب میاں خاں صاحبزادہ اون کا ہی عالمگیر کے آگے نواب باتوقیر تہا پہر نواب
سعد اللہ خاں تاریخ بست و ہفتم رمضان سن ایک ہزار چہیں آگرہ میں فوت ہوئے اتنا یہہ تہا اور انجام یہہ ہوا
کہ اب سیف علی وغیرہ سکہائے جو میاں میاں خاں سے ایک ایک گز زمین اور ایک ایک اینٹ اوسکی حویلی
کی فروخت کرکر کل جائداد اوسکی کر دی ہے +

احوال دہرم سالہ ملتانی

اندرون دروازہ شاہ عالمی کے دیوار بدیوار جامعہ سرکاری متوصل لالہ رتن چند ڈاڑہی والے جو شاہ عالمی دروازہ
سے موچی دروازہ تک محلہ پانڈہانی نواحی لاہور سے جنوب رویہ ہے ایک دہرم سالہ ہے جو سام ہا دیاتا

دہرم سالہ ہے اسکی امدورفت کی دو راہ ایک دروازہ شاہ عالمی کے باہر نکلتی ہے بائین ہاتھہ جس کے باہر شمال رویہ ایک دوکان نان بائی مسلمان کی اور دو دوکانین ہندون کی جو چنا وغیرہ بیچتی ہین اور دوسرا جنوب رویہ یہہ دہرم سالہ قدیمی عہد شاہان سلف کی ہے گرد نواح اوسکی چاردیواری جنوب رویہ راہ کے بطرف شرق ایک چہوٹا کوٹہہ پختہ خشتی مسقفہ مکان سبیل یہان بیٹہہ کر راہیون کو پانی پلاتے ہین اوسکی شمالی طرف چاہ پختہ گوشہ غربی وجنوبی مین ایک اور چاردیواری پختہ ریختہ کی جسکی چارون طرف موٹہر ہائی خشتی پختہ نیبر ہی چونہ گچ غرب رویہ درخت پیپل اس چاردیواری مین دو زینہ چڑہ کے چبوترہ پر آتی ہین اوسکی میانہ مین ایک قالبوتی چوبارہ اوسکا شرق رویہ گرد نواح دیوارون پر تصویرین معبودان وغیرہ کی طاق تختہ چوکہت چوبی اندر اوسکی غرب رویہ دیوار مین تہان بہیرو بشکل مقبرہ خورد پختہ سندہوری اوسکی شرق رویہ ایک چہوٹا سا طاقچہ پہولون کے چڑہانے کی واسطی جنوب رویہ ایک چبوترہ پر دو مڑہیان پختہ ایک سابل ناتہہ دوسری کہول ناتہہ کے کہتی ہین کہ یہہ مڑہیان شاہان چغتائیہ کے عہد سی بنی ہوئی ہین اس چبوترہ کے شرق رویہ ایک اور چبوترہ اوسپر درخت پیپل اوسکی نیچی شمال رویہ ایک اور چبوترہ اوسپر شیوجی کا لنگ رکہا ہوا ہی اوسکی شمال رویہ۔ دو درخت پیپل متصل دیوار شمالی ایک گنبد شوالہ چونہ گچ دروازہ اوس کا غرب رویہ مع طاق تختہ چوبی گوشہ غربی وشمالی مین ایک مڑہی کسی بانیا یاری شاہ کچو دہڑوائی تہا عرصہ پندرہ سال سی یہان جلایا گیا اب باوا ترت ناتہہ جو گیشر یہان کا مالک ہی اور گورداس باوی کا غیب ناتہہ امرتسر مین زندہ ہی اور داگورداوس کا پریم ناتہہ مڑہی اونکی مقام توہرین ۔ مالک اس مکان کے قدیم سے جوگی لوگ ہی چلی آتی ہین حال ابتدائی اس کا یون مسموع ہوا ہی کہ ایک شخص مسمی گردہاری لعل قوم کہتہ سی ساکن ملتان تہا بباعث لاولدی اکثر فقرا کا متلاشی رہتا تہا بعد چندی سیل ناتہہ صاحب جو گیشر وارد ملتان ہوے اون کے تصرف سی وہ بہی جوگی ہو گیا اور تارک الدنیا ہو کر اونکی ہمراہ لاہور مین آیا جب وہ فوت ہوی تو اونکو یہان دفن کیا اور دہرم سالہ بنا کر وہین مقیم رہا جوگ مین نام اوس کا پہول ناتہہ تہا چنانچہ مڑہی اوسکی تاحال موجود ہی +

احوال تکیہ ڈنڈھی گران

یہہ مکان تکیہ ڈنڈھی گران زین خان کے میدان سے آگی بڑہ کے شرق رویہ واقع ہی اوسکی جنوب رویہ

چینی سے پختہ بنی اوس پر چند قبور شرق رویہ ایک کوٹھہ پختہ مسکونہ فقیران اسمیں چراغ نام جوا ولادہ
ڈنڈی گراں سے ہی رہتا ہی غرب رویہ ایک گنبد پختہ بنا مربع جسکی چار در محرابی اندر اوسکی دو قبر پختہ بنا
سیلو رنگ اس گنبد کا سر تہا اب لو رنگ شرق رویہ اس گنبد کے ایک چبوترہ اوس پر قبور ڈنڈی گراں اور
چند درخت بیر شریفہ وغیرہ سنا جاتا ہی کہ بوقت آبادی سرون شہر لاہور کے یہاں محلہ چرادیاں تہا چنانچہ
دستک لوگ بیان کرتے ہیں کہ بوقت کہودنے زمین کے اکثر اوزار چرادیوں کے یہاں سے برامد ہوتی ہیں
رہاں اس تکیہ کی اگہ وساب ویلے کوئی نسبت دینی یہاں نہیں ہوتا بہت تلاش سے معلوم ہوا کہ یہہ مقبرہ
حضرت شاہ پیر دیگیلانی کا ہی جو بڑے بزرگ ولی کامل سید گیلانی صحیح النسب تہے وفات آنکی بعہد بابر
سن نو سو چودہ ۹۱۴ میں واقع ہوئی جب یہہ فوت ہوئی تو شیخ عبدالمعادم نامی اونکی سجادہ نشین ہوئی جنکی
قبر اسی مقبرہ میں ہوئی اور حضرت شاہ پیرور کے مرشد حضرت شاہ عالم المشہور ملکہ اور اونکی حضرت شاہ اکبر
اور اونکی شیخ احمد اور اونکی شیخ حامد گیلانی اور اونکی سید عبدالرزاق اور اونکی سید عبدالصمد اور اونکی سید احمد قادری
اور اونکی سید میر اور اونکی مسعود اور اونکی سید علی اور اونکی سید احمد اور اونکی سید صوفی اور اونکی سید عبدالوہاب
اور اونکی جناب غوث الاعظم محی الدین گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز حضرت شاہ پیرور کا معمول تہا کہ ہمیشہ وعظ
فرمایا کرتے تہے اور غربا اور مساکین سے نہایت محبت رکہتے تہی ابتدا میں اونکو مرید کرنے سے عذر شاہی
بعداں امام صفیعی نے فیض تمام جاری فرمایا اکثر اشخاص صحبت سے مشرف ہوئی چنانچہ اب تک اونکی
خاندان کے مریدوں میں سے سید مہر شاہ موضع اچہرہ میں موجود ہیں ان حضرت کے سجادہ نشینوں سے حضرت
سید عبدالحکیم گیلانی بڑے بزرگ ولی کامل ہوئے ہیں جن کا حال علیحدہ درج کتاب ہوچکا ہی +

احوال باغ زیب النساکہ فی زماننا موضع نواں کوٹ مشہور ہے

یہہ موضع نواں کوٹ شہر لاہور سے فاصلہ دو کوس بطرف سرت دم
بحرید اباداں ہے یہہ موضع متعلقداری شاہان مغلیہ باغ زیب النسا کا تہا کتاب شاہجہان نامہ مصنفہ
صمصام الدولہ میں مندرج ہے کہ جب وہ باغ زیب النسا خواب مقام چوبرجی مشہور ہے صرف
فرمانا ہی دایہ خوشقدم بیکم کہ ایک روز تیہ صحبت النسا واسطے دیکہنے اوس باغ کی آئی راستہ میں سالکہ تہا مر

عام وخاص کہہ رہی ہین کہ زیب النساء واسطی دیکھنی باغ مرمیا دایہ کی چلی ہی اس استماع سی کو نہ نجیدہ ہوکر
دل مین خیال کہیا اس باغ مین دیسہ تماشا ہونی ہی سبب ہی مناسب ہی کہ برقت پہنچکر دربان کی جگہ کی ٹہہر کر دعائی عاقبت بخیر دیوی اور باغ اوسکو عطا کرون القصہ جب باغ پر آئی
تو اتفاقاً مرمیا بائی ہی نی استقبال کر کے دعائی عاقبت بخیر دی شہزادی نی حسب شرط وہ باغ اوسی کو
عطا کر دیا اور خود بنا دیکھنی باغ کی واپس ہوا آئی یہہ ذکر دروازہ باغ مذکور یعنی چوبرجی کی اوپر کنکم مین تحریر ہی بعد
ازان یہہ باغ جسمین اب موضع نوان کوٹ آباد ہی تعمیر کرایا اوس نی وہین اپنا مقبرہ بہی سنگ مرمر کا بنوایا قدرت الہی
سی جب عملداری مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ہوئی تو اونہون نی براہ سنگدلی تمام اس مقبرہ کی سنگ اوترواکر حضوری باغ
مین بارہ دری تیار کرائی چنانچہ اب تک وہ بارہ دری حضوری باغ مین یادگار دیکہنی مہاراجہ صاحب موصوف
کی سابق مین یہہ باغ بڑا آراستہ تہا کچہ کچہ نشان اوسکی باقی ہین شمال رویہ دروازہ کلان اب آمد و رفت عام کا
کام دیتا ہی اندر اوسکی بازار شرق و غرب رویہ دوکانین بقالون کی اس دروازہ سی اندر جا کی بطرف غرب مقبرہ
زیب النساء وہان مکانات مسکونہ زمینداران بطور چار دیواری مقبرہ معلوم ہوتی ہین گرد نواح مقبرہ کی فرش
خشتی مقبرہ بڑا عالیشان مربع چار پہلو جسکی ہر پہلو مین تین تین در ایک تو کلان محرابی اور اوسکی پہلون مین خورد
سابق اس مقبرہ کی یہہ صورت تہی کہ چارون طرف بارہ دروازی ہین تفصیل چار تو محرابی اور آٹہ در مربع کشادہ
سب مسدود راہ آمد و رفت کا جنوب رویہ اور بقیہ گیارہ درون مین پنجرہ سنگ مرمر لگی ہوئی تہی اب در محرابی شرقی
مین قد آدم خشتی عمارت کر کے اوسمین ایک کہڑکی خورد چوبی آمد و جا کی واسطی لگا ہوئی ہی گرشتہ مغربی
و جنوبی کا بہی اینٹون سی بند کر کے اوسمین سی تہوڑا سا راستہ آمد و رفت کا مہر شاہ فقیر یہان کا سجادہ
نشین ہی اپنی مکان مسکونہ مین سی چو دیوار بدیوار مقبرہ ہی بنا لیا ہی راستہ اوس نی اس نظر سی بنایا ہی کہ اگر
کاہیگاہ وہ آپ نہو تو مستورات اوسکی اس راہ سی اگر چراغ اور جاروب کشی کر جاتی ہین اندر مقبرہ کی
تمام فرش سنگ مرمر و سنگ سیاہ کا بطور گلکاری اب صرف غرب رویہ اور سرہانی یہہ فرش بقدر دو گز
گز موجود ہی بقیہ رنجیت سنگہ اوکہاڑ کر لے گیا اب میانہ مین ایک چبوترہ گلی خام دو فٹ اونچا تیرہ
گز طول و گز عرض والا ہی قبر گلی جسپر غلاف سبز ہمیشہ پڑا رہتا ہی گنبد بڑا بلند عالیشان گنبد سر زمین سی پایہ
پتہر اوکہاڑ نی کی دو دو تین تین فٹ گر گیا اگی ہر چہار گوشہ مین ستون ہائی سنگ مرمر تہی چنانچہ اب بہی

وہاں سے پتھر اوکھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مقبرہ کے گرد و نواح دو رویہ رنگ فرش خشتی تھا مگر اب لوگوں نے
او سیر کھر سالی ہیں گوشہ غربی و شمالی کے ساتھ ایک کوٹھا حسن شاہ قریشی کا   یہہ کوٹھے ہی میں مقبرہ ہے
ساکنو تکیہ اندر اسکے فرش خشتی موجود ہے تا حال اس گوشہ شمالی و غربی مقبرہ میں برسر زمین سنگ سرخ
دکھائی دیتا ہے اب عمارت اس باغ کی جو موجود ہے سو تحریر کرتا ہوں کہ مقبرہ موصوف ایک دروازہ کلاں
مسکر چاروں گوشوں پر چار برجیاں بارہ دروالی کالسی کار موجود ہیں قائم کھڑا ہے اس دروازہ کے
باقی ہے دعا تمام کر ایک دروازہ آلی خشتی چونہ گچ سقف اوسکی قالبوتی جسمیں سے اب تہی مع عمارت محل جاری
اس غربی شمال سے یہہ دروازہ باہر کی طرف سے اینٹوں سے تمامتر دروازہ بند کیا ہوا ہے اوسکے اندر ایک ڈیوڑھی
سقف اوسکی قالبوتی بطور گنبد غرب رویہ اس کے ایک اور دروازہ اندر آنے کا اس ڈیوڑھی کے شمال و جنوب
قد آدم سے بلند مکان نشستگاہ دو مرلہ   جنمیں و غرب رویہ دو دو کوٹھریاں تحتانی
ان کے اوپر چھت جسکی قالبوتی اوپر ان نشستگاہوں کی جنوب اور شمال رویہ شہ نشین جن میں تین کھڑکیاں
جو وسطا اندر اوپر اوس کے سقف منقش قالبوتی اب اس ڈیوڑھی میں جولاہے رہتے ہیں مگر قبضہ غلام فرید
دوسری کا ہے اور شمال میں کوئی عورت صیغہ مشہور دارد رہتی ہے غلام فرید کی سکونت پذیر ہے ڈیوڑھی کی
شمال رویہ ایک مکان افتادہ مشفقی مکرمی برادرم منشی عمرالدین صاحب اوورسیر قلعہ لاہور ساکن موضع بادامی
باغ ہے یہہ منشی عمرالدین بن صدرالدین قوم ارائیں قوالی سے اللہ تعالیٰ نے اس پر بہت کرم کیا ہے پہلی غربت
اولی زمیندار ہے ابتدائی عملداری سرکار انگریزی سے بارک ماستری میں ملازم ہوکر روز بروز ترقی پاتے
بزرگوں کا مقولہ ہے کہ گر بدولت برسی مست مگردی مردی آن اگرچہ اس کو برا است بپروائی ہے مگر یاد
غربا سے عزت اسے ہے جس چھوڑی چھ سات مسجدیں بھی تعمیر کرائی ہیں چنانچہ دم تحریر کے ڈوئی مسجد
میں مسجد علاقہ مدان   سوا ہے مع شد آمد غرب رویہ ڈیوڑھی کے گوشہ جنوبی و غربی میں اوپر جانے ڈیوڑھی پر
زینہ پختہ جسکی   اسی طرح دوسری نشستگاہ میں سے زینہ اوپر جانے کا ہے باہر مقبرہ پر
مثل دروازہ میں دو کوٹھریاں سنگ سرخ کی ڈیوڑھی کی شمال و جنوب ویہ دیوار چار دیواری کے گوشوں پر دو
برجیاں ساتھ ہر چہار طرف چار دیواری کے گوشوں میں ایسی برجیاں تہیں مگر اب یہہ دو باقی ہیں صورت

ان برجیون کی یہہ ہے کہ بارہ زینہ چڑہکر ان پر جانا ہوتا ہی صورت انکی ہشت پہلو ہے انہہ در والی اوپر گنبد پہاڑی
وار برنگ بسنتی جنوبی برجی کا رنگ قایم ہے اور شمالی کا بوسیدہ گنبد کی اوپر کلس ہشت ترویہ بہت نزدیک مکان
خانقاہ حاجی عبدالکریم صاحب **حال خانقاہ حاجی عبدالکریم صاحب چشتی**
رحمۃ اللہ علیہ گردنواح اس خانقاہ کی چار دیواری خام و پختہ تخمینا پانچ کنال دروازہ آمد و رفت
غرب رویہ بی طاق و تختہ دروازہ کے اندر جاتی ہی ایک خورد کوٹہہ شمال رویہ ایک چبوترہ خشتی نشست کی واسطے اور
اس در کے جنوب رویہ اندر کی طرف ایک دالان جسکی تین دہن شمال رویہ اب دو بند اور میانہ کشادہ مسقف سرکی
پوش اوس کے اندر دو کوٹہریان ایک جنوب دوسری غرب رویہ دالان کے شمال رویہ دو درخت لیمون
کلان یہہ لیمون کے درخت حضرت عبدالکریم صاحب نے اپنے ہاتہہ سے لگائی ہوئی ہین اس احاطہ کے درمیان مین
ایک چبوترہ ہشت پہلو خشتی جس کے اوپر چار زینہ غرب رویہ سے چڑہ کے دروازہ معہ طاق و تختہ چوبی گرد چار دیواری
اندر چبوترہ کے اوپر فرش چونہ گچ اوس کے میانہ مین ایک اور چبوترہ چونہ گچ اوس پر چار قبرین خشتی تعویذ
والی سرہانی چراغدان خشتی قبور کے شمال رویہ متصل چبوترہ ایک درخت ون کلان ایک قبر حضرت حاجی
عبدالکریم صاحب چشتی دوسری حضرت دیوان یحییٰ صاحبزادہ کلان اونکی تیسری آلہ نور صاحبزادہ میانہ
اور چوتہی عبدالحق صاحبزادہ خوردکی باہر اس چبوترہ کلان کے گوشہ غربی و جنوبی مین جنوب رویہ ایک اور
چبوترہ خشتی معہ چراغدان اوسپر چار قبور پختہ جن پر کہگل گلے ہوئی ہوئی ہے ایک اعلیٰ حضور فرزند حاجی عبدالکریم
صاحب کی دوسری عظیم شاہ خادم اعلیٰ حضور کی تیسری غلام شاہ سجادہ نشین کی چوتہی فرزند غلام شاہ کی
ماسوای اسکی اس احاطہ مین بہت سی درخت لیمون و کیکر و ذخیرہ کہٹ رستہ و آڑو دگلزار ہے اب
یہان کا سجادہ نشین نورالدین مالک مکان ہے اور بخش اللہ شاہ بہنوئی اس کا معہ ایک مائی مبارک بی بی دختر
غلام شاہ کے یہان رہتا ہے عرس ان کا بیست و ہفتم ماہ رجب بشب معراج شریف ہوتا ہے چار گہماؤ زمین مزروعہ
معہ ایک چاہ پرواں سرکار سے تا قیام خانقاہ معاف ہی اس مکان کے باہر گوشہ غربی و شمالی مین دیوار بدیوار ایک
اور چاہ چرخ چوب والہ تہا اب عرصہ تین ماہ سے اوسمین گہاری پڑ گئی پہلی دنون مین متصل
اوس چاہ کے جنوب رویہ جو بچہ چاہ بنانے لگی وہان سے ایک چاہ قدیم نکل آیا اوسکو اب صاف کر کے

جاری کیا ہی اوپر، بوتر آمده چاه کی سر قبر ده و دیوار میں ایک خشت برنگ بستی کاسی کار لگی ہوئی ہی اوس پر
ست تحریر ہے سنہ مقرر سال این چاه عظیم * علاوه گر شد بود یحیی ار کریم * یہیں معلوم ہوا کہ دیوان یحیی فرزند
حاجی عبدالکریم صاحب نے تعمیر کرایا تھا اور یہہ حاجی عبدالکریم صاحب اولاد حضرت عبداللہ انصاری ہی خوشنویس
کامل صاحب تصانیف ہو گذری ہیں زہد و ریاضت اونکی مشہور ہی میں جوانی میں حج بھی کیا تھا نقل ہے
کہ جب یہہ حضرت حج کو گئے تو راہ میں کسی صحرای لق و دق تشنگی اون پر غالب آئی وہاں پانی دستیاب نہوا آپ نے
بہت لاچار ہو کر جناب الہی میں دعا کی جو فوراً مقبول ہوئی ایک دراج نے وہی طرف آپکی آکر آواز دی آپ نے سمجھا
کہ چونکہ بیابان طیور میں پانی نہی ہوگا اس کی پیچھے گئے تو ایک چشمہ آب نظر آیا آپ نے وہاں سے پانی پیا اور خوش ہو کر فرمایا کہ
باعث حیات ہماری کا یہہ دراج ہوا ہی پس جو کوئی ہمارا مرید ہو دراج کو نہ مارے کہا وی چاہئے اونکی مریدوں
سے اب تک دراج کو کوئی نہیں کھاتا بلکہ بہت الفت سے پیار کرتے ہیں اور پیرزادے بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سرور
اس مکان سے نکل مکان ساملی میں تشریف لے گئے وہاں سراوریا نام آپ سے ملاقی ہوا اوس سے آپ گفتگو کرتے
کرتے مقبرہ پیر زندی پر جا بیٹھے تھے اس نے کہا کہ یا حضرت آج روز حج ہے نصیب والے لوگ حج
کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ تیرا دل حج کرنے پر چاہتا ہی اوس نے کہا اگر حج نصیب ہو تو اوس سے زیادہ اور کیا
مراد ہے آپ نے فرمایا کہ وضو کر لے اوس نے جاہ متصل مقبرہ پیر زندی سے وضو کر لیا اس بعد آپ نے فرمایا کہ آنکھیں
بند کر کے طاس النعل بالنعل پاؤں پر پاؤں رکھ ایک ساعت گزری کہا کہ آنکھیں کھول دی اوس نے جب آنکھیں کھولیں تو
اپنے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا فرمایا کہ حاجی حج کر لے بعد فراغت اسی مقام پر آنا وہ رخصت ہو کر گیا اور اسی
طرح سے خاطر جمعی کر کے واپس آیا آپ اوس کو اسیطرح واپس لے آئے تاریخ وفات آپکی ۲۰ ماہ رجب سن ایک ہزار
چالیس ہے فقط اونکی صاحبزادے شیخ یحیی لاہوری بھی شہرہ صاحب کمال ہو گزرے ہیں نقل کرتے ہیں کہ ایک ورد
نامی چور نامی سید والے سے لاہور میں چوری کے واسطے آیا جب اوس کو کہیں سے کچھ ہاتھ نہ لگا تو اوس نے آپکی سرکار میں چوری
کی لیکر روانہ ہوا تو باہر جانے کی راہ نہ ملی جب باہر جاتا تو اندھا ہو جاتا اور جب اندر آتا تو بینا ہو جاتا آخر کار
اوس نے سرکار میں بدستور رہنا قبول کیا اور رات بھر بیٹھا رہا جب صبح ہوئی تو آپ نے اوس سے پوچھا کہ تو کون ہے اوس نے
تمام حال کہہ سنایا آپ نے نصیحت کی کہ پھر کبھی چوری نہ کرنا اوس نے توبہ کی آپ اوسکی طرف متوجہ ہوئے اور صاحب دل

اوسکی انکہون پر ڈالا وہ ولی کامل ہوگیا وفات اونکی دوم ذی قعدہ سن ۱۲۳۴ ہے فقط آدم یہہ سمر مطلب صحیح نوان کوٹ کی باہر جنوب رویہ گوشہ غربی و جنوبی مین ایک مکان تکیہ المشہور کہتی دروازہ والہ تکیہ ہی اوسمین ایک کوٹہ خشتی پختہ جسکی اندر کوٹہری دالان اس کی شمال رویہ ایک چبوترہ پختہ سفید پر قبرا ٹی شاہ دبوہر شاہ سیدان کی ہین یہہ قبرین سید فضل شاہ نے اب پختہ بنوا دی ہین اوس کی ایک چاہ پختہ چرخے دار اب اوس مین گاموں شاہ شمال رویہ مالگذار سرکار رہتا ہی **حال شاہ رستم غازی** غرب رویہ نوان کوٹ ذرا دور ایک بلند ٹبلی پر مکان حضرت + شاہ رستم غازی صاحب کا ہی زبانی امام بخش نمبردار و کمال شاہ پٹواری معلوم ہوا کہ یہہ حضرت اوستاد + زیب النسا سنہ ایکہزار چوبیس مین ہوا اوس نے مقبرہ حضرت کا سنگ سرخ سی بنوا دیا مگر افسوس کہ اب مسمار ہوگیا ہی اب صرف ٹبلی پر قد آدم بلند عمارت خشتی بوسیدہ سی موجود ہے اوس کے جنوب رویہ دو در محرابی قالبوتی شکستہ زمین دوز وہان سی پانچ زینہ نیچے اوترکے دو تہہ خانہ ایک مین دو قبرین پختہ جنکی اوپر سقف قالبوتی ایک حضرت رستم غازی دوسری اون کی فرزند نامعلوم الاسم کی دوسری مین بہی دو قبرین ایک رستم غازی صاحب کی قبیلہ کی اور دوسری اونکی والدہ کی چودہری امام بخش جو معمر سفید ریش آدمی معتبر ولیق وہی بیان کرتا ہی کہ اوسکی اوپر دو گنبد سنگ سرخ کی تہے جو رنجیت سنگہ اوکہاڑ کر لے گیا یہہ ٹیلہ عمارت پختہ کا ہی بگوشہ شرقی و شمالی اس ٹبلے کی ایک حوض تہا اب بند ہوگیا ہی یہان اب جانے شاہ قریشی چراغ روشن اور جاروب کشی کرتا ہی فقط جنوب رویہ دبہہ مایل بغرب ایک دروازہ پختہ ڈیوہڑہی باغیچہ حضرت عبد الخالق صاحب کا کہڑا ہے اب اسمین طاق تختہ چوبی سید فضل شاہ دفتری فنانشلی نے لگوائی یہہ ڈیوڑہی بہت اچہا خوشنما مکان ہے اوپر دو دالان اوس کے اوپر سی دور دور تک نگاہ جاتی ہے یہہ سید فضل شاہ پنجابی زبان مین شعر عاشقانہ پر مضمون کہتا ہے غرب رویہ اس ڈیوڑہی کی ایک چبوترہ پختہ خشتی جسکا نمبر خسرہ ۱۱۵۵ اسپر اشجار ون و کریر بکثرت سایہ فگن اوسکی میانہ مین ایک قبر پختہ خشتی حضرت عبد الخالق کی یہہ حضرت عبد الخالق مرشد حضرت رستم غازی کے تہے تاریخ وفات معلوم نہین مگر اتنی کرامت اُن کی تا حال سب لوگ بیان کرتے ہین کہ یہان رات کو خود بخود دیا روشن ہو جاتا ہی فقط حال اس گاؤن کا زبانی میان غلام فرید ولد مہر ماہان نمبردار و امام بخش نمبردار کے یہہ دریافت ہوا کہ بوقت تنزل سلطنت چغتائی یہہ باغ بالکل اجڑ گیا اس وقت یہان چند ٹہبارہ

معسلہ ذیل گرد و نواح اوسکی آباد تہیں سمت اٹہارہ سو میں مہر محکم الدین موضع گہلن متعلقہ تحصیل حجرہ شاہ مقیم
سے معہ مہر شادی اور عبدالرحیم لاہور میں آیا اوس وقت سوبہا سنگہ لہنا سنگہ گوجر سنگہ تین حاکمان لاہور تہے اور اس
طرف حکومت سوبہا سنگہ کی تہی اس سے اجارت لیکر مہر محکم الدین نے عوض روپیہ اس قطعہ کے جسمیں چاہ وغیرہ لائق عشہ
تیار کئی مداران مہر شادی و مہر عبدالرحیم بہی یہاں آئے اور اونہوں نے بہر اوس کہی بہر دی کرکے کہیہ میں نوشتہ
کرکے نکالی یہہ بہی واضح ہو کہ مہر محکم و مہر شادی و مہر عبدالرحیم تینوں حقیقی بہائی ولدان مہر عظمت المعروف
اوسکے سمت اٹہارہ سو میں بادشاہ سوبہا سنگہ اونہوں نے چاہا کہ باغ [illegible] الساکر جاوے اور پڑا ہوا ہے مرمت کر
بطور موضع آباد کرلیں اس پر سوبہا سنگہ نے پانچ سو روپیہ مدد خرچ دیا اور اونہوں نے ہزار روپیہ اپنی گرہ سے
خرچ کرکے کوٹ فصل اور ڈیوڑہی تیار کی جائی فقط بعد تیاری فصیل کے اونہوں نے مکانات مسکونہ اپنے
یہاں بنائے بعد اوس کے رفتہ رفتہ آباد ہوتا گیا فقط مہر محکم الدین کے یہاں چار بیٹے ہوئے ایک مہر غلام محمد دوسرا
احمد بخش المشہور مہر ہامان تیسرا سلطان چوتہا محمد بخش اور مہر شادی کے یہاں بہی چار بیٹے ہوئے ایک نجابت دوسرا [illegible]
تیسرا شرف الدین چوتہا امام بخش وہ تینوں فوت ہوگئے مگر اولاد اونکی باقی رہی اور امام بخش سرداری کرتا ہے پسران محکم
سے محمد بخش لاولد گیا اور غلام محمد کے تین فرزند ہوئے ایک معراج دین دوسرا امام الدین تیسرا شمس الدین معراج الدین اور
امام الدین لاولد گئے اور شمس الدین کا ایک فرزند قائم دین موجود ہے اور سلطان کے تین فرزند [illegible] بخش امیر بخش
کرم بخش [illegible] کرم بخش اور امیر بخش بہی موجود ہیں کرم بخش کے یہاں ایک فرزند میراں بخش اور امیر بخش کے
پانچ فرزند معراج دین امام الدین محمد دین محمد بخش فضل الدین یہہ سب موجود ہیں اور مہر ہامان کی یہاں ایک فرزند غلام
ہے [illegible] اور شریک نمبرداری ہے اوسکے یہاں تین فرزند ایک نبی بخش دوسرا مولی داد تیسرا علی گوہر [illegible]
حال مہر محکم کا ہوا اور مہر شادی کی چاروں فرزند سے بہا اولاد ہوئی [illegible] کے یہاں ایک میاں مدد الدین جسکا بابا
منشی عمر الدین ساکن [illegible] کا مالک ہے اور قطب الدین ولد شرف الدین کا ایک فرزند کرم الدین موجود
امام بخش کے تین فرزند ایک عبدالستار دوسرا نور الدین تیسرا فتح دین مہر نور الدین کے یہاں تین فرزند ایک [illegible]
دوسرا رحیم بخش تیسرا عبداللہ اور مہر عبدالرحیم کے یہاں دو فرزند ایک [illegible] دوسرا [illegible] کے دو فرزند
ایک [illegible] دین دوسرا امیر الدین ہر دو فوت ہوگئے اب عمر الدین کا فرزند امام الدین اور امیر الدین کے دو فرزند

ایک مہر بخش دوسرا افضل الدین موجود ہین فقط یہہ دو نوان کوٹ بہیا چار ہی ہے چونکہ اب عرصہ بیس سال سے اس
موضع مین آبادی بکثرت ہوگئی اسلیے امام بخش اور رہامان نمبرداران نے اپنی زمین مین نالی کی پار گاؤن کے غربی
و شمالی طرف مین ایک اور گاؤن آباد کیا ہے اور نام اوس کا نوان کوٹ خورد رکہا ہے اب وہان مالکیت مہر امام بخش
و غلام فرید کے ہے اس گاؤن مین اونتیس گہر بستی مین دو کان ندارد اور فاصلہ اس گاؤن کا موضع نوان کوٹ
سے تخمیناً ہزار کرون کا ہے اس نوان کوٹ کلان مین کل مکانات مسکونہ پانسو دو جس مین دو سو ستانوین گہر
آباد ہین اور ساٹھہ دوکانین جس مین پنتالیس آباد ہین اور باقی مین اسباب رکہتے ہین اور چہہ غیر آباد بوسیدہ
فقط بوقت مردم شماری مرقومہ بارہوین دسمبر سنہ ۱۸۶۸ اٹہارہ سو ساٹہہ عیسوی کے یہان کے ساکنین زن و مرد
چار سو ستر شمار ہوئی تہے مرد دو سو اونتیس اور عورتین ایک سو پنتالیس اب باہر دروازہ شمال رویہ ہتہ
گہر خام و پختہ مسکونہ دارائیان و مزدوران وغیرہ اور جنوب رویہ سات گہر مہتم و تیلی و چوکیداران جو کار
جولاہہ گری کرتے ہین بن گئے ہین باہر دروازہ شمالی کلان کے شمال رویہ ایک تکیہ المشہور تیلیان والا ہے جسکے
غرب رویہ ایک دالان سہ درہ جس مین معرفت غلام فرید و امام بخش نمبرداران الٰہی بخش فقیر رہتا ہے غرب تر و
متصل دیوار بدیوار ہندا پٹوار گہر ہے اس موضع کے متعلق تین چاہ ہین اب یہان کا معمول ہے کہ جو کوئی اندر
باہر اس گانون مین نیا مکان ڈالے تو ایک دو روپیہ بطور نذر۔ نہ مالکانہ نمبردار کو دے اس گاؤن مین
اور ماسوائے چاہان مزروعہ چاہ آب نوشی بارہ خورد و کلان ہین فقط کہتے ہین کہ بوقت تعمیر باغ اس نواح کے
زمین چاہ اس زمین مقبوضہ و مزروعہ دو سو زمیندار کی تہی زیب النسا نے اوس سے یہان کی زمین واسطے باغیچہ کے مانگی
تو اوس نے انکار کیا چونکہ یہہ جگہہ پسند خاطر زیب النسا کی ہوگئی تہی اس نظر سے اوس نے دو سو کو بہائی اپنا بنایا اور
اور بالعوض اس زمین کے سہ چند زمین شاہدرہ کے متصل اوس کو دی اوس نے وہان دو سو کا پتیالہ آباد کرلیا چنانچہ
اب تک وہ مکان مشہورہ آباد ہی ✣ **حال زیب النسا بیگم** ✣ یہہ شہزادی صاحبزادی حضرت عالمگیر
بادشاہ کی ہے تخلص اس کا مخفی چنانچہ دیوان مخفی مصنفہ اوس کا مشہور و معروف ہے شعر فارسی بہت
بہت اچہا صاف و ہموار پاکیزہ کہتی تہی چنانچہ مرقومہ ذیل اشعار اس کے دیوان سے منتخب ہین
✣ **شعر** ✣
حسن وارہی ہین ✣ ✣ ہیچو بوئی گل بگل پنہان ۔ ۔ ۔

ای انسان روحہ گراں بہر کسی حسن جمیل **رباعی** ہر کہ در دل میل دارد رحم مہ در ا
تنگ ورا با یہ کسی آنا چہ درد ونگہ جوں من کام شد۔ مرزا سنگ بیردی میگر یسی **شعر**
نوا رنگ حسن دمی ارجانا وبس۔ مکانست می کہ صحاب ارمیا نہ برارد یہ شاہزادی حسن بلا ہی
ماہی من وقت زبان ہی مشہور ہے کہ عاقل خان نامی نواب شاہی ایسپر عاشق تھا اور سوا
حسن زبان کی حال اتکا یہ ہے کہ شاہی محلوں تک انکا ملک تھا اس عاقل خان نے بہانہ ملاقات
انکو رخام موافق ارادت بیت کاری زیاری کی سعی تو محلی صیافت کی بعد راعت ضیافت عرض
سدگان عالی حضرت عالمگیر کیا عددارہوں کہ باحضر فدوبار محل سرای سلطانی میں بھی بہوںچے
مصرع شان جہ تحت گسوار بدگدارا۔ بادشاہ نے اجازت دی اسی براک محلسرا میں دیگیں مع طعام
ہاسی کی زبرد روانہ کیں جب وقت محل زیب النسا کی آئی تو ایک دیگ میں خود بات بایوت یدہ ہو بیٹھا
کہ میرا دیگ ہاے دیگرا اندر جاؤں اور زیب سے تکلم صرف ہو ا پیاسیج حین انتقات طلب اسکو
نہ عاقل باشد وہ بعد عقل و دانش کے قائل ہوگا مگر کیا کریں کہ عاشق مجبور ہوتا ہے عقل دراس میں مداخلت
عدمی محلی آلی ہے جب وہ اس بہانہ محل سرای زیب النسا میں پہونچا تو کسی تمارد خانہ ہی ہرچہ حرکت
تا شاہ تک بہونچادی بادشاہ بھی داستان اس حد تک گیا کہ تشریف فرمای محلسرای زیب النسا ہوے اور دا
نہ اس حاکم سی کہ ہر رادا اختیا سوا ایک دیگ سے جیدوانہ طعام اٹھا کر رکھی اور باورچی کو بلا کر حکم دیا کہ طعام
ہنوز خام ہے ان دیگوں کو پھر سے زیر آتش رکھو دونا کی تجہ ہو چاہیں جانتا ہوں کہ اسوقت تعمیل
کی عاقل خان بیچارہ جل کر کباب ہوگیا مگر صدا آنہ کی کہ دم تمام ادھیرکسی شاعر کی کہا **شعر** سبب مرگ
عشق کرد عاقل خان ہاریں ہی اکار ہی کہ عاقل کہ بار آید بتمالی ماسوائے اسکے کئی حکایات بابت
عاقل خان اور زیب النسا کی مشہور ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ جس طرح زیب النسا کا طمار ہو رہا تھا تو ایک دن اتفاقا
زیب النسا کسی خواص کے ساتھ سد سلسی ڈوبتی ہی میں جو کھیل رہی تھی اور بستہ سینی تالی میں
عمارت جاری تھی وہاں اسرکاری ہر ری تھی عاقل خان تماشا دیدار ہر ہ مزدوراں میں کر داخل ہوا
اور لعاری جوہر کی سر پر رکھی اور آتا اور جست سنور رکلساں چونہ کو معمار کی آنکھوں کی ہوے ہم

پایا تماشا چہ پا کہ زیب النسا بیگم کا حال ہی باخبر ہو جاوے ع من در طلبت گرد جہان می گردم
گویا استاد آپکا بھی الیسے چلے کہتی ہیں کہ انگارا یا اچنبہ یہہ مصرع سنکر زیب النسا کو معلوم ہو گیا یہہ
عاقل خان ہے اسواسطے زیب النسانے سنکر اسکے جواب میں بوقت دل پہنکنے کے یہہ مصرع نازنی کہا
(جو سربازوں کا معمول ہے کہ بوقت دل پہنکنے کے پانسہ مطلوبہ کا نام لیتے ہیں چنانچہ کوئی کہتا ہے کہ پون پانسہ
اور کوئی کہتا ہے کہ چہہ تین نو) مصرع ع گر بادشہی بودی زلفم نرسی اشش پنج و دو یک
یہہ ایک اور لطیفہ عاقل خان اور زیب النسا کا کتاب راحت المقال میں نقل کیا جاتا ہے کہ جب
روز ملک بوقت طیاری باغ بنام زیب النسا ضیافت کل امرا کی کی اور آپ اوپر بالاے بام بیٹھکر
ہر ایک سے شکر قدوم کہتی اور باعث رضامندی استفسار کرتی تہی اس ضیافت میں تمام
شاعر امرا فقہا و علما جمع تہے اور اس ضیافت میں حکم تہا کہ ہر شخص جو چیز طلب کرے پاوے اور
جو مانگے کہا دے عاقل خان نے ایک پرچہ کاغذ پر لکہ بہیجا کہ سنبوسہ میخواہم اسمیں لطیفہ ہے کہ سنبوسہ
کے معنی ظاہر تو قسم مٹھائی ہے اور اگر سنبوسہ سے سن کا لفظ نکال ڈالیں تو بوسہ رہجاتا ہے زیب النسا نے
وہ پرچہ دیکہکر فی البدیہ پشت رقعہ پر لکہا کہ از مطبخ مادر بخواہ اسکے بہی دو معنی ہیں ایک یہہ کہ جا
باورچی خانہ سے مانگ دوسرے یہہ کہ اپنی والدہ کی باورچی خانہ سے مانگ لے یہہ سنکر عاقل خان نادم ہوا
بعد فراغت طعام کے زیب النسا نے سب کو حکم کیا کہ سیر مکانات باغ کریں جب عاقل خان کی نوبت آئی
اور وہ سیر کرتا ہوا نزدیک آیا تو زیب النسا نے فرمایا کہ ای عاقل خان کل مکانات کی سیر کی اسنے عرض کیا کہ
ای ملکہ زمان سب مکان دیکہ لیے مگر نیچے کا مکان نہیں دیکہا یہہ سنکر زیب النسا نے کہا جواب دندان
شکن دیا کہ مقام افسوس ہے کہ جس راستہ سے تم آئے وہی راستہ نہ دیکہا فقط

احوال میر محکم الدین جسکو اول باتفاق اپنے بہائیوں کے ضلع لوان کوٹ باغ زیب النسا بیگم میں آباد کیا تہا

میر محکم نے تین چار برس کے عرصہ میں شہرہ شہرت
خوب زور پکڑا اور سو بہا نگہ احداثی حاکم کو اسپر اعتماد کلی ہو گیا حتی کہ دروازہ ہای لاہور پر کل

اختیار اوسکا ہو گیا تھا یہ اوس وقت تہہ پیادہ کا یہہ حال تھا کہ لوگوں کو بہادر گوالہ ریلی آتے ہو جسپر
ہنستا تھا مین باطراف گوجرانوالہ کہہ طاقت پیدا کی تو حضرت مہر محکم سے بہی کچھ رابطہ سا لیا اور جسکا
اوسکی معیت تھی دو ہزار سوار کی لاہور میں باہر دروازہ بھاٹی کی آ پہونچا مہر محکم نے بھاٹی دروازہ کہول دیا
وہ اندر آئی اور اوسی معیت میں داخل ہو کر [illegible] گیا مہر محکم نے سوبہا سنگھ وغیرہ کو جا کر کہا کہ رنجیت سنگھ
جمعیت دس ہزار آدمی سوار و پیادہ کی لاہور میں داخل ہو گیا ہے اب تمکو لازم یہی ہے کہ بہاگ جاو اور اکی
ولیس سیاہ رعب اقبال مہاراجہ رنجیت سنگھ کا اثر کیا کہ وہ تمام اسباب چہوڑ کر بہاگ گئی اور اوسی ہر ایک
دروازہ پر بارہ بارہ سپاہی تعینات کر کے دروازے کہول دیے اور بہرتی فوج کی شروع کر دی جو کچھ
دو ماہ میں قریب چار ہزار سپاہی کے اوسکے پاس جمع ہو گئی اور رائج صرف توپ بہی وسعت پانے لگی اور
مواضعات گرد نواح فتح ہونے لگے سر [illegible] موضع گہری شاہو معار شاہجہانی کی [illegible] سے ایک گدہی بنا کر دو
توپ مدور اسکی باہر لگی وہ سکھیہ مقرر ہوئی مہر محکم روز بروز ترقی پاتا ہو گیا مہاراج اوسکی بہت
عزت کرتے تھے اسکو باپو کر کے پکارتے تھے وہ اس حال کرتے اسکو حکومت لاہور کی دیتی ہے کسکو [illegible]
لاتا تھا اور مہاراج بہی اوسکا ادب بدرجہ کمال کرتے تھے جب مہاراجہ نے [illegible] فتح کیا اوس ایام میں معار
ثمن قلعہ گوجر سنگہ تہا مہاراجہ رنجیت سنگھ اگرچہ معلوم تہا مگر عمل [illegible] دیگر ہے ظاہر تو مہر محکم کو
بہت چاہتا تہا مگر باطنا اسکی ملکی امی [illegible] آپکی ساتھ کی بہی [illegible] رکہتا تہا جانتا تہا کہ [illegible]
سی دروازہ شہر کی [illegible] اس سے لیے (سچ ہے جب جناب الٰہی چاہتے ہیں کہ کوئی کام [illegible] ہو میں
لاویں تو ویسی ہی سبب اوسکی پیدا کر دیتے ہیں) چونکہ حاکم حقیقی کو منظور تہا کہ مہر محکم ذلیل ہو کر [illegible]
اور رنجیت سنگھ روز بروز ترقی پاوے تو یہہ سبب پایا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ ایک عالم صعود ان شباب میں ان
طوائفوں پر عاشق ہو گیا اور وہ عشق یہاں تک پہونچا کہ سکہ موہی موراں کی نام کا اور [illegible] نقش
آرسی موہی موراں کا مضروب ہو کر موراں شاہی روپیہ مروج ہوا مصرع اپنی مستی واہ [illegible]
بہر رنگ آمیرہان ورنہ موراں طوائف کوئی ایسی حسین خوب نہ تھی بلکہ گندم گوں فربہ قد کسی
اگر اسکی عشق کا حال لکہا جاوی تو ایک کتاب علاحدہ تیار ہوتی ہے اور اگر حال اس عشق کا تاریخ خالصہ

مین جا بجا سنگ مرمر کی بہشتی نمونہ خرد اری موضع مہد انوالا اور روپہ موران شاہی اور مسجد موران والی بنیاد
اوسکی اب تک موجود ہی اور میان بڈہا کنجر بہا سنجا بیوی موران کا جو پسر مولان طوایف ہمشیرہ موران ہی اب تک حالیہ
اونپش خوار ہاسیکی باغیچہ موران مشہور ہی جو اب شہر فیروز پور ڈاک بنگلا ہو کو بھی زر خرید آغا صاحب موجود ہے
مہاراجہ بابن ریاست و راجکی الاعلان موران کی کہر جاتی اور جونکہ یا ہوتا تہا سو کرتی تہے اور موران
کا محکمہ عدالت اور دربار علاحدہ قایم ہوتا تہا کیا مجال کسیکی تہی کہ کوئی حکم بیوی موران پر انگشت رکہی
جیسی چاہی بجاوی جیسی چاہے مرا دوی اتفاقاً قدرت الہی سی فیمابین مہر محکم و بیوی موران کچہہ شکر رنجی درمیان
آئی حتی کہ بیوی موران نی اسکو کہا کہ مین موران تب ہون کہ تجہسی گاجرین بکواؤن اور ہل جتواؤن مہر
محکم نے کہا کہ خیر اگر مین محکم ہون تو تجہی مجلسونمین نچواؤن یعنی ایسا نادار کرونگا کہ مانند اور طوایفونکی تو
گہر بگہر ناچتی پہرے مہاراج اس نزخشند کو سنکر اونکی معاملہ مین خلل نہ دیتی تہے بلکہ سپاہی خود دونوکو خوش
کر چہوڑتی تہے اس اثنا مین مہر محکم نے اپنی موضع نوان کوٹ مین قلعہ گوجر سنگ سی پیچہہ اٹہا کر مقرر کی پہر تو
یہہ حال ہوا کہ ہر قسم اجناس و غلہ وہین فروخت ہوتا تہا کسیکو کوئی چیز سوای نوان کوٹ کی نملتی تہی کو
کہ مہاراج نی حسب خواہی بیوی موران کی بارہا اسکو اشارہ موقوفی بیٹہہ کا دہانسی کیا مگر اسکو بجائی خود وہی
خیال و دماغ مین بیٹہا ہوا تہا کہ مہاراجہ دست نشاندہ میرا ہے وہ کچہہ خیال تعمیل حکم مہاراج کا نکرتا اور اسباب
سی غافل تہا ۔ رباعی ۔ در مسکن مور خانہ مار کہ دیدہ ۔ بر گردن اہل خرقہ زنار کہ دیدہ ۔ این ہمہ ز بہر آن زن
دغا می طلبند ۔ اسپ و زن و سلطان وفادار کہ دیدہ ۔ اور یہہ بہی نہ سوچا کہ بادشاہ کا قرب آتش
سوزان ہی بادشاہ کو اپنا دوست سمجہنا چاہیئی اند نونمین مہاراج نی زور بہت پکڑ لیا اور تمام چودہریان
و زمینداران نواحی شہر کو بعطای انعامات و تقرر خدمات اپنی ساتہہ گانٹہہ لیا تہا ایکروز یک لخت حکم برای
مہر محکم دینکا جاری کر دیا ۔ تخریب نوان کوٹ کی تجویز ہنگام تجویز کی ہوتی ہی تمام دربار لجا غابوہی
موران طوایف بول اٹہا کہ مہاراج واقعی مہر محکم بڑا متکبر اور مغرور ہے وہ حضور کو کب خیال مین لاتا ہے
یہہ کہتا کہ رنجیت سنگہ پسر مہان سنگہ و ما ژدہی کو مینی تخت سلطنت پر بیٹہایا ہی مین چاہون تو ابہی اسکو
ریاست سی معزول کرادون پس اسیوقت مہر محکم کی تخریب عمل مین آگئی بلکہ یہان تک اوسکی شتک عزت

پھر گیا کہ اونکی عورات کو بادشاہ ہمایوں نے جو بی بی چھوڑ گئی تھی اور مال و متاع اوسکا بہ تحت تسلط ہو گیا
نہ وہ عملی ہی اور نہ وہ دبدبہ و وقار رہا وہ وقت جاتا ہوگیا کہ مہر صاحب کی مہر کے سوا ایک کوڑی بھی کسیکو
ملتی ہی اور ہر ایک پروانہ پر مہر اونکی ہوتی ہی سبحان اللہ کیا قدرت حق ہے جو چاہے سو کرے جسکو چاہے
بڑھا دے جسے چاہے گھٹا دے وہاں دم مارنے کی جگہ نہیں یہ مقام عبرت ہے کہ اس مقبرہ کی ویرانی کی تعمیر
و دو سید بیوی بزرگ بادشاہ شیخ طاہر بندگی آوارہ پڑی ہے اور رحمت شاہ کا نام و نشان صفحہ دنیا سے گیا
صاحبزادے اونکے و بیگم معزول الریاست ہوکر مقام لدھیانہ کہاں ہیں اور وہی لاہور اس پر بیکسی
صاحبان عالی شان ہے واللہ غالب علی کل غالب **حال مقبرہ سید نواب صدر**
جہان مرحوم موضع سودھی وال جو لاہور سے چھہ میل بطرف مغربی موضع موان کو ہے جانب جنوب
دسکی سمال روبہ مقبرہ نواب سید صدر جہان کا ہے یہ حضرت عہد اکبری میں امیر کبیر ہوگئی ہیں اصل نام
انکا سید صدرالدین اس گنبد کی گرد ہول چبوترہ پختہ قد آدم بلند اور طرف جنوب روبہ صورت مقبرہ پختہ ایک
جسے دروازہ ہست مدور نما ایک در کشادہ ہے اندر اس مقبرہ کے دو قبریں جنکی تفصیل یہ ہے سید صدر جہاں
سید زین الدین سید سعد الدین فرزند سید مہدی شاہ سید عبدالرحمن عمر سید کرم علی عمر سید زکی
سید عنایت شاہ یہ سب انکی اولاد میں سے ہیں تین قبریں پختہ اور دو قبر تمام۔ اندر باہر فرش چونہ گچ یہ مقبرہ
اس لکھ اور سن میں بنا ہے ایک عرصہ تک تو یہ مکان تکیہ رہا ہے جنوب رویہ اسکے ایک تکیہ اور ایک مسجد
اور چاہ مردمہ ملکیت سکندر شاہ الٰہی شاہ و حاکم شاہ اولاد وادکی حق مہر شاہ اور مبارک شاہ اور محبوب شاہ جو
پچھلا ہی روضہ ہے سابق کی نواں کوٹ میں کرکی میں اور الف شاہ و سکندر شاہ لاہور میں موجود ہیں
چبوترہ پختہ پر ۱۵ قبریں خام ہیں قبور آنکی اولاد کی ہیں پوشیدہ نہ رہے کہ بعد وفات ہمایوں بادشاہ کے
محمد جلال الدین اکبر بادشاہ تخت دہلی پر جلوس فرما ہوئے تو بعد چند روز بسبب ناسازش بادشاہ ہی
بار وسی مراجعت کرکے کلانور میں آئے المختصر ونکی ہمراہ یہ سید صدر جہاں بہی آئے تھے بعد چند روز کی بادشاہ
کا سر کلانور میں آیا اور دوبارہ شکلا جشن تخت نشینی کلانور میں منعقد ہوا وہاں سے لاہور میں آگئی ہی
سر اور یہ کی جاگیر اور خطاب مولانا ہی سید صدر جہاں کی عطا فرمایا بعدہ انہوں نے بارہ مواضعات مدد

تفصیل آبادی کو تکمہ نواب صدر الدین المخاطب بصدر جہان کو تکمہ سید سادات خان پسر کلان کو تکمہ سید سیف خان
بن سید صدر جہان مرحوم کو تکمہ سید رکن الدین بن صدر جہان مرحوم کو تکمہ سید عنایت اللہ بن سید سادات خان
بن سید صدر جہان کو تکمہ مرزا ماسوائی و سید فرید کو تکمہ مشترکہ کو تکمہ سید وڈا کو تکمہ سید شاہ کو تکمہ سید باقر شاہ
کو تکمہ سید علی اصغر کو تکمہ سید عبد الغفور المشہور منور شاہ تاریخ وفات سید نواب صدر جہان مرحوم کی سال یکہزار
انتیس ہجری مفصل حال انکا کتاب اکبر نامہ مین موجود ہے فقط . کہ سید نواب صدر جہان کی تین صاحبزادے
ایک سید رکن الدین دوسرے سید سادات خان تیسرے سید سیف خان انمین سی رکن الدین اور سیف خان لاولد رہے
اور سید سادات خان کا ایک سید عنایت اللہ شاہ اونکا سید حفیظ اونکا سید محمد علی پیدا ہوا اور سید محمد علی کے
دو بیٹے ایک سید امام شاہ دوسرے سید قادر بخش لاولد سید امام شاہ کی پانچ بیٹے سید غلام شاہ سید امام الدین
سید غفور شاہ سید بہادر شاہ سید شرف شاہ منجملہ انکی سید امام الدین کا مہر شاہ اور مہر شاہ کا چراغ شاہ
او سید غفور شاہ کی بیکند رشاہ چہکی دو بیٹے سید حسین شاہ و الف شاہ لاہور مین موجود ہوی وال کے شہر فرویہ
ایک مقبرہ ہشت پہلو سید سادات خان فرزند کلان سید صدر الدین مرحوم کا ہی یہہ روضہ خورد ہم شکل اوسی
روضہ کی ہے اندر اسکی چہہ قبرین ایک سید سادات خان دوسرے سید عنایت خان تیسری سید ہمت علی و کریم علی و
سید شہاب الدین سید اشرف علی یہہ تمامی خام ہین

حال خانقاہ سید عبد القادر ثانی

یہہ خانقاہ حضرت شیخ عبد القادر ثانی کی فیمابین سنٹرل جیل اور موضع مزنگ کے واقع ہی شمال و غرب ویہ
اسکی خانقاہ میر یعقوب صاحب کی اور پاس اسکے میر ولد مشہور جو عہد شاہان سلف سی اولاد میر محمد یعقوب کو معافی تہی چنانچہ
اب بہی ان کا قابض سید احمد شاہ منجملہ نواسگان سید محمد یعقوب صاحب ہے اور اب تک یہہ نواح گزر قلعہ مشہور رہا سابق
میں محلہ دولت آباد مکان بلبہہ تہا اور گرد نواح اسکی تمام قلعہ جات مفصلہ ذیل آباد تہی قلعہ میر محمود قلعہ میر رشید
خان قلعہ میر کفایت خان یہہ سب لوگ اولاد سید عبد القادر ثانی سی تہے پہر بعہد خان بہادر شاہ قلعہ
نواب میر محمود قلعہ میر اکبر اسی گذر مین تعمیر ہوا سید شاہ سوار اولاد سید عبد القادر ثانی سے سجادہ نشین خانقاہ
شیخ طاہر بندگی اور نیز اس مزار کے ہین حال میر یعقوب میر یعقوب ابن میر محمد زمان ابن محمد حاجی اولاد و اجداد
پیران سید ہورہ ہمراہ میر منو صاحب کے یہان آئی اور بعہد تین حاکمون کے ۱۱۰۰ھ مین جسکہ قلعہ میر اکبر آباد

آباد ہالکر ایک قلعہ خاندہ تعمیر کیا جہاں اب خانہ میر دیالہ موجود ہے جسکو شیر قردیہ وہ قلعہ ہنوز بوقت
دوبارہ آمدی سلاطین زمان کی ویران ہو گیا یہ میر یعقوب رشیدی عامل تھے جیسا کہ مشہور ہے کہ بعض جنات
کہ بدہ انکے پاس آتا اور وہ اوسپر تھوک دیتے تو اس سے وہ اچھا ہو جاتا تا ملک اب بھی جو کوئی مٹی کر
ور مٹی اٹھا کر کھا جاتے تو اچھا ہو جاتا ہے وفات انکی ۱۰ محرم سنہ ۱۱۰۹ھ میں۔ راقم جب انکی خانقاہ کی زیارت
جموں کی طرف جاتا تھا حضرت سید عبدالقادر ثانی کے یہ حال حضرت سید عبدالقادر ثانی کا یہ ہے کہ سید عبدالقادر ثانی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرید تھے والد سید جلال الدین کے سلسلہ عالیہ قادریہ میں تھے اور حسب الایمائی جناب غوث الاعظم
کی سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں بغداد سے وارد لاہور ہوئے اول مالیر موضع سودھی ضلع امرتسر میں آ کر پھر دیالپور سے سنہ ۱۰۰۱
میں مقام ٹھٹھہ جیسد میں مقیم رہے پھر واپس یہاں آ کر محلہ دروازہ ایک بستی میں بسے تو خواب میں الہام
ہوا کہ اب یہاں ہی رہو طور رو چار مدفن تمہارا یہاں ہی ہوگا بعد چند ایام شہر کرامات حضرت کا مشہور ہوا منجملہ انکے
مشہور انکی یہ ہے کہ ایک شیر رات کو محلہ دروازہ کے سپاہی چور سمجھ کر کھا جاتا تھا تمام لوگ حضرت کے پاس فریادی
آئے حضرت نے ایک پرچہ کاغذ پر یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ لکھا اسی خادم خدا داد کو دیکر فرمایا کہ جب شیر
آوے تو اسکو یہ پرچہ کاغذ کھلا دینا الغرض جب شیر نے وہ کاغذ دیکھا تو نعرہ زنان بھاگ نکلا اور پھر نہ آیا
بعد اسکے نواب میر کا بیت خان نے اپنی صاحبزادی آپ سے کتخدائی کر دی اوسمیں سے تین فرزند ہوئے ایک سید
حامی دوسرا سید سلطان تیسرا سید حیات الدین المشہور سید دولت شاہ انکے یہاں ایک بیٹا سید کرم الدین المشہور
سید شہ بہاگ ہوا جو لاولد فوت ہوئی مزار اسکی قلعہ نواب میر محمود کی جا میں پرستش کی جاتی ہے حضرت ویرجا م
موجود ہے اور سید حامی صاحب کا بیٹا سید شیخ محمد اور اوسکا بیٹا سید عبداللہ اور اسکا سید سعید اور انکا سید شمس اور انکے
سید زید علی شاہ اور انکی دو فرزند ایک شہسوار جو اب سجادہ نشین طامر سنگی ہیں اور دوسرا سید چراغ شاہ جو فوت
ہو گیا اس سید بہادر شاہ اسکا بیٹا لاہور میں ہر کسی کرتا ہے اکثر اتفاق ہی محاسن و دولت آباد اور قلعہ سادات
کا جو ضلع میں ہے آئے ہوتا تھا سید عبدالقادر ثانی کو بطور نذر عنایت کیا جاتا تھا اب تک وہاں شاہی موجود تھا
جو بوقت بندوبست انگریزی سید شہسوار کی محکمہ بندوبست تو الرتیڈ بموجب صاحب کمشنر اسسٹنٹ کمشنر
بہادر نے گرو انتقال حضرت شیخ عبدالقادر ثانی کا دہم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۲ھ میں ہوا بعد اوسکی سید حامی سجادہ

نشین اونکی ہوکر قابض محالات و محاصل ہوئی اور سید سلطان اکبر جو برادر خورد انکی تہے اونکی یہان دو بیٹی ایک سید معروف دوسرے سید محفوظ پیدا ہوئے اور سید حاجی کی یہان میر فتح محمد جو بعد انکی بدستور سجادہ نشین ہوئے بعہد شاہ جہانی سید محمد معروف صاحب نے حضرت عالمگیر سے کچھہ رسائی پیدا کرکے حضرت فتح محمد صاحب پر دعوی تقسیم معافی کیا اور عالمگیر کا منشا یہی تہا کہ محمد معروف صاحب سجادہ نشین ہوجاوین حتی کہ شیخ محمد معروف اور سید فتح محمد کا مقدمہ روبرو حضرت شاہجہان بادشاہ غازی کی گیا سید فتح محمد صاحب نے کہا کہ والد میرا سید حاجی کلان فرزند اور سجادہ نشین حضرت سید عبد القادر ثانی اور نیز قابض محاصلات و محاصل تہا اور سید سلطان اکبر نے کچھہ دعوی نہ کیا حصہ مقرر لیتی رہے اور تقسیم حصص اسوقت یون تہی کہ ایک حصہ خرچ لنگر اور دوسرا حصہ والدہ کا جو وہ حسب اپنی خود متعلقین مین تقسیم کرتی تہے اور بقیہ تیسرا یہہ دونو بہائی سید حاجی و سید سلطان اکبر نصفا نصف تقسیم کرلیتی تہے اسکو بہی لازم ہے کہ اسی حصہ مقررہ پر قایم رہے اور ماسوای اسکی بعین حیات حضرت مرحوم جو نذر مریدان آتی تہی وہ بلا شرکت غیر سید حاجی صاحب لیتی تہے اور دعوی سید محمد معروف صاحب کا یہہ تہا کہ جو سید حاجی صاحب جو حصہ مائی صاحبہ کو جاتا تہا مین چاہتا ہون کہ اوس حصہ سے مجکو بہی ملے اور آمدنی نذر بہی تقسیم ہوجاوے کیونکہ مین بہی پوتا ہون شاہجہان نے حکم دیا کہ ہمنے مقدمہ سمجھہ لیا ہے آج تم تشریف لیجاؤ کل ہم بذات خود برسر موقع بمزار معلی شیخ عبد القادر ثانی آوینگے اور جسکو مناسب ہوگا دستار سجادگی دینگے شاہجہان کا ارادہ تہا کہ حسب سفارش عالمگیر دستار سجادہ نشینی سید میر محمد معروف کو دیوی اوس رات اتفاقاً عالمگیر شاہ جہان کی خدمت مین تہا رات کو عالمگیر کو ایسی درد شکم ہوئی کہ بیجان عاجز ہوگیا اس تکلیف مین اسکو الہام ہوا کہ تو کیا کرتا ہے جو سجادہ نشین ہمارا ہی وہی رہیگا اگر عزل و نصب کریگا تو تیری سلطنت مین عزل و نصب ہوجاویگا بادشاہ نے یہہ خواب سنکر دوسری روز علی الصباح سید محمد معروف کو کہا کہ مین آپکی سجادہ نشینی مقرر نہین کرسکتا خود حضرت شیخ عبد القادر ثانی کی مرضی مبارک یہہ ہی کہ سید میر محمد فتح صاحب سجادہ نشین مقرر رہین سو آپکو مناسب ہے کہ آپ دعوی سے درگذر کرین اور واسطے خوشی خاطر آپکی ایک چاہ حصہ سے تحاوصول ہوتا ہے سند لیلو تب سید فتح محمد صاحب سجادہ نشین رہے بعد اسکے جب ملک ویران ہوا اور عہد خان بہادر بہی بگڑ گیا تو وہان بہی اجاڑ ہوگئی اور نام و نشان دولت آباد اور قلعونکا نہ رہا صرف قلعہ

محمود میں تھی جس میں گچ آباد رکھی پھر بعد ساٹھ برس کے وہ بھی منہدم ہوگئی اور کوئی ایسا لائق اوسکی درستی کا
ہو تمام ... نام اوسکا سید فتح محمد صاحب ہیں اب یہ عمارات موجود ہیں ایک حجرہ اوسکا مثل عالمگیر ... ا
مقام چلہ کہ جہاں آپ عبادت کیا کرتے تھے اور حضرت سید محمد کا اسپر گنبد ہوا بعد اسکے اس چلہ میں حضرت شاہ
ابو المعالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ حاجی صاحب و حضرت شیخ عبد الصمد کامل چلہ کاٹ کر ... ہوئے
بعدہ آپ کا ایک ... زمان خان جو مشہور شاہجہان کا تھا باغیچہ میں جو زمان خان کا باغیچہ بہت مشہور ہے
غوث صاحب ... شیخ محمد صاحب کو لا کر دفن کیا اور مقبرہ ... یہ مقبرہ شہر کے ... موجود ہے نام اسکا
شاہ ... سید فتح محمد صاحب کی قبر بھی ... دیکھی ... اس مقبرہ کو ناواقف لوگ شاہ زمان کا مقبرہ
کہتے ہیں اور یہی الاصل قبر شاہ زمان کی ... تھی مگر ... مدار ... اونکا نام ونشان ...
ہی بعد اوسکے ... مقبرہ خراب اور ... پھر ... جہاں ... کلر ... نام ایک تکیہ یہاں آ جا بسا
موجود ہے

تفصیل عمارت خانقاہ حضرت سید عبد القادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ایک چار دیواری جس میں پختہ عالیشان عمارت شاہجہانی جسکا دروازہ اندر ... محرابی چار ... پختہ
غرب رویہ ہے دروازہ کے سرپر دو گنبدیاں جس میں چونہ گچ دروازہ کے شمال و جنوب رویہ کی دیوار میں چار چار
در میں محرابی پختہ جسکا طول ایک گز اور عرض ... ڈیڑہ گز اور دیوار شمال رویہ کے سامنے میں ایک ...
ایک ... محرابی جنوب رویہ اور ... دیوار شرقی کے سامنے میں جواب دروازہ
نشان محرابی بنا ہوا ہے اوسکی اوپر ... غرب رویہ کی دو برجیاں سفید جو گچ اس ...
کی دیوار میں ... شمال چار چار ... دیوار میں ... ہیں اور ... کی طرف دیوار ... کی ...
چاروں گوشہ پر چار برجیاں ... ایک چبوترہ جس میں ایک ... اوسپر مزار پختہ جس میں ... عبد القادر ثانی
کی ... اور اسی گوشہ میں ... دو گنبد چلہ جو سنگ پختہ ... ہے اور شرقی اور جنوب
طرف ... گر گئے مگر اس سے معلوم ہوا کہ یہ گنبد بھی اندر سے دو منزلہ تھا غرب رویہ چار دیواری کے
گوشہ جنوبی میں ایک چبوترہ جس پر قبور اونکی اولاد کی ہوتی ہیں

تفصیل عمارت مزار سید یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

چار دیواری مزار شیخ عبد القادر ثانی

شمال رویہ تہوڑی فاصلہ پر چار دیواری مزار میر یعقوب کی ہے یہہ چار دیواری سفید چونہ گچ جنوب رویہ تین
زینہ اوپر اسکی خورد در محرابی بی چوکہٹ اوپر اسکی پانچ خورد گنبد ہاین چار و نظر ہوتا ہے باہر لب بام کی متصل خورد
خورد چراغدان اور سرہانی شمال رویہ ایک چراغدان بلند اوپر گنبدی سفید سالم اسجگہ مین قلعہ میر یعقوب کا
تہا وفات انکی تیسری محرم ۱۱۵۴ بروز سہ شنبہ بوقت شام

حال دہرم سالہ جہنگر شاہ ستہرا

متصل قلعہ لاہور کی جنوب رویہ مکان دہرم سالہ المشہور دہرم سالہ جہنگر شاہ فیمابین دروازہ مستی و روشنائی
موجود ہے یہہ جہنگر شاہ کہتری رشتہ دار دیوان لاکہپت رائی کا تہا جو دیوان خان بہادر ناظم لاہور کے تہی
بعدہ ستہرا فقیر ہوکر باوا رجال شاہ کا چیلہ ہوا انمین معمول ہے کہ جب کوئی چیلہ ہونے کو آتا ہی تو گورو کے
آگی شیرینی رکہتا ہی پہر گورو اوسکے بودی منڈوا کر چار ابرو کے صفائی کرواتا ہے بعد ازان چار پانچ
ستہرونکو بلواکر اون کے پاؤن مع اپنی پاونکے انگوٹھی کے پانی سے دہلواکر اوسمین قدرے قند سیاہ ملاکر چیلے کو کے
سامنے کہڑا کرکے یہہ شبد پڑہاتی ہے شبدہ شبدی دہرتی شبدی آکاس ؛ شبدی شبد بہیا پرکاس سست کی
بہری شبد کا پانی ؛ گوروی مونہہ سی جگت نی جانی ؛ چند سورج نی ساکہی دینی ؛ برہما بشن مہادیو تان لینی ؛
من تو نہ نادان زندہ ... برہمن منڈ مکت نہ پاؤ ؛ نانک نرنجن ... ہی چیلہ بالا + سے چہے
ہر مکت پاؤ ... لیتا رس پیا کل جگ مین اگر ستہرے سے مرد کا سر نالیا بعد ازان اس پانی کو
اول اسکی آنکہو پر ڈالتے ہے اور پہر قدرے آپ اور بقیہ اسکو پلاتے ہے پہر اسکا لنگا یعنی پنڈہلی را سطر چیرہ تا
کہ حلیہ اتیار کرے گرفتہ انکو تقسیم کرتی ہین مگر ستہرا فقیر دوگنا حصہ پاتا ہے فقط آدہ گورو انکا بابا نانک صاحب ہی
... شاہان ... اکثر زنار بندونکی اتاری جاتی تہے اسوقت کا ذکر ہے کہ گورو ہر رائے صاحب کا ایک چیلا چندرا
مل نام چوکا کرکے گورو کیواسطی رسوئی تیار کررہا تہا اور آپ اندر بہی عبادت مین مشغول تہی اس اثنا مین ایک فقیر بانوا
نی آکر سوالی کہا ... یعنی کرکہ حاضر ہو تو بہیجو اوسنی جواب دیا کہ ای میدان چوکا لگی ہے صبر کر جو تہا
سو ... انکو ... بانوانی سنکر کہا ای بہای ستہری فقیر ستہرا جواب دیا اب ستہرا برکت ہوا اوسنی
یہہ سنکر بانوا کو کہا کہ تو نے میرا نام ستہرا رکہا ہے اب تجہی لازم ہی کہ اپنا حال قال بہی مجکو عنایت کر
بانوانی حال قال دینی سے انکار کیا ہر چند چندرا مل ستہرانے کہا مگر بانوانی نہ مانا آخر کار چندرا مل نے سیلی بانوا کی

مار کر حجرہ کو مس میں پہینکدی اور کہا کہ خدا کی اگر مرشد مہر جاری کرتا ہی اور مریدی کو ردمیں کچھہ برکت ہی
تو یہہ سلی مرے سر پر آجائیگی اور اگر تو مرشد والا ہی تو مروڑ کر اس سیلی کو چاہ سی نکال مانوا جعہ ہو کر دامی
کی پاس پاسی ہوا حامی لی اسکو کر مار کر منگایا چونکہ مقدمہ ایک عجب طرح کا تہا اوسکی روبروئی شاہ جیلال
کیا شاہ عالمگیر کی روبرو جتن میں گیا تو جیدرامل ستہرا کی کہا کہ اگر یہہ فقیر صاحب کرامت ہو اپنی سلی کو مرے
نکالی ورنہ میں نکالتا ہوں بادشاہ نی دیکہی اس تماشا کی چاہ پر گئی اور حکم دیا کہ فریقین اپنا اپنا ادعا کر دکہاویں
چنانچہ اول مانوا کچھہ کلام پڑہتا رہا مگر وہ سلی اوپر نہ آئی پہر ستہرا کی یہہ شعر پڑہا شبد ساچ صادق ہی
چار کہاں میں جہان جو سچ شریعت نالی نامیں وہ اصل پہن اسکی گت نامیں اندر سی آل
شاہ سر صفا تہا سفید بیس کال کعبہ پاک دریکہ تفرما تہہ ہست دو رج سو دیکر رسول جال جال ویں فقر
رنگا ہوا قول جب ستہرا یہہ کہہ چکا تو سیلی چاہ سی نکل کر اوسکی سر پر آگئی جب وہ سلی سر پر آچکی تو یہہ سچ
مولا سلی کہی اصل کو رانگ اپنا مار کر لے مس میں بہاگ چوری مارہی سدا پر بہری کام کرد وہ جت مرلیا
دہری سلی سل کا بہلا سی کہی با ماتا ملک سیلی کو سر پر لینی نا شاہ یہہ حال دیکہکر دنگ ہو گئی اور مس بعد اسکی
یہہ سلسلہ کر فقیر سلطان جمع ہو کر اوس سی سلی مانگنی لگے اوسی سیلی میں سے کہتکے تو تار ہیں ہوتی ہیں ایک تار فقیر دیدار
کو اور ایک فقیر جلالی کو اور ایک مدہی کو اور ایک مانوا کو دی اور پانچ تار ہیں اپنی پاس کہیں ہوا اسکی علم
سہرے وسالی سر پر سیلی باندہتی ہیں فقط اور یہہ جیدرامل قوم مدوارا و بہال انکی ستہری کہتری تہی اصل وطن اسکا
موضع بہرام پور ضلع گوردہاس پورہ چنانچہ ایک وہاں اوسکا ہاتہہ کا کنواں لگا ہوا استعمال روبلہ موجود ہی جسکی
اسی ستہری شاہی سابو لے جیدرامل چار بہائی تہی ایک جیدرامل دوسرا جاودلتر اتیسرا اسکو جوہنا جس
چنانچہ مثل مشہور ہے ستہرا جیدکا جادو لتر انسکو جو ریچھت جیس تہی اور رستہا ہو حریان کہا وا کہت کہتی ہیں
کہ ستہرا جیدرا دانتوں سمیت پیدا ہوا تہا لوگوں کی والدین اسکی کو کہا کہ یہہ مولود جو دنداں سمیت پیدا ہوا ہے
یہہ لیسا نہیں بلکہ آفت ہی اسکو اپنی گہر میں نہ رکہو ورنہ تمکو خراب کریگا اہوں کی اسکو کسی اژدرمی پر لیکوا دیا او
کہا کہ یہہ جیندرا ہے اور جیدرا زبان پنجابی بد کو کہتی ہیں اسواسطی اسکا نام جیدرا مل مشہور ہو گیا العا قا و ہانسی گورو
ہر رائی شکار کی پیل مالی تہی جب نزدیک پہونچی تو لیک مددگار کی کو وہ اپنی ساتہہ کو کہا کہ اژدرمی

ایک لڑکا مر رہا ہی انہونی فرمایا کہ اسکو اٹہالا کہ یہہ اوتار ہی جب وہ اٹہالا آیا تو گورو ہرراے نی اسکو اپنی ہاتہہ لیلیا اور ایک دائی اسکی واسطی نوکر رکہی جب وہ پانچ برس کا ہوا تو گورو ہرراے نی اپنی دیوان باہو مل سی کہا کہ چندر امل کو پانچ روپیہ روزینہ دیا کر دو حسب الحکم مدت تک دیتا رہا ایک روز کا ذکر ہی کہ چندر امل نی دیوان کو جا کر کہا کہ روز روز روپیہ کی لینی سی ہمکو اور تمکو تکلیف ہوتی ہی ایکسال آیندہ کا روزینہ میرا ایکجا دیدو تو بہت اچہا ہو اوسنی دیدیا چندر امل نی اسیوقت وہ روپیہ حلوائی کو دیا اور حلوا تیار کرکے فقرا کو بانٹ دیا پہر دوسری روز چندر امل دیوان صاحب کی پاس جا کر روزینہ اپنا مانگنی لگا اوسنی کہا کہ تم ایکسال تمام کا روپیہ کل لیچکی ہو اب بعد ایکسال کے تمکو روزینہ ملیگا یہہ سنتی ہی چندر امل نی آدہا سر اور آدہی داڑہی منڈوائی اور آدہا منہہ کالا کرکی گورو جی کی ڈیوڑہی پر گیا دربانوں نی اندر جانی نہ دیا لاچار ڈیوڑہی پر بیٹہہ رہا اور جو کوئی اوس سی پوچہتا کہ داڑہی اور سر کسواسطی منڈوایا اور منہہ کالا کیوں کیا ہی تو جواب دیتا کہ گورو صاحب کی دیوان اسواسطی آدہا منہہ کالا اور داڑہی اور سر منڈوایا جب یہہ خبر گورو صاحب کو پہونچی تو سنکر ہنسی اور جب موتی اور یہہ بہی ہو کہ وہ ستہرا بڑا راست گو تہا چنانچہ کئی مقولہ اسکے پنجاب میں بطور مثل مشہور ہین جب وسنی دیکہا کہ دربان اندر آنی نہین دیتی تو اوسنی دو پوٹلیاں کنکر اور مٹی سی بہر کر دربانوں کو کہا کہ مین گورو کیواسطی عجیب تحفہ لایا ہوں اگر مجہکو اندر جانی دو جو کچہہ مجہکو انعام ملیگا مین تمکو اسکا نصف دونگا پہلی ڈیوڑہی والوں نی بطمع نفسانی اوسکو جانی دیا جب دوسری ڈیوڑہی والوں نی روکا تو انکو چہارم حصہ انعام دینی کا امیدوار کیا اسیطرح تیسری ڈیوڑہی داخل کیا جب اندر پہونچا تو گورو کی طرف پیٹہہ کرکے ان پوٹلیوں کو سجدہ کرنی لگا جب گورو نی وجہ اسکی پوچہی تو عرض کی کہ یہہ دو تو پوٹلیاں صاحب کمال ہین جو مجہکو یہاں تک لائی ہین یہہ سنکر گورو صاحب خوش ہوئی اور کہا کہ جو چاہی مانگ ہم تجہکو دینگی اوسنی کہا گورو صاحب آپکا دیا سب کچہہ ہی پہر گورو نی کہا چندر امل یہہ پوٹلیاں تیری ہاتہہ مین شکر تری اور روپیوں کی ہین اوسنی عرض کی کہ آپ کی پرتاپ سی شکر تری اور روپیوں کی ہی پہنچا تکی ان لوگوں کو یہیں شبہہ ہوا ہی کہ مٹی والی پوٹلی شکر تری اور کنکروں کی پوٹلی روپیہ ہونگی پہر گورو صاحب نی اپنی شکر تری کا حلوا تیار کراکی ایک تہال چندر امل کو دیا کہ اسکو تقسیم کر اور جو سب سی بڑا پیارا ہو پہلی اسکو دے چندر امل نی تہال حلوا کا ہاتہہ میں لیکر سب کیطرف دیکہا اور پہر خود کہانی لگا گورو صاحب نی پوچہا اسکا کیا باعث ہی تو اوسنی کہا

کہ نکلا جیسی ہمارا کوئی نظر میں آیا اسواسطے پہلے آپ کہانی لگا گورو جی سنکر فرمایا واہ واہ کیا شہر اچھا آب ہوا
بعضے کہتے ہیں کہ اصل میں نام اسکا شہر سعود ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ نام اس شہر کا کچھ اور ہے پھر گورو صاحب نے خوش
ہوکر فرمایا کہ کچھ مانگ شہر الی کہا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ آپ کا دیا ہوا سب کچھ ہے اگر ایسی ہی خوشی ہوئی ہے
تو کسو چیز کی مجھکو انعام ہو گورو صاحب نے سنکر کہا کہ یہہ بولی کیا مانگا اوسنے کہا کہ یہی میری مراد ہے آپ نے فرمایا اچھا
اسکا موجوب مار وجب نام مسعد مار سکا ہو تو شہر الی عرض کی کہ مہاراج آپکی انعام میں چند لوگ میرے
شریک ہوئے ہیں پوچھا کہ وہ کون ہیں تو اوسنے سب دریا ہوکا کہہ سنایا اور اس وقت سے اکو مرت کرایا اگرچہ
کسی کتاب میں یہہ مذکور نہیں مگر تمام شہر میں مشہور ہے اور مستحق الفقط ہیں کہ بعد ازاں گورو صاحب نے اسکو فرمایا کہ تمہارا
بہادر صاحب کا ... اگر ... سکو تو دہلی میں جاؤ وہاں عالمگیر بادشاہ ہندو کی رعایا پر زور حکومت اتروائی ہے
اسیلئے دھرم کا کرم خراب ہو رہا ہے اگر اس شہر کی تابع کرا دو تو قیامت تک تمہارا نام رہیگا تمام ہندو تمہارا جس
گائینگے پھر وہ دہلی میں گئی اور بادشاہ تک رسائی کرکے زور کرامت اسکو قائل کیا اسمامیں ایسی ایسی
باتیں ... ہیں ... نہیں کشتی مکرر ... تاثر مقرر کیا اور ... ہر میں گل گلاب کو ... کر دکھایا
... عالمگیر بادشاہ ... عہد ... اگر واضح ہو کہ کلام اس شہر کی ... شہر سے جیسا کچھ
دھرا ... رکھا ... کا کہاں ... کا ... شہر ساجی ... کہا او
... کلام ... اسکے اشعار سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ... کچھ مانگ
موقوف ... کی قبول ... عرض کیا جہاں پناہ ... جہاں ... کہ کل ملک میں میرا
... شہر شاہ ہو ... ایک ... ماہ اور
... مقرر کر دیں کہ ... بادشاہ اور ... مقرر کر دیا بعد اوسکی شہر شاہ ...
میں ... لکھی ہیں کہ گورو صاحب نے انکو ایک دستی چھڑی عنایت کی ہوئی تھی اسکو ... اپنے ہاتھ
... لگے بعد چندے ... نے ... کہا کہ کچھ مانگ اوسنے کہا کہ ایک چھڑی تو گورو جی نے دی
ایک چھڑی تو ... دی ... اوسی ... ایک ... اسکو دیا وہ خوش
... چھڑیوں کو ... اور ... اسکے ... جاری ہے ... گدائی مانگی

بجاتا ہے فقط پہر ستہرے شاہ نی دو ڈنڈی بجا بانیان تہا پڑہنی شروع کین بعد اوسکی اپنی کانو تھین چاکرنی بہائیون
سے حصہ مکان موروثی کا انکا انہون نی تقسیم کرنا منظور کیا اونہی کہا کہ ہم اسطرح تقسیم کرتے ہین کہ ہر ایک نسبت
کی چار ٹکڑے کر کی آپسمین تقسیم کرو انہون نی لاچار ہوکر گہبرا کر اسیطرح تقسیم کیا اس سی ستہرے کی شہرت بہت
سی ہو گئی معلوم ہوتا ہی کہ وہ لطیفہ گو تمسخر پسند بہی تہا چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ گنجشک کو ہاتہہ مین لیکر گورو صاحب
سی پوچہا کہ یہہ زندہ ہے یا مردہ ہی وہ حیران ہوئی کہ اگر زندہ کہین تو یہہ ہاتہہ مین دبا کر مار ڈالیگا اور اگر مردہ کہین تو زندہ
بر آمد کرے گا القصہ یہی جواب دیا کہ ستہرے تیری تو ہی جانے بعدہ گورو صاحب نی اوسکو
اجازت دی کہ جاؤ لوگون کو ہدایت کرو ہر کسیکو راہ راست دکہاؤ اسی ایام مین ایک شخص مسمی رجال شاہ اسکا بالکا
بنا اور یہہ جہنگڑ شاہ اسی رجال شاہ کا بالکا ہی یہہ بہی بڑا صاحب کمال ہو گذرا ہی چنانچہ بعد اسکی اسکی چار چیلے ہوئے
ایک مشتاق شاہ سمادہ جسکی بازار کہتی مین دوسرا باوا ہری شاہ اوسکی سمادہ وٹالہ مین تیسرا باوا محبوب شاہ
اسکی سمادہ سنادری مین جو متصل وٹالہ ہے چوتہا باوا اننگت اسکی سمادہ بہی وٹالہ مین ہے باوا مشتاق شاہ
کا چیلا باوا دیدار شاہ جو بٹالہ مین بڑا مشہور رہا ہے اسکا چیلا باوا گلاب شاہ اسکا چیلا کیرن شاہ اسکا چنگی شاہ اسکا
باوا رشان شاہ اسکا گدی شاہ اوسکا باوا السوہی شاہ اسکا باوا جوری شاہ اسکا اکیت شاہ اسکا باوا اکری
شاہ مہنت جو اب لاہور مین اس مکان جہنگڑ شاہ پر قابض ہے ماسوای اسکے ہزارہا چیلے انکی ملکون مین مشہور اور
موجود ہین یہہ جہنگڑ شاہ بعہد نواب خان بہادر ہوا ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ لوگون نی نواب خان بہادر کو جاکر
کہا کہ مستی دروازہ کی باہر جو ستہرا المشہور جہنگڑ شاہ رہتا ہے اوسنی مکان عالیشان بنوایا ہے حکم ہوا کہ اسکو
لی آؤ جب وہ حاضر ہوا تو خان بہادر نی فرمایا کہ اے جہنگڑ شاہ تو مسلمان ہے یا ہندو اوسنی کہا مین دونون
مشترک ہون مذہب میرا صلح کل ہندو مسلمان کا دعاگو ہون نواب نی خوش ہوکر اسکو نہ ستایا تاریخ مرنی
جہنگڑ شاہ کی پہلی آسوج مشہور ہے چنانچہ اوسدن اسکا سرادہ کرتی ہین تا بعہد مہاراجہ رنجیت سنگہ ایک روپیہ
پیادہ اور ایک پیسہ فی دوکان انکا مقرر رہا آگی ہر روز گدا گری تہی اب تیسری دن فقط ستہرے سنا ہیونگا
مکان ہر ملک مین ہے رنجیت سنگہ کیوقت اس مکان کیواسطی ایکروپیہ چہ پیسہ بطور دہرم ارتہہ ملتا تہا اور
نی گہر طوائف کی ہر روز ایک پیسہ مقرر تہا اسوقت یہہ لوگ بڑی متمول ہوتی تہی چنانچہ جل شاہ نامی ستہرا

تیار ہوا اور روایت ہے کہ جس عورت کا ٹھکانا لیا ہوا تھا وہی اس پر تو یہ ستارہ جہانگیر شاہ کے گزر کے سمت اتارا
سو ستاویں سال کا ذکر ہی اور یہ لنگر شاہ عوض تیس سال سے یہاں گدی نشین ہے اول اسکی جس شاہ
اور اس سے پہلے کشن شاہ یہاں بیٹھا تھا وقت کشن شاہ کے اس مکان میں ایک درخت بوڑہ کلاں تھا جسکے سائے
میں ہیچ لنگر یا تہیں اور لڑکی ادہر جڑ کی قلعہ سے گولی جو ڈالی تھے کہتا ہیکہ صاحب الحصری بوڑہ گرا
دمی اسکی صدمہ سے چند کوٹھی ویرہ گر گئی اور وہاں سائبی بہی ضائع ہو گئے اس مکان میں ایک بیت
بطور گور بیٹھی کی شاہ اور چار فقیر بطور چیلا ایک بہگوان شاہ دوسرا اہل شاہ تیسرا ستی شاہ اور چوتہا لال شاہ
جسکا سید ان شاہ کا رہے ہیں ادوات گدی اکی گدامی رہتی اور اکر سید و آتی ہیں تو بہنگ پیکر کچھ بعدی
دہوپ میں بیٹھی ہوئے چند اہل سہوری شاہی فقیروں میں دستور ہوئی منڈائی کا تہا وہی اسا مدت سے بدو
مسلمان میں شہرت کہا یعنی سوا چوٹی کے ایک تراشکہ بالونکا سر پر رکھتے ہیں اور بادشاہ جہانگیر شاہ کی بودی کا شیخ چیلونکی
سر کی اسا میں دستور ہے کہ صرف مونچھیں کترتے اور داڑھی سب رکھتے ہیں مگر اسطرف شمال داڑھی
رکھتی ہیں ایسا یہ مکان کا درآمد و رفت سرتر ہ اور چوکہٹ سنگ طاق پختہ اس چوکہٹ چوبی کی اوپر باہر
شرق کی طرف محراب سفید جسکی بیچ میں بیسار تصویریں گورو نانک دیو جی وغیرہ کی چھپی ہوئی اور
سر چوکہٹ پر ایک پتہر (جسپر مورت گنیش ہے) جڑی ہوئی اس درکی اندر مکان دیوڑی مستقف سنگین کچی
اگے مکان طولا ۱۲ اور عرضا [illegible] جنوب رخ دالان جو دالان کہ شمال رویہ ہی اسکے جنوب رو [illegible] میں دو
مانند [illegible] ستون حتی اور اندر دالان کی طرف غربی ایک چبوترہ کوٹھری جنوب [illegible] دالان تخدرہ محراب
اور وہاں ان دالانوں کی ایک چبوترہ پختہ جو گچ جسکا طول سات قدم اور عرض پانچ قدم ارتفاع دو فٹ
اوسپر ایک درخت نیل کلاں و بوڑہ کہڑا ہے اوسکی گوشہ جنوب کیطرف بطور باغیچہ اسمیں تلسی چار درخت کیلا
اور ایک تو دو چنبیلی اور چند بوٹے گل عباسی شمال رویہ ایک مکان کشادہ اور بہی کئی کوٹھریاں و دالان
ہیں چنانچہ شمال کیطرف برسر میدان پیش کی نشستگاہ اسکی جنوب رویہ ایک چبوترہ پختہ معہ دو چوکیہ و چاہ
چرخی دار جسپر چوکہٹ چوبی لگا ہوا ہی اور اس تیرہ چاہ والے پر [illegible] کی آنگنی میں [illegible] سالی میں جنگ
لگاکی تصویریں معہ رام چند و مہرہ وغیرہ کی دیواروں پر [illegible] نانک ور شمال رو [illegible] دیوڑی

شیر پر سوار اور جنوب رویہ کشن راس مندل ہے وغیرہ سب تصاویر اس مکان مین غرب رویہ گنبد سمادہ ہنگل شاہ اسکی گرد نواح مقام طواف جسکو ہندو پرکرما کہتے زمین مسور گنبد مربع گرد ونہ گلی یہہ سفید منقش تصویر دار اوسکی میانہ مین گنبد چوکنج اوپر بھی پہاڑی دار رنگین اوپر کلس شمال رویہ سردل سنگ سرخ کی اندر اور در کی باہر دیوار شرق وغرب مین تمام تصویرین دروازہ کی باہر متصل دیوار شمالی ایک تہڑا اوسپر خورد خورد نشان سمادہ شرق کی طرف پانچ مرتیان جہنو شاہ بنی شاہ میدان شاہ سل شاہ رامو شاہ گورکہہ شاہ وغیرہ کہن اندر گنبد کی زمین پر تمام فرش سنگ سرخ کا لطف یہہ کہ گنبد اندر سے ہشت پہلو اور باہر سے مربع گنبد کے چاروں گوشوں پر آٹہہ محراب قالبوتی اور ان آٹہون محراب کی پائین والہ کی اوپر اور دخورد آٹہہ محراب جنہین تصویرین دیوتاؤن کی اس گنبد کی اندر ایک اور گنبد خورد ہے جسکے تہڑہ کا ارتفاع فرش اندرونی سے ایک بالشت بلند مربع جسکا طول وعرض ڈیڑہ گز سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے اور فرش بھی سنگ مرمر کا یہہ گنبد خورد مربع سفید خشتی چاروں طرف اسکی چار در محرابی تا سینہ بلند گرد نواح اس گنبد خورد کی طواف گاہ فیمابین گنبد خورد وکلان اور یہہ وضع یعنی بجز سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کسی اور جگہہ مین نہین گنبد خورد اندر سے بالکل سفید بوقت نواب خان بہادر سمادہ باوا جہنگر شاہ صرف چبوترہ خشتی پر تہی اور اب جہان باوا لڑکی شاہ رہتا ہے وہان دالان خام تہا یہہ سب عمارت باوا جسا شاہ نے بنوائی ہے نصف خرچ اوسنی اور نصف خرچ تمام فقیران ستہرے شاہی نے کیا ہے حال عبادت مروجہ اس فرقہ کا یہہ ہے کہ بروز یکشنبہ اپنے دونو ڈنڈونکو پانی سے دہونا اور شیرین طعام کہانا اب اس سمادہ پر دو وقت سنکہہ بجتا ہے اور چراغ روغن زرد سمادہ پر ہر وقت روشن رہتا ہے فقیروں کا معمول گداگری یہہ ہے کہ دونوں ڈنڈونکو دونو ہاتہہ سے بجاکر ایسی چلی بولتے ہین دہن تیری کمائی باوا دہن تیری کمائی وغیرہ اور بابیان ستہرے شاہی اور کوئی کوئی مناقب حضرات اولیاء اللہ کا بہی بولتے ہین اور اکثر انمین کوئی کوئی منہ اپنا سیاہی سے کالا کر لیتا ہے اور جو انمین گدی نشین ہوتا ہے وہ گلی مین کفنی رکہتا ہے اور یہہ اپنے آپکو ہندو مسلمان سے منشرک اور صلح کل بیان کرتے ہین ؛

حال مکان علی رنگریز ؛

یہہ مکان خانقاہ مقبرہ حضرت جان محمد حضوری کے گوشہ باہب مین موجود ہے تمام رنگریز لاہور کی اس خانقاہ کو

پاس ہیں اور سال بسال انکا عرس و میلا دہ بھی ہوتا ہے سرکار سے تعدیہ گزرتی ملحقہ خانقاہ معاف بھی قبر حضرت
کی چار دیواری جسمیں صورہ چشتی پڑھی وجود ہی ہے جہاں ہی ایک علی رنگریز دوسرے دلی رنگریز
حال مفصل انکا جہانگیر مانوس کیا کہیں سے دستیاب ہوا رنگریز لوگ تذکرہ بیانی کرتے کہ حضرت بی بی انکے ساتھ
کی ہمراہ یہاں تشریف لائی ہیں العجب عجب امرالملک ان لوگوں کی اکثر قبور یہاں ہوئی ہیں فقط

حال مقبرہ محمد صالح و شیخ عنایت اللہ المرحوم

حضرت علی رنگریز کی خانقاہ کی شمال رویہ تھوڑے فاصلہ پر ایک ٹیلہ پر گنبد کنبوؤں مشہور ہے اسکا اسم مشہور صاحب
کو بہی بنائی ہی صورت اسکی بہت بھلی ہے جو کچھ اس رنگ سنگ سیاہ سنگ ابھی چار رخ طرف اسکی باہر کی طرف بالا
تمام چار محراب کلاں ہیں اور ان محرابوں کی اندر رویہ بالا دو دو دروازے لگے ہیں جنوب رویہ اوپر جانیکا متصل زینہ
ایک اور گنبد طولانی معلوم نہیں کہ اسمیں کسی قبر ہیں لوگ بیشتر صاحب وہ گنبد اوپر جانا ہوا ایک گنبد چھا
ہے شکل اسکی طولانی ہر چہار طرف بادر محرابی گنبد کنبوؤں والی کے پاس ہیں۔ وجو ترہ ریختہ کا موجود ہیں پر
قبور نامعلوم الاسم اور گنبد کنبوؤں والی ہیں دو قبریں ہیں ایک محمد صالح کنبو کی جسکی بنیہ مسجد جیلا والی اندر
موچی دروازہ کی وجود ہی اور مسجد کی دروازہ پر یہ تاریخ ہی این مسجد بنا کرد سنہ آل محمد صالح اسپ خط عمل مرحوم
ہے اور سنہ انکہ اسمعاد بہری جکا حال مفصل اسکے تحریر ہو گا دوسری قبر شیخ عنایت کی جو اسکا بڑا بھائی
و رکتاب بہار دانش مصنفہ اسکی مشہور و معروف ہی لکھی ہیں کہ جب وکتاب بہار دانش تصنیف کرکی بحضور بادشاہ لیگیا
و بادشاہ کی بعد ملاحظہ فرمایا کہ ای عنایت اللہ مقام افسوس ہے کہ تو کی موتیوں کا ورسی میں پرو دیا ہے یعنی اس کتاب
و اسی کی کہ وسی بہتر ممکن نہیں و بعضی لیس باکارہ ہیں کہ جسمیں سوائی شہوت لکھی ہی اور کچھ فائدہ حاصل
نہیں اور گنبد امید اسی شیخ عنایت اللہ کا بھی بنایا ہے کہ محمد صالح بعد تعمیر مسجد اندر دلی موچی دروازہ کشتہ
میں فوت ہوا سو شیخ عنایت اللہ کی یہ گنبد بنوایا بعد اوسکی سنہ میں شیخ عنایت اللہ مصنف کتاب بہار
ہی راہی ملک عدم ہو کر اسی مقبرے میں دفن کیا گیا اور گنبد بالا سر تمام صاف عالیشان رونق اور اس اسکی
کی خبر نہیں کہ کیا کچھ ہو گا عہد وفات انکا عہد عالمگیر بادشاہ میں ہی اور عہد شاہجہان میں انہوں نے خوب ترقیاں
پائیں اور دفتر معلی میں شیخ محمد صالح منشی نامی صاحب قسم تھے اور شیخ عنایت اللہ بھی با وفات ممکنہ سے رہتے

حال مقبرہ شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ

ومنارہ بہی تہا چنانچہ ابتک یہہ بلند مسجد یادگار انکا موجود ہے

یہہ مقبرہ جنوب رویہ موضع راوان کے لاہور سی دو کوس متصل خانقاہ شیخ جمال صاحب مختصر یہ موضع ایہہ اکی واقع

ہے صورت مقبرہ یہہ ہی کہ گرد اسکی چار دیواری بلند تہی اب قدری موجود ہی جسکا طول چونتیس گز اور ارتفاع

موجودہ ڈیڑہ گز اب اسمین کہین کہین سے یہہ چار دیواری بوسیدہ ہو کر گر گئی ہے اور اسکے اندر میانہ مین فاصلہ

مقبرہ کا تا دیواری پونی سات گز اور گرد اس مقبرہ کی چبوترہ ہشت پہلو اور ارتفاع اس چبوترہ کا ڈیڑہ گز اسکی بنیاد

پر گنبد ہشت پہلو اسکی ہر پہلو مین محرابی در ہین اور چارون طرف اسکی چار دروازہ تہی اب تین بند ایک جنوبی کشادہ

ہی اندر میانہ مین چبوترہ زمین سی ایک فٹ بلند اوسپر مزار حضرت شاہ کمال صاحب کی جو اب کسی کسی جگہہ سی شکستہ ہو گئے

ہی یہہ مقبرہ تمام چونہ گچ شمال رویہ مقبرہ کی ایک درخت کریر اور غرب رویہ ایک ون معہ چار درخت گوندی جنوب رویہ

پانچ پہروان ایک گوندی دو دون شرق رویہ پانچ بوٹہہ خورد گوندی گرد نواح اور بہی درخت ہین اب یہان

عرصہ دراز سی مسمی نتہا المعروف نتہی شاہ جاروب کشی اور چراغ روشن کرتا ہی فقط یہہ موضع راوان قدیمی جگہہ

ہے کہتے ہین کہ راجہ رام چند کی بیٹی تین تہی ایک لو جسنی لاہور بنایا دوسرا اچہو جسنی اچہرا بنایا قصو جسنی قصور آباد

کیا اچہو کا سالہ مسمی راو تہا اوسنی یہہ موضع راوان آباد کیا قدیمی کاغذات مین نام اچہرا اور راوان لکہا ہوا

اکثر نظر آتا ہے آیندہ واللہ اعلم

احوال شوالہ بیرون موری دروازہ

شوالہ کی چار دیواری پختہ جسکا راہ آمد و رفت جنوب رویہ اسکی غرب رویہ ایک چبوترہ مدور قد آدم بلند پر چاہ

چرخی دار گوشہ شمالی و شرقی مین اور ایک بڑا چبوترہ مربع خشتی جسکی بہری چونہ گچ چارون گوشون مین چار مونڈہی

خشتی بطور نشستگاہ اس چبوترہ کی جنوب رویہ متفرق درخت بوڑہ بیر و پیپل غرب رویہ اسکی پانچ زینہ چڑہ کی چبوترہ

پر جاتی ہین زینہ کی اوپر غرب رویہ ایک دالان سہ درہ بوسیدہ اسکی آگی غرب کیطرف دو کوٹہریان کوٹہری

شمالی مین ایک اور کوٹہری جسمین اب باوا جیت رام جو پہلی فقیر براگی تہا اب سنیاسی ہو کر اپنا نام سوموار گر

رکہتا ہی رہتا ہی اس چبوترہ مربع پر ایک گنبد خشتی چونہ گچ جسکی دو دروازی ایک شرق رویہ دوسرا غرب رویہ طاق تختہ

چوبی درمیان گنبد کی ایک گہنٹہ لٹکتا ہی میانہ مین اسکی ایک زمین دوز تہہ خانہ ہی اوسپر شیو جی کا لنگ معہ جلہری

جسپر بوجہ آب شمال رویہ پیل نندہی گن سنگین برنگ سرخ بیٹہا ہوا رکہا ہوا ہی اب لسب بام گرد بنہ شمال و شرق

ورنہ اسکی باغ میں سرور علی صاحب سابق تحصیلدار لاہور جو آجکل شرقی سوداگری کرتے ہیں اسمیں دو کوٹھے
سانٹی میں بہہ سوالہ سمہ تھا ایسری سپاہی ملازم مہاراجہ رنجیت سنگھ کے تھے یہاں روپیہ نوری ڈھلا کرتا تھا
اب وہ موضع ٹکسالی میں جا رہا ہے +

احوال مکان شیر علی والہ باہر دروازہ ٹکسالی

دائیں روبرو اس سڑک کی جو اندر گلی سے قلعہ کو آتی ہے ٹیلہ جو ہر دیر یہہ مکان واقع ہے اسکے اندر ایک چار
شرق کی طرف دروازہ اسکا شرق رویہ طاق تھا اسکے اندر تین قبریں ایک تو شیر علی شاہ کی جسکی سرہانے حجرہ ہے
دوسری امیر علی شاہ رنجیت سنگھ کی مریدی ٹکسال والی نوت ہوئے یہ مکان ابتدا انہوں ہی نے آباد کیا تھا)
اسکی غرب رویہ قبر غلام علی شاہ والد بزرگوار شاہ حکیم کے حکیم سید ولی شاہ صاحب کے ہے جو کہ کسی باعث
لڑکی کے کوٹھے جنوبی دیوڑی چار دیواری میں ایک تو نرا ملبہ کہڑا ہے اوسکی پیچھے ایک پاہ جرجی دار اوسکی
کی شمال کیطرف ایک کوٹھہ جسکا ایک در جنوب رویہ اور دوسرا شرق رویہ اور کوٹھڑی اوسکی شمال رویہ اسکی
چار دیواری جسکا در محرابی جو در جنوب رویہ اسکے آگی ایک حجرہ کلاں شرق رویہ جو در کیطرا اسمیں ایک حجرہ ہے
معہ حجرہ ان سید اوسیر والدہ حکیم ولی شاہ صاحب کی قبر اوسکی شرقی میں قبر جسمی نوسنڈا کی ہمشیرہ
ہے والدہ سید بزرگ شاہ صاحب کی اوسکی جنوب میں قبر زوجہ حیون جان بڑوں بزرگ شاہ کی اس باغ
کی جنوب رویہ ایک مسجد بطور کوٹھہ معہ وضو طوالیف گرد تمام درخت اکثر درخت کوندی میں ہیں اسمیں ایک
فقیر رحیم شاہ مرید شیر علی شاہ فائق و مستقر ہیں اور پاس اسکے ایک فقیر دین شاہ ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں مرید شمس شیر
شیر علی شاہ کا ہوں مگر رحیم شاہ قبول نہیں کرتا یہہ مکان فامیاں کا مشہور ہی چنانچہ فالہ اسکا حکیم شاہ اور بزرگ
شاہ کی پاس موجود ہی نوبت آبادی سے یہاں انکی بزرگوں کی مکان ہیں اسمیں کی بہت زمین بھی تھا ایسا سمیں سرکار
کی قبرستان انگریزان بالیا ہی یہہ شیر علی شاہ مداری وہی شیر علی شاہ ہی کہ جسمیں مولی شاہ سجادہ نشین جامعہ
ماد ہولال حسین سے جو حستہ کر کے حسرت اسی مکان میں یاد رہا تھا جو حالات اس حال میں دیکھہ لی

حال شیر علی شاہ

شیر علی شاہ قوم سادات بخاری سے علم شریعت و طریقت میں ید طولیٰ رکھتے ہے سکراب سے بالکل مصر وطن انکا
عادہ معہ سنہ ہجری مقدس میں وارد شہر لاہور ہو کر باغ جو جہ والہ میں متصل شہالا باغ ایک برج میں آکر
فروکش ہوئے اس عرصہ میں مسمی شیخ رحیم بخش مارکس اتفاقاً اس باغ میں گیا انکو دیکھتے ہی اعتقاد پیدا ہوا

حتی کہ بیعت کر لی بعد ازان وہ تکیہ بہورے شاہ مین جو متصل اس تکیہ کی آبیٹہی اسوقت اس تکیہ مین غلام علی شاہ
مرشد بہورے شاہ سکونت پذیر تہا جب وسنی دیکہا کہ روز بروز چرچا انکا پہیلتا اور ارد گرد تمام مریدان کا بکثرت ہوتا
جاتا تہا تو اوسنی کہا کہ دو پادشاہ در اقلیمی نگنجند اب اپنا مکان علیحدہ کر لین چنانچہ اسیوقت شیخ رحیم نی تلاش کر کی
یہہ مکان تجویز کیا اسوقت یہان صرف نشان بہٹان اور ایک درخت بڑ بیر بریدہ کہڑا تہا صرف ایک چاہ اور
سفید زمین تہی حضرت اسوقت اس مکان مین آگئی بعد اسکی دار البحر اور فوجداران طوائف مشہور اوسکی گرد خادم
ہوئی اور یہہ کوٹہہ جنوب و یہہ چار دیواری بنوایا اس رحیم بخش نی خدمت حضرت کی بدرجہ کمال کی پہر اسکا نام رحیم شاہ
مقرر ہوا یہہ شخص بڑا بانکا رہتا تہا ایکروز حضرت نی چند منگی جو اکثر مداری فقیر سر پر رکہتی عنایت کی اور
ایک مشت خاک سر پر ڈالکر ارشاد رکہنی جڑا کا فرمایا پہر تو اسنی جڑا رکہہ باقرار مدت العمر رکہہ لیا چنانچہ
اسیطرح آٹھائیس سال سی وہ جڑا موجود ہی یہہ لوگ کہتی ہین کہ یہہ بال اگر خاکستر یا چکنی مٹی سی دہوئی جاین
تو جڑ بنتی ہین جسدن سی جڑا یعنی سر کی بال منڈانی موقوف کرتی ہین استرہ سر پر نہین لگاتی اور جب بڑہ جاتی
ہین تو دستار کی موافق سر پر باندہتی ہین بعد ازان وہ معاملہ ظہیر پیر والہ جسکا حال مفصل حال مادہولال حسین مین
مفصل مرقوم ہے درپیش آیا چونکہ صوفی شاہ سجادہ نشین مزار مادہولال حسین سرگروہ فقرائے ضلع لاہور تہا اسکی
تمام فقرا ناراض ہوگئی بعد ازان ۲۰ ماہ رمضان سنہ ۱۲۹۱ بروز دوشنبہ یہہ شیر علی شاہ صوبہ شاہ کی آٹہہ دن
پہلی رہگرای عالم بقا ہوا اس رحیم شاہ نی بہت خدمت حضرت کی کی اس سببسی وہ خوش ہوکر تمام اپنی مریدون طالبون
کو حکم عام دیگئی کہ میرا اصلاحی اور نام لینوالا ہے یہہ رحیم شاہ کو قائمقام سمجہو پہر تو یہہ رحیم شاہ سجادہ نشین ہو
بیٹہا اور زیر حکم اسکی مسمی شمشیر علی پیر بہائی اسکا رہنی لگا بعد وفات حضرت کی اوسنی ارادہ حضرت کی بنا کرنی
کا کیا مگر فقرائی نواح لاہور نی اسکی مکان پر آنیسی انکار کیا الغرض وہ بیچارہ چہہ مہینی تک احتیاج کرتا رہا اور آخرکار
بڑا بہنڈارہ یعنی ضیافت شدرونہ کیا بعد و پہر یہہ رحیم شاہ روانہ امرتسر ہوگیا اور شمشیر علی کو واسطی چراغ بتی کی
مقرر کر دیا اس عرصہ مین مسمی دین شاہ انکی پاس آنی جانی لگا تب انہون نی اسکو مرید کیا یہہ شہرہ کہہ کہیسی اپنا بنایا
یہہ دین شاہ قوم کا چمار ہی بعد ازان جب شمشیر علی فوت ہوگیا تو یہہ دین شاہ مکاندار ہو بیٹہا پہر جب رحیم شاہ
امرتسر سی آیا تو انہی مکان پر متصرف ہو بیٹہا اب رحیم شاہ اس دین شاہ کو کہتا ہے کہ تو اسکا منشی کیا واسطہ رکہتا ہے

دیکھا تھا وہ مطالب ناحق حضرت کے نام کو جلب کرنے دربدر گدائی کرتا پہرتا ہے اور وہ ظاہرا تو کہتا ہے کہ میں تمہارا
تابعدار ہوں مجھکو شیخو کرسی تلاوہ ملتا عداوت رکھتا ہے اسکی حدیث کرتا ہے لیلیاء و بیان حشم شاہ کہتا ہے کہ میں
اسکا یہاں رہنا نہیں چاہتا فقط اگرچہ اسکا نمس کچھ آمدنی نہیں مگر رحیم شاہ ابھی سرکار مکان خیال کرکے بیٹھا ہوا ہے
یعنی کہ اپنی گرہ سے روٹی کہاتا ہے یہ مکان مسجد سعید حشم شاہ کا ہے جیا سحہ اب پہر مرمت اسکی از سر نو کرائی ہے۔
بیرون آبادی شہر بیرون اس گذر کا نام محلہ گمٹہا ور ماحل میں تکیہ کر رہیں ہیں ولیجا حضرت حسن کا
جسکا نام بی ربانا ماہ، جلال حسین مت ہو جیسے) تہا وجہ اسکی یہہ تہی کہ چالیس برس تک سیہ روان ہی اس تکیہ کی
گوشہ گلی میں ایک جو رد مقبرہ تہا اور وہاں کرم علیشاہ مجاور رہتے تہا اس مقبرہ کو مقام آمول بال حضرت
حسین کہتے تہے اور دور دراز تک مشہور تہا کہ مجاور جلی جوش کر زرا رستا تہا جسکے ہوئے تہا ولی مجاوری اسکو رر
دیوار فصیل شہر مسمار ہوئی نوا ہوئے اس مقبرہ کو گرا دیا فقط ملکہ پنجاب کا دستور قدیم ہے کہ جہاں سے بیاہ ہوتا ہے
اسی گہر میں اسکا اول بال کاٹا جاتا ہے اور اگر کوئی دستور شرح اسکا دیکھا چاہے تو کتاب یادگار چشتی مصنفہ
فدوی میں دیکھ لے سوا اسکی چاردیواری قبر شیر علیشاہ کی بامر گوشہ گلی میں ایک چاہ کلان معہ درخت بوڑہ
موجود ہے اسکی ارتفاع سرقدیہ ایک کہری محرابی معہ سرو ماند نظر آتی ہے مگر اوپر سے کوئی راستہ شرماہ کا نظر
نہیں آتا طرف جنوب و جنوب اسمار لیکر کوبدی ونمبر دخترونگہان کوٹہری میں ایک نیم بہت بلند اور لعقہ اس سے
حیوانکر لوگ واسطے نیم لینے کے آتے ہیں مقام افسوس ہے کہ ناموجود ہو یکہ یہ تکیہ برسرراہ شہر سے بہت قریب ہے مگر
آمدنی بالکل نہیں فقط

حال مکان سمادہ مسماۃ نکاین زوجہ مہاراجہ رنجیت سنگھ والدہ مہاراجہ کہرک سنگھ

یہہ ایک چاردیواری خشتی کلاں
جسکے شمال رویہ کوٹہی کپتان مکسد ربہ صاحب کی اور غرب رویہ کوٹہی غلام محبوب سبحانی کی راہ آمدورفت اس کا
گوشہ غربی وشمالی میں چاردیواری ڈیڑہ قد آدم بلند اسکی گوشہ غربی وجنوبی میں ایک عمارت بطور نشستگاہ بنی
ہوئی ہے اور گوشہ شرقی وشمالی میں چاہ و چرخ چوب جو الہ جاری ہے شرق رویہ اسکی ڈیوڑھی آمدورفت کی بنی
ہے یہ مکان مسکونہ سجان سنگہ وہاں کے ہیں درمیان میں ایک چبوترہ بلند جسکی شرق رویہ کیارہ درخت
لگا ہوا ہے اسکی چاروں گوشوں پر مقام سمست بطور مثمن گوشہ شرقی وجنوبی میں ایک درخت پیپل اور

بہڑہ کی اوپر تین سماد ہین پختہ جنوب رویہ سمادہ رانی چند کنور زوجہ مہاراجہ کہڑک سنگہ صورت اسکی یہہ ہی کہ ہیچ مین
گنبد کلان چارون گوشونپر چار برجیان برلب بام گردنہ اوسپر تمام تصاویر اسکی چار در در شرقی مین چوکہٹ سنگ
مرمر خشتی برنگ سرخ ہر در کی اوپر بغلو نمین عماری دریچہ منقش با تصویر اس سمادہ کی شمال رویہ سمادہ نکاین کے
یہہ نکاین والدہ مہاراجہ کہڑک سنگ کی ہی اسکے درمیان گنبد کلس طلائی والا گرد نواح گردنہ مدورا ور خورد خورد
برجیان اوسکی بہی چار در طاق جنوبی و شرقی کالکاریان دونو کی غرب رویہ ایکا ور سمادہ اندر اسکی تمام تصویرین
دروازہ اسکا شرق رویہ یہہ سمادہ گلاب کنور زوجہ رنجیت سنگہ کی تمام استرکاری گرد نواح گردنہ اور درمیان مین
مڑہی چار دیواری مین اب دم تحریر زراعت ہوتی ہے اب اسمکان پر قبضہ سجان سنگہ دلہنا سنگہ کا ہی یہہ جوہی صاحبزادے
زادی مشہور ہین قدیمی ساکن گوبندوال یہہ رنجیت سنگہ کو مہتاب سنگہ کیوقت سی چلی آتی ہین نونہال سنگہ اور
کہڑک سنگہ اور رنجیت سنگہ اور مہان سنگ و رچیت سنگہ وغیرہ بزرگان مہاراجہ رنجیت سنگہ کی انکی پیرون کو دیا کرتے

بقیہ احوال شاہ شرف صاحب لاہوری

اول حال انکا بعد تحریر پیرمانی رہنما کی درج کتاب ہذا ہو چکا ہے چونکہ حال مفصل انکا معلوم نہین تہا
اور بندہ در پی تحقیقات اب شیخ امیر بخش سجادہ نشین خانقاہ حضرت شاہ جمال مرحوم بیان کرتا ہی کہ یہہ حضرت
شاہ شرف صاحب خسر حقیقی شیخ روشن علی کی تہی اور شیخ روشن علی بہائی والد شیخ امیر بخش مظہر حال
ہذا کا تہا اصلی نام انکا شیخ سعادت متند قانون گوئی قصبہ بٹالہ قوم بوڑی سی تہی (بوڑی ہندو نمین ایک ذات
کہتریونکی ہی) چونکہ وہ صاحب ... ہی اولاد شیخان نومسلم سے تہی اور شیخان نومسلم مین دستور ہی کہ جس قوم ہنود سی
وہ مسلمان ہوئی ہوئی ہوتی ہین وہی نام قوم قایم رکہتی ہین چنانچہ کوئی شیخ بوڑی کہوئی بہنڈاری کہو
سندہی کوئی سونڈہی کوئی بیدی ہوتا ہی چنانچہ دم تحریر راقم کی کوچہ مین شیخان بیدی لیفی الہ داد بابا نانک
سی مسمی یار محمد و چراغدین محمد یار وغیرہ موجود ہین یہہ شیخ سعادت متند فن منشی گری مین بہت اچہا خوشنویس حساب
دان تہا اور اسکی بہاوجہ حقیقی مسماۃ بیگم زوجہ عبدالرحیم بیوہ تہی یہہ شیخ مسماۃ مذکورہ کی جاجزہ اور بیوہ جانکر
خدمت کرتا تہا چونکہ شیخ سعادت آدمی بانکا مہیار ہا کرتا تہا مسماۃ بہوبادشاہی زوجہ شیخ سعادت نی ایکروز اسکو
کہا کو تو اپنی بہاوجہ سی آشنائی رکہتا ہی اوسنی جواب دیا کہ وہ بہاوجہ مجہی بجای لڑکی کی ہے یہہ

تو پھر کسا مدد کا ہی کری ہے اور جو دیکہ قسم سلط بہی کہا ہی کہ اوسکو چہپا رہ آیا اور اسی پر یکرار ہو بارہ العرس کئیں بار دفعہ
ایسا ہی مچہ دہیلی میں آیا آخر جب وہ تنگ ہوا تو اسی کبر ہو اسے بیمار ہوا اور فقیر بیکر لاہو میں چلا آیا اور یہاں حضرت محمد حاصل قلندر
کی خدمت میں جو صاحب کمال اور مکہ اور دلی کا سے جو سو برس تہے جنکی طلب کے ہوا ت مکہ لوگ ستمو لیلے مدد کرتا تہا یکمال اس کر
حریدی میں چاہی ریل محاسب گاہ سنہ ١٢[illegible] معزز امر کی قطبیات ہل ہو ہی تہی اگر یادم ہوا ہوا نام اسکا شاہ سرف کا اور جید
سال میں کامل کیا بعد وہی مسلہ انکا معیبہ رہہ دہر مسلمی شاہ سرف شالہ سے اونکی خدمت میں ہو ہی انہوں نے ماجرا نیکو لوگو
منع کیا اور اسکو کہا کہ ابھی ہوشیار سا ہی مجہو اسکا ہی والدہ تو یہا لکو ابی سمجہو کسی ملا یا ہوا اتو ہی مجہے وہ تو سا ہی جسی کہ ہی سا
چہوڑا ہی اور مہیں صرف اسی عشق تمام کامی وسلی اسی گولی اور دو شک واموس لشوا ہی اسمیں تارک الدنیا ہو لیک مجکو
بہسی کوئی علاقہ نہیں چاہا لیکن ہی ہی چلا جاوہ یہاں سکریلی شیتی شالہ کو جلی لیلی اور سید حاصل صاحب کی ایکسوکی بہی ایہا ہی
چہوڑ جانا اور یہیں قریں ہیں ایک تو حضرت محمد حاصل کی جنکی وفات سیزدہم صفر سنہ ١٢٣[illegible] ہجری عہد جلال الدین شاہ معز الدین
سا عالم میں عالمگیر ہے دوسری شاہ شرف صاحب کی جنکے دو یم رجب سنہ ١١[illegible] میں بعہد محمد شاہ وقوع میں آئی تیسری مزار ہو پیرا اللہ حافظ
حضرت شاہ سرف کی جو سنہ ١٣[illegible] میں رحلت ہوا

حال شوالہ پزاوہ بدھو

اس شوالہ کا نام اسکا
میں شوالہ سید ا دروازہ یہاں ساحب بدھو کی نام اسکا بدھو کی اور درالہ شوالہ مسجوری کہلاتا ہے اب تم تحریر صورت اسکی یہ ہے
کہ ایک ست ہے کہ دیو چار ہو طرف چار دیواری پر جحتی بامد جسکا عرض ٢٣ گز دروازہ اسکا یہ دیوار عالی ہیں ایک بہت مسعید حقیق
کی ساہہ لکڑاں مدنہ مسمی بہا تو لہری جو بعید بہار اجمیر سنگہ بعمر ہوا موجود عمارت اسکی چو کہیں منقش دالان گی جو روپیہ ہزار
جسکی طول اسکا ١٩ گز اور عرض جودہ گز اور ما ہی ہیزہ چار و طرف دیوار آکا ر دیدہ مدد اور اسکی سامنے میں ایک گنبد شوالہ ہے جسکی
چوا سر یوت تعمیر دالان محد کرادی ہی بہت اسکی بست پہلو شرقی جو بکیطرف دو در مدنہ طاق تمہید اور بقیہ چھہ پہلو میں
طاقچہ محرابی جسمیں بعا تیں منعاد یہ ہو ئی ہوئی ہے اندر اسکی سامنے میں ایک تہڑہ مسمہ جسر ایک کرہ سنگ مرمر کا لعہ جیسا رقی ساختہ
سنگین وسیر مدہ پتہرپیا والہ کا تمام ویسا ایک سوری قدر پانی نکلنے کے اور اسکے پاس ایک گائی سنگ سرخ کی جو بیٹہا ہو چلی دار آ
ہیں باہر موٹ وغیرہ ایک تندی کی جتی جسکے سعک لوہے کے سمال کیطرف انکو ملا چرا سکی سعید جی دار با ہر سمان وہ ایک حج
مدد ہو پانی اسی سے آتا ہی اور جمع ہوتا ہی گو سامنے ایک بہت ہزہ حوض جتی جو سیڑہ شیر و ساہ میں معلوم الاسم جو ت وہ شوالہ
سکان یہاں ہیر وحتی دفعہ سماد جسی چہرہ کم اور عاج انکا قدا آدم عوض زردہ اند چار دیواری جائے بیٹہی عرض لدئہ

اوسکو چوبچہ گوشہ میں عجب نادر شعر تیار کیا ہی اور جو نہر دریا سے شہر لاہور سے آتی تہی ایک نہر تک بہر آئی تہی سو ہی
اوسکا اوپر جانیکا زینہ نہیں سیڑہی رکہکی اوپر جاتی ہین یہہ مکان بادشاہ بنایا تہا درو اسو سطح کی زینہ بنوایا تہا اسوقت قزاقونکا بہت خوف
تہا اگر زینہ ہوگا تو وہ کیونکر آدمیکی گرد مثل راست آتی کہ موتیکی تدرا موت سی اور اگر موت آ کہری یعنی بیٹہا ربید سیڑہی
اسکو اس مکان تیغ والہ مین مار دی لوگ پڑا اور تمام آئیے بانند دعضل انکا عادت کر لیگی اس شوالہ کی دو در مین ایک تو دوسرا
اوپر بکر سے ہوا اور دوسرا دیوار شمالی مین اوسکی اندر ایک پتہر خشتی نا بمر بلند اوسپر ایک خورد گنبد مربع اوپر کلس تہا ان پاپ مین
لوگ یہان منہ لفتا سی ماتا پوجنی آتی ہین باہر دیوار شمالی کی ایک در پتہر تا بسینہ بلند جسپر فرش خشتی جو نیچے قدیمی اور حقیقت حال
نامعلوم الاسم اسکی گوشہ جانب میں ایک گنبد سادہ ہے بدہ ناتہہ جوگی کا جو پینی اکبر بادشاہ آبادی مکان بنا ہوا تہا اسکی شہر فرو ہے ایک گنبد
اور گنبد سادہ ہوئی ناتہہ کا شمال رویہ اسکی ایک اور گنبد ہشت پہلو اسپر چار مینار دہین نامعلوم الاسم اسکی جنوب رویہ ایک اور گنبد
اور برابر سادہ فقط مشہور ہی کہ یہہ شوالہ اکبر بادشاہ سی آباد رہا تہا جب ابتدائی عملداری سکہان مین بادشاہ گردی ہوئی تو ویران
ہو گیا پہر سبب تین حاکمان پر دیہ ناتہہ مکر قابض ہوا بعد اسکی مکن ناتہہ بالکا اسکا قابض رہا بعد اوسکی مولا ناتہہ سادہ جسکی
شہر مین سبب بعد اوسکی [illegible] ناتہہ بعد اوسکی بشن ناتہہ جو شہر مین محلہ تہان تہان پہرتا تہا اب اسکا
چیلہ ہیرا ناتہہ رہتا ہی سبحان اللہ [illegible] ارادت خلایق نہین جاتا ارادتمند بارادت آتی ہین مرادین پاتی ہین درشن کر جاتی ہین
اور بہینٹ یعنی نذر چڑہاتی ہین اور جنات آہت صاحب جین ادراتی ہین چرس کی خوب دم لگاتی ہین فقط

احوال تالاب لکہپت و جسپت رای لاہوری

یہہ لکہپت اور جسپت رای دونو حقیقی بہائی بعہد نواب خان بہادر دیوان تہی لکہپت نے اپنی بیٹی کی شادی کی
اور جسپت مشہور ہنود تمام شہر مین بہت تکلف سی گندہ ورا تقسیم کیا اوس ایام مین دلارام نامی بہی ایک
دیوان تہا ایک روز کا ذکر ہی کہ سواری دلارام دیوان کی چلی جاتی تہی کسی بقال دوکاندار نی باواز بلند اسکو
سنا کر کہا کہ لکہپت رای بہی اور دلارام کنجوس منحوس بہی جو بس ہی دیکہو لکہپت رای نی کیسا گندہ ورا تقسیم کیا گندہ ورا تمام
شہر مین سی کہ ہر ایک ہو بشکل [illegible] شہر ہی بنتی ہی دیوان دلارام یہہ سنکر نہایت مغموم ہوا اور شکایت اس امر کی اپنی
والدہ کی پاس لیگیا اوسنی کہا کہ ای بیٹا لکہپت رای گندہ ورا کرکے نیکنام ہوگیا ہی تو بہی کوئی ایسا نیک کام کر کہ جس سی
ہزارہا مخلوق کو فایدہ پہونچی اور تیری بہی نیکنامی ہو اوسنی کہا کہ ای ماتا وہ کونسا ایسا کام ہی کہ جس سی چہٹ پٹا

مکان میں طلائی دستی کہ کاری ہی ہوئی ہے بعد عمارت ہونے اس کے مدت مدید تک تہ خانہ آباد کار رہا رہنگا اسکا گنبد زرا نو لوکی
کا سامان اور یہی معروف برار ہا ہزار مزدور وغیرہ کو عرصہ دراز تک دن بھر اور رات شب رات رہنگی یہ سکو دستکاری
بھی کرائی کچھ پھر لاہور میں دو ہزار ایک سو مکان تعمیر کرائی جا بجا ایک اندرون شہر کٹرہ غنا رچیاں ۱ جسمیں اسکی ملکیت
بھی ہی اور کٹرہ موسا نوالہ اور بالمقابل متصل حویلی کھڑک سنگہ اور حویلی کلاں واقعہ محلہ سیر بیلا ری جو اب لالہ رام کی
زر خرید ہے اس حویلی میں ایک ماہ ہی جسمیں یہہ شعر تحریر کندہ ہکلا پڑھا ہیں جاتا ایک مصرع ہورا
حالہ ہے یہہ ہی + کہ گنگا صاف دستی ہیں آب دریا دولارام آب اور کٹرہ سعد باوں ہوا لشالہ حویلی نواسا نام الیس
جان بر حرم متعصمہ اولاد دولارام ہی وغیرہ تمام محلہ سر بیلا ری اولاد دولارام کی بالحال شاہجہاں آباد میں موجود ہی سردار
سوا سنگہ موہر سی دولارام کا لاہور میں ایسکی جائداد وغیر منقولہ کا مالک اپنی عملداری مہاراجہ رنجیت سنگہ میں تہا
تہا انعام مہاراج کی ملازمت میں تنخواہ کی شکایت ہی روپیہ موجود نہ تہا تو سبب بہاگ جانی کو کہ کا بیٹا تہا
سے بہی جاگیر دار سے عرض کی کہ اگر بحکم حضور ملیں شہر میں مکانات دولارام مقرر کرکے فروخت کروں تاکہ سرکار کو
تنخواہ سی فراغت ہو مہاراج بہت خوش ہوئی اوسی وقت کیکر مدیکی تمام مکانات خود و دیوان دولارام کی ہر ولی جا
پہر جو دو روپیہ تنخواہ ملازمین کی تقسیم کردی اور کٹرہ ماسی کلاں مہاراجہ کہڑک سنگہ کی بعد وفات سردار سوا سنگہ سمت ۱۸۹
میں ضبط کرلی اسوقت وہ سردار سوا سنگہ کی حضوری باغ میں خود حاضر ہوکر مہاراج کی دیوان دولارام کی طرف
کہ مہاراج میں نقل کرلی ہوں کہ وجہ جیسیاں بہت ہو جانیکی وہ سبکی موافق ہونگی یہہ دو انگریز کا نام سنکر مہاراج
کو رحم آیا تعمت پوچہا وہ عرض پیرا ہوئی کہ انہی محل و مکانات خود جب تو یہہ بہاگ گئی مدا اسکو کی بہاگ گیری امداد
سلسلہ حضور میں فروخت کرلی ہیں ہی میں موجود ہوں اوقات بسری بیری معدکر یہ مکانات بہی اسکا تسکان مہاراجہ
کہڑک سنگہ کی ضبط کرلی ہیں امیدوار ہوں کہ واگذار ہو جاویں مہاراج کی اون مکانات مقبوضہ سی ساب مکان معہ دوا
واگذار کردی حویلی واقعہ سوہی سندی جسمیں اب میاں کیا مدسنگہ مہاراجہ دلیپ سنگہ رہتا ہی کٹرہ
سعد باواں جسمیں پچاس کوٹہریاں موجود ہیں دو حویلیاں موقوعہ محلہ مولیاں جسمیں اب حوصلہ سنگہ
رہتا ہی اور تین دکانیں واقعہ کٹرہ جارچیاں جواب داخل ہر ولی ہیں الغرض جب تک کہ انکی یہہ بہار
دولارام کی رکہیں ہوا رہ رسک وسنی بہی مکانات سابق سرچ کئی جا بجا تاحال بازار ہنہا میں دو حویلیاں

عالیشان از نواب سکینہ نوب [illegible] ہین اور ماسوای اسکی کنجرپورہ سی لیکر تا بدروازہ شاہ عالمی اکثر مکانات غرب رویہ بازار بقیہ دیوان لکہپت سنگہ کی ہین اور یہہ کنجرپورہ بہی بقیہ دیوان لکہپت کا تہا اب بسبب رہنی کنجرون کی محلہ کنجرون مشہور ہوگیا اولاد اسکی نالائق نکلی مہاراج نی تمام مکانات اسکی ضبط کرکی کچہہ نواب مای جنان کو دئی اور کچہہ فروخت ہوگئی اور جو قبضہ اولاد مین رہی سو انہون نی بہی فروخت کرلئی اب اولاد لکہپت سی ایک شخص جو [illegible] مل نامی موجود ہے چنانچہ کئی مکانات اوسنی گرو ہی اور فروخت کئی بالمشافہ پرانی محل بالائی چاہ معدود مکان قبضہ جو [illegible] مل مین ہے بیرون شہر لاہور متصل قبر میر یعقوب شرق رویہ مقبرہ شاہ غوث صاحب انہون نی یہہ تالاب باغ وغیرہ عمارات بنائین چنانچہ ابتک وہ تالاب بنام لکہپت رای بفاصلہ دو میل لاہور سی جنوب رویہ اور موضع مزنگ کی شرق رویہ موجود ہی یہان ہی متصل ایک تالاب جسپت کا تہا جو مسمار ہوگیا اور زمین اسکی زمینداران مزنگ نی کہود کر فروخت کرلی اب اسمین زراعت ہوتی ہے تیسرا تالاب بدرپت جو شرق رویہ سرای گولیانوالہ ویران پڑا ہے یہہ تالاب لکہپت والہ فی الحال بل والہ مشہور ہے جب وہ تینون بہائی یہہ تینون تالاب تیار کراچکی تو ایک فقیر صاحب اپنی چرگین گودڑی دہونیکو اسطرح تالاب بدرپت رای پر آنکلی اوسکے ملازمین نی اونکو منع کیا وہ وہانسی اٹہہ کر تالاب جسپت پر آئی وہانسی بہی اٹہا دئی گئی آخرکار تالاب لکہپت رای پر تشریف لائی اتفاقاً اسوقت وہ خود وہان مشغول غسل تہا جب فقیر صاحب نی گودڑی چرگین اسمین ڈالی تو محافظین مانع ہوکر سخت سست کہنی لگی لکہپت رای نی خفا ہوکر حکم دیا کہ خبردار کوئی منع کری فقیر صاحب شوق سی دہولین یہہ بات سنکر فقیر صاحب خوش ہوئی اور حالت مین آکر کہنی لگی کہ یہہ گودڑی کا دہونا صرف امتحان ارادت تہا اب یاد رہی کہ یہہ تالاب ہمیشہ آباد رہیگا اور ان دونو تالابونکا کوئی دن نام ونشان بہی نرہیگا فقط ابتک یہہ تالاب آباد ہی اور وہ دونو ویران جو پانی کہ ان تالابون مین بایام بارش جمع ہوتا ہی وہ دو تین روز مین خشک ہوجاتا ہی اور یہہ پرآب رہتا ہی

۞ حال موجودہ عمارت تالاب لکہپت رای ۞

اب اس تالاب کی بارہ دری مین ایک شخص مسمی دہرم سنگہ نانکپنتہیہ رہتا ہی عرصہ بیس برس کا ہوا کہ یہہ مکان اوجاڑ پڑا ہوا تہا اس دہرم سنگہ نی یہان آکر مرمت شکست ریخت بارہ دری کی اور ایک چاہ معہ چرخ جو شرق رویہ مایل بجنوب جاری کیا ابتک آٹہہ بیگہہ زمین ملحقہ اسکی معافی ہی پانچ بیگہ جنوب رویہ اور تین بیگہہ شمال رویہ کل اس تالاب کی مربع طول عرض مین برابر ایکسو پچاس گز پانی مین عمارت پختہ ریختہ کار گرد نواح فرش شرق رویہ ایک [illegible]

بچھتہ جسکی چاروں کونوں میں ایک ایک برج ہے اور ہر ایک کی بات واسطے اسکے اوپر سولہ سیڑھی کی اسکے جنوب میں ایک چار دیوار
قد آدم بلند جسکے کونے کٹے ہیں متصل بالائی چار دیواری کا دروازہ ہے متصل بچھتہ سنگ سرخ کی پوش اسکی اندر بہت دے
ایک دالان ہے ... محرابی سر دروں کے دو کوٹھریاں ہیں ... چبوترہ بارہ دری جسکی چاروں طرف بارہ در سنگ سرخ کی بوس
اسکے ساتھ چار چھجے چرخی دار ہیں اس بارہ دری کی چھت ... اور بارہ دری پر چبوترے کے بچھتہ ... اسکی والی جسی ...
جالی کے ساتھ ہے اور جالی کا بالائی سقف عمارت ... سنگ بطور بالا ... جو دو آٹھ شاہی ... ہے
میں ... بالائی ... مشہور ... اسکے ... اسکی ...
مرمر سنگ کی ... مشہور ہے جاتی اسکی ... دو لکڑی اسکی ایک سرخی دوسرے سنگ مرمر ... کا بنی
ہے ... اسکو ... اسکو ...
ہے ایک نشان ... بعد ازاں ... سرکار انگریزی ... اسکی مکان ... اور تمام ...
اسکا ... اور ... جالی اسکی ... مکان ... گا
... کیا ... اسکا ... مولد ... مالک کی ...
ورجب ... سنہ ... ہوئے ... کے گذرے ہیں ❁ حال مقبر جلیہ شاہ بدیوان
رحمتہ اللہ علیہ یہ مقبرہ ... سنہ ... اس مقبرے کے ... قد آدم بلند ہے
بچھتہ چبوترے کے ... اسکا ... صورت محرابی جسکی اندر ... جہاں ... اسکا ... موجود ہے
اور اس چار دیواری کی ایک ... اسکی ... جالی ... دو مربع ... حضرت ... صاحب کا ... ہے
اسکا ... طول ... اسکا ... چار ... مربع ... سرخ ... کی ... ہے
... اور ... ایک کوٹھری ایک ... کی دیوار ... کے ... میں ایک محراب ہے جس میں
بارہ ... محرابی ... ایک ... اسکے ... ایک ... معلوم الاسم اسکی ... کی
مرقد ... چبوترہ جالی ... طول ... قدم عرض ... اس چبوترہ پر ... میں ایک ... ہے
... اسکی ... سرکار ... کام جسکی ... اور ... کاری ... چار پہلو ...
... جالی ... ایک ... سنگ ... دو مرمر ... سنگ ...

گنبد کی غرب رویہ بفاصلہ تین گز بالائی پہرا ایک دیوار غرب رویہ اسمین پانچ محراب [illegible] ایک اور
محراب یہہ جگہہ بالائی مقام جلہ بطور مسجد شمال رویہ مقبرہ کی باہر گنبد کی متصل ایک خورد مینار بطور چراغدان کاشی کار رنگ
بسنتی منقش نہایت خوشنما چار دیواری گرد نواحی کا طول سولہ قدم اور عرض چودہ قدم اسکی باہر غرب رویہ ایک چبوترہ
خشتی پر پانچ قبرین خام ایک پختہ قبر شاہزادہ کریم شاہزادہ خاندان ابو شاہی کی جو عرصہ چھہ سال سی بنی ہی اور بقیہ
متفرقہ فقیرونکی گوشہ غربی و شمالی مین چاہ چرخی دار قدیمی اوسکی گوشہ شمالی و غربی مین ایکمکان پختہ ڈیڑہ منزلہ مسکونہ
فقیر چار دیواری کی شمال رویہ روبروئی دروازہ ایک دو کوٹھہ پختہ مسقفہ مرتبہ سرکی پوش ایا اسمین عرصہ پانچ ماہ سے
مسماۃ رام پیاری فقیرنی سنیاسن حسب مرضی درزیونکی رہتی ہی وہ فقیرنی جوان حسین خوش مزاج ہی جسکی خدمت مین ایک
آدمی بوٹا نامی بطور ملازم رہتا ہی ظاہرا وہ گدائی کو بہی جاتی ہی ایا اس مقبرہ پر ایک فقیر کرم الہی نامی بہلایا ہوا
درزیونکا جاروب کش ہے اصل قبر حضرت شاہ بدر صاحب کی موضع مسانیان علاقہ بٹالہ مین ہے یہان حضرت
چندی معتکف رہی یہان یہی مکان بنگیا مع تحریر اسمکان پر قبضہ درزیونکا ہی تاحال بارہ بیگہ زمین متعلقہ
اس خانقاہ کی سرکار سی معاف ہی ؛

حال حسبی و نسبی حضرت شاہ بدر رحمتہ اللہ علیہ

یہہ حضرت اولاد جناب غوث الاعظم قدس اللہ سرہ العزیز سے ہی مشہور ہین بعہد اکبر بادشاہ لاہور مین تشریف
لائی اور شجرہ حضرت کا خادمان یون بیان کرتی ہین کہ اب موضع مسانیان مین سید غلام جیلانی سجادہ نشین ہے
اسکی باپ کا نام سید بدر بخش بن سید علی بن سید بوڈہن بن سید باقر بن سید احمد بن سید عبد الشکور بن سید علی
صابر بن حضرت شاہ بدر بن سید شرف الدین بن سید علاؤ الدین بن سید شمس الدین بن سید شہاب الدین زہرہ
جبین بن سید احمد علی بن سید قاسم بن سید شرف الدین بن یحیی سکنہ تاتار بن سید شہاب الدین بن سید صالح
بن قطب الآفاق بن سید عبد الرزاق بن غوث الاعظم بن سید ابو صالح بن سید موسی ضیا بن شاہ سیدہ عبد اللہ بن یحیی زاہد بن سید محمد بن سید داؤد
بن سید موسی ثانی بن سید عبد اللہ بن سید یحیی بن سید عبد اللہ بن سید حسن مثنی بن امیر المومنین امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ بن امیر المومنین
مظہر العجائب والغرائب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ قدیم الایام سی اس مکان سی اولاد حضرت
کو کچھہ علاقہ نہین ہے صرف یہی درزی ہر طرح سی مالک ہین عرس حضرت کا تاریخ ۱۳ ماہ ربیع الاول ہوتا ہے
بروز عرس دال گوشت نان بطور بہنڈارہ تقسیم کرتی ہین اور جو چڑہاوہ ہوتا ہی فقیر کو دیتی ہین درزیونکا اختیار ہے

ہمکو چاہیئے تہا کہ دین اور جسکو چاہین انکا ذکر مرتب کرتی کی طلب تمام و دریوہ ملا اس عرصہ چار پانچ سال سے کیمان نہ دار
ہو اتنی تمام کرالی ہی سید دوست آمدہ مین حرف ہوگا وجہ مقصہ خیاطان یہہ ہی کہ جب حضرت شاہ مدد دیوان صاحب
سرسبز اکرم لاہور میں تشریف لے آئے ہین ایک عبداللہ دوسرا محمد حسین مستری محمد یوسف خیاط انکی خدمت میں حاضر ہو کر چاہیہ
ایک معتقد اولاد انکی اور سجادہ نشین ملا آتی ہے الہی بخش ولی بخش جو اپنا اسلام کریم بخش بن پیر محمد بن محمد عاقل
بن الدین بن محمد علی بن صالح بن الہی بخش بن بہادر جون بن عبداللہ خیاط دوسرا محمد بخش بن محمد عظیم
بن عبدالرحیم بن نور محمد بن محمد یحیی بن محمد اعظم بن عبدالرحمان بن حسن بن جمیل بن عبداللطیف محمد یوسف تیسرا چراغ دین
بن عبداللہ بن مراد بخش بن محمد بخش بن ملک بن محمد عبدالرحیم بن نعیم بن عالم محمد جمیل ۔ چوتھا دین بن رحیم بخش بن الہی بخش
بن اسمعیل بن امام محمد بن محمد حسین شجرہ انکا جو دریوسی یا بابا وچ ہو چکا ہے اسکا شجرہ انکا سلسلہ حضرت پیر محمد سچیار سے ہوا
جن کا ہاں وہاں مرقوم ہی کہ یہہ حضرت شاہ مدد بن شرف الدین بن یحیی بن علاؤالدین بن شمس الدین زہرہ حبیب بن
علاؤالدین علی بن سید قاسم بن سید یحیی سکنہ بابا رتن سید احمد متقی بن ابی صالح بن ابی نصر بن قطب
الاوقات سید عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں اور بعضی کہتے ہیں کہ
سجادہ نشین وجہ بالیہ شاہ مرحوم اولاد شاہ مدد صاحب سے ہین کیونکہ حضرت شاہ مدد صاحب
بے اولاد تہے کہ وہاں ایک شخص علی ساربان کو انہوں نے فرزند کیا تہا اور وہ تو قوم کل گو سی تہا
مگر اب وہ سادات کہلاتی ہیں العیب عند اللہ یہہ بیان سادات بخاری کا ہے

احوال شوالہ باوا چیتن گر

یہہ مکان باہر لاہور کی میان دروازہ روشنی و ٹکسالی کی غرب رویہ جو سڑک انارکلی سے قلعہ و شاہدرہ کو جاتی
ہے واقع ہی دروازہ ٹکسالی کی باہر نکلتے ہی شمال رویہ چند شوالہ ہین جن پر بہت سے درخت پیپل و بوڑہ کھڑی ہین جب
دروازہ سے باہر نکلین تو غرب رویہ سڑک ایک بڑی درخت بوڑہ بلند کھڑا ہے اوسکے نیچے لب سڑک کھیجاکو پختہ چبوترہ ہی تمام
و شاخ اس بوڑہ کی لٹکتی ہوی ہیں اسکے غرب ایک چھوٹا سا گنبددار شوالہ اسکی دیوار غربی میں ایک طاقچہ
اوسمین تصویر سنگین دیوی ستلا کی معہ چند سنگ سیاہ دیوار و تصویر ہے یہہ گنبد تیس سال سے بہلی جو سکہ تمبل درد
بہائی نے بنوایا تہا اور پہر منشی مراد ہندو لوگ یہان پہول چڑہاتی ہین اور نذر بہی دیتی ہیں اوسکی غرب دیہ

چاہ پختہ بدور چبوترہ والہ جنوب رویہ اسکی جو سجہ بہہ چاہ لالہ بارون نی بنوایا ہی اسکی شمال رویہ ... مکان خشتی قابوی
اسکی شرق رویہ درخت پیپل چبوترہ خشتی پر اوسکی شرق رویہ ایک اور چاہ چرخی دار اور معہ غسلخانہ پختہ خشتی مبنیہ
البتا و بر شرق رویہ چبوترہ پختہ پہ پیپل پانی پلانیکی اوسکی شمال رویہ ایک اور چبوترہ اوسپر چار گنبد خورد اور پانچ
اور دو درخت پیپل گوشہ غربی و جنوبی مین گنبد پتیالہ اسکی چار در محرابی در شرقی مین ایک گائی سنگ سرخ کی
اور بیچمین لنگ شیوجی کا شکلین کہا ہی باہر دیوار و نیز تصویرین بقیہ تین گنبد مڑہیان باوا البدیو گر اور باوا
گر اور باوا شام گر اور بقیہ مڑہیان باوا پنجم گر اور باوا گورشا گر اور باوا بہوت گر کی اسکی شمال رویہ مکان سکونت باوا
جو مالک اسمکان کا تہا اسکی نیچی سہ در خانہ ہہان تکیہ پر درخت پیپل خورد و کلان اور دو جامن و بیر موجود مین ؀

مکان ٹھٹھاران والہ

غرب رویہ مکان ٹھٹھاران والہ مشہور گرد نواح اسکی چار دیواری خام میانہ مین چاہ پختہ چرخی دار اور شمال رویہ چبوترہ
اوسپر ایک دالان تین درہ اوسمین مورت گنیش و ہنومان کی دیوار غربی مین سندہور لگائی ہوئی ہی گوشہ شرقی شمالی
ایک چبوترہ پختہ اوسپر ایک درخت پیپل اور تمام مکان مین جامن و انار و پیپل و شہتوت وغیرہ کہڑی ہین
اکہاڑہ پہلوانان چاہ کی ساتہ غسلخانہ در راستہ آمد و رفت شرق رویہ یہہ مکان ہندو ٹھٹھارون نی بعہد مہاراجہ رنجیت
بنوایا تہا ؀ **احوال تکیہ بہوری شاہ فقیر** اسکی جنوب کیطرف تکیہ بہوری شاہ اول
بوقت تین حاکمان یہہ مکان بنام تکیہ غلام علی شاہ مشہور تہا بعد اوسکی عرصہ چالیس سال سی بہورے شاہ نام
فقیر اوسکا مالک یہان آ بیٹہا اسواسطی یہہ تکیہ بہوری شاہ مشہور ہو گیا یہہ مکان باہر دروازہ ٹکسالی کی غرب
اب سڑک موجود ہی گرد نواح اسکی چار دیواری خام بیچمین ایک چبوترہ پختہ خشتی جسپر ایک بڑا گنبد و نیز لوہرہ
اوسکی نیچی آٹہہ قبرین ایک سفید چونہ گچ مفصلہ ذیل لوگونکی غلام علی شاہ الفور شاہ گلاب شاہ رحمت شاہ -
سلطان شاہ قاسم شاہ حسین شاہ الہی شاہ اسکی جنوب رویہ چاہ چرخی دار غربیہ ... جسکی تین در
ستون چوبی سقف پوسیدہ شکستہ اسکی جنوب و بیچمیں مسکونہ بہوری شاہ ماسوا اسکی دو تین درخت بیر اسمکان
مین ایسی ہین کہ جنکا پہل کلان اور بڑا شیرین ہوتا ہے اس بہوری شاہ کی پاس ایک عورت مسماۃ امام بی بی نامی
رہتی ہی وہ پہلی کنجری تہی اب فقیرنی ہی فقط **شوالہ السنت گر متصل تکیہ بہورے شاہ**

بمہ شوالہ جنوب رویہ اس تکیہ کے ہی شمال رویہ اسکی دیوار خام درمیان میں ایک چاہ خستہ بی چرخی جنوب رویہ
ایک گنبد پختہ خستہ جو سبز دروازہ رکھتا ہے شمال جنوب رویہ حجرہ خستہ اندر اسکی ایک ہجرہ دودرا اوسپر لنگر گئی
دیوار غربی میں مورت سنگ مرمر کی شیوجی کی اس گنبد کے شمال رویہ ایک چبوترہ اوسپر درمیان نامعلوم آدم
اسکے دروبہ ایک خورد کوٹہڑی اوسکے اسکی شرق رویہ ایک اور چہ رد گنبد کالی دیوی کا اور اسکی شرق رویہ
درمیان ایک سرگرد و سرام گر کی گنبد کی شمال جنوب رویہ ایک دالان سہ در و معہ کوٹہڑی اور چاہ درمیان
چار روٹ گلاں رہتی جو روادو تیس پیپل دو درخت نیم تین اوڑاب یہاں مسماۃ گولان کے برو دست گرتی
ہی اور اصلی مہنت شوالہ بدا کی ہٹی میں رہتی ہیں ❊ **مکان چوہڑیان** جنوب رویہ اس شوالہ کے
سرراہ کیمپی باغ مکان چوہڑیاں ہے اسکی جنوب رویہ ایک کوٹہہ پختہ خستہ اور سامنے چاہ پختہ بی چرخی اوپر
سامنے درخت پیپل لسوڑے کیکر کھڑے ہیں یہاں ہارے ہی شاہ مہتر مکان دار ہے اکثر اوقات مہتر یہاں جمع ہوتے ہیں
اور بیہ گدائی کرکے اوقات بسر اسی کرتے ہیں ❊ **حال تکیہ پٹ رنگان** جنوب رویہ اسکے درمیان
دروازہ ٹکسالی و بہاٹی جنوب رویہ سڑک انارکلی و شاہ و دیگہ مکان المشہور تکیہ پٹ رنگاں ہے اسمیں قبور تھی اب
پٹ رنگ کی لوہہونکی تہا و ایک سمکان رقعہ مو جان عیق اسد کا ہے مگر بحکم سرکار ایک قبور یہاں نہیں ہوتی
شرق رویہ ایک پختہ چرخی دار اور ایک کہاڑہ الہی بخش پہلوان کا اور غرب رویہ کوٹہہ پختہ معہ کوٹہڑی جسمیں کریم شاہ فقیر
رہتا ہے اوسکے آگے بارہ طاقیاں کبوتروں کی اور شمال غرب رویہ قبور پٹ رنگاں اور بہت درخت کہاں کھڑے ہیں ❊

احوال مزار حضرت پیر مکی صاحب

غرب رویہ اس تکیہ کی گوشہ جنوبی مشرقی کیمپی باغ سامنے میں ایک چار دیواری پختہ قد آدم سے بلند دروازہ جنوب
رویہ ایک زینہ والہ معہ طاق پختہ چوبی جنوب رویہ دو کوٹہڑیاں خورد خورد غرب رویہ ایک چبوترہ پختہ سفید جو سنگ
رنگین اوسپر قبر حضرت مکی رحمۃ اللہ علیہ کی پختہ حال انکا معلوم نہیں ہوتا سرہانی درخت لسوڑا اور دو بیر ہیں
کوئی کہتا ہے کہ یہہ حضرت داتا گنج بخش صاحب کے اوستاد ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ محمود غزنوی کی ساتھہ آئے اور کوئی
کہتا ہے کہ جب بیت المال کا باغ سی لگا تو یہاں دیوار بانی لگی تھے وہ گر پڑی تھی تب سے یہہ قبر بنائی گئی ہے
والعلم عند اللہ کسی کتاب میں ذکر انکا مطالع نہیں آیا شرق رویہ اس چار دیواری کی اور دو کوٹہی لب خام اور ایک

پختہ اوپر اسکی درخت بوڑہ یہان ایک فقیرنی مائی عمرائی بعمر ۹۹ سال وارد ہوتی اوسکی ایک فتح دین دوسرا
کرم دین جوکار جہاپہ کرتی ہین مجاور ہین گوشہ شرقی وجنوبی مین ایک چاہ پختہ چرخی وار مع غسلخانہ اور چبوترہ نشان مسجد
اور دوسرا چاہ پختہ غرب رویہ خانقاہ بارہوین ربیع الاول کو یہان عرس ہوتا ہی اوسروزنان حلوا کہیر جو رہی تقسیم
کرتی ہین آگی بڑا میلہ ہوتا تہا اب لوگ کم آتی ہین اور راوہی کنال زمین مزروعہ جنوب شرق رویہ ناقیا خانقاہ معاف ہے
کتاب تذکرہ فقرا مین ذکر کسی حضرت سعدالدین مکی کا قدری یون درج ہی کہ وہ مکہ معظمہ سی واسطی زیارت خانقاہ پیر علی
گنجبخش ہجویری کی لاہور مین آئی تہی اور چند سال معتکف رہکر فوت ہوئی شہجہان بادشاہ اسوقت لاہور مین تہا حسب الحکم
اسکی لب دریا دفن ہوی اور مقبرہ بہی بنایا گیا شاید یہی حضرت ہوتے مگر انکا مقبرہ نہین اگر گیا ہو تو عجب ہے نہین تاریخ

وفات انکی ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۰ ہجری حال مقبرہ حضرت شادی شاہ

یہہ مقبرہ کمپنی باغ مین ہی پہلی وہ باغ دیوان چند کا تہا بعد اسکی بعملداری انگریزی سنہ ۱۸۶۰ع مین کمپنی باغ بنا ہر قسم کے
انگریزی گل بوٹہ وہان لگائی گئی لاکہہ روپیہ خرچ ہوا درمیان مین ایک تالاب اسطی غسل صاحبان کی بنا جنوب رویہ
اسکی چاہ چرخ چوب والہ ہی جس سے وہ تالاب بہرتا ہی وہان گیند گہر بہی موجود ہی اب کمپنی باغ ٹوٹا یعنی سرکاری نیلام کر دیا
گیند گہر نام ہی جنوب رویہ مقبرہ خشتی سفید مقبرہ کی جنوب رویہ متصلہ ایک دالان مع بالاخانہ دروازہ اسکا ایک غرب رویہ
سہ طاق تختہ چوبی اور دوسرا شرق رویہ اسکی جنوب رویہ زینہ اوپر جانیکا اس مقبرہ کی اندر قبر حضرت شادی شاہ صاحب کی
سفید چونہ گچ جسپر غلاف پڑا رہتا ہی گنبد اندر سی منقش شرق وغرب رویہ محرابدار و سرمائی روشندان اور فرش چونہ گچ دروازہ
مقبرہ کی چوکہٹ کی ساتہہ اندر جاتی ہی شمال رویہ ایک قبر سفید چونہ گچ مرید انکی کی یہہ شادی شاہ صاحب سید بزرگ گیلانی
ساکن لکہووال علاقہ گجرات کی تہی لاہور مین واسطی چلہ کرنیکی بمزار داتا گنج بخش صاحب تشریف لائی اور بہت مدت تک
عبادت کرتی رہی اب عرصہ ساٹہہ سال سی فوت ہوئی ہین اچہ دنیا ناتہہ اور گنڈا سنگہ اور لہنا سنگہ سندہانوالیہ نی مقبرہ
انکا بنوایا وفات انکی ۷ ذیقعد شعبان سنہ ۱۲۱۲ اب سی تاریخ عرس ہوتا ہی اور دو سہ روز مجلس اب یہان عرصہ تیس سال سے
حاجی شاہ سید شہدری اولاد شاہ لطیف صاحب سی مجاور ہی مکان جہت آراستہ رکہتا ہی جنوب رویہ مقبرہ ہذا کی ایک کوٹہی
جو پہلی بارہ دری تہی اسکی غرب رویہ ساہ دہ مصر دیوان چند یا نی باغ کی گنبد سادہ ہشت پہلو دروازہ شرق رویہ تین طاق
پختہ چارون طرف پنجرہ خشتی یہان کا مجاور حاجی شاہ المعروف چراغ شاہ وضعدار نہ رکہتا ہی اور جمعرات کی دن اکثر

کپھاں اور اکثر لوگ تھے جس سے نام کمیدان سکھوں کی آئی ہیں ماہ ... ۱۲۶۲ میں اتہ سرار ایکسو دس کی حوض میلا ہوا تھا
اب اس کو حصہ میں جو حصہ کچھی نام مدت کی اور ایک باقی ہل اور ایک اس پر سید اس کمیل اور ایک لڈی سبیل
کا نام باغ میں سے ایک گنبد گہرا اور تالاب او مغرہ درخت میں پھلواں ملک لوگ تعین کئے اسکی چار حجروں کے
شریف لگائی ہیں فقط

باغیچہ محمد شاہ کمیدان سردار بہادر کا

یہہ مکان متصل روضہ مقبرہ شاہ ابو المعالی صاحب مشرق وسط اوس سڑک کی جو جہل جانے کو جاتی ہے واقع ہے دروازہ اسکا شرقیہ
صدر صرف دو کوٹھی مدور کی طاں باشوکت پھر مو ہیں گرد لواح چار دیواری نام ... واقع ہے کہ اندر جاتی ہی
گوشہ شرقی و جنوبی میں چار چرخ چوب والا معہ جو سحہ پختہ جس پر تختہ لیسار کیا ہے باغ طولانی غرب و مشرق ہے
جاوے وان کی گوشہ شرق جنوب میں سر راہ جو واقعہ گوچرت لگا ہوا ہے ایک کوٹھہ پختہ جس میں اب تین کوٹھریاں
بنائی گئی ہیں سر ورد ملے ایک اورچار چرخی واسکے متصل ایک چبوترہ پختہ اوس پر چار قبریں جسمیں ایک محمد شاہ
صاحب کی دادی اور دوسری والدہ اور تیسرے ماسی اور چوتھی بہتیجی کی نام انکے باپ کا نام شاہ جو کمیدان
تہا اسوقت اور بہائی کا نام صاحب شاہ شمال رویہ اس چبوترہ کی دو قبریں ور غرب رویہ میں بہی انکی لواحقین کی
ہیں سوائے اسکے ایک چبوترہ پر بارہ قبریں جام اونکی قبائل ور بعض فقراں کی ہیں اسکی گوشہ شمالی و شرقی میں ایک چبوترہ
جو پختہ سرائی اوسکی چراغدان ہے قبر شیر علی ہی سروسی کی ہے اس باغ میں انبہ پیپل اور چند انار و سکرہ کہری
ہیں یہہ مکان اول صرف قبرستان بزرگان محمد شاہ صاحب کا تہا اب ہوں باغ بنا لیا ہے مگر باش جھیر کو گوشہ باہر
دیتے ہیں وہ کاربار بالی اور مجاور ہی کرتا ہے یہہ محمد شاہ صاحب سید شریف الست جالندہری تہے لاہور میں آکر جانام شاہ صاحب
ہی بعہد مالمعہ سکہاں رہی جو عہدہ دار تہے لیکن یہہ محمد شاہ ہی صاحب کمال ہوئی ہیں مصدہ ۱۸۴۶ میں ہوئے
مدبات سرکاریں بڑی جانفشانی کی اسوقت تو جمعدار عہدہ دار تہے مگر اب سردار بہادر ہو کر پنشن خوار سرکار ہیں
اودہ میں سرکار کی کچھ جاگیر بہی دی ہے اب ممبر میونسپل کمیٹی لاہور بہی ہیں فقط

ٹھاکردوارہ باوا پرجوداس

باہر دروازہ موچی کی شرق وسمال رویہ حویلی مہر ... جسمیں اب راجہ شاہ گڈہ رہتا ہے یہہ ٹھاکردوارہ واقع ہے دروازہ اسکا شمال رویہ سہ طاق و تختہ چوبی دروازہ
کے اندر ڈیوڑھی جو ر مسقف گرد چار دیواری پختہ اندر ایک چبوترہ اوسکی اوپر پیپل کا درخت شمال رویہ دالان

ایک کہڑکی خورد مشرق کیطرف چاہ پختہ معہ چوکہٹ چوبی چرخی وار چاہ کی غرب رویہ ایک دالان سہ درہ جنوب رویہ
اسکی زینہ اوپر جانیکا اسکا در محرابی اوسکے درہ کی اندر غرب رویہ ایک کوٹہڑی اوسکی دیوار غربی مین محراب بناکر ٹہاکر
سالگرام سنگین رکہا ہی کوٹہڑی کی شمال رویہ بطرف شرق ایک دریچہ چوبی والانکی جنوبی دیوار مین صورت ہنومان
جنوب رویہ اسکی اور دالان جسکی جنوب شمال کیطرف دیوار شرقی مین دو دریچہ میانہ مین شرق رویہ در آمد ورفت
اسکی غرب رویہ ایک اور کوٹہڑی ان دونوں مین ہنومان والا دالان چونہ گچ استرکاری ہے اب اس جگہہ کا مالک باوا
لنگا داس بیراگی ہی اس چار دیواری کی اندر شرق رویہ نصف احاطہ مین باغیچہ بنا ہی باہر شمال رویہ تین دوکانین جسمین
ابتک ایک آباد ہی بقیہ ہر دو بند فقط حال شوالہ اسمکان کی شمال رویہ بفاصلہ سڑک میانہ ایک اور شوالہ
ہی اسمین ایک گنبد سفید استرکار معہ چبوترہ مربع دروازہ اسکا شمال رویہ معہ طاق وتختہ چوبی ہر چہار طرف باہر اور
اندر ہی اور معبود ان ہنود میانہ مین مثمن تہڑی اوسپر شیوجی کا لنگ سنگین اور گرد ونجی پر سوجہ آہنی جسمین قطرہ قطرہ
آب شیوجی کی لنگ پر گرتا ہی رکہا ہوا ہی شرق رویہ لنگ کی نندی گن یعنی بیل سنگ سرخ کا باہر شرق رویہ چبوترہ پر چبوچہ
مدور اوسکی غرب رویہ ایک اور خورد چبوترہ اوسپر چار سیڑہیان پختہ چونہ گچ سفید ایک سیڑہی رکہتا ہے وہ اس کے دوسرے
باوا شرچند داس کے تیسرے باوا گوپال داس کی چوتہی باوا گنگا داس کے جو یہان کا مالک و قابض ہی اوسنی اپنی مڑہی
اول ہی بنا چہوڑی ہی جسمین اپنی بال دبا بی ہوئی ہین شامل ہے ❊ مکان ٹہلی صاحب ❊
یہہ مکان جنوب رویہ چہاونی انبالہ کی متصل مزروعہ شمال رویہ متصل احاطہ فرودگاہ ریلوی اچنانچہ اسی مکان کی خاطر دیوار احاطہ
سٹیشن ریلوی پیچیدہ ہوگئی ہے) واقع ہی گرد نواح خشتی چار دیواری جسکا ایک دروازہ دیوار شمالی مین بگوشہ
غربی اور دوسرا دیوار شرقی میانہ مین اور چار دیواری کی باہر بطرف شرق گوشہ گلتی مین چاہ معہ چرخ چوب چار
اندر بطرف غرب ایک کوٹہا اور پہر دو دالان سہ درہ جنمین سے ایک کوٹہہ مکان گرنتہہ صاحب جسمین
جنوب رویہ کوٹہڑی میانہ مین گنبد جسکا حال مفصل درج ذیل ہے پاس اسکی جنوب کیطرف مڑہی ناگ دیوتا کی تہڑہ
نوسیڑہ خشتی پر اس مڑہی کی پاس گوشہ اسیان مین ایک ادر سماده خشتی جنوب رویہ اسکی بنیری چونہ گچ اور
بیچمین ایک ہشت پہلو خورد گنبد ریختہ کار دروازہ اسکا چوبی آٹہون پہلون پر آٹہہ نشان محرابی اوپر گنبد معہ
کلس آہنی یہہ سماده دیوان بہوانیداس کوزہ ہشت بناوریہ کی ہے یہہ شخص سکہہ باوا سری چند کا اوردولی

مہاراجہ رنبیر سنگھ کا کل معمار تھا اسی شخص نے مہاراج کی سرکار میں دفتر ناظری طرز بنانا سیکھا تھا
مہاراج بھی اسکا لحاظ اور خاطرداری بدرجہ کمال رکھتے تھے چار دیواری میں جو گنبد سادہ بنا ہے
صاحب ملک گورو نانک صاحب کا ہے صورت اسکی یہہ ہے کہ جنوب رو ہشت پہلو چبوترہ ہے جسکا
ارتفاع دو گز سفید اینٹ چونا اسی بارہ کر لیا معہ بارہ سفید تین زینوں سے چڑھا ہوا کھڑا ہے
اندر باہر سے دو درجہ والی چونہ گچ بالہرت یہ چاروں طرف عماری کہڑکیاں خوشنمائی کے واسطے
بطور محراب اسکے میانہ میں بنی ہوئی ہیں جنکی شرقی محراب میں تصویر شیو جی و پاربتی کی اور مغربی میں
نانک و بابا بنی مردانہ کی دیوار جنوبی کے میانہ میں در محرابی اسکے آگے زینہ جسکی آمد و رفت کے
واسطے اندر بنا ہے سادہ اور گرد نواح بطور غلام گردش مقام بنا رکھا یعنی طواف درجہ سردلی
کی اندر سائی دو درجہ چونہ گچ سفید در اندرونی اوسکی اندر مکان سادہ گنبد ہشت پہلو
اوسپر بنی ہے اس درجہ میں جنوب شمال رویہ دو کہڑکیاں خورد شرقی دیوار میں ایک طاقچہ بحالچہ
والا اور وغیرہ پہلوؤں میں چار طاقچہ مقام غلام گردش کی سقف بالنولی طواف گاہ کی گوشہ
لکڑی میں زینہ اوپر جانیکا سر زینہ در محرابی دمن زینہ حجرہ کی اوپر جانا ہوتا ہے اوپر بالائی سقف
میانہ میں گنبد استرکاری جو چونہ گچ چاروں طرف بنیرہ جسکا ارتفاع ایک گز ہے گنبد ہشت پہلو [illegible]

حال ناگ دیوتا

یہاں جو سادہ ناگ دیوتا مرقوم بالا ہے حال اسکا یوں بیان کرتے ہیں کہ کسی زمانہ میں واسی
سانپ نکلکر لوگوں کو تکلیف کلی پہنچایا کرتے تھے حتی کہ راہ آمد و رفت بند ہو گیا بہت لاچار ہو کر
پوجا پاٹھ میں اس تکلیف کی رفع کرنے کی واسطے مشغول رہنے لگا بعد چندے اس کی جواب
میں ایک سانپ کلاں آیا اور کہا کہ میں بادشاہ ہوں اگر یہاں ہم اس کے باہر شمال
کی طرف ایک ہمارا تہان بناؤ تو ہم کسی کو تکلیف نہ دینگے بلکہ جو کوئی اس ہمارے تہان
پر حاضر ہو کر باعتقاد تمام پوجا کریگا جو مطلب خدا سے مانگیگا پائیگا اور کوڑھ سے مجذوم
ٹھیک ہو جائیگا حسب تہان بن جانے اور رجوع خلق کا ہو جاوے گا

تو تمکو فایدہ عظیم ہوگا اب اس معاملہ کو سو برس کامل گذری ہی کہ یہان اس مہنت نی مکان بنا بنایا .
تک یہان ہر روز چراغ جلاتی اور ہر روز سنگرانت کڑاہ یعنی حلوا تقسیم کرتے ہین اسکا نئین دم تحریر باوا جمنا
داس مہنت گدی نشین ہے سمادہ سری چند کی پہلی چہوٹی سی بنی ہوی تہی پہر سمت ۱۸۹۸ اٹھارہ
اٹھانوین مین اس جمنا داس مہنت نی یہہ سمادہ عالیشان معہ چاہ تیار کرای ایک درخت ٹہلی ہی .
صاحبان ریلوی نی کسی رفع تردد کی واسطی کاٹا تہا مگر اب پہر سر سبز ہوگیا اس متبرک کے نام سی یہہ جگہہ
ٹہلی صاحب مشہور ہی حال اسکا یہی درج ذیل ہوگا فقط بعہد رنجیت سنگہ ایکروپیہ یومیہ اور ایک چاہ معہ اٹہا
بگہہ زمین اسکا نکی سرکار سی معاف ہی اب وہ زمین سڑک ریل مین آگئی جسمین سی صرف اٹہارہ کنال زمین
تہال روپیہ چاردیواری باقی ہے **حال گورو سری چند** باوا نانک صاحب پہلا گورو سکہونکا
جسکو سکہہ لوگ پہلا بادشاہ کہتی ہین مرد کامل فقیر صلح کل تہا اوسکی دو بیٹی ہوئی ایک لکہمی داس دوسرا
سری چند باوا لکہمی داس ایکروز شکار کہیلنی گئی جب شکار لیکر گہر مین آئی تو دروازہ مین سری چند صاحب
بیٹہی ہوی تہی اونہون نی دیکہا کہ لکہمی چند صاحب بڑی ترک و شان سے چلی آتی ہین کہ ہاتہہ پر باز سفید گہوڑی
تازی پر سوار دو کتی ہمراہ شکار کنجکو نسی لٹکی ہوی باوا سری چند صاحب نی جو برادر کلان اُن کا تہا انکو کہا کہ جیو
گہات کرنی اچہی نہین بروز قیامت کیا جواب دوگی اس سے اونکی دلمین قلق پیدا ہوا کچہہ خفگی بہی آئی بادل
مضطر گہر مین گئی اپنی جورو کو بلا کر اپنی ساتہہ گہوڑی پر معہ دہرم چند بچہ خورد سال خود سوار کیا اور سری چند
صاحب کی آگی آکر جبین سائی کی انہون نی پوچہا کہ بال بچون کو ہمراہ لیکر کدہر چلی ہو انہون نی کہا آپ نی مجہی
طعنہ مار کہات کا جرم مجہپر ثابت کیا افسوس کہ آپنی میری قدر نہ جانی اب مین بہگوان کی یہان حساب دینی جاتا
ہون انہون نی کہا اچہا وہ سنتی ہی گم ہوگئی انہون نی دیکہا کہ آسمان کیطرف اوڑا جاتا ہی تو بزور کرامت دہرم چند
جو اسوقت سہ سالہ تہا اوسکی گود سی کہینچ لیا اور بعد پرورش کتخدا کیا بعد چندی اوسکی یہان دو بیٹی ہوی ایک
نانک چند دوسرا مہر چند ان دونوکو سری چند صاحب نی مقام ڈیرہ جواب ہی بمقام مشہور ہی سکونت کیواسطی
آباد کر دیا وہ اوسکی آمدنی سے اوقات بسری کیا کرتے تہی اوسکی اولاد سکہان بیدی ابتک ڈیرہ ہی مین موجود ہین
واضح ہو کہ سکہونمین دس گورو پیشوا ہوی ہین جنکو دس بادشاہیان کہتی ہین ان حساب پہلا بادشاہی گورو نانک کی دوسری

گورو انگد صاحب کی تیسری گورو امرداس کی چوتھی گورو رامداس خلف گورو امرداس کی پانچوین گورو ارجن جیتا
خلف گورو رامداس صاحب کی چھٹی گورو ہرگوبند صاحب کی ساتوین گورو ہری رای صاحب کی آٹھوین گورو
ہرکشن صاحب کی نوین تیغ بہادر صاحب کے دسوین گورو گوبند سنگھ صاحب پسر گورو تیغ بہادر کی جو قوم کے سوڈہی تہا
مذہب سکہوں کا اونہیں مرقوم ہی کہ جب ناعوای قاضی لاہور گورو ہرگوبند صاحب کو اورنگ زیب نی گرفتار کرا کر
سی لاہور میں بلایا اور سجدہ ہو کر کہا کہ آپ دعوی فقیری کرتی ہیں اور ایک گروہ آپ کی کرامات کا قایل ہے اگر آپ
فقیر ہیں تو کوی کرامات دیکہاؤ ورنہ ہمارا پوست بدن سی اوکہروا دونگا اوسنی کہا کہ صاحب کرامات ہمارے گورو
سری چند صاحب بن بابا نانک موضع باٹہ ضلع گورداسپورہ میں موجود ہیں اور میں تو اونکا صرف نام لیوا ہوں
یہ سنکر بادشاہ نی ایک گہوڑا ایک بیش ایک ہاتھی اونکے واسطے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر بخوشی خود آویں تو
باسواری باعزت بصورت دیگر اونکو گرفتار کرکے لی آؤ گورو سری چند کو بعلم باطنی اس حال سی آگاہی ہو گئی وہ
باتفاق ایک سکہہ مسمی کملیہ چیلہ پی کے روانہ لاہور ہوا آئے اور معتبر سپاہی سی بمقام ہیس جو فاصلہ دس کوس لاہور سی ہی
ملاقات کی اوسی سواری ملس سے اوہوں نی قبول نہ فرمائی وہ سجدہ ہوا تو آپ نی فرمایا کہ اچھا پہلی گہوڑا اجارا اوٹہا کر
ہاتھی پر رکہہ پہر ہم بہی سوار ہو جائینگی وہ اوٹہا کر رکہنی لگا وہ اوٹہایا نہ گیا لاچار لوگونکو حکم دیا وہ بہی اوٹہا نہ سکی آخر
نادم ہو کر بہت پیش آئی گورو صاحب نی خود اپنا گہوڑا اوٹہا لیا اور سر پیادہ لاہور میں آکر مقام شہید گنج اندرون
دروازہ مستی جو شہر قریب دروازہ قلعہ بحال مہد سکہاں ہی آ بیٹہی وہاں بادشاہ کو خبر ہوی معتبر سپاہی نی تمام حال
اونکی تشریف آوری و اوٹہایا جانا گہوڑی کا عرض کیا اول تو خایف ہوا پہر بلحاظ شریعت قاضی کو بلوا کر حکم دیا
کہ کسی مکان ہندو میں سری چند کو ڈیرہ کرادی اوسنی محلہ امیر بے الٰہی محلہ (کہ جہاں اب یہہ سمادہ ہی) اونکو اوتارا
سرون شہر آباد تہا کہتی ہیں کہ اسوقت اس محلہ میں قریب چودہ سو گہر بجاران و سنگرین وغیرہ ہنود کی آبادی تہی وہاں
ایک کوٹہہ نام بہادر وہ ہر موسم سالہ بہیا آب تلخ والہ سا ہوا تہا چنانچہ وہ چاہ ابتک مقام سمادہ موجود ہے قاضی نی پونچہہ
وہاں جاکر اوس چاہ پر ایک قالین اسمراد سی بچہوایا کہ یہ اسپر آکر بیٹہی اور چاہ میں گر کر مر جاوی سری چند وہاں
پہونچی تو بروز اسمرار چاہ سی مخاطب ہوا کہ اے چاہ اب ہم آئی ہیں تیرا پانی کہارا شیریں ہو جائیگا لوگ تیری تعظیم
کرینگی یہہ فرماکر اوس قالین پر بیٹہہ گئی قدرت الٰہی قالین کو جنبش تک نہ ہوی پہر بوقت شام بادشاہ معتبر

حال گورو سری چند

قاضی ایک بکرہ بعہ رسد بطور مہمانی بہیجا گورو نی فرمایا کہ ہمیں گوشت کہیں نہیں ،، بخیرہ [illegible]
واپس لیجاؤ قاضی سجدہ ہوا الغرض انہون نی بکرا بہی لیا اور سکہون کو کہا کہ محلہ والونکو کہہ دو کہ اسکو ذبح کرین مگر خیال
رکہین کہ اسکی ہڈی نہ ٹوٹی جب انہون نی ذبح کیا تو حکم دیا کہ ایک ران اسکی قاضی کی یہان ہمارے طرفسی بہیجدو.
قاضی کی پاس گوشت پہونچا تو شرارتاً خوش ہو کر سری چند صاحب کی پاس آیا اور ظاہراً متردد ہو کر کہنی لگا
مجہسی بڑا قصور ہوا کیونکہ یہہ بکرا شہزادہ کا پالا ہوا مطبوع طبع تہا وہ آپ دیدیجی اور بعوض اوسکے ورلی بیجی آپ نی،
فرمایا کہ وہ بکرا تو ذبح ہو گیا قاضی نی کہا کہ اگر وہ بکرا پیدا نہ ہوگا تو بڑی آفت آویگی جب گورو صاحب نی دیکہا کہ یہہ
بہانہ یہہ ہمکو ذلیل کرنا چاہتا ہی تو اوسکو فرمایا آپ تشریف لیجائین بکرا حضور مین پہونچ جائیگا وہ باہر جا کر اب
انکو ذلیل کرون بادشاہ کی پاس گیا اور تمام حال کہہ سنایا گورو صاحب نی بہائی کملیہ کو حکم دیا کہ بزغالہ کی بوٹی کی
ہڈیان پر اس چاہ کا پانی ڈالی اوسنی ڈالا تو وہ بکرا زندہ ہو گیا مگر اوسکی تین ٹانگین رہین اپنی بجنس وہ بکرا بحضور
بادشاہ بہیجدیا بادشاہ اسکو دیکہہ کر حیران ہوا مگر تعصباً پوچہا کہ چوتہی ٹانگ اسکی کہان گئی فرستادہ گورو صاحب نی
عرض کی کہ وہ قاضی صاحب نوش جان فرما گئی اوسکی بابت انکو حکم ہو کہ سالم کرین بادشاہ کو ایک کہیل ہاتہہ لگی
قاضی کو بلا کر فرمایا کہ اب آپکی کیا مصلحت ہی ہمنی تمکو کہا تہا کہ اسکو نہ ستاؤ یہہ آدمی خدا رسیدہ ہی اوسنی منفعلاً عرض
کیا کہ وہ جادوگر ہے اب مناسب یون ہی کہ اسکا امتحان کیا جاوی اصطبل شاہی مین جو فلانی کہوڑی خونی مشہور
ہی کسیکو سواری نہین دیتی جو روبرو جاتا ہے اوسکو ہلاک کر دیتی ہے اوسکی سواری کا اسکو حکم ہو مجہی امید ہی کہ سحر
اسکا اوسپر کارگر نہوگا بادشاہ نی سری چند صاحب کو بلوا کر کہا کہ اگر آپ وہ کہوڑی ہماری طویلہ سی اپنی سواری کیواسطے
خود کہولکر لیجاوین اور سوار ہو کر دکہاوین تو ہماری ہی اونہون نی کہا کہ ہم فقیر ہین ہمکو کہوڑی کیا نسبت بادشاہ نی
دوبارہ یہی حکم دیا لاچار سری چند صاحب نی اپنی خادم کملیہ سی کہا کہ تو جا کر کہوڑی کی کان مین کہہ کہ ای کہوڑی تو
فلان سکہہ سادہو کی جورو تہی بباعث خفگی اور نافرمانی شوہر کے اس جون مین آئی ہی تمکو لازم ہی کہ ہماری
یہان حاضر ہو تیری مکت یعنی خاتمہ بخیر ہو جائیگا جب بہائی کملیہ نی یہہ کہوڑی کو سنایا تو وہ سر افگندہ ہو کر کہڑی ہو گئی
بہائی کملیہ نی اوسکی گلی سے زنجیر اوتار بالون سی پکڑ کر گورو کی سامہنی حاضر کیا وہ آکر گورو کی پاؤن پر منہہ ٹیکنی لگی بادشاہ نی
یہہ معاملہ دیکہہ کر قاضی کو کہا کہ بخدا دادگان ستیزہ مکن ۔ کہ خدا دادہ را خدا داد است ۔ اب اس معاملہ سے

اوسی کہا کہ مینک سری چند صاحب ادم ہی کہ اسکو بہر بلا ہی جاوی جنی کہ حکم لیکر اوسنی تین پیالی بہر بلا ہی کے گورو
کو پلائی اونکو ظاہر تو کچہہ ہوا مگر باطن میں بہت تکلیف دی تب تکلیف سی ناراض ہوکر یہہ بددعا دی کہ الہی
سلطنت کو برباد کرے بادشاہ کو یہہ خبر ہوی تو وہ ڈرا اور یہہ پامعہ شہزادگان عالی جاہ آپکی پاس حاضر ہوکر
سد جسارت کیا اور پانسو بیگہ زمین موضع ڈیرہ نانک میں اور پانسو بیگہ موضع کہوہیں عنایت کی اور سند عطائی
جاگیر پٹہ ہر تحریر کردی وہ سند ایک بیدی کی پاس موجود ہے گورو سری چند صاحب نے اس میں سے پانسو بیگہ زمین
نانک چک والی اپنی بہتیجی دہرم چند کو عنایت کردی اور موضع کہوہال والی اپنی چیلہ برائی داس کو بخش دی تا حال
وہ اسپر قابض تہی مگر اب دریا برد ہوگئی ہے مقدہ واضح ہو کہ سکہوں کی گورو دو قسم ہیں ایک بیدی جو اولاد حقیقی بابا
نانک کی ہیں اور دوسری بادی جو اگرچہ انکی چیلے ہیں مگر بیدی بادیوں کو بزرگ جانتے ہیں شاہ شادی غوث تولد پر
سوا روپیہ انکو بطریق نذر دیتے ہیں سلسلہ بادیوں کا اسطرح سی جاری ہوا ہے کہ سری چند کا چیلہ برائی داس
اوسکی دو چیلہ ایک نانگ داس دوسرا بالک رام بالک رام کی تین چیلہ ایک بہائی چوڑہ دوسرا امر داس تیسرا اودے
رام بہائی چورہ کا چیلہ رام داس اوسکا مہر داس اور بدہوا رام کا کرپال اب بابا امیر کا چیلہ بابا دیا
مہنت سجادہ نشین سجادہ مہ اپنی مقام ٹہلی صاحب حال اسکا تحریر کرتا ہوں مہر داس کا چیلہ پیر داس اور
میرداس کے دو چیلہ ایک لچہمن داس دوسرا کاہن داس یہہ دونوں ٹہلی صاحب میں ہیں واضح ہو
کہ ایک یہہ مقام ٹہلی صاحب میں ہی اور دوسرا ڈیرہ بابا نانک میں اور ماسوا اسکی کئی مقام نام بہاد ٹہلی صاحب
بجا ہیں ہیں اور بہائی کرپال کا چیلہ داس رام تہا وہ مرگیا اب اسکا سلسلہ ختم ہوگیا بالک رام جو چیلہ برائی داس
خادم سری چند کا تہا اوسکا چیلہ بہائی سیوداس کر چار چیلے ایک لچہمن داس دوسرا دیارام تیسرا گوپال داس
چوتہا بہائی سکہہ رام داس بعد اوسکی لچہمن داس کا چیلہ آتما رام یہاں لاہور میں سام ٹہلی صاحب بیٹہا ہی دیارام اور
گوپالداس کا کوئی چیلہ نہوا مگر بہائی سکہہ رام کا ایک چیلہ اودی پرکاش اب بابا نانک کے ڈیرہ میں موجود ہے چیلہ بنانیکے
کا دستور سکہوں بادیوں میں یہہ ہی کہ جب کوئی ہندو یا سکہہ چاہے کہ چیلہ ہی تو وہ گورو کے پاس آکر درخواست کرتا گورو اگر
قبول کیا تو حسب المقدور کڑاہ تیار کراکر اپنی گورو کی سمادہ کے آگے لاکر رکہتا ہی اور حاضرین کو بلاکر تمام سرمنڈواتا ہی اور
بعضے ریش بہی بعد اوسکی گورو بدست خود مقراض لیکر اوسکی چوٹی سے پانچ بال کتر لیتا ہے اور ایک پیالہ بہت

رت کا کر کے اوس مین اپنا نر انگشت پا مدا اور دو چار سادہ پانی دہو کر طالب کو پلاتا اور نیز اوسکے منہ پر چہینٹا مارتا ہی بعدہ ست نام منتر پانچ دفعہ اوس کو سنا کر یاد کرا کر حلوا تقسیم کراتا ہی اگرچہ یہہ لوگ ست نام کا منتر بغیر چیلہ کر کسی کو نہین بتاتی لیکن فقیر راقم کی غربت مزاجی پر رحم فرما کر بابا جمنا داس صاحب نے بعد کشش چند روزہ مہربانی کر کے بتا دیا اور بندہ نے بطور یادگار درج کتاب ہذا کیا وہ منتر یہہ ہی ایک انکار ست گور پرشاد ست نام کرتا پورکہہ نربہو نرویر اکال مورت اجونی سہنگ گور پرشاد آدہ سچ جگاد سچ ہی بہی سچ نانک ہوسی بہی سچ حسب عقیدہ سکہان منتر سے طالب چیلہ سکہہ بنتا ہی پہر وہ سبکو سلام کرتا ہی فقط جب بادشاہ نے گورو سری چند کو جاگیر دی کر رخصت کیا تو اونہون نے عرض کی کہ چہتی بادشاہی گورو ہرگوبند کو آپنے قید کیا ہوا ہی براہ مہربانی اوس کو رہا کر دین عالمگیر نے اوسی وقت اوس کو چہوڑ دیا آپ ڈیرہ کو گئی اور وہان کے راجہ کو معہ رعایا اپنا سکہہ بنایا بعد اوسکے پشاور مین جاکر ایک دہرم سالہ بنوائی چنانچہ وہ اب تک موجود ہی اور وہان اب تک شب و روز چراغ روغن زرد روشن رہتا ہی لنگر بہی جاری ہی نادہی لوگون کا قدیم سے وہان قبضہ ہی پہر وہان سے کابل کو گئی اور ملک کے سیر کرتے پہرے بارہ برس مقام یاشہہ مین بعبادت الٰہی مشغول رہی پہر کوہستان چنبہ مین پہرتی ہوئی مکرر لاہور مین تشریف لائی اور اسی مکان مین ڈیرہ کیا کہتے ہین کہ اون ایام مین یہہ جگہہ دہرم سالہ باعث مقام چند روزہ انکے مکان سری چند مشہور ہو گیا تہا مقدمہ حال ٹہلی یہہ ہی کہ ایک روز بوقت اشنان صبح گورو سری چند نی شاخ ٹہلی سے داتن کرکے اسکو یہان زمین مین گاڑ دیا بعد چندی قدرت الٰہی سے وہ ایسا درخت کلان ہوا اب تک موجود ہی سبحان اللہ × کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر حضرت انسان آئینہ حضرت رحمن ہے حضرات فقرا کو چشم حقارت سے دیکہنا لازم نہین کیونکہ شاید کہ   وریں گرد سواری باشد بوقت تیاری سڑک کے صاحبان ریلوی نے اوس کو کاٹ ڈالا تہا مگر اب وہ پہر جڑہ سے پہوٹ آئی ہی جو بلکل پابند کہڑی ہی اور اوسی کی نام سے یہہ مکان اب ٹہلی صاحب مشہور ہو گیا ہی فقط سری چند صاحب کا نام سری چند بالا مشہور تہا وجہہ تسمیہ یہہ ہی کہ اگرچہ عمر اونکی ایکسو پچاس برس کی ہوئی مگر وہ امرد رہی یہہ بہی مشہور ہی کہ اونکی سر پر با دریان یعنی پانچ چہہ انگشت درازبال تہی وہ صاحب بجائی پاجامہ کچہر یعنی لنگوٹ جسکی زنجیر تانبی کی اور بجائی پارچہ بہی ٹکڑا مس کا ہوتا تہا رکہتی تہے چند مدت یہان فرو کش رہی پہر بتاریخ ۲۰ فروری ۱۶۲۹ء جلسہ عام مین بیٹہی بیٹہائی نابود رو پوش ہو گئی جب یہہ چرچا پہیلا تو اونکی چیلون مین سے مسمی نراین داس اور بہائی کملیہ نے اسکی یہان نشان سمادہ بنایا اور بہائی کملیہ چند ہی بطور

ہمادر بیٹہا ہر وقت بادشاہ کی رہی یہہ جگہہ ویران پڑی رہی اور اوس وقت تک وہ کوٹہہ جسے آپ اکبر الحکم
سامی بابا رتا صاحب مرد کس سے تعمیر سالم کہڑا تہا عرصہ بیس سال کا ہوا کہ مہندر سنگہہ مکانات بابا احمد کو
ے ہوائی عرب رویا اس چار دیواری سادہ کو اور ایک مکان ٹہاکتا وہ سکونت جمادار سے ہمت ہی اور اسمیں
حواس سے جاری ہی اور کوٹہریوں میں لوگ کرایہ دار بہی رہتے ہیں یہہ جاہ صحیح جیب والا ہی جاہ ہی در برت
تشریف آوری اوس کے کہاری تہا اس تک اونکی ابتدا سے تیرین ہے +

حال مختصر موزون سکھوں کے گوروں کا

یہہ مذہب سکھوں کا فی الحقیقت ہندوں کے مذہب کا ایک شعبہ ہی جو گورو نانک صاحب نے اختراع فرمایا واضح
ہو کہ ملک پنجاب میں ان سکھوں کے دو فرقہ ہیں ایک سہجدہاری سکہہ جنکو فی زمانا خالصہ کہتے ہیں اکثر وہ بہت متوجہ
ہیں اور سہجدہاری کے نام سے مشہور ہیں لطیفہ بطور جملہ معترضہ ہے کہ یہہ صاحب بابا نانک میں جو اکثر
مشاہدہ تہا کہ اسی پر خیال کرکے سکہہ لوگ حقہ نہیں پیتے کہ اکو چہوڑ دو عبارت گرنتہہ کی جسکو گورمکہی حروف
صاحب نے ایجاد کیا ہے ہوتی ہی اسمیں عین اور الف اور صاد اور سین اور ثا اور ظا اور تا ی سے ادا ہوتی اور یہ
اور ذال اور زا اور کاف اور قاف میں کچہہ فرق نہیں ہوتا ہے یہہ بات مد نظر رکہہ کر ایک روز مہاراجہ اسکے ماموں
مہاراجہ دلیپ سنگہہ جو کہتے ہیں بر مناسبت سوء شعور حس مہربانی رکہتا تہا پوچہا کہ سکہہ لوگ تماکو کیوں نہیں پیتے
اور ہندوں نے کہا کہ گرنتہہ صاحب بابا نانک نے منع فرمایا ہے مہاراج نے عرض کیا کہ آپ وہ گرنتہہ مجکو براہ مہربانی منگاکر
اوسمیں امتناع جو صریح ہی اوہوں نے اوسی وقت بہائی ... سنگہہ کو حکم دیا کہ گرنتہہ صاحب لاؤ وہ لائے اور حسب الحکم
وہ جگہہ جہاں وہ اشلوک رقم تہا ممنوع نکال کر دکہایا وہاں تحریر تہا کہ تماکو چہوڑ دو میں کہا سردار صاحب اس حکم
کی تعمیل میں صرف قصور یہی ہوا ہوگا کہ وہ ستمت کر مجبہ سے پوچہی لگی کیوں آپکا یہ قوم سکہوں میں اتنی
کمی نام کی رسم یہہ نہیں ہوا لیکن کہا مشفق میرے اگر خاطر عاطر دامن گیر ساعت فرماؤ تو عرض کروں ابتدا
وہ گورو صاحب کی عمل اور کی طرح کی تہوڑی یعنی الا ان چونکہ چہوٹا ملم کا حضرت انسان خصوصا قوم سکہہ کو مشکل ہے اس لیے
سوا ہوئے نام کی طرح تماکو چہوڑ دیا فقط یہہ سنکر ایسا ہنسا کہ تمام دربار میں تہرب ہوگئی ہر ایک مصنف مزاج جو
کہتا تہا کہ حق ہے آرہہ کا ای سبحان اللہ کیا وقت تہا سردار ابر سنگہہ سے یہہ حال سنا گیا تہی کہ بابا صاحب

اونش ہوئی قدر دانی کی راہ سے ہر روز دربار میں آنے کا حکم دیا اور چوغہ پشمینہ مع گرہ طلا عطا فرمایا بجائے سلام
سکہ لوگ واہگورو جی کی فتح بولا کرتے ہیں اور وجہ اس تجدد سلام کی اس جملہ سے یہہ ہے کہ بعہد عالمگیر جب
فیمابین اورنگزیب و گورو ہرگوبند صاحب کے جنگ شدہ ہوا تو اونہوں نے اپنے سکہوں کو یہہ حکم دیا شعر کہ فتح بود
فال فرخ زدن + بر رخ زدن بلکہ شہ رخ زدن + لازم ہے کہ تم ہر وقت جناب الہی سے میری فتح مانگا کرو اسی
حکم کی تعمیل سے ایسی شہرت ہوئی کہ بجائے سلام یہی جملہ مقرر ہو گیا اور آج تک مروج ہے دوسرا فرقہ نادی سکہہ جنکو
سونہ اور سہج دہاری بہی کہتے ہیں وہ حقیقتی اور بال بہہ منڈاتے ہیں بنیاد سکہوں کی بابا نانک سے شروع ہوئی وہ بعہد
بابر بادشاہ ہوئے ہیں حال ان کا یوں ہے کہ ۱۴ ماہ اپریل سنہ ۱۴۶۹ء میں بمقام تلونڈی علاقہ لاہور پنجاب ایک
کہتری کالو نامی کے پیدا ہوئے اور خورد سالی میں ہی بہ برکت صحبت فقرا تارک الدنیا اور مصروف بعبادت حق ہو کے
ملک بملک پہرتے رہے حتی کہ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں بہی جا پہونچے مزاج اونکا صلح کل فقیر دوست تہا اور دلی تمنا اوسکی یہہ تہی
کہ کسی طرح سے فرقہ اہل ہنود و اسلام سے مخالفت دور ہو جاوے اس واسطے اونہوں نے یہہ مذہب سکہا اختراع کیا اور ایک کتاب
اسی باب میں تالیف کر کے نام اوسکا گرنتہہ رکہا آخر کار بعمر نود سال مقام کیرت پور میں (جو بکنارہ دریائے راوی
اب تک مقام ڈیرہ نانک مشہور ہے) زندہ نابود ہو گئے اونکے یہان دو فرزند پیدا ہوئے ایک سری چند دوسرا لکہمی چند
سری چند صاحب مجرد رہے اور لکہمی چند متاہل رہے چنانچہ اب تک اونکی اولاد بیدی کہلاتی ہے تمام سکہہ اون کا ادب کرتے
ہیں ان میں دختر کشی کی رسم قدیمی باین خیال جاری تہی کہ وہ اپنے آپ کو اشرف المخلوقات خیال کر کے نہ چاہتے تہے
کہ اپنی لڑکی کسی کو دیویں کیونکہ اس ملک کی رسم ہے کہ لڑکی والا لڑکے والوں کا تابعدار ہو جاتا ہے اب بعہد دولت انگریزی
وہ رسم قبیحہ اونکے خاندان سے اس طرح سے جاتی رہی کہ بمقام امرتسر ایک بڑا جلسہ سنہ ۱۸۵۳ع میں دیوالی بہمت و لیس میجر لوئین صاحب
جناب رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر منعقد ہوا اور اوس میں اونہوں نے بہت کوشش فرمائی تیسرا سری چند اوداسی فرقہ کا بانی
ہوا کہ جس فرقہ کو نانک پترہ اور بنادری بہی کہتے ہیں سلسلہ گورائی کا جناب بابا نانک صاحب سے معرفت اولاد ایسا جاری
نہوا جیسا کہ معرفت چیلوں چنانچہ بابا صاحب کے بعد سجادہ نشین اونکا گورو انگد صاحب چیلا ان کا ہوا جس نے تہوڑا سا
گرنتہہ بہی ایزاد کیا حال اس کا یہہ ہے کہ ایام طفولیت سے ہی معتقد مذہب تہا اور بابا صاحب اس پر بہت مہربانی فرماتے
تہے حتی کہ بعمر سیزدہ سالگی سجادہ نشین ہوا سن پندرہ سو باون عیسوی میں مر گیا اوس ہو گئی اولاد اوسکی تیہن کہتری

تیسرے گورو امرداس یہ شخص چیلہ گورو انگد کا تہا بیس برس تک سجادہ نشین رہکر سن پندرہ سو چوہتر عیسوی میں فوت ہوا اولاد اوسکی بہل کہتری موجود ہوکر موضع گوئندوال میں رہتی انکا اصل نام اعظم والی ضلع ہوشیارپور میں چوتھا گورو رامداس یہ شخص گورو امرداس کا داماد تہا اوسکی اولاد سوڈہی کہلاتی ہے جو اکثر آنندپور ماکہی وال اور کرتارپور میں سکونت رکہتی ہیں یہ شخص سات برس تک سجادہ نشین رہکر پندرہ سو اکاسی عیسوی میں راہی ملک عدم ہوا اوسی نے مقام امرتسر ایک تالاب کلاں بنوایا جو آج تک زیارت گاہ سکہاں ہے پانچواں گورو ارجن ولد گورو رامداس جسنے اوسکے احکام شعر بابا نانک کو جمع کرکے جلد اول گرنتہ یعنی کتاب مذہب سکہوں کی تالیف کی اور چند قواعد واسطے انتظام مذہب سکہوں کے مقرر فرمائی اور پچیس سال تک سجادہ نشین رہکر سن سولہ سو چہہ عیسوی میں فوت ہوا چہٹواں گورو ہرگوبند پسر گورو ارجن جسنے اوّل گوروئی جلوں کو امارت گورنمنٹ کہاڑکی دی جو اکثر تہا تیس سال سجادہ نشین رہکر سولہ سو چوالیس عیسوی میں لقمہ نہنگ اجل ہوا ساتواں گورو ہررائے پیرہ گورو ہرگوبند جو مرید مسمی گوردتا جو (تھا) اپنی دادی کی گدی نشین ہوا اور سن سولہ سو اکسٹھ عیسوی میں سجادہ حیات پر اسپ مرگ پر چڑہا آٹھواں گورو ہرکشن فرزند گورو ہررائے بعمر خوردسالگی سن سولہ سو اکسٹھ میں گدی نشین کر بعد تین برس کے سن سولہ سو چونسٹھ میں مقام دہلی حسب الحکم شاہی قتل ہوا نواں گورو تیغ بہادر خوردسالہ گورو ہرگوبند کا جو چند مدت شہر پٹنہ عرف عظیم آباد میں رہا اور آخرکار حسب الحکم عالمگیر سن سولہ سو پچہتر عیسوی میں قتل کیا گیا دسواں گورو گوبند سنگہ خلف گورو تیغ بہادر آخری گورو کہتے ہیں کہ اوسنے کل دستور ومراسم قدیمہ مذہبی سکہاں تبدیل کرڈالی اور تمام قوم کو سپاہ گری سکہایا اور بجائی سکہہ نام اون کا سنگہ بہی تجویز مقرر کیا اور سوترا شی کی ممانعت کلی کردی اور حکم کیا کہ ایک ٹکڑہ لوہی کا پگڑی میں رکہا کریں چنانچہ اب بہی بعضوں کے سر پر اکثر اکالیوں کی دستار پر چکر آہنی رکہا ہوا ہوتا ہے بعہد حکومت رنجیت سنگہ یہ اکالیہ لوگ بڑی صاحب حکومت اور مستعد تہے اس گورو نے جلد دوسری گرنتہ کی بنائی اور عالمگیر سے بہی کئی دفعہ معرکہ آرا ہوا آخرکار نکالا گیا بحالت ناامیدی گردش سترہ سو آٹھ عیسوی میں مرگیا اوسکی بعد چہوٹی چہوٹی سکہہ لوگ سردار بنکر بعہد ضعف سلطنت اسلام جابجا والئی ملک بن بیٹہے اور رفتہ رفتہ غلبہ پاگئے چنانچہ مختصر حال اونکا حال سجادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ میں درج ہوچکا ہے +

حال مکان تہان بابا

یہ مکان متصل موضع اچہرہ و سرائی گوئیاں والی لاہور سے بفاصلہ

مین کوس جنوب رویہ واقع ہے صورت مکان یہہ ہی کہ چند درخت کنجان کے اندر گوشہ نیرت مین ایک کتبار سفید سنگ بست
پہلو خشتی انکا اوسکی شیوجی کا لنگ سنگین رکہا ہوا ہی شرق رویہ دو پیپل اور ایک بڑہ اوسکی نیچے چبوترہ خشتی
سفید اوسکی پاس ایک بارہ دری سعہ بلولی یہہ یہہ بارہ دری اور باولی جسپہ سائید تا درسلامت
رہتی ہی جنوب رویہ اوسکی ایک حوض پختہ ہی اس بارہ دری کی سرد خانہ راہ سرد خانہ گوشہ بائین سرد خانہ کی عمارت
قالبوتی زینہ اوتر کے ایک مکان قالبوتی مربع جسکا طول و عرض سوا تین گز مربع ہی یہہ سرد خانہ بہت اچھی جگہہ
آرام گاہ ہی باہر شمال رویہ اس بارہ دری کی طولانی زینہ باولی کا اس زینہ کا طول تیرہ گز اور عرض اٹہائی گز ایکسو
درجہ شرق رویہ اوسکے ایک تہڑہ سفید چونہ گچ پر منقش چار گز مربع جسکی میانہ مین ایک مدور گنبدی مکان دیوی کہتے
ہین کہ یہہ استہان بڑا پرانا اور قدیمی ہی لیکہ مشہور ہی کہ بوقت بنیاد اچہرا جہو خلف راجہ رامچندر نے یہہ استہان بنوایا تہا
اسکی گوشہ ایسان مین ایک حوض بچہ ایک گز مربع سفید یہہ مقام پرستش گاہ یوم برت ٹہوٹریان کا ہی ہندو لوگ سال مین دو دفعہ
ایک بماہ ساون دوسرا بماہ پوہ یہہ برت اس طرح سی رکہتی ہین کہ بروز آیت وار شیرین و نمکین روٹیان پکا رکہتی ہین
اور دوسری دن تمام زن و مرد اس ماتا کی تہان پر حاضر ہوکر دہی باسی روٹیان کہاتی ہین اور حتی المقدور نذر چرہاتی
ہین زر آ نی سیتا سی فقیہ جو یہان کا پوجاری ہی کہتا ہی بعہد مہاراجہ رنجیت سنگہ تمام ہندو لوگ کنارین و کہار اس مقام پر
بر ٹہوٹری جمع ہوتی تہی اب کوئی یہان آتا ہی اور کوئی سیتلا کی تہان باہر دروازہ شاہ عالمی کے جاتا ہی بحد جنوبی اس تہان کے
ایک مڑہی جسکا تہڑہ ہشت پہلو کسی نامعلوم الاسم **حال سرای گوله واله** یہہ سرای شرق رویہ اچہرا در جنوب بارہ دری
سنترل جیل واقع ہی جسکی دو دروازی ایک بطرف شمال دوسرا بطرف جنوب اب جنوبی بند اور شمالی کشادہ گرد نواح تمام
چار دیواری جس کے اندر حجری بہی ہوئی ہین عمارت دروازہ کی دیوار چار دیواری نواحی سے باہر نکلی ہوئی ہے ڈیوڑہی
مین بطرف شمال میانہ مین ایک محراب بلند عالیشان سقف اسکی اندر سی منقش رنگ آمیز چونہ گچ سعہ تصاویر فرشتگان یہہ
محراب اندر سی دو منزلہ اوسکی نیچی میانہ محراب کلان ایک اور محرابی دروازہ جسمین سے ہاتہی سعہ عماری نکل جاوی اب اس
در محرابی کو اینٹون سے بند کرکے اوسکی میانہ مین چوکہٹ چوبی کلان سعہ طاق تختہ لگا ہوا ہی اور سقف محراب
کلان بیرونی کی نیچی اور اس در محرابی کی اوپر تین دریچہ محرابی ہین محراب کلان کی بغلون مین بطرف شرق و غرب
ایک ایک کہڑکی محرابی ہین اور دروازہ کی دونو طرف برسر زمین دو تہڑیان صورت اس ڈیوڑہی کی باہر سی

صحن میں پنجم پہلو دروازہ پر متصل بام کوئی کوئی نشان کاشی کا معلوم ہوتا ہے اور سمت طرف شرقی و غربی مقام
نشستگاہ ہمیں سی بالکل بلند ہیں ان میں دو دو طرف زینے اوپر جانیکے موجود ڈیوڑھی کی سقف والیوں گنبد کا اندر
جالی بہی سرخ وسفید ایک دیوار طولانی صحن میں راہ اس کی شمال رویہ ایک جوڑ گنبد سوا البتہ مسجد از جو شمال سمت
دروازی کی اندر تا مسجد سری مسجد از مدینی حجروں کی آگی ٹوٹا کر اندر طاق کرای ہوئی ہیں شرق رویہ ڈیوڑھی کے
اندر دیوار شمالی سامنے میں چھہ کوٹھریاں قدیمی اور دو گوشہ اسکا ہیں انکی درمیان میں زینہ اوپر جانیکا
بالاشاہ اسکی مکان ہو دہی جائے مسجد از صاحت سوا ماتہا جواب ویران سرا ہے غرب رویہ اندر ڈیوڑھی کے
کنارہ حجرہ قدیمی چھوڑ کر زینہ اوپر جانیکا ڈیوڑھی کا بالائی زینہ در دالان ہے زینہ دیوار شمالی کے سامنے میں ہے اسکی اوپر
بہی بہت مکانات سی ہوئے ہیں تمام اندر سرای کی تمام کار کاشی تہا اب قدری قدری نظر آتا ہے ماسوا اسکی بیچ چاروں کونے
سرا ایک ایک اور زینہ اوپر جانیکا ہے صورت سرای ہشت پہلو اس طرح ہے کہ چاروں طرف حجرے برابر چلے جاتے
ہیں اور چاروں گوشوں میں تین تین حجرے جنکی سقف گنبد نما سال جنوب رویہ دو ڈیوڑھیاں یکساں دیوار شرقی و
غربی کی حجرہ ہائے اندرونی کی میانہ میں دو دالان شرق رویہ باہر سرای کی ایک بڑا بالاخانہ تہا اب ویران و مسمار ہو گیا ہی
مدت تک اوسکی اندر زراعت ہوتی ہے حجرہ عمارت کی کوئی نشان اوس کا باقی نہیں رہا شرق رویہ بالاخانہ کے
ایک باغ در محرابی قدیمی قدر سے بلند کرسی پر بنا ہوا ہے اوسکا دالان تمام اور سرا در یہہ بالاخانہ
طول عرض میں برابر ہے سرای کو سیر میں جو زینہ ہے اوسکی اوپر گنبدی ہے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ چاروں گوشوں
کی زینوں پر گنبدیاں تہیں جنوب رویہ سامنے میں مشہور کہنڈر ایک عمارت سنگی کہڑی ہے
یہہ بارہ دری تہی اب اسکی مقدم میں ساری محراب بنائی ہیں اوسکی جنوب رویہ باولی تہی مگر اب مسدود گوشہ گنگی
میں جاہ کلان قدیم ہے اب اوس پر چرخ چوب چلتا ہے اور کنواں زمیندار سا کن موضع اچہرا اس چاہ کے پانی سے اندر
و بیرون سرا زراعت کرتا ہے اسی طرح دیوار شمالی کے سامنے میں ڈیوڑھی اور اوسکی شرق و غرب کی طرف سترہ سترہ
حجرے شرقی حجروں کے آگے برامدہ تہی جو شمال سمت مسجد ہے سوا اسکی چو طرف درخت کیکر و پیل اندر کہڑی ہیں باہر ڈیوڑھی
شمالی کے گوشہ مابین ایک اور نشان باولی جو ڑی ہوئی عمارت طرف شمال گڑہی ہے تفصیل ان محراب اور
حجروں کی جو چاروں طرف اندر سرا کے ہیں یہہ ہے کہ جنوب و شمال رویہ تین تین حجرے ہیں جنکے اور جنکے

اور چونہ سالم اور بطرف شرق و غرب اونتیس حجرے طول صحن سرای کا صد

اور عرض جانب شمالی سی جانب جنوبی تک ایک سو چالیس گز میانہ مین جو مکان باولی تہا وہ صحن جمعدار کی مودی خانہ مقرر کیا
تہا فقط یہہ سرای بینہ حضرت جہانگیر بادشاہ تہی اور شاہ موصوف نی اکثر ایسی ایسی مسافر خانہ بفاصلہ چہہ چہہ کوس بنا رکہی
تہی چنانچہ فاصلہ سرای ہذا کا سرای واقعہ شاہدرہ سی چہہ کوس ہے اور آگی بہی ایسی ایسی سرائین بر سر راہ موجود ہین
جبکہ رنجیت سنگہ کے وقت اس سرای مین گولی رکہی جاتی تہی اس واسطی سرای گولیان والی مشہور ہوی چونکہ اوس وقت
مین یہہ سرکار زیر حفاظت جمعدار خوشحال سنگہ کی تہی بعد انتقال کے اب تک یہان قبضہ اوسکی واحقین یعنی راجہ ہرنس سنگہ وغیرہ کا ہے
چشم کشا صنع خدا را ببین **حال پزاوہ بدہو کا** یہہ پزاوہ لاہور سی شرق رویہ بفاصلہ تین میل کے ہی باعث
مشہوری نام اسکی کا یہہ ہوا کہ بعہد شاہجہانی بدہو نامی ایک کمہار خشت پز تہا باپ اوس کا ساہو بوقت عہد جہانگیری سی اکام
مین نامی کمہار تہا چونکہ اوسکی عہد مین بادشاہ موصوف متوجہ عمارات ہوا تو اوس نے دینی اینٹ کا بادشاہ سی اقرار کیا اور کئی پزاوے
خشتون کی چڑہای ماسوا اسکی واسطی عمارات ابوالحسینی کے کل اینٹین اوسکی معرفت لی گئین اس دادوستد مین اوس نے کئی شخص اس کام کے
واسطی مقرر کیے پہر تو وہ اپنی وقت کا محمد سلطان بن گیا اوس وقت کئی لوگون نے اس سے اجازت لیکر پزاوے چڑہای مگر یہہ پزاوہ
خاص اوس کا موروثی تہا اور اوس کا باپ ساہو بہی اوسی پزاوے پر اینٹین لگاتا تہا ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک فقیر
عبدالحق نام مرید حضرت میان میر بالا پیر کا تہا عین بارش کے حالت مین اوسکی پزاوے پر آیا اوس دن سردی بہت چمک
رہی تہی اوسکی کارکنون سے آگ طلب کی اونہون نے نہ دی چونکہ فقیر صاحب اوس وقت بحالت جذب اور اپنے آپ سے بیخبر
تہی برا بہلا کہنا شروع کیا اوس حالت مین بدہو کی نسبت بہی کچہہ کلمات سخت زبان پر لای بلکہ گالیان دین چونکہ وہ
نو دولت فرعون بے سامان بنا ہوا تہا اوس نے حکم دیا کہ اس دیوانہ پاگل کو مار کر نکال دو ملازمان نے ایسا ہی
کیا اونہون نے بددعا دیکر فرمایا کہ تیرا یہہ پزاوہ خراب ہو جائیگا کہتے ہین کہ بعد اوسکی اونہون نے ہر چند آگ لگای
اور ہزار ہا من پاچک و ستی وغیرہ جلای مگر اینٹون کو کچہہ تاثیر نہوی آخر کار اسی غم مین وہ حیران ہو کر بیمار ہو گیا اسی
حالت مین ایکدن بدہو نی سوتی ہوی اپنی باپ کو خواب مین دیکہا کہ وہ کہتا ہی ای کم بخت تجکو فقیر نے بددعا دی ہے اب تمام
کام تیرا ابتر ہو جائیگا اگر بہتری چاہتا ہی تو اس سے جا کر تقصیر معاف کرا دوسری روز وہ اوسکی تلاش مین مصروف ہوا جب
ملاقات ہوی تو اونکی قدمون پر گرا کر عفو تقصیر چاہی آخر وہ مہربان ہوی اور فرمایا کہ جا اب پختہ ہونا اینٹون کا تو ممکن

ہیں تیکس تیری بابت اینٹیں ناکارہ کہتا ہیٹوں کی صحیح پرکھ جامعہ کی اتفاقاً اوس اثنا میں حضرت میاں السید
میاں کا کسہ مقصود بیار ہوا تو حضرت اوہدوں کی ہی مدد ہو کو طلب کیا اور اینٹیں مانگیں اوس نے کہا کہ مجھ سے امانت ہیں
اینٹیں ہم نہیں دے سکیں کیونکہ ابرادہ جماعت مامی اینٹوں کر خالی نہیں چونکہ اوسکو تعمیر عمارت ارمد تہا اوسنے
کہا کہ یہ اینٹیں جام ہی کیوں ہیں کہ ہمارے بیچ رہیں ہم طور بہاتی عمارت میں لگا دیں گے ماسوا اس کے چھ ہزار روپیہ اوسکو
طور مسکی دیا مگر یہ پرلیکن نہیں کہ مدد ہو کا ارادہ مار دیا وہ رقیت علاوہ لگ گیا اگر لوگ ڈنگہ کے واسطے جاتے
تو اوس باعث سے اجتک نام اوس کا مشہور ہی فقط بہا عمارات رحیت سکہ فراسیں جسل اوسی طاویلہ صاحب بہادر
نے اوس کو تمام ملبہ ہوا دار جیال ہے کہ اسکے اوپر کوٹھی عالیشان تیار کرائی ساعت اس کے شہر اسکی زیادہ گرگئی
امدادی سن انگریزی میں بعد عبدالحق صاحب کے ہو گئی اوس کا دوسرا حصہ ہو کے تمام دیکھ کر بیا دیکھا
سوا یا خواب کہ ہو موجود ہی جو ب وہ اس ارادہ کی ایک تہہ جو منہج اوس پر پانچ قبریں ہیں معلوم نہیں ہوتی ہیں
اسو وہ کوٹھی بھی گر گئی خالی ارادہ ملبہ ٹیلہ کہڑا ہے

احوال حضرت شاہ جمال قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

یہ مقبرہ عالیہ تمام بہادر مدرسہ حضرت شاہ جمال لاہوری میں کو [illegible]
جنوب کی طرف جنوب رویہ سرائے گولیاں والی اندر شہر قبر روضہ موضع اچھرہ ہی مشہور ہی حال ان کا یہ ہے کہ یہ حضرت
دو بہائی حقیقی تھے ایک شاہ جمال دوسرے شاہ کمال یہ ہر دو صاحبان اسم بامسمی صاحب جمال و کمال تھے ان
انکی تا حال بمقام سیالکوٹ موجود ہے تاریخ وفات حضرت شاہ جمال کے سن انگریزی [illegible] حضرت کی زندگی حیات خود
مدد اول شاہ [illegible] مرید واسطے سکونت اپنی کی اس زمانہ میں کہ جب سرائے گولیاں والی میں رہتے تھے اسی طرح سے [illegible]
کہ جو دن مزدور صبح کو سرائے گولیاں والی میں کام کرتے تھے وہی لوگ رات کو حضرت کی [illegible] کی عمارت میں مصروف
رہتے تھے حضرت کا یہ معمول تھا کہ اگر کوئی تہہ کام کرے وہ دوپہر حضرت مزدوری کامل یومیہ کی المضاعف [illegible]
عطا فرماتے تھے جب [illegible] مدرسہ ایسا ملبہ [illegible] لیکے ہزار ہیں طیار ہو چکا تو اوسکی اوپر سے نگاہ بڑی بڑی مکانات
ملبہ پر پڑنے لگی اتفاقاً نواب [illegible] میں [illegible] اکبر بادشاہ کی حویلی تھی اوس نے دیکھا کہ اوس سے بے پردگی
ہماری منظور ہے وہ ناراض ہوئی اور حضرت کو کہلا بھیجا کہ اگر کوئی امر ایسی حرکت کر یا تو سزا پاکر تو فقیر ہی مجھے
کہا [illegible] جانا لازم ہے کہ اس کا گرا دو آمر [illegible] کہ اچھا ہم اس مکان کو بیچا کر التیہ ہیں مگر یاد رہے کہ تیری حویلی کا ہے

عنقریب نام نشان نرہیگا بعد اوسکی بوقت شب آپنے وہ حال یعنی رقص بحالت وجد عارفانہ کیا ومدمہ دو منزلہ
جواب موجود ہی باقی رہ گیا اور بقیہ پانچ منزلین زمین مین غرق ہوگیئن یہہ کرامت دیکہکر سب لوگ حضرت کی معتقد اور
مطیع جان نثار ہوئی چرچا حضرت کا فقیر و امیر مین پہیل گیا اکثر لوگ حضرت کی خدمت مین واسطی حصول فوائد کی آنی
لگی ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک ہندو قوم کہتری بہل مسمی دہول کہ آپکی خدمت مین مدت سی بحصول اولاد حاضر ہوتا
تہا حاضر ہوا اور چند خربوزہ آپکی خدمت مین بطریق نذر لایا آپ نے اونمین سی دو عدد خربوزہ اوسکو عنایت فرمائے
اور آپ مشغول نماز ہوئی اوس نے سمجہا کہ آپ نے یہہ خربوزہ مجہکو واسطی تراشنی کی عنایت کئی ہین اس خیال سی وہ
خربوزون کو چہیلنی لگا جب آپ نماز سی فارغ ہوئی تو وہ ایک خربوزہ چیر چکا تہا اور ایک باقی تہا آپ نے فرمایا
کہ یہہ تو نے کیا کیا ہمنے تو تجہکو دو خربوزی باین مراد دئی تہی کہ تو گہر مین لیجا اور اپنی زوجہ کو کہلائی تیری گہر مین
دو فرزند نرینہ جناب الہی سی عطا ہون اب تو نے ایک خربوزہ چیر ڈالا مگر جو باقی ہی اسکو گہر مین لیجا اور عورت کو کہلا
اگر دونو خربوزی تیری گہر مین ثابت جاتی تو دو بیٹی پیدا ہوتی اب بہی دو فرزند ہونگی مگر اتنا فرق ہی کہ ایک ہندو اور ایک
مسلمان ہمارا خادم ہوگا تجہکو لازم ہی کہ ایک بیٹا ہماری نذر کرنا بعد چندی اوسکی گہر مین بیٹا تولد ہوا اس سی ارادت
اوسکی زیادہ ہوئی قدرت الہی سی بعد چار سال کے ایک اور فرزند اوسکی یہان ہوا مگر وہ مجنون پیدا ہوا یہہ دیکہکر وہ
دہول کچہہ خوش اور کچہہ حیران ہوکر اوسکو حضرت کی خدمت مین لیآیا آپ نے اوسکا نام شیخ فخر الدین رکہا جب وہ بڑا
ہوا تو حضرت نے ایک مکان لاہور مین بہ محلہ جوڑی موری اوسکو خرید دیا چنانچہ اب تک وہ مکان مکان شاہ جمال مشہور
ہی وہ شیخ فخر الدین حضرت کا دل و جان سی خادم جان نثار صاحب عیال و اطفال ہوکر اوس مکان مین رہنی لگا فقط ایک
دن کا ذکر ہی کہ شاہ جمال صاحب نے وہان زیر مکان تشریف لاکر آواز دی کہ ای فخر الدین اپنا عیال و اسباب اس گہر سی
باہر نکال لی اوسی وقت اوس نے سب کچہہ نکال کر عرض کی کہ اب گہر مین سوائی ظروف گلی اور کچہہ نہین آپ نے فرمایا کہ اچہا قدرت
الہی سی فوراً وہ مکان گر پڑا فقط فخر الدین کی اولاد سی شیخ امیر بخش ولد شیخ احمد بخش و سلام دین و نبی بخش موجود ہین بعد
ازان بعد حیدری شیخ نہتو بن شیخ فخر الدین ہوا شیخ نہتو کی دو فرزند تہی ایک شیخ عظیم دوسرا شیخ رمضانی شیخ رمضانی
کی اولاد سی نواب امیر بخش او رہا اوسکا بیٹا فتح محمد اور شیخ اعظم کی اولاد سی سلام الدین و نبی بخش جو دہیرہ شیخ فخر الدین نی ایک بیگہہ
اور ایک مکان کا کرایہ بہی چار دوکانین مین نذر حضرت شاہ جمال مرحوم کرکے حوالہ شیخ احمد بخش نواسہ فرزند مہتر اپنے

کی گیا کہ اوسکو کرلیں عرس اور مرمت خانقاہ حضرت کی ہو اگرچہ تاریخ تولد شیخ رمضانی کی نہیں ملی مطابق اور روایت
بارہ سو اڑتیس ہے ہر روز عرس تمام شیخ ساکنان لاہور دفعتا یار اور امرتسر آتے ہیں اور ماسوا اوسکے سب ملحوظات
تب پاس ہوتی ہے رات کو ہر روز عرس کی چہارم رسم اسالی ہوتی ہے اور حلوا تقسیم کرتے ہیں اور ایک رات اور دن
ہر دو سلوک مسائل بنا ہوتا ہے اور تمام لوگ اپنی عیال و اطفال بارہ و مرداں کو ہمراہ لیجا کر علیحدہ علیحدہ ڈیرہ دمدمہ پر
کرتے ہیں اور سب وساطہ ہر ایک شیخ کی لڑکی لڑکے کا بھی وہاں حصہ ہے جب تک وہاں شبیہ کر سیری تقسیم ہوتی تک
سب باطل جائز و کچھ نہیں ہوتا اور اگر کسی نے بیچوں میں کہ ہر ایک بار دینی ہوتی ہے وہ بھی وہاں ہی جا کر تقسیم
کرتے ہیں فقط میلاں کا کچھ اس سا شرا نہیں ہوتا صرف شیخ لوگ اور چند اشخاص عام و خاص جمع ہوتے ہیں پاس ہر روز حسد
دو کان کھانی و حلوائی وغیرہ لوگوں کی وہاں جاتی ہیں فقط موضع اچھرا میں اب تک دستور ہے کہ تمام لوگ ہندو
و مسلماں تیراہی موسی کا ہر روز حضرات وہاں دیتے ہیں عملداری سکھاں دمدمہ پر کوئی شب پاس ہوتا تھا
کیونکہ کئی لوگوں کو وہاں سیر دکھی اور ہر طرح سے ہیبت آتی تھی اب شیخ امیر بخش مد کو جو حوالدار ہے گاہ گاہ وہاں رہتا
خصوصاً روز جمعرات قدیمی معمول ہے کہ ہر روز عرس جو زر چڑھت نقد و جنس بغیر اشیائی خوردنی آتی ہے وہ مال
سجادہ نشیناں ہوتیں میں سے ایک علاقہ جداوس پر بہت سی ہاں ڈیرہ میں شیخ امیر بخش کو ملتا ہے شیخ لوگ
حضرت شاہ جمال کا ادب بہار بہت کرتے ہیں کہ اب تک دکی قسم کوئی نہیں کہا تا کہ اما میں اوسکی ہرا ... مشہور ہیں عہد
سا ہاں سلف سے ایک چاہ سہ ریں مروجہ ۳۲ گماؤ بدو چیچ خانقاہ کے واسطے واگذار خارج از جمع ما سام خانقاہ معاف
ہے زر آمدنی اوسکی عرس و مرمت سکنت ریگت میں صرف ہوتی ہے فقط ربانی شیخ امیر بخش حوالدار و ہی بخش
اولاد محی الدین مرحوم کی واضح ہوا کہ سن گیارہ سو کے شیخ بہتوں شیخ محی الدین عرس یہاں کا زر آمدنی رہین مکان
سے کر بارہا ہر شیخ ہوئے یہاں دو فرزند ہوئے ایک شیخ رمضانی دوسرا محمد اعظم شیخ اعظم کے یہاں چھ فرزند ہوئے ایک
شیخ لدھا دوسرا شیخ رمضان تیسرا شیخ قدرت اللہ چوتھا شیخ مہر بخش پانچواں حافظ امان اللہ چھٹا سیف اللہ ہے
شیخ امان اللہ کے یہاں تین فرزند ایک ناصر بخش دوسرا شرف الدین تیسرا بدر الدین ناصر بخش کے یہاں دو لڑکیاں اور
اور بدر الدین کا بیٹا سلام الدین موجود ہے اور شیخ قدرت اللہ کے یہاں شیخ لطف اللہ اور لطف اللہ کے یہاں ایک بیٹا
شیخ نبی بخش جو موجود ہے اور اولاد سیف اللہ سے ایک شخص مسمی شیخ حیدر بخش ہے جب شیخ رمضانی کی ہوش سنبھالی تو اوسے

اپنے باپ کو کہا تم یہان حضرت کی مزار پر کوئی شخص مجاور بیٹھا دتا کہ زر آمدنی وہ لیا کرے اور عرس ہین کیا کرے تگا
اونسی مسمات سو یہان خاکروب مسلمین تو مسلم کو یہان بطور جاروب کش مقرر کر دیا جب وہ فوت ہوئی تو اوسکی دختر مسماۃ
کریمہ مسمی ہدایت اللہ سی بیاہی گئی اور اوسکی لڑکی میر تقی سی منسوب ہوئی پہر میر تقی جاروب کش مقرر ہوا بعد اوسکے میر
قاسم علی فرزند اوس کا سلطان شاہ اور فتح علی شاہ بن سید احمد بن قاسم علی مجاور ہین شیخ امیر بخش وہی بخش بیان کرتے
ہین کہ سلطان شاہ اور فتح علی شاہ بدستور آبا و اجداد خدمت خانقاہ نہین کرتے صرف بروز جمعرات جاکر چیز اپنی لے
آتے ہین اور تخمیناً تین سو روپیہ سال کے آمدنی ہی اب لازم ہی کہ ایک شخص منجانب جاروب کشان خواہ وہ خود خواہ
اونکا ملازم وہان ہر وقت حاضر رہا کرے اگر ایک آدمی وہان ہر وقت حاضر رہے گا تو ہم کسی اور کو وہان کا جاروب کش
مقرر کر دینگے و یا خود بیٹھینگے الغرض اولاد شیخ فخر الدین ان جاروب کشون سے بیزار ہین فقط ماسوائے اس خانقاہ
کے شاہ جمال صاحب کے تکئی ایک مقامات ہین مکان چلہ موجود ہین اور وہان الی الیوم منت وغیرہ چڑہتی ہی بمقام
شیخو پورہ وہان قبر بھی بنی ہوئی ہی دوسرا بمقام بڑہی شاہ رحمان تیسرا بمقام شاہدرہ اب یہہ مقام تین منزلہ ہی اول
ایک تہڑہ کلان مربع اوسکی میانہ ہین اور منزل اوسکی اوپر چار دیواری خانقاہ زینہ آمد و رفت اوس کا جنوب
کی طرف دیوار جنوبی کی غرب کی طرف ایک حجرہ قالبی اوپر اوس کے سقف خشتی گنبد نما در اوس کا محرابی بسبب گہٹ جسکی جہت
کی اوپر گوشہ گلمی ہین پرنالہ خشتی چونہ گچ اس حجرہ کی شرق کی طرف جنوب رویہ اور زینہ خشتی جسکی نو درجہ سر کشادہ زینہ کی شمال
کی طرف ایک اور در محرابی اوسکی اندر اور زینہ خشتی باہر اس دیوارین درمیان زینون کی ایک در محرابی قالبی جسمین چار
آدمی بآرام بیٹھ جاوین اور نیز دو برج خشتی منزل اول کا عرض اکاون گز اور طول اکہتر گز اوسکی باہر کی طرف عمارت خشتی
اور میانہ مکان تمام گلی لیکن کسی کسی جگہہ مین فرش خشتی گوشون پر برج خشتی اوپر شمال کی طرف درخت بڑ
سایہ افگن اور کہ شمال کی طرف ایک چبوترہ پختہ خشتی دس گز جسکا طول اور عرض ... سرہانی اوس کی چراغدان خشتی ایک
گز بلند اوس کی شرق کی طرف ایک در کلان اوپر اوس تہڑہ کی بائیں بجز ایک اور دروں یہہ تہڑہ قبرستان شیخ امیر بخش
حوالدار کی بواحقین کا ہی اوسپر قبرین مفصلہ ذیل چار خشتی اور دو خام محمود و محمد پسران سلام دین احمد بخش والدہ امیر بخش
فتح بی بی دختر امیر بخش مسمات خدیجہ خوشدامن امیر بخش اوسکی غرب رویہ اور تہڑہ اوسپر دو قبرین ایک مسمات کرم بخش ہمشیرہ
زادی امیر بخش اور دوسری شیخ شرف دین کی اوسکی جنوب میں ایک اور تہڑہ اوسپر ایک قبر شیخ دہولا کی نیچا ہین تہڑہ

پہرشہ او ہمراہ امیر بخش ایک فرحام زمین پر جو شیخ سعادت علی کی اوس کے پاس غرب کی طرف دختر کپتان ک رادی سمیع
رسمانی کی وں کی تحریر سید شاہ پیر کی دیوار شرقی بہی ای لیکن اوس میں چار برج مدور اور آٹھہ پر بالا دیر
منزل بانی و مدرسکی کسی جگہہ فرش خشتی اوسط میں عمران حسی اور منزل ہالی کی رسوں کی شرقی کی طرف ام فرش
حسی ہو دیوا سمالی کی ارتفاع تین فٹ ہی میں گز اوس میں چار برج تر اوسکی زمین مردوہ جای طرحہ خانقاہ جس میں کرم اس
کا شکار ہی اوس زمین میں بہت سی درخت کیکر و سر موجود کو سہ ماسہ میں باہر کی طرف متصل دیوار بہا ایک چاہ جسکی بابت
مہ حضرت شاہ جمال جسکی سیرہی جو پنچ گج سہدم چہار اصہ تیر سکہ بہ چاہ گر کیا تہا مرمت اوسکی راجہ رتن سنگہ نے کرائی تہی
چاہ کی شمال کے طرف ایک زینہ اور آگی کا اوسکی سات درجہ اوس کی کشادہ اور چاہ کی غرب کی طرف زینہ بلیں ایک در جو
اس دیوار کی باہر غرب رویہ میں بہی خشتی اس منزلکے جانیکے واسطی ہی دو رویہ شرقی کی طرف ہر دو زینہ کی میانہ ایک
حجرہ قالبی جسکی سقف دو محرابی ان زینوں کی شمال کی طرف متصل کونہ میں ایک حجرہ تا السوقی جسکا در محرابی خالی
اسکوں تر سدیہ حجرہ ہی کہ جسمیں آپ چلہ حیات داخل ہوئی ہی اور فرمایا تہا کہ در بند کر دو اور محراب العیب در بند کر دو
بہا اور آپ گم ہوگئی تہی اب زیر زمین اوسکو کہولتی میں ارتفاع اس منزل کا سوا گز طول شرقی سی غرب کا تیس گز اور
عرض شمال کے حد سی دلی حد تک ہم گز اوس تمام زمین سنگ کہیں کہیں فرش خشتی خصوصاً طرف جنوب بہ منزل اول
سی ا رکل اد باہر سی دیوار آدہ گز آبار والی اور جنوب رویہ چار دیواری خانقاہ اور سیاہ من ایک اول اوس کا
پہر واسطہ جنوب رویہ دیوار ہر دیوار چار دیواری ایک گوشہ جسکا راہ متر قبر سہ اوس کے اندر غرب رویہ ایک گوشہ
مستقر طاق ہی جو کہت اوس کے اندر ایک در کوٹہری جسکا در رستہ جنوب رویہ سہ جو کہت وطاق مسکو بہا ایسی گز
ہر چند مارہ ہی زیر زمین بہان تقسیم ہو ما ہی خانقاہ کی غرب کی طرف یار دیواری خشتی راہ آمد و رفت شمال و شرق
کشادہ چار دیواری خانقاہ کی گرد مٹی کی دیوار خانقاہ یا دیوار عرضی چہہ گز اور شمال کے طرف ساتہہ گز یہاں ایک اور
چار دیواری الیسہ ہو رہائی قبات ہی اوسکی جنوب کی طرف ایک دیوار ایک گز ارتفاع والی جسکا طول سات گز اوسکی
ساتہہ غرب کی طرف دروں اوسکی گوشہ شرقی میں قبریں کچہہ قدیمی تہ جمال صاحب کے عہد کا معلوم الاسم چار دیواری
کی باہر جنوب کی طرف چند گز زمین اور متر قبر سہ اٹہہ گز چار دیواری خانقاہ کی عمارت چہ پنج سعید منعم جو
شیخ امیر بخش نے بارہ سو اٹہالیس میں بنائی اوس کے تمام چار دیواری تہی دروازہ اوسکا جنوب رویہ اوسکی

اوپر دو برجیان خورد چونی کی ہیں محرابی پیشانی میں ایک ٹکڑا سنگ مرمر عبارت ... درس ... چسپ
اسمین یہہ عبارت کندہ ہی چار دیواری جناب معلی القاب حضرت شیخ جمال صاحب قادری قدس اللہ سرہ العزیز
حسب منت برخوردار فضل بخش طول عمرہ شیخ غلام مصطفے عرف ننہا التحریر بتاریخ اول جمادی الاول ۱۲۹۰ سنہ ۱۲۱۱
تعمیر یافت یہہ غلام مصطفے اور فضل بخش جد کلان و خورد اس شیخ امیر بخش کا تہا چار دیواری قد آدم سی بلند
طول اوس کا سوا چہہ گز اور عرض سوا پانچ گز چار گوشون پر چار برجیان شرقی دیوار میں اندر کی طرف ایک چراغدان
بنا ہی چہار دیواری بالائی دیوار سرہانی کی طرف ایک جہنڈا جسکا کپڑہ برنگ گیروی گہڑا کیا ہوا ہی چارون طرف کہڑکی بطور
چراغدان میانہ میں ایک گز بلند چبوترہ پر خانقاہ حضرت کی تعویذ مزار بہت اچہا خوشنما سفید جسکی سرہانے ... ایک
بالشت بلند اور چراغدان جنوب رویہ کوٹہہ پنبارہ میں بالشت بلند ایک تہڑہ خشتی پہ دو قبرین ایک ما می صاحب
متصل کی جو اول خادمہ چار روبکش متقرر ہوئی تہی اور دوسری میر تقی اوسکے داماد کی جسکی اولاد ابتک مجاور مزار
ہی فقط جس حجرہ کی بابت راقم نی تحریر کیا ہی کہ آپ اسمین بحین حیات چلے گئے اور منہ اسکا فخر الدین کو کہکر بند کرادیا
اوسکی بابت تمام شیخ لوگ متفق البیان ہین کہ حضرت بحین حیات اوس میں اکثر عبادت کیا کرتے تہے
ایک دفعہ اسمین چلہ بیٹہے تہے قدرت الٰہی سی بعد تیس روز کے کہ ابہی چلہ ختم بہی نہوا تہا کہ یکا یک دربیرونی کی سقف گر گئی
اور اپنی ہیچ مین اگئی خدام سے چاہا کہ حضرت کو نکالین مگر اندر سے آواز ہوئی کہ جو کچہہ ہونا تہا سو ہو گیا اب ہمارا پردہ فاش
نکرو بلکہ لازم ہی کہ در حجرہ بند کر کے اوپر نشان قبر بنا دو پس اوسیوقت تعمیل حکم ہوئی اور بعض اشخاص بیان کرتے ہین
کہ یہہ حجرہ اسی طرح اوس وقت بہی تہا اسپ اوس میں بوقت ظہر تشریف لی جاکر بوقت عصر باہر آیا کرتے تہے ایک روز ربیع الاول
ربیع الثانی ۱۰۰۰ سنہ کو بروز پنجشنبہ حضرت نی حسب معمول اندر تشریف لی جاکر خدام کو حکم دیا کہ دروازہ باہر سے مسالہ
کر دو شیخ فخر الدین بیٹے تعمیل کی یہہ خواہش ہائیت اشارہ فرمایا کہ اوپر قبر بنا دو اور شجرہ ان کا یہہ ہی کہ حضرت شاہ جمال صاحب مرید کے
مرشد کی نام حضرت مخدوم لنگر ابیگیا اور وہ خادم حضرت شاہ شرف کی اور وہ حضرت معروف شاہ کی اور وہ حضرت جعفر دین
کی اور وہ حضرت فیہ دین کے اور وہ حضرت شاہ شہاب الدین سہروردی کے اور وہ حضرت جنید بغدادی کے اور وہ
مرید حضرت سری سقطی کے اور وہ مرید حضرت معروف کرخی کے اور وہ حضرت حبیب عجمی کے اور حضرت داود طائی
اور وہ حضرت حسن بصری کی اور وہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی رضی اللہ عنہم اجمعین تاریخ وفات انکی

روز پنجشنبہ چہارم ربیع الثانی سنہ [illegible]ھ **حال حضرت فتح شاہ سرمست رحمۃ اللہ**
علیہ خانقاہ ان حضرت کی جنوب رویہ پیادہ ماہو موجود وفات ان کی سن ایک ہزار ایک سو چالیس میں واقع ہوئی
عمر انکی ایک سو گیارہ سال کے ہوئی حضرت اکثر اوقات دریا میں مشغول عبادت رہا کرتے تھے اور یہہ بھی آپکا معمول تھا کہ
متوجہ ہوئی آپ اسی گنبد میں سر اوٹھا کر لوگوں کو بلایا کرتے تھے ایک مرد کا ذکر ہے کہ روشن شاہ کوتوال لاہور سرکار
مار گیا اور وہاں فتح شاہ کو دیکھتے ہی شوق الٰہی اوسکے دل میں پیدا ہوا آیا حضرت کی قدموں پر گر پڑا حضرت بھی جانب
سے اوسکی طرف متوجہ ہوئے بعد ازاں وہ تمام کاروبار چھوڑ کر اونکی خدمت میں بامعیت بیس سال خدمت گذار رہا بعد
اوسکو حضرت نے حکم دیا کہ تم شاہ جہان آباد کو جاؤ وہ سات برس وہاں رہ کر پھر اونکی خدمت میں حاضر ہو کر بدستور
مشغول عبادت رہی لکھا ہوا [illegible] وفات حضرت نے اوسی کو سجادہ نشین مقرر فرمایا اسی سے سلسلہ اون کا جاری ہے
والد اونکا اول تجارت اساس کیا کرتے تھے بعد ازاں کہ اونکے والد کی یہاں فرزند ہوتا تھا ایک دن وہ خدمت برہان شاہ
میں آکی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے حال پر آپ رحم کریں کہ جناب الٰہی سے مجھکو فرزند عطا ہو آپنے فرمایا کہ فرزند
تو ہوگا مگر شرط یہہ ہے کہ اوسکو فقیر کی صحبت میں رہنے دیا اونہوں نے قبول کیا اور اوسی سال میں حضرت فتح شاہ
متولد ہوئے اور عمر ہفت سالگی حضرت برہان شاہ کی خدمت میں مشرف ہوئے اونہوں نے اونکو بفرزندی قبول کیا اور
بخدمت شاہ عبد اللطیف [illegible] حلقہ [illegible] بہر تربیت سپرد کیا اونکی توجہ سے سلسلہ شطاریہ میں ولی کامل
ہوئے کرامات انکی بہت تھیں اون میں سے ایک یہہ ہے کہ جب شیخ روشن شاہ اونکی خدمت میں آئی تو حضرت فتح شاہ
نے [illegible] کھولکر اونکے سر پر ڈالا [illegible] اوسکی تمام پوست اونکی [illegible] گیا وہ حیران ہوئے شیخ [illegible] شاہ
اونکا اضطراب دیکھا تو اونکی طرف متوجہ ہوئی [illegible] بدن سالم ہوگیا پھر ایک چوب [illegible] اونکو دیکر فرمایا کہ اسکو
[illegible] گاڑ دو [illegible] وہ سرسبز ہو کر [illegible] درخت [illegible] شاہ پر موجود تھا [illegible]
[illegible] حضرت ہمیشہ مست [illegible] کلام کم کیا کرتے تھے [illegible] مستی اکثر [illegible]
فرمایا کرتے [illegible] ایک [illegible] پوری [illegible] روشن شاہ نے مکان خانقاہ وغیرہ عمارت
[illegible] سجادہ نشین اس مزار کا نادر شاہ ہے اور [illegible] معمول [illegible]
[illegible] نادر شاہ کی طرف سے ایک فقیر [illegible] اور اوسکی [illegible]

حاضر رہتی ہی جو خیرات آتی ہی وہی لیتی ہین اور خود نادر شاہ بموضع گوبندوال بر مزار شاہ مسکین شاہ رہتی ہی کہ
خلیفہ اس سلسلہ کے ہین رہتا ہی اور نادر شاہ تین مکان کا مالک ہے ایک یہہ دوسرا مکان مزار کبوتر شاہ جو اندرون
شہر لاہور بازار چونی منڈی مین ہی تیسرا مکان خانقاہ شاہ مسکین شاہ ہی جو موضع گوبندوال ضلع لاہور مین ہے
نگاہ گاہ بروز عرس (کہ ہفتم شوال کو ہوتا ہی) یہان بھی آجاتا ہی بروز عرس معمول ہی کہ حاضرین کو روٹی گوشت یا دال
ملتی ہی دوسرے روز ناچ رنگ اگ ہوتا ہی نادر شاہ خادم بہادر شاہ کا وہ عنایت شاہ کا اور وہ شیخ روشن شاہ کا
اور وہ شیخ فنا شاہ کا اور وہ شاہ لطف برہان پوری کا اور وہ شہ برہان الہی کے اور وہ عیسی زندہ اللہ کے
اور وہ شیخ وجیہ الدین گجراتی کا اور وہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے اور وہ شیخ ظہور اللہ حاجی حمید حضوری کے
اور وہ شیخ ہدایت اللہ ابوالفتح کا اور وہ شیخ کاظم شاہ شطاری کا اور وہ شیخ عبداللہ شطاری کے اور وہ شیخ محمد عارف
کا اور وہ شیخ محمد عاشق کا اور وہ شیخ خدا قلی ماوراء النہری کا اور وہ حضرت ابوالحسن عشقی جرجانی کا اور وہ حضرت شیخ
ابوالمظفر طوسی کے اور وہ خواجہ اعرابی کا اور وہ خواجہ محمد مغربی کا اور وہ شیخ محمود کا اور وہ حضرت منصور الدین ماتی
کا اور وہ خواجہ بایزید بسطامی کا اور وہ حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ عنہ کا اور وہ حضرت امام موسی کاظم
کا اور وہ جناب امام محمد باقر کے اور وہ جناب زین العابدین علی کے اور وہ حضرت سید الثقلین امام حسین علیہ السلام
کا اور وہ جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا اور وہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فقط بالیسی
بیگہ زمین مزروعہ وغیر مزروعہ متعلقہ مزار حضرت شیخ فنا شاہ کی معاف عہد بادشاہان سلف سے آج گذارا ہے یہی تاقیام خانقاہ
معاف ہی انکی شجرہ کی تحریر سے پایا جاتا ہی کہ نواب فخر یار خان المشہور خان بہادر ناظم لاہور اور دیوان دلارام اور
خوشوقت رائی اور جگر سنگہ اور دیوان کابلی مل انکی ارادت مند تہی **حال عمارت موجودہ خانقاہ**
فنا شاہ چار دیواری خانقاہ خشتی پختہ جسکی بنیرے سفید در شرق رویہ میانہ مین ایک چبوترہ اوسکی گرد اندازی
ڈیڑہ فٹ بلند دیوار چونہ گچ سفید چارون طرف چار گنبدیان چونہ گچ جنوب رویہ مین زینہ سفید اس چبوترہ کی
اوپر میانہ مین چار انچہ بلند اور چبوترہ جسپر دو قبرین پختہ سفید ایک حضرت فنا شاہ کی اور دوسری انکی خادم
عبداللہ شاہ کی تہڑہ کی غرب رویہ ایک قبر بہادر شاہ دوسری چراغ شاہ تیسری بی بی جمال شاہ کی جو مسجد
کبوتر شاہ کا امام تہا اور اسی سال ابن کسی سے حیلہ کر کے اوسکو بامید قیام کیا تہا خانقاہ کی جنوب رویہ دو چار دری ہی

نام باب نوامی شہر میں آئی ہو شمال سدیہ کوٹھی اور ملاد ملہ صاحب کی ہے اس اوس میں سٹرکیں صاحب ہانڈ ریک
سو رہا ہی کام ہاہی شہر قر دہ جاہ چرمی دار رواں اور اشجار رون کو ندی کثرت گہٹر میں باہر جابہ دیوار کی
سوت ۔ وہ چند متو رعام میں گوشہ شمال سے لیکر مشرق کی طرف نشان عمارت دکھائی دیتے ہیں مر قر دیہ دمیں کو
درختوں کے نیچے چبوترہ پر مزار کمال الدین خادم شاہ گدا کی ہے گمال صاحب شری صاحب کمال ہو گذرے ہیں

ذکر حضرت شاہ بوتراب المشہور بشاہ گدا رحمۃ اللہ علیہ

اصلی نام ان کا سید ابوتراب المعروف شاہ گدا سید حسینی قادری سبزواری ہیں یہ حضرت مہد ہمایوں شاہ کی
سرکار سے لاہور میں تشریف لائے مشرب ان کا رفتار قلندرانہ تھا آخر عمر میں مقام گجرات بخدمت حضرت
سلطان السالکین خواجہ وجیہ الدین گجراتی مشرف ہو کر ولی کامل ہوئے بعد وفات مرشد ارشد کے پھر لاہور میں
آئے بوجہ سیر وسیاحت لاہور اور ادکر مادم ہوئے بقول قاضی محمد افضل صاحب کے اسجاد دستیں انکی عمر انکی
دو سو برس کی ہوئی اور وفات چہاردہم شوال سن الف کہ اکیاسی [illegible] ان کا حساب شمسی ماہ [illegible] میں ہوا ہے
نام حضرت کا یہ ہے کہ سید ابوتراب المعروف شاہ گدا بن سید نجم الدین بن سید شمس الدین بن سید اسد الدین بن
زین العابدین بن سید یونس بن سید عبد الوہاب بن سید عبد الہادی بن سید ابو البرکات بن سید ابو علی بن سید
عبد اللطیف بن سید محمد شریف بن سید ابو المظفر بن سید عبد الباقی بن سید ابو الحسن علی بن عبد العزیز سبزواری
بن سید عبد القدوس سید محمد امین بن سید قدرت الدین سید موسیٰ بن سید مسعود بن سید صادق بن سید احمد
بن سید حسن بن سید زید بن سید جعفر بن سید محمود بن سید ہارون بن جناب حضرت موسیٰ کاظم بن جناب حضرت
امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن حضرت امام العابدین العابدین علی بن سید الکونین امام حسین بن علی المرتضیٰ
امام المومنین بن حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام جب انکی شجرہ حسبی کی بابت کہے گئی تو بعد کاوش
واضح ہوا کہ یہ حضرت بخدمت حضرت شیخ وجیہ الدین گجراتی کی مشرف ہوئے اور وہ بخدمت حضرت شاہ محمد
غوث گوالیاری جو مصنف کتاب جواہر خمسہ کے ہیں اور وہ بخدمت شیخ ظہور حاجی اور وہ بخدمت شیخ
شیخ [illegible] الدین [illegible] اور وہ بخدمت شیخ قاضی قادری اور وہ بخدمت شیخ عبد الوہاب اور وہ
شیخ عبد الرؤف اور وہ بخدمت محمود قادری اور وہ بخدمت شیخ عبد الغفار اور وہ بخدمت شیخ محمد قادری

اور وہ بخدمت شیخ عبد الرحیم اور وہ بخدمت ابوبکر تاج الدین اور وہ بخدمت حضرت قطب الاقطاب غوث الاعظم
شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اور شیخ وجیہہ الدین کو سوای اجازت طریق قادریہ کے اجازت تلقین طریقہ
شطاریہ مین بہی تہے جسکا ذکر حالات حضرت فتحشاہ مین تحریر ہو چکا ہے قطعہ تاریخ وفات حضرت وجیہہ الدین
گجراتی بقول صاحب مخبر الواصلین **قطعہ** قدوہ اصفیا وجیہہ الدین عالم حق نما وجیہہ الدین علوی بود آن ستودہ صفات
مسقط الراس مدفنش گجرات عقل تاریخ نقل آن بنوشت علوی صاحب جمال بہشت گفتہ ام سال نقل او بیقین خلد
مسکن عجب وجیہہ الدین اور شاہ گدا صاحب کے چہہ خلیفہ ہوی ایک قاضی محمد فضل المعروف افضل گدا مزار اونکی شہر فروخ
مزار شاہ گدا صاحب موجود دوسرا قاسم جنکو فاضل گدا جنکی مزار دہلی مین ہے تیسری شاہ جمال حسینی مزار اونکی ردتا سر
مین ہی چوتہی لال گدا بہلول قبر اونکی متصل فتحشاہ پانچوین فقیر احمد مزار اونکی بہی شہر قصوریہ مایل بشمال باہر
چار دیواری حضرت شاہ گدا کے ہے چہٹی حضرت شاہ بازد ہونی انکا سلسلہ تمام ملکونمین جاری ہی اب یہان
کالی شاہ اور بدی شاہ جو چاچا کالی شاہ کا سجادہ نشین ہین اور توسل اونکا حضرت سے ان واسطون سی جا ملتا ہے
بڈہی شاہ وکالی شاہ خادم شادی شاہ کی اور وہ رفیق شاہ کا اور وہ جمعہ شاہ کا اور وہ کہاسی شاہ کا اور
وہ مشتاق شاہ کا اور وہ مراد شاہ کا اور وہ نیم شاہ کا اور وہ کریم شاہ کا اور وہ قاضی محمد فضل گدا کا اور وہ
حضرت شاہ گدا کا فقط اس مزار کی اب جو دہ بیگہ زمین مزروعہ قدیم سی معاف ہی اس آمدنی کی پانچ حصہ کرتے ہین ایک تو
کالی شاہ لیتا ہی اور دوسرا بڈہی شاہ تیسرا پری شاہ چوتہا خیر شاہ پانچوان مامون شاہ برادر بڈہی شاہ خیر شاہ
و مامون شاہ بہتیجی اوسکی ہین وہ یہان نہین رہتی مگر حصہ لیتی ہین یہہ مکان بہت قریب شمال رویہ مایل بمغرب
گڈہی شاہو کی ہے اگرچہ خادم طالب اس مکان کی بہت ہین مگر مقام تعجب ہی کہ فقرای زمان حال مدت مدید سی یہانکی
فقیرونکی ساتہہ نہ کہانا کہاتی ہین اور نہ پانی پیتی ہین بلکہ حقہ تک نفرت ہی ماسوای اسکی فی زمانا فقرا شاہ گدا کو گدہا نرائنی
یعنی خران نرائن کہتی ہین وجہ اسکی بعد تحقیقات کاملہ بدقت تمام یہہ معلوم ہوی کہ بعد وفات شاہ گدا کی خادم اونکی
بکثرت بڑہ گئی جب شاہ جمال صاحب اونکی خلیفہ لاہور مین تہے تو یہہ حال تہا کہ صدہا اشخاص ہر روز مرید ہوتی تہے
سنہ ایک ہزار اکتھر مین ایسا معاملہ ہونی لگا کہ جہان کہین بنڈہارا ہو تو صاحب بنڈہارا ان لوگونکی
تقسیم سی تنگ ہو جاوی جب سب فقرا کو دقت ہونی لگی تو یہہ تجویز ہوی کہ جبکی جہان بنڈہارا ہو وہ شاہ گدا کی فقرا کو

سے ملا دی اور دو نقدی سوا روپیہ اونکی مکان پر ہمیشہ باکری مثنی کہ مدت بہر ایسا ہی ہوتا رہا ایک دور کا ذکر ہی
کہ قرار حضرت شاہ دہولال حسینی کا عرس تہا اتفاقاً ایک لڑکا حمام شاہ گداؤں میں سے ری خسروہان چلا گیا جب اوسنی
دیکہا کہ تمام دمرا کو سجمہ شاہ گدا اون کے حصہ بینڈہارا ملا ہے تو اوسی خفا ہوکر سجادہ نشین کو کہا کہ عجب بات ہی کہ ہمارے
بیانی تمکو یہ اجمہ ملتا ہی اور تمی ہمکو کچھ نہیں یہ کیسی فقیری ہے یہہ بات اوسکو ناگوار گذری ایک طمانچہ
اوسکو مار کر کہا چلا جا کیا تو بھی ہم سے اپنی باپ کا قرض لینا ہے وہ طمانچہ کہا کر اپنے مکان پر آیا اور حضرت شاہ
جا لسے یہہ حال کہہ سنایا اونکے یہاں فقیر بکثرت تہے سب ملکر وہان گئے اور جاتے ہی سب اسباب بینڈہارا لوٹ
لیا اونہوں نے اول ارادہ کیا کہ سرکار میں نالش کریں بعد ازان فقرا نے کہا کہ ایسے معاملات بادشاہ کے روبرو جانی مناسب
نہیں ہیں یہہ فقرا کا خرخشہ ہی کسی ہوشنگ کے روبرو پیش کرو دونوں وزیرآباد کے نواح میں حضرت علامہ یاسین صاحب
سری نامی بزرگ تہے وہاں نالشی ہوئے اونہوں نے شاہ گدائی فقیروں کو وہان طلب کیا اور ہر دو فریق کو اشارہ
مصالحت کا کیا شاہ گدا والوں نے تو مصالحت قبول کی مگر لال حسینیوں نے نہ قبول کیا اور واپس چلے آئی چونکہ لاہور میں
لال حسینی فقیر زیادہ سرکش ہی تہی ملکر اب بھی اونہوں سب فقرا کو ممانعت کردی کہ کوئی شخص شاہ گدا کو نہ لیوین
دیوین بینڈہاری کا ذکر کچھ اوسد نسی یہہ بیچارہ علیحدہ ہو گئے ہیں اصل معاملہ متوقعہ یہہ ہی مگر جہلائی پنجاب اور اور
روایات بناتے ہیں یعنی شاہ گدا صاحب نے بحضور حضرت جناب غوث اعظم قدس اللہ سرہ العزیز کے سر دربار بی ادبی
کی تہی یہہ امر درست نہیں کیونکہ حضرت شاہ گدا صاحب حضرت غوث اعظم سے بیعت بہی ہوئی ہیں اب شاہ گدا کا
دستور ہی کہ یوم عرس چند فقرا جمع ہو کے فاتحہ دلا دیتی ہیں عرصہ چہار سال کا گذرا ہی کہ سب فقرا میں اجماع
ہوکر صلاح ہوئی کہ انکو داخل فقرا کیا جاوی اور صوبہ شاہ گدا نے عرضی احوال کی اجمیر شریف کی طرف روانہ کی
مگر وہانسے کچھہ جواب باصواب نہ آیا اور یہہ صورت ایسی ہی رہی فقط حال عمارت خانقاہ یہہ ہے کہ ظہر
جنوب و شرق مالحہ مکان کی ایک دیوار خشتی شمال رویہ رستہ عہد شاہان چغتائی میبا رو الہ یہہ دیوار گر
سے دوگز بلند اندر اوسکے جنوب رویہ ایک چاہ چرخ چوب والہ اوسکی غرب رویہ دو کوٹھہ ایک دالان اوسکی
شمال رویہ ایک دالان سہ درہ محرابی ضمین غرب کیطرف دو کوٹھریان اوسکے شمال رویہ حدود
بطور عراف حمی اوس کی جنوب کی طرف زمین مزروعہ شرقی عراف میں ایک تہڑہ مدورہ اونچا

ایک قبر حب شاہ کی جو خادم حضرت کا تہا اوسکی شمال رویہ اور بلند تہڑہ [illegible] مین قد آدم بلند اور تہہ
اوسپر چار و نطرف ایک گز بلند چار دیواری خشتی شمال رویہ ایک چراغدان اوسکی میانہ مین مزار حضرت شاہ گدا
صاحب کی اوسکی شرق رویہ قبر قاضی افضل گدا کی طول اس تہڑہ کا اکیس گز اور عرض سترہ گز اور چار دیواری مد
ون اور ایک گوندی کہڑی ہی اور قبر گدا افضل کے شرق رویہ برابر مین خادمان حضرت گدا افضل کے
ہین ایک کا نام قادر شاہ دوسرا نا معلوم الاسم اور بطرف شرقی باہر دیوار کے دو برج خشتی گوشہ ایسان ...
درخت ون چار دیواری شاہ گدا صاحب کی نیچے جو تہڑہ ہی اوسکی گوشہ نیرت مین قبر خام شاہ گل کی ہی یہہ حضرت
بڑی لطیفہ گو مشہور تہے چنانچہ اوسکا ذکر کرتی ہین کہ بوقت شاہجہان نور جہان بیگم سوار ہوی جاتی تہے آپکو دیکھ کر
کہنی لگی کہ ای فقیر دعا کر اونہون نے کہا کہ ہاتہی پر تو چلی جاتی ہی اور کیا بانس لگیگی وہ سنکر خفا ہوئی اور سپاہیونکو
حکم دیا کہ اوسکو مارو پہر اونہون نی کہا کہ ای بیگم مروانا چاہتی ہی یا کچہہ اور بہی شرمندہ ہوکر چلی گئے اور اوس
جنوب رویہ کوٹہری کی نیچے تہخانہ ہی غرب رویہ مسجد ایک گنبد والی برنگ سیاہ چونہ گچ اوسکی شرق رویہ مایل بجنوب
ایک چاہ ہی جو نہایت بوسیدہ یہہ چاہ و مسجد بوقت حیات حضرت شاہ گدا صاحب ایک شخص شہباز دہوتی برہمن نو مسلمان
ہوگیا تہا بنوا دی غرب کیطرف باہر دروازہ ممدوحہ کی ایک تہڑہ خشتی تا بسینہ بلند اوسپر آدہ گز دیوار ہر طرف اوسپر دو
قبرین خام ایک نصیر الدین شاہ کی اور دوسری شاہ ولی کی یہہ خادم ثابت شاہ کی تہے جنکی قبر جو دیر باغ مین تہے اور وہ
خادم گدا افضل کی تہے اور وہ خادم شاہ گدا کی ہین دیوان بیرونی پیمایش کی گئی تو معلوم ہوا کہ اوسکا طول پانچ
گز ون اور عرض ساٹہہ گز ون ارتفاع سوا دو گز ہے اشجار موجودہ دو درخت کلان کیکر دیسی ایک گوندی پہولای
ہرنا سوری شریفہ کرپہ پہروانہ اور جو مکانات دالان کوٹہری مسجد و چاہ وغیرہ ہین سو وہ سب
شاملات مزار حضرت شاہ گدا کی ہین کہتی ہین کہ حضرت شاہ گدا اکثر بوضع مجذوبان بدستور برہنہ رہا کرتے تہے اور اکثر اوقات
یہہ شعر بحالت جذب پڑہا کرتی تہی **شعر** خود بود خدا بود علی بود گدا بود — در حضرت معبود علی بود گدا بود

تتمہ احوال قاضی محمد افضل المشہور افضل گدا

یہہ حضرت دہلی سے روانہ ہوکر بخدمت حضرت میانمیر بمقام
انار کلی کہ جہان اب چلہ حضرت میانمیر کا ہے حاضر ہوئی حضرت میانمیر نے پوچہا کہ آپ کسواسطے آئی ہین
قاضی گدا نی عرض کی کہ آپکی زیارت کیواسطے آیا ہون شاہ میر صاحب نی فرمایا کہ اچہا ذرا بیٹہو ... کرو پہر [illegible] گدا نے کہا کہ ہم سنتی ہین

کہ اس جگہ شاہ گدا صاحب بغیر شرع ہیں شاہ میر صاحب نے فرمایا کہ ہم انکو صاحب شرع کرنے کے واسطے آئے ہو تھے تا
نے کہا کہ میں کون ہوں شرع جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے جو کچھہ احکام قرآن شریف اور حدیث کے ہونگے سو
بیان کرونگا میاں میر صاحب نے فرمایا کہ اگر ہماری کہنی کو منظور کرو تو انکے ساتھہ تکرار نکرنا کیونکہ وہ ظاہر میں مست اور باطن
میں سالک ہیں قاضی نے کہا کہ اچھا میں انکے پاس نہیں جاتا میاں میر صاحب نے فرمایا کہ جاؤ اور زیارت کرو مگر گفتگو بے ادبانہ
نکرنا تب قاضی افضل صاحب روانہ ہو کر مکان حضرت شہ گدا کی آکر دیکھا کہ حضرت گدا صاحب کا آدھا بدن
اندر زمین کے اور باقی اوپر ہے اور سر انکی بطرف کعبہ شریف سیدھی ہوئی ہین قاضی صاحب نے کہا السلام علیکم
انہوں نے کچھہ جواب ندیا دوسری دفعہ پھر سلام کہا تو پھر بھی جواب نہ ملا تیسری دفعہ پھر السلام علیکم کہا تب شاہ گدا صاحب نے
سر اوٹھا کر جواب سلام علیکم دیا اور پھر سر اپنا جھکا لیا قاضی محمد افضل صاحب نے عرض کیا کہ حضرت پھر سر اوپر اٹھاؤ تا کہ
کریں زیارت آپکی ہم نے نہیں کی حضرت شاہ گدا نے پھر سر اوٹھا لیا قاضی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی
لبوں کے بال بڑھ رہے ہیں اگر فرماؤ تو درست کر دوں آپ نے فرمایا کہ اچھا تم جانو جو چاہو سو کرو مجکو حکم شرع
سے کچھہ انکار نہیں قاضی صاحب نے مقراض سے مونچہ لب اونکی درست کر دئیں اور کہا کہ آپ آپکا چہرہ نورانی ہو گیا
منہہ پر ہاتھہ پھیر کر دیکھو حضرت شاہ گدا صاحب نے فرمایا کہ آپ کا چہرہ بھی نورانی ہو گیا تو بھی مہربانی کر کے منہہ پر ہاتھہ
پھیرو جب انہوں نے ہاتھہ پھیرا تو بالکل داڑھی اور مونچھیں بدن سے علیحدہ ہو کر ہاتھہ میں آگئیں اور ڈاڑھی سے نکل آئی
پس ہاتھہ باندھ کر قدموں پر گر پڑے اور مدعا معافی تقصیر کے آئے فرمایا کہ ہم غیر شرع ہیں تم کسی صاحب شریعت کے
پاس جاؤ وہ خاموش ہاتھہ باندھ کر بیٹھے رہے اس اثنا کہ ولی اولیا میاں حضرت شاہ میر نے اسی جگہ پر معلوم کر لیا
کہ قاضی محمد افضل کے ساتھہ کچھہ واردات ہوئی ہے حضرت میر صاحب نے بھی وہاں قدم رنجہ فرمایا حضرت شاہ گدا
تعظیما اوٹھہ کہڑے ہوئے اور ستر برہنگی کے واسطے ایک کمل اپنی اوپر لپیٹ لیا شاہ میر صاحب نے فرمایا کہ حضرت آپ
قاضی انکا غلام معصوم ہے اسپر مہربانی کرو انہوں نے فرمایا کہ ہم تو غیر شرع ہیں تم مہربانی کرو شاہ میر صاحب نے فرمایا کہ یہہ تمہیں
طالب ہے آپ اس پیشتر کو بیان کرو دوسری مرتبہ پھر حضرت شہ گدا صاحب نے فرمایا کہ تم ہی کرو پھر حضرت شہ میر صاحب نے
فرمایا کہ یہہ آپ ہی کا غلام ہے اور رہیگا آپ سے ہے توجہ فرمائیے آخر شاہ گدا صاحب نے قاضی صاحب
کو کہا کہ اب پھر منہہ پر ہاتھہ پھیرئے جب قاضی نے ہاتھہ پھیرا تو دیکھا کہ داڑھیں اور مونچھین باہم با

اور سالم ہو گئے ہین اوسیوقت روبرو حضرت شاہ میر صاحب کے حضرت کے قدمون مین گرا
اور کہا کہ آپ میری مرشد ہوی پھر حضرت شاہ گدا صاحب نے تسلی دی اور فرمایا کہ اچھا
بیٹھو بعد ازان جو مال گھوڑا ہاتہی وغیرہ اونکی پاس تہا وہ سب کا سب شاہ میر صاحب
کو دیدیا اور کہا کہ یہہ مال نے سبیل اللہ لوگون کو دیدو حضرت شاہ میر رخصت ہوکر اپنے
مکان پر چلے آئے اور قاضی صاحب نے بخدمت حضرت شاہ گداہ کے رہکر تکمیل پائی اب
انکی خانقاہ برابر خانقاہ حضرت شاہ گدا کے ہے

حال شاہ جمال صاحب

خادم ثانی حضرت شاہ گدا رحمتہ اللہ علیہ شاہ جمال صاحب
ساکن روتاس تہے چنانچہ مزار اونکے بہی روتاس مین ہے اُن ایام مین وہ ذی اختیار
علاقہ روتاس مین سوا لاکہہ کی جاگیر کے منصب دار تہے ایک روز اونکی روبرو کوئی شخص چور
گرفتار ہوکر آیا جسکی نسبت بعد تحقیقات سزائی دار تجویز ہوئی اتفاقاً حضرت شاہ گدا صاحب وہان
جا نکلے چور مذکور نے حضرت کو دیکہکر بصد منت و لجاجت کہا کہ یا حضرت مجکو پہانسی برائی خدا کے
بچاو حضرت نے براہ ترحم اوس کی سفارش کی شہ جمال نے قبول نکی آپ نے فرمایا کہ بابا ہم تم
بہی مجرم ہین اگر عفو کروگے تو غفار الذنوب کی قہر سے بچوگے شہ جمال نے خفہ ہوکر کہا کہ جاو
چڑ چڑ نہ کرو مین نے تم جیسی ٹہگ فریبی بہت دیکہی ہوی ہین حضرت یہہ جواب سنکر روانہ
ہوی اور خدا کی جناب مین التماس کے کہ بارخدایا اسکو چشم بینا عنایت کر حضرت چند قدم گئے تہے
کہ اوسکی دلین قلق پیدا ہوا بلکہ حکومت سی دل برداشتہ ہوکر حضرت کی قدمون پر سر رکہکے
بصد التجا کہنی لگا کہ حضرت گناہ معاف فرمائی آپنی فرمایا کہ بابا ہم ٹہگ اور فریبی ہین ہمارے پیچھی کیون آتے
ہو اونہون نے عرض کی کہ حضرت آپ ایسی ٹہگ ہین کہ مجھکو بہی ٹہگ کرلیئے جاتی ہین الغرض حضرت
نے مہربانی کے نظر فرمائی اور خادم کیا شہ جمال نے سب مال و متاع للہ لوٹا دیا اور حضرت کی خدمتمین
چند مدت شب و روز حاضر رہکر ولی کامل ہوگیا اور ایسا رشد پایا کہ سوا لاکہہ فقدا تی انبیت
کی اور ابتک بڑا بہاری سلسلہ اونکا جاری ہے اور فی زماننا اجہل لوگ جو فقیران شاہ گدا

کو لشکر آگ دہی نرائی کہتی ہین وجہ اسکی یہہ ہے کہ ایک شخص تہیاجہ جوہری قوم ہندو ساکن لاہور
جوڈی بازار مین رہتا تہا کسی کام کے واسطے شاہجہان آباد کو جاتا تہا اور زیر مکان حضرت شاہ
کدا صاحب کی راستہ دہلی کا تہا جب یہان پہونچا تو واسطے آگ لینی کے اندر آیا اتفاقا اوسکے
ہاتہہ مین ایک تہیلی پانسو روپیہ کی تہی بوقت آگ لینی کے وہین بہول گیا بعد ایک ساعت
کہ جب اوسکو روپیہ یاد آیا تو مضطرب الحال ہوکر واپس آیا اور اوس مکان مین تلاش کرنے لگا
حضرت نے دیکہکر فرمایا کہ بابا اگر روپیہ تلاش کرتا ہے تو ہماری دہونی مین موجود ہے اوسنے جب
اپنا روپیہ سالم پایا تو دل وجان سے حضرت کا معتقد ہوکر پڑا اور جانبازی محبت سے حسب رواج
ہندوان کہنے لگا کہ یا حضرت آپ نارائن یعنی خدا ہین آپ اس بات سے سخت ناراض ہوئے کہ بندہ
کو خدا کہنا مناسب نہین اس کلام سے اوسکی دلمین زیادہ تاثیر ہوئی چنانچہ اسیوقت مسلمان
ہوگیا اور اون روپیونسے اوسی جگہہ مسجد وچاہ موجودہ بنوایا اور زہد وریاضت مین مصروف
ہوکر صاحب کمال ہوا چنانچہ اتبک مزار شریف مین خدام اوسکے سلسلہ مین چلے آتی ہین اور اونکا
معمول ہے کہ سجائی یا جامہ دہوتی پہنتی ہین اور گو کہ مسلمان ہین مگر ماتہی پر قشقہ بہی کہینچتے ہین
اور حضرت شاہ کدا صاحب کا ایک خادم لکڑ شاہ بڑا صاحب خوارق تہا چنانچہ ایک دن معز الدین
بادشاہ جو بڑا متعصب تہا اور ٹہٹہول باز تہا اوس نے نام اپنا کولہاڑا رکہا ہوا تہا لکڑ شاہ کے پاس آیا
اور کہا کہ اے فقیر تیرا نام کیا ہے اوس نے کہا لکڑ شاہ معز الدین نے کہا کہ میرا نام کہاڑا ہے اسلئے تجہکو
پہاڑتا ہون اوس نے کہا کہ مین وہ لکڑ نہین ہون جو چیرا جاؤن بلکہ وہ لکڑ ہون کہ جو کولہاڑے
کے گانٹہ مین ٹہوکتی ہین معز الدین یہہ سنکر نادم ہوا اور اوسکو انعام دیکر رخصت کیا

احوال مزار حضرت شاہ حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ

یہہ حضرت ۵۹۹ھ مین بہمراہ حضرت صدر دیوان صاحب وارد لاہور ہوئی کرامات انکی ہزارہا مشہور ہین مزار انکے
جنوب رویہ موضع میران دی کہوئی واقع ہی صورت مزار یہہ ہی کہ قد آدم سی بلند ایک چاردیواری خشتی ہی جسکا
درآمد و رفت شرق رویہ معہ طاق تختہ چوبی اندر اوس چاردیواری کی ایک اور چاردیواری خشتی جسکی سرہانی چراغدان خشتی
اور اندر اوسکی مزار حضرت کی ہی اور دروازہ کی باہر شمال کیطرف ایک دالان خشتی سہ دہن الا محرابی جسکی آگی شرق رویہ تہڑہ اور
چاردیواری کی باہر شرق کیطرف چاہ چرخی دار اور پاس اسکی چند قبور اور چاہ کی جنوب رویہ اور کوٹہہ اوسپر بالاخانہ
جو کہ یہان کچہہ آمدنی اب نہین لہذا فقیر کم بیٹہتا ہی مگر تاہم اوس مزار پر قبضہ کرم علی شاہ گدی نشین صدر دیوان
صاحب کا ہی سال بہر ایک دفعہ عرس ہوتا ہی تاریخ وفات انکی ۶۸۲ھ ہجری مین واقع ہوئی **حال روضہ مثمن نامعلوم**
الاسم شہزادہ پرویز کی روضہ کی بائین شرق اور شمال رویہ موضع خواجہ سعید کی ایک مقبرہ سفید مثمن کہڑا ہی لوگ تمام
بیان کرتی ہین کہ شاہزادہ پرویز ایک کنیز پر بجان عاشق تہا جب وہ فوت ہوئی تو شاہزادہ نی یہہ مقبرہ معہ
باغیچہ بنوا دیا اب باغ کا تو نام و نشان باقی نہین مگر مقبرہ موجود کہڑا ہی العلم عند اللہ **ذکر مکان سید علی**
شاہ المشہور جہنگی سید چراغ شاہ واضح ہو کہ زبان پنجابی مین جہنگی اوس مقام کو کہتی ہین کہ جہان سنجان
کہنیان بغیر چاردیواری کے کہڑی ہون یہہ جہنگی باہر دروازہ روشنائی کی شمال رویہ قلعہ میدان پریٹ مین
متصل باغیچہ مہر نور اللہ موجود ہی حال اسکا یہہ ہی کہ حضرت جناب سید علی شاہ صاحب سید گیلانی ملک دکہن سے
۱۲۳۳ھ مین یہان تشریف لاکر اس مکان مین جہان اب مزار شریف ہی سکونت پذیر ہوئی اوسوقت پہلی یہان
دریا بہتا تہا جب دریا خشک ہوگیا تو وہ تمام جگہ بطور بیلہ ہوگئی اوسپہ ہونے وہان بوٹہہ لگا دئیے اور بنائی مکان کی ڈالی
اور درخت بیر بار اور ثمردار لگوائی اور ایک چاہ پختہ معہ کوٹہہ خشتی اور ایک عبادت خانہ بنوایا بعدہ سن بارہسو
ستائیس مین بتاریخ ہفدہم شوال بعالم بقا رحلت فرما ہوئی **مفتی غلام سرور** صاحب نی یہہ تاریخ وفات
اونکی موزون فرمائی ہی سید علی آن رہبر دنیا و دین سید معصوم شہید اولیا گفت بتاریخ وصالش خرد سید علی مجدد و شمس
اولیا ۱۲۴۷ھ اس جگہہ شاہ مرید انکا انکی جگہہ پر سجادہ نشین ہوا اور پچیس سال تک زندہ رہکر فوت ہوگیا عمارت موجودہ اوسی کی

ہوا تھی ۔ پھر قاضی محمد بخش جو حضرت سید علیشاہ کے مرید اور مصنف کمالات انکا ہوا ہے اس عمارت کو پختہ چونہ
گچ سے نہایت عمدہ بنوایا حالانکہ اس عرصہ دو سال سے قاضی محمد بخش فوت ہو گئے ہیں اور حال [illegible] کا اسکا اہتمام ہے چنانچہ ایک
تیر طلا شاہ امی قاضی محمد بخش کا بنوایا ہوا یہاں موجود ہے فقط عمارت موجودہ یہہ ہے کہ یہہ ایک حجرہ گنبدی جسکی ایک پختہ کا طول میں ہشت
گز اور عرض سات گز ہے پانچ گز باہر بلند ہے اور یہہ چار گوشہ مینار ہے دو برج گنبدی دار اور سامنی کی طرف شمال کے یہہ حجرہ ایسا
اور درآمد [illegible] فانوس کی صورت بنا دیا ہے اسکے مینار میں بطور گنبد کے دو ڈالا ہوا ان اور شرق و غرب اسکے دو دو برج انداز
خورد اندر سے تین قبر ہیں ایک مزار حضرت سید مٹھا شاہ کی اور دوسری حاجی شاہ اور تیسری خیر شاہ انکی خادم کی
تھی برادر خیر شاہ کی اور باہر دروازہ کے [illegible] پختہ کا طرف غرب و شمال دالان مسجد اسکی شمال رویہ کوٹھہ جستی
مرتبہ سرکی پوش [illegible] سر قبر [illegible] اس کوٹھہ کی دو چبوترہ جستی گوشہ ایسان میں ایک چاہ [illegible]
ہے اور متعلق اس جھنگی کے پانچ بیگہ اور چھہ مرلہ زمین منجانب سرکار مستثنے ہے تحصیل اسکا جھنگی [illegible] ہے
اسے [illegible] میں [illegible] مشہور ہے کہ جب یہہ حضرت یہاں
آکر بیٹھے تو بارہا دریا چڑھ آیا مگر انکا مکان صحیح و سالم رہا یہہ حضرت بڑی زاہد اور عابد تھے بہت لوگوں کو انکی
فیض عام حاصل ہوا تھا جب انکا چرچا پھیلا تو مہاراجہ رنجیت سنگھ بھی جو [illegible] سے لاہور پر مسلط ہوا
تھا اونکے پاس بمراد حصول [illegible] یہاں حاضر ہوا اور کئی دفعہ نذرین بھی پیش کیں مگر حضرت نے قبول نفرمائیں
مہاراجہ صاحب نے یہہ بے طمعی دیکھکر اپنی ایک مصاحب [illegible] سنگھ کو حکم دی رکھا تھا کہ وہ [illegible] انکی
خدمت میں حاضر ہوکر ارشادات سے خبر دیا کرے چنانچہ وہ ہمیشہ حاضر ہوتا تھا مگر آپ نے کبھی کچھہ فرمایش نفرمائی فقط جب
حضرت یہاں تشریف لائے تب اسجگہ بیلہ [illegible] اور [illegible] تھا مدت تک اسطرح یہاں بیلا رہا پھر [illegible] تھوڑی عرصہ
میں دریا [illegible] اس زمین پر عود کر آیا اور قد آدم سے بلند ہونی لگا مہاراجہ صاحب نے اس اندیشہ سے کہ مبادا حضرت کو
تکلیف پہونچے چند کشتیاں بھیجیں تا کہ حضرت کو سوار کرکے قلعہ میں لے آویں مگر آپ نے واپس کر دیں اور فرمایا
کہ ہمکو کچھہ تکلیف نہیں خدا ہماری ساتھہ ہے دریا فضل خدا سے کل فرو ہو جاویگا اور پھر کبھی سوائے برسات کی
یہاں نہ آویگا سو ایسا ہی ہوا اور وہ حضرت باوجود آزادی [illegible] نہیں رہے جب حضرت نے [illegible]
[illegible] میں [illegible] کوئی باغ وغیرہ آبادی [illegible] جھنگی کی نہ تھی صرف بیلا و

تہا راجہ رنجیت سنگہ نے تمام بیلہ کٹوا کر زمین سیگارہ نکلوائی اور حکم تیاری باغ و باغیچہ دیا تہا۔ گرد نواح کا حکم دیا بابت سے یہہ آبادی ہوئی ہے اور نام اسکا پریٹ کا میدان رکہا گیا تہا راجہ صاحب تا حین حیات بالفت دلی معتقدان حضرت کا رہا بعد وفات حضرت کے خادمان خانقاہ کی ہمیشہ خدمت کرتے رہے ابتک یہہ مکان آباد ہے قاضی محمد بخش بیان کرتا ہے کہ میرے والدین کے یہاں اولاد زندہ نہ رہتی تہی جب مین متولد ہوا اور پانچ چہہ برس کی عمر ہوئی تو مرض مہلک بیمار ہوگیا اور آگے کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ جو لڑکا میرے ماپ کے یہان تولد ہوتا اسیطرح اسی عمر مین فوت ہو جاتا جب والدین میرے نے فیض عام حضرت کا سُنا تو مجکو انکی خدمت مین لیگئے اُنہون نے بتوجہ باطنی دست بدعا ہو کر دست شفا پھیرا اللہ تعالے نے اونکی دعا سے شفا بخشی اور ابتا حال زندہ ہون اُسوقت اوس حضرت نے کمال شفقت سے مجکو اپنا فرزند او بیٹا اور مرید کیا شجرہ حضرت سید علی شاہ صاحب صفا قادری کا قاضی محمد بخش کے پاس موجود تہا حسب درخواست اسکی کے بجنسہ درج کتاب ہذا کیا مصرع گر قبول افتد زہی عز و شرف شجرہ منظومہ

الہی رحم کن بر حال زارم	شفیقِ حال خود جز تو ندارم	پس از حمدِ تو گویم نعت احمد
کہ نامِ نامیش آمد محمد	شفیع المذنبین بحر کرامت	خبرگیرِ جہان والی النعمت
برآل و جملہ اصحابش سلام است	بروحِ جملہ احبابش سلام است	خصوصاً چار اصحابِ پیمبر
ابوبکر و عمر عثمانِ و حیدر	وزان پس شجرۂ پیران عظام	بخوانم المدد ہر صبح و ہر شام
زاحمد نور باطن مرتضیٰ یافت	صفا حاصل نمود و انقا یافت	حسن کان محسنِ دو جہان بود
کہ در بصرہ ولی دو جہان بود	حبیب عجمی آن محبوب باری	کہ ہر دم بود او مطلوب باری
از و داؤد طائی یافت کامے	کریمی ہر دو عالم ذوالکرامے	وزان پس واقفِ اسرار حق حی
قبولِ دو جہان معروف کرخے	شہ سری سقطی شیخ ذیجاہ	فنا گردید کاندر ذات اللہ
جنید آن والی دین پیر بغداد	کہ بود او سرور ابرار و اوتاد	ازان بعد ہست شبلی شیخ عالم
سرِ اہل دین شد پیش او خم	جناب شیخ ابوالفضل است و آجد	کہ فضلِ حق بر وگردید عاید
وزان پس حضرتِ بوالفرح طرطوسی	مبارک بوسعید و راقد سبوس	جنابِ شاہِ اکبر غوث اعظم
شہ محبوب سبحان قطب عالم	کہ شد مشہور محی الدین خطابش	بعالم گشت روشن آفتابش

سخوان پس بعد حضرت عبد وہاب
وزان پس شیر کامل رحمت اللہ
مکرم گشت از وی شیخ احمد
مقرب شد بقرب ذات معبود
جانشین والا شیخ پیر
شہ عالم میانجی حق پرست است
مشرف گشت ذاتیان شاہ ما
بفضل حق بشد ہر دو سرا ست
از حضرت سلیمان شاہ عاری
کہ در رہ در ریاضت بود دیگر د
محمد محسن راکھ محمد ۲
نگہدار ار کبار و ار صغار

کز آن پس بود رشید جہانتاب
شہ اہل صفا صوفی صفا کیش
مولود او ولی نور محمد
شہ ہر دو سرا اکرم علی بود
کہ در رہ در ریاضت گشت جوگیر
محمد سید مقبول جانشین
کہ در لفظ جہان ولی و معنی
وزاں پس اکرم آمد شاہ اکرم
رسیدہ بر مکان راست ماری
از آن حضرت محمد محسن و اصحیح
بحق یا خدایا لطف سعید
بحسب آمنہ دلرا صفا کن

دین است عالم مفضل اللہ
کہ رفت از جملۂ اقدام حق پیش
شدہ در سیدان دین مسعود
کہ دانش مفتی زاہد ولی بود
ہر ایک زین دو عالم بین اویسی
وزان پس حضرت مصطفیٰ شد
خلیل حق خلیل مقتدا شد
از و شد شاہ لطف اللہ اعظم
از و سید علی شاہ جوان مرد
بکام خود رسیدہ گشت و راسے
الٰہی بہر پیران کبار
وزان پس ذوق شوق جو عطا کر

احوال عید گاہ سینہ حضرت نور الدین جہانگیر

یہ مکان عید گاہ سینہ حضرت نور الدین جہانگیر بادشاہ کا ہے اب اس میں کوئی صاحب ملازم ریلوی در میانہ کو مدکر کے رہتا ہے بیچ نوگردا اسکے بہت سے عمارتیں تہیں مگر کنیں اسوعمارت موجود ہیں تحریر کرتا ہوں کہ میانہ پر گنبد کلاں جو کہ سنگ سیاہ اور چاروں گوشہ پر چار مینار ہست پہلو معہ گنبد طاق ور او ر آٹھ اٹھ درہ میں محرابے ست قرو سر صحن میانہ میں ایک درہ میں محرابی کلاں و راسکی پہلو میں تین تین درہ محرابی اگرچہ کلاں مگر میانہ سے قدری کم کل جانب ماسوا اسکے بطرف شمال و جنوب ایک ایک درہ میں کلاں اسکے متصل ہر دو طرف بیناور جاکیواسطے تمام استرکار سقف درہ میں مسانہ کے اوپر دو گنبد ہاں چار چار ہیں وا اب شمالی موجود اور جنوبی مسمار اب درہ میں میانہ کو مسدکرکے اوسمیں ایک دروازہ اور دو کھرکیاں لگی ہیں ست قرو صحن مسجد کشادہ جسپر تمام فرش حوتی درہر دو رسہ محرابی اور اندر صحن مسجد زیر گنبد ایک محراب غرب کیطرف دیوار میں اور اسکے شمال و جنوب رویہ اور دو محرابی

در کلان جواب سنگ کرکے اسمین ایک در کلان اور دو دو کہڑکیان اس صاحب نے لگائی ہین اندر باہر فرش خشتی غربی دیوار ہین اندرون مسجد بلین محراب منقش سقف خشتی قالبوتی دیوار و نیز تمام گلکاری رنگ آمیز پر تکلف سبحان اللہ اوسکی قدرت کا کوئی شریک نہین جو چاہے سو کرے بالائی سقف مسجد ہر دو طرف یعنی شمال اور جنوب سے تین پلس بنے اوپر چڑہکے جاتے ہین اور تمام فرش گچ ہے اور چارونطرف بنبیرہ ہای خشتی میانہ مین گنبد کلان اور اسکے پاس جنوب و شمال کیطرف دو دو اور گنبد خورد گنبد کلان اندر سے دو منزلہ بطرف ایوان گنبد و نیز بگوشہ لگائی تا لسبینہ بلند گنبد مین ایک ایک کہڑکی قلبوتی اسمین سے گنبد پائین کے پشت نظر آتی ہے و جنوب کیطرف بالای محراب دو برجیان چار چار در والین ہر مینار کی پائین بنے مدور اوپر مینار کی دو درجہ ایک میانہ زیر گنبدی استرکار منقش ہشت پہلو جسکی آٹہہ در اور ہر در کا عرض اڑہائی بالشت ارتفاع قد آدم باہر انکے نیچے چبچہ ہشت پہلو کہ جسپر چند آدمی بفراغت بیٹہہ جاوین وقایع جہانگیری مین تحریر ہے کہ حضرت جہانگیر بادشاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ نے بیس لاکہہ روپیہ واسطے تیاری عیدگاہ کی منظور فرمایا جسمین سے بسرکردگی خواجہ ایاز یہہ مسجد معہ بازار تیرپولیہ آباد ہوئی یعنی اس مسجد کے مشرق و شمال و جنوب کیطرف تین بازار تہی اور ہر بازار مین دو سو ستر دکانین معہ بالاخانہ طیار ہوئی تہین جنکا کرایہ مصارف خرچ کیواسطے وقف تہا حضرت آگرہ مین تہی کہ عرضی اطلاعی بایمضمون پہونچی کہ معہ مسجد بازار طیار اور آمدنی کرایہ بازار ماہوار اڑہائی ہزار روپے اسوقت حسب سفارش نورجہان بیگم کے سید مقبول علی صاحب متولی اور مولوی عنایت حسین مدرس اور حافظ حبیب اور امام اور پنجاہ کس دیگر خادم مسجد مقرر ہوئی فقط

ذکر مکان مرگ نینی

حال اسکا یہہ ہی کہ ان مکانمین پہلی قبر لکہی شاہ اور حضوری کی تہی اور یہہ مکان بہی نہین کا بنیہ تہا چنانچہ اب بہی قبر انکی گوشہ جانب مین موجود ہی وہ بعہد اکبر بادشاہ رہتے تہی مفصل حال ان کا کچہہ معلوم نہین بعد ازان دوسہر شاہ نامی فقیر قادری یہان آیا اور اوسمکا نکو آباد کیا انکا خادم ایک شخص قوم کا کہار سلطان نامی جسکی آنکہین خوبصورت نہین بنا اسکا نام دوسہر شاہ نی مرگ نینی رکہا جب وہ فوت ہوا فورا اسکی قبر یہان بنی تو اوسکی نام سے یہہ مکان مرگ نینی مشہور ہوگیا یہہ مرگ نینی ہفتم ماہ شوال المکرم ۱۱۵۵ھ بعہد شاہ نواز خان فوت ہوگیا یہہ مکان گوشہ غرب عیدگاہ مین اب تک آباد موجود ہے اور حال عمارت اس مکان کا یہہ ہی

تا سینہ بلند چبوترہ اوسکا اور وقت بلند دیوار چوگرد کھینچی ہوئی ہے اس چبوترہ کے میانہ میں ایک دروازہ جنوبی جسکے —
شرقی و غربی رویہ دو برجیاں خورد اسکے میانہ میں دو قبریں جو پختہ اور سنگ قبروں ہے ایک قبر خورد ایک
قبر مرگ شاہ کی اور دوسری راجہی شاہ کی ہمشیرہ والدہ مرگ شاہ کی گوشہ لگی ہیں اور دو قبریں پختہ ایک
جمال شاہ اور دوسری صدالحق خاندان وسکی کی حال انکا شجرہ سے واضح ہوگا غربی رویہ چبوترہ کے متصل کہاراں
ولہاراں و تجاروں اور شرقی رویہ چبوترہ کے بارہ قبریں متعلقان الہی شاہ کی اور ایک حجرہ شاہ کی جس کا مالکانا
ویں علیشاہ موجود ہے گوشہ الیاس مکان میں چاہ چرخی دار ہر سال میلا بھی انکا ہوتا ہے سرور میلا ڈال روز
سپیدا۔ اور مجلس قوالاں ہوتی ہے جنوبی رویہ چبوترہ کے دو دالان اب ان میں ایک نامی ہندوستان شکر
احمد تشریف رکھتا ہے الہی شاہ یہی ہے شجرہ انکا یہ ہے دین شاہ خادم رحیم شاہ کا اور وہ مرید قادر شاہ کا
اور وہ راجہی شاہ کا اور وہ کرم الدین شاہ کا اور وہ محمد سلطان المعروف مرگ شاہ کا اور وہ دوست محمد شاہ کا
اور وہ عاقل شاہ کا اور ملا سہ کا اور وہ علی شاہ کا اور وہ سلیمان شاہ کا اور وہ حضرت نور جمال بلوچی کا اور وہ
محمد سمیع ف۔ دری کا اور وہ محمد حیات سروری کا اور وہ شاہ مبین قادری کا اور وہ شیخ ابی الحیات کا
اور وہ ملا محمود کا اور شیخ بہاؤالدین کا اور وہ جلال الدین کا اور وہ حضرت شاہ جلال الدین کا اور وہ
اور وہ محمد نصیر کا اور وہ عبد الرزاق کے اور وہ جناب حضرت میر محی الدین عبدالقادر گیلانی قدس سرہ العزیز
کے اور وہ جناب ابوسعید کے اور وہ حضرت ابوالحسن علی الہکاری کے اور وہ جناب شیخ ابوالفرح طرطوسی کے اور
وہ شیخ ابوالفضل عبدالواحد کے اور وہ جناب ابی بکر شیخ شبلی کے اور وہ حضرت جنید بغدادی کے اور وہ حضرت
ابوالحسن سری سقطی کے اور وہ حضرت معروف کرخی کے اور وہ حضرت علی موسی رضا کے اور وہ جناب امام موسی
کاظم کے اور وہ جناب امام جعفر صادق کے اور وہ جناب محمد باقر کے اور وہ جناب زین العابدین رضی اللہ عنہ کے
اور وہ جناب سید مظلوم شاہ کونین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے اور وہ جناب امام المشارق والمغارب امیر المومنین حضرت
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے اور وہ حضرت جناب رسول الثقلین سید الکونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین۔ احوال بیگم پورہ یہ مکان میان لاہور و شالا باغ مینیہ والدہ نواب
خان بہادر صوبہ دار لاہور تا حال بھی معمور ہے حال نواب خان بہادر کا ذیل پچھتر پر ہوگا اسطرح

مناسب اول تشریح عمارات موجودہ تحریر ہوتی ہے اگرچہ بوقت تعمیر یہہ مکان لائق دید ہوگا لیکن تا حال بہی عبرت افزای ناظرین ہی شمال رویہ اسکی دروازہ کلان محرابی جسمین سے ہاتہی معہ عماری چلا جاوی اسکی اندر بطور ڈیوڑہی جسکی اوپر بطور بالاخانہ عالیشان اندر باہر دروازہ محرابی قالبوتی چونہ گچ دیوڑہی کی اندر بطرف شرق و غرب مقام نشست گاہ اوسکی اندر محرابی قلبوتی دروالی کوٹہریان معہ طاق تختہ مسقف کر اوپر چارون گوشون مین چار گنبدیان چونہ گچ منقش مدور جنکی آٹہہ آٹہہ در محرابی قلبوتی میانہ مین ایک بارہ دری بشکل بنگلہ قلبوتی نشستہ جسکی چہت ڈہالوین طولانی چارونطرف تین تین در محرابی شرق رویہ تین در جنمین سی دو بند اور ایک میانہ مین دروازہ معہ طاق تختہ لگا ہوا ہی یہہ متعلم بنگلہ خود بنجود شاہزادہ علی اکبر و عبد الرحیم ایوب شاہی نی اپنی تصرف مین عرصہ چہہ سال سی کہر رکہا ہی اوسکی اوپر جانیکا زینہ دروازہ کی شرق رویہ تہا اس درکی اندر مکان مربع جسکا طول ساٹہہ ساٹہہ گز گرد نواح اسکی چارونطرف دالان ہای قلبوتی انکی اندر پہر تین کوٹہری ہای قلبوتی اور شرقی دیوار کی دالان کچہہ مسمار ہو گئی ہین دیوار غربی کی میانہ مین دوہرا دالان جسکی پانچ پانچ در ہین قالبوتی محرابی نیلو مین چار چار در ہین قلبوتی دیوار جنوبی کی میانہ مین روبرو ڈیوڑہی عالیشان جسکی دونو طرف بطرف شرقی و غربی دو کوٹہریان مین چوکہٹ معہ طاق چوبی عرصہ تیس سال سی لگا ہی اوسکی اندر دو درجہ قلبوتی محرابی جنکی تین تین در ہین اور اب در غربی تمام بند اور شرقی کی دو در بند اور میانہ کشادہ جنوب رویہ اس ڈیوڑہی کی ایک در دروازہ کلان محرابی اوسکی آگی بطرف جنوب باغ حال اسکا بعد اختتام حال اسمقام کی تحریر کرونگا فقط شرق رویہ ڈیوڑہی کی زینہ اوپر جانیکا گیارہ زینہ چہرہ کی اوپر مکان دالان وغیرہ ہمشکل پائین اسمین کریم بخش نمبردار موضع ہذا ہی اس درجہ کی شمال رویہ مین دو در کشادہ پہر گیارہ زینہ چہرکی اوپر جاتی ہین اوپر تمام فرش چونہ گچ پختہ شمال رویہ دیوار خشتی بنبنیہ گلاب سنگہ پوہوندیہ اور غرب رویہ بطرف شمال ایک کوٹہری جسپر بالاخانہ اور اس بالاخانہ پر جنوب رویہ دو دروازہ ہی اور شمال و غرب و شرق رویہ ایک ایک خورد کہڑکی اور جنوب رویہ ایک دالان سہ درہ جسکی میانہ مین چوکہٹ چوبی معہ طاق تختہ لگی ہوی ہی یہہ عمارت بہی گلاب سنگہ پوہوندیہ نی یہانکی اینٹ جمع کرکی بنائی ہی چارونطرف دیوار خشتی اور چار گوشہ پر چار چار گنبدیان چار دروالی چونہ گچ سفید منقش نقط جیسا زینہ شرق رویہ ہی ویسا ہی اس ڈیوڑہی کی غرب رویہ چاہ عالیشان بڑا کشادہ اب اسمین جو خنجر لگی ہوی ہی کہیں جہیں چوب جاتا تہا فقط مکان مربع کی میانہ مین جہان

چاروں طرف دالان سہ دری بنے ہوئے ہیں ایک چبوترہ جسپر شبیہ قلمدان کی راہ آمد و رفت شمال رویہ میں ریختہ پختہ کی
طول اسکا سولہ گز اور عرض چودہ گز اور اس چبوترہ کے شمال طرف ایک چھوٹا گنبذ آٹھ در محرابی والا ہے یہ گنبذ مقام
قدم رسول ہے یہاں نواب صاحب نے قدم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نصب کرایا تھا مگر افسوس کہ اب موجود نہیں
اس چبوترہ کی سامنے ایک اور چبوترہ اور سنگی دو قبریں ایک نواب خان بہادر کی اور دوسری اونکی والد نواب صمد خان
صاحب مرحوم کی (جنکا اصلی نام عبد الصمد خان تہا اور نام کا انعام نواب صمد خان کہتے ہیں) اونکی جنوب کیطرف پانچ
قبریں ہیں ایک خواجہ عنایت اللہ بیگ دوسری قلندر شاہ تیسری نواب صاحب کی بیگم میرگل نواب صاحب کی
چوتھی مائی سوہاگن بیگم زوجہ نواب صاحب کی اور پانچویں صاحب بیگم دختر نواب صاحب کی انکی سرہانے ایک قبر سنگی پختہ
جسکی سرہانے چراغدان ہے یہی عالم شاہ سر قلندر شاہ کی ہے اور اس چبوترہ کی شرق رویہ ایک اور چبوترہ جسپر قبر خواجہ
رحمت اللہ بیگ پسر خواجہ عبد اللہ اور نواب خان بہادر اسکا اسم نام ورثہ جسکی تختہ تہا اب غرب رویہ اور کچھہ
متصل چبوترہ موجود اور بقیہ بوسیدہ ہو کر گر گیا ہے اسکا سنگ قبر رویہ سول درخت کیکر اور دیواریں غرب رویہ تہڑہ ثبت
کیکر اور ایک لسوڑہ کہڑا ہے سبحان اللہ ہول دلی کیسی میت سی یہہ مکان آباد کیا تہا اب اس عمارت شاہانہ کو سانس عالی
کی اپنی قصبہ میں کر کے ایک گاؤں بسایا ہے جسکا نام بیگم پورہ مشہور ہو گیا ہے یہہ بہی نواب کی نیک نیتی کا ثمرہ ہے کہ انکا نام اب تک
رہ گیا ہے قوم تحریر اشخاص مفصلہ ذیل اس مقام میں سکونت پذیر ہیں الہی بخش مستری خان ولایت خان حکیم کرم الہی
ارائیں محمد و ماتکو ترکھان شرفدین زمیندار سلم جولاہہ جعفری کشمیری مرورے رحمان کشمیری ۔ محمد یار زمیندار
فتو پسر الہی بخش سردار نکا زمیندار سردوش ماچھی کیبشا فقیر حاکم سامیا ساد امول سنگہ ہیرا سنگہ دانش فروش
بابو سانا چرن یہہ بابو صاحب محکمہ مدارس سرکار میں عہدہ دار ہیں ایک دالان اپنی تصرف میں کر رکھا ہے
قادر داد خان اعوان نقشہ دار کمال زمیندار بابا ماہی فروش محمد بخش جٹ سہاجت سماں ماں الٰہی
سنگہ مس دار ۔ ڈیوڑھی بیچ جنوب رویہ دروازہ حویلی اونکی اندر جاتے ہیں گرد نواح اسکی
تمام چاردیواری پختہ ریختہ کار دو قد آدم بلند دیوار کی میانہ میں ایک دالان عالیشان جسکی پانچ در
محرابی کمان ہیں جو بیچ اس دالان کی پہلو میں شمال و جنوب رویہ ایک ایک کوٹھری جسکا ایک ایک
در باہر کیطرف غرب رویہ جنوب اسکا اگلی گلاب سنگہ نے ہو دکانیں اکہاڑ کر لی گیا تہا اسکے شمال رویہ چبوترہ

زینہ اوپر جانیکا اوپر دونو طرف بالاخانی تہی اب اسطرف کا بالاخانہ گرگیا ہی اور سقف بالائی زینہ بہی گرگئی ہی جنوبی
بالاخانہ موجود ہی اسکی شمال و غرب رویہ کہڑکیان بوسیدہ ہہ بالاخانی گلاب سنگہ مذکور نی بنوائی تہی اس دالانکی جنوب
رویہ یہی دیوار قدری مسمار ہوگئی ہی دیوار جنوبی مین چندی مادہ فوارہ جسکی نیچی دو کہڑکیان بوسیدہ ہین اس مادہ کی غرب
کیطرف سا دیوار جنوبی باغمین چاہ کلان چرخ چوب والہ اوسکی غرب رویہ ایک دروالان جسکی چار دہن ستونداربی سقف اس
دالان کی غرب رویہ ایک دالان بی چہت اوسکی سا تہہ اور دالان جسکی دو دہن شمال رویہ پہر گوشہ غربی و جنوبی باغ ہذا مین ایک
اور دالان قلبوتی جسکی پانچ دہن قلبوتی مع ستونہائی موجود اسکی جنوب رویہ چار کوٹہریان قلبوتی بید رجسکی در محرابی اسکی
آگی دیوار غربی بحد رنصف گز کی زمین کی برابر آرہی ہی دیوار نواحی باغمین تمام محرابونکی نشان رکہی ہوئی ہین غرب رویہ باغکی
میانہ مین مسجد عالیشان کانسی کار جسکی تین در محرابی گوشہ غربی و جنوبی مین زینہ اوپر جانی مسجد کا دروسکا محرابی اور اسکی
چودہ زینہ چڑہ کی بالائی مسجد جانا ہوتا ہی مسجد کی اوپر چارون گوشونمین چار مینار کانسی کار برنگ سبز و بسنتی گرد اوسکی
گلاب سنگہ پوہو ونڈیہ نی بلند کرکی ایسی بنائی ہی کہ جس سی وہ مینا چہپ گئی ہین سقف مسجد ہذا پر میانہ مین گنبد
طولانی کانسی کار نہایت رنگ اسکا بوسیدہ ہوکی کالا نظر آتا ہی اس گنبد کی شرق کیطرف ایک کلان کوٹہہ
گلاب سنگہ پوہو ونڈیہ نی بنوایا ہی اوسکی جنوب رویہ دو کہڑکیان اسمکانکی گوشہ غربی و شمالی سی بارہ زینہ چڑہ کر اوپر جاتی ہین
اوسکی جنوب رویہ ایک دالان مسجد کی چہت پر تمام فرش خشتی چونہ گچ دیوار جنوبی مین تین دہن کلان سفید چونہ گچ محراب بند کرکی
اسمین تین محرابی در خوبر درکہی گئی ہین دہونکی مرغول و کتبہ بہت عمدہ کانسی کار گلزار اکثر رنگ بسنتی و سبز ایسی سرو تازہ کہ
گویا ابہی نقاش بنا کر اوترا ہی شرق کیطرف تمام فرش خشتی اوسکی شرق کیطرف ایک حوض کلان اسمین ایک فوارہ گرد نواح
اس حوض کی فرش خشتی پختہ گوشہ شمالی و جنوبی مین دو دہن سفید میانہ مین تین دہن محرابی قلبوتی سفید اوپر اونکی سہ دہن
تمام کانسی کار چینی جسپر ہزار ہا روپیہ صرف ہوا ہوگا متصل لب بام گرونہ محراب میانہ کی میانہ مین ایک سل سنگ مرمر کی
نصب ہی جسمین افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بطرف شمال عجلوا بالعمل
قبل الموت اور بطرف جنوب عجلوا بالصلوۃ قبل الفوت تحریر ہی کلمہ شریف سیاہی سی بخط فارسی اور منوطی
بخط عربی گرد نواح تمام کار چینی اندر مسجد کی در درجہ شمال و جنوب کیطرف دو حجری قلبوتی حوض کی شرق کیطرف میانہ
باغمین ایک گز زمین بلند مربع ایک چبوترہ اوسکی میانہ مین ایک مشت بلند اور چبوترہ تمام سنگ مرمر سفید..

لگا ہوا تہا مگر سراج الاسکہ وغیرہ اکہاڑ کر لیگئی اب سپرد و قرین ہیں اب ایک گرہی ہی اور ایک موضع اک بہ حکم
زوجہ اور دوسری بیگم خان والدہ نواب خان بہادر کی ہیں جب لاہور پہا تک آتا ہا تو سروپیہ اس بیگم پورکر ایک
روپیہ پختہ [illegible] ایسکی بشاشی نواب خان بہادر کی والدہ نے یہہ مکان تعمیر کرایا ہا یہہ سہالی کیطرف [illegible]
چار دیواریکی نام دو کانات بطور بازار تہیں وجہ تسمیہ اسکا نام بیگم پورہ یہہ ہی کہ نواب خان بہادر کی والدہ سماتہ بیگم جان
نے یہہ مکان تیار کرایا تہا خط باہر اسکی سرور یہی دکانات ملتہ نواب سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ
نواب خان بہادر کی تہی چنانچہ بعض اتک بہی موجود ہیں اور کچہہ بعد سکہان اور کچہہ بہائی محمد سلطان سے کر اسماً
سو گئی مگر تو بہی تا حال کئی عمارتیں شکستہ حالات ڈیرہ عالیشان موجود ہیں ؛

احوال نواب خان بہادر

اصلی نام انکا ذکریا خان اور خطاب شاہی نواب ہزبر الدولہ خان بہادر والد انکا عبد الصمد خان المعروف [illegible]
قدیم ساکن بخارا اولاد حضرت خاوند محمود المشہور حضرت ایشاں سے کہ جسکا حال معہ تاریخ عمارت مقبرہ وغیرہ مفصل درج
کتاب ہذا ہی [illegible] میں رحمت [illegible] سواراں واسطے زیارت مقبرہ حضرت ایشاں کے وارد لاہور ہوا
اسوقت یہہ عبد الصمد خان خاندان نقشبندیہ کا پیرزادہ مقبول خلایق مشہور تہا اسواسطے [illegible]
سی بخوبی واقف تہا اس ایام میں حضرت ایشاں صاحب قدس سرہ العزیز کے خادم طالب [illegible] میں [illegible] جہاں آباد
و اگرہ بکثرت موجود تہی چند روز خانصاحب بہادر سکونت پذیر ہی اس اثنا میں حسن لیاقت و شرافت انکی شہرہ آفاق
ہو گئی بعدہ حسب [illegible] پیرزادگان [illegible] حکام و علما کی ملاقات کیواسطے روانہ دہلی ہوئے وہاں انکی [illegible] تعظیم
حاصل ہوئی رفتہ رفتہ سرکار دربار میں رسائی پیدا ہو گئی شاہ عالم وسادہ آرای حکومت [illegible]
[illegible] انتظامی [illegible] بادشاہ [illegible] لاہور میں اکر [illegible]
الیشاں پیر حضرت عبد الصمد خان کو خطاب سیف الدولہ دلیر جنگ بہادر دیکر ناظم لاہور مقرر کرکے روانہ لاہور فرمایا او
جب یہہ ناظم لاہور ہی اختیار ہو کر تشریف لائے تو ذکریا خان صاحبزادہ انکا تیرہ سال کا تہا اگرچہ کم تہا لیکن آثار
بزرگی اوسکی ناصیہ سی ظاہر باہر تہی ولایت [illegible] ستارہ [illegible]
نواب عبد الصمد خانصاحب بہادر کے قدوم میمنت لزوم سی لاہور نے رونق تازہ پائی ہر طرف [illegible] ہو گیا
بعد اوسکی نواب میر مومن خان نائب ناظم مقرر ہو کر [illegible] امور سلطنت و ولایت [illegible]

دیریہ چنین شہریار چنان * جہان چون نخچیر قیر اچنان - بکار رہا مگر آخرکار نواب میر مومن خان اسیر دام طمع
نفسانی ہوکر تمام طمعیان کرنے لگا یعنی راجپوتان موضع اولیاپور سے جو کہ مین مضافات صوبہ لاہور ایک قصبہ
متصل میر دوال جو تا حال ضلع امرتسر مین موجود ہی سازش کرکے صادر دوارد کو تکالیف گوناگون پہونچانی لگا
رئیس انکا محمود خان نامی قزاق در انہرن تہا اور اکثر اوقات لب دریا پر رہزنی کیا کرتا تہا نواب میر مومن
خانصاحب اس سے حصہ لیتی لگی رعایا برباد ہونے لگی نواب عبد الصمد خانصاحب سپر پر جو کمال اعتماد رکہتی تہے کسیکی فریاد
مسموع نہوتی تہی نواب ذکریا خان نے اندرون دروازہ ذکی جو فی زماننا یکی دروازہ مشہور ہی ایک عالیشان
حویلی بپاس خاطر مسماۃ گلو بائی محبوبہ خود تعمیر کرائی (اب وہ حویلی حویلی اہلو والہ مشہور ہے) اور گلو بائی ایک حسین
مہ جبین عورت قوم میراثیان سے شہرہ آفاق تہی اسکو نواب ذکریا خان نے حبالہ نکاح مین لاکر بیگم بناکر گہر مین ڈال لیا
تہا اسی حویلی مین نواب صاحب بوقت ظہر بیٹھکر عدالت کیا کرتے تہے ایک روز کوئی سوداگر ایرانی نے نہایت
تباہ خاطر دربار ہوکر عرض کی کہ عرصہ چند ماہ کا منقضی ہوتا ہی کہ راجپوتان اولیاپور نے لاکہا روپیہ کا اسباب پشمینہ
وجواہرات میرا لوٹ لیا ہے اور بارہا عرائض بحضور جناب نواب صاحب کلان گذارش کر چکا ہون مگر حسب سازش
نواب میر مومن خان نائب ناظم کہ طوطی کی آواز نقار خانہ مین سنی نہین جاتی ذکریا خان نی وجہ ثبوت سازش
میر مومن خان کی قزاقان اولیاپور سے طلب کی اتفاقاً اوسوقت سواری میر مومن خانکی حویلی کی نیچے سے
سے گذری اوس سوداگر نی باچشم تر عرض کیا کہ جو دوشالہ اسوقت زیب دوش نائب ناظم صاحب کے ہے یہہ میرے ہی مال
مسروقہ سے ہے اس سے زیادہ کامل وجہ ثبوت کیا ہو ذکریا خان کو یقین کلی ہو گیا سوداگر کو تسلی دیکر امیدوار
حضور سے کیا محمود خان راجپوت کی کمبختی جو آئی اوسنی یہہ تذکرہ سنکر علی الاعلان کہا کہ ذکریا خان طفل مکتب
ہمارا کیا انتظام کریگا میر مومن خان ہمارے حامی سلامت رہین ذکریا خان صاحب نے تمام کیفیت اپنی والد
کی خدمت مین مفصل عرض کیا وہ بہی چندان متوجہ نہوئی ذکریا خان کو یہہ معاملہ ناگوار ہوا وہ بغرض شاہجہان
اباد مین چلے گئے تاکہ وہان جاکر بحضور شاہی استغاثہ اس امر کا کرین اسوقت محمد معز الدین جہاندار شاہ تخت
نشین تہی ذکریا خان نی تمام حال گذارش بندگان شاہی کیا ابہی کچہہ حکم صادر نہوا تہا کہ انہوین محرم سنہ ۱۱۲۵
کو محمد جلال الدین فرخ سیر جسکی تاریخ ولادت ۱۸ رجب روز پنجشنبہ سنہ ۱۰۹۵ - اور وفات ۸ - ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱

ہی حمایت نواب قطب الملک سید عبد اللہ خان و امیر الامرا سید حسین علی خان صاحب بہادر و رنگ آمیزی
سپہر بے مہر و ساں ہو گئی پامالیاں۔ بارے زکریا خان کو بہ نہار عالی مزاج انصاف دوست خیال کر کے خلاف
نواب خان بہادر لوائے ناظم لاہور مقرر کرا دیا نواب عبد الصمد خان صاحب لاہور کی نظامت سے معزول ہو کر
ناظم ملتان مقرر ہوئے نواب خان بہادر نے آتے ہی محمود خان راجپوت کو گرفتار کیا متعلقین اسکے لاکھا روپیہ
عوض دیتے رہے مگر نواب صاحب کی ہمت نے سر کا اسکو سزائے دار دی سرمونس خان کو بھی بوجہ احسن چشم
انعامی بکی تمام اسباب معروفہ اوس سوداگر کا دام دام درم درم لیکر اوس سے راضی نامہ لی خلعت دیکر رخصت
تمام ہر دار کیا تمام ملک میں عزت ہو گئی شادی کتخدائی نواب خان بہادر صاحب کی صاحبزادی نواب
قمر الدین خان صاحب بہادر سے ہوئی یہ وہی نواب قمر الدین خان صاحب تھے کہ جو بعہد محمد شاہی جنگ احمد شاہ
میں مارے گئے حال مفصل انکا احوال شہوار خان بن نواب خان بہادر میں تحریر کرونگا انشاء اللہ تعالے
فقط نواب خان بہادر صاحب کی دربار میں ذی اختیار امیر کبیر دیوان لکھپت رای اور جیت رای تھے جنکی
تالاب تا حال جوہڑ رویہ لاہور یادگار ہیں بعدہ حضرت روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ غازی شاہ جہان آباد میں
بادشاہ ہوئے نواب خان بہادر بدستور ناظم لاہور رہے شوق عمارت انکو بحد کمال تھا دلی دروازہ کی اندر سے
تا دروازہ ٹکسالی صدہا مکان انہوں نے بنوائے ایک حویلی جسکا نام بہادر لال حویلی اکبری منڈی میں تا حال موجود ہے
فقط انکے یہاں دو صاحبزادے ہوئے ایک شہوار خان دوسرا یحیی خان جب وفات ہوئی تو خطاب ابا
نواب شہوار خان کو بتاریخ ہشتم شوال سنہ ۱۱۵۰ کو عطا ہوا انیسویں ذی الحجہ سنہ کو یحیی خان خورد بھائی
انکا اس سے معرکہ آرا ہوا اسوقت حویلی یحیی خان کی وہاں تھی جہاں اب باغ نواب ان ملتان ویران ہے
اور شہوار خان اسی بیگم پورہ میں سکونت پذیر تھے ۱۴ محرم سنہ ۱۱۵۱ کو شہوار خان نے یحیی خان کو مغلوب
کر کے گرفتار کر لیا ضلع لاہور میں جو فی زمانہ موضع آباد مشہور ہے اصلی نام اسکا یحیی نگر ہے اور اسی یحیی خان نے
وہ موضع آباد کرایا تھا اگرچہ شہوار خان نے حفاظت یحیی خان کی بحد کمال کی مگر وہ خفیہ خفیہ بسماجت تنگ آ رہا
خود معرفت ڈاک اسپان لاہور سے فرار ہو گیا اور حیدر آباد دکھن میں جا رہا چنانچہ اولاد اسکی تا حال وہاں
با عزت و آبرو موجود ہے اسی اثنا میں بادشاہ ایران ہند پر چڑھ آیا شہوار خان لاہور میں صف آرا ہوا

اخرکار شکست پائی نادر شاہ نی لاہور کو خوب لوٹا بیگم پورہ سی کرڑہا روپیہ کا اسباب نقد و جنس لیے گیا حضرت محمد شاہ بادشاہ عیش و عشرت مین مشغول تھی سر دربار رقص و تماشا ہوتا تھا آپ بھی بہت اچھا گاتی بجاتی تھی جب نادر پشاور مین آیا تو نواب شہنواز خان نی عرضی الملاعی معہ استمداد ارسال کی مگر کوئی متوجہ نہوا ایک عرضی پر کیا منحصر تھا تا وصول لاہور صدہا عرایض ارسال کئین مگر ہونا تو نہین تھا بیت

سر بگردد بر نگردد سر نوشت ٭ این سخن با آب زر باید نوشت ٭

شہنواز خان نی بعد روانگی نادر شاہ اپنا انتظام گونہ قایم کرلیا نادر شاہ دریای ستلج سی پار ہوگیا ہر ایک ناظم کی عرضی الملاعی سرکار مین روانہ کی دربار مین قیل و قال سرگوشی ہونی لگی بادشاہ بہی سماعت فرمانیلگی نواب قمرالدین خان صاحب عہدۂ وزارت پر سرفراز تہی شجاعت کو کام فرما نظر آیا اہالیان دربار کو فرمانی لگی کہ کیون حضور کو دق کرتی ہو نادر آیا یا در آیا کیا ہوا اگر آیا تو حضور کی جہروکہی کی نیچی سیسے ہی گذریگا الحمد للہ کہ محمد شاہ کی آنکہہ کہلی نواب قمرالدین خان سپہ سالار میر جنگ مقرر ہوکر مقام کرنال مین برسر مقابلہ آئی مقدمۃ الجیش اضلاع شمالی دریۂ خفیہ مل گیا نواب قمرالدین خان بہادر نی داد مردانگی دہی طوالت مناسب نہین مختصر یہہ ہی کہ اول نادر کو ہزیمت ہوئی پہر بمضمون الحرب خدعۃ نواب قمرالدین خانصاحب ماری گئی نادر شاہ کہلی دروازون داخل دہلی ہوا قتل عام کی محمد شاہ کا داماد بنا کوہ نور و دریای نور بیش قیمتی جواہر تاج شاہی سی اوتارلئی پہر تاج بخشی کر کے واپس چلا آیا بعدہ سنہ ۱۱۵۵ مین صوبہ ملتان لاہور کی شامل ہوا پہر احمد شاہ ابدالی لاہور مین آیا شہنواز خان بدستور ناظم رہا نواب عبدالصمد خان ملتان مین رہگرای عالم بقا ہوا لاش اوسکی لاہور مین اپنی متصل قبر نواب خان بہادر دفن ہوا سنہ ۱۱۵۸ مین ملتان مین کچہہ شورش ہوئی نواب شہنواز خان کو ہمراہی دیوان کوڑا مل کی کسی سوار نی ضرب قرابین سیے شہید کیا چنانچہ قبر اسکی متصل مقبرہ شاہ شمس تبریز صاحب تا حال موجود ہی بعدہ سنہ ۱۱۶۱ مین نواب عبداللہ خان برادر حقیقی نواب خان بہادر صاحب مرحوم کا ناظم لاہور مقرر ہوا محمد شاہ بہی فوت ہوگئی احمد شاہ دہلی مین تخت نشین ہوا عبداللہ خان خام طمع بدمزاج تہا لاہور مین قحط پڑا اوسنی رعایا سی بدرجہ کمال تنگ طلبی کی چنانچہ آجتک یہہ مثل مشہور ہی حکومت نواب عبداللہ نہ چلی رہی نہ چلیہا بار دوم احمد شاہ ابدالی آیا اوسکی ہمراہ سائین صابر شاہ فقیر مجذوب تہا اوسنی احمد شاہ کو کہا

کہ لاہور میرا وطن ہے اسکو تکلیف نہ دیجیو ناظم کیے پاس وکیل کر کے روانہ کرا اوسنے قبول کیا سائیں صاحب شاہ
وکیل بنکے خواجہ عبد اللہ کیے پاس آیا محمد و نیکو وکالت سے کیا جو تھی اوسکو خواجہ عبد اللہ ناظم لاہور کو گالیاں دیکر کہا
کہ او موقوف احمد شاہ ابدالی آیا ہی تو اسکی خدمت میں حاضر ہو والا نہ تو برباد و خراب ہو جاویگا اوسکو یہہ بات
ناگوار آئی نہایت خفہ ہوکر حکم قتل کا کیا احمد شاہ بہت ناراض ہوکر لاہور پر چڑھ آیا قتل عام کی لاہور کو صدمہ
عظیم پہونچا اگرچہ خواجہ عبد اللہ خان بہت استقلال سے لڑا مگر جماعت نہ پہونچی مدد کی شکست فاش ہو گئی
مقتل خانہ حضرت ایشان و بیگم پورہ مسجد کی بستی لگ گئی تھی ہیں کہ گھوڑوں کی گھٹنوں تک خون چڑھ
آتا تھا لاکھا آدمی مارے گئے اور بیگم پورہ خوب لوٹا گیا اسوقت احمد شاہ ابدالی مقام سہیگج میں بالائی مسجد
منیہ عبد اللہ خان ملازم دارا شکوہ نواب قصہ سکھا میں ہے بیٹھہ کر تماشائی قتل دیکھہ رہا تھا کہ خواجہ مذکور
گرفتار ہوکر روبرو لایا گیا احمد شاہ کو بدرجہ کمال ابھی مرشد کا علم تھا خواجہ عبد اللہ کو دیکھتے ہی کہنے لگا کہ
اے تیری لئے کیا جادی اوسنے کہا کہ اگر قصاب ہی تو قتل کر اگر بقال ہے تو فروخت کر اگر بادشاہ ہے تو بخشی کر
احمد شاہ کو یہہ سخن پسند آیا اسکو تاج بخشی کر کے چلا گیا بعد اسکی ۱۱۶۶ھ میں خواجہ عبد اللہ نے بعارضہ چہارم
ذیقعدہ کے فوت ہوا اوسکی قبر دربار بیگم پورہ موجود اور مقبرہ سرو والہ خواص میں مقبرہ شرف النساء بیگم والدہ
خواجہ عبد اللہ کا بھی موجود اور سالم کھڑا ہی اور خواجہ عبد اللہ کی موضع ٹھٹی جو لاہور سے بفاصلہ تین کوس کے
مشہور و آباد تا حال موجود ہے آباد کرایا بعد اسکی بستم ذیقعدہ ۱۱۶۶ ہجری مقدس کو میر معین الملک المشہور
میر منو خلف نواب قمر الدین خان وزیر محمد شاہ بادشاہ غازی جو خسر پورہ نواب خان بہادر کا تھا احمد شاہ کی
طرف سے ناظم لاہور مقرر ہوا اس اثنا میں سکھوں کچھہ طاقت پکڑ کی لوٹ مار کرتی پھرتے تھے میر منو نے
متعصب آدمی تھا جتنی کہ سوا سیر بارا دتر واکی جاوا کر دی کہا تا تھا اور سکھوں کو قتل عام کرایا تھا جتنے سکھہ کہ مجھے
لو عوض روپیہ فی سکھہ کے واسطے اشتہار دیا سکھہ لوگوں کی یہہ مثل مائی - میر منو ساڈی داتری اسی منو دی
سوئی جو جو سانوں وڈدا اسی دونی دونی ہوئی - تمام سکھہ اور ہندو شب و روز جناب الہی میں دعا کرتے تھی
کہ یہہ آفت ناگہانی دور ہو آخر کو اسکو خبر ملی کہ گرد نواح قصور میں سکھوں کی جمع ہوکر سر شورش اٹھایا ہی
بجوشی تمام اونکی عزیمت کیواسطے روانہ ہوا تین روز میں چار ہزار سکھہ قتل ہوا بعد فتح جب واپس آنے لگا تو

قدرت الہی سے گھوڑی اسکی بدلگام ہوکر بھاگی ہرچند روکا

پانو رکاب میں اور بقیہ بدن زمین پر کشان کشان جان بحق تسلیم ہوا پانو اسکا رکاب میں سے نکل گیا چہارم محرم الحرام ۱۱۶۶ھ کو متصل مقام شہید گنج دفن ہوا مقبرہ اسکا تا دم تحریر موجود ہی پھر تو بادشاہ گردی پڑ گئی فقط بعد چندی احمد شاہ بادشاہ دہلی کو نواب عماد الدین خان نے نابینا کرکے مار ڈالا اسکی بعد عزیز الدین عالمگیر ثانی حاکم ہندوستان مقرر ہوا لاہور میں پھر سکھہ حکومت ہو گئی جہان کسی سکھہ نے موقع پایا حاکم ہو بیٹھا چونکہ میر منو سی جلے ہوئی تھی مسلمانون کو تکالیف گوناگون پہنچانی لگی میر منو کو تو حال بدنامی سے یاد کرتے ہین دیکھنی کا ذکر ہی کہ بعد مہاراجہ شیر سنگھ مقبرہ میر منو کا اوکھاڑا گیا اولاد خان بہادر لاہور سے بھاگ کر کابل میں جا رہی اسی باعث سے اولاد خان بہادر نواب کی اپنی املاک سی بیدخل رہی تعجب ہے کہ قبر و مسجد نواب خان بہادر بچی رہی گو کہ گلاب سنگھ بھوندیہ کی نسبت عمارت بیگم پورہ کی چہاونی بنا کی بگاڑ دی مگر تیک کہا گئی تھی کہ تا حال قائم رہی ہے

حال اولاد نواب خان بہادر مرحوم

نواب ابو محمد خان کی یہان دو بیٹی ہوئی ایک خواجہ عبید اللہ دوسرا ذکریا خان المشہور خان بہادر نواب خان بہادر کے یہان دو فرزند ہوئی ایک شہنواز خان دوسرا یحیی خان دکہن کو گیا اور شہنواز خان لاولد مارا گیا اور خواجہ عنایت اللہ کی یہان ایک بیٹا عنایت اللہ اور ایک لڑکی مسماۃ شرف النسا ہوئی شرف النسا لاولد اور عنایت اللہ کی یہان چار بیٹی ہوئی اول قبر خواجہ عنایت اللہ کی متصل قمر خان بہادر عرف ویرا اسکی چہوترہ پر ہی وا ایک نواب عباس خان تھی جو ۱۲۵۰ سال میں فوت ہوا جسنی تیرا ہا مکانات لاہور میں فروخت کئی تھی بلکہ اوقات بسری اوسکی مکان فروخت تہی عمر اوسکی سو برس کامل کی ہوئی تمام لوگ اوسکا ادب خاندانی بزرگ کرکے کرتی تھی بلکہ ہر قبالہ پر مثوبہ قاضی تہی پر مہر اوسکی بہی ہوتی تہی دوسرا قلندر شاہ اون دونو بھائیونکی قبر تہہ مقبرہ خان بہادر موجود ہے تیسرا خواجہ حیات یہہ مہاراج کی زنبورخانہ میں ایجنٹ تہا جنگ فیروزپور میں مارا گیا اور لاش ہاتہ نہ آئی چوتہا خواجہ رحمت اللہ اکثر کاغذات شاہی لیکر بامید ملاقات یحیی خان دکہن کیطرف چلا گیا پہر اوسکی کچہہ خبر نہین نواب عباس خان کی یہان چار لڑکیان اور ایک بیٹا خواجہ احمد بیگ پیدا ہوا اسمائی دختران یہہ ہین نبوجان شہزادہ بیگم بادشہ بیگم بشہ بیگم نبوجان کی یہان ایک لڑکا حاکم بیگ اور دو لڑکیان مسماۃ عمدہ بیگم اور بادر بیگم جان

پیدا ہوئین یہہ موجاں اسک زندہ ہی اوسکی بیٹی حمدہ بیگم کے یہاں ایک لڑکی معراج بیگم ہوئی اور شادی اسکی
موجاں مرزا عبدالرحیم بن رحیم خاں سی ہوئی اور وہ عبدالرحیم مختار کار جرنل او طویلہ اتنک موجود ہی شہ بیگم کی شادی
رحیم علی شاہ المشہور میر کستوری سی ہوئی اوسکی یہاں ایک لڑکا عنایت شاہ جواب ملازم سردار بیگواں سنگھ
جاگیردار شیخ گدہ بن جمعدار خوشحال سنگھ ہی پیدا ہوا جو اتنک لاہور میں سفید پوش ہی اور ایک لڑکی سید بیگم جو بارتج
بادشاہ بیگم حیدر شاہ سی بیاہی گئی اوسکی یہاں تین بیٹے ایک محمد شاہ دوسرا الف شاہ تیسرا افضل شاہ پیدا ہوئے یہہ تینک
زندہ اور مختلف کارگری میں کوئی دردی کوئی کوچوانی کوئی وغیرہ شہزادہ بیگم کی غلام جیلانی محل سے شادی ہوئی
اوسکی یہاں ایک لڑکا جھنڈو بیگ ہوا جو ملک پور میں زراعت کرتا ہی اور ایک لڑکی جھنڈو وہی زندہ ہی جوام احمد بیگ
بن نواب غازی لاولد موجود ہی فقط قلندر شاہ برادر نواب غازی کی یہاں دو فرزند اور تین لڑکیاں پاس عقیل
ہوئی بن عالم شاہ فرزند جسکی مرشد جیو ترہ خاں بہادر ابھی موجود ہی دوسری محمد شاہ یہہ ملازم انگریزی بہادر تھا
دہلی میں مارا گیا ولی بیگم اولیا بیگم بیگم جاں عالم شاہ کا بیٹا جیون خان بیٹی محمد سلطان ٹھیکہ دار موجود
محمد شاہ کا ایک بیٹا محمود شاہ دہلی میں مجروح ہوا اسپس چار سرکار سے موتی بیگم امام شاہ کسراتی سی بیاہی گئی
اوسکی تین لڑکیاں موجود ہیں قلندر شاہ کی جورو درگاہی بیگم تا حال بعمر صد سال زندہ ہی اسوا اوسکی جو امیر عنایت اللہ
کی تین لڑکیاں ہمشیرہ ہائی نواب غازی ایک حیات النسا دوسری لاڈلی بیگم تیسری راجی بیگم تہیں حیات النسا کی شادی
میر حفیظ اللہ ولد میر عبداللہ سی ہوئی یہہ حفیظ جمعدار رنجیت سنگھ مہاراج کا تھا اوسکی یہاں پانچ بیٹے ہوئی ایک
محمد شاہ دوسرا احمد شاہ تیسرا بہادر شاہ چوتھا مہر شاہ پانچواں امیر شاہ احمد شاہ لاولد گیا اور محمد شاہ گمنام
تہا اب اوسکا بیٹا حاکم شاہ سوداگری کرتا ہے اور بہادر شاہ ٹھیکہ دار چوکیاں ڈاک ہی اور مہر شاہ سوداگر اسپاں
اور امیر شاہ رسالدار لاڈلی بیگم رحیم خاں سی بیاہی گئی اوسکی یہاں تین بیٹے ایک عبدالرحیم دوسرا احمد بیگ تیسرا ابراہیم
عبدالرحیم کے یہاں ایک بیٹا حاکم بیگ اور دو لڑکیاں ایک عمدہ بیگم دوسری بیگم جان موجود عمدہ بیگم یوسف علی
کمیدان مہاراج جموں سی بیاہی گئی اوسکی یہاں ایک لڑکی معراج بیگم موجود اور بیگم جان نا کدخدا ہی بہادر لاولد
اور راجی بیگم ہمشیرہ ثالثہ نواب غازی خواجہ عبداللہ مراد اور نواب خان جاہ سید مہر علی شاہ ملازم زیر جا
سی بیاہی گئی اوسکی یہاں ایک بیٹا محبوب شاہ اور لڑکی ننہی بیگم ہوئی ننہی بیگم مر گئی اوسکی ایک لڑکی

موجود ہی اور محبوب شاہ کی یہان تین لڑکیان اور ایک لڑکا ایوب شاہ نامی سرکاری ڈاک مین ٹہیکہ دار ایسان ہی باعث تعصب و ایزا رسانی معین الملک المشہور میر منو کی سندو اور سکہہ اولاد نواب خان بہادر دیسر منو سی دشمنی رکہتی تہے کہ ایام بے اقبالی مین اونکو یہان رہنا مشکل ہوگیا آری ؏ چواز قومی یکی بیدانشی کرد نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را * اگر میر منو اور نواب صاحب مین رابطہ خسر پورگی نہوتا تو نواب خان بہادر صاحب ایسا نہ کیا تہا کہ اولاد کو جلاوطن ہونا پڑتا القصہ بہر دو ناظمان لاہور کی اولاد تتر بتر ہوکر کچہہ تو بطرف شاہجہان آباد اور کچہہ بطرف کابل چلی گیی جب لاہور مین بعد چندی تین حاکم مقرر ہوی تو حاکم کابل کو جرسنگہ حد الحکام کیطرف خواجہ عنایت اللہ کی سفارش کرکی اوسنی زمانہ سازی کرکی اوسکو یہان بلوایا اور پہر مصلحت وقت دیکہکر اوسکو وکیل حاضر باش دربار سرکار کابل کردیا بعدازان مہاراجہ رنجیت سنگہ نی لاہور پر قبضہ کرلیا میان خزانہ نام شخصی افسر توپخانہ مقرر ہوا اوسنی اس مقام بیگم پورہ کو گرد اسکی بیلہ تصور کرکی رکہہ بنایا پہر اسی سال مین گلاب سنگہ پوہونڈیہ نی خاص بیگم پورہ توپخانہ قایم کیا تمام بیلہ کاٹ گیا حتی المقدور عمارت کو توڑ پہوڑ کر خراب کیا اور آپ ہی بیگم پورہ مین رہنی لگا چار دیواری باغ کی جنوب بارویہ جسمین مینیہ نواب خان بہادر مرحوم ایک اور چار دیواری باغچہ کی ہے شرقی دیوار اسکی بوسیدہ اور جنوب بارویہ اشجار گہری مین اندر میانہ مین اوسکی ایک مقبرہ مربع کہڑا ہے یہہ مقبرہ ملکہ زمانی کا ہی اوسکی غرب بعد عام بہی ہے حال اسکا حال حضرت ایشان مین مفصل تحریر ہی ملکہ زمانی شہزادی شاہجہان کی المشہور سلطان تہی فقط

حال بیگم پورہ

اول مہاراجہ رنجیت سنگہ قابض لاہور ہوا اور یہہ مکان میان خزانہ نی لی لیا تو خواجہ عنایت اللہ اسوقت بلازمت کو جرسنگہ کابل کیطرف گیی ہوی تہی میان خزانہ نی مراد بخش اور خدا بخش زمینداران باغبان پورہ کو بلاکر حکم آبادی اور زراعت کا دیا خدا بخش نی شرقرویہ بیگم پورہ جہان مقبرہ سرو والہ ہی اور نیز سلطان جٹ ساکن بہوگی وال ایک ایک چاہ جاری کیا پہر جانی اور بوڑا اور جوایا نی زراعت کی میان خزانہ نی خدا بخش ورانجہا کو نمبردار مقرر کیا بعد اوسکی راجہ سنسار چند کوہستان سی بخدمت مہاراجہ حاضر ہوا سرکار نی یہہ بیگم پورہ اوسکو عطا کیا جسکو یہان رہنی لگا یہہ سمت ۱۸۶۸ مین راجہ سنسار چند نی یہہ مکان اپنی برہمنون کو عطا کیا اسوقت مین معاملہ اسکا ایک سو روپیہ سالانہ مقرر ہوا بعد اوسکی دیسا سنگہ پسر لہنا سنگہ مجیٹھیہ ان برہمنون کو ایکسو روپیہ کی جاگیر کوہستان مین دیکر آپ بیگم پورہ مین قابض

ہوگیا اس اثنا میں نواب صاحب کابل سے لاہور میں آیا تھا مکان خالی تھا خود وہاں جا رہا جب باغبان پورہ
کی زمینداروں نے دیکھا کہ یہاں کے زمینداروں نے جا کر بیگم پورہ آباد کیا ہے تو آدھے ہوئے اونکو اپنی گانو سے جواب دیا جب وہ
اجازت نواب صاحب اندر دیا سنگھ کی یہاں آ رہی بعدہ سمت ۱۹۰۵ یہاں چھاونی سکھوں کی مقرر ہوئی اور گلاب سنگھ پوربیہ
کی چار پلٹن اور ایک رجمنٹ سواران اندر سات تومان یہاں آئیں بیگم پورہ چھاونی گلاب سنگھ پوربیہ مشہور
ہوگیا۔ نواح اسکی مکانات چھاونی میں گئے اور وہ خود بالائی مسجد ایک مکان ساکن رہنے لگا عبدالحق سردار کو تہمت
سرحد سے قاں لاکر نکال دیا اور دیسی کیا سردار خان کو مارم اسی باعث کا کیا جو شرقی رویہ مسجد موجود ہے جب عملداری سرکار
انگریزی ہوگئی تو کیا سردار مالک بن بیٹھا اگرچہ نواب صاحب امیرزادہ اور داماد تھا چنانچہ شہر لاہور میں بہ رفاقت ناسان
لاہور ساعت اس کے کہ اوسکی پاس چند قطعات مکانات خریدہ اولاد خان بہادر وغیرہ کی موجود تھے اوس
وقت ایذا رسانی سکھاں چند لوگوں کی کاغذات برد برد ہوگئے تھے جس مکان کی بات اوسکو معلوم ہوتا کہ
کہ اس کا کاغذ باشندوں کی پاس نہیں لیے بابت قبالہ نکال کر مالک بن بیٹھا ہا مگر اس بیگم پورہ کی بابت جب پیش نکلی
تو بہول بیٹھا کیا سردار جو آدمی چالاک تھا موقع وقت پاکر یہ تدبیر لڑائی کہ کچہری میں باغبان پورہ والوں کو
ویدی اور یہہ ہوگی ملک والوں کو اوس سے کہ وہ لوگ اوسکی حامی اور مددگار ہوکر ملوائی کی تیری برابر کی
بہی باغبان کا فاتحہ دلوایا عدالت انگریزی کا انصاف دیکھکر نواب صاحب عرضی مراد صفت سے سرکار میں پیش کی
تحقیقات جب ضابطہ شروع ہوئی کیلئے جانب ہوکر دست آویز اوس کو اس مضمون کی لکھ دیے کہ آٹھ
مالک میں فقط کاشتکار ہوں وہ اس پر راضی ہوگیا سرکار سے مالا و پیرہی اوسکو قبضہ ملا اگرچہ یہ سب کچہ
ہوا مگر کیا اوسکی اولاد کو ناوار تصور کرکے قبضہ ناحق نہیں دیتا سرکار کا قانون سرسری نالش کا ہی آخر
سرسری نالش کی تو دین نہیں اس باعث سے وہ کیا ہی محتاج ہے چنانچہ اس ایام میں ایک بیاہ متعلقہ اسکا
بالوسا تاجروں کی پاس بقیمت اکتیس ہزار روپیہ فروخت کر لیا ہے اور کوہی خبر نہیں ہاں سچ ہے خدا جو
چاہیگا ہو اور جو کرے سو ہو ورنہ مقام حسرت ہے کہ باوجود کی اولاد غیر مالک و متصرف ہوں اور مالک نگا دون کیلئے
بی اجازت دم نہ مار سکیں فقط **حال تکیہ گنبد** شرقی بیگم پورہ ایک گنبد ہشت پہلو بوسیدہ سفید
مقبرہ اندر سے سالم اور برسے بوسیدہ گہرا ہی دور سے مقبرہ کی گنبد معلوم ہوتا ہے گرد نواح اسکی چوتھ

چنانچہ اب بہی قدرے موجود ہی بعد تحقیقات کتاب عبرات الناظرین لکہا پایا کہ یہہ مقبرہ یحیی خان اور محمد شاہ کا ہے وفات اسکی ۱۱۶۰ہ میں واقع ہوئی جب مہاراج شیر سنگہ اول لاہور مین حسب الطلب راجہ دہیان سنگہ بمنہائی سلطنت بعد وفات کہرک سنگہ و نونہال سنگہ تشریف لائے تو آکر ہی اول اس گنبد مین فروکش ہوئے اور بعد ازان اوہ بدہو پر تشریف لیگئی از بن نظر سے جب تک وسادہ آرائی حکومت رہے اس مکان کو سعید خیال کر کے اکثر یہان آیا کرتے تہے بلکہ تجویز اسکی مرمت کی بہی درمیان آئی مگر تقدیر نے مہلت تعمیر نہ دی جس روز اول یہان تشریف لائے تہے تو چار شنبہ کا یوم ۱۲ صفر المظفر تہی چنانچہ تاریخ اسکے میان فریدالدین مرزنگی عباسی نے جو فی الحال مدرس مدرسہ فرنگ اور شعراؤن کے ضرب المثل ابنائی زمان مین یہہ موزون کی تہی تخت گیری کہ زد بروز سال کہرک سنگہ جنبت و شیر سنگہ نشست + مہاراجہ کہرک سنگہ ۱۸۹۷ بکرمی باجیتی مین فوت ہوئے اور مہاراجہ شیر سنگہ بہی اسی سمت مین تخت نشین ہوئے **احوال باغبان پورہ** یہہ موضع مشرقی لاہور بفاصلہ تین میل اور باغ شالامار سے بہت قریب غرب رویہ واقع ہے پہلے جنوب رویہ قریب اس کے ایک موضع الموسوم اسحاق پورہ اور شمال رویہ موضع بابو پورہ آباد تہا بعہد شاہجہانی آبادی اسحاق پور کی ایسی بڑہی کہ متصل شالا باغ جا پہونچی رونق باغ کم ہونے لگی بحکم شاہی موقوف کرائی گئی باشندگان موضع منتشر ہوگئے باقی رہا وہ بابو پورہ آباد کرایا ہوا دیدون کا جو اولاد جیون سے تہی اور اسحاق پورہ آباد کرایا ہوا اسحاق نامی زمیندار کا تہا اور وہ اسحاق آبائی میان نبی بخش و کریم بخش باغبان سے تہا بعہد شاہجہانی ۱۰۶۵ھ مین بابو پورہ والا بابو نے مہر منگی کے باپ مہر جیٹہا پاس فروخت کیا جسکا قبالہ داخل کلکٹری لاہور سے مہر جیٹہا نے خرید کر اسکا نام باغبان پورہ رکہا اور اسمین اپنے مکان بہی تعمیر کرائے چنانچہ ابتک اون عمارات سے ایک چار دیواری قبرستان آنکی موجود ہی فقط۔ حال مہر منگا کا یہہ ہی کہ نہال اسکے باغ دلکشا واقع شاہدرہ کے داروغہ تہی اور یہہ مہر منگا بایام طفولیت اکثر یہان آیا کرتا تہا اور جس وقت بیگمین یا شاہزادیاں یا شہزادے باغمین سیر کرنے کو آتے تہے تو خلوت ہو جاتی تہی اور یہہ مہر منگا باعث خوردسالی کے اندر ہی رہا کرتا تہا بعدہ شدہ شدہ تعارف اس کا کل بیگم اور شہزادیون سے ہوگیا اور اسی تعارف سے بعد تعمیر شالا باغ یہہ وہان کا داروغہ مقرر ہوا ۱۰۸۰ھ مین فوت ہوا اہتمام شالا باغ وغیرہ باغہائی سرکاری کا اوسکی اختیار مین تہا بعد اسکے اگرچہ فرزند کلان اسکا مہر انور علی تہا مگر حیثیت سربراہی اسکی کے پسر خورد محمد فاضل بیسہ

خوردا اوسکا مختار ہوا من بعد اسکی دو بیٹے ہوئے حافظ لطف اللہ فرزند کلاں اوسکا منصرم خدمات مدرسہ مقرر
ہوا اوس کے یہاں دو بیٹے ہوئے ایک حافظ عظیم اللہ دوسرا حافظ محمد لطف اللہ محمد لطیف کی یہاں ایک بیٹا مسمی حفیظ
اور حفیظ کے تین بیٹے ایک کریم اللہ دوسرا کریم بخش تیسرا ابرو بخش ان میں سے خدا بخش لاولد گیا اور کریم بخش
کی یہاں تین لڑکیاں رہیں جنکی اولاد میں سے محمد الدین اور سراج الدین ابن خلیفہ شرف الدین اور محمد بخش پسر کریم بخش
اور ایک لڑکی لاولد رہی کریم اللہ کے یہاں دو بیٹے ایک رحمت اللہ دوسرا خدایار اب رحمت اللہ کا بیٹا کرم الٰہی
اور خدایار کا چراغ ہے یہ سب کے سب باغبان پورہ میں رہتے تھے انمیں سے حفیظ اللہ کی سکونت ابھی لاہور میں تھی
حافظ محمد لطف اللہ تا عہد نظامت نواب ذکریا خان زندہ تھا بعدہ جب احمد شاہ بادشاہ ابدالی نے لاہور میں
قتل کی اور بیگم پورہ کو جو سامنے موضع باغبان پورہ ہے لوٹا تب موضع باغبان پورہ بھی باعث قرب ہونے بیگم پورہ ویران ہو گیا
حافظ لطیف اور محمد لطیف ہر دو برادران حقیقی شہر لاہور کے مرادی محلہ میں دس پندرہ برس گذران کیا اس طرح
رہی کہ جب احمد شاہ بادشاہ آکر در صدد خرابی ہوتا تھا تو شہر میں چلے آتے تھے اور جب وہ چلا جاتا تو پھر بھی
باغبان پورہ میں چلے جاتے اس اثنا میں محمد لطیف ابتدائے عہد سکھاں میں ملازم ہو کر موضع رن گڈھ میں جو جہلم
اتاری بیاس لاہور و امرتسر مقام مشہور ہے جا رہا اسی باعث سے یہاں کا علاقہ زمینداری بھی بوسیدہ گیا جب لاہور
میں تین حاکم مقرر ہوئے تو پھر حافظ لطیف اللہ باغبان پورہ میں آکر دیہہ کی ایسی عمارات وغیرہ اور آبادیات کی کرنے
اور چند روز میں پھر یہ موضع بدستور آباد ہو گیا بعد ازاں حافظ لطیف اللہ سمت ۱۸۴۲ میں رہگرائے عالم بقا ہو گیا بعد اسکے
دو فرزند رہے ایک حافظ عظیم اللہ دوسرا حافظ محمد اسمٰعیل جو بین میں گیری شالامار کی کسی حاکم نے کمی اسی باعث سے دو گاؤں
ویران ہو گیا اس وقت انہوں نے در در باغ بامن شالامار باغ میں جو شمال رویہ باغ واقع ہے بطرف ہر دو دو چاہ پختہ
ان دونوں بھائیوں نے سوائے اور دہان زراعت کرنی شروع کی جب عملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ہو گئی تو وہ مہاراجہ
دل متوجہ آبادی و آراستگی باغ کا ہوا حافظ عظیم اللہ اور حافظ محمد ملازم مہاراجہ ہو گئے آراستگی و آبادی باغ
کی روز بروز زیادہ ہونے لگی حافظ عظیم اللہ ۱۸۶۶ میں کہ تاریخ وفات اسکی مصنفہ مرزا اکرم بیگ صاحب مرحوم
لفظا ہی ہے سے فوت ہوا اسکی بعد دو بیٹے رہے ایک حافظ رحیم اللہ دوسرا رحیم بخش حافظ رحیم اللہ حسب الحکم مہاراجہ کے
شالامار باغ میں رہا اور رحیم بخش برائے چندی باغ قلعہ لاہور واقع نقار خانہ میں داروغہ مقرر ہوا مگر پھر وہی اہتمام شالامار باغ

مین شامل حافظ رحیم اللہ ہوگیا حافظ رحیم اللہ وقت سنہ امین فوت ہوا اوسکی چار بیٹی باقی رہی ایک احمد بخش جو جین حیات
اونکی لاولد مرگیا دوسرا انور محمد تیسرا علی محمد و ڈلی محمد فوت ہوگئی اور نور محمد تادم حال کے شہلا مار مین ملازم سرکار ہی رحیم بخش کے
یہان دو بیٹے ہوئے ایک مولوی قادر بخش دوسرا کریم بخش قادر بخش کو الہی بخش جرنیل نے اپنے پاس بلا کر کارمختار اپنا
بنایا چنانچہ بہت مدت وہ باعزت وابروی وہان رہا سنہ ۱۸ع مین فوت ہوا اب اسکا ایک بیٹا نظام الدین موضع باغبانپورہ
زمیندار ہے اور کریم بخش برادر قادر بخش باغبان پورہ و شہلا باغ مین کارگذار رہا اور اب تک باعزت وابروی
باغبان پورہ مین رہتا ہی اور علاوہ زمینداری کی ٹھیکیات سرکاری وغیرہ بھی لیتا ہی طبابت مین کچھہ دستگاہ
رکھتا ہی فقط محمد کے یہان چھہ فرزند ایک محمد بخش دوسرا نبی بخش تیسرا الٰہی بخش چوتھا خدا بخش پانچوان غلام مصطفے چھٹا
امام الدین عرصہ چھہ سال سے خدا بخش فوت ہوگیا اب اوسکا بیٹا نور الدین موجود ہی محمد بخش کے یہان دو فرزند
ہوئے ایک چنن دین دوسرا بدر الدین ملازم شہلا باغ اور نیز شریک زراعت ہی اور بدر الدین صرف زراعت کرتا ہے
اور نبی بخش حسب لیاقت اور مشہوری کے دربار رس اور نمبردار و داروغہ شہلا باغ ہوا اور خدائی اولاد بھی لایق مسند عنایت
کردی شدہ متمول ہوگیا چنانچہ اب حسب منظوری گورنمنٹ بلاشراکت غیری داروغہ شہلا باغ اور نمبردار
باغبان پورہ ہی اوسکی یہان دو بیٹے ایک جلال الدین دوسرا کمال الدین جلال الدین تو ملازم شہلا باغ اور کمال الدین
زراعت کرتا ہی اللہ تعالی کی یہہ مہربانی ہی کہ گھوڑی بگیان نوکر چاکر وغیرہ تمام نعماء دنیا اوسکے گھر مین موجود مین شہلا باغ
اور باغبان پورہ مین حاکمانہ حکومت کرتے ہین باوجودیکہ کریم بخش وغیرہ اشخاص ہم جدی اسکی حصہ دار موجود
ہین لیکن بباعث عزت اسکی کے کوئی دم نہین مار سکتا اگرچہ قبل اسکی نمبرداری وغیرہ مین وہ بھی شریک تھے مگر اب دم بخود بیٹھے ہوئے
ہین بھی نبی بخش خاندان چشتیہ مین حضرت خواجہ سلیمان صاحب سنگروالے کا ہی جو خلیفہ حضرت نور محمد مہاروالے کے تھے اور الٰہی بخش کے یہان تین
بیٹے ایک محمد حسین دوسرا محمد دین تیسرا ولی محمد اور غلام مصطفی کی یہان ایک لڑکی اور امام الدین کے یہان ایک لڑکا مسمی غلام حسین
فقط اب انکی گھرانی مین زمین مقبوضہ دو قسم کی ہے ایک جدی اور دوسری خود تردد کی جو قریب چارصد بیگہ کے رقبہ
باغبان پورہ مین ہے اسمین سے بحصہ نصفا نصفی اولاد میان عظیم اللہ و حافظ محمد تقسیم کرلیتے ہین اور جو خود
تردد والی ہی اوسکا یہہ حال ہے کہ میان محمد بخش چار چاہ مین حصہ دار ہی اول چاہ بارہ دری والا مین کہ جو
جنوب رویہ باغبان پورہ کی اوسکی دو حصہ تو اونکی قبضہ مین ہین اور ایک حصہ وغیرہ زمینداروں کے پاس ہے

دوسرا چاہ میلیاں والا وہ بھی اسطرف موضع کے ہے اسمیں تیسرا حصہ اوسکا اور دو حصہ وغیرہ زمیندار وں کی ہے تیسرا چاہ بیلا
والا یہ کل اسکی پاس ہے چوتہا چاہ فاضل جابیہ جسمیں باغ لگایا ہوا ہے اسکی بہی ماسوای باغ کی دس بگہ زمین ہے اور
اسکی بہی باغ کی ساتہہ اور دس بگہ زمین بہی سال ہے اسمیں سے وہ تہائی حصہ لیتا ہے اور میاں نبی بخش کی
میں جو چاہات جدی ہیں تفصیل انکی یہہ ہے چاہ باگی والا جو جنوب رویہ شالامار کی موجود ہے اوسکی زمین ستائیس بگہ
دوسرا چاہ باغ والا اسمیں اوہوں نے خود چاہ لگا کر باغ بنایا ہے اسمیں اٹھتالیس بگہ زمین زیر باغ ہے اور بیس بگہ زمین
مزروعہ اور تیسری تین چاہ باگی وکیکر وغیرہ ساماں والا یہہ تین چاہ یکجا سرقد رویہ شالا باغ کے ہیں اوسکی زمین
ایکسو چار بگہ ہے چوتہا چاہ ڈالماہ والا جو موضع کوٹلی عبدالرحمن کے واقع ہے وہ کوٹلی گوسہ گلی باغباں پورہ سیا
فاصلہ ایک کوس کے ہے اور فی الاصل وہ کوٹلی بہی باغباں پورہ میں آباد ہے حال اسکا یہہ ہے کہ عبدالرحمن نامی ایک فقیر
بیرا عہد عالمگیر میں تہا اسنے یہاں ایک مسجد اور تکیہ اور حویلی بنائی اب اسکی قبر بہی وہاں گوسہ گلی میں موجود ہے گرد اگرد قبر کی
چار دیواری قدیمی پختی اندر ایک تہڑہ پختی پر قبر دو پختی سرہانی چراغدان پختی اب اسمیں ایک فقیر نامی باغ
دین رہتا ہے آگی اس قبر کی ساتہہ ایک چاہ کا معاصل واگذار تہا اب سے بندوبست میں ضبط ہو گیا جب
عبدالرحمن کی یہاں مکان ہوا تو یہہ مکان اوسکی کوٹلی مشہور ہوگئے ہیں بعد اوسکی مہاراجہ رنجیت سنگہ جمعدار خوشحال سنگہ
وہاں گاوں آباد کرایا مگر نام اسکا وہی قدیمی کوٹلی ہے اس چاہ کی تہائی زمین چالیس بگہ قبضہ میں نبی بخش کے ہے اور باغباں
جو فی الاصل آٹہواں ہے چاہ حاجی صدر والا یہہ چاہ بہی سرقد رویہ کوٹلی ہے زمین اسکی اٹہاون بگہ مزروعہ ماسوای اسکے
حاصل جو دتہ زرد حاصل جابیہ دو چاہ اور مقامات میں ہیں اسمیں سے چاہ تاکی والا جو دتہ زرد ہے اور الٰہی بخش کے اراضی مسلم
نور دین اور امام دین برادراں بہی بخش زمین جدی ہے مگر حسب حصص شرعی کے وارثاں میں سے الٰہی بخش کو کچھ تھوڑا حصہ ملا ہے

حال مسجد قدیمہ اندرون باغبان پورہ

باغباں پورہ قدیمہ میں جسکی گرد نواح اسکا وسیع آباد ہو گیا ہے محلہ میت والا وہاں اب تک ایک مسجد حسب رواج مواضعات کلاں موجود ہے جسکا نام اندرلی مسجد
مشہور ہے یہہ مسجد مسماۃ فاطمہ بیت مہر سنگہ ہی جو اسنے عہد شاہجہانی سنہ ۰۰۰ میں طیار کرائی وہ فاطمہ لاولد تہی اسکی
اوسنے یہہ مسجد بنوائی اب اس مسجد میں ملاں کریم بخش بن محمد بن امام جسے عرصی مالکان رہتا ہے اس مسجد کے
باہر سرقد رویہ ایک چاہ کلاں میہ میاں نبی بخش ممرداں ہے جو عرصہ پانچ سال سے اوسنے بنا دیا ہے فقط

حال گورستان مہر منگا - یہہ گورستان شرق رویہ متصل موضع باغبان پورہ موجود ہی اور آبائی قبر مہر منگا
کی ہے یہہ گورستان انکا قدیمی ہے عمارت اسکی شاہجہانی چار دیواری تین گز ارتفاع والی جسکی نسبت چونہ گچ جسکا اب
سیاہ ہی شرق رویہ اس گورستان کی پشت مسجد خواجہ ایاز کی دیوار ہی جو مسجد کے جنوب رویہ ایک چاہ مسجد
تھا اب گر گیا ہی طول اس چار دیواری کا چون کردن اور عرض ہم کردن راہ آمد و رفت غرب رویہ خورد جسمین دو دروازے
لگائی ہوئی ہین اس راہ کی آگی چاہ چرخی دار اندر جنوب رویہ دو کوٹھہ پختہ جسمین ایک غازی شاہ فقیر رہتا ہی اور سب لوگ
خدمت کرتی ہین اس چار دیواری مین طرف جنوبی پانچ چبوترہ خشتی پختہ و خام جنکی اوپر قبرین خشتی قدیمی ہین اور جنوب
رویہ پر ایک قبر مہر منگا کی خشتی جسکی سرانی چراغدان خشتی اور وغیرہ سالم ہی قبرین پختہ و خام اولاد مہر منگا کی قبر کے
شرق و غرب رویہ قبر مہر علی و محمد فاضل پسران مہر منگا کی پختہ اوسکی قبر کی گوشہ بائیں و پائین قبر میان عظیم اللہ و
حافظ محمد برادران حقیقی اور نیز میان نبی بخش کی گوشہ کلنی و نیرت مین رحیم بخش و رحیم اللہ پسران عظیم اللہ کی اور اسکی
شرق رویہ قبر سفید حافظ لطیف اللہ ولد محمد فاضل ابن مہر منگا کی اور متفرقہ چند اشجار بیر و کیکر دکرین اس چار دیوار
قبرستان کی متعلقہ چار بیگہ زمین معاف ہی غرب رویہ اس قبرستان کی باہر فیمابین موضع و گورستان ہذا مقبرہ استاد حاجی
معمار شالا باغ کا تھا اب صرف نشان بوسیدہ تعویذ قبر کا موجود ہی مشہور ہی کہ حضرت شاہجہان بادشاہ غازی نور اللہ مرقدہ
نی بجلدوی جسکی کار گذاری شالا باغ کی اس شخص کو میر عمارت پنجاب مقرر فرمایا تھا جب یہہ فوت ہوا تو
بادشاہ دار الخیر اجمیر مین تھی سنکر نہایت رنج و الم فرمایا اور تعمیر مقبرہ کیواسطی ہزار ہا روپیہ خزانہ عامرہ سی عطا کیا عہد
شہنواز خان تک وہ مقبرہ عالیشان موجود تھا بعد ازان شدہ شدہ استحالت کو پہونچا کہ اب بجز واقف کاران
کوئی نام سی بہی واقف نہین فقط **حال مسجد خواجہ ایاز** - شرق رویہ اس قبرستان کی ایک مسجد خواجہ ایاز کی بہت
عمدہ عالیشان کھڑی ہی اسی خواجہ ایاز کا وہ باغ بہی ہے جو شرق رویہ شالا باغ سے خواجہ کا باغ مشہور و معروف
ہے بزبانی میان نبی بخش جو اولاد مہر منگا سی تا حال نمبردار باغبان پورہ و نیز داروغہ شالا باغ سے ہے
حال اسکا یون معلوم ہوا کہ یہہ خواجہ ایاز شاہجہان آباد مین بعہد شاہجہان ایک امیر کبیر متعلقین
نواب علی مردانخان سی تھا جب اوسنی حال تعمیر شالا باغ وغیرہ عمارات نواب علی مردانخان وغیرہ کا نواح
لاہور مین سنا تو اسنی کئی ہزار روپیہ پاس مہر منگا کی بایں تمنا بہیجا کہ ایک باغ لاہور مین بنادو اس روپیہ سے

اسی شہر قرویہ شہلا باغ ایک باغ طیار کرایا جاتا ہے چار دیواری پختہ اوسکی معہ بارہ دری وغیرہ اتنک موجود ہے
جب وہ باغ بن چکا تو کچھ روپیہ مبلغات مرسلہ اوسکی سے بچ رہا اوس سے مہر سنگا نے یہ مسجد طیار کرائی چراغ الا
سے یہاں آباد رہے یہ عمارت دیکھی باعث سے تا حال اولاد مہر سنگا کی اسپر قابض ہے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ وہ باغ
ضبط سرکار ہو گیا چاہیے اب سردار سمیر سنگھ سندھانوالیہ کی جاگیر میں ہے مگر مسجد بدستور قبضہ اولاد مہر سنگا ہے اور یہ گنبد
تا حال سالم اب رنگ سیاہ دروازہ آمد و رفت دیوار شمالی میں گرد نواح چار گز بلند دیوار چار رو بطرف باغ
ایک حوض مربع جسکا طول و عرض دس دس گز اور باہر باغ ایک گز ہی چار و طرف لب حوض فرش جسکی چاروں کونوں میں ایک
ایک برج مینار میں ایک فوارہ تھا مگر اب خشک صحن مسجد کی مینارہ میں سہ قرویہ دو دریہ و سیدہ و واسطے اور برجانی مسجد کے
سہ قرویہ تین در بیچ محرابی در بیچ مینارہ کی اوپر ایک سل سنگ مرمر کی نصب جسمیں یہ تحریر ہے **صلوٰۃ فی مسجد**
المؤسس بنیانہ علی التقوی کی ہیں کہ اسپر بندہ درگاہ محمد ایاز سعد بیچ تحریر تھا مگر اب ٹوٹ گیا ہیں جاتا ہے
اسمیں جو کھٹ چوبی لگی ہوئی ہے اوسکی مرغولوں اور باروں پر تمام گلکاری رنگین پر تکلف رہ گئی ہے اندرون مسجد
تمام دیواریں استرکاری منقش رہیں پر تمام ویران سمجھتے ہیں جنوب کیطرف دو حجرے پختہ یہاں بھی ایک ریہ ادرجات کے
واسطے موجود ہیں اگرچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ الوقف لا یملک یعنی وقف کیکا مال نہیں ہوتا اور مسجد ہر طرح سے
وقف ہوتی ہے لیکن اس مسجد پر ہمیشہ میاں جی صاحب کا دخل رہتا ہے فقط عقب اسکی شمال رویہ خانقاہ
حضرت مادھو لال حسین مرحوم کی ہے جنکا حال مفصل علیحدہ درج کتاب ہذا ہو چکا ہے فقط

احوال تکیہ نصر اللہ شاہ - باہر مسجد کے سہ قرویہ ایک تکیہ نصر اللہ شاہ فقیر کا ہے اسمیں ایک
چبوترہ خام پر قبر نصر اللہ شاہ کی جنوب رویہ اسکی چار زینہ سرائی جو اجداد خام یہہ تکیہ اسی نصر اللہ شاہ نے
آباد کرایا تھا اب یہاں ایک فقیر علی بخش خادم نصر اللہ شاہ کا رہتا ہے سرائی اپنے چبوترہ لسان مسجد مینہ نصر اللہ
کو بھی خام مسکونہ فقیر ہا سوا اسکی چند اشجار بیر بار بھی موجود ہیں فقط **مقبرہ حضرت عبد الغنی**
صاحب مرحوم - اس تکیہ کی گوشہ ایسان میں جہاں پر شہلا باغ و باغبان پورہ مقبرہ حضرت عبد الغنی
صاحب خلیفہ حضرت میاں میر صاحب کا مینہ حضرت دارا شکوہ رحمت اللہ علیہ باصورت کہڑا ہے کہ اول تہہ
خشتی مربع اسپر مقبرہ چورد بشکل بنگلہ پہلی بر رنگ نیلا کاشی کار تھا اب کہیں کہیں نظر آتا ہی اور گنبد سیاہ رنگ تھا

گردنہ جنوب رویہ اسکی خورد کوٹہری چوبی اندر اسکی تعویذ قبر پختہ دو ذات ہیں انکی قبل وفات میاں میر صاحب کی کئی سال اب
یہاں علی بخش ساکن تکیہ نصر اللہ شاہ جاروب کشی کرتا ہے فقط **حال مکرر آبادی باغبان**
پورہ ۔ سنہ ۱۱۶۵ ہجری کی بعد یہہ موضع باغبان پورہ بالکل ویران ہو گیا حتی کہ ایک گھر بھی آباد نہ تھا سنہ ۱۱۹۶
مین مہر محمد صالح نامی جو عالم گرامی داماد مہر حافظ لطف اللہ کا شہر لاہور مین رہتا تھا بتاریخ بیسوین صفر فوت ہو گیا
اوسی روز اتفاقاً مہر لطف اللہ کے یہاں حافظ محمد یار میان نبی بخش باغبان پیدا ہوا تمام اراکین شہر اوسکو واسطے
دفن کرنیکے لئے گورستان مہر نگا مین آئی بعد دفن کے حضرات نے مصلحتاً مہر لطف اللہ سے کہا کہ آج یوم سعید اس باعث سے
زیادہ تر خوشی کا ہی کہ اللہ تعالی نے تمہاری گھر مین فرزند عنایت کیا ہے اور یہہ موضع زرخرید تمہاری بزرگوں کا ویران
پڑا ہی اسکو آباد کرو اس مشورہ کو سب نے پسند کیا خدا کو آبادی اسکی منظور تھی اوسوقت مہر لطف اللہ نے اس امر کو
قبول کر کے اشتہار دیا کہ جو کوئی فلان عرصہ مین یہاں آکر آباد ہو زمین عمارات ہماری موجود ہین جسپر
قبضہ کر لیوی وہ اسکا مال متصور ہوگا یہہ آواز سنکر جوق جوق لوگ آکر آباد ہوئی کل میزان ساکنین دو ہزار سات
سو چوراسی بایں تفصیل اہل اسلام مرد کاشتکار چار سو چھتیس ۴۳۶ نفر عورات زمینداران تین سو چھنوین ۳۹۶ مرد جو کاشتکار
نہین آٹھہ سو ننانوین ۸۹۹ اور عورات سوا اسکی زمینداران سات سو نوّے ۷۹۰ اہل ہنود مرد کاشتکار اٹھارہ عورات دس
غیر کاشتکار ایکسو انتالیس ۱۳۹ عورات چھنوین ۹۶ کل گھر اس گانوں کی آٹھہ سو انچاس ۸۴۹ ۔ واضح ہو کہ اب عمارات قدیمہ
باغبان پورہ سے ہر چہار برج نواحی موجود ہین اور اب روز بروز گرد اسکی آبادی مکانات زیادہ ہوتی جاتی ہے
قبل از بندوبست میان نبی بخش و کریم بخش مناصفہ حقوق نمبرداری و پنچوترہ وغیرہ مین شریک تھی اب
میان کریم بخش کہتا ہے کہ مہربانی عملہ بندوبست سے یہہ نبی بخش خود نمبردار بن گیا ہی والا نہ قدیم سے حسب
حکم شرعی ہم دونو برابر حصہ دار چلی آتے تھی شاید بندوبست آیندہ مین نوبت لعد التیا ہو بچی فقط

مقبرہ صادق خان المشہور مقبرہ نواب جعفر خان

جنوب رویہ سڑک شالامار باغ کی جو لاہور سے آتی ہی او نیز باغبان پورہ کی ایک مقبرہ نواب جعفر خان کا مشہور ہی صورت
اسکی یہہ ہی کہ تا بکمر بلند ایک چبوترہ خشتی جواب کنارونسی قدر بر قدری بوسیدہ ہو گیا ہی جنوب رویہ دو زینہ خشتی
بوسیدہ اوپر اسکی میانہ مین ایک گنبد مربع چونہ گچ جسکی اوپر اندر باہر استرکاری سفید منقش کہین کہین سے

نو سنگ چار دو طرف جا در محرابی ملبوتی مرغولی اب شرقی در محرابی کہلا ہے اور تعیہ ایٹوں سی مسدود با ہر متصل لب
بام گرد ساد کی سجی ہل پانیہ رنگیں اور چاروں گوشہ پر چار برجیاں خورد میانہ میں گنبد خشت گچ اب برنگ سیاہ
اس زمانہ میں چند عرصہ سی اسمیں ایک فقیر صاحب مسمی صادق علیشاہ مرد متعبد اور ایک انکا بالکا سید امداد علی
سکونت پذیر ہیں انہوں نی یہاں اس گنبد کی شرق رویہ ایک حجرہ نو بہی طیار کرایا اور بوٹے بہی لگائی ہیں یہ مقبرہ
اصل میں نواب صادق خان طہرانی والد اس نواب جعفر خاں کا ہی کہ جسکا حجرہ شرق رویہ موضع گہری شاہو میں تھا
سچتہ نا حال کہڑا ہی چونکہ جعفر خاں نے یہ روضہ بنوایا تہا اس لئے سبب اسکا نام مشہور ہو گیا تاریخ وفات اسکی سنہ ۱۰۴۹
عہد شاہجہانی ربیع شوال ہے اور بعضی لکہتی ہیں کہ یہ وہ جعفر خاں ہی جو در عہد عالمگیر کا تہا واللہ اعلم بالصواب
گوشہ غربی مقبرہ نواب صادق خان اور جنوب رویہ باغبانپورہ کی ایک تکیہ مسمیہ مولوی شرف الدین سالک
موضع باغبانپورہ اب عرصہ دس سال سی بنایا ہی اور وجہ تعمیر یہہ ہی کہ انکا قبرستان تہا اسواسطی یہہ تکیہ مراد
آبادی بنایا ہی اسمیں ایک کوٹہہ جسکا در بی طاق تحتہ شمال رویہ گوشہ ایوان کیطرف ایک چاہ نامی اور اسکے

گورستان انکا اسمیں ایک فقیر ردوی شاہ دستیاب مدہ مولوی شرف دین رہتا ہی + حال باغ مہابت خان المشہور محبت خان دا باغ

— یہہ باغ بعمارت سچتہ جنوب رویہ باغبانپورہ
موجود ہی قدیمی دروازہ اسکا غرب رویہ جسکی اوپر اب پارسی سوداگروں نی ایک اور منزل بالائی طیار
کرا کر اسمیں چار دریچہ بطرف غرب اور دو دو بطرف شمال وجنوب طیار کرائی اور طاقچوں میں رنگ لگائی ہیں
زیر وبالا سی سفید قدیمی صورت اسکی یہہ تہی کہ باہر غرب کی طرف ایک محراب کلاں جسکی نیچی در محرابی دروازہ بلا
تعلوں میں تاکمر بلند دو تہڑیاں جائی نشست محراب کلاں میانہ کی شمال وجنوب کیطرف تاکمر بلند اور دو محراب
عارضی جائی نشست جسمیں تین چار آدمی بفراغت بیٹہہ جاویں اور محرابوں کی میانہ میں ایک ایک طاقچہ چوری
محرابی وغیرہ نشان اسی طور در کلاں بالائی ڈیوڑہی پر سر دیوار شمالی وجنوبی دو کہڑکیاں ایک غرب رویہ اور
ایک شمال رویہ در کلاں کی اندر بطرف شمال وجنوب دو نو تعلوں میں دو مکان جائی نشست محرابی تہی
اب اونکی آگی جو کہیش معہ طاق برنگ پہر مچی اور پیران دونوں شرقی دیوار بہاڑ کر دو کہڑکیاں چوبی جالی دار
لگائی ہیں اب در کلاں میں پالسی طاق اندر ہی بطرف شرقی در محرابی جسکی شمال وجنوب رویہ دو دو محراب

زمین سے ایک گز بلند ایک خورد دوسرا کلان انکی بغلو نمین دو زینہ واسطے اوپر جانے ڈیوڑہی ہذا کی چونکہ اوپر اسکے بالاخانہ
پارسی سوداگران نے طیار کرایا ہی اس نظر سے زینون کیے اوپر چوکہٹین لگا کر طاق چوبی نصب کئے ہین ڈیوڑہی کی اوپر
اندر کیطرف یعنی بطرف شرقی ایک دریچہ کلان میانہ مین اور اسکے آس پاس تین دریچہ خورد رنگین برنگ ہرمچی
چاروں طرف باغکی دیوار دو قد آدم بلند جسمین اندر کیطرف تمام محراب عماری اور ہر گوشہ مین برج قلبوتی اندر کیطرف
اوسکی در محرابی مرغول دراوپر ہمائی خشتی نشستگاہ دیوار شمالی کے میانہ مین اندرون باغ دالان محل میانہ ب
اسکو گراکر دو مالن دروازے لگائے جاتے ہین گوشہ ایسان مین ایک برابرج تہا مگر اب گرایا گیا ہے دیوار شرقی کے اندر
میانہ مین ایک دالان ہشت درہ خشتی قلبوتے جسکے اندر بغل جنوبی و شمالی مین دو کوٹہریان قلبوتی تہین اب
بے سقف پڑا ہے اس دالان کیے شمال رویہ گوشہ مین زینہ اوپر جانیکا گوشہ کلکنی مین ایک آسمانی چاہ بلند تہا اب نیچے
کیا گیا ہی اس چاہ کی جنوب رویہ باہر کیطرف ایک خورد دروازہ مسدودہ چاہ ہذا کی غرب رویہ مادہ فوارگان اسکی نیچے شمال
و غرب رویہ در محرابی قلبوتی چونہ گچ منقش شمال رویہ ایک حوض طولانی اسکی غرب رویہ دیوار جنوبی کیے گوشہ شرقی پر عجب
طرحکی ایک مسجد خوبصورت یعنی اندر کیطرف سے تو فقط دیوار باغ معلوم ہوتی ہے جسمین بدستور نشان محراب بنے ہوے ہین
اور اسکی میانہ مین ایک دالان اوسکی غرب رویہ دیوار جنوبی مین ایک دروازہ معہ طاق تختہ اوسکی اندر ایک حجرہ جسمین
شرق رویہ ایک اور در محرابی اسمین آگے شرق رویہ مسجد خفیہ اندر گردنواح چار دیواری تین گز بلند جسکی غرب رویہ اندر
کیطرف تین محراب کلان اور بغلو نکے خورد جنوب رویہ دیوار مین ایک در مربع شرق کیطرف دو محراب جسمین دو آدمی
بے تکلف بیٹہہ جاوین میانہ مین ایک حوض مربع غرب کیطرف تین در محرابی چونہ گچ جسکی اوپر گنبد برنگ سبالا اندرش
خشتی جنوبی دیوار کے میانہ مین ایک دالان قدیمی اوسکی آگے شمال رویہ اندرون باغ ایک چبوترہ خشتی اوسکی میانہ
مین شمال رویہ دو درجہ زینہ کشادہ اب اس دالانپر سفیدی پارسی سوداگران نے کراکر سقف بہی نئی ڈلوائی ہی بطرف
شمال ایک چوکہٹ چوبی معہ طاق آئینہ دار کلان بطرف شرق و غرب دو کہڑکیان اونکی طاق بہی آئینہ دار اندر سے
بطرف شمال و جنوب دو کوٹہریان اب اس دالانکی غرب رویہ ایک اور کوٹہری معہ طاق تختہ آئینہ دار ہے مکان
باورچی خانہ مقرر ہوا ہے اوسکی غرب کیطرف ایک در قلبوتے اسمین اوپر جانیکا زینہ دالان ہذا کا ہے یہانسے
تیرہ زینے چڑہکے اوپر باورچی خانہ کی جانا ہوتا ہے یہہ باغ اندر سے مربع طول و عرض اسکا پینتالیس گز دن مین تا

تالاب ہے یا ایک چبوترہ جسکا طول ۴۴ فٹ اور عرض ۴۴ فٹ ہے اسکا جنوب رویہ اوپر تمام فرش خشتی بنا ہوا
ایک بہت بلند اور چبوترہ اوپر قبر جانثار خاں مہابت خاں کہ جسکو سرکاری چراغداں اب پارسیوں کی اوسپر سپید ہے
بنی کرائی ہے اس چبوترہ کی چاروں طرف زمین میں شکل جو سر جا رجیا باں ہکو روش لکھی کہتے ہیں اس
باغکی کل دو بیگہ اور سوا تین کنال ہے جسمیں اکثر اشجار انار اور سنگترے وغیرہ میوہ کے لگے ہوئے ہیں میاں کریم بخش ولد
رحیم بخش بن حافظ عظیم اللہ جو اولاد مہر سنگہ سے معمر آدمی ہے بیان کرتا ہے کہ یہہ شخص یعنی مہابت خاں اول
امیر تو بچارہ بعہد شاہجہان تہا اسوقت اسی یہہ باغیچہ طیار کراکر قبر اپنی یہاں بنا اسمیں ہوای اور بعد انہیں
دفن ہوا بعدہ باعث بادشاہ گردی یہہ باغ مدت تک ویران پڑا رہا اسوقت زمیندار یہاں زراعت کرتے تہے اور
محمود نامی زمیندار جدی یہاں قابض رہا بعد اوسکی بعہد مہاراجہ رنجیت سنگہ یہہ باغ فقیر عزیز الدین کو عطا ہوا
انہوں نے اسکو آباد کیا اس بعد فقیر چراغ مرحوم بن فقیر عزیز الدین مرحوم اسکی درستی پر توجہ کی اب عرصہ دو سال
لگا ہوا ہے کہ وارثان فقیر چراغ الدین نے جہانگیر وغیرہ سوداگران پارسی کی پاس بقیمت نو سو روپیہ فروخت کر ڈالا
اب وہ مرمت شکست ریخت اور آراستگی کراتے ہیں مسمی سردار ولد محمود زمیندار انکا ملازم ہے کہتا ہے سرکاری مراسلات
سے معلوم ہوا کہ یہہ نام محبت خاں عام کالانعام نے مشہور کیا ہے اصلی نام اسکا جانثار خاں مہابت خاں
ولد غیور بیگ کابلی جو سرور تخت نشینی شاہجہان بادشاہ منصب سہ ہزاری ہوا اور علم و نقارہ و ماہی مراتب اور خطاب
جانثار خاں سے جاگیر چار لاکہہ روپیہ سرفراز ہوا ۱۰۴۵ھ ہجری میں بمرض تپ فوت ہوا اکثر اوقات
حضرت شاہجہان اونکی خدمات کو یاد کرکے سر دربار فاتحہ دیا کرتے تہے یہہ شخص بعہد شہزادگی شاہجہان سبب
ارادت و اخلاص رکہتا تہا جب حضرت شاہجہان لاہور میں آئے تو انہوں نے اوسکی مقبرہ بنانے کا ارادہ کیا ناظم لاہور نے
عرض کی کہ اوسنی مقبرہ اپنا معہ باغ بحین حیات خود طیار کرا لیا ہے یہہ سنکر ارادہ ملتوی رہا واللہ اعلم بالصواب - اب پارسی
لوگ اس قبر کا بہت ادب کرتے ہیں ہمیشہ ہر روز حسب الحکم انکی چراغ روشن ہوتا ہے اور داروغہ کا بہی یہاں مکان
رکہتے ہیں سبحان اللہ باوجود بیگانگی کے خدائی انہیں یہہ یگانگت عطا کرے سچ تو یہہ ہے کہ یہہ پارسی لوگ اکثر امور خیر میں
سبقت کرتے ہیں۔ **مختصر حال پارسیان** - چونکہ یہہ تذکرہ پارسیاں آگیا تہا لہذا مختصر حال
ساتہ مشہور ہوا واضح ہو کہ پارسی اور گبر ایک ہی قوم ہے ملک ایران میں پہلی یہی مذہب رائج تہا یہہ لوگ آتش

بجز ونکی پرستش کرتی ہین ایک آگ کی دوسری پانیکی تیسری سورج کی اور آگ کو بڑی احتیاط سی اپنی
گہرمین رکہتی ہین اور اگر آگ کہی انکی گہر مین سے بجہہ جاوی تو نہایت رنج کرکی فال بد تصور کرتی ہین جو انمین بڑی بڑی امیر
ہین وہ بجای لکڑی صندل جلاتی ہین کتاب شاہ نامہ فردوسی کو کہ جسمین انکی بزرگونکا حال مفصل درج ہی بڑا معتبر سمجہتی
بلکہ اکثر اسکا پڑہنا منروضات سی خیال کرتی ہین انکی یہان رواج بالکل نہین ناطہ نسبت انکا اپنی بہای چارہ مین ہوتا ہے
جب انمین سی کوی مرجاتا ہے تو اوسکی بابت لالہ امین چند صاحب تو اپنی کتاب سفرنامہ مین یون تحریر کرتی ہین کہ یہہ لوگ
نہ اسکو جلاتی ہین اور نہ دفن کرتی ہین بلکہ یونہین ایک گڑہا کہود لاش کو صندوق سر کشادہ مین رکہہ اوسمین داخل
کر دیتی ہین تشکل انکی قبر کی بصورت چاہ ہوتی ہے اور وہان بجز اون اشخاص کی جو مردہ دفن کرنی جاتی ہین اور
اندر نہین جا سکتا اوسکا باعث جب امین چند صاحب نی اونسی پوچہا تو انہون نی بیان کیا کہ قبر اسواسطی سر کشادہ
رکہی جاتی ہے کہ شعاع شمس پڑتا ہی ۔ مگر راقم اثم نی گورستان میانی صاحب کی حال مین حال انکی گورستان کا
بنجولی تحریر کیا ہی وہان تو ایسا نہ تہا شاید وہ رسم شہر بمبئی کے پارسیونکی ہوگی مگر جای حسرت ہی کہ اگر یہی رسم
انکی یہان مروج ہوتی تو یہان انکا کون مانع تہا کہ جکام جو کچہہ وہان ہین سو یہان ہین واللہ اعلم کیونکہ باسوا
اسکی تحقیقات لالہ امین چند صاحب کی بعض مراتب کچہہ ایسی ہی ہین حال شہر لاہور کے بیان مین بہ صفحہ
باون کتاب سفرنامہ امین چند مطبوعہ کوہ نور تحریر کرتی ہین کہ مسجد وزیرخان کی شاہ دہلی نی باہتمام وزیرخان بنوای
تو نام اسکا وزیرخان کی مسجد مشہور ہوگیا آخر جب بادشاہ نی سمجہا کہ میرا نام تو نہ ہوا تب اوسنی ایک اور مسجد
سنہری بنوای اسپر یہہ مثل راست آتی ہی کہ ۔ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

اصل حال مسجد وزیرخان

عقل حیران ہی کہ یہہ کیسی تحقیقات ہی سرکہ خوردن را دمی باید آری سخن گفتن و بکر جان سفتن ہست اگر لالہ صاحب
ممدوح ذرہ بہی ادہر توجہ موجہ فرماتی تو ایسی غفلت واقع نہوتی کیونکہ کتب تواریخ شاہان چغتای بکثرت موجود ہین
اور ذرہ سی کوشش سی معلوم ہوسکتا ہی کہ زمانہ نواب وزیرخان مرحوم اور نواب بہکاریخان بانی مسجد طلائی میں ایک سو
اٹہارہ سالکا بعد ہے اور سنہری مسجد نواب بہکاریخان بن روشن الدولہ طرہ بازخان نی مابین کشمیری و ڈبلی بازار
تعمیر کرای ہی وہ محلہ ڈڑہ کا حوالہ دیتی ہین طرفہ تر یہہ ہی کہ اگر انکو فرصت مطالع کتب تواریخ کی نہ تہی تو نام محلہ و غیرہ

تو ارشاد فرما کر درج کتاب فرمائی سخاوت مسٹر ولیم گولڈ سٹریم صاحب بہادر کا مشاہدہ کہ بعد تحریر حالات تولیع لاہور کل
مکانات اندرونی شہر لاہور کا مرقوم ہو مگر افسوس کہ صاحب ممدوح کی تبدیلی شاہجہان آباد کیطرف ہو گئی ناچار
حالات بیرونی پر اکتفا کیا اب محض ناچیاں کہ ناظرین ناملکین کتاب مذکورہ امین چند صاحب کو اسی تحریر پر اکتفا
رہے تھوڑا سا حال مسجد نواب وزیر خان کا مضمون ناقل دیا دل درج ذیل کیا جاتا ہی امید کہ ناظرین والا انصاف
ملاحظہ فرما کر قدردانی فرماوینگے - واضح ہو کہ شیخ علم الدین انصاری ساکن چنیوٹ اول اولی نسبت کمال
کیا کرتا تھا جب اوقات بسری دقت ہونے لگی تو تاریخ ۱۴ صفر المظفر ۱۰۳۳ھ بتلاش معیشت لاہور و شاہجہان آباد
ہوتا ہوا دار الخلافت اکبر آباد المعروف آگرہ میں پہونچا اسوقت حضرت نور الدین جہانگیر بادشاہ غازی انار الله
برہانہ سریر آرائے خلافت ہندوستان جنت نشان تھے - اور چند عرصہ سے نورجہاں بیگم کہ جسکا حال
جہان میں بیگم کا شہرت زمان زد روزگار ہے - مرض عرق النساء میں بدرجہ اتم مبتلا تھی اور کسی طبیب کا
معالجہ کارگر نہ ہوتا تھا حضرت جہانگیر نہایت مردد تھے یہ حکیم علم الدین بخبر اس سے کہ حکم علی الاطلاق کا کیا منشا
عام وخاص کیے معالجہ میں ساعی رہتا امرائے شاہی تک رسائی ہو گئی شدہ شدہ تذکرہ دست شفا اسکی کا
مسموع بندگان بحضور سلطانی ہوا معرفت نواب سعد الله خان دربار میں بلائی گئی حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر ملکہ
زمانی محبوبہ سلطانی تیرے معالجہ سے شفایاب ہو تو قدردانی میں سر مو فرق نہو گا بعد تشخیص مرض کے کہ بردگیاں حق
عصمت وعفت کی بدلی نہایت ملاحظہ نبض بس کرنا داخل گستاخی انشاء الله تعالیٰ کہ حضور کے اظہار پر اسطرح علاج
کیا جاویگا کہ بیگم صاحبہ کو ایک ہفتہ میں آرام وصحت ہو جاویگی حضرت جہانگیر تو اس لیلی زمانہ کی مجنوں ہو رہے تھے
جان نثار فرمانے لگے کہ اگر ایسا ہو تو امارت شفا خانجات تجکو عنایت ہوگی علم الدین نے شکریہ ادا کر کے عرض کی کہ ایک
دالان میں ایک ایک طاس ریگ صاف مصفا بچھائی جاوے کہ بعد نماز ظہر آسمان نوش در دولت
ہو گا خدام نے ویسا ہی کیا حکیم علم الدین نے دوسرے روز بعد نماز شافی مطلق کی جناب میں بقصد خشوع وخضوع مناجات
کر کے مدد چاہی اور اقرار کیا کہ اگر میرے معالجہ سے بیگم صاحبہ کو شفا حاصل ہو جاوے تو جو کچھ حق الخدمت ملے گا
تعمیر مسجد میں صرف کرونگا بعد ازاں قلعہ معلی میں باریاب ہو کر التماس کیا کہ جناب بیگم صاحبہ بلاتکلف اس
سنگلاخ ریگ گسترده میں چند قدم ٹہلکر پردہ میں چلی جاویں جب یہ معاملہ ہو چکا تو حکیم علم الدین نے وہاں جا کر

توکلت علی اللہ کہکر کسی نقش رگ باین نشتر اس وضع سے مخفی کر کے رکہی کہ باہر سے بالکل معلوم نہ
عرض پیرا ہوا کہ بیگم صاحبہ انہیں بیرون طالق النعل بالنعل اندر تشریف لیجاوین اور اسیطرح ٹہلکر مکان مین جانی لگی تو علی
الاعلان سب حرمونکی روبرو وعدہ کیا کہ اگر جناب باری شافی مطلق عز اسمہٗ اس طبیب کی دست شفا سے مجہے شفاء عاجل اور صحت
کامل عطا کرے تو تمام یہہ زیور جو اسوقت میری زیب تن ہے شکریہ مین اس طبیب کو عطا کرونگی یہہ کہتی ہوئی بیگم صاحبہ حسب ایما
اسکی سے اسیطرح بتجرم تمام آسمکان مین تشریف لیگئین جب نشتر والی نقش پا تو نیر پا پور رکہا تو وہ کارگر ہوئی ذرہ
دردسی محسوس ہوئی اور چند قطرے خون فاسد کی نکل گئے تو نزاکت کی راہ سے آہ وای کی صدا نکلی حضور
یہہ شعر فرط محبت سے زبان پر لائے + خون فاسد بہ نشتر فساد + دمبدم از عروق تا کم باد + فی الفور مرض مین کمی ہو
آرام ہوگیا حضور نے بہت سا انعام عطا فرما کر عہدہ امارت شفاخانجات سے سرافراز کیا مقویات استعمال ہونی لگین
اس اثنا مین دایرہ دولت شاہی روانہ لاہور ہوا وہ بہی ہمراہ آئے جب لاہور مین پہنچے تو بیگم صاحبہ کو شفای کلی
ہوگئی جشن شاہانہ مرتب ہوا ایفای وعدہ کیواسطے نورجہان بیگم نے تمام بیگمون کو جمع کر کے حکیم صاحب کو زیور مرحمت عنایت
فرمایا اوسپر تمام بیگمون نے بپاسخاطر میلان شاہی علی قدر مراتب ایک ایک زیور اپنا کہینچ حلقہ دست اور کسی نے
عطردان وغیرہ بطور شکریہ یا سردارانہ ایزاد کیا جب حکیم صاحب نے اسکی جمع لگائی تو بائیس لاکہہ کی مالیت نظر مین آئی
بقول میر حسن ۔ تجہے فضل کرتے نہین لگتی بار + جو چاہے کرے میرا پروردگار + دوسرے روز حسب سفارش نورجہان بیگم حکیم صاحب
منصب ہفت ہزاری سے سربلند ہوکر بخطاب نواب وزیر خان سرافراز ہوے کہتے ہین کہ نواب وزیر خان صاحب درجہ ثبات
متعبدین وار دایم الصوم قایم اللیل تہے یہان تک کہ مدت العمر کبہی نماز عصر بلا سنت ادا نہ کی تہی ایفای وعدہ کو مقدم
رکہکے تعمیر مسجد ہذا مین مشغول ہوئے حتی کہ بازار دورستہ معہ بالاخانجات تا بدہلی دروازہ معہ سرا و حمام وکٹڑا تعمیر
کرا کر شامل مسجد کیئے اسوقت بہی مزار حضرت سید محمد اسحاق المشہور میران بادشاہ کی ایک حجرہ سجنتہ مین زیارتگاہ خلق اللہ
تہی اب تک معاینہ مسجد سے یون معلوم ہوتا ہے کہ ابہی معمار فراغت کر کے اترے ہین کیون نہو نیت بانی اسقدر بانخیر تہی کہ انہون نے
تمام کارگذاران عمارت یعنی معمار و مزدور وغیرہ ایسے بہم پہونچائے تہے کہ جنہون نے مدت العمر ایک نماز بہی دیدہ و دانستہ
قضا نکی تہی مقام غور ہے کہ اسمعاملہ مین بجز صرف عمارت کیا کچہہ خرچ پڑا ہوگا ۔ بعد طیاری مسجد سنہ ۱۰۵۱ ہجری مقدس
کی نواب مرحوم نے صرف مصارف مسجد کیواسطے ایک وقفنامہ بطور دستور العمل تحریر کیا جسکی نقل بغرض طبع

ناظرین کیواسطے اولاد یالی سے لیکر درج ذیل کیجاتی ہے تھوڑا +

نقل

وقف نامہ مہر تامی محمد یوسف معمور و مہر نواب وزیر خاں مرحوم و مہر موسوی خاں صدر الصدور مہر مولانا محمد فاضل ولد مولانا محمد شاہ مرحومین آنکہ +

الحمد للہ الذی وفق عبادہ الاعزۃ الباقیات الصالحات والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی حرض الغزات فی انفاق الطیبات وعلی آلہ واصحابہ معدن الخیرات ومنابع الحسنات ما دام الارض والسموات اما بعد این ذکریست در بیان آنکہ وقف کرد و تصدق نمود نیاز مند درگاہ صمدی مسمی حکیم علم الدین المخاطب نور برخاں بن شیخ عبد اللطیف بن شیخ حسام الدین انصاری از خالص املاک و طیب اموال خود فی حال الصحۃ و کمال العقل و نفاذ جمیع تصرفاتہ طالباً لوجہ اللہ مسجد جامع بجمیع توابع و مرافق شرعیہ آن و برائے دوام این بقعۂ شریفہ وقف کرد در مصالح مسجد مذکور خود تمام دکاکین دو رستہ مع بالاخانہ او کٹرہ و سرائی کلاں حمام دو دہانہ جمیع وحد قطعہ زمین متفرقہ کہ ہر یک ازین امکنہ مذکورہ معلومۃ الحدود و ظاہر علامات است واقع اندرون دار السلطنت لاہور وقفاً صحیحاً لازماً تاماً بتۃ بتلۃ لا یباع ولا یوہب ولا یرہن ولا یمہر ولا یورث ولا یملک بوجہ من الوجود و سبب من اسباب الی ان یرث اللہ الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین وجعل آخر الوقف علی الفقراء المسلمین و شرط کرد که تولیت مذکور کہ داروغگی و تصرف در اوقاف مذکور در عزل و نصب خدمہ مسجد وغیرہ و تقسیم و تعیین مصارف وابواب آن عملا و جہان از آن بدست و برخاست اہل کرایہ دکاکین بدست خود و وقف مذکور بالاستقلال ما دام حیواۃ باشد و بعد او بدست ولد صلبی و محمد سعید خاں بعد او پسر احمد نور و بعد او بار شد ذکور اولاد و اولاد اولاد و بطناً بعد بطن نسلاً بعد نسل الی ما تو الدوا و تناسلوا اگر احدی از اولاد او نباشد بیکی از ذکور اقارب او کذالک و شرط کرد بر امام خطیب مسجد مذکور یک کس باشد قرا و اعلم احکام الصلوۃ و مودن عالم و دات و شرط کرد کہ مبیت قطعہ دکاکین بیرون دروازہ شرقی و بالاخانہای آنہا مخصوص برای نشستن صحافان کتب اسلامیہ بکرایہ باشد علی الدوام و نیز شرط کرد کہ در مسجد مذکور برای تعلیم علوم دینیہ دو مدرس باشند بسبیل اہل خدمات از محصول عملہ مذکورہ آنکہ امام و خطیب را ماہیانہ از یک روپیہ تا دہ روپیہ و مودن را چہار آنہ یومیہ ہر یک مدرس را یک روپیہ

هرکه از اولاد واقف متصرف وقف مذکور باشد و هر ماه ششم حصه از محصول کرایه اوقات گیرد و هر کسی از اقربا باشد
نهم حصه گیرد وکذالک ومابقیه از خرچ عمارت واہل خدمه ومصالح ضروریه دیگر کالمشرف والوقاد والفراش یصرف
علی المستحقین فی المسجد وعند التعیین یصرف علی المدمت کما هو الحکم فی المذهب الحنفی کل ذلک قد شرط الواقف فمن بدله
بعد ما سمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه فقد حکم بلزوم الوقف المذکور وشرط القاضی النافذ الاحکام الذی زین
هذا الوثیقة بختمه المبارک تحریراً فی غره رمضان المبارک الواقع فی سنه ۵۱ هجریه مقدسه +

باعث زیاده تر ترقی نوابصاحب مرحوم کا یهه هی که والده شاه جهان بادشاه اسوقت انکی معالجه سی شفا یاب هوئی زان بعد شه جهان کا معالجه بعالم شهزادگی کرتے رهی اسبات سی محبت شاهجهان کی انسی بدرجه کمال هو گئی حتی که بلا مشورت انکی کوئی کام نکرتا تها بعد چندی ایسا اتفاق پڑا که حضرت نورالدین جهانگیر بادشاه غازی ایکروز خلوه مین بیٹھی هوئی درستگی تاج وغیره فرما رهی تهی اور مسمات لشه بند کنیز باتمیز حضور کی سر پر پس پشت مرصع طاوس سی مگس رانی کر رهی تهی شه جهان سلام کیواسطی حاضر هوا شاید شهزاده عالمیان کی اس کنیز کیطرف کچهه میلان خاطر تها جب آپسمین نظرین لڑین تو وه مسکرائی حضور نی آئینه مین سی دیکهه لیا گونه ناراض هو کر اس کنیز کا نکاح کسی غلام خاص سے کروا دیا اور شه جهان کو نظربند فرمایا نواب وزیرخان کو اس امر سی سخت تردد هوا بعده درصدد اسکی رہا که کسی صورت سی اسکو رها کراوے امرا کی سفارش بهی کارگر نهوئین نورجهان بیگم کی تمنا کچهه اور تهی آخرکار حسب الایمای نواب وزیرخان کی شه جهان نی ایسا تمارض کیا که تغیر قطعی مین اسکی جان بلبی مشهور هوئی چونکه ولیعهد تها بادشاه نی وزیرخان کو حکم معالجه دیا بعد چندی نواب صاحب نے حضور شاهی مین عرض کی که غلبه مرض سی شهزاده عالمیان کا ایسا بدحال هی که اگر هواخوری دو وقته نکری تو خطره جان هی اور مریم زمانی مادر شاهجهان نی بهی بدرجه کمال استمداد کی حضور نی حکم دیا که بحفاظت فیض الله خان میر توابان و نواب وزیرخان دو چار میل تک هواخوری کیواسطی جایا کرے جب اسطرح سی ایکماه کامل گذر گیا تو نواب مذکور اسکو دکهن کیطرف لیکر بهاگ گیا وهان کی ناظم نے ملازمانه خدمت کی نظم و نسق انکی هاتهه مین دیدیا حضور کو خبر هوئی فرمان جاری هوئی وه وهان باغی هو بیٹھا بادشاه اسوقت کشمیر مین تهی جب وهانسی لوٹ کر آئی تو تخت آرائی حکومت لیتا هو گئے شه جهان یهه خبر پاتی هی بایمای آصف خان وزیر اعظم بسبیل ڈاک لاهور مین آگیا کوئی مانع نهوا تخت نشین هوا

اسکا حق تھا سریر آرائی سلطنت ہو گیا مقبرہ حضرت کا شاہدرہ مین طیار کرایا ماسوا اسکے بہت سی عمارات
نواح لاہور مین تعمیر کرائیں نواب وزیر خان کل مختار اور وزیر اعظم ہو کر امیر الامرا خطاب پایا عہد شاہجہان لاہور
سے واسطے حاکمی لگا تو بجای فیاضان نواب ممدوح ناظم لاہور مقرر ہوا نہایت نیکنامی و خوبی سے حاکمی سے عہدہ کا
کو سرانجام کرتا رہا شوق عمارت اسکو درجہ کمال تھا چنانچہ اکثر مقامات میں تا حال عمارت انکی یادگار جہان میں
سبحان اللہ کارخانہ الہی میں کوئی شخص دم نہیں مار سکتا گردش گردون گردان گردکان اگر دگر ہے اولاد
انکی نان شبینہ کو محتاج ہو مگر ساعت شریف خاندانی لوگ انکا ادب کرتی ہیں اب یہ مسجد انکی کام آتی ہے حسب واہی
حصہ کرایہ دوکانات وغیرہ سے بیکر اوقات بسری کرتی ہیں مرزا ابر دخس دم تحریر سر خاندان ہی +
یہہ جو کتیں ہر دو ہم بر لی حبات لالہ امین چند صاحب کی تحقیقات پر ایراد کرتا ہے امید ہے کہ وہ بہی اس سے
ناراض ہو نگی کیونکہ مصنف محقق کو جو دم تحقیقات ماری لازم ہے کہ بخوبی تحقیقات اور تفحص کرے ہو سکے جو کچھ
سچ ہو حوالہ قلم کرے اگرچہ الانسان مرکب من السہو والنسیان مقولہ حضرات سلف کا ہے مگر ایسی امور مین کہ جنکی
تحقیقات درستی سے ممکن ہو عام کالانعام کی کہانات لغو پر انحصار رکھکر قبول کر لینا متاخرین محققین کے لیے
دہوکہ مین ڈالنا ہے حق تو یوں ہے کہ انہون نے دریا کو کوزہ مین ڈالا ہے بے شائبہ تکلف اس تحقیق عجلہ سے سرنامہ امین چند کو اگر جام جہان
کہیں تو بجا ہے اور بیشک انہوں نے بعد تحقیقات کاملہ ہر امر مندرج کتاب فرمایا ہے کیونکہ انہوں نے اسی تحقیقات کیواسطے
اسناد در دراز سفر اختیار کیا تھا مگر تین امر مین واللہ اعلم کس باعث سے کم توجہی فرمائی ایک تو دستور زاریان میں حج امہات
کشادہ رکھا فرکا ذخیرہ قلمبند فرمایا تاکہ صداقت کو نہیں پہونچتا کما ذکرناہ دوسرا حال مسجد وزیر خان تیسرا سردار
مہاراجہ رنجیت سنگہ بہادر کی ماسین جو انہون نے نسبت خاندان عالیشان فقیر صاحبان لعلحالہ تحریر فرمایا ہے اور جسکا حوالہ کتب
بہی حال متعلقہ سمادھ مہاراجہ رنجیت سنگہ میں بحوالہ کتاب عبرت نامہ دیا ہے اس امر مین تو بیشک انہوں نے بہت سی
بی پرواہی فرمائی ہے اگر ذرہ سا بہی توجہ خاطر ادہر فرماتی تو ایسی الفاظ نامناسب ایسی حضرات خاندان رفیع کی بابت
مین حوالہ قلم ہوتی کیونکہ خاندان فقیر صاحبان کا تمام ملک پنجاب میں اظہر من الشمس امین من الامس مشہور ہے
سبحان اللہ کے رائیہ تکلف این خاندان تمام آفتابست ایہر دو پسر این خاندان کل کریم ابن کریم عزیز ابن عزیز
رئیس ابن رئیس شریف ابن شریف نجیب ابن نجیب نور علی نور جہانگیر مس ہیں ہے

اگر کسی نالایق ناعاقبت اندیش نے نسبت اس خاندان عالیشان کے اگر کچھ کہا بھی تھا تو مناسب تہا کہ تحقیقات فرمالیتے
لاہور مین تو تشریف لیہی آئے تہے جناب فقیر صاحب سے ملاقات فرماتے فیض عمیم انکا ایسا جاری ہے کہ جو چاہے رئیس
وہ مراد لے واعلی باخلاق محمدی بہ محبت پیش آتے ہین شجرہ اور محضر نامے اور وثایق و نیقد انکے جن سے شریف الذاتی
اور عالیخاندانی اور صحیح النسبی انکی ثابت ہوتی ہے ملاحظہ فرماتے و تمام سادات الکرام کی مواہیر و علامات انپر ثبت
ہین حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را اگرچہ بعض بعض حضرات نے اپنی رونق بازاری کیواسطے اعلام خود بینی
و خود ستائی بلند کرکے کبہی طرح کی گفتگو مین ظاہر کین مگر انکے نا ولد و نسبت برابر سادات عالیمقام و وزر و نزدیک سے ملے
انکے ہین عطر آن است کہ خود ببوید نکہ عطار گوید سادات گیلانیان لاہور و چونیان و دیپال پور و اچ شریف کی ہر
رشتہ داریان انکی ہوگئی ہین دل تو چاہتا تہا کہ اس مقام پر نقل شجرہ خاندان سمو المکان مع وغیرہ حالات مناسبہ تحریر
کرون مگر بخوف الاطناب اسی مرسے ڈر لگا مبادا کوئی کم بین یہہ خیال کرے کہ بباعث ارادت قدیمہ بتقضعت انکو بہی
لفظ زاید الوصف حوالہ قلم کردیا ہوگا جو کچہ راقم اثم نے ان خاندان کی بابت وزرا ہو جہا انبہ رنجیت سنگہ
بہادر مین مرقوم کیا ہے راست اتنے ثبوت ہے کہ دریا سے اوصاف سے ایک قطرہ بہی نہین وقت تحریر جناب حضرت
فقیر شمس الدین صاحب بہادر باوجودیکہ انریبل مجسٹریٹ لاہور و جناب فقیر ظہور الدین بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر بہادر بعہدہ دار سرکار عالی وقار مین اور اس عہدہ مین ممکن نہین کہ فریقین مداح ہون مگر سبحان اللہ یہہ پہلا
نظر آیا ہے کہ عدل اور رحم کو ملکے کر دکہایا ہے کوئی فرد بشر ہوگا کہ اس جناب کا مداح نہوا ہو فرمایا وہ جدا دب جاکر اسپر
ختم کرتا ہون کہ کریم کارساز حقیقی ایسے حضرات بابرکات کو باعزت وآبرو سلامت رکہے

حال عمارت مسجد وزیرخان مرحوم

واضح ہو کہ لاہور کے بارہ دروازون سے ایک دروازہ شہر رویہ بنام دہلی دروازہ مشہور ہے
اسکے اندر آتے ہی تمام عمارات وابستہ مبنیہ نواب وزیرخان مرحوم متعلقہ مسجد ہذا کے ہین اندر متصل دروازہ
بطرف جنوب ایک سراے پختہ معہ حمام عالیشان جسکا اب سرکار نے مسگرگیر گنج نام مقرر فرمایا ہے شہر رویہ
زیر مسجد وزیرخان کا چوک ایک بازار پر فضا ہے شرق رویہ اسکے ایک دکان محرابی جسکے شمال وجنوب کیطرف
نیچے تین تین دکانین اور اوپر بالانشین مقام نشست گاہ ریختہ کار سفید اسکے اندر غرب رویہ بہت نزدیک

ایک ہشت پہلو مقبرہ پختہ میراں سید معروف صاحب کا او ک اون کو حضرت میراں بادشاہ کا بھائی
کہتے ہیں اب چند عرصہ سے محمد سلطان ٹھیکہ دار بارگماشتہ کی تعمیر اوسکی از سر نو کرائی ہے اس کے پہلو
دیں میں ایک سل سنگ مرمر کی نصب ہے جس پر یہ عبارت بخط نسخ سیاہی کے حرفوں سے کندیدہ ہے بعہد اقبال
صاحب عالی مناقب میجر جارج میکر یگر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع لاہور مقبرہ متبرکہ حضرت سید معروف
از سر نو تعمیر کرد شیخ سلطان ٹھیکہ دار سرکار رئیس آثار کمپنی انگریز بہادر دوام اقبال ۱۲۶۰ھ باہتمام
رسید ۱۲۶۰ھ سمت ۱۹۱۱ چار پہلو ستونوں سے مدار شرقی و غربی و شمال میں حجرہ ہای گلی نصب ہے اندر صحت
جنوب رویہ بسبب نام گردہ اوپر گنبد پہاڑی دار گردہ کے اوپر گنبد ہاں خورد خورد آگے چاروں طرف برابر
ہیں اس کوئی کونی اگر ہی گئی ہے دروازہ میں طاق تختہ چوبی لگا ہوا ہے عمارت پختہ سے جو کچھ میانہ میں تعویذ
مزار پر انوار استر کاری آملاع گنبد میں محراب ہائے جو سامنے موجود دروازہ کے جنوب رویہ چبوترہ پر احاطہ مقبرہ
پر ایک درخت بڑا اوس کے گوشہ کلی میں ایک چاہ پختہ چرخی دار متصل جاپائیں برپا ہو چاہ ایک مسلسلہ
جگہہ قدآدم بلند بطور بیٹھک دالان بست و بیاست کے واسطے شمال کی طرف اس مقبرہ کے ایک چاہ و میدان اعا
دیا ناتھ صاحب اسپر بھی گنبد پہاڑی دار بنا ہوا ہے شکل مقبرہ آگے عہد سکھاں یہ چوک خراب اور ہیئت
اسکی بگڑ گئی تھی یعنی چوک کے اندر کئی اور دوکانیں بن گئی ہیں مگر اب حسب الحکم سرکار انگریزی ہیئت
اصلی پر آگیا ہے گنبد اس چاہ کا جو سید ہشت پہلو چاروں طرف چار در محرابی گوشہ کلی میں باہر ایک پختہ
جنوب رویہ حجرہ کے زیر گنبد چاہ چرخی دار دہاں صرف ہندو لوگ پانی بھرتے ہیں چو بچہ کے اوپر والی دیوار گنبد
میں ایک سل سنگ مرمر کی طویل نصب ہے جس پر یہ تحریر ہے امارت و ایالت دستگاہ حیرا دیتی دولت عالیہ
دار سلطنت لاہور مدار المہام راجا دینا ناتھ راجہ کلانور نصر اللہ صاحب عالی مناقب میجر جارج میکر یگر صاحب
بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع لاہور تیاری عمارت چاہ بہادر دست ۱۹ اسطاق ۱۸۶۱ع بصرف بر زرخود شود بد
اور ایک سمہ سطر کور ہی ہے

در کلاں شرقی کے اندر یعنی اسد اور بہر دو طرف چوک میں مفصلہ ذیل دوکانیں ہیں میانہ دروازہ مذکور و اوس
اوسکی شمال رویہ جنوب رویہ اس چوک کے شمال و ایسان کی طرف حویلی راجا صاحب بہادر غرب رویہ آگے
۹ دوکانیں ۷ دوکانیں

حویلی انکی کی ایک طویلہ جو سابق مین ایک کٹرہ تہا جو نواب وزیر خان نے وقف کرکے شامل مسجد ہذا
کی کیا تہا اندر اسکی مزار پر انوار حضرت میران سید بلند صاحب کی وہ بہی بہائی حضرت میران بادشاہ
کی مشہور ہین شمال رویہ چوک کی میانہ مین ایک در محرابی جسکی اوپر عمارت متعلقہ حویلی راجہ صاحب موصوف
سر گباش اوس مشرق و غرب کی طرف مفصلہ ذیل دوکانین شرقی رویہ غربی رویہ اسیطرح جنوب رویہ
اٹہارہ دوکانین بعمارت قدیمہ بلنیہ نواب مرحوم غرب رویہ چوک مسجد وزیر خان مرحوم کے شمال رویہ
اسکی شارع عام بازار رفتہ مابین مسجد و طویلہ کہ جسمین مزار سید بلند صاحب کے ہی ایک دروازہ کلان محرابی پختہ
چونہ گچ ریختہ کار اوسکی نیچی شمال و جنوب رویہ ایک ایک دوکان بالمشافہ اس دروازہ کلان سے غرب کی طرف
کی طرف کوتوالی فقط اب حال عمارت مسجد تحریر کرتا ہون شرقی رویہ بطرف چوک ایک دروازہ کلان محرابی
کاشی کار ایک منزل بلند بازار سی صورت اسکی یہہ ہی کہ دروازہ کی شمال و جنوب رویہ دوکانین محرابی تحتانی
خشتی پاین متعداد شمال رویہ جنوب رویہ انکے اوپر باہر کی طرف کہڑکیان خورد جنکی اندر دوکانین بالائی جنکا
حال اندرونی مین تحریر ہوگا دروازہ دو درجہ والہ باہر سے ایک منزلہ اور اندر سی دو منزلہ یعنی باہر کی طرف
در محرابی کلان جسکی باہر تمام کار کاشی دونون بغلون مین بطرف شمال و جنوب تہڑیان طولانی سنگ سرخ
کی تہڑیون کی اوپر تا سر محراب تمام نقاشی گلکاری ارتفاع در بیرونی کے میانہ مین نیچے ایک اور در محرابی
جسکی اوپر شہ نشین تین کہڑکیان محرابی اوسکے باہر شرقی رویہ جنمین پنجرہ ہائے سنگ سرخ لگی ہوئی ہین محرابی
کلان بیرونی کی باہر شرقی رویہ پہلوی شمالی اور جنوبی مین بطور بخارچہ ہا جنکی تین تین دریچہ محرابی مرغولی باہر
کی طرف اور ایک ایک بغلون مین بالائی دریچہ ہا گردنہ اوسکی اوپر صورت نیمہ گنبد ہی نیچی پیل پایہ معہ کہٹرہائے
سنگ سرخ دروازہ کا شرق کی طرف رنگ آمیز چینی کے کام والا شمال رویہ باہر دروازہ کی بخارچہ کے
اوپر دو کتبی بالائی بخط نسخ و قلم جلی مرقوم ہی (در عہد ابو المظفر صاحب قرآن ثانی شاہ جہان بادشاہ غازی
اتمام یافت) فقط اسکی نیچی والی کتبہ مین یہہ مرقوم ہی بانی بیت اللہ تعالی خدوی با اخلاص مرید با اختصاص الراجی
قدیم الخدمت وزیر خان دو سطر نیچی اسکی بخارچہ اوسکی نیچی اور کتبہ کلان محرابی منقش کاشی کار اسمین یہہ تحریر
ہی ہو الجامع این خانہ کہ ہست چون فلک مظہر فیض + دارد چو حرم کعبہ سر در سر فیض + بر چہرہ

اہل حلہ این در براد + تا حشر کشادہ باد ہمچو دہ بہیں + اس طرح جنوب رویہ بالائی کتابہ دو کتبی پر
بالا میں یہہ شعر تحریر ہی + سال تاریخ بنائی مسجد عالی مقام + از خرد جستم بگفتا سجدہ گاہ اہل فضل +
اور بائیں والہ میں یہہ تاریخ اس بنای چو پرسیدم از خرد + گفتا کہ بانی مسجد در جہان + کتابہ سنگی
اور کتبہ شکل طرف شمالی اوس میں یہہ مرقوم ہی + دہقان درو دیوار این مسجد یک سرشت + در مرتبہ
جہان ہر آن خبر کہ گشت + درہائے عمل ہائے خبر بگشاد + کاخر ہمہ را ز بہشت ایں در بہشت + کتبہ محمد علی
سر محراب کلان مذاکی میانہ میں افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲۳۸ اور اس دروازی کی گوشہ شمال
و جنوبی ہر دو گنبدیاں در د طولانی جواب اور منار اور میں آہنیں انکی سطر آہی ہیں مقطع آٹھ رویہ سنگ
سنج کی چرہ کی اور کرسی زمین مسجد پہ جانا ہوتا ہی یہہ رویہ چرہ کی محراب میانہ کی طاقوں میں بطرف شمال و جنوب دو
محراب بطور بستگاہ اندر اس کے ڈیوڑھی مسجد تک اور میانہ میں گنبد کلاں عالیشان خشتی پختہ عمارت اسکی
ہشت پہلو باین صورت کہ شرقرویہ دروازہ مذکورہ بالا اور غرب رویہ ایک اور دروازہ محرابی اندر ہی مسجد
جسکی اوپر اندر کی طرف کتبہ کاشی کاری میں یہہ بہت بقلم جلی تحریر ہی + محمد عربی کا روئی ہر دو سرا است + کسی کہ
خاک درش نیست خاک بر سر او + عمارت اس دروازہ کی بہی درمیانہ عالی ہی شرق کی طرف ایک محراب کلاں
اور جنوب رویہ اسی وزرہ خورد اور محراب اسی طرح بطرف شمال او جنوب گنبد کی اور دو دروازی ازقط
میں چاروں دروازہ اندر کی طرف سی پچہ سر میں فرش خشتی اور گوشہ گلکی دیاٹ وایسان ویرٹ میں چاروں کا
اسی طرح اوپر ان دو کا ہوں کے شست کا میں بطور تسبیں گوشہ والیں خورد اور پھر چار طرف کلاں کلاں شمال
و جنوب رویہ ان مکانوں کی تین تین دریچی باین طور کہ میانہ محرابی کلاں اور بغلی خورد مربع طولانی شرق و غرب
کیطرف دو ... یہہ کہڑکیاں جو دریچوں کی حال میں تا مسدود ہو چکی ہیں غرب رو بالائی دراندرونی کی جسپر محمد عربی
تحریر ہی ایک در محرابی اوپر میانہ میں گنبد اور غرب رو اوسکی گوشہ جنوبی اور شمالی یہ دو مینار بارہ بارہ در
محرابی مدوّلی والی ہی دریچوں میں کنگرہای سنگ سنج کی نصب فقط

گنبد کی در شمالی و جنوبی کے باہر کا حال

درسالہ دیہ گنبد کی آہر شمال و جنوب رویہ ہر دو طرف یعنی شرق و غرب دو طرہ
دو کا ابت میں تفصیل شرقرویہ غرب رویہ جسکی باہر برآمدی محرابی مدوّلی خشتی قالبوتی اور

اندر کوٹھریاں اون مین حسب الحکم بانی مجلد ہو لوگ بکرایہ بیٹھے ہین تفصیل قابضان جو بطرف شرق چار دوکانین ہین ان پران شخصون کا قبضہ ہے - مرزا اعظم بیگ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر خلف مرزا اکرم بیگ صاحب مرحوم - بنی شاہ ولد مراد بخش مجلدی حال بجای خود فقیر کامل حافظ بخش خیر دین فضل دین پسران میان محمد بخش صحاف مرحوم - عبد اللہ مجلدی برادر زادہ میان محمد بخش - اور غرب رویہ پران لوگون کا قبضہ ہے - جان محمد گگرہ سابق کاتب حال مدرس - بنی شاہ ولد مراد بخش مجلدی - پسران بسا مجلدی - محمد بخش موٹہ پسران عظیم اللہ مجلدی لطف علی شاہ مجلدی - ولی مجلد ہے - مرزا یزد بخش سیر بانی شہاب الدین پسران الہ بخش مجلدی - کمون پسر ستار شاہ مجلدی - مقبوضہ خدا بخش مجلدی مہر شاہ - سائین صادق علی - الہیا جدول کش ساتہی والہ - قاضی خیر بخش - شرق رویہ دو دکانون کی میانہ مین ایک ایک دروازہ جنکی آگے ایک ایک تہڑہ تین تین زینہ والہ بہانسی چڑہکے اوپر دوکانات وغیرہ مقام جو کہنڈی و شہ نشین ہائی زیر گنبد کلان پر جاتے ہین ان دو طرفہ دو کانات کی شمال وجنوب کیطرف اور دو در محرابی کلان جنکے اوپر مکان المشہور بہ جو کہنڈی خشتی قالبوتی جنکی شمال وجنوب رویہ سہ دہنی پنجرہ ہای گلی ہے مسدود ہین میانہ کی میانہ مین ایک ایک کہڑکی نظر انداز در شمالی کی اوپر جو جو کہنڈی ہے بہ مدت سی زیر قبضہ مرزا اکرم بیگ صاحب ہی اسکی نیچے بطرف شرق و غرب تہڑیان طولانی سنگ سرخ کے سات زینہ سنگ کی چڑہکے اوسپر آنا پڑتا ہے ماسوا اسکی شمال رویہ پر مسجد اونیس دو دکانین فقط جنوب رویہ دو کانات کے بہی ایساہی در کلان مع جو کہنڈی اس جو کہنڈی کے مرزا امیر بیگ رشتہ دار امام الہ بخش کا قبضہ ہے ان جو کہنڈیونکی دہنون مین اکثر پنجرہ ہای سنگین نصب ہین ان دو کانات مجلدیون کی اوپر لب بام گرد نہ مع ہیل پایہ ہائی تھی مگر اب بعض بعض بباعث بی مرمتی مسمار ہو گئے ہین فقط

حال اندرون مسجد

صحن مسجد مین تمام فرش خشتی چارون طرف حجری قالبوتی جنکی مہرون پر کار کاشی خوش اسلوب صحن کے اندر ایک حوض دہ در دہ مربع دس گز طول و عرض مین میانہ مین ایک فوارہ اب مسجد کے اندر بیٹھہ کر حال تقطیع مسجد تحریر ہوتا ہی شرق رویہ میانہ مین

ده در جسکی اوپر محمد عربی کتبہ کاشی کاری کا لکھی تحریر ہے اوسکی اوپر ایک دریچہ محرابی دو دالان
ویر اوسکی دو مینار خورد بارہ بارہ دردالی جسکا حال حال ڈیوڑھی میں مندرج ہے اسکی سمال جنوب
رویہ حجرے پاس تعداد جنوب رویہ شمال رویہ متصل دروازہ کے دونوں طرف دو دو بہ ادپر حالی
واسطی مقام آمدورفت کے گنبد ڈیوڑھی کے ۳ متصل بالعصاں ہر ہشت حجرہائی تحتانی فوقانی
ہے الیاکس برای مسجد رحیم شاہ جاروب کش مقبوضہ امام مسجد تیر جنوب رویہ سامنے میں ایک
مقام چو کھنڈی دو مرلہ ارتفاع میں سقف حجروں سے ایک مرل ملند مقبوضہ امام مسجد اوس کے
پیچھے بطرف صحن مسجد عرب کی طرف زینہ اوپر جانی کا اور شرق رویہ ایک در خورد واسطی آمد و رفت
مسجد کے سامنے میں ایک حجرہ المشہور بارہ دری دالہ جسکی اندر حوض اور الیا اور حواری ہی ہم لگ
اور پانی جاری جنوب کے باہر اس دروازہ کی ایک مقام المعروف باغیچہ وزیر خان ہے اسمیں
چاہ چرخ چوب والہ اسمائی مع بادہ و دارگان اور ان چند عرصہ سے اوسکی اندر ایک مقبرہ پختہ
بنا ہے جسمیں حضرت امام گاموں صاحب جد امجد امام موجودہ حال کے دفن ہوی ہیں وفات انکی
۱۲۶۳ میں واقع ہے جسمے میاں محمد ولد امام الدین امام مسجد ہے پاس اوسکی ایک چبوترہ پختہ
اور چند مونڈھے ایک درخت نیم بڑا مشہور ہے بعد اس چو کھنڈی جنوبی کے شرق و غرب رویہ
متصل ذیل حجرے ہیں شرق رویہ غرب رویہ اسمیں سے ایک حجرہ کریم بخش باغبان کے قبضہ
میں ہے جو مدت سے چوب و حوض کرتا ہے اور بقیہ میں سے ایک حجرہ دو دالہ حالی ایک میں کریم بخش
مجاور خانقاہ حضرت میران بادشاہ صاحب ایک جاروب کش ایک میں ماشکی ایک میں لوئی شاہ
متولی ایک بہر حالی پاس مراد رہتا ہے کہ جس مجاور کی نوبت دہ اپنا اسباب اندر اوسکی رکہ
دیں اسباب خانقاہ اور ایک میں امام الدین ولد حسن الدین مجاور رہتا ہے بعد اسیطرح عمارت
طرف مینار مینار میں حجرہ کمبڈی یہ بہی مقبوضہ میاں محمد امام مسجد ہے پیچھے صحن مسجد ہی ایک،
اک رمحرابی کلاں جسکی ادبیر مینار میں دریچہ خورد اوپر بطرف شرق و غرب ایک ایک دروازہ اور
ملک ایک زینہ اوپر جانی کیواسطے باہر سر بازار در محرابی جسمیں کہیرو سنگ سرخ کا لگا ہے اوپر پر

ایک ایک دریچہ خورد اندر اوسکے در محرابی کلان کے دونو طرف بطرف شرق وغرب ایک ایک زینہ واسطے اوپر جانے منزل اول جو کہنڈی کے ایک شرق کیطرف پانچ حجری اور غرب کیطرف اٹھہ اون مین یہہ لوگ قابض ہین مرزا امیر بیگ چرخ مان عمر دین نقاش فضل دین وغیرہ پسران محمد بخش صحاف مرحوم امیر بخش وچراغ ورمضان پسران خیر دین مرحوم مورثہ میان حامد اللہ امام مسجد دتا شاہ حافظ محمد یار مرحوم مولوی امام الدین امام مسجد بادشاہی حافظ محمد یار تلامذہ امام مرزا اعظم بیگ فخر الدین سگاک ملک لڈا صحن مسجد کے تین درجہ ہین اول سمت شرق رویہ جنازہ گاہ پہر غرب رویہ متصل اسکی بارتفاع یک مشت جدا صحن مسجد نمازگاہ پہر اوسکی غرب رویہ حد زیر گنبد ہا حد شرقی سے لیکر تا دیوار غربی اندرون زیر گنبد ہا طول ۳۰ درعہ اور حد شمالی سے جنوبی تک چالیس درعہ حوض کے گوشہ نہرت مین مزار حضرت میران بادشاہ صاحب جنکا حال تحریر ہوا ہے صحن مکان نمازگاہ کا عرض ۱۸ درعہ اسکی غرب کی طرف میانہ محراب کلان جسکی نیچے اور ایک محراب اس سے خورد اوسکی بغلو نین بطرف شمال وجنوب اور دو دو محراب جنکا ارتفاع محراب میانہ کے برابر تک پانچ ان محرابونکے باہر شرق وغرب کی طرف دو مینار کلان اور دو بطرف شمال وجنوب اس در بیرونی اندرونی پر محمد عربی تحریر ہے کل چہار مینار کاشی کار منقش خوشنما نہایت عمدہ ہشت پہلو اوپر اونکی بارہ در محرابے مرغولی جنمین پنجرہ ہائے سنگین نصب لب بام گردنہ خوشنما اور میناروں کے گنبدون پر بھی کار کاشی نقطہ ہر پنج محرابہائے مسجد کے باہر کی طرف شرق رویہ تمام کار کاشی جس سے محرابونکی اوپر متصل لب بام بخط عربی تمام آیات قرآن شریف واحادیث مرقوم ہین ہر دو محراب ہای حد شمال کے میانہ مین دو کتبی کاشی کار زیر وبالا وپر والی کی زمین سفید اور اوسمین بخط ثلث لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور ابوبکر عمر عثمان وعلی تحریر ہے ونیچی والی زمین بسنتی اوسمین یہہ تحریر ہے قال علیہ السلام المومن فی المسجد کالسمک فی الماء والمنافق فی المسجد کالطیر فے القفص قال علیہ السلام ان ملائکۃ اللہ یقیلون علی السیف الاول محراب کلان میانہ کے پہلو شمالی مین جو کتبہ کاشی کار ہین اوسمین سے پانچ گلکاری اونمیں والے مین یہہ تحریر ہے قال علیہ السلام

صلوٰۃ الجماعۃ تفصیل صلوات الواحد الف وسبع وعشرین درجۃ صوت رویہ کہ بالکل دالان میں بہ تحریر ہے قال
علیہ السلام یاتی علی الناس زمان یکون حدیثہم فی المساجد امر الدنیا اور ہر دو پہلو میں محراب میانہ
کلاں سورہ انا فتحنا لک فتحا اوپر آیۃ الکرسی تحریر ہے ہر دو محرابہائی پہلو کے میانہ میں ہر دو کتبہ بالا میں
لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ابوبکر و عمر و عثمان علی تحریر ہے اونچی ولیے میں آیات متفرقہ ایسی سمائی ہے اندر
جاتی ہے دیوار شمالی میں ایک در محرابی زینہ کا ہے جہاں سے اوپر سقف مسجد کی جاتی ہیں بالائی سقف مسجد پانچ
گنبد میانہ کلاں علی ہذا اسکے زرہ جو در فقط زیر سقف و گنبد دو درجہ مسقفہ ہے عرض اسکا گیارہ گز اور طول
بدستور اندر دیوار غربی میں پانچ محراب جنکے سر و زیر بطور سطر طلا آیات قرآنی و درود شریف جو یہ ہے مرقوم ہے
سلاسل گنبدوں کے دو رویہ میں تمام آیات قرآنی بخط ثلث تحریر ہے دیوار جنوبی میں ایک در محرابی بہ نہج
بالائی سقف مسجد کے جانے کا ہے زیر گنبد یاسمال کے طرف سے جنوبی دیوار ایک پانچ محراب جو گنبدوں کے
نیچے دکھائی دیتی ہیں عقل کام نہیں کرتی کہ کس طرح سے تفصیل عمارت اسکی لکھا جائے شمال کیطرف دیوار شمالی
مسجد مسقف پر سر بازار ایک مکان ہشت دہ دو مرتبہ بالسویٰ اسکی اندر تین درجہ ہر درجہ میں باہر کیطرف دو
جسمیں کھڑکیاں سنگ سرخ نصب ہیں اندر کیطرف فقط ایک در محرابی جسکی اندر جا کر تمام سیر شہر ہوا و بازار
کی ہو جاتی ہے اندر باہر دیوار شمالی کے محرابوں کے مرغولوں پر تمام کار جستی دکالسی کا مدرکمال خوشنما
زیر سقف مسجد تمام نقاشی جو سا محراب اندر ولی کے پاس ایک منبر چوبی رکھا ہوا ہے اور مسجد تعمیر
اس درجہ کی دیواروں پر ہے اگر تحریر کیجاوی تو یقین ہے تو بعد رکھے سیپاروں قرآن شریف کے
ہو جاوے فقط حضرت میراں بادشاہ کی مزار کی عمارت کا یہہ نقشہ ہے کہ اول ایک دالان جسکا طول پانچ
اور عرض اڑہائی گز جستی استرکاری اسکی شمال و جنوب کی طرف تین تین در محرابی اور ایک ایک در طرف
شرق و غرب شمال رویہ دالان ہذا متصل ایک حلقہ چار دیواری بانکرہ بلند طول اسکا سات گز اور عرض
پانچ گز اسکی میانہ میں تعویذ قبر جستی بدست اور مزار اونکی زیرہ طویل چونہ گچ ہے اس حد چار دیواری کی
مقام تہ خانہ اسمیں آٹھہ زینہ نیچے اوتر کر مقام خانقاہ میں جانا ہوتا ہے وہاں اصل مزار حضرت کی
ایک چبوترہ بلند موجود ہے اور باہر اوپر بطور نقل کے سمان اللہ عجیب

نورانی مکان ہی شب و روز عوام وخاص ازن ومرد حل مشکلات کی واسطی وہان حاضر رہتی ہین اور یہ
والائین مجاور بیٹھتے ہین اب یہان کا سجادہ نشین امام الدین بن حسن دین ہی فقط غرب رویہ دیوار
غربی کی پشت مین اٹھہ پرنالی اب زیر مسجد کی اوپر سی نیچی بطور متراب خفی جاری ہین غرب رویہ اسکی بفاصلہ ایک
شارع عام کوچہ کلالان کوچہ مشہور ہی فقط مسجد ہذا کی جنوب کی طرف کی زمین پست حد شمالی وشرقی وغربی سے
ایک منزل بلند ہی کیونکہ در شمالی بیرونی مسجد سی بیکرالی در جنوبی اور در جنوبی سی تمام جنوب رویہ تا موچی دا کبری
دروازہ زمین بلند ہی اور بقیہ ہر سہ اطراف بقدر ایک منزل نیچان کیونکہ اودہر نیچی دوکانین ہین اور اودہر برابر زمین
کی گنبد ڈیوڑہی کی جنوب کی طرف جو دروازہ معہ چوکہنڈی ہی اب اوس کو اینٹون سی بند کر کی اسمین ایک خورد
دروازہ لگایا ہوا ہی اسی باعث سی اب اس دروازی کا نام تاکی والہ دروازہ مشہور ہوا ہے فقط تفصیل زینہ ہای
مینارہا صحن مسجد سی تا سقف مسجد عدد ۱۱ اور وہان سی اوپر کل عدد ۷۰ **احوال امام گامون صاحب مرحوم**
جنکا مقبرہ باغیچہ مین متصل چاہ چرخ چوب والہ موجود ہے یہہ امام غلام محمد صاحب مشہور امام گامون
بن محمد صدیق . سلسلہ قادریہ مین خادم حضرت عبد اللہ شاہ کی تہی کہ جنکا حال مفصل انکی مقبرہ واقع
شمال رویہ موضع مزنگ مین درج کتاب ہذا ہو چکا ہی اباو اجداد سی امام اس مسجد کی چلی آتے تہی چنانچہ
بیٹا انکا حافظ الہ بخش ہماری دیکہتی دیکہتی امام تہا عرصہ چہہ سال سی فوت ہو گیا اب بیٹا اسکا میان محمد
بدستور امام ہے یہہ امام گامون صاحب واعظ اور شاعر اور نیز فقیر کامل صاحب تاثیر تہی اکثر اشعار
پنجابی انکی عارفانہ وعاشقانہ زبان زد خاص وعام مین خدام انکی چندان پابند شرع نہین مگر عقیدہ انکا
بہ نسبت انکی سخت محکم نظر آتا ہی اب تک سال بسال عرس انکا معہ مجلس ہوتا ہی فقط نواب وزیر خان
مرحوم نی واسطی دوامی استحکام ورونق مسجد کی دو رویہ بازار معہ دوکانات وبالاخانہا مسجد سی لیکر تا بدہلی
دروازہ معہ سرای وحمام یا سوا انکی کئی کٹڑی اور حویلیان اور ایک دوگاون اسکی شامل کر کے وقف
کئی تہی چنانچہ اب تک دوکانات پائین مسجد وغیرہ . مکانات ملحق اسکی مقبوضہ اولاد وخدام
مسجد مین آفرین کرنا چاہئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کو کہ باوجود بیگانگت مذہبی تمام طمعی معہودہ خود اسکی
طرف چندان متوجہ نہوا بلکہ سرای مشمولہ مین چندی توپخانہ سرکاری ڈیرہ فگن ہوا تو کرایہ ماہواری

اسکا اولاد نواب وزیرخاں کو دیتا رہا گر تو بہی گاؤں وغیرہ اکثر مکانات ان کی قبضہ سے نکل گئی
تاہاں اکثر مدام قدیمہ کا گذارہ نہیں الاک سے کرایہ پر بہی مثلاً مہر کریم بخش ایک شخص معزز
اولاد مہر منگا سے کہ جسکا مفصل حال تاجاں پورہ میں مندرج ہی انتہا سی مدت خرچ خوش
وخوش پری کرتا ہی اوسکی قبضہ میں سابق تیس ۳۰ اور اب صرف دو دکانیں ہیں جنکا کرایہ کہاتا ہی اور
صرف دو دکانوں بہادر سی ایک گرہ سی صد اور روپیہ خرچ کرکے بالاخانی بہی طیار کرائی ہیں قمر علی ہدا
متولی لوٹے شاہ امام دھاروت کمال وغیرہ بہی قابض ہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر اسکی
مسجد کی طرف صرف توجہ فرماتی مگر سکھوں میں مشہور ہے کہ نواب وزیرخاں مرحوم جناب گورو
صاحب سی نہایت ارادتمندانہ پیش آتا رہا تھا آخری نیکی کس و درچلہ ادارہ نیکی کا ثمرہ جناب
الٰہی کہی ضائع نہیں فرماتے اور صلح کلی اور بے تعصبی عجب دولت ہے جو ہر ایک کو
نصیب نہیں ہوتی + حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص وعام + با مسلماں اللہ اللہ
با برہمن رام رام + حال ڈیرہ گور وارجن صاحب میں حال نواب صاحب کے ارادت کا جناب
گور وارجن صاحب مرقوم ہے جو چاہے دیکہہ لے فقط

تشریح عمارات وحالات نواب وزیرخان صاحب مرحوم

ماسوا ایں جامع مسجد کے اندروں دروازہ ٹکسالی ایک اور مسجد پختہ جنبہ نواب صاحب مرحوم
کی عمارت اوسکی جو بیچ گچ ریختہ کار خوش سلیقہ حال اسکی تعمیر کا یہہ ہی کہ جسوقت نواب صاحب
مرحوم تعمیر مسجد ہذا میں مشغول تہی اوسوقت میں نو دو ماس اوسکی متصل بازار کہاری کہوئی
جہاں اب مکانات فقیر صاحبان ہیں ستہے ارا سعا کہ یہہ حضرت مدرجہ کمال متعبد دیندار قائم
اللیل دائم الصوم تہے لہذا بخیال فراغ عبادت سن ایکہزار اٹھالیس میں سر دست وہ مسجد
بسرعت تمام تر عرصہ ۳ ماہ میں تعمیر کرائی بعد ازاں سن ایکہزار اڑتالیس ہجری متعدین میں
ایک حویلی عالیشان اندرون دروازہ شاہ عالمی بر سر بازار بنوائی چنانچہ اسکے نشان اسکی
سہ دروازہ موجود اور نام اوسکا بری محل مشہور ہی وجہ تسمیہ اسم بری محل میں اختلاف ہی

لودہی صاحب فرماتے ہین کہ بعہد نواب خان بہادر نواب یحیی خان نے ایک کنیز با تمیز ماہرو پری نامی سے نکاح کرکے اس حویلی مین سکونت اوسکی تجویز فرمائی اور بپاس خاطر اوس کے ایک رنگ محل اوس کے میانہ مین بنوایا جسکا نام پری محل مشہور ہوا اور بعضون کا مقولہ ہی کہ نواب وزیر خان صاحب نے متعلق اس حویلی کے ایک پایئن باغ تعمیر کراکے نام اسکا حدیقۃ الارم رکہا تہا اسمین ایک محل میانہ تہا جسکو پری محل کہا کرتے تہے بعد ازان وہ پایئن باغ طیار کرایا جسمین اب کتاب کہر ہے حال اس کا علحدہ درج کتاب ہذا ہوچکا ہے افسوس کہ دنیا مقام ماند و بود نہین

این عمر کہ بے آب بہ بینی آن را
نقشی است کہ بر آب بہ بینی آن را
دنیا خوابی و زندگانی در وے
خوابے است کہ در خواب بہ بینی آن را

سن ایکہزار چون ہجری مین نواب صاحب مرحوم بعارضہ تپ رہگرا ئے عالم بقا ہوگئے فقط تین حاکمون کے عہد تک عمارات اس حویلی کی موجود تہی بعدہ رو بخرابی لاتے گئے عہد مہاراجہ مین درج تنزدیل ہو کر چندی آوارہ پڑی رہی اور چندی کنور نونہال سنگہ صاحب کا اصطبل مقرر ہوا اس ایام مین کوی دل پسند کہوڑہ ان کا بزرنگ کبوترہ سقط ہوگیا اسکی یادگار کے واسطے بشکل اسکی قبر اس کے یہان بنی مدت پہر ناج تاب اسپر ہوتی رہی بلکہ مزار کہوڑی شاہ مشہور ہوئی ابتدای عملداری انگریزی مین اول یہان تہانہ مقرر ہوا پہر نیلام مین سلطان ٹہیکہ دار نے خریدی اب بطور کہنڈار پڑی ہے مگر نام دروازہ جو قایم ہے اوس مین اب دم تحریر دوکان آبکاری اور اندر متصل اس کے برنچ اسکول سرکاری جاری ہے وغیرہ چند کوٹہی معہ چار دیواری موجود ماسوا اسکی بر سر بازار تمام دوکانین آباد ہین چشم کشا صنع الٰہی بہ بین خیال کرنا چاہیئے کہ جب نواب صاحب ناظم لاہور تہے اس مقام پر کیا رونق ہوتی ہوگی

آن قصر کہ بر چرخ ہمی زد پہلو
بر در گہ آن سران بہادندی رو
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ
بنشستہ ہمی گفت کہ کوکو کوکو

حال جناب حضرت میران بادشاہ مرحوم

ساکنین لاہور اگرچہ اس مزار پر انوار کا بجان ادب و اداب کرتے ہین اور کرامات و خوارق عادات تا حال جاری مگر افسوس کہ حال مفصل انکا چندان کسی کو معلوم نہین کمترین کو ان کے

ان کے ریاضت کی طرف مدمہ کمال حال تہا سو بہر مائی مستفی یعنی غلام سرور ترحریتہ الاصفیا
یہہ آرزو پوری ہوئی اونہوں نے تلاش تمام حال ان کا رسالہ تحفۃ الواصلین سے
اس طرح ہر اتمام فرمایا ہے کہ وطن اصلی ان کا شہر گازرون جو ملک فارس میں واقع
ہی تہا اور بیعت بخدمت عبد المغیث گازرونی جنیدی کے ستہے بعد عطاے خرقہ خلافت
حضرت کو حکم روانگی لاہور کا ہوا حسب الحکم پیرا پنے کے یہاں وارد ہوئے تو
لاہور کے محلہ ٹڑہ میں سکونت اختیار کی از انجا کہ عامل واصل اور شیخ کامل ستہے
فیضان ظاہری وباطنی سے اکثر اشخاص مستفید ہوے لگے وفات آپ کی سن سات
سو چہاسی میں واقع ہوئی چنانچہ مفتی صاحب نے مادہ تاریخ وفات آپکا بسم اللہ
الرحمن الرحیم سے نکالا ہے بعد وفات حضرت یہاں مدفون ہوئے اور مزار تمام
حسب الوصیت آنکی بنائی گئی بعد چندے قدرت الہی سے حضرت کی مزار پر انوار پر
ایک ایسا نہالچہ بلند از خود بخود نمودار ہوا کہ تمام مزار کو اپنے بیل سے ڈہانپ دیا ہے
اس سے ایسا فیضان عام جاری ہوا کہ ہر مریض کو اوس کے کہانے سے شفا ہو جاتی تہی
اس باعث نام نامی حضرت کا بیر سبز مشہور ہو گیا عملداری نوابان میں ایک شخص
مسمی نادر خان امیر الامرا نے حویلی اپنی متصل مزار حضرت کے تعمیر کرائے اگرچہ
مزار حضرت کو اپنی حویلی میں لے لیا مگر تو بہی گرد اسکے ایک حجرہ خشتی بنوا دیا اوس
وقت باعث لگنے ہوا کے وہ نہالچہ خشک ہو گیا وہ حویلی تا شروع عمارت مسجد
موجود تہی وزیر خان مرحوم نے خرید کر داخل مسجد کی اور مزار حضرت بعمارت موجود
حال طیار کرائے مفتی صاحب موصوف نے یہہ مادہ تاریخ آپکا درج کتاب
خود فرمایا ہے جو یہہ ہے ❊ تاریخ وفات سید ابو اسحاق میران بادشاہ لاہوری

سید اسحاق دسے بادشاہ گشت چون در دہر تحت مقیم
سال وفاتش عقل آمد بگو بسم اللہ الرحمن الرحیم ۷۸۶ھ

حال مسجد محمد صالح کنبو مرحوم — از انجاکہ کار کاشی و چینی فی زماننا
جہان کہین ایسی عمارت ہوتی ہے سیاحان ندرت پسند شوق دلی سے ملاحظہ فرماتی ہین
رونق امصار بہی ایسی ایسی عمارات سی ہوتی ہی لہذا بنظر مناسب حال بقیہ ایسی عمارات واقع لاہور کا
درج ذیل کیا جاتا ہی واضح رائی ناظرین باتمکین ہو کہ خاص شہر لاہور مین ماسوا اس مسجد جامع نواب وزیرخان
کی تین مسجدین اور کاشی کار یادگار سلف مین ایک مسجد محمد صالح کنبو جو شیخ عنایت اللہ صاحب مصنف کتاب
بہار دانش کا بہائی تہا اور نیز داماد تہا عہد شاہجہانی مین انکی خاندان نی خوب ترقیان پائین اور عالمگیر کی دربار
مین بہی با عزت و آبرو سر دفتر رہی موچی دروازہ سی اندر آتی ہی بالمشافہ یہہ مسجد با خوشنمای تمام کہڑی ہے
شمر رویہ اسکی نیچے چار اور جنوب رویہ دو دوکانین واقع ہین اور دروازہ آمد و رفت محاذی موچی دروازہ بگوشہ
لگنی باعث بہرتی اور فرشونکی درو دکانات کا ربع غرق فی الارض ہو گیا ہی اسی باعث سی ان چہہ دوکانون
کا کرایہ ایک روپیہ ماہوار ہی امام کو حاصل ہوتا ہی عمارت دروازہ محرابی اندر اسکی نیچے اور در محرابی جسکی اندر طاق
چوبی موجود باہر پیشانی پر کام کاشی بطور طاقچہ با سر برتین کتبہ کتبہ شرقی مین — بانی این مسجد زیبا بنا او بمیانہ
مین بندہ آل محمد صالح است اور جنوبی مین سال یکہزار و ہفتاد ہجری مرقوم ہی زمین انکی نیلی حروف و
بیل بوٹہ لاجوردی درہا اکی اندر اب پانچ زینہ خشتی موجود ہین اور دروازہ سی تہوڑا کر آدمی اندر جا سکتا ہی اور بہم
دروازہ مکان بطور چبوترہ نشستگاہ اسکی غرب رویہ ایک بالاخانہ در آمد و رفت اسکا گوشہ ایسان مین
شرق و غرب رویہ کہڑکیان صحن مسجد مین فرش خشتی در از و ہمین خط سنگ موسیٰ کی جنوب رویہ ملحقہ کوچہ آہنگران
جسمین پارچہ باف بہی رہتی ہین ایک اور دروازہ معمولی عمارت اسکی قدیمی نہین اسکی اندر بطرف شرق ایک
مکان بیٹھک جسکی شمر رویہ سر بازار تین کہڑکیان اور بطرف اندرون مسجد دو در پوشیدہ اب خالی
پڑی ہے اسکی غرب کیطرف چاہ چرخی دار جنوب رویہ اسکی سبیل سقف مسجد پر تین گنبد چونہ گچ اب برنگ سیاہ
نظر آتی ہین کلس دار یہہ گنبد میانہ سی خالی نہین اگر نیچی سی کہڑے ہو کی دیکہین تو فقط قالبوتی سقف نظر آتی ہی
استرکار خط کشیدہ کلکار دیوار غربی مین پانچ محراب میانہ کلان و دو خورد اسکی بغلو نمین جنکی آس پاس دو اور
معمولی جا ب ار تفاع ان خورد محرابون کا زمین سی ایک گز شمالی کی آگی منبر خشتی دو زینہ دار محراب میانہ سے

اور باہر تمام کار کاشی مرقوم ہیں دونو طرف دائرے منقش ہیں انکے بیچ حرف سفید ایک طرف یا متعال اور
دوسری طرف یا سامع اور شمالی میں رحیم اور دونو دائرے اوروں میں آیۃ الکرسی اور بیرونی میں مربع دائرے اور سکے
زیر وبالا ۹۹ نام جناب الٰہی جل اسمہٗ کے اور اس محراب کے ارتفاع میں دائرے طولانی اسمیں نو نام اللہ تعالیٰ کے
فی دائرہ تین نام ہیں انکی پستی رنگ تحریر اوجودی شمالی میں یا معطی یا مانع یا ضار یا نافع میں یا نافع یا نور یا ہادی
جنوبی میں یا بدیع یا باقی یا وارث شمالی کی اور ایک اور ایسا ہی دائرہ ہے جو خورد محرابوں پر بھی جا دی ہی اسمیں
بہی اسمائے ذات تبارک وتعالیٰ بہاں سیاہ میں ایک اور دائرہ اسمیں چار سطریں آیات قرآنی کی بخط ثلث
اسکی گوشوں میں دو دائرے سلسلہ شمالی میں یا ابابکر یا عمر اور جنوبی میں یا عثمان یا علی بخط عربی مرقوم
محراب شمالی میں تمام احادیث مرقوم ہیں مگر اب صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم اور قال رسول اللہ
پڑہا جاتا ہے اوسکی اور پیشانی میں بہی چار سطروں میں درود شریف بخط ثلث گوشوں پر یا غنی یا مغنی اسیطرح
جنوبی محراب میں دیوار جنوبی میں اندر ایک محرابی در قالبوتی اور باہر ہمراہ ایک اور محرابی در جسمیں سنگ کاری کی بست
اسمیں دو دریچہ بطور ادارا اور پیشانی پر ایک دائرہ منقش میں بخط ثلث محکوک سا کچہہ مرقوم ہے باہر صحن مسجد میں گوشہ
نیرت متصل محراب شمالی ایک درخت خرمائی رگ کا سا کہڑا ہے اسکی صدمہ سے اس محراب کا کاشی معہ تحریر بہی سی
قدری گر گیا ہے جسکی باعث سے دو مصرع بالکل پڑہی نہیں جاتی جو یہ ہی اوڑ گیا ہے سر صحن یہہ تین محراب ہیں
ہر ایک محراب دہرا یعنی ایک باہر کیطرف اور اور دوسرا اس سے ذرہ خورد اندر بیچ اسکی اب جو کچھ ان محرابوں پر نظم
منتر تحریر ہی نقل اسکی کیجاتی ہے محراب شمالی جس سے دو مصرع پڑہی نہیں جاتی یہہ تحریر موجود ہے +
پرتو انوار تو چون عالم افروزی کند + صبح را گردد نفس بگشت حیرت در دہان + ا صفا و نور رابش دیدۂ
عالم بوی + ہست ویس صہبای طاعت از تو چون مژگان عیان + شکل محراب کمان ابروی اہل نود
در دعای مستجاب آمادۂ تیر این کمان + من نگویم کعبہ لیک اینقدر دانم کہ ہست جبہ او تا دعا سو سجدۂ
این آستان + ای ستونت شمع کافوری برم اولیا + منبر والاست در رفع عملہا نردبان + محراب
زیرین کی شمالی پر بخط نسخ نستعلیق جو بر سیاہی سے یہہ مرقوم ہے گوشوں پر دو دائرے اسمیں اللہ اور
سیاہ میں — محمد عربی کابروی ہر دو سراست + کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سر او + محراب میں ولی

بالا کی پیشانی پر ایک دایرہ کاشی کار طولانی میانہ مین برنگ لاجوردی بقلم جلی - افضل الذکر لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ - اور گوشونپر بدایرہ مرجع اللہ وافی اللہ باقی دوری مین زیر و بالا بہت خوشخط زرین نستعلیق
برنگ لاجوردی الله الحمد و المنتہ کہ اینمقام محمود و این کعبہ مقصود کہ صحن صفا مسکنش چون طبق آفتاب
لبالب از نور است و بام تا شام از پیشانی نورانی ہر محرابش کہ مانند جبین روشنضمیران نور آما و
بسان جوہر آئینہ بصفاست انوار سفیدہ صبح صادق در بروز و ظہور بحسن سعی فدوی آل محمد صالح در سال
ہزار و ہفتاد و نہ ہجری صورت اتمام یافت امید کہ بمقتضای درستی نیت علت رفع بار حسنات باعلی حد
و وسیلہ قبول عبادت و حصول مرضیات حضرت واہب العطایات گردیدہ ناصیہ ہر متخشی کہ بسجود این نمود اربیت المعمور
نورانی شود دمانہ جبہہ کشادہ روی مہر انور ہرگز جبین ہلال وای ترکی کدورت نہ بیند و دست نیاز ہر حاجتمند کہ
درین مکان فیض نشان بلند کرد و آرزوہائی دلش پیش از حرکت لب و زبان برضوان انجامد محراب جنوبی
کی دوری مین زرین سفید حروف لاجوردی - آسمان فیض را صبح سعادت پرتوے + آفتاب ریزۂ نورانی طاعت
پیشگان + داد یمن حرمت لاہور را فیض حرم + سرنوشت ساکنانش نیست جز خط امان + مسجد را این سست
منبر پیدا امامش جبرئیل - خلوت روحانیان را شمع بایدبی دخان + رائیگان فیض سماوی را کجا داری
قبول - طاعت مقبول بالائی فرستی بیش از آن - بر کنارت صورت اتمام فایض نا شدہ - میبرند
اجرامش را یک یک با فلاک ارمغان - تا ہمیشہ قبلہ اسلام ہست کعبہ است قبلہ گاہ مومنان با داعیا بت
جاودان فقط اس محراب زیرین کی پیشانی پر بخط عربی زمین سرخ حروف سفید یا اللہ یا رحمن یا رحیم
مرقوم ہے فقط حویلی مسکونہ بانی کی شرقی دیہ اس مسجد کی تھی سبحان اللہ اب اسمین ایک شاہ نامی دلال
پشمینہ رہتا ہے محاذی دروازہ مسجد ہذا کی جنوب رویہ دیوار بدیوار فصل دروازہ موچی کی اندر آتی ہی غرب
رویہ ایک اور مسجد قدیمی چھوٹی سی ہے اب ۱۲۸۰ ہجری مقدس مین مشغتی حیدر شاہ صاحب نے تعمیر اسکی از
سر نو کرائی نیچے اسکی تین دوکانین اور ہر گوشہ کلنی کی چار چرخی دار عمارت اسکی تمام سفید چونہ گچ اور پر میانہ مین
گنبد کلان اور بغلو نمین دو نیمہ گنبد پیشانی پر آٹھ گنبدیان معہ دو مینار خورد تین محراب محرابونکی بغلونمین قطعہ
شلثی محراب میانہ پر افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بانی مسجد حیدر شاہ ۱۲۸۰ ہجری اور ہر دو محراب

بانی جنوبی و شمالی پر محمد عربی کابروی ہر دو سراست * کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سر او۔ اور
ہر دو گوشہ جانبی پر ایک طرف المومن فی المسجد کالسمک فی الماء اور دوسری طرف والمنافق فی المسجد
کالطیر فی القفص * مرقوم ہے اس مسجد کی بھی امامت محمد صالح امام کرتا ہے بانی کی طرف سے ایک اقرار نامہ
اس اقرار کا کا عدالت سے ثبت کرا لیا ہے کہ کرایہ دو دکانات سے مجھے کچھ غرض نہیں وہ مال بانی محراب پر دو عیدین
اسمیں سے ایک دو آنکو بھی ملتا ہے بقیہ خرچ رسی لوٹے میں صرف ہوتا ہے۔ فقط جب محمد صالح مرحوم نے مسجد
تعمیر کرائی تو مسمی حافظ عبدالرحیم قریشی کو امام مسجد و متولی مقرر کیا بعد ازاں بیٹا اسکا حافظ پہلا۔ اور پھر حافظ محمد
اور پھر حافظ رحیم بخش بعد ازاں مسمی غلام نبی اور غلام نبی امام مسجد ہیں اب یہ امام صاحبان کا روکیدگی کی
اسی اوقات بسری کرتے ہیں فقط بعہد مہاراجہ شیر سنگھ مسمی کریم اللہ دریائی باف نے مرمت شکست و ریخت مسجد
مسجد ہذا کی کرا دی ہے چنانچہ دروازہ کے باہر جو یہ تحریر ہے شکست و ریخت بنا راست فی سبیل اللہ کریم اللہ مرحوم
دوسری مسجد عبداللہ خان بانی فدائی خان کوکہ حضرت عالمگیر یعنی مسجد بادشاہی یہ مسجد اندرون دروازہ ٹکسالی
متصل شہر بادشاہی مسجد سے بفاصلہ چار گز دروازہ سے اندر آتے ہی بر سر راہ شمال رویہ بر سر راہ دیوار جنوبی پر تھی کاشی کی
اور تین دریچے خورد و کلاں محرابی تھے تین دو کانیں اندر میانی محراب کاشی کا بنا اور تین گنبد تھے اب شمالی گنبد
معہ نصف سابقہ محراب شمالی بالکل مسمار ہو گیا ہے محرابوں پر کچھ تحریر تھی مگر اب پڑھا نہیں جاتا سرو قد یہ مسجد بانی گنبد شمالی
چاہ کلاں متصل مسجد ہذا اسکی اور دو حجرے پختہ سابقہ تھے اس مسجد کی بھی چار منار تھے مگر اب صرف دو جنوبی رویہ موجود ہیں
اگرچہ یہ مسجد بھی خورد سی ہے مگر بہت خوبصورت بعہد مہاراجہ رنجیت سنگھ شرقی و شمال رویہ اسکی تمام عمارتی توسکھا
تھی جسکا اب نام و نشان باقی نہیں اس ایام میں شیر سنگھ نامی افسر توپخانہ قوم ہندو نے اس مسجد پر قبضہ اپنا کر لیا
اس وقت سے اسکا قبضہ ابھی تک چلا آتا ہے۔ سکھاں نے اسکو دیا تمام جوانب و حوالی سے اب شمال رویہ صرف
چبوترہ خانقاہ سائیں بہار شاہ پیر احمد شاہ دریائی جسکا مختصر حال تکیہ پورہ میں مندرج ہے اور شمال رویہ اسکی
بام متصل پر ایک کوٹھی سرکاری ہے جہاں مستقی مسٹر ولیم آرمسٹرانگ صاحب بہادر سوداگر و ٹھیکیدار لارم خانسامہ
ریلوی اور ضرب روپیہ دروازہ ٹکسالی کے اور کوٹھی سرکاری میں جناب مستقی مسٹر ایچ شیں صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ
پولیس لاہور میں بانی کمیٹی مسلمانان لاہور اگر درخواست واگذاری مسجد ہذا کر کے مرمت اسکی کراتی تو بیشک

سرکار رعایا پرور عنایت کردیتی حال بانی مسجد بدقت تمام یون دریافت ہوا کہ فدائی خان کوکہ کا
نائب مہتمم مسجد بادشاہی ایک شخص عبداللہ خان کابلی تہا اسنی حین تعمیر مسجد بادشاہی کی مسجد ہذا تعمیر کرائی

حال مسجد چینیان والی

یہہ مسجد منقبہ نواب سرافراز خان جو اجلہ امرائی عالمگیر سے تہا محلہ چابک سواران مین شمال رویہ دیوار بدیوار
گوشہ حویلی میانخان واقع ہی ہر سہ محراب اسکی ہمشکل محرابہای مسجد وزیرخان کاشی کار اسمین بگوشہ شرقی و جنوبی
شہتیر دیہ چاردیواری قبر حافظ الہ بخش امام مسجد اور اوسکی دیوار بدیوار غربرویہ چاردیواری مزار پرانوار حضرت شیخ
غلام حسین صاحب جد بزرگوار راقم آثم کی ہے ازانجا کہ بیعت آنحضرت کی بخدمت جناب حضرت مولانا فخر الملت
والدین مولوی فخرالدین صاحب مرحوم قدس سرہ العزیز کے تہی اور وہ حضرت حضرات متاخرین مین قطب الاقطاب
غوث زمان تہے اسواسطے تہوڑا سا حال انکا کتاب فخریہ سے استنباط کرکے اور نیز مسموعی خود تحریر کیا جاتا ہے

حال جناب حضرت مولوی فخرالدین صاحب مرحوم

واضح ہو کہ یہہ حضرت شاہ صاحبزادی حضرت نظام الدین مرحوم اورنگ آبادی خلیفہ حضرت کلیم اللہ جہان آبادی کی
اولاد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز سے تہی تولد حضرت کا سنہ ۱۱۲۶ مولد اورنگ آباد جب حضرت کلیم اللہ
جہان آبادی نی مژدہ تولد حضرت کا مسموع فرمایا تو انکی واسطہ پارچات نفیسہ بیش قیمت ارسال فرمائی اور نام بہی
فخرالدین بہت اہتمام سے مقرر کرکے لفظ مولانا بہی زبان پر لائی جب حضرت پنجسالہ ہوئے تو عالم رویا مین پانچ دانہ قہوہ
کی حضرتکو بارگاہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عطا ہوی جب آپ استراحت سی اوٹہی تو وہ دانہ چارپائی کی
سرہانی موجود پائی حضرت نظام الدین مرحوم کو بروز باطن اس سر کا الہام ہوا انہون نی بہی آپسی بطور ناز فرمایا
کہ ای جان بابا تنہا خوری نکرنا ان پانچون مین ہمارا بہی حصہ ہی اسپر انہون نے دو دانی والدہ کو اور بقیہ تین آپ نوش
جان فرمائی اس روز سی حضرت نی یہہ معمول ٹہرایا کہ ہر روز انکو روبرو بٹہلا کر متوجہ ہوا کرتے اسی انکو فواید عظیمہ
حاصل ہوی ** ہونہار درخت کی چکنی چکنی پات ** ایک فقیر صاحب کمال مجذوب اورنگ آباد مین رہا کرتے تہی
انہون نی انپر تصرف چاہا کہ مجذوب بنادین بمضمون ولی را ولی می شناسد حضرت نظام الدین صاحب نے سفارش کی
راہ سے فرمایا کہ انکو معاف رکہئی ہم نے اس سی بڑے بڑے کام لینے ہین حضرت اگرچہ حقیقی بہای مولانا کے

تھی حضرت غلام اسمٰعیل اور غلام نصیر اور غلام بہاؤالدین اور غلام کلیم اللہ بہی زاہد و متقی تہی لیکن دولت تجرید کا
حضرت کی سے نصیب ہوئی سنہ ہجری مقدس میں جناب حضرت نظام الدین صاحب رہگرای عالم بقا ہوئے جبکہ
وہاں انکی رشتہ داریں ہیں ایک شخص مسمی قاضی خادم الحدیث تہا آپ کی اوسکی معرفت جناب مولانا کو طلب فرماکر
سینے کیسے لگایا اور دولت نعمت ظاہری و باطنی حوالہ حضرت کی فرمائی مزار پر انوار حضرت معمور کر اورنگ آباد میں رہا
جل اللہ ہے ہر وقت ہم عمر رہیں دور دور تک کا مستفید برکات خانقاہ میں حاضر رہتا ہی بعد وفات حضرت
ممدوح کی حضرت تیس سال میں جناب مولانا کی علم ظاہری سے فراغت حاصل کی بعد آٹھ سال کامل معمول مجاہدہ
و ریاضت رہکر گوہی سعادت کی نکلی وہی حضرت کا تمام ہندوستان میں معتبر تہا حضرت کی دہلی میں آکر تعلیم و
تدریس کا شغل جاری فرمایا سنہ میں اول حضرت نور محمد مہاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آپکی خدمت میں بیعت
کی اور بعد ازاں حافظ خورم و حافظ قاسم و میر احسین و مولوی غلام حسین صاحب کی جماعت اکثر اوقات اس حضرت
کو قدیم الخدمت فرمایا کرتے تہی اسی اثنا میں اجمیر شریف میں تشریف لیگئی اور بارگاہ ولی اللہ سے معزز و مکرم
ہوکر سنہ ۱۲ میں شہر دار و شاہجہان آباد ہوی حضرت کا معمول تہا کہ ہمیشہ سال بسال پا پیادہ آستانہ بوسی
کیواسطے پاک پٹن میں حاضر ہوا کرتی تہی اس سفر میں بارکات حضرت کی کسیکو اجازت بجز حضرت نور محمد صاحب مہاروی
اور بعض خوشحال غلام بر گلو کی آئی ہوتی تہی اگرچہ گاہ گاہ ناو کرایہ کا ہمراہ لیجاتی مگر طرفہ یہ کہ خود کبہی سوار ہوتے
اگر کوئی راستہ میں دل شکستہ درماندہ مل جاتا تو اسکو سوار فرمالیتے پہلی دفعہ جب آستانہ شریف لاسکے
تو لاہور میں آکر میر محرم اللہ صاحب سے کہ سلسلہ نقشبندیہ میں خلیفہ مرحوم حضرت کلیم اللہ جہان آبادی کے
بہی ملاقات فرمائی اور انکو ہمراہ لیکر تمام مزارات کی زیارت کی اگر وفات حضرت پیر علی گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کی خانقاہ عالیجاہ پر مشغول رہا کرتے مرید دانکو ایک ٹوکرہ سیبہائی ولایتی کا لاہور سے خرید کر دیا پاک
پٹن ہوی ہمراہ ہوکر معیت ہوا حضرت پاک پٹن میں ایک حجرہ تنگ و تاریک میں جسکا طول در گز اور عرض ڈیڑہ گز
تہا درویش ہوکر بہی مشغول رہنے لگے اوس ایام میں سجادہ نشین وہانکے حضرت دیوان عبد سبحان بہی ایکروز
حضرت اونکی ملاقات کیواسطے تشریف لیگئے اور ہدیہ سیب پیش کش فرمایا قدرت سے دیوان صاحب چند روز
کسی ایسی مرض میں مبتلا تہے کہ حکمائی وقت معالجہ اسکا سیر سیبوں کے کہتے اور تجویز کی تہی اور وہاں

دستیاب ہونا سبیونکا متصور تہا دیوانصاحب اس معاملہ سے معائنہ سی نہایت خوش ہوکر معتقد حضرت کی کرامت کے ہوئی شہرہ کرامت حضرتکا مشتہر ہوا غلام مرتضی بہنی وغیرہ صدہا اشخاص نے حضرت کی بیعت سی شرف حاصل کیا جب حضرت ہانسی روانہ شاہجہان آباد ہوی تو سائین الہ یار حضرت کی بارکاب آئی ور ہمیشہ حضرت کے پاس حاضر رہے راستہ مین ایک روز حضرت نے نور محمد صاحب بہیل سے فرمایا کہ ملک دکہن کیطرف سے کچہہ تشویش حاصل ہوتی ہے سبحان اللہ بعد دو روز ورود ہانسی خبر آئی کہ نواب نظام الملک بہادر جنگ جو حضرت کا دلی ارادتمند تہا اپنی ہمشیرہ زادہ سعد اللہ خان کی جنگ مین عبد النبی خان افغان کے ہاتہہ سے مقتول ہوا حضرت چندی شاہجہان آبا مین فردکش رہے اور بعد ازان دروازہ اجمیری کے باہر مدرسہ نواب غازی الدینخان صاحب مین جاکر تدریس وتعلیم مین مشغول رہنے لگے وہان حضرت کا ایسا رشد ہوا کہ محبوب الہی حضرت کا لقب مشہور ہوگیا ماسوا حضرت نور محمد بہیل صاحب کے جناب مولینا حضرت مولوی نیاز احمد قدس سرہما العزیز کے مفصلہ ذیل خلفای حضرت کے وسادہ آرای ہدایت تہی

حضرت عبد اللہ شاہ صاحب + حضرت شاہ ظہور اللہ صاحب + مولوی روح اللہ صاحب + سید احمد + محمد شمس الدین صاحب + سید بدیع الدین صاحب + مولوی فرید صاحب + حکیم سلیم صاحب مولوی مکرم صاحب + مولوی فرید الدین صاحب + مولوی عبد اللہ صاحب + مولوی روشن علیصاحب مولوی حسن علیصاحب + محمد فتح اللہ صاحب + صوفی یار محمد صاحب + مولوی شاہ محمد صاحب بدایونی حاجی محمد واصل صاحب + محمد نور صاحب + سید محمد صاحب تررود + مولانا میر ضیا الدین صاحب سید فخر الدینصاحب + گل محمد صاحب + حافظ نور اللہ صاحب + شاہ مراد صاحب شیخ محمد زمانصاحب + موسی علاء الدین صاحب + مولوی محمد صالح صاحب + میان عبد الوہاب بیکانیری محمد قطب الدینصاحب + خدابخش صاحب + محمد خدا بخش + محمد غوث گرسنہ پوری + صاحبزادہ محمد عمر

یہانتک فیضان حضرت کا جاری ہوا کہ جناب مولوی نیاز احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلفای ارشد ہمارا اور ہرات مین تا حال ہادی خلایق ہین حضرت محبوب الہی کی مزاج بدرجہ غایت متواضع تہی ہر کس و ناکس سے تواضع تمام پیش آتی تہے ستایش سے حضرت بدرجہ غایت متنفر تہے اگر خادم دست بستہ مودب ہوکر روبرو کہڑا ہوتا آپ بہت بلکہ ناراض ہوتے فیضان عام ایسا جاری تہا کہ طالب جلد تر فایض المرام ہوجاتا تہا ایک روز کچہ اتفاق ہوا کہ

کہ حضرت کی ہمسایوں میں ایک شخص نے ارادہ بیعت کی فرمائی آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل عرس مبارک حضرت
قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا ہے وہیں آپ بیعت فرمادیں دوسرے روز حضرت نے وہاں اسکو
تلاش فرما کر بیعت سے مشرف فرمایا اسوقت سے اسکو ایسا ذوق شوق پیدا ہوا کہ بحر وجد اور حضرت کی ہیبت اسکی سمجھ
میں آگئی وہ ہر جلسہ دست بستہ حضرت کے روبرو سر نیچے کئے کھڑا ہوا آپ نے اسکو خطاب فرما کر فرمایا کہ کیوں تمہیں
آسان مجھ سا شیخ ملا یا نہیں العیاذ باللہ اتنا ہی فرمانے سے حال اسکی سلب ہو گئی حضرت باوجودیکہ
سن زیادہ جہاں کہیں جانا ہوتا تشریف لیجاتے آخر عمر میں ڈولی ہمراہ رہا کرتی تھی کبہی آپ اور کبہی کسی اور کو سوار
فرمادیا کرتے تھے اکثر اوقات اوفوا بالعہود کا ارشاد مدام سے فرمایا کرتے تھے کتاب فوائد الفواد اکثر آپ کی زیر مطالع رہا کرتی
امرا و سلاطین نے بارہا عرض کی مگر حضرت نے کسی طرح سے معافی و وظیفہ قبول نہ فرمایا ایکدفعہ بادشاہ نے بلحاظ تمام صفات
حضرت کی خلعت مبارک بہیجی آپ تشریف فرما ہوئے جب واپس آئے تو سید احمد حسین سے فرمانے لگے کہ آج ملاقات اہل
دنیا میں ہوئی ہے کفارہ اسکا یہ ہے کہ خلعت لدیدہ نثار کرکے فقرا میں تقسیم کیا جاوے چنانچہ اوسیوقت تعمیل حکم ہوئی
حضرت کی ذات میں ایک خلق عظیم تہے کہ اگر کوئی مجلس میں آنے والا معہودہ وقت پر نہ آتا تو آپ اسکی بابت
تشریف لیجا کر مصروف حال ہوتے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ منشی پیر دما کروب حضرت کا بیمار ہوا دوسرے آدمیوں کو جو اس پر
جاروب کشی وغیرہ خدمت کیواسطے بہیجا آپ اوسکی عیادت کیواسطے خود اوسکے گہر تشریف لیگئے ساری عمر کا شیوہ یہا یہ تہا
دری کسیکی سطوت طبع مبارک کی تہی نقلیات میں حسان تمام حضرت نور محمد بیل کا ہدیہ علم جاری ہوا اچہا سمجہ
کی خلفائی رشدی میں سے خواجہ سلیمان صاحب سنگہڑ شریف میں ہوئی ذات ایسی مشہور ہوئی کہ ہر جا اُجالا کہنا
مولوی فاضل بحر انکی خادم موجود ہیں جس میں نہایت مولوی محمد حسین صاحب جا ہر لوکی راقم کی تاریخ وفات حضرت
خواجہ سلیمان صاحب کے سراج اولیا ہے بروقت وفات حضرت کے ہی خواجہ نور محمد صاحب مرحوم سنہ ہجری میں رنگ ایک عالم
تہا ہوئی سرم مدہوش جام محمد القدس است ؛ معالم ہمیں جام فخر دین است ؛ بلا دوی کہ دل کراست تعلیم ؛
دعای صبح و شام فخر دین است ؛ سرگلیں بیاد دلیل من ؛ کہ الراقم مدام فخر دین است مزار حضرت کی درو دار خانقاہ
حضرت خواجہ قطب صاحب کے متصل شاہجہان آباد میں ہے تاریخ وفات حضرت مغفورہ کی جناب مولوی قطب شاہ مکرم آگاہ
فخر السعدا مولوی احمد بخش تخلص یکدل صاحب نے حسب ایمای حضرت بہادر شاہ بادشاہ دہلی کی قطعہ موزوں کی ہر موزوں فرمائی

اور حضرت کو ایسی مطبوع ہوئی کہ اسی پر فخر الشعرا خطاب عنایت فرمایا **قطعہ** چون ہمہ از شریف ناصیہ بر فروختم از مرشد
این کہ من یکدل چشت احمدم ٭ سال وصال طالبم یک لقب من آمد باک + گفت ہمین کہ مولوی فخر الدین محمدم — ہا
دل چاہتا تہا کہ شمہ حال حضرت مولوی غلام حسین صاحب حوالہ قلم بطریق یادگار کیا جاوی مگر محض باینخیال کہ کم
بنیان ہای خام اندیش یہہ خیال نہ فرماوین کہ اپنی جد امجد کی اوصاف کرکی وسیلہ فخر اپنا بنایا ہی اسواسطی اسی پر منحصر رکہا جاتا ہے
کہ ذات حضرت فنا فی الحسین اور مزین باوصاف محمدیہ تہی پچیس سال برابر شب بیدار رہے شام کی وضو سی صلوۃ صبح ادا فرماتی
رہی صدہا اشخاص الی دم تحریر اس امر کی تصدیق کرنیوالی لاہور مین موجود ہین تشریح عمارت خانقاہ ہذا حال عمارت مسجد
چہنبان مین مندرج ہی — والسلام **تشریح عمارت مسجد حسینی** والہ ایام سابقہ مین اسکی دوکانین تہین جنکا
عرصہ تیس سال کا گذرا ہی نصف نصف تین دوکانین نظر آتی تہین اب بالکل غرق فی الارض ہوگئی آگی دروازہ چینی کاشی
کار مسجد ہذا شرقرویہ تہا حافظ سعد اللہ شاہ امام مسجد بیان کرتا ہی کہ اسکی بینائی پر مسجد مبنیہ اقرار خان مرحوم تہا اب وہ
دروازہ بالکل منہدم ہی بلکہ وہان اب دوکان حجام معہ حمام موجود ہی وہ جگہہ انہین امام صاحب نے فروخت کی ہی سنہ تک
یہہ مسجد غیر آباد تہی جب جد امجد مرحوم یہان دفن ہوئی تو والدم مولوی تو یکدہ صاحب نے صدہا روپیہ اپنی گرہ اور زر
چندہ جمع کرکی سبیل مرمت فرش وغیرہ شکست وریخت اسکی کرائی اب بفضلہ تعالی آباد ہی ہر مسجد مین زیر گنبد
ایک درجہ معمولی ہوتا ہی یہہ مسجد دہری ہی یعنی زیر سقف دو درجہ اسکی موجود ہین دیوار غربی مین زینہ واسطی اوپر جانے
سقف مسجد مکان گنبد کی درمیان زینہ کی ایک حجرہ بطور مخفی عبادتخانہ اوپر ایک گنبد اب برنگ سیاہ بطرف
جنوب مائل بشرق دو چار دیواریان پختہ خشتی سفیدہ استرکار شرقی مین مزار حافظ الہ بخش امام مسجد پدر سعد اللہ شاہ
امام موجودہ حال کی غرب رویہ اسکی چار دیواری خانقاہ حضرت جدی امجدی فیما بین انکی مین در محرابی آمد ورفت کیواسطے
اس چار دیواری کی میانہ مین مزار پختہ سفید چونہ گچ جسپر ہمیشہ غلاف پڑا رہتا ہے سرہانے چراغدان اسکی اوپر ایک سنگ ابلق
مرمر کی نصب ہین یہہ تاریخ کندہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم روضہ مولوی غلام حسین +
عاشق حضرت امام حسین ٭ گل بستان شیخم باک پٹن + فخر بش از فخر دین ونام حسین + نیست دہستی خود اگر دید
مستی یافتہ ز جام حسین + در حسینی محبت آن چشتی + بود مقبول خاص وعام حسین — سال وصلش شنا بہ ...
گفت ہاتف کہ این غلام حسین + سنہ ... بانی این بنا فخر الشعرا مولوی احمد بخش حسینی متخلص بیکدل عفی عنہ کتبہ ...

چاروں طرف دیوار چار دیواری پر اشعار اور تاریخیں تحریر تھیں اس ساعت اکثر جا بجا جوسکی شرقی اور جنوبی دیوار کی تحریر پڑہی نہیں جاتی اور غربی دیوار کا یہہ حال ہی کہ اندر کیطرف تین محراب محراب میانہ میں ہو۔ محمد گل است علی برگ گل ۔ بود فاطمہ بوئی گل تر دگل ۔ جو عطر است ذات حسین و حسن ۔ حہ مجموعہ شد این بیحسن ۔ اسکے پاس جنوب والی محراب نقلم احقر الطاف بیحالی یا مستغیث الغیر ۃ ابیت مستغیثا وقبلتی وصلائی فقیر نور احمد چشتی ۱۲۸۲ھ لو رتعالی ہیں یہہ هو یکی فی روضۃ الجنتی بود اکنافی جنۃ الفردوس ہو حررہ فقیر احمد بخش چشتی تخلص یکدل عفی عنہ ۱۲۸۲ھ مرقوم ہی باہر دروازہ اوپر بطرف غرب محراب گنبدی دار میں یہہ تحریر ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم تاریخ وصال صنکانان روز پنجشنبہ و ہم شہر مطابق بستم بہمن ماہ الٰہی ۱۰۲۶ھ مطابق سنہ ۱۹ جلوس صاحب این مزار نام حسین ٭ بیداشت ولیعہ مست جام حسین ٭ از سال وصال این ولی کامل ۔ ہاتف گفتا کہ وہ غلام حسین ٭ بمقابل قاضی لاہور کسادہ بیتابی لا الہ الا اللہ گویان رو بروئی جماعۂ مسلمانان جوانہ بسجدہ گفتہ بحنت خرامید دیوان ابراہیم اکبری ٭ جو یکہ نور جسم ابراہیم با صد آب و تاب ۔ کرد چون گل در گلستان باعروس جلوہ جا ۔ جون میان الحق وابراہیم صد عالدین ٭ بود نسلاً بعد نسل محو تسلیم رضا ۔ جون غلامی حسین ابن علی بود ش دل ۔ نامسمی بود اسم سامی آن نیک را ٭ جون سر ایاب مزار او سدم دیدم کہ آن ٭ ہست جون گلزار ابراہیم با نور و ضیا سال تاریخش جو پرسیدم سروش غیب گفت ٭ جاگاہ مولوی گلزار ابراہیم باد ٭ ایضاً شمس لاہوری ابن حسینی دین حق رضا باد برروح دی از خدا ما باد ۔ مقتول حسین بود دالبس ۔ یا رب بجوار مصطفی باد ۔ صید است غلامی حسینی ۔ آماس حسین مرتضی باد ۔ از حضرت مجد دین دہلی ۔ ار نور خدا العرق ادر داماد کہ بسرم بر دل فرمود ۔ ہاتف کہ رازدس جراماد ۔ جون دید تفکرم بتاریخ ۔ او گفت کہ رحمت خدا باد بوبکر علی و عمر و عثمان ۔ رضوان خدا برار کیا باد ۔ تاریخ فرید الدین لاہوری طالعمرہ ہی یہی غلام ال حسین رہی جنسہ فیض آیات مصابح شرح ہجری رضوان اللہ علیہم فقط اور گوشہ محراب پر یہہ مرقوم ہے ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ علی حجۃ قسیم النار والجنۃ وصی المصطفی حقا امام الانس والجنۃ چاروں طرف لب بام جراغدان کہدی موجود ہیں فقط تشریح عمارت موجودہ حال مسجد حسینی

شمال رویہ متصل گوشہ ایسان درآمد ورفت معمولی معہ طاق تختہ چوبی اندر اسکی جنوب رویہ ایک حجرہ بول کرنیکی واسطی جسکے پاس سبیل پختہ ریختہ کار طولانی ٹوٹوٹی والی بہنیہ جناب والدم جنوب رویہ اسکی چاہ چرخی از بہنیہ میان محمد بخش صحاف نانائی راقم اسکی پاس جنوب کی طرف ایک اور حجرہ اسمین اب میان رکن شاہ بہاکری داماد شیخ امام بخش تعویز یہ جسکا بیٹا محمد غوث اب منجانب سعد اللہ شاہ امام مسجد ہذا بعد وفات اسکی امام مقرر ہوا ہی تاگہد بگی کر رہا ہی جنوب رویہ اسکی چار دیواری خانقاہ صحن مسجد مین تمام فرش پختہ خشتی چونہ گچ صحن کے دو درجہ درجہ شرقی مین اب تا نصف گل بوٹہ لگائی گئی ہین عرض اس درجہ کا چار گز اور طول تا دیوار خانقاہ ساڑہی گیارہ گز درجہ ثانی جو محراب ہای مسجد کے آگی غرب رویہ اس درجہ کی ہے عرض اسکا سوا تین گز اور طول ساڑہی سولہ گز سر صحن تین محراب کانسی کار چینی کام والی نیچے سے تا گردن بلند استرکاری وکانسی اکہڑ گیا ہی اور اوپر تمام سالم ان محرابون پر جو نظم و نثر مرقوم ہی نقل اسکی بجنسہ درج کرتا ہون محراب شمالی کی دور مین تین طولانی کبتی کانسی کار بنا کر یہہ شعر لکہی ہوئی ہین - وصف مسجد قلم چو بر دازد - فکر بر اوج آسمان تازد - شاہد انتخاب جلوہ طور چشم بد از تجلی او دور - چون خیالش بدل دوچار شود - سینہ سر مشق نوبہار شود - از بیاض جبین او خندان - صبح امید آرزومندان - میکند از اشارہ ابرو - طاق او کار تیغ بہر عدو - گنبدش صاحب کلاہ بود - سر فخرش باوج ماہ بود - محراب کی سر پر تین کتبی میانہ بخط عربی برنگ لاجوردی انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ الماجد الصمد سنہ ۱۱۱۰ اور اسکی پاس یہہ شعر این معبد جان کہ صورتش روحانی است - در معنی ظل کعبہ ربانی است - مرقوم ہی فیما بین محراب ہذا اور محراب میانہ کی ایک طاقچہ مین بخط عربی لاجوردی احادیث مرقوم تہین اب جسقدر پڑہی جاتی ہی درج کرتا ہون وتذہب الارضون کلہا یوم القیامۃ الا المساجد فانہا ینضمن بعضہا بعض الی افضل البقاع آگی دو سطرین پڑہی نہین جاتی محراب میانہ کلان کی سر پر بخط عربی زمین لشتی پر لاجوردی افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حقا اور دور مین حمد و سپاس مبدع پاک وصلوات وسلام صاحب لولاک مستور نماند کہ بنای زندگانی بر آبست وخانہ عمر خراب رفیق شفیق حسن عمل است وقاطع طریق طول امل حبذا حال ہوشیارانی کہ درین ویرانہ بی اساس تعمیر خانہ دین پرداختہ اند و بخیر جاری انہار

کوطن خود اسکار انوار الٰہی لسویر ساحتہ وخوشا وقت سیدارانی کہ حسم از خواب غفلت سر مالیدہ برامامت دلی اللہ
ساختہ اند وبہرہ وافی از خوان احسان کریم مطلق یافتہ فیض صلوٰۃ جماعت کہ ہفتاد درجہ از فرد افضل است بالفقرو
اس امداد است وافضل تکمرا ولی کرار دنیا و مافیہا اولی است لقیہ در گار ایں اخبار فعم العبد المعاد المطیع ونعم المعیں
عام اتمام بانی ہذا المسجد المنیع وہو عمیم الفیض والتد الفیض کتبہ میر مرتعنی تحریر ہی اسکے پاس جنوب رویہ بہر
ایساہی طاقچہ اسمیں بخط عربی ان اللہ یستحی من عبدہ اذا صلی فی جماعة ثم یسال حاجة یقضیہا
مرقوم آگے مشکوک ہوگیا ہی دور محراب جنوبی میں - پس کہ ہتاد نقش کالسی است - کُل او نقش تو بہار سکست
کردہ مہر س دروں ماہ وطن - ازی سجدہ سند جبیں ہمہ تن - کر بی گردہ نہر جود سکس - کہ ملند است خون میں گئ
ساہ امہ لسستہ بر کرسی - عرش رادست کرسیہ ہی - سال ایں سبب جامع مجمع - تودیتی حلم حق
مودع مجمع سالکان کاملہ اللہ - جامع سیر لا الہ سواہ ۱۱۱۱ شہ لکھا ہو آگے محراب جوات محراب شمالی میں کتبی بخط عربی ان المساجد
للہ فلا تدعو مع اللہ احد اور شمالی وجنوبی کتبی میں بخط فارسی مرخشت رو برس اوست مہر
کردی - خون ماہ جاہ ساجداں دہ رالی ہست تحریر فقط محراب سامنے کی اندر لاہی کچھ مرقوم ہا تمام سجد و
رہ بر سقف اگرایک درجہ ہوا ہی مگر اس مسجد میں اسطرح سی دو درجی ہیں کہ میانہ میں محراب عمارتی جسکا عرض
۳ - درعہ اب میانہ کی شمال کی طرف ایک مسر استر کار درجہ شرقی کا عرض ۵ گز اور شرقی اندرونی کا
- گز دیوار شرقی کی میانہ میں محراب جسکی ساتھہ سر جستی قدیمی اندر سی تمام دیوارین استر کار منقش
رنگ آمیز استر کاری کہیں کہیں سی اکھڑ گئی ہی شمال رویہ سر راہ در سحۃ تہاب ساعت فرش ہندی
وعیرہ ہہرلی شرقی کی ارتفاع اس دریچہ کا زمین سی فقط ایک گز رہ گیا ہی جسمیں اب طاق تختہ چوبی لگا ہاکہہ
اوپر اسکی اندر کیطرف محرابی روشندان جب یہہ مسجد آباد دار اسکی بیچ دوکانیں جاری ہونگی تو کیا خوش نمائی
اسکی ہوگی اب یہہ ہی غنیمت ہے کہ سعد اللہ شاہ صاحب اسمیں تعلیم وتدریس طفلاں کرتی ہیں -

حال حضرت سعد اللہ شاہ امام مسجد ہذا

اول بوقت تعمیر مسجد ہذا افرار خان بانی مسجد نے مسمی غلام حبیب صاحب کو امام مسجد ہذا مقرر کرکی علاوہ
کرایہ دوکانات موضع ابراہیم آباد جسکی آمدنی سالیانہ قریب آٹھہ سو روپیہ کی تہی عوض حق الخدمت امامت

عطا کیا جب وہ فوت ہوئی تو قبر انکی اسی مسجد مین ہوئی جو ابتک بجنسہ موجود ہی داماد انکا حافظ خیر اللہ قوم
ہاشمی ہیبے قایم مقام انکا امام مسجد ہوا بعد اونکی صاحبزادہ انکا حافظ الٰہ بخش امام ہوا اسوقت بباعث
شہر آشوبی اور بادشہ گردی اس نواح مین بالکل ویرانی تہی اور شرقرویہ اس مسجد کیے جہان اب طویلہ شمس
نواز خان موجود دو شہور مقبوضہ حال مرزا محمد صاحب ہے عمارات ہای مخفی ڈیوڑہی حویلی نواب میانخان مین ہوا
کرتی تہی اس باعث سے حافظ الٰہ بخش صاحب گاہ بگاہ اس مسجد مین واسطے اداے نماز کی تشریف لاتی تہی
اور اکثر اندرون محلہ ہذا اس مسجد مین کہ جسکو اب پیر بخش لگی رہتی نی از سر نو تعمیر کرا ہی رہا کرتی تہی پہر سنہ ۱۲۷۱
ہجری مقدس مین یہہ حضرت بہی راہی عالم بقا ہو کر پہلوی والد خود دفن ہوئی چنانچہ قبر انکی گوشہ کلی مسجد ہذا
مین اندرون چار دیواری خانقاہ مولوی غلام حسین صاحب مرحوم جد امجد راقم کے موجود ہے اونکی تین
صاحبزادی اور ایک صاحبزادی موجود رہی (جو حافظ محمد یار صاحب مرحوم واعظ لاہور سے کتخدا ہو کر
تاحال موجود ہے - اول سعد اللہ شاہ - دوم عبد اللہ شاہ - سیوم ظہور علی شاہ - مرد فقیر سلسلہ بلاالپین
خادم بخاریان ہمیشہ تارک الدنیا رہا سبحان اللہ کیا خوش مذاق آدمی تہا اکثر لوگ اطفال کو دم جہاڑ
کیواسطے اسکی پاس لایا کرتی اور عبد اللہ شاہ بہی فقیرانہ وش آخرکار مجذوب ہو کر فوت ہوا اور صاحبزادہ
کلان سعد اللہ شاہ تاحال موجود از انجا کہ لاولد ہی اسباعث سے ہمیشہ شکستہ دل رہتا ہی علم فارسی مین ہے مہارت
رکہتا ہی چند لڑکے بہی پڑہتی ہین آمدنی اس مسجد مین کچہہ بہی نہین کیونکہ سوا اسکی اس محلہ مین چار مسجدین ہین
اور متصل اسکی شرقرویہ مسجد بیاد ہوا ان علاوہ بران اسباعث سے شامل اس مسجد کی فقط چہہ گہر اور
ساتوین حویلی قادیجان حال مملوکہ میان زبردست مقتدر سردان اتاریے الہی سعد اللہ شاہ صاحب نے اپنا گہر
موروثی بیچکر اور جو کچہہ اپنی پاس جمع تہا فرش مسجد وغیرہ شکست و ریخت مین صرف کر دیا ہی معاملہ برات عاشقان
برشاخ آہو کر کہا ہے آیا تو نش ورنہ خاموش ادمی خوش سلیقہ نیک بخت خندہ پیشانی ہے
بباعث اسکی کہ مبادا بعد اونکی مسجد خالی اور ویران ہو مسمی غلام غوث پسر شیخ امام بخش مرحوم الف تعویز نویس
کو جو محلہ ہذا مین امام مسجد مبنیہ جد امجد مرحوم ہے بعد اپنی قایم مقام امام مسجد ہذا کر کے تملیک نامہ رجسٹر سرکار
کرا دیا ہی بہت ہی مناسب کیا کیونکہ وہ غلام غوث ہوشیار لائق لڑکا ہے اور سوا اسکی انکا شاگرد

بھی تھا وجود جو ردی آثار رہ گئے اسکی ماجیہ سے نمودار ہیں باپ اسکا شیخ امام بخش بہت مشغول
کامل مت ہو رہا قدیم سے ساکن لکھوکے تھا سالہا سال سے لاہور میں اول حال وہ چند روز امام مسجد تھا
بعدہٗ مرید وخادم انکا تھا حال موجود صورت انکی حضر مثال نورانی تھی اس غلام جو سائیں ادہر توجہ نکما والا ہوا
پی وہ سنتیرہ پیری مریدی کی ماری ہے کہ گھر بیٹھے خوش گذران کرلیتے ہیں چارہ امامت کی تجارت کسب وغیرہ بھی
کرتا ہے اور باعزت وآبرو عیال داری میں خوش گذران کرتا ہے **حال تکیہ سبحان شاہ**
والہ واقع موضع اچھرا — یہہ تکیہ اچھرا کے شمال رویہ واقع ہے اسمیں ایک قبر
سبحان شاہ کی اوسکی غرب رویہ ایک کوٹھہ خام غیر مسقف ہے اوسکے صحن میں چاردیواری خام جسکی
اونچائی چھ فٹ اسمیں عامہ فقرا قریب انکی اب یہاں ایک فقیر سولے شاہ رہتا ہے فقط شجرہ
حسنی موسے شاہ سولی شاہ خادم لعل شاہ کا اور وہ نور شاہ کا اور وہ فاضل شاہ کا اور وہ عبدالرحمٰن کا
اور وہ ملک رحمٰن کا اور وہ دوست صاحب کا **حال شہید گنج** دہلی دروازہ کے باہر سرقرو بازار
لنڈا سرائے محمد سلطان ٹھیکہ دار سرکار انگریزی جنوب رویہ سرائے ایک مسجد قدیم پختہ رسمتہ کا بنی ہے
محمد عثمانی میں بعہد نواب خان ساماں چوک وار ... ہو رہا کوملکہ جو بیلیاں محمد دارا شکوہ رحمۃ اللہ علیہ کے
یہاں تھیں بعد سلطنت عبداللہ خان برادر نواب خان بہادر جسکو خاتمہ حکومت اہل اسلام کہا جاتا ہے
مسجد تھا قبضہ میں سرداران چلی آتے ہیں فالحال مسجد گنبد اسکے ہی مسجد تھا اور دیوار بدیوار آٹھہ دوکا
بہائی جو سنگ بدر گنبد اسکے بے سمت مکرابانی میں ہوا تھیں جو تا حال موجود ہیں روبرو اس
مسجد کے مکان سہ در کچھ معبد سکھاں ہے چونکہ وہاں اکثر اوقات آمد و رفت سکھاں تھی اس
باعث سے یہاں بھی ایک چھوٹا سا سمادھ بار آباد ہو گیا ہے دروازہ مسجد شمال رویہ سر راہ عمرانی
ہے اسکی بغل میں طرف شرق و غرب دو کوٹھڑیاں اوسکی اوپر ایک مکان سہ منزلہ ہے جسکی سقف اولیٰ
میں بے تہا کاہن سنگھ صاحب کا پلنگ بچھا ہوا ہے یہہ کاہن سنگھ بڑا معتقد فقیر عرصہ چھہ سال کا گذرا ہے کہ وہ
راوی پسلی عالم ہوگیا ہے اس پلنگ پر وہ استراحت فرمایا کرتے تھے اس باعث سے تمام سکھہ لوگ اسکا
ادب کرتے ہیں یہہ مسجد کے ہیں گنبد اب محرابوں کو بند کر کے طاق بنائے سکھوں کی لگائی ہیں بعد ازاں بالا کا کام

معلوم ہوا کہ بانی اس مسجد کا مسمی عبد اللہ خان خانساماں دارا شکوہ کا تہا شمال رویہ مسجد کے تہا بین
مکان رسول شاہیان شہید بنگہ ایک حمام پختہ عالیشان گنبد کلان والہ مبنیہ دارا شکوہ حیرت افزاے دید
نظارگیان و شہوار پسند کہڑا ہے کرایہ اسکا اب گنڈا سنکہ و گوردت سنکہ لیتی ہین سبحان اللہ و الحمد للہ وہ حمام
باہتمام عبد اللہ خان ۱۰۶۸ھ مین تعمیر ہوا تہا بعد اتمام اس حمام کی یہہ مسجد ۱۰۷۴ھ مین اس تقریب سے اوسنے
بنا کرائی کہ چند عرصہ کے واسطے وہ عبد اللہ خان کوتوال لاہور مقرر ہو کر مقام نخاس مین جلوس کیا کرتا
تہا اب اس مقام نخاس کا نام نشان باقی نہین رہا ابتدای عملداری انگریزی مین ایک دروازہ کلان عالیشان
اس نخاس کا کاشی کار ہم شکل دروازہ مسجد وزیر خان مرحوم سر راہ شمال رویہ اسی سڑک کی
قایم کہڑا تہا مگر محمد سلطان صاحب کی مہربانی مین داخل ہو مسمار کرایا گیا شرق رویہ دیوار بیرونی حدیقہ ہذا
کے ایک حلقہ چار دیواری پختہ مبنیہ سکہان ہے اسکی اندر کئی سمادہین گنبددار سکہونکی کہڑی ہین
حال انکا درج ذیل ہے وہان گوشہ ایشان مین ایک چاہ چرخ چوب والہ جاری ہے شمال رویہ اس
حاطہ کے جنوب رویہ بر سر راہ زمین سے تا بیستہ بلند ایک دالان خشتی استر کاری اسکا نام سکہی
ایک مشہور ہے وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ یہان گنڈا سنکہ وغیرہ متعلق انکی بیٹہہ راہ روان کو پانی اور
بہنگ پلاتی ہین جو چاہی پی لیوی ہر وقت یہہ دو نو چیزین موجود رہتی ہین اسمکان کے گوشہ کلی مین
ایک حوض چار زینہ والہ ہے جسمین چاہ چرخ چوب والہ سے پانی آکر جمع ہوتا ہی اور چار کونڈی بہنگ سای
کے واسطی زمین مین گاڑی ہوی ہین دم تحریر مالک اس مکان کیے گنڈا سنکہ و گوردت سنکہ ہین اگرچہ
بعہد سکہان خرچ بہنگ بکثرت ہوتا تہا مگر اب بہی ایکروپیہ یومیہ کی بہنگ وغیرہ کا خرچ ہوتا ہی
جنوب رویہ اسمکان کے یعنی دنگ کی چبوترہ خشتی پر سمادہ سفید بہای جیون سنکہ کی یہان سے تین
زینہ اوتر کے ایک اور چار دیواری ہے دروازہ اسکا شمال رویہ اسکی اندر گنبد سمادہ بابا سائین داس
کی اسکی اندر سائبان دارائی کا اکثر تنا رہتا ہی سقف گنبد مین آئینہ بہی نصب ہین عرصہ پچاس سال
کا منقضی ہوا کہ یہہ صاحب فوت ہوی ہین اس سمادہ پر اکثر اوقات مصاحب ہو اسپایعنی غرہ ماہ سی
راگ رنگ ہوتا ہے اور سلخ کے ہر مہینی مین چند اشخاص ارادتاً جمع ہوتی ہین اور کڑاہ پرشاد

سی ملوا تقسیم ہوا سے بعد بالمسافہ مسجد کے ایک در چار دیواری جسکی طولانی جسکی ہوشیار پر
طرف غرب سر راہ ایک دریچہ سنگ خارجہ دار جسکی آگی بطور برآمدہ نشست گاہ جنوب رویہ اسکی ایک
سنگ خارا اس جسمیں بہا کر دیج کے بیعطی آنا میسا جاتا ہی یہہ مکان دربار صاحب السہو تہ پہنچ
دروازہ اسکا روبروی اسی دیوار جنوبی میں اور اوسکی مقام ڈیوڑھی دیوار جنوبی کے باہر سر را
ایک طولانی چبوترہ پختہ اسکی اندر صحن میں دو گنبد سادہ ایک گنبد بہای دیوان سنگہ اور دوسرا
پایا جہاں سنگہ سرگیاش کا پاس انکی چند درخت نیم وغیرہ کھڑی ہیں طرف غرب ایک منقش دالان
سنگ کا جہت اسکی چوبی حاتم بند ہوالی سر قبلہ رویہ اسکی چار در محرابی دالوتے اندر شمال رویہ
ایک کوٹھری اور جنوب رویہ دو سنگ جہ سنگ خوالہ اور ہوا ہے دالان کے میانہ میں دو تخت پوش چوبی
بچھی ہوئی ہیں اوپر ہست ایک گرنتھ آدہ اور دوسرا گرنتھ دسویں بادشاہ کا رکھا جاتا ہے اور
سبب بہت ارادت سی سیدا انکا پڑھا جاتا ہی بہر صورت مکان پر تکلف گو یہ نورانی ہے اصل حال
اسکا یوں مسموع و متحقق ہوا کہ بعد بزل سلطنت حضای میر منو صاحب کو تعصب مذہبی سے سبب
بے ہی ناچار کر رکھا تھا سچہ اکثر اوقات سکہ کٹی اور جہد و آرائی میں مشغول رہا کرتے تھی حتی کہ جب
انہوں نے سکہوں کو بسبب سرکشی قتل کرنا شروع کیا تو ان لوگوں نے یہہ مقولہ زبان پنجابی میں مشہور کیا
مثل میر منو سادی داتری اسی ادہدے سوی ؛ جو جو سانوں ڈہیا سو سو دونی دونی ہوی
ناچار کابلی زار والی آخر کار اسی اسی تمام قلمرو میں اشتہار دیا کہ جو کوئی ایک سکہہ کا سر لاوی پچیس
روپیہ انعام پاوی پھر اس سے کچھ ناحق کا کیا ثمرہ ملتا ہے اسوقت تک اسی مقام متصل
کوتوالی سرا گاہ تہی یعنی ہر مجرم و کافر یہاں ہے قتل کیا جاتا تھا اس ایام میں بہائی تارا سنگہ دو
سی سنگہ قوم سکہاں سے زاہد و متعبد و ساجد مشغول پرستش خالق اکبر رہا کرتی تہی جب انکی
اسکو خبر لگی تو در صدد قتل انکی ہوا اگرچہ ہر ایک نے ارکان دولت سی عرض کی کہ وہ خلوت گزین ہر حال
و مرنج ساجد ہیں انکو تکلیف دینی مناسب نہیں لیکن تقدیر اسکو کب سننی دیتی تہی الغرض انکو
گرفتار کر کے بہت بہت تکلیفیں دیں اور اسلام ظاہر کیا انہوں نے انکار کیا تو حکم دیا کہ انکا پوستا

جسم سے اکہاڑا جاوی وہان تو حلم کی دیر تہی انہون نی اف نہ واور
حالت نزع مین تہے کہ نمک پاشی انکی جسم ہای مجروحہ پر کرائی اسوقت انہون نی سراپا دیا کہ اے ہاتم تو مرہی
چلی ہین پر تو بہی اسی ہفتہ مین عدالت گورمین طلب ہوگا تیرا یہہ ظلم اور ہمارا صبر صفحہ ہستی پر مدت تک یادگار
رہیگا سمادانکی بطرف شمال ایک چبوترہ خشتی پر معہ گنبد چاردرہ موجود ہی تین درونمین پنجری گلی اور ایک کشادہ
آمدورفت کیواسطی ہے متصل لب بام گنبد تمام چارونطرف خورد خورد گنبدیان خوشنما اور ماسوا انکی چارون
گوشونپر ایسی ذرہ بلند اور چار گنبدیان اندر چبوترہ پر دو مڑہیان سفید جنپر اکثر چادر سفید پڑی رہتی ہے
اول خام پہر بعہد مہاراجہ رنجیت سنگہ یہہ تمام عمارت طیار ہوی اس گنبد کے شرق رویہ ایک سمادہ سردار
دہنا سنگہ ملوئی کی اس سمادہ کی عمارت بہت اچہی پر تکلف ہی باہر چارونطرف مقام تمام گردش جسکو یہہ لوگ
ہندی زبان مین مقام پردکہنا کہتی ہین چارونگوشونمین چار کوٹہریان چارون طرف پنجرہای سنگ سرخ نصب
در آمدورفت جنوب رویہ اندر اسکی دو مڑہیان ایک خود اسکی اور دوسری اسکی جوروکی فقط جب یہہ دونو
ساہدیان ذلت قتل ہوی تو اسی ہفتہ مین میر منو صاحب بخیال غزا نواح قصور کیطرف گئی اتفاقا زیر
سواری ایک کہوڑی بادپیما تند قدم تیز رو تہی کسی چیز سے بہڑک کر ایسی بدلگام ہوگئی اسن اسکا زین سے
ہرچند سمہالا قابو مین نہ آئی آخر کار یہہ حالت ہوی کہ ایک پاون اسکا رکاب مین رہا اور تن زمین پر
ہرچند واد بلا کیا کوی مدد کو نہ پہونچا لاچار اسی تکلیف مین قدم انداز بادیہ آخرت ہوگیا عقیدہ لوگون کا
ان ساہدون کیطرف پڑگیا اری سچ ہے **بیت** بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن ٭ اجابت
از در حق بہر استقبال می آید ٭ لاش اسکی لاہور مین آئی اور شرق رویہ اس مقام شہید گنج کے مدفون ہوی
چنانچہ اب تک بطور بارہ دری طوفی خشتی ریختہ کار قایم کہڑی ہے عہد مہاراجہ شیر سنگہ مین قبر اسکی کہدوا دی گئی
باعث اسکا ایک تو تعصب مذہبی تہا اور دوسرا کسی سکہہ مخبر نے خبر دی کہ میر منو کی قبر کے نیچے ایک سردخانہ ہے
جسمین بہت دولت مدفون ہی ان خام طمعونکو تو بہانہ ہی چاہئی تہا تمام زمین کہدوا ڈالی یہہ بہی مقام
تعجب ہی کہ عمارت مقبرہ باقی رہی ہوی ہے اب دروازی اسکی بند کر کے کسی کلیے پوست اسمین پر رکہا ہی
کرایہ اسکا داروغہ نزول وصول فرماتی ہین چشم کشا صنع الہی را ببین فقط

حال منی سنگھ

واضح ہو کہ جناب سری گورو گوبند سنگھ صاحب بہادر سرگباش کی خدمت میں دو شخص یعنی بھائی منی سنگھ و گلزار سنگھ ہر وقت حاضر رہا کرتے تھے یہہ بھائی منی سنگھ بڑا عالم نامی شاعر ماہر بھاکا کا تھا چنانچہ جو گرنتھ گورو صاحب تحریر فرمایا کرتے تھے بھائی صاحب اسکو لکھ لیا کرتے تھے قدیم سے یہہ دونوں بھائی ساکن موضع احمد پور علاقہ کوہستان کے تھے اور اکثر اوقات گورو صاحب ممدوح کا بھی موضع مقام نود وہاں ہوتا تھا ایک دفعہ یہہ دونو صاحب امرتسر جی کے درشن کیواسطے امرتسر میں آئے جب اشنان سے فارغ ہو کر روانہ ہونے لگے تو گرفتار ہو کر لاہور میں لائے گئے حسب تذکرہ مرقومہ بالا جب انہوں نے اسلام قبول نہ فرمایا تو بھائی گلزار سنگھ کا بند بند جدا اور پوست اکھاڑا گیا اور یہہ تاریخ … صفر … میں مقرر ہوا تھا۔ بعد مہاراجہ کلاں چرچا سکھاں کا بہت سا تھا ہمیشہ وہ جبکہ شاہی کے واسطے آیا کرتا تھا اور مدد … دیا کرتے تھے جب تک وہ حکومت پر قائم رہے تب تک یہاں پچیس روپیہ یومیہ کا سدا برت جاری رہا سوا اسکے علاوہ ترن تارن ضلع امرتسر میں گیارہ سو روپیہ کی جاگیر ملحق اسمکان کی تھی اور موضع چونک وال و مظفرپور علاوہ … اور … ضلع لاہور میں ایک چاہ پچاس روپیہ کا اور نواح لاہور میں متصلہ … معافی معاف تھی موضع سکیاں میں چاہ مع … پہلے بھائی وسیہ رام انک چاہ علاقہ پچاس میں پانچ چاہ مہاراجہ کا معمول تھا کہ ہر سال انکو ضلع ایک سو روپیہ بطور تصدق … رکھا جاتا تھا جو کہ معرفت بھائی رام سنگھ تقسیم ہوتا تھا اسمیں ہی پانچ روپیہ یومیہ ملتا تھا جسکو درج بھنگ میں صرف کیا کرتے تھے سکھوں میں بھنگ نوشی کا رواج … اسکا یہہ بیان کرتے ہیں کہ بوقت گورو گوبند سنگھ صاحب کے اکثر جنگ اہل اسلام رہا کرتا تھا اس حالت میں انہوں نے حکم دیا کہ ہر سکھ … اول … بھنگ پیا کرے تا کہ خوف اسکے دل پر مستولی نہو اور … چونکہ اسکو بہت استعمال کرتے تھے انکا … کر سکھ جی مہاراج بھی نوش کیا کرتے تھے یہہ معاملہ قرین قیاس ہے کیونکہ اب تک جہاں تصویر سکھ جی کی نظر آتی ہے وہاں اکثر بھنگ چہا سمیت نظر آتے ہیں۔ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر ۔ غرضکہ اول عہد سکھاں میں یہہ لوگ بہر طور آسودہ رہے جب سرکار انگریزی کا عمل دخل ہوا تو ان تمام مرقومہ بالا کی معافیات میں سے تمام جیون سنگھ … دیتے ہیں جسکا بیٹا گلاب سنگھ اب موجود ہے اٹھارہ سو

روپیہ چالیس پاتے اور تا حین حیات وہ نذرانہ ہوی کہ بعد وفات
علی الدوام اسکی اولاد کو معاف رہیگی مگر اسمین چہارم حصہ زر آمدنی بطور نذرانہ داخل سرکار ہوا
کریگا بعد ازان سمت ۱۹۱۸ بکرماجیتی مین بروز شنبہ تتھہ دواد شی مرگیا سماد اسکی یہان ہے اب اسی
حکم پر عمل درآمد ہوگا ہے۔ عہد سکہا ئمین ماسوا ان معافیات کی لاہور کیے منڈویات غلہ فی
چہٹ خرو نرگاو ایک چہٹانک اور فی گاو آدہ سیر فی شتر پر بار آدہ پاو۔ بطور محصول ان لوگونکو
ملتا تہا اور جو کوی سوار پیادہ مسافر اس راہ سی آتا جاتا تہا اس سے فی نفر دو پای حکماً وصول کر لیتے
تہی آگی سکہا شاہی تہی مگر اب بہی حسب مرضی مسافران کچہہ نہ کچہہ لی لیتی ہین اصل حال انکی سجادہ نشینی کا
حسب بیان ان لوگونکی اسطرح واضح ہوا ہے کہ جب بہائی منی سنگہ و گلزار اسنگہ ماری گئی تو خاص متصل
کوتوالی اسیمقام پر جلائی گئی بہای جگا سنگہ انکی ارادتمند وہنسی تہا گاہ بگاہ جاروب کشی کر کے چراغ بتی کر جاتا
تہا جس ایام مین کہ دیوان لکہپت رای وجسپت رای ناظمون نے دربار مین رسند پایا تو حکام سی کہہ کر
کوتوالی یہانسی موقوف کرائی اور جگا سنگہ کا نان دو وقتہ اپنی لنگر سے مقرر کر دیا بعد چندی اوسنی گرد
خام انکی بنوائی اور یہین بیٹہہ کر اوسنی گرنتہہ پہرنا شروع کیا جب وہ سمت ۱۸۳۰ اٹہارہ سو تیس مین مرگیا
تو بہای جیون سنگہ خلف اسکا بدستور قایم مقام بنا غدائی اسکی مرادین بر لائین کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ
حاکم ہوگیا سمت ۱۸۷۹ مین وہ بہی راہی ملک عدم ہوگیا اب گنڈا سنگہ بیٹا اسکا سجادہ نشین ہی مقام سکہہ
دی دیگ وغیرہ دوکانات جو دو طرفہ سر راہ ہین انکی لواحقین کے قبضہ مین ہین دم تحریر مفصلہ ذیل
اشخاص اسکا ئمین سکونت پذیر موجود ہین۔ گنڈا سنگہ۔ لچہمن سنگہ گرنتہہ خوان۔ سکہا سنگہ باورچی
آسا سنگہ بن گنڈا سنگہ۔ پریم سنگہ نبیرہ گنڈا سنگہ۔ رام سنگہ۔ انگوتی کشن۔ بہای ایسرہ۔ بہای گلاب
یہہ ہر دو شبد خوان ہین اور دو روپیہ ماہواری معہ نان و پارچہ آمدنی دربار سے ماہ بماہ ملتا ہی
ان مین سے اسا سنگہ بن گنڈا سنگہ ملازم دیگ سکہان ہے اسکا یہی کام ہی شب و روز پہنگ طیار
کر کے راہ روان کو پلاوی۔ دوکانات و ہر دو خراس متعلقہ شہید گنج خراس وغیرہ کا
قابض لعل سنگہ ہمشیرہ زادہ گنڈا سنگہ یا ماسوا اس خراس کی ایک خراس اندرون جہیمن نگر کا آٹا جہا جاتا ہے

چوبر دیہ خراس پر دہلی کے پیر مسجد جو دو دوکانیں ہیں کرایہ انکا بہی آٹہہ آٹہہ آنہ ماہواری لعل سنگہ لیتا ہی دو
دوکانیں سوداگر سنگہ ہمشیرہ زادہ مالی گنڈا سنگہ کی قبضہ میں ہیں یہہ بہی آٹہہ آٹہہ آنہ ماہوار کرایہ لیتا ہی دو دوکانوں
میں جو لعل سنگہ آرد فروشی وغیرہ بقالی کرتا ہی ایک دوکان ہیم سنگہ ہمشیرہ زادہ گنڈا سنگہ کیے قبضہ میں ہے
اور ایک دوکان پر مہتاب سنگہ اور ایک پر دام سنگہ خالص جی گوشہ گلی شہید گنج میں چار دوکانیں اور ہیں
اس پر بہی گنڈا سنگہ لیتا ہے اور علہ اشخاص مفصلہ ذیل کا ہی مگر گنڈا سنگہ کرایہ ایسی نہیں لیتا ہے ہر
چہار دوکانات سنگہ میں ہی ہیں جو بس سنگہ مہتہ ساکن امرتسر - حاکم سنگہ - کلیان سنگہ - لکہا سنگہ بہائی

سماده صاحب سنگہ مقام ڈیک سنگہہ کی متصل دیوار بدیوار سمادہائی مفصلہ بالا کی جو بر دیہ
ایک عمارت چار دیواری حتی بلند جسکی گوشہ ہائی گلی دیلیو پلیر کیطرف بشکل برج عمارت بنی ہوئی ہی
یہہ مقام سمادہ بہائی صاحب سنگہ مشہور ہے درآمد ورفت اسکا شرق رویہ (اسکی دروازہ کی باہر شرق رویہ
بفاصلہ چند قدم پر درخت چبوترہ مزار پر انوار حضرت شاہ کاکو چشتی صاحب مرحوم ہی جسکا حال علیحدہ درج
کتاب ہذا ہو چکا ہی) معہ طاق تختہ چوبی اندر ڈیوڑہی اور اوپر اسکی ایک بالاخانہ اندر صارہ میں چاہ سنگہ اینٹ
معہ چرخی چاہ کیے پاس گوشہ بائیں میں قد آدم بلند چبوترہ اسپر گنبد سمادہ بہائی صاحب سنگہ کا جو بر دیہ
اس چار دیواری کی شارع عام جو دہلی دروازہ سی ریل اسٹیشن کو جاتا ہے اور جو بر دیہ اس شارع کی سر ۹
سمند سارہ بیگم جس کا حال علیحدہ درج ذیل ہوگا بعد حال انکا یہہ ہی کہ بہائی صاحب سنگہ قوم برہمن سادہ
فقیر بابا منی تہیہ ہا اگر سکہہ انکی ارادتمند ہیں سیر کیاں ابتدای عملداری مہاراجہ رنجیت سنگہ میں یہاں پیر
سمند پر آ بیٹہی جو چرچا انکا پہیلنی لگا عام و خاص کی آمد و رفت شروع ہوئی چنانچہ مہاراجہ کلاں بہی بارہا انہیں
سا کیواسطی آستانہ بوس ہوتی رہیں دوں مگر یہہ کم متوجہ ہوئی جو ارادتمندوں نی چاہ وغیرہ عمارات بنا دیا مکان
سوا دیں ہر وقت گریہہ حوالی اور زہد و ریاضت میں مشغول رہا کرتی تہی سیکڑوں کوسوں سی لوگ انکی درشن
کیواسطی آیا کرتے تہی آخر کار سنہ ۱۲۹۰ھ میں سرگباس ہوگئی دو چیلی انکی بہی سجان سنگہ و حشمت سنگہ بہت
انکی خدمت میں حاضر رہا کرتے تہی انمیں سجان سنگہ کو انہوں نے سجادہ نشین کیا ہوا تہا چنانچہ بعد انکی وہ
گدی پر بیٹہ رہا اور لوگ بدستور اسکو مانتی ہیں اسکی ترود وسی سمادہ انکی تعمیر ہوئی ہی بعد سنہ ۱۲۹۱ھ

مین وہ بہی سجادہ نشین کل نفس ذائقۃ الموت ہوی انکی بعد بہائی چڑہت سنگہ قایم مقام انکی سجادہ نشین ہوا اور چڑہت وغیرہ اسمکان کی وہی لیتا رہا اب اس مکانمین مسمات نند کور زوجہ چڑہت سنگہ رہتی ہی ماسوا اسکی چڑہت سنگہ کی دو بیٹہی مسمی دیال سنگہ و بشن سنگہ موجود ہین وہ ہر دو چند عرصہ سی فوج سرکار یمین ملازم ہین اب نند کور کہتی ہی کہ بہائی چڑہت سنگہ سرگباس ہوگئی ہین اور مین عورت ہون مجہسی کاروبار سنبہالا نہین جاتا اپنی بڑی بیٹی مسمی بشن سنگہ کو طلب کیا ہی وہ آکر سجادہ نشین ہوگا فقط مسمی گنڈا سنگہ سجادہ نشین شہید گنج اوسکا نمین ہاتہہ ڈالتا ہی اور بجائی خود صاحب سنگہ صاحب کو چیلہ بہائی جیون سنگہ بدرخود کا بیان کرکی کہتا ہی کہ یہہ مکان بہی شہید گنج کی ساتہہ ملحق ہی مگر اس امر کی تصدیق کوئی نہین کرتا بلکہ جس سی دریافت کیا اوسنی یہی کہا کہ گنڈا سنگ ناحق دست اندازی کرتا ہی بہائی صاحب سنگہ صاحب کچہہ علاقہ جیون سنگہ سی نتہا صاحب سنگہ صاحب گورو روپ تہی اور جیون سنگہ جیسی ہزار ہا اونکی خدام تہی فقط الغیب عند اللہ فقط

مسجد ستارہ بیگم المعروف قدسیہ بیگم

سمادہ صاحب سنگہ صاحب کے جنوب رویہ بفاصلہ شارع عام یہہ مسجد عالیشان پختہ تین گنبد والی تاحال سالم و کامل کہڑی ہی غرب رویہ اسکی باغ ملحقہ سرای محمد سلطان گویا اس مسجد کا پائین باغ معلوم ہوتا ہے کرسی مسجد ہذا کی زمین سی ایک منزل بلند راہ آمد و رفت مسجد شرقرویہ میانہ مین سولہ زینہ چڑہ کی اوسکی نیچی بغلونمین تمام کوٹہریان قابو تی جو کسی زمانہ مین دوکانات یا حجرہ ہای درویشان ہونگی اوپر صحن مسجد کے گوشہ گلی مین ایک حوض دہ در دہ اب مٹی سی پُر صحن کے دونو طرف بطرف شمال و جنوب صحن سے بلند مقام نشست گاہ پر تکلف جسپر فرش خشتی نہایت سلیقہ سی ہوا ہوا ہی سقف مسجد پر جانی کیواسطے زینہ شمال کیطرف اوپر تین گنبد ذہری دم تحریر برنگ سیاہ دیکہہ پڑتی ہین چارون گوشہ پر چار میناروں کے نشان خورد خورد طولانی نظر آتی ہین زیر سقف محراب ہائی در در صحن کے نیچی پس پشت حجرہا اس قطع کی تعمیر عمارت ہوی ہوی ہی کہ سبحان اللہ و بحمدہ دیکہتے ہے انسان کا روح خوش ہوجاتا ہی بطور عمارت مغلیہ دالان در دالان بہت ستہری زینہ کی شمال کیطرف حجرون کی اندر ایک چاہ کلان جسکی اندر سردخانہ بہی دکہای پڑتا ہے روشندان اس وضع سی رکہی ہوئی ہین کہ ہر مقام مین بفراغت

تمام بیٹہکر لکہا پڑہا جاتا ہی اگر تفصیل وار تشریح قطع کیجاوی تو خوف طوالت ہی لہذا اسی پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ
کسی مسجد کی بہی ایسی عمارت دیکہی میں نہیں آئی عہد شاہجہانی میں یہہ نواح چوک دارا شکوہ تہا اور جہاں اب
سرای محمد سلطان ہی وہاں خاص حویلی شاہزادہ محمد دارا شکوہ کی تہی سنہ [illegible] میں دارا شکوہ کی ستارہ بیگم المعروف
قدسیہ بیگم سے شادی کی قدرت الہی سے تا سن پچاس اوسکے یہاں کوئی لڑکا بالا تولد ہوا اوسنے محمد دارا شکوہ کی
اجازت لیکر برای یادگار یہہ مسجد بنوائی اوسوقت مسجد ہذا سے لیکر تا مسجد دائی انگا دو رستہ بازار لگتی
اس مسجد کی وقف تہا اب ابتدای عملداری سرکار انگریزی میں پہلے چندی آوارہ داخل بردل رہے
بعدازاں جناب مسٹر اوسولڈ ڈپٹی صاحب مہتمم مطبع لاہور کرانیکل سے نے خرید کرکے مقام کوٹہی
بنایا کونسل کمرہ قرار دیا بہرحال جب آراستگی فرمائی جب ولایت جانے لگے تو صاحبان ریلوی کے پاس
بقیمت چہ ہزار روپیہ بیچ گئی چندی صاحبان ریلوی رہتی رہے جناب چہ ولیم لیوک صاحب بہادر اس مقام میں
اکثر بیٹہکر سیر ہوا کرتے تہی بعدازاں کسی مصلحت کیواسطی صاحبان ریلوی سے محمد سلطان ٹہیکہ دار نے خرید لی
لوگونکا خیال تہا کہ وہ اوسکو آباد کرکے حوالہ مسلمانان کر دیگی مگر انہوں نی ادہر توجہ نفرمائی اگر وہ یہہ
تجویز فرماتی تو ممکن تہا انکا نام نیک رہتا چندی مقام اٹہا گہر بارہی کاہ صاحبان ماہوار کرایہ اب لیتی رہی
اب بہی کوئی صاحب کرایہ دار اسمیں فروکش ہیں پشت مسجد کو شگاف کرکی تین ریچ نکالی ہیں جنکی آگی
برآمدہ حویلی ماہی دہاں سے پیر باغیچہ ملحقہ سرا حویلی ہوتی ہی سرای محمد سلطان سے لیکر مسجد ہذا سے تہوڑا آگی
سرقودیہ تک یہہ تمام زمین دست آہن باجکی نہایت نیچان میں واقع ہی اگر پیمایش کیجاوی تو فرق
بیس یا پچیس گز کا معلوم ہوتا ہی سرقودیہ اسکی فیما بین مسجد ہذا و مسجد دائی انگا ایک مسجد ایسی ہے
کہ کرسی دار جامہ نور اللہ صاحب جامہ بافاں کی تہی ہمارے دیکہتے سہے دیکہتی اس مسجد کو
خرید کر جناب پادری مسٹر سی ڈبلیو فورمن صاحب متعینہ مشن امریکہ کی کوٹہی
اپنی بود و باش کیواسطے بنوای چنانچہ مدت مدید اسمیں فروکش رہے
بعدازاں صاحبان ریلوی نے اسکو خرید کر مقام دفتر قرار دیا اب عرصہ چند ماہ
سے فراغت احاطہ ریلوی کے واسطے گرا دی ہیں فقط

خانقاہ ابدی شاہ یہہ خانقاہ شرقرویہ تکیہ ڈنڈی گران غرب رویہ قبرستان حضرت شاہ ابو المعالی صاحب ایک ٹیلہ خورد پر واقع ہی باہر سے تہڑہ خشتی نظر آتا ہی طول جسکا سات گز اور عرض پانچ گز ارتفاع تا کمر بلند اصل مین یہہ ٹہرا سقف سردخانہ ہے اس ٹہرہ پر ظاہر فقط ایک نشان قبر خشتی ہے مگر نیچے تہ خانہ جس کا طول عرض چار گز مربع ہے سقف قلبوتی ارتفاع ساڈہی تین گز استر کار پختہ جنوب کی طرف ایک دروازہ واسطی نیچے جانے کی آٹہہ زینہ اوترکر نیچے جانا ہوتا ہی وہان تین قبرین دو خام ایک خشتی ایک سایئن نورشاہ کی دوسری محکم شاہ معمار کی خام میانہ چبوترہ خشتی پر معہ چراغدان خشتی خود حضرت ابدی شاہ صاحب کے حال انکا یہہ ہی کہ یہہ ابدی شاہ صاحب خادم سایئن روشن شاہ کی تھی اور وہ خادم اور سجادہ نشین حضرت فتح شاہ سرمست کی جنکی مزار جنوب رویہ دروازہ پر ہو موجود ہی تاریخ وفات ان کی دوسری رجب سن گیاران سو بانوین کہتی ہین کہ دیوان دلارام جسکا مفصل حال تالاب جسیت ولیکت مین درج ہی سایئن ابدی شاہ کا بڑا معتقد تہا اور یہہ مکان بہی اسی نے بنوادیا اول یہان اچہی اچہی مکان خوشنما تہے بعد ابدی شاہ کے نورشاہ خادم انکی سجادہ نشین ہوی جب وہ مرگئی تو شاہ راج اس مکان پر قابض ہوا جو خادم نورشاہ کا تہا بعد اسکی سمت ۱۹۰۵ مین وہ مرگیا قبرین ان دونون کی یہان ہین اب محمد بخش اور نبی بخش پسران محکم شاہ معمار یہان چراغ بتی کرتے ہین کوئی میلہ عرس نہین ہوتا اور نہ چندان اس مکان کی شہرت ہی فقط باہر جنوب کی طرف بارہ قبرین گلی رویہ متعلقان محکم معمار کے

تکیہ مہتمان سرکی بند یہہ تکیہ باہر دروازہ لاہوری کی قصاب خانہ کی گوشہ بایئن کے طرف شرقرویہ گدام آبکاری کی موجود ہی یہہ تکیہ کرم بخش سرکی بند نی بنایا اور ابتک وہ مرد ضعیف اسمین سکونت پذیر ہی کہتی ہین کہ وہ چاند پر عاشق ہی ہمیشہ چاند کی پیچہی دو دو تین تین کوس تک دست بستہ چلا جاتا ہی جب مین نی اس سی پوچہا کہ مرشد تیرا کون ہی تو اوس نے کہا کہ مجہکو خواب مین اپنی شکل دکہاتا ہی اور ہمیشہ پہلی تاریخ چاند کی میری پاس آتا ہی مین اوسکا طالب ہون خبطی سا آدمی معلوم ہوتا ہی اس تکیہ کا طول دوسو اور عرض یک سو پچاس فٹ اس مین گوندیان پچیس کیکر اٹہاران برگمندرہ لسوڑیان تین سرینہ دو بوڑہ ایک دہریک ایک دن بیس موجود ہین اس تکیہ مین ایک چاہ قدیمی جسکی شرقرویہ ایک سردخانہ ہی قدیمی ہی

اوسکی اندر پانچ رپیہ اوتر کے جاتا ہوتا ہی اور سیڑہ تین گز مربع اب نصف عمارت اوسکی قدیمی اور
نصف جدیدہ بنیہ کرم بخش موجود ہی چاہ کی شرق کی طرف چہنگی شکوہ ابن کے اور فیما بین چاہ و چہنگی
ٹہرا جونبی گچ مسجد جسکا طول چھہ فٹ عرض چار فٹ ارتفاع تین فٹ ابن بر قبر لالہ مہتم بوساہی کی ور اسکی
شرقرویہ ایک قبر کسی چوڑ دسجہ کی اور اوسکی ساتہہ قبر شرف الدین شرکی سدکی مرید دوسال کا ہوا ہی کہ
سرکار تین سو روپیہ اوس کو دیتی تہی کہ مکان سی وہ دست بردار ہو جاوی مگر اوس نے قبول نکیا تمام
شرکی سد اوسکی تعریف کرتے ہیں اور کہتی ہیں کہ یہہ بڑی طمع فقیر ہے فقط او روپیا شرکی شد ہمیشہ سی جس گہری
اس مکان کی کرتا ہی اور بعد کریم بخش شرکی سد مالک ہوگا عرصہ چالیس سال سی کہولہ سنگالی کر کی مادام تمام
شدان یہہ تکیہ آباد ہوا ور بڑا آدمی بہلا مانس حدا ترس ہے اپنی محنت مزدوری کرکے خدمت مکان ہی کر
چھوڑتا ہی **چہنگی بدھو شاہ** یہہ مکان سرسری قلعہ لاہور کی شمال رویہ اور غرب رویہ بادامی باغ
سرکاری و شرقرویہ گول باغ جواب سرکار سی پارسیون نی خریدا ہی موجود ہی گرد نواح اسکی تمام اشجار
بطور دیوار کہڑی ہی خاصکر بطرف جنوب و شمال اشجار انار و انبہ و بیریان نہوندی کہڑی ہیں راہ
آمد و رفت شرق کیطرف اسکی اور بطرف شمال ایک چاہ چرخی والہ جاری ہی چاہ کی غرب کی طرف
قبر حضرت شاہ مرشد بدھو شاہ قائم عالی کی ایک تہڑہ خشتی پر جسکا عرض گیارہ فٹ طول نو فٹ اور ارتفاع
ساڑہی چار فٹ ٹہرا کی چاروں طرف دیوار چوڑ و جسکی بیری چونہ گچ سفید ہیں جنوب کی طرف ایک چبوترہ خشتی
اسکی اوپر دوارہ محرابی معہ طاق تحتہ جولی قبر ہی خشتی جونہ گچ یہہ حضرت سن بارہ سو چوبیس میں دواسی
یہاں آیا اور یہاں جنگل میں کہارہ دریا پر بیٹہکر بوٹہ وغیرہ لگا لیے لگا بعد چندی جب اوسکا یہاں تکیہ بنا
کہ رئیس بہی جانی لگی وہ شہر میں کم آتے تہی اکثر لوگ وہاں آنکی خدمت کرتے تہی جب سیلاب آتا تہا تو نوجی
میں بیٹہا رہتا تہا لوگ بوسیلہ کشتیاں اوسکی واسطی وہاں کہانا لے جاتی تہی سن بارہ سو اٹہتر میں
رہگرائی عالم بقا ہوئی اب وہ مکان بہت اچہا جو سن آباد ہی جنوب کی طرف تین حجرہ خشتی پختہ گوشہ مانیہ میں
ایک دالان مسجد کی سقف جسکا طول ۱۳ سوا سولہ فٹ اور عرض بارہ فٹ گرد اس کی دیوار خشتی جسکا ارتفاع
سوا دو فٹ غرب میں اسکی چوبی لوا رہی اوس میں ایک محراب جسکا ارتفاع چہہ فٹ اب اس مکان

کا مالک بدھو شاہ ہی کل زمین متعلقہ اس جہنگی کے پانچ بیگہ تین بیگہ مین تو جہنگلی اشجار اور دو بیگہ بطرف غرب مزروعہ بارانی اس بدھو شاہ کی دو بیٹی ایک بڈھن شاہ دوسرا شوقی شاہ خورد سال ایک بعمر گیارہ سال دوسرا ایک سالہ ہی اس جہنگی کی شمال رویہ دریای راوی بہتا ہی راوی کہتا ہی کہ بوقت سیلاب اس جہنگی مین دریا کا پانی تا ردہو جاتا ہی شجرہ اسکا یہہ ہی بدھو شاہ خادم سائین رحمت شاہ رحمت شاہ خادم غوث شاہ غوث شاہ خادم واصل شاہ واصل شاہ خادم نجیب الدین شاہ نجیب الدین خادم شرف الحق شرف الحق خادم خواجہ محمد سعی محمد سعی خادم شیخ احمد مجدد الف ثانی ثانی خادم حضرت شاہ سکندر شاہ سکندر خادم حضرت شاہ کمال شاہ کمال خادم حضرت فضیل شاہ فضیل شاہ خادم شاہ رحمان دہ خادم محبوب علی قادری دہ خادم شاہ شمس الدین عارف شمس عارف خادم ابو الحسن فاضل ابو الحسن فاضل خادم شمس الدین شمس الدین خادم شاہ عقیل شاہ عقیل خادم شرف القتال شرف القتال خادم سید عبد الرزاق پاک سید عبد الرزاق خادم حضرت غوث اعظم وہ خادم حضرت خواجہ ابو سعید مخزومی حضرت ابو سعید خادم حضرت حسن ہنکاری حضرت حسن ہنکاری خادم ابو الفرح طرطوسی ابو الفرح خادم خواجہ عزیز یمنی خواجہ عزیز یمنی خادم خواجہ واحد یمنی حضرت واحد یمنی خادم شیخ شبلی حضرت شیخ شبلی خادم حضرت جنید بغدادی حضرت جنید خادم خواجہ معروف کرخی خواجہ معروف کرخی خادم خواجہ سری سقطی حضرت سری سقطی خادم حضرت داؤد طائی خواجہ داود طائی خادم خواجہ حبیب عجمی حضرت حبیب عجمی خادم خواجہ حسن بصری خواجہ حسن بصری خادم حضرت مولا مرتضی علی کرم اللہ وجہہ حضرت مولا مرتضی علی خادم حضرت محمد رسول اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

تفصیل اشجار جہنگی ہذا — اشجار انبہ ثمردار ۲ — انبہ خورد وغیرہ بے تعداد — شاہ توت ثمردار یک — بیریان ہوندی — درخت انار ۳ — لیمون یک — پیپل کلان دو — جمون یک — سنبل یک — لسوری یک — حلقہ کیلہ بشرق و غرب رویہ — بوٹہ یک

ذکر مکان حضرت دوڑی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

یہہ مکان بطرف گوشہ لہیان مقام فرودگاہ ریلوی ہی اور باغ بہگت رام کے عقب بگوشہ بایئن شمال رویہ راہ اوس راہ کی جو راستہ قدیمی شاہی لاہور سی شالا مار کو جاتا ہے واقع ہی حضرت عہد شاہجہان مین وارد لاہور ہوی حضرت دارا شکوہ آپکی خدمت مین ارادت

کلی رکھتا تھا الغرض اوس وقت میں ان حضرت کو مادھو لال کہا کرتے تھے جب تاریخ ۳۱ ماہ ر
سن اکہزار سپچاس میں رہگرای عالم بقا ہوئے اور حضرت ہمراہ شاہ خادم ان کے سجادہ نشین ہوکر
مسند خلافت پر بیٹھے تو شاہجہان بادشاہ ناظم لاہور واسطے آسایش فقرا کے سو بیگہ زمین عرر
نام ان کی تا قیام خانقاہ واگذار ہوئی بعد وفات حضرت ہمراہ شاہ صاحب کے روشن علی شاہ خادم
انکے مجذوب سجادہ نشین ہوئے انکو شوق گلزار بدرجہ کمال تھا اونہوں نے گرد نواح مزارات کے گل بوٹہ
اشجار ثمر نصب کرائے اور بدست خاص چند درخت دونوں کے لگائے کہ جسمیں سے تاحال چار درخت ون
قدیمہ موجود ہیں تا عہد خان بہادر یہہ مکان بدرجہ کمال آباد رہا اور پھر بحالت طوائف الملوکی کے ویران
بعد ازاں بعہد مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب جب دیوان کرپارام سے روبرو بگڑا اور یہاں باغ اپنا بنانا
حسب رواج عملداری سکھاں تمام زمین معمولہ خانقاہ جو قدیم سے واگذار تھی بحالت ویرانی اپنی قبضہ میں
کر لے اسواسطے یہہ مکان غیر آباد رہا اور کسی نے اوس پر توجہ نہی کیا الغرض اوس وقت کوئی فقیر صاحب ہمت
یہاں نہ تھا کارگذاران دیوان نے مزار کو بھی نابود کر دیا جب یہہ بے ادبی نسبت مزار سرزد ہوئی ازان
مشہور ہے کہ دیوان مذکور کو بوقت شب عالم رویا میں بدرجہ کمال ہیبت آئی یعنی کوئی شخص مہیب صورت
کہتا ہے کہ یہہ مزار بزرگ ولی کی ہے جب صبح ہوئی تو بدر مساسب لیکر خود حضرت کی مزار پر حاضر ہوا اور ایک فقیر
مسمی گلاب شاہ کو یہاں خدمت کیواسطے مقرر کیا بعد ازاں بڑا طولانی باغ طیار کرایا اور اب اوس باغ کے
اندر بطرف شمال ایک گاؤں مسمی سلطان پورہ آباد ہو گیا ہے اوسوقت یہاں خوب رونق باغ تھا ایک
بارہ دری عالیشان بہادر کرپارام آباد ہوا تھا سبحان اللہ ایک وہ وقت تھا کہ کہیں گنبد کھڑا ہوا تھا کہیں
تا دات تمام بڑھ رہی ہیں اور کہیں وہ بات ختم ہوئی نہیں باغ کی طرف ایک تالاب عالیشان پختہ کے
عین میانہ میں ایک بارہ دری تاحال موجود ہے سوا اس کے کوئی سوالی اسی باغ میں تعمیر کرائی اب مقام حسرت
ہے کہ وہ تو مر گیا اور باغ ویرانہ سا پڑا ہے الغرض وہ فقیر چند روز وہاں بیٹھکر کافور ہوگیا پھر دیوان
کرپارام کو یہہ تلاش ہوئی کہ کوئی فقیر صاحب ہمت یہاں بیٹھے تلاش کرتے کرتے سائیں شرف حسن
المشہور جھلی شاہ خادم صوفی شاہ سجادہ نشین حضرت مادھو لعل حسین کو لا کر بالتجای تمام دیوان نے کہا کہ

آپ یہان بیٹہین اوراس مکان کوآباد کرین اونہون نی کہاکہ ہم مزار حضرت مادہولعل حسین کرینگی اور وہان بہی تصرف خود مکان نبوت شاہ والہ اپنی رہنی کے واسطی تعمیر کرایاہی ہمین معاف رکہہ پہر دیوان مذکور نے کہاکہ آپ یہان رونق افزا ہون مین آپکو کچہہ ماہواری اور خورہک دو وقتہ اور پارچہ پوشش باہی وخرچ تیل وغیرہ دیاکرونگا اور ہمیشہ بروز پنجشنبہ ناچ طوایفان کراتا اور بیڈہارہ عرس حضرت کا میری ذمہ رہی گا اونہون نی یہہ امر قبول کرلیا اور وہان ہو بیٹہی کہتے ہین کہ اوس وقت وہان ایک گوشہ خورد ٹیرا ناسا تہا دیوان کرپارام نے چبوترہ مزار حضرت ڈوری شاہ صاحب کا پختہ بنوادیا بعدازان تاحین حیات دیوان کرپارام ہمیشہ بروز پنجشنبہ مجری ناچ راگ ہوتا رہا اور دیوان مذکور نے حد مکان ہذا ہی اپنی باغ سی علیحدہ کردی بعدازان جب کرپارام کی سرسی رام کے کراہٹ گئی اور سلطنت سکہان مین بہی گونہ فتور پڑنے لگا تو یہہ جہکی شاہ کہین سیر کو چلی گئے بعدازان جب آی تو یہہ صورت رہی کہ کبہی وہ یہان آرہتی اور کبہی مزار حضرت مادہولعل حسین بخدمت مسمات مائی صاحبجان محبوبہ ومنکوحہ صوفی شاہ مرشد خود چلی جاتی جب وہ مائی فوت ہوگئی اور پنجاب مین عملداری سرکار گردون وقار انگریزی قایم ہوکر بندوبست قانونی بہی ہوگیا تو پہر یہان آکر بہمہ تن مصروف آبادی ہوئی عرس حضرت کا معہ بیڈہارہ اور گدای کرکی مکان بہی بنوانا شروع کیا اتفاقاً اس اثنامین مسمات ناہی طوایف جو بعہد مہاراجہ بڑی نامور عورت تہی جسکو اونہون نے والدہ دینی بنایاہواتہا گردش فلکی سی نابینا ہوگئی جہکی شاہ نی اوسکو کہاکہ ای مائی تو تن تنہا اور نابینا ہی ہوگئی اب یہان تیراکوی پانی دینی اور خدمت کرنیوالا نہین تجہی لازم ہے کہ میری پاس چل رہ اوسنے قبول کیا اور اس مکان پر آبیٹہی چنانچہ اتک موجود ہے چونکہ کاسہ عمر اسکا بباعث معمری لبریز نظر آتاتہا اوسنے زرموجودہ اپنا للہ اس مکان پر لگانا شروع یعنی تو کچہہ بیڈہارہ حضرت مین خرچ کیا اور بقیہ سی چوکہنڈی مزار حضرت کی از سرنو بنوائی اور ایک دالان اور دو کوٹہی بعمارت خشت پختہ مسقف مرتبہ معہ چار دیواری ودو در گنبدی دار جواب بہی موجود ہین بنوادی فقط یہہ جہکی شاہ بطور اور گداؤن کی ٹکر گدا فقیر نہین اگرچہ گدای کرتاہی لیکن وضع داری سی حسب الضرورت ایک دو روپیہ مانگ لاتاہی اور بہت آسودہ گذران کرتاہی باہر سے

یہہ مکان بطور مکان دنیا دار اور دیکھنے تا ہی یہہ جھلی شاہ قدیم ساکن قصور قوم ککلو مادر زاد تارک الدنیا
تعمیر ہے سن بارہ سو چوہتر ہجری سی راقم کی زوجہ منکوحہ نے ایک مسجد سہ درجہ بعمارت چشتی پختہ جو بیچ گچ
چاہ خورد و غسل خانہ و حجرہ سوا کر سال اس مکان کی کر دی ہوئی ہی حضرت دوڑی شاہ صاحب کی بیعت
سعدیت سراپا برکت حضرت حاجی جمعیت صاحب مرحوم تھی اور حال اونکا حال حاجی جمعیت صاحب اور
مکان قدم رسول میں مفصل مندرج ہی مدت مدید سے سائیں جھلی شاہ مالک مکان ہذا کے مجھہ کمترین سے محبت تھی
اور ہمیشہ وہ یہی ادعا کیا کرتے تھے کہ میں خبرگیران اونکا اور اونکی مکان کا رہوں اب چند عرصہ سے
یہہ مکان مجھکو ہبہ کرکے کاغذ ہبہ نامہ رجسٹری سرکار کرا دیا چنانچہ نقل بجنسہ درج ذیل ہے مجھہ سے فرمانے
لگی کہ من بعد ایکی چاہ و مسجد و غسل خانہ و حجرہ متعلقہ مسجد لیلہ اہل خانہ تمہاری کا ہی اور کوئی جھگڑا
ایسی مکانات کی نہیں کرتا اب ہم کوئی دم مہمان ہیں ایسا ہو کہ بعد ہماری کوئی اور اس مکان میں دست
درازی کری تم اپنا گورستان ہی یہاں مقرر کرو میں نے قبول کیا اور بحلف و یمین اس مہربانی کے بدلے
کی اون سی یہہ اقرار کیا کہ جب تک آپ زندہ ہیں اس مکان میں بدستور بیٹھی رہیں بعد وفات شدہ مراسم
تجہیز و تکفین آپ کی خاطر خواہ ادا اور حتی المقدور فاتحہ ختم کرا چھوڑی گا من بعد بخیال اس کے
کہ اب گورستان متعلقہ روضہ حضرت شاہ ابو المعالی واقع ٹیلہ شہید گنج میں تدفین جدید بحکم سرکار
ممنوع اور مسدود ہو گئی ہی اور حضرت ہی مسجد میں راقم کی والدہ اور ہمشیر و شفیقہ اور زوجہ مرحومہ
وغیرہ لواحقین و دور و نزدیک کی قبور وہاں تھیں وہاں قبور پختہ شدہ نہ ہو سکتی تھیں خصوصاً قبر سید بیگم
منکوحہ راقم جو بتاریخ سوم ذی الحجہ ۱۲۸۶ ہجری فوت ہوئی تھی تاریخ وفات اوس مرحومہ کی
منشی مفتی غلام سرور صاحب نے یہہ موزون کرکر اوس کی قبر پر لکھوائی ہی سید بیگم کہ بود نعم نفس
نیک رو نیک خوی و نیک سرشت خوش لقا خوش زبان و دردمند + بود منکوحہ نور احمد حسنت
خوب سودائی نیک شد از دہر + لقد جان بدلہ بہشت بہشت + ای خداوند خالق دو جہان
عفو کن جرم و بخش جنت + گفت سرور سال ترحیلش + بیکسیت ملکہ ملک بہشت
اور دوسری تاریخ جو خود راقم نے لکہکر قبر پر تحریر کرائی تھی یہہ ہی - سید بیگم چو بگہ آن شیرین جمال

زین جہان گردید جہان بہشت + نیکی و خوبی سیرت ... برد با خود جملہ سامان بہشت
داد گلہائی الم بر جان خلق + ہمچو گل شد در گلستان بہشت + گفت با اہل جہان بہر فراق
وصل شد با حور و غلمان بہشت + سال وصلش جست چون چشتی ز دل + گفت رضوان شاہ حوران بہشت
اور سوای ان تاریخونکی اور بہی بہت سی اشعار اوسکی تعویز قبر اور چبوترہ پر لکہی گئے تہے ماسوا اسکے
بحنگی قبضہ بہ مد نظر تہی اسواسطے بتاریخ ششم ماہ شوال المکرم ۱۲۸۱ھ مطابق پنجم مارچ ۱۸۶۵ء
بروز یکشنبہ تمام برادرے وغیرہ سب کو جمع کرکے گورستان شاہ ابو المعالی صاحب لا ثانی سے
نکال کر اسمکان پر لے آئی اور بطرف غرب جو کہنڈی حضرت دوڑی شاہ کے صندوق مایے
چوبین مین دفن کیا اس معاملہ مین بہت سا روپیہ خرچ ہوگیا الحمد للہ والمنۃ کہ خوب جگہ با عزت
و حرمت انکی نصیب ہوی اور خدا میرے بہی نصیب کری کہ اپنی والدہ کی قدمون مین جگہ پاؤن

حال عمارت موجودہ

جب لاہور سے بطرف باغ راجہ دینا ناتہہ با مکان جہولن شاہ صاحب جاوین تو شمال رویہ
باغ دیوان کرپارام پہلے بر سر راہ مسجد بنیہ اہل خانہ کمترین آئی ہے بر وقت تعمیر تاریخ اوسکی مفتی
غلام سرور صاحب نے یہہ تحریر فرمائی + زوجہ نور احمد چشتی + چون بیاراست مسجد رعنا
گفت سرور بسال تعمیرش + اے بگو خانہ خدا زیبا - اور جناب والدم نی یہہ تاریخ عنایت کیے
چو مسجد غسل خانہ چاہ و حجرہ ز فضل حق   عمارت کرد زوجہ نور احمد متقی بودہ   سروش غیب
از رہ تلطف با من بیکدل   خہی این مسجد بیگم عالی جاہ فرمودہ   چنانچہ یہہ دونو تاریخیں
سنگ مرمر مین کندہ ہوکر نواح پیشانی مسجد پر نصب ہین کہ مسجد پختہ خشتی سفید جو نہج باہر مسجد
کی سر راہ جنوب رویہ ایک غسل خانہ پختہ جسکی شرق کیطرف چاہ معہ چرخہ روان اب محاذی
دروازہ مسجد کی ایک ڈیوڑہی ہے جسمین ایک دروازہ معمولی غرب رویہ اور ایک خورد
بطور کہڑکے دیوار جنوبی ہین اسکی جنوب رویہ چار دیواری اسکی اندر چند حجری اور دالان شرقی
بالائی حجرہ شرقی ایک چوبارہ خشتی ہفت دریچہ والہ سیرگاہ بہت عمدہ فقیر نے بنوایا ہے

بطرف شمال اسکی ایک مکان بے سر کشادہ جسکو میانہ میں جو کہدالی بنچہ حضرت دوری شاہ کی ہے قبر ہمراہ حاجا صاحب مرحوم اوسکی ساتہہ بطرف غرب سرہندی کی زوجہ مرحومہ کی اوسکی ساتھہ اوائل غرب قبر دادہ مرحومہ مادر اوسکی ساتہہ بطرف غرب قبر ہمشیرہ معصورہ کنیز ہیں گرد گرد جو لواح چار دیواری پختہ اسکی غرب کیطرف اور زمین ملحقہ مکان ہذا میں چند قبور عام وہاں سائیں جھکی شاہ کی چند بیریاں سودی لگائی ہوئی ہیں اس زمین کر بابت رسیدار لوگ بابت حیثیت انکی ہیں مگر فی الاصل زمین ملحقہ حاجاہ حضرت دوری شاہ ہے کیونکہ قبور بعض زمین مزار حضرت کے مقبرہ ہیں جو بحواب انشاء اللہ تعالی اس چار دیواری کو معہ موزہ حاجہ ہذا ان حود سحنہ تیار کراؤں گا اس مکان سر کشادہ کے گوشہ لگی میں باہر سرراہ ایک چاہ چیج جو والہ تہا جو کہ وہ پانی کم دیتا ہے لہذا اسکو بیر ہے کہ اسکی اینٹیں نکلوا کر چاہ جدیدہ میں لگواؤں اور اسکو مسدود کراؤں حسب مقبرے قبور یہاں موافق توایک تاریخ اس معاملہ کی مستعق مفتی غلام سرور صاحب حدیقۃ الاصفیا وگلدستہ کرامات کی حسب مہربانی قدیمہ موزوں فرمائی مہو ہذا چو نعل مکان سیدہ بیگم بود + جوش آرامگاہ محب یک یافت + دل گمت در سال مدفنش ادبا مگو خوانگاہ محب یک یافت + علاوہ ازاں مفتی صاحب موصوف کی لفظ مدفن مستورات سی تاریخ ۱۲۸۱ھ ایکہزار دو سو اکاسی نکالی ہے چونکہ بالفعل یہاں قبور مستورات کی ہوئی اس لہذا یہہ مکان مدفن مستورات ہی ہے اصلی تاریخ وفات زوجہ مرحومہ سیدہ کی ۱۳ ذیقعد ۱۲۸۱ھ ہجری اور والدہ مقبرہ ۲ شوال ۱۲۸۱ھ بارہ سو پچاس بروز جمعہ اور ہمشیرہ مقبرہ ۱۹ رمضان ۱۲۸۱ھ ہجری ہے اور یہاں تاریخ ہشتم شوال ۱۲۸۱ھ مدفون ہوئیں فقط

نقل قبالہ اقراری جھلی شاہ اقرار مستند شرعی موڈیسی تبرک حسین مسہور جھکی شاہ خادم قدوۃ الفقرا سائیں مولی شاہ سجادہ نشین مزار مبرک قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین جناب شاہ لعل حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ و مضجعہٗ مرحومہ کہ بمقر مذکور در صحت بدن و ثبات عقل و قائمی حواس خمسہ برضا و رغبت خود بلا اجبار و اکراہ غیری

نقل

هبه کردم و تملیک نمودم بفضیلت مآب فضایل اکتساب مدرس الروسا رئیس العلما مدرس صاحبان
عالیشان عمده خاندان چشتیاں جناب مولوی نور احمد صاحب چشتی خلف جناب فضیلت پناه یکدل آگاه
فخر الشعرا مولوی احمد بخش صاحب چشتی المتخلص به یکدل همگی و تمامی زمین مزروعه و غیر مزروعه
بمقدار یک بیگه تخمیناً منجمله مندرجه نمبر ۱۰ بموجب کاغذ هفتگانه سرکاری مندرجه کتاب پٹوارے
که در روی خانقاه حضرت دودهی شاه و همراه شاه روشن شاه جعل الجنة مثواه المشهور مکان دودهی شاه
واله مشتمل بر دو حجره در حجره بطرف شرق و غرب حجره و ایوان بطرف غرب و ڈیوڑھی بطرف جنوب هر یک
مسقف مرتبه سرکی پوش معه چار دیواری بعمارت خشت پخته معه چاه کوڑل یعنی ناطیار و اشجار مثمره
و غیر مثمره واقع در قطعه زمین نولکها متصل باغ دیوان کرپارام متعلق تحصیل لاهور بدین حدود اربعه شرقی
المتصل است بر زمین زرعی باغ دیوان کرپارام و بعض کهوله غربی المتصل است بر زمین زرعی مذکوره و
بعض براسته قدیمی پادشاهی شمالی آن متصل است بزمین باغ مذکور جنوبی آن متصل است براسته پادشاهی
قدیمی و منه الباب مکان مذکور بجمیع حدود و حقوق که حق و ملک محموره منهبه مذکور است خالیاً عن
حق الغیر و عما یمنع جوازیة والتملیک و بقیمتی بار تخمیناً است و ممالک به تمام مملکه مذکوره را عند التسلیم
مقر مذکوره گرفته در قبض خود آورده و بران مسلط شد تملیکاً و قبولاً صحیحاً شرعیاً جایزاً نافذاً حالاً و
الحال مولوی صاحب موصوف بر مکان موهوبة الذکر قابض و دخیل حسبیة لیتایر و لهیک لشیاهند
لانتهای والده شریفه و همشیره مقدسه و اهلیه محترمه خود از گورستان حضرت شاه ابو المعالی مرحوم منتقل فرموده
در مکان هذا مذکورة الصدر بباعث تکمیل قبضه خود مزارات تیار کنانیده و مسجد و چاه خورد آب نوشی
و غسل خانه و یک حجره محموره زوجه مولوی صاحب موصوف معرفت رائی تعمیر ساخته موجود من بعد
از من هیچ و نمانده منهبه مذکوره را از وجه مملکه مذکوره یا مملکه مذکوره و نه از وجوه و یک هیچ حقی و دعوی خصوصی
و شرکتی بوجه من الوجوه و سبب من الاسباب و بر تقدیر بعد از انتقال و یا در حین حیات مقر را
از زمره خادمان و بلا سجاده نشینان شاه علی حسین صاحب و یا کسی از سلسله فقیران حسین شاهی و غیره
بابت مکان مذکوره دعوی ساخته خواهان مکان مذکور از مولوی صاحب موصوف باشد دعوی آنها

من کل الوجوه بے مولویصاحب محض باطل و ناجائز جو اور سند بر آنکہ مکان مذکورہ من بعد مذکورہ مشتمل
دو شیلہ می جو و ملا شرکت الغیر بیار کردہ آباد ساختہ ام تحریر فی التاریخ ۱۵ مارچ ۱۸۶۵ء عرہ ۱۴ ماہ حبیب-
سنہ ۱۲۸۱ علم محمد الدین بن حسن الدین عرائض نویس عدیم العدیل حضرت میاں الشہور جھکے شاہ
گواہ شد محمد شاہ سنگ سپید نوکیہ بحروف ہندی ٹھیکیدار شاہ سیخ شاہد و شد و اگر تعلم خود
علامت عمر بخش آہنگر گواہ شد سیف الدین بن جمال الدین بابا با اقرار مقر مذکور بعلم خود گواہ شد
کہان رنگریز ساکن دہلی دروازہ بحروف ہندی العبد مہتاب خراس بن مراد بخش قوم کہو کہر
گواہ شد سائیں محمد شاہ بن ملا شاہ تکیہ دار تکیہ فضل شاہ گواہ شد سید ناصر علی تکیہ دار تکیہ ٹھان
والہ علامت دستخط عمر الدین ولد الہی بخش رنگریز گواہ شد سائیں حاکم با اقرار جھکے شاہ-
مذکور والدہ دینی جھکے شاہ گواہ شد جہانو نکیہ بن پیر بخش گواہ شد مسکین سید چراغ شاہ
گواہ شد خدا یار سید صاحب خان شہد بما فیہ مہر کریم بخش ولد رحیم بخش ساکن باغبان پورہ
گواہ شد علامت دستخطی فتح دین ورمامی باف بحروف ہندسے گواہ شد ملا ولی اللہ این العبد
الشاہدین گواہ شد حبیب جمہور گواہ شد الہی بخش بن رحمت اللہ سید ارباع دیوان کریا رام

احوال باغ شالامار واقع لاہور

زبانی میاں کریم بخش بن رحیم بخش بن مہر حافظ علیم اللہ بن حافظ لطیف اللہ بن محمد فاضل بن مہر مگا جسکا حال مفصل حال موضع باغبان پورہ میں مندرج ہے اور سرکنڈ ستھرہ سی استنباط کرکے تحریر کرتا ہوں **وجہ تسمیہ** اس باغ کا از روی تحقیقات کاملہ یہہ معلوم ہوا بعضوں کے نزدیک نام اسکا شہلا باغ ہے جو تصور سے باغ اور بعضوں کے نزدیک شاہ باز سالا مار زبان بخالی میں خدا کو کہتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک شعلہ ماہ یعنی چاند کا شعلہ اور بعضی اسکو سالہ ماہ سالہ بسین مہملہ والف ممدودہ وہای ہوز بیان کرتے ہیں وجہ دو سالہ زبان سنسکرت میں گھر کو کہتے ہیں چنانچہ دہرم سالہ و پاٹک سالہ اوریہی لفظ سالہ سوالہ بن گیا ہے اور بعضوں کے نزدیک شالامار بشین معجمہ و با الف ممدودہ ولام والف ممدودہ وجہ تسمیہ اسکی یہہ بتلاتے ہیں کہ مقام کشمیر میں کسی بادشاہ

سلف نے ایک باغ وضعدار نوابانی کا ارادہ کیا جب واسطے تقرر مقام کے کشمیر سے باہر معہ ارالین سلطنت گیا تو ایک جگہہ پسند کی قدرت الہٰی سے وہان ایک گیدڑ کو کسی شکاری کُتی نے پکڑا ہوا تھا اس باعث سے اوس باغ کا نام شالامار مشہور ہوا کیونکہ زبان کشمیری مین گیدر کو شالا کہتے ہین اور مار ایک قسم شکاری کُتی کا ہوتا ہے اور سفرنامہ مین لالہ امین چند صاحب شاہ عمارت سے ارقام فرماتی ہین المعنی فی ضمیر المصنف فقط بعد اسکے جہان اور بادشاہون نے اوس نقشہ پر باغ بنوائے نام انکا بھی رہا یہہ باغ بھی اُسی باغ کے نقشہ پر بنا ہوا ہے فقط یہہ شالامار لاہور سے شرقرویہ بفاصلہ چار میل انگریزی کے واقع ہے اور یہہ باغ شاہجہان بادشاہ نے خود بشوق تمام حسب نقشہ باغ کشمیر ۱۰۴۷ سنہ ہجری مین بنوایا تھا چنانچہ یہہ قطعہ تاریخ لاادری اختتام عمارت باغ ہذا کا ہے **قطعہ** چون شاہ جہان بادشاہ حامی دین ✢ آراستہ شالاماہ با طرز متین ✢ تاریخ بنای این ز رضوان جستم ـ گفتا کہ بگو نمونہ خلد برین سنہ ۱۰۴۷ ـ اصل مین یہہ باغ ایک باغ مین سات باغ ہین اور نام انکے الگ الگ اول باغ انگوری جو جانب جنوب رویہ باغ شالامار مقبوضہ پنڈت برج ناتھ ہے اسکو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے دہرم ارتہہ کردیا تھا دوسرا باغ عنایت آباد جو فیما بین انگوری باغ اور شہلا باغ کے واقع ہے اب مقبوضہ سرداران سندھانوالیہ اور جو باغ کہ اب بنام نہاد شالا باغ مشہور ہے اسمین بھی تین باغ ملحقہ یکدیگر ہین ایک باغ فیض بخش جو دروازہ جنوب رویہ کے اندر تا بارہ دری محل میانہ ہے دوسرا باغ حیات بخش جو محل میانہ کی درجہ میانہ باغ ہے اور محل میانہ سے چند زینہ اترکے اسمین جاتے ہین جسمین تالاب فوارہ دار موجود ہے پھر اسمین میانہ مین کہ جسکو باغ حیات بخش کہتے ہین تین درجہ ہین ایک یہہ درجہ میانہ جسمین تالاب معہ چار بارہ دری یا بتفصیل ہے کہ دو بارہ دریان شرق وغرب رویہ تالاب کے اور دو شمالرویہ تالاب بر سر مقام ساون بہادون شرق و غرب جسمین سے سیر ساون بہادون کی بخوبی ہوتی ہے یہہ دونو بارہ دریان پہلے سنگ مرمر کی تہین لیکن مہاراجہ رنجیت سنگہ سنگ پہانسی او کہاڑکو رام باغ امرتسر مین بمقام بارہ دری نصب ہوئے اب یہہ بارہ دریان خشتی کہڑی ہین اور بر سر کنارہ تالاب بطرف جنوب ایک تخت سنگ مرمر جسکی او پر کٹہرہ پنجرہ دار سنگ مرمر کی لگی ہوی ہین یادگار شاہجہان رکہا ہوا ہے وہ بحین حیات خود اسیر اکثر تفریحاً

فرمائی تھی اس تخت کی جنوب رویہ ایک حوض مربع سنگ مرمر معہ فوارہ کلان جنوب رویہ اس محل کے
بارہ دری محل میانہ کی بیچ شمال رویہ ایک آبشار جسکو مرمان بھجانی چادر کہتی ہیں سنگ مرمر
کی تھی یہ مشہور ہیکہ زیب النسا دختر عالمگیر کو اس محل میانہ میں بیٹھنیکا بڑا شوق تھا چنانچہ ہمیشہ یہاں آکر
سیر آبشار کرا کرتی تھی چونکہ شاعرہ تھی ایک روز اس آبشار کو دیکھکر یہہ رباعی موزوں فرمائی۔
رباعی ای آبشار نوحہ گر از بہر کیستی + چین بر جبین فگندہ ز اندوہ کیستی + آیا چہ درد
بود کہ چون من تمام شب + سر را بسنگ می زدی و میگریستی + اور ایک ایک درجہ باغ شرقی
غرب رویہ تالاب جنکی نام مشہورہ ٹھنڈی دیوہ اور ٹھنڈی دیوہ ہی موجود ہیں اور گوشہ مشرقی دیوہ
ٹھنڈی میں ایک حمام مینہ شاہجہان بادشاہ ہی اس حمام کی تین درجی جنکی درجہ اول وثانی میں فوارہ اور درجہ
ثالث میں ایک حوض علیحدہ جسکی شرق و غرب رویہ دو دو جائی آبریز سیر ہاں ابن درجہ کی گوشہ
الیاں جاری آب سرد یعنی حوض اور بطرف شرق جاری آب گرم مقام آبسلاں باہر باغ کی شرق رویہ نقد
مقام ساون بہادوں کا وجہ تسمیہ اسکا یہہ ہی کہ اسکی پانی گرنیکا آواز بطور بارش باران مسموع ہوتا ہے
صورت اسکی یہہ ہی دو مارہ دریوں کی کہ جو بر سالون بہادوں شرق و غرب رویہ ہیں ایک مربع مقام
بیجان میں واقع ہے شمال رویہ اسکا ایک سہ دریہ سنگ مرمر دیوار جنوبی و شرقی و غربی میں طاقچہ
ہی محرابی خورد خورد واسطی چراغ رکھنے کے اسمیں جسوقت چراغ رکھی جاتی ہیں اور اوپر سی پانی گرتا ہے
تو شعاع چراغان بطور برق اور پانی بارش کیطرح معلوم ہوتا ہی اسکی درمیان پانچ فوارے
اور راہ پانی نکلنیکا اس مقام سی شمال رویہ باغ فرح بخش (اسکو بائیں باغ بھی کہتے ہیں) بہدرجہ بیجا
سی بھی نشیب میں ہی اوراں ہر سہ باغ میں بطرز میانہ درجہ جان تالاب کلاں معہ تخت ہی بطور جلسہ
چار چار نہریں جاری ہیں اسکی شمال رویہ مہتابی باغ تھا مگر اب علیحدہ ہوکر ویران پڑا ہی اس باغ چیا
بخش میں دو دروازہ ہائی کلاں جسمین سی ہاتھی معہ عماری نفراغت تمام چلا آئی ایک شرق رویہ
دوسرا غرب رویہ باب شرقی جسکو لیسی مسدود اور غربی جاری ان دروازوں کا نام کاشی نہایت خوبصورت
خوشنما ہوا ہی باغ کی شمال کیطرف میانہ میں ایک بارہ دری جسکی شرقی و غربی نعل میں ایک ایک

درمیانہ تہا اور وہانسی مہتابی باغ مین جاتی تہی اب وہ بند باغ حیات بخش مین کوی دروازہ باہر سے
آمد ورفت کا نہین اور باغ فیض بخش کی دیوار غربی مین بارہ دری کی شمال رویہ ایک درخورد دیوار
شرقی مین بہی بارہ دری کی جنوب رویہ ویساہی درخورد واسطی آمد ورفت مقام نگاہ خانہ کی حال نگاہ
خانہ الگ تحریر کرونگا اسکی دیوار جنوبی مین تین راہ تہی یعنی اب جہان بارہ دری میانہ دیوار جنوبی
کو توڑ کر میجر میکگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نی بعہد خود در موجودہ نکالاہی اسکی شرق وغرب کیطرف
دو در تہی اور در تیسرا غرب رویہ بارہ دری ہذا کی تہا مگراب بند تفصیل دروازہا سے جدید
ایک تو یہہ در کلان جو دیوار پشت بارہ دری واقع اندرون دیوار جنوبی سے بہوڑ کر میجر میکگر صاحب
بہادر نی تجویز کرکے نکالاہی اور دوسرا شرق رویہ اس بارہ دری کی مہاراجہ رنجیت سنگہ نی ایک در کلان
بنوایا تہا میجر میکگر صاحب نے بند کرادیا گوشہ الیسان مین ایک اور در کلان مہاراجہ نی بنوایا تہا جواب بہی
موجود ہی اور ان ہر سہ باغ کی دیوار و نیز چہہ برجیان کلان خنکی آٹہہ آٹہہ در محرابی مرغولی سنگ سرخ
لگی ہین باین تفصیل موجود کہ ہر ایک برجی بگوشہ کلہنی اور ایک بگوشہ نیرت اور ایک بگوشہ الیسان اور
ایک بگوشہ بائب اس باغ فیض بخش کی اور دو برجیان بگوشہ الیسان و بائب باغ فرح بخش مین جہتا مہتابی
باغ جو شمال رویہ باغ فرح بخش غیر آباد مقبوضہ سرکار ہی اگرچہ اسمین نمک ہین لیکن زراعت ہوتی
ہی اسکی دیوارین بہی اب تک ہین مگر بوقت سرکار انگریزی نیلام ہوکر میلا رام کی ہاتہہ فروخت ہوئین
ان ہر شش باغون مین اشجار پر ثمر تہی ساتوان گلابی باغ یہہ باغ گلزار ہی جو غرب رویہ شالامار سے
دیوار بدیوار تہا اسمین فقط گلزار ہی تہی اب اسکا نام ونشان نہین ❊

حال وجہ تعمیر باغ ہذا

حسب تحریر مرقومہ بالا بعضی تو کہتی ہین کہ یہہ باغ نمونہ باغ کشمیر پر بنا ہی اور بعضون کا مقولہ قرین
قیاس ہی کہ ایکروز شاہجہان بادشاہ واسطی زیارت روضہ مقدسہ حضرت جہانگیر بادشاہ کی
گئے اور بمقام شاہدرہ باغ دلکشا مین جو غرب رویہ مقبرہ حضرت شاہجہانگیر واقع ہی شب باش
ہوئی اور سرات انہون نی خواب مین ایک ایسا باغ دیکہا کہ جسکا درجہ بالائی سی پانی آکر اور درجہ نشیب سے

ہو کر باہر نکلتا ہے اور لوگ اس باغ کو ارم کہتے ہیں جب صبح کو حضرت شاہجہان اٹھے تو نواب علی مردان خاں
اور نواب فاضل خاں کو تمام حال خواب کہہ سنایا اور فرمایا کہ کوئی مقام ایسا تلاش کرو کہ جہاں ایسا باغ
تیار ہو سکے انہوں نے تلاش کرتے کرتے قریب لاہور اور غربیہ اسحاق پورہ جگہہ مطلوبہ دریافت کر کے
اطلاع بخدمت حضور دی حکم شاہی ہوا کہ نواب علی مردان خاں واسطے اس باغ کے نہر دریای راوی سے لاوے
چنانچہ وہ اس کام پر مستعد ہو کر علاقہ شاہ پور سے نہر یہاں لایا اور نواب فاضل خاں میر عمارت اس
باغ نمونہ ارم کا مقرر ہوا اوسنے ایک شخص خلیل معمار سے نقشہ باغ تیار کرا کر بعد پسند حضور تفویض کار
مختاری عمارت اسی خلیل کی کی چنانچہ قبر اس استاد خلیل کی مہر سنگا کے قبرستان کی غرب رویہ ہے
اور حال انکا بیان حال باغبانپورہ میں مندرج ہے اور مہر سنگا جو مالک اس زمین کا تھا اسکو باغبان
مقرر کیا چنانچہ وہ اس خدمت میں مصروف ہوا بعد ازاں یہہ باغ تا عہد محمد شاہی ترقی پذیر او آباد رہا
بعد ازاں رو بویرانی لایا حتی کہ باعث بادشاہ گردی بالکل ویران ہو گیا کہتے ہیں کہ باغ مذکور کی بارہ دری
غربی میں ایک حوض خاص سنگ سیم کا تھا چنانچہ بعہد تین حاکمان حافظ محمد عظیم اللہ نے جو اولاد مہر سنگا
سے باغبان یہاں کا تھا واسطے حفاظت اسکی کے اس حوض پر ایک کہرلی بیل باندہی کی سا جہوڑے تہے
تا کہ وہ حوض پنجہ ظالمان سے محفوظ رہے اوسپر ایک شخص مسمی سعید نے جو فی الاصل شقی تہا لہنا سنگہ حاکم
کے آگے اس حوض کی مخبری کی اور اسنے اس حوض کو اکہڑوا کر جکا کو بکے پاس فروخت کیا اور کل
دوارہ ہای سنگین اس باغ کے تہے اکہڑوا کر ٹہٹیاروں کے پاس فروخت کئے سبحان اللہ کیسی بیحوصلہ گرسنہ
چشم حاکم تہے کہ یادگار بادشاہان سلف کو یوں برباد کر دیا اور سچ پوچھو تو یہی حرکات ان ظالموں کی
باعث تشریف آوری مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ہوئی یعنی جب ایسی ایسی یادگار شاہان سلف کو لہنا سنگہ
نے ویران کرنا شروع کیا تو بزرگان نبی بخش و کریم بخش کو یہہ امر نہایت ناگوار گذرا اور دہوکے سے باہم
یکصلاح ہو کر مہاراجہ رنجیت سنگہ کو پیغام بہیجا کہ لاہور میں آ کر قابض ہو مگر اس اقرار پر کہ آتے ہی
اس باغ کی آبادی پر متوجہ ہو مہر محکم بہی اس مصلحت میں شریک تہا جسکا حال احوال نوابان کوٹ میں
مفصل تحریر ہو چکا ہے جب مہاراجہ رنجیت سنگہ یہاں آ کر حاکم ہو گیا تو اسکی آبادی پر حسب الاقرار

کمر باندہی اور ایسا آباد کیا کہ اب بہی ظاہر ہے آفرین بادہ برین ہمت مردانہ اور تحسین

مکان نگاہ خانہ شہلا باغ کے شرقرویہ جو مقام نگاہ خانہ ہوا اور اب تمام لوگ اسکو نگار خانہ کہتی ہین اسکا وجہ تسمیہ اور حال یہہ ہے کہ گردنواح اسکی بطرف شمال و جنوب دو دروازہ کلان ہین اور گردنواح چار دیواری خشتی بوقت شاہان یہان حاضری فوج کی ہوا کرتی تہی اور دستور تہا کہ ایک دروازہ سی فوج آتی اور دوسری سے نکل جاتی تہی اور بادشاہ بارہ دری واقع غربی طرف نگاہ خانہ بین بیٹہہ کر ملاحظہ فوج کیا کرتے تہے اب وہ بارہ دری گر گئے تہی مگر پہر جناب سر ہنری کرنیل لارنس صاحب نی تعمیر اسکی کرا دی اور بعضون کی نزدیک یہہ ہے کہ اسمقام مین ایک بارہ دری متصل دیوار غربی نگاہ خانہ کی موجود ہے اسکی دو در بالائی متصلہ سقف ہو بہو دورہی قبر کے موافق ہے وہ اس خیال سے بادشاہ نی بنوائی تہی کہ اسپر نگاہ ڈالنی سے موت اور قبر یاد ہے اسواسطی اسمکان کا نام نگاہ خانہ مقرر ہوا یہہ وجہ قیاس کے قرین ہے کیونکہ ایسا ہی ایک مکان روبروی تخت واقع قلعہ لاہور جنوب رویہ تہا اسمین راقم الحروف نی بہی قبر بنی ہوی دیکہی تہی اور عام کالانعام اسکو بہی نگاہ خانہ کہا کرتے تہے اکثر شاہان سلف کا دستور تہا کہ ہر عیش گاہ کے سامنی ایسا نشان بنوایا کرتی تہی تاکہ موت یاد رہی اور نفس مغرور ہو کر ظلم نکری - مختصر حال عمارت شہلا باغ یہہ ہے کہ گردنواح تمام چار دیواری پختہ کار جسپر چہہ برجیان تمام سنگ سرخ سے بنی ہوی ہین اب آمد و رفت جنوب رویہ بر سر سڑک امرتسر سے آگی وہان ایک خوابگاہ تہی اب اوس خوابگاہ کے جنوبی دیوار کو پہاڑ کر یہہ دروازہ لگایا گیا ہے جنوب رویہ اس دروازہ سی نہر آتے ہی اسکی غرب رویہ ایک مکان اصطبل بنا ہوا ہے آگی یہان یعنی غرب و شمال رویہ اصطبل ایک دروازہ کلان شاہی بنا ہوا تہا اب جو گرایا گیا ہے اب نہر کے شرقرویہ چند دوکانات ہین یہہ خوابگاہ جسمین سے دروازہ نکالا گیا ہے تمام سنگ مرمر سے بنی ہوی ہے اس خوابگاہ کی بطرف شمال تین دہن صحرائی ہین دہن میانہ کے برابر بطرف شمال بطرف اندرون باغ نہر جاری ہے

ہی اوسمیں تمام جاری لگے ہوئی ہیں لب نہر یعنی بطرف شرق وغرب تمام سمتہ ہای اشجار
ثمربار اور بطرف شرقی اسکی ایک چاہ نہایت شیرین اور سرد آب اس چاہ کو دریائی کھوہی کہتے
ہیں کہ بکہ اسکی پاس ایک درخت انبہ تمام دریائی کھڑا ہے کہتی ہیں جب تھوڑی دور اس
درس سے جاریں تو ایک تالاب جسکی گرد دستور چلیا پھر بطلع یہہ ہی کہ اس جو سر پہر کر سروع
عمارت خواب گاہ ہیں یعنی بطرف جنوب وہی خوابگاہ ہے کہ جسمیں سے اب دروازہ نکلا ہے
اور بطرف شرق وغرب خوابگاہ ہیں جنتی ریختہ کار جسمیں فوارہ نہر سے ہوی ہیں خوابگاہ محل
سادہ ہیں تمام فرش سنگ مرمر کا نہایت روح افزا ہی اس محل میانہ خوابگاہ میں بطرف شرق
وغرب دو دریچہ ہیں جا بکو دوسرا باغ ہیں اس خوابگاہ کی ہیں دہس کلاں بطرف جنوب
اوتیں بطرف شمال اور ایک ایک بطرف شرق وغرب شمالی وہیو کی سادہ ہیں باہر کی طرف
دستما ہیں **تشریح زمین محدودہ شہلا باغ** یہ زمین باغ
ہیشہ کس میں اشجار ثمربار معہ سراقبہائے سمتہ وغیرہ مدرس تفصیل سمجہا زیر اشجار جار سو بیس
مد للیف سنگہ سراقبہای سمتہ وتمام عہ کل ہے کہ زمین باغ وچ سمتس زیر اشجار یار سو بیں
میں مدللیف سنگہ سراقی عسہ سنگہ کل ہے کہ زمین باغ جیات سمتس زیر اشجار دودمہ ہے
جراں دیارات سنگہ کل مامہ سنگہ جق توتوں ہی **شعر** اگر فردوس بر روی زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است **مکان تکیہ مائی بہاگی شاہ** یہہ مکان شہر قریہ سہرا ہو
متعلقہ موضع میراں دی کہوہی ہے اول یہاں تمام زمین ویرانہ غیر آباد تہی بعہد مہاراجہ دلیپ سنگہ
و وزارت سردار جواہر سنگہ مائی بہاگی نے یہاں ایک چاہ پختہ نو سمدہ جاری کرایا اور بطرف رو
برو ایک کوٹہہ خشتی بہی بنوایا اور مبلغ دو سو روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کر کے یہہ زمین ہموار کرائے
بعد ازاں اپنی نواسہ الہی بخش کو اپنا خادم بنا کر یہاں بٹہایا اور اوسکا نام بدل کر دریائی بہا
رکہا یہہ الہی بخش پہلی فوج دمہدہ صاحب میں مرجسٹ دیوا سنگہ میں نہایت مافری محترہا اسمیاں
تین مل ار سار ہی مائی بہاگی شاہ میں دہرین جام گلی نو سمدہ ایک نور شاہ فقیر اور دوسیہ سے

تکیہ بہاگی شاہ

میرن شاہ اور پیر سے معصوم شاہ سیدان شمسی کی بہن از انجاکہ بوقت مہاراجہ رنجیت سنگہ یہہ مائی بہاگی مجذوبہ صاحب کمال مشہور تہی اور اکثر لوگ غربا اور امرا اوسکی کرامت کی معتقد تہے لہذا قدری حال اسکا لکہنا مناسب متصور ہوا۔ واضح ہو کہ یہہ مائی بہاگی قوم راجپوت مناس سے ساکن قدیم موضع سنگو تاڑ علاقہ بٹالہ کی تہی بعمر ہفت سال کے سنہ ہجری مین شادی اسلی برادری مین ہوی بعد قحط سالی ملک پنجاب کے جسکو ڈہای سیرا کال کہتے ہین واقع ہوی اور تمام ملک درہم برہم ہو گیا کہتے ہین کہ اوسوقت مان بیٹے کو نہ سنبہالتی تہی یہہ بہاگی معہ والدہ اپنی مسمات جیبان کے بٹالہ سے جلاوطن ہو آئی اوسوقت اتفاقاً مسمی سندوک داس و آتمارام و پریتم داس مہنتان کوہستان سے معہ مجمع فقیران ہندامرتسر کو چلے آتے تہے یہہ ہمراہ اونکی ہو لیے اور گدای کرکے اوقات بسری کرتے رہے الہی شاہ نواسہ اسکا بیان کرتا ہے کہ کہا کرتے تہی کہ اوسوقت مین پتہو نکے دونی بنا کر مین اون مہنتون کو دیا کرتی تہی اور وہ حسب معمول خود اونمین دال وغیرہ ڈال کر کہایا کرتے تہی اور اپنا پس خوردہ دیدیا کرتے تہی جیبان والدہ اسکی تو بباعث سرما گرسنگی راستہ مین مر گئے اور خود مائی بہاگی ہمراہ مہنتونکی امرتسر مین آپہونچی اور چند روز امرتسر مین رہ کر بعمر بارہ برس کے لاہور مین آگئی اندرون دہلی دروازہ پہنچی بن ٹہنی عالم جوانی اور حسن خداداد تہا لوگ اسکی چاہ کرنے لگے مسمی جانی محمد مال سے تا مدت پندرہ سال دوستی اسکی رہی ہمیشہ طوایفان کرتی رہی اس عرصہ مین اسکی پیٹ سی دو لڑکیان ایک بیوی جوائی اور دوسری نور بہرے پیدا ہوئین بعد ازان راجو بہل کہاری کے ساتہہ رغبت دلی اسکی ہو گئے اس اثنا مین دو دختران مسمات مہر نشان اور ایک بیٹا نور محمد نامی پیدا ہوا بعدہٗ اوسنے دو دکانین شراب فروشی کی ایک دہلی دروازہ کی اندر اور دوسرے اندرون شاہ عالمی دروازہ جاری کین اوس سے وہ مالدار ہو گئے دو لڑکیان اور اوسکی گہر مین پیدا ہوئین ایک جوائی اور دوسرے نور بہری جوای کی شادی موضع سچی نگر مین جسکو اب جاہل آبا نگر کہتے ہین مسمی بکہو ولد غلام کلال شراب فروش سے ہوی اور نور بہرے طوایف بن بیٹہی بعد اوسکی مائی بہاگی

مخفی درپے ہوکر تمام مال و متاع اسکا لٹا دیا تو پھر مکر شکم سے یہہ الٰہی بخش حواس مالک مکان
ماہ ہے پیدا ہوا پھر اسنا مخلوقات نقد جنس لیکر اوسکی خدمت میں جوق جوق تمام حاضر ہونے لگی
چند مدت کے بعد باہر شہر سے کبھی کہوند ہی نواحی شاہ مدار اور کبھی موضع محمود بوٹی میں رہنے
لگی پھر موضع خوجہ سعید میں سکونت اختیار کی شدہ شدہ وہاں بقدرت الٰہی مشہور ہوئی
کرشمہ اسکا مہاراجہ رنجیت سنگہ تک جا پہونچا حتیٰ کہ روپیہ لیکر وہ لہنی بادشاہ حاضر الخدمت
مائی بہاگی ہوا اور پہلی دفعہ پانسو روپیہ اسکی نذر میں پیش کیا اور پھر یہہ طریقہ اختیار کیا کہ جو
طالب دیدار جاتا اوسکو اینٹیں مار کر بٹھا دیتی چنانچہ مہاراج بہی کسی بار اینٹیں کہا کر اس مائی
بہاگی کے آگے آگے بہاگی پہرتے اکثر ارادتمندوں نے بہاگی کے آگے بہاگنے کو اپنا بہاگ تصور
کیا اور جہاں سیر اور بہاگ ہوتے تہے مائی بہاگی وہاں بہاگی جاتی تہی اور جب مہاراجہ
نرگس والی سال یعنی سمت اٹہارہ سو نوی میں بیمار ہوئی تو مہاراجہ وہاں سنگہ و راجہ سوچیت
سنگہ حسب الطلب مہاراج اسکو بلانے آئی تو بسبب نقد و جنس نذرانہ کیا مگر وہ اونکی ساتہ سرکار
کی پاس نہ گئی آخر مہاراجہ کہڑک سنگہ انکو سخت ہوکر ہمراہ لیگئے تو وہ گیارہ روز تک سرکار کے پاس رہی
اور حسب الحکم سرکار صیاف طبع کو واسطی ناچ ونات ہوتی رہی اتفاقاً مہاراجہ رنجیت سنگہ کو گونہ آرام
ہو گیا اسکی شکریہ میں ایک حویلی بعوض دس ہزار روپیہ مائی بہاگی کو کوٹ سعید میں بنوا دی
پہر تو اوسکے یہاں تمام وزیر و امرا و غربا و جاہل و علما شب و روز زیارت ظاہری
و باطنی کے واسطی حاضر ہونے لگے اور بسبب اسکی کہ خود حاکم وقت اس کا
معتقد ہو آوازہ کرامت و خوارق اس کا دور دور تک پہونچا اور بہت لوگ اوس کی
تعریف سے رطب اللسان و عذب البیان ہوئی اور مائی بہاگی ہر چند لوگوں سے بہاگتے
تہی لاکہوں لوگ اوسکا پیچہا چہوڑتے تہے اور رات دن لوگوں کا ہجوم اوسکے پاس
رہتا تہا بہت امرا و رؤسا سے لاہور مثل راجہ دینا ناتہ سرداران سندہانوالیہ
اور راجہ دہیان سنگہ وغیرہ اکثر اشخاص اوس کے پاس آمد و رفت رکہتے تہے

راجہ دینا ناتھ کو مائی بہا گی نے سن اٹھارہ سو اڑتالیس عیسوی میں کہا کہ ہمکو مکان تکیہ بنوا دیں او سنے یہہ مکان بنوا دیا گرد نواح چار دیواری خشتی جسکی بیڑی سفید چونہ گچ طول و عرض سو گز مربع ارتفاع اڑہائی گز اب وہ چار دیواری گر گئی اب صرف چبوترہ خشتی موجود ہے جسکا طول پچیس اور عرض بیس اور ارتفاع دو گز چبوترہ کے چار طرف ایک دیوار مرتفع بطرف جنوب و شرق و شمال زینہ مدور خشتی اس کٹہرہ پر جب زینہ شرقی سے چڑہیں تو شمال کیطرف تین کوٹھے خشتی ان کوٹھون کے آگی چاہ چرخی دار اوسکے غرب کیطرف ایک چار دیواری جسکا طول پانچ اور عرض تین گز اور ارتفاع دو فٹ اسمین چار قبرین چونہ گچ ایک مائی بہا گی دوسری نور بہری اسکے دختر جسکا بیٹا الٰہی شاہ قابض مکان ہے تیسری نورا ابن مائی بہا گی چوتہی الٰہی شاہ کی چار دیواری کے شمال کیطرف ایک اور چار دیواری خشتی جسکا طول و عرض سات گز مربع ایک گز مرتفع اسمین بطرف غرب ایک قبر سائین بوڑا شاہ قادری کی جو بہت اچہا فقیر سراپا نو محلہ نو کہرہ مین رہا کرتا تہا اس چار دیواری کے اندر ایک اور چار دیواری خورد اسمین دو قبرین ایک معصوم شاہ اور دوسری میرن شاہ سیدان شمسی کی یہہ مائی بہا گی سن بارہ سو چہاسٹھہ ہجری مقدس مین بتاریخ دہم ذیقعد روی نمای عالم بالا ہوئی بطرف جنوب روضہ کے ایک چاہ چرخ چوب والہ زمین متعلقہ اسکے تین بگہ مزروعہ سرکار سے واگذار قیام مکان باجلاس مسٹر اجرٹن صاحب بہادر سادات شمسی نے اس مکان کا دعوی کیا تہا مگر خارج ہوا اس تکیہ مین اشجار مفصلہ ذیل موجود ہین شرینہہ ۱۵ گوندیاں کیکر ۱۲

بیرنا نسل ۔ بوہڑ ۱ ۔ بکائین سنگ ۔ سوہڑا ۱ ۔ مہندی و سنگترہ ۔ بقیہ ربیل و چلنبہ

چیندرات موضع اچہرہ کے گوشہ مشرق و جنوب مین ایک مکان پرستگاہ ہنود مسمی چندرات بفاصلہ تین میل لاہور سے ہی غرہ ماہ ایک دن رات کو میلہ ہوتا ہے اکثر لاہور اور گرد نواح دیہات کی ہنود زن و مرد ماتہا ٹیکنے کیواسطے آتے ہین اور چڑہاوی چڑہاتے ہین فی زمانا قابض اس مکان کا مسمی باوا بوٹی ناتہہ یہہ مکان خاص جائی نشست لچہمن جی برادر راجہ رامچند کا ہی

انہوں نے ایک دفعہ یہاں آکر استراحت فرمائی ہے حال مفصل اسکا علیحدہ درج ہوگا اس جائے
مشرکہ پیراب بطور کوٹہری کے سہ در بنیچہ سا ہوا ہے اسمیں تمام رات چراغ روشن رہتا ہے اس
سہ در کی دیواروں پر تمام گرد نواح تصاویر جگدیش وہنومان وغیرہ اور کشن مہاراج داسٹ ہوتی ہوئے
وراجہ رسالو وراجہ ہوڈی وغیرہ اسکا اور گورونانک اور گورو گوبند ناتہہ اور مچہندر ناتہہ جوگی وغیرہ
لکہی ہیں آگے درخت پیپل دو بڑ عظیم العامت گرد اسکی چار دیواری بہت اچہی بنی ہوی ہے اندر
سے سات فٹ اور باہر سے بارہ فٹ مربع شرقی جو بیچ سمت طول اسکا بیس گز او عرض جو دہ گز
دروازہ شمالی روبہ جسکے آگے باغ رہیہ دو طرف رہیہ کے دالان بنیچہ جنتی دالان شرقی بیر
در شمالم اور جنوبی دو در و مسدود باہر اس حاطہ کے ایک کنواں جاری شامل ساتھ تکیہ اور اسے
متصل اسکے تکیہ بصیغہ انعام بنام مقام اور باقی جس حیات باوا نوٹی ناتہہ کے معاف
و واگذار ہے ماسوا اسکے ایک اور چاہ چرخیدار جاری اسکے پاس اس طرف شمالی تکیہ
سمادہ ہیں اون کے جنوب روبہ ایک اور مکان چار دیواری مکان پہیدارہ اسکا طول بیس گز اور
عرض بیس گز دیوار شمالی اسکی خام اس چار دیواری کی اندر تین دالان ہیں وبیچ حاطہ میں متصل
دیل مڑہیاں جوگیوں کی موجود ہیں ایک سدہ ناتہہ مہرتی ناتہہ ہیوت ناتہہ ستیہ ناتہہ شبہو ناتہہ
پہول ناتہہ اور نگہہر ناتہہ اسکے اندر دو درخت بڑ اور ایک درخت پیپل عظیم العامت بیچ
جو دور سے نظر آتے ہیں یہہ نوٹی ناتہہ جوگی کی بیٹہا ہے شجرہ اسکا یہہ ہے کہ باوا نوٹی ناتہہ چیلہ
پہول ناتہہ کا او وہ باوا سہد ناتہہ اور وہ باوا مہر ناتہہ اور وہ باوا بہجت ناتہہ اور وہ باوا معاش
الاسم کا چونکہ اس مکان میں سہ در بنیچہ ہی کا ہے اسواسطے حال اسکا مطر مناسب درج ذیل
کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ بنیچہ سے صاحب حقیقی بہائی راجہ را مچہندر کے تہی خاندان انکا سورج
بنسی مشہور ہے ابتدا سے حال انکا یوں ہے کہ اس خاندان میں پہلا راجہ اچہواک بڑا راجہ ہوا
اوسکی راجدہانی یعنی دار السلطنت اجودہیا پوری سر سرکنارہ ندی ہے اسکو سورج کا بیٹا
کہتے ہیں بعد اوسکے جو جو اولاد اوسکی راج کرتی رہی نام اونکی یہہ ہیں اچہواک کا بیٹا وکچہے

اوسکے بعد اوسکا بیٹا برن جی اوسکے بعد اوسکا بیٹا کالست اوسکے بعد
اوسکا بیٹا انی مانش اوسکی بعد اوسکا بیٹا راجہ برنہو اوسکے بعد اوسکا وشیوکشیو
اوسکی بعد اوسکا بیٹا رور اوسکے بعد بیٹا اوسکا بہار درارور اوسکے بعد بیٹا
اوسکا بنوماش اوسکے بعد بیٹا اوسکا اوستہہ اوسکے بعد بیٹا اوسکا بردوشو
اوسکی بعد بیٹا اوسکا کول ماش اوسکی بعد بیٹا اوسکا درملوماش اوسکے بعد بیٹا
اوسکا بنسی نسیج اوسکی بعد بیٹا اوسکا ملسینہ اوسکی بعد بیٹا اوسکا سنناس
اوسکی بعد بیٹا اوسکا پرسچیت اوسکی بعد بیٹا اوسکا یک ماش اوسکی بعد بیٹا
اوسکا مان وہانا اوسکی بعد بیٹا اسکا پوررو کنیش اوسکی بعد بیٹا اسکا نروشل وش
اوسکی بعد بیٹا اوسکا نارن اوسکے بعد بیٹا اوسکا پرکہہ دشو اوسکی بعد بیٹا
اوسکا ہرسنج اوسکے بعد بیٹا اوسکا وشوما ن اوسکی بعد بیٹا اوسکا نروسہودان
اوسکی بعد بیٹا اوسکا ترمارن اوسکی بعد بیٹا اوسکا ترشنگو اوسکی بعد بیٹا
اوسکا ہری چند اوسکی بعد بیٹا اوسکا روہرشیو اوسکی بعد بیٹا اوسکا ہاربت
اوسکی بعد بیٹا اوسکا جنجو اوسکی بعد بیٹا اوسکا بجے اوسکی بعد بیٹا
اوسکا نورک اوسکی بعد بیٹا اوسکا برگ اوسکی بعد بیٹا اوسکا باہو
اوسکی بعد بیٹا اوسکا سگر اوسکی بعد بیٹا اوسکا ساٹھہ ہزار بیٹا تہا مگر ولی عہد اسکا
سنجس اوسکی بعد بیٹا اوسکا آنس مان اوسکی بعد بیٹا اوسکا دلیپ
اوسکی بعد بیٹا اوسکا بہگیرت اوسکی بعد بیٹا اوسکا شرت اوسکی بعد بیٹا
اوسکا نابہاگ اوسکی بعد بیٹا اوسکا غمبریش اوسکی بعد بیٹا اوسکا سندہودیپ
اوسکی بعد بیٹا اوسکا ایوتاش اوسکی بعد بیٹا اوسکا رت پرن اوسکی بعد بیٹا
اوسکا سرب کاش اوسکی بعد بیٹا اوسکا سوداس اوسکی بعد بیٹا اوسکا کل ماکہیا
اوسکی بعد بیٹا اوسکا اسیک اوسکی بعد بیٹا اوسکا ہرکوج اوسکی بعد بیٹا

اوسکا دش رتہہ اوسکے بعد بیٹا اوسکا الی ہہہ اوسکی بعد بیٹا اوسکا دسواسہی
اوسکے بعد بیٹا اسکا کہت وانگ اوسکی بعد بیٹا اوسکا درکہ ناہو اوسکے بعد بیٹا
اوسکا رگہو اس اونکی اولاد آجتک رگہوبسی کہلاتے ہیں اور پہلی سورج
بنسی مشہور تہیے) اس رگہو کا بیٹا اج آج بعد اوسکی اوسکا لڑکا دسرتہ تہہ
اس کے چار بیٹے رام چندر اور لچہمن اور بہرت اور ستر گہن اس سی ولی عہد تخت نشین سری
رامچندر ہوئی حال مفصل انکا کتاب راماین وغیرہ میں مندرج ہے حسب عقیدہ اہل ہنود نوبہ تریتا
میں اوتار ہوئی ہیں چنانچہ تو مارو سنہرہ بیتی یادگار جنگ دہ سر اسونت کی حالات کا نمونہ ہے
الغیب بعد اسکے جب راجہ رامچندر راون کو مارا اجودہیا پوری میں آکر راج پر بیٹھے اور ملک کا بندوبست
بخوبی کرلیا تو کسی باعث سی اپنی استری سیتا جی کو ناراض ہوکر بنباس یعنی دیس نکالا دیا
اس حالت میں اپنی بہائی لچہمن کو کہا کہ اسکو گاڑی میں بٹہاکر کسی جنگل میں چہوڑ آوے جب الحکم
سیتا کو گاڑی میں بٹہاکر بطرف لاہور جو اوسوقت یہاں جنگل بہاری آیا اور بکنارہ دریای راوی
اسکو گاڑی سے اوتار دیا وہ مقام بال میک رکہی جی کے آشرم اوس رکہی کا مکان جسکو اب تک جہاں
لاہور میں جہاں سیتا جی بہی ساہوا ہے بعہد مہاراجہ اوسمکان کی بہت خرچ ہوئی ہے مدد خرچ
کیواسطی جاگیر شایستہ ملی ہوئی ہے جب لچہمن جی سیتا کو یہاں چہوڑ کر واپس ہوئی تو اس مکان میں
جہاں اب یہہ مقام چندرات ساہوا ہے آکر بسبب درد سر جب لوٹہ سوگئی اور بعد کی آرام فرماکر روانہ اجودہیا ہوئے
مکان جو اتکاہ لچہمن جی کو لوگون نے متبرک مانکر اپنی پرستش گاہ بنایا چونکہ یہہ بات بہت پرانی یعنی تریتا
جگ کی ہی لہذا کچہہ مفصل حال نہیں کہلا تا اسقدر کہ سمت سترہ سو اکتیس میں یہاں باوا دہ نابہہ چیلا
ناما ناتہہ کا آتا اوسوقت یہہ مکان ویران پڑا تہا صرف مڑی سی ہوئی تہی دہ نابہہ نی آکر گرد نواح اسکی چار دیواری
جسکا طول عرض اوپر تحریر ہوا ہے تیار کرائی اور درمیان اس کے گنبد بہی بنوایا بعد اوسکی سمت سترہ
سو ساٹہہ میں دہ نابہہ مرگیا مڑہی اوسکی شمال رویہ اسی تہان ہی بعد اوسکا چیلہ مڑتی ناتہہ گدی نشین
ہوا بعد پچاس سال کے سمت اٹہارہ سو دس میں وہ بہی مرگیا بعد اوسکی سنج ناتہہ چیلہ اوس کا

گدی نشین ہوا اور سمت اٹھارہ سو پچاس مین مرگیا بعد اوسکے بہول ناتہہ گدی نشین ہوکر بعمر پچاوین
سال سمت اونیس سو ایک مین فوت ہوا بعد اوسکی بوتی ناتہہ المشہور بالک ناتہہ موجودہ چیلہ اسکا گدی
نشین ہوا اسوای آمدنی زر معافی بروز چیندرات جو زایرین آتی ہین کچہہ نقد و جنس دیجاتی ہین اوس
روز پچاس ساٹہہ آدمیونکو کہانا دیتا ہے یہہ جوگی دن کو یہان اور رات کو موضع اچہرا مین رہتا ہی اب
تک اسکا کوئی چیلہ نہین جسکو یہ چیلہ بناویگا وہ مالک مکان ہوگا **ذکر اولاد راجہ رامچند**
راجہ رام چندر کے دو بیٹے ایک کشو اور دوسرا لوہو تہی لوہو نی شہر لاہور آباد کیا اور کشو نی کشور جو بالفعل
قصور مشہور اور وہ بعد راجہ رام چندر کے اجودہیا مین گدی نشین ہوا اوس کا بیٹا اونتہہ
اوسکا بیٹا تت بدہو اوسکی بعد بیٹا اوسکا نس اوسکی بعد بیٹا اوسکا راجہ ناتہہ
اوسکا راجہ بندانک اوسکے بعد بیٹا اوسکا راجہ کیم دہنوان اوسکی بعد بیٹا اوسکا دوار کا
اوسکا آہی بنج اوسکے بعد بیٹا اوسکا راجہ کورو اوسکی بعد بیٹا اوسکا راجہ پر پاتر
اوسکا راجہ دل اوسکے بعد بیٹا اوسکا راجہ چمیرل اوسکی بعد بیٹا اوسکا اکہنہ
اوسکا دہر ناتہہ اوسکی بعد بیٹا اوسکا شناک ناہو اوسکے بعد بیٹا اوسکا دہہ ناہو
اوسکا راجہ دشواش اوسکی بعد بیٹا اوسکا راجہ برن نہو اوسکے بعد بیٹا اوسکا راجہ بوکہش
اوسکا دہورسنتہہ اوسکے بعد بیٹا اوسکا ابہ چرن اوسکی بعد بیٹا اوسکا راجہ شکرہ
اوسکا راجہ مادر اوسکی بعد بیٹا اوسکا پرشوشت اوسکی بعد بیٹا اوسکا سوسندہی
اوسکا امرتہہ اوسکے بعد بیٹا اوسکا مہاشیو اوسکے بعد بیٹا اوسکا بردہ دال
اوسکا بردہ شان اوسکی بعد بیٹا اوسکا بورکہپ اوسکی بعد بیٹا اوسکا راجہ دتس
اوسکا دتس دیوہ اوسکے بعد بیٹا اوسکا پرتی دیون اوسکے بعد بیٹا اوسکا دیو گرہ
اوسکا شہدیو اوسکے بعد بیٹا اوسکا بردسنت رتہہ اوسکی بعد بیٹا اوسکا بہانورتن
اوسکا سوبرنک اوسکی بعد بیٹا اوسکا مردیو اوسکے بعد بیٹا اوسکا سیونا کہتر
اوسکا گنیش نو اوسکے بعد بیٹا اوسکا انرنکہہ اوسکے بعد بیٹا اوسکا شورن

اوسکا اسمت او سکی بعد بیٹا اوسکا مردہ راج او سکی بعد بیٹا اوسکا راجہ دہرم اوسکا کرسبچے او سکے بعد بیٹا وسکا سرسبچے او سکی بعد بیٹا اوسکا سبچے اوسکا ساسکئے او سکی بعد بیٹا اوسکا راجہ گرودہ ول او سکی بعد بیٹا اوسکا اٹل اوسکا ہیپ جیت او سکے بعد بیٹا وسکا سدرک او سکی بعد بیٹا اوسکا کندک اوسکا سورتہہ او سکے بعد بیٹا اوسکا سومتر او سکی بعد بیٹا اب واسطے یادگار کے تہوڑا سا حال اقوام راجہ ہای ہند کا تحریر کرتا ہوں کیونکہ ملک ہندوستان قدیم سے اونکے قبضہ میں رہا ہی اور رام چندر کی اولاد میں برابر پانسو برس راج رہا اور پہر دست بدل گیا مختصر حال اسکا درج کیا

احوال خاندان راجہ ہای ہندوستان

ہندوں کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سے ہندوستان میں دو خاندانوں کی راجہ تہی ایک سورج بنسی یعنی سورج کی نسل دوسری چندر بنسی یعنی چاند کی نسل سورج بنسیوں میں سے راجہ اکہواک منو کا بیٹا جسنی خاندان سورج بنسی میں سلطنت قایم کی اول ہندوستان میں آکر راجہ ہوا اور اجودہیا اودہ کو جو اوسکی اور اوسکی اولاد کا دارالامارہ رہی بسایا بعد ازاں ہندوستان میں بدہ آیا اور اوس کا نام قبائل اکہوک سے کچہ ہوکر سریر آرای خلافت ہوا اس سے خاندان چندر بنسی شروع ہوا دارالخلافت اس کا پراگ جسکو اب الہ آباد کہتی ہیں ٹہرایا واضح ہو کہ راجہ اکہوک سے لیکر تا بہ راجہ رام چندر ساٹہ گدی نشین ہیں جنکے نام اوپر تحریر ہوی ہیں حسب عقیدہ اہل ہنود کے زمانہ اونکا ترتیا جگ ہی جسکی بعد لاکہہا سال گذر چکے ہیں اور مورخان انگریزی کہتی ہیں کہ یہ اکہواک جسکو اکسواکو بہی کہتے ہیں سن عیسوی سے دو ہزار یا دو ہزار دو سو برس پہلے ہندوستان میں آیا جس سے تا رامچندر ساٹہ راجہ ہوی جنہوں نے کل ایک ہزار برس راج کیا اگرچہ مورخین میں اختلاف ہی مگر اسپر اکثر متفق ہیں کہ راجہ رام چندر بارہ سو برس پہلے سن عیسوی سے ہوا ہے کیونکہ مسٹر بنٹلی صاحب نے جو کہ علم نجوم ہندوی میں بہت دستگاہ رکہتا تہا رامچندر کی زائچہ کو جو کہ دال میکی نے لکہا ہی خوب غور سے ملاحظہ کر کے اوسکی تولد کو سن عیسوی نو سو اکسٹہہ برس پہلے ٹہرایا ہی راجہ رام چندر کی نسبت بڑا بہادر راجہ خاندان سورج بنسی کا چشم و چراغ تہا اسکی شادی مہاراجی

راجہ جنکی لڑکی سے ہوئی وہ بہی سورج بنسی راجہ تہا رام چندر کو اپنی سوتیلی والدہ کے مکر سے بن باس یعنی
جنگل مین نکالا گیا لاچار اپنی رانی سمیت جنگل مین چلا گیا وہان سے راون جو راجہ سنگلدیپ کا تہا اوسکی
جورو کو ورغلا کر لے گیا بعد ازان رامچندر نے دکہن کے ملک سے سمندر پر پل باندہ کر سنگلدیپ
فتح کیا اور اونکو مار کر اپنی رانی پہیر لایا بموجب قول مورخان انگریزی کے یہہ رامائن وغیرہ مین تحریر ہے
کہ راما دیوتا تہا اور راکہشون سے لڑا یہہ مضمون شاعرانہ ہین وہ کہتے ہین کہ زمانہ سابق مین ہندو مستعد
راجہائی بہادر کو دیوتا کہتے تہے اور اونکی مخالفون کو راکہش کہا کرتے تہے کیونکہ دیوتا ون کو انہون سے لڑنا
حقارت ہوتی ہے فقط **حال خاندان چندربنسیان** اسپر تمام لوگ متفق ہین کہ
چندربنسی پہلے بدہ کے مذہب پر چلتے تہے بعد چندے براہمنون کو دیوتاون سے بزرگ جاننے لگے کیونکہ اس
سے پہلے چہتری اور برہمن دونو بزرگی کا دعوی کیا کرتے تہے اس سبب سے باہم اکثر کشت و خون ہوا کرتی
تہی راما کے پہلے سورج بنسیون مین ایک بڑا زبردست راجہ پرسرام پیدا ہوا جسنے چہتری لوگون کو
غارت کرکے ہندوستان کے شمالی سمت مین برہمنون کو بڑا اختیار دیا اسکی شکرگذاری مین
انہون نے اوسکو دہرم اوتار خطاب دیا مگر بعد ازان چہتریون نے جلد تسلط پاکے اوسکو جو بزرگان
راما سے تہا بطرف کوہ ہمالہ بہگا دیا ۔ اور مہابہارت کی لڑائی سے چند عرصہ پہلے بیاس ناجی نے بیدونکو
جمع کیا ظاہراً وہ بیاس ایک مچہلی والی کا بیٹا تہا ہندو مورخ اسکی پیدایش کے باب مین عجب قصہ
دلچسپ تحریر کرتے ہین مگر وہ قرین قیاس نہین اور اگر واقعی یہی ہو تو مضائقہ نہین کیونکہ بزرگون نی فرمایا ہے
بیت کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر ٭ تواریخ ہندوستان کے
بہت مبہم ہے اور مضامین شاعرانہ اوسمین بکثرت مندرج ہین البتہ تواریخ اہل اسلام صاف معلوم
ہوتی ہے اب اس مین سے استنباط کرکے ضیافت طبع ناظرین کے واسطے کچہہ مختصر حال حوالہ قلم کیا
جاتا ہے جاننا چاہئے کہ جو مغرب سے حملے ہند پر ہوئی اونکا پہلا حملہ وہ تہا جو دارا نے ایران سے کیا حال
اسکا یہہ ہے کہ سن عیسوی سے پانسو اٹہارہ سال پہلے دارا تخت کیخسرو پر بیٹہا اگرچہ اسی دارا نے
یونان سے لیکر تا بسند ملک کو فتح کیا لیکن اوسپر بہی قناعت نہ کی اور ہندوستان کو کہ جسکی

دولت اور مال کی خبر اوسنے سنی تھی لشکر جاتا اس ارادہ سے اسی امیرالبحر سائیلکیس نام کو حکم دیا کہ ایک
بڑا بہاری لشکر اور بیڑا تیار کرکے دریای سندھ سے اوترکر ہند میں جاوی اگرچہ سائیلکیس امیرالبحر دارا کو مہم
نصیب ہوئی مگر ایسی مزاحمت پیش آئی کہ مقام روانگی سے تا لب سمندر تیس مہینے میں پہونچا وہ شہزادہ
دارا لشکر ہندوستان میں آیا اور متصل دریای سندھ کے بہت ملک فتح کئے یہہ معلوم نہیں کہ کس کس
ضلع پر اوسکا قبضہ ہوا مگر یہہ صحیح معلوم ہے کہ سب مقامات اوسکی قبضہ میں آئی تھی کیونکہ جو آمدنی اوسکو
ملک ایران سے ہوئی تھی وہ اس ملک کی آمدنی سے تہائی پر شمار و محسوب ہوتی تھی زر محصول بطرح
آتا تھا اور ہندوستان سے صرف طلا جاتا تھا ہیرودوٹس جو اول مورخ ایران مشہور ہے کہتا ہے کہ سو
حصہ ہند میں جہاں تک دارا پہونچا انسان سیاہ رنگ کی رہتے ہیں کسی جانور کو نہیں ایذا دیتے اور ماش
سبزوات بسری کرتے تھے جس زمانہ میں دارا کا حملہ ہند پر ہوا اوسی وقت گوتم نے مذہب بدھ کو ہند
مقرر کیا تھا جو اب تک مروج ہے گوتم نے جسکو ساکیا بدھ کہتے ہیں اس مذہب بدھ کو معقولوں کو بہت
پسند کیا حال اسکا یہہ ہے کہ وہ جنوبی ملک بہار میں پیدا ہوا اور گیا جی میں اکثر رہا کرتا تھا سنہ
اوس کا پانسو چالیس برس پہلے سن عیسوی کے معلوم ہوتا ہے بدھ کا مذہب برہمنوں کے مذہب
سے مخالفت رکھتا تھا اور برہمن مذہب بدھ کی جماعت سے دشمنی رکھتے تھے جیسا کہ دال ہیکل امانی
میں بدھ کے پیروں میں رکھتو کے ساتھ نسبت دیا ہے بابت اسکا یہہ بھی کہ بدھ کی پیرو برہمنوں کی دیوتا
وں کو نہیں مانتے تھے اور بید پر نہیں چلتے تھے ان میں ذات کا بھی فرق نہ تھا اور جتنے لوگ چاہتے تھے درویش
نہ تھا اوس وقت میں بدھ کی پوجاریوں کا ایک فرقہ تھا جسمیں دنیا دار لوگ بھی داخل ہو سکتے تھے
جو شادی کرتے تھے برہمن برخلاف اوسکی چلتے تھے یعنی ان میں کوئی آدمی غیر قوم کا داخل نہ ہو سکتا تھا
اور شادی کرلی کو برابر ترک دنیا کے ثواب جانتے تھے بدھ کا اوس سے یہ مطلب تھا کہ ایک
مثال ہو جاوی تاکہ اس کا کرنا کرم کرے جہاں اس مذہب میں زمین و آسمان کا تفاوت
ہو وہاں کیونکہ عداوت معروف مشہور ہیں سو آخر کار ان دونوں میں جنگ عظیم ہوا جسمیں برہمن
غالب آئے جب دارا نے ہند پر فتح پائی تو ہندوستانیوں پر سخت محصول مقرر ہوا اور لی

کو سکندر شکست دیکر بمددگاری جان نثاران فیلقوس پدر خود ہند پر چڑہ آیا بین برس تک
اوسکی فوج لی سفر و جنگ مین تکالیف گوناگون اوٹہائین خصوصاً پورش کوہستان برفی مین جسپر اوسنی
ہندوستانکی لوٹ انکو انعام دینی کا وعدہ کیا تہا اوسنی قابل کو فتح کرکے دریای سندہ پر پل باندہنے
کا حکم دیا اور سرداران ہر دو طرف سندہ کو پیغام بہیجا کہ اطاعت قبول کرین جب اٹک پر پہونچا
تو عمر اسوقت بیس برس کی تہی آخر کار دریائی اٹک سہی اوتر کر ایک لاکہہ بیس ہزار فوج سے ہندپر
حملہ کیا اوسوقت بطرف غرب سندہ کی تین راجہ تہی ایک ابی سریر جسکا ملک کوہستان کشمیر وغیرہ تہا
دوسرا ٹیکسائیلز جسکا ملک فیمابین دریائی سندہ اور جہلم کے تہا تیسرا پورش جو جہلم سے سیناپو تک
حاکم اور غالباً اولاد پانڈو مین تہا مورخان سکندر دو حاکمونکا ذکر کرتے ہین ایک تو پورش اور دوسرا
ابی سریر انمین سے ایک ہستناپور اور دوسرا پنجاب مین رہا کرتا تہا اور یہہ دونو چندربنسی تہے ابی سیریسنے
اپنی بہائی کو معہ تحایف سکندر کے پاس بہیجا اور ٹیکسائیلز نے بہی بہت شوق سی دوستانہ ملاقات
اپنی دار الخلافت ٹیکسلا مین اسکی معہ ضیافت فوجکی وہان باطمینان تمام سکندر نے فوج کو حکم دیا کہ ماندگی
سفر دور کرلین اور کچہہ فوج اونکی حفاظت کی واسطی مقرر کی اور چند سپاہی حفاظت کیواسطی اپنی ساتہہ لیکر
دریای جہلم کیطرف کوچ کیا موسم بہی برشگال کا تہا لب دریائی جہلم پورش نی بہت استقامت سی مقابلہ کیا
اور جنگی ہاتہیون کی صفین باندہین سکندر کی فوج ہاتہیونکا مقابلہ نکر سکتی تہی دریا کا پاٹ بہی پورا ایک
میل کا تہا میل ایکہزار سات سو ساٹہہ درعہ کو کہتی ہین سکندر سوچا کہ مقابلہ سی پار اوترنا مشکل ہے
کوئی حکمت نکالنی چاہیے اس اثنا مین سکندر کو معلوم ہوا کہ وہان سی دس کوس پر دریا مین پایاب گاہ ہے
چنانچہ ایک رات مین رعد و ابر مین معہ گیارہ ہزار سوار کے وہان ہی اوترکر طلوع آفتاب سی پہلی غربی بردے
جہلم کے آ اوترا اور فوج غنیم کو مکر و فریب سی ہٹایا جب پورش نے سنا تو اپنی بیٹی کو معہ چند فوج
غنیم کے روکنی کو روانہ کیا اوسکو یقین تہا کہ غنیم کا ایک غول سا آیا ہوگا الغرض راہی ہری اوسکا
بیٹا مارا گیا پہر پورس خود معہ چار ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ و رتہہ و فیل کے مقابلہ کیواسطی
روانہ ہوا ملازم اوسکی سب چہتری لوگ تہی تمام اوسکی فوج بہاگ نکلی وہ اکیلا لڑتا رہا سکندر

کو اوسکی بہادری سے پسند آئی جانا کہ یہہ مار ڈالا جاوے یہہ سنکر اوسکو پیغام بہیجا کہ اگر حاضر ہو جاوے
تو بہتری ورنہ دیکہی جاوے گی اسپر وہ حاضر ہو گیا سکندر نے اوسکو پوچہا کہ تجہسے کیا سلوک کروں
اوسنے کہا کہ اگر بادشاہ ہی تو تاج بخشی کر سکندر نے اوسکو اوسکا ملک معہ اور بہت سی ملک کے
عنایت کرکے اسپر تاج بخشی کی یہہ دیکہکر پورس کا وفادار دوست بنا بعد اوسکے سکندر نے پہر دو کنارے
جہلم پر دو شہر بسانے کا حکم دیا اور سوای اس راہ کے اور تمام ملک پورس کو دیکر دریای راوی سے
عبور کیا جب وہ دریای ستلج پر پہونچا تو مگدہ کے ملک کا حال سنا کہ وہاں کا راجہ بڑا طاقت ور ہے
اوسکے پاس چہہ لاکہہ پیادہ تیس ہزار سوار نو ہزار ہاتہی تہا ایک مورخ کہتا ہے کہ راجہ چندر گوپت
جو مگدہ دیس کا راجہ ہو گیا تہا بعد چندے لشکر میں آیا اور اسی زمانا میں کہیں اغلب کہ سکندر نے آگے
کی رہا سہی مگدہ کے راجہ کی طاقت کا حال سنا ہوگا سکندر نے ارادہ کیا کہ مگدہ پر جہنڈا اپنا کہڑا کرے
اس ارادہ پر ستلج کے پار ہونیکا حکم دیا اتفاقاً کہ فوج سکندر پارس وغیرہ سفر کی سختی سے تنگ آئی ہوئی
تہی اس سفر سے گویہ روکش ہوی ہر چند سکندر نے بدرستی و نرمی و خوشامد و منت چاہا کہ فوج رضامند
ہو مگر انہوں نے ایک نمانی صاف انکار کیا آخرش سکندر ناچار ہوکر واپس ہو گیا اور وہاں اوسکو
تپ مرض نے دبایا آئیں پہر وہ اولوالعزم بادشاہ تہا سی حالی کی بعد دو برس لگا رہنے کے ساتہہ
تینتیس سال جوان مرگ مرگیا مورخان سکندر نے راہ و رسم ہند کی جو اوسوقت مروج تہی تحریر کی
ہیں اس مطابق کرکے اسسے دیکہو کہ کیا فرق ہے یہہ لوگ باج اور رسولوں کی سوای کچہہ اور نہ کہتا ہی بہت
انکا تارک ہونا تہا بعد ہفت سالہ لڑکیوں کی شادی کردیتے اور رنگ برنگ کی جوتیاں پہنا کرتے اور پگڑی
رنگ ملی تہی اور یہہ بہی انکا معمول تہا کہ صرف بڑے بڑے آدمی اپنے سے چہتریاں لگایا کرتے تہے
بعد وفات سکندر کے اوسکی رفیقوں نے ملک کو آپس میں تقسیم کرلیا سلوکس کو صوبہ بابل ملا سی پہر
اسنے ہندوستان پر حملہ کیا وہ بڑا اولوالعزم تہا اوسوقت اگرچہ چندر گوپت کی سبب استقلال سے اسکا مقابلہ
کیا مگر آخرکار سلوکس نے فتح پای اور یہہ مقرر کیا کہ ہر سال پچاس ہاتہی بطریق خراج یا تحفۃً اوسکو دیا کری
جب اس اقرار پر مصالحت ہوگئی تو سلوکس نے اپنی دختر کی شادی چندر گوپت سے کردی اکثر کارس

عیسوی سے دو سو بانوین برس پہلی چندر گوبت مرگیا اوسکی بعد اوسکا بیٹا سنر گوبت اس کی گدی پر بیٹہا
چندر گوبت کی بعد جو حاکم ہوی انہون نے بہزار دقت مغربی حملوں کو ہند سے موقوف کیا بعد چند
عرصہ کے جب بدہ والون کا راج بامداد برہمنان ہند سے دور ہوا تو اوسوقت سے کل مذہبی اختیار برہمنون
کی ہاتہہ مین چلا آتا ہی علم کو اپنے قبضہ مین کرکے عام و خاص کو اپنا تابعدار بنایا بدہ والی سراندیب کے
طرف چلی گئے انکو عمارات کا بہت شوق تہا چنانچہ جزیرہ سراندیب یعنی لنکا ہی جا کی ایک ایسی خوشنما
عمارت بنائی کہ جسکی برابر تمام دنیا مین کوئی عظیم عمارت نہین ماسوا اسکی پہاڑ کو کندہ کرکی کئے مندر
تعمیر کیے جنمین سب سی بڑا مندر چالیس فٹ لمبا نوی فٹ چوڑا اور پینتالیس فٹ اونچا ہی اسمین
بدہ کی مورت تیس فٹ لمبی بناکر رکہی من بعد بکرماجیت کا دور دوران ہوا واضح ہو کہ اس نام کی آٹہہ
راجے گذری ہین انمین سی ایک بکرماجیت بڑا نامی گرامی ہوا ہی جسکا ذکر تاریخ فرشتہ مین مرقوم ہے
کہ بکرماجیت پرمار کی نسل مین سی تہا پرمار کے خاندان مین مدت مدید راج رہا یعنی اسکی اولاد مین سی بہت
راجے اس سی پہلے اجین مین راج کرتے تہے یہہ بکرماجیت سن عیسوی چہپن برس پہلی تخت نشین ہوا
وہ صلح اور لڑائی دونو مین ممتاز تہا ہندو شاعر اسکی تعریف مین بہت بہت مبالغے کرتے ہین کہتے ہین
کہ مقناطیس اوسکی اجازت کی بغیر لوہے کو اور کہربا گہاس کو نہ اوٹہاتا تہا اور باوجود اسقدر حکومت اور
شوکت کی وہ بوریا پر سوتا اور ماسوا ایک برتن پانی کے اوسکی حجری مین کچھہ اسباب نہ تہا اوسکو علم کے
ترقی کیطرف نہایت خیال تہا عالمون فاضلون کی عزت بدرجہ کمال کرتا تہا اوسکی دربار مین چودہ سو
نامی فاضل ہمیشہ رہا کرتے تہے جنمین سی کالیداس شاعر بہت ممتاز اسکی عہد مین بہت کتابین علم
سنسکرت کی تصنیف ہوئین کہتی ہین کہ بکرماجیت فقط وحدہ لاشریک عالم الغیب و الشہادۃ ایک خدا کے
پرستش کیا کرتا یعنی وحدت کی اصلی مذہب کو مانتا تہا اوسنے اپنا سمت بہی مقرر کیا بعدہ راجہ شالواہن نے بکرماجیت
پر اوجین بڑہاپی مین حملہ کیا اور اوس کے ہاتہہ سی مارا گیا پہر شالواہن نے دکہن مین اپنی ملک فتح کئی کہ جب
سے سمت بکرماجیت کا لوگون کو سہو ہونے لگا اور شالواہن کا سمت جسکو اب شاکا کہتی ہین
رائج ہوا فقط چندر بنسیون نی اجہواک کی عہد سے اخیر تک دو ہزار برس تک کامل راج کیا بکرماجیت

کی ہیں جلوس سے چھبیس برس پہلے حضرت عیسی صلوات اللہ علی نبینا و علیہ السلام بیت المقدس میں پیدا ہو دنیا میں مجسم
ہوئی اصل میں ... کی نسل سے نکر ... ہند مسلمانوں اور کنارہ گنگ پر اندھیرہ کی نسل سے کئی
راجے حکمران تھے اندھیرہ کے راجی اسوقت میں بہت زور آور تھی اختیار سے جنکی کہ روم میں انکی دارالخلافت
شہر پائی پوتھ ہندوستان کا دارالسلطنت کہلاتا تھا چند مدت میں بدانتظاموں نے شہنشہ دیکھا تمام
صوبے خودسر ہو گئے ہر ایک ناظم نے اپنے آپ کو خودمختار مشہور کیا اصلی خاندان راجوں کا معدوم ہو گیا
اور نوکر راجے بن گئے ۔ **تذکرہ شاہان اہل اسلام** ۔ جاننا چاہئے کہ مکہ معظمہ میں
حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سن پانسو اٹھتر عیسوی میں پیدا ہوئے اسم شریف
آپکے والد ماجد کا عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشم بن عبدالمناف تھا چالیس برس کی عمر میں نبوت اتری اور
اسلام شروع ہوئی دین حق کا چرچا پھیلا عرصہ قلیل میں کئی ملک فتح ہوئے بعد وفات حضرت کی خلفائے
عظام نے بھی وہ وہ فتوحات کیں کہ کسی بادشاہ کو نصیب ہوئی ہونگی عرصہ پچاس سال میں
ملک مغرب کا انتظام ہو گیا تمام صوبہ اونکے مطیع اسلام ہوئے حکم شرع جاری تھا جلد تر ملک حبش
اور شام بھی اور سلطنت ایران درہم برہم ہو کر حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت میں
دجلہ اور فرات اور ایران فتح ہوا لشکر کو آگے پاس جانا پہنچایا گجرات اور سندھ میں تجارت شروع ہو
تھا انہوں نے ابوالعاص کو واسطے حملہ ہند کے بھیجا مگر جنگ ادور میں شہید ہوئی بعد ان خلیفہ ثالث
یعنی حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ نے سندھ کے دریا کے کنارہ کے ملکوں پر معرفت حضرت آزم کے
حملہ کیا مگر بعض بواعث سے وہ ارادہ پورا ہوا اس بعد حضرت علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے سندھ کا
کچھ ملک فتح کیا جو حضرت کی وفات کے بعد مسلمانوں نے خود چھوڑ دیا اس بعد حضرت ولید نے ادھر خصوص
خاطر کیا چنانچہ سن سات سو پانچ سے الی سن سات سو پندرہ عیسوی ملک سندھ فتح کر کے تا لب دریا
گنگ پہونچی اور تمام ملک کو اپنا خراج گذار بنایا پھر اونکے ساتھ سالار ورق نے دریائی شور سے پار ہو کر
یورپ میں اپنا جھنڈا کھڑا کیا ملک اسپانیہ ایک ہی حملہ میں مطیع ہو گیا ان کے حملہ سے تمام
ہندوستان کے شمال میں زلزلہ آیا اور مالک راجی بہادر راجہ اجمیر کا لڑائی میں ہوئی مقتا

اور اوسکا بیٹا شہر پناہ پر مرا ہوا دستیاب ہوا جو زیور بہا اوس وقت وہ لڑکا پہنی تہا ہندو
لوگ وہ زیور اپنے لڑکون کو پہناتے ہین بعد اوسکے حضرت محمد بن قاسم نے ہند پر حملہ کیا
اور وہان کے حاکم گجرات سے خوب لڑائیان کرکے فتحیاب ہوئے اون حملون کے وقت دہلی مین راجہ
تنوار تخت نشین تہا جب سے کہ حضرت ولید بن عبدالملک نے ہند مین دخل پایا اوسی وقت مین خاندان
پرمار ضعیف ہونے لگا بعد ازان ڈیڑہ سو برس تک کوئی حملہ ہند پر اہل اسلام کی طرف سے نہوا اگرچہ
سن ہجری کی صدی مین ماوراءالنہر اور خراسان کی زرریز اور وسیع ملکون کو فتح کرلیا اور اونکو
اسّی برس تک خلیفون کی صوبہ داران پر حکومت کرتے رہے مگر ہارون الرشید کے بعد جو کہ اپنے
نسل مین بہت نامی تہا خلیفون کی طاقت کم ہونے لگی اور صرف جانشین جناب نبوی کے نام
سے دور دور کے صوبہ داران خلیفون کی اطاعت مین نہ رہ سکی بلکہ ایک ایک صوبہ انکی سلطنت
سے باہر ہونے لگا حتی کہ صرف بغداد اونکی قبضہ مین رہ گیا اون صوبہ دارون سے ایک شخص اسماعیل
ترکمانی حاکم ماوراءالنہر اور خراسان کا تہا اوس نے سن دوسو تریسٹھہ ہجری مین خودسر بادشاہ ہوکر
ایک روزاور سلطنت قائم کی جس کا دارالخلافت بخارا مقرر ہوا اس خاندان کو تواریخ مین
خاندان سامانیا لکہتی ہین بعد اوسکی چار بادشاہان سمانیہ نے بڑی ناموری اور خوش اسلوبی
سے سلطنت کی چوتہی بادشاہ نے بوقت مرگ منصور نامی ایک لڑکے کو ولی عہد اپنا کیا اوسپر ارکان
سلطنت مین اختلاف پڑا بعضی شاہ متوفی کے چچا کو تخت نشین کیا چاہتی تہے اور بعضی اوسکو اس بات مین
الپتگین حاکم خراسان نے تجویز کی کہ چچا تخت نشین ہو قدرت الٰہی سے بخارا مین اس فیصلہ سے پہلی منصور بادشاہ
بن گیا بعد ازان منصور نے الپتگین کو بخارا مین اسی خیال مین طلب کیا مگر وہ دانا تہا دشمن کے قبضہ
مین نہ آیا آخرکار بعد پندرہ برس کے منصور اپنی خلف اسحاق کو اپنا قائم مقام کرکے مرگیا بعدہ
اسحاق نے بشمولیت سبکتگین سپہ سالار اپنی کے بخارا پر یورش کی تاکہ منصور مغلوب ہوکر اوسکی
شاہی پر اقرار کرے القصہ سبکتگین نے فتح پاکر منصور سے نوشتہ خودسر بادشاہی کا حاصل کیا اسحاق
اپنی بے اعتدالیون کے باعث جلد فوت ہوگیا فوج نے سبکتگین سپہ سالار کو تخت نشین غزنی

کیا سبکتگین اپنے آپ کو نسل شاہان ایران سے بیان کرکے بادشاہ یزدجرد کو اپنا دادا کہا کرتا تھا
وہ اپنے پہلی ہی سن جلوس کی یعنی نو سو ستتر ہجری میں ہند پر چڑھ آیا اوسوقت لاہور میں راجہ جی پال حاکم
تھا افغانوں کے ساتھ اوسکی جو سازش آئی ہوئی تھی اس باعث سے مسلمانوں کو ہند میں آنے سے بہت
مزاحمت ہوئی تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت اہل اسلام سوا اسی راستہ سندھ کی کوئی
اور راہ ہندوستان میں آنے کا نہ جانتے تھے بعد اس کے سبکتگین نے کسی طرح سے افغانوں کو اپنے ساتھ
ملاکر لاہور و ملتان کو اپنے قبضہ میں کرلیا ماسوا اسکے ہند کے کئی قلعہ مفتوح کیے اور وہاں سے بہت
سی غنیمت لیکر اپنے ملک کو چلا گیا بعد ازاں راجہ جی پال معہ لشکر جرار سندھ کے پار جاکر اہل اسلام کے
ملک پر حملہ آور ہوا مگر شکست اوسکی نہ چلی بلکہ خود اوسکا مطیع ہوگیا اور ہر سال زر نقد اور ہاتھیوں کا
دینا قبول کر آیا چونکہ اوس سے تمام خراج یکبار ادا ہو سکا لاچار بہ عجز تمام منت سماجت کرکے یہہ بیان
کیا کہ کوئی معتمد الخدمت آپکا لاہور میں میرے ساتھ چلے میں بندوبست ادائے خراج کا جلد کردوں [illegible]
درخواست قبول ہوئی نواب خیر اللہ خاں کو اپنی ہمراہ لیکر لاہور میں آیا اوسوقت اس کے دربار میں
ایک طرف چھتری اور ایک طرف راست برہمن کہتری حاضر رہا کرتے تھے جب یہہ معاملہ اوس پر ظاہر
ہوا تو چھتریوں نے اس بندوبست میں جوش ہوکر اپنے وعدہ کے واسطے تاکید اکید کی اور حمو
لی برخلاف اسکی ادائے خراج سے منع کیا چو تیرہ بود مرد را روزگار ٭ ہمان می کند کش نباید بکار ٭
راجہ جی پال نے حسب خواہش کے عہد شکنی کرکے راہ سے معتمد سبکتگین کو سر دربار بے عزت کرکے
قید کرلیا جب سبکتگین نے سنا تو فوج کثیر جمع کرکے لاہور پر چڑھ آیا اگرچہ تمام راجہ ہائے دہلی و اجمیر
و کالنجر اسکی مدد کی مگر تو بھی ہندوؤں کو شکست ہوئی بعد ازاں سن نو سو ستانویں عیسوی میں سبکتگین
بائیس برس حکومت کرکے مرگیا بعد اوس کے اوس کا بڑا بیٹا اسماعیل تخت نشین ہوا مگر دو چار مہینوں
کی بعد اوسکی بھائی نامور سلطان محمود نے اوسکی تخت پر قبضہ کرلیا اس وقت میں خاندان تخارشی ایک راجہ
اور لاہور صوبہ کا حاکم تھا الغرض سلطان محمود بعمر سی سالہ تخت پر بیٹھا اور چار سال وہ اپنے ملک کی
بندوبست میں مشغول رہا پھر سن ایک ہزار ایک عیسوی میں ہندوستان پر حملہ آور ہوکر بارہ دفعہ سولہ

ہند مین آیا ماہ اگست مین وہ بجمعیت دس ہزار سوار پشاور مین آکر راجہ جیپال سے مقابل ہوا اور
راجہ جی پال کو محبوس کیا بعد چندی راجہ جے پال جیتی جی آگ مین جل مرا اور اوس کا بیٹا انندپال
تخت نشین ہوا سلطان محمود نے غرب رویہ سندہ مین مسلمان صوبہ دار مقرر کرکے سومنات پر چڑہائی
جہان بہزار دقت و تکلیف فتح پائی وہان ایک مورت سوا فٹ اونچی اور چہہ فٹ زمین مین مدفون
تہی اوس کو توڑ کر کچہہ غزنی اور کچہہ مکہ مین بہیجدیا تاکہ فتح مسلمانان ظاہر ہو حال مفصل اس کا یہہ ہے
کہ جب شاہ نے ارادہ اس کے توڑنے کا کیا تو تمام راجہ ہای عالیشان نے عرض کی کہ اتنے
کروڑ روپیہ حضور لے لیوین اور اس بُت کو نہ توڑین اسپر بادشاہ نے تمام اپنے امیرون عالیوقار
سے صلاح طلب کی سب متفق الرای ہو کر کہنے لگے کہ روپیہ لینا مناسب ہے جب ایاز سے پوچہا تو
اوس نے عرض کی کہ اس کا توڑنا بہر حال بہتر ہے کیونکہ تمام شاہان اہل اسلام مین ناموری ہوگی
اور رونق اسلام کریم حقیقی مالک ہے آپ کو اس سے زیادہ روپیہ عطا کرے گا بادشاہ نے اس
صلاح کو پسند کر کے اپنے ہاتہہ سے اس بُت کو توڑا قدرت الٰہی سے اس قدر جواہرات اوس مین سے
برآمد ہوئی کہ جسکی نسبت زر مقبولہ راجہ ہای نصف تہی اس مورت مین سے بہت مال نکلا یہہ پرستش گاہ کلان
ہندوان کی تہی اور ہمیشہ بوقت گرہن کے تین لاکہہ یاتری یہان جمع ہوتے تہے اور خرچ کے واسطے
دو ہزار گانو معاف تہی اس مورت کی پوجا کے واسطے دو ہزار برہمن اور پانسو کنچنیان اور تین سو
کلانوت کو نوکر تہی اور تین سو حجام یاتریون کی حجامت کی واسطے آیا کرتے تہے سلطان محمود نے
وہان سی اتنی دولت لی کہ کسی بادشاہ کے پاس نہ تہی قد سلطان محمود میانہ اور چیچک رو تہا محمود
غزنوی بعمر ترسیٹہہ سال مر گیا کہتے ہین کہ بوقت مرگ تمام جواہرات اپنی آنکہہ کے سامہنی رکہہ کر آنسو
بہر لایا بعد اوس کے دو بیٹے ہے دونو نے سلطنت پر دعوی کیا اوس کا بڑا بیٹا محمد نام رحم دل اور اخلاق مند
دوسرا مسعود باپ کی طرح مزاج مین تہور اور عزم رکہتا تہا اس جہگڑہ سے سلطان محمود نے اپنے
جیتی جی ان دونو کو ملک تقسیم کر دیا تہا تاریخ وفات سلطان محمود کی مظہر الحق سید اکبر آبادی
نے یہہ لکہی ہے آنکہ محمود غزنوی بودہ + واقف سر سکندر بودہ + عادل و عارف خدا بودہ

تابع شرع مصطفےٰ بودہ ٭ در دو دانش بے مانند یافت ٭ اہل آفاق عیش و عشرت یافت ٭ ملک از
عدل او گلستاں شد ٭ سبز و خرم ریاض دوراں شد ٭ مثل او ہیچ بادشاہ نبود ٭ در جہانش نعمان
آہ سود ٭ سال شہاں آں خدیو جہاں ٭ باہم گفت شہریار جہاں ٭ ۴۲۱ سلطان محمود کے بعد دو فرزند
اوس کے باقی رہے ایک محمد جو بدرجہ کمال رحم دل اور اعلا مسند تہا اگرچہ شجاعت اسمیں باقی نہ
باقی تہی لیکن تو بہی سلطان محمود اسی کو بہت چاہتا تہا اور دوسرا مسعود جو باپ کے مزاج پر رکہتا تہا
سلطان محمود نے اس خیال کہ میرے بعد سر پسران دونوں مین تکرار ہوگا یہہ تجویز کی کہ والیہ
کی حکومت محمد کو حین حیات خود تفویض کردی دار الخلافت اوس کا جرجان تہا اور
مسعود کو تمام اضلاع مغربی پر حاکم فرمایا بعد وفات سلطان محمود کے محمد قایم مقام اوس کا
تخت نشین ہوا مسعود نے یہہ معاملہ سنتے ہی محمد کو لکہہ بہیجا کہ میرا ارادہ سلطنت لینے کا نہین فقط یہہ چاہتا
ہوں کہ وہ تینوں صوبے جو میں نے اپنی ضرب شمشیر سے لئے ہوئے ہیں میرے قبضہ مین رہیں اور اسکے
میرا نام خطبہ مین پڑہا جاوے اس امر کو محمد نے نہ قبول کیا اس مسعود جو مقبول خاص تہا لڑنے
پر چڑہ آیا اور متصل مقام تکیہ آباد کے بدرجہ کمال کشت و خون کی آخر کار مسعود فتحیاب ہوا بعد اوس
اوس نے محمد کی آنکہیں نکلوائیں اگرچہ وہ خود مختار بادشاہ ہوگیا لیکن ایام جوانی میں جو اوسکو توقع
تہی وہ ظہور میں نہ آئی یعنی سلطنت میں روز بروز تنزل آنے لگا اوس کے وقت میں گلہ بانان ترکمان نے
جو اکثر سلجوقی مشہور تہے اضلاع مغربی میں سر شورش اوٹہایا ساعت فساد کی اسکی سلطنت
مین تنزل کلی آگیا ہندوستانی لوگ اس بات سے خوش ہوئے کہ اچہا ہوا اوسکو ادہر کا فکر
دامن گیر رہے بہرحال سن ایک ہزار تیس عیسوی مین مسعود نے ہندوستانیوں پر چڑہائی کرکے کشمیر
کو مطیع کیا پہر اوسکو سلجوقیوں کا فکر ہوا لاچار ہے سیکہ کو جو اوسکا سپاہ سالار فوج ہند تہا
ادہر چہوڑکر ادہر چلا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو لوگ اوس وقت بہی عہدہ دار ہوتے تہے
بعد تین برس کے پہر مسعود ہند کو آیا اور ہانسی کے مسوط قلعہ کو فتح کر مندروں کو گرا دولت بے
انتہا لے گیا اور بوقت واپسی اپنے بیٹے کو حاکم ملتان مقرر کیا جب غزنین میں پہونچا تو ترکمانون

کو بہت زور اور پایا طغرل بیگ ترکمان نے اس پر یورش کے بعد کشت و خون کثیرہ اصطبل شاہی تک اونہون نے غارت کی آخر کار اگرچہ مسعود نے طغرل کو کچھہ ملک دیکر صلح کی پھر بہی برفع فساد ہوا لاچار لاہور کے طرف روانہ ہوا اِس تباہی کے وقت مین اوس نے اپنے بہائی محمد کو بلایا جسکو نو برس پہلے اندہا کر کے بیٹہا یا ہوا تہا جب دریا سندہ پر آیے تہے تو اوسکی اپنی فوج نے خزانہ لوٹنا شروع کیا اور محمد کو محبس سے نکال کر تخت نشین کیا اور مسعود کو اوسکی جگہہ بیٹہا یا بعارہ سن ایکہزار چالیس عیسوی مین وہ بہی راہی ملک بقا ہوگیا **پرستش** اوس وقت پر پرستش شیو کی ملک دکہن مین رایج ہو گئی تہی جب معبد سومنات غارت ہوا تو اوسکی تہوڑی سی مدت پہلے خاندان سومنگی نے گجرات اور خاندیس کے ملک کو معہ دکہن فتح کر لیا تہا اِس نسل کے بادشاہون مین سے کسی بادشاہ کے عہد مین ایک پروہت نے جو کہ شیو کو مانتا تہا آئین بہت جیلی کیئے اور دکہن سے جین کے مذہب کو بخوبی خارج کر کے اس دیوتا یعنی شیو کی پرستش رایج کی اِس پر اگرچہ دکہن کے راجے نے اِس نئی پرستش کے رد کرنی کا ارادہ کیا مگر اوس کو شیو کے پوجاریون نے تعصبًا مار ڈالا چونکہ بر وقت حملہ کرنے سلطان محمود کے راجہ قنوج نے جو آخری راجہ خاندان کا رہ گیا تہا کسی مصلحت کی روسے اطاعت قبول کی تہی اور اِس باعث سے تمام راجہ ہای ہند اوس سے ناراض ہو گئے تہے سب نے متفق ہو کر اوسکو مار ڈالا فقط **بقیہ احوال اولاد سلطان محمود** مسعود ابن سلطان محمود کا بیٹا مودود نامی صوبہ دار بلخ تہا جب اوسنے اپنے باپ کا قتل ہونا سُنا تو غزنی طرف چڑہ آیا لوگون نے اوس کو وہان تخت نشین کیا وہ تخت نشین ہو کر محمد اندہے کی بیٹون لڑکر فتحیاب ہوا ان خانگی خرخشون اور غلبہ ترکمانون کے باعث ہندوستان کے راجون کو حوصلہ جنگ پیدا ہوا آیا جو بتخانہ محمود نے بگاڑے تہے وہ پہر قایم ہو گیے اور راجاؤن کی کثرت نذورات سے بہت سی دولت جمع اور بدستور پرستش شروع ہو گئی حتے کہ اونہون نے لاہور پر جو دار الخلافت اہل اسلام کا تہا محاصرہ کیا جو سات مہینہ تک رہا آخر کار محصورون نے نکل کر ہندون کو ہٹا دیا

سن اٹھارہ سو انچاس عیسوی میں سلطنت مودود کی بھی ختم ہوئی بعد اوس کے غزنی میں نو برس کے عرصہ
میں چار بادشاہ ہوئے پھر سن [illegible] میں سلطان ابراہیم تخت نشین ہوا وہ بہت پرہیزگار اور
صاحب علم اور شرع پر بہت چلتا تھا اوسنے قرآن شریف [illegible] اپنے ہاتھ سے لکھا اس کے
عہد میں ترکمانوں نے پھر دست درازی شروع کی مگر آخرکار بندوبست ہوا کہ طرفین اپنی اپنی حد
مقبوضہ پر قائم رہیں بعد اس فیصلہ کے ہندوستان میں ایسی ایسی فتوحات حاصل کیں کہ
اس کے کسی بزرگ کی خواب میں نہ آئی تھیں اس آمد و شد میں اوس نے ایک لاکھ ہندو
قید کر کے غزنی کی طرف روانہ کیا بعدہ چالیس برس تخت نشین رہا سن ایک ہزار
اٹھانویں عیسوی میں فوت ہوا اوس کے بعد اوس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور سولہ برس
بادشاہ رہا اوسکی عہد میں نہ کوئی خانگی جھگڑا اور نہ کوئی باہر کا حملہ ہوا ارسلان اس کے ولیعہد
بادشاہ ہوتی ہی اپنے بھائیوں کو قید کرنا شروع کیا اور بہرام اوسکے بھائی نے بحمایت ترکمان
ایسا سر شورش اوٹھایا کہ ہر طرف بد انتظامی نے منہ دکھایا آخرکار ارسلان بعد سلطنت سہ سالہ
مر گیا اور بہرام تخت نشین ہوا اوس نے اہل علم کی قدردانی شروع کی اور پینتیس ۳۵ برس تخت نشین رہا
اور بعد ازاں غوریوں کے جھگڑے میں گرفتار ہو کر ذلیل ہوا قطب الدین محمد غوری نے بہرام کی دختر سے
شادی کی جسکی بعد وہ قتل ہو گیا پھر سیف الدین غوری نے اپنے بھائی قطب الدین کے قصاص
لینے پر کمر باندھی بہرام کو غزنی سے نکال کر خود مختار بن گیا مگر رعیت نے نہ مانا بہرام اس باعث سے
پھر ظفریاب ہو کر اپنی سلطنت پر قائم ہو گیا اور سیف الدین صاحب بعد تشہیر قتل کرائے گئے
پھر اوسکا بھائی علاؤ الدین غوری قصاص لینے آیا اور ایسا لڑا کہ بہرام ہندوستان کو بھاگ
گیا اور سن گیارہ سو باون میں مر گیا اس طرح ان کے خاندان کی حکومت موقوف ہوئی خسرو شاہ
ولد بہرام نے لاہور میں آکر بعالم مجبوری دار السلطنت بنایا اور علاؤ الدین نے غزنی کو خوب لوٹا
اور اس قدر لوٹ اور قتل کی کہ اوسکو جہاں سوز خطاب ملا خسرو شاہ بھی سات برس تک
لاہور میں سلطنت کر کے مر گیا بعد ازاں فرزند اوس کا خسرو ملک تخت نشین ہوا

غوری بہ حمایت محمد غوری ادہر متوجہ اور بہار بکرو فریب یہہ ملک بہی خسرو سے لیا پہر بیان
بہی سلطنت غوریا کی ہوئی قطب الدین کو ہندوستانی صوبون کے مفتوح کرنے پر مقرر کیا سن گیارہ نیانوین مین وہ
بہار کی طرف گیا اور اوسکی دار الخلافت کو لوٹ کر تمام ملک کو مطیع کیا اور بعد دو برس کے بہت
سی غنیمت لیکر اپنے مالک کی پاس دہلی مین آگیا ارکان دولت اسپر حسد سے جانے لگے چنانچہ ایکدفعہ
سر دربار تذکرہ ملک بہار کا درمیان آیا درباریون نے کہا کہ اسکی شجاعت کا امتحان ایک ہاتہی لڑنے
والے سے ہو سکتا ہے قطب الدین نے جو کہ اول ہی سے اپنے اس سپہ سالار پر کچہہ رشک
رکہتا تہا اس امر کو قبول کیا مست ہاتہی سے لڑنے کا حکم دیا اس نے ایک ضرب شمشیر سے ہاتہی کو
بہگا دیا آقا اس کا خوش ہوا اور بجلدوی اسکی حاکم بہار کر کے اسکو حکم فتح کرنے بنگالہ کا دیا اس
اس وقت بنگالہ مدت مدید سے دید یعنی حکیمون کی حکومت مین تہا اونہون نے اپنا سمت بہی جاری
کیا تہا جسکو اکبر نے بے رواج کیا تہا اوسوقت لچہمن نے جو آخری راجہ ۔ ہان کا حاکم تہا اس طرف
یورش کی اور شہر ندیا مین معہ سترہ سپاہیون کی داخل ہو کر قتل شروع کی راجہ یہہ سن کر خایف ہو
جگن ناتہہ کی طرف بہاگ گیا ملک فتح ہو گیا فقط سن بارہ سو چہہ مین محمد غوری فوت ہوا بباعث
لاولدی اس کی بادشاہت مین تکرار رہا قطب الدین حاکم دہلی سب باقی ماندون مین
طاقتمند تہا محمود محمد غوری کے بہتیجے نے شہر غور پر اور الدوز نے قابل و قندہار پر قبضہ
کر لیا قطب الدین نے ہندوستان کی سلطنت کا دعوی کیا الدوز نے اس سے مقابلہ کیا مگر
شکست پائی قطب الدین یہہ فتح حاصل کرتی ہی غزنی کی طرف چلا گیا جہان جاتی ہی اس کے سر پر
تاج رکہا گیا بعد چندی وہ آرام طلب ہو گیا الدوز نے یہہ غنیمت جانکر اسپر حملہ کیا اور اس کو پہر ہندوستان
مین بہیٹہا دیا اس نے اگر ہندوستان مین بہت لیاقت سی حکومت کی مگر افسوس کہ بعد اقا کے پانچ برس
زندہ رہکر سن بارہ سو دس مین فوت ہو گیا بعد قطب الدین کے اس کا بیٹا مسمی آرام تخت نشین ہوا اس سے
انتظام بخوبی نہو سکا شمس الدین ایک شخص عالی خاندان سے غلام قطب الدین کا تہا جسکو ہوشیار
دیکہکر قطب الدین نے اپنا داماد بنایا تہا بعد ایک سال کے وہ آرام کو معزول کر کے بادشاہ ہندوستان

کا ہوا اور پچیس سال تک کی سلطنت کرتا رہا اس کے دسویں سال جلوسی میں جلال الدین شاہ خوارزم
جسکو وہاں کے مغلوں نے وہاں سے خارج کر دیا تھا ہندوستان میں آیا التمش کی فوج نے اس کا
مقابلہ کیا اس اثنا میں التمش کے چند مسلمان صوبے سرکش ہوئے ہندو راجوں کا بھی تردد باقی
تھا وہ اون کے زیر کرنے کی طرف متوجہ ہوا مالوے کی طرف گیا شہر اجین میں مہاکال کی
مورت معہ مورت دیوی دہلی میں لایا جسکو مسجد جامع کے دروازے پر توڑ ڈالا بعد التمش کے
چھ مہینے اسکا بیٹا تخت نشین رہا جسکو امیروں نے نالائق دیکھکر معزول اور رضیہ دختر التمش کو اورنگ
آرای خلافت کیا سن گیارہ سو نواسی عیسوی میں بعد ازاں اوسکی خاندان سے اور بادشاہ
ہوئے پھر سن بارہ سو اٹھاون میں چنگیز خان کے بیرہ ہلاکو کا ایک ایلچی شاہ دہلی کے پاس آیا وہ پچاس
ہزار سوار اور دو ہزار ہاتھی لیکر اوسکی استقبال کو گیا ترک و شان سے ملاقات ہوئی الغرض وہ
ایلچی واپس چلا گیا مغلوں کے حملہ سے ہند محفوظ رہا شاید باعث یہ تھا کہ اونکو ملک ایران
میں بہت کار رہتے تھے اس سلطنت کی طرف متعرض ہوئی بعد ازاں سن بارہ سو
چوہتر میں غیاث الدین خلف التمش جو حاکم بنگالہ کا تھا بادشاہ ہوکر آیا اوسنے بلبن کو وزیر مقرر کیا وہ بڑا
دانا مدبر بہادر آدمی تھا اوسکی تدبیر سے ملک نے رونق تازہ پائی سرکش راجے مطیع ہو گئے مگر سرحد
کی طرف مغلوں نے کابل قندہار ہرات پر قبضہ کرکے متورا اوٹھایا ہوا تھا اس واسطے دریائی
سندھ کی حفاظت کا بڑا عہدہ تھا اسپر بلبن کا بھتیجا مسمی شیر خان مقرر ہوا اوسنے پنجاب کو اونکے حملوں
سے بچایا ملکہ غزنی سے بھی مغلوں کو نکال دیا مگر افسوس کہ ساتویں سال جلوسی میں علاوالدین نے ملک
فریب سے معزول کیا اس باعث سے انتظام میں فرق آیا اراکین دولت نے پھر اوسکی فرمائش کی اپنی
فوج جمع کرکے بادشاہ سے مقابلہ کیا بادشاہ مقاومت نہ کرسکا پھر بلبن وزیر ہوا سن بارہ سو چھیاسٹھ
عیسوی میں بادشاہ مر گیا بعد اوسکے اوسکا وزیر بلبن بادشاہ ہوا اوسکی علم و عقل کی ایسی شہرت
ہوئی کہ شاہان ایران و تاتار نے اوسکی محبت کی آرزو کی اوسنے یہ معمول رکھا کہ کوئی ہندو
عہدہ دار ہونے پاوے اوسکی عہد کی مسلمان دہلی کے دربار کو نہایت خلیق اور عظیم الشان خیال

کرتے تھے اسی اثنا رمین اوسکے ایک امیر طغرل خان صوبہ دار سیدنے نمک حرامی کی اور بعد تردد سخت کے بہاندی کی طرف بہاگ گیا بلبن کے تیرسے مارا گیا مغلون نے اکثر ملتان پر قبضہ کرلیا بلبن کے بیٹی محمد شاہ نے فوراً اونکو وہان سے نکال دیا اوس کے دوسری سال تیمور خان فارس کے مشرقی حصہ کا بادشاہ تہا مغلون کی شکست کا بدلہ لینی کو چڑہ آیا محمد شاہ نے اوس کو بہی شکست دی مگر چونکہ اوس نے دشمن کا پیچہا حد سے زیادہ کیا اس باعث سے وہ کسی جنگل مین بجمعیت دو ہزار سوار زمرہ فوج دشمن مین اکر قتل ہوا جب بلبن نے یہہ حال سُنا تو عمر ہشتاد سالہ سن بارہ سو چہیاسی مین اپنی جلوس کی اکیسوین سال بارے غم کے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور مرنی سے پہلی اپنے فرزند فیرا خان کو ولی عہدی سے معزول کرکے کیخسرو خلف محمد شاہ مقتول نبیرہ اپنی کو ولی عہد مقرر کیا چونکہ کیخسرو کا مزاج تند تہا اسواسطے چند سرداروں نے بمشورت فوجدار دہلی فیرا خان کے بیٹی کیقباد کو تخت نشین کردیا وہ بادشاہ ہوتی ہی عیش و عشرت مین مشغول پڑ گیا اور کاروبار انتظام شاہی کو اپنے وزیر نظام الدین کی سپرد کردیا اوسوقت فراخان دکہن مین بڑا زور آور صاحب سپاہ تہا نظام الدین بدذات وزیر در صدد اس بات کی ہوا کہ خود مختار بادشاہ ہوجاوی اگرچہ فراخان نے اس حال سے اپنی فرزند کو خبر دی مگر وہ خواب خرگوش مین رہا آخر الامر وہ خود دہلی کی طرف آیا اوس بدذات نظام الدین نے کیقباد کو اس امر کی ترغیب دی کہ باپ سی لڑے اسپر وہ فوج کشی کرکے لب دریا جا پہونچا جب فراخان نے دیکہا ضرور لڑائی ہوگی تو اوس نے اپنے بیٹی کیقباد کو لکہ بہیجا کہ قبل از جنگ ایک دفعہ میری ملاقات کرلے اگرچہ کیقباد نے تو اس امر کو منظور فرمایا تہا مگر بدذات وزیر نے پہر بہی یہہ تجویز دی کہ باپ بیٹی کی ملاقات کی واسطے قدم بوسی تسلیمات بجا لاوی باپ نے بہرحال قبول کرلیا بوقت دربار فراخان اپنے بیٹی کیقباد کی سلام کی واسطے آیا تو نقیب نے پکار کر کہا کہ حضور فراخان بصد التجا حاضر ہے یہہ سُنکر فراخان چشم پر آب ہوا اور کیقباد بہی یہہ معاملہ نہ دیکہہ سکا اور تخت سی اوترا باپ کے قدمون پر گر پڑا باپ کو تخت پر بیٹہا کر دست بستہ فدویانہ ہوگہڑا بعد ازان چند روز پدر و پسر یک جا رہے فراخان نے اوس کو نصیحت کی کہ

اس رنیہ مدداتسی کبارہ کر اوسکو بعیحت کار کر ہوئی اور بدستور مشغول عیش و عشرت رہا
آخر کار دربار میں کچھ فتور شروع ہوا مغلوں نے بادشاہ کی طرفداری کی اور خلجیوں نے
ایک نئی بادشاہ بنانے کا ارادہ کیا اس آثار میں بادشاہ مفلوج ہوگیا اور خلجیوں نے شارستہ
مدداتکیقباد پر خروج کرکے سوٹوں سے خیمہ میں مار ڈالا مغلوں کا کچھ بس چلا اس صورت سے
خاندان غوری تمام ہوا بعد اوسکے وہی سلطان جلال الدین تخت نشین ہوگیا جسے ایک نیا خاندان خلجیوں
کا بنایا وقت تخت نشینی کے عمر اوسکی ستر برس کی تہی اوسنے استقلال پیدا کرتی ہی اپنے معقول
اتالیک و وردسال لڑکی کو بہی مروا ڈالا مگر بعد ازاں اوس نے کوئی خون نہ کیا لوگوں پر بہت رحم
کیا کرتا تہا اس واسطے بلوا میں کثرت ہوئی لیکن سردار بہی اوسکی اطاعت نہ کیا کرتے تہے اوسکی
آثار سلطنت میں ایک سرکشی ہوئی جس میں مفسد گرفتار ہوکر آئی اوس نے اونکو معاف کیا اس سے
سردار اسیر متبدل ہو گئے کیونکہ اونہوں نے مشورت دی تہی کہ مفسدوں کی آنکہیں نکالی جاویں مگر اوسنے
کہا کہ میں اب ضعیف ہوں میں نہیں چاہتا کہ خونریزی کروں بعد ازاں اس بارہ سو ترانویں عیسوی
میں بادشاہ کے بہتیجوں نے جیدیری کی جنوب والے ہندوراجاؤں پر چڑہائی کرکے واسطے اجازت
حاصل کی اور بندا کی پار ہوکر دیوگڈہ کے راجہ پر کوچ کیا وہاں رام دیو راجہ اوسنے لڑا آخرش
وہ علاء الدین اوسکی بہتیجے کے ہاتہہ آیا پہر رام دیو کے بیٹے نے مادر یار کرکے اوس کو ہٹا کر ملک معرف
سیہ سالار علاء الدین کی نہ دیکو نہ آتا تو بہت تباہی کا ڈر تہا ملک معرف سی مبادرڈ گئے اور علاء الدین
نے بطور جریہ رام دیو کی بیٹے چہہ سو من موتی اور دو من الماس لال زمرد یاقوت اور اسی قدر سونا
چاندی لیا یہہ معاملہ قریں قیاس نہیں مگر شاید کہ اوس وقت کاس اس وقت کے من سے کم ہوگا
اس مہم سے اہل اسلام پر ظاہر ہوگیا کہ ہندو راجہ بالکل بیدل اور ڈرپوک ہیں جب بادشاہ کو
خبر ہوئی کہ اوسکی بہتیجے علاء الدین نے ایسی فتح نمایاں حاصل کرکے اس قدر دولت جمع کی ہی کہ
اس سے پہلے کسی بادشاہ کی ہاتہ نہ آئی تہی وہ در صدد اس کے ہوا کہ یہہ دولت اسکی خزانہ
میں داخل ہو اسیر بہت بارک بارک گفتگو میں دربار میں بطور سرگوشی ہوتی رہیں جب علاء الدین نے

سمجھا کہ میری دشمن دربار مین بہت ہین تو اوسنی ارادہ کیا کہ بادشاہ کو قتید ... بہیجی
بادشاہ کو پیغام بہیجا کہ اگر میری ملاقات کو آدی تو تمام خزانہ ہی اوس کا ہی غرض وہ گیا اور
الماس بیگ برادر علاؤالدین نے اوسکو راہ مین مار ڈالا اور اوسکی سر کو برچہی پر چڑہا کر اوسکی
فوج مین بہیجا بعد اوسکی علاؤالدین دہلی کو کوچ کر آیا اور بادشاہ کے لڑکے کو خارج کر کے سن
بارہ سو چہیانوین مین تخت نشین ہوا بہہ سنکر مغلون نے معہ دو لاکہہ سوار کنارہ سندہ پر یورش
کر کے فتح پائی اور دہلی کو محصور کر لیا علاؤالدین تین لاکہ سوار سے باہر نکلا اور ظفر خان سپہ سالار
کو مقابلہ دشمن روانہ کیا ظفر خان نے خوب شجاعتین دکہلا کر مغلون کو ہٹا دیا پہر علاؤالدین نے چاہا
کہ ایک نیا مذہب اپنا جاری کرے اور یہہ بہی لکہا کہ محمد صاحب علیہ الصلوۃ والسلام نے دانائی سے
ایک مذہب بنایا تہا مگر وزیرون نے اوسکو اس ارادہ لغو سے باز رکہا پہلی وہ بے علم تہا پہر اوس نے
اس ضعیفی کے عالم مین علم فارسی خوب حاصل کیا ماسوا اسکے شراب بکثرت پیا کرتا تہا اس اثنا مین
جس ملک مین فساد شروع ہو گیا جب اوسنی باعث فساد دریافت کیا تو امیرون نے کہا کہ آپکی شراب
پینی مین یہہ بے عوریان واقع ہوئی ہین اسپر ممانعت شراب کی بلکہ یہہ کثرت ہوئی کہ گلی کوچون
مین شراب کی دریا نکلی الغرض ایسی ایسی حرکات اس سے سرزد ہوتی رہین اوسوقت اوس کے
فوج کا تعداد چار لاکہہ پچہتر ہزار تہا سن تیرہ سو تین عیسوی مین تلنگانا مین فوج بہیجی اور پدمنی
بی بی راجہ بہیم سین کی جورو کو لینے کا ارادہ کیا اور بوقت محاصرہ محصورون کو پیغام بہیجا گیا کہ وہ
بی بی دیدو مین چلا جاؤنگا اوہنون نے نہ مانا پہر اوس نے کہا کہ ایک دفعہ دکہا دو مین ہٹ جاؤنگا
راجہ نے یہہ امر قبول کیا بعدہ راجہ اوسکی لشکر مین سیر کرنے آیا اس نے اوسکو پکڑ لیا اور کہا کہ بی بی
دیدی ورنہ خلاص نہوگا جب پدمنی نے سنا تو اوسنی کہا کہ مین اس شرط سے آتی ہون کہ میری سواری
میرے قدر کی موافق وہان آوے اوس نے قبول کیا تو سات سو ڈولی اوسکے ساتہہ
آئی اگرچہ ظاہراً ان مین اوسکی سہیلیان معلوم ہوتی تہی مگر فی الاصل مسلح سپاہی ہمراہ
لائی تہی اس حیص بیص مین اوس نے اپنی شوہر کو بیٹہا کر نکال دیا اسپر بڑی لڑائی ہوئی

زمانہ لڑ مرا اور بد مستی آگ میں جلکر خاکستر ہو گئی علاء الدین نے اوس ملک کو خوب لوٹا اور پہر آکر
خوب خوب عمارتیں مساجد وغیرہ تعمیر کرائیں اور عیش و عشرت میں ایسا غرق ہوا کہ دین و دنیا
کی کچہ خبر نہی اس آثار میں ملک کافور اوسکی سپہ سالار نے ارادہ بادشاہی کا کیا قدرت
الہی علاء الدین بیمار ہو کر سن تیرہ سو سولہ میں مرگیا اوسکی سکہ میں سکندر ثانی لکہا ہوا تہا یہہ
مقولہ بیشک درست تہا کیونکہ وہ بڑا اولو العزم بادشاہ تہا ملک کافور نے اوس کے مرنے کے
بعد اوسکی دو فرزندان خاص کی آنکہیں نکلوا کر اوسکی چہوٹے فرزند کو بایں خیال تخت نشین ہوا
کہ وہ لڑکا ہے کچہہ جواب نکریگا بعد ازاں جب اوسکی لڑکے نے ہوش سنبہالی تو کمینہ پروری
شروع کی اگرچہ اس نے بہت ملک فتح کیئے لیکن یہہ کام بہت برا کیا کہ ملک خسرو کو اپنا مصاحب
عظیم الشان بنایا جس نے بادشاہ ہونے کا ارادہ کرکے اسکو مصروف عیش و عشرت رکہا سردار
کیا ملک اوس سے خوب خوب رسوائیاں کرائیں جب وہ قوم میں بدنام ہوگیا تو اوسی مردود نے مار ڈالا
اور خاندان خلجیوں کا ختم اور خسرو ملک بادشاہ ہوگیا پہر غازی بیگ تغلق صوبہ دار ملتان پنجاب
میں فوج کثیر جمع کرکے سر شورش لایا اور خسرو ملک کو قتل کرکے خسرو خود تخت نشین ہوا بعدہ
اپنا نام غیاث الدین رکہا یہہ تغلق اصل میں نسل کا ایک غلام بدرجہ کمال دانا عقیل اور مدبر
تہا اس کے بعد اوس کا بیٹا الف خان ولی عہد مقرر ہوا بعد چندی ایک حویلی کے نیچے
غیاث الدین دبکر مرگیا کہتے ہیں کہ اس میں کچہ فریب بہی الف خان کا تہا بعد ازاں سن
تیرہ سو پچیس عیسوی میں الف خان تخت پر بیٹہہ کر محمد تغلق مشہور ہوا اپنا بد خصلتوں کے
دیوانہ پن بہی اوسکی مزاج میں بدرجہ اتم تہا اگرچہ وہ خود ہر علم میں ہوشیار بلکہ حکمت یونانی
بہی نحوی واقف اور ترقی بہی دل و جان سے چاہتا لیکن تو بہی اسکی عہد سلطنت میں بہت
بہت آفتیں برپا ہوئیں کیونکہ اسمیں عیب جنون بیرحمی بدرجہ کمال تہا اس کے عہد میں مغلوں
نے یورش کی اوس نے اپنے آپکو ناقابل مقابلہ خیال کرکے بہت سا روپیہ اونکو دیکر واپس کیا
اور ایسا سخت محصول اپنی رعایا پر مقرر کیا کہ زمیندار زمین چہوڑ چہوڑ کر بہاگ گئی علاوہ اوس کے اونے

ایک سکہ جسکا نام دحل رکھا تہا مس سے بنا کر خاطر خواہ قیمت پر چلایا اوس سے لین دین مین
ابتری کلی آگئی اس حالت مین اوسنے چین پر چڑہائی کی اور وہان بہ ندامت تمام واپس آئے
پرسن تیرہ سو اڑتیس مین اوسکے بہتیجے بہرام اسپ صوبہ دار ساگر نے تخت کا دعوی کیا
مگر آخر کار گرفتار ہوا اسنے غیرت کے واسطے پوست جسم سے اوکہڑوا دیا بعد ازان دیوگڈہ کو اپنا دارالخلافت
بناکر اراکین دولت کو حکم دیا کہ معہ عیال و اطفال وہان جا کر بسین اس باعث دہلی ویران ہوگئی
اور پہر بہی آباد نہوا بعد محمد تغلق کے اوسکا بہتیجا فیروز تغلق بادشاہ ہوا اوسکا مزاج خاص برخلاف اوسکے
نرم مزاجی مین بہت مشہور تہا چونتیس برس سلطنت کر کے فیروز تغلق نے سن تیرہ سو اٹہتر مین اپنے
بیٹے محمد کو جو تغلق ثانی کہلاتا تہا سلطنت سپرد کی اس نے بادشاہ ہوتے ہی باپ کے وزیرون کو بدرجہ
غایت تنگ کیا اور عیش و عشرت مین ایسا مشغول ہوا کہ ہر طرف سے فساد اٹہا دہلی مین ایسی قتل عام
ہونے لگی کہ کشتون کی پشتی لگ گئی پہر فیروز تغلق ضعیف بادشاہ نے نظم و نسق سلطنت کا
اپنے ہاتہہ لیکر بعد چندے اپنے پوتے عنایت الدین کو تخت نشین کیا اور خود سن تیرہ سو اٹہاسی عیسوی کے
مین مرگیا پہر دس برس مین چار بادشاہ تخت نشین ہوئے خاندیس اور گجرات اور جون پور خود مختار ہوگئے
فیروز تغلق کے عہد سے دلاور خان غوری مالوے کا صوبہ دار مقرر تہا وہ بہی خود مختار بن گیا جب تیمور
شاہ نے حال ان ابتریون کا سنا تو اپنی بے رحم فوج کو ہمراہ لیکر ہند پر چڑہ آیا یہہ تیمور بڑا بیرحم اور
بڑا بادشاہ مغلون کی ایک شریف خاندان سے تہا اس خاندان کے لوگ مدت مدید چنگیز خان کی
اولاد کی نوکری مین رہے تہے اور اس لئے خود جوانی کے وقت چوبیس برس کی عمر مین اس اپنے آقا سے
حاکم ماوراء النہر کی خوب خدمت کی جسکے عوض مین اس نے اپنی بہن کی شادی امیر تیمور سے کردی
بعد تین برس کے جب وہ فوت ہوگیا تو یہہ خود تخت نشین ہوکر سمرقند مین رہنے لگا وہ انسان کی عقل
سے حیوان کے موافق خوش ہوتا اور بعضے وقت آدمیون کے سرون کو مینار کی صورت بنا کر طبع کو بہلاتا
تہا تین برس تک اوس نے ایران کو لوٹا اور اپنے پوتے پیر محمد کو فوج دیکر ہندوستان کی طرف بہیجا اسنے
ملتان کے متصل سخت لڑائی کی امیر تیمور سے مدد مناسب ملی بعدہ اسی زور و شور سے امیر تیمور بتاریخ ۱۲ ستمبر

سنہ ۱۳۹۸ء مانزیں دستی سواران کی ہمراہ لیکر دریا سندہ پر خیمہ زن ہوکر جہاں سی سکندر اوترا تہا
پایاب اوترا یا جن سرداروں نے کہ پیر محمد سے سرکشی کی اونکو قتل کیا پہر سورستی پر حملہ کرکے
شہر کو جلایا جب دواب میں آیا تو بادشاہی فوج اسکی تہیر لگی جسکا سپہ سالار اقبال خان تہا جب اوسنی
دیکہا کہ لائق مقاومت کی نہیں تو دہلی کو لوٹ گیا کہتی ہیں کہ امیر تیمور کو شوق دہلی کی دیکہنی کا ازحد
کمال تہا اوسکی فوج نی اس قدر قیدی گرفتار کئی تہی کہ اونکی خوراک بہم ہونیا نی مشکل تہی ایک روز
اوس نے اون کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اون قیدیوں میں ہندو قیدی بہت ہیں اس پر اوس نے
اوسی وقت ایک لاکہہ آدمی کے مارنی کا حکم دیا تا حفاظت قیدیاں کا فکر نہ ہو بعد ازاں شاہ دہلی
جنگ کی واسطی باہر آیا اوس وقت اوسکی فوج کی ساتہہ ایکسو بیس ہاتہی تہی وقت مقابلہ یہہ اتفاق ہوا کہ
ہاتہی ڈرکر پس وپا ہوکر شور مچانی لگی اوس امر کو تیمور کی فوج نے غنیمت جانا اور بہت زور سی حملہ
کیا حتی کہ دشمن کو ہٹایا رات کی بادشاہ گجرات کی طرف بہاگ گیا اور اوسکی وزیر نی مقام برن میں پناہ
لی اور بقیہ سرداروں نی شہر تیمور کی سپرد کر دیا قبول کیا اوسی بہت روپیہ لیا کرکے قتل اور غارت
سی شہر کو امان بخشی بعد ازاں بروز جمعہ اپنی تئیں شہنشاہ ہند مشتہر کیا مگر شہر کی قاضیوں نی اناج دینا
تیمور سی انکار کیا اس واسطی تیمور کی فوج نی شہر میں قتل اور غارت شروع کی الغرض تیمور نی سولہ
دن شہر میں رہ کر کوچ کی تیاری کی اس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اوس کا ارادہ بادشاہی کا نہ تہا
بلکہ اوس کی دلی تمنا یہہ تہی کہ لوٹ مار کی اپنا نام مشہور کری اوس نے میرٹہہ میں غارت کرکے کوہ ہمالہ
تک خوب لوٹ مار کی اور خضر خان کو حاکم ملتان و دیپالپور بنا کی اپنی ملک کو واپس چلا گیا اور
اپنا نام تیمور شاہنشاہ ہندوستان مقرر کیا پہر سنہ ۱۴۱۲ عیسوی میں محمود تغلق آخری بادشاہ
تغلقوں کا بہی مر گیا جسکی بعد خضر خان دہلی کی تخت پر بیٹہا یا نچویں شاہ اہل اسلام کا خاندان ہوا
اوسکی خاندان کو سیدوں کا خاندان کہتی ہیں اوس نے اپنی آپ کو نایب تیمور مشہور کیا
اور چہتیس برس بادشاہی کی بعد ازاں مبارک خان اوس کا بیٹا تخت پر بیٹہا مگر چار برس کے بعد
ہندوں کی ہاتہہ سی قتل ہوا پہر سرور الملک جو اوس کا بانی قتل تہا اوسکی بیٹی محمد شاہ کو اوسکی

جلہہ بیٹہا یا بعد اوس کے سید علاؤالدین او[illegible] بیٹہا [illegible] صوبجات خودسر ہوگئے اور تیرہ آدمی
خودسر ہوکر حکمران بن بیٹھے اوس نے شہر بداون مین ایک باغ بنوایا جسکی آرایش مین بدل وجان
مصروف رہتا تہا جب چارون طرف سے غدر شروع ہوا تو اوس نے وزرا سے صلاح پوچھی اونہون نے
اپنی ہمہ دانی کی باعث یہہ صلاح دی کہ حمید وزیر اعظم کو معزول کردیا جاوے اوس نے ایسا کیا وہ
دہلی مین بہاگ آیا اور شاہی زنانہ کو روانہ بداون کرکی کل جایداد پر قابض ہوگیا اور بہلول لودی
کو لکھہ بہیجا کہ آؤ میدان خالی ہے وہ جلد تر آکر سن چودہ سو پچاس ہین تخت نشین دہلی ہوگیا اور سید علاؤالدین
شاہ دہلی کچہہ جاگیر لیکر بداون مین جا بیٹہا اور سن چودہ سو اٹہتر عیسوی مین وہین مرگیا پہر حسین شاہ
نے اپنی جاگیر پر قبضہ کرکے دہلی تک لوٹنا شروع کیا جب بہلول کو خبر ہوئی تو جلد آکر اوسکی ساتہہ کئی
بار لڑا ہر بار شکست پائی بعد ازان دریای گنگ اوسکی حد ٹہری سن بعد اوسی اپنے آپ کو ضعیف
دیکہکر سلطنت اپنی بیٹون مین تقسیم کردی سکندر لودی ولیعہد تخت دہلی کا مقرر ہوا بعدہ سن
چودہ سو اٹہاسی مین بہلول لودی اڑتیس برس سلطنت کرکی مرگیا جسکی بعد سکندر لودی سریر آرا حکومت
ہند ہوا کہتی ہین کہ یہہ سکندر لودی ہندون کی مذہب کا بڑا دشمن تہا چنانچہ اوس نے کئی مندر گرائی
اور اونکی مصالح سے مسجدین بنوائین متہرا مین اوس نے روبروے زینہ ہای جمنا کئی مسجدین اور ایک بازار
نیا بنایا اور پہر ہندو وہان مندرون کو بنانے سے منع کیا بعد اوسکی سن پندرہ سو سترہ مین اوس کا بیٹا
ابراہیم لودی بادشاہ ہوا اوس کے وقت مین بہت سی خوف امیرون کو پیدا ہوئی چنانچہ دولت خان
حاکم ملتان نے اپنا بچاؤ نہ دیکہکر کابل سے بابر کو جو مغلون کا بادشاہ تہا واسطی فتح ہندوستان کے
بلایا مگر اوس سے پہلی ابراہیم کا بہائی علاؤالدین کابل مین بدرخواست امداد جا پونہچا تہا وہ بابر سے
مدد لیکر ہندوستان پر حملہ آور ہوا تہا مگر اوس نے کامل فتح نہ پائی دوسری سال بابر خود فوج لیکر آیا اور
پانی پت مین ابراہیم مارا گیا اس طرح سے سن پندرہ سو چہبیس مین سلطنت لودیہ بہی تمام ہوئی

نقشہ شاہان

فہرست شاہان قوم سادات جو دہلی کی ۳۷ سال تک بادشاہ رہی

نام بادشاہ	سنہ جلوس	سنہ وفات	میعاد سلطنت	کیفیت
سید خضر خاں	سنہ ۱۴۱۴ء	سنہ ۱۴۲۱ء	۷ سال	مختصر و موزون حال اس کا اوپر تحریر ہوا ہے
سید مبارک شاہ	سنہ ۱۴۲۱ء	سنہ ۱۴۳۵ء	۱۴ سال	
سید محمد شاہ	سنہ ۱۴۳۵ء	سنہ ۱۴۴۵ء	۱۰ سال	
سید علاؤالدین	سنہ ۱۴۴۵ء	سنہ ۱۴۵۰ء میں معزول ہوا سنہ ۱۴۷۸ء میں مر گیا		یہہ شخص جنم کسیدہ خاندان سادات شاہان دہلی ہوا کہ بڑا کم حوصلہ اور عیاش بہت زیادہ تھا اسکی عہد میں نہایت ضعف سلطنت میں آگیا اور لودی بادشاہان ہو گئے ہے

نقشہ خاندان و سلطنت لودیہ شاہان دہلی

نمبر شمار	نام بادشاہ	سنہ جلوس	سنہ وفات	میعاد سلطنت	کیفیت
۱	شاہ بہلول لودی	سنہ ۱۴۵۰ء	سنہ ۱۴۸۸ء	۳۹ سال	
۲	شاہ سکندر	سنہ ۱۴۸۸ء	سنہ ۱۵۱۷ء	۲۹ سال	
۳	ابراہیم شاہ	سنہ ۱۵۱۷ء	سنہ ۱۵۲۶ء	۹ سال	یہہ بادشاہ بابر کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا اور سلطنت لودیہ ختم ہوئی ہے

ذکر سلطنت مغلیہ و تخت نشینی بابرؔ بادشاہ

ابراہیم لودی مارا گیا اور بابر نے سنہ پندرہ سو چھبیس عیسوی میں دہلی کے تخت پر اجلاس کیا مگر اس باعث سے بابر کی سلطنت کو استقلال نہوا کہ پٹھانوں کو سردار جو مختلف اضلاع افغانوں کی چاہتے تھے اس واسطے خاصمت تھا اور راجپوت بھی جو ہندوون مین بڑے شجاع علی العموم مشہور ہیں افغانوں کو چاہتے ہے اوسکے واسطے ایک لاکھ آدمی بسرگردگی مسمی محمود جو شاہ مقتول کا بھائی تھا ہندوستان کی طرف جمع ہوا اور بابر چاروں طرف سے دشمنوں کی نرغہ مین آگیا مگر تاہم وہ ایسا

شجاع تہا کہ اوس نے اس امر سے ذرا بہی خوف نہ ... اوسکی ... نے صلاح دی کہ
آپ دریای سندہ پر چلے جائین پر اوس عالی ہمت بادشاہ نے اتنی بڑی سلطنت کا چہوڑ
دینا مناسب نہ جان کر اون کو جواب دیا کہ مقتضای غیرت یہہ ہی کہ لڑائی کی جاوی کیونکہ افغانون
کی مددگاری ہندو لوگ ہین اور ان سی جہاد کرنا عین ثواب ہی کہتی ہین کہ بابر شراب پیتا تہا اور
اس واسطی اجل فوج اوس کے امام بنانے سے انکار کرتے تہی اس امر کا انتظام کیواسطی حکمت عملی کر کی
اوس نے چہٹ پٹ توبہ کی اور جس قدر شراب کے برتن سونے چاندی کی تہی سب فروخت کر کے فقرا
و مساکین کو للہ تقسیم کر دی یہہ معاملہ دیکہہ کر تمام فوج مستعد و مطیع ہو گئی بابر کو بندوقچیان پیادہ اور
توپخانہ والون پر بڑا بہروسا تہا اس واسطی کہ اوس کے زمانہ سی پہلی ہندوستان مین توپخانہ اور
فوج پیادہ کا رواج بہت کم تہا بروقت مقابلہ کے توپین آگی لگای گئین اور ان کی پیچہی پیادی اور
بائین طرف توپون کی سوار علی الصباح پٹہانونکی فوج نے آگی بڑہ کے اوس کے یمین و یسار کو گہیر لیا
مگر وہ بہی توپخانہ کی مدد سی اون کو ہٹاتا رہا جب بابر نے دیکہا کہ غنیم کی فوج دو چار حملہ علی التواتر کر کی
تہک گئی تو اس نے بہی دو دستہ فوج کی ہمراہ لیکر ان پر دہاوا کیا مخالف تاب مقابلہ کی نہ لا کر بہاگا
اور نیز بہت سی نامور سردار مارے گئے اگرچہ بابر کی مخالف جو بڑی قوی اور زور آور تہی تتر بتر ہو گئی مگر
پہر بہی اس سبب سے کہ سرکشان کابل اور ہندوستان اوسکی عیش کو منغص کر دیتے تہے دلجمعی سے بادشاہت
کرنی اوس کو نصیب نہوئی اور آخر چار برس کی سلطنت کی بعد سنہ ۹۳۷ع مین راہی عالم بقا ہو گیا +

تاریخ وفات بابر بادشاہ

بادشاہ دہر بابر بکمال عدل بود واقف احسان عالم معدلت آلہ + سال جان او گزیدن جا بفردوس مگوئی + جای فردوس ابد بگزید بابر بادشاہ + اس تاریخ مین ہر مصرعہ سی ۹۳۷ھ ہجری بر آمد ہوتا ہی یہہ بہ چہار مصرعہ چار مادہ تاریخ ہین اور اگر ہر مصرع کی حروف منقوطہ دوسری مصرع کی حروف معطلہ کی ساتہہ شامل کرین تو چار مادی اور نکلتی ہین مقام غور ہی کہ ایک قطعہ سی آٹہہ مادی تاریخ بر آمد کرنے صنعت سی خالی نہین فقط

ذکر سلطنت ہمایون بادشاہ

ظہیر الدین بابر بادشاہ کی وفات کی بعد سنہ ۹۳۷ھ مین ہمایون ابن بابر جو بہ دل عزیز اور عقلمند تہا تخت نشین

روای بادشاہکو علم نجوم سے خوب واقفیت تھی اس واسطے اس نے سات دیوان حالی سات ستاروں کے
نام پر سوای اور تقسیم انکی اس طرح پر کی کہ سپاہ و سالار اور فوج کے سردار جانب مریخ میں اور مفتی قاضی
جانب عطارد میں اور قاصد اور شاعر اور مسافر خانہ قمر میں اور سادات اور راگ باج والے جانب زہرہ
میں اور خود بادشاہ خانہ آفتاب میں اجلاس فرماتے تھے اگرچہ وہ ابتدائی عمر سے عیش و نشاط میں مصروف
رہا اور یکایک سلطنت کا بوجھ اوسکے سر پر پڑ گیا مگر اس امتحان میں پورا نکلا چند روز کے بعد اوسکو اتفاق
لڑائی کا بہادر شاہ حاکم گجرات سے ہوا ہمایون نے بلحاظ اتحاد مذہب کے سردار مذکور کو جب کہ وہ میواڑ
کے راجہ سے لڑ رہا تھا کچھ ایذا نہ دی تھی مگر اس نے اس امر پر خیال نہ کیا اور فوج لیکر اوس پر چڑھ
آیا وہ اس قدر تنگ ہوا کہ لاچار ہو کر شہر چانپانیر میں اپنا خزانہ رکھ احمداباد کیطرف بھاگ گیا ہمایون
نے تعاقب کرکے گجرات کو فتح کیا یہ مہم بھی کچھ ان مہموں سے کم نہ تھی جو تیمور یا بابر نے سر کی
تھیں بعد ازاں اوسکے بھائیوں ہندال اور کامران نے جو بسبب عفو جرائم اور رحم دلی اسکی
دلیر ہو گئے تھے تنگ کرنا شروع کیا چونکہ فوج شاہی اکثر زیر حکم رہتی تھی اسلیئے اونہوں نے ایک دوسرے
کی مدد سلطنت کا دعوی کیا اوس وقت شیر خاں حاکم بنگال نے جب دیکھا کہ بادشاہ گھر میں جھگڑوں میں
فوج کثیر لیکر ہمایون پر چڑھائی کی چونکہ ہمایون ملک کی بے انتظامی کے باعث سے فوج کافی جمع نہ کر سکا
اسواسطے شکست کھا کر پریشان حال آگرہ کی طرف بھاگ گیا حتی کہ ہمایون کے بھائیوں نے دیکھا کہ اسکے
بھاگنے کی سبب سے ملک ہاتھ سے جاتا رہیگا ہمایون کی مدد کو آئے مگر آپس میں کچھ دلی محبت نہ تھی ہمایون نے
ایک اور فوج جمع کرکے شیر خاں پر پھر چڑھائی کی مگر آخر کو شکست کھائی اور اگرچہ لاچار ہو کر دار الخلافت
کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے حاکموں سے پناہ کا طالب ہوا مگر کسی نے مدد نہ دی آخرکار بعد پریشانی و حیرانی کے
مالدیو راجہ اجمیر کے پاس پناہ لینے کو گیا اگرچہ اس راجہ نے بظاہر اقبال اور باطن میں چاہا کہ کسی حیلہ سے
اسکو قید کرکے دشمن کے حوالہ کر دے مگر ایک راجپوت نمک خوار قدیم ہمایون نے اس بھید سے اسکو مطلع
کر دیا ہمایون مع اپنے رفیقوں کے آدھی رات کو وہاں سے بھاگا اور سو کوس تک کہیں دم نہ لیا اثنا
میں بسبب عدم آب و دانہ درمیان ریگستان کے بڑی بڑی تکالیف اوٹھائیں سینکڑوں آدمی

اور جانور مارے پیاس کے مرگیے ہمایون کی سواری کا گہوڑا بہی سقط ہوگیا ایک سپاہی نے اپنی والدہ
کی سواری کا گہوڑا بادشاہ کو دیا اتنے مین لوگون نے اپنے پیچہے غبار اوٹہا دیکہا تو یقین جانا کہ دشمن
تعاقب کیے چلا آتا ہے اوس وقت سب کے ہوش زیادہ تر پریشان ہوگیے اور جہان تک بہاگ سکے بہاگے
اتفاقاً رات کی تاریکی مین ہمایون معہ ملکہ اور بیس سوارون کے راہ بہول کر لشکر سے جدا ہوگیا جب صبح
ہوئی تو دشمن کی ایک گروہ نے آگہیرا ہمایون نے کوئی صورت رہائی کی نہ دیکہکر شجاعت کو کام فرمایا
اور اونہین چند آدمیون کو ہمراہ لیکر ایسا لڑا کہ دشمنون کی ہوش بہلا دی سبحان اللہ تیری قدرت تو
کہ کوئی شریک نہین تو جو چاہے سو کرے اور جو کچہہ کرے سو ہوا اسی عین بہیڑ مین ایک ناگہانی تیر مخالفین کے
سردار کی پیشانی مین ایسا لگا کہ کام اوس کا تمام ہوگیا اس سبب سے وہ تتربتر ہوگیے ہمایون نے فتحیاب
ہوکر وہان سے کوچ کیا لیکن تین رات اور تین دن راہ مین کہین پانی کی شکل نہ دیکہی آخر جب چند شخصون کے
ساتہہ امرکوٹ مین جو سندہ کے عرب پر واقع ہے پہونچا تو وہان کا راجہ نہایت تواضع سے پیش آیا
جو مدارج مہمان نوازی کے تہے بجالایا اسی جگہہ اکتوبر کی چودہوین تاریخ ۱۵۴۲ع مین جلال الدین محمد
اکبر متولد ہوا یہہ وہی اکبر ہے جو بڑا نامور بادشاہ ہندوستان کا ہوا لیکن بادشاہ کو لاچاری سے
بہاگنا مقدم تہا یہہ لڑکا ایک سردار نمک حرام بد ذات کے ہاتہہ آگیا جس نے اوس لڑکے کو لیکر مرزا
کامران ہمایون بادشاہ کے بہائی جو کابل و قندہار کا بادشاہ اور ہمایون کا دشمن جانی تہا حوالے کردیا
سلطان طہماسب بادشاہ فارس نے جب سنا کہ ہمایون کی سلطنت ہند سے بہت مصیبتین وہانے مین تو
ایک نامہ اس مضمون سے لکہا کہ تم یہان چلے آؤ مین تمہارا مددگار ہون ہمایون روانہ فارس ہوکر ایک سال
اصفہان مین رہا شاہ ایران نے ہمایون سے کچہہ عہد و پیمان کیے اور دس ہزار سوار دیکر کہا کہ اب تم
اپنے ملک موروثی کو دوبارہ مفتوح کرو ہمایون یہہ نعمت غیر مترقبہ سمجہی اور پہلے اوس نے کابل پر
جہان اوس کا بہائی کامران حکومت کرتا تہا اور اوسکے پاس اوس کا بیٹا اکبر تہا چڑہائی کی جب اسنے
شہر کا محاصرہ کیا تو کامران نے اوسکے بیٹے کو لکڑیون مین باندہا اور فصیل شہر سے لٹکا کر دکہلایا اور کہا کہ
اگر تم حملہ کروگے تو مین اس تمہارے بیٹے کو لکڑیون مین جلا دونگا باوجود اس درد اور رحم کے یہہ حال دیکہنے کے

دشاہ اپنی عزم پر مستقل رہکر دہمکیاں اس امر قبیح کی دیکہنے کے واسطے دیتا رہا کامران کو اکبر کے ستانے کا موقع ملا لیکن آخر کار اپنے دوستوں کو لیکر کابل سے نکل گیا ہمایوں نے شہر میں داخل ہوکر اپنے بیٹے اکبر کو چہاتی سے لگایا اور اپنی میں از سر نو بادشاہ بنایا اور نو برس تک ہمایوں نے اس شہر میں سلطنت کی اگرچہ اوسکا بہائی اس عرصہ میں اوسکو متواتر ستاتا رہا لیکن انجام کار مغلوب ہوا بعد ازاں چہہ برس کے عرصہ میں اپنے تمام ملک موروثی کو فتح کرکے بادشاہ مستقل ہوا اس اثنا میں ایک بہائی اوسکا عذر معذرت کرکے اوس سے آملا اور ایسی ایسی شجاعت کے کام کیئے کہ ہمایوں کی خاطر سے اگلا غبار ملال رفع ہوگیا اور نہایت محظوظ ہوکر اپنی بیٹی جلال الدین اکبر کو اوسکی بیٹی کے ساتھہ منسوب کیا کسی لڑائی میں مارا گیا اور دوسرا بہائی کامران جو نہایت مفسد اور متمرد تہا ہمایوں کی چشم پوشی کو خیال میں نہ لایا ناچار اوسکو ہمایوں نے قید کیا سب لوگوں کو یقین تہا کہ ہمایوں اسکو زندہ نہ چہوڑیگا مگر اوس نے اوسکی جان سے ہاتھہ آلودہ نہ کیا اور صرف آنکھیں نکلوا دیں ایک مدت کے بعد یہہ کامران بزاری اجازت ہمایوں بادشاہ مکہ کی طرف جاکر تین برس کے بعد مر گیا فقط

خاندان افغانان سوری کا حال

جبکہ ہمایوں ان حادثات میں مبتلا تہا تب شیر شاہ نے موقع پاکر تمام مملکت ہند میں اپنی سلطنت کو بخوبی قایم کرکے ایسا انتظام کرلیا تہا کہ تمام لوگ اس سے خوش تہے ماسوا اس کے اوس نے بنگالہ سے لیکر دریای سندہ تک جو تین ہزار میل انگریزی کا فاصلہ ہے ایک سڑک بنوائی اور اوسکی دو طرفہ میوہ دار درخت لگوائے اور دو دو میل کے فاصلہ پر ایک ایک کنواں کہدوا دیا اور ہر ایک سرا پر ایک ایک سرای مسافروں کے اوترنے کو بنوائی جس میں ہر ایک مسافر کو بادشاہ کی طرف سے کہانا ملتا تہا انصاف رعایا کا بخوبی کرتا لوگ بڑے امن چین سے گذارہ کرتے تہے   اس نے پانچ برس سلطنت کی بعد وفات پائی اوسکی جگہہ سلیم شاہ تخت نشین ہوا اوس نے نو برس سلطنت کی اوسکے وقت میں بسبب بی انتظامی کے امرا میں بڑا فساد پڑا یہہ حال ہندوستان کا دیکہکر ہمایوں کی خیرخواہوں نے اوسکو لکہا کہ اگر اس وقت وہ تہوڑی فوج بہی لیکر عازم ہندوستان ہو تو جلد فتح نصیب ہوگی ہمایوں نے پندرہ ہزار سوار اور بہت سی پیادے نوکر رکہہ کر مجدداً ہندوستان پر

فوج کشی کی بفضل الٰہی ایسا شامل حال تہا جسپر حملہ آور ہوا اوسکو اپنی اطاعت مین لایا حاکم لاہور تاتار خان
بمقابلہ پیش آیا بہرام خان سپہ سالار ہمایون نے حالت غفلت مین حملہ کرکے مغلوب کیا پٹہانون نے یہہ
حال دیکہکر ایک شخص مسمی سکندر کو جو شیر شاہ کا بہتیجا اور بڑا بہادر تہا تخت دہلی پر بٹہلا دیا اوس نے
اسّی ہزار فوج جمع کرکے ہمایون کے مقابلہ کو کوچ کیا فریقین مین بڑی بڑی لڑائیان ہوئین اکبر ابن ہمایون
نے جو اوس وقت صرف تیرہ برس کی عمر کا تہا ایک لڑائی مین بڑی داد مردانگی دی آخر پٹہانون نے
شکست کہائی اور فوج اونکی پریشان ہوگئی اور سکندر شاہ کوہ شمال کی طرف بہاگ گیا اور ہمایون نے
تیرہ برس کے بعد دوبارہ اپنے باپ کے تخت پر جلوس کیا بعد اسکے ہنوز ایک سال کامل بہی نہ گذرا تہا کہ
ایک روز کسی تقریب سے کتب خانہ کی چہت پر چڑہا اور وہان تفریحاً وہر ایک تہلا کیا پہر اتفاقاً ہوا کہانے
کو بیٹہ گیا اتنے مین اذان ہوئی اذان کیا تہی پیغام اجل کہنا چاہیے چاہتا تہا کہ عصا ٹیک کر اداے صلوٰۃ
کے واسطے اوٹہے چونکہ وہان سنگ مرمر کا فرش تہا لکڑی پہسل گئی اور وہ سنبہل نہ سکا لڑکہڑا کے چہت سے نیچے آپڑا
چندروز بیمار رہ کر سنہ ۱۵۳۹ء مین جان بحق تسلیم ہوا ایک شخص کاہی نامی شاعر نے تاریخ وفات اوسکی
یہہ لکہی + **تاریخ وفات ہمایون بادشاہ** + زبام قصر خود افتاد ناگاہ
وزان عمر عزیزش رفت برباد + پی تاریخ او کاہی رقم زد + ہمایون بادشاہ از بام افتاد +

ذکر محمد جلال الدین اکبر ابن ہمایون بادشاہ

ہمایون کی وفات کے بعد ہندوستان کے تخت نے ایسے شاہنشاہ کے جلوس سے زینت پائی کہ جسکا ثانی
اس ملک مین تو کیا بلکہ کسی مملکت مین نہوا ہوگا جسکے نیر اقبال کے روبرو کسی بداندیش اور مفسد کے
چراغ نے فروغ نہ پایا اور باوجودیکہ اپنے باپ کی وفات کے بعد تیرہ برس سے زیادہ عمر کا تہا لیکن کسیکا
حوصلہ نہ پڑا جو اوسکی تخت نشینی کا مانع ہو ہنگام طفولیت مین اس نے سوانحو تربیت اوستاد کی بڑی
بڑی آفتین نیز فلک کے ہاتہہ سے اوٹہائین تہین اوسکی قسمت کی خوبی سے بہرام خان اتالیق اوسکو
ایسا ملا جو بہہ تن اوسکی خیرخواہی کا دم بہرتا تہا اور سواے اس بات کی گستاخی اور بیباکی اوسکی
مزاج مین تہی اور سب طرح سے اپنی مالک کی خیرخواہی اور ترقی دولت پر ثابت قدم تہا اکبر بادشاہ

کہ جلوس کے بعد تھوڑے دن گذرے تھے کہ ہیموں بقال جو اصل کا بنیا اور حوصلہ عالی رکھتا تھا بر سر
عداوت آیا اور فوج کثیر جمع کر کے دو لڑائیوں میں فتحیاب ہوا یہاں تک کہ اکبر کو شلع مار کر ہٹا لے آیا
جس طرح سے اوس نے ابتدا میں اپنی ترقی جاہ و حشمت کے واسطے سعی کی تھی اگر اوسی طرح اپنے ارادہ میں
قائم رہتا تو شبہ نہ تھا کہ خاندان تیموریہ چغتائیہ کا نام و نشان ہندوستان سے مٹ جاتا مگر چونکہ تھوڑی پونجی کا
بنیا تھا اسلیئے جلد اوترا آیا اور دہلی میں قیام کر کے شان و شوکت کی نمود میں مصروف ہوا اس عرصہ میں
اکبر نے لاہور میں کچھ جمعیت بہم پہونچا کر دہلی پر یورش کی پانی پت میں دونو لشکروں کا مقابلہ ہوا اور
ہیموں بقال کی فوج پر شکست پڑی اور وہ خود گرفتار ہو کر بادشاہ کے روبرو لایا گیا اوس وقت
بیرام خان مشیر سلطنت نے عرض کی کہ جہاں پناہ اس کافر کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں اگرچہ دل بادشاہ
کا نہ چاہتا تھا کہ اوسکے خون سے آلودہ ہو لیکن بیرام خان کی خاطر سے شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیکر اوسکے
سر سے چھوا دی اور بیرام خان نے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ سر اوسکا تن سے جدا ہو گیا اوس وقت تک تو
بیرام خان بادشاہ کی خیرخواہی میں رہا لیکن آئندہ اپنی خدمات پر مغرور ہو کر مست اور احسان فراموش
اور نخوت کرنے لگا کثرت سے بھی اپنی وضع کو جانچ کر اس نے بد انتہائی کی کہ بیرام خان کھلی عدول
باغی ہو گیا لیکن یہ ہنگام آمادگی جو ہوئی پھر وہ شکست کھا کر اس نوبت کو پہونچا کہ بہ ساعت تمام ملتجی
ہوا اکبر کے دل پر ملال بیٹھا ہی نہ تھا اس نے اوسکے قصوروں کو معاف کر کے بادشاہی خلعت اوسکی لینے
کے واسطے بھیجی بیرام خان دستار گلے میں ڈالکر نہایت انفعال اور شرمندگی سے سیدھا حاضر ہو کر پایہ
تخت کے آگے سرنگون ہو کر کھڑا ہوا اکبر نے جو اوسے اس حال میں دیکھا دونوں ہاتھوں سے اوسکے سر کو اوٹھا لیا
اور اوسکی مرتبہ پر سب امیروں سے اوپر بٹھلا کر خلعت خاص عنایت فرما کر ارشاد کیا کہ اگر تمکو کار
سپہ گری خوش ہو تو حکومت کالپی اور چندیری کی موجود ہے اور جو حضور میں رہنا پسند خاطر ہو تو
بھی عنایت شاہی بدستور اپنے حال پر مبذول سمجھو اور اگر طبیعت عبادت حق کی طرف مائل ہو تو بیت اللہ
کو جاؤ خرچ شاہی آپکی عزت اور منزلت کے موافق آپ کے ساتھ ہوگا بیرام نے مکہ کا قصد کیا اسکو روانہ مکہ
کیا لیکن وہ راہ میں کسی شخص کے ہاتھ سے جسکا باپ کسی ایک لڑائی میں مارا تھا مقتول ہوا اکبر نے

عدل اور داد کی ساتھہ بادشاہی کی اور باوجود ہمون متواتر کی بہت سا وقت انتظام ملک اور تدبیر امور مالی مین مصروف کیا سایر ابواب جنگی ملکی مالی اور محصولون کے واسطے ضابطے معین فرمائی اور بہت سی مفید قانون جاری کئے باوجود اس قدر مصروفیت امور کے کبھی اوسکی دل پر اضطراب محسوس ہوتا تھا باوجود اس کے مرضی الٰہی سے کبھی قدم باہر نہ رکھتا تھا علما و فضلا کی صحبت سے مستفید ہوتا اور ہر ایک کام بمشورہ دانشمندان دربار کرتا خودبینی اور خودروی کبھی اوس سے ظہور مین نہ آتی اور مزاج اس کا کبھی مغلوب الغضب نہوتا کسی ملت اور مذہب کی تحقیر و تشنیع کا کلمہ اوسکی منہہ سے نہ نکلتا اور صبح و شام اور نصف النہار کے وقت اور نیز بوقت شب تمام امورات دنیوی سے فارغ ہوکر مصروف بعبادت معبود حقیقی ہوتا گنہگارون کی تقصیرون کو معاف کرتا رعایا کی رفاہ اور آسودگی پر نظر رکھتا اور خواہش نفسانی کی طرف راغب نہوتا اور رات دن مین ایک دفعہ تناول طعام اور خواب بہت کم کرتا تھا اوسکی مجلس مین فاضل تاریخ دان حاضر رہتے اور حالات پیشینہ بیان کرتے اس بادشاہ کی لڑائیان بھی بہت کین یعنی کبھی کوئی صوبہ دار برسر مقابلہ آیا اور کبھی کسی ہندو راجہ سے جنگ ہوئی کبھی غیر بادشاہون سے جنکی مملکت کی حدین اوسکی سلطنت سے متصل تہین میدان پڑے مختصر یہ ہے کہ مالوہ دو دفعہ اوسکی قبضہ سے نکل گیا اور دونو مرتبہ مفتوح ہوا اسی طرح صوبہ گجرات بھی بڑی لڑائی سے ہاتھہ آیا کابل مین اوس کے بھائی نے سرکشی کی آخر مغلوب ہوکر عفو جرائم سے جان بر ہوا صوبہ بنگالہ مین کئی دفعہ سرکشی ہوئی اور خطہ بی نظیر کشمیر بھی کہ اوس وقت تک کسی شاہ ہند سے مفتوح نہوا تھا فتح کیا دکھن مین نورالدین جہانگیر کہ جسے جہان جاتا تھا فتح و نصرت پیشوا ہوتی تھی خاندیس بھی او احمدآباد مین بھی عملداری قائم کیا مہم احمدآباد اوسکی آخری مہم تھی جب برار کا صوبہ صلح سے ہاتھہ آیا وہان سے مراجعت کرکے اکبراباد یعنی آگرہ مین آیا وہان سے راہی عالم باقی ہوا چنانچہ اوسی جگہ قبر اوس کی درمیان سکندرہ کی ہے قطعہ تاریخ

فوت شد اکبر از قضای الٰہ ۞ گشت تاریخ فوت اکبر شاہ ۞ سنہ ۱۵

اس بادشاہ کے مذہب مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ شمس پرست تھا اور بعضے کہتے ہین کہ ہنود کے مذہب سے اوس کو بڑا اعتقاد تھا اور اصل حال یہہ ہے کہ وہ کسی اور مذہب کا معتقد نہ تھا مگر ہان اوس کو ہر ایک مذہب کی کتاب کی سننے اور اعتقادی باتین ہر

ہمیشہ مذہب کی رعایت کرتے کا شوق مذہب کا تہا چنانچہ اسی واسطے رعیت بہ نگیر کے بادشاہ کو دوست رکہتا تہا تمام لکہنو کے تیس بار بار وہی لوگ تحقیق مذہب عیسوی کے واسطے بلوائے اور اون سے انجیل سنی ساتھ مباحثہ انکا علما محمدی سے بہی کرایا سبحان اللہ صلح کل کی صحبت دولت لا یزال ہے خصوصاً حکام عالی مقام کو از ابا اکبر کی مزاج میں نہ کے تعصب تہی اسی باعث سے سلطنت اوسکی با این ہمہ یکنامی مدت مدید تک قائم رہی ماسوا اسکے سب مسلمان وغیرہ تمام حال اسکے ملاحظہ ورطب اللسان ہیں

حال شاہزادہ سلیم ابو المظفر نور الدین عرف جہانگیر بادشاہ

شہنشاہ اکبر کی وفات کی بعد اوسکا اکلوتا بیٹا شاہزادہ سلیم درمیان سنہ ۱۰۱۴ مطابق سنہ ۱۶۰۵ہجری کی تخت نشین مسند سلطنت ہوا قلعہ اکبر آباد میں جلوس فرما کر جہانگیر اپنا القاب مقرر کیا اگرچہ لوگوں نے خسرو ابن جہانگیر سے سازش کرکے چاہا کہ اوسکو تخت پر بٹھلا دیں مگر انکی مشورت نگلی اور بسبب مہربری کے بادشاہ نے جرم اونکا معاف کیا خسرو نے پہر بغاوت کی تب بادشاہ نے اوسکی فوج کو شکست دی وہ گرفتار ہوکر روبرو آیا اور اوسکا سا ہی آزار کیا مگر اسی ساتہی سرکشوں کا ہر گز رہاں پر نہ لایا اسکی مدت العمر کی قیدکا حکم دیا اور اوسکی حامیوں کو بہت بہت تکلیف دیکر اوسکی ساتہی جان سے قتل کیا گیا دس برس کے بعد یہہ شہزادہ قید سے رہا ہوا اور اسکو اوسکی عینی بہائی شاہجہان نے اپنی ہاتہہ سے قتل کر ڈالا اور تاریخ جہانگیری میں اوس کا عاشق ہونا ایک امیر کبیر کی منکوحہ پر اور پہر اوسکو بعد قتل کرنے اوسکی شوہر کے اپنی منکوحہ بنانا سب سے بڑا ماجرا اور گناہ تصور کیا گیا ہے حال اس کا یہہ ہے کہ ایک شخص مسمی خواجہ ایاز کسی عالی خاندان کا لڑکا ہوا قوم تاتار سے محتاج ناشیدہ سودا اپنی بیوی کے ہندوستان کی طرف آیا اون ایام میں اوس کی عورت حمل سے تہی رستے میں ایک دشت بیابان میں ان کے یہان ایک لڑکی پیدا ہوئی چونکہ خواجہ ایاز اوس کا باپ اوس حالت افلاس میں مبتلا تہی یہہ سوچ کر کہ اس لڑکی کی پرورش کون کریگا اور کہان کہان اوس کو لیئے پہرینگے لڑکی کو اسی جنگل میں چھوڑ کر آگے چلی آئی مگر بیٹی کی آنکہہ بہی ہوتی ہے ماں اوسکی دو تین قدم آگے چلکر پیچہے پہر پہر دیکھتی رہتی تہی آخر کو آگے نہ چل سکی اور کہڑی ہوکر زار زار رونے لگی یہہ حالت اپنی بیوی کی دیکہکر خواجہ ایاز کا دل بہی امنڈ آیا اسی باعث سے لاچار لڑکی لینے واسطے پیچہے پہرا جب اوسکے پاس پہونچا تو کیا دیکہتا ہے

کہ ایک کالا سانپ اوس لڑکی کو لپٹا ہوا ہے اوسنے دیکھکر واویلا کیا جسکی باعث سانپ الگ ہوکر درخت پر چلا گیا ایاز نے شکریہ ادا کیا اور لڑکی کو اوٹھا کر اپنی بیوی کے پاس لے آیا تھوڑی دور چلی تھی کہ ایک قافلہ مسافرون کا ملا اونکی ساتھ وہ لاہور تک پہنچے ایاز مرد زیرک اور ہنرمند تھا بلد نوکر ہوکر رفتہ رفتہ اکبر بادشاہ کی عدالت میں میر منشی ہوگیا اوسنے اپنی بیٹی نور جہان کی تعلیم مین بہت کوشش کی شاہزادہ سلیم نور جہان کا عاشق شہرۂ حسن اور سلیقہ سنکر عاشق زار ہوگیا مگر چونکہ شہزادہ کی عاشق ہونیسے اول نسبت اوسکی شیر افکن خان ترکمان سے ہوچکی تھی اسواسطے اکبر بادشاہ از روی انصاف نسبت کا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا حتی کہ نور جہان کی شادی شیر افکن خان سے ہوگئی شہزادہ سلیم منہ دیکھتا رہ گیا جب شاہزادہ سلیم تخت بلند پر بیٹھا تو اپنی مقصد کے حاصل کرنیکے فکر مین سعی موفورہ کرنی لگا چنانچہ کئی دفعہ شیر افکن خان کے مار ڈالنی کی تجویز کی اور ایک دفعہ اوسکو بمقابلہ شیر اور دوسری دفعہ مست ہاتھی کے روبرو کیا مگر اوسنے جو اسم بامسمی تھا شیر کو مار کر ہاتھی کو بھی قتل کیا آخر کار جہانگیر نے ایک امیر کبیر مسمی قطب کو صوبہ داری بنگالہ اس شرط پر کیا کہ وہ شیر افکن خان کو کسی طرح سے قتل کرے ناچار اوسنے چالیس قاتل شیر افکن خان کی واسطے مامور کئی جو اوسنے مار کر بہگا دئی آخر کار وہ صوبہ دار خود فوج لیکر اوسپر چڑہا تو بھی شیر افکن خان نے داد شجاعت دی یعنی اوسکو ایسی حالتمین کہ قلب لشکر مین ہاتھی پر سوار تھا تن تنہا جاکر اپنی ہاتھ سے قتل کیا ہان تیری بہادری و جوانمردی ایسی کا نام ہے بعدہ چارون طرف سے تیرون سے بوچھار پڑنے لگی کچھ بس نہ چلتا تھا نور جہان گو کہ بعد مرنی خاوند اپنی کے بڑے شوق سے بادشاہی محل مین داخل ہوئی مگر بادشاہ کو اوسکی خاوند کی مروا ڈالنی مین باوجود ایسے عشق کے ندامت ہوئی تھی کہ چار برس تک اوسکی روبرو نہوا بعد اسکی ایک روز آراستہ و پیراستہ دیکھا تو بیخود ہوگیا دلون کی مرادین بر آئین بقول استاد + سودا کر لئے بر سر بازار گئی ہیں ہم + ہاتھ اوسکی بکی جسکی خریدار گئی ہیں ہم + حضرت عشق نے اپنی چال دکھائی بساط عقل پر بیٹھی بٹھائی کو شہ مات آئی خواجہ ایاز پدر نور جہان وزیر اعظم ہوا اور اوسکی دونو بھائیون کو بڑی بڑی عہدون پر سرفراز فرمایا امورات سلطنت مین اختیار کلی اونکا ہوگیا جب تک ایاز جیتا رہا اوسکی نیکذاتی سے خلق خدا خوش اور انتظام سلطنت بخوبی رہا جب وہ فوت ہوگیا تو بہت ایسی فتور برپا ہوئی کہ جنکا تدارک بڑی دشواری سے ہوا چنانچہ شہزادہ خورم عرف شاہجہان نے از روئی بغاوت اپنی بہائی خسرو کو قتل کرکے صوبہ دار دکن سے آگرہ پر لشکر کشی کی مگر شکست کھائی اور گرفتاری سے بچ کر کئی برس تک آوارہ و پریشان پھرا کیا نور جہان بیگم بعد مرنے اپنی باپ کے سلطنت مین غارت مچانی لگی اکثر فرمانہائی شاہی اوسکے حکم و دستخط سے جاری

بہ تمام دربار میں لطائف شاہانہ بھی وہ خود ہی کیا کرتی تھی بادشاہ تسلی دیا ہوا تھی اور اسکی مشوروں پر مجبور ہو کر سب دیکھا کرتا تھا طغرا اسکی

فرمانوں پر

حکمت علیہ عالیہ مہد علیا نورجہاں بادشاہ بیگم

در سجع مہر یہ شعر تھا

نورجہاں گشت بحکم اللہ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ ۔ تھا اگرچہ جلوس جہاں کے نام نہیں پایا گیا مگر جہانگیر کے نام کا شعر مہر میں تھا

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور ۔ بنام نورجہاں بادشاہ بیگم زر ۔ اور جہانگیر کے نام کا سکہ ہر ایک شہر میں علیحدہ علیحدہ مضروب کروایا تھا چنانچہ

سن اکیس جلوس میں مقام اکبرآباد یہ سکہ رائج ہوا زد بر زر آفتاب نورانی رنگ مہر و ماہ شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ اور

آگرہ میں یہ سکہ جاری کیا ۔ سکہ زد در آگرہ شاہ در مہر و ماہ شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ ۔ ایضاً ۔ سکہ بود شہر آگرہ

شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ ۔ اور شہر لاہور میں سکہ مضروب ہوا شاہ جہانگیر سکہ

اور احمدآباد میں سن ہجری یہ مطبوع ہوا ۔ سکہ زد در احمدآباد شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ ۔ اور شہر پٹنہ میں یہ سکہ

شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ ۔ ایک روپیہ پر جو تھا اس طرح سے لکھا ہوا تھا لا

الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ نورالدین بادشاہ غازی ۔ شاہجہان جس وقت باغی ہو کر لڑا تھا اور وقت

مہابت خاں کے جو امور بہت ہی کام آئی تھی اسکی اگرچہ حضور جہانگیر سے نورجہاں بیگم دیکھنے کی

ایسی شکست دی شاہجہاں کے مہابت خان نورجہاں بادشاہ کا

جہانگیر کا اسکی طرف کہ وہ شاہجہاں کی حضور کو تخت کا ارادہ رکھتا ہے

جلوس ہوا تو مہابت خاں حکومت پر مہابت خاں نورجہاں کی

گیا اور مہابت خاں کے نام حکم کہ جلد آ کے حاضر حضور

بادشاہی لشکر کابل کو چلا جاتا تھا مہابت خاں معلوم ہوا کہ فوج شاہی نورجہاں بیگم بادشاہ

اس وقت مہابت خاں بادشاہ کے خیمہ میں

کیا تھوڑی تلاش کے بعد بادشاہ کو ہاتھی خیمہ میں بادشاہ

مہابت خاں بادشاہ

بادشاہ کو

بیگم بادشاہ

اوتر ناباعث مستعد راجپوتون سے مشکل تھا مگر نورجہان نی فوج کو دلاوری دینی کیواسطی
سب سی اوّل اپنا ہاتھی دریا مین ڈال دیا پھر متواتر حملی ہوی آخرکار مہابت خان نی فتح
پای نورجہان لاہور کیطرف بہاگ گئی بادشاہ نی بعد چندی اوسکو خط لکہہ کر پہر لشکر مین
بلوایا مہابت خان نی نورجہان کے قتل کا ارادہ کیا اور بادشاہ سی بہی جبراً اوسکی قتل
نامہ پر دستخط کرا لیئے اسپر اوس عقلمند بیگم نے یہہ تمنا کی کہ اب تو مین ماری جاؤنگی
مجہکو اپنے مالک سی ایک دفعہ مل لینی دو مہابت خان نی اس شرط پر اجازت دی کہ میرے
روبرو ہی ملاقات ہو القصہ وہ بادشاہ کی خیمہ مین داخل ہوئی اور اپنی خاوند کی روبرو
جاکر خاموش کہڑی ہوئی جہانگیر اوسکی غم اور ملال کو دیکہہ کر رو پڑا اور اپنی بیوی کی
جان بخشی کرائی بعد ازان مہابت خان بادشاہ کو کابل مین لی جاکر نہایت ادب سی
پیش آیا تمام جلوس شاہی قایم رکہا آخرکار بعد عفو کرانے قصور کے مہابت خان نے
اپنا اختیار سب چہوڑ دیا اور بادشاہ کا بدستور سابق ذی اختیار ہوگیا بادشاہ کا مزاج
بہت نیک تہا مگر نورجہان بیگم کو کب آرام تہا وہ درصدد اوسکے تہی کہ مہابت خان کو
تباہ کرے بعدہ اسکے قتل کی تدبیرین خفیہ خفیہ عمل مین آئی لکین یہہ حال دیکہہ کر
مہابت خان مفرور ہوگیا نورجہان نی فوراً اوسکا مال ضبط کرکے اشتہار دیا کہ جو کوئی
مہابت خان کا سر لاوی بہاری انعام پاوی اسلیئے تمام اضلاع مین اوسکی تلاش ہو
آصف خان وزیر اعظم جو بجای خود اختیار بادشاہی رکہتا تہا اپنی بہن نورجہان بیگم کی ظلم
اور ان حرکات ناشایستہ سی بجان تنگ ہوا ایک روز شام کے بعد اپنی خیمہ مین بیٹہا ہوا
تہا کہ نوکرون نی اطلاع دی کہ ایک غریب آدمی بیچارہ گردش کا مارا آپ سی کچہہ عرض
کرنا چاہتا ہی اوسکی دل مین رحم آیا سامہنی بلوایا دیکہا تو معلوم ہوا کہ یہہ وہی مہابت
خان ہی جو مالک تمام ہندوستان کا تہا اوسکو خلوت مین لی گیا آپس مین گفتگو ہوے
آصف خان نی اپنی بہن کی بیوقوفی اور بادشاہ کی بے پرواہی کا افسوس کیا اسپر آپس

یں یہ تجویز ہوئی کہ شاہجہاں کو تخت نشین کیا جاوے اگرچہ اوسی دن سے خط و کتابت
اسباب میں شاہجہاں سے شروع ہوئی مگر چند موانعت سے ظہور اس امر کا ہو سکا اثنا و
اوسی اثنا میں بادشاہ کو دمہ کے بیماری سے نہایت ضعف ہوا اور وہ بیماری بسبب استقامت
ملک کشمیر کے روز بروز زیادہ ہونے لگی جب وہاں سے واپس ہو کر لاہور میں آئے تو تاریخ ہژدہ
نومبر ۱۶۲۷ء مطابق ۱۰۳۶ ہجری کے خیمہ زن ملک عدم ہو گئے اوسکی تاریخ وفات یہہ ہے تاریخ
شہنشاہ جہان شاہ جہانگیر + کہ دست عدل او در آسمان رفت + چو نورالدین محمد نور ماشن + ازاں
از رفتش نور جہاں رفت + ازین ماتم سرا چون رخت بربست + جہان غمگین شد او از جہان رفت
چو تاریخ وفاتش جست کشفی + خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت + شہر لاہور کے شمال رویہ لب دریائے راوی
موضع شاہدرہ میں مدفون ہوا اسی بادشاہ کے وقت میں مسٹر ٹامس سفیر جیمس اول شاہ انگلنڈ کا
کا دربار شاہی میں حاضر ہوا اور اوس کو سورت میں کوٹھی بنانے کی اجازت ملی تھی یہہ بادشاہ نیک
مزاج اور رحم دل متلون المزاج تھا ٹامس صاحب لکھتے ہیں کہ اگر یہہ بادشاہ بد مزاج ہوتا تو بہتر
ہوتا یہہ بادشاہ فقرائے صوفیہ اور مست فقیروں سے بہت خوش اعتقادی کے ساتھ پیش آتا تھا فقط
حال مقبرہ مرقد حضرت مرحوم کا علیحدہ درج کتاب ہذا ہے **ذکر سلطنت شاہجہان بادشاہ
غازی** جہانگیر ابن اکبر کے دو لڑکے یعنی شاہجہان اور شہریار اوسکی وفات کے بعد باقی رہے اگرچہ وقت
وفات جہانگیر نے یہہ وصیت بسبب غلامی نورجہاں بیگم کے لکھ دی تھی کہ شہریار جو نورجہاں کے نسبت
ہا والی تخت و تاج ہو یہ نہایت تھا اور آصف خاں وزیر اعظم نے جو حقیقی بھائی نورجہاں بیگم کا
تھا شہریار کا حق بجا نکر شاہجہاں کو وارث تاج و تخت ٹھہرایا جب کہ شاہجہاں تخت سلطنت پر بیٹھا
تو اوس نے خراب خراب تدبیریں انتظام سلطنت کی بابت وقوع میں آئیں یعنی اوسنے پہلے اپنے بھائی
شہریار کو اور پھر اوسکی اولاد کو قتل کیا بعد ازاں تیموری اولاد سے ہر ایک کو جو بچہ ہو خواہ جوان قتل کرنا
شروع کیا تاکہ کوئی مزاحم سلطنت ہو باوجود اس احتیاط کے ایک شخص رقیب سلطنت پیدا ہوا
یعنی مسمی لودی جو اپنے تئیں افغانی خاندان سے بتلاتا تھا جس وقت کہ شاہجہاں دکھن میں تھا

برسر بغاوت تہا اِس امیر کو بادشاہ نے عبداللہ خان اور دوسرے امرا کو اوسکے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا تہا وہ جہانگیر
کی وفات کی خبر سنکر شاہجہان کی تخت نشینی کا مانع ہوا شاہجہان نے اوس کو کہلا بہیجا کہ اگر تو
متابعت کرے تو تیرے حق مین بہتر ہے ورنہ قہر سلطانی مین اگر خراب ہوگا اِس سے خایف
ہوکر وہ راہ راست پر آگیا بادشاہ نے اوسکو صوبہ مالوہ عطا فرمایا بعد ازان حسب الحکم شاہجہان
کے دار الخلافت مین آیا مگر دربار شاہی مین اوس نے اپنی بیوقوفی سوچ کر خیال کیا کہ شاید میری
گرفتاری کرنی کی تجویز ہے اسپر اوس کے بیٹے عظمت خان نے سر دربار تلوار کہینچ لی اور لودی
اپنے مکان کو بہاگ گیا ایکسو آدمی اوسکی ہمراہ تہے سب اوس مکان مین محصور ہو گئے چونکہ دشمنو نکی
گہر گیا تہا اور موت سامہنی سے نظر آتی تہی اِس واسطے طرح طرح کی خدشی اوسکے خیال مین گذرتی تہی اس
عرصہ مین اوسکی زنان خانہ سی آواز چیخ نکی آئی لودی فوراً اندر گیا دیکہا تو تمام عورتین خون مین لوٹ رہی
ہین معلوم ہوا کہ پاس عزت اور ناموس کی عورتون نے اپنے آپ کو خود ہلاک کر ڈالا تہا اِس حال کے معاینہ
سے اوسکی مزاج مین دیوانگی سے پیدا ہوئی کہ آخر اپنے دونون بیٹون کو ہمراہ لے کہوڑون
پر سوار نقارے بجاتا ہوا مکان سے نکلا اور پکار کر کہتا جاتا تہا کہ ظالم بادشاہ کو ان نقارون سے اطلاع
دیتا ہون کہ مین جاتا ہون اور دوبارہ آنکر اوس کی جان پر مصیبت برپا کرونگا اگرچہ بحکم شاہی تعاقب
اوس کا فوراً کیا گیا پر وہ بہادر لشکر کو اپنے پاس کب آنے دیتا تہا افسوس کہ دریای چنبل کہ موسم
برسات کی باعث طغیانی پر تہا اوس کے سد راہ ہوا مگر تبہی اوس نے یہہ بہادری کی کہ فوج کے
قریب آتی ہی کٹورے دریا مین ڈال دئے اگرچہ عظمت خان اوس کا پیارا بیٹا اور اوس کی ہمراہ
بہی مارے گئے مگر وہ پار ہوگیا دکہن مین جاکر اوس نے جہنڈا سرکشی کا بلند کیا اور علاوہ
جمع کرنے اپنے رفیقون کے بادشاہ گولکنڈہ اور دریاپور کو بہی بادشاہ سے باغی
کر دیا کیونکہ یہہ لوگ بادشاہ سے آزردہ خاطر تہے شاہجہان اِس امر سے گونہ خایف ہوا چونکہ تمام
فوج پر اوس کو بہروسا تو سہی تہا اسیلئے علیحدہ علیحدہ فوج بسرگردگی ارادت خان اور اور سردارون
مختلف مقامون پر واسطے تنبیہ مفسدونکی روانہ کی مگر یہہ فوج لودی پر ہرگز غالب نہ آئی بلکہ

متواتر شکستیں پائیں آخرکار شاہ جہاں نے آصف خاں وزیر اعظم کو معہ تمام فوج کے اوسطرف
مامور کیا آصف خاں کا نام سنتے ہی تمام مفسد تتر بتر ہو گئے پر لودی قسمت آزمائی کیواسطے لڑتا
رہا آخر اوسکو بھی شکست ہوئی بادشاہ گولکنڈہ بھی شاہجہاں کا مطیع ہوگیا اور لودی کی گرفتار
دینی کی شرط ہو گئی اسواسطے لودی اوسکے ملک سے نکل گیا اگرچہ بادشاہ نے رستہ بند کروا دی تھی مگر وہ
شجاع معہ اپنے رفیقوں کے مالوہ میں جا پہونچا شاہجہاں نے عبد اللہ کو دس ہزار سوار سے لودی کے
تعاقب کیواسطے مقرر کیا لودی اس باعث سے کہ اوسکو اتفاق حملوں کا اثنا راہ میں بھی پڑا تھا
بہت شکستہ حال ہوگیا جب اوسنے دیکھا کہ فوج کثیر قریب آگئی اور اوسکا بڑا بیٹا بھی مارا گیا اور صرف
چونتیس ۳۴ آدمی ساتھ رہ گئے ہیں تب اوسنے دشمن پر حملہ کیا ناگہاں ایک گولی اوسکی چھاتی میں ایسی
لگی کہ مارا گیا اور ہمراہی بھی اوسکے ساتھ کھیت رہے فقط مہابت خاں سپہ سالار اور آصف خاں وزیر
اعظم شاہجہاں کی دربار میں منتظم رہے پھر اوسنے ان دونوں کی مشورت سے کار مند ہو کر اچھے اچھے
کام کئے چنانچہ راجہ بندیل کھنڈ کی جان بخشی کر کے پھر اوسکو اوسکے ملک پر بحال کر دیا اگرچہ یہ بادشاہ
مذہب اسلام میں متعصب نہ تھا مگر اول میں ہندؤں کی بیہودہ باتیں دیکھ کر اونسے بہت برہم ہوا
اور اونکو سخت سزا و ایذا دی اور جب دیکھا کہ ہندو لوگ اپنے بتوں کی پرستش سے باز نہیں آتے لاچار
ہو کر مسلمانوں اور ہندؤں کو یکساں سمجھنے لگا اوسکے وقت میں ہند کی سلطنت بہت وسیع ہو گئی
تھی قندہار اور بلخ پر بھی اوسنے چڑھائی کی مگر بسبب استحکام شاہ عباس شاہ ایران کے کامیاب نہوا
ملک دکھن کے راجا اور نواب بھی بہ نسبت سابق سلطنت کے اوسکے زیادہ مطیع تھے ہندوستان میں
شاہجہاں بادشاہ نے بڑی بڑی رونق کے مکانات بنوائے چنانچہ دہلی کو شاہجہاں آباد خطاب دیکر
اپنا مسکن اوسکو مقرر کیا شہر پناہ بنوائی عمارت جاری کی اور قلعہ سنگ سرخ کا ایسا تحفہ بنوایا کہ
تمام روے زمین پر ایسا قلعہ نہ تھا چنانچہ پادری ہیبر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں ایسا
تحفہ قلعہ کہیں نہیں دیکھا اور جامع مسجد جو شاہجہاں آباد میں شاہ جہاں نے بنوائی نہایت عالیشان
ہے اوسکی برابر تمام ہندوستان میں کہیں کوئی ایسی مسجد نہیں ہے روضہ تاج محل جو آگرہ میں اس بادشاہ نے

نے اپنی پیاری بیوی کیواسطی بنوایا تمام عمارات روی زمین سی عمدہ ہی یہہ روضہ سنگ مرمر کا
ایکسو بوی گز مربع ہے بڑی قیمتی پتہر اوسمین لگی ہوی قطر گنبد کا ۳۳ گز گرد اوسکی بڑا دلچسپ باغ
اس روضہ کی تعمیر مین پچہتر لاکہہ روپیہ خرچ ہوا تہا اور لاہور مین شالامار باغ نہایت دلچسپ ایسا
اوسکا یادگار ہی کہ چشم روزگار نی کوئی ایسا باغ کم دیکہا ہوگا حال مفصل اسکا معہ حال مقبرہ جہانگیر بادشاہ
علحدہ درج کتاب ہذا ہی بیس برس تک شاہجہان کی سلطنت امن سی رہی جب اصف خان اور مہابت
جو رکن اعظم اس سلطنت کی تہے مر گئے تو بادشاہ کو امورات سلطنت مین زیادہ تر مصروف ہونا
پڑا اوسنی تمام خلق کو اپنی خلق سی راضی کیا اس بادشاہ کی چار بیٹی بڑی خوش نصیب اور قابل حکمرانی
تہے اول ان لڑکون اور باپ مین بدرجہ کمال پیار رہا اور بادشاہ نی اونکو بڑے بڑے عہدون پر
سرفراز کیا ہوا تہا مگر جب وہ جوان ہوئی تو اونمین بڑی دشمنی ظاہر ہوئی کیونکہ ہر ایک اونمین کا امیدوار
تخت و تاج تہا دارا شکوہ بڑا بیٹا بادشاہ کا بہت عزیز ہمیشہ بادشاہ کی پاس رہتا تہا اوسکی واسطی ولی
عہدی کی تجویز تہی یہہ لڑکا اگرچہ نیک اور علم دوست اور فقیر کا طالب اور عیش و عشرت سی متنفر تہا
لیکن جلدی اسکی طبیعت مین بہت تہی یعنی عاقبت اندیش نہ تہا۔ دوسرا بیٹا شجاع عباس رحم دل اور جو
ملک بنگالہ پر حکومت کرتا تہا۔ تیسرے مرزا جلیل القدر گجرات پر حکمران تہا۔ چوتہا اورنگ زیب
عالمگیر یہہ سب بہائیون اور باپ سی ایک الگ خصلت رکہتا تہا یعنی نہایت اہم مزاج کم گو عالم فاضل
متدین محدث و فقیہ عیش و عشرت سی متنفر و پابند شرع چونکہ اس نی مدت تک دکہن کی فوج کی سپہ
سالاری کی تہی اسواسطی فن سپہگری مین اپنی بہائیون سی زیادہ تجربہ کار اور قواعد دان
ہوگیا تہا شاہجہان ایسا بیمار ہوگیا کہ بےحس و حرکت کئی روز تک پڑا رہا دارا شکوہ بمجرد لاحق ہونے
اس بیماری کی حسب الحکم اپنی باپ کی کار سلطنت بادشاہ بنکر انجام کرنے لگا اور بہائیون سی اسطرح پیش
آیا جس سے رشک اور خیال بدتری کا صاف پایا جاتا تہا یعنی اوس نی صاف حکم دیدیا کہ کسیطرح کا
خط کوئی اونکی پاس روانہ کرسے اور ان امرا کو جو انکی رفیق خیر خواہ تہے جلاوطن کردیا ان
حرکتون سی اوسکی بہائیون کے دلون مین آتش کینہ بہڑک اوٹھی اور بیماری کی خبر بادشاہ کی

اونکو رار بہو بختی تھی ملک اونکو شک مرجانیکا تھی ہو گیا تہا آخر کار مرزا شجاع نی بنگالہ سی حرکت
کی اور دار انقلابات کو علا اور مرزا مراد نی گجرات سی تمام کیفیت اورنگ زیب کو لکھکر لکہا کہ ہم
تم دونو جمع ہوکر دارا شکوہ پر چڑہائی کریں پاس اسی کو اورنگ زیب نی بھی پسند کیا اس عرصہ میں
بادشاہ نی صحت کلی پائی دارا شکوہ نی نہایت فرمان برداری سی امورات سلطنت سی دست بردار
ہوکر پھر اختیار سلطنت اسی باپ کو سپرد کیا اور مرزا شجاع کو لکہا گیا کہ جو تمنی فوج کشی بخیال مرنے
شاہجہان والا جاہ کی کی تہی اب لازم ہے کہ ایسی باتوں سی دست بردار ہو جیے مگر اوسکی نظر
میں بلند نظری سما گئی تھی اوس خبر کو اوسنی نا معتبر خیال کیا اور بادشاہ نی اپنی ہاتھ سی نامہ لکہہ کر
اونکو بہیجے اوسے جعلی قرار دیا اسواسطے مرزا سلیمان ابن دارا شکوہ نی گنگا کی کنارے پر
جاکر اوسکو شکست دی وہ بہاگ کر مونگیر کے قلعہ میں متحصن ہوا سلیمان کی فوج نی اوس قلعہ
کو محاصرہ کر لیا سوای اسکے ایک اور مہم جنوب کی طرف یہہ ہوئی کہ اورنگ زیب نے فوج جمع کر کے
حسب الطلب مرزا مراد کے بہت جلد کوچ کیا اور شاہزادہ مراد کو ایسی کلمات لکہی کہ جسسے اوسکو
یقین ہوا کہ اورنگ زیب میرا مطیع رہیگا اور بادشاہ وہ ہوگا مرزا مراد قریب مین آگیا اور
دونو بادشاہزادوں نے فوج لیکر کوچ کیا اور نربدا ندی کے کنارے پر اوجین کی بعد عبور
دریا جسونت سنگہ راجپوت کو جو بادشاہ کی طرف سی ایک فوج کثیر سواران کی لیکر وہان گیا
ہوا تہا شکست فاش دی شاہجہان یہہ واردات سنکر بہت حیران ہوا آخر سلیمان
ابن دارا شکوہ کو حکم ہوا کہ مرزا شجاع سی صلح کر کے اس دشمن جو ملک پر چڑہائی کری
اور دارا شکوہ ایک لاکہہ سوار لیکر دریای چنبل کے کنارہ پر جہاں سی آگرہ کو آسانی مراجعت
ہو سکتی ہے مورچہ بندی کر کے پڑا رہا اور اورنگ زیب اور مراد جب قریب آئی تو شاہی فوج
دیکہہ کر بڑے تعجب ہوئی مرزا مراد نی یہہ صلاح دی کہ مورچال توڑ دو اورنگ زیب نی عاقبت
اندیشی سی یہہ بات بعید خیال اوسنی معلوم کیا کہ ایک راہ پہاڑون مین سی سیدہی آگرہ کو
جاتی ہی اسلئے اپنی لشکر کی وضع اوسی جگہہ سی رکہکر تہوڑا آگرہ کو روانہ ہوا مرزا شجاع کو

اب سوا ہی چہوڑنے دار الخلافت کے یا لڑنے کے چارہ نرہا پر اوسکی گرم مزاجی
اسکو آمادہ جنگ رکہا لڑائی ہوئی دونو طرف کی فوج پہاگ جانے کے بعد اورنگ زیب
کے پاس صرف ایکسو سوار رہ گئے اور دارا کے پاس ایکہزار سوار اورنگ زیب بالکل مایوس
ہوگیا اتفاقًا ایسی وقت نازک مین بسبب صلاح ایک نمک حرام امیر کے دارا شکوہ ہاتہی
پر سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا ہاتھی خالی دیکہہ کر فوج مین تہلکہ پڑگیا ساری فوج
تتر بتر ہوگئی اس باعث سے دارا شکوہ کو شکست فاش ہوگئی اسطرح پر کہ اندونون
شاہزادون کی فوج کے دو حصے تہے ایک حصہ پر مرزا مراد دوسرے پر اورنگ زیب سپہدار
تہا جس بازو پر مراد سپہ سالار تہا اوسپر دارا نے بڑی تیزی اور زور سے حملہ کیا یہانتک
کہ صف سپاہ کی ٹوٹ گئی اور مرزا مراد زخمی ہوا اورنگ زیب نے یہہ چالاکی کی کہ اوسی
غصہ مین بڑی سینہ زوری سے مقابلہ کرکے اوس فوج کو جو اوسکے مقابلہ پر تہے بہگا
دیا اور اوسیوقت دوسرے بازو کی فوج کی مدد آگئی اس صورت سے انہون نے فتح پائے
بعدہ دونو شاہزادون کی فوج ملکر آگرہ کو آئی چونکہ مراد زخمی ہوگیا تہا اورنگ زیب کو خوش
طالعی سے تمام فوج کا اختیار اوسکو حاصل ہوگیا پہلے اوس نے سلیمان شکوہ کے پاس ایلچی
بہیجکر اوسکو اپنے سے ملا لیا بعد ازآن اپنے باپ شاہجہان کے قابو مین لانیکے فکر مین ہوا
مگر یہہ امر اسکو بہت نازک اور دشوار معلوم ہوتا تہا کیونکہ قلعہ بہت مضبوط اور نیز امید تہے
کہ بادشاہ کی قید کی خبر سننے سے بہت لوگ پہر جاینگے اور فساد عظیم قایم ہوگا اور شاہجہان
بہے ایسا نہ تہا جو اوسکے قابو مین آجاتا آخر فیصلہ باپ کے قید کرنیکی تجویز ٹہان کر ایک ایلچی
شاہجہان کی خدمت مین روانہ کیا اوس نے بادشاہ کی خاطر جمع کی بادشاہ نے فرمایا کہ اگر اورنگ
زیب کے دل مین فریب نہین ہی اور سعادت مند لڑکا ہے تو حاضر کیون نہین ہوتا
اورنگ زیب نے یہہ سنکر اپنے بیٹے محمد کو بہیجدیا اوس نے جاکر دیکہا کہ قلعہ مین سوار و پیادہ
ملیں نگاہ مین اورنگ زیب کی گرفتاری کے واسطے کہڑے ہین اسواسطے محمد نے بادشاہ

کی خدمت میں عرض کی کہ شاہ کی موجودگی سے قلعہ میں شکست پڑتا ہے اگر شاہ زادہ
تو والد میرا حاضر ہو بادشاہ نے شاہ کو حکم دیا کہ قلعہ سے چلی جاوے جب شاہ نکل گئے تو اورنگ
مرزا محمد نے قلعہ کا بندوبست بطور خود سے کر لیا بادشاہ بہت عجز و انکسار کرتا رہا مگر
بندوبست ہو سکا آخر کار بادشاہ قید ہو گئے اورنگ زیب کو ہر طرف سے تسلی ہو گئی اور
صرف مرزا مراد سے فیصلہ کرنا باقی رہگیا سو اسکی یہ صورت ہوئی کہ اوسی زمانہ اوسکو
کہلا بھیجا کہ آج کی شب کو آپکی ضیافت ہے مرزا مراد خوشی سے آیا اورنگ زیب نے خوب
ناچ اور راگ و رنگ کروائے اور بڑی دھوم سے ضیافت کی مرزا مراد جب بانتہا مست
ہوا تو کثرت سرور سے رات کو اوسی جگہ رہا اطلاروں نے حسب الحکم اورنگ زیب کے اوسکو
باندھ لیا اورنگ زیب نے حکم دیا کہ اگر وہ میری تابعداری سے راضی ہو تو فورا مار ڈالو
غرض کہ وہ کھٹکا بھی اوسکے دل سے دور ہو گیا اب کیا ہو سکتا تھا مراد دلی تخت نشین
ہو گیا اگرچہ اوسنے تمام عمر اپنے باپ کو قید میں رکھا مگر اوسکی عزت و توقیر کرتا رہا ذکر
سلطنت اورنگ زیب بادشاہ ۱۰۶۸ھ میں اورنگ زیب نے جسکا لقب
عالمگیر تھا تخت ہندوستان پر جلوس فرما ہو کر یہ خیال کیا کہ جب تک دارا شکوہ اور مرزا
شجاع کا نام صفحہ ہستی سے نہ اوٹھیگا تب تک میری سلطنت مستقل ہو گی کیونکہ دارا شکوہ
کو خود شاہجہاں نے تخت پر بٹھایا تھا اور خلق خدا اوسکے اوصاف حمیدہ سے خوش تھی
اتنے میں دارا شکوہ نے لاہور کو مراجعت کی اگرچہ یہاں پہونچ کر اوسنے دشمن کی جمعیت سے
زیادہ فوج جمع کی مگر بدین سبب کہ دارا شکوہ کی فوج نئی تھی اور اورنگ زیب کی بڑی
آزمودہ کار مقابلہ کرنا مناسب نہ جانکر دریائے سندھ کے پار چلا گیا اور اس سفر میں اوسنے
سخت تکلیف اوٹھائی اور اوسکی فوج کے آدمی رفتہ رفتہ کم ہونے لگے یہاں تک کہ بہت
تھوڑے آدمی نمک حلال اوسکے ہمراہ رہ گئے پھر بادشاہ کو خبر پہونچی کہ مرزا شجاع اوسکا دوسرا
بھائی بنگالہ سے فوج لیکر اوسکے مقابلہ کو چلا ہے اسواسطے اورنگ زیب دارا شکوہ کا تعاقب

پہونچکر بنگالہ کیطرف چلا الہ آباد مین اوسکو دیکھا کہ بڑی بہاری فوج لیکر پڑا ہے جسونت
سنگہ راجپوت جو اورنگ زیب کے ہمراہ اثنار راہ سے ہو لیا تہا اوس سے جدا ہوکر اوسکے
عقب مین حملہ آور ہوا اب اورنگ زیب کو بڑی دقت واقع ہوئی سامنے دشمن سے مقابلہ
تہا اور عقب مین ایک اور دشمن ناگہانی پیدا ہو گیا پر اس جنگ مین اورنگ زیب کے ایک
سردار نے بڑہکر مرزا شجاع کے ہاتہی کو زخمی کیا اور جانب مخالف سے ایک امیر نے اپنا ہاتہی
آگے بڑہاکر اورنگ زیب کے ہاتہی کے پاس لاکر ایسی ٹکر لگوائی کہ بادشاہ کا ہاتہی گہٹنون
کے بل بیٹہہ گیا بادشاہ حواس باختہ ہوکر چاہتا تہا کہ ہاتہی سے اترے اتنے مین ایک سردار
سے امیر جملہ نے جو وزارت پر مامور تہا پکار کر کہا کہ ہاتھی سے نہ اترنا کہ اسوقت ہاتہی سے
اترنا گویا تخت سے اترنا ہے یہہ سنکر بادشاہ کو کچہہ تسلی ہوئی ہاتھی کے پاؤنمین زنجیر ڈلوادی
مرزا شجاع سے یہہ غلطی وقوع مین آئی کہ ہاتہی سے اتر کر گہوڑے پر سوار ہوا فوج نے ہودہ
خالی پاکر ہمت ہاردی اور بہاگنا شروع کیا میدان اورنگ زیب کے ہاتھ آیا شجاع بنگالہ
کو بہاگ گیا اور قلعہ مونگیر مین جاکر متحصن ہوا اسی اثنا مین خبر آئی کہ دارا شکوہ نے دوبارہ
دریای سندہ سے عبور کیا ہے اور بعد قطع کرنے ریگستان اور محنت کشی گرمی کے گجرات
مین داخل ہو گیا ہے اور صوبہ دار گجرات کو جسکی بیٹی مراد سے منسوب تھی اپنا رفیق وہمدم
بناکر اور فوج کثیر ہمراہ لیکر راجپوتانہ کو روانہ ہوا اور قریب اجمیر کے جو دار الخلافت اوسکا تہا ایک
مقام مستحکم حاصل کیا ہے اورنگ زیب مرزا شجاع کا تعاقب چہوڑ کر جلد وہان پہونچا اوسکا
لشکر ایک زمین بلند پر پڑا ہوا دیکہہ کر دلمین ڈر گیا اور فوراً تیاری لڑائی کی کی اور دارا کو
سخت سست لکہنا شروع کیا تا کہ میدان مین آکر لڑائی شروع کرے اوس نے کچہہ خیال نکیا تب
ایک فریب اورنگ زیب نے اور نکالا کہ دو سردار دہلی طرف سے اس مضمون کا خط لکہوایا کہ ہم سے
بڑا قصور ہوا جو آپ کی رفاقت سے جدا ہوئے اگر دروازہ قلعہ کا فلانی وقت پر آپ کہلا رکہین
تو ہم معہ اپنی رفیقون کے حضور مین حاضر ہوکر حکم بجا لاوین ہر چند رفقا و محسن اور عقلمند لوگون

نے صلاح دی کہ اسمیں دریا پایاب جانا ہے مگر اسکی پایابی سے بے سمجھا اور بوقت صبح دارا
کہولہ پاسر دایمدکور داخل ہوئے اور انکی پیچھے تمام فوج تباہی اندر کہس گئی اوسوقت اوسکو ظاہر ہوا
کہ یہ فریب تہا مگر کچہ بہی بہت مردانگی اور شجاعت سے لڑا آخرکار کامیاب ہوا اور تہوڑے سے آدمیوں
کے ہمراہ گجرات کیطرف بدین خیال گیا کہ وہاں اوسکو پناہ ملیگی تہا مگر حاکم گجرات نے اوسکو پناہ نہ
اور مرہٹوں نے جو اوسکی باقیماندہ سپاہ تہی اوسکا تمام اسباب لوٹ لیا اب داراشکوہ نے سندہ
بیابان ریگستان کی جانب بہاگا اور ہمایوں بادشاہ کیطرح ہزارہا تکلیفیں اوٹہائیں آخرکار
چند کس ہمراہی لیکر ٹہٹہ میں جا پہونچا تہا اسسے آگے جاتا تو ایران کو جاتا اوسکی بہت خاطرداری
اور بوقت ضرور پہلا جاتا مگر اوسوقت اوسکی پیاری بیوی نادرہ بانو جانبلب ہو رہی تہی اور
اوسکی مفارقت جانکاہ ہیچ میں گوارا تہی قریب اس موضع کے جان جیون کا مقام بر راستہ تہا
داراشکوہ نے چاہا کہ وہ میرے ساتہہ مہمان نوازی کا طریق برتے مگر وہ بڑا ظالم اور جور
پرور تہا باوجودیکہ اوسکے قتل کے لئے شاہجہان بادشاہ نے دو دفعہ حکم دیا تہا پر داراشکوہ کی شفاعت
سے دو نوبت دفعہ جان اوسکی بچی تہی اس توقع پر دارا کو خیال تہا کہ وہ مجہہ سے کچہہ حسن سلوک
کریگا مگر بجای اوسکے اوس محسن کش نے دارا کا تعاقب کیا جسکہ دارا اپنی بیوی سے رخصت
ہو کر جاتا تہا کہ کسیطرف کو نکل جاوے اسکے سپاہیوں نے اوسکو گہیر لیا اور پکڑکر خان [illegible]
کی حوالہ کیا وہ داراشکوہ کو بہزار ذلت و خواری دہلی میں لایا اور عالمگیر کے سپرد کرکے لاہور
کیطرف جاتا تہا مگر راستہ میں بحکم منتقم حقیقی کے جان جیون کو کسی نے قتل کر ڈالا اور عالمگیر نے
چند قاتلوں کو مقرر کرکے حکم دیا کہ رات کو داراشکوہ کا سر کاٹ ڈالیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور
وہ بیچارہ آوارہ دشت ادبار شہید ہوا اور بروز جمعہ یکم ماہ محرم سنہ ایکہزار و ستر ہجری
نعش سپرد گورستان ہوا رحمۃ اللہ علیہ بعد قتل داراشکوہ کے ایک بہائی اورنگ
زیب کا مسمی میرزا شجاع باقی رہا جسکی طرف سے اسکے دلمیں کہٹکا تہا اوسنے فرصت پاکر بہت فوج
جمع کرلی بادشاہ نے اپنے بیٹے شہزادہ محمد سلطان کو معہ میر جملہ وزیر اوسکے میرزا شجاع کے مقابلہ

پروانہ کیا وہان عجب ماجرا گذرا کہ مرزا محمد سلطان اپنی چچا مرزا شجاع کے لڑکی پر عاشق ہو کر بحال
مستی اسکو وصل کا خواہان ہوا یہہ دیکھہ کر اوس لڑکی نے ایک خط مشعر سفارش مرزا شجاع
اپنی باپ . مرزا محمد سلطان کو لکھا وہ بجذبہ محبت و عشق فوراً اپنی چچا سے جا ملا اوسنی بڑی خاطرداری
کر کے اپنی لڑکی کا نکاح اوس سے کر دیا اور بعد رسوم شادی کے لڑائی مین مصروف ہوا چونکہ مرزا
محمد سلطان کو یہہ گمان تہا کہ مجکو دیکھہ کر تمام سپاہ اورنگ زیب کی میری ہمراہ ہو جاوی گے اوسنے
وہ سب سواروں کی صف مین جا کر کہڑا ہوا اور جب اوسنی دیکہا کہ دشمن کی سوار اوسکی طرف بڑہے
ہین تو اوسنی نادانی سے یہہ خیال کیا کہ یہہ لوگ ہم سی شریک ہونے کو آئی ہین جب اونہون نی سخت
حملہ کیا تو اوسوقت اوسکی آنکہہ کہلی اور چچا اور بہتیجا دونو خوب لڑے مگر چونکہ بنگالہ کی فوج ناآزمودہ کار
دل تہی اور میر جملہ کی فوج کارآزمودہ میدان جنگ میر جملہ کے ہاتہہ آیا اوس اثنا مین اورنگ
زیب نی حکمت عملی کے راہ سی ایک خط مرزا محمد کے نام اس مضمون سی لکہا کہ جسکو
معلوم ہو کہ گویا اوسکی خط کا جواب دیتا ہے اوسمین یہہ مرقوم تہا کہ تم اپنی خسر کی رفاقت چہوڑ کر
فی الفور چلے آؤ اور اوس خط کو اسطرحپر روانہ کیا کہ شجاع کے ہاتہہ آجاوی اتفاقاً ایسا ہی
ہوا شجاع نے جب وہ خط پڑہا تو ناآزمودہ کاری کے باعث اسکو یہہ شبہہ پڑ گیا کہ مرزا
محمد اپنے باپ سی ملا ہوا ہے ہرچند اوسنی اظہار صداقت اور صفائی کا کیا مگر اوسکی دل سے
وہ شک رفع نہوا اور اورنگ زیب کا بہی اوس خط کے لکہنے سے یہی مطلب تہا سو خدائی پورا کر دیا
آخرکار مرزا شجاع نے مرزا محمد کو حکم دیا کہ تم اپنی بیوی کو لیکر . چلے جاؤ اب مرزا محمد کو
کوئی جگہ امن کی نرہی تمام ہندوستان مین عملداری اوسکی باپ کی تہی ناچار اوسنے اپنی
باپ ہی کیطرف رجوع کیا باپ نی اسکو فوراً گرفتار کر کے گوالیار کے قلعہ مین قید کر دیا جہان
وہ سات برس کے بعد بہ آزار رنج و ملال فوت ہو گیا اور مرزا شجاع بسبب نا ب مقاومت نہ لا کر
اراکان کو بہاگ گیا وہان کے راجہ نے اسکو مع اوسکے اہل اطفال کے دغا سی پکڑ کر مار ڈالا
شاہ جہان بادشاہ بہی بعد زوال سلطنت کی آٹہہ برس حالت قید مین زندہ رہکر جان بحق تسلیم ہوا

اوسکی مرنے کیوقت اورنگ زیب کو ایسی جرات ہوئی کہ باپ کی سامہنی تاج دیا اسلئے اسنے
شاہ عالم کو بہیجا مگر وہ اوسکی پہونچنے سے پہلی مرچکا تہا بعد ازاں سلیمان شکوہ دارا شکوہ کا بیٹا
اپنی جان بچا کے کوہ ہمالیہ میں دشت نوردی کرتا پہرتا تہا اوسکو راجہ سری نگر نے حسب الحکم
اورنگ زیب کی پکڑ کر اٹہویں جنوری ۱۶۶۱ء مطابق گیارہویں جمادی الاول ۱۰۷۱ ہجری میں دہلی
کو روانہ کر دیا جب وہ دار الخلافت میں آیا اول اسکو ہاتہی پر سوار کر کے شہر میں تشہیر کیا
اور بعد ازاں اورنگ زیب کی سامہنی لائی پاؤں کی بیڑیاں دور کر کے ہاتہوں میں ہتہکڑیاں
پڑی رہیں حضار دربار اوسکا یہہ حال دیکہہ کر رونے لگے اورنگ زیب نے بہی رنج کی شکل ظاہر
بنائی اسیر سلیمان شکوہ نے عرض کی کہ اس دکہہ اور عذاب سی بہتر ہے کہ یکبارہ قتل کیا جاؤں اورنگ
زیب نے نرم آواز سے کہا کہ نہیں تم سے اچہا سلوک کیا جائیگا مگر یہہ عہد پورا ہونے نہ پایا کیونکہ
یہہ سلیمان شکوہ اور اوسکا بہائی سپہر شکوہ اور مرزا مراد کا چہوٹا لڑکا یہہ تینوں گوالیار میں بعد
تہوڑے عرصہ کے مرگئے اور مرزا محمد صاحبزادہ اورنگ زیب کا بہی اس قیدخانہ میں بہت برس
تک مقید رہا مرزا مراد کا یہہ حال ہوا کہ سلیمان شکوہ کی مقید ہونے کے چند مہینے کے بعد اوسنے قلعہ
کی شہر پناہ سے ایک رسی لٹکا کر بہاگ جانیکا ارادہ کیا اوس دیوار کے نیچے ایک سعدہ عورت
رہتی تہی جس سے اوسنے اجازت بہی نیچے اترنے کی لی لے تہی پر جسوقت کمند سے کود کر نیچے اترا
وہ عورت ایسی چلائی کہ نگہبانوں کو خبر ہو گئی اور اورنگ زیب نے یہہ خبر سنکر دل میں خیال کیا کہ
جب تک یہہ زندہ ہے تب تک مجہکو بڑا خطرہ و اندیشہ ہے اسلئے اوسکو پہر قید کیا اور ایک ایسا
لڑکا تلاش کیا جسکی باپ کو مرزا مراد نے بحالت حکومت گجرات قتل کیا تہا اوسکو سمجہایا کہ تو مرزا
مراد پر خون کا دعوی پیش کر چنانچہ ایسا ہی ہوا اوسکی مقدمہ کی تحقیقات ہوکر بہ نسبت مرزا
مراد کے حکم قتل کا دیا گیا مرزا مراد کو اورنگ زیب نے اپنی روبرو طلب کر کر قتل کروا ڈالا بعد
اسکی کچہہ اندیشہ اس بادشاہ کو نہ رہا سب بہائیوں اور بہتیجوں کو اپنے باپ شاہ جہاں کیطرح قتل
کر کر خود مختار بادشاہ ہو گیا اس بادشاہ کے عہد میں شاہ عباس بادشاہ ایران نے ایکمرتبہ لشکر

پیدا ہوئی باعث اوسکا صرف میر منشی کا قصور تہا جس نے غلطی سے نامہ پر لکہا تہا کہ شہنشاہ جہان
کیطرف سے یہہ نامہ والی ایران کو پہونچے شاہ عباس یہہ دیکہتے ہی برہم ہوکر فوراً آمادہ جنگ ہوگیا
ہرچند یہ توضیح اس امر سے اورنگ زیب کو بڑا تردد ہوا مگر اوسنے بہت استقلال سے کام کیا اس اثنا
مین شاہ عباس بقضای الہی مرگیا اور اوسکی جگہہ سے صفی پوتا اوسکا تخت ایران پر بیٹہا مگر وہ
عازم ہندوستان نہوا اسکے عہد مین دوبارہ صلح ہوئی بعد ازان ایک عورت مسمات بسامی نے
داد و دہش اور خلق نیک دکہاکر میوار کے ضلع سے بیس ہزار آدمی کا لشکر (جنمین جتی اور فقیر اور
جوگی اور ستی شامل تہے) جمع کرکر اورنگ زیب پر چڑہائی کی آگرہ تک ملک فتح کرتے ہوئی چلے
آئے اور یہہ بہی مشہور ہوگیا کہ اس عورت ساحرہ نے ایسی قسم کا کہانا تیار کر رکہا ہے کہ جب
اپنی لشکر کو کہلا دیتی ہے تو بروقت جنگ کے وہ دکہلائی نہین دیتی اسلئے اورنگ زیب کے لشکر مین خوف
پڑگیا ہرچند اورنگ زیب سپاہ کو سمجہاتا رہا پر وہ اعتقاد باطل اونکی دلسے نجاتا تہا اسواسطے
بادشاہ نی چند تعویز لکہہ کر اپنے جہنڈون پر لٹکوائی اور سپاہ کو کہا کہ اب اوس عورت کا جادو
تمپر اثر نکر سکیگا اسکے بعد جنگ ہوکر سپاہ بادشاہی نے غالب آکر اون سب کو تہ تیغ کیا بعد اوسکی
عہد مین ایک فساد کابل مین برپا ہوا مگر اوسکی حکمت کاملہ سے جلد رفع ہوگیا اور اورنگ زیب کو
گولکنڈہ اور بیجاپور کے مسخر کرنیکا بڑا شوق تہا اسواسطی سنہ ۱۰۹۶ھ مین اٹہائیسوین سال جلوس کے
لشکر شاہی کو تین حصہ کرکے تسخیر دکہن کو روانہ کیا اول شاہزادہ شاہ عالم ولی عہد نے گولکنڈہ پر
اور خود بادشاہ نی معہ تمام فوج کے بیجاپور پر چڑہائی کی آخر بسبب حادث ہونی قحط سالی کے بہت سی
شرایط اور اقرار کے بعد وہان کی رعایا نے اطاعت قبول کی اور سکندر علی شاہ جو وہانکے سلاطین
سی آخرین بادشاہ تہا مقید ہوا بعد ازان مکرر گولکنڈہ پر چڑہائی کی اور سات مہینہ کے محاصرہ
کی بعد کئی جنگ اور فریب اور دغا سے اس شہر کو بہی فتح کیا اور اوس شہر کی حاکم ابوالحسن کو بہت
ذلت اور خواری سے قتل کیا اسکی بعد کوئی بڑا حاکم باقی نرہا مگر اوسی اثنا مین قوم مرہٹی کی زور آور ہونے
لگی اسوقت یہہ قوم گجرات کی کناری پہاڑی قطعات مین بستی تہے اونمین سے ایک شخص سیواجی

بڑا ساتھ جو مسلح پیدا ہوا جو سامان اوسکی نہایت دشمن رکھتا تھا بہادری لوگ اوسکی ساتھ جمع ہوئے
اکثر وہ لوگ شہروں کو لوٹتے اور روپیہ جمع کرتے ہوئے چلے بیجاپور کے حاکم نے اوسکی تنبیہ کرنے کے
واسطے ایک لشکر جرار افضل خاں کو دیکر روانہ کیا سیواجی نے کہلا بھیجا کہ مجھے اطاعت منظور ہے
لیکن ایک ملاقات آپسے تنہا کرنی چاہتا ہوں اوسنے منظور کیا سیواجی نے اپنی سپاہ گھاٹ میں چھپا
کر اونکو کہہ دیا کہ جسوقت بگل کی آواز سنو دوڑ کر دشمن کی فوج پر آ پڑو افضل خاں حسب قرار اوس فوج
کو جسکو وہ اپنی ساتھ لایا تھا الگ کر کے تنہا مقام معین پر گیا سیواجی بھی وہاں آیا اور آتے ہی بغلگیر ہوا
اور بڑی دلاوری سے افضل خاں کے پیٹ میں خنجر مارا افضل خاں نے بھی تلوار نکالی اور سیواجی کے سر پر
ماری مگر چونکہ اوسکی پگڑی کے نیچے خود تھی وار خالی گیا اوسنے دوسرا خنجر مارا خاں مذکور کا کام تمام ہوا
جب فوج کا سردار مارا گیا فوج تتر بتر ہو گئے اس فتح سے بہت سی لوٹ دشمن کے ہاتھ آئی اور سیواجی
کی بڑی مشہوری ہو گئی اوسنے ملک دکھن میں بہت سی لوٹ مار کی بلکہ بیجاپور کے قریب تک لوٹ
کر گئے دفعہ حاکم بیجاپور نے اوسپر چڑھائی کی مگر مغلوب رہا آخرکار سیواجی صوبہ تہا پر متصرف ہو گیا
اور پچاس ہزار پیادہ اور سات ہزار سوار سیواجی کی فوج میں جمع ہو گئے اسواسطے اورنگ زیب نے
نواب شایستہ خاں کو مع فوج اوسکے مقابلہ کے واسطے بھیجا اگرچہ اوسنے کئی فتوح حاصل کیں مگر
ایک خاص موقع میں گھر جانیکے سبب شایستہ خاں کا بیٹا مارا گیا اور ایک انگلی اوسکی بھی کٹ گئی
اور ایک کھڑکی سے کودتے ہوئے زخمی ہو گیا اسواسطے اوسنے مراجعت کی اسطرحسے چندے دور
مرہٹوں کی لڑائی موقوف رہی سیواجی نے فرصت پا کر شہر سورت کو لوٹا جواہرات اور اشرفی اور
بہت اسباب قیمتی ایک کروڑ روپیہ کا اوسکے ہاتھ آیا اورنگ زیب یہہ حال سنکر بہت آزردہ
ہوا اور ایک بڑی فوج بسرکردگی راجہ ماہر اوسکی مہم کو روانہ کی وہ اوسکو دہلی میں پکڑ لایا مگر یہہ شرط
ہوئی کہ تیری عزت بدستور رہیگی یہاں آکر وہ مقید ہو گیا پھر اوسنے ایسا فریب کیا کہ وہ اور اوسکا
بیٹا دو ٹوکروں میں بیٹھ گئے اور ٹوکروں کے اوپر مٹھائی رکھ کر چلوائی لوگ اونکو باہر لے آئی
اس فریب سے مخلصی پا کر شہر آگرہ گیا اور وہاں سے جگن ناتھ میں پہونچ کر قزاقی

اختیار کی اوسوقت عالمگیر نے جو اوسکے گوشہ دل مین دیر سے اسکے دو وجہہ مین ایک یہہ تھی کہ وہ
بیکار اور فریبی اور دغاباز تھا اور بادشاہ کو اوسکے فریبون سے نفرت ہوگئی تھی دوسرے
یہہ کہ اوسوقت شاہ ایران کے مقابلہ کی تجویز ہورہی تہی علاوہ اسکے پٹنہ کے فساد کے دفع کرنے
مین بادشاہ مصروف تہا اسواسطے سیواجی کو جو فرصت ملی تو اوسنے تمام اضلاع مغربی کو لوٹ
کر تباہ کر دیا اور سورت کو بھی دوبارہ غارت کیا جہان سے بہت سا روپیہ وصول کرکے لیگیا
اور قلعہ سنگ جو بہار مین واقع ہے اوسکو اپنے قبضہ مین کرکے اپنا لقب راجہ مقرر کرکے سکہ
بھی اپنے نام کا جاری کیا اور اپنے برابر سونا تول کر برہمنون کو دیا اور بہتیرہ دان پن کرکے
زیادہ تر شہرت پائی بعد ازان گولکنڈہ مین جاکر بارہ ہزار سوارون کے ساتھ حملہ کیا وہانکی
رعایا نے بہت سا روپیہ دیکر شہر کو تاراج سے بچایا اوسوقت سیواجی نے شہر مذکور مین
شاہانہ دربار کیا اور گولکنڈہ کا راجہ مشہور ہوا اور بمقام جنجی اور ویلور وغیرہ مین اپنی فوج مقرر
کی اور مدراس اور مہر لنکا تک تمام ملک فتح کر لیا بعدہ ممبئی پر حملہ کیا مگر غالب نہ آسکا ازبسکہ تریپن
برس کا ہوکر پہیپڑی کی سوزش مین مبتلا ہوکر بتاریخ پنجم اپریل ۱۶۸۰ع مرگیا اوسکی وفات کے
بعد اوسکا بیٹا سنبھاجی گدی پر بیٹھا اور تہوڑے روز فوج شاہی کا مقابلہ کرتا رہا آخرکار پکڑا گیا اور
مسلمان ہونیکے انکار کے سبب سے ۱۶۸۹ع مین قتل کیا گیا بعدہ اورنگ زیب نے ارکاٹ اور جا
کو فتح کیا اوسکے بعد بیجاپور اور گولکنڈہ کو فتح کرکے بغاوت کا مزہ اونکو چکھایا اور ستارا تک جو مرہٹون
کی دارالحکومت تھی اپنے قبضہ مین لایا مگر مرہٹے پھر بھی بڑھتے جاتے تھے اور ہر طرف تاخت کرتے
پھرتے تہے اور اورنگ زیب اونکے ہاتھ سے بہت تنگ تہا آخرکار وہ شاہنشاہ عالیجاہ ذیقعدہ ۱۱۱۸ ہجری
مطابق ۱۷۰۷ع مین بمقام شہر احمد نگر نوے برس کی عمر مین چالیس برس کے سلطنت کے
بعد راہی ملک بقا ہوا سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ جب اورنگ زیب بہت بیمار ہوکر زندگی سے
مایوس ہوا تو کام بخش کو جو اوسکا چھوٹا بیٹا تہا اور اوسکو بہت پیار کرتا تہا اوسکو بروز شنبہ
ستہرون ماہ ذیقعدہ ۱۱۱۸ ہجری صوبہ بیجاپور مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ بہت جلد بیجاپور پہنچے

یا ہو یہی کہ اوسکو خیال تہا کہ مبادا اعظم شاہ کے ہاتھہ سے جو اوسکا دوسرا بیٹا تہا کچہ سبب
اوسکو پہنچے اور بروز جمعرات ستیسویں تاریخ ماہ مذکور اعظم شاہ کو حکم دیا کہ صوبہ مالوہ کو کوچ کرے مگر بہت دیر
کرکے جاوے اور ہر روز پانچ کوس ملا کرے اور دو دو روز ہر منزل میں مقام کرتا جاوے الغرض
اعظم شاہ تہوڑی دور ہی گیا تہا کہ روز جمعہ ۲۸ ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۱۸ ہجری میں عالمگیر نے عالم فانی
سے رحلت کی یہہ خبر سنکر فورا اعظم شاہ معاودت کرکے لشکر شاہی میں آیا اور باپ کی جنازہ کو
بہمراہ چند ہمراہیان دیگر بادشاہ اورنگ آباد میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ نوبت شاہی بجائی جاوے اور
اسی تاریخ ماہ ذی الحجہ کو جدید بہادر تخت پر جلوس کیا اور رعیت اور لشکر کی استمالت اور دلجوئی
ناطرداری شروع کی جو اسوقت لشکر کا تہا اوسپر قابض ہوا اور امرا کو حکم دیا کہ دربار عام میں آویں جب وہ
آئے تو ہر ایک پر رتبے موافق نوازش کی آصف الدولہ اسد خان بہادر بدستور عہدہ وزارت پر مامور
ہوا اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان بدستور سپہ سالاری پر برقرار رہا ادہر تو یہہ انتظام ہو رہا تہا اور
ادہر عالمگیر بادشاہ کا بڑا بیٹا سلطان معظم جسکا لقب بہادر شاہ تہا مع اپنے دو چھوٹے بیٹوں مسمی محمد
اختر جہاں شاہ اور رفیع القدر کے جو اپنے والد کے حین حیات میں صوبہ کابل سرحد ایران پر مقیم تہا اور
سلطان معظم شاہ کا بڑا بیٹا محمد معزالدین جہاندار شاہ ملتان کا صوبہ دار تہا اور اوسکا دوسرا بیٹا عظیم الشان
جو اوسکی اولاد میں بڑا لائق اور منظور نظر اورنگ زیب کا تہا ملک بنگالہ کی صوبہ داری پر مامور تہا
اور محمد کام بخش حسب الامر اپنے والد عالمگیر کے بیجاپور کا حاکم تہا گویا اورنگ زیب کے حال میں ہندوستان
تین بادشاہ سلطان معظم بہادر شاہ اور ممالک دکہن کا حاکم محمد اعظم اور سلطنت بیجاپور کا بادشاہ کام بخش
مقرر ہو چکے تہے اور اوسکے دل میں یہی آرزو تہی کہ یہہ تینوں اپنے اپنے ملکوں میں ہمیشہ کامران اور شادمان
رہا کریں مگر ملک داری کی حرص اور سلطنت کی لالچ نے جیسا کہ اگلوں کو چین سے نہیں بیٹہنے دیا اونکو بہی
آرام سے بیٹہنے دیا اول کام بخش نے جو اپنے والد کی رحلت کی خبر سنی تو اپنی ہمت سے کہ اوسکی قسمت میں بیجاپور
ایک جاگیر لکہی تہی اوسکو بہانہ خود ملک گیری کا فکر ہوا اگرچہ ظاہرا محمد اعظم شاہ نے کام بخش اور اوسکی
والدہ کو یہہ کہہ کر خوش کر لیا تہا کہ سوائے صوبہ بیجاپور کے میں اور صوبہ بہی اضافہ کر دونگا اور کام بخش

بیجاپور مین اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کردیوے علاوہ سکے نہ چہوڑا اور
معظم شہر کابل سے اور اوسکا بیٹا عظیم الشان بنگالہ مین سے عالمگیر کی شدت بیماری کا حال سنکر اکبرآباد
کی طرف چلے جب اثنائے راہ مین سلطان معظم بہادر شاہ نے سنا کہ بادشاہ کا انتقال ہوگیا تو اوس نے
اول تاریخ محرم ۱۱۱۹ ہجری کو تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور محمد اعظم کو لکھا کہ چونکہ ملک دکہن وسیع ہے
تمکو مناسب ہی کہ بموجب والد کے اوسپر اکتفا اور ملک ہند کی سلطنت میرے سپرد کرو کیونکہ جنگ سے صلح بہتر ہوتی
ہے اعظم شاہ نے اوسکی جواب مین لکہا کہ دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند معظم شاہ نے یہہ بات سنکر اعظم شاہ پر چڑہائی
کی اور محمد معز الدین حاکم ملتان بہت لشکر اور سامان فراوان لیکر بمقام لاہور اپنے والد کی خدمت مین حاضر
ہوا اور وہان سے دونون ملکر اکبرآباد کو گئے اور بنگالہ کی طرف سے عظیم الشان بھی جو فوج جرار اور خزانہ بیشمار
اور سامان رکہتا تہا اکبرآباد مین پہونچا اور اوسکو اثنائے راہ مین بہی ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ خزانہ
شاہی مل گیا وہ بہی ساتھ لے آیا اور مختار خان صوبہ دار اکبرآباد کو جو شاہزادہ بیدار بخت کا خسر اور
عظیم شاہ کا خیر خواہ تہا قید کرلیا اور تمام خزانہ و اسباب سلطنت پر جو اکبرآباد مین بافراط موجود تہا قابض
ہوگیا مگر قلعہ اوسکی ہاتہہ اس واسطے نہ آیا کہ قلعہ دار نے یہہ عذر کیا کہ جب تک کوئی بادشاہ باستقلال تخت
پر نہ بیٹھے مین قلعہ حوالہ نہین کرسکتا چونکہ عظیم الشان کو سوائے قلعہ گیری کے اور انتظام بہی ضرور تہا
اسواسطے اوسنے اس طرف توجہ نکیا اتنے مین معظم شاہ بہادر باپ اوس کا بہی وہان پہونچ گیا اوسنے وہ
خزانہ باپ کی نذر کیا وہ نہایت خوش ہوا کیونکہ اوسکی سپاہ بسبب قلت روپیہ کے نہایت تنگ تہے
وہ روپیہ اوسنے ضروریات خرچ سپاہ مین تقسیم کیا آخرکار باہم شہزادگان کی سخت لڑائیان ہوئین
مگر چونکہ شاہ عالم کی حمایتی بڑے طاقت ور امرائے عظام تہے اسواسطے اوسنے تخت حاصل کیا یہہ بادشاہ
اپنے بہائیون سے بہت مہربانی رکہتا تہا تاکہ اوس سے مخالف نہون مگر ہر ایک نے تخت شاہی کی آرزو کی
اسواسطے لڑائیان ہوئین اور سب نے شکست پائی ایک تو لڑائی مین مارا گیا اور دوسرے نے اپنے آپ
کو خود قتل کرڈالا اور شاہ عالم بادشاہ ہوا

ذکر سلطنت شاہ عالم بادشاہ +

یہہ بادشاہ بڑا رحم دل اور لائق تمام بادشاہان سابق سے گذرا ہی اور نہایت فیاض اور بڑا دیندار مسلمان

اور واقف شرع و قوانین تہا اوسنے اپنے ایام حکومت میں مثل اور بادشاہوں کی کسی غیر مذہبی قوم کو بہ
سبب تعصب کے نہیں ستایا شاہ عالم کا اصل مطلب یہہ تہا کہ اوسکی قلمرو میں امن اور صلح رہے کوئی کسی پر
ظلم کرنے نہ پاوے چنانچہ اسی لیئے اس بادشاہ نے راجپوتون سے بہی اقرارنامہ اس مضمون کا لکہا لیا
کہ وہ بادشاہ کی تابعداری میں رہینگے اور کچہہ فساد نہ کرینگے اگرچہ یہہ اطاعت صرف برائے نام ہی مگر یہہ
اوسنے اپنی ماتحت کی اچہی اچہے زرخیز صوبے مرہٹوں کی لوٹ سے بچائے اور یہہ بادشاہ فن جنگ میں
بہی مہارت کامل رکہتا تہا اور یہہ طاقت اس بادشاہ نے بمقابلہ ایک نئے دشمن کے جو اوسکے ایام سلطنت
میں کہڑا ہوا تہا دکہلائی تہی اور وہ یہہ تہی کہ سکہوں کا ظہور بہادر کے وقت میں ہوا تہا یعنی اوس وقت میں
گورو نانک پیدا ہوئے اور ایام بادشاہی اکبر بادشاہ تک وہ صرف فقیری کی حالت میں رہے اسواسطے کوئی
مشرح حال اونکا نہوا مگر عہد دولت اورنگ زیب میں بسبب پہونچنے تکالیف مذہبی کے یہہ لوگ بادشاہ
کے سخت دشمن ہوگئے چنانچہ اورنگ زیب نے گورو تیغ بہادر کو پکڑوا کر مار ڈالا گورو گوبند سنگہہ نے جو گورو تیغ بہادر
کا بیٹا تہا تمام عمر اوسکے خون کے عوض لینے میں صرف کی اور سکہہ لوگ فقیری کی حالت چہوڑ کر مسلح اور ب
بہادر جتہے ہوگئے اور چند بار اورنگ زیب سے لڑکر مغلوب ہوئے اور اورنگ زیب نے دو لڑکے اسکے پکڑ کر
قتل کیئے اور گورو گوبند سنگہہ جلاوطن کیا وہ اسی غم میں دیوانہ ہوکر مرگیا جب اورنگ زیب نے وفات پائی
تو سردار بندا نامی چیلہ گورو نے اجتماع کثیر کرکے سرہند پر قابض ہوگیا یہہ سن کر شاہ عالم نے اوسپر چڑہائی
کی یہہ حال سنکر وہ ڈر کے قلعہ میں جاکر پناہ گیر ہوا شاہ عالم نے وہ قلعہ لے لیا اور بندا جان بچا کر پہاڑوں
کے پناہ میں بہاگ گیا اور شاہ عالم شہر لاہور میں ۱۷۱۲ع میں فوت ہوا **ذکر معزالدین
جہاندار شاہ** شاہ عالم بادشاہ کی وفات کی بعد اوسکی چار بیٹون میں تخت کی واسطے
لڑائی ہوئی مگر بڑے بیٹے معزالدین کا طرف دار نواب ذوالفقار خان جو بڑا طاقتور رئیس تہا اس سبب سے
معزالدین کو فتح ہوئی اور باقی تینوں بیٹے لڑائی میں مارے گئے جب یہہ تخت پر بیٹہا تو اوسنے اپنا لقب
جہاندار شاہ مقرر کیا مگر حکومت کے باب میں نہایت نالائق نکلا سید عبداللہ اور سید حسین دونوں بہائی
فرخ سیر شاہ عالم کی پوتے کو تا ہمت پر برانگیختہ کیا جسنے بنگالہ میں علم بغاوت بلند کرکے جہاندار شاہ

اور نواب ذوالفقار خان کو شکست دی اور وہ دونون مارے گیے اور فرخ سیر بادشاہ ہو لیا جہاندار شا
نے صرف ایک برس بادشاہت کی ور ۱۷۱۲ع مین ۱۱۲۳ھ تک اوسکی بادشاہت قایم رہی +

ذکر بادشاہی فرخ سیر بادشاہ

اس بادشاہ کے وقت سیدون کا بڑا زور ہو گیا تہا چنانچہ فرخ سیر کو سید عبد اللہ اور سید حسین
جنہون نے اوسکو تخت دلوایا تہا اپنا غلام تصور کرتے اور اپنی مرضی پر تمام قلمرو مین احکامات
جاری کرواتے اور بڑے زور آور ہو گئے تہے اس بادشاہ کے وقت مین وہی بندا سکھہ پہر پہاڑ
سے نیچے اوترا اور دریاے اٹک کے کنارے پر تاخت و تاراج کرتا پہرتا تہا کہ فوج شاہی نے اوسکو
قتل کیا آخر سید عبد اللہ اور سید حسین کی حکومت پر امرائے دربار کو رشک ہوا اور آپس مین اوسکا
چرچا پہیلا بادشاہ کو بہی اونکی تابعداری ناگوار معلوم ہوئی چاہا کہ اونکی اطاعت نکرے یہہ حال اونکے
سیدون پر کہل گیا اسلیئے اونہون نے بادشاہ کو مار ڈالا اور پہر اورنگ زیب کے بڑے پوتے کو تخت پر
بٹہلایا مگر پانچ مہینہ کی حکومت کے بعد وہ مرگیا پہر اونہون نے اوسکے بہائی کو تخت پر بٹہلایا جسنے
صرف تین مہینہ بادشاہت کی بعد ازان روشن اختر کو جو شاہ عالم کا پوتا تہا تخت نشین کیا جسکا لقب
محمد شاہ مقرر ہوا + **ذکر بادشاہی محمد شاہ بادشاہ** اس بادشاہ نے پہلے پہل
تو بلا عذر سیدون کی خاطرداری اور عزت بدستور کی مگر آخر کو اونکی قتل کے واسطے ایک تجویز کی کہ اس
عرصہ مین ان دونون بہائیون کو سید عبد اللہ اور سید حسین اور نظام الملک حاکم مالوہ مین کچہہ نا اتفاقی
ہو گئی اور یہہ صلاح ٹہری کہ بادشاہ معہ سید حسین کے اوس سرکش حاکم مالوہ پر چڑہائی کرین
چونکہ سید حسین کے مار ڈالنے کی سازش پہلے ہو چکی تہی اسلیئے اوسکو راہ مین مار ڈالا سید عبد اللہ نے یہہ
خبر پاکر ایک نیا بادشاہ قایم کر دیا اور اپنی بچاو کی صورت پیدا کرلی مگر اوسکو شکست ہوئی اور وہ
قید کیا گیا محمد شاہ نے ابہی بہت دنون حکومت بہی نہ کی تہی کہ اوسکی نالیاقتی ظاہر ہو گئی اور یہہ
مشہور ہو گیا کہ وہ بادشاہت کی لائق نہین کیونکہ اوسکی چال و چلن ایسی نمایان ہوئی کہ اوسکے
دو بڑے لیق وزیر ایک نظام الملک اور دوسرا سعادت علی خان اوس سے منحرف ہو گیے فقط

حال خفیف اس کا یہہ ہی کہ یہہ نظام الملک بڑا عالی دماغ عقیل فہیم بدرجہ کمال نازک مزاج سخن سنج تہا ایک دفعہ
از لعادت محمد شاہ بادشاہ سے مورد عتاب ہوکر اسیر ہوگیا بعد چندی حسب رای نواب محی الدین خاں بہادر بعد ادای
چند لاکہ روپیہ کی امیدوار رہائی ہوا کہ یہہ زر جرمانہ ادا ہوا اور رقایا کی واسطے تاماعاقبت اندیش قلعہ گوالیار میں مقید
کرنا اس کا تجویز کیا بعض لطائف دربارے جو اوسکی نازک مزاجی سے خبردار اور حکم شاہی سے لاچار تہے عرض کیا کہ جہاں پناہ
نظام الملک بدرجہ کمال عالی دماغ ہی اگر حضور اسکی صحبت میں کسی نالائق اجہل کو رہنا مقرر فرماویں تو یقین کلی ہی کہ
اسکی مزاج پر قید قلعہ گوالیار سے زیادہ تر ناگوار ہوگا اسپر حضرت محمد شاہ نے ایک واہی تباہی مزاج اجہل کو اسکی
صحبت میں حاضر رہنے کے واسطے حکم دیکر ہدایت کی کہ جو تیرے دل میں آوے بی تکلف کہدینا کچہہ لحاظ اوسکی جاہ کا
نکرنا وہ بیوقوف جب اوسکی خدمت میں بمقام مجلس گیا تو جاتے ہی برخلاف قاعدہ اسلام کی وعلیکم السلام کہا جس
پر نظام الملک حیران ہوا کہ یہہ کیا معاملہ ہی اگر میں السلام علیکم کہتا تو اسکو جواب دینا لازم تہا ابہی وہ بیچارہ تامل
ہی میں تہا کہ اس نے کہا کہ تو کیا نادان بیہودہ ہے کہ تمام مراسم دربار سے بہی آگاہ نہیں کیونکہ بروقت تشریف آوری
اینجانب کے تجکو لازم تہا کہ السلام علیکم کہتا جب نہ کہا تو لاچار میں نے خود بخود جواب سلام کہدیا دوسرا یہہ کہ تجکو مناسب
تہا کہ میرا نام پوچہتا وہ بہی تو نے نکیا بہرحال تو بڑا نالائق ہی لاچار میں نے بہی پوچہا کہ سنو آپ کا کیا نام ہی اوسی
لاچار ہوکر کہا کہ میرا نام نظام الملک ہی اسپر آپ نے فرمایا کہ نام غیر مناسب لائق آپ کی درجے کے نہیں آج سے
آپ کا نام نظام الباقلہ مقرر ہوا کیونکہ ملک دار ایسے خورد و بزرگ سیاہ از قسم غلہ و باقلہ کہا ہی کلاں
و برابر گ از قسم بقولات است برای کلان اشخاص این خوردی باعث حقارت می باشد وہ اسی گفتگو
تعجب ہوا چاہتا تہا کہ کچہہ جواب دے مگر اس نے سبقت کرکے پہر کہا کہ تو بڑا نادان ہی کہ مجہسے میرا نام نہیں پوچہا
اسنے لاچار ہوکر کہا کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے اس نے کہا کہ والدین نے تو میرا نام سعد دین موسی
رکہا تہا مگر میں نے بخطر طوالت اسمین اختصار کرکے اپنا نام الرطل بالسبق اس قسم والیا تہا تحریر کیا ہے
کیونکہ من چالیس کا اور رطل اڑہائی سیر کا ہوتا ہی اور سعد اسپر قبل بڑی کلاں ہوگی اسکی جگہ بوق یعنی بزم
جو نسبت اس کے بہت چہوٹا ہے اور موسی کی جگہ میں پشم جو بال سے خورد ہوتی ہے اور دین نیں جد کو کہتی ہیں
اس کے عوض بعینہ اس کا پاسردہ یعنی پیدرہ یہہ سنکر نظام الملک نواب صاحب اوڑ گیا اور نہایت

تردد خاطر مین واقع ہوا بعد اسکی اس احمق شخص نے کہا کہ آپ بڑی ناہم ہو کیونکہ آپ نے مجھسے آہین پوچھا
کہ تم شعرگوئی مین بہی کچہہ مہارت رکہتی ہو یا نہین اس پر حیران و پریشان خاطر ہو کر نوابصاحب نے فرمایا
کہ اچھا حضرت فرمایئے کہ آپ شعرگوئی مین بھی کچہہ مہارت رکہتی ہین کہ نہین اسکے جواب مین اس نے کہا کہ
ہان پروردگار الشعر امجھی خطاب شاہی ملنی والاہی مشتی نمونہ خروار یہ ایک شعر اپنا سناتا ہون اگر کچہہ اسکو
مذاق ہوگا تو تحسین وداد دینگے فھونذا برآید آفتاب از فلک چون طاس قل اعوذ برب الناس ملک الناس
الہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ —— نواب نظام الملک
نے کہا کہ اگر آیت شریف کو پورا کرکے لفظ والناس بھی شامل کیا جاوی تو قافیہ درست ہوجاوی اسپر اس نے
کہا کہ تو بڑا ہی بیوقوف ہی کہ اتنا ہی علم عروض سے واقف نہین کہ وزن مصرعہ ثانی کا اس الحاق سے بڑھ جاویگا
یہہ سنتی ہی وہ حیران ہوا اور اپنے پیش باندون کو کہیلا بہیجا کہ جسطرح ہوسکے اور میری زندگی مطلوب ہے
تو بقیہ روپیہ داخل خزانہ شاہی اسی وقت کردو اور بادشاہ کی خدمت مین عرضی لکہو کہ بجائی دس ہزار کے
بیس ہزار لے لو یا مجھی سزای داردی دو مگر اس نابکار کو میری صحبت سے واپس طلب کر لو اس پر روپیہ داخل
اور وہ رہا ہوگیا بعد اس کے حضور نے اوسکو خلعت نوالی عطا کرکے اوس کے عہدہ قدیمہ پر سرفراز
کیا اس سے بجز کہ چوکردی باکلوخ انداز پیکار مغز رکن کاندر آماجش نشیتی سر گرانجی بتل ربتش شاہی
اگر بعد ازان صد راحت رسانی از پاداش یک رنجش ایمن مباش اس نے سامان مطلوبہ طیار کرکے صاف
بغاوت اختیار کی اور دکہن مین جاتی ہی خودسر بادشاہ ہوگیا چنانچہ آجتک اولاد اسکی وہان خودمختیار
حاکم ہے یہہ بدسلوکی ایسی امرائی عالی وقار سی دیکہہ کر نواب سعادت خان بہادر نے بہی نمک حرامی پر
کمر باندہی یعنی ملک اودہ مین جاکر باغی ہوگیا جن سے ملک اودہ بہی الگ ہوگیا چندی زیر حفاظت
سرکار انگریزی اولا خودمختار رہی مگر آخرکار اب بباعث بدانتظامیون کے ازانجا کہ اس سرکار کو آسایش رعایا
برایا از حد مطلوب ہے اور ہر وقت یہی خیال ہے کہ خلق اللہ جو ودیعت ایزدی ہے پنجہ
ظالم مین نہ گرفتار ہو سرکار نے بعد ہدایت ہای روزمرہ کی وہ ملک ضبط کرلیا اور تنخواہ واجد علی شاہ کی
واسطی تجویز کردی اب باآرام تمام وہ حضرت کلکتہ مین مشغول عیش و عشرت ہین مجدداً انکا شیرہ نگین کہ خداداد را خداداد است

نظام الملک نے اپنی حکومت ملک دکھن میں قایم کرلی اور سعادت خان نے ملک اودہ میں علاوہ ازیں اسی نازک وقت میں مرہٹوں نے بہی سر اوٹہایا اور ملک کو لوٹ لیا اور سلطنت کے لینے کے واسطے کئی لڑائیاں لڑے اور مالوہ اور گجرات کو لوٹ کر آگرہ کے دروازہ تک جا پہنچے یہہ حال دیکھکر سعادت علیخان نواب اودہ نے کوچ کیا اور اونے مرہٹوں کو ایسا ستایا کہ اگر بادشاہ اوسکو نہ روکتا تو وہ زور مرہٹوں کا بالکل توڑ دیتا مگر بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ آپ مرہٹوں سے نہ لڑیں کیونکہ بادشاہ اپنے وزیر خاص کو معہ چند سرداروں کے اونکی مقابلہ کے واسطے خود روانہ کرے گا یہہ حکم دیا تو سعادت علیخان اپنے دل میں ذلیل ہوکر پہر گیا مرہٹوں کو جو فرصت ملی وہوں نے دہلی پر حملہ کیا اور بہت مال لیکر مالوہ کو چلے گئے سوا اسکی تمام قلمرو میں بہت سی لوٹ مار کے بعد ازاں نادر شاہ نے جو بعد خرابی حال ملک فارس کے خود سر بادشاہ ہوگیا تہا ہندوستان پر حملہ کیا اور اوس جلدی سے آیا کہ دریائے اٹک سے دہلی تک چار روز میں پہونچا اور محمد شاہ کو اوس کے آنے کی خبر تک ہوئی آخر جہٹ پٹ فوج تیار کی گئی اور نواب سعادت علیخان لڑے کو بہی شکست پاکر اسیر ہوئی تب نواب سعادت علیخان نے ایک عہد نامہ نادر شاہ کو لکہہ دیا کہ وہ دو کرور روپیہ لیکر واپس چلا جاوے اسپر اوس کا ارادہ واپسی کا ہو گیا کہ بہہ محمد شاہ کی بے وتوقی سے نظام الملک معہ محمد شاہ نادر شاہ کے قبضہ میں آئی اسلئے نادر شاہ آگے بڑہ کر دہلی میں آیا اور تخت دہلی پر بیٹہہ کر بادشاہ دہلی ہوگیا دو روز تک بڑا انتظام اور چین رہا مگر تیسرے روز رات کو شہر میں افواہ مشہور ہوا کہ نادر شاہ مارا گیا یہہ خبر سنکر ہندؤں نے اوسکے کئی سپاہی مار ڈالے جب نادر شاہ نے یہہ حال سنا تو غصہ ہوکر قتل عام کا حکم دیا جب دہلی کے کوچوں میں خون کی ندیاں بہگئیں تب قتل عام بند ہوا مگر تیس روز تک حکم لوٹنے کا جاری رہا اس عرصہ میں جو لوٹ کا مال محسوب ہوا تیس کروڑ بیس لاکہ روپیہ کا نکلا جسمیں سے قریب نصف کے تو ہیری اور باقی جواہرات تہے جو سلطنت مغلیہ کے برسوں کی کمائی تہی نادر شاہ نے ہندوستان کو اپنے قبضہ میں رکہنے کی کچہہ خواہش نکی ملک کابل اور قندہار اور اون صوبجات کو جو دریائے اٹک سے مغرب کو واقع ہیں اپنے قبضہ میں کر لیا مناسب جانکر محمد شاہ کو تخت پر بٹہاکر ۱۷۳۹ء میں ہندوستان سے کوچ کیا اور اپنی فوج کا کوئی

سپاہی ہندوستان مین نہین گیا مشہد [illegible] ان [illegible] کرلی کی تاریخ سے آٹھہ برس بعد نادرشاہ
بمقام مشہد خراسان مین مارا گیا اور اوس کا ملک کئی حصون مین منقسم ہوگیا احمد شاہ ابدالی
جو قوم کا افغان ایک امیر زیر حکم نادرشاہ کے تھا یہہ حال دیکھکر گھر کو گیا اور اپنے شہر کا بادشاہ بن
بیٹھا اور رفتہ رفتہ قوت بہم پہونچا کر سنہ ۱۷۴۸ع مین اوسنے دریای اٹک سے عبور کرکے شہر سرہند کو
غارت کیا اور وزیر شاہ ہند کو جو اوس سے لڑنے کو آیا تھا شکست دی اور پھر وہ نواب لڑائی
مین مارا گیا اس واقعے کے بعد محمد شاہ بھی مر گیا اور اوس کا بیٹا احمد شاہ بادشاہ اور اوسکے
وزیر صفدر جنگ مین خانگی رنجش سنہ ۱۷۴۸ع تک رہی

ذکر سلطنت احمد شاہ بادشاہ

اس بادشاہ کے عہد مین دربار مین بڑا ہنگامہ اور فساد رہا کیونکہ احمد شاہ بادشاہ اور اوسکے وزیر
صفدر جنگ مین خانگی رنجش ہمیشہ سے چلی جاتی تھی اس واسطے کہ وزیر نے ایک خواجہ شاہی کو جسکو
بادشاہ بہت چاہتا تھا مار ڈالا تھا آخر بادشاہ نے باعانت امیر الامرا غازی الدین خان کی جو کہ
نظام الملک کا پوتا تھا وزیر صفدر جنگ کو اپنے دربار سے نکلوا دیا اور غازی الدین کو وزارت دی
وہ اوس سے بھی بدتر نکلا اس واسطے بادشاہ نے اوسکی نکلوانے کی بھی تجویز کی غازی الدین بمدد
ہولکر ملہار مرہٹہ کی احمد شاہ کو پکڑکر قید کرلیا اور اوسکی آنکھین نکلوا ڈالین اور جہاندار کے ایک بیٹے کو
جسکا خطاب عالمگیر ثانی مشہور ہے تخت پر بٹھا دیا اور یہہ سلطنت سنہ ۱۷۵۴ع مین سنہ ۱۷۵۹ع تک قائم رہی

ذکر سلطنت عالمگیر ثانی بادشاہ

اس بادشاہ کی وقت تمام ملک مین تہلکہ برپا ہوگیا افغانون نے پنجاب پر حملہ کرکے ملتان اور لاہور
اپنی قبضہ مین کرلیا اسی اثنا مین سکھون کی بھی طاقت اور تعداد بڑہنی شروع ہوئی جاٹون اور روہیلون
نے جابجا لوٹ مچا دی اور مرہٹے بھی دہاڑ مار کرتے پھرتے تھے یہان تک کہ روہیل کھنڈ کے شہر بھی
اونہون نے لوٹ لیے ایسے وقت مین غازی الدین نے پھر پنجاب کی فتح کرنے کا ارادہ کیا یہان
ایک عورت جو قوم سے پٹھانی تھی اور اوسکو احمد شاہ ابدالی لاہور کی حکومت سپرد کرگیا تھا
غازی الدین نے گرفتار کرلی یہہ سنکر احمد شاہ ابدالی تیسری دفعہ ہندوستان پر لشکر کشی کر

آیا اور دہلی مین پہونچکر [illegible] مین شہر کو ایسا غارت اور برباد کیا جیسا کہ نادر شاہ کے ہاتھ
سے ہوا تھا جب وہ واپس جانے لگا تو عالمگیر ثانی نے احمد شاہ ابدالی سے درخواست کی کہ مجھکو
ایسا ہی قط میرے اوپر چھوڑ جاؤ تاکہ غازی الدین وزیر میرا آپ کے جانے کے بعد مجھسے بدسلوکی نکرے
اوس نے عالمگیر کی حفاظت کے واسطے قوم روہیلہ کا ایک سردار دہلی مین متعین کر دیا تاکہ وہ نائب
کی قوت کو ترقی نہونے دیوے غازی الدین نے احمد شاہ ابدالی کے جانے کے بعد مرہٹون کی مدد سے
دوبارہ دارالسلطنت پر اپنا قبضہ کر بادشاہ کو مار کر لاش اوسکی جمنا مین پھینک دی مگر اوس وقت
سے اوسکو اپنی جان بچانی مشکل ہوگئی اور ہر ایک طرف کا فتنہ اور فساد بڑھ گیا اسلیئے [illegible]
جاکر اوس نے پناہ لی اب افغانون اور مرہٹون مین لڑائی قایم ہوئی مرہٹون نے جب دیکھا کہ
میدان خالی ہے تو اونھون نے ملک کا دعوی کیا اور چاہا کہ ہم ہندوستان کے مالک بن جاوین
چنانچہ سکھون سے مدد لیکر دہلی اور آگرہ اور ملتان اور لاہور فتح کر لیا اور افغانون کو مار کر دریائی
اٹک کے پار اوتار دیا یہ جیرہ دستی دیکھکر تیسری دفعہ احمد شاہ ابدالی لشکر لیکر ہندوستان پر حملہ آور ہوا
اور پانی پت پر ایک جنگ عظیم احمد شاہ اور مرہٹون مین ہوئی جسمین مرہٹون نے شکست پائی
اور اسی ہزار آدمی مرہٹون کا مارا گیا اور تاستہ بیا اونکا میر لشکر میدان مین کام آیا افغانون
کی طرف شجاع الدولہ صوبہ دار اودھ اور حافظ رحمت خان و سعد الدین خان روہیلہ مقتول ہوئے
دوسری لڑائی مین سکندرہ کے قریب ملکر سی ہوئی اونکی ایسی تباہی اوٹھائی کہ اوس مہلکے
چند ہمراہیون کے ساتھ وہ خود بچ کر بھاگ گیا مگر فوج ساری میدان مین کام آئی ابھی پورے سال
بھی نہوے تھین پایا تھا کہ مرہٹون نے ایک فوج ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی کی جمع کی اور اوس فوج
کا سردار شیودیو بھائی مرہٹہ جو سیواجی کا بھتیجا تہا اوس نے وزیر سے ملکر اور جاٹون کو ہمراہ لیکر دہلی
کی طرف کوچ کیا احمد شاہ ابدالی دریائے جمنا سے پار ہوکر دشمن کے مقابلہ کو گیا اگرچہ اوسکی فوج
دشمن کی فوج کے سامنے کچھہ حقیقت نرکھتے تھے پر مرہٹون کا حوصلہ تھوڑا ہوا اوسکے سامنے آوین اور
پانی پت کی مورچون پر اونھون نے آکر اپنے تئین چھپایا احمد شاہ ابدالی نے اونکا تعاقب کیا پر کچھہ فائدہ

تہوا پہر میدان کی لڑائی ہوئی مرہٹون کی فوج تتر بتر ہوگئی اور بائیس ہزار آدمی اور پچاس ہزار گہوڑے اور بہت مال غنیمت کا احمد ابدالی کے ہاتہہ آیا نوین ماہ جنوری ۱۷۶۱ء کو احمد شاہ ابدالی دہلی کو چہوڑ کر ولایت کی طرف آیا اور عالمگیر ثانی کے بڑے بیٹے عالی گوہر کو جسکا لقب شاہ عالم تہا اور جسکو غازی الدین نے بروقت مار ڈالنے عالمگیر ثانی کے ۱۷۵۹ء مین تخت پر بیٹہایا تہا برائے نام بادشاہ بنا کر چہوڑ گیا احمد شاہ ابدالی درّان متاخرین مین اولو العزم بادشاہ شاہان خراسان سے ہوا ہے اسکے باپ کا نام محمد امان سال ولادت اسکا کسی مین درج نہین مگر بعض مورخ مولد اسکا خطہ ملتان تحریر کرتے ہین سن ایکہزار ایک سو ساٹہہ ہجری مین بمقام قندہار کوکب آرائی جلوس ہوا چنانچہ صاحب مراۃ الآفتاب سلاطین نے یہہ قطعہ جلوس اسکا درج کتاب کیا ہے **قطعہ** چو بنشست احمد شہ نامدار + بہ تخت خلافت بصد عظم و شان + ندا از وشنیدم ز سال جلوس + بود تا ابد این خدیو جہان + اور سن ایکہزار ایکسو چوراسی ہجری مقدس مین بمقام قندہار اس جہان فانی سے سرائے تخت عدم ہوا چنانچہ تاریخ وفات اسکی کسی بزرگ نے یہہ فرمائی ہے + چو احمد شاہ درانی ز دنیا + بملک جاودانی رہ گرا شد + خرد گفت از سر آہہا تاریخ + باقلیم عدم فرمان روا شد ۱۱۸۶ +

ذکر شاہ عالم ثانی بادشاہ

شاہ عالم مرہٹون کی مدد سے پہر دہلی پر قابض ہوا مگر تہوڑے روز بعد غلام قادر ایک روہیلہ نے بادشاہ کی آنکہین نکلوا ڈالین اور جب سیندہیا مرہٹون کے سردار نے دہلی کو فتح کیا تو اوس نے شاہ عالم کو قید کیا اور جب ۱۸۰۳ء مین دہلی انگریزون کے قبضہ مین آئی تو اونہون نے ایک لاکہ روپیہ ماہواری تنخواہ بادشاہ کی مقرر کی چنانچہ اوس تاریخ سے اس خاندان کی بادشاہت کی جان بچی رعایا کو امن ملا ملک کی ترقی ہوئی آبادی بڑہ گئی علم ہندوستان مین پہیلنے لگا سڑکین درست ہوئین مرہٹون اور جاٹون اور روہیلون مفسدون کی سرکوبی ہوئی سرکار کمپنی بہادر کے عملداری کی ختم ہونے اور جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا دام حشمتہا کی حکومت کی شروع ہونے تک یعنی ۱۸۵۷ء تک گدی نشینان مغلیہ کے ایک لاکہہ روپیہ ماہواری بے خلش تنخواہ جاری رہی شاہ عالم ثانی پینتالیس برس تخت پر بطور یادگار شاہان سابق کے رہا اور ایام تخت نشینی اسکے ۱۷۵۹ء سے تا ۱۸۰۶ء کے

اکبر شاہ ثانی بادشاہ اوسکا نام ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ہی بیٹا شاہ عالم ثانی کا تھا۔ بتاریخ ماہ شعبان سنہ [illegible] ہجری
مطابق سنہ [illegible] عیسوی کے شہر [illegible] میں پیدا ہوا اور باپ شاہ عالم کی وفات کے بعد ماہ رمضان سنہ ۱۲۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۶ عیسوی کے دہلی میں تخت نشین ہوا
انیس برس چھ مہینے اکیس یوم اوسنے قلعہ کی حکومت کی پھر بروز جمعہ ۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۷ عیسوی کے وفات پائی مدت عمر اس بادشاہ کی
[illegible] سال دس ماہ اکیس یوم کی تھی اور مدفن اوسکا [illegible] قطب صاحب کے [illegible] دہلی میں ہوا اگرچہ اس بادشاہ کو [illegible] کی حکومت تھی [illegible]
اور [illegible] انگریز کی [illegible] بادشاہ [illegible] اور علما [illegible]
شاہان عالیشان سمجھتی اور حکام نہایت عزت کرتے ہی **ذکر سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ** ہندوستان [illegible]
[illegible] کا آخری بادشاہ ہی جس پر اس خاندان کا نام ہی تمام ہوا اوسکی تاریخ ولادت [illegible] بادشاہ [illegible] بادشاہ [illegible]
تھا چنانچہ اوسکی اکثر اشعار ہندوستان میں ہر ایک آدمی کی زبان پر جاری ہیں محافل رقص و سرود میں اوسکی غزلیں اکثر گائی جاتی ہیں [illegible]
اوسکی [illegible] آتی ہی چنانچہ پانچ جلد دیوان اوسکے مشہور ہیں اس بادشاہ کی تمام عمر [illegible] و شعر گوئی میں صرف ہوئی [illegible]
علم موسیقی میں بھی نہایت مہارت رکھتا تھا [illegible] تمام بادشاہ [illegible] خاندان کا نام قائم رکھنے کی کوشش [illegible]
مقرر کی جس [illegible] ایک [illegible] آدمی [illegible] ایک لاکھ روپیہ [illegible]
رکھی [illegible] بادشاہ [illegible] لاکھ روپیہ [illegible] سرکار [illegible]
بادشاہ [illegible] کو تعلیم علم [illegible] انگریزی [illegible]
[illegible] بادشاہ کی [illegible] دہلی میں جمع ہوئے اور [illegible] تمام [illegible]
[illegible] فوج [illegible] دہلی [illegible] اور آپس میں کئی لڑائیاں ہوئیں آخرکار [illegible]
[illegible] بادشاہ گرفتار ہوکر حسب الحکم سرکار انگریزی دام اقبالہم [illegible] آخرکار [illegible]
[illegible] **تاریخ جلوس و وفات** [illegible]
[illegible] چراغ دہلی [illegible] جلوس کا سال [illegible]
سال رحلت کہا [illegible] چراغ دہلی [illegible] اعمال [illegible] سرکار [illegible] شاہ
[illegible] دہلی [illegible] قائم [illegible]
[illegible] دہلی میں حضرت [illegible] جہاں آباد میں

احوال مقبرہ حضرت نور الدین جہانگیر بادشاہ غازی

اگرچہ حال تواریخی ان کا کتاب ہذا مین مختصر اور تمام کتب تواریخ ہند مین اکثر مفصل مندرج ہی کہ حاجت تشریح نہین رکہتا مگر حال عمارت مقبرہ کا لکہنا ضرور تہا لہذا کمترین نے صحی القدور حال مفصل عمارت کا مندرج کیا کہ سابق تمام مقبرہ ہذا باغ نواب مہدی علیخان کا تہا جسمین حسب الحکم شاہ جہان بادشاہ مرحوم یہہ مقبرہ تعمیر کیا گیا

تشریح عمارت

واضح رہی ناظرین باتمکین ہو کہ یہہ مقام مقبرہ دریای راوی کی کنارے پر شہر لاہور سے بطرف شمال بفاصلہ چار میل واقع ہے سبحان اللہ عجب عمارت ہی کہ معمار خرد اس عمارت کو دیکہکر حیران و سرگردان ہی اور حسرت سے جان و دل کہوتا ہے بقطع عمارت اور حسن تقسیم منازل سبحان اللہ لاکہا روپیہ اس عمارت عالیشان پر خرچ ہوا ہوا ہے اگرچہ یہہ مکان سنہ ۱۰۳۷ ہجری مقدس مین طیار ہوا اور بباعث تنزل سلطنت چغتائی و بادشاہ گردی ہای مدت مدید متواتر کی اوارہ پڑا رہا خصوصاً بعہد عملداری مہاراجہ رنجیت گو کہ ظاہراً وہ ارادتمند شاہان سلف بدرجہ کمال تہا مگر تاہم بباعث تعصب مذہبی تمام کہیرا ہی سنگ مرمر وغیرہ سنگ سرخ لاکہا روپیہ کی ہانسی اکہڑوا کے بمقام دربار سری امرتسر ودرام باغ نصب کرای سبحان اللہ اب بہی خوبصورتی اس مکان عالیشان کی وہ ہی کہ سیاحان ملک امصار دیکہتی ہی کہتی ہین کہ اگر فردوس بروی زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است ۔ اس مقبرہ کی چہہ درجے ہین حسب تفصیل ذیل حسب درجہ مین کہ مزار پر انوار ہے وہ درجہ ہشت پہلو اندر سی گنبد نما اول اس مرقد کی سقف کی اوپر زیر آسمان ایک اور تعویذ سنگ مرمر کا تہا مگر بعہد بہادر شاہ حسب الحکم کسی ملا کی واسطی بارش باران نزول رحمت الہی کی وہان سقف بنا دیا گیا بعد چندی جب بارش سے صدمہ عمارت مرقد کو پہونچنی لگا تو لہنا سنگہ بکی ازسہ حاکمان لاہور نی وہ سقف لکڑی کی بند کرا دیا بعد ازان بعہد مہاراجہ رنجیت و لکڑیان کہ چوبین تو مہاراجہ کہڑک سنگہ نی اسکی مرمت کرای چنانچہ ابتک وہ سقف چوبی سیاہ مین موجود ہے

گوشہ باب ویرت والیسان کو ناسی ذو ذوانچ شکستہ ہوکر سنگ سپید سے پیوند کیا گیا ہے اس
چبوترہ کے نیچے اندرون مقبرہ تمام فرش سنگ مرمر و سنگ مریم و سنگ موسی کا بطور گلکاری منبت
پہلو بنا ہوا ہے اور یہہ مقام مرقد فرش سے تا سقف گنبد عمارت سنگ مرمر کا ہے جسمین خط کشی
اوسکی اوپر عمارت خشتی چونہ گچ اب سقف گنبد سے استرکاری قدرے اکھڑ گئی ہے اس مقبرہ کے
اندر آٹھہ پہلو مین آٹھہ در ہین چار بڑے اور چار اس سے خورد جنمین سے در شمال و جنوب و شرق
کے در بیرونی مین پنجرہ ہاے سنگ مرمر نصب اور غرب کیطرف در آمد و رفت ان ہر چہار در کلان
کا عرض ۳ گز اور عرض سوا ۴ گز اور عمارت سنگ مرمر کی اور یہی عمارت خشتی محراب عمارتی
بنی ہوئی ہین اور محراب کیطرف جو دروازہ آمد و رفت ہے اسمین بہی جالی سنگ مرمر کی
اور اسکی میانہ مین در چوبی اس گنبد مرقد کے باہر اور تین درجہ ہین چار سقف اور دو
کشادہ جسکی تفصیل یہہ ہے سوائے اس دروازہ کے اور تین در جالی دار ہین انکا حال علیحدہ
تحریر ہوگا اول در آمد و رفت کا حال لکہتا ہون کہ در اندرونی کے باہر اور تین درجہ
مسقف قالبوتی عمارت کی ہین ان تین درون کا طول اٹھہ فٹ اور عرض تیرہ فٹ
دیوار شمالی و جنوبی پر تا بسینہ بلند نقاشی و گلکاری عالیشان جسکی زمین بسنتی اور گل
بیل بوٹہ برنگ لاجوردی و سبز اور اسکے اوپر استرکاری سفید زمین پر بہی تمام فرش
سنگ مرمر و سنگ مریم و سنگ موسی کا درجہ ثالث مین ایک دروازہ چوبی کلان لگا ہوا ہے
اسکے باہر جو درجہ رابع ہے اس مین فرش صرف سنگ ابری کا ہے اور خطوط سنگ موسی
کے برنگ سیاہ واضح ہو کہ چارونطرف اس درجہ ثالث کی باہر جو درجہ رابع ہے وہ بطور
غلام گردش بنا ہوا ہے جسکا فرش سنگ ابری کا اور دیوارین ہر دو طرف تا بکمر بلند منقش
گلکار حسب تحریر بالا اور اوپر سے سادہ اور چارون طرف اس درجہ مین چالیس کہڑکیان
یعنی حجرہ ہای پختہ قالبوتی جنکی چوکھٹین سنگ سرخ کی جنمین سے دو کوٹھریون کو طاق ہائے
قدیمی اور تین جدید طاق لگی ہوئے ہین اب کوٹھریون پر یہہ لوگ قابض ہین —

شرف الدین مجاور	قطب الدین مجاور	امام الدین مجاور	نظام الدین مجاور	مہتاب
یک	یک	یک	یکجا	یک

اور بقیہ بی طاق پڑی ہوئی ہین سقف ان درونکی گنبد نما قالبوتی ہے درجہ کی سقف مین تین تین حلقہ آہن جڑے ہوئی ہین اس سرکار کیطرفسے دو حکمنامہ ایک انگریزی اور ایک فارسی واسطی ہدایت کی لگا ہوا ہے کہ کوئی صاحب انگریز یا کوئی رئیس جوتا لیکر اندر نجاوے (سبحان اللہ سرکار ہماری کیسا حفظ مراتب بتاہان سلف کا رکھتی ہے) الغرض گنبد کے پھر چار طرف یون ہے کہ میانہ مین در کلان جسکی اندر جالیان لگی ہوئی ہین اور آس پاس پانچ پانچ کوٹھریان طول عرض اس درجہ خامسہ کا بطور مربع یعنی ہر طرفسے دو سو بیس فٹ طول اور عرض ۱۸ فٹ خوبروئیہ اس درجہ مین سے قدرے فرش اکھڑ گیا تہا مگر سرکار نے مرمت اسکی جوڑ سے کرادی ہے اس درجہ کے باہر ہر طرف کنارہ کنارہ دہس سنگ سرخ کی ہین طول انکا ۱۲ فٹ اور عرض ۱۰ فٹ ارتفاع ان دہنون کا پچاس فٹ وہ دہس جو لطرف غرب ہے یعنی در آمد و رفت اندرون مرقد کا ہے چار دطرف میانہ مین ایسی ایسی چار دہس اور ہین کل دہس چارو طرف کی چالیس میانہ ہین کلان اور دو مہوسی ہرا باہر بڑہا ہوا ہے اس روش کہ ہر پہلو مین ایک در کلان اور اسکی آس پاس پانچ پانچ دہس ہر دہس کی مرغول سنگ مرمر کے اور بقیہ سنگ سرخ کے جنکی باہر دو دو زینہ وہس آمد و رفت کی باہر ایک زینہ سنگ سرخ کا ہر دہس میانہ کی بعد پانچ کوٹھریا ہین انکے اندر سے زینہ اوپر جاتا ہے گویا مقبرہ کی چہت پر جاتی کیواسطی آٹھ حجرہ زینہ والے ہین جنکا حال علیحدہ تحریر کرونگا - ان دہنوںکی باہر ایک چبوترہ چارون طرف مربع طول عرض اسکا دو سو ساٹھ فٹ جسپر تمام فرش سنگ ابری کا ہوا ہوا ہے ارتفاع اس چبوترہ نواحی کا رمین بیرونی سے پانچ فٹ اور دومو لسبی الی کنارہ چبوترہ فاصلہ ستالیس فٹ اس چبوترہ کی چاروںطرف میانہ مین چار زینہ واسطی اوپر آنے چبوترہ کی ہیں ہر چار زینہ سنگ سرخ کے ہیں جنکی چار چار درجہ یعنی سیڑھیان ہیں طول ہر زینہ کا بیس فٹ اونچ

اور عرض پانچ فٹ ایک انچ اس چبوترہ کے نیچے چارونطرف باہر فرش خشتی نہایت عمدہ ہوا ہوا ہے طول اسکا تین سو چوبیس فٹ اور عمارت چبوترہ سے تا گوشہ فرش عرض ستائیس فٹ اس فرش کی باہر چارونطرف چار دیواری خشتی جسمین تمام زمین بطور نشستگاہ بنی ہوئی ہین چار دیواری کے چار گوشوں پر چار برج دو منزلہ خشتی یعنی نیچے حجرہ قالبوتی اور اوپر برج اٹھہ دروالی جنکی اوپر جانیکو اسطی دونوطرف دو سیڑہیان یعنی ہر برج مین دو دو زینہ تعداداً اونکی فی زینہ پندرہ سیڑہیان چارونطرف گرد اس مقبرہ اندرونِ چار دیواری باغیچہ زمین بیس بیگہ اندرون چار دیواری کی ایکسو بیگہ جسمین سے زمین عمارتی یعنی جسپر سڑک پختہ معہ فوارہ تیس بیگہ اور بقیہ مزروعہ تقسیم باغ یون ہے کہ ہر گوشہ مین چار چار تختہ اور فی تختہ نہر روان و سڑک پختہ تمام اشجار بر باز لگی ہوئے ہین اب اس چار دیواری کے اندر چار چاہ چرخ چوب والہ جاری ہین جنمین سے ایک چاہ عجب رویہ لہنا سنگہ حاکم سابق نے جاری کروایا تھا اور دوسرا حضرت فقیر عزیز الدین صاحب امیر سابق مہاراجہ رنجیت سنگہ کی بطرف شرقی ایکچاہ راجہ فیض طلب نے بطرف جنوب اور چوتہا مسٹر جان ویدر برن صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور نامی مجاور کو جاری کرادیا تھا اور شاہی چاہ کلان باہر اس دیواری کے جنمین نے چاہ چہہ چرخ چوب جاری تھے اور واسطے پرورش اس باغ کے انتیس تیس ہل جاری تھے اب اس چار دیواری مقبرہ کا ایک درآمد و رفت عجب بڑا در کلان ہے جسکا حال آگے تحریر کرونگا۔ وہ جو مین نے اول تحریر کیا ہے کہ مقبرہ کی اوپر جانیکو اسطے ہر طرف دو دو زینہ ہین صورت انکی یہہ ہے کہ ہر زینہ کی چوتیس سیڑہیان جب اسکی اوپر جاوین تو پانچون درجہ ہائی مقبرہ کی ایک ہی سقف ہے اور اس سقف کی اوپر بہی تمام فرش گلکاری مثمن سنگ مرمر اور ابری و سنگ حریم کا ہوا ہوا ہے اسکی میانہ مین جو سقف ہائی اندرونی درجہ خاص مرقد کی ہے وہ بطور چبوترہ اوپر سے معلوم ہوتی ہے اب اسکا حال لکہتا ہون واضح ہو کہ سقف کی اوپر لب بام اول کٹہرا سنگ مرمر کے لگی ہوئے تھے اب آدہ گز بلند چارونطرف نیرہ خشتی جو نیچے بنا ہوا ہے اور جو سقف کی میانہ مین سقف اندرونی بطور چبوترہ معلوم ہوتی ہے اسکا طول و عرض

برابر چبوترہ سادہ کو چھوڑ کر اسکی ہر چہار طرف راسی تراسی فٹ اور اس تمام سقف کا طول طول
شمال سے جنوب کیطرف ۲۱۳ فٹ اور شرق سے غربا کیطرف ۲۱۵ فٹ اور اس سقف چبوترہ
نما کے اوپر جانیکے واسطے تین درجہ زینہ جو دو سنگ مرمر اور ایک بالائی سنگ سرخ کی ہے
اس سقف چبوترہ نما کا طول عرض ۱۸۵ فٹ اسکے اوپر یہی تمام فرش سنگ مرمر اور سنگ سرخ
کا ہوا ہوا ہے اسکے میانہ میں وہ سقف ہے جو بہادر شاہ نے توڑ کر بنائی تھی اسکا رخ جو بیچ جو
اب سیاہ ہوا ہوا ہے اسکی عرض رو بہ فرش سنگ مرمر ہے اور یہہ سقف تعویذ مرقد بہادر شاہ
کی اکھڑوا کر بنائی تھی طرف جنوب شرق سے پندرہ فٹ اور جنوب و شمال کیطرف سترہ فٹ ۔
اس سقف کی چاروں کونوں پر چار مینار جو نیچے سے ایک منزل تک سنگ سرخ کی جنمیں گلکاری
سنگ مرمر کی ہے اور اوپر اسکے چار منزلہ مینار صورت انکی یہہ ہے کہ سقف کی اوپر سے دو
زینہ سنگ مرمر چڑھکی انکے گرد سنگ مرمر کا جسکا عرض سات فٹ پانچ انچ انکی بیچ تختہ ہای سنگ مرمر
بطور مرغول نصب کئی ہوئی ہیں عمارت میناروں کی اندر سے تو صرف سنگ سرخ کی
اور باہر سے سنگ مرمر و سنگ موسی و سنگ زرد و سنگ مریم و سنگ سارہی کی بطور لہریا
چوکھٹ در ہای میناران کی سنگ مرمر کیں اسکی اوپر جانیکو واسطے الی منزل اول پانسو
سیڑھیاں سنگ سرخ کیں جنکی دیوار میانہ میں ایک ایک حجرہ واسطے روشنی کے سنگ سرخ کا
ہر منزل میں لگا ہوا ہے جب ایک منزل پر جاویں تو پھر چوکھٹ سنگ مرمر کی باہر کو جسکا
طول عرض ۳ فٹ لگی ہوئی اور باہر اسکی پھر گردہ سنگ مرمر کا اور ارتفاع اس منزل کا ۱۸
فٹ چار انچ پھر اٹھارہ زینہ سنگ سرخ کی چڑھکی منزل ثانی آتیں پھر دروازہ معہ چوکھٹ
سنگ مرمر کا ارتفاع اس منزل کا سولہ فٹ باہر دروازہ کے بدستور گردہ سنگ مرمر پھر ایکیس
زینہ چڑھکی منزل رابع اسکی اوپر سقف بطور گنبد سنگ مرمر او پر کلس ارتفاع اسکا چودہ
فٹ ہر مینار ہشت پہلو ہیں جسکی اوپر آٹھ آٹھ دہن معہ ستون و مرغول ہائی سنگ مرمر
اور اگلی کٹہرے ملے ہوئے پنجرہ دار ہر در مینار میں لگے ہوئی تھے مگر نجت سنگہ مہاراجہ نے اکھڑوا

ڈالی اب صرف مینار گوشہ بائب مین ایک اور نیرت مین دو اور اگنی مین ایک اور ایسان مین
دو کھڑے ہین اب سرکار ابد پایدار انگریزی نے بعہد مسٹر ڈیڈیر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی مرمت
انکی کرائی ہے ایک زینہ منزل رابع کا فرش خراب ہو گیا ہے اب اگر کسیقدر مرمت نہ کرائی تو بالکل
خراب ہو جاوے گا جب ان میناروں پر جاوین تو عجب لطف نظر آتا ہے کہ جنوب کیطرف دریائی
راوی جو زیر دیوار چار دیواری جاری ہے اور تمام شہر لاہور مع مسجد بادشاہی و
وزیر خان وغیرہ عمارات نظر آتی ہین اور ایسان کیطرف موضع شاہدرہ اور اگنی کیطرف
باغ شالامار دس دس کوس تک ہر طرف نظر جاتی ہے لپیٹ ہر مینار کی ۷۱ فٹ اور چار
دیواری کی یہہ صورت ہے کہ دیوار غربی مین تو دروازہ کلان جسمین سے ہاتھی مع عماری چلا
جاوے آمدورفت کا تمام سنگ سرخ و گلکاری سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے مرغول اسکی بھی سنگ مرمر
کی ہین جسمین اسم ذات اللہ تبارک و تعالی کا کندہ ہے اس دروازہ کی دو کوٹھریان سنگ سرخ کی
بطور نشست گاہ ہین اور پر لب بام چار مینار خورد اندر سے یہہ دروازہ دو منزلہ یعنی بطرف شمال
و جنوب نیچے کوٹھریان اور اوپر نشستیان اب سرکار نے اسمین ڈاک بنگلہ مقرر کر کے طاق تختہ
آئینہ دار نصب کئی ہین تاکہ جو کوئی صاحب واسطے سیر کی آوے ایک روپیہ یومیہ دیکے میز چوکی دری
پلنگ موجود اور ایک چپراسی بھی واسطے حفاظت ڈاک بنگلہ کی حاضر رہتا ہے اور زر آمدنی سرکار
مین جمع ہوتی ہے اور خوشنمائی چار دیواری کی یہہ ہے کہ میانہ دیوار غربی مین خاص دروازہ
بنا اور اسکی مقابل بطرف شرق بارہ دری تھی اور اس بارہ دری کے بطرف جنوب و شمال
ایک ایک کوٹھری اسیطرح بطرف شمال و جنوب دیوار کے میانہ مین بارہ دری خشتی قالبوتی کلان
اور اسکی پہلو مین ایک ایک کوٹھری اسیطرح بطرف شمال اب دیوار شرقی بصدمہ دریا گر گئی ہے
جسمین سے صرف بطرف گوشہ ایسان قدرے باقی ہے گوشہ اگنی کا برج اور دیوار جنوبی اور دیوار
سے بھی نصف گر گئی ہے اس چار دیواری کی اندر مکان مقبرہ کی عمارت کی شرق و غرب و
و شمال و جنوب کیطرف ایک ایک حوض مربع جسکا عمق تا بکمر ہر حوض مین ایک ایک فوارہ کلان

گوشہ گاہی ویرت و بالیے ابیل اور نیز ہر سہ بارہ دری کی محاذی ایک ایک اور حوض کل کیار
جمیں سے بس حوض آراستہ کہڑی ہیں اور بقیہ مٹی سے ملے ایک حوض کی مادہ بہی موجود ہے
اسکا فوارہ اگر سرکار جلا دی تو چل سکتا ہے اور واسطی بہرنے ا۔ ریجانی ان فواروں کے
چار دیواری ہوا کے اوپر مجری آب چار راہ کلاں متعلق ان حوض کی موجود حکا حال اور
تحریر ہو چکا ہے۔ اس چار دیواری کی باہر بطرف غرب ایک سرای عالیشان متصل باغ کارتا ہال
ملحق اس سرای میں محاذی دروازہ بطور محراب دروازہ غرب کیطرف یعنی خاص رو برو دروازہ
ایک مسجد عالی شان تین گنبد والی تمیں ہیں والی دو خورد ایک کلاں جس سے مقابلہ و جواب دروازہ
کا تو جہ شایستہ خشتی صحن مسجد میں ایک حوض خشتی استرکاری اسمیں بعہد سابقہ فوارہ بہی تہا مگر اب
مسمار ہو گیا ہے مادہ اسکی بہی شامل حوض ہائی مقبرہ تفصیل محرر ہائی سرا کی یہہ ہے واضح ہو کہ
اس سرای کے دو دروازہ ہیں ایک طرف شمال اور دوسرا بطرف جنوب یہہ دونوں دروازے
کلاں عالیشان خشتی استرکاری دو منزلہ ہین اس سرای کے درمیان مین محاذی دروازہ مقبرہ
ایک چاہ کلاں ہشت پہلو ہے اب اس پر چرخ چوب نہین مگر مسافرین کو اس سے آرام ہے چنانچہ
جب حضرت صاحب سرور کا سنگ جاتا ہے تو ایک رات یہاں مقام کرتا ہے اور دس روز یہاں رہتی دہوم
دہام ہوتی ہے دیوار غربی کے میانہ مین مسجد مذکورہ ہے اور اسکی تعلو مین پچیس پچیس کوٹہریاں
اور دیوار شرقی کیطرف بیچ میں دروازہ مقبرہ جسمین ایک ڈاک بنگلہ ہے اور اسکی تعلو
مین پچیس پچیس کوٹہریاں اور بطرف دیوار شمالی و جنوب میانہ میں ہر دو طرف در کلاں اور
اونکی تعلو مین انیس انیس کوٹہریاں کل ایکسو چہار اور چاروں گوشہ مین چار برج کلاں یہہ تمام کوٹہریاں
دو دو درجہ والی ہیں یعنی با برآمدہ مسقف اور اندر حجرہ مسقف قالبوتی خشتی ہر حجرہ کا طول
عرض اور طول سرای کا ایکسو تیس گز دن اور عرض پچاسی گز دن فقط۔

حال مقبرہ آصف خان برادر نور جہان بیگم

خوب روبیہ سرا ہی ہوا مقبرہ آصف خان مرحوم کا ہے چار طرف اسکی چار دیواری خشتی بطور باغیچہ
جسکے اندر تیس بیگہ زمین اگر یہہ باغ بڑا آباد تھا اب بھی اسمین اشجار خرما بکثرت ہین اور قدرے
بیر وغیرہ بھی کہڑے ہین اسکی میانہ مین جو مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا ایک خشتی دروازہ اس باغ کا
سنگ مرمر کا تھا مگر سکہہ لوگ اکہاڑ کر امرتسر وغیرہ لیگئے یہہ مقبرہ بھی ہشت پہلو باہر گنبد کے چبوترہ خشتی
ہر چہار طرف باغیچہ مین پنجراہی خشتی اور چارون طرف گنبد کی چار حوض اور تعویز قبر سنگ مرمر جسپر
یہہ اسماء الٰہی تحریر ہین یا حق یا وکیل یا قوی یا متین یا مولی یا حمید یا محصی
یا مبدع یا معید یا محی یا ممیت یا حی یا قیوم یا واجد یا ماجد یا احد
یا صمد یا قادر یا مقتدر یا مقدم یا موخر یا اول یا آخر یا ظاہر
یا باطن یا والی یا متعالی یا بر یا تواب یا منعم یا رؤف یا عفو یا مالک
یا ذوالجلال والاکرام یا مقسط یا جامع یا غنی یا مغنی یا مانع یا ضار
یا نافع یا نور یا ہادی یا بدیع یا باقی یا وارث یا رشید یا صبور
یا اللہ یا قدوس یا مومن یا مہیمن یا عزیز یا جبار یا متکبر یا خالق یا
یا باری یا مصور یا غفار یا قہار یا وہاب یا رزاق یا فتاح یا علیم یا قابض
یا باسط یا خافض یا رافع یا معز یا سامع یا بصیر یا حکیم یا عادل یا لطیف یا
یا خبیر یا حلیم یا عظیم یا غفور یا شکور یا علی یا قوی یا مغیث یا مقیت یا
حسیب یا جلیل یا قدیر یا رقیب یا مجیب یا واسع یا حاکم یا ودود یا باعث یا شہید
اور یہی نام قبر حضرت جہانگیر پر کندہ ہین دروازہ آمد و رفت اسکا بھی بطرف جنوب اور محراب اسکا
دیوار شمالی ہین اور غرب کیطرف اس مقبرہ کی ایک مسجد ہین گنبد والی خشتی کاشی کا صحن مسجد مین فرش
سنگین تھا جو سکہہ لوگ اکہاڑ کر لیگئے او شرق کیطرف فصیل دیوار ہین دو کوٹہریان — اب یہہ باغیچہ جہانگیر والی
کی جاگیر مین ہے اور مالکی یہان مسمی غوث و قطب کی ہے اور وہ پشت در پشت مزارع و مجاور
یہان کے چلے آتے ہین یہہ آصف خان حقیقی بہائی نورجہان بیگم کا تہا مقبرہ آصف خان کے پاس بطرف

ہوسہ بانی مرقد نورجہاں بیگم کی ہے گرد نواح اسکے ساتوں میں بڑا باغیچہ لگا تھا اب زراعت ہوتی ہے اور
چند درخت جو باہر مرے رہیں عمارت اس مقبرہ کی اب جستی رہ گئی ہے اور اوپر سے تمام سہرا اکھاڑ کر سکھ
لے گئے یہہ مقبرہ بطور آثار ہایاں ساہو ہے یعنی اس جمع سے کمرے ہوئے ہیں کہ جسمیں آدمی جا کر
ہول جاوے چہ دروازے اسکے باہر اٹھائیس ہیں اور بیچ اسکے چبوترا سا ہے جسمیں صرف تعویذ قبر جستی کہڑا ہے
اور سامنے صحت مکلف بنا ہوا تھا علاوہ سنگ مرمر و سنگ موسیٰ کے کارکاسی پکہ بنا تھا کیوں نہ ہوتا یہہ وہ ہی
نورجہاں بیگم ہے کہ جسکا جہانگیر بادشاہ عاشق جان باز تھا سبحان اللہ **رباعی** آن قیصر کہ رفعت چرخ
بہ بہلو ✿ بر در گہ آن سبحان بجا دیدہی رو ✿ دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ ✿ بنشستہ ہمی گفت کہ
کو کو کو ✿ الغرض مشاہدہ سے ان مکانات کی عبرت آتی ہے اور عقل حیران ہے کہ انہوں کے کس مصرف
سے یہہ مکانات سوائے ہونگے الحق خدا کی کسی کام میں فہم و ادراک اچھی نہیں سکتا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
جب یہہ مکانات طیار و تعمیر ہوئے اسوقت رونق انکی کیا ہوگی مگر وائے برحال انکے کہ انہوں نے
نام و نشان یادگار شاہان سلف کا مٹا دیا اب چند سے عملداری سرکار انگریزی ہوئی ہے اور سدہی
البتہ مرمت شکست و ریخت مقبرہ حضرت جہانگیر کی ہوتی ہے چنانچہ اب تک تخمینا بیس ہزار روپیہ
اسکی مرمت پر خزانہ سرکار سے صرف ہو چکا ہے فقط **حال مجاوران و خدام**
زبانی مجاوریں کی معلوم ہوا کہ جب شاہجہان بادشاہ نے یہہ مقبرہ حضرت جہانگیر کا تعمیر کرایا تو اسوقت
دربار شاہی میں میاں غلام محمد قوم آرائیں کو باغبانی اور مجاوری اس مقبرہ منورہ کی تفویض
ہوئی اور بادشاہ کیطرفسے لاکھا روپیہ کے اسباب قبلہ سوز وغیرہ بردہای کمخواب سائبان ہای
اطلس و پشمینہ وغیرہ انکی سپرد ہوئی اور اسوقت ان حجروں میں فی حجرہ دو دو حافظ قرآن خوان
مقرر تھے اور انکی جاگیر میں موضع مگل و موضع آتہ وغیرہ عطا کیا تھا اور ماسوا اسکی جو زمین متعلق ان
چاہات نواحی مقبرہ کی تھے وہ بھی انکو معاف تھی اور خرچ حافظان خزانہ شاہی سے ملتا تھا
بعد ازاں بادشاہ گردی پڑی اور بادشاہ احمد شاہ نے پرورش کی اور پھر سکھوں نے لوٹ
مچایا تو اسوقت تمام اسباب خیمہ شامیانہ وغیرہ برباد ہو گئے اور جب عملداری رنجیت سنگہ کی

ہوئی اور کونہ امن وچین ہوا تو اسنی باقی اسباب یہان کا برباد کر کے سنگ وغیرہ بہی اکہاڑ لئی
اول مجاورین یہان کی موقع کہمنٹا متصل مقبرہ کی سکونت پذیر تہی اور پہر چند روز سرای مین بہی رہی
اور اب شاہدرہ مین رہتی ہین بعہد رنجیت سنگہ تمام جاگیرین مجاورین کی ضبط ہوئین صرف باغیچہ
اندرونی مقبرہ مجاورین کو معاف رہا وہ بخوشی خود بطور نذرانہ ڈالی کچہہ میوہ دانہ سرکار مین بہونچا
دیتی تہی بعد ازان جب سردار سلطان محمد خان برادر دوست محمد خان امیر کابل یہان آ اترا تو پہر
بیچارے مجاور حیران و سرگردان ہوے بعد ازان جب عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی تو سرکار انگریزی
نی بہی باغیچہ اندرونی مقبرہ مجاورین کو بعوض خدمت عطا فرمایا جو اب تک کہاتی ہاین اور جو نذر بالائی
چڑہاوا یہان آتا ہے وہ بہی یہی لوگ لیتی ہین آپ یہان مسمی امام دین شرفدین نظامدین
جوایا حکمت اسد مجاورین اولاد مہر غلام محمد سے ہین چنانچہ شجرہ انکا یہہ ہے —
غلام محمد کے پانچ فرزند ہوئی اول مہر موندا دوم مہر احمد سیوم خان محمد چہارم قادر بخش پنجم بتاہ
انمین سی مہر موندا و بتاہ لاولد گئی اور احمد کے تین بیٹے ہوئی ایک فیض بخش دوم الٰہی بخش سوم لاہو
بعد ازان فیض بخش کے یہان دو فرزند ہوے ایک قطب الدین دوسرا نظام الدین سو موجود ہین
اور الٰہی بخش کا ایک بیٹا مسمی شرفدین موجود ہے اور لاہوی کا بیٹا امام الدین موجود ہے —
اور خان محمد بن غلام محمد بڑا معمر ہوا او نیز یہہ سب سے چہوٹا بیٹا غلام محمد کا تہا اسکا بیٹا حکمت اسد
موجود ہے اور قادر بخش کا ایک بیٹا جوایا موجود ہے اور انکی مجاورین موجودہ کی اولاد یہہ ہے
حکمت اسد تا حال امام دین کے چار بیٹے شرفدین کا ایک بہانجا نظام الدین کے تین فرزند
لاولد گلاب مہتاب حیات چراغ بیگ خضر متبنی مسمی حاجی جہندو عمردین محمد فتحدین
جوایا کی دو لڑکیان — اب انکی تقسیم زر آمدنی و پیداوار باغیچہ اسطرح پر ہے کہ اول انمین یہہ معمول
تہا کہ جو زر چڑہاوا وغیرہ پیداوار ہوتی تہی علی السویہ ہر روز تقسیم کر لیتے تہے اور اب جب سے بندوبست
ہوا ہے تو اسوقت ان لوگون نے خرخشہ بابت تقسیم باغیچہ کیا اور محکمہ بندوبست سے دو منصف
سلطانی ایک دیال شاہ کہتری ساہوکار ساکن شاہدرہ اور دوسرا عبد اللہ چودہری لوکہہ معقر ہو کے

ہوں تو یہہ فیصلہ کیا کہ اس باغیچہ کے تین حصہ کیجاویں اور ایک حصہ میں تین شخص مسمی لاہوری و نیش و
داتہی سحق قابض رہیں اور بقیہ دو حصوں میں سے ایک حصہ حکمت اللہ کا اور دوسرا جوائی کا - اور اسیوقت
میاں حکمت اللہ کی بابت چڑہاوا یہہ بندوبست کیا کہ مجاوریں تین نوبتیں مقرر ہوئیں تفصیل اسکی یہہ
کہ میاں حکمت اللہ دس روز کا چڑہاوا اگر چار روپیہ تک ہو تو لیوے اور اگر زیادہ آوے تو تقسیم کیا جاوے
اور اسی شرط پر میاں جوایا لیوے امام الدین و شرف دین و نظام دین و قطب دین لیوین —
اب ان گومین محض عداوت معلوم ہوتی ہے کیونکہ حکمت اللہ و جوایا شاہدرہ میں متہی اور حکمت کرتی
اور ملازم انکی کارزراعت کرتی ہین اور امام دین قطب الدین شرف دین و نظام الدین شب و روز
یہاں حاضر رہتے ہین اور خدمت جاروب کشی دل و جان سے کرتے ہیں اور تعجب یہہ ہے کہ جب حکمت اللہ
اور جوایا کی نوبت آتی ہے تو وہ لوگ دروازہ مقبرہ کو مقفل رکہتے ہین اور جب کوئی زیارت کیواسطے
آتا ہے تو دروازہ کہول کر دکہا دیتے ہین البتہ یہہ امر مناسب نہین بلکہ لازم ہے کہ مرد لایق زیارت
ہے اور ہر وقت صاحبان عالیشان وغیرہ رئیسان و رعایا زیارت کیواسطے دیکہنے کے آتی ہیں اور دروازہ
اگر مقفل ہوتا ہے تو ناظرین کو تکلیف ہوتی ہے اور اس بندوبست سے مسمی امام دین وغیرہ دین
و شرف دین ناراض ہین وہ کہتی ہین کہ اگر بدستور سابقہ تقسیم چڑہاوا ہر روز بموجب حصص ہو جاوے
تو مناسب ہے کیونکہ دس روز تک قبضہ جوایا اور حکمت اللہ کا رہتا ہے تو بعد اسکی ان تینوں کی
نوبت دس روز کیواسطے آتی ہے اب وہ کہتی ہین اگرچہ یہہ مقرر ہوا تہا کہ اگر چار روپیہ سے زیادہ
آوے تو تقسیم ہوا کرے مگر اب جو کوئی پردہ دار عورت یا کوئی معزز شخص آتا ہے تو وہ نذرانہ
اندر چڑہا جاتا ہے اور ہمکو خبر نہین ہوتی اور ہمارا گذارا صرف اسی مرقد کی آمدنی پر منحصر ہے
سو یقین ہے کہ نوبت انکی تا بعدالت پہونچیگی — مدت مدید سے لاہور میں ایک صاحب مرزا اکرم بیگ
صاحب نامی عالم و قابل تہے وہ اپنے آپ کو خاندان چغتائی سے مشہور کرتے تہے جا سجہ بارہا انہوں نے
عرس بہی یہاں کا کرایا اور خرچ عرس مہاراجہ سے زر نقد انکو روپیہ بعہد مہاراجہ شیر سنگہ علاوہ جاگیر
ملتا تہا وہ مرزا صاحب بدرجہ کمال عالم و فاضل ناظم تہے اور خاندان مصر بیلی رام جو کہ مہاراجہ کی توشہ

ہی اور ماسوا اس سے صدہا شاگرد انکی بشرف ادب سے علم محاسبہ مین انکو خوب دستگاہ ہی اب اونکی صاحبزادی عالیقدر مرزا اعظم بیگ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہاور گجرات ہین اور وہ روپیہ جو سرکار سے بابت عرس مرزا صاحب مغفور کو ملتا تھا ابتک بنام مرزا اعظم بیگ صاحب معاف ہی جو بطور پنشن اونکو ملتا ہے مگر واضح رہی کہ اب عرصہ چار سال سے عرس نہین ہوتا مجاور لوگ اس سے شاکی ہین کہ وہ زر عرسانہ ہمارا حق ہے ہم کو ملے تو ہم عرس پر خرچ کیا کرین فقط

حال سماہ و سردار جواہر سنگہ و راجہ سوجیت سنگہ

مہاراجہ رنجیت سنگہ نے سمت اٹھارہ سو اناسی مین بمقام لاہور ایک ڈیرہ گرنتہون کا پاس خاص سکہون کے مقرر کیا اور اس ڈیرہ مین چار سو گرنتہہ جمع کئے جنمین چار رکیدار قوم سوڈہی بیدی اور چار اجیتی ایک صاحب سنگہ سماہ دوسرا صاحب سنگہ لمان اور تیسرا اجیل سنگہ کالیا نوالہ چوتہا دیوان سنگہ اور پانچ نشان معہ شتر ہی نقارہ مقرر کئے کل معہ قوالان وغیرہ پانسو آدمی تہا اول یہہ ڈیرہ قلعہ کی خوابگاہ مین فروکش ہوا اور بعد ازان مسجد بادشاہی واقعہ حضوری باغ مین بعدہ کٹرہ انگہیان مین بمقام امرتسر بعد وشوالہ گلاب رائی متصل حویلی جمعدار خوشحال سنگہ اور بعد ازان بعہد وزارت راجہ ہیرا سنگہ یہہ ڈیرہ بمقام باولی واقع شہر لاہور فروکش رہا عہدہ دارون کو جاگیرین اور بقیہ لوگون کو ماہوار تنخواہ ماہواری معدان ملتا تھا اور بہائی وستی رام صاحب مختار اس ڈیرہ کی تہی بوقت تقرر اس ڈیرہ کی مہاراجہ نے اشتہار دیا تھا کہ جو کوئی شخص گرنتہہ لیکر آوی اس ڈیری مین عہدہ پاوے اس پر بمقام شہید گنج سے بہائی بہاگ سنگہ ہی پچیس گرنتہہ لیکر آیا اور پچیس گرنتہو کا دفتر مقرر ہوا مہاراجہ کا معمول تہا کہ بروز سنکرانت گرنتہونکو پا ہتہ اور پہر لوگ بران کرتے اور انعام مناسبہ عطا انکو ملتا اور ہر موسم مین ملبوسات علاوہ بران بعد ازان سمت اکاسی مین اس بہائی بدہ سنگہ کو مہاراجہ نے رسالہ گیان سنگہ والہ مین بعوض ایک روپیہ یومیہ نشانچی مقرر کیا پہر سمت چوراسی مین بہائی بدہ سنگہ اپنے بیٹے سمی نراین سنگہ کو اپنی بدلی نشانچی کرایا اور خود بجائی بہائی دیوان سنگہ ڈیرہ گرنتہون مین مقرر ہوا بعد ازان مہاراجہ نے اس ڈیرہ مین سے جاگیرداران سوڈہی وبیدیان کو الگ کر دیا

اسطرحسی بقیہ گرہی تعداد تین سو رہے مہاراجہ شیر سنگھ تاریخ یکم اسوج بروز جمعہ سمت اٹھارہ سو
تراونے مارے گئے تو راجہ ہیرا سنگھ نے بعد مدت بدت پنڈت جہلا اس ڈیرہ میں ایکسو سیاس گرنتی رکھی
اور جسی تنخواہ دیال لیتا اور یہ مہتمم اس کارخانہ کا سجائی بہائی صاحبان واسطی تقسیم طلب کی مقرر ہوا
اتنو جنا اس ڈیرہ میں تین اچیٹن تہے ایک بہائی بدہ سنگہ دوسرا صاحب سنگہ سیحادیہ معتبر صاحب سنگہ
کماں ان اچٹوںکی علاوہ جاگیروںکی نو نذر روپیہ ماہواری تنخواہ گرنتہیوںنسی مقرر تہی جب سردار جواہر سنگھ
ہاموں مہاراجہ دلیپ سنگہ کا وزیر یا مقرر ہوا تو اسنی اس بدہ سنگہ کو معہ ٹہاکر سنگہ حکم دیا کہ رانی
گرنتہیوں کیارہ کرنتہہ صاحب اور سکہن گرنتہی ڈیرہ میں ہیں مہاراجہ دلیپ سنگہ شب و روز
پاٹہہ کرتی رہاکریں اور اس خدمت کی پانسو روپیہ ماہواری بابیں تحریر مقرر کردیا کہ ایک ایک
گرنتہہ کے پڑہنی کیو اسطی پانچ پانچ گرنتہی مقرر ہوے اور ایک ایک روپیہ یومیہ بطور خوراک علاوہ
تنخواہ روپیہ کے ملا کرے پانچ روپیہ یومیہ کا کڑاہ پرشاد اور بقیہ سے خرچ تیل چراغ گل وغیرہ
تاریخ سنکرانت ماہ اسوج سمت اٹہارہ سو دو سردار جواہر سنگہ بعد وزارت چند ماہ مقتول ہوا
سبحان اللہ مقام عبرت ہی کہ یہہ سردار جواہر سنگہ راور حقیقی رانی جنداں جسر پورہ مہاراجہ رنجیت سنگھ
دو بہائی تہے ایک جواہر سنگہ دوسرا چہوٹا سکا ہیرا سنگہ تعلداری مہاراجہ کا ان سمی میاں سنگہ
قدم حث والد انکا دیرہ سنگاں شکاری میں کمیدان تہا اور انکا عہدہ فقط یہی تہا کہ مہاراجہ کی
سالی تہی راجہ کی تار دیکھا کہ یہہ دونو بہائی پسرکلین یعنی باجابہ ماہی جو یہہ بہی ہونی اور
ہاتہوں پر مار رہتا ہے ہو پیادہ پہرا کرتے تہے جب مہاراجہ دلیپ سنگہ تخت نشین ہوئے
تو انہوں کی مدرجہ غایت رشد و اعتبار پیدا کیا کیوں تہو تا کہ مہاراجہ معصوم اور رانی جنداں
والدہ انکی اور ہمشیرہ اونکی حیث لیہ ہیرا سنگہ کو دیکہا کہ رانی صاحبہ باسنی خاطر راجہ لعل سنگہ بیگم
مدرجہ کمال کرتی ہے اور یہہ دونو بہائی یعنی ہیرا سنگہ اور جواہر سنگہ ہم نوالہ و ہم پیالہ راجہ
لعل سنگہ کی ہیں تو انہوں نی انکو بجو یلی مہاراجہ کہڑک سنگہ ایک گوبہ قید کر رکہا بعد چند سے
فوج خاصہ کی سعادن ہوگئی اور انہوں نی سب فوج کو امیدوار اضافہ تنخواہ و انعام کیا

حتی کہ ماہ پوہ سمت ۹۶ مین تمام فوج در پی قتل پنڈت جلا ہو گئی کیونکہ وہ نہایت بدچلن ظالم تھا راجہ ہیرا سنگھ
نے حسب سخن پروری راجپوتونکی اسکا دینا قبول نہ کیا اور یہہ بہی اسکو یقین تھا کہ یہہ لوگ مجکو مار دینگے
جب فوج نے غلبہ کیا تو راجہ ہیرا سنگھ اپنی حویلی واقعہ ہیرا منڈی مین در بند ہو بیٹھا فوج سکہان نے سردار
جواہر سنگھ کو وزیر مقرر کرکے قید سے رہا اور تمام فوج در صدد قتل راجہ ہیرا سنگھ و پنڈت جلا ہو گئے
حتی کہ بوقت آٹہہ بجے دنکے راجہ ہیرا سنگھ و پنڈت جلا معہ لہنا سنگھ وغیرہ چند ملازمان تخمیناً پچاس ساٹہہ
آدمیون کی بسواری اسپان حویلی سے نکل کر بارادہ جموں دروازہ ٹکسال سے نکل گئے در پی اسکے
تمام فوج خالصہ معہ توپخانہ لگ پڑی اول راجہ ہیرا سنگھ کہ بمقام شاہدرہ بخدمت سردار سلطان محمد خان
برادر سردار دوست محمد والی کابل استمداد کیلئے گئے مگر اوسنے کچہہ توجہ نکی اور نہ مدد دی لاچار
مایوس ہوکر آگے کو چلے جب لاہور سے چودہ پندرہ کوس نکل گئی تو فوج سکہان نے نصیحتاً راجہ ہیرا سنگھ
کو کہا کہ اگر تو پنڈت جلا کو مدد نہ دی تو بدستور ہمارا افسر ہے مگر تقدیر نے نہ چاہا کہ راجہ ہیرا سنگھ کے گہوڑے
سے اوتر کر داد شجاعت دی پنڈت جلا و میان لہنا سنگھ بہی کام آئے بوقت چاشت سر انکے لاہور مین
آگئے چنانچہ راقم الحروف نے بچشم خود دیکہا کہ راجہ ہیرا سنگھ اور پنڈت جلا کا سر روبروی حویلی مہاراجہ
کہڑک سنگھ جہان سردار جواہر سنگھ قید تھا ایک پرنالہ سے لٹکایا گیا تھا راجہ ہیرا سنگھ بہ سبب تمام حسین تھا
اور مہاراجہ کلان اسکو اپنا از خیال کرکے بکریان بچے فرزند کہا کرتے تھے اور تا حین حیات مہاراجہ کلان
ہر روز پانچ روپیہ بوقت شب اسکی سر کے نیچے رکہہ جاتا تہا اور یہی بابت پتنگ سوینے باندہا ہوا اسکا دیکہا
طرفہ تر یہہ ہے کہ کئی پہر تک راجہ ہیرا سنگھ کے چہرہ کا رنگ و روپ ویسا ہی نظر آتا اور موچہین بلدار
کنڈل والین نظر آتی رہین پہر وہ سر گلی کوچوں مین ٹہوکرین کہاتی رہی چنانچہ ایک سکہہ مسمی ندہان سنگھ
جسنے پنڈت جلا کی ہاتہہ سے سزاے موقوفی پائی تہی کئی روز پنڈت جلا کی سر کو شہر لاہور مین پانوسے
ٹہوکرین مارتا پہرا سبحان اللہ ایک وہ روز تہا کہ مہاراجہ کہڑک سنگھ نونہال سنگھ پسر خود کی شرارت سے
مرا اور اسیوقت وہ بہی ہمراہ پدر کہڑک سنگھ چلا پہر مہاراجہ کہڑک سنگھ کی بادشاہنی چند کور کو
مروا ڈالا پہر بالمشافہ راقم کی مہاراجہ شیر سنگھ سردار جیت سنگھ سندہانوالیہ نے بمشورت راجہ دہیان سنگھ

مارہ ورمی شاہ ماہول میں تاریخ یکم اسوج میں حالت سعایہ کشتی پہلواناں قتل کیا اور اسوقت قلعہ
میں آکر راجہ دہیان سنگھ کو بھی ہلاک کیا پھر راجہ ہیرا سنگھ نے بدلا اپنے باپ کا لیا یعنی بعد جنگ سہ روزہ سردار
اجیت سنگھ اور لہنا سنگھ کو معہ بہت سے معتبر اونکے قتل کیا اور بہت سے سرداروں کی لگائی اس وہاں
راجہ ہیرا سنگھ کا امر اتنک تاسہا بعد اوسکی سردار جواہر سنگھ وزیر مقرر ہوا اور جب وہ عیش و عشرت دی
بعد بہنوئی اس جہاں سے گزر گیا تو امیں سوا ایک میں وزیر ہوا اور اسوج سمت صد مین سکھوں نے
اسیر بلوا کرکے بدعوی حصول انعام و خلاف آئو گئی کہ مہاراجہ شیر سنگھ نے ہمکو فلاں انعام دیا اور راجہ
ہیرا سنگھ سے بھی عطا ہوا اسکو نامی فلانے تقسیم کرو وہ حیران ہو گیا سکھ تو حاکم کسی میں بیٹھ
رہتے تھے ارادہ کیا کہ قلعہ پر دھاوا کریں رانی جنداں نے یہہ تحریر کی کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ معہ سردار
جواہر سنگھ ایک ہاتھی پر سوار کیا اور خود ڈولی میں بیٹھ کر ہمراہ ہوئی اور چھاونی میاں میر میں
واسطے مصالحت کی گئی کہ سکھ لوگ مہاراجہ کو دیکھ کر اس حرکت سے باز آجاوینگے القصہ جب
وہاں گئی تو گورسوار جنتا والی پلٹن سرکشی کی راہ پر آئے ہاتھی کو بٹھا کر مہاراجہ دلیپ سنگھ کو اتار
لیا اور سردار جواہر سنگھ کو بضرب سنگین و شمشیر قتل کر ڈالا اور چچا رتن سنگھ بیدی جو صاحب منصب
اسکے تھے وہ بھی کام آئے ہرچند رانی جنداں نے واویلا کیا مگر کسی نے نہ سنا پھر رانی صاحبہ اوسکی لاش کو
اوسی ہاتھی پر ڈال کر روتی پیٹتی ہوئی لائیں راجہ دہیان سنگھ مین لے آئی کیونکہ اوسنے وصیت
کی تھی کہ میری سمادھ متصل سمادھ راجہ سوچیت سنگھ کے کرنی چاہیئے یہہ واردات بوقت ۳ بجے دن کے ہوئی
اور پانچ بجے لاش اوسکی جلائی گئی اوسکی لاش کے ساتھ چار رانیاں سنگھ جو اسکی ستی ہوئیں کہتے ہیں کہ
انہوں نے اوسوقت خوب ستر کہا اور بوقت ستی ہونیکے یہہ سراپ سکھوں کو دیا کہ ہمیشہ
تمکو برباد کریگا اور ایسی ایسی دعائیں دیتی ہوئی جل گئیں رانی جنداں نے نہایت رنج و غم سے
تعزیت اوسکی کی جب فوج نے دیکھا کہ رانی صاحبہ نہایت ناراض ہیں تو ظاہرا عفو تقصیر چاہنے لگے
کہ جو ہونا تھا سو ہوگیا اب تم مالک ہو جو حکم دو گی سو ہم کریں مگر یہ مثل مشہور ہے کہ رانی صاحبہ نے
دنمہ یہہ کہا کہ اگر میرا نام خدا ہے تو تم خراب کر دکھاؤں آخر چنانچہ اتنک سب لوگ

گئی ہین کہ عنایان نے سکہان کے ہاتہہ پہر آیا بعدازان بعد اوسکے راجہ لعل سنگہ وزیر ہوا اور بقیہ
تمام حال تواریخ خالصہ مین اور قدری مہاراجہ کلان کی سمادہ کے حال مین مندرج ہی جو چاہے
دیکہہ لی اور بعد اوسکی رانی صاحبہ نے سمادہ بنوانی شروع کی اور دیوان بوٹا سنگہ نامی معہ خلیفہ نورالدین
صاحب مہتمم عمارت سمادہ مقرر ہوئی رانی کا ارادہ تہا کہ یہہ سمادہ بڑی عالیشان بنی چنانچہ سمادہ
اکثر سمادہون سی بلند ہے مگر خدا نے نہ چاہا کیونکہ قبل از اختتام عمارت سمادہ اختتام سلطنت ہوگیا
پہر رانی صاحبہ نے بہائی بدہ سنگہ گرنتہی کو ڈیرہ کلان سی جسکا ذکر اوپر تحریر ہوچکا ہی طلب کیا اُن روزون
مین وہ بحویلی کہڑک سنگہ حسب الحکم سردار جواہر سنگہ مقیم تہا رانی صاحبہ نے اوس بدہ سنگہ کو کہا کہ اب
تم اس سمادہ پر متعین رہو اور ماسوا تنخواہ اولی کے مبلغ پندرہ سو روپیہ کی جاگیر علاقہ شرقپور مین
واسطی ارام مسافرین کے مقرر کر دی اور حکم دیا کہ یہہ جاگیر محض واسطی اسکی ہے کہ جو کوئی مسافر
غریب سادہو سکہہ سنت آوی اوسکو کہانا دیا جاوی یعنی سداورت جاری رہے آب نوشی
کیواسطی ایک سبیل بہی مقرر کرادی اور سمی کہڑک سنگہ بتنخواہ للعہ ماہواری پانی پلانیوالہ مقرر
ہوا ماسوا اسکی دو روپیہ یومیہ باین تفصیل لگادیا کہ سوا روپیہ یومیہ کا تو کڑاہ پرشاد دربارانہ
بطور اردواس یعنی نذرانہ گرنتہہ مقرر کیا اور سنت رام جمعدار کہاران کو حکم دیا کہ ہر روز کڑاہ
پرشاد اپنی ہاتہہ سے چڑہایا کری موضع مانڈو گوجر جو بشرح قریہ لاہور متصل شالا باغ ہی بالعوض
تین سو روپیہ کی بہائی بدہ سنگہ کو جاگیر عنایت کی ابتک وہ بہائی بدہ سنگہ اس سمادہ پر قابض ہے
وہ جاگیر ابتدائی عملداری انگریزی مین جاری تہی مگر ۱۸۵۹ع مین ضبط ہوگئی باعث اسکا یہہ ہوا
کہ کسی مخبر نے سرکار مین بماہ فروری ۱۸۵۹ع خبر دی کہ یہہ بدہ سنگہ مفسدہ پردازی کیا چاہتا ہی
اسپر جناب صاحب ڈپٹی کمشنر مسٹر رابرٹ ایٹس اجرٹن صاحب بہادر وہان خانہ تلاشی
کیواسطی تشریف لیگئی کاغذات مشعر پلٹنین گوئی برامد ہوی یہہ بدہ سنگہ زبان پنجابی مین کب
یعنی شاعر ہے ہمیشہ گرنتہہ خوانی مین مشغول رہا کرتا ہی ماسوا اس سمادہ سردار جواہر سنگہ کی ایک
دہرم سالہ اندرون دروازہ ذکی اسکی قبضہ مین ہے جہان سی وہ کاغذات برآمد ہوی اُسپر جنید

سال کیواسطے کالی پانی کو وہ بھیجا گیا وہاں کی حاکم نے چال چلن پسند کرکے حکم رہائی دیا
چنانچہ دم تحریر وہ لاہور میں بدستور قدیم محافظ سمادہ ہے جاگیر واگذار ہوئی آدمی نیک ہے
یہہ سمادہ باہر دروازہ مستی کے مقام ترت کی گوشہ البیان میں متصل باغ بادامی چال کسیری باغ موجود
ہی متصل اسکی سمادہ راجہ سوچیت سنگہ برادر راجہ دہیان سنگہ و گلاب سنگہ و مہاراجہ جموں و کشمیر ہے
وہاں مہاراجہ جموں و کشمیر کیطرف سی کمہ مندرج ہوتی ہے چنانچہ دم تحریر جو جناب مہاراجہ صاحب
والی کشمیر بتقریب ملاقات جناب لارڈ گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ وارد لاہور ہوئی تو چلس
سانجہ کیواسطے اس سمادہ میں بزرگوار تشریف لیگئے اور مندر مناسبہ چڑہا دی اسباعث سی دہ بیٹا
کو یہ آیا ہے اور یہہ سمادہ سردار جواہر سنگہ ناظر و مرمت طلب عمارت ریختہ کار موجود ہے
رانی جنداں کیخدمت میں ایک کنیز مسمات منگلاں بدرجہ نہایت دی اعتبار تہی اوسنی برج
دروازہ مستی متصل گول سڑک عرب رویہ ناصیحہ نواب علی رضا خانصاحب مرحوم ایک شوالہ بہو
بنا چنانچہ اتبک موجود ہے گرد نواح اسکی چار دیواری پختہ منقش استرکار اور مینا میں مندر طلاکار
طلائی منقش مصور اسمیں ایک برہمن مقیم ہے چار دیواری کے اندر دالان بنے ہوئی ہیں اور منگلاں
اب مقام ہردوار میں مقیم ہے لوگ کہتی ہیں کہ یہ رانی منگلاں اوس نواح میں مشہور ہے لاکہہ با روپیہ
پاس ہی اور جوش گدراں ہے

چاہ نولکھہ

شرقی رویہ لاہور مردو گاہ ریلوی
چال کیطرف ایک باغ نواب علی مردانخان کا موجود ہے بہدی ہی نواب علی مردانخان بنج جسکا
حال علیحدہ درج کتاب ہو چکا ہے اتبک بارہ دری اس باغ کی عالیشان موجود ہے اور ماسوا
کسی کسی جگہہ سراقہائی خشتی بہی موجود ہیں مدت سی یہہ باغ سرداران سندہانوالیہ کے قبضہ
ان بباعث اسکی باغکی تمام نواح اس باغ کا نولکھہ مشہور ہے جسمیں چند چاہ مزروعہ ملحقہ ہیں
اس نواح کا نمبردار فی الحال شیرہ میاں سی بخش کا ہے جسکا حال باغبانپورہ کے حال میں
مفصل مندرج ہے اور یہہ حافظ بخش نائب اسکا کارگذار ہے جا اسکی موضع کہو ہی میراں
ملتی ہے باغ کریا رام و مکان و دری شاہ صاحب مقبوضہ راقم اسی کے سلاقہ میں ہے درنسبہ

اسکا بنام نولکھہ یہہ مشہور ہی کہ علی مردانخان مرحوم نی اسباغکو طیار ہی بڑ نو لکھہ روپیہ صرف کیا تہا اور بعضی یون بیان کرتے ہین کہ اسوقت آمدنی اس محال کی نولکھہ روپیہ سالیانہ تہا واللہ اعلم بالصواب

خاتمہ

تحقیقات چشتی ایک عمدہ کتاب بھی نسخہ نایاب ہی جامع احوال بزرگان ہنود و اہل اسلام ہے منظور خاطر خاص و عام ہے چارون طرف لاہور سے جسقدر مزار ہین بزرگان سلف کی یادگار ہین اون سب کی حالات آغاز سے انجام تک ابتداء سے اتمام تک فخر الشعراء شرف العلماء علامہ ہمہ دان فہامہ نوشتہ خوان مولوی اجل فاضل اکمل معدن علم مرجع ارباب علم جامع فروع واصول مجمع معقول و منقول مصدر نیکوی و نیکو سرشتی مولوی نور احمد چشتی لاہوری نے ابکمال محنت و جان فشانی و غایت تردد و سرگردانی حسب الحکم حاکم معدلت گستر جناب لے لڈیمیم صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے درج فرمائی اور بہت صفائی کے ساتہہ ایک آئینہ جہان نما روشن کیا عبارت اسکی عام فہم خاص پسند مضامین اسکی بہت بلند صلح کلی کی یہہ حالت ہی کہ ہر ایک مذہب والی کی قدر و منزلت کی رعایت ہی کہین تشریح عبارات ہی کہین توضیح حالات ہی کہین اشعار آبدار ہین کہین شجرہ ہای سلسلہ وار ہین جو کہ آجتک کوئی کتاب جامع تشریح و حاوی تفصیل حالات اماکنات قدیمہ لاہور نہ تصنیف اور نہ مطبوع ہوئی تہی اسواسطی یہہ کتاب ایک مجموعہ فیض عام فایدہ معمور کرکے مطبع کوہ نور لاہور مین مطبوع ہوئی لیکن افسوس ہزار افسوس کہ قبل از اختتام خود مصنف صاحب کا بمرض ہیضہ وبائی آناً فاناً بین خاتمہ بالخیر ہوگیا خدا مغفرت کری امید کہ شائقین باتمکین و ناظرین ندرت آئین جب اسکی سیر فرماوین اور حظ اوٹہاوین مصنف صاحب کی روح کو فاتحہ خیر پہونچاوین اور مصنف صاحب کی تصانیف سوای اس تحقیقات چشتی کی اور بہی الموسوم بہ تحفہ چشتی و یادگار چشتی صفحہ روزگار پر یادگار ہین وہ بہی نہایت عمدہ کتابین بمضامین دلپسند و عبارات ارجمند ہین غرض کہ ذات بابرکات مولوی صاحب کے ایک مغتنمات زمانہ سے تہی فقط از بندہ فضل الدین صحاف لاہوری +

تاریخ اختتام از مفتی غلام سرور سپرنٹنڈنٹ مطبع

محمد حبیب کریم تحقیقات چشتی بنا سالی شکل سمہ دار رہا ہے ٭ کہیں ذکر سیہاں ما طریقیں
کہیں تاریخ حال اولیا ہے ٭ مضامین خوش آورنی دلچسپ ٭ بیان خوش عبارت حالت ہے
کیا ہی خوش بیاں سب صلح کل ہے ٭ نہ لکھا ہوئے تعصب جو لکھا ہی ٭ پھر انکشاف حال اسلاف
محمد آئینہ عالم نما ہے ٭ کہیں اشعار گوہر بار منظوم ٭ کہیں عشقوں کا نقشہ کھینچ دکھا
ہر اک لفظ پر اک معنی ہر اک حرف ٭ عروس علی عل علی علی ہے ٭ لکھی سرور نے آخر اوسکی تاریخ
۱۲۹۲
کہ اچھا نسخہ چشتی سا ہے ٭ وقط از مولوی محمد علی برادر خورد مصنف کتاب

سکہ این نامہ کہ ما دارد ٭ ستد لو مگر جریدہ چون علس ٭ سال طبعش خرد بہ بردل گفت
سدہ مطبوع سمہ مجالس الیضاً خوکوہ نور سے یہہ نور چمکا ٭ ہوا نور دلسی ہی نور اوسکا آج
سروش جیسا تاریخ اسکی بردل ٭ یہہ ہی مصداق تحقیقات نولاد
الیضاً

جوکی تصنیف چشتی لی یہہ تحقیق جیسی دیکھی یہ سالم یہہ غضب ہی
۱۱ ۷ ۲

کہی بیرول میں نے ہاتف نی تاریخ یہہ تحقیقات چشتی شکے محب سے

تاریخ وفات مصنف کتاب از بہادر شاہ پیر سید

چراغ شاہ سرداری

ناگہاں حون نور احمد چشتی نیکو شرشت ست سوئی دار جنت رحلت ارما
سند رحلتش جو جستم سال تو صلش بردل گفت نور نور احمد سوئی دار البقا

الیضاً

6529

مولوی نور احمد چشتی چار دہ پیر دنی جود ہفت
۱۹۲۲
ہاتف غیب تاریخش سوئی جنت مروت چشتی گفت